طلسم ہوش ربا
جلد سوم
خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری۔ پٹنہ

طلسم ہوشربا

جلد سوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

طلسمِ ہوشربا

جلد سوم

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری، پٹنہ

پیشگفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران،
جس کے آٹھ دفتر ہیں۔ دفتر پنجم
طلسم ہوشربا
جو کہ داستان امیر حمزہ کی جان ہے
اور جس کی سات جلدیں ہیں
اس کی اوّل چار جلدوں کا ترجمہ منشی محمد حسین جاہ مرحوم نے
اور آخری تین جلدوں کا ترجمہ منشی احمد حسین قمر نے فرمایا

———— طلسم ہوشربا (جلد سوم)، ۱/۵ 'خاتمۃ الطبع' از جانب مطبع/۷۶۲

آٹھ دفتروں کی چھیالیس جلدوں پر مشتمل تقریباً پچاس ہزار صفحات پر پھیلی داستان امیر حمزہ کا یہ پانچواں دفتر 'طلسم ہوشربا' جو قریب دس ہزار صفحات پر پھیلا ہوا اردو زبان کا طویل ترین نثری شاہکار ہے جسے اردو کی اپنی چیز اور خالص تصنیف ہونے کے باوجود اس کے لکھنے والے (کبھی کبھی بہک جانے کی بات اور ہے!) خاکساری اور انکساری سے ترجمہ ہی کہتے رہے!! اور جو ۱۹ ویں صدی میں اس طویل داستانی سلسلہ کی شائع ہو کر منظر عام پر آنے والی پہلی کتاب ہے، پیش خدمت ہے۔

طلسم ہوشربا، جس کا محض نام ہی ہمیں ایک ایک طلسمی دنیا میں لے جاتا ہے، اس معنی میں اردو نثر کا شاہکار ہے کہ اردو میں اتنے وسیع اور متنوع پیمانہ پر نثر کا استعمال کسی دوسری جگہ نہیں ملتا ———— اور نہ اتنے بڑے پیمانے پر رزم (= حمزہ وغیرہ)، بزم (= عاشقی وغیرہ) اور عیاریاں (= عمرو وغیرہ) کہیں اور مل سکیں گی۔

آٹھ دفتری داستان امیر حمزہ کے اس پانچویں دفتر یعنی 'طلسم ہوشربا' کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ داستان کے بقیہ سات دفتروں کی تو تھوڑی بہت 'فارسی بنیادیں' مل جاتی ہیں ———— لیکن دفتر پنجم یعنی طلسم ہوشربا خالص ہندستانی تخلیق ٹھہرتی ہے اور اس لحاظ سے ہندستان کی اردو زبان کا ایک نادر تحفہ جس کا پہلا ڈھانچہ سن ستاون سے قبل رام پور میں میر احمد علی نے کھڑا کیا اور جسے ان کے بعد اگلی پیڑھی کے ابنا رشاد (شاگرد میر احمد علی)، مثلاً اس سماعی روایت کو اور مضبوط کیا اور پھر ان کے بیٹے غلام رضا نے 'سمع' کو 'بصر' میں ڈھال کے سنی جانے والی داستان کو پڑھی جانے والی کتاب میں ڈھال دیا جو چودہ جلدوں میں 'غیر مطبوعہ' رضا لائبریری رام پور میں موجود ہے۔

طلسم ہوشربا اصلاً سات نہیں بلکہ آٹھ جلدوں پر مشتمل ہے (کہ جلد ۵ کے ۲ حصے ہیں) اور ۲ جلدیں مزید 'بقیہ طلسم ہوشربا'

کی آئیں، اس طرح اس کی کل دس جلدیں ہوتی ہیں۔ گویا پوری ۴۶ جلدی داستان حمزہ کے دو تہائی سے کچھ ہی کم حصے پر ہوشربا
حاوی ہے۔ یہ دو داستان گویوں کا کارنامہ ہے: محمد حسین جاہ نے اولیں چار جلدیں لکھیں، احمد حسین قمر نے بقیہ ساری جلدیں تمام کیں۔

یہ داستانیں لکھی بعد میں گئیں، سنائی پہلے! اس لیے تحت میں آنے سے قبل ہی مشہور ہو جاتیں، اور لکھ جانے کے بعد بھی سنائے جانے میں
زیادہ فرق نہیں آیا۔ داستان امیر حمزہ، اور اس داستانی سلسلے کی اہم ترین کڑی طلسم ہوشربا کو، اردو میں جتنا پڑھا گیا، اور جتنا سنا گیا، اردو کی
کوئی اور تخیل تخلیق، اس اعتبار سے، اس کے نصف قد کو بھی نہیں پہنچی۔ عوام الناس سے نیکر نوابوں اور بادشاہوں تک، غربا سے امرا
تک، شہزادہ بانکے (مرزا غالب بھی!)، سب اس کی زلف کے اسیر تھے! پہلی جنگ اور پھر دوسری جنگ عظیم تک یہ محبوبیت کی روایت
کسی نہ کسی طور جاری رہی! اگرچہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے درمیانی عرصے میں گھٹیا درجہ پر ندیم صہبائی فیروز پوری، ادنیٰ درجے پر
ظفر عمر (بہرام کی گرفتاری، نیلی چھتری وغیرہ) اور خالص ترجمے کے درجہ پر تیرتھ رام فیروز پوری خاموشی سے طلسم کی جگہ لیتے چلے گئے!
فرصت اور مہلت کے اوقات سکڑ رہے تھے، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ سننے سنانے سے زیادہ اب پڑھنے کا دور حاوی آچکا تھا۔
تاہم وہ کرشمہ زائیاں اور سحر طرازیاں، وہ تخیل کی آزادانہ اڑان، وہ نیکی اور بدی سے بنی ملی زندگی کا تنوع اور اس میں ہیرو کی حیرت ناک
غیر معمولی بہادری اور ذہانت اور ان کے بل پر اعلیٰ ترین کامرانی ——— اس سب کو دیکھنے کی خواہش بھی، وہ داستان امیر حمزہ نہ سہی
تیرتھ رام فیروز پوری کے اسرار و رپار لندن اور گردش آفاق کا ترجمہ سلسلہ ہی! بہرام کے کارنامے ہی سہی! وقت سکڑ رہا تھا اس کے ساتھ حجم
بھی سکڑتا رہا۔ یہاں تک کہ آزادی کے بعد وہ سیل بیکراں 'جاسوسی دنیا' اور 'طلسمی دنیا' جیسی جوئے کم آب میں سمٹ آیا۔ 'طلسمی دنیا'
مقبول نہ ہو سکا کہ وقت جو بدل چکا تھا اس کا اندازہ اس کے سنچالکوں کو نہ ہو سکا۔ 'جاسوسی دنیا' البتہ اتنا ہی مقبول رہا جیسا
اپنے زمانے میں طلسم ہوشربا تھا، اور یہ مقبولیت اس درجہ پر رہی کہ ابن صفی کے انتقال کو کئی سال گزر گئے لیکن پھر بھی 'جاسوسی دنیا'
ابھی ایک دو سال قبل تک اسی پابندی کے ساتھ ماہنامہ کی شکل میں پرانے شماروں کو چھاپتا اور دھوم دھام سے فروخت ہوتا رہا ہے ——
اور سرحد پار متعدد مقبول ڈائجسٹ 'جاسوسی دنیا' کی پوری پوری کہانیاں اپنے یہاں تمام و کمال یا قسط وار دیتے رہتے ہیں۔ کسی نہ کسی طور
تحیر زائی اور اس میں انسانی دلچسپی اسی طرح نئے نئے نقش بناتی رہی ہے!

ہند ایرانی کلچر کی جو باقیات، بیسویں صدی کے اوائل تک جتنی اور جس حد تک محفوظ رہ گئی تھیں، ہوشربا میں اس کلچر کے
تقریباً ہر پہلو کی جھلکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ کلچر جو ہند آریائی تہذیب کے دو دھاروں ملن تھا۔ عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال
پہلے کا دھارا اور عیسیٰ سے گیارہ بارہ سو سال بعد کا دھارا: جس میں دونوں نے اپنی اپنی حسین ترین روایتوں کو ہم آمیز کر کے دنیا کی ایک
شکیل ترین تہذیبی آمیزہ کو جنم دیا۔ ہوشربا میں عالمی تاریخ و تہذیب کی اس خوبصورت یادگار کو بڑی تفصیل سے دیکھا جا سکتا ہے۔
اس دور کی تہذیب، سماج، اور زبان، ان تینوں کے مطالعہ کے لیے ہوشربا ایک قیمتی خزانہ ہے۔

طلسم ہوشربا کا رشتہ اردو داستان کے رشتے سے فارسی داستان امیر حمزہ صاحبقراں (= قصۂ امیر حمزہ = حمزہ نامہ = رموز حمزہ[1] = اسمار الحمزہ) سے جوڑا جاتا ہے جو روایۃً فیضی کی طرف منسوب کی جاتی رہی ہے لیکن یہ واقعہ ہے کہ فیضی سے قبل ہمایوں (م ۹۶۳ھ) کے عہد میں بھی موجود تھی اور اس دھوم دھام سے موجود تھی کہ ہمایوں نے اس عہد کے بہترین ایرانی فنکاروں کو اسے مصور کرنے پر مقرر کیا، اور پھر اکبر کے عہد میں یہ کام انجام کو پہنچا (اس مصور حمزہ نامے کے منتشر اوراق چند سال قبل آسٹریا سے طبع ہو چکے ہیں۔ یہ اشاعت صرف تصاویر پر مشتمل ہے اور متن سے عاری ہے) (مصوری پر جو مواد سامنے آیا ہے اس میں آسانی سے یہ تذکرہ مل جاتا ہے۔ اکبر کے عہد میں مغل مصوری اپنے عروج کو پہنچی ہوئی تھی ہندستانی اور ایرانی مصوروں کی فوج مصوری نے جو شاہکار تخلیق کر رہے تھے ان میں حمزہ نامہ بھی شامل ہے۔ اور ان میں خدا بخش لائبریری کا تاریخ خاندان تیموریہ کا مصور نسخہ بھی شامل ہے جو مصوری کی دنیا کا تاج محل کہلاتا ہے ——— یعنی قدیم زمانے کے حمزہ نامہ کو اکبر کے عہد میں مصور کیا گیا، اور یہ جو فیضی کا نام بار بار اس کے مصنف کی حیثیت سے آتا رہا ہے تو عین ممکن ہے کہ جس طرح تاریخ خاندان تیموریہ میں قدیم تر تاریخوں سے مدد لے کر تاریخی متن بھی شامل رکھا گیا، اسی طرح حمزہ نامہ کو دوبارہ لکھا گیا ہو اور لکھنے میں فیضی شامل رہے ہوں۔ بہر حیثیت جس داستان کو عہد ہمایوں میں حاصل ہو جائے، تو وہ جو ایک دوسری روایت کے مطابق اسے عہد تغلق کی چیز کہا گیا ہے، اور ایک تیسری روایت کے مطابق عہد غزنوی کی چیز ——— تو کوئی عجب نہیں کہ یہ سچ مچ اتنی ہی قدیم رہی ہو۔ فی الحال تو بس اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ خدا بخش لائبریری میں ایک داستان فارسی میں زبدۃ الرموز کے نام سے موجود ہے جس کے مؤلف حاجی قصہ خواں ہمدانی نے ۱۰۲۲ھ/۱۶۱۳ء میں ——— حیدرآباد پہنچ کر ابو عبداللہ قطب شاہ کے لیے لکھا ——— لکھتے وقت ہمدانی کے پاس داستان حمزہ کے کئی نسخے تھے جن میں ابوالمعالی نیشاپوری، جلال بلخی، اور سلطان حسین تشافی کے فارسی ورژن قابل ذکر ہیں۔ یعنی داستان کے متعدد نسخے ۱۶۱۲ء سے قبل بھی موجود تھے۔

داستان امیر حمزہ فارسی میں جو کبھی تھی ہے ایک جلد میں یا چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں دستیاب ہے۔ اردو میں بھی یہ داستان فورٹ ولیم کالج کے توسط سے خلیل علی خاں اشک کے قلم سے (۱۸۰۱ء) ایک ہی حصے میں آگئی۔ نصف صدی بعد امان علی خاں غالب لکھنوی نے (۱۸۵۵ء میں) اپنا ورژن اردو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ اس آخر الذکر کو یا دونوں ورژنوں کو سامنے رکھ کر مطبع نول کشور نے عبداللہ بلگرامی کے قلم سے تیسرا ورژن (۱۸۷۱ء) پیش کیا جو معمولی ترمیموں کے ساتھ پہلے سید تصدق حسین

---

[1] رموز حمزہ تہران سے بھی شائع ہوئی اور نولکشور سے بھی۔ حال ہی میں تہران سے "قصہ حمزہ یا حمزہ نامہ" بھی (مرتبہ جعفر شعار) معمولی ضخامت کی دو جلدوں میں شائع ہوا ہے۔ جو ایک قول کے مطابق (تہران سے س ۱۲ھ میں سات جلدوں میں چھپا۔ خدا بخش کیٹلاگ ۸/۱۸۱) خدا بخش کیٹلاگ کو غلط فہمی ہوئی یہ سات جلدیں نہیں سات حصے تھے جو دو جلدوں میں سما گئے ہیں۔

رضوی ایڈیشن (۱۸۸۷ء) کی شکل میں، اور پھر آخری بار عبدالباری آسی (م ۱۹۴۵ء) ایڈیشن کی صورت میں سامنے آیا۔

پنج تنتر/کلیلہ و دمنہ/انوارِ سہیلی اور الف لیلیٰ کے نمونے سامنے تھے ہی، کہانی میں کہانی سننے کے لیے داستان طرازی کا مزاج کافی تھا۔ محلوں کے تھکے ہارے مکینوں کو اپنی آنکھیں تھکانے اور اپنا ذہن خرچ کرنے کی کیا ضرورت، جب وہ کسی دوسرے کی زبان اور ذہن کچھ دیر کے لیے خرید کے ایک داستان سن کے خوابِ خرگوش میں چلے جاتے تھے۔ محلوں سے ہوتی یہ داستانیں شدہ شدہ گلیوں اور گھروں تک پہنچ گئیں، اور داستان گو اعلیٰ اور ادنیٰ دونوں طبقوں کے مذاق کا خیال رکھتا ہوا کی پھندنے لگاتا چلا گیا۔ تاہم یہ کہنے اور سننے کی حد تک محدود داستان سننے سنانے میں ایک محلّے یا ایک شہر تک کی محدود رہتی، مطبع والوں نے اندازہ لگایا کہ انھیں چھاپ دیا جائے تو اس میں دلچسپی لینے والوں کا جو وسیع تر متنوع حلقہ موجود ہے اُسے اس کی من چاہی چیز ملے گی تو وہ اس کا بہتر بدل دے گا (جس پر دنیا چل رہی ہے یعنی مالی منفعت!)۔ چنانچہ **داستان گویوں کو داستان نویسوں میں تبدیل کر دیا گیا** اور داستان امیر حمزہ کی مختصر سی **ایک** جلد ۴۶ ضخیم جلدوں میں ڈھلتی چلی گئی۔ داستان گو (جو اب داستان نویس تھے) اُسے ترجمہ بھی کہتے رہے (کہ رشتہ ماضی سے رکھنا اس عہد کا شیوہ تھا)، تصنیف بھی (کہ واقعتہً تو یہ تصنیف ہی تھی!)۔

○

طلسم ہوشربا تصنیف ہے ترجمہ نہیں۔ طلسم ہوشربا، داستان امیر حمزہ کا ایک حصّہ بتایا جاتا ہے۔ درخود داستان ــــ ایک قدیم تر فارسی قصّہ داستان امیر حمزہ سے ماخوذ بتائی جاتی رہی جبکہ ــــ کوئی ایسی قدیم فارسی داستان امیر حمزہ دستیاب نہیں، موجودہ ضخیم داستان امیر حمزہ اردو جس کا ترجمہ قرار دی جا سکے ــــ اور کوئی فارسی یا اردو داستان امیر حمزہ ایسی موجود نہیں کہ طلسم ہوشربا جس کا ترجمہ کہی جا سکے، بجز اس کے کہ داستان امیر حمزہ اردو اس نام کی قدیم فارسی داستان کا چربہ ہے یا اسے اپنا سرچشمہ بتایا ہے ــــ اور طلسم ہوشربا قدیم داستان یا اردو داستان سے مستفاد ہے تو محض اس حد تک کہ ناموں میں خاصا اشتراک ہے اور کارناموں میں بھی جا بجا اشتراک ہے۔

دراصل اردو والوں نے عظیم تر ادبیات فارسی سے ناتا جوڑنے کی کوشش میں یہ کہنے میں فخر محسوس کیا کہ وہ طلسم خود تصنیف نہیں کر رہے، بلکہ داستان کے ایک اسی نام کے حصّے کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں۔ تاہم چونکہ یہ امر خلاف واقع تھا اس لیے ایک ہی سانس میں اسے ترجمے کے ساتھ تصنیف بھی قرار دیتے رہے۔ اس میں ان طلسم کاروں کے ساتھ مطبع کے کارپردازوں، اور مالکوں کو بھی برابر کا یا کچھ زیادہ ہی دخل رہا جنھوں نے اسے بھی اپنی بزنس یا تجارتی گُر کا حصّہ جانا کہ فارسی والوں سے رشتہ ظاہر کیا جاتا رہے کہ انیسویں صدی کے اواخر تک ہمارے اردو میں وہ عظمت نہیں تھی جو فارسی کے نام سے وابستگی میں پیدا ہو جاتی تھی۔ ورنہ یہ سب کیا تھا کہ تسلسل

کے ساتھ، بلکہ فنی اصطلاح میں تواتر کے ساتھ، یہ روایت لکھنؤ اور دہلی دونوں میں عام ہے کہ بڑے داستان گو لکھتے نہیں تھے سناتے تھے ——— لکھنے والے 'کاتب' اسے سن کے لکھتے جاتے تھے۔ اور پھر، جب یہی کچھ چھپ کر آتا تھا تو مصنف پوری خاکساری سے اور طابع پوری تاجرانہ دانشوری کے ساتھ اس کارنامے کو تصنیف کے ساتھ ساتھ 'ترجمہ' بھی لکھ دیتا تھا۔

تصنیف کو ترجمہ کہہ کر پچھلوں سے رشتہ جوڑنے کی کوشش دراصل اس وقت کی ایک اہم قدر کا شریفانہ اظہار بھی کہ کسی سے کچھ لو تو احسان کا تقاضا ہے اس سے زیادہ بتاؤ جتنا اس کا حق ہے۔ اگر پچھلوں نے کوئی طلسم ہوشربا لکھی تھی تو وہ اگلوں کے لیے انسپریشن تو بہرحال تھی: اس کے کردار لیے، اس کے عیار لیے، اور بھی کچھ باتیں آٹے میں نمک کے طور سے لے لیں۔ اب اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ اصل ۲۵ صفحے کی داستان ترجمے میں نو دس ہزار صفحوں پر پھیل گئی۔ اگر خیال اصلاً پیشرو کا ہے تو اس پر چاہے ایک پوری عمارت کی تعمیر ہو جائے، عمارت کا نام اس خیال آفریں کے نام پر ہی رہے: ایسی قدریں، اب اس عہد میں، جب پیشرووں کے پورے پورے افکار بس روا اپنے ناموں میں ٹانک لیتے ہیں، سمجھ میں آ بھی تو نہیں سکتیں!

جن پیشرو داستان نویسوں کے نام طلسم ہوشربا کے 'مترجم مصنفوں' نے لکھے ہیں وہ پرانے زمانے کے فیضی اور نئے عہد کے انبہ پرشاد، غلام رضا اور میر احمد علی ہیں۔ یہ بھی صحیح ہے کہ میر احمد علی اور انبہ پرشاد کی روایت سے 'انبہ پرشاد کے بیٹے غلام رضا کی تصنیف کردہ طلسم ہوشربا چودہ جلدوں میں 'طلسم باطن ہوشربا اور طلسم ہوشربائے باطن' کے نام سے رام پور میں **مخطوطہ** کی صورت میں محفوظ ہے۔ **یعنی** اردو میں یہ داستان ایسی ہی ضخامت کے ساتھ قبلاً وجود میں آ چکی تھی۔ لیکن جس طرح ان لوگوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا سرچشمہ بنایا تھا، **مطبوعہ** طلسم ہوشربا کے مصنفوں نے بھی 'اصل فارسی' کو اپنا ماخذ قرار دیا۔ یہ اور بات ہے کہ دونوں کا سرچشمہ یا ماخذ محض ایک خیالی وجود ہے 'اقلیدس کا ایک فرضی نقطہ' جو زیادہ سے زیادہ پھیل سکا تو نیشنل لائبریری کے بوہار کلیکشن کے 'قصہ فیلسوف' تک جسے فہرست نگار (عبدالمقتدر) نے ہوشربا والا قصہ ٹھہرایا، جو صحیح بات نہیں!

داستان امیر حمزہ، رموز حمزہ، قصہ امیر حمزہ، اسمار الحمزہ، حمزہ نامہ، زبدۃ الرموز کہیں بھی طلسم ہوشربا کا نشان نہیں تھا۔ دراصل یہ فارسی میں تھی ہی نہیں۔ اسے تو میر احمد علی اور میر قاسم علی اور ان کے شاگردوں نے اردو ہی میں لکھا۔ یہ اس کا پہلا نقش تھا اور رام پور میں یہ داستانیں ۱۸۴۰ء - ۱۸۶۵ء کے درمیان لکھی گئیں، جو نولکشور سے قبل کی بات ہے۔ خود احمد حسین قمر نے اس کا اعتراف کیا ہے (ہوشربا ۵: ۲/ ۶۲۷) کہ مصنف اول احمد علی ہیں۔

○

وہ مشہور روسی حکایت آپ تک بھی پہنچی ہو گی جس میں مہم جو جب ساری منزلیں سر کر کے اس چٹان تک پہنچ جاتا ہے جہاں

اب وہ بسہولت اپنا نام لکھ کر بقائے دوام کی ضمانت حاصل کر سکتا ہے تو اُسے وہاں یہ لکھا ہوا نظر آتا ہے کہ ناموں کے لیے مخصوص ساری جگہ بھر چکی ہے اب مزید گنجائش نہیں۔ لکھنا چاہو تو بیشک لکھ سکتے ہو لیکن بس آخری نام کھرچ کے! اس ہدایت نامہ میں یہ بات محذوف تھی کہ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا کہ تمہارے بعد آنیوالا بالکل اسی طرح تمہارا نام کھرچ کے اپنا نام لکھا جائے گا اور اس کے بعد اس کا نام کوئی اور کھرچے گا اور اس کے بعد۔۔۔۔

ہماری اقدار ایک ایک کر کے ریزہ ریزہ بکھر رہی ہیں۔ ایک اعلیٰ قدر کبھی یہ بھی رہی تھی کہ گزرے ہوؤں کے نیک نام کو ضائع نہ کرو (نام نیک رفتگاں ضائع مکن) شعر کے دوسرے حصہ میں ایک لالچ بھی دیا گیا ہے (کاش نہ دیا گیا ہوتا!) کہ جانے والوں کا نام قائم رکھو گے تو آنے والے تمہارا نام بھی بچا لیں گے (''تا بماند نام نیکت برقرار'') اقوام متحدہ کے سربراہ اور عظیم صوفی ہیمرشیلڈ کی وہ دلدوز چیخ آج بھی کانوں میں گونج رہی ہے کہ آخر نام میں کیا رکھا ہے! آخر ہم سب کی یہ کوشش کیا ہے؟ کہ جب ہم دنیا سے گزر جائیں تو زندوں کے خیالات بار بار ہمارے نام کے گرد گھومتے رہیں! ہمارا نام اپنے نام ابدیت سے تو ہم بچ بھی نہیں سکتے۔ ہماری زندگی اور ہمارے اعمال کے نتائج کھرچے تو نہیں جا سکتے! نہ انھیں امتیاز یا نشانات ملنے سے روکا جا سکتا ہے!! وہ عزت کا باعث ہوں یا شرمندگی کا!!!

کسی گزرے ہوئے کا نام ضائع مت کرو، کوئی پچھلا نام کھرچو مت، مت کھرچو' کہ تمہارا نام وہاں آجائے! بالآخر تو تم بھی کھرچ دیے جاؤ گے!!

کتنے ہی معاملوں میں ہمارے پیشرو ہم سے بہت بڑے تھے زیادہ خوش نصیب تھے، (مثلاً یہی کہ ان کے پاس وقت بہت تھا) طلسم ہوشربا کا خصوصاً اور داستان امیر حمزہ یا داستان خیال وغیرہ کا عموماً جیسا تفصیلی مطالعہ ان لوگوں نے کیا اور اپنے مطالعہ کے جو نتائج قلمبند کیے وہ آج بھی اہمیت رکھتے ہیں۔

ان داستانوں کا دور بظاہر گزر چکا۔ ہمارے ہمعصروں میں بس شاید دس پندرہ لکھنے والوں نے یہ داستانیں الف سے یے تک پڑھی ہوں! اتنا ہی بہت ہے ہمارے لیے کہ کسی نے بھی ''ادب دوستی میں'' اتنی فرصت تو نکالی! اور شکر گزار ہونا چاہیے ہمیں ان محسنوں کا' جنھوں نے ہم پر روشن کیا کہ چالیس پچاس ہزار صفحات پر پھیلے ہوئے ان 'خاکساران جہاں' فنکاروں کو حقارت سے نہ دیکھیں، کون جانے کب اس گرد میں سے کسی سوار' کسی 'شہسوار' کا چہرہ چمک اٹھے!

قبلاً کوئی کسی موضوع پر اچھا کام کر چکا ہو تو اس سے بہتر خراج تحسین اور کوئی ہے بھی نہیں جس کی طرح ہم نے ڈالی ہے، اس طور پر کہ پیشروؤں نے فن داستان گوئی پر داستان امیر حمزہ پر اور خصوصاً طلسم ہوشربا پر جو کچھ لکھا ہے اس کا متعلقہ حصہ طلسم ہوشربا کے اس خدابخش ایڈیشن کے ساتھ اقتباساً یکجا کر دیا جائے: پہلے تنقیدی اور تحسینی تحریریں ہوں جس سے

قاری موضوعات سے قریب ہوتا چلا جائے؛ درمیان میں برزخی تحریریں ہوں، جن میں تحسین کے ساتھ تحقیق بھی جڑی ہوئی ہے، اور آخر میں خالص تحقیقی تحریریں!

سو، یہ تحسینی، تنقیدی اور تحقیقی تحریریں مصنفوں کیلیے شکر گزاری کے ساتھ مقدمۂ طلسم ہوشربا کے طور پر پیش کی جا رہی ہیں۔

○

تہذیب، سماج اور زبان ـــــ تینوں کے مطالعہ کے لیے طلسم ہوشربا ایک اہم ماخذ ہے۔ تہذیب اور سماج کو کچھ آپ خود تلاش کرلیں، کچھ ہم مدد کرتے ہیں!

زبان ایک سماجی عمل بھی ہے، تہذیبی وسیلۂ اظہار بھی۔ اس کے پیش نظر لفظیات کی شکل میں بازیافت کی ایک کوشش کی گئی ہے: یہ فرہنگ نہیں؛ یہ فرہنگ کا بدل بھی نہیں ہے۔ یہ صرف جاتے ہوئے زمانے کو لفظوں کے واسطے سے اسیر کرنے کی ایک آرزو ہے جسے صفحہ صفحہ اور سطر سطر تلاش کرکے یکجا کردیا گیا ہے کہ ان لفظوں، محاوروں، اصطلاحوں اور استعمالوں کے آئینہ میں بیسویں صدی کے اوائل تک کا رواج عام اور اس کے توسط سے، ممکن حد تک، وہ تہذیب اور سماج سامنے آجائے جسے تاریخ سے زیادہ معتبر اور بے بدل صورت میں ادب محفوظ رکھتا ہے! لفظیاتِ طلسم ہوشربا کو مقدمۂ طلسم ہوشربا کی مانند مستقل بالذات الگ جلد کی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے اس امید کے ساتھ کہ یہ دونوں ساتھی جلدیں اپنی حقیر جسامت کے باوجود متن کی دیو قامت جلدوں کے مطالعہ کی راہیں روشن کرنے میں معاون ہوں گی۔

ـــــ عابد رضا بیدار

تیسرا [illegible] داستان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر و ہوش ربائے جادو تقریر فردوس کلام زیبا و نوطرز تقریر مرصع و تحریر حیرت افزائے جلد سوم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

تصنیف ناظم و نثار زمان داستان گوئے شیریں بیان سخن سنج مصائب خوان پسندیدۂ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل کمال سخنور بے مثال مرزا آغا سید محمد حسین جاہ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوئی

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ سنہ [illegible]ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آغاز جلد سوم طلسم ہوش ربا

اسے قلم فرض ہے ثنائے اِلٰہ
ربِّ اکبر کا کر ادا سجدا
اُسکی درگاہ بے نیازی مین
جو جہان مین ہے اُسکے کام یہ ہی
مالک المُلک [illegible] شریک لہ
کہ خدا جسکا خود ہوا طالب
سایۂ پیغمبرون کے سر کا تاج
زیورِ عرش بہرِ زینت ہے
سایۂ جسم احمد [illegible]
یہ بھی [illegible] لفظ رسول
[illegible]

حمد کا عزم ہے تو بسم اللہ
جس نے باغِ جہان کیا آباد
[illegible] نرگس جھکاتی ہے آنکھین
ہے وہی بادشاہِ کون و مکان
وحدہٗ لا الٰہ الا ہو
سرورِ انبیا حبیبِ خدا
انبیا اُس کے در کے ہین محتاج
شمس [illegible] کا اُسکے ہے یہ کمال
اس لیے رب نے خلق تھا نہ کیا
ہے اسکے گر تو بس ہے علی
حاکم کا رضا نجات قضا
[illegible]

سر کو محراب حمد مین تو جھکا
دل بلبل کو گل کی بخشی یاد
سرو آزاد اُسی کے نام پہ ہو
ہے وہی باغبان باغ جہان
نور حق کا بھی وصف ہے واجب
خادم ادنےٰ ہے جبرئیلؑ اُسکا
اُسکے نعلین کی یہ عظمت ہے
چرخ پر بنگیا ہے شکل ہلال
یعنے واحد ہو نہین کر دیہ قبول
کہ برادر ہے اسکا اور وصی
ناصرِ دین نفس پیغمبر
مرتبہ دان رسول فخر اُسکا

[illegible] ہے مسجود
[illegible] اُسکی آل پہ ہو مدام

التماس مؤلف بخدمت ناظرین

ناظریان داستان فصیح
اس جگہ پر کیا ہے ختم کلام
اور مہرخ مقابل حیرت
ہیں لقا پاس داخل لشکر
عمرو فوج سے دیکھ جو خراش
بھاگ کے آ رہے ہیں ساتھ ہی لشکر
ہے جو افراسیاب کی وہ وزیر
لیکن اب پھر گئی ہے بے تکرار

سنیں اس طرح یہ بیان صحیح
کہ عمرو طالب اعانت ہے
اپنے لشکر میں ہے بصد عظمت
حمزۂ نامور کی ساری فوج
چلے آئے ہیں کہ تھی جنکی تلاش
سارے افراسیاب ہیں کید
صنعت سحر ساز نے تدبیر
الغرض سب یہ حال بیش و کم

یعنے جلد دوم ہوئی جو تمام
ملک کوکب میں باصد عزت ہے
اور بلا و صبار جادوگر
ہے مقابل میں انکے باصد اوج
اور توپ برج طلسم کے در پر
گنبد نور [illegible] اسد ہیں قید
لڑنے آئی تھی پہلے وہ غدار
اپنی اپنی جگہ پہ ہوگا رقم

رہیں اس سلسلے کے سب پابند
تا کہ ہوں داستان سے فائدہ مند

آغاز داستان دلستان پہونچنا نامہ افراسیاب کا طاق حشم جادو کے پاس اور عذر کرنا اسکا کہ میں علیل ہوں اور بھیجنا اسکا اپنے اُستاد حسام جادو کو اور مارنا برق کا حسام جادو کو پھر بغضب تمام آنا طاق حشم کا اور مہرخ و بہار کا اسکو دیوانہ بنانا آخر مارا جانا اسکا اور آنا صنعت سحر ساز کا اور لشکر مہرخ پر آفت لانا اور عین وقت پر عمرو کا طلسم کوکب سے مع لشکر کثیر آنا اور صنعت کو لڑکر شکست دینا لشکر مہرخ کا خوشنود آمد عمرو سے ہونا

ساقی نامہ مؤلف

مے توبہ شکن دے اے ساقی
عیش و عشرت کے کامرانی کے
ارے توبہ ابھی سے کی توبہ
بزم رندان کو چلکے رونق دو
روح جمشید کی قسم تمکو

ابھی فصل بہار ہے باقی
یار ہم مشربان کا ہے یہ قول
[illegible] کون مانے گا
تمکو پیر مغان کے [illegible]
اپنی امید کی قسم

ابھی باقی ہیں دن جوانی کے
[illegible] جلد تر لا حوال
لو اٹھو آؤ میکدے کو چلو
[illegible]
[illegible] کی قسم

دختر رز کی زمیون کی قسم
سچ بتاؤ کہ مئے سے کیون ہو خفا
تم سے بنت العنب کی حرمت ہی
دیکھو سنسان میکدہ ہے پڑا
ساغر مے بھی چشم پر نم ہے
چلیے میخانہ کیجیے آباد
جھک کے سننے لیے ہمارے قدم
لب ساغر پہ پھر ہنسی آئی
رند سجدہ مین گر پڑے بہم
دف پہ مطرب نے ہاتھ پھر مارے
ہو گئی آج میکدے مین عید
لب ساغر کے پھر لیے بوسے
وقت افسانہ گوئی پھر آیا

تمکو سوگند جان رندان کی
دختر رز سے کیا قصور ہوا
محتسب تم سے خوف کھاتا ہے
ہے یہ میخانہ یا کہ ہے صحرا
ہالۂ در گلو صراحی ہے
آپکے دم سے رند پھر ہون شاد
شیشے کرنے لگے مجھے تسلیم
مین نہیں آیا دل لگی آئی
زہد و تقوی نے کی وہان سے گریز
سب نے مارے خوشی سے پھر نعرے
بیعت خم پہ سب ہوے راضی
پھر صراحی کے ہم گلے سے ملے
جھک کے جام خوب پی کر مئے

بادہ خوارون کے دین و ایمان کی
تم سے پیر مغان کی عزت ہی
قاضی دستار کو بچاتا ہے
انجمن ہے کہ بزم ماتم ہے
جس طرف دیکھا اک تباہی ہے
الغرض آئے میکدے مین ہم
گردنین خم ہوئین پئے تعظیم
ہوے محراب خم مین سر پھر خم
رند بکارے مے بیار و بریز
ہر طرف کرہی تھی گفت و شنید
آخر اچھلا عمامۂ قاضی
اپنے ساقی کو مہربان پایا
ہان اٹھاؤ قلم کہ وقت یہ ہے

بادہ خواران ساغر معنی	این حکایت کنند لاثانی

بادہ کشان رحیق مروق مصطبۂ خوش کلامی و جرعہ نوشان ساغر بادۂ حسن نظامی مستسقیان شراب حسن بیان و سرخوشان ساتگین میخانۂ داستان۔ ساغر و دائرہ حروف تحریر کو شراب کلام سے اس طرح لبریز فرماتے ہین اور انجمن قرطاس مین بسان بادہ خواران الفاظ مضامین کو یون جھاتے ہین کہ جب افراسیاب کو حال خراب بلاد صبا بذریعہ عریضہ معلوم ہوا نامہ دار کو بعد فکر بسیار جواب لکھکر دیا کہ میری جانب سے دعا کہنا اور بیان کرنا کہ مین بہت جلد تمکا مدد دہی کا تمھاری کر کے باندھونگا اور لباس اعانت تمھین عنایت کرونگا گھبراؤ نہین اطمینان تمام رکھو جنگ مسلمانان و اعانت خداوند سے کام رکھو غرضکہ شاہ طلسم سے وہ نامہ دار یہ باتین سنکر اور خلعت رخصت پاکر جس راہ آیا تھا اسی راہ پھر چلا اور بعد قطع راہ طلسم وار دبارگاہ لقا ہوا یہ مرتد تخت نکبت پر بیٹھا تھا کو میون کا مجمع تھا بلاد صبا بھی حاضر دربار بخدمت مدار تھے نشۂ شراب سے سرشار تھے کہ نامہ دار نے آکر اثر زنگ بیان مین تصویر تقریر شاہ طلسم کھینچی جب سب کیفیت انھون نے سنی باہم مشورہ کیا کہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ اہل اسلام سے کرین پھر آپ ہی کہا کہ اول اسم اعظم حمزہ کے بند کرنے کی فکر کرین پھر لڑین یہ کہکر تدبیر ہو کرانے اسم اعظم مین بارگاہ سے اٹھکر غائب ہوگئے انکو تو اس فکر مین مبتلا رکھیے لیکن حال زبون خیال افراسیاب بدافعال سنیے کہ اسنے دوبارہ اپنے پیر بھائی کو نامہ بھیجکر خیال کیا کہ حیرت فی الحال بہت گھبرائی ہوئی ہے کہ شکستین کھا چلی ہے اسکی دلداری چلکر کرنا چاہیے

یہ سوچ کر اُٹھا وہ بیابان نرگس جہاں پہنچا ہوا تھا نہایت پر بہار تھا فرحت آگین گلزار تھا گلہائے نرگس
چمن چمن کھلے تھے شاہدان گلشن آنکھیں جوانان باغ سے لڑاتے تھے زیر قدم بادشاہ بہار گلستان نے
آنکھیں بچھائی تھیں یا دہر غدار نے بیوفائی سے بغصہ آنکھیں دکھائی تھیں بادشاہ جیسے ہی اُٹھا
ہوا نے سرد اُس صحرا مین وزان ہوئی اور گوشہ ہائے صحرا سے بارہ سو نازنینان حور پیکر سیمین بر بصد حسن و ادا
لباس جواہر دوز زیب جسم کیے زیور مرصع کا پہنے اپنی آن و ادا پر نوجوانان چمنستان دہر کو لبھاتیں زلفیں ہر ایک کے
چہرۂ بے نظیر پر بل کھاتیں گیسو کا رخسار پر لہرانا کفر کا اسلام پر غالب آنا ظاہر تھا یا ملک حلب پر تتاریوں
کا چڑھ آنا ظاہر تھا زلف خم در شکن تھی یا دلہائے عشاق کی جائے سکن تھی حلقہائے زلف تھے یا صبنی نافہ
غزال ختن لیے تھے ۔ بلکہ مشاطۂ بہار نے چند سنبل کو پیچ دیے تھے ۔ پیشانی پر ٹیکا جواہر کا لگا یا حسن کا اُسی
ماتھے پر چکا پٹیان جبین در خوبی کی محرابین تھین ابرو کے قریب تل تھا فلک حسن پر اختر کامل تھا چشم سرگین
مین سرمہ کا دنبالہ تھا یا کوئی سیہ مست پائے خم سے لپٹا تھا نہین نہین محراب ابرو مین ہر آبادی میکدہ دعا کرتا تھا کہ
الٰہی خداوندا رب پیر مغان شاد رہے یہ میکدہ تا حشر آباد رہے چشم فتان کے اشارے انقلاب نگار
کا نشان نگاہ کی گردش گردش آسمان رخسار نازک پر شمس و قمر صدقے اس آسمان حسن پر فلک تارے
اُتارے بینی چشمۂ حیوان دہن کا راستہ بتاتی خود بینی حسینان اُس جگہ منہ کی کھاتی واقعی ہر ایک ماہ پارہ تھی ۔ نظم

کمان یا ہے محراب یا ابرو ہے
یہ نشتر ہے یا تیر مژگان ہے کیا ہے
یہ زنجیر یا مار یا دام عاشق
یہ لب ہے کہ لعل بدخشان ہے کیا ہے

یہ ابرو ہے یا تیغ بُرّان ہے کیا ہے
یہ ہے آئینہ یا ہے مہر درخشان
یہ سنبل ہے یا زلف پیچان ہے کیا ہے
صفا ایسی انسان مین کب ہوا ہے

یہ خنجر ہے جمدھر ہے یا تیر ناوک
یہ چہرہ ہے یا ماہ تابان ہے کیا ہے
عقیق یمن یا کہ مصری ہے یا قند
یہ سلک گہر یا کہ دندان ہے کیا ہے

یہ آفت ہے فتنہ ہے یا ہے قیامت
ترا قد ہے یا سرو بستان ہے کیا ہے

ایک تخت جواہر نگار کاندھے پر لیے سرو جمشیدی کو جسے رشک آئے کھڑے چاندی سونے کے رنگ سے
بھرے کمر پر رکھے ہاتھوں مین قمقمے لیے انگیا مین بھی گیند بلور کے چھپائے مسکراتین کمر اور کولے کا عالم
دکھاتین سامنے شاہ طلسم کے آئین بہر تسلیم سب نے گردنین جھکائین شاہ عالی پایگاہ تخت پر سوار ہوا
گھنٹے ناقوس بجنے لگے تخت بزور سحر دوش ہوا پر روانہ ہوا ایک ابر سرخ سر پر آ کر چھا گیا موتی برسنے لگے
وہ پریزادین جو تخت لائی تھین رنگ کھیلنے لگین پچکاریاں چلنے لگین مقیش اُڑانے لگین تارے ٹوٹتے
نظر آتے تھے مقیش کے تار اس طرح جگمگاتے تھے صدائے دورباش سے گوش فلک کر تھا خلاصہ یہ کہ بڑا کر و فر
تھا اسی طرح جانب حیرت بادشاہ بصد حشمت روان تھا اُدھر حیرت بارگاہ مین بمقابلہ مہرخ آئی
ہوئی ہے اور تمام سردار سالار ساحران غدار حاضر دربار ہین اور اسی طرح بارگاہ لشکر عمرو مین بھی ساحر بیٹھے
ہین لیکن بہار و نافرمان وغیرہ چند ساحرنیان مہرخ کے یہان کی اور گیسو بن شہاب و

شکوہ زرین تاج وغیرہ جادوگرنیاں حیرت کی میدان بہر رزم درست کرا رہی ہیں غار بھرے
جاتے ہیں درخت کٹتے ہیں مورچے بندی ہو رہی ہے کس لیے کہ آمد ملکہ صنعت سحرساز کی خبر لگی ہوئی دونوں
طرف کی بارگاہوں میں ناچ ہو رہا ہے پیالہ شراب گردش میں ہے کہ یکایک سواری افراسیاب
کی پیدا ہوئی ابر سرخ ظاہر ہوا طبلے پر تھاپ پڑتی سنائی دی ملکہ حیرت مع تمام ساحران افسران
لشکر کے بارگاہ سے باہر آئی اور بہر استقبال شاہ بداقبال آگے بڑھی تخت بادشاہ نیچے اترا ملکہ مذکور
نے مجرا کیا اور کئی کشتیاں زر و گوہر کی سر شاہ پر سے نثار کیں بادشاہ نے ہاتھ ملکہ کا زیر بغل داب لیا
ملکہ نے خزانے سے نیلوا فنا ملا دیا دوش بدوش دونوں روانہ ہوئے اسوقت صورت برج جوزا ظاہر
تھی سب کہتے تھے کہ سنبلہ کمان سے آیا ہے قران النحسین ہوا ہے غرضکہ اسی طرح یہ دونوں داخل بارگاہ
ہوئے پریزادان ہمراہ سواری تخت شاہی لیکر در بارگاہ پر ٹھہریں بعض عہدے ہاتھ میں لیے
شاہ کے ساتھ اندر آئیں باقی انتظام ہو گیا کہ کوئی شخص اندر نہ جانے پائے بادشاہ آکر تخت پر بیٹھا
ملکہ پہلو میں اہل دربار اپنی اپنی جگہ پر متمکن ہوئے شراب کا پیالہ گردش میں آیا ناچ ہونے لگا ملکہ نے
حال اپنی شکست وغیرہ کا آبدیدہ ہو کر بیان کیا بادشاہ نے قفل دہن مفتاح زبان سے وا کیا اور تسکین آمیز
کلام کیے اور کہا کہ ابھی میں نے طاق جشیم اپنے پیر بھائی کو بلایا ہے وہ آکر سب باغیوں کو غارت کر دیگا اور
مثل برگ خزان رسیدہ باغ عالم سے بصرصر فنا اڑا دیگا حیرت یہ کلام سنکر بہت خوشنود ہوئی اور کہا
اے شہنشاہ میں حیران تھی کہ بڑے بڑے ساحر ملازمان شاہی ہیں سرکار یہ جبر و تعدی ان نمک حراموں کی اٹھاتے
ہیں اور ان ساحروں کو نہیں بلاتے اب معلوم ہوا کہ آپ مخالفوں کی سزا دہی اور گوشمالی دینے پر آمادہ
ہوئے بادشاہ نے یہ سنکر اہل دربار سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیوں صاحبو تم میں سے کوئی ایسا ہے کہ جو
میرے پیر بھائی کا سامنا کر سکے سب نے متفق اللفظ جواب دیا کہ واقعی پیر بھائی کا حضور کے کوئی سامنا
نہیں کر سکتا ہے وہ بڑے زبردست جادوگر ہیں خوشامدی بادشاہ کے کلام کی اور زیادہ تر تائید کر کے
مدح و ثنا میں طاق جشیم کی تر زبان ہوئے یہاں تو یہ ذکر و تذکرہ ہے لیکن جاسوسان لشکر مہرخ جو قریب
بارگاہ آئے دیکھا تو یہاں کے لشکری خوشی کر رہے ہیں غلغلہ برپا ہے کہ بادشاہ کے پیر بھائی طاق جشیم آگئے
ہیں سب نمک حراموں کا کام تمام کرینگے یہ خبر کاروں نے جو سنی وہاں سے پھر کر خدمت ملکہ مہرخ میں
حاضر ہوئے اور بعد دعا و ثنا کے خبر عرض کی کہ لشکر حریف میں اس طرح کی خبر ہم نے سنی ہے آمد طاق جشیم
کی خوشی ہو رہی ہے ملکہ مہرخ نے خبر سنکر فرمایا کہ ابتو افراسیاب ایسے ہی ایسے ساحر ڈھونڈھ
ڈھونڈھ کر بلائے گا خیر ہمارا بھی خدا مالک ہے یہ کہ کر چپ تو ہو رہی مگر رنگ چہرے کا زرد ہو گیا برق عیار
حسب اتفاق دربار میں موجود تھا اسنے جو رنگ چہرہ ملکہ متغیر دیکھا اپنی جگہ سے اٹھکر گویا ہوا کہ ذرا میں تو
جا کر اس طاق جشیم کو دیکھ آؤں کہ اسکی کیسی صورت ہے مہرخ نے یہ بات سنکر کہا کہ اے برق واسطے

خدا کا وہان جانے کا ارادہ نہ کرنا وہ مواطاق چشم اپنے فن مین طاق شہرۂ آفاق ہے زبردست جادوگر
ہے افسون وسحر سے ماہر ہے مثل یہ اسی پر صادق آتی ہے کہ اُسکے کاٹے کا منتر نہین وہ موا بڑا موذی ہے خدا کی
مار اُس پر برق نے کہا ہمکو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بھروسہ اور تکیہ ہے وہ ساحر ہمارا کیا کریگا یہ کہکر ہر چند
ملکۂ موصوف نے منع کیا اسنے نہ مانا اور روانہ ہوا جب قریب لشکر حیرت پہونچا دل سے مشورہ کیا کہ ابھی
جس ساحر کی فکر مین تم آئے ہو وہ آیا نہین پس لازم ہے کہ کسی نہ کسی طرح بارگاہ مین حیرت کی اپنے تئین پہونچاؤ
اور کسی سردار کی صورت بناؤ ٹھہرے رہو جب ساحر مذکور آئے تو اُسپر ہاتھ صاف کرو راہ عدم اُسکو دکھاؤ
یہ سوچ کر بصورت مبدل داخل لشکر ہوا اور قریب بارگاہ پہونچا فکر کرنے لگا کہ کسی کو بیہوش کرکے اُسی کی
ایسی صورت بنون اور اندر جاؤن یہی خیال مین تھا کہ وہان جو نازنینان ہمراہی شاہ طلسم در بارگاہ پر کھڑی
تھین اُنمین سے ایک کو احتیاج کی حاجت ہوئی اُسنے اپنی ساتھ والیون سے کہا کہ بہنا مجھکو جانے ضرور
پر جانے کی حاجت ہے کوئی چلتا ہے میرے ساتھ سب نے کہا تجھکو ہر بار ایسی ہی جگہ پر احتیاج ہوتی ہے
بھلا یہ کون موقع ہے شہنشاہ آنے والے ہین نہ بی بی ہم مین سے کوئی نہ جائیگا یہ کیا تو نے عادت سیکھی ہے
کہ ایک تو آپ جاتی ہے اور دوسرے اور کو لیے جاتی ہے ایک عورت نے اُنمین سے کہا کہ یہ رنڈی نچنے
پیلے چیڑے پر اتراتی ہے جانتی ہے مجھ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت نہین اُس نازنین نے کہ جسکو احتیاج تھی
ان باتون کا جواب دیا کہ اُوئی اتنا میرا پوچھنا کہ ساتھ چلی ہو غضب ہو گیا ہزارون باتین تم نے مجھے کہہ ڈالین
اگر تم میرے ساتھ نہ جاؤگی تو مجھکو کوئی کھا نہ جائیگا یہ کہتی ہوئی وہان سے چلی اور لشکر سے نکلکر ایک گوشہ مین
بہر رفع احتیاج بیٹھی برق اسکے ساتھ آیا تھا اور گھات مین تھا کہ اسکو بیہوش کرون پس ایک عورت کی قطع
بنکے جہان وہ بیٹھی تھی یہ بھی گیا اور جبتک وہ اُٹھے اُٹھے اُسنے کمند ماری وہ عورت دریائے نور کی رہنے
والی کنیز شاہ جادوان عیارون کی مکاری کیا جانے کمند مین اُلجھ کر گری عیار مذکور نے خوب اُس کو
بیہوش کر کے پیرہن اور زیور جسم سے اُتار لیا اور اُسکو وہین مٹی مین دبا دیا پھر آپ آئینہ سامنے رکھکر
اُسی کی ایسی صورت بنا کیا قدرت نقاش ازل ومصور آفرینش نے اُس صورت نگار نیرنگ وعیاری کو
عطا فرمائی تھی کہ بیت پل مارنے کی ہوئی نہ دیری ؛ سبحان اللہ شان تیری - ہوا ہی گویا پھر گئی وہ
برق ہی نہ تھا وہی نازنین خاص افراسیاب کی تھی زلف چلیپا اُس سبزہ رنگ کی تھی یا کشت
حسن پر گھٹا کالی چھائی تھی سبزہ رنگان دہر کے زلف کو دیکھ کر رشک سے رخسارون پر تیرگی آئی تھی گیسو کا پیشانی پر عکس
پڑا تھا واقعی پری کا سایہ ہوا تھا نہین بلکہ اُسی گیسو وجبین نے ہزارون کو پری زدہ بنا کر سودائی مشہور کرایا تھا
ابرو تھے یا تغلبند قدرت نے نیا تماشا دکھایا تھا باغ رخسار کی نرگس مین تلوار کا پھل آیا تھا مژگان چشم نے
تلوارون کی کوٹ بندی کی تھی تیغ باندھی تھی یا اُسکی جیسی بھوین تھین ایک ایک شانے پر سیکڑون کشور دل لوٹ لینے
کو چھٹی تھین چشم مردم فریب نے فتنہ اُٹھائی تھی لیل ونہار فتنہ زا کو آنکھین دکھاتی تھی نرگس مست پر چشمک زن تھی بڑی

پُرفن بھی رخسارِ نازک کو کس سے مثال دوں لازم ہے کہ اُسکو لا مثال کہوں سچ ہے وہ رخ لاجواب ہے مرقعِ دہر
میں یہ تصویر انتخاب ہے دہن تنگ موہوم کی صفت میں چُپ رہنا اچھا ہے اور کیونکر اُس عنقا بے اوجِ حسن کا
وصف کروں میں نے کہاں اُسکو دیکھا ہے غرضکہ از سر تا پا اُس بت پُرفن کا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

بلا وہ شوخی کی چال بھی ہے وبالِ کاکل کا جال بھی ہے — ادا سے دل پائمال بھی ہے قلق سے آشفتہ حال بھی ہے
نگہ فسون چشم عین جادو بلا خم کمند گیسو — خدنگ مژگاں کمان ابرو بلا سے دل خط و خال بھی ہے
ہرن ہیں صیاد چشم جادو قضا کے پھندے ہیں دام گیسو — شکار گہ آئینہ کو کر تو کمند بھی ہے غزال بھی ہے
نہ کیوں ہو ہر بات میں دورنگی دماغ رہتا ہے آسمان پہ — وہ شوخ مستِ شباب بھی ہے غرورِ حسن و جمال بھی ہے
وہ گورا گورا ہے منہ تمہارا ابھرا ایک ہی گال ماہ پارہ — قمر کی تجلی کا ہے وہ تارا سیاہ جو رخ پہ خال بھی ہے

اس صورت دلفریب سے جب درست ہو کر بن سنور چکا اٹھلاتا ہوا پانی سے لوٹ کے کھیلتا ہوا چلا اور دربارگاہ
برائی گرد حسینان میں آملا جو تخت شاہی لیے کھڑی تھیں اور گویا ہوا کہ لو اتم جو میرے ساتھ نہ گئیں تو میرا کیا
ہوا کوئی مجھے کھا نہ گیا یہ کہہ کر ہنستا ہوا اندر بارگاہ کے چلا کہ جا کر دیکھوں شہنشاہ کے جلنے میں کتنا عرصہ ہے غرضکہ
اندر جا کر ایک کنیز بادشاہ کے برابر کھڑا ہوا بادشاہ اہلِ دربار سے باتیں کر رہا تھا جب اُسنے نگاہ اُدھر سے پھیری
اسپر نظر پڑی ایسا حسن اُسکا اچھا معلوم دیا کہ فریفتہ ہوگیا مگر بمصداق اس مثل کے کہ - آن ہونی کی ہونی کوتاکت
ہیں سب کو سے - ان ہونی ہونی نہیں ہونی ہووے سو ہووے - از بسکہ یہ عورتیں خاص طلسم کی رہنے والی ہیں جب
برق نے اُس نازنین کو بیہوش کرکے صحرا میں چھوڑا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوکر اُسکو اُٹھا لیگیا اور دریائے نور پر اُسکو پہونچا کر
بادشاہ طلسم کو بھی اُسنے اطلاع دی کہ عیار برق فرنگی نام اس طرح کنیز بنکر آتا ہے پس اسوقت بادشاہ نے جو اُسکے
حُسن پر نگاہ کی آگاہ تو ہو چکا تھا ہی دیکھتے ہی پہچان گیا اور بہت ہنسا برق سمجھا کہ یہ مجھپر مائل جو ہوا ہے اس وجہ سے
ہنستا ہے یہ سمجھ کر اُسنے اور زیادہ تن کر اپنی گات کو دکھایا اور بناز و ادا مُسکرایا بادشاہ نے اشارہ کیا کہ آگے آؤ
یہ اٹھلاتا ہوا سامنے آیا شاہ نے بسبب اسکے کہ فرار نہو جائے بہلا وا دیا ہنس کر استفسار کیا کہ تو کیا کام کرتی
رہتی ہے اُسنے آنکھیں جھکا کے کچھ شرما کے جواب دیا کہ لونڈی سواری میں حضور کی حاضر رہتی ہے مورچھل ہلاتی ہے
اور جو کچھ حکم ہوتا ہے وہ بجا لاتی ہے شاہ جادوان نے کہا میں نے تیری نوکری معاف کی صرف پانوں رات کو دبانا اور
کوئی کام نہ کرنا اُسنے سر جھکا لیا اور کچھ جواب نہ دیا بادشاہ اسکی ایک ایک ادا پر لوٹا جاتا ہے اور دل میں لیے کہتا ہے
کہ کمبخت عیار کیا بلا کے ہیں معشوقوں کے ناز بھی اُنھوں نے گرد کر دیا رنڈی کیا ایسی ادائیں کریگی جو یہ کر رہا ہے ہم
فی الجملہ بادشاہ نے زیر لب کچھ افسون پڑھا کہ ایک چوکی سنگ مرمر کی ہشت پہل ترشی ہوئی اور مخمل سرخ سے
منڈھی ہوئی فلک پر سے اُتر آئی بادشاہ نے برق سے کہا کہ تو تم اس چوکی پر بیٹھو یہ بہت خوش ہوا کہ اب یہ بادشاہ
مسخرا میرے جال میں پھنسا آج رات کو باغ سیب میں لیجا کر اپنے ساتھ سلائیگا میں بیہوش کرکے اسکو راہ فنا
دکھاؤنگا پس خوشی خوشی کمر کو تین بل دیکر تیوری نزاکت سے چڑھا کر چوکی پر بیٹھا شاہ نے ہنس کر کہا اے جانی

اب تم کہیں نہ جانا ہم تمھارے عاشق ہیں عیار مذکور اس کلمہ سے کچھ کھٹکا اور غور جو کیا تو چوتڑ چوکی میں جم گئے
ہیں اور زمین سے چوکی اونچی ہوتی جاتی ہے عیار مسطور یہ حالت دیکھ کر گھبرایا اور بادشاہ طلسم جست کرکے تخت پر سے
چوکی پر آیا اور کہا میاں برق اچھی طرح ہے برق نے کہا میں آداب عرض کرتا ہوں اور یہ کہہ کر بہت
جھک کر تسلیم کی شاہ جادوان قہقہہ مار کر ہنسا برق نے کہا آپ ہنستے کیا ہیں اس وقت ہم نہ عیاری کو آئے تھے نہ
لڑنے کو آئے تھے تمکو دیکھنے چلے آئے تھے ہماری عادت کمبخت ایسی بری اور نکمی ہے کہ جہاں کسی کو دو تین مرتبہ دیکھا
الفت محبت ہوگئی چنانچہ تمھیں عرصہ سے دیکھا نہ تھا آج سنا کہ تم آئے ہو ہم بھی چلے آئے کیا جانتے تھے کہ تم یہ سلوک
ہمارے ساتھ کروگے افراسیاب نے کہا اے تو نے میری لونڈی کو غارت کیا ہوتا کہ خاک میں دبا دیا تھا وہ تو میرے سحر کا
پنجہ اسکو دریائے نور پر لیگیا اب مجھے تو فقرہ دیتا ہے میں بغیر قتل کیے تجھے زندہ نہ چھوڑونگا برق نے کہا
تمہارا فرمانا سچ ہے لیکن اے بادشاہ جو لونڈی کو نہ بیہوش کرتا تو آپ تک کیونکر پہونچتا اور یہیں مار ڈالنے کا
تمھیں اختیار ہے میں جانتا ہوں کہ تم زبردست ہو شہنشاہ ہو مالک ہو کوئی تمہارا کیسا نہیں کرسکتا ہے جسکو
چاہو مار ڈالو مجھے قتل کروگے تو کیا پاؤگے اگر چھوڑ دوگے تو تمہارا نام ہوگا شاہ جادوان یہ تقریر اسکی سن کر
پر سر رحم آیا اور چاہا کہ رہا کردوں مگر ملکہ حیرت نے تیور بادشاہ کے پہچان کر کہا کہ اے شہنشاہ یہ مرا دم دیتا ہے کہ
بھلا اسکی اور آپکی الفت لے پیر ایسا سمجھتا ہے فیل باز اور مکار ہے چھوٹا تو آپکے پیر بھائی آنیوالے ہیں لٹکا اک
میں دم کر دیگا اور علاوہ اسکے بموجب اس بیت کے **بیت** نیکی کرنا بدوں سے ایسی ہے : جیسے نیکوں سے کی بدی تم نے :
اسکا رہا کرنا ہرگز نچاہیے شاہ نے یہ کلمات سنکر کہا کہ اے ملکہ تم سچ کہتی ہو میں اسکو دشمن سمجھکر اس طرح ہلاک کرتا
ہوں کہ بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائے یہ کہکر ایک دانہ ماش کا چوکی پر پڑھ کر مارا کہ وہ چوکی
اڑ کر جانب فلک گئی اور برد سے ہوا جاکر معلق قائم ہوگئی اب جو برق نے دیکھا تو یار رہے نہ مددگار رہے نہ
آب و دانہ ملنے کا ٹھکانا نہ کہیں جانا نہ آنا ہے کچھ عالم برزخ میں آگیا دھوپ کی شدت دلسوزی کے لیے
آفتاب سر پر فلک دشمنی سے بنگاہ گرم دیدہ مہر سے گھورتا یہ بیچارہ باین آفت و خرابی بہزار ناچاری مہر
خاموشی بر لب شکر خداوند عالم کرتا چوکی پر بیٹھا تھا اسدا الطلسم مثل نگاہ عمارت قلعہ جات طلسم دکھائی دیتی تھی
زمین کی طرف دیکھنے سے روح نکلی جاتی تھی شریک حال بیکسی و تنہائی تھی طالع کی پستی بہ بلندی دکھائی تھی جب خیال
اپنے دوستوں کا آتا تو آہ کی نے بجاتا اور یہ اشعار حسب حال زبان پر لاتا کہ **ابیات**

میں وہ سوختہ دل ہوں کہ مر گئے پر مری خاک سے دانۂ شجر نہ ہوا
جو ہوا بھی تو ہو کے وہ جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
کہوں کس سے ملال کا اپنے سبب وہی غم ہے سدا وہی رنج و تعب
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل میں ذرا بھی اثر نہ ہوا
کبھی دل کی ہوس بھی نہ نکلی ہوس رہا نالہ کناں میں برنگ جرس

ترے غم میں یہ مثل اسیر قفس کبھی قابل سیر سفر نہ ہوا	

یہ تو اس طرح گرفتار بصد آہ و بکا بروے ہر اہی مگر اب حال طاق چشم مکار کا بیان ہوتا ہی کہ وہ مرض باطل پرستی کا بیمار یہ وہ ظلمات طلسم میں ایک ملک کا مالک ہے اپنے مقام پر کہ نام اس مقام کا کوہ لاجوردیہ ہے سالک ہے جب نامہ بادشاہ طلسم اول مرتبہ اسکو پہونچا نامہ کو پڑھکر خاموش ہو رہا مگر فکر کرتا تھا کہ کیا عذر کر دیں اور جنگ پر جانے سے باز رہوں اسی فکر میں تھا کہ بیمار ہو گیا حسب اتفاق اسکا استاد حسام جادو اس کے دیکھنے کو ایک دن آیا اسنے استقبال کر اکر بڑی عزت و توقیر سے بلوایا اور مقام صدر پر بٹھایا ساقی مہرو یدار دہقامان پری رخسار کو طلب کر کے سامان عیش استاد کے لیے مہیا کرایا جلسہ عشرت جما پیالۂ احمر گردش میں آیا ابھی ہنگامۂ نشاط میں دوسرا نامہ افراسیاب کا جو بیابان نرگس سے بھیجا گیا تھا اسکے پاس پہونچا نامہ پڑھ کر افسوس کرنے لگا کہ شہنشاہ ساحران مجکو طلب فرماتے ہیں خدا نامے آچکے ہیں مگر میں کیا کروں ناچار ہوں کہ صاحب آزار ہوں اب کچھ بن نہیں آتا ہے کیا جواب نامے کا لکھوں نہ روے رفتن نہ پاے ماندن سخت مجبوری اسکے استاد نے جو یہ تقریر سنی کہا اے فرزند تم نکو کیسا ساحر جانتے ہو اسنے کہا اے استاد آپ یہ کیا پوچھتے ہیں بھلا آپکے فرمانے کی بات ہے اب آپکا ثانی اس طلسم میں کیا عالم میں نہیں آپ ہی سے افراسیاب پڑھکر شاہ جادوان ہوا آپکا ادنی غلام ایسا میں ہوں کہ کوئی میرا ہمسر نہیں حضور سے خوب بات کہی کہ میں کیا ہوں واہ واہ واہ میں اتنا ہوں کہ خدا دنیا ساحری بھی ہونگے [illegible] ہی ہونگے جیسے آپ ہیں اب اور آگے میں کیا کہوں استاد جی اسکی تعریف [illegible] بہت خوش ہوئے [illegible] گئے اور بموجب ع خوشامد [illegible] کیسے تھوڑے آتی ہیں ؎ بے اختیار گلے لگا کر [illegible] اور کہا اے بیٹا تو مجکو اپنے عوض شاہ طلسم [illegible] بھیجے میں آپ جاہتا تو چلا جاتا لیکن اس نالائق نے آجتک مجکو پوچھا نہیں میں اس سے ناراض تھا اب تیرے سبب سے جاتا ہی جا کر دیکھتا ہو کہ وہاں کچھ ملازم بگڑ گئے ہیں شاہ طلسم انکو گوشمالی دینا چاہتا ہے اسنے کہا ہاں [illegible] لڑنے والا ہی ایسے لڑنے والے ہیں کہ بادشاہ کسی معزز کو انپر بھیجتے ننگ جانتا ہو حیرت [illegible] اپنی خوشی سے انکے مقابل جاکر اتری ہی ورنہ بادشاہ راضی نہ تھا اب ایسی ہی کچھ ضرورت ہوئی [illegible] تو کچھ پرواہ بھی نہ تھی معلوم ہوتا ہے کہ کوکب [illegible] برائے اعانت [illegible] لیے مجکو طلب [illegible] ہے حسام نے کہا سچ کہتے ہو اچھا [illegible] ہو وہی لڑیگا میں سمجھ لونگا طاق چشم نے اسی وقت اپنے یہاں کے افسران لشکر کو بلایا اور حکم کوچ [illegible] سحر کی ساحروں میں کمر بندی ہوئی خیمہ و بارگاہ اژدہوں پر لدگئی جادوگر نیان علم سحر سے ماہر بیسے لیسے کالے کافر ساحر اسپ و فیل و اسپ آتشین پرند پر سوار ہوئے چلنے پر تیار ہوئے ابر کے لکے ہوا پر چھا گئے سحر کے بادل آگئے بجلیاں چمکنے لگیں جھنیں لپکنے لگیں ڈمرو کی صدا سے ہند و چرخ گھبرا جاتا تھا اور نفیر کی آواز سے آفتاب چھانجھ [illegible] [illegible] جادو بھرے لکڑ ہاے ہوا میں جاکر شور مچانے لگے جادوگر انپر سوار ہو کر سامری کی پکار نے تھے [illegible] حسام سوار ہوا مشعل آتشناک کو سامنے رکھ لیا مار جواہر کے گنج وہاں سے کے گلے

مین پہنا سارے جسم پر سیندور ملا بھبوت سے بدن رنگا تخت کے کونے پر ترسول گڑا ہوا جھولا سحر کا گلے مین پڑا ہوا سب کے آگے چلا پس پشت دو لاکھ ساحرون کا پرا اڑ گئے اور گھنٹے بجے ناقوس کی صدا سے دل لرزتے جادوگران سحر آزمائیان کرتی کوہ و دشت مین آگ لگاتی جلی جاتی تھین دن دہاڑے یہ اندھیر مچاتی تھین کہ سحر سے رات دن کو بناتی تھین منہ سے رال کے شعلے اڑاتی تھین کہ نظم ۔

چلی اس طرح فوج یہ بیشمار
تو گردون کو اندیشے پیدا ہوئے

کہ جلتی ہے جس طرح کوہ آگہار
الہامرنے دلسے مین جادون لجائے

برسنے لگی آگ شعلے اٹھے
کہ سقف فلک مین نہ لگجائے آگ

اسی طرح جب چند منزل یہ بادہوائی اڑتا ہوا چلا ایک مقام پر اتر کر شاہ جادوان کو نامہ لکھ بھیجا مضمون یہ تھا کہ نامہ تمھارا بنا بر طلب طاق حشم آیا اسنے وہ خط مجکو دکھایا اور کہا کہ مین نہایت رنجور ہون جانے سے مجبور ہون مجکو اسکے حال پر ترس آیا خود تکلیف سفر مین نے گوارا کی اسکی عوض مین آتا ہون یہ لکھکر اپنا نام و نشان لکھا اور بچہ سحر کو دیکر کہا کہ جہان **افراسیاب** ہو وہان لیجا بچہ نامہ لیکر بارگاہ **حیرت** مین آیا گو کہ شاہ طلسم بیابان نرگس سے یہان آیا تھا اور ساتھ اسکا آمد **طاق حشم** کر رہا تھا کہ نامہ بچہ نے دیا پڑھکر نہایت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کیون صاحبو تم **حسام جادو** کو جانتے ہو کہ کون ہے **ابریق** وزیر حاضر تھا ۔

اسنے عرض کیا کہ حضور نے بھی کچھ کتابین اس سے پڑھی ہین مع جناب شہنشاہ ہم سبکے وہ استاد ہین اور کون ہین شاہ نے فرمایا کہ وہی تشریف لاتے ہین یہ لکھکر بجواب نامہ عریضہ تحریر کیا کہ مقدم فیض توام جناب سے اس خاکسار کو جو خوشی حاصل ہوئی حد و حصر اسکا زبان قلم سے ناممکن ہے لازم ہو کہ ذات والا صفات پرتو افگن عزت و جلال سر پر اس احقر نیازمندان کے ہو اور افتخار و اعزاز بخشے کہ **بیت** راہ تو چہ راہ راست کہ از غایت تعظیم بند دریا محیط فلکش بجو حباب بست ز جواب بچہ کو جب لکھکر دیا اسنے لیجا کر **حسام** کو پہونچایا اسنے حال مفہوم کرکے پھر نامہ لکھا کہ او بادشاہ مین چلا تو آتا ہون لیکن یہ شرط بھی رکھتا ہون کہ جب مین بارگاہ **حیرت** مین پہونچون تو جادو جو کچھ کہ امورات جنگ مین کام کرون کوئی اس امر مین دخل نہ دے جنابکو اگر یہ شرط منظور ہو تو ایک بیضہ سحر تمھارے پاس بھیجتا ہون اسکو زمین پر توڑ کر پھینکنا مجکو معلوم ہو جائیگا کہ تمنے میری شرط قبول کی اب مین نامہ بھیجتا مین چلا آؤنگا اور جو بیضہ نہ توڑو گے تو مین پھر جاؤنگا یہ لکھکر اور ایک بیضہ جھولے سے نکالکر ہمراہ نامہ بچہ سحر کو دیا کہ وہ لیکر شاہ طلسم پاس آیا بادشاہ نے نامہ پڑھکر کہا کہ جو وہ فرماتے ہین مجکو سب قبول ہے کسکی مجال ہے جو انکے مقدمہ مین دخل دیگا یہ کہکر وہ بیضہ زمین پر توڑ دیا بچہ جو نامہ لایا تھا غائب ہو گیا اور منظوری شرط مذکور کی خبر بچہ نے **حسام** کو دی اسنے پھر کوچ کیا یہان بادشاہ نے **حیرت** سے کہا کہ لے ملکہ اس بیضہ توڑنے سے حسام کو منظوری شرط کی خبر ہو گئی ایسا زبردست وہ ساحر ہے ملکہ اسکا سحر آب ہے کتنے مہینے آتش پرستی کرتا ہے اور چھ مہینے آب پرستی کرتا ہے مین اسکے صفات بیان نہین کر سکتا ہون جس مرتبہ کا وہ ساحر ہے اگر وہ اکیلا ایک طرف ہو اور تمام طلسم کے ساحر ایک طرف ہون جب بھی وہی سب پر غالب آئے میرے دادا کی تلوار اسکے پاس ہے کسی کو وہ دیتا نہین ہے آخر کو مین ہی جاکر لاؤنگا غرض یہ باتین کرکے بادشاہ دربارہ تعظیم

وتواضع حسام ملکہ کو تاکید بلیغ فرمائی اور آپ سوار ہو کر بحشم و خدم داخل باغ سیب رشک وہ گلزار ارم
... جشن و جشم ہوا ادھر بیان بعد قطع منازل وطے مراحل حسام بانجام دریائے سحر سے پار اتر کر قریب
... ناز حسام پہونچا ملکہ کو طائران سحر نے اسکے آنے سے مطلع کیا چونکہ یہ شاہزادہ بادشاہ کا ہے اسوجہ سے ملکہ
... بہر استقبال روانہ ہوئی اور راہ میں جاکر اُس سے ملی یہ بھی تخت پر سے اُترا ملکہ نے تسلیم کی
اسنے سر اٹھایا ... اپنے مہربان ملک سے طرح ہی ملکہ نے بارگاہ زربفتی نصب کرا رکھی تھی جملہ
اسباب ہر حیثیت سے آراستہ تھی پلنگ کرسی میز چھپر کھٹ شیشہ آلات فرش جملہ سامان مہیا تھا اُسی میں اسکا اسباب
رکھا گیا لشکر اسکا لشکر سے ملکہ کے اُترا خاطم ہونے لگی بازار میں کھل گئیں حسام بارگاہ میں ملکہ کے ہمراہ آیا اور
شراب خواری میں مصروف ہوا اور سارا حال باغیوں کا پوچھکر کہا کہ میں ابھی جاکر سبکو غارت کیے دیتا ہوں ملکہ
نے کہا آپکے مقدمہ میں کوئی دخل دے یہ مجال نہیں لیکن آج طبل جنگ بجوا کر شب بھر آرام بھی فرمائیے اور دشمنوں
کو مہلت بھی دیجیے اگر عذر غفلت اُٹھیں باقی نہ رہے صبح سبکو شام فنا دکھا دیجئے گا اسنے یہ تقریر سنکر توقف کیا اور جب
حسام مہر فلک ترک روزگار نے نیام مغرب میں رکھی اور ساحر شب جیر رنگ آمادہ پیکار انجم عالم میں آئی کہ بمقتضائے ابیات

گیا دن شام آتش بار آئی	بغل میں مجمر مہتاب لائی
قمر کو سلطنت حاصل ہوئی تن	اچھائے شب ہوا جب جاے اخگن

شام ہوتے ہی نفیر سحر بجی ملکہ مہرخ کو طائران سحر نے خبر دی افعی لقا
بالا سے ہوا ... لڑنے مرنے والے آگاہ ہوئے نامرد و بزدل گھبرائے دربار برخاست ہوا سوار و ساحران
ذیوقار خیموں میں آکر درستی آلات کارزار میں مصروف ہوئے منتر ہر ایک زبان پر جاری کرتا دل سے یاد باری کرتا
کہ خداوندا یہ مشکل آسان کرنے والا ہے تیرے بحر کرم سے ہمارا بیڑا اس شورش متلاطم فوج کے پار اُترنے والا ہے غرضکہ
ہر سمت سحر سازی تھی سب کو فکر جانبازی تھی رات وہ ایسی تاریک تھی کہ خوف سے دل ہلتے تھے بہادر تیغ کے گلے
ملتے تھے دیدۂ ساحر دنیا میں کاجل لگا تھا یا رات کا اندھیرا اُٹھا سیروں کی تاریکی چھائی تھی یا کالی بلا ساحروں
نے بلائی تھی تیغ تیز کی چمک روشنی مردمک دیدۂ سواد شجاعت تھی جسنے اُسنے مرنیکی راہ دکھائی تھی سیروں پر پھول
جڑے تھے یا کالی کلکتے والی کے مندر پر پجاری جمع تھے پھول ہار نثار کے لیے چڑھے تھے تلواروں کے سر پر وہ
زبردست ہیر چڑھا تھا کہ جان بھینٹ میں لیتا تھا مبارز ہنگ کھیلتے تھے وہ ہیر جسپر سایہ ذات الغیر جان لیے نہ اُترتا
تھا محراب خم شمشیر میں نکلے نوجوان مرادوں والے سر چڑھانے پر تیار تھے گلہائے زخم کے ہار پہننے کی مراد تھی
ہم رنگ کے طلبگار تھے نئے نئے سحر و نیرنگ آشکار تھے کہ نظم

کوئی جھکڑ و در پڑھتا ہے منتر	کوئی سامری کا بنا تھا منت	کوئی لیکے آئیں لونگ اور پھول
وہ جپتا تھا منتر گیا تھا جو بھول	بنا اپسی نے خنجر سحر سے	کر پھول جس میں تلوار کی شکل تھے
کسی کے تھے بنائے تسموں کے سانپ	جبین دیکھ ترک فلک جلئے کانپ	جب منشی قدرت نے لوح زبرجدی

چرخ سے نقاط انجم و اسطار کہکشاں کو بہ آب ادا سے بھر دھویا اُستاد ازل نے طفلک خورشید کو مدرسہ افلاک میں

بہر سحر خوانی دافع ظلمت شب بلا ۔ نظم

بڑی سامان ظلمت پر تباہی — دھواں ہو کر چلی شب کی سیاہی
مزاج شب میں تھی بد حواسی — اجال شمع پر آئی اداسی

ہنگام سحر اُستاد افراسیاب آتشکر رزمگاہ کو چلا لاکھ جادوگران کا پرا ہمراہ ہوا حیرت بھی بڑے کروفر سے سحر کے بنگلہ میں سوار ہو کر چلی فوج قاہرہ ہمراہ ہوئی ایک طرف سے ماہرخ نے رخ اپنا جانب میدان کیا فوج ظفر موج کو ہمراہ لیا ملکہ بہار معشوقہ طرحدار گلعذار تخت سحر پہ ہزاران زیب و زینت سوار تھی جانب رزمگاہ سطح رواں ہوئی کہ گلستان لشکر میں نسیم بہار وزاں ہوئی تخت بلوریں ملکہ کو رجلوہ بخش نور اُس تخت پر صدہا گلدستے جو گلزار جنان سے بیش دستی کا دعوے رکھتے دھرے تھے اُس بہار گلزار حسن کے جوبن پر بلبل دل عالم کے ہوئے تھے ماتھے پر وہ غیرت قمر افشاں چنے فلک ساحری پر گویا ستارے نکلے ہوئے لباس زعفرانی اُس قتالۂ عالم کا برنگ لالہ خونین قبا عاشقوں کو خون میں کفن بناتا معشوقان گل رخسار کو لال لال آنسو رشک سے رلاتا کالی گھٹا سر انور پر چھائی جیسے زلف سیاہ رخ پر زور پر لہرا کر آئی اُس بدلی سے جانور فصل بہار کے محو نظارہ ہو کر زمزمہ سرائی کرتے دعا خوان کو کلا دستہ گل بیبا ہزار خوش الحانی تعریف اُس غیرت گلشن کی پڑھتے کہ بموجب غزل

دعوی کرے وہ رخ سے ترے آب و تاب کا — اتنا تو منہ نہیں بخدا آفتاب کا
بیوجہ تیرے رخ سے نہیں عشق عندلیب — رخ سے اگر اٹھا دے وہ پردہ حجاب کا
سمجھی ہے اُسکو پھول وہ شاید گلاب کا — لپٹا ہے شوق خاک پہ بلبل گلا کے گر پڑے
بیدار شور حشر سے ناگاہ جاگ اٹھے — تم کس مزے کا آگیا نیند آنکھ میں خواب کا

ایک طرف سے نافرمان کی نرالی آن بان طاؤس جواہر بند در سحر زرنگار دھانی جوڑا پہنے کشت حسن کی ناسکی و سرسبزی سے پیرے زمرد کی زیور سے جسم آراستہ حسن سبزہ رنگی کے جلوے ہرے نہایت پیراستہ آمد بہار کے دن طرحدار کمسن کر بموجب [illegible] نظم

ادا سے خوبی سے ناز و عشوہ سے لطف جو میرے یار میں ہے — نہ ایک میں ہے نہ دو میں یہ ہی نہ تین میں ہی نہ چار میں ہے
یہ کون آتا ہے جس مقدم بغیر گلگشت باغ اس دم — کہ سرو سر در ہوا عالم اٹھائے سر انتظار میں ہے

ایک سمت سے ملکہ سمر جو بعد آبرو یہ سحر پہ سوار زلفیں کھولے بال بال موتی پروئے بالوں کے ستارے جڑے شب تار میں جگنو چمکتے یا سپہر حسن پر تارے نکلے ہوئے رخساروں پر سے ستارے کا ڈھلک کر گرنا ۲۶ سے کا قرار پاس ٹوٹا نظر آتا تھا لطف [illegible] عکس خال عاشقان گیسو کا دہن تنگ پر اُڑ کر آنا خضر جستجو میں سکندر کا جانا معلوم ہوتا کہ بمقتضائے ابیات :

کیا تری زلف گرہگیر ہے اللہ اللہ — دلکو دیوانے کی زنجیر ہے اللہ اللہ
کیا ہی ظالم بت بے پیر ہے اللہ اللہ — شور ہے خلق میں بیداد کا اسکے ہر سو

اسی طرح یہ گروہ حسیناں سپہ سالار لشکر ناز و ادا ہزار زینت و تجملت دشت وفا میں آپہنچا ۔ نظم

ہمہ نامداران با جاہ و آب — ہمہ بر سپہر خرد آفتاب
ہمہ نیزہ بازان و خنجر گذار — ہمہ کینہ جویان ہمہ نامدار
ہمہ یکدل و یک زبان و سخن — ہمہ رزم جویان بجوں زنگتن
بجنبید دریا و صحرا و کوہ — بجان آمدہ گاو ماہی ستوہ

اس فوج کے آنے سے گرد و غبار

چھایا ابر سحر اور ساحروں کے اڑنے سے وہ اندھیرا تھا کہ خاک کسی کو نظر نہ آتا تھا اور کوس دمامے نوبت گرجتے اور
بجتے تھے گوش فلک کر تھے غرضکہ طرفین سے ہولے کے جھونکے آنے لگے خس و خاشاک میدان کا اڑا لیگئے پھر گھٹا میں آئیں
بجلی چمکی بوندیاں اور پھوار پڑی چھڑکاؤ کر کے ابر کے سقے بھی چلے گئے صفیں آراستہ ہوئیں نقیب کڑکیت چاؤش
ٹھنگر پکارے کہ کہاں ہیں ساحران کاشغر و کشمیر اور کدھر گئے بنگالے اور کامروپ دیس کے نامی جادوگر اب نہ علم
ہے نہ شمار ہے نہ سامری ہے نہ مزدک ہے نہ فرعون ہے نہ ہزار شکل چرخ گردان ہے کسی کا نہ کچھ پتہ ہے نہ نشان ہے بس
آج کون ایسا جادوگر ہے جو سامری و جمشید کا نام لیکر اس معرکہ جدال و قتال میں قدم آگے بڑھائے اور کچھ کرتب اپنی
سحر و ساحری کا دکھلا کر نام اپنا کر جائے کہ اس خاکدان عالم میں وہی غار تاریک لحد آخر ٹھکانا ہے

نظم

کدھر آج ہے عدل نوشیروان	ہوا ہے وہ تخت سلیمان کہاں	کدھر ہے سکندر کا وہ تخت و تاج
کہاں ہے وہ دارا کا لشکر سب آج	کہاں اب کیومرث کا نام ہے	کہاں اب وہ جمشید کا جام ہے
نظر کن درین دیر بازیچہ رنگ	کہ شکست چون طاق کسریٰ بسنگ	اس نہیب دینے سے ساحروں کے

دو جلے بڑے ناریل نارنج اچھلنے لگے بیرق اور جھنڈیاں اڑنے لگیں حسام بد انجام فوج کے بیچ سے الگ ہو
اجازت لینے کی عرض سے حیرت کی جانب تکنے لگا حیرت نے پکار کر کہا کہ بول حسام استاد تیری صد
ہے سامنے لشکر میں سب کا خون ہوا اور ناکام آگے بڑھا فوج کی طرف مہرخ کے بڑھا و تیز و گرم دیکھکر پکارا کہ اے فرقہ
نمک حرام تم سب مجکو جانتے ہو کہ میں کون ہوں اور کس رتبہ کا ساحر ہوں اب بھی کچھ نہیں گیا ہے اطاعت اہل اسلام
چھوڑ کر حاضر خدمت شہنشاہ عالی مقام ہو عفو تقصیرات چاہو نہ بدنام ہو ورنہ سزا اپنے اپنے کئے کی دیکھو گے دم بھر میں جتنے
کہ وہ استاد ساحران ہے مگر بموجب مصرع جواب جاہلان باشد خموشی ؛ کسی نے اس کی گفتگو بے معنی و لایعنی کا جواب
نہ دیا اُسنے غصہ میں آکر دو ناریل اپنے جھولے سے نکالے اور لشکریوں کو دکھائے اُسوقت بہار نے تخت قریب تخت مہرخ
لیجا کر آہستہ سے کہا کہ یہ ناریل جو اسنے نکالے ہیں خاص سامری کے بنائے ہیں اس سحر کا رد کسی سے نہ ہو سکیگا مناسب ہے
کہ لشکر سے نکل چلو تاکہ اسکے شر سے محفوظ رہو مہرخ نے کہا لشکر کو اپنے آفت و مصیبت میں چھوڑ کر جانا افسری سے بعید
نظر آتا ہے ہر چہ بادا باد دیکھیں خدا تعالیٰ ہمکو کیا دکھاتا ہے کرامت ہیچ کز تا کردگار جہان ہست درین آشکارا چہ ارزانی
بہار ہنوز کچھ جواب نہ دینے پائی تھی کہ حسام نے نیام سحر سے تیغ انتقام کو کھینچا یعنی اُن ناریلوں میں سے ایک کو زمین پر مارا
اور دوسرے کو جانب آسمان اچھالا یہ کرتب کرتے ہی معاذ اللہ ایک آواز ایسی ہولناک آئی کہ ہر فلک تھرانے لگا ذرا
خوف سے بچارہ [illegible] زمین کو غش آنے لگا ساحر چرخ گھبرا کر چرخ کھانے لگا جہاں تک کہ لشکر سلطان اسلام تھا۔
وہاں تک زمین شق ہو کر نشیب عدم اور غار قبر تیرہ و تار بنگئی ساحر دھنسنے لگے مہرخ رونے لگی ساحران دشمن ہنسنے لگے
آسمان کی طرف ناریل اچھالنے سے یہ تاثیر ظاہر ہوئی کہ ظلمت کدہ دہر تاریک ہو گیا ایک چادر سیاہ بطور ابر کے لشکر
مہرخ پر آکر چھا گئی آسمان سے سیاہی کاجل کی طرح گر کر پھیلتی تھی دیدہ دہر سے اس کاجل نے روشنی کھو دی شامت
ہر ایک کی آگئی تیرگی بخت تیرہ بختان سب کی جا بجا اکٹھا ہو کر آئی تھی نور و ضیائے مہر انور کا نور اقبال ہما کی طرح [illegible] روشنی

دور خانۂ عالم میں اندھیرا چھاگیا تھا کہ چشم نور آگین اہل دُنیا کو کچھ سجھائی نہ دیتا تھا بوم شوم کا سایہ نحوست اس لشکر پر پڑا تھا کہ اندھیرے نے چار سمت سے گھیر لیا تھا ہر طرف ہر جگہ بڑی غل ہوئی لیکن سوجھتا کچھ خاک نہ تھا سواد شہر نور سنبل گون دود سیاہ تھا عالم عالم میں تاریکی کا ظہور تھا بھاگ کر سب کہاں جاتے کدھر ٹھوکرین کھاتے اور سر ٹکراتے جو بھاگے وہ زمین کے پھٹنے سے گڑھے میں گرے اندھے راہ کہاں پاتے ساحر جو نامی و نامور تھے وہ سحر پڑھکر دمک دیتے رو بہ جھکروم کرتے مگر کچھ اثر نہ ہوتا تھا اور وہ چادر سیاہ بڑھتے بڑھتے گرد لشکر حلقہ زن ہوئی اور جملہ سپاہ مع بادشاہ زمین جو شق ہوئی اُسکے نشیب میں آگئی گویا زندہ در گور ہوئی سب زیب و زینت خاک میں مل گئی اس نحوست کی آفت کہاں قلم سینہ چاک کی طاقت جو رقم کرے خامہ با چشم نمناک قطرات مداد سیاہ سے ماتمی پوشاک خامہ قرطاس کو پہناتا ہے اشک سیاہ آنکھ سے بہاتا ہے جو لفظ تحریر ہے سوگ نشین نقطہ دُکھ کا غذ ہے صریر کلک سے آواز ہے کی نکلتی ہیچی یا بوز ہے جیم دائرہ نشین غم ہے تو عین بعینہ چشم پُر نم دل اے فلک غدار یہ کیا ستم ہے کہ گلزار یا سمن پیکر پر وزاں صرصر الم ہے۔ نظم

گلشن دہر ہے دیکھیے جدھر جائے نظر
سبزۂ دابر دہر الالہ احمر اگل تر
قطرے باران کے ذرا دیکھ کر کیا عالم
عالم خواب سمجھتے ہیں جو ہیں اہل نظر
چھوڑ دیں اسکی محبت کو جو ہیں صاحب ہوش
ملتے ہیں ہیں جو اگر عشق تو ہیں لاکھ ضرر

مے فروشے مطرب و ساقی شب مے نور سحر
دیکھیے جسے اسکو کیا سبز و زمرد گون ہے
نرگس پھرتے ہیں دامان صبا میں کوہ پر
لطف الفت کھوتے ہیں یہ افسوس کہ ہو نقش بر آب
وہ دن آئیگا کہ جسکی نہ ہو واں خبر

جو کہ شے ہے وہ ہو مرغوب جل جو
دیکھ دریا کو کہ ہے موج بحر
شاق ہو اسکی جدائی تو کبھی کو یہ لیکن
آبشار میں ہیں صد افسوس گر ہی گلشن پر
اختیار اپنا جہاں ہو نہ وہاں الفت کیا

آخر الامر جب اس لشکر میں یہ آفت برپا ہوئی حسام نے پکار کر کہا کہ اے گروہ گمراہان اب تمہارا مار ڈالنا کچھ بات نہیں مگر اتنا لیے مزاج ہمایون شہنشاہ جادوان کا حال میں نے سنا ہو کہ تمہاری پرورش پر مائل ہو رہیں سبب آج کا اتنا دن اور یہ رات تمکو اس عالم میں چھوڑتا ہوں اگر تمنے اطاعت بادشاہ نہ کی تو جس طرح نشیب زمین میں سماگئے ہو اُسی طرح زمین کو حکم دونگا کہ تمہارے سر پر دوڑ آئیگی اور برابر ہوجائیگی زندہ بند ہوکر رہجاؤ گے اور یہ سیاہی ظلمت عدم میں پھنسائیگی آگ نیر برسائیگی نام و نشان تک تمہارا خاک میں ملائیگی یہ کہکر طبل بازگشت بجوا کر بعد لشکریوں نے ارادہ لوٹنے کا کیا حیرت مانع ہوئی کہ خبردار استاد کے مقدمہ میں کوئی دخل نہ دے ورنہ جان سے مارا جائیگا ہر ایک ملکہ کے منع کرنے سے رُکا اور جملہ افسران لشکر ہنستے باہم خوشی کرتے پھرے لشکر آکر اپنے مقام پر اُترا ملکہ مذکور استاد جی کو لیکر اپنی بارگاہ میں آئی شاہ طلسم نے بھی بلکا لیے دم بدم کی خبر بھیجنے کیلیے مقرر کئے تھے اُنھوں نے یہ خبر فتح کی پہونچائی شاہ بہت خوشنود ہوا مصور وصورت نگار دخل باغ سیب تھے اُنکو حال آمد حسام نہ معلوم تھا پوچھنے لگے۔ اے بادشاہ یہ سحر کیا آپنے کیا ہے بادشاہ نے حال اپنے پیر بھائی کے ماندے ہوجانے کا اور باپنے اُستاد کے بھیجنے کا سب مفصلاً بیان کیا پھر ایک خلعت اور کشتیاں زر و جواہر بے بہا کی اور تحفہ جات طلسم اُستاد کے لیے روانہ کیے اور عریضہ تحریر کیا کہ اے استاد آپکے کرم سے میری سلطنت قائم ہوئی سب ملک و مال بچگیا اب غلام بھی حاضر خدمت ہوگا حجاب کی وجہ سے میں سامنے نہ آیا تھا کہ آجتک قاصر مدحگزاری

رہا یہ عریضہ مع تحفوں کے جب حیرت پاس پہونچا اُسنے اُستاد کو خلعت پہنایا اور جلسۂ عشرت جمایا اور کہا کل بدولت باغیان چالیس روز کا جشن کرونگی آج سے جلسۂ طرب کی سند نہیں غرضکہ نازپروردگان عہد دلربائی و زینت بخش بزم خوش ادائی رونق انجمن عشرت و لایق محفل صحبت جمع ہوئے گلعذاروں نے بارگاہ کو رشک وہ گلزار جنان بنایا اپنے زمزمہ اور ترنم کے سامنے بلبلوں کو شرمادیا ساقیوں نے شراب عشرت آمیز سے اہل انجمن کو محظوظ و خوش کیا اور مغنیان خوش نوا نے بالحان دلکش اس غزل کو گایا اور رقاصوں نے اپنی ادائے دلفریب پر ہر ایک کو لبھایا۔ غزل

کنون کہ در چمن آمد گل از عدم بوجود　　بنفشہ در قدم او نہاد سر بسجود　　بنوش جام صبوحی بنالۂ دف و چنگ
ببوس غبغب ساقی بنغمۂ نے و رود　　بباغ تازہ کن آئین دین زردشتی　　کنون کہ لالہ برافروخت آتش نمرود
ز دست شاہد نازک عذار عیسی دم　　شراب نوش و رہا کن حدیث عاد و ثمود　　شد از فروغ ریاحین چو آسمان گلشن
زمین اختر میمون و طالع مسعود　　بدور گل منشین بے شراب و شاہد و چنگ　　کہ ہمچو دور بقا ہفتہ ای بود معدود

غرضکہ شام تک یہی جلسۂ مسرت رہا جب کور دیدۂ فلک کو جام شب دور ہوا اور جہان ظلمت نگر نے انجمن عشرت میں ناہید فلک کو بلایا۔ نظم

ہوئی جب روشنی روز نابود　　ہوئی پھر شام شب سے پہلے موجود　　جو ناگہ یہ پری بن ٹھن کے آئی
چراغوں نے چمک اپنی دکھائی

حسام دن بھر کا تھکا ماندہ تھا بہ آرام اپنی بارگاہ میں جلسے سے اٹھکر آیا بیٹھے کچھ غذائے لطیف زہر مار کی پھر سراپردہ بارگاہ کے اٹھوا دیے صحن خرگاہ میں پلنگڑی بچھوا کر لیٹا لطف شب ماہ دیکھتا جاتا تھا سامنے جنگل کا سبزہ خوب ہی کیفیت دکھاتا تھا اس خوشی میں تھا کہ نیند آتی تھی اُس طرف اہل اسلام کی دعا صد نالہ و آہ تا بعرش کبریا جاتی تھی جب وہ زار زار اشکبار رہتے تھے عشرت پذیران عالم کے ہوش بکھرتے تھے بلبلا کر یہ کہتے تھے۔ ابیات

یارب ہے کریم نام تیرا　　ستار و رحیم نام تیرا　　کفار لعین و تیرہ ایمان
ہیں تشنۂ خون و دشمن جان　　غالب ہوا کفر عاجز اسلام　　یارب ہو ہمارا نیک انجام
اپنی وحدانیت کا صدقہ　　دے ہمکو نجات اب خدایا

یہ دعا اُنکی درگاہ کبریا میں قبول ہوئی مراد دل حصول ہوئی یعنی اُستاد شاہ طلسم زمین کی سیر دیکھتے دیکھتے آسمان کی طرف دیکھنے لگا فلک پیر کو اُسکی استادی پر رشک آیا کہ اسے بڑھکر یگر پیدا ہوا اسنے چشم زدن میں جاہ و جلال لشکر اسلام مٹایا بس گردش دوران دشمن اسکا ہوا اور اسنے دیکھتے ہوا ایک ستارہ چمکتا ہوا دیکھا جیسے ساکنان فلک نے سقف سپہر میں قندیل لٹکائی ہو یا ستارہ ڈگمگا کرہ زمہریر میں جم گیا ہے حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے آخر اس کو بتیں سنے دوربین پھر لگا کر دیکھا تو ایک حجی کی بلوری کی نظر آئی کہ ماہتاب کے عکس پڑنے سے وہ مثل کوکب درخشان نظر آتی ہے یہ دیکھکر اسکو اور زیادہ حیرت ہوئی اور سحر پڑھکر دستک دی گر وہ سحر شاہ طلسم کا تھا جو کسی سے رد نہو سکتا لیکن یہ استاد بادشاہ ہوا اسنے رد کردیا وہ حجی چکر کھاتی ہوئی سمت زمین چلی برق فرنگی اسیر دو روز کا بھوکا پیاسا اپنے حال پر روتا ہوا بیٹھا تھا اور فکر کے حال زبون کو بھی اسنے اتنی بلندی پر سے دیکھا تھا دل میں کہتا تھا کہ اب رہائی نہ ہوگی کیونکہ ہمراہی بھی اپنے سب خاک میں مل گئے اسی فکر میں تھا کہ حجی

نیچے اُترنے لگی اُسنے بھی جُھک کر دیکھا معلوم ہوا کہ ایک بارگاہ مین ایک ساحر بیٹھا ہے اُسکے پاس یہ چکی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی گو دو روز مین بوجہ گرسنگی و تشنگی پریشان حال تھا اور صورت جو کنیز بادشاہ کی ایسی بنائے تھا اسمین بھی کچھ کچھ تغیری ہو گئی تھی لیکن یہ بہت جلد اُترنے اُترنے درست ہو بیٹھا۔ وہ چکی جب زمین پر آئی اُستاد جی نے اور ہی صورت ملاحظہ فرمائی دیکھا کہ ایک عورت قبول صورت بشان شکل حور سراپا القصہ لولیباس مع زیور سے آراستہ اُس چوکی پر بیٹھی ہے ماتھے پر ایک تختی ہیرے کی بطور تمغہ کے لگی ہے اُسپر کندہ ہے کہ کنیز افراسیاب جادو اور بسبب شدت و تکلیف اسیری کے منھ اُسکا تمتمایا ہے کجا کجا اُکھڑا ہے با سر عریان و مو پریشان ہے ہر ایک بال سیاہ اور دراز اُسکا افعی پیچان ہے یا شب ہجر عاشقان ہے ہوا کے سبب اس طرح لہرا رہا ہے کہ جیسے مار سیاہ بل کھا رہا ہے بالون کے بیچ مین چہرہ تابان اُسکا یون نظر آتا ہے جیسے بدلی سے چاند چمک جاتا ہے فوج غم و الم کی دل پر چڑھ آئی ہے رنگ رُخ زرد ہے منھ پر پھٹکی چھائی ہے پوشاک بھی میلی ہو گئی ہے لیکن با این ہمہ رنج و الم وہ صورت زیبا رکھتی ہے کہ حسینان جہان پر ہنستی ہے یوسف نے تو خواب مین بھی یہ صورت نپائی ہوگی وہ کونسی طبیعت ہے جو زلیخا اسکے عشق مین نہ بن آئی ہوگی کہ بموجب

ابیات

ناگر اک چاند کے ٹکڑے پہ پڑی ہے نگاہ
لگر غیرت سرو قدسے نوش لبے غنچہ دہن
رات بھیگی عرق شرم مین ہیں ڈوبے بال
سر بہ تعویذ رخ شمع کی بیان کیا ہو جبین
رو کش اختر تابان ہے وہ سنہری افشان

ہوگئین جلوہ رخسار سے آنکھین روشن
قاتل خلق خدا جنبش تیغ ابرو
آنکھ سورج کی جھپک گئی وہ چہرہ روشن
طرہ مفلیش کا جو ٹیکے پہ نیا طرہ ہے
نصف خورشید درخشان ہے جبین روشن

ہوتی غمزہ گری آفت جانے شوخی
خرمن ہستی عاشق پہ نگاہ برق فگن
چاند سورج نے کیا شب کو ثریا مین طلوع
سانپ بیٹھا شب تاریک مین ہے ڈال کے پھن

حسام اُسکی صورت دیکھتے ہی دیوانہ ہوا ساری اُستادی اُس پرفن نے بھلا دی گھبرا کر پوچھا کہ اے ماہ پارہ مجبور کہہ یہ کا ہش دی ہے اے پری تو کیون اُترا ہی تھی ماتھے پر تمغہ لگا ہے شاید تو کنیز بادشاہ طلسم کی ہے برق نے فرما کے مسکرا کے کہا کہ اے جادوگر تو کیون دیوانہ ہوا ہی میرے ساتھ اپنی بھی جان کھوئیگا مجکو شہنشاہ نے قید کیا ہے اگر تو معزز ساحر ہے تو میری خطا بادشاہ سے معاف کرا دے نہین تو مجکو بھلا دے اُسنے کہا اے جانی وے مایۂ زندگانی تجھ سے کیا خطا ایسی ہوئی جو نہر و نخش ہو کر ہاروت وار چاہ عذاب مین لٹکی یا شمع قندیل ہے تو کہ بغیر لٹکے حسن نہین دیتی اُسنے جواب دیا کہ مردوے باتین نہ بنا جلدی مجکو بڑے ہوا پوچھا ارے آفت آجائیگی ابھی تو مین قید ہون پھر قتل کی جاؤنگی جس بادشاہ نے اتنے سے قصور پر کہ جام شراب لیے آتی تھی ٹھوکر لگی مین گری جام چھوٹ کر گرا ٹوٹ گیا یہ حال میرا کیا کہ بے دانہ و آب قید کیا اب بغیر مرے ہنستے ہنستے گا تو مار ہی ڈالیگا۔ اسنے یہ تقریر سنکر کہا کہ شاہ کو سوقت نشہ شراب ہوگا جو قید کیا ورنہ یہ کوئی ایسا جرم نہین مین تیری خطا معاف کرا دونگا یہ کہکر اپنے دل سے کہا کہ اے حسام تو نے اتنا بڑا کام کیا ہے کیا بادشاہ اس کنیز کو تجھے نہ دیگا نہین ضرور دیدیگا یہ سوچ کر اُس غارتگر جان سے پوچھا کہ اے نازنین سچ بتلا افراسیاب نے کبھی تجھکو ہاتھ تو نہین لگایا اسنے کہا قسم ہے سامری جمشید کی کبھی آنکھ بھر کر بھی نہین دیکھا اور کیونکر دیکھتے کہ مین مردے سے خوف کھاتی ہون میرا

طلیجہ با عقوں مرد کی صورت دیکھ کر اُچھلنے لگتا ہے یہ کہکر اس طرح انگڑائی لی کہ انگلیاں اور سینہ اور پیٹ کھلگیا اُستاد جی کا تو جی لوٹ گیا کہا جیت انگڑائی لیکے اپنا جوبن جھاڑ ڈالا۔ کافر کی اس ادا نے مجھکو تو مار ڈالا۔ لیس شیفتہ ہوکر پکارا کہ مطلع جان کیا تم کہوں میں جان نہ دیجائیگی لیے یہ دل سمجھتا ہوں کہ دل ہوتا ہے آنے کیلئے۔ یہ سُن گلبدن نے بھی ہنسکر کہا کہ میں سچ کہوں مجھکو مرد کے نام سے نفرت ہے مگر تجھکو دیکھکر میرے دل کا حال اور ہو گیا ہے یوں تو ہزاروں لاکھوں جوان پریزاد جو ہر کے بیچے بیچ دیکھ ڈالے مجھکو نہیں معلوم کیا سبب جو دیکھتے ہی دل بیچین ہوگیا کہ فرد مطلع رسوا ہوا خراب ہوا مبتلا ہوا۔ کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا۔ حسام یہ پیاری پیاری باتیں اُس ستمگر کی سُنکر بہت خوش ہوا اور سحر پڑھا کہ چوکی میں جو یہ لپٹا ہوا تھا اور اُٹھ نہ سکتا تھا اُس حال سے اسنے نجات پائی اُٹھکر بنا زد ونجز اُسکے پاس آیا اُسنے ایک رقعہ لکھ کر اس مضمون کا کہ اے شاہ جادوان میں نے تمھاری کنیز معتوب کو چوکی سے چھڑا لیا اور اپنی خدمت میں اُسکو لایا اطلاعًا تمھیں لکھ بھیجا یہ تحریر اُسی چوکی پہ رکھکر سحر پڑھ کر اڑا دیا اور کہا اے چوکی جہان بادشاہ ہو وہین جا چوکی اُڑ کر چلی برق نے جو یہ ماجرا دیکھا دل سے سوچا کہ یہ چوکی بادشاہ پاس کوئی دم میں جائیگی وہ تو میرے حال سے واقف ہو فوراً گرفتار ہونا سنکر دوڑا آئیگا پس جلد کوئی تدبیر کروں یہ سوچ پاس اُسکے بیٹھ گیا وہ اسپر دست انداز ہوا اُسنے اور تو کچھ ناز و ادا نہ کیا مگر مسکی بھر کر کہا مٹھو میں بلغزیہ ہوئی جاتی ہوں جو نے کپڑے کھلے جاتے ہیں تمھارے نوکر چاکر سب دیکھ رہے ہیں سراپچے بارگاہ کے اُٹھے ہیں کیا مجھکو ڈوڑی کسی خانگی سے بھی بدتر تنے سمجھا ہے کسبیاں بھی بیچ بازار میں مردوے کو لیکر نہیں پڑتیں یہ سُنکر اُسنے سراپچے گرا دیے اور خادم خدمتگار سب کو باہر بارگاہ کے نکال دیا اس اثنا میں عیار مذکور نے انگیا میں سے ایک گیند نکالا اور کہا دیکھو یہ کیا ہے اُستاد جی نے اُسکی بھول باتوں پہ گلے سے لگایا اور کہا یہ گیند ہے اور کیا ہے اس گلبدن نے کہا واہ یہی پہچانتے ہو یہ باغ خداوند جمشید کا گلاب ہے شہنشاہ گئے تھے تو کوئی لائے تھے ایک مجھے بھی دیا تھا دیکھو سونگھ کر گلاب کی بو آتی ہے نہ اُسنے تعجب کر کے گیند اس سے لیا اور سونگھا سونگھتے ہی بیہوش ہو گیا اُسنے فوراً خنجر کھینچکر سر اُسکا کاٹ ڈالا شور قیامت خیز اور آفت محشر انگیز برپا ہوئی آگ برسنے لگی آوازیں مہیب آنے لگیں کہ ہے ظالم غضب کیا تونے کہ استاد ساحران کو مارا ساحر غل سُنکر دوڑے برق نعرہ کر کے ہنگامہ گیر و دار میں جست و خیز کرتے نکل گیا اس عرصہ میں وہی چوکی شاہ طلسم پاس پہونچی وہ اُستاد کو عرضی تحریر کر کے باغ سیب بیابان لالہ زار میں واسطے سیر کے گیا تھا چوکی کے آتے ہی نامہ پڑھا اور پکارا کہ ارے یہ کیا غضب اُستاد نے کیا کہ اُس بلائے آسمانی کو اُتار لیا ملازموں نے پوچھا کہ حضور کیا ہوا اُس نے سب حقیقت عیار کے قید کرنے کی بیان کی اور ابرق وزیر سے کہا جلد جا اُستاد سے بعد آداب و تسلیم حال عیار عرض کرنا اور کہنا اور کنیزیں آپ کی خدمت کو حاضر ہیں اُسکو جلد قتل فرمائیے وزیر مذکور چلنے پر تھا کہ پیر حسام کے روتے پیٹتے آئے اور حال اُسکے مرنے کا معرض بیان میں لائے بادشاہ سُنکر سُن ہو گیا بعد کچھ دیر کے ہاتھ ملکر گویا ہوا کہ خود کردہ را درمان چیست۔ ہائے افسوس میں نے برق کو گرفتار جب

کیا تھا جب ہی مار ڈالنا چاہیئے تھا ناحق اُسکو قید کیا خیر مرضی سامری کی یہی تھی لے ابریق تو جلد جا لاش اُستاد کی طاق حشیم پاس بھجوا اور اُستاد کے مرنے سے جملہ نمک حرام رہا ہو گئے ہونگے ایسا نہو کہ لشکر حیرت پر آ گریں اور لشکر مذکور کو غفلت میں ضرر پہونچے وزیر حسب ارشاد بہت جلد چلا یہاں بعد مرگ حسام وہ چادر ظلمانی دور ہو کر زمین ہموار ہو گئی لشکر مہرخ نے نجات پائی سجدۂ شکر خدا ادا کیا اور لشکر تو تیار دشت کارزار میں کھڑا تھا ہر ایک جانب لشکر حیرت چلا لیکن اتنے عرصہ میں وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا اُسنے آتے ہی سحر کیا کہ سب لشکر حیرت میں روشنی ہو گئی اور اُسنے نہیب دی کہ اے لشکریان خاتون شاہ طلسم آگاہ ہو کہ حریف کا لشکر آ پہونچا سب لشکر میں مرگ حسام سے گھبراہٹ تو ہو رہی تھی اسکے آواز دینے سے کمربندی ہونے لگی حیرت بھی باہوسے پریشان خوابگاہ سے نکل آئی مہرخ نے کہا کہ اب جانا لڑنے کو اسوقت بیفائدہ ہے یوں تو بہت رہ گئے وہ غفلت میں کار حریفان تمام کرنے کا لطف نہ رہا اب پھر چلو یہ کہکر مع لشکر کے مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئی لشکری بھی آسودہ ہوئے اب آج یہاں جلسۂ عشرت جما لشکر دشمن میں شور واویلا بلند ہوا واہ رے انقلاب دہر گاہے چنین گاہے چنان المختصر ارباب نشاط حاضر ہوئے جام مے تلخ گلفام کا دور چلنے لگا ہر ایک گلے ملنے لگا سامان شادی و جشن کیقبادی کی کیفیت کیا لکھی جائے اختصار منظور ہے حاصل یہ کہ برق بھی بارگاہ میں آیا مہرخ نے خلعت فاخرہ عنایت فرمایا جملہ کیفیت سنکر خوشنود ہوئی یہ سب تو بعشرت تمامتر یہاں ٹھہرے اُدھر حسام کی لاش ساحران لشکر کے ہمراہ ابریق نے طاق حشیم کے پاس بھیجی اور آپ خدمت بادشاہ میں گیا شاہ طلسم یہاں لالہ زار میں آ کر بیٹھا تھا وہاں کے مالک حاضر خدمت ہو کر نذر دی اور عرض کی کہ شہنشاہ نصفت نشان آپ کچھ متردد معلوم دیتے ہیں کتاب رخسار یعنی غم و ملال سے تحریر نظر آتی ہے بادشاہ نے سارا حال اُستاد کا بیان کیا اُسنے عرض کیا کہ مجھکو حکم ہو میں جا کر کار نمکحراماں تمام کر دوں میرا لشکر بہت آراستہ و تیار ہے فوج بھی آپکے اقبال سے جرار ہے بادشاہ کو اُسکے عرض کرنے سے خیال آیا کہ بلاے جادو نے عرضی بھیجکر مدد مانگی تھی اُسکے پاس اسکو بھیجنا چاہیے یہاں لڑنے کو تو میرا بھائی میرا آتا ہی ہوگا یہ سوچ کر گویا ہوا کہ اے زہیر بن قاہر قہر حشیم جادو اگر تمہارا لڑنے کا اور میری مدد کرنے کا ارادہ ہے تو میری اعانت کرنے سے خداوند باختر کی اعانت کرنا بہتر ہے تم جانب کوہ عقیق جاؤ اور دشمنان خداوند کا استیصال کرو اسمیں میں بھی خوش ہونگا اور خداوند بھی راضی ہوں گے دنیا اور آخرت تمہاری دونوں بنجائینگی اُسنے یہ تقریر سنکر عرض کیا کہ بہت مبارک اینچہ مرضی مولی از ہمہ اولی یہ کہکر بادشاہ سے رخصت ہوا شاہ نے خلعت دیا اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحران نابکار و غدار اپنے ہمراہ لیکر بعلم و شان تمام جانب لقاے بدانجام روانہ ہوا حال اسکا بیان کیا جائیگا اب کچھ حال خجستہ مآل شہزادۂ ایرج اور ضمناً شمہ احوال دہنہ طلسم ہزار برج اور شہزادہ تورج بیان کیا جاتا ہے کہ اسکا بیان ضرور تر ہے

داستان پہونچنا شہزادۂ تورج کے پاس ایرج کا اور تورج کا آہن بن فولاد کوہی سے

مقابلہ کرنا اور طلسم میں جانا لمؤلفہ

کدھر ہے تو اے ساقی سیمتن
پلا جلد مجھکو شراب سخن
سخن کی کریں قدر سب نکتہ دان
سخن کی زمانہ میں عالی ہے شان
سخن ہی جہان میں ہے سبکو عزیز
یہ قول حسن ہے سن اے باتمیز
سخن کے طلبگار ہیں عقلمند
سخن سے ہے نام نکویان بلند
سخن سے سلف کی بھلائی رہی
زبان قلم سے بڑائی رہی
سخن سے وہی شخص رکھتے ہیں کام
جنھیں چاہیے ساتھ نیکی کے نام
سخن کا صلہ یار دیتے رہے
جواہر صلہ اسکا لیتے رہے
سخن کا صدا گرم بازار ہے
سخن سنج اسکا طلبگار ہے
کہاں رستم و گیو و افراسیاب
سخن سے رہی یاد یہ نقل خواب
رہے جب تلک داستان سخن
الٰہی رہیں قدردان سخن
بیا ساقیا جام عشرت بگیر
نویسم یکے قصۂ دلپذیر

مبارزان میدان تہوری۔ دقیقہ دانان طلسم نیرنگ و جادوگری جانبازی سوار قلم کی دست نبردگاہ قرطاس میں اسلح دکھاتے ہیں کر سرگرم اگر اس معرکہ تحریر میں قدم جماتے ہیں۔ وہ یہ کہ شہزادۂ عالیشان تورج نوجوان جو دہنۂ طلسم ہزار برج پر ٹھہرے تھے اور قاصد تھے کہ جادوت صانع طلسم عالم کر کے مشرف بہ بشارت غیبی ہوں لیکن ہنوز یہ نوبت نہ آئی تھی کہ شہزادہ بارگاہ سے اٹھکر امتحاناً اس قلعہ کی طرف چلا جسمیں ہزار برج بنے تھے چنانچہ ایک برج کے قریب جب پہونچا دیکھا کہ زنجیر اسمیں لگی ہے برج مقفل ہے شہزادے نے بسم اللہ کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا کوئی جو ہمراہ شہزادہ فلک مرتبہ تھے قدم پر شہزادے کے گرے کہ اے شہریار واسطہ خدا کا اپنی جان نہ دیجیے آفت برپا ہوگی یہ قیامت نہ کیجیے یہ ذکر تھا کہ دفعۃً ایک تڑاقا ہوا اور اس دلہ کوہ سے ایک طاؤس زمردین بال پیدا ہو کر اڑا اور برج پر آکر ٹھہرا اسکے منہ سے زنجیر سونے کی نکلکر زمین تک آئی اور بہت سے ملے موتیوں کے اسکے گلے میں پڑے تھے پس اس طاؤس نے پکار کر کہا کہ میں طاؤس جادو ہوں اے شہزادے کیوں اپنی جان کھوتا ہے آفت میں مبتلا ہوتا ہے غضب میں گرفتار ہوگا یہ قصر طلسم جمشید و سامری کے استادوں کا ہے بہتر یہ ہے کہ یہاں سے پھر جا نہیں تو میں جا کر اپنے بادشاہ سے کہونگی وہ نہیں معلوم کیا تمہارے ساتھ معاملہ کرے شہزادے نے جب یہ تقریر سنی کمان کیانی دوش پر سے اتار کر تیر یازدہ مشتی زرنگ [illegible] شستہ سوفار عقاب پر بر کمان میں پیوستہ کر کے طاؤس کا نشانہ تاکا اسوقت وہ مور چلایا کہ اے ظالم بڑے زبردست درکش معلوم ہوتے ہو کیا زلزلۂ قاف اپنے تئیں سمجھے ہو یا اُسکے بیٹے پوتے ہو اچھا سمجھ لیا جائیگا تم اپنی [illegible] نہ لگے یہ کہکر پھر دہ کوہ میں جا کر غائب ہو گیا شہزادے نے بعد اسکے غائب ہونے کے پھر قصد دروازہ کھولنے کا کیا یاقوت وغیرہ کہ ہمراہ تھے وہ عرض کرنے لگے کہ حضور کیلیے امر طلسم یہاں ہے اگر طاؤس طلسمی سمجھ کر چلا گیا ورنہ کوئی یہاں سے زندہ پھرا نہیں اب آپ اسی مقام پر بارگاہ استاد کر کے تشریف فرما ہو جیے دیکھیے تو کیا ہوتا ہے شہزادے نے یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ لشکر جوان آزما یہاں سے کوچ کر کے تم لائے یہ قصر کی منزل تک ہو کس لیے کہ اسمیں ہزار برج ہیں جسمیں منزل بمنزل یہاں سے بھی اور آگے جا کر اتر دونگا دیکھوں کہ کس اطراف میں کیا

انتقام ہو اول تو لوح طلسم کا تسخیر ہو جانا بہت مناسب معلوم دیتا ہو کہ بعد میرے داخل کرنے طلسم کے تم لوگ دشمن کے شر سے محفوظ رہو گے سب نے رائے مہجبیں ضیائے شہزادہ گرامی پر آفرین کی اور وہاں سے آکر لشکر میں طبل کوچ بجوا کر کوچ کر کے اسی پہاڑ کی دامن کے نیچے نیچے ایک میدان سبزہ زار میں پہونچے اور منزل بمنزل آگے بڑھ کر ایک برج کے پاس مقام کیا جب طلسم عالم سے قباچہ ظلمت شب مدرج مغرب میں گیا اور فلک زمردیں ستاروں سے بصورت بال طاؤس مانند

بنا طاؤس کا برج خضر	ہوئے گردوں پہ تارے جلوہ گستر
کہ زاغ شب بھی ہے صورت نما	یہ ہو نیرنگی عالم کا نقشہ

شہزادہ فتح کرنے پر طلسم کے آمادہ اپنی بارگاہ میں آکر پلنگ جواہر نگار بچھوا کر آرام پذیر ہوا شیشہ آلات بے قیاس اس بارگاہ میں لگا تھا فرش و کرسی و تخت سے آراستہ اسکو کیا تھا قنات میں ہر سمت کی گری تھیں صحرائے طلسمی کی کیفیتیں نظر آتی تھیں چاندنی چھٹکی تھی کوڑیالا عجب لاتا تھا سبزہ لہلہاتا تھا ہر درخت قامت یار کا جھومیں دکھاتا تھا زلف جاناں کی طرح الجھی ہوئی جھاڑیاں نہر کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پانی رواں چاند کا عکس چشموں میں پڑا تھا ہزارا چاند زمین کے منہ کو لگا تھا ادھر برج قصر طلسم کے در کھل گئے اس میں پریاں کھڑی تھیں ساز ہاتھوں میں لیے بعضیں زلفیں رخسار پر لہراتی تھیں سطح کا ساز بجا کر گانا گاتی تھیں کہ خاطر پیر فلک سے ترانہ زہرہ کا بھلاتی تھیں پیشوازیں ستارہ دار پہنے تھیں کچھ بائیں پر کچھ دہنے پر تھیں شہزادہ جس طرف کروٹ لیتا تھا تماشائے عجیب ملاحظہ فرماتا اسی اثنا میں طرفہ تماشا نظر آیا کہ سامنے میدان میں کچھ طاؤس زریں بال ظاہر ہو کر لوٹنے لگے اور رشک گل زنان خوبرو بنگئے ایک ایک انمیں کا فردستمگر دامست لشکر حسن غارتگر جان شیدا تھی سیمبر گل اندام دلربا تھی کسی کی زلف مشکیں سواد ختن کو مول لینے کا ارادہ رکھتی کسی کے ابرو خنجر جھکا ظلم پر آمادہ رہتے۔ آنکھوں پر چشم غزالیں قربان رہتی کسی کا رخسار نازک خانہ دلہائے عشاق میں آگ لگاتا۔ کسی کا لب معجز نما مردم چشم نظارگیان کو بیمار بناتا ہر ایک عشوہ گر گل سے زیادہ نازک چشم خانیں نرگس دوغزال سے کہیں بڑھکر بلکہ صد دفتر ناز وغمزہ سے بہتر ایک ایک ان میں مہجبیں بامکین

ابیات

مردے جی اٹھتے ہیں جب دم ہو تکلم کرتے	زندہ اعجاز مسیحا کو ہو بلکہ کم کرتے
پان اگر کھاتے تو لاکھوں ہی کا خون کم کرتے	تیر چلواتے لہو تیغ تبسم کرتے
خاک میں روز ملا دیتے ہیں دل کے مستی	پان کھا کھا کے ہو پر خون دل مردم کرتے
چھینٹے افشاں جو وہ پیشانی نور افشاں پر	صدقے گردوں طبق گوہر انجم کرتے
آپ دکھلاتے جو سلک دُر دنداں کی چمک	آب بابال حسد جلوہ انجم کرتے

بس وہ سب نازنینان مہر تمثال اچھلتی کودتی ایک برج کے قریب آکر بجا رہی کرنے لگیں عالم لیکر تشریف لائیے انکے بجانے سے ایک خورشید طلعت اس برج سے لب بام نیر اعظم طالع ہوئی جیسے برج حمل و اسد میں آفتاب کو عروج و شرف ہوتا ہے اسی طرح بصد شرف و کمال مطلع الانوار ہوئی ہر تار زلف انکا سطر رقم طرازی صحیفہ حسن جبین تھا ہر وجہ حسن تھا حلقہ ہائے زلف کو روزن کاخ شہنشاہ حسن کہوں تو بجا ہے شکن گیسو کو میں مفاتیح بلند جبینہ

کیوں نہ ہو روا ہے اُس صانع طلسم جہان کی قدرت پر مین فدا جسنے ایسا نقشہ بنایا سبحان اللہ کیا دلربا خلق فرمایا جسکی پیشانی نورانی پر خوش قسمتانی ہزار جان سے چشم نرگستان پر غزالان ختن تیر خوردۂ خدنگ مژگان کان کی لو شمع بزم خوبی کے دل مین شعلۂ عشق بھڑکانے اسکی لو آگ لگا دے رخسار تابان کے روبرو آئینہ سکندر حیران دہن تنگ مسیحائے مردہ دلان **نظم**

قد اسکا طوبائے دلنشین ہے وہ سلسبیل جان حزین ہے | جو زیر لب خال عنبرین ہے سو مردم چشم حور عین ہے
قد اسکا شمشاد دلنشین ہے وہ آنکھ نرگس سے شرمگین ہے | کمر رگ گل سے نازنین ہے بدن سے شرمندہ یاسمین ہے
ہے چشم جادو کی یاد الفت خیال قامت کا ہے قیامت | تصور زلف پر شرارت بلائے جان دل حزین ہے
تو ہے سلیمان پری سریرت ہے ملک خوبی کو تجھ سے زینت | جمال کی تجھ سے شان و شوکت تو خاتم حسن کا نگین ہے

پس وہ بحر حسن کی گوہر یکتا مثل طاؤس طناز بہزار حسن و ادا خرامان بارگاہ شہزادۂ ذیشان مین آئی اور کنیزان خوش آئین کو دربارگاہ پر چھوڑ کر آپ قریب پلنگ کے پہونچی شہزادہ مہ مسیحا کو بالین پر آتے دیکھ کر بیار محبت تو ہوا دل بیچین ہونے لگا لیکن صبر سے کام لیا جس طرح لیٹا تھا لیٹا رہا وہ راحت بخش پہلوے امید پائینتی آکر بیٹھ گئی اور لب معجز نما سے زندہ کن بدعا ہوئی کہ اے شہزادۂ عالی تبار آپ کو بڑا غرور اپنی جوانی پر ہے کہ میری جانب نگہ لطف ذرا بھی نہین خیر اسکی کچھ شکایت نہین مجکو آپ کی پروا بھی نہین لیکن ایسے شخص کو بے حمیت شاید کہ اہل مروت کہتے مین لوگ دشمن کی بھی تواضع کرتے ہین نہ کہ دوست ذرا اٹھکر بیٹھیے پھر لیٹ رہیے گا شہزادہ ہر چند کہ دل از کف دادہ ہو چکا تھا مگر ضبط کرکے صدف زبان سے گہرریز تکلم ہوا کہ مجکو غرور ذرا نہین آپ کی تشریف آوری کی خبر اصلا نہین اگر معلوم ہوتا تو سر کے بل بہر استقبال جاتا اور لیکن کسی کے گھر مین چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے اور مین جو آپ کو دیکھتے ہی اٹھ بیٹھتا تو خوشامدی ٹھہرتا اب یہ معلوم ہوا کہ آپ اپنے حسن بے نظیر کا جلوہ دکھاتی پھرتی ہین اور ہر ایک کو آزماتی پھرتی ہین اتراتی پھرتی ہین پھر مجکو کیا غرض ہے مین آپ کی تعظیم کرتا یہ حسن آپ کا آپ ہی کو مبارک رہے مجھسے اُمید خاطرداری نہ رکھیے جائیے اپنی راہ لیجیے اُس رشک قمر نے ہنس کر جواب دیا کہ اے شہزادہ کیون نہ ہو آخر نبیرۂ حمزۂ صاحبقران ہو نہ واقعی اسوقت جو مجھپر تم فریفتہ ہوتے تو مین اپنے عشق مین تم کو دیوانہ بنا کر نہین معلوم کس آفت مین پھنساتی اے شہریار مین طاؤس جادو ہون مجکو یہی خدمت متعلق ہے کہ جو کوئی طلسم مین جانے کا ارادہ کرے اسکو منع کرون چنانچہ پہلے طاؤس بنکر تم کو منع کیا تھا اب حسب لیاقت تمھارے پھر سمجھاتی ہون کہ یہ مقام بہت سخت و صعب ہے یہان سے کوچ کر جائیے اپنے تئین بلا مین نہ پھنسائیے ہر چند کہ آپ پوتے ثانی سلیمان کے ہین لیکن یہان کچھ نہو سکے گا اس طلسم مین ہزار برج ہین اگر ایک ایک برج پر ایک ایک سال لڑیے گا تو ہزار برس لڑنے کو چاہیین پھر اتنی عمر کہان سے لائیے گا شہزادہ نے بجواب اس تقریر کے ارشاد فرمایا کہ اب تو ہم یہان آچکے قدم بہر فتح طلسم اٹھا چکے ہمارے منھ سے جو بات نکل جاتی ہے پھر جان جاتی ہے لیکن وہ بات نہین جانے پاتی ہے **بیت** فعل مردون کا نہین کام ادھورا کرنا ہے منھ سے

جس بات کو کہنا اُسے پورا کرنا ہے اُس نازنین نے تیوری چڑھائی گویا صفحۂ پیشانی میں غلطی کی نظر آئی شہزادہ اس ادا پر بیتاب ہو گیا مگر ساحرہ اُسکو سُن چکا تھا سُن ہو کر رہ گیا اور اُسنے بصد غصّہ کہا کہ اے لوٹ رنج بن ملیح کیا طاقت تیری جو تو آگے قدم بڑھا سکے اور طلسم میں جا سکے کیا سیدھا راستہ مقرر کیا ہے جو تو چلا جائے گا مجکو تیری محبت ہو گئی ہے اور حکم بھی بادشاہ طلسم کا نہیں ہے ورنہ ابھی تجکو مار ڈالتی شہزادہ نے فرمایا کہ جو تو میری بارگاہ میں بطور مہمانان نہ آتی تو میں بغیر قتل کیے تجکو نہ چھوڑتا یہ سُننا تھا کہ وہ شعلۂ حسن بہت جلی اور غصّہ میں آکر پھر آ کر اُڑ گئی کنیزیں بھی غائب ہو گئیں پھر قریب اُسی برج کے کہ جہاں سے یہ آئی تھی ظاہر ہو کر ٹھہری اور زمین پہ دو ہتڑ مارا پھر تو آندھی تیرہ و تار آئی ہوا نے وہ زور باندھا کہ ہر جھونکا طوفان باد قوم عاد کا پتہ دیتا تھا لشکر شہزادہ کے خیمہ وغیرہ اُڑ گئے لشکر جلد تیار ہوا ہر ایک سوار مرکب پر سوار ہوا پیادوں نے غار خاک میں پناہ لی شہزادے نے جلد اُٹھا کر ایک نشیب کی راہ لی مرکب سمیت غار میں اُتر گیا کچھ عرصہ میں وہ تاریکی عالم میں پھیلی کہ شب دیجور ایسی ہزار راتیں اُس سیاہی پر تصدق ہو جاتیں راہ ظلمات اُس کے سامنے تاباں تھی آندھی کی ہیبتناک صدائیں زہرہ آب کیے دیتی تھیں سائیں سائیں ہوا کے سناٹے خبر مرگ سُناتے تھے درختوں کے جھکڑ کی مہیب آوازیں جان لیے لیتی تھیں مرکب سمیت سوار نشیب غار سے نکل نکل کر اُڑے جاتے تھے بارگاہیں کہیں تھیں خیمہ کہیں تھے شہزادۂ عالی تبار دعا ہائے موافق انبیا علیہم السلام پڑھتا تھا اور آندھی کی جانب دم کرتا تھا اور کہتا تھا کہ مجھسے نادانی ہوئی جو مع لشکر میں یہاں آیا اکیلا مجکو یہاں آنا چاہیے تھا غرضکہ اسی طوفان نے آخر گلہائے گلستان افلاک برباد کیے اور نخل دشت عالم سے اُکھیڑ دیا زاغ شب ہلاک ہو گیا

نظم

ہوئی آندھی میں آخر آخری شب	ہوئے روپوش تارے چرخ سے سب
رخ مشرق شفق سے ہو گیا لال	ہمائے مہر نے جھاڑے پر و بال

ہنگام سحر بقدرت مالک خشک و تر نہ اُس آندھی کا پتہ تھا نہ ہوا کا سناٹا تھا نہ لشکر میں کچھ تباہی تھی اتنا تو البتہ فرق ہوا تھا کہ جہاں سے کل کوچ ہوا تھا اُسی جگہ منزل پھر پہنچے لشکر نظر آیا شہزادہ نے فرمایا کہ یہ نیرنگی سرزمین طلسم ہے بغیر اسکے کہ راہ طلسم معلوم نہ کی جائے جانا اندر اس قہر کے دشوار ہے ابکی انشاء اللہ میں تنہا جاؤنگا نجم عیار اور خونریز وغیرہ کوہیوں نے عرض کیا کہ ہم حضور کے ہمراہ چلیں گے۔ شہزادہ نے فرمایا کہ اظلم کوہی کے لوگ میرے ہمراہ ہیں اور عیار میرا باقی تم سب ٹھہرو کوہستان جو میں نے فتح کیا ہے اُس سے بھی خبردار رہنا یہ فرما کر عزم روانگی کیا تھا کہ بروئے ہوا ایک ترواقا ہوا اور ابر سُرخ رنگ پیدا ہو کر تمام دشت پر چھا یا رنگ صحرا و کوہ اُسکے عکس سے گلنار نظر آیا ہر ایک شجر لال کرتی کی پلٹن کا ملنگا بنا یا قامت یار نے پیرہن سُرخ پہنا اُس ابر گلناری سے دس بارہ اژدہے شعلہ فشاں ظاہر ہوئے جن پر بارگاہ و خیام بار تھے اور دو دو تین تین عورتیں دس بارہ زنگی آدم خوار سوار تھے چنانچہ وہ اژدرکے شعلہ منہ سے چھوڑ کر زمین سے اُتر آئے اُن زنگیوں نے بارگاہ فلک فرسا مکلل بستون جواہر استادہ کی غرض عمدہ سے

آراستہ کی بعد اس انتظام کے اس ابر سے ایک تخت یاقوت نگار پیدا ہوا جس پر ایک سفاکہ عالم لباس زعفرانی
اور زیور یاقوت رمانی سے آراستہ مسند پرتکلف پر بیٹھی تھی گرد تخت کے صدہا خواص حور پیکر تھی کہ برقعے ہوا اڑتی آتی
تھی اپنی شعلہ رخساری سے وہ حور نژاد دل دہر میں آگ لگاتی تھی چہرۂ بے نظیر کی صفا آئینۂ آفتاب کو اندھا
بناتی تھی چمک نظر کی وہ چل پھر کر ابر سرخ میں بجلی کوندتی جاتی تھی چشم فتان بظاہر حیا پرور تھی مگر فتنہ انگیز
محشر تھی کہ

نظم

رخ تجھے چاند سے چہرہ کے مقابل ہو جائے — آئینہ جوش ضیا سے مہ کامل ہو جائے
زلف ہاروت ہو چشمان فسوں ساز میں سحر — کیا عجب چاہ زنخدان جو بابل ہو جائے

پس وہ غیرت قمر جیسے ستارہ ٹوٹتا ہے اس طرح تخت بارگاہ میں اتار لائی
عاشقوں کی جان حزین پر غضب خدا نازل ہوا جیسے برج فلک میں ماہ کامل داخل ہو وہ لعین تخت سے اتری اور
کرسی پر جواہر کی بیٹھی خواصیں گرد و پیش باادب استادہ ہو گئیں اسنے ایک خواص سے حکم دیا کہ جا وہ نبیرۂ حمزہ کا جو
ہے میرے پاس بلا لا خواص خدمت شہزادۂ فلک اساس میں آئی شہزادہ اس رنگ کا تماشا در بارگاہ پر کھڑا دیکھ رہا
تھا کہ کنیز نے تسلیم کر کے عرض کیا کہ حضور کنیز میری آپ کو بعد سلام شوق پیام دیا ہے کہ لمحہ بھر کے لیے یہاں قدم رنجہ
فرمائیے دو باتیں میری سن جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم ساحرہ کے پاس جانے سے عار رکھتے ہیں دشمن کو سرفراز
نہیں کرتے ذلیل و خوار رکھتے ہیں کنیز یہ سنکر پھر گئی اور ملکہ سے اپنی یہ گفتگو بیان کی اسنے پھر اسکو بھیجا اور کہلا بھیجا کہ آپنے
سچ ارشاد فرمایا لیکن اس وقت تو ضرور قدم رنجہ فرمائیے ایک بار کنیز نوازی لازم ہے خواص نے آکر پھر پیام شہزادہ
کو دیا شہزادہ بجنت اس کے بلانے سے اس کے پاس گیا ہمراہ شہزادہ عیار نجم و خونریز و اظلم وغیرہ تھے غرضکہ
ساحرۂ حسینہ نے تا در بارگاہ ان کا استقبال کیا اور سامنے اپنے کرسی پر لا کر بٹھایا بعد خاطر و مدارات کے قفل دہن کو
وا کیا کہ اے شہزادے میں نے اس لیے تمکو تکلیف دی ہے کہ اس حوالی میں کوہ و دشت جس قدر ہیں آپ کو اجازت
دیجاتی ہے کہ جہاں آپ کے مزاج میں آئے شکار کھیلئے سیر کیجیے جو ملک پسند فرمائیے وہ فتح کیجیے اگر آپ نہ فتح کر سکیں
میں خالی کرا دوں اور جس تحفۂ طلسم کی ضرورت ہو وہ منگوا دوں مگر آپ کی جوانی پر مجھکو رحم آتا ہے واسطہ اپنے
دین و مذہب کا اس ارادۂ فتح طلسم سے باز آئیے کیونکہ اس طلسم کا کیا ہوا اچھا نہیں پھرتا ہے اگر ایک دو دفعہ بچ
نکل گیا تو دوسرے پر ضرور مارا جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ عزم اپنا فسخ فرمائیے گھر پھر جائیے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک
بات کو ہمیں نصیحت کرنے آئی ہیں اسوقت تم دفتر پند وا کیے ہو اور اپنا یہ قول ہے کہ ع باطل ست آنچہ
مدعی گوید ٭ تم کیا ہمیں ملک و مال دو گی ہم سوائے خدا کے اور کسی سے مدد مانگنے کو ننگ سمجھتے ہیں اب اگر
تم کو اپنا طلسم بچانا ہے تو بادشاہ طلسم سے جا کر کہو کہ دین اسلام قبول کرے اور خراج طلسم ملازمان شاہ اسلام
سعد بن قباد کو دے اور مثل غلامان حلقہ بگوش حاضر خدمت با بدولت ہو کر عفو تقصیرات چاہے یہ تقریر
سن کر وہ نازک مزاج چیں بجبیں ہوئی اور پکاری کہ اے لوتیج رات کو بھی میں ہی تجھکو بچانے آئی تھی مگر
فرق اتنا تھا کہ اسوقت صورت اور بنائے تھی اور اس وقت دوسرے طور پر ہوں مجکو بسبب تیری الفت

کے یہ سمجھانے مین بد ہے ورنہ مجھکو منع کرنے کی کچھ ضرورت نہین مثل مشہور ہے کہ جو جیسا کرے گا ویسا پائیگا تو نیچ سے
کہا مین ہقربا اس طلسم مین جاونگا تو لاکھ کہے بین ایک نہ سونگا یہ سنکر اسنے کہا منم طاؤس جادو لے لوتیچ تو نے ہمکو
موم کا سمجھلیا ہے کیا طلسم مین جانا سہل سمجھا ہے کیا مجال جو ایک قدم بھی اُٹھا سکے مین نے تجھکو جب سے دیکھا تھا
دل میرا تجھپر آگیا تھا اسلیے اتنی بار آکر سمجھایا اب مین دیکھون تو کیونکر اِس بارگاہ مین پھر کر تو جاتا ہے بھلا طلسم مین جانا
تو بڑی بات ہے شہزادے کو یہ تقریر سنکر غصہ آیا اور پکارا کہ او قحبہ تو ظلم مین نہا کر واہیات کلام کرتی ہے دیکھ یہ سزا تیری ہے
یہ کہکر تیغ کھینچی ایک ہاتھ مارا کہ اسکے سر پر تیغہ پڑا تھا اُچٹ گیا ایک جھنجھناہٹ ہوا جیسے گھن پڑا اور اُس ساحرہ نے آنکر
دونون ہاتھ پکڑ لیے اور ریزہ سحر گرا دیا پھر کچھ ماش پڑھکر ہوا پر مارے کہ وہ پتھر کے ہوگئے لشکر مین شہزادے کے کہ جو
تھا یہ خبر گئی وہان کمر بندی ہونے لگی اسنے کچھ دانے سرسون کے اُدھر بھی پھینکے کہ سارا لشکر پتھر کا ہوگیا جب یہ سب کچھ
دکھا چکی تو شہزادے سے گویا ہوئی کہ اسی منہ پر دعوی طلسم مین جانیکا تھا دیکھا تونے کہ دم بھر ہی تیری بربادی مین نہ گذرا اب
کہہ تو تجھکو بھی پتھر کا بنا دون لیکن پھر تجھپر رحم کھاتی ہون اب ایسا ارادہ نہ کرنا یہ کہہ کر کچھ سحر پڑھا کہ لشکری اور ہمراہی شہزادہ
کے پھر اصلی صورت پر بنگئے جب نجم و اظلم وغیرہ کو ہوش آیا نجم نے کہا شاید ہم بھی پتھر کے بنگئے تھے ساحرہ نے کہا ہر چند
مین نے تمھارے مالک کو سمجھایا اگر انھون نے نہ مانا اُسوقت مین نے یہ حرکت کی ارے صاحبو یہ صاحبزادے ہین
مزاج مین انکے جہالت ہے تم لوگ تو دیرینہ ہو ان کو سمجھا کر پھیر لیجاؤ اور شہزادے سے دست بستہ ہوکر کہا مجھ سے
خطا ہوئی اب آپ تشریف لیجائیے شہزادے کو ہمراہیون نے بھی پاؤن پر گر کر سمجھایا کہ حضور یہان سے تو تشریف
لے چلیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادہ وہان سے آزردہ خاطر پھرا اور نجم عیار نے ساحرہ سے کہا کہ مین کچھ عرض کیا چاہتا ہون
اُسنے کہا کہو اسنے عرض کیا کہ شہزادہ تمھاری بارگاہ مین آیا تھا تم بھی شہزادہ کی بارگاہ مین چلو مین دعوت کرونگا
دو گھڑی بیٹھ کے چلی آنا شہزادے سے صفائی بھی ہوجائیگی ساحرہ یہ بیان سنکر راضی ہوئی کس لیے کہ منت سے دھمکا کے
خوشامد کر کے سب طرح اسکو طلسم مین نجانے دینا منظور ہے اور فریفتہ جمال پری تمثال شہزادہ بھی ہوچکی ہے چنانچہ دو ایک سکھی اور
چند کنیزون کو ہمراہ لیکر شہزادے کی بارگاہ مین آئی نجم نے اسکو باعزاز تمام تر مسند پر بٹھایا اور شہزادے سے باشارہ کہا
کہ آپ فرمائیے تو مین کام اسکا تمام کرون شہزادے نے اس کے کان مین کہا کہ گھر مین بحیلہ دعوت کسی کو بلا کر عداوت کرنا
شیوہ مسلمانان نہین ہے یہان کوئی برائی اسکے ساتھ نہ کرنا نجم خاموش ہو رہا اور شہزادے نے سامان عشرت حاضر ہونیکیلیے
حکم دیا ساقیان سیمین عذار و خنیاگران کبک رفتار حاضر ہوے ساحرہ نے دیکھا کہ شہزادہ بمحبت مجھ سے پیش آیا اب
یہ مجھپر فریفتہ ہے پس اگر یہ کام دل مجھ سے حاصل کریگا تو زنگی اور خواصین تیری سب اس حال سے ماہر ہون گے سارے
طلسم مین تو ہوادار مسلمانان مشہور ہو جائیگی پس یہ سوچکر کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ تم مین سے دو ایک یہان ٹھہرین اور
خیمہ ایک رکھ لین باقی سب ہمراہی میرے مع بارگاہ طلسم مین جائین مین بھی جب فرصت ہوگی آؤنگی یہ حکم سنکر سب ہمراہی اُسکے
روانہ ہوگئے اور یہ شریک جلسہ عشرت ہوئی جام شراب گردش مین آیا ناچ ہونے لگا ساحرہ جب مست ہوئی دست ہوس
بجانب شہزادہ بڑھانے لگی شہزادے نے فرمایا کہ اس ارادے سے باز رہو مین ساحرہ کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہین دیکھتا"

تمہارے یہاں آنے سے مہمان جانکر مین تمہاری صحبت مین بھی بیٹھا ہون طاؤس یہ باتین سنکر بے مزہ ہوئی پھر سمجھی
کہ یہ ناز معشوقانہ کرتا ہے اور مجھ سے کھنچتا ہے تو بھی یہان سے اٹھ جا کشیدہ خاطری دکھلا یہ نوجوان دام شہوت کا
گرفتار آپ ہی تیری منت کر کے تجھے بلائیگا یہ سوچکر دو گھڑی اور بیٹھکر اٹھی کہ اب مین جاتی ہون شہزادہ خاموش ہو رہا
یہ وہان سے اٹھکر اس خیمہ مین اپنے جو رکھ لیا تھا آئی اور منتظر خوشامد کرنے شہزادے کی بیٹھی ادھر نجم عیار نے شہزادے
سے کہا کہ اب تو وہ ساحرہ آپکی مہمان نہین ہے مین مار ڈالون جا کر آپ ناراض تو نہ ہونگے شہزادے نے فرمایا اب تجھکو اختیار
ہے نجم اجازت یاب ہو کر چلا اور ایک زمرد کا خاصدان لیکر گلوریان عطر بیہوشی کی لپی اسمین رکھکر بڑے تکلفات
سے درست کر کے خیمہ ساحرہ مین آیا وہ بھی کہ شاید شہزادے نے بلایا ہے یہ منانے کو آیا ہے پس بخاطر پیش آئی اسنے
وہ خاصدان پیشکش کیا اور کہا شہزادے نے آپکے لیے گلوریان بھیجی ہین ساحرہ بہت خوش ہوئی کہ بیشک اس مغرور
حسن و جمال کو بھی میرا خیال ہے پس وہ خاصدان لیکر کھولا گلوریان بہت پر تکلف گنگا جمنی ورق لگی کہ اونکی نہین اپنی
سرخ ملکی کی آب گواہی دے رہی تھین اسنے ایک ایک گلوری کنیزون کو دی اور دو آپ کھائین باقی لیے خاصدان
مین رکھ لین اور نجم کے خاصدان مین پانچ اشرفیان ڈالکر واپس کیا نجم عیار مذکور ہنوز مراجعت نہ کرنے پایا تھا کہ وہان پیک
حلق سے نیچے اتری اور بیہوشی نے اثر کیا ساحرہ مع کنیزون کے بیہوش ہو گئی نجم تو اسکے قتل کا بیڑا اٹھا چکا تھا منہ کو
لہو لگا ہوا تھا ساحرہ کو روئین تن بزور سحر کرخت بدن دیکھکر سیسہ گرم کر کے پلا دیا اور ہمراہیون کے اسکے سر
کاٹ ڈالے بیچو گھیرو قید کجیو کی آوازین ہولناک آئین سیر سحر کے غل مچانے لگے اندھیرا ایسا ہو گیا کہ شب ہجر عاشقان
بھی ایسی تاریک نہ ہوگی عالم مین چادر سیاہ ٹھہر گئی گویا رہزن روزگار نے دن دہاڑے دنیا پر کملی ڈالی نجم عیار وہان
سے بھاگ کر خدمت شہزادے مین آیا شہزادہ اس آفت آنے سے گھبرا کر بارگاہ کے نکل آیا تھا سردار حاضر خدمت
تھے لیکن اس اندھیرے نے سبکے دم خفا کیے تھے اور سب دست بدعا تھے کہ اے خالق ظلمت و نور مالک لیل و نہار
یہ بلا ہمسے تو دفع کر دے اثر دعا سے نور یزدان نے آخر زمانہ روشن کیا وہ سیاہی دھوان ہو کر سمٹی اور پردے
ہوا جا کر ٹھہری اور وہ قلعہ اور پہاڑ سب غائب ہو گیا صرف ایک دیوار سیاہ سنر لمبا منزل تک کھنچی نظر آنے لگی بلندی
اسکی تا چرخ برین تھی پس نوبت اس دیوار کے صدائے حزین تھی سر دیوار پر ایک عقاب تیز چنگال قوی بال آکر
بیٹھا اور ہزار دروازے پیدا ہوئے بیچ مین پھاٹک جواہر نگین لگا تھا پس یہ تماشا دیکھکر شہزادہ حیران تھا کہ دفعۃً
وہ پھاٹک کھل گیا اور اسمین سے ایک اژدر خونخوار شعلہ فشان موذی ایذا رسان نکلا اور اسنے زہرناک کالے
دم اپنی زمین پر ماری زمین سے پانی اسقدر جاری ہوا کہ ایک دریائے زخار و قہار بلطمہ موج آفت خیز پیدا ہوا
اور اتنا جلد بڑھا کہ کار فلک ہی قلزم عمیق کا ایک حباب تھا جو ملا تھا وہ دور بحر عالم کا تیا و نیا تھا نہنگان خون
آشام اس مین سے سر بر کیے تھے حباب نسان چشم قہرناک و خشمگین آنکھین دکھاتے تھے موجین دنیا کے ڈبونے
کی چالین چلتی تھین ایک طلاطم برپا تھا آفت کا سامنا تھا اور پانی بڑھتا جاتا تھا شہزادے نے یہ
طغیانی اس بحر طلسم کی دیکھکر کنارہ کرنا چاہا لیکن انکے لشکر کی سمت کو چھوڑ کر وہ دریا بہتا تھا یہ اطرح سب

کھڑے تھے کہ سامنے وہ پہاڑ ٹک اور اژدہا تھا اور اُسکے پہلو میں وہ دریا بہتا تھا فی الجملہ شہزادے نے دیکھا کہ بعد
در ظاہر ہونیکے ایک آواز مہیب آئی اور دیوار کی پشت پر سے دو عورتیں اُڑتی ہوئی سر دیوار پر آکر ٹھہریں پھر قریب اژدہے
اُتر آئیں ہر ایک اُن میں حسینہ و جمیلہ نہایت شکیلہ تھی گوہر بحر خوبی و صدف قلزم محبوبی واقعی بے نظیر و بے عدیل تھی حباب بحر طلسم
نہ تھے دریا بچشم حسرت اُنھیں دیکھتا تھا موجوں کا دل اُنکی رفتار نرم پر لپٹا تھا انھیں کے عشق میں یم بچشم پرنم سر اپنا کنارہ
پر ٹکراتا تھا گوہر اپنے بہر نثار لاتا تھا پس وہ دونوں نازنین ایک نقارہ اور چوب اپنے ساتھ لائی تھیں کوس محبوبی
بجانے آئی تھیں اُس نقارے کو اُنھوں نے اژدہے کے سر پر رکھکر چوب بھی قریب نقارہ رکھدی اور قہقہہ مار کر
ہنسیں اور شہزادہ نوروج سے آنکھ ملا کر گویا ہوئیں کہ اے فاتح طلسم اگر طلسمات کی سیر کرنا ہے آفت میں قدم دھرنا
ہے تو بسم اللہ اس نقارے پر آکر چوب لگائیے پس اژدہے کا منہ کھلیگا یہی دروازہ اس طلسم کا ہے دہن اژدر میں
تشریف لیجائیے شہزادے نے یہ کلمات سنکر قدم ہمت آگے بڑھایا نجم جبار اور خونریز وغیرہ جملہ سردار قدم اقدس پر
گرے اور عرض کرنے لگے کہ اے شہریار قول دشمن پر اعتماد کرنا دیدہ و دانستہ دہن اژدر میں جانا بلا میں پھنسنا خلاف
رائے صواب اندیش عاقلان ہے خوف بربادی گوہر جان ہی برائے خدا یہ ارادہ نہ فرمائیے منہ میں اژدر
کے نہ جائیے شہزادہ ہنوز کچھ جواب دینے نہ پایا تھا کہ حوالی دیوار طلسم کی جانب سے گرد اُڑی اور اسلحے
کی جھنکار سنائی دی شہزادہ اُس طرف دیکھنے لگا جب دامن گرد شگافتہ ہوا ایک لشکر ساٹھ ہزار
سوار کا نظر آیا کہ مرکبہائے تازی نژاد و سوابدن کے زیر ران عرق دریائے آہن ہر ایک نوجوان پر پیچھے
رکابوں کے تسموں میں لگے پرچم اُنکے اُٹھتے سردار لشکر بصد زیب و فر مرکب پری پیکر کو گاتھے آگے آگے
ہمراہی فوج حلم کر جلوہ دیتا خلاصہ یہ کہ بڑے احتشام سے لشکر آیا یہ لشکر آہن کوہی کا ہے جو اس طلسم کے حوالی
میں سلطنت کرتا ہے اور بادشاہ طلسم مذکور سے دوستی رکھتا ہے شاہ طلسم نے اسکا تخت طاؤس جادو کے بیچ میں
کیا ہے کہ جو کوئی طلسم کے اندر آنیکا ارادہ کرے تو اسکو یہ روکے چنانچہ جب طاؤس مار ڈالی گئی اس بادشاہ نے
خبر سُنی کہ نبیرہ حمزہ نے آکر اطراف کوہستان تسخیر کیا ہے اور اب محافظ طلسم کو قتل کرکے اندر طلسم کے جایا چاہتا ہے
بس یہ سنتے ہی لشکر تیار کرا کر روانہ ہوا اور اسوقت آکر پہونچا چنانچہ سامنے فوج ظفر موج شہزادے کے اُسنے
صف کشی کی اور آگے بڑھکر نہیب دی کہ اے نبیرہ حمزہ تونے سب کوہیوں کو نامرد بنادیا اور ہر ایک کو اپنے دام
تزویر میں پھنسا لیا اب میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جائیگا ادھر آ کہ تو میرا شکار ہے شہزادہ یہ نعرہ دلیرانہ سنکر مرکب پر
سوار ہوا لشکر میں قرنا پھنکی جان نثار شہزادہ مرگ پر آمادہ ہوکر کمر کسنے لگے طرفۃ العین میں لشکر ہتھیار سجکر تیار ہوا سوار و
پیادہ ہر ایک آمادۂ رزم و پیکار ہوا طبل جنگی پر گرایا فوج میں وردی بجی پلٹن قواعد سے بڑھکر جمی رسالہ تیار ہوا شور
محشر برپا تھا کرنائے دم صدر کا بند کیا جابجا کف افسوس ملنے لگی نیزے جوانوں کی طرح تننے لگے گرز سرکش بنگئے
نقیب للکارے بہادروں نے نعرے رعد کی طرح مارے آہن صف لشکر سے آگے بڑھا اور سرکشی
دکھانے لگا بعد اسپ تازی اور جوگان بازی وغیرہ کے شہزادے دلاور کی جانب دیکھکر للکارا کہ

بیت بیا تا بگردیم وکین آوریم ؛ بجنگ ابردان برزمین آوریم ؛ تورج یہ نعرہ سنکر عمود اڈپٹ کر سامنے اُسکے گیا اور ایک لگاؤ ورایسی پڑی کہ مرکب اُسکا سات قدم پیچھے ہٹا اور سمند چالاک شہزادہ تین قدم پیچھے ہٹا کر ہٹ گیا دونون رانون مین گھوڑے مسلتے ہوئے مقابل ہوئے

نظم

گرفتند پس آن عمود گران
یکے ابر بست از بر کارزار
ازان چاک چاک عمود گران
بدریاے شد اندرون بادخاست
گرفتند شمشیر ہندی بجنگ
خم آورد از خم شدہ ریز ریز

یکے حملہ کرد آن برین این بران
تو گفتی شب آمد بزنشان بروز
شد آہن بکردار چاچی کمان
تو گفتی کہ سنگ ست سر زیر ترگ
فرو ریخت آتش زپولاد و سنگ
چو شد کام بے آب دیزخاک سر

زمین گشت گردان و شد روز تار
نہان گشت خورشید گیتی فروز
بچرخ اندرون بانگ پولاد خاست
سیہ شد ز زخم یلان روے مرگ
زبیرون گردن کشان تیغ تیز
گرفتند ہر دو دوال کمر

اسی طرح دونون لپٹے ہوے زمین پر لپٹ زین سے آئے اور دامن گردان بسر گرم کشتی لپٹ درکشتی ہوے داؤن پیچ تو ڑجوڑ بند شجاعت پسند ہونے لگے ایک بار وہ شہزادہ کو پکڑ لایا شہزادہ مثل برق جندہ جھٹک کر نکلا اور اُسکو پکڑ لایا اُسنے نیچے آکر زمین پکڑی لیکن شہزادہ نے لنگر نہ قائم ہونے دیا اور زور زنجیر کمر کا تھام کر تکادیکر اول زور مین تا بکمر لایا اور دوبارہ مین اُسکو سر سے بلند کر کے چرخ دیا وہ مکار رالامان پکارا شہزادہ ایمان پوری زبان پر لایا اُسنے اقرار کیا اُسنے زمین پر اُتار دیا اور کلمۂ طیبہ تلقین فرمایا وہ مکرے کلمہ طوطے کی طرح پڑھکر مسلمان ہوا شہزادہ اُسکو لیکر اپنی بارگاہ مین آیا سامان جلسۂ عشرت مہیا فرمایا اُسنے بمنت تمام عرض کیا کہ اے شہریار والا تبار ایک یہان سے بہت قریب ہے حضور قلعہ مین تشریف لے چلین اور تمام رعایا و اہالیان ملک کو ہدایت فرمائین اور قلعہ اسلام آباد کرین مسجدین وہان بنوائین سرداران شہزادہ نے بھی اسکے کلام کی تائید کی کہ اے شہریار بہتر تو ہے کہ اہل قلعہ بیمن قدم جناب باطل پرستی سے محفوظ رہین اور دردولت اسلام پاکر ہمیشہ محفوظ رہین شہزادے کو اُس طرف جانے کی اس لیے سب نے ترغیب دی کہ طلسم مین جانے سے بازرہے شہزادے کو بھی منظور ہوا کہ حوالی طلسم کو تسخیر کرنا اچھا ہے پس عرض ہر ایک کی قبول فرمائی اور لشکر اپنا اُسی مقام پر چھوڑ کر مع جملہ سرداران کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور طے کیے چند فرسخ راہ کے قریب قلعہ مذکور پہونچا شہر پناہ واقعی نزہتگاہ تھی دیواریں بلور کی تھین سراسر نور کی تھین شکار نگاہین آئین بنی تھین شاہان جہان کی تصویرین تھین در قلعہ پر سوارون کی چھاؤنی ہر سمت گھماگھمی سر قلعہ پر توپین چڑھین سامان حرب وضرب مہیا پل تختہ پڑا ہوا خندق پُر از آب مصفا گولنداز برق انداز جوانان شکیل جرأت مین جدیل ہر ایک اپنے مالک کے آنے سے تعظیم کی سلامی اُتری شہزادہ داخل شہر ہوا اُسکو بھی آباد پایا کوسون تک کی ہوا بستی رعیت خوشی سے بستی ہر سمت بازار عیش ونشاط گرم ہر شاہ بازاری کی رفتار زرم ملک تھا کہ شہر حسن وخوبی آباد تھا یا آسمان رفعت پر از انجم مسرت تھا نہین نہین فلک ستمگر اُس زمین سے بہت شاد تھا عمارات شہر نہایت بلند و رفیع زمین مسطح آباد اور وسیع شہزادہ سیر وکیفیت دیکھتا دار الامارہ مین تشریف لایا اس جگہ کو بھی پاکیزہ اور عمدہ پایا اکابرین شہر جمع تھے ارکان دولت پایہ بپایہ تھے شہزادے نے آہن کو موافق اپنے آئین کے تخت پر بٹھایا آپ

دنگل پر بیٹھا آہن بنے ارباب نشاط کو طلب کیا جلسۂ انبساط آغاز ہوا اُسنے شراب کباب مین نجم عیار کو دھوکا دیکر بیہوشی ملائی اور شہزادہ کو مع رفقاء و عیارون کے بیہوش کیکے گرفتار طوق و سلاسل کیا اور افسران لشکر کو اپنے بلا کر ظاہر کیا کہ مین نے بمصلحت مسلمان کی اطاعت کی تھی اب چلکر اسکے لشکر کو تاخت و تاراج کرنا چاہیے مشیران سلطنت نے عرض کیا کہ ان سبکو تنہا قلعہ مین چھوڑ کر جانا نچاہیے اور نہ ہمراہ لیجانا مناسب ہے کیونکہ مددگار اسکے بلوہ کرکے انکو رہا کرلینگے پس آج کی شب انکو مقید رہنے دیجیے اور ہنگام سحر سب کو قتل کرکے لشکر پر چلیے لشکر بے سردار کا لڑ نہ سکیگا شکست کھائیگا یہ راے انکو پسند آئی اور شہزادہ کو زندانخانہ مین بھیجا اور رات بھر بڑی ہوشیاری رکھی جسوقت کہ مہر فلک زندان شرق سے نکلا اور شاہ ماہ اسیر سلاسل شعاع خورشید ہوا کہ بیت برآمد ہوا شاہ سیارگان ؎ کیا نور سے اپنے روشن جہان ؎ ہنگام سحر اُس مفسد کوہی نے حکم تیاری لشکر دیا فوج تیار ہوئی شہزادہ اور اُسکے رفیق کو عزادہ پر بٹھا کے یہ مرتد بلاخطر بیرون قلعہ لایا شہر مین غلغلہ برپا ہوا افسران لشکر صفین کھینچکر کھڑے ہوے خلقت شہر کی جوق جوق آکر جمع ہوئی جلادان قوی بازو طلب ہوے چبوترے ریتی کے بنائے گئے بورئیے خلالت آلودہ بچھائے گئے پروردگان عہد شجاعت و صدر نشینان مسند انجمن ریاست انپر بٹھائے گئے اہل شہر براہ دانشمندی افسوس کرنے لگے مذمت دنیاے فانی زبان پرجاری تھی رحم دلون کو آہ و زاری تھی کہ بمقتضاے

خمسہ

شاکی اجگر کے فرصت الم نی نہ سوز نہان سے ہم کو
رہا برنگ جرس صدا ربط سوز آہ و فغان سے ہمکو
برا ہوا اس عمر بے بقا کا کہان یہ لائی کہان سے ہمکو
سواے اندوہ دیاس حرمان ہوا نہ حاصل جہان سے ہمکو
اٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہی بہتر ہے یان سے ہم کو

ادھر تو یہ سب افسوس کرتے تھے ادھر شہزادے سے سردار عرض کررہے تھے اے شمع شبستان تمنا جیغرانی دلنے چراغ انجمن جہانبانی خدا نکرے کہ بادھر ظلم تند آپکا چراغ ہستی گل اور زندگی جاوید ہمارے لیے ہے جو آپکے قدم اقدس پر ہم نثار ہوجائین ہمارے لیے زیادہ فروغ حاصل ہوجائے بوشل شمع سرکٹائین اور آپکی محبت مین مرگ سے لو لگائین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے بہادران مین تم سب کا کاروان سالار تھا سردار تھا قافلے کے آگے مجکو چلنا زیبا تھا افسوس کہ میرے ہمدم سب قتل ہوا اور رخت ہستی اس منزل سے پار کرو اور مین پیچھے رہ جاؤن واے صد واے اے برادران یہ اشعار میرے حسب حال ہین کہ **اشعار**

یہ محکمہ رہنے کا نہین چلے ذقا؟
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
عالم ہے پریشان شدہ وادی غربت
اسباب لٹا راہ مین یان ہر سفری کا
سب راہ سفر چھوڑ کے جاتے مین بحسرت
یہ کہہ کروہ محراب خم تیغ کا ساجد

دست مناجات بلند کرکے درگاہ باری مین بصد زاری پکارا کہ **نظم**

اے شہنشاہ عرب میر عجم عالی جناب
ہے یہی ورد زبان مجکو لعین اضطراب
تا بکے دنیا مین کھینچون مین عذاب بے حساب
یاعلی یا ایلیا یا ابوالحسن یا بوتراب
مصطفےٰ کیواسطے میری مدد کیجیے شتاب
حل مشکل سرور دین شافع یوم الحساب

یہ تو مصروف دعا ہے مقتدی قبولیت آمین کہہ رہا ہے کہ حضرت جلادان بے ایمان حکم قتل کرنیکا لے رہے ہین سنگ پر چڑھاکر تیغون کو آب دے رہے ہین کہ بقدرت خالق جز و کل دامن صحرا ابر غبار ہوا اور غبار کینہ سے خاطر روزگار صاف ہوا چہرۂ

شہریار آشکار ہوا یعنی شہزادہ ایرج نوجوان جو تلاش میں توریج ذیشان کے لشکر اسلام سے روان ہوا تھا اسوقت یہان آکر پہونچا جلاد اسکی آمد دیکھ کر ٹھٹکے اور ہر ایک نے دیکھا کہ آگے آگے ایک شہسوار عالی مقدار مرکب تازی پر سوار ہے شعشعہ اسکے سپاہ جرار جلتے ہوش چار آئینہ بند شجاعت شعار آتا ہے ترک فلک بھی اسکی شوکت دیکھ کر خوف کھاتا ہے۔ خورشید اُسکے جلال کو خیال کر کے تھرّاتا ہے زلفین ارا ہے سلسلۂ اسماعیلی کی گرد چہرۂ انور کے بل کھاتی ہین بلائین اس کے صدقے بلائین لیکر ہوئی جاتی ہین یا یہ شعر اُسکی زلفون کے حسب حال ہے شعر

حرارت ہوتی ہے سردار سے دونی سیاہی مین / زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

اسلحہ کی چقا چاق بلند گردش آسمان اسکے رفعت مراتب ارجمند پر بلاگردان جوان طرحدار شجاعت پسند اس شیر بیشۂ شجاعت وجلادت نے مجمع فوج دیکھ کر نعرہ کیا کہ نعرہ

منم ایرج ذی حشم نامدار / خدیو جہان خسرو کامگار
منم پور فرزند صاحبقران / سپہدار افواج اسلامیان

یہ نعرہ کر کے تیغ آبدار قاتل کفار راس جرار نے نیام انتقام سے کھینچی کئی لاکھ تلوارین ساتھ کھنچین اور گھوڑے بڑھا بڑھا کر دلاور صف لشکر دشمن پر آگرے پھر تو یہ حال ہوا کہ نظم

کشیدا زمیان تیغ آبدار	چنان کرد در عرصۂ کارزار	یکے را بیازو یکے را بہ سر
یکے را بہ پشت و یکے بر کمر	چنان نیزہ ہا نیزہ آویختند	سنان یک بدیگر در آویختند
کہ برہم نہ پیچید زان گونہ مار	شہان را چنین کی بود کارزار	شکستند صدہا بگوپال سر
بدون مغز صد پاشدہ از تبر	چنان گرم گردید بازار جنگ	کہ سوخت بر ہاسے تیر خدنگ
بلہ اسپ بر سوہزاران ہزار	ہمی گشت در دشت چون بیقرار	آہن نے جب یہ ماجرا دیکھا تخنہ

کھینچکر اس ارادہ پر چلا کہ قیدیوں کے سر کاٹ ڈالنا چاہیے اور قریب شہزادہ توریج پہونچا شہزادۂ مذکور نے غیظ میں کر قید آہن کو پارہ پارہ کر ڈالا رفیقوں کو آکر ایرج نے رہا کیا ہر ایک دلاور نے کڑی بیڑی پکڑ کر اُٹھائی اور صدہا کو مار گرا دیا سوارون کے گھوڑے اور ہتھیار اپنے قبضہ مین کر کے سوار ہو کر تہلکہ ڈال دیا اسی گرمی جنگ مین آہن دیو توریج سے مقابل ہوا اُسنے بقوت تمامتر تیغہ مارا شہزادے نے رد کر کے جو ہاتھ تلوار کا مارا سر سے تلوار بیٹھ کر قاش زین سے گذر گئی خلعت ہستی اُسکے تن نجس سے اُتارا پھر تو وہ تلوار گھمسان کی چلنے لگی کہ الغلط شد طائر جان شکار شہباز تیغ تھے لشکری عدو کے زیر تیغ بیدریغ تھے آخر سپاہ بے شاہ کی ہوچکی تھی بھاگ کر قلعہ کے اندر چلی گئی اور پل تختہ خندق پر کا اُٹھالیا پھاٹک بند کر دیا بالائے قلعہ جا کر توپین جھاڑ کرنے لگے مگر یہ دونون نہنگ بحر شجاعت شہزادہ دودمان صاحبقرانی ہین ایسے قلعہ کو کیا گردانتے تھے فوج کو اپنی روک کر آپ تنہا روانہ ہوئے قلعہ پر سے گولا شلوے کے پڑنے ▮ ابر دھوئین کا بنکر تیار ہوا رنجک کی بجلی چمکی توپین کڑکین اور گرجین گولے برسانے لگین لیکن ان شہزادون کا وہ دل گردہ تھا کہ یہ دریائے آتش کو شناوری کرنے لگے گولندازوں کو گرد کدورت کر دل مین اپنے توپنچے ہوتے تھے نکالنے لگے دستی گولے اور بان داغ داغ کر مارنے لگے یہ دونون اُٹھتے بیٹھتے گولون کو رد کرتے

قریب خندق پہونچے اور گُرز جھولا دیکر پہلے اُس پار پھینکے پھر آپ جست کرکے خندق فرا گئے قلعہ پر سے ہنڈیاں بارود
کی حقہ ہائے نفطی پڑنے لگے تیر و زد و پیچ دخشت کی مار ہوئی گرٹپ کے پولون مین آگ لگادی تیل کے کڑھاؤ کھولتے
ہوئے پھینکے ان سمندر مزاجان بحر آتش نے سپر منھ پر لیکر وہ آفت جھیلی اور کمند چالمک پر بدقت تمام لگائے کھٹ آنکڑا
اُڑا ڈالا کر گرا پل تختہ خندق پر پڑ گیا فوج ظفر موج کا آنا تھا پھر تو اندر قلعہ کے تلوار چلنے لگی پرنالے خون کے بہنے لگے
گلی کوچے لاشون سے پٹ گئے بازار اجل گرم ہوا ملک الموت جان کا خریدار تھا سرفروشی ہر ایک دوکاندار ملک
جرأت کا شعار تھا تیغ تیز اور خنجر ہنگام ستیز سرون کے مشتری تھے جان دہی کی تجارت مین بہادر بہتری جانتے تھے
خلاصہ کلام وہ سب مردود بانجام کچھ ہی عرصہ مین رو بفرار لائے بہت سے واصل دارالبوار ہوئے بہت کنوون
کھتون مین گر گئے آخر طالب امان ہو کر قتل سے رستگار ہوئے رعایائے شہر ہاتھ باندھ کر خدمت شہزادگان نامور
مین حاضر ہوئی شہزادون نے طبل امان بجوایا فوج قتل کرنے سے رُکی دونون کشورستان دارالامارۂ آہن
بے ایمان مین تشریف لائے اور اُسکے محلون مین تلاش فرماکر ایک لڑکا بارہ برس کا پاکر اُسی کو وارث تاج و تخت
قرار دیا کلاہ مہی و افسر شہی کو اُسکے سر پر رکھا خراج اُس سے مقرر فرمایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے دیر
بجائے لقا پرستون کے کعبہ ادائے مسجدین ہوا ئین مؤذنون نے ندا ہائے اللہ اکبر سنائین جب سارا ملک اسلام آباد
ہوچکا بفتح و فیروزی وہان سے رخصت فرماکر دونون شہزادے قریب در طلسم آئے وہان وہی سامان طلسمی پایا اُسی طرح
نقارہ سر اژدہا پر رکھا تھا دریائے طلسم موج مارتا تھا تورج نے یہ حال ملاحظہ فرمایا اور قدم باراده داخلہ طلسم آگے
بڑھایا ایرج اور سب کو ہی اور عیار مانع ہوئے منت کرنے لگے شہزادۂ مذکور نے غور کیا کہ اسوقت یہ سب روکین گے اور
منع کرینگے مناسب یہ ہے کہ کل صبح کو کچھ رات رہے سے کہ ہنوز کوئی سو کر بھی نہ اُٹھنے پائے داخلہ طلسم مین کرنا چاہیے
یہ سوچکر داخل لشکر ہوا افسر الطاف تعظیم بجا لائے یہ بارگاہ مین مع ایرج دیجاہ کے مسند پر جلوہ گر ہو کر داد عیش دینے لگا
ناچ ہونے لگا ایرج نے گوہر کلام اُس زینت انجمن پر نثار فرمائے کہا کہ اے بھائی تم دادا جان صاحبقران
عالیشان سے تین روز کا وعدہ پھر آنے کا کرکے شکار کھیلنے آئے تھے اتنا عرصہ ہوا کہ پھر کر نہ گئے امیر با توقیر
ناراض ہوتے تھے اور فرط اُلفت سے یاد تمھاری کرکے روتے تھے اور ہر ایک عزیز اور دوست کو تمھارا انتظار ہے
تمھاری یاد مین ہر ایک بیقرار ہے لازم ہے کہ میرے ساتھ پھر چلو اور سب کو دیدار فرحت آثار دکھا کر تسلی و تسکین دو تورج
نے کہا اے برادر فرمانا آپکا بجا ہے واقعی جسکو عرصہ ہوا کہ قدم جد امجد سے جدا رہا لیکن اتنے ملک فتح کیے یہ
کہہ کر جو جو قلعہ کہ تسخیر فرمائے تھے اُنکا حال بیان کرکے کہا کہ مین اس طلسم مین ضرور جاؤنگا ایرج نے
یہ سنکر ہر چند سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا ناچار وہ خاموش ہو رہا اور اُسنے ایک فرمان بنام حاکمان قلعجات کوہستان تحریر فرمایا
مضمون یہ تھا کہ بعد میرے داخل ہونے طلسم کے شہزادہ ایرج نوجوان تم سب حاکمان قلعجات کا مالک و حاکم ہے ہر ایک
اُن کی اطاعت کرے درصورت انحراف و روگردانی حکم شہزادۂ مذکور مین اُسکا دشمن ہون یہ نامہ قلعہ کی جانب روانہ کیے
ایرج ان باتون سے سمجھا کہ یہ ضرور طلسم مین جائیگا آج کی رات تنہائی مین اسکو اور سمجھانا چاہیے آیندہ جو منظور خدا ہو

یہ مجمع کر مجلس عیش میں مچا رہا جب کہ شام سیہ فام بسان اژدہ دہان بچھو کھولے دہر میں ظاہر ہوئی اور
آفتاب تابان کو من کی طرح مار ظلمت نے نگلا **نظم**

شفق سے تھا سمر اشام کا رنگ
ستاروں سے ہوئی شب رشک ارژنگ
زر گل رو پردہ تھا اسکے پلنگ
ہوا زرد آب گل خورشید کا رنگ

دربار برخاست کرکے دونوں شہزادے ایک ہی مقام پر آرام پذیر ہوئے
ایرج نے پھر دفتر نصیحت کھولا اور کہا اسے برادر خلاف مرضی جد عالی وقار مناسب نہیں کہ تم کوئی
امر ظہور میں لاؤ نوریج نے اب ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا چکا سنا کیا آخر ناصح بھی خاموش ہو رہا اور دونوں آرام
پذیر ہوئے جب فراش انجم کو غل دفتر مدبر زال شب بند کیا اور شہریار مہر بارگاہ مشرق سے نکلکر داخل طلسم سپہر ہوا کہ
ہیبت دہن اژدر سحر سے مہر ہو گے ظاہر جلا پردے سپہر شہزادہ شاں سپر طلسمات نوریج خوش صفات بیدار
ہوکر طاعت الٰہی میں مصروف ہوا اور بعد فراغ عبادت کمر ہمت جست باندھکر عازم روانگی تھا لیکن محبت کے
تقاضے سے ناچار ہوکر دل نے نہ چاہا کہ بھائی کو سوتا چھوڑکر چلا جاؤں ایرج کو جگایا وہ شہزادہ بھائی کو آمادہ
ہر روانگی دیکھکر سمجھا کہ اب یہ نہ رکیگا بس بھائی سے بھائی لپٹ گیا اور سرشک گریہ سے دامن قبا کو دامن
دریا بنادیا سرداران لشکر بھی آگاہ اس حال سے ہوکر حاضر خدمت ہوئے اور قدم پر سر رکھکر رونے لگے
شہزادہ نے جواہر زواہر تسکین و تشفی سے اُنکے دامن بھرے اور فرمایا کہ فاتحہ خیر سے مجکو یاد کرنا اور خلاف حکم
برادر معظم کے قدم نہ دھرنا غرضکہ ہر ایک سے رخصت ہوکر بہزاروں شوادی و بصد گریہ و زاری یہ شہریار روانہ ہوا ہر شخص
کنارے لشکر کے پہونچانے آیا آخر سبکو پھرا کر آگے بڑھا اور قریب اُس اژدر کے جسپر نقارہ رکھا ہوا تھا پہونچکر
چوب نقارے پر لگائی صدائے مہیب نقارے سے آئی اور منہ اژدہے کا کھلا قلاب آتشین اژدر نے چھوڑکر دم کھسیٹا
شہزادہ اُسکے منہ میں چلا گیا پہلے تو وہ اژدر اس اژدر کو نگل گیا پھر اُسنے اُگلا سبنے دیکھا کہ نصف جسم شہزادہ کا
اسکے منہ سے نکلکر دریا میں گرا اور نصف تن زمین پر رہا یہ حال دیکھکر شہزادہ ایرج نے گریبان چاک کیا سرداروں نے
سر در دآلودہ خاک کیا شور واویلا وافغان تا بہ سپہر پہونچا وہ دیوار جو پیدا ہوئی تھی غائب ہوگئی پانی دریا کا
الیسا بڑھا کہ جہانتک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی نظر آتا تھا لشکر کے دانشمندوں نے یہ ماجرا دیکھکر شہزادہ
ایرج سے کہا کہ بھائی آپکے زندہ ہیں یہ مقدمہ طلسم ہے ایسے ایسے نیرنگ ابھی بہت دکھائی دینگے آپ بھی
تو بہت طلسم فتح کیے ہیں یہ کیفیتیں ملاحظہ فرمائی ہونگی ایسے اضطراب کو دل میں راہ نہ دیجیے صبر کیجیے انشاءاللہ
شہریار تھوڑے عرصہ میں بفتح و فیروزی آپ سے آکر ملاقی ہوگا یہ کہکر سمجھا کے شہزادہ کو بارگاہ میں لائے سرداران
نوریج خونریز و سر شار و سمار وغیرہ بیقراری زیادہ تر کرنے لگے اسوقت ایرج نے اپنے عیار رشا پور اور
نجم سے کہا کہ ہرچند طلسم میں جاکر بغیر فتح طلسم آنا دشوار ہے لیکن تم عیار ہو جسطرح ہو سکے میرے بھائی کی
خبر لاؤ عیاران مذکور عرض پیرا ہوئے کہ اے شہریار آپ خاطر جمع رکھیے غلامان جانثار جاتے ہیں یہ کہکر
دونوں باندہائے عیاری سے آراستہ ہوکر روانہ ہوئے اور قریب اُس دریائے طلسمی کے پہونچے دیکھا کہ پاٹ

اُس بحر زخار کا کوسوں تک پتہ ہے عیار کنارے کنارے اُسکے صورتین بدلے روانہ ہوئے اور ایک مقام پر ٹھہر کر شاپور نے کلۂ فلاخن مین پتھر رکھکر دریا مین پھینکا وہ پتھر بیچ دریا مین گر کر ڈوب گیا اُسنے کہا کہ ایسا دھوکہ ہم نہ کھائین گے دریا مین ڈوبنے نہ آئین گے یہ کہکر پھر آگے بڑھے یہ اسلیے کہ ہمارے گرفتار کرنے کو کوئی ساحر دریا سے نکلے تو ہم اُسکے ساتھ کسی تدبیر سے اندر طلسم کے جائین فی الجملہ یہ تو اس فکر مین کنارے بحر کے روانہ ہین مگر حال شہزادہ توریج سنیے کہ اُنکو جو اژدر طلسم نے نگلا بظاہر تو سب نے دیکھا کہ دو ٹکڑے اُنکے جسم کے اُس اژدر نے اگلے لیکن یہ شعبدہ طلسمی تھا شہزادہ مذکور زندہ و سالم شکم اژدر مین غلطان و پیچان اسطرح چلا جیسے کوئی نشیب مین گرتا ہے اور تاریکی از حد پائی طبیعت شہزادہ کی گھبرائی دم گھٹا ہوا گرمی ایسی معلوم ہوئی کہ چنگاریان بدن سے اُڑنے لگین یہی ایسا صاحب قوت تھا جو اُس گرمی کی تاب لاسکا دوسرا کوئی شخص ہوتا تو زہرہ آب ہو جاتا آخر کار خداوند غفار نے اپنا فضل کیا کہ روشنی دکھائی دی اور پانون زمین پر ٹکا دیکھا کہ ایک صحراے ہولخیز و وادی پر آفت مین استادہ ہوئے ہین جو بگولا اُڑتا ہے دیو آتشین نظر آتا ہے اُگے ہوئے دل کی پھانسون کا نشان دینے والا ہر ایک کانٹا ہے آفتاب کی تمازت دھوپ کی شدت دل جلون کے سوز سے کم نہ تھی وہ کونسی جھاڑی تھی جو مثل دل برہم کے برہم نہ تھی زبان خار جھاڑ کا کانٹا بنکر پیچھے پڑتی ندیان حسرت آلود گرمی کے مارے کی طرح نگاہین کو تین چشمے بسان چشم بیدردان ذرا بھی میل نہ رکھتے تھے چشم کور کی طرح سوکھے تھے کہ بیت مجمل اُس دشت سے صحراے محشر و جہنم سے زیادہ تر وہ بدتر شہزادہ اُس منزل پر آفت کو طے فرماتا بھوکا پیاسا چلا جاتا تھا سر کا پسینا پیر کو آتا تھا مالک خشک و تر کو یاد کرتا جاتا تا اینکہ چند فرسخ کے بعد اُس دشت سے گذرا اور سامنے ایک پہاڑی نظر آئی قریب اُسکے ایک کوٹھری بنی پائی سامنے کوٹھری کے ایک اژدہا بیٹھا تھا منھ اُسکا مثل قعر بلا جبڑے کھلا تھا اژدر سے کچھ دور ہٹکر ایک درخت بلند درختان عالم سے ارجمند مثل سرو آزاد غلام اس نونہال ریاض صاحبقرانی کا بنا ہوا بصد ادب ایک پانون سے برنگ دربانان استادہ تھا اور اُسکی ایک شاخ مین کمان لٹکی اور دو تیر بھی کمان سے بندھے تھے شہزادہ نے یہ نیا ماجرا دیکھ کر دل سے تصور کیا کہ شاید اسی کمان سے اس اژدر کی قضا ہے یہ سوچ کر آگے بڑھا اور دست حق پرست جانب کمان دراز فرمایا کمان پر قبضہ کرنا چاہا فوراً ایک تڑاقا ہوا اور آواز آئی کہ ہان ہان اے اجل رسیدہ کیا کرتا ہے شہزادہ نے پھر کر جو دیکھا اُس کوٹھری کا دروازہ کھلا پایا اور ایک زن پری رخ حسینہ و جمیلہ کو ایک کرسی زرنگار پر بیٹھے دیکھا اور ایک مشعل کو اُسکے ہاتھ مین روشن پایا حسن اُسکا بہ از نور مہر انور ہے فروغ رخسار سے کوٹھری برج قمر ہے واقعی برج حمل مین داخل خورشید منور ہے بلکہ مشعل آفتاب رشک سے اُسکے حسن جہانتاب کے جلتی ہے قمر کی رنگت اُس سے کہان ملتی ہے واقعی عجب حسن دلربا ہے نقشہ نظم

موسیٰ ابھی غش ہوئے دیکھ کے جلوہ طور کا
پُتلا بنایا صانع قدرت نے نور کا

رخسار آتشین ہیں کہ شعلہ ہے طور کا
دست حنائی پنجۂ مرجان سے بڑھ گیا

مانی سے کب کھنچے گا سراپا حضور کا
رشک بازوؤن پہ ہوتا ہے شاخ بلور کا

وہ غنچہ دہن کمان ابرو شہزادہ سے مسکرا کر گویا ہوئی کہ صاحب پراے مال پر ہاتھ دوڑانا اچھا نہین وادی پر آفت مین قدم دھرنا عاقل کو روا نہین مین آپ کی دوست ہون میرے پاس تشریف لایئے اس کرسی پر بیٹھیے مین

آنکھ منزل مقصد پر جو پہنچا دونگی خاطر داری بدل کر دونگی شہزادہ اُس زن پُرفن کی باتیں سُنکر سمجھ گیا کہ یہ بھی کوئی
شعبدۂ طلسمی ہے یہ سمجھ کر جواب ان کلمات کے اُس عورت سے کہا کہ بیٹھی رہو میں آتا ہوں یہ کہہ کر پھر پنجہ اپنا جانب
کمان بڑھایا اُس ناوک مژگان نے کہا خبردار کمان نہ چھونا اسلئے کہ تو مبتلاے آفت نہ ہونا میرا کہا مان یہاں آ
اس کرسی پر جلوہ گری فرما شہزادے نے ان باتوں کا کچھ جواب نہ دیا اور جانب کمان رخ کیا پھر وہ چلائی کہ اے
نشانۂ تیر اجل جلد اس کمان کے لینے سے گوشہ گیر ہو اور پیچھے پلٹ آ نہیں ہے میرے پاس آ کرسی پر بیٹھ جا شہزادے
نے دل سے مشورہ کیا کہ یہ عورت بار بار مجھکو بلاتی ہے ضرور کچھ مصلحت ہے اب وہ تمکو بلاتی ہے تو تم اُسکو اپنے پاس بلاؤ جیسا
وہ سوال کرے ویسا ہی جواب دو بس یہ تجویز کر کے جب اُسنے انکو طلب کیا انھوں نے کہا آپ ہی تشریف لایئے وہ
عورت کرسی پر سے اُٹھی شہزادہ سوچا کہ جیسے ہی یہ باہر نکلے ایک ہاتھ تلوار کا لگانا چاہیے اس کے حسن کی خوبی پر دل آنا چاہیے
کیونکہ شاید طلسمی قاعدہ یہ مقرر ہوگا کہ آنے والے کو کرسی پر بٹھاتے ہوں گے پس اس عورت کے باہر آنے سے آئین طلسم
میں بھی فرق آئیگا قصر طلسم میں رخنہ پڑ جائیگا بنیاد فساد مٹے گی جو یہ کوٹھری سے نکلے گی یہ سوچ کر اُسکی جانب مخاطب
ہوا مگر وہ بھی دروازے تک آکر ٹھہر گئی اور پکاری کہ اے آیئے کچھ دور میں آئی کچھ دور آپ قدم رنجہ فرمایئے شہزادے
نے کہا واہ یہ ہونا ہی نہیں جبتک آپ میرے پاس نہ آیئے گا میرا آنا دشوار ہے اے رونق قصر محبوبی میں تیرے
مکان عشرت کا مکین ہوں تو مجھکو میزبانی کرکے لیجا باتیں نہ بنا اُسنے ہنسکر کہا واہ یہ خوب بات ہے کہ اتنی دور سے تو
آپ چلے آئے یہاں مجھکو دیکھ کر پاؤں پھیلائے اب میں آؤں اور آپ کو گود میں اٹھا کر لاؤں کیا آپ نام خدا سے
بچے ہیں اے صاحب آیئے باتیں نہ بنایئے شہزادہ نے فرمایا کہ مجھکو بھی ضد ہے جبتک تم باہر نہ آؤ گی میں ہرگز نہ اندر آؤنگا
غرضکہ یہی تکرار زیادہ دیر رہی آخر کار وہ زن ناچار ناچار باہر نکلی شہزادہ نے چاہا کہ دوڑ کر شمشیر لگاؤں پھر سوچا کہ شاید
یہ روئین بدن بزور سحر ہو تو وار خالی جائیگا بس گلا داب کر مارنا چاہیے یہ سوچکر تعریف کنان اُسکی جانب چلا اور قریب
پہونچ کر گردن اُسکی مضبوط پکڑ لی ہرچند وہ تڑپی مگر دست بلی سے نہ چھٹی اور درندہ پھاڑی تو قریب تر اُس حجرہ کے تھی
ہی کرسی سے سر ٹکرا دیا کہ وہ تڑپ کر ہلاک ہوگئی شور و غوغا اُسکے مرنے سے بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا گو وہ جا
کو اُسکے مرتے ہی اُس اژدہے کے پہلوے ایک بچہ کوڑا لیے پیدا ہوا اور شہزادے کے وہ تازیانہ اس زور سے
مارا کہ ایسا صدمہ ضرب گرز کا بھی نہ پڑیگا اور وہ کوڑا مثل مار پیچان جسم شہزادے سے لپٹ گیا کوڑا اور شہزادہ دیکھ
بھی لپیٹ کر لے گیا چشم عجائب بین اس سیّار سپہر طلسم کی تندی ہوا سے بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی تو ایک شہر میں اپنے تئیں
پایا نہ وہ حجرہ نہ وہ اژدر نہ وہ بچہ و تازیانہ کسی کا پتہ نہ تھا شہر میں آبادی بہت تھی عمارت ہر ایک پر رفعت
وسعت تھی گلی کوچے صاف سڑکیں پختہ لبسان آئینہ شفاف قرینے بازاروں کے سجنے کے ہر جگہ سے بہتر اشیاے
نفیسہ و خوشتر ہر ایک عمدہ سے عمدہ اور بہتر سے بہتر دکاندار خوش خو و راست گفتار لین دین کا گرم بازار زینت کشور
روزگار وہ شہر شاہ ر اکسیر سے خوبی دہر جو چیز چاہیے ہو وہاں موجود ارزان نا میسری اس ملک میں گران بیش

	باغ رضوان بھی اُسپہ قربان تھا		حسن میں وہ شہر پرستان تھا	

پر شستری اشیائے غریب سیاح اقلیم عجیب سیر و کیفیت ملاحظہ فرماتا ایک سمت کو جاتا تھا کہ سامان سواری نظر آیا
ہٹو بچو کا شور مچا نقیب بولتے لیا دل وجوبدار عصا ہائے جواہر کار ہاتھوں میں لیے ادب سے اور لقا دت سے
کہتے نمودار ہوئے پھر سواروں کے پرے رسالے کے نوجوان سوار قوی تن شجاعت سے خفتہ میں بھرے خوبصورت
خوبصورت پیادوں کے جھرمٹ گذر گئے پھر سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے عود و عنبر کے لونے طفلان
ماہ طلعت لیے نکلے غرضکہ سامان باد بہاری اور جلوس سواری کا بخوف طوالت کلام بیان کیا ہو بعد نکلنے
اسباب تزک و احتشام کے ایک تخت طاؤسی پہ بادشاہ پرشوکت و جاہ سوار چتر سر پہ گردش میں تاج
سر پہ گوہر نگار مگس برانی میں مصروف وزیر نامدار یہ سواری بصد جاہ و حشمت دار الامارۃ شہر کی جانب روانہ
تھی شہزادہ بھی اسکے پیچھے پیچھے جاتا تھا یہانتک کہ ایوان شاہی اور کاخ سلطانی نظر آیا اور قصر پر ہزار ہا عورتیں
قبول صورت و حسن کو استادہ پایا جب سواری وہاں اتری اندر سے اس مشکوئے خسروانی کے ایک عورت
جوان حسین و طرحدار نکلی معلوم ہوا کہ مشرق ایوان سے مہر تابان حسن کی کرن پھوٹی کیا خوبی اسکے جوبن کی
بیان ہو کیونکر عقل بشر اسکا آئینہ رخسار دیکھکر نہ حیران ہو سنبلستان شب اسکے گیسوے پر پیچ دیکھا ہے سامنے
کیوں نہ پریشان ہو پیشانی انور اسکی واغ وہ سیمائے قمر گردش شمس کر خالی از علت نہیں قربان ہو دیدۂ نظم

زلفیں لہراتی نہیں چاند سے رخسار پر
کیوں نہ جوش سے کریں نام کہ مچلے ہیں ناگ
غمزہ چشم غضب جنبش ابرو آفت

آنکھیں اک تیغ ستم سر پہ ہیں دو ناگن
جسطرف رخ کریں وہ ناوک مژگاں برساں
میں فتنہ نگہ گرم قیامت جوبن

چشم فتان سے نہ کیوں آنکھ ملائے نرگس
دل شبک ہوں ٹھیکے میں پڑیں سیہ روں
لباس و زیور سے آراستہ کئی سو

نازنیں گرد و پیش اہتمام کناں خلعت حسن سے پیراستہ قریب بادشاہ آکر اس دلبر نے تعظیم دی اور ہنسکر ہاتھ میں
ہاتھ تھام کر اندر مکان کے لیچلی شہزادہ بھی ہمراہ سب کے داخل قصر مذکور ہوا وہاں دیکھا تو کئی درجہ اس قصر میں تعمیر ہیں
اور کئی ہزار آدمی اسمیں اسیر ہیں زار و نالے کر رہے ہیں شدت اسیری سے مر رہے ہیں کوئی انمیں بادشاہ زادہ
ہے کوئی تاجر بچہ کوئی پسر وزیر ہے غرض جو ہے وہ مرنے پر آمادہ ہے دوسرے درجہ میں اس مکان کے فرش مکلف بچھا
ہے مسند زرق آراستہ ہے اس مسند پر آکر وہ بادشاہ جلوہ گستر ہوا وہ نازنین پہلو میں بیٹھی پانچسو عورت دست بستہ سامنے
کھڑی ہوئی پانچسو زنگی اودی جنا ہوا با ادب ایستادہ ہوا اسوقت شہزادے کیطرف کچھ لوگوں نے دیکھکر بادشاہ سے
عرض کیا کہ اے شہریار یہ جو سامنے حضور کے ہے بڑا جھوٹا دغا باز ہے کسنے فرے سے ملکہ کو جادو کو بلایا اور بار قتلا دیجا سی اسکی
خاطر داری کسیقدر بھی کیا جائیں یہ بیکار ہے اسکے دم میں آگئیں وہ تو قبل مست جادو معانی ہو جو تھے جو کند اسکے ہنکر کرنیکے و سنے یہ
قتل کرنے کے صاحب نکلی تا قیصر پر شنکر بادشاہ نے کہا کہ اسیر ہے وہ کمند پھولکر سحر اتا لے شہزادہ نے دیکھا کہ اب میرے جسم میں بال کچھ
دکھائی نہ دیتا تھا یا وہی کوتہ الٹا ہوا ہی اب معلوم ہوا کہ اندر اس ایوان کے میں آپ نہیں آیا ہی کر ڈالا ہے خرضکہ
اس عورت نے بنا بر حکم شاہ تازیانہ جسم سی جدا کیا بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک کرسی جواہر نگار پاؤ نہیں کرسی میں شیخ کر بادشاہ نے بخاطر تمام
اس جسمی پر بٹھایا اور کہا آپ نے زبردست خدا پرست ہیں کہ آپنے کو جادو کو ڈالا یہ تو بیچھے کہ کوئی یہاں کو آتے کچھ نہیں آپ کیو نکر

اپنی جان دیتے ہین مال و اسباب کی طمع مین آفت مول لیتے ہین ابھی آپکا کیا سن ہے کیا زمانے مین آپ نے دیکھا کیا کھایا کیا
پیا جو زندگی دوبھر ہوئی جینے سے جی گھبرایا یہان آتے کچھ خوف نہ آیا اب بھی کچھ گیا نہین جسکو آپنے قتل کیا خیر کیا یہان سے
چلے جایئے شہزادہ نے فرمایا کہ آپ اپنا اسم مبارک تو بتلایئے میرے تو بڑے شفیق آپ نکلے فرمانا بجا ہے حضور کا
مگر میرے باپ دادا تو سودائی ہین ویسی ہی جھک مجکو بھی ہے جو کہنا وہ کہا جو کیا وہ کیا اُس بادشاہ نے کہا اے نوج
آپ ان قیدیون کو بھی دیکھ چکے یا نہین یہ سب شاہ و شہریار زادے اسی طمع مین فتح طلسم کی آئے تھے اب گرفتار ہی
رہین گے یہی حال آپکا بھی ہوگا آیندہ آپکو اختیار ہے یہ امر تمھارے ہی واسطے ہے کہ اجازت پھر جانے کی ملتی ہے ورنہ جو کوئی
یہان آیا تا دور قیامت یہین رہا شہزادے نے کہا بجا ارشاد ہوا لیکن میرا آنا آپ دور قیامت سمجھیے اب یہ انشاء اللہ یہان
نہ رہین گے اور آپنے اپنا نام نہ بتایا اب بتلایئے تو کہ آپ رفیق و الفت جتانے والے میرے حال پر ترس کھانے والے کیا
نام رکھتے ہین اُسنے کہا مجکو الوان جادو کہتے ہین اور آپ مجھپر طنز کر کے ہنستے ہین خیر تقدیر تمھاری جب شامت آتی ہے
تو ایسا ہی ہوتا ہے یہ کہکر چاہتا تھا کہ اُٹھے شہزادے نے تیغ کھینچکر ہاتھ تلوار کا مارا اُسنے سحر پڑھا کہ دونکے ہاتھ پاؤن کا دم
نکلگیا گر پڑے اُسوقت فرمایا کہ تم لوگ اسی بات پر بڑا گھمنڈ رکھتے ہو اور بڑے دغاباز ہو ایسی نامردی مین نے کسی قوم
مین نہین دیکھی اور مجکو جو سمجھانا تھا تو اکیلے مین لیجا کر سمجھایا ہوتا کہ کہا مان لیتا یہان سب کے سامنے اپنا اور ایسے باز آنا
اپنے تئین نامرد کہلانا تھا افسوس کہ حسرت میرے دل کی دل ہی مین رہی الوان نے یہ کلمے جو سُنے سمجھا کہ بیشک
یہ خدا پرست صاحبان غیرت سے ہین انکو تنہائی مین فہمائش کرنا تھا مجمع کثیر مین ناحق کہا یہ سوچکر سامنے شاہزادے کے
ہاتھ باندھے کہ بیشک مجھسے خطا ہوئی آپ معاف فرمایئن اور مین حضور کے مرتبے سے آگاہ نہ تھا اب آپکو لشکر مین آپکے
پہونچائے دیتا ہون شہزادے نے فرمایا آپ کی مہربانی اُسنے سحر اُتار دیا مگر دل سے اپنے مشورہ کیا کہ نام طلسم کشا کا
تو اِس طلسم مین مشہور ہی ہے پھر جیسے تو رہے لیے نوج اسکو مار ہی ڈالنا چاہیے ادھر تو یہ سوچ کر کچھ سکوت پذیر ہوا اُس طرف شہزادے
نے قصد کیا کہ اسکو الگ لیجا کر مار ڈالیے مگر اُسکو شہزادے کی خوشامد کرنا منظور تھی کہ یہ اُسکو فریب تو دیکھا تھا ہی پس
اُسنے ملازمون کو حکم دیا کہ آپ کو کھانا کھلاؤ وہ سب طعام لذیذ سامنے لائے شہزادے نے خشک میوہ کچھ کھایا پھر
اُسنے کہا کہ اے شہزادے آپ علحدہ چلیے کہ مجکو کچھ عرض کرنا ہے شہزادہ یہ سنکر اُٹھا اور وہ ہمراہ ہوا اُس قصر کے
ایک گوشے کی طرف دونون چلے شہزادے کے ہاتھ مین رومال تھا اُسکو ہلاتا ہوا اس طرح کہ جیسے کوئی بازی کرتا
چلتا ہے روانہ ہوا اور ایک مقام پر وہ رومال اُسکی گردن مین ڈال کر جھٹکا مارا کہ وہ گرا شہزادے نے ایک پاؤن
اُسکا اپنے پاؤن کے نیچے رکھا اور دوسرا پاؤن ہاتھون سے پکڑ کر جھٹکا مار کر شل کر پاس اُسکو چیر ڈالا یہ حال جو وہان دیکھ
تھے اُنھون نے دیکھا چیخنے اور تھپڑ کھا کر آگرے ادھر شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ادھر لشکر شہزادے پر پڑھنے لگا اُسنے بھی
تیغ آبدار نیام انتقام سے لیا اور قتل کرنا شروع کیا لاش پر لاش کرنے لگی اُس قصر مین اجل کی بادشاہت تھی
رقص بسمل ہوتا تھا ہرکارے روح کے ملک فنا کی خبر لینے کو بھیجے جاتے تھے ضرب گرز شہزادے سے جہنم مین پہنچے
جاتے تھے شاہ اجل فتاح طلسم جسد و جان کو گوشہ قبر مین سمجھانے کے لیے جاتا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

یکے داشت در سر ہوائے گریز
یکے مرگ را از خدا خواستہ

یکے چارہ جو از دم تیغ تیز
یکے بود بے پا و بے سر یکے

یکے راز پیکان جگر کاستہ
یکے کشتۂ تیغ و خنجر یکے

آخر کار فوج جو ہمراہ سواری الوان نابکار آئی تھی ▪ اندر قصر کے آئی اور کمندین شہزادہ پر ہر سمت سے پڑنے لگین شہزادہ اُلجھ کر گرا سب ٹوٹ پڑے اور اسیر کر لیا پھر قید سخت مین گرفتار کر کے وہان سے لیچلے شہر مین ایک خانے عظیم برپا ہوا ہر ایک شخص تماشائی تھا غرضکہ اس قلعہ کے متصل اور ایک قلعہ تھا وہان شہزادے کو لائے وہ قلعہ بھی بہت آباد تھا جو شخص تھا وہ دلشاد تھا بر سبیل اختصار یہ کہ شہزادہ کو وہان کے ایوان شاہی مین لائے دیکھا کہ تخت شاہی پر ایک بادشاہ بصد حشمت و جاہ بیٹھا ہے ارکین سلطنت کا مجمع ہے کرسی و دنگل سے قصر شاہی سجا ہے نام اس بادشاہ کا کفل شاہ ہے فی الجملہ شہزادہ جب سامنے اُسکے پہونچا اُسنے سب سے پوچھا کہ یہی شخص فتاح طلسم بنکر آیا ہے ہر ایک نے کہا جی بجا ہے یہی فتح طلسم کو آیا ہے کفل شاہ مخاطب شہزادہ کی جانب ہوا اور کہا اے نبیرۂ حمزہ کیا تجکو آج کے دن کی خبر نہ تھی اب بتا کہ کس حال سے تجکو قتل کرون تو ایرج نے جواب دیا کہ تم لوگ بڑے نامرد ہو تمھاری غیرت جاتی رہی ہے ارے نامرد ازلی و ابدی بہادر بہادر کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہین جیسا تو نے کیا کہ از روے بلوہ کے مجکو گرفتار کرایا اُسنے کہا اے شہزادے یہ فوج سو بھی جانتی تھی لیکن تلوار سے اسلیے روکی کہ تم نامرد ہمکو نہ سمجھو اب اگر تم کو یہ خیال ہی کہ وہ بہت تھے مین تنہا تھا تو اسکا بھی انتظام ہو سکتا ہے وہ یہ کہ اگر تمکو بقوت بازو کوئی زیر کرے تو اطاعت اسکی کرو گے شہزادے نے فرمایا کہ اطاعت کرنا کیسی غلامی کرینگے یہ سنتا تھا کہ اُسنے حکم دیا بلاؤ ہمارے پہلوان دوران کو بمجرد حکم لوگ گئے اور ایک پہلوان کو اپنے ساتھ لیکر آئے شہزادہ کیوان جاہ نے دیکھا کہ ایک زنگی ناپاک صورت کریہہ منظر دیو حقیقت ہے کہ بمقتضاے ابیات

حبیب و سیاہ نامہ و سخت دل
شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام

زناپاکی ابلیس از دے خجل

سرش خالی از عقل پر از اغشام

ایک زنجیر آہنی کمر سے باندھے جت لنگوٹ سے خم بجاتا چرچے بیٹھتا سامنے آیا بادشاہ نے شہزادے کو کمندون سے کھلوایا اکھاڑا درست کرا دیا دونون اکھاڑے مین کود خم بجا کر سرگرم تلاش ہوئے یہ لڑ رہے تھے کہ دربارگاہ مین غل مچا اور ملازمون نے آکر بادشاہ سے عرض کیا کہ ملکہ حاتم تشریف لاتی ہین سب کی نگاہ یہ خبر سنکر جانب در لگی اور ایک زن سیمین بدن غنچہ دہن انداز رفتار سے آئی حسن مین بے نظیر سراپا نور کی تصویر جوشنی کے ہزارون دنگل جیتے ہوئے سیکڑون زور آوران سرپنجۂ عشق کو چت کیے ہوئے بہت شہزور اُسکے عشق مین لنگوٹ باندھ کر فقیر ہو گئے لاکھون نے جی ہار دیے طاق ابرو مین اُسکے پہلوانان کشور عاشقی اپنا دل چڑھاتے ناز و غمزہ دل کے اکھاڑے مین پاؤن جماتے زلف کو اُسکی بہت سے پیچ یاد چشم فتان بہ یک اشارہ چت کر دینے مین اُستاد تیر مژگان کے توڑ خدا کی پناہ شمس و قمر کا رخسارون سے جوڑ کہان ہو سکتا کہ ابیات

کان کی کچلی ہے ناخن جگر ہے مہ نو
شوخی سے دیدۂ نرگس کی طرف چشمک لگی

خرمن ماہ پہ بالا ہے بلا برق فگن
رخ روشن مین ہے خورشید درخشان کا فروغ

ناز سے سوئے فلک تیر بہ تھا رخ جگ ان
رکش خط شعاعی ہے دوپٹے کی کرن

دُرِ دندان ہیں یا موتیے کی کلیاں ہیں | لب ہیں برگِ گل زغنچۂ گل تنگ دہن

بس وہ شہریار خوبی اُنکے رستے کے قریب آکر ٹھہری اور سیر کشتی کرنے لگی دیکھنے لگی شہزادہ کی صورت پر جب نظر پڑی دل اُسکا گرفتۂ کمانِ زلفِ پیچ میں آگئی بنظر حسرت جانب شہزادے کے دیکھتی اور دونوں گھات اُسکے ملنے کے لیے سوچتی تھی اور وہ پہلوان جو کشتی لڑ رہا تھا ظاہر پہلوان تھا اور باطن ساحر زبردست تھا سحر کرتا جاتا تھا اور لڑتا جاتا تھا پس ایک مقام پر شہزادے کو ریل لیچلا اور ایک نازنین سے آنکھ ملا کر گویا ہوا کہ دیکھئے میں حمزہ کے پوتے کو ریلے لیے جاتا ہوں اور وہ حمزہ کہ جسنے دیو دشمن دون ہزار دست کو مارا یہ میرا ہی مرتبہ ہے کہ اُسکے پوتے کو ریل لیچلا ہوں وہ نازنین ازبسکہ عاشق ہو چکی تھی سمجھی کہ شہزادہ زیر ہو جائیگا یہ سمجھکر اُس پہلوان نے جب فخر کیا بجواب کلمات تفاخر آمیز کہا کہ اے پہلوان یہ شہزادہ اسوجہ سے پیچھے ہٹتا آتا ہے کہ یہ کہتا ہے میں آج نہ لڑونگا ورنہ ایک چھوڑنے میں کل مقابلہ کرونگا پہلوان نے یہ سنکر شہزادے سے پوچھا کہ کیوں یہ نازنین جو کہتی ہے سچ ہے شہزادہ انکار کیا چاہتا تھا کہ اُس پری پیکر نے منع باشارہ کیا شہزادے نے کہا کہ ہاں میں آج خستہ و شکستہ چلا آتا ہوں بیشک کل لڑونگا پہلوان نے یہ سنکر چھوڑ دیا اور چلا گیا بادشاہ نے اُس ایوان شاہی میں شہزادہ کو نسج کے لیے ایک کمرہ رہنے کو خالی کر لیا اسباب عیش و نشاط مہیا کر دیا مسند لگائی پلنگڑی جواہر نگار بچھوائی شہزادہ مذکور اُس کمرہ میں آکر تشریف فرما ہوا جب آفتاب عالم افروز ایوان فلک سے مغرب کے کمرے میں جاکر آرام گیر ہوا اور عالم ضیائے ماہ سے پرنور ہوا نظم

بسر اوقات کی لڑ بھڑ کے دن بھر | چھپا باہر سے جب روئے انور | ہوا تاریک عالم حبیب کی راہ
اُٹھی ظلمت کی آندھی ایسی ناگاہ

بادشاہ یعنی کفل شاہ اور تمام حاضران دربار اُس ایوان سے اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر گئے شہزادہ اُس کمرہ میں تنہا بیٹھا رہا جب برنگ زلف جاناں شاہ شب نے علم بانگ نکالی یعنی آدھی رات آئی زمین تھرائی اور شق ہو گئی وہیں گلبدن فرخ چمن سبزہ منظر زمین سے پیدا ہوئی شہزادہ یہ سر زمین پر از عجائبات و طلسمات جانتا تھا اُسکے نکلتے ہی دست بقبضہ ہوا کہ شاید کوئی اور شاخسانہ نکلا اس گل باغ خوبی نے ہنسکر کہا کہ اے میاں ہوش میں آؤ اپنے حسن پر اتنا نہ اتراؤ دیکھو میں وہی تمہاری خیر خواہ ہوں جسنے کشتی لڑنے سے منع کیا تھا میں محبت ناچار تھی میرا دل صبر آگیا تھا خیر نصیب آفت سے بچ لیا اب کچھ پرواہ نہیں بندی کو مستی ترچھائی نہیں ہی جو کسی کی ٹیڑھی نگاہ دیکھے اچھا صاحب تم خوش ہو ہم جاتے ہیں شہزادے نے اپنے دل سے کہا بیشک اس سے کچھ مطلب نکل آئیگا محبت جتانا چاہیے یہ تجویز کرکے اُٹھا اور وہ جانے نہ پائی تھی کہ اسنے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے غنچہ دہن تیرے منہ پھلانے سے میرا دل خون کر دیا اور طائر روح کو صیاد بے مہری نے تڑپایا خمسہ

یہ کہ عاشقوں میں محبت کہاں ہے | صدا ایک سی اُن کی اُلفت کہاں ہے
تجھے ویسے لوگوں سے صحبت کہاں ہے | ترے پاس عاشق کی عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے

اُس غیرت گلزار نے ہاتھ پکڑنے سے شہزادے کے گلے میں باہیں ڈالدین اور کہا اے بیوفا خمسہ

گر چاہ جیب تجھے ہو اچھا نہ چاہیے
پر حق نصفی سے تو گذرا نہ چاہیے

ہمکو بھی آپکی نہیں پروا نہ چاہیے
جو چاہیے آپکو تو اُسے کیا نہ چاہیے

انصاف کر کر چاہیے اب یا نہ چاہیے!

یہ ملکہ مسند پر آکر بیٹھی وہ عجب وقت خوش تھا کہ خانہ خالی از اغیار پہلو میں محبوب گلعذار کیا اُس جلسہ عشرت انگیز کا بیان کیا جائے اُس معشوقہ عاشق خصال کا اُلفت جتانا کبھی بگڑنا کبھی منت کرنا گاہے بہلانا گاہ مسکرانا اور شرمانا اس فقرے سے کوئی آنجائے ڈر کر پہلو سے سرک جانا شہزادے کا چھیڑنا اُسکا باتیں سنانا فرط خوف سے کبھی دوہائی کرکے لپٹ جانا کبھی اقرار وصل کرنا اور کبھی بگڑ جانا غرضکہ اسی اختلاط و انبساط میں وہ زمانہ قریب آیا کہ شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کرنا چاہا اُسوقت اُس معشوقہ لسماوقہ نے شہزادے سے رخصت طلب کی اور بوقت جانے کے ایک انگوٹھی اُس نبیرۂ ثانی سلیمان کو دی اور کہا یہ اُس پہلوان دیو صورت عفریت خصال کے باندھ لینے کی سند ہے یہ خاتم **سامری سحر** کے پہننے کی ہے آپ پہن لیجیے اُس پہلوان کو اُٹھا لیجیے گا اور جب اُسکو اُٹھا لیجیے گا تو زمین پر دے مارئیے گا اُس بادشاہ یعنی **کفل شاہ** کے تخت پر پٹک دیجیے گا فوراً آگ جسم شاہ میں لگے گی تخت اور بادشاہ اور پہلوان سب جلیں گے اور اس آتش میں سے سبز لوح جگر باندھ کر پیدا ہوگی اور اندر سے لوکے نشیب سا ظاہر ہوگا وہ گڑھا نہیں چاہ سبز ہے اُس میں آپ کود جائیے گا وہی راہ طلسم کی ہے اور یہ مقام جہاں آپ بیٹھے ہیں حوالی طلسم ہے ابھی تک آپکو اندر طلسم کے جانا نصیب نہیں ہوا یہ سب ساحر جو مارے گئے وابستہ طلسم نہ تھے ورنہ بغیر کسی تحفہ طلسم کے ہلاک نہ ہوتے پس اُس چاہ سبز میں جب آپ کود جائیے گا تو ایک بیابان میں آپکا گذر ہوگا وہاں ایک درخت سے میں بندھی پڑی ہونگی مجکو کھول دیجیگا خبردار بھول نہ جائیے گا نہیں بہت پچھتائیے گا شہزادے نے فرمایا کہ اے نازنین میں تجکو یہاں کا مالک کرونگا انھیں باتوں میں آخر شب ہوئی وقت مہاجرت قریب آیا سحر نے فراق کی منہ دکھایا نسیم سحر آہ سرد تھی شمع محفل ہم سے دردمند تھی وہ نازنین کہتی تھی کہ

ابیات

کہ اتنی دیر کا آرام کیا تھا
دم رخصت قریب آیا ہے اے جان
بھر آئے آنکھ میں اُسکے بھی آنسو
جدائی ہے گلے سے میرے لگ جا
رہے یہ جشن عالمتاب روشن
بیان پیدا کیا دل نے زبانہ
نہ وہ ساماں نہ وہ یاران نہ وہ محفل

فقط اک رنج دینا مدعا تھا
جگر پر داغ فرقت لے چلے ہم
کہ ہوتا تھا جدا یار پری رو
مرے ہمدم مرے پیارے مری جان
الٰہی تا کہ ہے دنیا کا گلشن
اُڑائے جلوہ ہائے صبح نے ہوش
بجز چند آہ یا کچھ حسرت دل

سو حاصل ہو چکا لو حق نگہبان
اسی کی میہمانی تھی یہ یکدم
اُٹھی وہ نازنین بولی ادھر آ
چلے ہم اے خدا تیرا نگہبان
ہوئی یہ کہہ کے وہ ظالم روانہ
پڑھیں بیتابیاں گھٹنے لگے ہوش
صبح ہوتے ہی نقارہ دربار کا بجا

کفل شاہ تخت پر آکر بیٹھا پہلوان نے آکر نقارے میں چوب مارا اور پکارا کہ وہ مسلمان کہاں ہے آئے میرے سامنے شہزادہ مسلح ہوکر کمرے سے نکلا اور سامنے آتے ہی لپٹ پڑا لمحہ بھر کشتی رہی انگشتری کی وجہ سے کچھ سحر پہلوان کا نہ چلا

اور اُسنے کمر مین ہاتھ دیکر اُسکو اُٹھا کر قریب بادشاہ ہو کچھ کے دے پٹکا آئین بیرنگ طلسم ہی تھا کہ تخت اور بادشاہ
اور پہلوان سب مین آگ لگی ایک سنگدل تو دوسرا آئین ہون تھا گرہ کھاتے ہی شعلۂ آتش نے نکلکر سوختہ کیا
اور وہ آگ ایسی بڑھی کہ ایوان شاہی سب جلکر اندھیرا ہوگیا پھر جو دیکھا تو ملک فقط کچھ نہین ہے وہی جنگل و پہاڑی ہے
جہان کوٹھری مین عورت مشعل لیے بیٹھی تھی اور وہ جنگل بھی جل رہا ہے شہزادے نے ہر سمت غور کرکے دیکھا تو ایک مقام پر شعلۂ
آتش چکر باندھے تھا اور سبز نور اُٹھ رہی تھی بس یہ دیکھتے ہی شہزادہ قریب اُسکے گیا اور دونون پانون جوڑکر بسم اللہ کہکر
کود دیکھا تو واقعی مین کنوئین مین جا رہا اور آواز غرغر کی سنائی دی پھر غلطان و پیچان چلا اور بہت صدمے سے بیہوش ہوگیا

داستان طاق چشم پیر بھائی کا افراسیاب کے مقابلہ مہرخ مین آکر مارے جانا اور افراسیاب کا غصہ کرکے خود لشکر کشی کرنا مہرخ پر اور آجانا صنعت سحر ساز کا بروقت مقابلہ اور سمجھا کر شاہ کو پھیر لے جانا پھر آپ مقابلہ کرکے شکست دینا لشکر مہرخ کو اور سرداران لشکر کو اسیر بلائے سحر کرنا اور آنا عمرو کا مع ماہی پریزاد طلسم نور افشان سے اور شکست دینا ملکہ صنعت کو اور جنگ عظیم ہونا اور پھر بلا لینا کوکب کا عمرو کو اپنے طلسم مین اور تدبیر جنگ کرنا المؤلفہ

غصہ ترا ساقیا بجا ہے
تیور ہین کچھ اور ڈھنگ ہین اور
شیشہ کا بھی دل بھرا ہوا ہے
کب اُنمین بھری ہے بادۂ تیز
گردن جو صراحی کج ہے کرتی
کھسیانے ہوئے ہین جام ہنسی مین
ہو وقت غضب جو چہرہ کا حال
گلزار کی بھی ہوا ہے کچھ اور
نہر دن مین ہے آب خجلت بو
کھسیانا ہے گل جو ہنس رہا ہے
غصہ سے ہے سرو بھی اکڑتا
افروختہ ہے برنگ دشمن
گو سوسن صد زبان ہے دیکھی

میخوار ترا تڑپ رہا ہے
میخانہ مین ہے غضب کا وہ جوش
کف غیظ مین منھ سے بہ رہا ہے
گردن نہین عجز سے جھکاتے
رندون سے ہوئی جو آنکھ ٹیڑھی
قلقل کی نہین صدا ہے دیتی
منھ زندون کا نشہ سے ہے یو لال
ساقی کی نگاہ کیا پھری ہے
فوارون سے بہ رہے ہین آنسو
غصہ سے چنار جل رہا ہے
سنبل مین غضب کا بل ہے پڑتا
غنچے ہین چمن مین یون چٹکتے
شہرت سے زبان ہے ہاتھ بھری

ہے واہ کچھ آج رنگ ہین اور
غصہ سے ہین رند سارے بیہوش
ہین جوش غضب سے جام لبریز
شیشے ہین سرکشی دکھاتے
بڑاتے ہین رند میکشی مین
بڑاتی ہے رند سے صراحی
میخانہ مین جو غضب کے ہین طور
باغ دنیا مین بیکلی ہے
غنچون نے بھی منھ پھلا لیا ہے
مرجان کف دست مل رہا ہے
سرخی سے گلون کی سارا گلشن
جیسے دشمن چٹک کے بولے
پھولون کا چراغ جل رہا ہے

گلشن سارا چراغ پا ہے
گل اس طرح ہیں چمن میں پھولے
رہتے ہیں شریک ہر بد و نیک
ہم کو نشے سے واسطہ کیا
لا جلد پلا دے بھر کے ساغر
نشہ میرا ابھی کم ہوا ہے
دے منہ سے مرے لگا پیالا
اے جان مکن چنین شکایت

مہندی کے بھی تلووں سے لگی ہے
دیدے کوئی جس طرح نکالے
خط ساغر کا ہے سبق یاد
ہم سے ساقی بگاڑنا کیا
احسان کرنے میں تو بھی ہے طاق
غصہ دل میں مرے بھرا ہے
وہ جام پلا کہ بات رہ جائے
مے نوش و نویس این حکایت

نرگس آنکھیں نکالتی ہے
ہم تم تو ہم ہیں ساقیا ایک
ہم دونوں کا ایک ہی ہے استاد
طاق نسیان پہ غیظ کو دھر
جان نوازی میں ہے مشتاق
کر دیر نہ ساقیا خدا را
میرا اور تیرا ساتھ رہ جائے

بزم آرایان قصہ افسونگری و انجمن پیرایان فسانۂ ساحری۔ حامیان کاشانۂ ظفر و احتشام و میزبانان شکوہ کلام نصرت انجام بادۂ پُرجوش سخن کو میکدۂ کلام سے اس طرح مول لیتے ہیں اور بزبان ساغر شکستہ دلی نشۂ غرور کو یوں شکست دیتے ہیں کہ جب حسام ناکام و بد انجام ہاتھ سے برق عیار ذی احتشام کے مارا گیا لاش اس بدمعاش کی ملازم اُسکے اُٹھا کر نالان و گریان جانب طاق چشم بے ایمان روانہ ہوے اور سامنے پہونچکر حال قتل حسام معرض بیان میں لاے۔ العیاذ باللہ حال سنتے ہی اُس ناری پر وہ غصہ طاری ہوا کہ آتش غضب کے جوش سے انگارہ بن بھبوکا اور دود بد دماغی دماغ کے پار نکل گیا بس اُسی وقت نفیر سحر کو دم دیا ایک لاکھ بارہ ہزار ساحر اسباب سحر لیکر آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوکر طائران سحر پر سوار ہوے طاق بھی سامان سحر سازی ہمراہ لیکر اژدر پر سوار ہوا خلاصہ یہ کہ ٹھٹے کے ٹھٹے لشکر نکہت فوج لیکر رواں ہوا اُس طرف شاہ طلسم نے بھی روح کی کے پہونچنے سے ساحر روانہ کیے تھے وہ ساحر پھر گئے اور حال ہلاکت ساحر مذکور شاہ سے عرض کیا بادشاہ کو بھی بڑا صدمہ ہوا اس عرصہ میں خبر پہونچی کہ بیرجان بیل آتا ہے یہ خبر سنکر حیرت کو اُسنے نامہ لکھا کہ اے ملکہ جسکو میں مدت سے طلب کرتا تھا وہ اب آتا ہے خبردار کوئی دقیقہ اُسکی تعظیم و خاطر داری میں فروگذاشت نہ کرنا یہ نامہ جب ملکہ مذکور کو پہونچا اُسنے ملکہ شکوہ زرین قبا و شہاب جادو و گیسو سے پری شہاب وغیرہ کو کئی منزل آگے استقبال کے لیے بھیجا اور آپ بھی کنارے تک لشکر کے آئی اُس طرف وہ مسافر بیداے ضلالت بعد قطع مسافت راہ قریب سرداران ملکہ پہونچا راہ میں ملاقات ہوئی ہر ایک سے وہ ملا اور بغلگیر ہوا پھر کنارے لشکر کے آکر حیرت سے ملاقی ہوا اور کہا بھابی صاحبہ آپنے کیوں میرے لیے تکلیف فرمائی یہ کہکر بسبب اسکے کہ ملکہ شہزادی کل طلسم کی ہے اسنے نذر دی ملکہ اسکو بعظمت تمام بارگاہ میں لائی خلعت دیا انعام بہتر پر بٹھایا لشکر اُسکا اترا اب ایک سمت لشکر مصور کا ہے ایک جانب لشکر حیرت کا پڑا ہے تیسری سمت کو لشکر اسکا اترا سامنے مہرخ کی فوج اُتری ہوئی اس ربع مسکون میں چار طرف فوج ہی فوج تھی کثرت لشکر سے زمین دہلتی تھی فلک چکر میں تھا مہرخ کی طبیعت گھبرا گئی تھی غرضکہ جب یہ داخل بارگاہ ہوا مصور جادو بھی اسکی ملاقات کو جادو خانہ سے اُٹھ کر آیا یہ بنا بر تعظیم خداوند زادہ اُٹھا اور اُسکے قدم پر گرا اُسنے گلے لگا لیا اسنے کہا کہ ہمارے مذہب میں آپکے

قدم آنکھون سے لگا نا پڑا تو اب ہو اُس خرس نے بھی اُسکی تعریف کرکے دعا دی سب عیش و عشرت میں بیٹھے ساقی و مغنی حاضر ہوئے جام مے گردش مین آیا جلسۂ نشاط گرم ہوا یہ سب خبرین جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے لشکر کی راہ لی اور خدمت ملکہ مہرخ مین آکر بصد آب و تاب نیائش کنان آنا طاق چشم کا بیان کیا اور کہا اس نابکار کے ہمراہ جو فوج آئی ہے اُنکے ماتھے پر ایک ستارہ لگا ہے کہ مثل کوکب تابندہ کے چمکتا ہے۔ یہ عرض کرکے جاسوس تو چلے گئے لیکن مہرخ نے برائے طمانیت قلب سرداران فرمایا کہ یہ موذی کا آنا طاق جو آیا ہے تو ہمارا کیا کریگا جب بھڑا ما اُستاد اُسکا کچھ نہ کر سکا تو اسکی کیا حقیقت ہے یہ لاف زنی کر رہی تھی کہ ملکہ بہار نے کہا اے ملکۂ عالم آج آپ بہت تیز در معلوم ہوتی ہین ملکہ نے کہا مدت سے مشتاق جنگ بھی ہم سب ہین خراب سمجھینگے لیکن اے بہار تم کیا کچھ طاق سے کم ہو بہار نے بھی اُسوقت جوش مین آکر کہا کہ اگر آپ فرمائیں تو ابھی بارگاہ مین اپنی دیوانہ ہو کر تنکے چننے لگے یہ کلمہ زبان بہار سے سنکر سرداران کو ایسا اطمینان حاصل ہوا کہ ہر ایک اپنی بڑائی کرنے لگا سرخ مو و طاؤس ناز مان وغیرہ سب نے کہا کہ ایسے گورے موئے کے مارینگے کہ یاد ہی تو کریگا اسی تقریر مین برق وغیرہ عیار آگئے اور کہا ہمکو حکم ہو تو جا کر اُسکا کام تمام کردین بہار نے جواب دیا کہ اے برق ابتو میرے منھ سے نکلگیا ہے کہ مین اُسکے تنکے چنوا دونگی۔ پس اُسکے باپ یعنی اُستاد کو تمنے مارا وہ تمہارا حصہ تھا یہ میرا ہے جب مین نہون تو تمکو اختیار ہے یہ کہکر اپنی جگہ سے اُٹھی اور ملکہ مہرخ سے کہا آپ بھی آئیے مجکو کچھ مشورہ کرنا ہے ملکہ مذکور بھی اُٹھکر علیحدہ خیمے مین آئی وہان بہار سخن ران کیا کہ یہ ساحر واقعی بڑا زبردست ہے کیا تدبیر اسکی نسبت سوچی ہے مہرخ نے جواب دیا کہ ایک دن مین دربار افراسیاب مین حاضر تھی اور بادشاہ مجھ سے بہت راضی تھا تو اُسنے ایک ناریل مجکو دیا اور کہا اس ناریل کو اگر پہاڑ پر مارو تو دریا پہاڑ سے پیدا ہوگا اُس بحر کا پانی اگر ساحری بھی پی لین تو دیوانہ ہو جائیں پس اے ملکۂ حسین کی تم نانی ہو یہ ناریل اپنے پاس رکھو کہ سا کنان طلسم تمسے کمتر ہین مین نے وہ ناریل تسلیم کرکے لے لیا وہی میرے پاس اب تک ہے میرا ارادہ جنگ حسام مین اُس سے کام لینے کا تھا لیکن اب اُسی سے کام لونگی یہ سنکر بہار نے کہا بہتر ایک سحر مجکو بھی بادشاہ طلسم نے بتایا ہے تم اُس ناریل سے کام لو مین سحر کرون دیکھون کہ خدا کیا دکھاتا ہے یہ مشورہ کرکے پھر آکر تخت پر مہرخ جلوہ گر ہوئی اس عرصہ مین صنعت گر دہر نے طاق نیلی رواق پر سے آئینہ مہر اُٹھا کر طاقچۂ مغرب مین رکھا چشم خورشید کور ہوئی سواد ظلمت شب کا سرمہ چشم ماہ مین لگا فلک طاق چشم بنا کہ

بموجب ابیات

ہوئی کور جب چشم مہر فلک　　ستارون مین ظاہر ہوئی جب چمک
بڑھا دیدۂ نجم مین بسکہ نور　　ہوا نور کا چشم مہ مین ظہور

شام کو پہلے زرخیرت نے خاصہ طلب کیا دسترخوان شاہانہ آراستہ ہوا اسنے مع طاق چشم کھانا زہر مار کیا بعد فراغ اکل و شرب جلسۂ میخواری گرم رہا اُسوقت حالت مستی مین طاق چشم نے کہا کہ بھڑا ما بھی جان دیر کیون کیجیے کہ طبل جنگ بجے ملکہ نے کہا بہتر آپ لڑنے کو تو آئے ہی ہین اُسنے کہا مجکو ایک گھڑی بھر اس جنگ مین گذریگی زیادہ کد نہ کرنا پڑیگی کہ سب کو غارت کر دونگا کس لیے کہ میرے سامنے

جتنی فوج ہو سب ہشیار و مستعد ہو اور روئین تن ہو یہ فوج دکسی کے مارے مرے گی نہ کاٹے کٹے گی ملکہ نے کہا اسمین کیا شک ہے آپ ایسے ہی ہین یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین تیاری جنگ ہونے لگی ہرکارون نے جاکر صبح جالیون مہرخ مین یہ خبر پہونچائی ملکہ موصوفہ نے بھی قرناے جنگی کو پھونکا ادھر بھی تیاری آغاز ہوئی لیکن بہار نے چپکے سے کہا اے ملکہ مہرخ لشکر کے آراستہ کرنے سے کیا مطلب ہی تمکو جو سحر کرنا ہو وہ تنہائی کا ہے مہرخ نے یہ سنکر افسران لشکر کو اپنے طلب کرکے حکم دیا کہ تم سب فوج کو اپنے طور پر تیار رکھو میدان مین لیجانے کا قصد نہ کرنا ہم کچھ دیر کے لیے دو دو کوس تک لشکر سے جا نکلینگے اور تھوڑے ہی عرصہ مین پھر آئین گے جدھر تم دیکھنا کہ ہمپر وقت صعب ہے اسوقت تم فوج لیکر آنا اور اعانت کرنا افسر لشکر بحکم شنکر گئے اور کاربند حکم مذکور ہوے دھلاکی راہ سے تیاری اسباب سحر ہونے لگی کہ حریف ہوشیار نہ ہو جاے ڈمرو بجا کیا ہوم ہوا کیا بیرون کا غل رہا جھٹکے سکیے لگے بھیٹین چڑھائی گئین ہتھیار صیقل ہوے باجے پلٹنون مین بجتے رہے جب بحر فلک مین ستارے ڈوبنے لگے اور زلف لیلاے شب تابزانو ہو چکی یعنی بچھلی رات رہی مہرخ اور بہار سوار ہو کر ■ دس پر لشکر سے چلین اور دو کوس پر لشکر سے ایک پہاڑ تھا اُس کے قریب آکر ٹھہرین مہرخ نے وہی نایل جسکا ذکر اوپر ہو چکا جھولی سے نکالا اور کچھ اور افسون پڑھکر پہاڑ کے درے پر مارا فوراً پانی درہ کوہ سے جاری ہوا اور سب گھاٹیون سے پانی بہنے لگا لمحہ بھر مین اُس آب نے وہ طغیانی کی کہ پہاڑ سے تا بلشکر حیرت مثل دریاے زخار کے موج زن ہوا ایک جانب لشکر حیرت تھا اور ایک طرف لشکر مہرخ بیچ مین یہ دریا لہرا رہا تھا اور پانی اُس بحر سحر کا ایسا شیرین و مصفا تھا کہ جسے شیرین کبھی ایسی شیرین نہ ہوگی کاہ فرہاد کو کہین بھی اُس نایل کے سامنے گرد تھا موجین اُسکی رفتار معشوقانہ مین گردش فلک کو اپنی تیز رنگی پر غیرت دلاتین آب گوہر کی آبرو مقابل اُسکی صفا کے بحر غیرت مین ڈوبی تھی ہر موج مصفا و پاکیزہ خاطرون کے ارادہ کی لہر تھی بلکہ رخسار شاہد محبوبی تھی بحر اخضر چرخ گردش کرتا تھا نہین نہین اسی پر صدقے ہوتا تھا عکس فلک نیلوفری اُسمین پڑا تھا اور ستارہ ہاے چرخ کا اُسمین چمکنا معلوم ہوتا تھا کہ گل ہاے نیلوفر کا تختہ کھلا تھا جسکو دیکھکر کنول دل کا کھلتا لہرین پیچ و رنج تھین رد بدو جیسے زلفین جانان کی پیچ میں چشمۂ آب سامنے اُسکے شرم سے عرق شرم مین غرق ہو جاے چشمہ مہر تکو غیرت سے اُسی مین ڈوبا نظر آے اُسی کو دیکھکر آتش رنگ سے جلا کرے زبان پاے تو اُف اُف کیا کرے سچ ہے کہ

ابیات

چودھوین تاریخ اک ہر رنگ سا تھا جلوہ گر	ہم لب دریا تماشا سیر مین دیکھا کیا	جھیل مین سے چاند و تارا سیر ہوتی کا
وہ ڈوپٹا بادلے کا سا جو لہرایا کیا	یون لگا معلوم ہوتی ہے یہ دو دو بان ہم	ایک نے سایہ کہ گویا دوسرے پر تھا کیا

اُس بحر سحر کے کنارے اپنے لشکر کی طرف پہ تلاطم ساحری اور وہ کم خوبی یعنی مہرخ وبہار آکر ٹھہرین اور خوب عمدہ بہار نے کچھ پڑھکر دم کیا کہ کنارے دریا کے چھوٹی چھوٹی کیاریان جواہر کے پھولدار درختون کی نمودار ہوئین اسوقت عجب بہار تھی کہ جو خوشہ تھا وہ پروین برین کو شرماتا تھا جو پھول تھا وہ تارا فلک خضری کا نظر آتا تھا خسرو بہار کا فیض جاری تھا زر گل سے گنج باد آورد لٹ رہا تھا قریب صبح کا وقت قریب تھا تو سجدہ مین سے شاخین کبھی مین تھین قیام و قعود مین محو دانہ آئے

اشجار کی تسبیح سے ظلمان مجھن لیئے تھے سبحان گلشن وست چنار بہر دعائے فتح و ظفر ملکہ بہار اُٹھائے تھے شفق کنارے بحر کے پھولی تھی یا پھولی پھلی ساڑی تھی دوش شاہد ارض پر شالی رومال پڑا اگر کثرت سے گلہائے جعفری کے جا بجا باغ کا تھا یہ عالم کر اشعار

صبا کو حکم ہے فصل بہار آتی ہے
پری کی طرح نکلے سحاب پر نہ بال
نہین حباب عیان عکس آتش گل ہے
ادب سے مردم خضبان ہیں موج بادشمال

چمن سے نکہت گل جائے بہر استقبال
ہے رشک سینۂ شہباز ابر سرخ چرخ
یہ بڑھ گئے ہیں لب جو بہار سے تجمال
ہے جوش سبزہ و گل سے یہ رنگ پست و بلند

گلون سے صحن گلستان ہے رشک چار زمین
خجل کن دم طاؤس ہیں گلون کے خیال
ہے خواب زمین سبزہ چمن کے دامن پر
کہ خاک دشت ہے سر سبز خرد مین جبال

اُس چمنستان مین ایک چبوترۂ بلوری پر دو لوان بہار باغ سحر بصد ادا و زیبائش مسند بچھا کر جلوہ گستر ہوئین اُس وقت ملکہ بہار کا حسن خزان بخش گلزار جہان غیرت دہ گلشن حسن معشوقان تھا زلفین ایسی یون لہراتی تھین کہ بحر حسن مین موجین آتی تھین پیشانی کی شکن بحر نور مین مردم آبی غوطہ زن نہین عیسیٰ غواص چشمۂ حیوان ابرو کے روبرو دمِ اطاق حسن کیا طاقت جو سر اپنا اُٹھائے کمان لب سوفار سے یا صاحب قاب قوسین چلائے ادا ولی الخطاب بائے خرم سبزہ گلزار خوبی کو پامال کرے تیر کوشش معشوق چتونون مین اُڑائے چشم فتان فلک شعبدہ بازی کی استاد ہزارون کرشمے انگیز یا دگر دش چشم گردش چرخ جلاد سر سرو دنبالہ دار لگا ہوا فتنہ پردازی کی صدر خط کھنچا ہوا کہ اس سے بڑھکر کوئی کرشمہ ساز نہوگا ہر ایک غمزہ انکا جان ستان نظر ترحم مسیحائے مرگ عاشقان بینی بام حسن کی نردبان بلکہ الف وجہ ہمزہ وصل کہلاتا ہے یا مین آفتاب و ماہ لکھا جاتا ہے رخسار ہر چند کہ بحر زنگر تاثیر مین پر چشمۂ حیوان لذت لب مسیحا جان بخش عاشقان دہن تنگ کو کس سے مثال دون لازم ہے کہ کچھ نہ کہون بالکل بے نشان **نظم**

ذکر گنجائش خندہ نہین تنگی کے سبب
کرتا ہون مطلع رنگین و مضامین روشن
سرمۂ دیدۂ بینش ہے سواد گیسو
چاہ نخشب مین ہے گویا مہ مقنع روشن
شمع روشن کا شعلہ ہے رخ دود ہے زلف
حلقۂ الطوق مرصع نہین زیب گردن

غنچہ سان جبین تبسم سے ہے لب بر دہن
عرق شرم مین تر ہین در خوش آب بدن
ذرہ عینین کو عبرت ہے بیاض گردن
رنگ پان جس سے نکلتا ہے صفائی دہن
آنکھین بادام ہین لب پستہ اور سیب ذقن

وصف آب و دندان و لب لعلین سے
آتش رشک سے انگار ہے ہر لعل یمن
جلوہ گر کنج زنخدان مین نہین اختر خال
ہے گلگون کی گلابی ہے دہ گوری دن
خرمن ماہ مین ہے دانۂ انجم کی بہار

بس اس صورت سے یہ عجوبۂ روزگار یار گلعذار دلہ صدار کی صورت بنکر مہ رخ نامور جبیب زینت طراز مسند بصد ادا ہو چکی۔ گفتگوئے الفت و محبت کرنے لگی مہ رخ سے کہا آؤ بہن صبح قریب ہے ایک بازی چوسر کی کھیلین مہ رخ بولی کہ اچھا تو ہے منگاؤ اُسنے بجز تو پوچھا کہ بس گلستان روح پرور سے ایک زن رشک چمن غنچہ دہن چوسر لیے اُنکے سامنے آئی اور روبرو اُن کے بچھا کر آپ سر پر کھڑے ہو کر رومال جھلنے لگی یہ دونون چوسر کھیلنے لگین اب بساط فلک زردین کو اکب کی چلتی تھین زمین پر یہ چوسر بچھی تھی طاق چشم سے لڑنے کو تین کانے ہوئے آگے بڑھے ملکہ جھکے اور پو بارہ تھے اس عرصہ مین یکہ شب خسرو روز سے بازی ہار دی نرد انجم کی گنگلین خورشید اُٹھانے پاسے جانب مشرق پھیرا اور بساط فلک پر نمودار ہوا انگ نور قمر بدرنگ ہوا کواکب سب گیارہ وہ تیرا ہوئے **نظم**

ظلمت شب میں گم نور نہ چھپایا دن کا		یاسمن زار میں جس رنگ سے ہو رنگ سوسن		زاہد خشک کے تقوی کا خدا حافظ ہے
نرکہ زنداں جگر سوختہ تردامن				

صبحدم سحر بار رنگین بہار سے اُس دریائے سحر میں عجب کیفیت پیدا ہوئی
کہ تلہائے سحر گاذر بنکر کپڑے دھونے لگے چھواچھو کی صدا بلند ہوئی بگلے قرقرے قازین مرغابیان سرخاب کنارے
کنارے پھرنے لگے ڈبیان غوطے مارنے لگین مچھلیان رنگ برنگ کی تیرتین بطین خوش فعلیان کرتین لشکر
مین نوبت جو بجتی اُسکی گھنگھور دل کو بے آرام کرتی گجر خاطر کو بھلا دیتی مندرون مین قلعہائے طلسمی کے گھنٹے بجتے لشکر
اسلام سے آواز موذن کے اللہ اکبر کہنے کی آتی خفتگان خواب غفلت کو جگاتی چمن مین مور جھنکارتے صحرا مین
جانور نعرے مارتے مرغان دشت چہچہاتے پپیہے کوئل صدائین مستانہ سُناتے شفق سے در و دشت سرخ تھا
قبائے عالم زعفرانی سورج کی کرن پھوٹتی تارون کی آبرو ڈوبتی فوجون مین صبح کی وردی بجتی فرمان لشکر اُٹھکر اپنے
اپنے کام مین مصروف ہوئے کوئی پئے رفع حاجت جاتا کوئی اشنان گیان دھیان کی فکر کرتا کوئی مصلا بچھا سجدۂ خالق
لیل و نہار مین سر جھکاتا غرضکہ ہنگام سحر طاق حشم بداختر جاگا ستارۂ بخت سو یا الٰہی سان نرد بساط خواب سے اُٹھا
اور قسل مہرخ کے داؤن گھات مین اسباب سحر سے درست ہو کر آیا نفیر سحر بجی ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن ستارہ
پیشانی تیار ہوا طاق پہلے فوج کو روک کر حیرت پاس گیا وہ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ اسنے جا کر کہا بھابی جان تمھین
میرے بھائی شاہ طلسم کے جان کی قسم کہ تم تکلیف میدان مین جانے کی نہ کرو بارگاہ مین بیٹھو ناچ دیکھو مین دم بھر
مین سب کے سر کاٹے لاتا ہون سامری کی قسم میرا کہنا نا نو گی تو مجھکو بڑا ملال ہوگا ملکہ مذکور اُسکی خاطر سے رُکی اور بارگاہ
مین بیٹھکر ناچ دیکھنے لگی کچھ فوج تیار رہی کچھ نے کمر کھول ڈالی ادھر لشکر مہرخ بھی بموجب حکم اپنے پڑاؤ پر مسلح دکھل ہوکر
ٹھہرا اور منتظر وقت کا ہوا اس طرف سے یہ سرکش حیرت کو ٹھہرا کر چلا فوج کا انبوہ ساتھ وردی فوج کی نیلی تھی ساحرون
کے ماتھے پر ستارے چمکتے تھے سب پرا باندھ کر جو چلے تھے تو معلوم ہوتا تھا کہ فلک بیداد گر ہر ستمگری گردش پذیر ہوا ہے
یا رات نے دن پر شبخون مارنے کا ارادہ کیا ہے ساحرون کے ستارون کے نیچے قشقے کھینچے تھے ستارے دنبالہ دار فلک
ظلم پر نکلے تھے یا کرۂ نار سے شرارے جستی ہو کر جانب کرۂ زمہریر چلے تھے دیکھیے کیا حوادث پیدا ہون گے فی الجملہ ساحر
با زد بطہ اُڑاتے گوگل اور رال کے شعلے چمکاتے جانب خیمہ گاہ جاتے تھے کہ ہرکارے اور جاؤش لشکر خبر لائے مہرخ
نے آج وادی گاہ مین ایک دریا بزور سحر جاری کیا ہے اور آپ دو کوس پر اپنے لشکر سے آگے بڑھکر ایک باغ مین
بیٹھی ہے اور چوسر کھیل رہی ہے طاق حشم یہ خبر سنکر ہنسا اور گویا ہوا کہ لے واہ کیا میرے روکنے کو دریا بنایا ہے کیا مین
اس دریا کے پار نجا سکونگا یہ کہکر اپنے افسران لشکر سے کہا کہ دریا کو بمدد سحر اُڑا کر طے کرین یا تیر کر جائین سب نے کہا حضور
دریا مین چلکر کود پڑے اور اُسکو بزور سحر سُکھاتے ہوئے اُس لکاتہ پاس چلیے اور سر کاٹ لیجیے وہ بڑھیا عورت ہم
جوانون کا کیا مقابلہ کریگی اسکو بھی غرور زور تھا یہی مشورہ پسند آیا اور اڑ کر اُڑتا ہوا قریب ساحل پہونچا وہان
دریا کی کیفیت جو کچھ بیان ہوئی اُسکو نظر آئی بے اختیار ہوکر سواری سے اترا سب فوج اسکے ساتھ پیادہ ہوئی
اور دامن گردان پانی مین اترا کچھ آگے بڑھا تھا کہ پانی کی لطافت دیکھکر اور سردی اُسکی معلوم کرکے دل بے قابو ہوا

اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دیکھو کیا ٹھنڈا پانی ہے تھوڑا سا پانی پینا چاہیے سب نے کہا ہی ہمارا بھی جی چاہتا ہے آپ پئیں
تو ہم سب بھی سیراب ہوں غرض دونوں ہاتھوں سے چلو میں پانی لیا اور خوب کئی بار پیا سحر نے فرصت نہ دی نالے کرنے کی
نوبت آئی مہرخ کے چھینٹوں میں آ گیا وہ گرمی سب ٹھنڈی ہوئی سرد مہری نسبت مہرخ کے کرتی تھی اب محبت میں گرم
ہوا ادھر اسکے لشکر نے بھی پانی پیکر آہ وا بنی دی صبا کا باطل کرنا کیسا بہر طور راست پانی پیکر کل لشکر بار اترا اور
طاق حشیم سب کو ٹھہرا کر آگے بڑھا باغ گلشن سحر میں کہ جو مذکور ہو چکا اس غارتگر جان یعنی بہار کو ہمراہ مہرخ ذیشان چوسر
کھیلنے باغ میں یا ساختہ اندر چمنستان کے قدم زن ہوا یہ نہ سمجھا کہ ع اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ۔ بلبل رہی چمن میں جیسے
ہی قدم رکھا مہرخ نے کہا ہیں بہار اٹھو حریف آ پہنچا بہار نے کہا ہیں آنے دو ۔ ایک بازی تو اور کھیل لو یہ کہکر
اسکی جانب آنکھ ملا کر کہا کہ اے طاق حشیم ہم ایک بازی اور کھیلیں یہ نقد دل و ہوش و حواس ہار چکا تھا بے تامل عرض کیا
ہو اکر سلسلے نیرنگ بازی حسن میں نیز اغلام ہمہ دم ہوں بھلا میری مجال ہے جو تجھکو کھیلنے سے منع کروں لے جانی بیت
ہے چوسر کی بازی جواب کھیلئے : میری جان کا داؤں بد دیجیئے ؛ جب اسکو ان قمار بازان جادوگری نے لڑنے میں کچا پایا
بیٹھکر بازی کھیلنا شروع کیا اور مہرخ نے کہا داؤں ہے بہار نے کہا قبول ہے مہرخ نے کہا کس پر تو نے یہ قبول کی ہے
کچھ تمہارے پاس تھا رات سے اس وقت تک ہار گئی ہو اب تم مدعی کہاں سے بہار نے کہا ابھی تو میری ابن حیرت
موجود ہے بھائی میرا اپنے ہنوز شاہ طلسم ہے میرے دینے کی بھلا کبھی تم کھیلو تو جو ہارے دیتی ہوں مہرخ نے کہا ہیں
یہ تمہارا زور کیا ہے اگر ایسے ہی تمکو دعوے ہیں تو ہیں کی جان ہر دگر ہی شرط ہے کہ پہلے اسکو قید کر لاؤ جب بارد تو فوراً
سر کاٹ دو اس نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے یہ کہکر سر اٹھایا اور طاق حشیم سے کہا بھلا میرے صاحب میں تمہاری کون
ہوں اسنے اس پوچھنے سے دل میں خیال کیا کہ اگر تو کہیگا میں عاشق ہوں تو یہ کہیگی سر کاٹ دے بس تو کہ دیا کہ تیرا بھائی
ہوں چنانچہ یہی اسنے کہا کہ اے ملکہ تم میری بہن ہو مجھ سے ابھی کچھ واسطہ نہیں بلکہ اولاد آدم سب بھائی بہن ہیں جب
کچھ اور تعلق ہوگا اسوقت رشتہ بنانا زیبا ہے ملکہ موصوفہ نے ہنسکر کہا کہ میری طبیعت بھی تمہیں پیار کرتی ہے اب میں
شش و پنج میں ہوں کہ تمہاری جان کی بازی میں کیونکر دوں اسنے جواب دیا کہ میں غلام ہوں جو حکم ہو
وہ بجا لاؤں اسنے کہا کہ میری حقیقی ابن حیرت مجھے لینی ہے اسی کا سر کاٹ لاؤ یا زندہ اسیر کر لاؤ تم بھی زندہ رہو اور میں
چوسر بھی کھیلوں ہو جب ع بہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار ۔ یہ کلام سنکر اسکو بہت خوشی ہوئی اور ولولے اٹھے کہا نظم

جو عشق باز ہیں وہ رہ دین پہ آ چکے	سر بازی وفا میں دیا گھر لٹا چلے
واعظ برب کعبہ نہ تجھے ہم جتا چکے	جو دل قمار خانے میں بت سے لگا چلے

وہ کعبتین چھوڑ کے کعبہ کو جا چکے

اے طاق اگر باز بچہ نیرنگ حسن سے جنت ہونا چاہتا ہے تو حکم بردار میں اسکی ہیں پانچ گرم چوسر لطف کچھ جب
جیت کے بھلا لا اپنا رنگ جمانا نہیں لیسان زر دگر پہ گھر مارا بابا اکبر بگا درت سے بعد تقدیر کا پانسا پلٹا ہے اس کے
وصل کے داؤں گھات میں بادشاہ طلسم رہتا ہے مگر بازی نہیں لگاتا ہے دن تجھکو نصیب ہوا ہے کہ اسنے تیری

محبت کا اقرار کیا ہے پس بجواب حکم ملکہ مذکور عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ میں ابھی چڑھ کر حیرت کو پکڑ کر لاتا ہوں وہ بیٹھی ناچ دیکھ رہی ہے ملکہ نے کہا ہاں بھائی جلدی لاؤ میرا دل اوسی میں لگا ہوا ہے یہ اسی وقت پھرا اور اپنے لشکر کے پاس آکر کہا کہ تم میرے شریک ہو یا شاہ طلسم کے سب نے عرض کی کہ ہم بادشاہ کو کیا جانیں مالک ہمارے آپ ہیں یہ سب اسوجہ سے اقرار اطاعت پذیر ہوے کہ پانی بحر سحر کا پی چکے تھے چنانچہ سب سے اقرار لیکر اسنے کہا کہ میں حیرت کا اسیر کرنے جاتا ہوں تم سب چلکر اوسکے لشکر پر حملہ آور ہو ہر ایک نے سمعنا واطعنا کہا یہ اُلٹے پاؤں وہاں سے پھرا اور دریا سے اوتر کر قریب لشکر حیرت آیا جو فوج کہ وہاں مسلح تھی اوسنے بھی اسکو آتے دیکھکر نہ روکا کس لیے کہ سب کو معلوم ہے یہ طرفدار شاہ طلسم ہے پس اوسنے آتے ہی ناچ تیغ مارنا شروع کیے خیموں اور بارگاہوں میں آگ لگی فوج میں غلغلہ ہوا ہلچل پڑ گئی جو فوج کہ غافل تھی وہ پامال و قتل ہونے لگی جو ہشیار تھی وہ لڑنے لگی یہ سب رو میں تن اور ستارہ پیشانی میں زنگی کا خر بہان بر اثر کرتا ہے نہ جادو دیکھ کام دیتا ہے پھر تو جو مجھے کوئی نہ مارے تو میں تمام دنیا کو قتل کر ڈالوں ان سب نے اوس لشکر کو زیر تیغ رکھ لیا خون کا دریا بہا دیا ملکہ حیرت کی بارگاہ بھی طنابیں کٹنے سے گری ملکہ مذکور گھبرا کر باہر نکلی اور طاؤس سحر پر سوار ہوئی جملہ سردار سوار ہو کر لڑنے لگے مگر عیاذاً باللہ لاش پر لاش گر رہی تھی نرد باز اجل نے جانوں کی بازی بدی تھی سر چوسر کی طرح بچھ گئے تھے مقتولوں کے سر گنتی میں معلوم ہوتی تھیں حیرت بازی ہار گئی

تھی سحر کی آگ لگی تھی جان پر بنی تھی تلوار چل رہی تھی یہ آفت برپا تھی کہ ابیات

یکے تیر باران بکردند سخت	چو باد خزان بر جہید بر درخت	تو گفتی ہوا پر ز کرگس شدست
زمین از پے پیل اطلس شدست	نہ بد ہیچ پرندہ را جایگاہ	ز تیر و ز گرز و دلیران سپاہ
درخشیدن تیغ الماس گون	بگرد از آتش بگرد اندرون	تو گفتی زمین روے زنگی شدست
ستارہ دل مرد جنگی شدست	ز بس نیزہ و گرز و شمشیر تیز	بر آمد ہمی از جہان رستخیز
ز دشمن بسے نامور کشتہ شد	زمانہ ہمی بر بدی گشتہ شد	جب فوج حیرت نے یہ ماجرا دیکھا

کہ ان ستارہ پیشانی میں کوئی نہیں مارا جاتا ہے تسمہ جی چھوٹ گیا بھگدڑ پڑی بہت دریا میں گر کر ساحل مرگ سے ہمکنار ہوے بہت سے آتش سحر میں جلے کچھ جان سلامت لیکے حیرت بھی اُفتاں و خیزاں جانب دریاے خونخوار بھاگی اور طاق چھوڑا اور ملکہ کا رکنا اسی کی لڑائی کو جانے نہ دینا بڑا عرصہ ہوا جو لڑتے ہوے ایسا ہو کہ ملکہ بہار بازی ہار گئی ہوں فوج اسکی اُسکا کارنامہ سنا چار سمت سے گھٹا کی طرح گھر آئی ملکہ حیرت گھر گئی قریب تھا کہ پکڑی جائے لیکن ساحرہ زبردست ہے لڑنے لگی اور بچنے لگی کبھی حربے سحر کے کرتی اور کبھی زمین میں سما جاتی کبھی پشت کی طرف لشکر کے پہنچ نکلی جب فوج ادھر دوڑتی یہ اپنی صورت کی پتلی بنا کر چھوڑ کر آپ غائب ہوجاتی اور پھر ظاہر ہو کر حملہ کرتی اسی طرح یہ تو اس آفت میں گھری ہے لیکن افراسیاب نے جب سنا تھا کہ طاق جمشید لٹنے گیا ہے تو اسنے پتلے پانچ سات مقرر کیے تھے کہ خبر اس لڑائی کی جلد پہنچاتے رہیں ان پتلوں نے جو یہ لڑائی دیکھی دوڑے ہوے گئے شاہ جادوان باغ سیب میں ناچ دیکھ رہا تھا اور بہت خوش تھا کہ اب خبر فتح آتی ہوگی کہ یکایک پتلے جاکر

پہونچے اور پکار رہے کہ اے بادشاہ غضب ہوا طاق چشم مارے ڈالتی ہے شاہ نے کہا پھر وہ قتل کو تو گیا تھا
ہی تیلون نے کہا ملکہ حیرت قتل ہوا چاہتی ہیں شاہ نے کہا اے کوشش ہیں ایسا گھبرائے کہ مہرخ کا نام نہیں لیتے الٹی
کہتے ہو تیلون نے کہا اے شہریار ہم سچ کہتے ہیں مہرخ نے اسطرح دریا پیدا کیے اور بہار نے باغ لگا کر چوسر کھیلکر اس طرح
کا ہنگامہ ڈالدیا جملہ ماجرا مفصل بیان کیا شاہ کو بھی ناریل مہرخ کو دینا اور بہار کو سحر بتانا یاد آیا زانو پر ہاتھ مار کر کہا
ارے بڑا غضب کیا ان دونوں نے ہائے افسوس میرا لشکر میرے ہی ہاتھ سے قتل کرایا ایک لاکھ بارہ ہزار روئین تن مارا
جائیگا اگر میں جا کر انکو نہ قتل کروں تو وہ سب کو مار ڈالیں گے یہ سحر اُنپر جو کیا گیا ہے رد ہوسکا ممکن نہیں اگر مہرخ کی نواسی کو
میں بادشاہ نہ بناتا تو یہ روز بد نہ دیکھتا کہ میرا ہی سحر اور مجھی پر ختم ہوتا ہے یہ کہہ کر اپنے مقام پر سے کرہ کرا کر اڑا اور طلسم کے
ایک جنگل میں آکر گرا وہاں بالکل اندھیرا تھا اسنے کچھ سحر پڑھکر دستک دی اس تاریکی میں سے بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر گرا اور
زمین سے بارہ ہزار تیلا روئین تن نکلا وہ ستارے اُن تیلون کی پیشانی پر چمکے جبین شاہد سحر پرافشان لگی اُن تیلون کو اپنے
ساتھ لیکر ایک طرف کو چلا اور اُسی جنگل میں ایک مقام پر چند گنبد بنے تھے کہ ہر ایک سنگ سیاہ کا تھا انمیں سے ایک گنبد
کو ڈھا دیا وہاں ایک پتلا پتھر کا کرسی پر ناریل ہاتھ میں لیے بیٹھا تھا اسنے اُس پتلے سے کہا کہ یہ ناریل اور کلید قلعہ طلسم مجکو
دے کہ جنگ عظیم درپیش ہے پتلے نے ہنس کر کہا کیوں دیوانہ ہوا ہے کہیں فوج طلسمی لیجا کر لڑوانے کا قصد نہ کرنا اگر وہ فوج کام
آئی تو طلسم کشا سے کون مقابلہ کرے گا اسنے پتلے سے کہا اسوقت مجکو فہمائش نہ کر جو میں کہتا ہوں وہ بجا لا پتلے نے ناچار
اپنے جوڑے سے ایک ناریل نکال کر اسکو دیا اور وہ جو ہاتھ میں بے تھا حوالے کیا یہ وہ دونوں اشیا لیکر وہاں سے چلا وہ
بارہ ہزار تیلا روئین تن ساتھ تھا بس بعجلت تمام لشکر حیرت میں آیا حیرت اس وقت تنگ تھی بھاگ بھاگ کر
اپنی جان بچا رہی تھی کہ اسنے آتے ہی کچھ سحر پڑھکر پھونکا آسمان کی طرف سے ایک لاکھ بارہ ہزار ستارہ ٹوٹ کر اُن
ستارہ پیشانیون کے ماتھے پر گرا جو ملکہ کو گھیرے ہوئے تھے گویا وہ شیطان رجیم تھے کہ تیر شہاب اُن پر پڑے چنانچہ
ستارے ماتھے پر گرتے ہی مثل دیوار آتشبازی کے وہ سب پھوٹنے لگے اور خاکستر ہو گئے انکے جلنے سے دو پیچ پیدا ہوکر
طاق چشم کو اٹھا کر علیحدہ لے گئے شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو دوڑ کر گود میں اٹھا لیا دیکھا تو بہت مضطر و سراسیمہ ہے
دوپٹا سر سے گر گیا ہے سُرمہ آنکھون کا بہا ہوا ہے رنگ زرد دل میں قلق ماتھے پر خوف سے پسینہ دشوار دینا سکنے کا
ساڑھنگ غم سے زرد رنگ تھر تھر کانپتی ہوئی لڑنے سے ہانپتی ہوئی زلفیں بکھرائے اور بال پریشان نہایت
حیران تھی بادشاہ رومال سے پسینہ پونچھا گلے سے لگائے بارگاہ میں آیا اسکو تخت پر بٹھایا جب وہ آفت ستارہ
پیشانیون کی ہٹی سرداران فوج جو بھاگ گئے تھے مصور صورت نگار گیسوے بن شہاب وغیرہ سب
حاضر خدمت ہو کر آداب بجا لائے بادشاہ نے سراپچہ ہائے بارگاہ و خیمہ وغیرہ کہ پامال ہو گئے تھے درست کرائے
چار لاکھ ساحر میدان میں مرا پڑا تھا انکی لاشیں اٹھوا کر میدان پاک و صاف کرایا اور آپ اُٹھکر سیر اُس دریا کے
جو سحر مہرخ سے پیدا ہوا تھا گیا اور وہ ناریل جو پتلے سے مانگ کر لایا ہے اُس پر سحر پڑھ کر مار کر پکارا کہ جہاں سے آیا ہے
وہیں جا دریا غرغرا کر پہاڑ کی طرف جا کر غائب ہو گیا چمنستان بہار خزان رسیدہ ہوئے یعنی جلکر غائب ہو گئے مہرخ

وبہار سحر کی جو سر کھیل کر بعد مسحور کرنے لشکر دشمن کے اپنے لشکر کو جو ملیح وقت کا منتظر تھا ہمراہ لیکر ایک مقام پر کھڑی
تباہی و بربادی افواج حیرت دیکھ رہی تھیں جب بادشاہ نے آکر وہ دریا ہٹایا یہ دونوں پھر کر داخل بارگاہ ہوئیں مگر
لشکر کو اسوقت حکم دیا کہ کمر نہ کھولے سب تیار رہے ایسا نہو کہ شاہ طلسم فوج بھیجکر بدلا لے لشکر حسب الحکم تیار رہا اور یہ بادشاہ
کے سامنے سے ٹل گئیں بادشاہ بعد ہٹانے دریاے سحر کے بارگاہ میں حیرت کے پاس آکر تخت پر بیٹھا اور بہت کچھ کلمات
شفقت آیات اپنی بی بی سے براہ تسکین و دلداری کہکر حکم دیا کہ عیار بچیون کو طلب او ملازم گئے اور صرصر کو خیمہ سے
بلا لائے ہر چند کہ عیار بچیان کوہ و دشت میں پھرا کرتی ہیں لیکن لشکر میں بھی انکے رہنے کا مقام مقرر ہے اسوقت برباد
ہونے سے لشکر کے یہ بھاگ گئی تھیں مگر شاہ کے آنے سے اپنے خیمہ میں آئیں اور ٹھہری تھیں کہ طلب کی گئیں فی الجملہ
جب صرصر سامنے آئی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر مہرخ و بہار سے میرا پیام کہہ کہ بادشاہ نے کہا ہے میں تمھارے
مقابلہ میں طبل جنگ کیا بجواؤں تم کو اطلاع کر دی کہ ہوشیار ہو جاؤ میں لڑنے آتا ہوں جتنے سحر یاد ہوں سب کرنا
دیکھوں تم کیسی جادوگرنیاں ہو یہ پیام صرصر شاہ کا لیکر روانہ لشکر مہرخ نامور ہوئی اور بادشاہ نے پھر
سحر پڑھا کر پنجہ جو طاق چشم کو اٹھانے گئے تھے وہ اسکو لیکر سامنے آئے بادشاہ نے پانی پر کچھ افسون پڑھکر چھینٹا
اسکے منھ پر مارا وہ بیہوش تھا پانی پڑتے ہی ہوش میں آگیا دیکھا تو شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے اسنے فرط حیا و
خجلت سے سر جھکا لیا اور کہا اے بادشاہ اب بعد استاد آپ بجائے استاد ہیں میری خطا کو معاف فرمائیے بادشاہ
نے فرمایا کہ تمھاری کوئی خطا نہیں تم آپ میں نہ تھے مسحور بہ سحر تھے اور وہ سحر بھی میرا بتایا ہوا تھا نہیں تو کیا جان و
مجال کسی ساحر کی جو تم کو ذلیل و زبون کر سکے خیر انچہ گذشت گذشت اب تم ناچ دیکھو عیش کرو میرے لنگوٹیا یار ہو
کسی طرح کا رنج دل پر نہ لاؤ اے بھائی ہم تو وہ دن یاد آتے ہیں جب تم ہم اور کوکب اور زور ظلماتی وغیرہ
مکتب خانہ میں جمع ہوتے تھے اور باہم دل لگی مذاق کرتے تھے اگر ہم تمھیں برا کہتے تھے تو تم ہم کو گالی دیتے تھے کیوں بھائی
وہ یارانہ کا دھیان ہوا بھی یا نہ ہے افسوس ہے بیت اے مصحفی میں رو دوں کیا پچھلی صحبتوں کو جن جن کے کھیل ایسے لاکھوں
بگڑ گئے ہیں ؎ گو اب ہم تم وہی ہیں اور بادشاہ وقت ہیں مگر وہ جیسے ع وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی ؎ وہ باتیں
اب کہاں میسر یہ کہکر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے سامنے ناچ ہو فوراً ارباب نشاط حاضر ہوئے جلسۂ عشرت جما دور شراب
ناب آغاز ہوا یہاں تو یہ کیفیت ہے ادھر صرصر لشکر مہرخ کے قریب پہونچی لشکر سے ضرغام آتا تھا اسنے یہ دیکھ کر
پوچھا کہ استانی کہاں چلیں صرصر نے کہا اے ضرغام یہ وقت دل لگی کا نہیں ہے شاہ طلسم بہ ارادۂ جنگ آیا ہے
بارہ ہزار رو مین تن ساتھ لایا ہے مجھکو یہ پیام دیکر بھیجا ہے ضرغام بھی یہ ماجرا سنکر پریشان خاطر ہوا اور
عیارہ کو اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ میں آیا عیارہ نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے کرسی بیٹھنے کو دی عیارہ نے پیام بادشاہ
حرف بحرف ادا کیا مہرخ پیغام سنکر ڈر گئی مگر دل مضبوط کر کے گویا ہوئی کہ میری جانب سے عرض کر دینا لونڈی کو قابل
مقابلہ حضور بلند اقبال نہیں لیکن جو مرضی مبارک میں خیال جدال سمایا ہے تو یہاں بھی انکار بافضال داور بیہمال
نہیں خدا کی قدرت بہت بڑھی ہے کیا عجب ہے جو ادھر سے بھی ہنگام جنگ پھر کی [illegible] آپ سے نے

بھی سنا ہوگا کہ بیت پشہ دے نمرود کو فاحش شکست ہ بادِ صرصر سے ہوئی قوم عاد پست پھر غرور کرنا بالکل نازیبا ہے اسے صرصر کہہ دینا کہ یہان بھی ہر ایک مشتاق جنگ بیٹھا ہے جو کچھ آپ سے ہو سکے قصور کرنا ہمین جنین روا ہے صرصر یہ جواب پاکر وہان سے پھری اور مہرخ فرطِ خوف سے کانپنے لگی بہار نے یہ حال دیکھکر کہا کہ اے ملکہ مرنے سے بدتر نا گیا انسان کو نام رہ جانے کی کوشش چاہیے بات نہ جانے پائے جان پاپوش سے جائے دنیا سے آخر ایکدن جانا ہے پھر اسکا کیا پچھتانا ہے دیکھو بڑے بڑے شاہان ذی مرتبت زیر خاک جاکر مقیم ہوے آج اُنکا کون ذکر و تذکرہ کرتا ہے ہان جو انھون نے کارنامے کیے ہین اُنکا بیان ہوتا ہے اس بحرہستی اب سب کو کنارہ کرنا ہے پھر گوہر نام نراد ہاتھ سے کھوکر آبرو دینا کب زیادہ ہے

نظم

برادو نسبختی و ناکام زیست
دریغ آن دل درا ے و آئین اوست
دل سنگ و سندان بترسد ز مرگ
چہ بادشا دمانی چہ بادرد و رنج

بدان زیستن زار باید گریست
ہمہ مرگ راایم پیرو جوان
رہائی نیابد از و ہیچ دبرگ
چو دانی کہ ناچار باید برفت

سرانجام خاکست بالین اوست
کہ مرگست چون شیر و ما آہوان
نماند اندر سرا ے سپنج
ہمان بہ کہ کارے بسازی بہ بخت

اس بہانے سے مہرخ بھی قوی دل ہوئی لشکر تو مسلح تھا ہی سرداروں کو ہمراہ لیکر سوار ہوکر جانب میدان بڑھی اسلیے کہ شاہ جادوان یکایک نہ آپڑے جو ہاتھ پاؤن ہلانے کی بھی مہلت نہ ملے غرضکہ یہ تو سمت جنگاہ چلی ادھر صرصر خدمت شاہ طلسم مین پہونچی اور جو کچھ جواب سُن گئی تھی لفظ لفظ بیان کیا بادشاہ سنتے ہی آگ ہوگیا اور دیئے کی طرح پیچ و تاب کھاکر اُٹھا اُسوقت چہرۂ شاہ سے وہ آثارِ غضب پیدا تھے کہ کوئی کچھ عرض نکر سکا اور رہا وہ شاہ دربارگاہ پر جب آیا کچھ افسون زبان پر لایا فرط غضب سے سارا جسم شعلِ آتش کے بھڑک اُٹھا جابک غضب ہاتھ مین لیا یعنی ایک بجلی تڑپتی ہوئی بجائے تازیانہ ہاتھ مین تھی تیوری چڑھی تھی تیغ کمر مین خود بخود تڑپ رہا تھا اسی حالت مین صحرا کی طرف سے ہزار ہا پچھالیان گھوڑون کی پیدا ہوئین بادشاہ آگے بڑھا سردار اور ملکہ حیرت باادب پیچھے چلے آتے تھے کہ بادشاہ نے وہی ناسخ جو تلے سے کلید قلعہ طلسم مانگ لایا ہے زمین پر مارا زمین شق ہوگئی اور پہلے ایک فیل زمین سے نکلا کہ فیل فلک بھی اسکی ٹکر کا نہوگا پیشانی فیل کی رنگین تھی دانت اُسکے تھے کہ دو طرف جاری جوئے شیر تھی پشت پر اُسکے جل زربفتی پڑی زنجیرون کی نقرئی طلائی ہر ایک کڑی جاتی نما پر چوٹے جواہر کار سونے کے چرسے ریشمی اور سوتی رسے بندھے گردن پر فیلبان لباس عمدہ پہنے بڑی آن بان سے بیٹھا تھا جیسیان چارون ہاتھی کی جھلکتی مست و کنجل تھا چلنے مین لبسان سایہ سحاب و اشجار جنگل تھا

نظم

خامۂ مشکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت	زلف جانان کی جو ہم ہم پیچ عاشق کی بندی	کان ایسے جیسے میزان مین حسین قول ہو
کشور زنگ وحبش کا مالِ خشکی و تری	وہ نہانے کو جاتا تر شروع دریا مین گیا	مرحم آبی کرن اب مشک کی سوداگری

اُس فیل گردون پیکر پر ایک ساحر مہیب صورت دیل تن سوار تھے مین اُسکے زرہ جواہر کار بازوون پر بیچ بند

باندھے گلے میں لٹکے ڈالے سر سے مار ان سُرخ و سیاہ لپیٹے بیٹھا ایک علم خوک پیکر نشان لشکر کا ہاتھ میں تھا کہ
اُس علم میں پھریرا سُرخ کئی سو گز کا لمبا بندھا تھا اور ستارے بھورے میں مثل کواکب درخشان تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ مریخ فلک لباس سُرخ پہنے ہے طرفہ تماشا تھا گویا فلک کا رنگ سُرخ تھا شاید پیر گردون کو بھی
غصہ آیا تھا اُسی سُرخی میں ستارون کا ہونا اوج لشکر اسلام دیکھ کر فلک کی آنکھ میں خون اُترا ہوا معلوم دیتا
تھا پھریرا تو آسمان سُرخ تھا علم کے پنجہ پر ایک ماہتاب لگا تھا کہ ضیائے قمر فلک کو اپنی ضیا کے روبرو ماند بتاتا
تھا پس وہ نشان لشکر میں سے نکل کر ایک مقام پر ٹھہرا پیچھے اُسکے اور بہت سے ہاتھی زمین سے نکلے کہ پر طلائی اور
نقرئی نقارے لیے تھے اور ساحر جو ہاتھی پر بیٹھے تھے ہاتھوں میں لیے بیٹھے تھے یہ بھی پیچھے نشان کے ہاتھی کے پیچھے ٹھہرے اُنکے بعد ہزار ہا اژدہا
آتش نشان شعلہ در دہان پیدا ہو کر اژدہان پر کاٹھے کھنچے تھے اور ساحران اژدہا صورت اُنپر سوار تھے ہاتھوں
میں اُنکے بجلئے تازیانہ مار تھے منہ سے ہر ساحر کے آگ نکلتی تھی نتھنوں سے سانس لیتے وقت چنگاری گرتی تھی تن اُنکے
لباس جبار شرربار ترسول منسول برق کردار سنجاب پیچھے فیل نشان کے آکر صف کشیدہ ہوئے پھر اور ساحرون کے
پرے زمین سے نکلے کہ طاؤس اور عقاب اور شہباز اور بوتیمار و پلنگ و اسد وغیرہ پر سوار تھے طاؤس و عقاب وغیرہ منقار
لباس خنجر و تلوار رکھتے تھے جب یہ فوجیں زمین سے نکل چکیں تو بارہ ہزار سوار زمین سے نکلا کہ ہر ایک از سر تا پا سُرخ
لباس پہنے تھا زرہ یاقوت نگار گلون میں خود یاقوت کے سر پر رکھے خنجر و تلوار و قرولی وغیرہ کے قبضے بھی یاقوت کے تھے
گویا گلستان شجاعت میں گل احمر کھلے تھے یا فلک لشکر میں ستارے نکلے تھے ہر ایک سوار بھی نوجوان و لالہ فام
تھا قمر چہرہ و گل اندام تھا مرکب سواری کے ساز و یراق سُرخ رکھتے تھے اور کمیت و سُرنگ تھے رکابیں یاقوت
کی زین یاقوت نگار لگام و دوال وغیرہ ہر چیز یاقوت کا گھوڑے ناگنہ پچھیرے ابلق لیل و نہار اُن پہ سے صدقے
سبزہ چرخ اُنکی چال کے آگے کج رفتار او ہر صبا مقابل اُنکے لنگ اور بیکار

نظم

کیا صفت ہو کہ سبک تھے وہ لیے منظر	سامنے جنکے پری کو بھی پڑے مڈبھیڑ
اُنکے راکب کے اشارے پہ چلے جدھر	تازیانون کے برابر ہے لیے جھلن بارگہ

وہ سب نوجوان اُن مرکبون کا سم سے سم اور دم سے دم ملائے دوش بدوش
برابر باندھے عقب بادشاہ طلسم آکر ٹھہرے اُنکے آتے ہی ایک تخت فلک رفعت زمین سے نکلا کہ ہر پایہ اسکا پایہ
مراتب شاہان ہفت کشور سے برتر تھا اُس تخت کو کچھ ساحر اژدر صورت کاندھے پر اُٹھائے ہمراہ اُسکے جلوس شاہانہ
ہزار ہا سپاہی مع پچکار ہائے سرخ مرصع کار لیے تھے پانی کے عوض گلاب کیوڑہ وغیرہ آگے آگے چھڑکتے بجوز مشک
عنبر طفلان مہر دیدار کرتے ایک طرف آکر ٹھہرے پھر ایک گھوڑا سمند صبا سے باتیں کرتا ملک ہوا ہی سامنے اُسکے
شرمسار ہو کر فرار ہوتی دوڑ کے چلتی تو گر پڑتی دم بند ہوتا جو دعوی تیز روی کرتی کہ بموجب اشعار

جب قدم رکھتا ہے وہ محبوب تب ہر گام پر	صدقے کرتے ہیں خرام ناز اپنا دلبران
خاک اُدھ چک جائے عنان اُسکی تو فاش زمین سے	اس طرح اُڑ جائے جون چہرے سے رنگ عاشقان
گر صف اعدا پہ سیدھا ہو تو جون تیر تفنگ	ڈانٹے اسکو تو پہونچے پیش از آواز ان

پر غلط ہے یہ کوئی اس کو دبا دے کس جگہ
ہو اگر یہ شرق مین اور سامنے ہو اُس کے غرب
ہو پہنچنے پائے ہوا سے یان نہ منھ سے لب تلک

صفحۂ روئے زمین کا اس قدر عرصہ کہان
تک اگر راکب سکے اُس وقت اتنا بھی کہ ہان
ہو پہنچے ہے یہ بادیہ پیا یان سے وان اور وان سے یان

اُس مرکب پر زین جواہر کار کھنچا تھا بادشاہ اُسپر سوار ہوا اُسکے سوار ہوتے ہی بہت پرچھائیان ساحرو کی ایسی پیدا ہوکر وہ گھوڑے کی پرچھائیان جو صحرا سے آئی تھین اُنپر سوار ہوتین اور عقب شاہ چلین ڈنکے ہزار بجنے لگے بارہ ہزار رویین تن چیلے دست چپ کی طرف بادشاہ کے اور بارہ ہزار یاقوت پوش سوار دست راست کی طرف آگے پیچھے وہ پرچھائیان ہمزاد کی طرح تھین اُنکے بعد اژدر سوار اور طاؤس سوار جابجا فوجین ہمراہ چلین اور ایک ہما نے زمین سے نکلکر سر بادشاہ پر اپنے پرونکا سایہ کیا اسوقت کا جاہ و جلال بادشاہ طلسم کیا تحریر ہو صورت اُن دیکھکر زرک فلک خوف کھاتا تھا جسکا ضمین ہو سرکشی چھوڑ کر عجز سے قدمبوس ہو لیجا ہتا تھا تخت خالی ہمراہ تھا تھا تاج طلسمی اُسپر رکھا تھا جسکا ہر ایک لعل مثل آفتاب تابان تھا لاکھون گھنٹے اور ناقوس بجتے ہوا نکے نقیب اور لیبا ذل صدا اُمین ہیبت لگاتے تھے آگے آگے وہ فیل کہ جسپر نشان تھا پیچھے اُسکے سب جنگی سامان تھا کہ ابیات

چو آن لشکر کشن آمد اسفند
ہمہ اندرون سرخ و زرد و بنفش
بیکے لشکر آمد ز پہلو بدشت
چو آتش لب بیدہ لاجورد
جہان را شب از روز پیدا نبود
شد از سنگ و خاک از جہان ناپدید

درفش از دو رد بہ سپہر استند
بلرزید گیتی ز بار گران
کہ از گرد اسپان ہوا تیرہ گشت
تو گفتی کہ ابرے برنگ آبنوس
تو گفتی سپہر و ثریا نبود

پس پشت گردان درفشان درفش
زلبس کوہ آہن گران تا گران
درخشیدن خشت و ذرین زگرد
بیابد بیاراید از کوس و روس
از فیسان نشد تا بمیدان رسید

اُس طرف سے مہرخ و بہار اپنی فوج لیکر جو بدانداز ہو رہی تھین میدان مین ہو چکیر مقابل شاہ صف کشیدہ ہوئین مگر اس فوج طلسمی کو دیکھکر بغیر لڑے بھڑے ساحرون مین بھگدڑ پڑ گئی وہ لوگ جو جان دینے پر آمادہ تھے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کر کے کھڑے رہ گئے لیکن مثل مردے کے تھے لباس تن مین کفن بن گیا تھا جسم خوف سے کانپتا تھا بہار ملکہ مہرخ سے کہہ رہی تھی کہ اس فوج طلسمی سے سوائے طلسم کشا کے کوئی نہین لڑسکتا ہو آج بیشک ہم سبکی قضا ہو لازم ہو کہ رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرین کہ وہ رحیم اپنے کرم سے ہمکو بچائے مہرخ نے کہا اچھا تو ہے یہ کہکر دونون مصروف دعا ہوئین کہ اے یاور زیردستان واے دستگیر افتادگان چارہ ساز بیچارگان واسطہ نور شیر کبریا کا کہ پنجۂ اسد ظلم شاہ طلسم سے ہمکو بچالے اے رب بیکسان ہمکو پناہ دے یہ دعا اُنکی بارگاہ باری مین قبول ہوئی ہنوز شاہ طلسم لشکر آراستہ نہ کرچکا تھا صف جنگ ترتیب پذیر ہو رہی تھی کہ آسمان پر کئی طرح کا ابر آگیا کہین سبز کہین سرخ کہین زرد اور جابجا سے شعلہ آتش کے بھڑکنے لگے لحظہ بھر مین یہ حالت ہوا کہ کہین اژدر ہزار ہا معلوم دیتے کہین عقاب منہ کھولے تھے کسی طرف ہاتھیون کے غول تھے اور ہزار ہا جانوران موہوم درندہ و طائر آسمان و زمین سے ظاہر ہو کر اُس دشت مین خریب کر

بادشاہ آکر جمع ہوے اور ابر جو ظاہر ہوے تھے اُنمین بجلیان کوندنے لگین اور ایک آواز مہیب آئی پھر ایک بیضۂ
فولاد مثل ستارہ کے شاہ طلسم کے سامنے گرا اور پھٹ گیا اسمین سے ایک تختی الماس کی نکلی اور از خود اُٹھکر دست
بادشاہ مین آگئی بادشاہ نے اسکو دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ لونڈی نثار لونڈی تصدق یہ کیا غضب کیا کہ حضور نے خود
قدم رنجہ بہر تنبیہ مخالفان بدسگال فرمایا کیا لونڈی غلام سب مر گئے تھے جو آپ میدان مین نکلے واسطہ سامری
کا ملاحظہ فرمایئے کنیز تیری **صنعت سحر ساز** حاضر ہوتی ہے شاہ نے یہ مضمون اُس تختی سے معلوم کرکے کہا کہ اب تک
لونڈی کہان تھی جو اب باتین بناتی ہوئی آئی ہے مین اپنا کام آپ کرونگا اب کسی لونڈی غلام کی پرواہ نہین
یہ کہکر وہ تختی پھینکدی اور مائل جنگ آوری ہوا تھا کہ چار لاکھ اژدر شعلہ فشان پیٹے ہوا سے زمین پر اُترے اُن پر ساحران
مہیب شکل سوار تھے اور ایک تخت چار اژدہون پر کسا ہوا اسپر ایک عورت اژدہر طلبین کی لباس شاہی اور رعب
فرمانروائی سے آراستہ بیٹھی تھی اور کئی ہزار خواصین اسکے گرد و پیش سحر کے زور سے اُڑتی ہوئین ساتھ تھین بس وہ
ساحرہ تخت سے اُتری اور بادشاہ کے گرد آکر پھرنے لگی اور کہا حضور میری فوج کو ملاحظہ کرین بادشاہ نے نگاہ
اُٹھاکر دیکھا تو ساٹھ لاکھ کا لشکر تھا ایک طرف دریائے قہار بہتا آتا تھا ایک سمت زمین کو زلزلہ تھا
ایک طرف آگ لگی معلوم ہوتی تھی درخت جل رہے تھے شاہ نے کہا اس بیہودہ سے کیا فائدہ ہے **صنعت** نے سر اپنا
پیٹ لیا اور رونے لگی کہا اے بادشاہ اب یہ رتبہ آپکا ہوا کہ فوج قلیل لیکر مقابلہ ادنی ادنی ملازمون کے آنے لگے
لونڈی اپنا گلا آج کاٹکر مر جائیگی اے بادشاہ تیرا وہ رتبہ ہے کہ فلک تیری بارگاہ کا سائبان ہے مہر ادنی دربان ہے تیرا
ادنی نوکر شاہان ہفت کشور سے بہتر ہے مہر و خورشید فروغ مین بڑھکر ہین ہالوگ تیری آستانہ بوسی کرتے اس تیرے
کو ہیچے کہ آج جا ہین تو اپنے کمترین خادم کو بادشاہ سبعے زمین بنادین اے شہنشاہ تیرا یہ مرتبہ ہے کہ **نظم**

تن و جانت یزدان نگہدار باد
دلت شادمان بخت بیدار باد

برزم اندرون شیر پایندۂ
ببزم اندرون شید تابندۂ

تو شستی بشمشیر روے زمین
بآرام بنشین در پیش گزین

از این پس ہمہ نوبت ماست بزم
ترا جاے تخت است و ما را رزم

ان کلمات توصیف نے آب سرد بن کر آتش قہر گرم خوئی بادشاہ کو ٹھنڈا کیا بجز غضب جو نہایت جوش پر تھا
کم ہوا اور طبل بازگشت بجنے لگا حکم دیا فوراً چوبِ نشاط ہزار نقارہ پر پڑی ہوا بجگیا اور وہ لشکر طلسمی اُسی جگہ کہ جہان
زمین سے نکلا تھا آکر زیر زمین گیا بادشاہ نے اُن بارہ ہزار ستارہ چشمو نکو بھی رخصت کیا آپ پھر کر بارگاہ **حیرت**
مین آیا اسطرف **مہرخ** سجدۂ شکر واحد القہار ادا کرکے اپنی بارگاہ مین آئی سپاہ نے کمر کھولی آسودہ ہوئی اُدھر
لشکر **صنعت سحر ساز** ساٹھ کوس تک کنارے دریاے خون روان کے اُترا بارگاہ فلک فرسا نصب ہوئی بازارین
لشکر مین آراستہ ہوگئین ساحر اُترے چہل پہل شروع ہوئی **صنعت** بارگاہ اپنی آراستہ کرکے خدمت بادشاہ طلسم مین حاضر ہوکر
دنگل پر قریب تخت شاہی کے بیٹھی ناچ ہونے لگا دور شراب جلسۂ جناب در باب آغاز ہوا یہان **مہرخ**

جب سریر جہانبانی پر جلوہ پذیر ہوئی عیار جو فوج کشی کرنے سے شاہ طلسم کے لشکر سے نکل گئے تھے اب داخل بارگاہ ہوئے اور برق آکر کرسی زرین پر بیٹھا مہرخ نے اس سے کہا کہ اے برق آج تو خدا تعالیٰ نے بڑا اپنا فضل و کرم کیا کہ فوج طلسمی سے ہم سب کو بچا لیا اور بموجب ع عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد اگر صنعت بادشاہ کو پھیر نہ لیجاتے تو غضب ہو جاتے برق نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ فقط آپکا خیال ہی خیال ہے کہ ہمکو فوج طلسمی مار ڈالتی اگر ہماری قضا نہ تھی تو کوئی ہمکو مار نہ سکتا میری دانست مین لڑائی ہو جاتی تو بہتر تھا کہ بادشاہ کا گھمنڈ اور ہمارے دل سے وسوسہ نکل جاتا اور فتح شکست خدا کے اختیار میں تھی مہرخ نے کہا ابھی لڑائی کا بہت تھوڑی گئی ہے بادشاہ نہین اُسکے وزیر سے مقابلہ سہی صنعت بہت بد ہے سکے وہی خدا اُسکی شر سے بچائے برق نے کہا جب یہ ساحرہ پہلے لڑنے آئی تھی اور صندوقچہ اسکا ہم لے آئے تھے اُسوقت سے ہم اُسکو پہچانتے ہین اور ہمسے اُس سے شناسائی بھی ہو گئی ہے آج دل مین آتا ہے کہ جا کر اُسکا مزاج شریف پوچھ آئین یہ کہہ کر اُٹھا مہرخ نے کہا اے برق ایسا کام نہ کرنا کہ اس ساحرہ پر عیاری کرنے جانا وہ بلائے بیدرمان اور آفت روزگار ہے شاہ طلسم اُسکی تعظیم کرتا ہے اور سحر مین مثل اپنے اُسکو سمجھتا ہے ساحران طلسم اُس کے مکتب کے ادنیٰ شاگرد ہین تم ہرگز وہان ارادہ جانیکا نہ کرنا برق نے کہا ہمکو غرور کرنا نہین چاہیے ورنہ وہ کیا تعجب ہے ع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است ہاں اور اے ملکہ تم دیکھو تو کیا خدا دکھاتا ہے مین ابھی آتا ہون ذرا سیر کو جاتا ہون یہ کہکر ہر چند سب نے منع کیا نہ مانا اور روانہ ہوا جب لشکر حیرت کے قریب پہونچا صورت ساحر کی ایسی بنا کر داخل لشکر ہوا دیکھا کہ ہجوم سپاہ اور کثرت لشکر سے گاؤ زمین کا کلیجہ پھٹتا ہے جہان تک پیک نگاہ جاتا ہے لشکر ہی لشکر نظر آتا ہے بازارین کھلی ہین ساحرون کے خیمے نصب ہین بستر لگے ہین ہجوم ہوتا ہے ڈفلیان بجتی ہین ناچ ہوتے ہین ہر سمت گھماگھمی ہے برق شہر مین پھرنے لگا اتفاق کنیزان صنعت بارگاہ مین حیرت کی اپنی بارگاہ سے آتی جاتی تھین یہ ایک کنیز کو تنہا جانب بارگاہ جاتے دیکھکر اُسکے پاس گیا اور اشارہ سے ہاتھ کے ایک طرف بتایا کہ ادھر جا کنیز سمجھی کہ میرے کسی دوست نے طلب کیا ہے اور اس ساحر کو مخفی طور پر بلانے بھیجا ہے پس اُسی سمت کو جدھر اُسنے بتایا چلی یہ بھی دوڑ کر پاس اُسکے گیا اور مقام تنہا پا کر بیضہ بیہوشی اُسکے منھ پر مارا وہ بیہوش ہو کر گر پڑی کپڑے اُسکا پہن لیا اور اُسکو کسی جگہ چھپا دیا پھر آپ اُسکی ایسی صورت بنا کر لباس اُسکا پہنا آنکھون کو سرمے کے ظلمت سے مجلی کیا رخسار کو زیور گلگونہ سے مزین فرمایا دست و پا کو رنگ حنا سے سرخرو نی دی مانگ سیندور سے بھری وہ حسن زیبا اور طلعت جہان آرا ظاہر کی جو مرغوب دل ہائے عاشق ہو فدا اُسپر سارا جہان ہو خال رخسار ہندوے متاع جان و ایمان تھا یہ نقشہ عیان تھا کہ نظم

وہ تیر سے گیسوئیں یار رہزن ہیں گوہر گوش سانپ کا من — وہ خال مشکیں ہے دلکا دشمن بلائے جان زلف عنبرین ہے
وہ مانگ کا خط ہے کہکشان کی گہر ہیں مثل نجوم رخشان — وہ چہرہ ہے ماہتاب تابان سپہر افشان جبین ہے
پری کا کیا منھ جو ہو برابر کہ حسن مین حور سے ہے بہتر — جہان ہے پرتو سے تیرے انور تو ہو مہ سے حسین ہے

اس صورت سے درست ہو کر بارگاہ حیرت مین گیا اور قریب کنیزان صنعت [illegible] کھڑا ہوا وہ کنیزین جھد سے

ہاتھون مین پیکدانیان تھین کسی کے پاس پنکھیا تھی کوئی چنگیر پھولونکا لیے تھی چنانچہ وہ کنیز جس کے پاس گلوریون کا خاصدان
تھا اُسکو ضرورت پیشاب کی ہوئی اور وہ بانداز و ناز پائینچے کلائی پر ڈالے برائے رفع احتیاج چلی جب عیار مذکور کے
پاس سے نکلی اسنے کہا وہی رنڈی تجھکو سوائے اترانے کے اور کچھ نہ آیا اب جنگی ہوئی نہین معلوم کدھر جاتی ہے
کچھ بھی تجھکو مالک کا خیال ہے اوس کنیز نے اسکو اپنے ساتھ کی سمجھ کے ہنسکر کہا کہ لے بی اترانی تم ہو کہ ہر بات مین
نکالتی ہو کوئی پیشاب کو نجائے پھر کیا تیرے حلق مین موتے اسنے کہا جُروا تو بولا کیون گئی مین نے تیرے نفع کی بات
کہی کہ تو جاتی ہے اور خاصدان بھی لیے جاتی ہے اگر ملکہ عالم گلوری مانگین تو کون دیگا بس نیکی برباد گنہ لازم تو
مجھی کو قائل کرنے لگی اچھا تو جان اور تیرا کام جانے اس کنیز نے یہ تقریر سنکر کہا کہ بوی ہنسی مین کھسیانی کیون
ہو گئیں لو خاصدان لیے رہو اتنا کام میرا کرو کہ حضور کو گلوری کھلا دینا اور جو پان کی قسم سے کسی اور
مصالحہ کی ضرورت ہو تو سامنے صحنچی مین مقابہ حسن دان وغیرہ موجود ہے لے آنا اُسنے وہ خاصدان اس سے
لے لیا اور وہ چلی گئی کچھ دیر مین **صنعت** نے گلوری طلب کی اسنے خاصدان وا کرکے بیچ چوگھڑے مین دو تین الائچیان
ساختہ بیہوشی رکھ کر خاصدان سامنے ملکہ مذکورہ کے پیش کیا اُسنے ایک گلوری شگوفہ نیزہ کیلون کو نکالکر کھائی اور
چوگھڑا وا کرکے الائچی نکالی توڑکر وہ بھی نوش کی کھاتے ہی صورت برق کی از سر تا پا دیکھی اور کہا گلوری والی
کہان گئی اسنے آنکھین نیچی کرکے شرماکر کہا بی مردوے بیٹھے ہین مین کیا کہون کہان گئین ہین جس بات سے بشر
ناچار ہے وہان گئی ہین ساحرہ مذکور سمجھ گئی کہ پیشاب کو گئی ہے اور یہ عیار ہے پس ابھی زبردستی دکھانے کو اس سے
کہا کہ گلوری والی نے کچھ ابھی گلوریان نہین بنائی تھین تو اپنے ہاتھ سے بنا لا عیار مذکور یہ حکم سنکر خوشی خوشی حسب نشان
دہی کنیز صحنچی مین گیا وہان جو کی بچھی تھی زیر انداز مخملی پہ پاندان طلائی مرصع کار رکھا تھا قفل اسمین ابجد کے
طلسم کا لگا تھا اُسنے قفل حرفون کو برابر کرکے وا کیا اور چند گلوریان بنائین جز الائچی ناگیسر وغیرہ سب بیہوشی ڈالکر
پاندان بند کرکے چلا یہان ساحرہ نے الائچی جو بیہوشی کی کھائی تھی اسکے دفع کرنے کو پانی منگا کر پیا اور ایک سحر
پڑھکر اپنے اوپر دم کر لیا کہ اب بیہوشی کچھ اثر نہ کریگی یہ تدبیر کرکے بیٹھی تھی کہ برق گلوریان لیکر آیا اس نے وہ
گلوریان بھی کھائین اور کہا ساقی سے شراب لیکر مجھکو پلا دے برق تو ابھی لونڈا ہے ٹھوڑی کا ٹے دیکھون تو بیہوشی
کتنی پلاتا ہے یہ سنکر برق نے چاہا بھاگ جاؤن **صنعت** نے کہا موے ادھر آ کہان جاتا ہے عیار اُس کے
پکارنے سے مسحور ہو کر پھرا اسوقت افراسیاب اپنے مقام پر سے اُٹھا اور کہا او ناعیار تو قاتل میرے اُستاد کا
ہے مین بھلا کب تجھکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر عیار کو قریب تر بزور سحر طلب کرکے چاہا کہ ایک طمانچہ مارون مگر **صنعت**
ہان ہان کرکے اوٹھی اور عیار کے بیچ مین آگئی اور کہا او موے چھوڑ رے تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ہم پر
عیاری کرے ابھی کچھ دنون جا کر کچھ سیکھ پھر عیاری کرنے آنا اور تو کیا ہے مین تیرے اُستاد کی تو حقیقت سمجھتی نہین
جسنے عنطلی آباد کے ساحرون کو مارا ساحر شمشن کا سر اوتارا وہ آئیگا تو مین سمجھ لونگی یہ کہکر کچھ اشارہ کیا کہ دو پنجے پیدا
ہوے اور برق کو اُٹھا کرلے گئے اُسنے کہا اسکو لیجا کر قریب اسکے لشکر کے چھوڑ دینا اور پکاری او ناعیار اب یہان

آنے کا قصد نہ کرنا بموجب حسب الحکم اُسکے قریب لشکر لا کر خیمہ پڑ گئے ادھر شاہ جادوان نے کہا اے ملکہ صنعت
یہ تم نے کیا کیا کہ دشمن کو پا کر قتل نہ کرنے دیا ہار کر ادیا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ حضور ہمارے مقدمہ مین دخل نہ دین بلکہ
جانب ظلمات طلسم تشریف لے جائین کنیز سمجھ لے گی شاہ طلسم نے اسکی خاطر سے کچھ نہ کہا اور سوار ہو کر
جانب باغ سیب چلا گیا اس عرصہ مین وہ زمانہ آیا کہ صنعت طراز کلک قدرت نے صفحۂ زمین دھر مین
رنگ ظلمت شب بھرا اور روح دنیا پر گیسوے لیل کا موقلم پھیرا کہ نظم

کہ عکس ماہ جب پھیلا زمین پر	چمک دینے لگے گردون سے اختر
ہوئی بس رخصت مہر آمد ماہ	چمک رستون مین بھی روشن ہوئی راہ

شام کو حیرت کی بارگاہ سے صنعت ادھر کو اپنی بارگاہ مین بہر آرام آئی یہ بارگاہ کئی کوس تک استادہ ہے
اندر بارگاہ کے بارہ ہزار دنگل لگا ہے آٹھ ہزار کرسی یاقوت نگار بچھی ہے اور ایک تخت پر از جواہر الماس کا مقام صدر
مین آراستہ ہے اُسپر ادقچہ موتی کے جال کا پڑا ہے سامنے بارگاہ کے ایک نمگیرہ کئی لاکھ روپیہ کی طیاری کا کھنچا ہے قالین
گلدار کا فرش پیراستہ ہے ساحرہ مذکور تخت پر آ کر بیٹھی شیشہ آلات روشن ہوا اور تمام سرداروں کا ہمدم جا کنیزان یاسمن پیکر
سامنے دست بستہ استادہ ہوئین سراپچہ اے بارگاہ اٹھوا دیے ساٹھ کوس تک لشکر اُترا ہوا نظر آیا ملکہ کے سامنے ناچ
ہونے لگا ادھر ملکہ حیرت نے کئی سو خوان طعام لذیذ سے درست کرا کر اور کئی ہزار کشتیان شراب کباب شیرینی سے
تیار کرا کے مع فواکہات کی ڈالیون کے ہمراہ گیسوے بن شہاب روانہ کین وہ بصد احتیاط لیکر نہایت
ہوشیاری سے بارگاہ صنعت مین آیا ملکہ مذکور تخت پر جلوہ گستر تھی اسنے تسلیم کرکے وہ سب کھانا اور ڈالیان
وغیرہ پیشکش کین ملکہ نے اپنی خواص خاص سحر کامل جادو نام سے حکم دیا کہ جو کچھ تحفہ جات ملکہ حیرت کے یہان سے
آیا ہے اسکو علیحدہ ایک صحنچی مین رکھوا دو اور گیسو سے کہا ملکہ حیرت سے میری تسلیم کہہ کر عرض کرنا کہ کنیز کا جی چاہتا ہے
کہ حضور کے ساتھ کھانا کھاے امید کہ خاتون حضرت شاہ جادوان یہان قدم رنجہ فرما کر آرزوے خاطر حقیرہ پوری
کرین یہ کہہ کر خلعت فاخرہ دیکر اُسکو رخصت کیا گیسو خلعت پہنکر حیرت کے پاس گیا اور پیام ساحرہ مسطورہ
دیا حیرت بنظر اسکے کہ وہ ہماری مہمان ہے سوار ہو کر مع چند مصاحبون کے اُسکی بارگاہ مین آئی اُسنے تا لب بارگاہ
پیشوائی کرکے تخت پر لیجا کر بٹھایا اور آپ باوب علیحدہ بیٹھنے کا قصد کیا حیرت نے ہاتھ پکڑ کر برابر اپنے
بٹھایا یہ دونون تو اکل و شرب سے فارغ ہوئی ہین اور ناچ دیکھتی ہین مگر برق عیار کا ذکر سنیئے کہ اُسکو جو پیچ لشکر
مین چھوڑ آئے تھے پس اُسنے اپنے دل سے کہا کہ اے برق اس سے کیا فائدہ ہوا کہ تم گئے اور خالی پھر آئے
اب پھر چلو اور کوئی زک اوس ساحرہ کو دو یہ سوچ کر پھر روانہ ہوا اور صحرا مین آیا وہان زنبیل نقب عیاری بجائی
اسلیے کہ قران جنگل مین رہتا ہے اُس سے ملاقات کرکے حال اپنے جانیکا بیان کرون چنانچہ ہر چند اس نے
قران کو طلب کیا وہ نہ آیا وجہ یہ تھی کہ جب سے صنعت کی بارگاہ نصب ہوئی ہے قران صحرا سے بارگاہ کی
طرف نقب کھود رہا ہے اور تدبیر قتل ساحرہ مین ہے انشاء اللہ حال اسکا بیان ہوگا غرضکہ جب برق نے

قران کو بنایا بنا جاری جانب لشکر حریف قدم بڑھایا راہ مین کچھ خدمتگار لشکر حیرت سے بارگاہ کی جانب ساحرہ کی جاتے تھے اونسے اسنے پوچھا کہ بھائیو کہان جاتے ہو انھون نے کہا ملکہ حیرت بارگاہ صنعت مین گئی ہین ہم بھی وہان جاتے ہین اسنے کہا مین نے اسلیے پوچھا تھا کہ مین بھی وہان چلتا ہون میرا تمھارا ساتھ سہی یہ کہہ کر اونکے ساتھ آکر داخل بارگاہ ہوا اور خدمتگار آپ بھی بنا ہوا تھا خدمتگارون ہی مین ملکر کھڑا ہو رہا دیکھا کہ حیرت و صنعت کھانا کھا کر تخت پر آکر بیٹھی ہین شراب پی رہی ہین اور باہم باتین ہو رہی ہین انھین باتون مین صنعت نے پوچھا کہ اے ملکہ شہنشاہ سے اور مہرخ سے جو لڑائی ہوتی ہے اُسکی اور شہنشاہ کی نسبت ہی کیا مین یہ حیران ہون کہ فتح کیون نہین ہوتی حیرت نے کہا کیا کہون لے بوی فتح کیون نہین ہوتی بیا تمک تو ہوا کہ بازارین لٹ گئین خیمہ و بارگاہ جلے لشکر بھاگ گیا لیکن ان عیار موذی کا ٹون کا ستیاناس جائے سامری ان کو غارت کرے فتح کی شکست کرا دیتے ہین جو ساحر کہ لڑائی فتح کرتا ہے اُسی کو مار ڈالتے ہین یہ پانچ عیار موے طلسم مین وہ غدر مچا رہے ہین کہ آون کو ذطیم سے ساحر چونک اُٹھتے ہین اُنھین سے جو سب کا اُستاد ہے کوکب پاس گیا ہے اور چاریان قیامت کر رہے ہین صنعت نام عیارون کا سنکر ہنسی اور کہا مین سمجھی تھی کہ مہرخ کے پاس کوئی فرشتہ سامری جمشید نے بھیجا ہے وہ لڑائی فتح نہین کرنے دیتا ہے خیر عیارون کا تو حال مین جانتی ہون یہ کہہ کر سامنے سحر کامل خواص کھڑی تھی اُسکی صورت دیکھ کر قہقہہ مارا خواص نے بھی اپنی بی بی کی تقلید کی قہقہہ مار کر ہنسی سات سو کنیز جو حاضر خدمت تھین وہ ہنسین گویا سب نے زعفران کا کھیت دیکھ لیا اتنی عورتون کا ایکبا ہنسنا یہ معلوم ہوا کہ دنیا پر از صدائے خندہ ہو گئی گنبد سما مین ندائے خندہ پیچیدہ ہوئی برق نے دلمین خیال کیا کہ یہ تمھین دیکھکر سب ہنسی ہین اور واقعی خیال اسکا ٹھیک تھا اسی کو پہچانکر یہ ساحرہ ہنسی تھی وہ بہت زبردست جادوگرنی ہے جب عیارون کا ذکر ہوا جب ہی یہ پہچان گئی تھی کہ برق وہ خدمتگارون مین ملا کھڑا ہوا ہے اس ساحر کی ایک بیٹی اور ایک بہن بھی ہے کہ انکو اسنے قید کیا ہے اپنے سے زیادہ ان کو ساحرہ جانتی ہے اور ڈرتی ہے کہ وہ مجکو مار نہ ڈالین فی الجملہ جب برق سمجھا کہ یہ مجکو پہچان گئی پس ہان آہستہ چلا کہ نکل جاؤن مگر ایک عورت پہلو پر کھڑی تھی اُسنے کہا تم تو ملکہ حیرت کے خدمتگار ہو کھڑے رہے کیون نہین رہتے اب چلے جب ہماری ملکہ نے پہچانا اے اب جاؤگے تو طوق و زنجیر مین جکڑے آؤگے کیا دل لگی مقرر کی ہے کہ جب چاہا جب چلے آئے اور جب چاہا چلے گئے برق یہ گفتگو سنکر سوچا کہ بھاگے تو بیشک پکڑے گئے اب کچھ فقرہ کرو یہ سوچ کر اوس عورت سے کہا کہ اے بی تم اتنا چراغ پا کیون ہو مین کوئی بے مطلب بھی کہین آتا ہے ہم آپ سے نہین آئے ہین ملکہ مہرخ کا نامہ لائے ہین ہمین کیا غرض تھی جو بیکار کو اپنے پاؤن تھکاتے اور ایسی جگہ آتے اُس عورت نے یہ گفتگو جب سُنی کہا پھر نامہ ملکہ کو دیتے کیون نہین اسنے کہا میرا حوصلہ نہین پڑتا کہ سامنے ملکہ کے جاؤن اُس عورت نے کہا مین تمھارا حال ملکہ سے کہے دیتی ہون یہ کہہ کر آگے بڑھی اور ملکہ سے عرض کیا کہ عیار کہتا ہے مین نامہ اپنے مالک کا لایا ہون

آپ سے تمہیں آیا ہوں اُسنے کہا اچھا سامنے آئے برق فوراً سامنے گیا اور سلام کرکے ایک کرسی خالی بچھی تھی اُسپر
بیٹھ گیا اور راز بسکہ عیاروں پاس نامہ ہر ایک سوار کے نام سے لکھے ہوئے رہتے ہیں اسلیے کہ نہیں معلوم کس وقت
کیا معاملہ پیش آئے پس اپنے ایک نامہ مہرخ کی طرف سے بنام صنعت لکھا رکھا تھا اور یہ نامہ جب لکھا تھا کہ جب
یہ ساحرہ پہلے آئی تھی خلاصہ کلام اُسنے وہی نامہ کمر سے نکال کر ساحرہ کو دیا اُسنے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ صنعت
سحر ساز ہمارے مقابلہ میں جو ساحر آیا زندہ نہ بچا مارا ہی گیا تمکو لازم ہے کہ یہاں سے چلی جاؤ ورنہ ہوں آتش دیکا سے
تمہارا بھی یہی حال ہے صنعت یہ مضمون پڑھ کر بہت ہنسی اور کہا ہم تو چلے ہی جاینگے لیکن تم اے برق اب
یہاں نہ آنا اگر اب یہاں آؤگے یا اسوقت ٹھیروگے تو مار ہی ڈالونگی برق نے کہا اے ملکہ لعنت ہے اُس پر جو
اب یہاں رہے ساحرہ نے کہا کیوں یہ اُلٹے ہمیں کو لعنتی دیتا ہے اسنے کہا میں اپنے تئیں کہتا ہوں آپکے کہنے پہ
کہ یہاں نہ ٹھیرنا آپ فرماتی ہیں کہ مجھکو کہتا ہے بموجب ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست * جو آپ سمجھیں وہی سہی
صنعت نے کہا کیوں شامتیں آئی ہیں جا یہاں سے نہیں مار ڈالونگی اسنے کہا خفا کیوں ہوتی ہو ہم
چلے جاینگے تو لعنتی تم پر عائد ہو جائے گی ساحرہ اس کلمہ پہ ہنس پڑی اور کہا تم لوگ بڑے لسان اور ظریف ہو
برق نے اُٹھ کر سلام کیا اور کہا قدردانی آپکی میں کس قابل ہوں یہ سب آپکی خوبیاں ہیں ساحرہ نے کہا بس
آمین ہو چکیں اب تشریف لیجائیے اسنے جواب دیا کہ اے ملکہ آپکا کیا ہرج ہے لمحہ بھر ٹھہر کے تاج دیکھ لیں تو چلے
جائیں گے صنعت تو یہ کلام سنکر چپ ہو رہی مگر حیرت بول کر اس موئی کی باتوں پر نہ آؤ نہیں تو
یہ آفت برپا کریگا صنعت نے کہا بیٹھا رہنے دو کیا کر لیگا حیرت بھی خاموش ہو رہی مگر چند ساحر بہت ہوشیاری
سے وہاں ٹھہرے کہ ایسا نہ ہو یہ عیار کوئی فریب کرے برق یہ رنگ وہاں کی خبرداری کا دیکھکر اُٹھا کہ ٹھہرنا یہاں بیکار
ہے کچھ نہ ہو سکیگا بس ساحرہ سے کہا آپ خفا ہوتی ہیں تو لیجیے میں جاتا ہوں میری ملکہ بھی نامہ کے جواب کی منتظر ہوگی
لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور رو کے کہا کبھی ایسا ہوا نہیں کہ ہم عیاری کو آئے ہوں اور بغیر کچھ لیے خالی پھر گئے ہوں یہ سوچکر
پھر ایک ساحرہ کی ویسی صورت بنکر داخل بارگاہ ہوا اور آدمیوں کے ہجوم میں پوشیدہ ہو کر ٹھہر گیا اتنے عرصہ میں رات
زیادہ آئی تھی ملکہ حیرت رخصت ہو کر اپنی بارگاہ کی طرف گئی صنعت بھی تخت سے اُٹھکر جانب خوابگاہ چلی اسی بارگاہ میں
ایک مقام پر پلنگ مرصع جواہر کا بچھا تھا بچھونا نرم و نازک تر اسپر تھا فرش گل سے آراستہ تھی اُس پر جا کر بیٹھی سامنے آئینہ
بارگاہ کی قنات میں لگا تھا لیٹ کر وہ آئینہ دیکھنے لگی اُس میں صورت اُس کی جو دکھائی دی اُس نے کہا
برق عیار تیری لشکر میں کھڑا ہے یہ کلمہ اپنے عکس سے سنکر پھر اُسنے کمر باندھی اور منتر اپنے طالع معکوس کے
پھری کنیزیں گیسو دراز و سحر کامل وغیرہ بہر خدمتگزاری حاضر تھیں اُنسے کہا وہ موا عیار سامنے کھڑا ہے
میرے سحر سے بھاگ نہ سکیگا جاؤ پکڑ لاؤ گیسو دراز یہ حکم سنکر جھپٹی اور برق کو پکڑ لائی اُس نے ہر چند
چاہا کہ بھاگ جاؤں قدم نہ اُٹھ سکا آخر کنیز نے اُس کو سامنے لائی ساحرہ اُٹھ بیٹھی اور بعتاب
حرف زن ہوئی کہ کیوں او موئے نابکار پہلے تو نامہ بر بنکر تو آیا تھا اب کیوں تونے یہاں قدم رکھا

برق نے کہا کچھ تو دیوانی ہو گئی ہے اری قحبہ ہمارے آنے جانے کو بار بار کیا پوچھتی ہے ہم آئیں نہیں تو تیری
جان کیونکر جائے ساحرہ یہ کلمہ سنکر غضبناک ہوئی اور تخت پر پلنگ سے اٹھکر آئی کہا چار طرف بند و بست کردو کوئی
آنے نہ پائے میں اس سوے کو بغیر مارے نہ چھوڑونگی برق نے کہا اے ملکہ اتنی سی بات پر خفا ہو گئیں آپ تو ہمکو ظریف کہتی
تھیں ظریف تو انہیں معلوم کیا کچھ کہتے ہیں اچھا ابھی ہمیں چھوڑ دیجیے پھر نہ آئینگے اسنے کہا قسم جمشید کی اب نہ چھوڑونگی
دو مرتبہ بہلا کر دیا یہ تیسری بار ہے اب رہا ہونا تمہارا غیر ممکن ہے یہ کہکر اپنی کنیز گیسو دراز سے کہا اسپر سحر پڑھکر دم کر
اور ایک طمانچہ مارکر سر اسکا اڑا دے کنیز مذکور سحر پڑھنے لگی اور برق سمجھا کہ اب بیشک قضا آئی پس بہ جمع قلب سے
دعا کرنے لگا کہ اے خالق جہان و تن اس طمانچہ سے کہ طمانچہ دست ملک الموت ہے مجھکو بچا لے دعا اسکی قبول ہوئی
یعنی قران جو نقب کھود رہا تھا اسنے نقب کا سرا زیر تخت صنعت آکر توڑا اور لشکر میں عیاری کے تھا کہ کیفیت
گرفتاری برق سب اسنے تخت کے نیچے ٹھیر کر معلوم کی اور دل میں کہا اب توقف کرنے سے برق مارا جائیگا
نکلکر بعندہ ساحرہ کے مارے پس یہ سوچکر اسنے تخت صنعت دونوں ہاتھوں سے اٹھا لیا صنعت گھبرائی کہ یہ
ماجرا کیا ہے اور وہ کنیز بھی طمانچہ مارنا بھولکر پکاری کہ بی بی بچا صنعت حیران ہو کر نیچے دیکھنے لگی اور قران جو
تخت لیکر کھڑا ہوا نقب کا کنارہ پھٹا اور پاؤں اسکا گڑھے میں گیا اسنے تخت ایک سمت پٹک دیا ادھر اڑا ادھر دھم
صنعت نیچے اور تخت اوپر ادھر قران پھر سنبھلکر نقب سے نکلا اور کنیزوں نے جو اسکی ڈراونی صورت دیکھی
کہ بلند قامت سیہ فام حبشی سر سے پاؤں تک خاک میں اٹا ہوا بعندہ گراں بار لیے نکلا ہے پس دیکھکر دہل اٹھکر بھاگیں
لیکن قران نے دوڑ کر بعندہ گیسو دراز کے اس زور سے مارا کہ سر اسکا پھٹ گیا غلغلہ گیر و دار برپا ہوا اور صنعت
جو کروٹ کے بل گری تھی تو کولا اسکا ٹوٹ گیا اور ایسا درد ہوا اور صدمہ پہونچا کہ بیہوش ہو گئی اور بارگاہ میں
اندھیرا مرگ ساحرہ سے ہو گیا قران اور ایک آدھ ساحرہ کو اس اندھیرے میں مار کر سمجھا کہ صنعت جو تخت
کے نیچے سے نکلے گی تو آفت برپا کرے گی پس یہاں ٹھہرنا نہ چاہیے یہ سمجھ کر ہنگامہ تو برپا تھا ہی برق سر اچھلا کر
بھاگا اور یہ بھی نقب میں کود کر روانہ ہوا اور ساحر جو باہر بارگاہ کے تھے اندر لینا لینا کہتے چلے اور اندر کے ساحر گھیر
گھیر کہتے دوڑے اور کچھ کنیزوں نے سحر سے روشنی کر کے تخت کے نیچے سے صنعت کو نکالا اور پلنگ ہی پر لٹایا اسکو بیہوش پاکر
تیمارداری میں مصروف ہوئیں اور باہر بارگاہ کے جو ساحر لینا لینا کہتے نکلے تھے تو لشکر کے ساحر گھبرا کر مسلح ہونے لگے
تھے اور سحر سے مشعلیں اسقدر روشن کی تھیں کہ دن سے زیادہ وہ رات روشن تھی پس برق جو بھاگا گیسوئے ظلمات
جادو بھائی گیسو دراز کا بارہ ہزار ساحر لیے طلایہ پھر رہا تھا اسنے دیکھا کہ عیار سراسیمہ بھاگا جاتا ہے
پس وہ مع جملہ ساحران ہمراہی کے پیچھے دوڑا اور برق مثل برق جہندہ کے بھاگا ہوا اور خیموں کی گردش
دیتا ہوا اس لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے پہونچا گیسوئے ظلمات نے دیکھا کہ عیار نکل جائیگا
اور تو ایسا چالاک ہے اسکو سحر سے گرفتار کرنا بھولکر پیچھے دوڑا اب سحر سے پکڑنے یہ تجویز کرکے ایک ساحر سے
کہا تو پنجہ بنکر اس عیار کو اٹھا لا ساحر بموجب حکم چلا ادھر برق جو لشکر حیرت کے قریب پہونچا

دو چار جمعدار سالار سردار جو پہرے پر تھے اسکے پیچھے دوڑے اور ترنج و نارنج سیدھے کیے کہ ساحر فرستادہ
گیسو پنجہ بنکر جو گرا اسکو اُٹھا کرلے چلا برق بھاگا گرفتار ہوئے پس فوراً یہ مکاری پکارا کر لے پنجہ سحر مہرخ تو
وقت پر آکر پہونچا نہیں تو مین قید ہو چکا تھا یہ ساحر میرے قتل پر آمادہ ہین تو جلد مجکو نکال لے چل یہ عبارت جو
ساحرون نے سنی سمجھے کہ یہ پنجہ اس عیار کے کسی دوست کا بھیجا ہوا ہے اسکو نکال لے جائیگا بس فوراً ترنج و
ترنج پنجہ پر مارے کہ پنجہ جو ساحر کہتا ہے اُسکو مار لین عیار تو سحر جانتا نہین کہان جاسکیگا چنانچہ ایک نارنج اُس پنجہ
بنے ہوئے ساحر پر لگا کر وہ جلتا ہوا زمین پر گرا برق اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر سیدھا ہوا کر بھاگے ساحر اس پر آپڑے
اور چاہا گرفتار کرین اتنے عرصہ مین گیسو جو پیچھے آتا تھا اُس نے پہونچ کر اپنے بھیجے ہوئے ساحر کو قتل ہوتے
دیکھ کر ان سب ساحران حیرت کو ڈانٹا کہ لے نالائقان یہ تمنے کیا غضب کیا جو میرے ملازم کو قتل کر ڈالا یہ کہکر آمادۂ
رزم ہوا ساحران حیرت اُسکی جانب مخاطب ہوئے برق بھاگ کر ایک نشیب کی طرف جا کر پوشیدہ ہوگیا ادھر گیسو
ساحرون سے فقرہ دینا عیار کا سنکر ہنسا کہ کیا برجستہ بات ان عیارون کو بنا لینا آتی ہے پس ان ساحرون کو چھوڑ سیدھا
جانب لشکر مہرخ روانہ ہوا کہ مین اُس عیار کو اُس کے لشکر سے پکڑ لاؤن یہ تو راہ طے نہ کر چکا تھا کہ قران نقب سے
صحرا مین نکلا اور وہان سے سیدھا اپنے لشکر مین آیا ایک طرف سے برق نے جب دیکھا کہ غلغلہ کم ہوا نشیب سے نکلکر راہ کرتا
ہوا اپنے لشکر مین آیا یہان مہرخ و بہار آرامگاہ مین تھین لیکن لشکر صنعت بہت بڑا لشکر ہے اُسمین غلغلہ
جو ہوا تو یہ دونون آرامگاہ سے نکلکر بارگاہ مین آئین اور از بسکہ اندیشہ ناک آمد صنعت سے ہو رہی تھین سب
سردارون کو طلب کر کے مستعد بیٹھین یقین کہ ایسا نہو غفلت مین ہمکو ضرر نہ پہونچے فی الجملہ عیار جو بھاگ کر
بارگاہ مین آئے دربار معمور پایا آئین سرپرآرائی بدستور پایا اور مہرخ نے انکو دیکھ کر بخندہ پیشانی کہا کہ

بیت کمان سے آتے ہوئے مری جان مین تپ سو جان سے آج قربان کہ تمہاری رفتار فتنہ زا نے کیا کہان

آج حشر برپا کیا عیارون نے اپنے مقام پر بیٹھ کر سب حال بارگاہ صنعت کا بیان کیا اور کہا یقین ہے کہ گولا
اُس قحبہ کا ٹوٹ گیا ہوگا اور اگر گولا نہ ٹوٹا ہوگا تو چوٹ ایسی لگی ہوگی کہ بعد اچھے ہونے کے جب پُروا ہوا چلے گی
جب درد کوسے مین ہوگا اور ہمین وہ بید بد یاد کرے گی یہ حال سنکر تمام سردار خوب ہنسے اور ملکہ بہار نے کہا
اے ملکہ تخت کے اُلٹنے سے فال صنعت کے لیے نگون بختی کی ہے گو وہ ساحرہ زبردست ہے لیکن ادبار آگیا ہے
اب اسکو انشاء اللہ تخت تابوت میسر ہوگا معتمر قران اُس شیطانہ کے لیے فرشتہ عذاب خدا نکلے یہی باتین کر رہی تھین سوار کے
خوش ہو رہے تھے کہ جاسوسان لشکر دوڑے ہوئے آئے اور عرض رسا ہوئے کہ اے ملکہ دولتی بادشاہ جہان **ابیات**

شہا ملک و دولت رہے برقرار	عدو ہو ترا خوار و بے اعتبار	تری فوج سے گیسوے رو سیاہ
ہوا آکے اسوقت بے کینہ خواہ	لیے ساتھ ہے اپنے بارہ ہزار	سواران جنگی و مردان کار

جاسوس یہ خبر عرض کر کے کنارے ہوئے اور ملکہ موصوفہ نے نفیر سحر بجائی جملہ سردار سالار بارگاہ سے نکلکر تخت و
طائران سحر پر سوار ہوئے تمام لشکر تیار ہو آمادہ رزم و پیکار ہر سردار ہوا اُسی رات اہل اسلام جہاد کو بھی

بہتر از عبادت جانتے ہیں ہر شخص کو شہادت کا شوق غزنی کی ختنانی شجاعت بھی مثل شب زندہ داران محراب شمشیر میں سر جھکائے تھی آیۂ نصر من اللہ زبان پر لائی تھی زبان دعا کی صورت تھی یا تیر آہ مظلوم کی تاثیر رکھتی تھی کمانیں مثل زاہدان چلہ کش گوشہ گیر تھیں سنانا ہے نیزہ زبان پیر دستگیر تھیں علم لسان حاجتمندان دعا کو سر کھولے پھریرونکی حاجت خواہوں کی طرح دامن پھیلے کلہ ہائے عمود بعد تضرع منھ پھیلائے کہ اے ناصر حقیقی دشمن منھ کی کھا لب سوفار ہنستے تھے یا قادر یا حافظ زیر لب ورد کرتے تھے اُس پچھلی رات کی کیا کیفیت بیان ہو ہر طرف رات کا سناٹا تھا دلوں میں بہادروں کے ہوائے شجاعت ساحروں کے طائر سحر اوڑتے شعلہائے سحر فروزان سے معلوم ہوتا تھا کہ دنیا میں آگ لگی ہے یا دہر غدار و مفسد نے آتش افروزی کی ہے ابر کے ملکے ہوا پر چھائے پریوں کا غوغا بلند باجے بجتے ہتیار چلتے آگ پتھر برستے ناقوس پھنکتے ابیات

روان مثل دریا وہ لشکر ہوا		کہ تھا بحر پر جوش قہر خدا	فسون ساز تھے ساحر ہمراہ ایسے
جنھیں کہتے ہیں ست جادو کے پتلے		اس کروفر سے یہ لشکر جرار مقابل گیسو بدکار پہونچا اور نارنج تیغ چلنے لگا گردون	

کا دل دہلنے لگا صدائیں مہیب آنے لگیں جانے لگیں گولے فولادی پڑنے لگے آفت عظیم برپا تھی اسی ہنگامہ میں ایک گولا سحر کا ساحرۂ شب کے بھی لگا اور نارنج خورشید نے رنگ ظلمت لیل مٹایا کہ ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا دگرگون ہو گیا عالم قمر کا ۔ فروغ روشنی پیدا ہوا جب ۔ مٹائی مہر نے نیرنگی شب ۔ صبح کو بھی وہی گھمسان کی لڑائی رہی مگر گیسو کی فوج پسپا ہونے لگی گسنے بزور سحر ملکہ صنعت کو اطلاع دی وہان کولا ساحرہ مذکور کا بجھایا گیا اور جسکو ہوش آیا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر جنگ کمہ کر عرض کیا کہ جلد چلیے نہیں تو گیسو شکست کھا چکا ہے لشکر حریف غالب آچکا ہے ملکہ مذکور نے یہ سنکر چاہا کہ مع تمام لشکر کے چڑھ دوڑے لیکن یہ ساحرہ زہرہ جبیں مثل فراسیاب اس کے ہاتھوں میں بھی حال ریگ بد ساعت کا معلوم ہوتا ہے پس اس نے اپنے ہاتھ کو دیکھا معلوم ہوا کہ تیر اجانا مناسب نہیں مدد گیسو کیلیے کسی اور کو بھیجدے یہ دیکھکر از بس کہ درد مند بھی تھی جانے سے باز رہی اور اپنی انیس و مصاحبوں کی طرف نظر کی ایک مصاحب خاص آراستہ سحر نام حسین ورنگیل اندام فن سحر میں یکتا پاس بیٹھی تھی ناگاہ متفکری ملکہ کی بھانپکر عرض رسا ہوئی کہ خبر رزم سنکر حضور متردد ہیں مجکو حکم ہو کہ میں جا کر زنگ حرمان شاہی کا کام تمام کردوں صنعت نے ہنسکر کہا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے جاؤ اور سب کے سر کاٹ لاؤ وہ گلبدن اجازت پاکر شادمان بوئے گل اٹھی اور تسلیم کرکے چلی بلاغ حسن ایسا ہرا بھرا تھا کہ رفتار سے اسکی روش نسیم گلشن کا رنگ پیدا تھا مردم نگاہ اسکے چمن رخسار کی گلگشت کریں تو ہوائے وصال میں اسکے گردش پذیر رہیں نقش گلہائے بوسہ میں تبسم غلط رو پاکریں وہ اسکا چھوٹا سا قد فتنہ برپا کرنے والا گلشن حسن کا بوٹا تھا قمری دل اسی سرو حسن پر لوٹتا تھا غنچہ باغ کو اگر وہ غنچہ دہن منھ لگائے تو وہ ایسا اترائے کہ شگفتہ خاطروں کی طرح باغ باغ ہو جائے نازک برگ گل کہاں سے یہ منھ لائے جو اسکے لبوں پر نثار ہونے کے قابل کہلائے بیلا موتیا لاکھ اپنے تئیں بنائے مگر اسکے گوہر دندان کی ایسی صفائی کہاں پائے کہ بموجب ابیات

لگا کر تیغ جب وہ قاتل عالم نکلتا ہے		فلک پر خوف سے کوکب فلک کا دم نکلتا ہے	کوئی انداز ہو نام خدا تجبر فریب ہے

تمہاری ہر ادا میں یار اک عالم نکلتا ہے		عقدہ میرا زلف کی شکی بڑا ہے زمانہ میں		نہ اسکا بل نکلتا ہے نہ اسکا خم نکلتا ہے

نہ بچہ سحر کرے سے لگائے لباس سرخ وہ قتال عالم زیب قامت ظلمے اکڑتی ہوئی باہر بارگاہ کے آئی اور پھر سحر پڑھ کر
جو بنے صحرا کی طرف سے نتیرہ سو نازنین قمر سیما کمسن جوانی کے دن حسن میں یگانہ دہر لڑنے میں خدا کا قہر پیراہن سرخ پہنے چھوٹی
چھوٹی کمانیں دوش پر لگائے بیچ قوس میں اختر آئے تیر سونے کے ترکشوں میں جواہر کے رکھے سامنے آئیں یہ سب اس
آراستہ سحر کی پتلیاں بزور سحر بنائی ہوئی ہیں جہاں یہ جاتی ہے ساتھ یہ بھی جاتی ہیں اور لشکر سے ہٹ کر صحرا میں مشرقی
میں جب یہ سحر سے انکو بلاتی ہے جب آتی ہیں اس ساحرہ نے بڑی محنت کرکے مدت میں ان پتلیوں کو بنایا ہے اور بغیر
قتل ہوئے آراستہ سحر کے یہ پتلیاں نہ مٹیں گی القصہ جب یہ پتلیاں بصورت نازنینان طائران سحر پر سوار حاضر خدمت
ہوئیں آراستہ سحر بھی تخت پر سوار ہوئی کنیزان گل اندام نے گرد تخت حلقہ کیا اور ان پتلیوں نے طائران سواری کو اڑایا
تخت ساحرہ مذکور بیچ میں روان ہوا بنے ہوا یہ گروہ حسینان اسطرح پرواز کنان تھا گویا ماہ تابان لشکر سیارگان لیکر
اتر آیا تھا یا جلال پر آفتاب تابان تھا ابر اوڑھے اوڑھے سر پر سایہ فگن تھے اور ان گل اندامون کے سرخ پیرہن تھے
یہ ظاہر تھا کہ بجلیاں بدلی میں طپاں ہیں اجل بل سے ان کج اداؤں کی بجلیاں بھی یہ ان میں کمانیں دوش پر ہر ایک
کے ترکش برابر بغل کے لگے گویا طاؤس مست پر کھولے ہوئے ہوا سے سحر کے جھونکے نقارے بجتے کچھ عجب کیفیت
دکھاتے تھے مختصر یہ کہ جوڑی آن واداے یہ بہر رزم لڑنے والے سب جاتے تھے جب قریب جنگگاہ یہ لشکر
پہونچا یہاں گیسوے ظلمات سے سحر کی مار ہو رہی تھی کہ ان ابرو کمانوں نے تو کمانیں ہلالی کندھوں پر سے
اتاریں اور تیر ترکش سے نکال کر چلہ کمان میں پیوستہ کرکے لگائے ستر سو ناوک سحر ایک دفعہ سن سن کرکے چلا اور
لشکر مہرخ نشانہ خدنگ اجل بنا ایک ایک تیر نے پانچ پانچ سات سات کے سینوں کو توڑا پہلے ہی حملے میں ہزارہا
طائر روح شکار تیر قضا ہوا آراستہ سحر بڑھے ہوا تخت ٹھہر کر قائم ہوئی اور کنیزیں انکی چاروں طرف سپریں آڑ کرکے
کھڑی ہوئیں لشکر مہرخ سے بھی تاریخ در تیغ پڑنے لگے مگر کنیزیں سپر وغیرہ پر روک کر رد کر دیتی تھیں اور وہ پتلیاں بے پر
ناوک فگنی کر رہی تھیں بڑے غضب کا سامنا تھا تیروں کے سناٹے تھے باد خزان اجل کے جھونکے گلزار لشکر پر آتے تھے
نخلہاے جسم بے برگ و بار ہوتے تھے مرغ جان سر ہو کے ٹھکانا ڈھونڈتے دل دھڑکے آہ ایسی نکلتی تھی کہ سینوں سے تیر نکلا چاہتی
یا کسی عاشق ابرو مژگان کے آہ کی یہ تاثیر آشکار تھی ساحروں نے بزور سحر سپریں پیدا کرکے آڑ کی تھیں لیکن وہ
تیر کسی طرح نہ رکتے تھے ہزارہا لاش میدان میں پڑی تھی وہ بدلی سحر کی آئی تھی کہ تیروں کا مینہ برس رہا تھا ہر ایک
مبارز جان بچانے کو ترس رہا تھا تیروں کی کثرت بارش سے یہ ثابت تھا کہ روزگار غدار کے فرط خوف سے بدن میں چھید ہو گئے
ہیں نہیں دنیاے بے وفا کے سینے سے ارمان ستمگاری نکل رہے ہیں ہر عقاب طاؤس ست بیٹھے ہوا پر تھا یا ہوا کے
بھی پر نکالے تھے مہرخ ہوا میں سونے کے تیر آتش کے پرکالے تھے بجز خفر دم ہوا میں خلقت آئی کو خوف تلاطم تھا
تیروں کا دریا ہوا پر بہہ رہا تھا سرداران لشکر بہار جادو گریان ذو قار اور ملازمان مہرخ نامدار زمین میں بزور سحر سما جاتے
تھے تیر دہی زدے ہٹ کر اپنی جان بچاتے تھے ادھر گیسو کو جو ملتی تھی تو اسنے آفت برپا کر دی تھی فوج میں بھگدڑ پڑا

جا ہی تھی شجاعت شعاران عالی گہر پاے ثبات گاڑے لیکن گرد کے کنارے تھے یہ حال دیکھ کر مہرخ و بہار و بزور سحر اُڑین اور تیرون سے بچتی ہوئین قریب تخت آراستہ سحر پہونچین چاہا کہ سپر حملہ کرین اُسنے جوان کو قریب تخت پایا ایک بیضہ طاؤس سواری سامری کا اسکے پاس تھا اُنکو زبردست جادوگرنیان جانکر تھیلی سے نکالا اور سحر پڑھکر ان پر مارا بیضہ اُن کے قریب آکر شق ہوا اور اُسمین سے ایسی بوے بد پیدا ہوئی کہ نتھنون مین تیر بنکر اُن دونون کے سمائی اس رایحہ نے نتھنون مین تیر چلائے یہ دونون تاب اُسکی نہ لا سکین بے ہوش ہوگئین اور قلا بازیان کھاتی ہوئی زمین کی طرف چلین آراستہ سحر نے کنیزون کو حکم دیا کہ گرفتار کر لو کنیزین اُسکی چلین لیکن کچھ لشکر عقب مین ان دونون کے بھی آیا تھا انمین سے چند جادوگرنیان جانبازی کرکے پنجہ بنکر بہت جلد گرین اور ان دونون بیہوشان بیضہ سحر کو زمین پر مثل مادہ کے نہ گرنے دیا اُٹھائے گئین آراستہ سحر نے کہا لے جانے دو آخر کہان لیجائین گی مین سب کو دم بھر مین ملے لیتی ہون یہ کہکر متوجہ جانب ناوک اندازان سحر ہوئی اتو مہرخ و بہار کے نہ ہونے سے لشکر بے سردار کا ہوا اور فوج نے ہزیمت کھایا شکست ہوئی گیسو نے زیر تیغ رکھ لیا منچلے بہادر تو نہ بھاگے جان دینے کے ارادے میں سینہ سپر کرکے دل تھہرکے ٹھہر گئے اور باقی سب بھاگے بلور چہار دست اور سرخمو نازمان وغیرہ کائنات کے سحر کے تیرون سے جان بچاتے تھے اور گیسو کے سحر رد کرتے جاتے تھے تلوار سحری چل رہی تھی موت اُچکی تھی زندگی جانے کے لیے جانب عدم چل رہی تھی کہ بموجب

نظم

چو دریاے خون خد ہمہ رزمگاہ
بسے ہوش از رزم برگشتہ شد
مگر کردگار سپہر بلند
و یا نہ بدر یلے آب اندریم
درآنکہ بتقدیرن کوس و نامے

خروشی برآمد بلند از سپاہ
چنین گفت لشکر بہ بانگ بلند
رہاند تن و جان ما زین گزند
یکے حملہ کردند ہر سو بہم
خروشیدن زنگ و ہندی درا

ز سردار لشکر بسے کشتہ شد
کہ اکنون بہ بیچارگی دست بند
دگر نہ بہ پر عقاب اندریم
چو نخچیر از جاے شیر دژم

ہنوز یہ معرکہ انکا تھا کہ تیر تقدیر اسلامیان کمان قدرت قادر بیچون سے رہا ہوکر سینہ پر کینہ دشمن کے پار گذرا یعنی عیاران لشکر بھی شریک جنگ تھے جب شکست اپنی فوج کی دیکھی برق فرنگی چند ساحرون کو ساتھ لیکر لشکر سے نکلا اور ایک مقام پر ٹھہر کر صورت اپنی بصنعت عیاری مثل صورت صنعت سحر ساز بنائی قباے مُبذر لباس وزارت در بر کرکے دوپٹا زرتار اوڑھکر پائجامہ آب تاب کا کمخواب کا پہنکر زر و زیور سے آراستہ ہوا اور وہ صورت بنائی کہ ان بھی صنعت کی نہ پہچان سکے اپنی دختر ہی اسکو جانے پس اُن ساحرون سے کہا کہ ایک طاؤس سحر سے بناؤ اور تم کنیزان صنعت کی ایسی صورت بزور سحر بناؤ ساحر حسب ارشاد عمل مین لائے عیار مذکور طاؤس پر سوار ہوا کنیزین مصنوعی جلو مین چلین اس صورت پر طاؤس پر سوار ہوکر بہ عجلت تمام رزمگاہ مین برق آیا اور از بسکہ ہنگامہ جدال و قتال گرم تھا کسی نے اسکی جانب خیال نہ کیا اُسنے قریب آراستہ سحر جب پہونچنے کی تدبیر نہ دیکھی ایک کنیز سے حکم دیا کہ بزور سحر بلند ہوکر پکارے کنیز بلند ہوکر موجب حکم صدا زن ہوئی کہ اے آراستہ سحر ملکہ عالم تشریف لائی ہین اور تعریف تمہاری فرماتی ہین بعد صدا ساحرہ مذکورہ نے سنی اور سر اُٹھاکر جو دیکھا ملکہ صنعت کو آتے پایا تخت

بڑھاکر چلی فوج تو رہ تی رہی ادھر یہ اودھر مخاطب ہوئی جب قریب تر پہونچی ملکہ مصنوعی نے کہا اے آراستہ واہ وا
کیا کہنا جیسا مین تمکو جانتی تھی اُس سے دہ چند پایا یہ تمہارے ہی واسطے تھا جو آن واحد مین ایسے لشکر سرکش کو پست
کر دیا ساحرہ نے یہ تعریف سنکر تسلیم کی اور عرض کیا کہ حضور نے کیون تکلیف فرمائی طبیعت بھی دشمنون کی ناساز تھی
پھر کاہے کو یہ محنت گوارا کی حضور کا اقبال شریک حال تھا مین دم بھر مین ان سرکشان کے سر بہر نذر ملازمان سرکار
عالی قدر حاضر کرکے سرفراز تھا اپنا تما بچہ چرخ بازیگر ہو جاتی ملکہ مصنوعی نے یہ سنکر خندان خندان اپنے طاؤس کو قریب تخت
پہونچایا آراستہ سحر بنا بر تعظیم تخت پر کھڑی ہو گئی اسنے کہا آ تو سہی کہ مین تجکو گلے سے لگاؤن میرا دل تجھپر نثار ہوا ہے کہ تونے
بڑا کار نمایان کیا ہے یہ کہکر طاؤس تخت سے ملا کر تخت پر اُتر گیا اور ہاتھ دونون پھیلائے آراستہ سحر نہایت
ادب سے سر جھکا کر قدمون کی طرف چلی لینے سر اسکا اُٹھا کر اُسکو گلے سے لگالیا اس ساحرہ کا حسن وجمال مشرح
مذکور ہو چکا ہو برق کو قتل کرنے مین تردد ہوا مگر خیال کیا کہ یہ انگبین پر از نیش زنبور ہے۔ اگر معشوق حسین ہے
تو بیوفا ضرور ہے خنظل کا پھل ہو اسکے قتل نہ کرنے سے اپنی زندگی مین خلل ہو یہ سوچکر اتنا تو کیا کہ جب اُس کو
گلے سے لگا دونون چھاتیان جیب رخسار کی لین پھر ایک ہاتھ سے چوٹی پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا ساحرہ
حیران تھی کہ یہ کیا معاملہ ہوا اسنے ایک لات جو ماری وہ تخت کے نیچے چوٹی اُسکی ہاتھ مین وہ زیر تخت آویزان ہوئی
وہ سمجھی کہ یہ ملکہ صنعت نہین کوئی دشمن ہے بس سحر سے رہا ہونا چاہیے یہ سوچکر چاہتی تھی کہ سحر پڑھے لیکن اسے ہی
مہلت نہ دی خنجر کھینچکر گردن پر اس زور سے مارا کہ سر کٹ کر اُسکے ہاتھ مین رہا اور دھڑ نیچے گرا اسکے مرنے کا غلغلہ
دار و گیر برپا ہوا آندھی پانی بڑے زور شور سے آیا اور وہ تخت جسپر ساحرہ مسطور سوار تھی جلنے لگا برق جست کرکے
اپنے طاؤس پر گیا کنیزین ساحرہ کی حرب سحر کے اسپر مارنے لگین اُسکے ساتھ جو ساحرہ صنعت کی کنیزین ہوئے تھے
وہ سینہ سپر ہو کر لڑنے لگے اور برق کو سحر کی مار سے بچاتے تھے اُدھر وہ ستر سو تیلیان خوبصورت زنان خوبصورت
تیر مار رہی تھین ادھر ساحرہ کے مرتے ہی اُنکے جسم مین آگ لگی ستر سو ہوائی اکبارگی ہو گئے ہوا اچھرتی وہ سب گلنار روش
ہنگام رزم شعلہ بھبوکا ہو گئین آتشبازی کے دیو کی طرح وہ بیابان چھوٹ رہی تھین تخت اور طاؤس وغیرہ اُنکی
سواری کے چرخی کی طرح چرخ مارتے پھرتے تھے چرخ شعلہ خو نے نیا چرخ اُن سب کو دیا تھا میدان ہوا کا
ہوائی ہو اُٹھا ہر سمت عجب گل لالہ پھولا تھا روئے ہوا آتش زلزلہ آتش بہار تھا خلاصہ یہ کہ دم بھر مین تیر و تبر
اندر قہر ایک فی النار تھا ادھر تو وہ ناوک افگن چلین ادھر ایک ساحرہ سے برق نے نیزہ لیکر سر آراستہ سحر کا سنان
پر رکھکر بلند کیا اور پکار اُٹھے افسران لشکر مہرخ سرہستر برق فرنگی ان مارلوان نابکارون کو افسر جو گیسو
ظلمات سے لڑ رہے تھے یہ نعرہ سنکر خوش ہوئے اور بڑے گھمسان کی مار ہونے لگی ادھر وہ ساحر جو مہرخ
و بہار کو اُٹھا لیگئے تھے اور صحرا مین جاکر ٹھہرے تھے آراستہ سحر کے مرنے سے اُن دونون کو ہوش آگیا ادھر
بزور سحر سینا تانا ہر کر جو لشکر مین آئین گیسو کو لڑتے پایا اور برق طاؤس پر سوار نعرہ کرتے سنا بس مہرخ بجلی
بنکر گری گیسو کا گھر زمین مین اُتر گئی شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا فوج مہرخ جو بھاگی تھی پھر پڑی اور ہمراہیان

گیسو جو چند ہزار ساحر تھے انھین زیر تیغ رکھ لیا وہ ساحر اتنے بڑے لشکر سے لڑنے کی تاب نہ لاسکے بہت مارے گئے اور بہ ہزار دشواری جان سلامت لیگئے مہرخ جلیل فتح و ظفر ہو کر پری برق عیار پہ زر و گوہر نثار کیا اور بہت تعریف فرمائی کہ ماشاء اللہ یہ آپ ہی کا کام تھا جو مصاحب خاص صنعت کو اس کروفر سے سر میدان قتل کیا اور ہم سب کی جان بچائی ؎ این کار از تو آید و مردان چنین کنند * حاصل مرام دشت قتال سے لاشین اپنے مقتولون کی اٹھوا کر دفن کرا مین میدان پاک و صاف کرا کے ملکہ موصوفہ داخل بارگاہ بلند پایگاہ ہوئی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا سردار بھی حاضر دربار ہو کر مصروف عیش و عشرت ہوئے اُس طرف کنیزان آراستہ سحر و فوج وغیرہ جو بھاگی بارگاہ صنعت کے قریب پہونچی صنعت کو اس لڑائی کی کیفیت اس وجہ سے نہ معلوم تھی کہ لشکر اسکا بہت بڑا ہے اور تین حصہ اس لشکر کے ہین جلد دوم مین حال اُسکا تحریر ہے چنانچہ ساحرہ مذکورہ میدان جنگگاہ سے منزل بھر پر ہے اور ملکہ حیرت بھی اُسکے آنے سے متصل اُسی لشکر کے اُتری ہوئی ہے غرضکہ فوج ہزیمت خوردہ نے قریب بارگاہ پہونچ کر شور فریاد و الغیاث بلند کیا صنعت کا کولا جو ٹوٹ گیا تھا اُسی کے درد مین مبتلا پلنگ پر لیٹی تھی کنیزین مصروف خدمت تھین شور فریاد سُن کر اُنھے کنیزون کو سامنے بلوا کر جملہ کیفیت قتل آراستہ سحر معلوم کی اور اس وجہ سے کہ میری شوکت مین فرق نہ آئے بظاہر تو ہنس کر کہا کہ اُس کنیز کو ناحق مین نے ہر رزم بھیجا اُسے کچھ سحر آتا نہ تھا بظاہر تو یہ کہا مگر دلمین وہ غصہ آیا کہ ہونٹھ چبانے لگی اور کہا مین افراسیاب سے جا کر ابھی طرح طرح مستعد ہو کر اجازت نسبت غارت کرنے ان باغیون کے لے لون تو ایک لمحہ مین سب کو فنا کر دون یہ کہہ کر بہر چند کہ درد دشنگی مگر تخت سحر پر بیٹھ کر جانب باغ سیب روانہ ہوئی اس اثنا مین صنعت نگر قدرت نے صفحہ ہر پر نقش سواد شب بجائے ماہ و اختر ورق سپہر پر منقوش نظر آئے بموجب

نظم

عروج شب نمایان تھا سر شام ہوا دل سے طلوع اختر شام

عروس شب نے اوڑھی چادر ماہ سوار چرخ نے مغرب کی لی راہ

شاہ طلسم شام کو تخت حکومت سے اٹھا کر آئینہ سحر مین بٹھایا تھا مثل تصویر معلوم دیتا تھا تمام ساحر مثل باغبان قدرت گلچین و الم بیق دسرمایہ و جنین وغیرہ پایہ بپایہ بیٹھے کرسی و دنگل سے تشت آلات روشن تھا ایوان شاہی بہ رنگ عروس بچھا تھا بادشاہ آئینہ سے بھی جایا چاہتا تھا کہ صنعت جا کر پہونچی اس باغ و ایوان کی تعریف کئی جگہ تحریر ہو چکی ہے ساحرہ مذکورہ سیر گلشن دیکھتی ہوئی قریب ایوان جب پہونچی بادشاہ کو خبر سحر نے دی اور وہ بہت ساحر اُس کے استقبال کو بھیجے اور آپ آئینہ سے نکل آیا یہ الیاس بزدست ساحر ہے کہ آئینہ مین جب جاتا ہے تو اس جگہ سے جہان آئینہ رکھا ہوتا ہے سرزون یہ دھوا نکلا تا ہے لیکن آئینہ مین بھی نظر آتا ہے اور بضرورت فوراً آئینہ سے نکلکر ظاہر ہوتا ہے ایسا کہ آج تک کسی نے اصلی افراسیاب کو نہین جانا کہ کون ہے مختصر یہ کہ شاہ تخت پر جلوہ گستر ہوا اور صنعت نے سامنے آکر مجرا کیا اُسنے پایہ تخت پر بیٹھنے کی اجازت دی یہ تسلیم کرکے پایہ چہارم پہ متمکن ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے وزیر اعظم کچھ درد مند تو معلوم دیتی ہے اور فکر مندی بھی چہرہ سے ظاہر ہے اسلئے

جو کیفیت اپنے تخت اُٹھنے اور کولا لوٹنے کی بیان کر کے حال جنگ اور قتل آراستہ سحر عرض کیا اور کہا کنیز اس واسطے
حاضر خدمت ہوئی ہو کہ آپ اجازت بربادی لشکر نگہر امان عنایت فرمائیں کس لیے کہ حضور انکے یکایک قتل کرنے سے رنجیدہ
ہو جاتے ہیں میں جانتی ہوں کہ جناب اُنکی پاسداری براہ پرورش فرماتے ہیں شاہ نے کہا اے ملکہ جلدی کیا ہے میں
سمجھ لونگا ان سب کا مار ڈالنا ہی کیا انکا مارنا ایسا ہو کہ جیسے چیونٹی پامال کر ڈالتے ہیں صنعت نے عرض کیا
کہ اب مجکو تاب نہیں ہے اگر حکم جنگ ملازمان شاہی نہ دیجئے تو میں چلی جاؤنگی کہ اپنا ملک و مال تنہا چھوڑ آئی
ہوں بادشاہ نے فرمایا اچھا تمکو قتل مخالفان کا اختیار ہے ابھی جا کر مار ڈالو ساحرہ یہ سنکر اُٹھی شاہ نے خلعت
عنایت فرمایا اور استفسار کیا کہ اب پہلے لڑنے جاؤگی یا اپنی بارگاہ میں جا کر استراحت کروگی اسنے کہا کنیز پہلے بارگاہ
ملکہ حیرت ذیجاہ میں جائیگی یہ کہکر رخصت ہوئی اور باہر باغ کے آکر سحر پڑھا چار سو کنیزیں حسین خوش اندام تخت
لیکر حاضر ہوئیں یہ سوار ہو کر دریائے سحر کے پار اُتری اور بارگاہ حیرت میں آئی اسنے بھی تعظیم کر کے بٹھایا جام
شراب اپنے ہاتھ سے دیا اسنے عرض کیا کہ اے ملکہ مثل شاہ جادوان تم بھی مالک ہو تم سے بھی اطلاع کرنا ضرور ہے بادشاہ
سے جا کر میں اجازت لے آئی کل لشکر نگہر امان میں برباد کرونگی تمہاری اس امر میں کیا مرضی ہے حیرت نے
کہا اللہ ہا جب یہ تمہارے سبب دو آنکھیں ہمارے ہیں تو اپنے خدا سے چاہتی ہوں کہ یہ باغی مارے جائیں دیکھا چاہیے
کہ سامری وہ دن کب دکھاتے ہیں جو یہ دشمن غارت ہونگے مجکو تو یہ اُمید نہیں کہ کل تم سب کو ہلاک کرو صنعت
نے کہا اگر یہ امر ہو تو کل ذرا تکلیف فرما کر میدان تک آپ بھی چلیے اور تماشائے رقص بسملان عدو دیکھیے اے ملکہ
ان سب کو اس حال خراب سے مارونگی کہ روح بھی اُنکی تا حشر مضطر و بیتاب رہیگی یہ کہکر وہاں سے اپنے مقام پر آئی
اور از بسکہ رات زیادہ آگئی تھی طبل جنگ بجانا مناسب نہ سمجھی اپنے ملازموں میں سے ایک ساحرہ عجائب جادو
نام کو طلب کر کے حکم فرما ہوئی کہ اے عجائب تم جا کر لشکر مہرخ کی راہ روک دو اسلیے کہ میں جب حملہ کروں
تو وہ بھاگ نہ سکیں اور اگر ممکن ہو تو سب کو سحر سے بیکار کر دینا کہ صرف سر کاٹ لینا باقی رہجائے اور پھر زحمت لڑنے بھڑنے
کی مجکو نہ ہو۔ ساحرہ مذکور یہ حکم سنکر باہر بارگاہ کے نکلی اور چاہا کہ کچھ فوج اپنے ہمراہ لوں پھر سوچی کہ لشکر ہمراہ لیجانے میں
دشمن ہوشیار ہو جائیں گے تو اکیلی کیا کام ہے سبکو میں غفلت میں مار کر صبح کو ملکہ آکر سر کاٹ لیگی یہ تجویز کر کے
تنہا روانہ ہوئی اتفاقاً ضرغام عیار ساحر بنا ہوا بامر جاسوسی بارگاہ حیرت میں شام سے موجود تھا اسکے سامنے صنعت
آئی اور حیرت سے اجازت حرب لیکر اپنی بارگاہ میں گئی چنانچہ جلد یہاں صنعت کا عیار مذکور نے سنا اور جب وہ اپنی بارگاہ
کی طرف چلی یہ بھی اسکے ساتھ الگ الگ چلا وہ تو بارگاہ میں چلی گئی یہ نہ جا سکا متصل بارگاہ بیٹھ رہا کہ دیکھوں اب یہاں سے
کس لشکر کی طرف لڑنے کو صنعت کیونکر جاتی ہے غرضکہ اسی فکر میں یہ ایک جگہ بطور مخفی کھڑا تھا کہ عجائب جادو بارگاہ
سے نکلی یہ بطور نوکر بنا ہوا تھا ہی اسکے قریب آیا اور کہا اے ملکہ آپ دربار سے کیوں چلی آئیں کیا حضور نے آرام فرمایا عجائب نے
کہا مجکو حکم راہ روکنے کا لشکر عدو کے ملا ہے اس وجہ سے مجکو اس طرف جانا ہے ضرغام نے چالاک سنکر چاہا کہ اسکو کچھ فریب
دیکر قتل کرے لیکن سمجھ وہ چالاک نظر سے غائب ہوگئی ضرغام سمجھا کہ تم اسکی تلاش میں اگر چلے اور لشکر کی تھا لیے غافل

ہیں اگر کچھ ضرر پہونچا تو بُرا ہے چلکر پہلے مہرخ کو اس حال سے اطلاع کرنا چاہیئے یہ سوچکر وہاں سے بھاگا اور بہت جلد لشکر میں آیا ملکہ مہرخ وغیرہ کو صنعت کے آنے سے تردد زیادہ رہتا ہے اس باعث سے دربار میں بیٹھی رہتی ہیں چنانچہ شب کا دربار برخاست نہوا تھا کہ عیار مذکور پہونچا اور ملکہ موصوفہ سے جملہ کیفیت معرض بیان میں لایا ملکہ نے فرمایا کہ خدا مالک ہے ہمارے دم میں جب تک دم ہے ہم بھی لڑے جائینگے اس میں کوئی کیوں نہ ہو سب جانتے ہیں کہ صنعت کا ہم مقابلہ نہیں کرسکتے لیکن خدا کے فضل پر بھروسا رکھتے ہیں یہ تقریر سنکر برق عیار نے کہا کہ اے ملکہ تم گھبراؤ نہیں یقین ہے کہ خدائے تعالیٰ ہماری مدد بھیجے گا کوکب کے یہاں سے کوئی سردار آئیگا اور ابھی تو صبح و شام ہیں فوراً جاکر دیکھتے ہیں کہ کون لڑنے آیا ہے مہرخ نے کہا کہیں ایسا نکرنا جو عجائب کو ستانا ایسا نہ ہو صنعت غصہ میں آکر اسی وقت چڑھ آئے تو ٹھہرنا ہمیں مشکل پڑجائے اُسنے کہا آخر ایکروز صنعت سے لڑنا پڑے ہی گا پھر عجائب کو کیوں چھوڑیں یہ کہکر روانہ ہوا اور باہر بارگاہ کے نکلکر سوچا کہ ساحرہ مذکور میرا لشکر غارت کرنیکا ارادہ رکھتی ہے پس اطراف لشکر کے صحرا و کوہ میں آئی ہوگی اسی جگہ ڈھونڈھنا چاہیئے اسکے لشکر میں جانا بیکار ہے یہ سوچکر قریب لشکر دشت و کوہ میں ہیئت مبدل پھرنے لگا ادھر عجائب جو روانہ ہوئی تھی تو قریب لشکر اسلامیان ایک دامن کوہ میں آکر ٹھہری اور آگ روشن کرکے پانچ چار فتلیں سحر کی جلائیں اور سامنے رکھکر سحر پڑھنے لگی اور آتش ان فتیلوں میں جل آگ دھوئے کے جلانے لگی دھواں اُن انگیٹھیوں سے اُٹھنے لگا یہی دھواں بڑھتے بڑھتے لشکر اسلامیان میں جاکر سب کو اندھا کردیگا چنانچہ برق جو ڈھونڈھتا اس ساحرہ کو پھرتا تھا اُسنے پہاڑ کے نزدیک پہونچکر روشنی دیکھی دور سے ٹھہرکر جو دیکھا تو ایک ساحرہ جوان کم سن ملیح و نمکین زیور جواہر اور لباس رنگین پہنے نظر آئی کہ مصروف سحر خوانی ہے عیار مذکور پہچان گیا کہ یہی عجائب جادو ہے پس اُسنے صورت اپنی مثل ایک ضعیفہ کے بنائی کہ منہ میں دانت ایک نہیں گال لٹکے پر جھریاں پڑیں سر ہلتا بڑے پائچوں کا پاجامہ پہنے چادر سفید اوڑھے کمر خمیدہ لکڑی ہاتھ میں اس شکل سے اس درہ کی طرف چلا اور بکتا جاتا تھا کہ یہ عیار موئے غارت ہوئے اُڑتے نہیں لو صاحب میری بچی کا کوٹا لوٹ گیا سامری ان عیاروں کا نام لیوا پانی دیوا نہ رکھیں میری لڑکی مارے درد کے کل سے تڑپ رہی ہے یہی بکتا جب بیٹے کی جانب سے ہوکر نکلا عجائب نے اسکا بیان سنکر پوچھا کہ بڑی بی کون تمہاری بچی تھی جسکا کوٹا لوٹ گیا بڑھیا نے کہا اے تو کون ہے جو میری لڑکی کو نہیں جانتی تمام طلسم تو اُسے جانتا ہے ملکہ صنعت سحر ساز شیطان کی طرح مشہور ہے میں نے اُس کو دودھ پلایا ہے عجائب نے کہا بڑی بی تم میری بلا کی انا ہو اور یہاں اس طرح جنگل میں ماری ماری پھرتی ہو بڑھیا نے کہا ارے تیری بیوی کون عجائب نے کہا ملکہ صنعت جس نے مجکو واسطے مخالفان روکنے کے لیے بھیجا ہے بڑھیا نے سارا حال سنکر قریب آکر سر سے پاؤں تک بلائیں لیں اور کہا اے بیوی میں دیوانی سڑن اپنی بچی کے غم میں مبتلا ہوکر اپنی بلائی کے پاس نہیں رہتی ہوں مدت ہوئی کہ اس لیئے اُس رنگین حصار کے کوہستان میں ایک جھونپڑا ڈال لیا ہے یہیں پڑی رہتی ہوں خدا میری بلائی کو زندہ رکھے جو میرے کھانے کو بھیجدیتی ہے اب تم جو لشکر مہرخ برباد کرنے آئی ہو تو اتنی مہربانی کرنا کہ میرے جھونپڑے کا خیال رکھنا اُسپر کوئی آفت نہ آئے عجائب نے کہا

نہین بُوا بی امان یہ کیا بات ہے تم میری مالک کی انّا ہو میری بھی مان ہو بڑھیا نے کہا بیٹی پھر یہان سے میری جھوپڑی ہی
مین چل آگ پانی پان تماکو کا آرام لے گا اور جو نہین چلتی ہے تو جو کچھ کہو یہین لا دون اُسنے جواب دیا کہ نہین امان
مین بہت دیر یہان نہین ٹھہرونگی کسی چیز کی مجکو ضرورت نہین ہے زیرے باتین نہ کرتی تو ابتک سحر کا زور دیکھکر اپنا
کام کر چکتی ہان چلتے وقت اتنا بھول گئی کہ کسی لونڈی سے پاندان لانے کو کہتی آئی اب گلوری کی البتہ خواہش ہے کہ جو یہان
چلی آئی ہون اور ابھی کچھ دیر ٹھہرنا بھی ہے بڑھیا نے کہا بیٹی تیرا جو رتبہ ہے اُس لائق تو پان نہین ہین اگر کہو تو تمہاری سے
دو تین پان بنا لاؤن ساحرہ نے کہا نہین تمکو تکلیف ہوگی بڑھیا اُٹھی کہ تکلیف کیا میرے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک ہی
یہ کہکر چلی اور اسکے سامنے سے ہٹ کر کسوت عیاری سے دو تین گلوریان بیہوشی آمیز نکالکر کچھ دیر ٹھہر کر اُس کے پاس آئی اور کہا
لو بیوی یہ پان حاضر ہین اسنے اُسکے ہاتھ سے پان لیکر چاہا تھا کہ منہ مین رکھے یکایک ایک سمت سے صدا آئی کہ دیکھے
دھوکا نہ کھانا سمجھ بوجھ کر پان کھانا ادھر تو یہ آواز آئی اور ادھر عیار بند کو مثل برق جہندہ چمک کر نظر سے غائب ہوا
بھاگ کر درہ کوہ مین پوشیدہ ہوگیا ساحرہ حیران ہوئی کہ یہ بڑھیا کدھر گئی اور یہ پان کھانے کو میرے سحر نے کیون منع کیا پھر سمجھی
کہ بڑی خیریت گذری معلوم ہوتا ہے کہ کوئی عیار تھا لیکن اُسنے وہ پان پھینکدیے اور مشغول سحر خوانی ہوئی لیکن برق جو
درہ مین چھپ گیا تھا یہ کنیزان صنعت کو دیکھ رہا تھا پس ادھین مین ایک کنیز کی ایسی اپنی صورت بنائی سنہری
لباس پہنا چاندی کی ہنسلیان اور چوڑیان پہنکر دوپٹا کاندھے سے ڈھلکا کر اپنی چھب تختی دیکھتا اسطرح جست و خیز
کرتا چلا کہ معلوم ہوا اُڑتا ہوا آتا ہے غرضکہ قریب ساحرہ پہونچکر ہنس کے کہا کیون بیوی کیا مین نے وقت پر آواز
دی تھی نہین عیار تو کام اپنا کر ہی چکا تھا آپ فریب مین آچکی تھین ساحرہ نے اسکی صورت دیکھکر کہا اے نازک سحر
تم کہان آگئین۔ برق سمجھا کہ جسکی صورت تم بنے ہو اسکا نام نازک سحر ہے پس اسنے کہا کہ بی بی صنعت نے
آئینہ سحر دیکھا معلوم ہوا کہ عیار برق بڑھیا بنا ہوا آیا ہے اور فریب دیا چاہتا ہے ملکہ عالم نے مجھ سے کہا کہ تو جا اور
عجائب کو اطلاع دے طلب ہین اوسوقت آکر پہونچی تھی کہ جب تم پان کھایا چاہتی تھین اور وہ آواز بھی مین نے
دی تھی پھر عیار کو ڈھونڈھنے چلی گئی تھی وہ تو نہین ملا مین نامہ بھی ملکہ عالم کا لائی ہون اسکو پڑھیے اور فرمایا ہے
حضور نے کہ اسکے اندر جو تحریر ہو اسپر عمل کیجیے اب جو کوئی آئے نامہ مین دیکھکر حال اُسکا دریافت کرنا معلوم ہوجائیگا
یہ کہکر ایک کاغذ ساحرہ کو دیا وہ اُسکو لیکر پڑھنے لگی وہ تو ادھر مشغول ہوئی برق نے پشت پر آکر کمند ماری مگر
وہ ساحرہ زبردست تھی کمند پڑتے ہی اُس جو منہ سے کرتی ہے کمند جل گئی اور برق پھر بلسان برق بھاگا لیکن
ساحرہ بھی پیچھے دوڑی اور درہ کوہ مین عیار پہونچا تھا کہ اسنے سحر سے پاؤن اُسکے بیکار کردیے اور قریب جا کر قید کرکے
درہ سے باہر لائی اور کمر مین پنجہ دیکر چاہتی تھی کہ اُٹھائے اسلیے کہ کہتی آتی تھی اے موئے عیار مین تجکو پہاڑ پہ سے پٹخ
گرا دونگی کہ تیری ہڈیان ٹوٹ جائینگی غرضکہ جب اُسنے اُڑنے کا قصد کیا برق نے منت کہا کہ اے ملکہ آپ مجکو چھوڑ دیجیے
اب مین عیاری نہ کرونگا اُسنے جواب دیا کہ اے موذی کلمے تو لاکھ عاجزی کرے مگر مین تجکو کب چھوڑتی ہون۔
برق نے پھر زاری و نالہ کیا اور ہاتھ باندھے اور اسی طرح منت کرنے کے حیلے سے ہاتھون کو بلند کیا اور اُسکی

ناک پکڑ کر جلدی چٹکی مین ایسی تیز بیہوشی بھر رکھی تھی کہ دماغ مین اُسکے تیر سا لگا اور تڑا تڑ چھینکین آنے لگین آخر چیخ کھا کر گری برق اُسکے پنجے سے چھوٹ کر گرا مگر طاقت رفتار نہ تھی نیچے کا دم مسدود تھا یہ گھبرا یا کہ تو جا نہین سکتا ہے اور ہیرا اُسکے ساتھ ہین کہ آواز دے چکے ہین مبادا کوئی ہیرا اسکو ہوشیار کرے یا اُٹھا لے جائے تو محنت تیری برباد ہو اور جان بھی جائے پس ادسی گھبراہٹ مین ازبسکہ کوہستان تھا پتھر ہر جگہ پڑے تھے اُسنے ایک سنگ گران اُٹھا کر قریب ساحرہ تو پڑا ہی تھا سر پر اُسکے مارا کہ سر اُسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نتھنون کی راہ بہ گیا وہ تڑپ کر فوراً ہلاک ہوئی غلغلہ دار و گیر بپا ہوا آندھی نے تمام دنیا سیاہ کر دی برق کے پاؤن کھلگئے یہ وہان سے بھاگا اور اُسکی لاش بوندے اوڑا کر جانب بارگاہ صنعت لے گئے اور یہ سرو دفتر عیاری قلم فطرت سے صفحۂ ہستی عجائب پر حرف لا کر بسان مسند کلک اُسی کے لشکر کی طرف روان ہوا کہ دیکھون اب صنعت جنگنا مہ مین کیا سبق پڑھتی ہے لیکن اس عرصہ مین خامۂ نور سحر نے سطر کہکشان کاٹ دی شب مثل حرف غلط مٹگئی کہ ابیات

چو خورشید تابندہ بنمود چہر
بسان مئے باد دل پر ز مہر
چو بر گنبد چرخ شد آفتاب
برآورد صنعت سر خود ز خواب

صنعت سیاہ نامہ ورق بستر پر سے برنگ خط باطل اٹھ کر چوکی پر گئی اور بعد فراغ کنیزون نے سلفچی آفتابہ حاضر کیا اسنے ہاتھ منھ دھو کر عزم کیا کہ سرکشون کے سر کاٹنے کو روانہ ہو مگر خیال کیا کہ کچھ ناشتا کر لینا چاہیے کیونکہ تمام دن قتل و قمع مین بسر ہوگا چنانچہ اسنے طعام چاشت طلب کیا فی الفور دستر خوان بچھا قابین کباب کی ڈالیان میوونکی پلیٹین مٹھائیون کی طشتریان شیر برنج کی اور طعامہائے لذیذ دیگر اقسام کے چنے گئے اسنے مع اپنی ہمرازون کے قصد کھانے کا کیا نوالا اُٹھایا تھا کہ یرودے ہوا صدائے گریہ و بکا پیدا ہوئی اور نعش عجائب کی صحن بارگاہ مین آگری ہیرون نے سحر کے آواز دی کہ لے ملکہ برق عیار نے کام اسکا تمام کیا یہ سُننا تھا کہ نوالا ہاتھ سے چھٹ کر گرا اور کھانے کے عوض غم و غصہ کھایا سیخ پر الم کے طائر دل بھنا پشت دست کاٹنے لگی اور برگ بید کی طرح کانپنے لگی اور اسی غصہ مین کھانا چھوڑ کر شکستہ خاطر بعجلت اُٹھی نفیر سحر اُٹھا کر دم دی جو ستھر لاکھ کا لشکر پڑا تھا اُسکی نفیر کے ساتھ ہی کئی لاکھ بوق درا اور درا اور لشکر مین بجگئی برق جو خبر لینے آیا تھا یہ غلغلہ سُنکر اوسیطے پاؤن پھرا اور دوڑتا ہوا لشکر مین آیا یہان مہرخ دم سحر سریر جہانبانی پر آکر جلوہ گستر ہوئی تھی کہ اسنے آکر خبر آمد لشکر دی ملکہ مذکورہ نے بھی نفیر سحر بجائی یہان بھی جلد جلد کمربندی ہوئی ساحر طائران سحر پر سوار ہوے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے نکلکر تخت سحر اوڑا کر چلی پیچھے کئی لاکھ فوج تھی بہار و نافرمان و زلزلہ و لرزان وغیرہ بڑی آن و بان سے طاؤسہائے زرین بال پہ سوار ہر ایک ساحرہ طرحدار باجے ہزار رنگ کے بجتے ولادر تنتے ساحر نیرنگیان سحر کی دکھاتے نئی نئی آفت ڈھاتے جاتے تھے کہ ابیات

چو خورشید مہرخ بزد کرنا ے
تو گفتی کہ دارد مگر خاک پاے
بفرمود تا جہد بر پشت پیل
بہ بستند و شد روے گیتی چو نیل
خروشیدن زنگ و ہندی درا ے
ہمی دل بر آورد گفتی ز جاے

دلش تخت پیروزہ بر پشت پیل
بچشم اندرون روشنائی نماند

در افشان بر کردار دریاے نیل
ہمان بار دان آشنائی بماند

اس طرف سے تو یہ لشکر چلا اور ادھر سے چونسٹھ لاکھ کا لشکر جب صنعت لیکر چلی زمین دہلنے لگی گرد لشکر نے جہان کو تیرہ کیا چشمۂ مہر گندلا ہوا چشم خورشید فلک کو خیرہ کیا انقلاب تند گویا آسمان حشمت زمین پر پاؤن پیدا کرکے روان ہوا تھا ترسولون کی نوکین چمکتی تھین یا خوشۂ انجم لیکر زمان کیوان تھا کثرت سپاہ بے اندازہ اور نیرنجات سحر تازہ طلسم عالم موہوم نیرنگی افسون سے خاطر لیتی برہم کشتی ارض انبوہ مردم سے ڈگمگاتی دنیا تہ و بالا ہوئی جاتی کہین سانپ پھنکارتے کسی جانب شیر نعرے مارتے کہین اژدہے آتش فشان کسی سمت زاغون کی صدا قان قان ہو رہی تھی بعد ہیبت چنگھاڑنا چیلون کا چلانا ساحران شیطان خصال دیو صورت کا آگ برسانا سامری کی جے کی پکار اژدر انفجار پر صنعت سوار شعلہاے سحر روشن ہر سمت نگاہ گرم سے شعلہ فگن ہر جا ہوے اُس قہر کے آگ نکلتی غصہ مین آگ بگولا بنی ہوئی سر پہ ابر سحر چھایا گردہ بھی آگ برساتا در و دشت جلاتا اسی طرح یہ نار یہ روداد تھی یہ حالت فوج بیکرانہ تھی کہ

نظم

جہان چون شب تیرہ و پاس گشت
زمین شد بہ کردار دریاے قیر
ز گردان شمشیر زن صد ہزار
تو گفتی چار صد باز شیر ہزار

ہمہ روے گیتی چو الماس گشت
بیابان و تاریکی پیل و شیر
ز جادو گران لشکر بے شمار
بخورشید گفتی ہمہ ریگ و شخ

ز پیکان و گرز و ز ژوبین و تیر
چہ جادو چہ نراژدہاے دلیر
سپہ را کہ دانست کردن شمار
سراسر بیابان چو مور و ملخ

جب یہ لشکر وارد میدان ہوا ادھر سے لشکر گران مہرخ لیکر آئی رزم کا سامان ہوا صحرا اور کوہ کو لشکر سے بھر گیا ترک فلک ڈر گیا دنیا کہتی تھی کہ آج یہ ویرانہ اور زیادہ اُجڑا چرخ کہتا تھا کہ میرا قابو نہین ورنہ سر پہ پاؤن رکھکر بھاگتا بہرام فلک تیغ و خنجر کیا سنبھالتا برج حمل مین خوف سے چھپا تھا ہندوے چرخ ایسا گھبرایا تھا کہ برج دلو مین جاکر ڈانوان ڈول تھا ملک الموت حیران کار کہ کہان تک روح قبض کرون امان حیران تھی کہ کدھر جاؤن دہ رن کا بجنا بزن کا ہونا ساحرون کے پیرون کا غل یا ہمن کا شور ہواے سحر کا زور گوش فلک کر وائے کروفر دنیا کی ہوا بدلی ہوئی عرصۂ زیست تنگ دلون مین آہنگ مرکب ہمت خوف سے لنگ شعلۂ تیغ کی گرمی خون کی بارش سردمہری کی سردی رفصل ہی اور تھی کہ بمقتضاے

ابیات

ہوا کوہ کا نبے ڈنکے مچا شور
ہواے سحر کا برپا تھا طوفان

دلو نکا کھٹ گیا عبرت سے بس نور
زمین پہ فوج سے ایسی تھی ہلچل

وہ آندھی تھی اڑے جاتے تھے انسان
کہ تھے رستے مین سب کہسار و جنگل

المختصر دونون لشکر صف کشیدہ ہوے اور نقیب نقابت کرکے ہٹے صنعت خود مثل بلاے بے درمان و بسان غول بیابان اس فوج کے جنگل سے بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتی ہوئی نکلی اور آتش زبانی دکھلانے لگی کہ اے مہرخ تیری بھی یہ لیاقت ہوئی جو طلازمان حضرت شہنشاہ جادوان سامری قدرت کے مقابلہ مین آئے سچ ہے جو

فلک ذلت میں دھکیلے گی کہ ہیبت رنگ بزم دہر ایسا ہوگیا بے قاعدہ ہو جو کھڑے رہتے تھے وہ اب زمین پر آ بیٹھے ہو اجاب
آمیرے مقابلہ کو مہرخ نے جواب دیا کہ اے ملکہ صنعت جو کوئی مارنے آئیگا پھر وہ کہاں تک ہاتھ پاؤں نہ ہلائیگا
جو کچھ اُس سے ہو سکیگا قصور نہ کریگا شہنشاہ اگر اطاعت حمزہؑ نامور کریں تو کاہے کو ہم لوگ اُن کے ہمراہ میں جنگ
کہ ہم لائق مقابلہ شاہ نہیں لیکن شاہ قابل مقابلہ حمزہؑ ذیجاہ نہیں ہم اُنکے ملازم ہیں شاہ سے رنجیدہ ہیں ہم سے رونا یہ نہیں ہے
بلکہ حمزہ سے ہے کیونکر نواسہ اُنکا اور بیٹا اُنکا قید میں شاہ کے ہے وزیر اعظم حمزہ عمرو داخل طلسم ہے بلیس پر مقابل
زلازل قاف باطل کنندہ نیرنگ و افسون طلسمات سے ہے جنکو تم ایسوں سے اپنے نزدیک گردن کو لڑوانا ننگ و عار ہے
یہ کلام سننا تھا کہ صنعت کو زیادہ غصہ آیا اور ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین شق ہوئی اور ایک شیر زمین سے
نکلا یہ اُسپر سوار ہوئی اور آگے بڑھی لشکر کے نشان جلوہ گر ہوئے ہزارہا نقارے اور ڈنکے بج گئے باجے کا شور تا بہ سما
پہونچا ابر گرد گرد آیا اور تمام عالم پر ساکر محیط ہو گیا اندھیرا چھا گیا اور اُسنے نعرہ مارا کہ اے مہرخ بھیج کسی کو میرے مقابل
میں مہرخ یہ نہیب سنکر خود عازم میدان ہوئی مگر سرخ مو نے کہا اے ملکہ آخر تو ہم سب کو یہ ساحرہ قتل کرے ہی گی
پھر اول میرا ہی تماشا دیکھیے آپ نہ تکلیف فرمائیے یہ کہکر طاؤس اپنا اُڑایا اور ابر سحر پیدا کیا اوس میں سے آگ برسانی
ستارے گرانی رہی چلی کہ بموجب نظم

ز دریا نہنگے بجنگ آمدہ است — کہ پوستش چو چرم پلنگ آمدہ است
یکے آتش آمد ز چرخ کبود — کہ در ارض و غبرا پراگندہ دود
برفتند چون بادگردان زجاے — خروش آمدہ نالۂ کرناے

ہزاروں گھنٹے اس لشکر میں بھی بجے اور یہ سامنے صنعت کے پہونچی وہ بہت ہنسی اور پکاری کہ لا حربہ دیکھوں
تیرا وصلا نے کہا میں کنیز مسلمانان ہوں سبقت دکر دونگی اپنے کہا میں قسم دیتی ہوں اور قسناق تیرے وار کی ہوں
بجز کرنا پہلے طریقہ اہل اسلام کا ہے وہ تو کر چکی پر جو ضد ہی تو میرے اصرار سے ہے سرخ مو کو دھوکے میں وار کرنا منظور
بھی تھا یہ اصرار کر رہی تھی کہ ایک نارنج کمر سے اپنے چھپا کر نکالا یہ نارنج مدت میں سحر کرکے اپنے بنایا ہے کہ توڑ اسکا نہیں
ہے جسپر پڑیگا بغیر جان لیے نہ رہیگا پس غرضکہ یہ کرتے وہی نارنج مارا مگر صنعت ہمسر شاہ طلسم ہے بڑی ساحرہ ہے اُس کے
پیروں نے خبر دی کہ اے ملکہ بچاو وہ اس جلدی سے شیر پر سے اُڑ گئی اور نارنج آکر شیر پر پڑا کہ وہ جل گیا اور اندھیرا
ہوگیا سرخ مو نے جانا کہ صنعت پہ نارنج پڑا بس نعرہ زن ہوئی کہ مارا اور کام تمام کیا صنعت روئے ہوا سے
پھر اُتری اور قہقہہ مار کر ہنسی کہ کس کو مارا تو نے اری بیوقوف دیکھیوں حربہ کرتے ہیں یہ کہکر ایک گولا فولاد کا اُسنے بھی
مارا یہ بھی نہایت ہوشیاری سے لڑنے آئی ہے کئی سو پریاں اور پیر ساتھ لائی ہے بس اُن پیروں نے اس گولے کو روکا مگر
سب پر جل گئے اور یہ فوراً طاؤس سے گر کر زمین میں سما گئی گولا طاؤس پر پڑ کر اسکو جلاتا ہوا ہاتھی کئی ہزار آگے لشکر
مہرخ کے کھڑا ہوا تھا اوس پر پڑا کہ وہ بھی سب جلے اور اُسکے پیچھے کئی ہزار ساحر کھڑا تھا اُنکا بھی خاتمہ ہوا اوسوقت وہ گولا
سرد ہو کر گرا اس عرصہ میں سرخ مو زمین سے نکلی صنعت نے جیسے ہی اسکو زندہ دیکھا فرط غضب سے ایک تنکا اُٹھا کر

کچھ افسون پڑھا کر دو تنکا ایک شمشیر صاعقہ خصال ذو برق کردار بنا طول میں وہ تلوار چالیس گز کی تھی یہ وہ تیغ پکڑ کر
سرخ مو پر جا پڑی اور ایک ہاتھ اسپر لگایا اُسنے سحر پڑھا کہ کئی سو سپر سحر کا اس تلوار سے لپٹ گیا اور ساتھ ستر سپریں
سامنے آگئیں لیکن خدا کی پناہ وہ شمشیر برگ ریز کٹنے والی تھی سپر بھی کٹے اور سپریں بھی کٹیں تیغہ تا دو ابرو سرخ مو کا سر
زخمی کر کے اترا اور وہ بیہوش ہو گئی اسنے چاہا کہ سر کاٹ لوں اسوقت یاقوت سرخ چشم بہن کر سرخ مو کے تاب نہ
رہی سحر سے پنجہ بھیجا کہ سرخ مو کو وہ اُٹھا لے گیا اور آپ تلوار سحر کی کھینچ کر صنعت پر جا پڑی اسنے سحر پڑھا کہ سات
سو زنجیر سحر کی درمیان میں آ کر حائل ہو گئیں یہ بیچاری کس کس کو کاٹتی ناچار ہوئی اور صنعت نے وہ تنکے کا
تیغہ اسپر بھی تن کر لگایا اُسکو بچنا دشوار ہوا وقت تمام بچی مگر زخمی ہو کر بیہوش ہو گئی پنجہ سحر اسکو اُٹھا لیگیا اور
مہرخ کو یہ حال دیکھ کر بیتابی ہوئی اور خون آنکھوں میں اتر آیا تخت پر سے کود دی اور للکاری کہ باش او قحبہ
تم نے غضب کیا کہ دو سردار زخمی کیے خدا انکو بچائے پر کسی ہوئی جیسے ہی بڑھی تھی کہ صنعت پکاری ہمیں تیرے
ہی تو انتظار میں تھی کہ کر زمین پر دو مٹر مارا کہ زمین شق ہوئی اور وہ سیر پانی نکلا از خود پاؤں میں مہرخ کے
پڑ گئیں اور یہ پاگل ہو کر ایک جگہ رہ گئی لاکھ لاکھ افسون پڑھے کچھ نہ ہوا اور صنعت تلوار کھینچ کر چلی کہ سر کاٹ لوں
اسوقت بہار تاب نہ لائی اور تخت اپنا آگے بڑھا کر پکاری کہ اے صنعت تیرے ہاتھ میں تلوار ہے یا پھولوں کی
چھڑی ہے یہ کلمہ بہار کا پورا نہ ہوا تھا وہ تلوار پھولوں کی چھڑی بن گئی اسوقت صنعت نے کہا کہ اے بہار تو
شہنشاہ کی ملازم نہیں بلکہ عزیز خاقون شاہ ہے اسوجہ سے یہ رتبہ تیرا ہے کہ تیرے سحر نے مجھپر اثر کیا خیر مہرخ کو
زندہ چھوڑے دیتی ہوں تجھپر سحر کرتی ہوں اے بہار تیری یا پھولوں کی چھڑی میرے واسطے اور میری تلوار تیرے واسطے
میرے بدلے اس تیغ سے تو کام لے یہ کلمات اس کے بھی اثر دار تھے مہرخ کے تو پاؤں سے بیڑیاں کٹ گئیں اور
بہار کے ہاتھ میں وہی چالیس گز کی تلوار آگئی اور وہ تخت پر سے کود کر اپنے لشکر کو قتل کرنے چلی یہ ماجرا جب ساحران
لشکر میں صنعت پر سے لڑتے تھے دیکھا اور برق نے وہ گز گندہ کی بہار آنکھ گر گری اسے حجاب بار کر بیہوش
کیا اور گٹھرے پر لاد کر لے بھاگا اور جنگاہ سے بحر افگلیل قریب تر تھا اسی بحر میں ڈال کر ڈالدیا اور زیادہ تر بیہوش
کر کے آپ سمت میدان چلا اس عرصے میں صنعت کو اور زیادہ غصہ آیا اور وہ ابر جو محیط عالم ہو رہا تھا اسکی جانب
اشارہ کیا ابر میں رعد گرجا اور برق چمکی پتھر برسنے لگے ساحرہ نے وہ سنگدلی دکھائی کہ لشکر مہرخ کو سختی پیش آ گئی
شیشہ دل سنگ ظلم سے چور ہوا ہر ایک دست و بازو ہوا انکے سر پر پتھر پڑا سر پھٹ گیا غضب پھوٹ گئے کہ سنگ تفرقہ فلک
پھینکنے لگا لیکن اس آفت آسمانی سے عاشقان شاہ شجاعت کمان بچکر جاتے وہ ابر تمام عالم پر محیط تھا سر
شوریدگان دشت رزم کے پھٹ رہے تھے عشق شیریں کار زار میں ہر ایک پر فرہاد کا عالم تھا دفتر عالم برہم تھا
نقشہ بگڑ گیا ہزاروں سحر پڑھے لیکن وہ ابر اور زیادہ بڑھا یہاں تک کہ اندھیرا ہو گیا سنگ کھر رنگ سجھائی اور سنگ باد
مثل ژالہ باری ہونے لگی مزرعہ فوج مہرخ پامال ہونے لگا کشت لشکر پامال پڑا عجب عالم سے بالا پڑا غرض رنج کی
سر یادونہال ہستی لسان سبزہ روندہ اگیا ہر سمت شور داد و بیداد کہ

نظم

ز گردون پسے سنگ بارید خشت — پراگندہ گردید لشکر ز دشت
ز لشکر دو بہرہ شدہ تیرہ چشم — سر نامداران ازو پر ز خشم

بردے ہوا پرست بت پرست نے مسلمانون کے لیے ابر کا احاطہ منزل تک کھینچا کہ بھاگ نہ جائین اور آپ دو ہی چالیس گز کی تلوار لیکر حملہ آور ہوئی برق کی طرح وہ تیغ سحر چمک چمک کر گرنے لگی صفین کی صفین قلم ہونے لگین ساحران نامی سرداران گرامی سر بسر بے سحری آنکھیے بے گرجتے تھے برخ دنیا فرمان ولرزان ولرزلہ غیر سب کے سر لپٹ گئے تھے اور کئی سو سردار مع کئی ہزار فوج جرار کے بھاگے نہ تھے حملہ آور تھے اور بڑے سالکے سے لڑ رہے تھے ادھر صنعت نے بھی لشکر کو اشارہ کیا تھا کفر و اسلام غٹ پٹ تھا تلوار چل رہی تھی بجلی گر رہی تھی ہزارہا مارے گئے کشاکش نفس تھی رشتہ حیات قطع تار نفس کا جو لاہۂ موت کی محبت کے پینگ بڑھ گئے ہستی مرگ کا اس جوبن پر سامنا خوف یہ کہ ادھر ہوئے یا ادھر ہوسے ارض و سماء ہر ایک کی فکر میں بہتر وہ آخرت سے دنیا میں دنیا سے آخرت مین آنا جانا حال زبون نوبت دگرگون سر پھٹا ہوا چہرہ پر خون بہا ہوا دامن چاک سر پر خاک پیراہن پرزے پرزے ہو رہے اور ٹکڑے ٹکڑے ہاتھ مصروف جنگ و قتال جینا محال امان کا راستہ بند نہ جائے گریز و فرار نہ طاقت رفتن و ماندن نہ فتح و ظفر کا خیال سرنگون دو دل ناصبور لب پر فریاد و فغان زبان پر یہ کہ چا بایزد سبحان عجب طرح کی کشمکش مین جان کر بموجب

ابیات

زہی بی کرنے تاج باشد نہ جاہ
نہ گنج و سپاہ و نہ تخت و کلاہ
درلخ این دلیران و چندین سپاہ
کہ گرفت دران لعل خورشید رنگ
سپہ چون چنین گفت با سروران
بر داستگی لبس و رستی کنید
تو ای آفریننده آب و خاک
ہمین تاده کن بخت شاہنشہی

نہ پیلان جنگی نہ تخت و کلاہ
تبارارج بینی ہمہ زین سپس
کرباکر و فرزند با تاج گاہ
کشیدند شمشیر و گرز آن سران
کہ اے نامداران جنگ آوران
دزان لبس بالید بر خاک روے
بریں نزہ دیوان بے ترس و باک

نہ بیرو جوان ماند ایدر نہ شاہ
نہ بر گرد از رزمگہ شاد کس
یکے گروہ بمفاست در دشت جنگ
بر آمیخت باہم سپاہ گران
کہ امروز در کار چستی کنید
چنین گفت کاے داور راست گوے
مرا دہ تو فیروزی و فرہی

مہرخ بیچاری بصد خستہ حالی و ہزار تضرع و زاری درگاہ باری مین دعا کر رہی ہے یقین ہی کہ کچھ دیر مین سب مارے جائین خدا ان کو بچائے اب آنکو اس مصیبت مین چھوڑیے اور شمہ حال مبارز میدان عیاری سنیئے یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بران کے پاس ہین کبھی سیر طلسمات سے بسر اوقات کرتے ہین ور گانا ناچ دیکھتے اور شراب پیتے ہین دن عید رات شب برات ہے ہر وقت مزے رہتے ہین ایک روز اسی عیش و سرور مین تھے ایک پتلا سونے کا شیر پر سوار رٹے ہوئے اتر کر سامنے بران کے آیا ملکہ موصوف نے اسکو منگا کر دیکھا اُسنے ایک نامہ شاہ کوکب ملکہ کو دیا اور آپ چلا گیا ملکہ نے وہ نامہ پڑھا لکھا تھا کہ اے شہزادی تمنے بغیر عتاب دیکھا تو معلوم ہوا کہ صنعت سحر ساز خواجہ کے لشکر سے لڑنے آئی ہے بس وہ قحبہ بڑی زبردست ساحرہ ہے تمکو لازم ہے کہ

خواجہ سلامت کو لیکر باغ عیش میں آؤ کر وہ راہ میرے ظلمات طلسم کی ہو اور اُس راہ سے ایک دن میں انسان طلسم ہوشربا میں پہونچ جاتا ہے چنانچہ اُس باغ میں میں بھی ملاقات خواجہ سے کرونگا اور رخصت بھی کر دونگا نامہ پڑھتے ہی فراق خواجہ یاد کرکے بُران کی رنگت سفید ہوگئی خواجہ نے پوچھا کہ ملکہ خیر تو ہے ملکہ نے مضمون نامہ سے آگاہی دی مخمور نے پوچھا کہ میرے بارے میں کیا حکم شاہ ہے ملکہ نے کہا تم بھی ہمراہ خواجہ رخصت کی جاؤگی یہ سنتے ہی مخمور پھر ایک لینے لگی عمر ان و مجلس واختر وغیرہ گلے ملکر رونے لگیں ملکہ نے کہا صاحبو خواجہ اُس راہ سے بھیجے جاتے ہیں کہ یقین ہے ہمیشہ آیا جایا کریں اب بادشاہ پاس تو جانے دو دیکھیں کیونکر رخصت ملتی ہے یہ کہہ کر خواجہ کی کمر میں پنجہ دیکر دم تنہا بزور سحر اوڑی اور کہا خواجہ سلامت گھبرایے گا نہیں میں آپ کو لیجاتی ہون خواجہ کی توجہ ہوا سے آنکھیں بند ہوگئیں پھر جو آنکھ کھلی ایک باغ پر بہار میں اپنے تئین پایا دیکھا کہ یہ گلزار مینو نشان ہے بلکہ غیرت وہ گلزار جنان ہے گل ہر رنگ کے کھلے ہیں نازپروردگان گلشن صد شاخ میں جھولتے ہیں دایہ بہار نے سبزہ کو تھپک تھپک کے سلایا ہے اطفال غنچہ کا آب تراوت سے منہ دھلایا ہے چشم نرگس میں سواد زلف سنبل کا سرمہ لگا ہے یا عکس سنبل نرگستان پر پڑا ہے دامن ابر بہاری کا سایہ جماعت نبات کے سر پر بلکہ جمع تھا چنار سر پر شاخون کے ہاتھ رکھے بہ ہزار شفقت تھا بلبلون کا چہچہانا اور ریحان دیکھو دکان گلستان کو آرام کرانا نہر ابداستان کا کہانی کہہ کر بہلانا کلیون کے تڑکے تحفہ گل کے لیے جوڑے بچونے تھے سوسن زبان دراز شجار کو دیکھ کر پوچھتی کہ یہ کس کے نونہال ہیں زبان برگ جواب دیتی کہ ہم مادر زمانہ اور زمین کے مائی کے لال ہیں عروس چمن سہاگن بنی تھی اپنی آل اولاد سے پھولی پھلی تھی زر گل تصدق میں ہر صبح گلچین کو لٹا رہی کیا سرو کو ہمیشہ کے لیے آزاد کر دیا تھا شاخون کا جھومنا لڑکون کا مچلنا تھا باد صبا کا محبت سے جنگھا جھلنا تھا کہ

نظم

نہاد باد تراوت سے اسکہ ہے معمور
پری زدہ ہے بنائے جو کوئی کھورے قال
سمایا ارض کی طینت میں اسکہ جوہر جو
لٹا یا نقرہ و زر ہے ہزار ہا مثقال

پیش نہ دودھ اگر ایک لحمہ بھی اطفال
نہ بجھو ہرد میں یہ آب سیگون کا جوش
ضمیر خاک دفینون سے تھا جو مالا مال

طبیب عشق جو دیکھے جنون کرے تشخیص
چمن میں جو خزن میں گلہائے زر کرد خیال
بسان دست کریمان گنج گوہر بخش

عمر و کو بران سیر اُس گلستان کی دکھاتی بارہ دری کے قریب لائی خواجہ نے اُس ایوان کو دیکھا کہ طاق فلک کو روبرو اپنے پست تر بنایا تھا دیوارون میں جواہر جڑ کیا تھا گنبد آسمان ہے نارون پر اُس کے بالا گرداں تھا دالانون کے آگے چبوترے سنگ مرمر کے بے سائبان زر بفتی ان پر کھنچے اندر دالانون کے طاق محراب میں جواہر درخشان شاہدان قصر عالم کو شرماتے تھے کہ بموجب

نظم

عظیم الشان گھر وہ اسقدر رکھا
بہت اچھے بہت بہتر وہ سارے
گران قیمت طلائی کار کا فرش
لگے تھے ہر طرف گویا کہ اختر

نہیں ہوگا زمانے میں اب ایسا
عجائب نقش جیتا رنگ ہر گام
کہ ابنا آنکھ نے دیکھا نہ تھا فرش
جسے دیکھا وہ تھا قیمت میں یکتا

پڑے تھے ریشمی دالان میں پردے
برابر ایک سا آغاز و انجام
جواہر لعل و یاقوت اور گوہر
چمک کا حال اوسکی میں کہون کیا

دھری تھین فرش پہ جو کرسیان اور
فزون تھا برق سے بھی انکا عالم
فراز تخت پہ تھا جلوہ گر شاہ
کمر باندھے ہے خدمت تھین تیار

شہادبیر کرکے انسان کبھی غور
گران قیمت پھر ایسے بعد اک تخت
زہے شوکت زہے حشمت زہے جاہ

نظر پہلے دم دیدار ہر دم
میسر جسکو ہو اُس کے زہے بخت
ہزارون نازنین ماہ رُخسار

خواجہ نے بادشاہ کو دیکھ کر سر بہر تسلیم خم کیا بادشاہ بھی تخت پر سے اتر کر بڑھا خواجہ لب بہر توصیف وا کرکے ہاتھ پھیلا کر بڑھے اور گوہر شاد صفت سے شاد پر نثار کرنے لگے کہ نظم

رہو باجاہ و دولت تم سلامت
بہت ہم نے یہان آرام پایا
تمھین شاہنشہ دوران ہین کہتے

الٰہی تا قیامت تا قیامت
نہایت عادل و جرار ہے شاہ
تمھارے زیر سایہ سب ہین رہتے

تمھارے لطف نے بندہ بنایا
زمانہ خلق و ہمت سے ہے آگاہ
کوئی کب تک بھی زبان مدارات بیان سے

درفشانی فرمائی اور وصف خواجہ مین زبان حالی کہلے شہنشاہ عیاران عالم زہے احسان آپکے شکر یہ تقریر کیا اداکرے کہ نظم

وہ بولا مین خدا کے لطف احسان
یہ دولت ہے بڑی بدلے مین کیا دون

ہوے جو آپ میرے گھر مین مہمان
گر خدمت کرونگا گو ہون مجبور

عوض اسکا مین کرسکتا نہین ہون
جہانتک ہوسکیگا تا بہ مقدور

یہ کہکر ہاتھ مین ہاتھ دیکے لیکے تخت برابر اپنے بٹھایا تا دیر بڑی گرمجوشی سے دونون نے تپاک ظاہر کیا پھر بادشاہ نے اپنی دختر بہران کی طرف دیکھکر کچھ اشارہ کیا ملکہ مذکور اُٹھ کر اُس ایوان مین ایک طرف گئی اور بعد لمحہ کے کئی سو کنیزان حبشی پیکر حور شمائل کشتیان لیے ہمراہ ملکہ حاضر خدمت ہوئین وہ کشتیان بادشاہ نے پیشکش کین اون کشتیون مین تحفہ جات طلسم اور جواہر بے بہا اور عمدہ ایسے تھے کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھے تھے تاج اور مالے گوہر آبدار کے تھے کہ ابیات

پیالہ لعل کا اک قیمتی تھا
در دُر سے بڑھ کے تھا ہر ایک گوہر
ریال اُنسے بہت کم عرض ہین ہی
کہ جادو سحر سب باطل تھا ہر تا
خواص اُسمین بھی تھے صد ہا اتین
وہ کچھ کافور کے دانے سفید یکجا
بہت سے تاج پر گوہر بہت خوب
نہین آتا تصور مین وہ لکھا
اسی مین ایک تھی تصویر کندہ
بجا لائے وار اُسکے سب کو رستے

زیادہ تھا گرہ بھر سے بھی دل کا
پھر اُسکے بعد تھی اک سانپ کی کھال
نہایت خوب و بہتر تھی وہ شے
مگر اک خشک لکڑی عود کی تھی
بدل خواہان جہانکے دوست دشمن
نظاہر سب وہ پستہ کے برابر
نہایت قیمتی بہتر خوش اسلوب
عقیق سُرخ کا دل ایک انگشت
کہ جس کو دیکھکر ہر دل ہو بندہ

بہت سے موتیون کی گرد جھالر
کہ اُسکے اطلس کا مین کیا کہون حال
اثر اُسمین عجب انداز کا تھا
بیان کیا ہو سکے تعریف اوسکی
اسی صورت سے جو تھا اور تھا
نہین فرق ایک سے تھا ایک ہمسر
سوا انکے پیالا ایک دیکھا
نہ آئے کھولکر باندھو اگر شست
کمان و تیر اسکے ہاتھ مین تھے

یہ تحفہ جات خواجہ کے سپرد کرکے بادشاہ نے بہت کچھ عذر خواہی کی اور کہا آپکو مین رخصت نہین کرتا ہون بلکہ ہمارے مقابلہ صنعت بھیجتا ہون اور آپ ایک دن مین اپنے لشکر مین پہونچ جائین گے وہان لڑائی فتح کرکے ہر ایک ملاقات ہو مگر ایک رات سے زیادہ نہ رہیے گا یہان چلے آئیے گا

اور میں دروازہ اپنے طلسم ظلمات کا کھلوائے دیتا ہوں ہمیشہ اسی سے آمدورفت رکھیے گا یہ مقام اور طلسم ہوشربا بس راہ سے ایک ہے اس راہ کو بڑے استحکام سے بانیان طلسم نے مسدود کیا ہے بغیر میری اجازت کوئی آمدورفت نہیں کر سکتا شاہ ہوشربا بھی اس راہ سے واقف ہے مگر آنہیں سکتا اب میں وہ راہ کھولے دیتا ہوں لشکروں کا آنا جانا اسی راہ سے ہوا کریگا کیونکہ آپکی پریان ہر وقت ہمراہ رہنا بہ یکی میں بھی بمقابلہ شاہ جادوان آیا کرونگا اب آپ تشریف لیجائیے بسم اللہ دیر نہ فرمایئے وہاں مقابلہ شروع ہو گیا ہوگا یہ کہکر پریان سے حکم دیا کہ دروازہ ظلمات طلسم کا کھلوا کر خواجہ کو طلسم ہوشربا میں پہونچا دو تم بھی آنا سرحد تک ساتھ جانا اور ماہی پریزاد اور سلیمان جادو کو لشکر دیگر بعید کر دو فر آپکے ساتھ کر دینا ملکہ نے یہ کلام سنکر عرض کیا کہ مخمور کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ جب راہ لشکر قریب ہو گئی انکا جی چاہے یہاں رہیں جی چاہے لشکر میں جائیں ملکہ اس تقریر کو سنکر بہت شاد ہوئی اور ابیات

ملا خلعت ہوا رخصت وہاں سے — مبارکباد نکلی ہر زبان سے
بہت راضی ہوا مسرور و خرم — کہا ممنون بدل ہیں شاہ کے ہم
مناسب ہے یہی کہ رسم باہم — بہر صورت رہے ہر وقت ہر دم
کہا شہ نے کہ اے عیار ذیجاہ — جو کچھ درکار ہو کرنا پھر آگاہ
کہ طرز دوستی جاری رہے روز — ہمیشہ عید ہو ہر روز نوروز

خواجہ شاہ سے جب رخصت ہو چکے بادشاہ نظر سے غائب ہو گیا اور پریان خواجہ کو وہاں لیکر چلی اُس باغ سے نکلکر جب یہ اور آگے بڑھی ایک دروازہ رفیع الشان بلند برتر از باب آسمان نظر پڑا ملکہ نے وہاں پہونچ کر سحر پڑھا کہ آواز تڑاقے کی آئی اور ایک برق چمکی کہ آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی کنارے ایک دریائے زخار کے اپنے تئیں پایا کہ پانی اُسکا لطافت و خوبی میں بہ از آب حیوان تھا صفا میں بسان چشمۂ خورشید تابان تھا قریب اُس بحر عمیق و بے پایان کے ایک چار دیواری باغ کی تھی اُس باغ کی دیوار پر ایک پُتلا سونے کا بیٹھا تھا شمشیر ہاتھ میں لیے تھا ایک سر اسکا دریا میں پڑا تھا ملکہ نے بزور سحر خواجہ کو اُس دیوار باغ پر برابر پتلے کے پہونچایا اور پتلے سے فرمایا کہ ارے موئے تجکو حکم تھا کہ جبتک ماہی پریزاد کو شکار نہ کر لینا بولنا نہیں تو تجکو دیکھکر ہنسا کیوں ابھی جل جا اس کلمہ سے اس پتلے کے بدن میں آگ لگی جلکر خاک ہو گیا ملکہ نے وہ ڈور آب لیکر کھینچی ایک مچھلی دریا سے نکلی کہ چہرہ اسکا پری اور سارا جسم مچھلی کا تھا وہ صورت زیبا اسکی تھی کہ ماہ سے ماہی تک اُسپر جان فدا کرے مردم چشمۂ چشم دہر اسی کی یاد میں دریا اشکوں کا بہاتا فلک برج یگین اُسپر سے تصدق اُتار کر دریا میں چھوڑتا مرغابان کا رہنا ترک کر کے اُسی کے عشق میں پھرتے پھرتے سریع السیر مشہور ہوا ملکہ مذکور نے اُس مچھلی کے نکلتے ہی دوڑ کر ایک جھٹکا مارا کہ وہ مچھلی اونچی ہوئی اُسوقت دو پنجے پیدا ہوئے کہ جام زمرد کا ہاتھ میں لیے تھے اُنھوں نے اُس مچھلی کو لیکر جام میں رکھا اور مچھلی نے دم اژدر کی طرح کھینچا وہ دریا سب خشک ہونے لگا ایک پنجہ نے اس جام پر سرپوش ڈھانک دیا مچھلی بند ہو گئی ملکہ وہ جام

ہاتھ میں لیکر خواجہ کی کمر میں پنجہ دیکر اُتری اور ایک جنگل میں آکر اُتری کوسوں تک وہ صحرا سبزہ زار نظر آتا تھا جناب خضر کا دل وہیں رہنے کو چاہتا تھا ایک جدول آب اُس دشت میں تھی گویا صفحۂ دشت پر نقرئی جدول کھنچی تھی کنارے اُس غدیر کے سبزہ لگا تھا طغرائے خسرو بہار بنام مردمان آبی جاری ہوا تھا جدول آب پر ایک ابر سیاہ گھر رہا تھا مے کشوں کی جان وہ بن تھا رندوں کے لیے جیتے جی بہشت کا گلشن تھا ہولے ہولے سرد سے پانی کا لہرانا زلف لیلی کا پیچ کھانا نظر آتا میخوار کا دل جسے دیکھکر لہراتا **نظم**

برسات کے دن تھے ابر کا جوش	سبزے سے زمین تھی پریان پوش	بادل کا اِدھر اُدھر سے آنا
وہ قوس قزح کا رنگ پانا	کوئل کی وہ کوک مور کا شور	بجلی کی چمک ہوا کا وہ زور
کہتے تھے پپیہے کھول کر جی	ہر شاخ پر بیٹھکر وہ پی پی	ساقی سحاب نے بعد آب
مینائے فلک سے دی مئے ناب		

ملکہ نے کنارے اُس نہر کے کھڑے ہوکر پکار کر کہا اے سیلان جادو اے باران جادو طلسم شاہ کوکب ہے کہ ہمراہ خواجہ عمرو بہر جنگ صنعت افراسیاب جاتا ہے صدا دیتے ہی ایک صدمۂ عجیب آئی وہ ابر زمین پر گر کر لوٹنے لگا اور پانی میں تلاطم ہوا ابر اور نہر دونوں ساحر بن گئے ملکہ نے دو جام چھلکا کے انکے حوالہ کیا کہ وہ جام لیکر پھر زمین پر گر کر لوٹے اور ابر و نہر بن کر رواں ہوئے اب ایک نالی بہت باریک مثل خط کے منتی ہوئی اُس سبزہ زار ابر کا چھایا ہوا ایک طرف چلا اُسکے نیچے نیچے ملکہ اور خواجہ روانہ ہوئے یہانتک کر ایک پہاڑ کے قریب پہونچے وہاں ٹھہر کر ملکہ نے سحر کی عکو ٹنک دی اور کہا اے بحرین جادو جو کچھ تیاری سواری خواجہ کی بموجب حکم بادشاہ منظے کی ہو اُس جلوس کو مع لشکر کے لیکر جلد تر حاضر ہو یکتا تھا کہ درہ کوہ سے کئی سو ہاتھی پیدا ہوئے سب جھولہائے زرین سے آراستہ فیلبان گڑیاں رنگا رنگ کی سر پر باندھے لباس عمدہ سے پیراستہ پشت فیلان پر علمدار علموں کو جلوہ دیتے آگے بڑھ گئے پھر کئی سو دمامے اور نقارے چاندی سونے کے شتر ذیل پر لدے نقارچی چوب اُنپر لگاتے ہمراہ اُنکے نوج کے باجے کوس شاہی کا غلغلہ چاروں طرف عالم میں پھیلا ہوا دُنیا کا دل دہلا ہوا نہ ادبار نقارہ کی جگر وہاں پڑتی نقارہ چرخ کے شق ہو جانے کا اندیشہ ترک فلک کی خوف سے جان نکلتی اسی دھوم دھام سے یہ بھی گذر گئے پھر ایک لاکھ اسی ہزار ساحروں کا اور جادوگروں کا لشکر پیدا ہوا کہ جادوگر وجیہ و شکیل سر کھبائے پرند بعض سوار بعضوں کے زیر ران شیر و پلنگان مردم آزار بعض اژدہے پر چڑھے غول ہر ایک جدا جدا بندھے ہوئے جھنڈے ہر گروہ کے جدے جدے رنگ کے تھے ساحرہ حسین و گلبدن لباس زرتار پہنے تختے پر تختے صندل و مینہ دہ کے لگائے جھولیان بادلہ نگار رگلوں میں ڈالے طاؤس و ہنس و عقاب پر سوار جدا جدا اُنکے جوبن کی بہار زر و زیور میں لالین جواہر کی پتلیاں حلوم دیتیں آپس میں چھیڑ چھاڑ کرتیں طرفہ رنگ دکھاتیں کنکری کو پہاڑ کرتیں سحر نئے پر خزان میں ظاہر بہار کرتیں نکل گئیں پھر ماہی آب جلوس سواری سامان ترک اور بادبہاری پیدا ہوا پھر غول نقیبان خوش آواز کا نکلا اور ہزار ہا سیادل و چوبدار صدائے طرفدار دیتا گذر گیا پھر جاں بلیش ہاتھی زنجیر و بند کیے ہوئے جو پیر ایک تخت گوہر آگین اور طاؤس ہر پایہ پر اُسکے جواہر کے بنے ہوئے تھے ہمراہ اُن فیلان ملک شکوہ کے ساتھ ہزار جوان سہراب وقت و اسفندیار زمانہ تھا کہ

ہتھیار ہر ایک تن پر سجے اوبچی بنے مرکب لئے تازی پر سوار اپنی چھلبل دکھاتے مونچھوں پر تاؤ دیتے ہر ایک سے
نوک جھونک کی لیتے کڑیان زرہوں کی کڑکتیں اسلحہ کی چقاچاق کا شور بلند ہر ایک باغ شجاعت نہال ادب
سامنے ملکہ کے ہو کر ٹھہر گئے ملکہ بران نے لباس شاہی اور قبائے فرمانروائی سے خواجہ کو آراستہ فرمایا تاج عطیۂ
شاہ کوکب سر پر رکھا کہ جس کا ہر ایک شاہ جہان محتاج تھا قبائے خسروی کہ جسکا ہر تار خراج ہفت اقلیم
لٹنا چاہیے جسم پر سجائی لگے بازوؤں پر اور مالے گلے میں پہنائے اور یاد دلایا کہ ان تحفہ جات عطائی شاہ فرخ
سے یہ کام لینا اور ایک مرتبہ سے زیادہ وہاں نہ رہنا چلے آنا اور جب آنے کا عزم کرنا ایک مرکب میں تعین دیتی ہوں
اس پر سوار ہو کر کہنا کہ مجھے طلسم زرافشان میں لے چل وہ مرکب راہ طلسم سے آگاہ ہے تمہیں لے آئیگا یہ کہکے سحر پڑھا
کہ ایک گھوڑا سازو یراق مرصع سے آراستہ طرارے بھرتا خوش فعلیاں کرتا درہ کوہ سے ظاہر ہوا خرامش ادائے
معشوقان خوش رفتار اسیر سے تصدق کرتے بال کی بٹی ہوئی کاکل پر زلف پرخم کی پھانسی لگا کر مرتے کیا
کیا صفت اسپ جہان پیما کی بیان ہو سمند قلم عرصۂ حیرت طے کرنے میں لنگ ہے شبدیز زبان کا میدان
میں چلنے سے عرصہ تنگ ہے اس مرکب کو ایک پتلا سحر کا شاطر بنا ہوا اگلا زیر لگائے گھوڑا دبانے سے کھیلتا ہوا
قائزہ کیے سامنے لایا ملکہ نے وہ مرکب کوتل خواجہ کے ساتھ کر دیا پھر کچھ سحر کیا ایک تخت پر ملکہ مخمور کو سوار کیے ایک پتلا
لایا اُسنے یہاں شہزادہ خواجہ کی روانگی کا سامان دیکھکر ہوش اپنا کھویا پھر ملکہ کے گلے ملکر رخصت ہوئی ملکہ نے
خواجہ کو ہاتھ پکڑ کر ہاتھیوں کو مخملہ اک تخت طاؤسی پر سوار کیا اُنکے سوار ہوتے ہی ہزار ہا کرنا اور شہنا کو دم ملا تمام لشکر
کے باجے ایک بار بجے کہ گوش فلک کر ہوا تا قوس دمکتے ساحروں میں بجے روح جمشید و سامری زیر زمین
کانپ گئی غلغلۂ محشر برپا ہوا سواری آگے بڑھی اُسوقت نعرہ ہوا کہ سنبھ بحرین جادو داب جو دیکھا تو ایک
ساحرہ تخت پر سوار درہ کوہ سے ظاہر ہوئی کہ وہ حباب ہاتھ میں لیے تھی اُس کے آنے کے بعد پھر دبنگاہ لشکر پیدا
ہو کر آگے بڑھی اور بارگاہ فلک فرسا اونٹوں پر لدی خواجہ کے لیے آئی پھر شتر و فیل ہزاروں پر سنگین چوب ہائے خیام
لشکریان وغیرہ لیے ہوئے آئے خواجہ کو قلب لشکر میں فوج نے کر لیا ڈنکا بجا اور یہ سامان تعظیم و شان آگے بڑھا اُسوقت
باران جادو ابر بنا ہوا سر پر چگن تھا اور سیلان جادو دریا بنا ہوا برابر اس لشکر کے رواں تھا لشکر اس
عجب طرح کا جوبن تھا ہر دلاور صف شکن تھا کہ ابیات

فراز تخت پر جب شاہ آیا	پئے تسلیم سب نے سر جھکایا	سلامی کے لیے توپیں ہوئیں سر
بجا نقارۂ رخصت برابر	بڑھا جب وہ شہ ذیجاہ یکسو	اسی جانب کیا ہر خیل نے رو
گھٹا اُٹھی ہوئی تھی آسمان پر	سیاہی سی تھی رخسار جہان پر	گرج بادل کی بجلی کی چمک تھی
کہیں آتش کے شعلوں کی لپک تھی	چلا القصہ وہ لشکر بعد جاہ	ہوئی تاریک ابر سحر سے راہ

ملکہ بران نے بعد سوار ہونے خواجہ کے کہا کہ لے اب سپہر عیاری تمہیں خدائے کریم کے سپرد کیا اللہ تعالیٰ مدد
مددگار رہے جائیے اور لڑائی فتح کیجیے یہ کہکر نظر سے غائب ہو گئی اور سواری آگے بڑھی کچھ دور چل کر

تاریکی میں گذر ہوا ظلمات طلسم کی راہ ملی وہاں ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا چشم و ہر بالکل بے نور روشنی وہاں کو
بالکل کا نور لشکر اس اندھیرے میں اس طرح رواں تھا کہ جیسے روشنی میں چلتا تھا خواجہ کا مگر دم خفا ہوا ابت پریشان
ہو کر ہر سمت آنکھیں پھاڑ کر دیکھنے لگا آخر پکار کر کہا کہ یارو کچھ سوجھتا نہیں ہے پر ان نے مجھکو کس مصیبت میں پھنسایا
اتنا کہنا تھا کہ ایک آواز تڑاقے کی آئی اور بعد ہوا ایک چاند طالع ہوا جسنے تمام دُنیا روشن کر دی خواجہ نے دیکھا
کہ اس چاند سے چہرہ نورانی ایں ماہ منیر آسمان ساحری فلک افسونگری کی مہر روشن یعنی بران شمشیر زن کا دکھائی دیا
اور اُسنے نعرہ کیا کہ منم بران شمشیر زن خواجہ گھبراتا نہیں میں آپکے ساتھ ہوں یہ کہکر وہ چاند مثل ایک خط کے
بسان شعاع نیر اعظم ہو گیا اور وہ لکیر جدول آب نور ہو کر دور تک رواں ہوئی پھر تو وہ راہ باسانی طے ہوئی اور
کچھ دیر میں تاریکی سے نکلکر طلسم ہوشربا میں داخلہ ہوا اُسوقت وہ لکیر سمٹ کر پھر قمر کی صورت ہوئی اور اسمیں سے صدا
آئی کہ خواجہ ابتک تو میں آپکے ساتھ تھی مگر اب رخصت ہوتی ہوں خدا حافظ و ناصر یہ طلسم ہوشربا ہے آگے آپکا لشکر
آپ کیلیگا یہ کہکر وہ قمر بھی نظر سے نہاں ہوا خواجہ کو شور و غوغا لڑنے والوں کا سُنائی دیا کچھ دور اور جو بڑھے لشکر مہرخ
نظر پڑا دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہے اب یہ نوبت پہونچی ہے کہ پڑاؤ پر آکر فوج مسلمانان پہونچی ہے مگر یہاں بھی
کوئی صورت بچنے کی نہیں ہے کُل لشکر تو بھاگتا پھرتا ہے آسمان پر سے پتھر پڑ رہا ہے خیمہ و بارگاہ سب برباد ہیں ہزارہا
لاش پڑی ہے فرش مُردوں کا بچھا ہے جو لوگ کہ زندہ ہیں انکو پیام مرگ پہونچ رہا ہے سر ہر ایک کا شق دلمیں مرنے کا
قلق ہے صنعت کی تلوار چل رہی ہے شعلہ تیغ سے خرمن ہستی جل رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی خواجہ کو تاب نہ رہی
تخت اپنا آگے بڑھایا اُدھر مہرخ وغیرہ نے جو ابر سحر آتے دیکھا اور فیلان نشان لشکر پر جو نگاہ کی جان نکلگئی سمجھی
کہ افراسیاب نے اور لشکر بھیجا بس ہر ایک گھبرا کر پکارا کہ انا للہ و انا الیہ راجعون بس اب خاتمہ ہے برق فرنگی نے
کہا جیک اب سب ملے گئے لے ملکہ ذرا تامل کرو میں خبر لاتا ہوں یہ کہکر آگے بڑھا اتنے عرصہ میں عمرو نے لشکر میں
پہونچکر نعرہ کیا کہ انا عمرو بن امیہ ضمری برق نے جو یہ نعرہ اُستاد کا سُنا اور روے زیباے خواجہ دیکھا شاداں
و فرحاں کلاہ اُچھالتا دوڑا اور ملکہ مہرخ سے کہا کہ مبارک ہو طلسم نور افشاں سے خواجہ سلامت تشریف لائے یہ لشکر
انھیں کا ہے یہ سُنکر ہر ایک سردار کے جسم میں روح رفتہ پھر آئی اور بسبب ابر سحر کے فوج بھاگ نہ سکتی تھی ہر سمت جان بچائی
پھرتی تھی یہ مژدہ عیاروں نے دوڑ دوڑ کر ہر ایک کو پہونچایا پھر تو جملہ فوج پھر پڑی اتنے عرصہ میں خواجہ نے ایک گوہر
نکال کر جانب ابر سحر صنعت مارا کہ وہ ابر گرد گرا اگر لشکر ملکہ مہرخ پر سے ہٹا اور صنعت کی فوج پر جا کر پتھر
برسانے لگا ساحرہ مذکور گھبرائی اور سحر پڑھا کہ وہ ابر دھواں ہو کر جاتا رہا اور خواجہ نے اور ایک تحفہ کوکب کا دیا
ہوا یعنی وہ چوب عود مثل ناریخ چرخ دیکر صنعت پر ماری صنعت بہت جلد زمین میں غرق ہو گئی ورنہ مر ہی جاتا
خواجہ نے مہرخ کو للکارا کہ ہاں لینا اس قحبہ کو اس اثنا میں صنعت زمین سے نکلی فوج ایک لاکھ اسی ہزار
تیغہاے سحر و حربہ ہاے دیگر پکڑ کر اُس پر چلی سب نے نعرہ کیا کہ منم غلامان خواجہ عمرو یہ نعرہ سُنکر عیاروں
اور مہرخ کے لشکروں کو جوش محبت ہوا ہر ایک پکارا کہ ہم غلام عمرو ہیں جادوگروں میں غل ہوا

کر ہم عمرو کی کنیزیں ہیں یہ نعرہ کرکے ہر ایک بو صنعت پر گرا اوس نے ایک گولا فولادی تاک کر خواجہ پر مارا خواجہ نے وہ جام جس میں تصویر بنی ہوئی تھی نکال کر سامنے کر دیا اوس تصویر نے اُف جو کی گولا سرد ہو کر گر پڑا اور غیظ نے صنعت کو آلیا اُسکا لشکر بھی آگرا ادھر تو یہ رزم کی صورت تھی کہ ابیات

پھر چلنے لگی شمشیر خونریز
دکھایا موت نے ہر فرد کو زور

لڑائی کی تھی کیفیت بہت تیز
ہوئی جینے کی دشمن کو بہت یاس

صدائے قتل نے ہر سو کیا شور
ہوئی مشکل کشیدن چند انفاس

صنعت نے جوش غضب میں آکر زمین پر دو ہتڑ مارا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر کریہہ منظر دیو قامت زمین سے نکلا کہ ایک پولا خس کا ہاتھ میں لیے تھا صنعت نے اُسکو دیکھ کر ہاتھ اونچے کیے اوس ساحر نے وہ پولا اپنے حلق آتشیں سے جلا کر سامنے لشکر عمرو کے پھینکا اوسکے گرنے سے دریائے آتش جوشان و خروشان ظاہر ہو کر چلا لشکریان مہرخ لٹنے سے رکے اور پناہ بخالق ذوالجلال لیگئے موجیں اس بحر کی تا بکرۂ نار جاتی تھیں فلک اپنے پورانے جھیر کے کو بچانے کی فکر میں تھا شعاع آفتاب کے نکلے جلجاتے تو عجب نہ تھا وہ کون سا اوس بحر کا شعلہ تھا جو پر غضب نہ تھا عمرو نے دیکھا کہ کوئی دم میں سارا لشکر یہی جانب کا جل جائیگا پس اسی وقت اس نے بھی ہاتھ اونچے کیے فی الفور دو ساحر پیدا ہوئے کہ ہاتھ میں کاسۂ زمردین رکھتے تھے اور سونٹا بھی لیے تھے ایک ساحر نے اس جام پر سونٹا مارا کہ جام ٹوٹا اور ایک مچھلی بہ بہرہ تڑپ کر نیچے گری اور مچھلی نے حباب منہ سے چھوڑے کہ وہ حباب پھوٹ کر پانی ہوئے اور وہ پانی ایسا بڑھا کہ دریائے قہار بہنے لگا وہ مچھلی تڑپ کر اس بحر عمیق میں گئی پھر تو وہ دونوں ساحر نعرہ کرکے کہ منم سیلان و باران جادو غائب ہوگئے اور دریا میں سے نعرہ ہوا کہ منم ماہی پیرزاد اور آسمان سے پانی برسنے لگا زمین پر دو بحر رواں ہوا پھر تو دریائے آتش سارا بجھنے لگا ہر چند وہ شور کرتی تھی کچھ نہ ہوتا دونوں بحر یعنی آتش و آب ملگئے تھے پانی جو گرم ہوا تھا بھاپ اُٹھتی تھی دریا بھی صنعت کی طرح سے پیچ بگھارتا تھا ابر چھایا ہوا تھا مینہ موسلا دھار برستا تھا اہل اسلام جو درگاہ خدا میں روتے تھے اُنھوں کے اشکوں کی طغیانی تھی کہ بیت

کون یہ روز ازل رو یا تھا نالاں ہو کر
آپ کیا جانیں حقیقت کو مرے رونے کی

للمؤلف

دیگر

اشک ہر سال برستے ہیں جو باران ہو کر
حضرت نوح تھے کچھ دیدۂ تر سے واقف

دم بھر میں وہ طغیانی آب و باران ہوئی کہ طوفان جناب نوح بھی ایسا نہوگا مالک بر و بحر نے بمصداق دعائے نوح کہ کنندگان لشکر کہ (رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا) کشتی جان ساحران صنعت غرق بحر فنا فرمائی اور بمقتضائے آیہ کریمہ (وفجرنا فیھا من العیون) زمین و آسمان کے پرنالے کھولدیے ایک ایک موج اس بحر سحر کی پہاڑ سے اونچی جانے لگی فلک اس قلزم محیط کا ایک حباب تھا عالم عالم غرقاب تھا چشمۂ خورشید سے یقین تھا وہ بھی بے پایان ہو جائے ساکنان عالم بالا کو تلاش ہوئی کرنا و اور جہاز ہوگئے اُس وقت وہ دریائے آتش سب بجھ گیا اور تمام لشکر صنعت میں وہ پانی پہونچا ساحر غوطے کھانے لگے ہر چند سب نے سحر کیے لیکن پانی کم نہوا

صنعت نے پیچھے ہٹنا شروع کیا اور کئی ہزار جادوگر سر پر اُس کے سپرین سحر کی سایہ کیے تھے کہ اُسپر بھی وہ نہ پڑتا
تھا مگر جب لشکر مین دریائے بڑھنے سے تلاطم ہوا اور کسی طرح کنارہ نجات کا ساحرون کو نظر آیا جان بچا کر کنارے
اُس بحر کے بھاگے اور ہزارون غرق دریائے سحر جسے اُسوقت عمرو نے زیر تیغ نکولیا ایک دریا سحر کا جاری
تھا دوسرا خون کا جاری ہوا ساحر تیغ کے گھاٹ اوترنے لگے دریا مین ڈوب ڈوب کر اُچھلتے تھے سوس و مگر و نہنگ
اوچھلتے معلوم دیتے تھے نہ دریا بھی مینڈھے زدہ رہا تھا ہر سمت ایک تلاطم بڑا تھا لشکر عدو یا تو سرکش تھا اب
بھیگ کر ایسا دبا کہ بھیگی مرغی ہر ایک بشر ہوا وہ مار گھسان کی ہوئی کہ ایک بھی لشکر دشمن سے زندہ نہ بچا وہ
برق کا کوندنا پانی کا برسنا دریا کا بہنا تیرون کا قتل کرنا تیغ زسول و تیغ سحر کا چلنا پناہ بخدائے قہار ذکر کرنے سے
اسوقت کے خوف ہوتا ہے ہنگامۂ قیامت بھی ایسا نہوگا تلوارون کی لہرین تھین سپرین سنگ پشت بن گئین
تیرون کا مینھ برستا تھا ہر ایک جان بچانے کو ترستا تھا یہ حال تھا کہ بموجب ابیات

عجب وہ دشت ہیبت زا ہوا تھا — کہ جسمین اس طرح تھا قہر برپا — اُٹھی تھی ہر طرف سے ایک بجلی
جسے دیکھے سے رنگت سب کی بہی — لگی وہ ہر طرف سے سب پہ یکبار — قدم اُٹھتا ہو اُسوقت دشوار
نہ وہ جرات نہ وہ ہمت نہ وہ زور — زمین و آسمان سے اک اُٹھا شور — غرض کہان تک عرض حال کردن

کچھ لشکر بھاگ کر جانب لشکر برق گیا اور مہرخ کو لوگ بمنت تمام کھینچکر لے ملکہ ایک دن کے سو ساتھ
دن مین پھر بھو لیجیے گا میدان سے ہٹائے گئے یہ ہزیمت خوردہ نالان و گریان بھاگ کر جان بچا لیگئی لشکر مہرخ مین
نقارۂ فتح کے بجے باقیماندہ لشکر بڑا اور بہ گیا برق و سب عیار اور مہرخ مع جملہ سردارون کے خدمت عمرو
مین آئین تسلیم بجا لائین خواجہ بھی تخت پر سے اُترے ہر ایک کو گلے سے لگایا اپنے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا لشکر مہرخ
سے ملحق ہو کے لشکر خواجہ کا اُترا وہ ابھٹ کر ایک ملک بنگیا اور دریا بھی چھوٹا ہو کر مثل نہر کے بہنے لگا ماہی پر پرواز
اوسی دریا مین۔ یہی خواجہ کے لیے بارگاہ اوس لشکر مین جو ساتھ آیا ہے برپا ہوئی ملکہ مہرخ نے کہا قدیم لشکر مین تشریف
لے چلیے وہان سب منتظر قدمبوسی ہین خواجہ نے کہا مجکو ابھی مہر کوکب پاس جانا ہے ایک رات کی مہلت ملی ہی مہرخ
بعد ہوئی آخر خواجہ اپنے لشکر قدیم مین آئے اور چلے خیمہ شکیل مین جاکر ملکہ بہار کو بیہوش پا کر ساغر عطیہ شاہ کوکب مین
پانی بھر کر چھینٹا مارا کہ ملکہ مذکور ہوش مین آئی اور خواجہ نامدار سے اُٹھ کر ملی پھر وہان سے بارگاہ شاہی مین آکر پہنچے جلسہ
جم گیا ہر ایک دیدار فیض آثار خواجہ نامدار سے مسرور و شاد تھا کاشانۂ خاطر پریشان آباد تھا کچھ یہان ٹھہر کر خواجہ
اٹھے اور سب سردارون کو ساتھ لیکر اُس بارگاہ کی طرف جو ساتھ لائے ہین روانہ ہوئے یہان آکر جو دیکھا تو دریا
سحر جاری ہے ماہی پر پرواز غرق دریا ہے خیمہ و بارگاہ لشکریون نے آراستہ کیے ہین چار پانچ کوس تک لشکر
اوترا ہوا ہے قناتین اور سراپردے جواہر دوز ہین ہر ایک منگیرے مین چار سنگ گوہر کا ہے خواجہ کے لیے
جو بارگاہ نصب ہوئی ہے وہ بھی جواہر کی ہے اندر اوسکے ڈنگل اور کرسیان یاقوت اور زمرد کی گستردہ مین صحن بارگاہ
مین جالی موتیون کا منگیرہ کی طرح کھنچا ہے اُسکے نیچے تخت الماس کا لگا ہے کئی سو زینہ کا ہے سامنے بارگاہ

گے بازار کھلی ہے ایک طرف سنہری ایک سمت روپہلی ہے دوکاندار لباس اودسی رنگ کا پہنے تھے چہرہ کا دُھو رہا تھا دھوم دھام ہر طرح کا اہتمام تھا خواجہ مہرخ و بہار و نافرمان وغیرہ کو لیے داخل بارگاہ ہوا اور ہر ایک کو کرسیون پر بٹھایا مہرخ کو تخت پر متمکن کیا آپ بھی جلوہ فرما ہوا عیار بھی ساتھ آئے ہین وہ سب مقام بہتر پر بیٹھے ناچ سامنے ہونے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا خواجہ نے برق و قران و ضرغام و جانسوز کو خلعت دیا اور بہت کچھ تعریف اُنکی فرمائی کہ مرحبا شاباش خوب خوب تم نے عیار رمان کین حقیقت مین یہ گھاتین مجھکو بھی نہ سوجھین تم نے میری عزت رکھلی حق تعالیٰ اگر شاگرد اور فرزند عنایت کرے تو مثل تمھارے مجھکو دمبدم کی خبر تمھاری پہونچتی تھی غرض بعد دیجوئی عیاران طلسم کوکب کا حال عمرو بیان کرنے لگا بران کا خلق اور خاطرداری کرنا طلسمات کی سیر وہان کے عجائبات سب بیان کیے اسوقت مہرخ نے کہا خواجہ یہ سب کچھ ہے مگر افراسیاب بڑا زبردست جادوگر ہے ہماری تو خدا نے آجتک تمھارے تصدق سے عزت رکھی اب دیکھیے کیا ہو عمرو نے بجواب اسکے ہنس کر کہا کہ اے ملکہ شہنشاہ کوکب کے مقابل مین افراسیاب کی کچھ حقیقت نہین خیر اب بروقت جنگ دیکھ لینا کہ کون زبردست ہے مہرخ نے کہا آپ سچ فرماتے ہین اب پروردگار اس صنعت حرامزادی کے شر سے تو ہمکو بچائے عمرو نے کہا اسکا تو بہت جلد خدا نے چاہا تو کام تمام ہو جائیگا یہ سنکر برق عیار ہنسا عمرو نے اوسکے ہنسنے پر کہا اے فرزند ہم جانتے ہین کہ تم اس قحبہ صنعت کو مار ڈالو گے برق نے کہا یہ سب آپ ہی جوتیون کا تصدق ہے فی الجملہ بیان تو ہر طرح کا ذکر و اذکار ہو رہا ہے ہر شخص داد عشرت دیتا ہے لیکن لشکر حیرت کا حال سنیے کہ آمد خواجہ کی خبر اوس لشکر مین بھی منتشر ہوئی عیاریان صرصر او رصبا رفتار پہلے بھی بُلاکر ڈانٹی گئی تھین کہ تم سے کچھ نہین ہو سکتا عیاران اسلام کار ہائے نمایان کرتے ہین پس عتاب شاہ طلسم کا دیکھ کر عیاریان فکر عیاری مین تھین اسوقت غلغلہ آمد خواجہ سنکر بہت فکرمند ہوئین کہ بادشاہ اور زیادہ اب خفا ہوگا لازم ہے کہ جلد کوئی عیاری کرکے غضب بادشاہ سے بچنا چاہیے پس صرصر اول تو در لشکر عمرو مین آئی وہان بہت ساحرہ افسرہ لشکر ہر مقام پر اوتری ہوئی تھین انہین سے ایک دو جادوگرنیون کی صورت صفحہ خیال پر منقوش کرکے اپنے خیمہ مین آئی اور رنگ روغن عیاری سے لگا کر اُس ساحرہ کی صورت پر اپنے تئین درست کیا یعنی مانگ مین سیندھ بھر افشقہ ماتھے پر کھینچا یہ معلوم ہوتا تھا کہ فلک حسن پر فرمان خسرو انجم جاری ہوا ہے ٹیکا ماتھے پر لگا تھا یا حسن کا مٹکا اودسی کے سر تھا کانون مین بالے ڈالے رُخسار پر بادلے کے حلقے پڑے تھے چاند کے گرد ہالے تھے روے تابان غازہ گلگونہ لگا کر ایسا خوبصورت بنایا کہ فلک سا طبق بھر کر گویا ہر انجم پر نثار لایا چشم فتان مین سرمہ کی تحریر شہر حسن پر آشوب فتنہ پردازی کی تدبیر مختصر یہ کہ اُس جلوۂ حسن کے حسب حال یہ قول شاعر بے مثال کا بہت لاجواب ہے کہ

غزل

جامہ زیبی کی ادا سرو و صنوبر مین نہین
وہ جواہر ہی نہین جو تیرے جھومر مین نہین
تیاشا ہے حسن نے جھومر اُنکا پانی پی لیا

کون ایسی بات ہے جو حسن دلبر مین نہین
دھوم ہے اے یار تیرے حسن دہر آشوب کی
ایسی شیرینی تو اب حوض کوثر مین نہین

آب تاب ایسی فلک کے کوئی اختر مین نہین
خوبصورت کوئی ایسا ہفت کشور مین نہین
نقش پاے یار کو تعویذ تربت کیجیے

آئینہ اس طرح کا گو رسکندر میں نہیں	قدر کھو بیٹھے جواہر کی لب و دندان یار	رنگ ایسا لعل میں اور آب گوہر میں نہیں

جب اس سج دھج سے آراستہ ہوچکی چار سو کنیزان گل پیرہن رشک تکین بموافق پیرہن ساحرہ ہمراہی خواجہ پرنی کے لباس و زیور سے درست کراکر اپنے خیمہ سے نکلکر چلے صحرا میں آئی پھر ایک ایک بطور مخفی متفرق ہوکر داخل لشکر عمرو ہوئیں اور اسی طرح صبا رفتار بھی جادوگرنی بنکر لباس اور گہنے سے پیراستہ ہوکر لشکر میں آئی لشکر عظم و شان و جاہ و جلال دیکھکر ان کو بڑی حیرت ہوئی آخر صرصر تو اندر بارگاہ کے چلی اور صبا رفتار در بارگاہ پر استادہ ہوئی یہاں جو صاحب دربان تھے وہ سب طلسم کو کب سے آئے ہیں کسی کو پہچانتے نہیں وہ سمجھے کہ ملاقات کو خواجہ کی مہرخ کے لشکر سے ساحرہ آئی ہیں پس یہ سمجھکر صرصر کو منع نہ کیا اور وہ مع چار سو کنیز کے اندر بارگاہ کے آئی یہاں اسواروں کا ہجوم تھا مبارکباد کی دھوم خواجہ تخت الماس پر جلوہ گستر خلاصہ یہ کہ بڑا کروفر و حشمت دیکھکر اسکو حیرت ہوئی اور دل سے کہتی تھی کہ بیشک یہ طلسم فتح ہوگا ان عیاروں کا بڑا رتبہ ہوگا اسی اندیشہ میں یہ ایک جگہ ٹھہر کر گھات میں لگی کہ خواجہ میں پڑے تو پکڑے جاؤں ادھر تو یہ فکر میں تھی اُس طرف خواجہ نے باتیں کرتے کرتے جو گردن اُٹھائی سامنے ایک ساحرہ حسینہ و جمیلہ کو مع چار سو نازنینان پری طلعت کے استادہ پایا از بسکہ خواجہ بے نظیر عیار ہیں بنگاہ اول یہ پہچان گئے کہ صرصر شمشیر زن ہے چنانچہ اُسکو پہچان کر اس طرح ادھر سے آنکھ چرائی کہ گویا دیکھا ہی نہیں مہرخ سے مخاطب ہوکر باتیں کرنے لگا اس عرصہ میں صرصر دیدہ ادھر ٹہلکر نظر آتی ہوئی پشت پر عمرو کے آئی عمرو کو تو خیال لگا ہوا تھا اب جو سامنے اُسکو نہ دیکھا پیچھے مڑ کر نگاہ کی صرصر نے اسکے دیکھنے سے خیال کیا کہ شاید مجکو یہ پہچان گیا پس راہ فرار اختیار کر کے بادھر صرصر کے در بارگاہ پر پہنچی اور وہاں ٹھہر کر سوچی کہ مجکو اگر وہ دیکھتا تو لینا لینا کا غل پڑ جاتا معلوم ہوتا ہے کہ پہچانا نہیں پھر کر اُسنے دیکھا تھا تو ناحق بھاگ آئی یہ سوچ کر پھر کری اور دنگل کے پیچھے سے ہوکر پس پشت خواجہ آئی عمرو نے پھر جا کر پیچھے دیکھی پھر صرصر پھر آئی لیکن اب جو پھر کر تم نے دیکھا تو وہ بھاگ جائیگی بہتر یہ ہے کہ عیاری کرکے گرفتار کرو یہ تجویز کرکے بنظر خیال اُس جگہ کو خوب ذہن میں کر لیا کہ جس جگہ صرصر کھڑی تھی اور آپ جس طرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا اور ہزار جادوگر حاضر تھے اُنکی جانب مخاطب ہوگیا اور ایک زانو تخت پر جو تکیہ لگا تھا اُس پر رکھ دیا اور ایک گھٹنا استادہ کرکے بیٹھا اس سے یہ معلوم ہو خوب غافل ہے پس اس طرح کی غفلت دیکر بیٹھے بیٹھے جسم کو ہلکا کرکے پچھلے دھڑ سے پیچھے کی جانب ایسی جست کی کہ صرصر کے اوپر آیا صرصر سنبھلکر چاہتی تھی کہ جست کرے اسنے کمند آصفہ با صفا ماری کہ حلقہ اسکے گردن و کمر میں صرصر کے پیچیدہ ہوئے اُسنے چاہا کہ جست کرکے حلقوں سے نکلوں اسنے جھٹکا مارا کہ وہ الجھ کر گری یہاں تو یہ ہنگامہ ہوا ادھر قران کری پر سے اُٹھ کر نہیں معلوم کیا سوچا کہ دروازہ بارگاہ پر دوڑ گیا صبا رفتار کھڑی تھی اُسنے کچھ نہ کہا نہ سُنا آتے ہی کمند اسکے ماری وہ عورت بد سلیقہ کھڑی تھی جانتی تھی کہ مجکو پہچانیگا کوئی نہیں اسکے کمند میں آئی غفلت کی وجہ سے الجھ کر گری اُسنے گود میں اٹھالیا اور اندر بارگاہ کے لایا یہاں جب عمرو نے صرصر کو اسیر کمند کیا تو اسکے ساتھ کی چار سو کنیزیں کہ سب عیارہ اور ساحرہ تھیں لینا لینا کہکر دوڑیں لیکن یہاں ہزاروں کا مجمع تھا سب ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ سب کو

اسیر کر لینا عمرو نے کہا ایک لونڈی میری بھاگ گئی تھی آج ہاتھ لگی یہ کہکر صرصر کو گود میں اُٹھایا اور رخسار پر
رخسار رکھکر کہا جانی میرے آنے کی خبر سنکر مجھکو دیکھنے آئی تھیں صرصر نے کہا ارے موئے میں تجھکو کہاں آئی تھی
آئی ارے عمرو واسطے اپنے ایمان کا مجھ سے ایسی باتیں نکرو میں شہنشاہ کے یہاں سے نکالدی جاؤنگی اور ارے
بے غیرت تجھکو شرم نہیں آتی کہ سب کے سامنے مجھکو پیار کرتا ہے عمرو نے کہا اے پیاری عشق میں غیرت پانی پانی ہو کر
بہجاتی ہے کہ بیت عشق تا خام است باشد بستۂ زنجیر شرم ٭ بچۂ مغزان جنون را کے حیا زنجیر پاست صرصر نے
کہا میں تیرے عشق پر جھاڑو پھیر دوں موئے خدا کرے تیرا منھ سڑ جائے جیسے تونے مجھکو پیار کیا ہے عمرو نے کہا
اب میں یہاں تو ایک ہی رات رہونگا تجھکو طلسم کوکب میں بھیجتا ہوں کل میں بھی آؤنگا تیرے ساتھ مزے
اڑاؤنگا پھر جب یہاں آؤنگا تو ساتھ لیتا آؤنگا صرصر نے کہا تیرے مزے کو جھلسا کیا میں ناٹی لگوڑی ہوں جو
تو مجھکو وہاں بھیجیگا خدا ایسے شہنشاہ ایسے وارث کو سلامت رکھے تیرا کیا منھ ہے جو تو مجھکو بھیج سکے عمرو نے اسکو
گرفتار کر کے سامنے بٹھایا اور صبا رفتار کو مع تیر قران لایا یہ دونوں قید ہو کر بیٹھیں اور عمرو نے ایک سردار
اپنے ہمراہیوں میں سے تجویز کر کے حکم دیا کہ لے ہمارے خوش چشم جادو تو اس عیارہ کو طلسم نورافشاں میں لے جاؤ
صرصر یہ حکم سنکر گھبرائی اور گویا ہوئی کہ اے عمرو میں اوس طلسم میں جا کر وہ عیار بیان کرونگی کہ تیرا سب کھیل
بگاڑ دونگی شاہ کوکب تجھکو نکالدیگا عمرو نے کہا تو مہلت کب پائیگی میں دن رات اپنے پہلو میں تجھکو رکھونگا
میرے تیرے اقرار یہی تھا ایک دن مقابلہ ہوگا جو زیر ہوگا وہ اپنے غالب کی اطاعت کریگا اب میں تجھکو زیر
کر چکا تجھکو کنیز بناؤنگا صرصر گالیاں دینے لگی عمرو مضحکہ کرنے لگا یہاں تو یہ سامان عشرت ہے لیکن حال
افراسیاب سنیئے کہ صنعت کو اجازت حرب دیکر آپ بیابان نرگس وا سے باغ سیب میں گیا اور وہاں سے
پانچ چار پیک روانہ کیے کہ خبر جنگ مجھکو لا کر دیں پیک چلے آئے اور صنعت نے جب شکست کھائی تو وہ پیک خبر لیکر
شاہ طلسم پاس گئے اور کہا ہے کہ بڑا ستم ہوا وہ ماری گئیں بادشاہ سمجھا کہ مہرخ کو یہ کہتے ہیں کس لیے کہ پہلے
سے کہہ رہا تھا صنعت نے سب کو غارت کر دیا ہوگا غرضکہ پیکوں سے پوچھا ارے کون مارا گیا انھوں نے
کہا حضور صنعت نے جا کر لڑائی فتح کی تھی مہرخ و بہار زخمی ہوئی تھیں لشکر سارا تباہ و برباد ہو گیا تھا
بارگاہیں جل رہی تھیں کہ عمرو عیار طلسم کوکب سے آیا لشکر فراوان ساتھ لایا ہمنے یقین ہے کہ صنعت کا
کام کیا ہوگا جب لشکر ملکہ مذکور کا برباد ہو چکا تھا اوسوقت ہم چلے تھے یہ خبر سنا تھا کہ شاہ طلسم برہم ہوا اور
کہا پیک حرامزادے بھی لشکر حریف سے ملے ہیں جب ہوتا ہے ادھر ہی کی فتح بیان کرتے ہیں میں ان سب کو
جلا دونگا یہ کہکر باغبان وزیر ساتھ تھا اوس سے کہا ان پیکوں کا بیان میری سمجھ میں نہیں آیا تم مفصل دریافت
کیکے حضور میں عرض کرو باغبان پیکوں کو علیحدہ لے گیا اور مفصل دستہ جملہ کوائف جنگ دریافت کر کے
خدمت بادشاہ میں آکر عرض پیرا ہوا بادشاہ حال سنکر آگ ہو گیا اور گویا ہوا کہ اس مرحوالی کوکب کی قضا ہی
آگئی میں بڑا پاس کرتا تھا کہ وہ میرا ہم مکتب ہے افسوس ہے کہ مجھکو ایسے یار سے لڑنا پڑا دیکھو تو کیسی عذاب ہم سے

اوسکو ہلاک کرتا ہون خلاصہ یہ کہ شاہ طلسم بسبب اسی تجویز کے بڑی دیر تک بکا کیا آخر یہ تجویز کی کہ ایک نامہ لکھکر کوکب کو سمجھاؤن
جو اسکے پھر اُس کے ملک پر فوج بھیجون یہ سوچ کر باغبان سے کہا ہرچند کوکب میرا دشمن صعب ہے لیکن
مجکو حجت ختم کر لینا چاہیے اور ایکی ایسے زبردست ساحر کو نامہ دارکر کے روانہ کرون کہ کوئی راہ مین اُسکو قتل
نہ کر سکے وہ نامہ کوکب کے ہاتھ مین دے اور جواب صاف لے نامۂ سابق جو بہ دست قرطاس مین نے
بھیجا تھا وہ اسکو پہونچا نہین یہ کہہ کر ایک بیضہ کرسے نکالا اور زمین پر مارا زیر زمین طلسم ایک جادوگر طاق طوسطراق
دندان جادو نام رہتا ہے واقعی ابلیس کا بچہ ہے یہ بیضہ سحر تہ زمین طلسم جو اُسی ساحر پاس پہونچا تخت لہم
شیطان کا بانی پر رہتا ہے اس طلسم کے زمین کے نیچے بھی طلسمات ہے دریا اور صحرا اور کوہستان ہے بڑا سامان ہے انشاء اللہ
بروقت فتح طلسم اور روانہ شہزادہ اسد مرحلہ جات طلسم پر بیان کیا جائیگا غرضکہ جب وہ بیضہ سحر اُسکے پاس پہونچا
وہ سمجھ گیا کہ افراسیاب نے مجکو بلایا بس فوراً اپنی جگہ سے اونچا ہوا اور طبقۂ زمین توڑ کر نکلا اژدر پر سوار گرنالہ
مین لیے تھا خنجر کی جگہ بجلی کمر سے لپٹی ہر بن مو سے آگ نکلتی جسم کے رونگٹے تیر کی طرح کھڑے ہوے سرکرخشگی مین ہیکلے
کی طرح تھے منہ کالا قد بالا کریہہ منظر بد ہیئت خود سر انتہا کا جاہل سست و ناقص العقل شرافت اُس سے منزلون دور
تہذیب و ادب اُس سے نفور کہ بموجب ابیات

اک انسان تیرہ رو اسپے نکلا لب بالا فراز دوش پایا وہ داغ ایسا کہ انگارہ سا روشن زمین کیسی پہاڑون کے گلوگیر	زیادہ نخل سے قد طول مین تھا بشکل چشم پیشانی پر اک داغ اسی منور تھے سب کیفیت تن	لب زیرین نے سینے کو چھپایا گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ بڑھے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

جب وہ خبیث سامنے بادشاہ کے آیا سلام کر کے ٹھہرا بادشاہ نے
فرمایا کہ اے طوسطراق ہماری جانب سے نامہ لیکر بادشاہ طلسم نور افشان کے پاس تم جاؤ اور اوسکے ہاتھ مین
نامہ دینا اور کسی کو نہ دینا اوسکے ظلمات کی طرف سے جانا ہرگز کسی سے نہ دبنا اوسنے عرض کیا کہ مثل پیچے گا جس طرح
مین جاؤنگا شاہ نے اوسی جگہ میر منشی کو طلب کیا اور اُسے حکم تحریر نامہ دیا مضمون بتلایا منشی بدائع نگار نے
عنبر و مشک مداد مین حل کر کے تختۂ قرطاس کو مضامین رنگین سے تختۂ گلزار بنایا واقعی باغ پر بہار لگایا

نامہ شاہ افراسیاب مشتمل بر مضامین جلالت آگین جانب کوکب روشنضمیر خوش آئین و پر تمکین لمؤلفہ

احسان مین سامری کے تقریر جمشید کے لب پہ جیسے ساغر پلوائے دو سو کی ہے خدائی	کرتا ہے یہ کلک سحر تحریر کرتا ہے جو وصف یہ لقا کے کب تک نہ سب تو ہے جدائی	لون کلک دوات کے ہے منہ پر سرمست ہو کلک اسی صفت سے ابلیس کے سب ہی ہین نائب

اللہ کی بندگی سے تائب
کیا ان کے بیان ہوں اور اوصاف
اے ساحر ذی وقار ذیشان
دُر خوش آب بحر شاہی
شاہنشہ بر و بحر پر از جوش
خدمت میں ادا انکساری کرکے
جادو کے ہیں جسمیں مہرہ در راہ
وہ گل ہوں کہ جسمیں سحر کی بو
جادو ہی کی جسمیں اٹھتی ہے لہر
کیا آئے گا دیو میرے آگے
ہیبت سے وہ دل ہو پارہ پارہ
کانپے خورشید میرے آگے
ہو چرخ بھی سامنے تو ٹل جائے
افلاک پہ کب ہیں اتنے تارے
بتلاؤں شمار فوج کس سے
ہر اک جرار صف شکن ہے
زور و قوت میں سب یگانہ
آگے اب کیا لکھوں بڑائی
لازم ہے غضب سے میرے ڈرنا
اور لوح طلسم نور افشان
غارت برباد ہو تمھارا
ان باتوں کو سوچ کے سمجھ کے
جلدی بھجوا دو پاس میرے

جس نے معبودان کو جانا
اظہار ہے حال دل بس اب بات
گلدستۂ بزم شہریاری
غواص محیط آشنائی
جو رسم ہے دوستی کے شایان
یہ لکھتے ہیں تمکو دوستی سے
وہ باغ ہوں جسمیں سحر کے گل
وہ نخل ہوں جس کے پھل ہیں جادو
غصہ مرا قہر ہے بلا ہے
میرے سایے سے بھوت بھاگے
غصہ مجھے کوہ پر اگر آئے
بہرام مری صدا سے بھاگے
کیا اپنی لکھوں میں شان لشکر
اشجار زمین کہاں ہیں اتنے
وہ وہ ساحر ہے افسر فوج
سہراب توان و پیلتن ہے
اگلیں دم جنگ ایسا وہ زہر
میں چاہوں تو خود کروں خدائی
ہیں میرے طلسم کے جو اسرار
معلوم ہے مجکو یار ذیشان
حجرے مرے پاس ہیں بلا کے
لازم ہے کہ صلح کر لو ہم سے
بس ختم کلام ہے یہاں پر

رسم جادوگری کو مانا
اے شاہ طلسم نور افشان
رونق دہ باغ کامگاری
ذیجاہ و عقیل و صاحب ہوش
ممکن نہیں جس کا ہم سے پایان
وہ چرخ بلند ہوں میں اے شاہ
ٹوٹے ہیں ہزاروں بے تامل
وہ بحر ہوں جسکی موج ہے قہر
کب اوس سے کوئی بھلا بچا ہے
ہو جسکی طرف مرا اشارہ
دل کوہ کا آب ہو جائے
تیور پہ مرے کبھی جو بل آئے
شیران زبان سگان لشکر
ذرے نہیں اسقدر زمین کے
جمشید کا پست جسنے ہو اوج
ہیں سحر میں نادر زمانہ
آنے لگے اژدہوں کو بھی لہر
کب چاہیے تمکو مجھ سے لڑنا
تم اُس سے نہیں ہو کچھ خبردار
چاہوں تو ابھی طلسم سارا
کب ٹل سکیں وہ بھلا کسی سے
اوس دزد عمرو کو قید کرکے
اقبال سدا تمھارا یاور

یہ مضمون لکھکر مہر شاہی سے منقش کرکے طومطراق کے حوالہ کیا اور بادشاہ نے خلعت دیکر رخصت فرمایا وہ زادۂ ابلیس نامہ لیکر اپنے مقام پر آیا اور چالیس ہزار اژدر وہم لیکر چالیس ہزار ساحر سے بحشم و خدم روانہ ہوا اژدر وہم یہ کہ بطور نظر بندی کے ہر شخص کو دکھائی دیں کہ اژدہے اس ساحر کے ساتھ ہیں اور اصل میں کوئی اژدر نہو غرضکہ بعد اس کے رخصت ہونے کے افراسیاب پاس دو چیلے خبر لیکر حاضر ہوئے اور تعویذ جالانے

دعا و ثنائے شاہی کے عرض پیرا ہوئے کہ صرصر و صبا رفتار کو عمرو عیار نے گرفتار کیا ہے اور انکو طلسم نور افشان مین
بھیجا چاہتا ہے یہ سنتا تھا کہ غضب بادشاہ بطاری ہوا اور سوچا کہ عیاریان بھیجدی گئین تو بڑی ذلت ہوگی پس
اسی وقت سحر پڑھکر پکارا کہ اے ہنود جادو جلد حاضر ہو یہ کہتے ہی ایک ساحر روسے ہوا سے اوتر کر سامنے آیا اس
ساحر کا یہ قاعدہ ہے کہ ہمیشہ بروئے ہوا اوڑتا رہتا ہے اور پرواز کے سنانے مین ایک ہی مرتبہ کوسون نکلجاتا ہے
پس اس ساحر نے شاہ کو سلام کیا شاہ نے حکم دیا کہ تم جلد جاؤ بارگاہ عمرو مین صرصر و صبا رفتار قید ہین
اُن اٹھالاؤ یہ حکم سنکر ساحر مذکور سنسناتا ہوا روانہ ہوا اور آندھی کی طرح اوڑتا ہوا کچھ ہی عرصہ مین قریب بارگاہ
خواجہ پہونچا یہان خواجہ عیارہ سے دل لگی کرتے تھے اور ارادہ تھا کہ جانب طلسم نور افشان انکو بھیجین اس اثنا مین
ایک آندھی تیز و تند آئی عمرو کمند آصفہ سے صرصر کو رہا کرکے حوالہ ہما کر چکا تھا کہ انکو لے جائے لیکن آندھی
ایسی بڑھی کہ اندھیرا ہوگیا اور ایک پنجہ مثل برق چمک کر کمر مین عیاریون کے پڑا کہ اٹھا کر لے چلا ساحران
ہمراہی خواجہ نے بزور سحر روشنی کی اور عیاریون کو دیکھا کہ ایک ساحر اُٹھا کر انکو بلند ہوگیا ہے اور بڑی تیزی سے
جاتا ہے یہ دیکھکر یہان سے بھی ہزارہا ساحر پر پرواز پیدا کرکے اوڑا لیکن ہنود ساحر کو اوڑنے مین چیدہ و منتخب
کرکے شاہ طلسم نے بھیجا ہے اُس کے مقابلہ مین کوئی پرواز نہ کرسکا اور اسکی ہوا کو بھی نہ پہونچا مگر لینا لینا کا غلغلہ
عظیم ہوا تمام لشکر کے ساحر سحر خوان ہوئے اور باران جادو جو برپا ہوا دریائے ماہی پریزاد رچایا ہوا تھا
وہ بھی مطلع ہوا اور ماہی پریزاد بھی خبردار ہوئی پس وہ دریا جوش مثل نہر ایک طرف کو مختصر سا تھا اسقدر بڑھا
کہ جتنی دور تک ہنود گیا دریا بھی روان ہوا ہنود جب لشکر خواجہ سے بہت دور نکلگیا ایک مقام پر اوترا
کس لیے کہ سنا بھرے جو آیا تو دم چڑھ گیا تھا پس جیسے ہی یہ زمین پر اُترا ایک ساحر لشکر خواجہ سے مار سیاہ رو
سیاہ تاب پیشانی اسکے تعقب مین آتا تھا وہ پکارا کہ اے بجرین جادو یہ چوٹا جانے نہ پائے یہ سنکر
ہنود نے پھر چاہا کہ مین اوڑ جاؤن لیکن ایک جانب بجرین اور ماہی پریزاد دوسری جانب سے دریا
پر ابھر آئی اور ماہی تیر کی طرح سیدھی جست کرکے چلی ہنود اوڑنے نہ پایا تھا کہ یہ اُسکے سینے پر لگ کر
پشت کے پار نکل گئی اور تڑپ کر پھر دریا مین گئی ادھر شور اُس کے مرنیکا بلند ہوا کہ مارا ہنود جادو کو اندھیرا
ہوگیا لاش کے سر سے دھوان پیدا ہوا اوس تاریکی مین عیاریان تو بھاگ کر دُرہ پہاڑ مین چلی گئین اور د ■
دھوان لاش مین لپٹا اور اٹھا کر جانب افراسیاب چلا دریا پھر اوسی طرح گھٹ گیا اور مار سیاہ نے خدمت
خواجہ مین آکر تمام ماجرا بیان کیا کہ اس طرح عیاریان نکل گئین اور ہنود مارا گیا خواجہ خاموش ہو رہے لیکن لاش
ہنود دھوان لیے ہوئے جاتا تھا کہ راہ مین صنعت نے اسکو دیکھا کس لیے کہ یہ جو شکست کھاکر بھاگی تو
صحرا مین ٹھہری تھی اور کچھ جبلی فوج اُسکے پاس جمع ہوتی جاتی تھی چنانچہ نعش مذکور کو جاتے دیکھکر اسنے سحر پڑھا
کہ وہ زمین پر اوتر آئی اور بزور سحر کے حال اسکے قتل کا معرض بیان مین لائے یہ جملہ حال سنکر لاش اپنے ہمراہ لیکر خدمت
افراسیاب مین گئی وہ بیابان نرگس سے اٹھکر باغ سیب مین آیا تھا یہ جاکر پہونچی اور حال قتل ہنود اور

اپنا شکست کھانا سب بیان کیا بادشاہ اس ساحر کے مارے جانے سے بہت غضبناک ہوا اور اُسی وقت
اوٹھا کہ اس ناعیار عمرو مکار کو ابھی جاکر گرفتار کیا تو نام اپنا شہنشاہ ساحران زنکالیں بحالت غضب شعلہ بنکر
چمکتا ہوا لشکر خواجہ کی طرف چلا یہ تو ادھر سے چلا اوس طرف کا حال سنیے کہ ملکہ بران خواجہ کو طلسم ہوشربا مین
پہونچاکر جو پھری تو اُسی راہ سے قلعۂ ہفت رنگ مین آکر مسند ناز پر بصد تمنا بیٹھی مگر مفارقت خواجہ سے ملول نہ
غمگین تھی اور شاہ کوکب بعد رخصت عمرو سرے جہانبانی پر وارد تازہ طلسم مین آکر رونق پذیر ہوا لیکن بیضہ
عقاب جمشید طلب کرکے حال خواجہ معائنہ کرنے لگا جملہ کیفیت بخچن سواری اور جنگ وغیرہ کی دیکھکر خوشنود تھا
یہان تک کہ مارے جانا ہنود کا بھی اُس بیضہ مین دیکھا اور از بسکہ روشن ضمیر لقب رکھتا ہے یہ بھی بزور کہانت معلوم کیا
کہ جب لاش ہنود کی افراسیاب پاس پہونچیگی تو وہ خود عمرو کو گرفتار کرنے آئیگا پس یہ دریافت کرکے
فوراً اسنے ایک نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے مہر عالم افروز سپہر عیاری و اے ماہ سپہر عظمت وکامگاری آپ مجھ سے
وعدہ ایک روز کا فرماکر تشریف جانب لشکر لے گئے تھے گو وہ دن اور رات تمام نہین ہوئی مگر مناسب یہ ہے کہ
بعد ملاحظہ نامۂ احقر جلد تر نہضت فرما اس جانب ہو جیئے وہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایسا ہے تو پھر چلے
جائیےگا دوسرے یہ کہ لڑائی فتح کرکے ہر ایک سے مل چکے پھر وہان ٹھہرنے سے کیا حاصل ہے لازم ہے کہ اس
نیاز کیش کو قدوم سعادت لزوم سے سرفراز و ممتاز فرمایئے زیادہ شوق ملاقات دامنگیر ہے یہ نامہ ایک پنجہ کو سحر کرکے دیا
کہ طلسم ہوشربا مین عمرو کے پاس لے جا اور ایسا افسون پڑھا کہ پنجہ آن واحد مین عمرو کے پاس پہونچا اور نامہ
دیا خواجہ نے مہر اُس پر کوکب کی دیکھی بصد شوق وا کرکے مضمون پر واقفیت پائی اور مہرخ وغیرہ سردارون
سے کہا کہ خدا حافظ لو اب مین جاتا ہون شاہ کوکب نے کچھ مصلحت جانکر مجھکو طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ
کہہ کر وہ مرکب جو بران نے نذر ساتھ کر دیا تھا اور کہا تھا کہ جب آنا تو اس گھوڑے پر سوار ہو کر آنا یہ راہ طلمات سے
آگاہ ہے تمھین کچھ ہی دیر مین میرے پاس لے آئیگا پس وہی مرکب کو آراستہ کراکر طلب فرمایا اس عرصہ مین
سمند روز عرصۂ عالم سے طرارہ بھر کر نظر مردم دہر سے غائب ہوا اور توسن گلگون خورشید دست سپہر طے کرکے غرب کے
تھان پر گیا کہ بموجب

ابیات

یکایک مثل بخت ناتوان مین
ہوا خورشید پھر محتاج تسکین
رِدا سے شام پھیلی جانب خاک
نگاہون سے چھپے سامان افلاک

شام ہوتے ہی خواجہ سے مہرخ و بہار وغیرہ نے کہا کہ آخر آپ جاتے ہین
ہم روک نہین سکتے مگر ہمارے ساتھ ایک عرصہ گذرا کہ آپنے کھانا نہین نوش فرمایا اسوقت کچھ تناول کیجیے خواجہ نے
انکی خاطر سے توقف کیا اور مہرخ نے خاصہ طلب فرمایا بکاولون نے دسترخوان دیا و بریان پر اغذیہ لذیذ طعام
شیرین و نمکین کو بصد تمیز چنا خواجہ بہار وغیرہ کو لیکر دسترخوان پر آئے ادھر طرف کوکب نے آمد خواجہ مین
دیر ہونے سے پھر بیضہ عقاب دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ کے آنے مین توقف کیا ہے اور افراسیاب اپنے مقام سے
انکی گرفتاری کو روانہ ہوا ہے یہ معلوم کرکے اپنے سردارون سے کہ جو حاضر دربار تھے فرمایا کہ کہلے قیصر جادو

اے لنسران جادو اے فلان و فلان تم مین سے کوئی ایسا ہے جو افراسیاب کو جاکر روکے اور عمرو کو بچائے کس لیے کہ عمرو قید ہوا چاہتا ہے اور اب کی اسیر ہوا تو مارا جائیگا یکلخت جادوگرون دربار سنکر عرض پرداز ہوئے کہ آپکے ہم تابعدار ہین جان دینے مین ہمکو عذر نہین لیکن شاہ جادوان ہم سے رک نہ سکیگا کوکب نے یہ سنکر کچھ سحر پڑھا اور دستک دی کہ نگاہ مردم سے ناپدید ہوا اور مثل برق جہندہ یہ بھی لشکر عمرو کی طرف چلا لیکن افراسیاب مثل شعلہ جوالہ پیچ و تاب کھاتا ہوا کنارہ لشکر عمرو کے پہونچکر ٹھہرا اور زمین پر لوٹنے لگا اور آدھا پلنگ اور آدھا پہاڑ بنکر تیار ہوا اور آگے بڑھا پچھلا دھڑ جو مثل کوہ کے تھا ایسا بلند و گران تھا کہ جتنی بلندیان روے زمین کی تھین سب اسکے نیچے تھین خیمہ و خرگاہ و چبوترہ و دکانات و بازار لشکر و نشیب و فراز سب کنکر پتھر ٹیلے ٹیکرے اُس پہاڑ کے دب کر سرمہ سا ہوتے تھے ایسا کالا پہاڑ تھا کہ عالم عالم اُس کے عکس سے تاریک و سیاہ تھا ملک عدم کی وہ کوہ راہ تھا آسمان ہیبت زمین پر تھا بلیات دنیا نے جمع ہو کر اس صورت سے اپنے تئین نمودار کیا تھا یا یہ کہ آفتون کا وہ گھر تھا دل کوہستان اوس سے آب آب کوہ فلک کو یہ رفعت دیکھکر اضطراب گاو زمین کی اس گرانی سے کمر ٹوٹی جاتی لنگر اُٹھانے کی تاب لاتی قلہ کوہ خاطر آسمان کے پار ہو جاتا تو عجب تھا دل رعد و غبار مین لسان خارغم یہ کوہ گراں تھا پچھلا دھڑ تو یہ صورت رکھتا اور اوپر کا جسم چیتے کا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا کہ درہ کوہ سے چیتا نکل رہا ہے گر وہ چیتا ہے جسکو دیکھ کے اسد چرخ چونکا او چیتا ہے ضیغم چرخ جبڑا ناکیسا اُس کے سامنے سے مثل سگ دُم دبا کر بھاگا چاہتا تھا گاو آسمان تو یہ جانتا تھا کہ میرا تو اب ایکسہی نوالہ ہے فوج فلک کو خیال تھا کہ مین طعمہ بنا چاہتا ہون اس صورت مہیب کو دیکھ کر لشکر خواجہ مین شیر دل گھبرائے پہلوتون کو غش آئے ہزبران بیشہ شجاعت تھرائے قوی پنجہ خوف سے وہ ضعیف ہوے کہ مور بنگئے دہشت سے صاحب زور روباہ بنگئے دل ہر ایک کے دو نیم تھے گرفتار رنج و بیم تھے **نظم**

وہ پچھلا دھڑ تھا اُسکا کوہ آسا
مگر وہ سنگ اسود سے بنا تھا
قوی مانند کوہ و سخت خونخوار
بشکل قصد آپہونچا وہ نزدیک

شب آسا ہو گئی تاریک دنیا
بنا سر سے کمر تک تھا وہ چیتا
ستمگر تیرہ دل بدخو ستمگار

بشکل رنگ زنگی اسکو پایا
فلک گر دیکھتا اسکو نہ جیتا
بہت تھا مجتنب عاشق سے بجلی ریک

جب اس صورت سے شاہ جادوان لشکر خواجہ مین در آیا لشکریان شیر توان ساحران اژدہا صورتان اُسپر لپٹا لیبنا کہکر چلے آئے اُسنے ایک نعرہ جانستان ایسا مارا کہ شیران ژیان صحرا مین دُم دبا کر کتے کی طرح کچھار سے رو بفرار لائے سیمرغ قلہ قاف مین پھڑ پھڑا گیا نسر طائر سپہر کو آشیانہ افلاک مین غش آگیا جتنے لشکری تھے سب بیہوش ہو کر فرش خاک ہوے دل سینون مین چاک ہوے لشکری تو بیہوش ہوے لیکن خفتگان زمین قبرون مین چونک پڑے کہ صور قیامت پھونکا گیتی کو زلزلہ آیا اس نعرہ مارنے پر بھی باران جو ابر بنا ہوا دریا سے ماہی پر برادر چھایا تھا گرد گرداتا جانب شاہ جادوان چلا اور دریا کو بڑھاتی ہوئی ماہی بھی چلی شاہ جادوان نے دوسرا نعرہ ایسا مارا کہ یقین تھا سقف گردون پھٹ پڑیگی ایوان جہان ڈھے جاے گا باران کا زہرہ آب ہو جاتا تو عجب نہ تھا ماہی کا دل پانی پانی ہوتا تو کیا بعید تھا مگر یہ دونو وابستہ

طلسم نورافشان میں ان کے گرفتار کرنے کو اور تحفہ طلسم ہے کہ حال اسکا بیان ہوگا غرض دوسرا نعرہ جب شاہ جادودان نے مارا تو ابر سمٹ کر مثل ملک مختصر کے ہو کر کنارے ہو گیا اور دریا بھی گھٹ کر حقیر کی طرح بنا افراسیاب نے دہن سے پنجہ پلنگانہ اپنا دراز کیا اور جس بارگاہ میں کہ عمرو بیٹھا کھانا کھا رہا تھا اسکا سرا پنجہ پنجہ سے پھاڑا اور پنجہ خواجہ پر ڈالا مہرخ و بہار و ناف زمان وغیرہ دوسرا نعرہ شاہ کا سنکر بیہوش ہو گئی تھین کسی مین دست و پا ہلانے کی طاقت نہ تھی مثل تصاویر آذری و لعبتان چین بے حس و حرکت تھین اور عمرو بوجہ تحفہ ہاے کوکب بیہوش نہ تھا مگر ایسا خود فراموش تھا کہ نہ بھاگ سکا نہ کلیم اوڑھ سکا جس طرح بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا پنجہ نے گردن پکڑ کھینچا اور باہر بارگاہ کے لا کر پھرا کہ جانب باغ سیب روانہ ہوں مگر رخ پھیرتے ہی ایک شیر غران کو دیکھا کہ اوپر کا جسم شیر کا اور جسم پایین مثل آسمان تمام عالم پر چھایا تھا برج اسد گویا اوتر آیا تھا فلک ستمگار اپنا خونخوار ہونا جتاتا تھا کہ شیر بنکر زمین پر آیا تھا کہ بہت وہ آدھا جسم اسکا آسمان تھا فلک زیر فلک پیدا ہوا تھا کہ نہیں اوس شیر آسمان پیکر نے آتے ہی پلنگ کے طمانچہ مارا پلنگ نے پنجہ پر اُس تھپیڑ کو روکا اور عمرو کو زمین پر رکھ کر ایک دو ہتڑ زمین پر مارا کہ زمین سے شعلہ چمک کر شیر پر چلا شیر نے اوس شعلہ کا بھی خیال نہ کیا اور تڑپ کر عمرو پر آیا اسکو پنجہ مین داب کر اس زور سے دھکا مارا کہ آتش لرز کر پھر زمین مین سماگئی پلنگ نے یہ دیکھ کر ایسی چیخ ماری کہ دنیا دہل گیا شیر نے بھی نعرہ جانستان کیا کہ ارض و غبرا مین زلزلہ پڑ گیا

اب تو باہم طمانچہ چلنے لگا طمانچون سے آگ نکلنے لگی نظم

کیا نعرہ قریب شیر جا کر
بشکل بار اک گنجہ سا پیدا
ہزارون رنگ کے دیو ستمگار
کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ

لگا چلنے طمانچہ پنجہ برابر
بلائین آئین پھر چارون طرف سے
ہوے پیدا بھڑے آپس مین اکبار

یک مثل زبان ہر سُو سے ہویدا
ہزارون ابر چھائے اور برسے
بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ

غرض یہ ماجرائے ہیبت نہ کہا جائے بیان ہو کبھی آپس مین تلون چلین کبھی طمانچے چلے اوس گرمی جنگ مین شاہ جادودان نے اپنے بازو سے ایک تختی کھول کر سامنے کوکب کے کی اُسنے بھی فوراً اپنے بازو پر کا اکہ اوتار کر اُسکو دکھایا ادھر یہ چیخ مار کر چلا اور بیہوش ہوا اُس طرف وہ پنجہ دہو کر گرا یہ دو بیہوش ہوے زمین سے پریزادین افراسیاب کے نیچے پیدا ہوئین اور دوسرے کے سینے سواران زرین پوش رو ے ہوا سے اُترے لیکن قران عیار صحرا مین ہمیشہ رہتا ہے اُسوقت غوغا سُنکر لشکر مین آیا اور ایک طرف سے برق بیہوش ہونے سے بچ رہا تھا وہ بھی آیا اور افراسیاب کو بیہوش دیکھ کر خنجر کھینچ کر دونون چلے کہ مار ڈالین مگر پریزادون نے پچکاری گلاب و کیوڑے کی بھری تھی جو شاہ جادودان کے ماری تو وہ اوٹھ بیٹھا عیار بھاگ کر ایک طرف چلے گئے اور کوکب سواران زرین لباس پہلے ہی ہوشیار کر چکے تھے وہ عمرو کو لیکر روانہ ہو چکا تھا شاہ جادودان ہوش مین آیا کسی کو نہ پایا پکارا کہ اس لشکر باشکستہ کو جو میری ایک چیخ سے بیہوش ہوا ہے کیا ہلاک کرون یہ کہہ کر ایک قہقہہ مارا اور کہا وہ جنگلی میرے سامنے سے

بھاگ گیا ورنہ مارا جاتا غرضکہ بڑی دیر تک لات وگزات کے سحر خوان ہوا کہ ہوا سے تند کے جھونکے آئے اور تمام لشکر
مہرخ وعمرو کا مع سرداروں کے ہوشیار ہوا اور شاہ ہر ایک کو ہوشیار کرکے غائب ہوگیا ہر ایک لشکری سجدۂ شکر خدا
بجالایا اور مہرخ سے قران وبرق نے آکر سارا ماجرا جنگ ضیغم وپلنگ کا بیان کرکے کہا کہ مقررہ وہ خیر شاہ
کوکب تھا جو خواجہ کو آکر رہا کرے گیا یہ حال سُنکر ہر ایک کو خواجہ کی جانب سے اطمینان ہوا کہ وہ بخیریت ہیں
پس ہر ایک بدستور قدیم آباد وشاد ہوکر قیام پذیر ہوا اُدھر شاہ کوکب جو عمرو کو لے گیا تو وہ اس ہنگامہ سے
بیہوش تھا شاہ مذکور اسکو لیے ہوے اُس مکان میں آیا کہ جہاں بران رہتی اور خواجہ بھی وہین رہتے تھے لیں ہان
آکر بادشاہ نے ایسا سحر پڑھا کہ بران مع تمام اپنی انیسون کے بیہوش ہوگئی اور بادشاہ نے بارہ دری میں
آکر خواجہ کو ایک کمرے میں پہونچایا وہین خواجہ سویا کرتے تھے جبتک یہاں مہمان آئے تھے چنانچہ اُس کمرے میں پلنگڑی جواہر نگار
بچھی ہوئی تھی اُسپر خواجہ کو لٹا کر سحر اُن پر سے شاہ جادوان کا برطرف کیا اور آپ غائب ہوکر مقام پر چلا گیا دارالامارۃ
مین آکر تخت پر بیٹھا وہاں بعد کے بران جو اوٹھکر اندر اس کمرے کے آئی دیکھا کہ عمرو وو شالہ اوڑھے لیٹا ہی
حیران کار ہوکر قریب گئی اور دوشالہ اُٹھاکر جو دیکھا تو خواجہ کو پسینے پسینے پایا اُسنے ہاتھ تھام کر اُٹھایا عمرو نے
بھی ملکہ موصوف کو دیکھ کر اور اپنی جائے سکونت کو دیکھکر استعجاب کیا کہ میں یہاں کیونکر آیا ملکہ نے اُسکو متعجب دیکھ کر
کہا کہ اے شاہ عیاران آپ متفکر ہون ضرور آپ کو شاہ کوکب یہاں لائے ہین خواجہ نے کہا مجکو افراسیاب
نے چیتا بنکر پنجے مین دبایا تھا میں بیہوش ہوگیا پھر مجکو نہیں معلوم کیا ہوا ملکہ نے کہا مین آپسے سب کہدونگی اب
اس وقت چُپ ہو رہیے یہ کہہ کر خوشی خوشی خواجہ کو لاکر زیر سائبان زرین مسند پہ بٹھایا باغ کی روشنی اور بہار
گل وغنچہ دکھانے لگی جام مے ارغوانی پلانے لگی اس عرصہ مین سحر کا ایک پتلا اوڑتا ہوا آیا اور ملکہ کو تسلیم کرکے
نامہ کوکب دیا ملکہ نے نامہ پڑھا اسمین کل کیفیت جنگ افراسیاب کی اور عمرو کے لانے کی لکھی تھی جسکو سنکر
عمرو بھی مطمئن ہوا کہ مہرخ وغیرہ سب خیریت سے ہین کیونکہ اسکو یہ فکر تھی کہ مجکو تو کوکب لے آیا ہے وہان
افراسیاب نے لشکر میرا برباد کیا ہوگا فی الجملہ اُس نامہ مین یہ بھی مضمون تھا کہ اے فرزند افراسیاب کا
ایلچی طومطراق میرے طلسم کی ظلمات کی طرف سے آتا ہے تم اُسکو بلوا کر بموجب اس قول کے کہ ایلچی راز دوا ے
نیست عزت اوسکی کرنا اور اگر وہ نامہ تحقین نہ دے تو زبانی ذکر نامہ میرے پاس بھیجدینا یہ مضمون فیض مشحون
نامہ خیر ختامہ بدرگاہی قدر پڑھکر ملکہ بہت خوشنود ہوئی پتلے کو رخصت کردیا اور بقیۂ شب حکم جمع ہونے جلسۂ عشرت دیا
مرزان وزیر بھی حاضر ہوا ارباب نشاط گائین خوش گلو زہرہ پیکر آکر ناچنے گانے لگیں ہنگامہ انبساط گرم ہوا جام
شراب چلنے لگا اسی جلسۂ مسرت میں وہ رات تمام کی اور ساغر زرین مہر انجمن افلاک پر ساقی قدرت نے گردش پذیر
فرمایا کہ بیت

بنے اختر حباب چشم جانان	نظر آسا ہوے نظروں مین پنہان

صبح کو بعد فراغ طاعت آلہ خواجہ وملکہ نے آرام فرمایا اُس ہنگام شب سے سحر تک شاہ افراسیاب سینہ آسا

بستر آتش غم پر جلا کیا اور صبح کو وقت کسطرح اٹھکر ظلمات مین جاکر بیٹھا دل سے سوچا کہ کوکب بچہ سے برابری کر گیا
جو حال تیرا ہوا وہی اسکا بھی ہو اب سحر ایسا کرنا چاہیے کہ حریف ہلاک ہو چنانچہ اسی فکر مین مستغرق ہے اب چند
کلمہ لشکر ظفر پیکر صاحبقران نامور کے بیان ہوتے ہین کہ امیر بارگاہ آسمان جاہ مین باعشرت تمام تشریف
فرما ہین۔ اور لقا لعنتی بے بقا راندۂ درگاہ خدا زمرد شاہ تخت نکبت پر اندر قلعہ کے بیٹھا دربار جمع ہے اور
صبا و بلا بھی حاضر خدمت ہین بختیارک شیطنت کر رہا ہے چنانچہ صبا و بلا کو اُس شیطان نے پھر اغوا کیا یعنے
بیٹھے بیٹھے اٹھکر چلا لقا نے پوچھا کہان جاتے ہو کہا رات بھر خدا پرستون کے غوغا سے نیند نہین آئی ہے اسوقت
کسی جنگل مین جاکر سو رہونگا یہ کلام سنکر صبا و بلا نے کہا ملک جی ٹھہر جاؤ ہم بھی چلتے ہین اُسنے کہا تم ابھی ٹھہرو ایکی
مرتبہ جنگل آباد کرنا چاہین سے پاؤن پھیلا کر خواب عدم مین سونا ساحر یہ کلمہ سنکر خفیف ہوے اور کہا ہم شاہ جادوان
کے مدد پہنچنے کا انتظار کر رہے ہین خیر اب طبل جنگ بجواؤ ہم آپ سمجھ لین یہ کہکر چاہتے تھے کہ حکم طبل رزم بجنے کا دین کہ
ہرکارے خبر لیکر سامنے آئے اور بعد دعا و ثنا کے لقا عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر زہیر بن قہر نام فرستادہ
شاہ طلسم فوج کثیر سے آتا ہے واقعی بڑا پہلوان معلوم ہوتا ہے یہ کہکر ہرکارے چلے گئے اور لقا نے منصور
کوہی وغیرہ چند سردارون کو بہر استقبال روانہ کیا یہ سردار گئے راہ مین ساحر مذکور سے ملاقات ہوئی باعزاز تمام ہمراہ
لیکر بارگاہ مین آئے لشکر اُسکا اترا اُسنے سامنے آکر خداوند کو سجدہ کیا اور تخت خداوندی کو بوسہ دیکے بلاگردان ہوا اور
دنگل پر بیٹھا بختیارک بھی ملا اوسنے بہت کچھ شیطنت کی اور کہا تم طلسم ہوشربا مین بالکل بیکار تھے اس لیے
خداوند پر تیل ماش ہونے چلے آئے اُسنے کہا ملک جی گھبرا گئے کیون ہو آج میرے نام سے طبل رزم بجواؤ کل سر میدان
تماشا دیکھو ملک جی نے کہا جلدی کیون کرتے ہو ایک دن تو جی بھر کے دیدار خداوند دیکھو پھر آخر تم کہان اور خداوند کہان
اُسنے کہا ملک جی یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین آخر فنا آخر فنا یہ کہکر حکم دیا کہ ساقی نے لاکر جام مے زہیر بن قہر کو دیا دور
ہونے لگا شام تک شغل بادہ خواری رہا جب آفتابی ساغر طاق مغرب پر رکھا گیا کہ بیت بہار شام نے پیدا کیا
رنگ + ہوئی ظلمت لباس صاحب ننگ + شام ہوتے ہی طبل جنگ پر لشکر ساحران مین چوب پڑی ہرکارے
خبر لیکر سامنے بادشاہ اسلامیان کے آئے اور مجرا کرکے عرض پیرا ہوے کہ ایک ساحر بارگاہ لقا مین تازہ وارد
ہوا ہے اُسکے نام سے طبل جنگ بجا ہے یہ خبر سنکر امیر نے حسب ایماے شاہ چالاک کو اشارہ کیا اوسنے جاکر
نقارۂ سکندری پر ضرب طبل سکندری دی تمام لشکر کو خبر ہوئی کہ دم بھر لڑائی ہے معرکہ آرائی ہے پس ہر ایک تیاری کرنے
لگا پہر رات گئے امیر نے بھی دربار برخاست فرمایا گو گردن کش شمشیر زن وصف شکن اپنی اپنی بارگاہ مین آئے
اکل و شرب سے فراغت کرکے اسلحہ کی درستی مین مصروف ہوے طول ہر مقام کا نہین اچھا ہے چار پہر رات ہر سمت
شور تیاری حرب رہا جب خنجر مہر کو ترک دہر نے سان پر چرخ کے چڑھایا کہ بیت ہوا پھر صبح کا شعلہ شرربار +
اوڑا اختفا صفت رنگ شب تار + امیر کشورگیر نماز سے فراغت کرکے بیٹھے تھے کہ مقبل نے صندوق اسلحے کا لاکر
سامنے رکھا آپنے تمام تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر اپنی آراستہ فرماکر باہر مسجد کے آکر خانۂ زین اشقر

کو منور و روشن مثل آفتاب تابان فرمایا بہرام و لندھور وغیرہ نے آگے تسلیم کی آپ ہر ایک کو ہمراہ لیکر جلوخانہ بلوریں
شہنشاہ اسلامیان مین آئے بادشاہ بھی مشتاق جنگ تھے بہت جلد برآمد ہوئے عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اٹھا
حضور عالم پناہ تشریف فرما ہوئے ہزارہا فانوس میناکار اور پنجشاخے دوشاخے روشن تھے عود سوز و عنبر سوز جلتے تھے
نرگس دانون پر عود برکی کا بکشا جھنکتا ہوا انبر اشہب کی آواز بلند اسی طرح جب شاہ اخبند مود ہوئے امیر نے آگے
بڑھ کر مجرا کیا بادشاہ نے ہاتھ سینہ پہ رکھا سوار ہونیکا اشارہ فرمایا امیر سوار ہوئے بمرتبۂ صاحبقرانی چالیس قدم تخت سے
آگے چلے اور تمام سردار تہمتن و گرز زن مجرئی ہو کر گرد شہنشاہ دستہ دستہ گروہ گروہ انبوہ انبوہ روانہ ہوئے اب تو
بڑے کروفر سے سواری شاہ گیتی پناہ کی روانہ ہوئی کہ ایک طرف عیارون کے غول دھمدھمیان بجاتے شلنگین بھرتے
نکندون کے پیچھے باہم چلتے حقہ ہائے بیہوشی اور چلتے جاتے تھے ایک جانب پیادہ پلٹنون مین مسل چھائے سوار
رسالون مین گھوڑے برابر ملائے چلے آتے تھے نوبت و نقارے بجتے تھے چرخ کا دُکرتے فیلون کا بولنا گھوڑون کے
ہنہنون کی صداسون کے گرد اسکی آواز خوف سے ترک فلک کا مزاج ناساز غرضکہ بصد تجمل جا نگاہ مصاف
پہ یہ لشکر دلاوران پہونچا صفین جمنے لگین قلب لشکر مین سر پر شاہ زمان قائم ہوا ابلادرنج زمین رن کی ہوا کی تیزو اور دیکھ
جھاڑی جھنڈی کاٹ دی میدان مثل آئینہ کے پاک و صاف نظر آیا روئے شجاعت اُس آئینہ مین ہر بہادر نے
دیکھا اُسوقت دروازہ قلعہ کوہ عقیق کا کھلا اور سواری لقا کی پیدا ہوئی تخت ہاتھیون پر کچا ہوا گرد اون ہاتھیون
کے ساٹھ لاکھ کا لشکر دریائے آہن مین ڈوبا ہوا ظاہر ہو کر میدان مین آیا ایک طرف سے ساحرون نے پرا جمایا
بلائے جادہ سحر کے جنگل مین سوار صبا پہلو مین دونون رو متخل بوس و کنار ہمراہ فوج بیشمار لیے کوئی گروہ اژدر
سوارون کا کوئی غول ببر سوارون کا یہ سب ایک جانب کی آکر صف کشیدہ ہوئے پھر زہر کی آمد ہوئی اُس کے
ساتھ کے ساحر صورتین ڈراونی بنائے تھے بال ڈاڑھی مونچھ کے ایسے بڑھے تھے کہ چہرے اونکے چھپے تھے بعض
اونمین جوگی بنے گیروے کرتے پہنے تہمد باندھے بال سر کے اونکے لٹکے سر مین گوھرت لکڑیون پر جوتیان
ٹھائے تونبیان منھ سے لگائے تھے بعض تخت سحر پر سوار ساحر مشعل سلگائے ٹکی لکڑی کی بنائے جوت کا دیا
جلائے تھے کسی کے ترسول مین فلیتہ روشن ترسول منھ مین اُترتا ہوا حلق کے پار گذرا ہوا منھ سے تیل نکلکر اوپر
کو چڑھتا فتیلہ تیز ہو کر بھڑکتا اُسکی لو سے تیلا آ فتادک نکلتا عجیب و عجیب وہ کہ کر غائب ہو جاتا
غرضکہ یہان کروفر سے جملہ لشکر آمادہ بہ شور و شر ہوا میمنہ و میسرہ و ساقہ و کمینگاہ ادھر بھی درست ہوکر نقیب
جانبین سے نقابت نکلکر کر گئے ادھر زہر نے اپنا مرکب اوڑا کر سامنے لقا کے آکر سجدہ کیا اور اجازت طلب
کی اوس روسیاہ نے گونجوا کر فیل پر سے نہیب دی کہ اے بندۂ قدرت تجکو بید قدرت کے حوالہ کیا یہ سن
صدا کو سنکر شاد و شاد پھر سوار ہو کر میدان مین آیا اور مثل مبارزان صف شکن سلحشوری دکھا کر مبارزطلبی کی اُس
طرف قوم دشقیون مین علمون کو جلوہ ملا اور شہزادہ ملک دمشق ہام بن ہومان دمشقی نے گھوڑا اوڑا کر سامنے
تخت شاہ اسلامیان آکر مرکب سے کود پایہ تخت کو چوم کر اجازت میدانداری حاصل کی اور مرکب باد بپا ڈپٹا کر

قریب حریف جا کر طالب حرب ہوا اوسنے دشمن تو کچھ افسون پڑھا اور بظاہر تلوار کا وار کیا اس بہادر نے سپر پر
اُس شمشیر آبدار کو روکا لیکن تیغ کی ہوا وہ زہر آلود تھی کہ بیہوشی طاری ہوئی ساحر مذکور نے تلوار نیام مین کر کے ان کے
گھوڑے سے گھوڑا ملا قاش زین سے اس دلاور کو اُٹھا زمین پر مارا اور لشکریون کو اپنے پکارا کہ وہ آ کر باندھ لیگئے
پھر اُس ساحر خاسر نے آواز دی کہ اے فرقۂ خدا پرستان اور رزم مین جسکی اجل نزدیک آئی ہو وہ آئے اس صدا
کو سنکر سرداران ملک دمشق مین تار بندھا یکے بعد دیگرے شاہ سے اجازت لیکر مقابل آنے لگے لیکن جو آیا وہ گرفتار
ضرب دادۂ تیغ سحر ہوا المختصر یہ کہ کئی سو سردار ملک شام کا گرفتار بلا ہو کر قید ظلم مین پھنسا اور بہت لوگ جان سے
مارے گئے اور از بسکہ سرداران مذکور صفوف لشکر سے سبقت کر کے نکلتے تھے امیر کے نکلنے کی نوبت نہ آئی آخر
وہ دن تمام ہوا شاہ خاور کا میدان سپہر مین کام ہوا کہ **بیت** اک ابر نیلگون مغرب سے آیا + فروغ مہر دامن
مین چھپایا + شام کو لشکر **لقا** مین طبل آسائش بجا لشکر جانب خوابگاہ پھرے **لقا** نہایت شادان و فرحان
ساحر پر سے زر نثار کراتا پھرا بارگاہ اُسکی نصب ہوئی لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا ادھر امیر رنجیدہ خاطر
مراجعت فرما کر داخل بارگاہ ہوئے عیاران لشکر نے جو امیر کشور گیر کو اُداس دیکھا عرض کیا کہ جناب! قدسی و اعلیٰ
کسی طرح دلگیر نہون غلامان جان نثار جاتے ہین اور اون نابکار ساحران غدار کا سر مین پڑتا ہے تو لاتے ہین -
امیر نے کچھ جواب نہ دیا عیار امید پا کر روانہ ہوئے یہان کچھ دیر بادشاہ اسلام تخت نشین رہے پھر دربار برخاست
فرما کر داخل شبستان ہوئے سردار خوابگاہ مین آئے طلایہ لشکر مین پھرنے لگا اودھر **لقا** نے ساحرون کے لیے
حکم اجتماع جلسۂ عیش و مسرت دیا ہے کامنین خوش آواز بصد کرشمہ و ناز عمدہ عمدہ ساز لیکر حاضر ہوئی ہین دور شراب
ناب ہے جلسۂ چنگ و رباب ہے **بلا** سے جادو تو محفل مین بیٹھا لیکن **صبا** غائب ہو گئی ہے کیونکہ وہ غائب
رہتی ہے زہر بھی پہلوان بنا ہوا بیٹھا ہے خوب ہی جلسہ جما ہے زہر کے لیے سامنے بارگاہ خداوند کے
خیمۂ زرلفتی استادہ ہوا ہے جملہ سامان راحت اسمین مہیا ہے کہ اس جگہ وہ بارگاہ سے آرام کریگا فی الجملہ
اس خیمہ کے آراستہ کرنے کا جنھین انتظام سپرد تھا عیاران لشکر اسلام مین سے دو عیار یعنی **چالاک و ابوالفتح**
صورتین فراشون کی ایسی بنا کر اونھین مین آ رملے اور حاضر رہے جب رات زیادہ گئی زہر بارگاہ خداوند
سے اُٹھ کر اوسی خیمہ مین بہر آرام آیا اور پہلے آ کر مسند پر بیٹھا شراب پینے لگا ناچ دیکھنے لگا اتفاق زمانہ بلا
جو دربار سے اُٹھا وہ بھی آواز گانے کی سنکر اُسکے خیمہ مین آیا اوسنے تعظیم دیکر مسند پر بٹھایا یہ ظالم اعلم جو بیٹھا
ہر سمت بیک نظر دوڑانے لگا کس لیے کہ عیارون کی حرکات سے خوب آگاہ ہو چکا ہے پس اسنے دیکھا کہ کنول
بجھانے نے کہ جو فراش آیا ہے یہ عیار ہے اور واقعی **چالاک** شمعون پر بیہوشی گل کرنے کے حیلے سے اور
گلاسون مین نے کے ذریعہ پہونچا رہا تھا اوسنے پہچانکر سحر پڑھا کر بانون **چالاک** کے زمین نے پکڑ لیے
بلا نے ایک ساحر سے کہا کہ اس فراش کو پکڑ لا وہ ساحر اوٹھکر اسیر کر کے اُسکو سامنے لے گیا یہ ماجرا دیکھکر
عیار **ابوالفتح** جلد خیمہ سے نکلگیا اور وہان زہر نے بلا سے پوچھا کہ بھائی یہ کون ہے جسکو تم نے گرفتار کرایا

یہ سنکر وہ بہت ہنسا اور کہا یہ وہ ہین جنھون نے گھر ساحرون کے اوجاڑ دیے بستیان ویران اور برباد کر دین خاندان
ساحرون کے دودمان ساحری پرستون کے باقی نہ رکھے عیار انکا نام ہے یہ وہ افعی ہین کہ انکی نگاہ زہر آلود سے کام ہمارا
تمام ہے یہ کہہ کر اُس ساحر سے کہا کہ اسکو باہر خیمہ کے لے جا اور سر کاٹ کر لے آ یہ حکم سنکر وہ ساحر چالاک کو کشان
کشان باہر خیمہ کے لایا اور عازم قتل ہوا اُسوقت ابوالفتح جو باہر بارگاہ کے پہلے سے آچکا تھا یہ حال اپنے بھائی کا
دیکھ کر جلد ایک ساحرہ کی صورت بنا اور بال پریشان کرکے زار زار روتا پیٹتا لاکھون کوسنے عیارون کو دیتا آیا ساحر
جو چالاک کو قتل کرتا تھا اسنے اوسکو دیکھ کر پوچھا کہ تو کون ہے جو گریان و نالان چاک گریبان مثل ماتم زدگان
ہے اوس ساحرہ نے اسکی بلائین لین اور خوب روئی اور کہا بیٹا مین مصیبت زدہ کیا اپنا حال کہون اس موے
نے کہ جسکو تو قتل کرتا ہے میرے کلیجے مین ناسور ڈال دیا ہے میرا جوان کڑیل بیٹا اسنے مار ڈالا ہے تو اگر مجھکو اس
موذی کا لے کو دے تو بوٹیان کاٹ کر کباب لگاؤن اور انواع عقوبت و عذاب سے مارون اوس نے
اس ساحرہ کی گریہ وزاری پر رحم کرکے سحر اپنا دفع کرکے چالاک کو اُس کے حوالے کیا اور کہا جلد اس کو قتل
کرکے سر میرے پاس لا کہ بلا انتظار مین ہین ساحرہ نے اسکا بازو پکڑا اور لیکر چلی آگے بڑھ کر دونون نے نعرہ
کیا اور چمک کر مثل برق سامنے سے نکل گئے ساحر نعرہ سنکر خفیف ہو کر خیمہ مین گیا اور بلا سے سارا حال کہا
کہ اس طرح وہ عیار رہا ہو گیا بلا نے حال سنکر زہرے کہا کہ بھائی بڑا غضب ہوا وہ نا عیار اب جیتا نہ چھوڑیگا
مین یہان اب نہ ٹھہرونگا تم بھی بہت ہوشیار رہنا ورنہ مار ڈالے جاؤگے یہ کہہ کر بزور سحر غائب ہو گیا زہر کے
دماغ مین بوے کبر و غرور سمائی تھی عیارون سے کبھی سابقہ آسے نہ پڑا تھا کچھ بلا کا کہنا اسکی سمجھ مین نہ آیا بعد اوس کے
جانے کے رات تھوڑی باقی تھی دروازہ پر پہرا مقرر کرکے پلنگ پہ آکر لیٹا اور بغیر حصار سحر کیے بیخوف ہو کر سو رہا
یہان دونون عیار جو بھاگ گئے ایک مقام پہ ٹھہر کر صلاح پذیر ہوے کہ ابکی نقب دیکر اندر خیمہ ساحر کے چلیں
پھر دونون نے ہمراہیان بلا کی ایسی صورت بنائی اور قریب خیمہ آئے یہان جو چوکی پہرا دے رہے تھے انھون نے
روکا کہ تم کون ہو جو خیمہ مین اتنی رات گئے جاتے ہو انھون نے کہا ہمکو بلا سے جادو نے بھیجا ہے وہ عیارون سے
خوفناک ہین تو ہمسے فرما دیا ہے کہ تم اندر جا کر پلنگ کا میرے بھائی کے پہرا دو ایسا نہو کہ عیار آجائین پہرے دارون
نے یہ مضمون سنکر ناچار اندر جانے کی اجازت دی یہ دونون جب اندر آئے دیکھا کہ شمعین روشن ہین زہر آرام
مین ہے نفیر خواب بلند ہے یہ دیکھ کر انھون نے لوٹ ماری اور قریب پلنگ پہونچکر نے مین بیہوشی بھر کر اوس کے
نتھنون سے ملا کر پھونکی کہ وہ بیہوش ہوا یہ چادر مین اسکا پشتارہ باندھ کر سرانچہ بھاڑ کے پشت خیمہ کی طرف سے
نکلے اور طرارہ بھرتے ہوئے دار لشکر سے بچتے اوٹھتے بیٹھتے لشکر سے باہر نکلکر جنگل مین آئے اور باہم صلاح کی کہ اس خیمہ سر کو
لاد کر لیجانا کیا ضرور لازم ہے کہ سر اسکا کاٹ کر اپنا بوجھ ہلکا کرین اور اسکا بار ہستی بھی اوتر جائے گردن کا بوجھ
جائے یہ سوچ کر زمین پر رکھ کر پشتارہ وا کیا اور خنجر تیز کرکے جھپٹ کر ایک ہاتھ مارا لیکن قضا اُسکی نہ تھی
بردے ہوا صبا سے جادو رہی ہے اتفاق سے اُسوقت رات جو ڈھلی تھی تو جنگل کی بہار لطف پہ تھی وہ

کیفیت صحرا دیکھ رہی تھی عیارون کو خنجر مارتے دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا کہ بارہ خنجر کی کند ہو گئی عیار حیران ہوے
کہ یہ کیا ماجرا ہے اُسوقت ایک آواز آئی کہ با شیدا اے تیرہ سران یہ آواز سُنتے ہی عیار زمین پر گر کر اسطرح
چپکے کہ بالکل غائب ہو گئے اور حشرات الارض کی طرح رینگ کر یہ تو کسی غار و نشیب مین مخفی ہوے اور صبا
روے ہوا سے نیچے اوتر آئی عیارون کا تو فرط خوف سے تجسس نہ کیا اُس ساحر کو پانی چھڑک کر ہوشیار کر دیا وہ
اُٹھ کر حیران دیکھنے لگا کہ اس صحراے ہولناک مین مجھکو کون لایا صبا نے اُسکو بہت کچھ بُرا بھلا کہا کہ اُتنا تجھکو بلانے
سمجھایا تھا پھر بھی تو غافل ہو کر سو رہا اسوقت مین نہ بچاتی تو کام تیرا تمام تھا غرضکہ زہر کے بھی اب کان ہوے اور
وہان سے اپنے خیمہ مین آیا صبا پھر اوڑ کر غائب ہو گئی عیار ناچار پھر آئے کیونکہ وہ رات تمام ہو چکی تھی پہنے شمع نور
نے شبستان عالم مین روشنی بخشی کہ بیت کہ جب شب کا اُٹھا بستر جہان سے ؛ سحر نے منہ دکھایا آسمان سے ؛
دم سحر لقاے بد اختر سریر سلطنت پر جلوہ گر ہوا زہر اور بلا بھی آکر دنگل پر بیٹھے اور صبا بھی آئی بختیارک
کچھ تیور پہچان کر ہنسنے لگا اور کہا رات کا واقعہ ہمکو بھی معلوم ہے صبا نے اُسوقت سب حال عیارون کا بیان کیا
شیطان نے کہا بڑی خیر گذری اب بچتے رہنا نہین کام تمام ہو جاے گا زہر نے جواب دیا کہ آج ہی مین
لڑ کر فیصلہ کیے دیتا ہون یا مار ڈالا یا مر گئے عیار میرا کیا کرین گے یہ کہہ کر گویا ہوا کہ ابھی سویرا ہے اسی وقت طبل جنگ
بجوا کر لشکر تیار کرا کے مقابلہ کرنا چاہیے یہ کیا ضرور ہے کہ رات کو طبل بجے اور صبح کو کل مقابلہ ہو رات کو طبل رزم
اس لیے بجتا ہے کہ حریف ناتوان ہوشیار ہو کر درستی کر لے چنانچہ یہ حریف اس قابل ہین کہ ان کو ذرا بھی مہلت نہ دے
یہ کہہ کر بکمال لات و کبرات حکم نواختن نقارہ حرب دیا اوسی دم کوس جمشیدی لشکر لقا مین گرہ گرایا ساحرون
نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی ادھر تو یہ سامان ہے اودھر جاں نثاران ابوالفتح بارگاہ سلیمانی
مین آکے شاہ عالیجاہ اورنگ خلافت پر تشریف فرما تھے دربار معمور تھا کہ ان عیارون نے حال شبینہ عرض کیا
اسی اثنا مین جوڑی ہر کارے کی گرد مین آلودہ پسینے مین غرق مجراگاہ پر آکر ٹھہری اور بعد دعاے دولت خواہ گردون پایگاہ حال
نقارہ زنی دشمنان معرض عرض مین لائے یہ خبر سنتے ہی بادشاہ عالم پناہ نے بھی حکم جاری لشکر دیا سردار اوسی وقت بارگاہ
سے نکلکر مرکب طلب کر کے سوار ہوے بادشاہ بھی برآمد ہوے طبل و نقارے بجے دلاور جلد جلد مسلح مکمل ہوے نظم

خروش سواران و اسپان ز دشت ز بانگ تبیره همی در گذشت
دل کوه گفتی بدرد همی زمین با سواران بپرد همی
ز جوشش سواران هر کشوری ز بهر مرز و هر بوم هر مهتری
یکے باد و ابرے دران نیم روز برآمد رخ هور گیتی فروز
بپوشید روے زمین تیره گشت جهان دیده از تیرگی خیره گشت
وزان روے لشکر بکردار کوه برفتند جوشان گروها گروه
برفتند پیلان نیزه دران هم از قلب لشکر پیاده گران

همی آب گشت آهن و کوه و سنگ　　بدریا نهنگ و بهامون پلنگ
چو هر دو سپه اندر آمد بجاے　　تو گفتی که دارند دو دشت پاے
زبس نالهٔ بوق و بانگ سپاه　　زگرز یلان اندر ان رزمگاه
زمین پر ز جوش و هوا پر خروش　　هژبر ژیان را بدرید گوش
سپاه دو کشور کشیدند صف　　همه جنگ را برلب آورد کف

جب دونون لشکر میدان کارزار مین پہونچ کر صف کشیدہ ہوے زہرہ نے سامنے لقا کے آکر عرض کیا کہ مین
ایک ایک سے کہان تک لڑونگا آج مین ان مسلمانون پر حملہ کرتا ہون اوس نامرد حرصہ بزدے نے حکم دیا کہ جلد جا اور
کام ان سب کا تمام کر یہ اجازت پا کر وہ خرس تیغہ نکسیت کر گیدڑ بھبکی دکھاتا گیندا اڑاتا جانب لشکر اسلام چلا
اور پس پشت اُسکے ساحرون نے غول باندھکر حملہ کیا اور ایک طرف سے کوہیون کا لشکر چلا اور ایک سمت سے
نجانی و باختری و مشتری حصاری جملہ لقا پرست حملہ آور ہوے اور ایک طرف سے فرامرز بن نوشیروان
نے اپنی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا تمام ساسانی و گرگانی و کیومرثی و جمشیدی و میلادی وغیرہ المدد یا فلاد و
لات اعلی منات جلی کہہ کر بڑھے اور لشکر اسلام کو چارون طرف سے گھیر لیا اور زہرہ جو آگے چلا تھا اُسنے ایسا سحر پڑھا
کہ ہواے سرد روان ہوئی اور اس ہوا نے یہ تاثیر بخشی کہ اہل اسلام چپکے کھڑے اُسکو آتے دیکھکر قصد رزم نہ کرتے تھے
اور اسکو روکنے کے لیے تلوار نہ کھینچتے تھے سواے امیر با توقیر کے سب پر سحر اُسکا اثر پذیر ہوا تھا اور اُسنے صف لشکر پر
آکر قتل کرنا شروع کیا ازبسکہ اہل اسلام صاحبان زور و طاقت ہین آپ تو وار نہ کرتے تھے لیکن اسکی ضرب روکتے تھے
یہ معاملہ دیکھکر امیر نے باآواز بلند اسم اعظم پڑھا اور مرکب اوٹھا کر ساحرون پر حملہ آور ہوئے اور آواز اسم اعظم سرداروں کے
کان مین جو پہونچی سوتے سے جس طرح کوئی چونکتا ہے اس طرح ربودگی سے ہوشیار ہوے اور تیغہ و تبر و خنجر لے کر چلے
ایک طرف سے لندھور دوسری جانب سے مالک اژدر نعرہ بلند کرکے چلے پھر تو کرتبت سیرگردان۔نعمان
بن منظر منظر شاہ یمنی۔عامر شاہ رود باری سیفی ذوالیدین۔ابوالمعدن گرد۔طوق حران گرد
بہرام گرد بن خاقان چین۔علمشاہ۔قاسم۔نورالدہر۔داراب کشورکشا۔ہاشم تیغ زن
وغیرہ ہرسمت سے حملہ آور ہوے تخت بادشاہ کا بھی آگے بڑھا تیغ تیز کی روانی کا وقت آیا دلاوروں کی جانفشانی
کا ہنگام تھا خنجر گلوگیر شجاعان ہوکر عروس شجاعت کے طوق تھے جوہر شمشیر گوہر زیور پر فوق تھے زخم دامن دار
گلے کے ہار تھے پیکان تیر الماس نگار کلیجے کے پار تھے دُھکدھکی بر زینت طرازان بزم شجاعت کے دم تھے موت
خلخال بنکر پانون پڑی تھی حلقہ پارہ زرہ کی ہر ایک کڑی جوشن پوشون کے زیور خفتان و جوشن تھے مردان
شجاعت شعار زن تو نہ تھے مگر شمشیر زن تھے ادھر تو جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی اور ادھر اپنی شوکت دکھانے کو زہرہ
تلوارین مارتا صفوف لشکر کے پار نکلجاتا تھا اور سحر پڑھکر پھونکتا تھا کہ کسی کا حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور اس پار صف کے
جاکر پھر گینڈے کو اوڑاتا دوسری صف پر جاتا پھر وہان سے قریب فیل لقا اپنی تعریف کراتے آتا اس رزم کو دیکھ

بختیارک نے اوس سے کہا کہ یہ لڑائی تمھاری بیڈول ہے اب اس طریقہ کو موقوف کرو تم خصوم دستی ہلا میان
سے واقف نہین ہوا اُسنے کہا ملک جی مردون کے سات پھیرے ہوتے ہین یہ کہکر پھر گینڈے کو دابا اور تلوارین
مارتا ہوا لشکر اسلام کے پس پشت جا نکلا امیر اور سرداران نامی لشکر حریف سے جھٹے ہوے تھے اسوجہ سے یہ اوسکی
زبردستی دکھا رہا تھا اگر کسی نے اسکا خیال نہ کیا تھا غرضکہ پس پشت لشکر سے جو پھرا ہندیون کی فوج مین آگرا اودھر جو
فوج کا دباؤ پڑا اور بہادرون نے تیر اور برچھا اور گرز مارنا شروع کیا یہ اودھر سے پھر کر قلب لشکر پر آیا یہان تخت
شہنشاہی پر بادشاہ سوار تھے تاجدارون نے لینا لینا کا غل کیا اور اُسکو زیر تیغ رکھ لیا مگر یہ قتل و قمع کرتا سامنے
تخت کے پہونچ گیا چوبدارون نے عصے مارنا شروع کیے کہ او بے ادب کہان آتا ہے یہ شہنشاہ عالم و عالمیان
ہین چوبدارون کا اور اہل ترک اور سپاہیان صف قلب کا ایسا غلغلہ بلند ہوا کہ امیر جو تلوارین مارتے آگے جاتے
تھے یہ شور سنکر پھر کر لوٹے ہوے اور دریاے فوج عدو کو شناوری کر کے قلب لشکر مین اپنے پہونچے اور ڈانٹا کہ او
زہیر نابکار کدھر جاتا ہے وہ بادشاہ عالی تبار ہین ہادسنے یہ نعرہ سنکر گینڈا بڑھا کر للکارا کہ حمزہ میرا مقابلہ کون کر سکتا
مین تجکو ڈھونڈھتا تھا اب سامنا ہوگیا اب کہان تو بچ کر جا سکتا ہے یہ کہہ کر بڑھ کر تلوار کا وار کیا امیر نے
اسم اعظم پڑھکر پھونکا اور تلوار کو اُسکی رد کر کے عقرب سلیمانی کا ہاتھ ماتھے پہ مارا اُسنے سحر کی سپر چہرہ بے پناہ کی مگر وہ شمشیر آبدار
سپر کو کاٹ کر سر کو دوپارہ کرتی ہوئی صراحی گردن سے نکلکر صندوق سینہ کو اچاٹتے اوجھ جھوجھ کو کاٹ کر آخر گینڈے
کے تنگ سے گذر گئی زمانہ تیرہ و تار ہوا شور اُسکے مرنے کا مچا ساحر اور زیادہ تر ٹوٹ پڑے پھر تو بڑے زور شور سے ہنگامہ
جدال گرم ہوا آب آہن سے جامہ ہستی دھو گئے دریاے لشکر مین بہت سے گوہر جان کھو گئے ہولے تیغ کے
سناٹے تھے ابر سپر کے بنگ کالے کالے بادل چھاے تھے کہ نظم

دو لشکر بہ انسان برآو یختند
زبر خاش خون اندر آمد بجوے
سر بے تنان و تن بے سران
ہمی جست خورشید راہ گریز
ہمہ ریگ خون و سر و دست و پاے
چو کرپاس آہار داده بخون

چنان شد کہ گفتی برآمیختند
بیابان بہ کردار جیحون خون
چرنگیدن گرز ہاے گران
تو گفتی کہ ابرے برآمد سیاہ
زمین را ہمی دل برآمد زجاے

چکا چاک بر خاک دہر دو روے
یکے بے سر و دیگرے سرنگون
ز رخشیدن خنجر و تیغ تیز
بیارید خون اندران رزمگاہ
ہمہ بوم و بر زیر نعل اندرون

ہر چند ساحران نابکار نے سحر ریز تمک آشکار کر کے اہل اسلام کو مغلوب کرنا
چاہا لیکن اسم اعظم کی برکت سے پس پا ہوے اور ہزارون مارے گئے آخر بھگدر پڑی لقا بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے
چلا گیا لشکر اسلام مین طبل فتح و ظفر بجا بجت مال غنیمت نصیب غازیان صف شکن ہوا امیر لاشین اپنے لشکر کے
مقتولون کی دفن فرما کر داخل بارگاہ ہوے لشکر نے کمر کھولی سردار بارگاہ مین آکر داد عیش و نشاط دینے لگے ادہر لقا
نقا باغ مینا مین آکر تخت خدائی پر اپنے بیٹھا سردارون کی زخم دوزی ہونے لگی جو سامان کہ باہر قلعہ کے چھٹ گیا
جو اسباب کہ لٹ گیا اسکی درستی ہونے لگی بلا و صبا بھی آکر بیٹھا اور گویا ہوے کہ ہمسے غلطی ہوئی جو ہمنے پہلے اسم اعظم نہ بند کر لیا

خراب اسکی فکر کرتے ہیں یہ کہکر ایک عرضی افراسیاب کو لکھی مضمون یہ تھا کہ مدد جو آپنے بھیجی تھی چنانچہ زہر اسطرح مارا گیا مسلمان بڑے زبردست ہیں اب آپ کسی بڑے زبردست کو برائے اعانت نگاری علیہ بھیجئے یہ عرضی ساحران زہر کو دی کہ وہ رونے پیٹتے جانب طلسم روانہ ہوئے یہ تو اوس طرف چلے اور لقا انتظار آمد کمک کرتا ہے ادھر شاہ جادو فکر جنگ کو کب میں ہمہ تن غرق ہے مہرخ جو لشکر عمرو کے ساتھ آئی تھی اُنکے افسرون کو لیکر بارگاہ میں بیٹھی عیش کرتی ہے عمرو دوبارہ بران پاس پہونچ کر مصروف عشرت ہیں ان سب کو اپنے اپنے مقام پہ چھوڑکر حال شہزادہ تورج و طلسم ہزار برج ۔ ایرج وغیرہ یہ سحر زمولف فسانہ لکھتا ہے

داستان رنگین و افسانہ دلفریب و دلنشین سیر سرزمین طلسم ہزار برج کرنا شہزادۂ تورج نامدار کا اور قتل کرنا ساحران نابکار کا اور فتح کرنا برج طلسم کا پھر حال داخل ہونیکا طلسم مذکور مین ایرج نامور کا اور مذکور نجم عیار و شاپور شیر دل پھر کیفیت گرفتاری ماہی پریزاد جنگ صنعت سحر ساز و ماجراے نامہ اری طاق طمطراق و ندان المولفہ

الا اے خردمند و پاکیزہ راے
دکھا شب کو پھر جلوۂ آفتاب
جسے پیتے ہی دیدۂ دل ہو وا
کہ نطف سخن کی رہے ساتھ نوج
یہ رتبہ بھلا کب ہے لائق مرے
بلاغت میں تاج سر جبرئیل
بلندی میں طوبیٰ سے بڑھکر بلند
بہار رخ حور جسپر نثار
کلام ایسے مضمون کا بس ساقیا
جتاتا ہے کچھ مجھکو جادو کا فن
ہے اوس آسمان میں نیا آفتاب
کہ مہر سخن کا ہے جسنے خروج
یہ نیرنگ جس مے سے آئے نظر
طلسمی گرے دم میں سے آسمان

مرے مہربان ساقی رہنماے
وہ دے ساغر بادۂ خوشگوار
نظر آئے عالم طلسمات کا
دیار فصاحت کا ہون بادشا
قلم میں ہے اب یہ دعویٰ مجھے
لطافت میں ہو مثل ہنر جنان
متانت میں روح القدس ہیچ در خند
فصاحت کا مبدا بلاغت کا باب
مرے ہے صریر قلم کی صدا
بلند ایسی ہے میری طبع رسا
جسے دیکھ کر حسد ہو آب آب
نئی سیر ہے اور نئی بات ہے
اوسی مے سے دے ساقیا جام جم
سپہر سخن پہ مرا راج ہو

اُٹھا دختر رز کے رخ سے نقاب
جو ہو شکل میں صورت چشم یار
وہ ہو نشہ میں میرے مضمون کا موج
زمین سخن پر ہون فرمان روا
وہ مضمون جو اثبات حق کی دلیل
صفائی میں مثل دل عارفان
وہ رنگین کہ باغ ارم شرمسار
معانی و مطلب میں جو انتخاب
بناتا مجھے ہے طلسم سخن
زمین سخن بن گئی ہے سما
ہزار اوس فلک میں بنے ہیں برج
نیا دن ہے ساقی نئی رات ہے
براق قلم اس طرح ہو روان
مرے واسطے آج معراج ہو

بس اے خامہ شوریدہ سر یاوہ گو | خموش اب رہو ہرزہ گوئی نہ ہو | نویسی یکے داستانے عجیب
ہمین و فصیح و لطیف و غریب | بیا سامع داستان سخن تو | چنین قصۂ نغز را گوش کن

فروغ افزایان آفتاب سپہر سخن و سیاران بروج افلاک مضامین روشن - فرس راندگان مضمار عجائب طلسمات و طے کنندگان مراحل عرصۂ طلسم و بیرنگیات سمند گردون خرام قلم کو میدان مضمون غرائب مشحون طلسم مین اس طرح جولانگر فرماتے ہین اور نگاہ تیز تگ ہین کو سیر اطراف دشت طلسمات مین یون دوڑاتے ہین کہ جب رہگرائے جادہ پر آفات طلسمات قبیح الاصفات طفل شاہ کے تخت پر پہلوان کو مار کر اُس چاہ سبز آتش مین کودا تو غلطان و پیچان مثل حلقۂ زلف معشوقان دور تک چلا گیا آخر باذن زمین سے آشنا ہوے تو ایک دروازہ رفیع کے قریب اپنے تئین پایا وہ در مثل آغوش تمنائے عاشق کھلا ہوا تھا یہ اندر اُسکے قدم زن ہوا جب اندر داخل ہوا اُسی نے صدا دی کہ لے گرفتار طلسم اب تو روز قیام تک یہین رہا اب تک تو بیرون طلسم تھا اب یہ دروازہ خاص طلسم کا ہے جسمین تو داخل ہوا ہے شہزادہ نے اس آواز پر کچھ خیال نہ کیا اور آگے بڑھا دیکھا کہ دشت رنگین و پُربہار ہے خوبی مین دامن گلچین پر رخسار یار ہے نظم

داخل ہوا دشت مین جو وہ گل
دیکھا کہ بہار پر وہ بن تھا
بلبل تھی وہان پہ یون غزلخوان
شبنم بھی تھی گرم آبریزی

رشک گل و جانفزائے سنبل
نوخیز تھا ہر شجر وہان کا
جیون زلف بتان مین دل ہو نالان

گل شاہد سرخ پیرہن تھا
میوہ ہر ایک قوت جان تھا
تھی بوے گلون سے عطربیزی

یہ گل بوستان شجاعت سیر کرتا ہوا اور آگے بڑھا تو ایک باغ بنا ہوا دیکھا کہ اُسمین تئین چار دروازے لگے ہین اور ان دروازون پر آئینہ جڑے ہین باغ ہر صورت خوبی مین یکتا ہے آئینہ سہر سامنے اُن درہاے آئینہ دار کے شرمندہ ہے شہزادہ حیران کار جب قریب در پہونچا ایک دروازہ اُس باغ کا وا ہوا اور ایک پریزاد قامت مین رشک سرو شمشاد باہر نکلی جس کے گل رخسار رو بروے گل خورشید گلزار فلک باسی پھول رات بہا معلوم دیتا تھا شب تشرت عالم مین پیدا ہوئی ہے یہ اُسی کی زلف عنبرین کا سایہ ہے لب لعلین پر اُس کے یاقوت معدن سے نکلکر تصدق ہونے آیا تھا نظم

گوری گوری ہے ہرا گُل کلائی اُسکی
پنجہ نے پھیر دیا پنجہ مہر روشن
وہ بر و دوش کی خوبی وہ صفا سینہ کی
کہ ہر اگر دیدہ شمع تو ہو وہ مخمل سا بدن

شمع کی جسکی صباحت نے جھکائی گردن
شاخ گل وار کلائی کی ہے زیور سے بہار
گات پر نوک تو آنگیا کا نرالا جوبن

اور سکے ساعد سے مہ نو کی کلائی اوتری
چوڑیان شے کی ہیں پہنے کڑے اور کنگن
اُبھری اُبھری ہوئی وہ سخت نکیلی پستان

شہزادہ اُسکو دیکھکر بیچین ہوگیا اور چاہا کہ قریب اُسکے جائے اُس مہ وش نے فروغ حسن اپنا دکھا کر اُسکو دیوانہ بنا کر سحاب حجاب مین اپنے تئین پوشیدہ کیا یعنی پھر در کے اندر چلی گئی یہ بھی سایہ سان عقب مین اُس پری کے اندرون باغ آیا کہین اسکا پتا نہ پایا لیکن باغ نہایت پُرفضا تھا گل و شجر سے بھرا تھا سیب اور انار کے درخت اُسمین بیشمار تھے شجر سیب اگر قامت یار گلعذار تھے تو سب پستان معشوقہ وار تھے سیب ذقنان کو اس باغ کے دیکھنے کی چاہ تھی آسیب زدون کو وہین پناہ تھی انار پختہ ہو کر جو کھل گئے خندہ دندان نما عشق

سبز پوش و رنگین دہن کر رہے تھے کھلکھلا کر ہنس رہے تھے سالک گوہر اون دانون پر نثار واقعی طرفہ بہار کہ ابیات

حباب ہیں متبسم جھکا ہے سر غنچے
شگوفے ہیں نکالے ہنسی میں دانت نہال

ہیں عشق میں جو چاک گل ہنستے ہنستے سنبل
ترانہ سنج تو بلبل ہے نغمہ خوان قمری

ہے تختہ زرد چنبیلی کا زعفران کی کشت
نسیم برگ کی جنبش سے دے رہی ہے تال

نوریج نے اُس باغ میں جب اوس رشک چمن کو نہ پایا ناچار کچھ سیب و انار توڑ کر نوشجان فرمائے اور بارہ دری مین گیا وہان آبدارخانہ موجود تھا سبودان پر کگرا رکھا تھا بجھرا ڈھکا تھا اُسنے پانی ساغر زرین مین بھر کر پیا جب آسودہ ہوچکا قدم سیر کرنے کو اٹھایا بارہ دری مین جملہ سامان راحت مہیا پایا اور ایک طرف کو تخت جواہر نگار گسترده دیکھا اسپر لقا مشرک خدا کو بیٹھے پایا یہ حیران تھا کہ لقا یہان کیونکر آیا پھر سمجھا کہ یہ پتلا کسی ساحر نے اُسکی صورت کو پوجنے کو بنایا ہے اسی سوچ مین تھا کہ یکایک وہ پتلا بولا منم لقا رب بقا اے نوریج تو میری بہشت مین حور قدرت کے پیچھے آیا اب کیا کھڑا سوچتا ہے جلد مجکو سجدہ کر اور شکر میری عنایت فراوان و رحمت بے پایان کا کر کہ پہلے تو ماہ پرستی کرتا تھا تجکو خدا پرستی کی مین نے توفیق رفیق فرمائی اب تجکو اپنی بہشت مین زندہ بلا کر دیدار اپنا دکھایا اب تجکو تامل سجدہ کرنے مین زیبا نہین جلد گردن جھکا یہ کلمات سنکر شہزادہ ہنسا اور گویا ہوا کہ او مردود ازلی و ابدی یہ منھ اور دعوی خدائی کا تو کوئی شیطان رجیم ہے جو اس پتلے مین در آیا ہے او رجائی تیرا اپنے اصلی آقا بھی بچہ شیطان کوہ عقیق مین بندگان رب العزت کو بہکاتا ہے اسی کی صورت کا ایسا پتلا کہ جسمین تو حلول کیے ہے کسی ساحر نے بنایا ہے دیکھ تو اپنی سزا یہ کہہ کر تیغ کھینچکر لپکا اوس پتلے نے کہا ہان ہان ارے کیا کرتا ہے جادۂ ادب سے قدم آگے دھرتا ہے مین خدا ہون تجکو غارت کردونگا شہزادہ اولاد خلیل الرحمان نے اسکا غل کرنا کچھ نہ سنا اور ہاتھ تلوار کا مارا مگر تلوار اوچٹ گئی اور اُس پتلے کو کچھ ضرر نہ پہونچا اور اُسنے شور مچایا کہ اے حوریان قدرت جلد دوڑو کہ اس بندۂ بے ادب نے کام میرا تمام کیا وہ تو چیختا رہا شہزادۂ بت شکن نے گردن پکڑ کر تخت پر سے کھینچکر ستون بارہ دری سے سر اوسکا لڑوا دیا کہ سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا معلوم ہوا کہ چینی کا پتلا تھا شہزادے نے پھر اُسکے چور چور کر ڈالا پس زمین تھرائی اور ایک عورت ساحرہ وضع چالیس برس کے سن کی زمین سے نکلی اور گویا ہوئی کہ او بے رحم تو نے ذرا بھی خداوند کے حال پر رحم نہ کیا کیسا کیسا وہ چیخے مگر تو نے اُنکو نہ چھوڑا اب دیکھ تو کہ کیا آفت تیرے اوپر مین لاتی ہون شہزادہ یہ سنکر تیغ بکف اوسپر جھپٹا اوسنے بڑھ کر دیوار پر بارہ دری کے لات ماری کہ آندھی پیدا ہوئی اور شہزادہ بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی دیکھا ایک میدان لق و دق مین آ گیا ہون نہ وہ باغ ہے نہ مکان ہے فقط لق و دق میدان ہے مگر وہ عورت جو زمین سے نکلی تھی آگے جاتی ہے یہ دیکھ کر شہزادہ بھی چلا لیکن وہ عورت ساحرہ اس مقام کی مالک ہے اور اُسکا مطیع ایک دیو ہے کہ اس بیابان مین رہتا ہے چنانچہ اس ساحرہ نے آپ تو شہزادے کا مقابلہ نہ کیا اس خیال سے کہ یہ فاتح طلسم ہوگا تو مجکو مار ڈالیگا دیو سے جاکر کر دے دیکھا جائے گا بس جاتے ہی اوس دیو سے کہا کہ ایک انسان بہت فربہ تیری خوراک خداوند نے مقرر کیا ہے وہ لقمہ لذیذ آیا ہے جلد اٹھ اور نوشجان کرے یہ سنتے ہی دیو قلقاری مار کر دم لٹکائے اشتلنگ کرتا چلا

شہزادہ تو چلا ہی آتا تھا دیو کا سامنا ہوا اوس دیو نے اوسکو دیکھ کر ایک درخت عظیم الشان اوکھیڑ کر کاندھے پر رکھا اور سامنے آکر ناچنے لگا پکارا کہ اب خوب ڈاڑھ گرم ہوگی اے انسان میں تجھ کو کھاتا ہوں تو میرے پیٹ میں اوتر جا کہ مجھکو میرے دانتوں کے چبانے کی تکلیف نہو شہزادے نے یہ کلمہ سنکر ایک نعرہ کوہ شگاف ایسا مارا کہ دل کوہ وغیرہ میں تہلکہ در زلزلہ پڑ گیا دیو نے گھبرا کر وہی درخت کھینچ کے مارا اوس نہال حدیقۂ صاحبقرانی نے پینترا بدلکر خالی دیا دیو نے ایک چیخ ماری کہ ارے تو بڑا زبردست ٹھہرا کہ میرے منہ میں کسی طرح نہیں آیا رہ تو جا میں تجھکو نوچ نوچ کر کھاؤنگا یہ کہکر دوڑا اور شہزادے سے لپٹ گیا اوسنے ایک ہاتھ اوسکا کہنی کے نیچے رکھ کر دوسرے ہاتھ پر جو پیچ باندھا دیو ارے کیا کرتا ہے ارے کیا کرتا ہے کہکر زمین پر گرا شہزادے نے اُسکے سینگ پکڑ کر کھینچے کہ وہ چت ہوا یہ اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو بھی کوئی خداوند ہے اچھا میری چھاتی پر سے اوتر کہ میں سجدہ کروں شہزادہ نے فرمایا کہ استغفر اللہ میں ایک عبد ذلیل پروردگار عالم ہوں پروردگار میرا وحدہ لاشریک ہے تجھکو تو بھی سجدہ کر دیو نے کہا معلوم ہوا کہ تو زرزقاف ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میں زرزقاف کا پوتا تورج بن بدیع میرا نام ہے دیو نے یہ سنکر دانت نکال دیے اور چاپ چاپ کرنے لگا شہزادہ اُسکے سینے پر سے اوترا اوسنے کلمہ پڑھکر اسلام بصدق دل اختیار کیا یہ تمام ماجرا اوس ساحرہ نے کہ جس نے دیو کو بھیجا تھا دور سے دیکھا اور بغضب تمام سامنے شہزادہ کے آئی اور ایک اناش کا سحر پڑھ کر مارا کہ شہزادہ بےحس و حرکت ہو اُسنے آکر کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھایا کہ تجھکو اوسی طرح پہاڑ پر سے نیچے گرا کر مار ڈالونگی جس طرح تو نے خداوند کو گرا کر چور چور کیا ہے یہ کہکر دیو کی جانب بھی دانت پیسی پڑھی کہ موے تو بھی اس نگوڑے سے مل گیا دیو نے فقرہ کیا اور کہا اے ملکہ مجھکو یہ مارے ڈالتا تھا اگر میں منت اسکی نہ کرتا تو مارا جاتا میں اسکا دشمن صعب ہی ہوں اسنے مجھکو بڑی اذیت دی ہے مجھکو دیجیے کہ اسکو کھاؤں یہ کہتا ہوا قریب ساحرہ پہونچتے ہی گردن اوسکی پکڑ کر بزور تمام دھڑ سے کھینچ لی شور اُسکے مرنے کا برپا ہوا اور آواز آئی کہ افسوس مارا رزم جادو کو اُسکے مرنے سے شہزادہ رہا ہوا اور دیو کو گلے سے لگایا دیو نے کہا کہ اے شہریار میرے ساتھ پہاڑ پر چلیے اور میوہ کچھ نوش فرمائیے اُسکے ہمراہ شہزادہ ایک پہاڑ پر آیا وہاں درخت میوہ دار گنجان لگے چشمہ ہائے شیریں جاری تھے شہزادہ نے وہاں میوہ کھایا پانی پیا آسودہ ہو کر سجدۂ شکر خدا کا کیا پھر دیو سے باتیں کرنے لگا دیو نے عرض کیا کہ حضور یہاں کیونکر تشریف لائے شہزادہ نے اپنا سب حال بیان کیا اوسنے کہا یہاں سے اب جو کوئی باہر طلسم کے جائے تو وہ راہ کہ جدھر سے آپ آئے ہیں ملنا دشوار ہے اب تین دریا راہ میں ملیں گے ایک آتش کا دوسرا آب کا تیسرا ہوا کا اور یہ دریا چار طرف اس طلسم کے ہیں اگر آگے جانیکا قصد کوئی کرے جب بھی یہ دریا ملینگے مگر زحمت گوارا کیجیے آپ کو کندھے پر سوار کرکے لے چلونگا اور آپکے لشکر میں پہونچا دونگا اگر وہاں بھی حاضر رہونگا شہزادہ نے فرمایا اے رفیق شفیق میں راہ بھولکر نہیں آیا ہوں بلکہ بارادۂ فتح طلسم عمداً داخل طلسم ہوا ہوں یہ میرا شیوہ نہیں جو اپنے عزم سے باز آؤں اور بغیر فتح طلسم چلا جاؤں دادا نے میرے دیو سفید دون ہزار دست کو مارا ہے میں اتنا بھی نہ کروں کہ اس طلسم کو توڑوں اب تم یہاں آرام کرو میرا خدا شریک ہو انشاء اللہ

فتح کر کے میں تم سے پھر ملونگا دیو نے عرض کی کہ یہ غلام بھلا قدم اقدس سے کیونکر جدا ہونے لگا اگر یہی ارادہ ہے تو میرے ساتھ چلیے اور بادشاہ طلسم کو مارنے میں بھی جانبازی کرونگا شہزادہ نے منظور فرمایا اور ایک رات وہیں پہاڑ پر بسر کی شب بھر ذکر طلسم نیرنگ رہا جب دوسرے دن کو طلسمات خاور سے شاہ زرین کلاہ خور نے سر بلند کیا کہ بیت

فلک کا سینہ تاروں سے ہوا صاف
بڑھا صحرا کو سلطان پر انصاف

شہزادہ نے کمر ہمت بعد ادائے فریضہ نماز باندھکر قصد روانگی فرمایا دیو نے عرض کیا کہ اے آقا تین روز میں ایک دریا طے ہوگا آپ کچھ جانور شکار کر کے مجھپر لاد دیجیے اور سوار ہو کر چلیے اسی طلسم میں راہ برج جمشیدی کی بھی ہے اور پرستان کو بھی راستہ گیا ہے آپ اکیلے بہک کر ادھر سمت چلے جائینگے راہ طلسم نہ پائینگے شہزادہ نے اسکے کہنے سے بہت سے گور و گوزن و نیل گاو وغیرہ شکار کر کے پشت پر اسکی بار کر کے آپ بھی سوار ہوا اور دیو اس نبیرۂ ثانی سلیمان کی ہوا خواہی میں بال شوق وا کر کے اڑا شہزادہ نشیب و فراز عالم ملاحظہ فرماتا جاتا تھا کہ بعد قطع مسافت دراز پہلے دریائے آب پر دیو لیکر پہونچا شہزادہ نے دیکھا کہ یہ دریا نہیں قہر خدا کا نمونہ ہے جو حباب ہے وہ دماغ میں ہوائے ہمسری حباب فلک رکھتا ہے چشمۂ خورشید اسکے نام سے جلتا ہے پاٹ اسکا آسیائے گردوں کو بھی ڈالنا چاہتا گھاٹ اوسکا تیغ ظلم ستمگر کا گھاٹ نظر آتا دھارے میں اوسکے وہ پانی کا توڑ کہ لست اوس سے ہر صاحب زور کا توڑ جوڑ سمندر عجب نہیں جو اسکے خوف و بیم سے آب آب ہو اور کہتے کہ سمندر آتش بنے اور آگ میں رہنا اختیار کرے بحر اخضر ہوا کا زہرہ آب آب تھا طوفان نوح مقابل اوس کے شرم کے پسینے میں غرقاب تھا کہ بیت

بڑھا ایسا کہ جوں بیتابی دل
ہر اک لہر اوسکی موج تیغ قاتل

دیو تین شبانہ روز تک برابر چلا گیا اور جب بھوکا ہوتا تھا شہزادہ اوسکے منھ میں وہی گوشت شکار کا دیدیتا اور شہزادہ بھی میوہ وغیرہ کھا کر بسر کرتا آخر اس بحر زخار کی سرحد سے گذرے اور کنار بحر آتش کے پہونچے دیکھا کہ یہاں کوسوں تک آگ کا میدان ہے شعلۂ شرار کی لپک سے پوشیدہ آسمان ہے فلک دسی آگ کی تیزی سے تاؤ کھا کر نیلا ہوگیا بلکہ دھواں بنگیا ہے چرخ اس نہج سے جلتا نظر آتا ہے جیسے دودی جہاز سمندر میں جاتا ہے جو شعلہ ہے وہاں کا وہ شعلۂ آہ عاشقان کی طرح سرکشیدہ ہے ماہتاب وہیں سے بھاگا ہے جو سریع السیر کہلاتا ہے العیاذ باللہ آگ اس طرح شعلہ ور ہو کر پیچ و تاب کھاتی تھی کہ آتش دوزخ اوس سے شرمندہ نظر آتی تھی زبانہ اوسکا زبانہ جہنم پر زبان درازی یابی میں مثل مزاج عاشق ناساز شور سے اسکے برق تڑپ کر منزلوں بھاگے رعد کا دم بند کو راس بحر کا زبان قوم آتشی پر چھاپے ڈالے کہ بیت ہوا تاریک مثل ابر گیسو + بسان شعلۂ خور جلتی تھی تو + کنارے اوس بحر آتشی کے ایک دیوار آگ کی سر بفلک کشیدہ تھی وہ اوس میں مثل عمر انتہا رسیدہ تھی دیو نے شہزادہ کو لیکر بڑی تیزی سے پرواز کی لیکن اوس دیوار آتش سے زیادہ تر بلند نہ ہوسکا اور حرارت آتش سے بیہوش ہونے لگا ناچار شہزادہ کو کنارے اوس بحر کے لاکر اتار دیا اور آپ چلا گیا اطراف میں وہاں کہیں چشمۂ آب کو تلاش کر کے غوطہ لگا کر خوب اپنا جسم بھگو کر آیا اور شہزادہ کو لیکر پھر اوڑا مگر دیوار کو نہ پھاند سکا پھر اوتر آیا تیسری مرتبہ پھر پرواز کی ایک اس تیزی سے اوڑا کہ اس

دیوار مین ٹکر کھائی اور صدمۂ سوزش سے بیہوشی طاری ہوئی جس طرح ہوسکا بدقت تمام شہزادہ کو زمین پر پہونچایا اور آپ
بیہوش ہوگیا شہزادہ اوسکو اُٹھاکر ایک مقام سرسبز پر لایا کہ وہان اوسکو ہوش آیا عرض پیرا ہوا کہ اے شہریار بڑی مشکل
ہوئی اس دریا کے پار مین نہ جا سکیگا شہزادہ نے فرمایا کہ بھائی خداتعالی مسبب الاسباب ہے وہ کوئی سبب
پیدا کریگا اس دریا سے بھی بیڑا ہمارا پار لگائیگا اب اوسی کے کرم وفضل پر نظر رکھکر یہان ٹھہرو دیکھو تو کیا ظہور مین
آتا ہے یہ کہکر مصروف دعا ہوا ادھر اس دریا کے محافظ جو ساحر ہین انھون نے دیو کو کئی مرتبہ اوڑتے دیکھکر حال دریافت
کرکے اپنی مالکہ ملکہ شعلہ سان جادو کو جاکر خبر دی یہ ساحرہ بادشاہ طلسم کی طرف سے اس جائی مین حکومت کرتی ہے
اور اس دریا کو بزور سحر اسنے بنایا ہے ساحرون کو بحفاظت مقرر فرمایا ہے چنانچہ انھین محافظون نے حاضر ہوکر عرض کیا
کہ ایک دیو ایک انسان کو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے کئی مرتبہ اوڑا مگر دیوار کے پار نہ جا سکا گر پڑا آخر بیہوش ہوگیا اب کسی طرف
وہ آدمی اوسکو لیگیا ہے یہ خبر سنکر شعلہ سان ہنسی اور اپنے مصاحبون اور ملازمون سے کہا کہ یہ شخص جو پشت دیو پر
سوار ہوکر اس جائی مین آیا ہے دعوئ طلسم کشائی رکھتا ہے دیکھا چاہیے خداوند زرد ہشت سامری کیا کرتے ہین
یہ کہکر ایک اپنی انیس سے پوچھا کہ اے گرم خوے و شوخ چشم جادو ملکہ اخگر جادو کا بہت دنون سے پتا نہین وہ
کہان ہین انیس نے جواب دیا کہ لونڈی اونکے گھر جاکر دریافت کرتی ہے یہ کہکر روانہ ہوئی اور مقام اخگر پر آئی
اس بحر آتش کے اوس پار ایک برج اسی ہزار برجون طلسم مین سے ہے اور اس برج مین قلعہ بہت بڑا آباد ہے اوسی
قلعہ مین شعلہ حکومت کرتی ہے مکانات عمدہ تیر ہین چنانچہ وہین گھر اخگر کا ہے اور یہ وہ ساحرہ ہے جو مقام
کفل شاہ پر شہزادہ کے پاس آئی تھی اور انگوٹھی دیکر بتلا گئی تھی کہ پہلوان کو تخت پر بادشاہ کے لئے گا آتش
سبز پیدا ہوگی انھین کو دیگا چنانچہ شہزادے نے ایسا ہی کیا تھا اب وہ ساحرہ عاشق شہزادہ ہوکر اپنے گھر مین
آئی اور بیٹھی ہے کہ گرم خو پہونچی اور گویا ہوئی کہ چلیے ملکہ عالم نے آپ کو بلایا ہے یہ اُس کے ہمراہ خدمت شعلہ مین آئی
اسنے سب حال دیو اور طلسم کشا کے آنے کا کہکر اوس سے کہا کہ تو میری رکن سلطنت ہے جلد جاکر اوس طلسم کشا کو
گرفتار کر اور دریافت کرنا کہ وہ بندۂ جمشید و لقا ہے یا مسلمان ہے اگر ہمارے مذہب کا ہو تو کہنا کہ تم یہان رہو
کچھ سرکار سے تمھارا مقرر ہوجائیگا اور اگر مسلمان ہو تو فوراً ذبح کرکے کباب اسکے لگانا اور میرے واسطے لانا کہ بہت
ثواب ہوگا اخگر یہ حکم سنکر وہان سے روانہ ہوئی اور دریا پر آکر آب سحر ساتھ لائی تھی اوسکا چھینٹا دیا کہ راہ پیدا
ہوئی یہ اوترکر اس پار آئی اور دیوار مین در پیدا کرکے کنارے پر جہان دیو اوترا تھا پہونچی اور ہر سمت ڈھونڈھکر
شہزادہ کے پاس پہونچی اور ہرچند کہ شہزادہ سے محبت رکھتی ہے مگر یہ سمجھکر کہ محافظان بحر آتش بطور مخفی یہان موجود
ہین وہ میری محبت جتانا دیکھکر ملکہ سے کہینگے شہزادہ کے حق مین بھی برا ہوگا بس یہ سمجھکر دھمکانے کی راہ سے
ناریل سحر کا جھولی سے نکالا اور دیو کی طرف بہ نگاہ غضب دیکھکر نعرہ کیا کہ ارے موے تو اس مسلمان کے
ساتھ کیون دیوانہ ہوا تو تو لقا پرست تھا اب خداے نادیدہ کو جانتا ہے دیو نے کہا مین لقا اور اوسکے
باپ پر لعنت کرتا ہون اخگر نے ناریل دکھلانے کی راہ سے ہاتھ اُٹھاکر چاہا کہ مارون شہزادہ ہان ہان کرکے

دوڑ کر کیا کرتی ہے اخگر تو مائل تھی ہی تاب ضبط نہ لائی قریب آ کر کہا اے شہریار مجھکو آپ بھول گئے یہ کہہ کر سب پتہ اپنا
بتایا شہزادے نے خوش ہو کر چاہا کہ گلے سے لگاؤں اوسنے منع کیا اور کہا اے شہزادے یہاں بڑی بڑی آفتیں اور
مصیبتیں ہیں یہ کنیز حضور کو منزل مقصد پر پہونچا دیگی اور اگر حکم ہو تو آپ کے لشکر میں آپکے لے چلے اور تمام عمر آپ کی
کنیزی کرے شہزادے نے فرمایا کہ یہ ہمارا دستور نہیں جو بغیر فتح کیے طلسم کے جائیں یہ کہہ کر اور ساحرہ کو ہمراہ لیکر ایک
درۂ کوہ میں شہزادہ آ کر بیٹھا اخگر نے وہاں تخلیہ پا کر حال اپنا بیان کیا کہ اے مایۂ ناز سراپا انداز میں دختر خواندہ
بیضے پالک شعلہ سان کی ہوں آپ پر عاشق ہو کر پہلے بھی میں نے آپکی مدد کی تھی وہ پہلوان اور بادشاہ
کو آپکے روکنے کیلئے میری ماں ہی نے بھیجا تھا اب آپ دریا پر آئے ہیں یہ مقام بھی ایسا ہے کہ اس پار دریا
کے کوئی نہیں جا سکتا ہے اور شعلہ سان رکن رکین سلطنت بادشاہ طلسم ہے اے شہریار جو اس پار دریا کے
گیا پھر وہیں مر گیا اور عود نہ آ سکا آپ بھی اس ارادے سے باز آئیے شہزادے نے فرمایا اے ملکہ ہم طلسم فتح کرکے بجائے
شعلہ سان تمہیں بادشاہ کرینگے اور انشاء اللہ اس ساحرہ کو مارینگے اخگر نے کہا کہ خدا ایسا ہی کرے مگر اس مقام
کو دربند آتش نگار کہتے ہیں دیکھیے کہ کیا ہوتا ہے میرے دل میں بڑا ہول اور اندیشہ ہے اچھا اب میں جاتی ہوں
شعلے سے کہوں گی کہ مجکو طلسم کشا نہیں ملا اور رات کو چھپ کر آپ پاس آؤنگی شراب کباب بھی حضور کیلئے لیتی آؤنگی
یہ کہکر چاہتی تھی کہ روانہ ہو مگر اسکو عرصہ جو ہوا شعلہ سان گھبرائی کہ ایسا نہو کہ میری بیٹی مار ڈالی جائے بس اپنے
دربار میں چار سمت دیکھ کر ایک ساحرہ منقل جادو نام سامنے کھڑی تھی اس سے کہا کہ جلد جا اور ہو سکے تو
طلسم کشا کو پکڑ لا اور نہیں تو خبر دریافت کر آ میں آپ چلوں منقل حسب الحکم آب جو لیکر چلی اور دریا سے اتر کر ہر سمت
ڈھونڈھتی ہوئی درۂ کوہ کے قریب جب آئی دونوں شیدا یکدیگر کو سرگرم راز و نیاز دیکھ کر جل گئی غصے سے رنگت
چہرہ بدل گئی پکاری کہ ارے موئی اس جوانی پیٹے موڑی کاٹے کو تو لیکر بیٹھی ہے اس نگوڑے کو گھڑی گور میں تو پڑے
ترے اوپر سے صبح شام صدقے اتار دوں اخگر یہ باتیں سنکر بیتاب ہو گئی اور پہلوے شہزادے سے اٹھ کر قریب
اوسکے آ کر بولی کہ بھلا ہوا اسطرح نہ کہہ تیرا اوسنے کیا لیا ہے دیکھ تو کیسا اکنور کنہیا ہے اور وہ تو کچھ بولتا نہیں اسطرح تو نہ اسکو
کوس اوسنے یہ سنکر غصہ کہا کہ ادھ منقل شہکار ادھر کشے کی سفارش مجھ سے کرتی ہے یہ کہہ کر ایک گولا فولادی سحر کا پھینکا
شہزادے پر مارا اخگر بیچ میں آ گئی اور سحر سے گولا رد کیا اور شہزادہ تلوار کھینچکر دوڑا منقل نے پر غضب تمام ایک
طمانچہ اخگر کے دوڑ کر مارا کہ اسکا سر پھٹ گیا اور شہزادہ جھپٹے یہ معاملہ دیکھتے جو دیکھا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی
پکڑ لی وہ تڑپکر چاہتی تھی کہ نکل جائے شہزادہ قریب آ چکا ہاتھ جو شمشیر براں کا مارتا ہے دو ٹکڑے اوس کے
ہوے غل و شور تاریکی ہو گئی آوازیں مہیب آنے لگیں کہ ہائے منقل جادو کو مارا پھر لاش اوسکی اٹھا کر
سامنے شعلہ سان جادو کے لیگئے اور عرض کیا کہ اسطرح یہ قتل ہوئی یہ سنتا تھا کہ پھر غضب طاری ہوا منقل
رنج میں جل بھنکر کباب ہوئی اور اپنی جگہ سے غائب ہو کر مثل شعلہ پیچ و تاب کھاتی دریاے آتش کے پار اوتر کر
اوس جگہ تنہا آئی کہ جہاں یہ دونوں سوداے شہر محبت بیٹھے تھے اور اخگر کہہ رہی تھی کہ اے یار شیریں طلعت میں تمہے

فرہاد وار نثار ہوں اس کوہ میں اب نہ ٹھہرے وہ تجربہ شعلہ ساں آئے گی کوئی آفت مقرر لائیگی بیان سے
مجکو بھی لے چلیے اور جلد روانہ ہو جیسے ہی گفتگو ہو رہی تھی کہ شعلہ آکر للکاری باش او وغیرہ سرتیرہ روزگار تو نے
منقل کو مارا کہ جو روح رواں میری تھی یہ کہکر جانب شہزادہ چلی دیو نے پھر ہاتھ اپنا اسپر دراز کیا لیکن ایسی
زبردست ساحرہ ہے کہ ہاتھ اسکا جلنے لگا اور وہ سوزش تمام جسم میں پیدا ہو گئی کہ دیو بیہوش ہو گیا اور یہ قریب
شہزادہ پہونچی شہزادہ نے چاہا کہ تیغہ ماروں مگر دست و پا میں جنبش نہ پائی اور اسنے ایک طمانچہ شہزادہ کے
اور دوسرا اخگر کو مارا کہ یہ دونوں بیہوش ہو گئے اسنے دونوں کو بغل میں داب کر پرواز کی اور دیو کو چاہا کہ قتل
کر ڈالوں پھر سوچی کہ جب طلسم کشا مر جائیگا یہ آپ مطیع ہو جائیگا اسکا مارنا صلاح نہیں فی الجملہ دیو کو اُس جگہ پر
چھوڑ کر کچھ سحر پڑھا کہ ایک لکہ ابر سرخ ظاہر ہو کر قریب اسکے آیا اسنے شہزادہ اور اخگر کو اوسپر ڈال کر ہوا
اپنے پیے دار الامارہ میں آئی سب نے اسکی تعظیم کی اسنے ابر سے ان دونوں کو اُتار کر سامنے تخت کے ڈال دیا
اور کہا ماجو اسی طلسم کشائی دھوم تھی میں اسکو ایک طمانچہ میں پکڑ لائی ہوں اس گیسو بریدہ کو میں نے بیہوش
کیا اسنے بھی اس مفتری بددین کا ساتھ دیا خیر ان دونوں کو دیکھو تو میں کس طرح ہلاک کرتی ہوں ہر ایک ساحر
حاضر دربار نے اسکی تعریف کی اور اسنے حکم دیا کہ آہنگروں کو بلا کر طوق و سلسل کر دو یہ کہہ رہی تھی کہ اسکا ایک بیٹا ہم
شرر بار جادو وہ خبر گرفتاری فاتح طلسم سنکر دربار میں آیا یہ بہت بڑا زبردست ساحر ہے اور ہمیشہ عیاشی
میں اپنی اوقات خراب رکھتا ہے اخگر کو بھی پیار کرتا ہے مگر ماں کے خوف سے اوسپر دست درازی نہ کر سکتا تھا
آج اس ارادے پر آیا ہو کہ معشوقہ مذکورہ یہیں پہنچے تو قبضہ کرنا چاہیے غرضکہ یہ لطفہ شیطان بیچون کے مثل چلتا تھا
ہوا جب سامنے آیا ماں کو سلام کیا ماں نے دعا دی کہ برخوردار عمر دراز ہو برابر تخت پر آکر بیٹھا اور شہزادہ اور ساحرہ
مقیدہ کو دیکھکر مستفسر حال ہوا اُسنے سب کیفیت بیان کی اسنے کہا لائیے ان مجرموں کو میرے حوالے کیجیے رات کی [illegible]
قید رکھکر صبح کو قتل کر ڈالونگا اسکی ماں نے کہا بہتر ہے اس کافر نے سحر سے زنجیر آتشیں میں دونوں کو باندھا اور جوان
آتشیں دست و پا و گردن و کمر میں ڈالکر انکو رو سحر پڑھ کر ہوشیار کیا جب شہزادہ ہوشیار ہوا دیکھا کہ ایک دربار گرم دارا
میں ہم زنجیر میں بندھے ہیں ساحران کریہ منظر دشنام ہر ہیئت و ناہنجار کرسی ہائے نگلوں پر بیٹھے ہیں گوش و بینی سے
انکے شعلہ ہائے آتش نکلتے ہیں سامنے تخت پر ایک ساحرہ لباس شاہی اور تاج فرمانروائی پہنے بیٹھی پناہ خدا کی عجب
صورت ہیبتناک اس تجربہ کی ہے ہر بن مو سے شرارہ ہائے آگ نکل رہے ہیں آنکھیں ہیں کہ دو فتیلے جل رہے ہیں منھ کے باہر کچلیاں
نکلی ہیں زرد ہلدی کی گرہ ہو جیسی ہیں سر پہ بالوں کی جگہ آگ چھائی ہوئی ہے اس آتش میں چہرہ سیاہ اس
خالہ شیطان کا جو نظر آتا ہے دھواں معلوم ہوتا ہے پہلو میں اس ابلیس طینت کی ایک ساحر نابکار بدکردار
زبون شعار منہ پھاڑ سا پھیلائے افعی وہ زبان سر سے لپیٹے بیٹھا ہے یہ دیکھکر شہزادے نے خدا سے پناہ مانگی اور وہ
ساحر بد سرشت پہلوئے مادر سے اُٹھکر سحر خواں ہوا اور دو پنجے پیدا ہوئے اور ملکہ و شہزادہ کو لیکر اُڑے پیچھے مادر سے
رخصت ہو کر روانہ ہوا اور کئی موڑے آتش کا ایک باغ اپنے سحر سے بنایا ہے اسمیں ان مغضوبوں کو لایا اور ایک

برج میں اس باغ کی اسے ودی کے لاکر شہزادہ کو بند کر دیا اور دوسرے برج میں اخگر کو رکھا اسلیے ساتھ قید نہ
کیا کہ رات کو اس سے سوال وصل کرکے بہ منت اخود شاد و راضی کرونگا غرضکہ دونوں کو قید کرکے آپ باغ کے
چبوترے پر بیٹھ کے مصروف میخواری ہوا ادھر جب اخگر اس برج میں قید ہوئی اور اُسنے جانب باغ نگاہ کی ازبسکہ شہزادہ
سے جدا ہوئی تھی تو بہار باغ دیکھکر رونے لگی اشکوں کی جھڑی باندھ دی زلف سنبل کو اپنے الجھے ہوئے دل سے تشبیہ دیتی
سوسن کو غم یار میں خموش کہتی سرو کو آزاد دیکھکر کہتی کہ گنہگاران عشق قید میں قمری بھی طوق محبت در گلو ہے فاختہ
سے کہتی کہ تمکو رونے کی خو ہے بلبلوں کو دیوانگان گلشن الفت خطاب کرتی شمشاد کا قد بالا دیکھکر تیر آہ عاشقان
سمجھتی عنادل کا زمزمہ دل دکھاتا یاد گلعذار میں یہ نغمہ زبان پر آتا

مخمسہ

قلق سے دل کے بیان کریں کیا اٹھاتے ہیں ہم جو صدمے تجھ بن — شب جدائی کی صبح کرتے ہیں آسمان کے ستارے گن گن
نہ موت آئی ہو تیغ در کف نہ کاٹے کٹتے ہیں ہجر کے دن — اگرچہ یار و رفیق و ہمدم سبھی ہیں غمخوار اپنے لیکن
کسی سے کیا کہیں حال دل کا نہیں ہے فرصت فغان سے ہمکو

نہ موت کی یاد کیونکر اپنا کرے دل ماندہ کہیں ہمیشہ — لہو سے تم آلودہ اشک حسرت نہ کس طرح آستیں ہمیشہ
سبب اگر ہمسے پوچھتے ہو کہ کیوں رہے تم حزیں ہمیشہ — جہان ہے بد سرائے فانی یقین ہے رہنا نہیں ہمیشہ
یہ غم ہے جانے کا بسکہ الفت یہاں کے باشندگان سے ہمکو

فراق کی جب تلک تھی طاقت شکیب کا جب تلک تھا یارا — سہیں ہزاروں جفائے ہجراں نہ آہ کھینچی نہ دم ہی مارا
بیاں تو خودداری اپنے دل کو ہوئی ازبسکہ ناگوارا — دیار وحشت میں اے عزیزاں ہے بے نشانی نشان ہمارا
دہنک سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام نام و نشان سے ہم کو

ہمارے اشکوں کے قطرے تار نظر میں موتی پرو گئے ہیں — ہم اپنی بیتابیوں سے دل کی مثال طاقت کے کھو گئے ہیں
اجل کی دولت لب فغان کش ہمارے خاموش ہو رہے ہیں — لحد میں رہنے دے چین سے ٹک ابھی تو رو رو کے سو گئے ہیں
خدا کے واسطے فغان بلبل جگا نہ خواب گران سے ہمکو

اسی طرح یہ فغان کش ہمسر عنادل مصروف شیون تھی کہ دود آہ بھی یاد گلعذار میں گلشن سینہ افکار سے بلند
نکلا یعنی چمنستان عالم میں شام سوسنی رنگ کا تختہ پھولا کر بموجب

نظم

قریب شام مہر عالم آرا — جو تھا دن بھر شریک کار دنیا
ہوا پوشیدہ جیسے حسن جانان — اندھیرے نے چھپایا اپنا سامان

شام ہوتے ہی بہار آتش لالہ و گل نے اور بھی بدن میں آگ لگائی جان مضطر فراق یار میں لب پر آئی وہ جانوروں کا
بسیرا لینا درختوں پر جنت نما سا آجانا نہروں کا پانی نرم نرم ہوا چلنے سے آہستہ بہنا ماہتاب کا نمود ہونا بیجو سبزہ کا چمن
سبزیکا زمین سے لہلہانا گلونکا بزم گلشن میں مثل شمع سرد خندہ ہونا چاندنی میں غنچونکا مسکرانا دل میں یاد جلوۂ جانانہ زخم
جگر کو خراش دل پاش پاش بیقرار اسیر مجبوراً بتقدیر زنجیر آتش میں اسیر کاوش بتقدیر اسیر حسرت انگیز تھی دوش بار

شراب خواری سے بدمست ہوا تھا غلیان مستی و جوش شہوت پرستی دل مین آیا اپنی جگہ سے اٹھکر اوس برج مین جا
پہنچی تھی بہونچا وہ عشق کی بروگن یاد مین اپنے دلدار کے رونے لگی اور کہا اے شخص جسکو پیار کرتے ہین اوسکو قید کرکے
اسی طرح آزار دیتے ہین اور پھر آنکھہ چار کرکے محبت کا اقرار کرتے مین مجکو ایسے جرتر باز مردوے سے خوف آتا ہے ڈر ہے
اُسکے دیدے سے نہین معلوم آگے بڑھکر وہ کیا روز بد دکھاتا ہے یہ سنتا تھا کہ یہ موذی بر سر رحم ہوا اور وہ سحر جو بکر
اوس اسیر زلف گرہ گیر کو آتش زنجیر سے چھڑایا اور زبان پر لایا کہ جیت یہ کیا اس قسمت بدنے دکھایا ہاتھ تیرے
ہاتھ سے صدمہ اٹھایا + اے جانی واے مایہ عمر و زندگانی اس ظلم کا بدلا جو چاہنا سو لینا جیسی سزا چاہیے ہو مجکو
دینا اب میری خطا معاف کر میری جانب سے دل صاف کر اوس حریق آتش اشتیاق کو اپنے تہہ زانوے کی جو باد
آئی بلبلا کر اُسکی منت پر رونے لگی اپنے سر قدمون پر رکھ دیا اُسنے کہا چلو ہٹو تم یہ خوشامد آپ لینے کی کرتے ہو جب
مطلب نکل جائیگا پھر جلادی کروگے اوسنے پھر قسم اپنے مذہب کے موافق شدید کھائی اسنے کہا اگر مجکو چاہتے ہو تو ان برج
آتشین کے برباد ہونیکا راز بتاؤ اُسنے کہا تم اس بھید کو پوچھکر کیا کروگی ساحرہ نے جواب دیا کہ مین اوسکی لے پالک ہون
کہ جس کے تم فرزند ہو میرے تمہارے دعوی برابری کا ہے تمکو اسنے سب کچھ تعلیم کیا اور شریک کاروبار سلطنت فرمایا اور
مجکو دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر الگ پھینکا اسی سبب سے مارے غصے کے مین شریک طلسم ہوگئی اور قسم کھائی ہوئی ہے جبتک
مجھکو یہ راز نہ معلوم ہوگا کبھی تجھ سے نہ راضی ہونگی جیت کہ جیتے جی نہ دیکھون شکل تیری + بلا سے بہن جو حالت ہو
میری + جب اس نابکار نے یہ حالت دیکھی فریفتہ تو تھا ہی گویا ہوا کہ سن او جان جہان شکوہ تیرا بجا ہے وہ حال
مین تجکو بتاتا ہون کہ جسکو کہنا کسی سے کیسا دل سے زبان پر بھی نہ لانا جو سامنے سرو کا درخت لگا ہے اسکی جڑ مین
ایک کمان اور تیر رکھے ہین کہ جو دو کے ہین انکو کوئی نکالے اور اس دریا کے کنارے جاے ایک برج آتشین
وہان بنا ہے اوسپر پتلا ایک آتش کا کھڑا ہے اُس پتلے کے منھ اور ناک اور کان سے آگ جوش زن ہے اور
دریا اوسی آتش سے جاری ہے بس اُن تیرون سے اُس پتلے کو نشانہ بنائے تو یہ دریاے آتش اور برج قلعہ
طلسم سب غائب ہوجائے اور اس جگہ کی راکھ اُٹھا لائے تو شعلہ ساں کو بھی جانب ملک عدم پہونچائے یہ کیفیت
بیان کی ہے جو تجھ سے بیان کی اب تو مجھ سے تو راضی ہوئی اخگر یہ باتین سنکر لپٹا ہنس پڑی اور اُٹھکر اُسکے
ساتھ چلی اور باغ مین آکر چبوترہ پر زرنگار زرتار بیٹھی وہ اوس مہ پارہ کے آنے سے باغ باغ ہوکر کشتی
شراب کی اُٹھا لایا اور جام بھر کر اُس کے منھ سے لگایا اُسنے جام لیکر بناز و نخرہ منھ بنا کر پیا پھر آپ ساغر مے صبح سے
لبریز کیا اور از بسکہ شہزادہ کو گرفتار کرنے گئی تھی وہان آپ قید ہوکر آئی تو اسباب سحر کا جھولا پاس رکھتی ہے
چنانچہ ساغر بھر کر ساحر سے کہا کہ وہ پھول گلاب کا چاندنی مین دیکھو کیا لطف دے رہا ہے وہ پھول کی طرف اسکے کہے
سے دیکھنے لگا اور اوسنے ایک چٹکی خاک قبر جمشید جھولے سے نکالکر شراب مین ملا دی پھر وہ پیمانہ اس بیجان شکر نے اُس
بد باطن کے منھ سے لگایا وہ بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی سوجھنے سے رہ گیا اور مردہ صد سالہ ہوکر گرا اس ستمگر کے
جلاد منش نے تیغ کھینچکر سر اوسکا جدا کیا شور و غل اوسکے مرنے کا برپا ہوا آگ برسنے لگی آندھی سیاہ آئی عالم تیرہ

کسی نے آواز دی کہ مارا شرربار جادو کو وہ باغ اور مکان اور برج سب جلکر برباد ہوے وہ برج جسمین تو برج مقید تھا پھٹ گیا اور شہزادہ رہا ہو کر نکل آیا اس درخت سرو پر بھی مرگ ساحر سے آفت آئی جلگیا شہزادے نے حسب نشاندہی اخگر وہ تیر و کمان لیے اور اخگر تخت بزور سحر بنا کر شہزادہ کو بٹھا کر یہان سے بھاگی اور کئی منزل پر جا کر ایک پہاڑ پر اتری یہ تو ادھر نکل آئی اور وہان مرگ شرربار کا جو غلغلہ برپا ہوا ایسی آوازین مہیب آئین کہ شعلہ سان محل مین آرام کرتی تھی گھبرا کر باہر نکل آئی اور اسی باغ کی طرف دوڑی اور تمام ساکنان قلعہ دوڑ کر ایک مقام پہ جمع ہو کر اسی مقام پہ آئے اس عرصہ مین حالت ساحران پر سحر بھی خندہ زن ہوئی اور لباس ماتمی تاریکی شب کا بصد بشاشت روزگار بے مہر نے اپنے جسم پر سے اُتارا کہ بمقتضائے ابیات

گھٹا کچھ نور شعلون کی جبین سے
ہٹے پروانے شعلے جھلملا سے
گر اُٹھا عکس زلف شب زمین سے
فلک کے ناز خاطر نے اُٹھائے

صبح ہوتے ہوتے شعلہ سان مع گروہ ساحران اُس باغ مین آئی دیکھا بارہ دری مکان باغ سب برباد ہی اور نعش شرربار کی جلسی ہوئی پڑی ہے بیٹے کی لاش دیکھ کر کلیجہ منہ کو آیا لاش پہ گر پڑی اور لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میرے آس مراد والے ہے ہے میرے نازون کے پالے ہی ہی بیٹا اس مان سے منہ موڑ گئے ہی ہی مجکو اکیلا چھوڑ گئے اے میرے بن بیاہے ہے اے میرے کڑیل جوان یہ مان تجکو کہان پائے کون سے دیس ڈھونڈھنے جائے ہی ہی یہ کیا ہوگیا نوحہ

مین صدقے تجھپہ اور قربان ہی ہی
ابھی سے کھو دی تمنے جان ہی ہی
مری جان میرے پر ارمان ہی ہی
اکیلی مین رہی جور فلک سے
نہ دیکھا کوئی دنیا کا تماشہ
ہوئے تم موت کے مہمان ہی ہی

اسی صورت سے زار و نالے کرکے بڑی مصیبت سے لاش اُسکی اُٹھائی کفنی سیاہ گلے مین پہنی گریبان چاک کیا بعد جزع و فزع بسیار جب رسم تعزیت سے فرصت پائی اس درخت سرو کو اور تیر و کمان کو ڈھونڈھا کہین پتہ نہ لگا کہ وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان اخگر لیگئی ہے غرضکہ خانہ نشین ماتم ہوئی یہ خبر مرگ شرربار کی دور دور منتشر ہوئی یہان سے آگے دریائے خونخوار ہے اور اس دریا کے حوالی مین ایک ساحرہ نسیم جادو نام حکمران ہے چنانچہ وہ اپنے دارالامارہ مین اورنگ حکومت پر جلوہ فرما تھی اوسکے سامنے کچھ طائر سحر آئے اور عرض پیرا ہوے کہ قلعہ آتش نگار مین بڑا غلغلہ برپا ہے غدر ہو رہا ہے نسیم نے خبر سنکر ایک اپنی مصاحب ساحرہ کو خبر کے لیے بھیجا وہ عورت یہان آئی اور بہت غدر دیکھ کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے اُسنے کہا ایک خدا پرست طلسم مین گھس آیا ہے اُسنے بشراکت اخگر شرربار کو مارا ہے یہ حال دریافت کرکے وہ عورت پھر کر خدمت نسیم مین آئی ماجرائے شنیدہ زبان پر لائی اُسنے پوچھا کہ شرربار کیا ماندہ تھا جو مر گیا اوس عورت نے کہا کہ اس طرح مارا گیا سب کیفیت سنکر برسم تعزیت جامہ سوگ پہنا اور مصاحبین ہمراہ لیکر نسیم روانہ ہوئی اور شعلہ سان پاس آئی دیکھا کہ اسکی عجیب حالت ہے گرفتار رنج و غم مصیبت ہے گریبان چاک ہے سر پر خاک ہے زمین پر بیٹھی ہے نسیم نے فرش خاک پر سے اُٹھایا اور کہا اے بہن یہ کیا غضب ہوگیا اُسنے رو رو کر سب حال بیان کیا اسنے سمجھانا شروع کیا کہ اے بہن جو مرضی جمشید کی اس امر مین ناچاری ہے شاہ و گدا سب کو یہ دن نصیب ہوتا ہے اوسنے کہا یہ مین بھی جانتی ہون لیکن کیا کرون دل نہین صبر کرتا ہے

کاش یہ نامراد کے قاتل کو بھی پاتی تو بھی کچھ دلکو قرار آتا اب نہیں معلوم وہ مردہ کدھر گیا نسیم نے اسی وقت ہزار ہا ساحر
ہر شخص روانہ کیا اور شعلے سے پوچھا کہ اس خدا پرست کا نام کیا ہو اُسنے کہا تورج یہ سنتے ہی نسیم تھرا گئی اور کہا آ
ہمین یہ نام شکنندۂ طلسم کا ہی ہم اپنے بزرگون سے سنتے ہین کہ نام فاتح طلسم کا تورج ہوگا پھر تورج اگر تو رہین کیا
فرق ہے خیر اب تو دیکھو جمشید کیا دکھاتے ہین یہ کہکر مکان شاہی مین بیٹھکر مشورہ کرنے لگی لیکن اخگر جو شہزادہ
کو لیکر ایک پہاڑ پر آئی اور وہان ٹھہر کر کچھ میوہ وغیرہ بہم پہونچا کر کھایا چشمہ سے پانی پیا شکر خدا کیا پھر ایک تختہ سنگ پر
دونون بیٹھکر دم لینے لگے مگر ساحر جو بجستجو نسیم نے بھیجے تھے وہ کوہ و دشت چھانتے پھرتے تھے اونہین سے چند ساحر طائر
بنے ہوئے اس پہاڑ کی طرف بھی آنکلے اور ان دونون دشت نوردان محبت کو بیٹھے دیکھکر عزم کیا کہ قید کرے جائین پھر خائف
ہوئے کہ وہ شخص بڑا زبردست ہے دست انداز نہوئے اڑکر بہت جلد خدمت شعلہ مین آکر خبر دی وہ خبر سنتے ہی اُٹھ کھڑی
ہوئی نسیم سے کہا مین میرے سرکار سے خبردار رہنا یہ کہکر ایسی دلکو لگی تھی کہ تنہا روانہ ہوئی پیچھے اسکے نسیم نے فوج ساحران
روانہ کی لیکن یہ بہت جلد اڑتی ہوئی اوسی مقام پر آئی کہ جہان شہزادہ اپنی معشوقہ سے سرگرم سخن تھا کہہ رہا تھا کہ
اے نازنین نہین معلوم کہ بعد ہمارے ہمارے رفیق اُس دیو پر کیا گذری خدا جانے وہ کدھر گیا ہنوز یہ ذکر ناتمام تھا کہ نعرہ
شعلہ یہان ہوا اے تیرہ سران کے گنہگار کہ از دست من نجات یابی نعرہ سنتے ہی اخگر کے تو ہوش اڑ گئے اور شہزادہ تیغ
کھینچکر جھپٹا اور للکارا کہ شہزادہ تجھ مین تیری جان کا ملک الموت آپہونچا یہ سنتے ہی اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر مارا اسلیے
قضا اُس ساحرہ کی اور طرح سے ہے شہزادہ پر غالب آئی اثر نارنج سحر سے شہزادہ بحس و حرکت ہو گیا اسنے پھر سحر
پڑھکر دستک دی کہ اخگر بھی بیہوش ہوئی اُسنے دونون کو گرفتار کرکے قصد مراجعت کیا تھا کہ فوج فرستادہ نسیم پہونچی
اسنے لشکریون کے حوالے ان دونون کو کیا کہ مین نسیم کے پاس انکو لیجاؤ کہنا مین آتی ہون تم اس مسلمان کو قتل کرنے
کو کنارہ بحر آتش کے لیچلو ساحر دونون کو لیکر پھرے اور یہ بھی پھری مگر ادھر طرف سے آتی ہے حال اسکا بیان ہوگا
لیکن ساحر قیدیون کو لیے خدمت نسیم مین آئے اوسنے قید سخت مین گرفتار کرکے حکم دیا کہ بحر آتش کے چبوترہ ریگ کے
بنائے جائین جلاد حاضر ہون فوج تیار رہے پس حسب حکم تیاری شروع ہو گئی اور شہزادے کو مع اخگر کے تخت
سحر پر بٹھا کر کنارے بحر مذکور کے روانہ کیا حسب اتفاق کمان و تیر کا حال نسیم نہ جانتی تھی اور نہ کوئی ساحر اس راز
سے آگاہ تھا اس سبب سے وہ تیر و کمان شہزادے کے پاس تھی یہ سمجھکر چھینی نہ گئی کہ سحر کا سامنے یہ کیا کریگا رہنے دو بروقت
قتل لے لین گے غرض جب شہزادہ کنارے بحر کے پہونچا وہ افسر کہ جسکی قید مین یہان آیا ہی منت تمام اُسنے گویا ہوا
کہ کئی لاکھ روپیہ کا جواہر میرے پاس ہی اور کئی لاکھ روپیہ کا زیور ملکہ اخگر پہنے ہے یہ سب تم کو دو گھڑی کے لیے
مجکو رہا کر دو اور تم میرے ساتھ رہو افسران لشکر سحر لالچ مین آکر شہزادے پر سے قید سحر دفع کر دی اور ساتھ
لیکر چلے شہزادہ کنارہ دریاے آتش کے تو آہی چکا تھا کچھ ہی دور چلا کہ وہ برج آتشین نظر پڑا
اسنے اوس تیر و کمان سے کام لیا بقدرت قادر توانا نشانہ مراد پہ تیر پہونچا وہ برج گرا اوس بحر آتشین مین
تلاطم ہوا شعلہاے آتش اڑکر جانب چرخ برین گئے اندھیرا ہو گیا شور ساتون دوزخون مین جیسے اوٹھتا

ہو دنیا ہی غلغلہ برپا ہوا بعد کچھ دیر کے نہ دریا تھا نہ دیوار آتش تھی ایک میدان منزلوں تک کا تھا یہ جو افسران
لشکر نے دیکھا گھبرا کر رو بفرار لائے اور بعض جو بہادر تھے سحر کر کر شہزادہ پر حملہ آور ہوئے شہزادہ نے کچھ خاک اُس
مقام کی جلد تر اُٹھائی اور متوجہ حرب ہوا لیکن شعلہ ساں شہزادہ کو قید کر کے جو روانہ ہوئی تھی تو ادھر راہوں سے
اپنی زمین حکومت کو ملاحظہ کرتی اُس پار دریائے آتش کے آئی اُس وقت اُس بحر کو نابدید ہوتے دیکھا بیقرار ہو کر
کہا ہائے افسوس یہ کیا ہوا یہ تو ادھر سے جھپٹی مگر اس پار دیو رفیق شہزادہ بھی ایک مقام پر پڑا روتا تھا اور ہائے آقا ہائے
تورج کہہ رہا تھا اُسنے بھی جب بحر کو غائب ہوتے دیکھا تب شہزادہ کے تجسس میں چلا راہ میں اسکو نظر آیا کہ ایک ساحرہ
اُڑتی ہوئی جاتی ہے یہ دیکھتے ہی دیو نے قریب پہونچکر گردن اُس کی بزور تھامی از بسکہ وہ ساحرہ ہو رہے ردیف تن تنہا گرد
دھڑ رہے اُسکو شہ نہ سکی اور تڑپکر چاہا کہ رہا ہو جاؤں دیو نے مضبوط دبوچا اور اس کشمکش میں وہ کون زمین پر
آ رہے دیو نے چنگھاڑ کر وہ دشت میں زلزلہ ڈالا یا ساحرہ جو شہزادہ پر حملہ آور تھے چیخ کے سنے سے بجا گئے اُنکی بھی
ساتھ شہزادہ کے رہا ہو چکی تھی نعرہ دیو سنتے ہی شہزادہ کو سمجھ میں آ گیا کہ وہاں لائی گئی جہاں دیو اور ساحرہ گتھے ہوئے
تھے شہزادہ نے آتے ہی خاک اُس پر ڈالی کہ ساحرہ کا جسم نرم ہوا اور دیو نے گردن اُسکی دھڑ سے کھینچ لی اور وہ تڑپکر ہلاک ہوئی
شور عظیم اُسکے مرنے سے بلند ہوا اندھیرا چھا گیا کہ درخت تھرایا آواز آئی کہ مارا شعلہ ساں جادوگر قلعہ آتش نگار میں جو
مکانات اور باغ ادھر اُدھر لا ماتہ وغیرہ سحر سے بنے تھے وہ جلنے لگے قلعہ میں ہر جگہ بڑی آوازیں تڑاق پڑاق مکان کے
اُڑنے کی بلند ہوئیں نسیم شہزادہ کو بے قتل بھیجکر آپ بھی سوار ہوا چاہتی تھی کہ یہ آفت برپا ہوئی اور فوج ہزیمت
خوردہ قیدی کے ساتھ کی سامنے آئی سارا ماجرا اُسنے سُنا اور اپنی ہمراز گلزار جادو سے کہا کہ خبر شعلہ کی ہلاکت
وہ کہاں ہے اُسنے کہا کہ بیبی حضور شعلہ ساں ماری گئی ورنہ یہ ہنگامہ نہ برپا ہوتا نسیم پہلے ہی سے تورج کو طلسم کشا
سمجھ چکی تھی اُس وقت یقین ہوا کہ جنگ میں بھی ماری جاؤں گی پس فرط خوف سے بھاگ کر اپنے قلعہ میں چلی گئی اور
ہوا کے دربار کو زیادہ زور دیکر قلعہ پر ساحران زبردست کو مقرر کر کے بڑے استحکام سے اپنے افسران لشکر کیساتھ
مشورہ کرنے لگی اور تدبیر سحر کے پڑھنے پر یافت حال شہزادہ جانب قلعہ آتش نگار روانہ ہوئے کہ ہر دم کی خبر افعال طلسم کشا کی
مجکو پہونچا ہیں یہاں شہزادہ بعد قتل شعلہ قلعہ آتش نگار میں آیا یہ قلعہ برباد پایا رعایا دہشت سے لرزتی تھی شہزادہ نے
ڈھنڈورا پٹوایا کہ اہل شہر کو امان دی گئی ہے جو صاحب گھر آباد ہوں سب عام شہر حاضر خدمت ہو کر مطیع ہوئے شہزادے نے
انجم کو تخت شاہی پر بٹھایا اُسنے اپنے باغ بہار میں اُس گل باغ شہر یاری کی دعوت کا سامان کیا شہزادہ
اُس سرو گلزار وفا کو لیکر داخل گلشن ہوا چبوترہ پر زیر شامیانہ زریں بیٹھا ارباب نشاط حاضر ہوئے گلستان
مسرت میں ہوائے عیش و سرور دوڑان ہوئی زمزمہ سنجان و مغنیان عنادل ہزار آغاز ہوا ساغر یہ رنگ ساغر
گل مل سے لبریز ہو کر چلنے لگے بادہ خوار بھول رہے تھے ہر چند کیفیت سحر کے بیرون سیافت کر کے خدمت نسیم میں گئے وہ
اپنے سرداروں سے کہہ رہی تھی کہ بعد تسخیر قلعہ آتش نگار فاتح طلسم دربارے ہوا پر ضرور آئے گا مجھے اُسوقت
اگر بھاگ کر بچے تو اُسوقت بچنا ممکن نہیں اس سے لازم ہے کہ جاکر یا تو مقابلہ کروں یا اطاعت کر لوں یہی گفتگو

تھی کہ پیروں نے حالات طلسم کشا سے آگاہی دی کہ ہمراہ اخگر مصروف نشاط و طرب ہے یہ سنتے ہی گلزار جادو جبار جادو غو
پھر ایک افسر نے صلاح دی کہ اے ملکہ یہی وقت ہے کہ طلسم کشا غافل ہے آپ اسکو گرفتار کر لیجیے اور نہیں تو حضور چل کر
شاہ طلسم پاس چلیے ورنہ خرابی ہے اسنے کہا بہتر ہے چلو طلسم کشا کو پکڑ لیں یہ کہکر بہ غضب تمام مع چند افسر کے
روانہ ہوئی زیادہ فوج اسلیے نہ لی کہ ہجوم سے طلسم کشا آگاہ ہو جائیگا غرضکہ بزور سحر اڑتی ہوئی قریب باغ پہونچی اور
زمین پر اتر کر اندر باغ کے چلی اور گلشن پر دیو بہر حفاظت بیٹھا تھا اسنے اسکو بڑھکر سلام کیا اس نے کہ قریب آئے
تو گردن دابوں ساحرہ مذکور تو حالات دیو سے آگاہ ہو چکی تھی اسکے نقرے پر نہ چڑھی اور ایک پڑیا خاک سحر کی
نکال کر جھول سے ماری کہ دیو بیحس و حرکت ہو گیا اور یہ اندر چلی دیو نے چیخنا شروع کیا کہ لے آقا لے شہزادے یہ مردار
تجربہ کار مجکو گرفتار کر کے آپکے آزار دینے کو آتی ہے باغ میں ہر چند کہ ناچ گانے کا شور تھا مگر دیو کی صدا اس شور پر
بھی سبقت لیگئی شہزادہ نے آواز سنکر فرمایا کہ دیو چیختا ہے یہ کہکر تیغ کھینچکر دوڑا ساحرہ اندر آ چکی تھی کہ اسنے کچھ
نہ پوچھا نہ سوچا ایک ہاتھ تلوار کا مارا اسوقت ہاں ہاں کر کے جبار جادو بیچ میں آگیا اور ایسا گھبرایا کہ سحر بھی
نہ پڑھا شمشیر آبدار شہزادہ کی جو پڑی دو پرکالے کر کے زمین پر گری شور اسکے مرنے کا بلند ہوا نسیم سامنے سے
ہٹ گئی اور از بسکہ ساحرہ زبردست ہے سحر پڑھکر پکاری کہ او تو تیغ تلوار پھینکدے یہ کلام اسکا پار تھا شہزادہ
نے تلوار پھینکدی اسنے سحر سے بیحس و حرکت کر دیا اور آگے بڑھی اخگر آئی تھی اسنے ایک ناریل سحر کا مارا اسنے دستک
دی کہ ناریل الٹا پھر گیا اور از بسکہ یہ ساحرہ صاحب مرحلہ ہے اخگر اسکا سامنا کیا کر سکتی ہے اسطرح دوبارہ
جو سحر کیا ایک ہوا سے سرد ایسی وزاں ہوئی کہ مع اخگر جملہ ساحر بیہوش ہو گئے اسنے در باغ سے دیو کو بھی اٹھوا
منگوایا اور سب کو ایکجا کر کے قصد قتل کرنے کا کیا اور شہزادہ و اخگر کو مقید کر کے ہوشیار کر دیا کہ اپنی حالت زبون
مشاہدہ کر کے روئیں جب شہزادہ کی آنکھ کھلی اجل بر سر قضا بقفا دیکھی گردن جھکا کر خدا کو یاد کرنا شروع کیا اور برجوع
قلب دعا کرنے لگا کہ خداوندا اس بلا سے تو نجات دے ادھر نسیم نے ہنس کر کہا کہ لے تو تیغ اس روز کی
تجکو خبر نہ تھی اور اے اخگر تجکو شعلہ ساں نے خاک سے پاک کیا بیٹی اپنی بنایا اور تو نے اسکو قتل کرایا یہی
عوض زندگی کا تھا جو تو نے کیا اخگر نے کہا میں واقعی بھی نہیں طلسم کشا سب کو ہلاک و غارت کرتے چلے آتے ہیں انھوں نے
اسکو بھی مارا انسے پوچھو شہزادہ نے فرمایا کہ بیشک میرا شیوہ یہی ہے ساحروں کا نام بھی دنیا سے باقی نہ رکھونگا اور اب
اے نسیم جو تمھارا کرتا ہے وہ غنیمت سمجھو صرصر فنا باغ بقا ہمارے بھی چلا چاہتی ہے ٹھنڈے ٹھنڈے گلزار عدم کی
سیر کو جایا چاہتی ہو بالفرض مجکو تم مار بھی ڈالو جب بھی نہ بچوگی میں اکیلا یہاں نہیں آیا ہوں میرے وارث میرے ساتھ
آتے ہیں اور علاوہ اسکے ہم لوگ خدا پرست ہیں خدا تعالی ہماری مدد کو فرشتے بھیجتا ہے شعلہ ساں کے لیے بھی خدا نے ایک
فرشتہ بھیجا تھا کہ اسنے آکر جہنم واصل کیا شہزادے نے تو یہ کلمات اسکے ڈرانے کو فرمائے اور اسکو دل میں خوف پیدا
ہوا کیونکہ طلسم کشا تو شہزادہ کو جانتی ہی تھی سوچی کہ شاید اسکے ساتھ فرزندان حمزہ وغیرہ اور بھی آئے ہوں اور
مجھ سے دعوی کون برادر کریں یہ سوچ کر اسنے بازو پر سے تختی جمشیدی کھولی اور اسکو دیکھا کہ یہ کلام طلسم کشا کا سچ ہے

لوح مین لکھا تھا کہ اسکے ساتھ طلسم مین کوئی نہین آیا ہے یہ بالکل جھوٹ کہتا ہے ہان دہانہ طلسم پر ایرج پوتا حمزہ
کا البتہ اوترا ہوا ہے تو اُسکو جلد قتل کر ڈال ورنہ برائی ہے یہ تختی سے معلوم کرکے اسنے اور بھی زیادہ احتیاط کی یعنی
ماش کے آٹے کا ایک پتلا بنایا اور فصد اپنی کھول کر خون اسپر چھڑکا وہ پتلا اٹھ کھڑا ہوا آداب بجالایا اسنے اُسکو حکم دیا
کہ لے پتلے تو اُڑ کر چار دانگ طلسم مین جا اور بہ یک نظر دیکھ جس کسی کو مسلمان وضع دیکھ میرے سامنے پکڑ لا کر۔ لا پتلا حسب الحکم
اُڑ کر چلا اور قندیل فلک ہو گیا ہر سمت جویاے مردم مسلمان تھا ادھر حال سنیے کہ نجم و تتاپور دونون عیار خبر لینے
لعل ایرج کی چلے تھے اور بیان کیا گیا تھا کہ دریاے سحر کے کنارے کنارے روان تھے مگر باہم صلاح یہ کی کہ الگ
الگ چلنا چاہیے کیونکہ مقام دشوار گذار ہے جو ایک مبتلاے بلا ہو جائے تو دوسرا اوسکی اعانت کو جاسکے چنانچہ
علیحدہ ہو کر دونون دو طرف ہو گئے اور صورتین بدلے ہوئے تھے فی الجملہ نجم عیار ایک ساحر کی صورت بنا ہوا تھا لیکن
بہت بوڑھا اپنے تئین بنایا تھا کہ بال کیا پلکین تک سفید تھین سر ہلتا تھا دست و پا مین بھی رعشہ تھا کمر خمیدہ تھی گویا جوانی کو ڈھونڈھنے
نکلا تھا لاٹھی ٹیکتا چلتا تھا اسپر بھی ہر گام پر ٹھوکر کھاتا تھا اور بڑھاپے آہ تمام لیتا تھا کبھی ضعف و نقاہت سے بیٹھتا کبھی اُٹھ کر
کراہتا جسم مین جھریان پڑین رگین تن کی نکلی ہوئین مرزائی گلے مین پہنے دھوتی باندھے قشقہ ماتھے پر کھینچا بت گلے مین پڑے مالا ہاتھ
مین لیے سامری سامری جپتا چلا جاتا تھا لیکن مسکن ساحران جس مقام کو سمجھ چکا تھا اس وجہ سے بہت سے بت کمر مین عیاری کرنے کیلیے
بنا کر رکھ لیے تھے اور حیلہ ہاے ناحق سے سارا جسم آراستہ کیے تھا کہ حال اسکا مذکور ہوگا چنانچہ پتلے نے اُسکو جاتے دیکھا چونکہ وہ پتلا
سحر کا تھا اور حکم اُسکو یہی تھا کہ مسلمان کو پکڑ لا تا گو اسکی وضع ساحرون کی ایسی تھی مگر تاثیر سحر یہ ہوئی کہ
پتلا جھپٹ کر جھوگرا اسکو پنجہ مین داب کرے اوڑا اور سامنے نسیم کے لا کر ڈالدیا اوسنے کہا لے موے یہ تو ساحر کو کیون
پکڑ لایا اوسنے کہا پھر اور تو کوئی اس طلسم مین مجھکو نہ ملا مین تو جانتا ہون کہ یہ مسلمان ہے ساحرہ نے کہا دیکھو معلوم ہوا
جاتا ہے یہ کہہ کر عیار رو بتوجہ ہوا یہ بیہوش تھا اُسکو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا جب نجم کی آنکھ کھلی اپنے شہزادہ کو
اسیر و دستگیر دیکھا اور ایک دیو کو زمین پر تڑپتے پایا چند ساحرون کو بیخ قید سے ہلتے پایا سمجھا کہ ہم بھی اسیر ہو کر آئے ہین یہ
سمجھ کر در مکاری وا کیا ایک ایسی آہ کی کہ دل سنگ بھی آب ہو جاتا تو عجب تھا ساحرہ کا دل موم ہوا اور پوچھا کہ اے آہ کیون کرتا ہے
اُسنے رو کر پہلے تو کچھ وصف اسکا بیان کیا دعا بہت سی دی پھر کہا کہ یہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے دریاے سحر جو سر
طلسم ہے وہان میرے سات بیٹون کو اسنے ذبح کیا ہے اے ملکہ اس بڑھاپے مین اسنے وہ داغ مجھکو دیے مین
کہ جگر میرا زخمی ہے نسیم نے کہا اب تو اس سے بدلا اپنا لے اور اسکی بوٹیان کاٹ کر زاغ و زغن کو دے بڈھے نے کہا
اے ملکہ مین ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگا یہ کہکر رخسار پر مسا جو نشان شناخت کا ہے وہ شہزادے کو دکھلایا شہزادہ
مسا دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ نجم عیار میرا ہے بس بہت خوش ہوا اور خاموش رہا نسیم نے پوچھا کہ بڈھے میان تمھارا نام
نام کیا ہے عیار نے جواب دیا کہ مجھکو بندہ جمشید کہتے ہین ساحرہ نے کہا تمھارے باپ کا کیا نام ہے اسنے عرض کیا بندہ جمشید
اور باپ پر کیا موقوف ہے دادا کا نام بھی بندہ جمشید تھا ہمارے خاندان مین سب کے نام بندۂ جمشید ہین ہماری قوم
وہ ہے کہ خداوند جمشید کے یہان سے ہمکو جھوک عنایت ہوتی ہے پوریان اور دودھ اور کھانے کو ملتا ہے اور ہمارا

دین دو آئین تم سب ساحرون سے جدا ہے ہمارے پاس جو خداوند جمشید ہین وہ ہم سے باتین کرتے ہین اور ہم بولتے
ہی خداوند کو سجدہ کرتے ہین گونگے کو نہین پوجتے اور ہر وقت اپنے خداوند کا دھیان گیان رکھتے ہین اور ساتھ
لیے لیے خداوند کو پھرتے ہین اگر تم بھی سجدہ کرو تو ہم اپنے خداوند کو نکالین اور وہ تمسے باتین کرین نسیم کو بڑا تعجب ہوا
کہ دیکھا چاہیے کہ خداوند کیا کہتے ہین کیونکر بولتے ہین چنانچہ نہایت اشتیاق ظاہر کر کے مصر ہوئی کہ جلد تر خداوند
کو نکالو نجم نے پہلے ہی سے بت وغیرہ اور دھوکا دینے کی چیزین بنا کر اپنے پاس رکھی تھین چنانچہ ایک بت اسی
اس طرح کا بنایا ہے کہ اُس کے سر مین سوراخ ہین اور جب اون سوراخون مین ہوا بھرتی ہے تو منھ سے اوس بُت
کے آواز پیدا ہوتی ہے اس طرح سے کہ جیسے باجا بجتا ہے اور کبھی بعض سوراخ مین ہوا بھرنے سے ایسی آوازین
آتی ہین کہ جیسے انسان باتین کرتا ہے لیکن کوئی بات سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے غرضکہ وہی بُت اسنے کمر سے نکالکر
ایک بلندی پر رکھا اور آپ ہاتھ جوڑ کر سامنے کھڑا ہوا اسنے دیکھا کہ زمرد کا بُت ہے آنکھین یاقوت کی ہین ہیرے تمام
اسکے جسم پر ہر جگہ جڑے ہین یہ دیکھ رہے تھے کہ اُسکے مخرجون مین ہوا بھری اور آواز اُنھین سے پیدا ہوئی نجم نے کہا
خداوند فرماتے ہین کہ جلد سجدہ کرو نسیم اور سب ساحرون نے اوسی وقت سجدہ کیا اور نسیم کو بڑی حیرت ہے کہ تیرے پاس
دس دس ہزار بیس بیس ہزار روپیہ کے خریدے خداوند ہین لیکن چون بھی نہین کرتا یہ بڑا تپسی جمشید کا سیوک معلوم
ہوتا ہے جو اسکے خداوند بولتے ہین یہ تو اسی سوچ مین تھی کہ نجم نے تیور اسکے دیکھ کر قیافہ سے پہچانا کہ اسکو اس بُت
کے بولنے کا سوچ ہے پس یہ معلوم کر کے گویا ہوا کہ ارے ملکہ خداوند فرماتے ہین کہ نسیم دل مین کہتی ہے کہ بڑا تعجب ہے
خداوند بولتے ہین مگر مجھے سمجھ مین نہین آتا ہے کہ کیا کہتے ہین تو اے ملکہ تم یہی سوچتی ہو یا کچھ اور ساحرہ کا اعتقاد اور
زیادہ ہوا اور کہا واقعی مین یہی دھیان کر رہی تھی اسنے کہا اے ملکہ بشر کا کلام سمجھ مین نہین آتا ہے نہ کہ خداوند کا
ایسی فہم ہماری کہان جو خداوند کی بات سمجھ سکین مین مدت تک خداوند کے پاس رہا ہون اس باعث سے کچھ
سمجھ لیتا ہون اچھا اب پھر خداوند کو سجدہ کرو کہ خداوند کہتے ہین مین تم پر اپنی رحمت نازل کرون تا کہ تم بھی میری بات
سمجھنے لگو سب ساحرہ یہ حکم سنکر سجدہ مین گرے اور اسنے ایک تھیلی جسمین مٹھائی بیہوشی آمیز بھری تھی اس بُت کے ہاتھ
مین دی اور ساحرون سے کہا کہ سر سجدہ سے اٹھاؤ سبنے سر اوٹھایا اور اسنے اوس بُت مین کل رکھی تھی کہ جب اسکی
پیٹھ پر ہاتھ رکھے وہ ہاتھ اپنا بلند کرے پس جب ساحر سجدہ سے اٹھے اوسنے اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھا بُت نے ہاتھ
اپنا بلند کیا اسنے کہا اے ملکہ خداوند یہ تھیلی تمکو عنایت کرتے ہین اُسمین جو کچھ ہو وہ لیکر سب کو وہ کھلائین اور تم بھی کھاؤ
خداوند کی زبان سمجھ مین آ جائیگی نسیم نے وہ تھیلی بُت کے ہاتھ سے لی اور مٹھائی نکال کر سب کو ایک ایک ڈلی دی
آپ بھی نجم نے کہا کہ اے ملکہ یہ خداوند بڑے جھوٹے ہین میرا کہنا مانتے ہین اور خلاف مرضی میرے کچھ بات کرین
تو خوب جوتیاں لگاؤن اور کبھی کبھی دس پانچ جوتے لگا بھی دیتا ہون نسیم نے کہا ارے بڈھے تیری شامت آئی ہے
خبردار خداوند کی شان مین کچھ بیہودہ نہ کہنا نجم نے کہا او قحبہ مین تجھکو قتل کرنے کو جب کہتا ہون یہ بت منع کرتا ہے
پھر اسکو جوتیان نہ ماردون تو کیا کرون نسیم یہ گفتگو سنکر گھبرائی لیکن بیہوشی اثر کر چلی تھی زبان اینٹھ گئی کچھ سحر نہ کر سکی۔

ہچکیان لیکر بیہوش ہوگئی اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہی حال ہوا سب بیہوش ہو گئے اُسوقت دیو چلایا کہ بھائی
اس ساحرہ کو اُٹھا کر میرے منھ میں ڈال دے کہ میں چبا کر نوش کر جاؤں نجم نے نسیم کو گود میں اُٹھایا دیو نے منھ پھاڑ کے
پھیلایا اسنے اُسکے منھ میں ڈال دیا اوسنے جو چبایا ہڈیان کڑکڑ بولین اور وہ قحبہ واصل جہنم ہوئی شور بگیر و بہ بند کا بلند
ہوا آندھی پانی آگ پتھر برسنے کے بعد آواز آئی مارا نسیم جادو کو نجم نے جلد جلد اور ساحروں کے بھی سر کاٹ ڈالے دیو کے
اور شہزادہ کے ہاتھ پاؤن کھل گئے اخگر کو بھی ہوش آیا شہزادہ نے نجم کو گلے سے لگایا اور بہت تعریف عیاری کی فرمائی
اخگر سے کہا یہ ہمارا عیار ہے اور بھائی ہے یہان تو یہ باتین خوشی کی ہین اُدھر مرگ نسیم سے وہ دریا سے ہوا اور قلعہ و مکانات
سحر سب برباد ہو گیا اور اہل قلعہ سمجھے کہ مقرر کوئی آفت آئی کچھ دیر مین طلسم کشا سب کو آکر قتل کریگا جبتک نسیم ماری گئی اب
یہان ٹھہرنا نہ چاہیے یہ تجویز کرکے رو بفرار لائے ادھر سے شہزادہ مع عیار اور اخگر اور دیو کے روانہ ہو کر دریا سے ہوا پر آیا
اُس سحر کا کہین نشان نہ پایا قلعہ بھی خالی تھا اس شہریار عالی تبار نے اُس قلعہ مین مع اپنی معشوقہ کے نزول فرمایا اخگر نے
سامان عشرت مہیا کیا وہ جلسہ جو قلعہ آتش نگار مین برہم ہو گیا تھا یہان پھر برپا کیا دیر تک سرگرم عیش و عشرت رہے
پھر اوس قلعہ کو بھی آباد فرمایا اور اون دونون قلعون کا اخگر کو حاکم کرکے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا اخگر نے ساتھ نہ چھوڑا
حکومت ترک کرکے ہمراہ ہوئی عیار اور دیو بھی ساتھ چلے فی الجملہ یہ مرد میدان شجاعت رہگراے منزل مقصود ہوا اور کچھ دور
بحر ہوا کی حد سے آگے بڑھے تھے کہ ایک میدان لق و دق بیابان مین گذر ہوا دیکھا تو منزلون تک سایۂ اشجار اوس سے
دور وحشت آباد آبادی اُس سے بدل نفور بوے ثمرات کیا چرند پرند کسی کا نام نہ تھا اوس وادی ہول خیز مین
قدم رکھنا کسی رستم دل کا کام نہ تھا ہر سمت سناٹا دھوپ کا تڑاقا عالم یاس قلب مضطر دل بیقرار اس پر یکہ تاز عرصۂ
جرات قدم ہمت بڑھائے روان تھا ہمراہ رفیقون کا مجمع تھا بگولے کی طرح خاک اوڑاتا جب دور نکلگیا نیا تماشہ نظر
آیا یعنی ہزارون قوس قزح کو سامنے نکلے پایا میدان سرخ و سبز اونکے عکس سے بنا تھا گنگا جمنی سطح غیر اعجاب اور آگے
بڑھے دیکھا کہ ایک کوہ یاقوت احمر کا دوسرا زمرد اخضر کا بنا ہے دونون کے عکس سے طرفہ تماشا ہے کہیں یاقوت پر مرصع
طراز قدرت نے زمرد کا مینا کیا ہے شاہد کوہ لالون لال ہے یاقوت سے چہرہ لال ہے لعل اور زمرد کی اوسی جا
کان ہے جوہری قدرت کی دوکان ہے مثل قلب سرو رنگین روے کوہ بشاشت سے سرخ ہے سبزہ کوہ
سرخ پر یون نظر آتا ہے کہ معشوق سرخپوش نے زیور زمرد زیب جسم کیا ہے کوہ زمرد پر گلہاے سرخ کا چمن
زیور یاقوت کا جسم سبز رنگان پر دکھاتا ہے ہزار ہا گل دونون کوہ پر کھلے ہین یہ کیفیت دکھاتے ہین کہ بہار
باغ عالم کو رو برو اپنے شرماتے ہین

نظم

بہار کھیلتی ہوئی ہر دم ہے یہ فصل
ہوا اڑاتی ہے ہر لحظہ رنگ گل سے لال
غبار کاکل سنبل ہے یہ عبیر فشان
درختون مین ہین یہ نارنگیان کرو تہیا

ہزار رنگ کی لائی ہے ساتھ اپنی سال
نہین ہے جوش شفق سے سپہر بھی سرخ
بہار والے کے چہرہ پہ مل رہی ہے گلال
نہین ہے قوس قزح آسمان پہ جلوہ نما

ہے دست شاخ پہ موزون شگوفہ ہے کا فوارہ
یہ رنگ مہر کی پچکاری نے دیا ہے ڈال
یہ قمقمے ہین بھرے رنگ کے جو ادھر ہین
یہ پھیل پر کی رنگی گئی ہے سنگ لال

سامنے اُن دو پہاڑون کے ایک دیوار بلور سفید کی منزلون تک کھینچی ہوئی تھی اُس سرخی اور سبزی مین سفیدی بھی بہار دکھاتی تھی آفتاب تابان کو فلک اخضر پر شرماتی تھی نور علی نور وہ مقام تھا نور علیٰ نور کلام تھا اُس دیوار مین تین دروازے بنے تھے جنکی محرابون پر چاند سورج صدقے ہو رہے تھے پرشے مخمل کاشانی کے دو دروازون پر پڑے تھے بیچ کے دروازے پر تمامی کا پردہ پڑا تھا اس پردے کو ہی راد دوان طلسم نے بسم اللہ کہکر اُٹھایا اور قدم آگے بڑھایا سب رفیق بھی ساتھ تھے کہ چند تیغے چمک کر گرے اور ان سب کو اُٹھا کر لیگئے بعد کچھ دیر کے جو آنکھ کھلی سبحان اللہ وہ دشت دلکشا اور صحرائے نزہت افزا نظر آیا جسنے بہار شباب گلرخان کو دل سے بھلایا کوئی گلشن سبز و خرم پر وہ دنیا پر شہزادے کی نظر سے ایسا گمذرا تھا کہ جیسا وہ جنگل فرحت افزا تھا عرض بیان حوصلہ خاطر صاحبان بعد وہ کرم رروان مین محو عیش و کل دستکر یان تھین سرگرم اہتمام باد بہاری بھی مستی دکھا رہی تھی بید طبری شاخ تازگی سے بجاے خنگی گل و سنبل پر لاکھ طرح کا جوبن کرپر حب ابیات

دفور نشو و نما سے یہ جوش نامیہ سے	کرو اثر کرے ہی اگر شاخ ہو ہوئی اگہال	تمام شاخ سے ہوئی تیغ برگ بید علم
کہ بیگی فصل بہاران خزان کا استیصال	نہین لچکتی ہے شگوفون کے بوجھ سے شاخین	کیا وہ کھینچنے کی مشق کر رہی ہین نہال
نہین ہے یاد بستان میں شقائق و نعمان	خزان کے خون سے رنگین ہوئی ہے تیغ جبال	اس وادی فرحناک مین ایک تالاب بصد

آب و تاب تعمیر سرا پا نور چشم حور کی تصویر گرد اگرد اُس تالاب کے سبزہ بہار جنت خدا کا بنا دیتا لب گرداب تالاب کو یاقوت سے بنایا تھا یہ نوجوان آبرو بخش دشت پُر بہار لب جو سیر ہوکر ٹھہرے اور بچھا فرش بچھا کر بیٹھے اخگر اپنے ساتھ گلابیان شراب کی لائی تھی جام بھر کر شہزادہ کو دیا شغل بادہ نوشی شروع ہوا اگر دیو اس مقام پر ٹھہرا تھا کہ سبز رنگ ساحرون نے یہین دکھا یا قید کر کے اس جگہ بلایا ہے پس جب یہ کچھ دور آگے بڑھا نا نہ ہو تا رنظر آیا بالکل اندھیرا چارسمت یا زمین آسمان کچھ نہ سوجھائی دیا گھبرا کر پھر آیا اور پھر با ز پھر ایک سمت کو اُٹھکر پھر وہی نظر آیا نا چار مراجعت کی شہزادہ نے اُسکو آتے جاتے دیکھکر پوچھا کہ کہان جاتے ہو کس فکر مین ہو اسنے عرض کی ملکہ شہر یا راس مقام کو سحر بند کر کے آپکو مقید کیا ہے مین گیا تھا کہ راہ پاؤن تو آگے لے چلون مگر آگے راستہ نہین جسطرف جاتا ہون اندھیرا نظر آتا ہے کچھ سوجھائی نہین دیتا ہے اخگر نے کہا شاید یہ مقام ظلمات طلسم کا ہے کسی نے سحر بند کیا ہے یہ کہکر مع شہزادہ سب آگے چلے اور قریب ظلمت پہونچا اخگر سحر خوان ہوئی ہرچند سحر کیا لیکن کچھ دور ا ہموار نہ ہوسکی تالاب کے کنارے آکر مقام کیا اس اثنا مین طلسم گرد فلک ظلمت شب سے ناچار ہو کر کنار بحر مغرب کے آیا کہ بیت زمین کے سایہ نے کی پردہ پوشی ماہی مہر فلک کی گرمجوشی مہر شام کچھ ہو زمین روشنی ساتھ لیے دشت ظلمت سرا کی طرف سے پیدا ہوئین اور قریب ان وادی بیابان طلسم کے آئین چند خوان پُر از طعام ساتھ لائی تھین وہ ہر ایک آگے اور دو تین کرسے دیوکے کھانے کو رکھکر چلی گئین اُن خوانون مین دو دو روٹیان اور پیالہ سالن کا بھتا شہزادہ نے نہ کھایا باقی دیو اور اخگر نے کھایا اب سب کو یقین کامل ہوا کہ ہم قید مین غرضکہ وہ رات تو کنارہ تالاب کے بسر کی جب فلک اخضر پر چشمہ خور روان ہوا کہ بیت دکھایا

صبح نے رخِ حسن جبین کو + کیا تابندہ رخسار زمین کو + صبح کو بھی کچھ زنان خوبرو با قد دلجو آب و طعام لیکر آئین اور
دیکر چلی گئین نجم نے دیو سے کہا کہ شہزادے نے رات سے کچھ نوش نہین فرمایا ہو آج ایک بکرا تو کم کھا ہم اسکے کباب
لگا کر شہزادہ کو کھلائین دیو نے کہا بہتر ہے شہزادہ نے عیار کو منع کیا کہ مین پرایا حصہ نہ کھاؤنگا تو کباب نہ لگا
یہ سنکر عیار نے کچھ میوہ کسوت عیاری سے نکالکر شہزادہ کو کھلایا اسی طرح دو دو روز گذرنے اب تو بھوک مین اس شہزادہ
کو غصہ آیا مثل مشہور ہے کہ بھوکے بھلے مانس سے ڈرنا چاہیے پس وہ عورتین کھانا لیکر جو پھر آئین شہزادہ نے
انھین سے ایک کو قریب بلایا اور چوٹی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ مالزادی ہمکو فاقہ مست تو نے مقرر کیا
ہے جھٹکا دینے سے وہ عورت اوندھے منہ گری شہزادہ جست کرکے اسکی پیٹھ پر سوار ہوا اور ایسا گھبرائی کہ شہزادہ
پر تو سونہ چھاپ پر پرواز پیدا کرکے اڑی کہ ایسا نہ ہو کہ رفیقان طلسم کشا مجکو مار ڈالین غرضکہ شہزادہ کو لیے ہوئے ظلمت کو
طے کرکے ایک باغ مین آئی شہزادہ کی آنکھ بند ہو گئی تھی جب آنکھ کھلی گلشن پر بہار دیکھا گل و لالہ و سنبل سے
آباد وہ لالہ زار دیکھا اور اپنے شہزادہ کو اس جگہ پیٹھ پر سے گرا کر بندر عجیب و حرکت کرکے آپ جا کر ملکہ ظلمات
سے کہا کہ آج طلسم کشا نے مجکو مار ڈالا ہوتا مین اسکو اڑا لائی ہون وہ مجمہر حیرت بیٹھا تھا ظلمات نے کہا اری قحبہ آئین
طلسم یہی ہے کہ چالیس روز تک طلسم کشا کو قتل نہ کرنا چاہیے قید رکھنا مناسب ہے چنانچہ مین نے اسکو قید کیا تھا
تو یہان کیون لے آئی یہ کہکر اٹھی اور اسی وادی مین باغ کی ایک کنجی تھی کہ وہان آئی اسمین صندوق تھا
اسکو وا کرکے کتاب آئین طلسم نکالی اور اس کتاب مین حال طلسم کشا دیکھا معلوم ہوا بیشک طلسم کشا یہی ہے اس پہلوان
طلسم کو جو تیرے پاس ہے بلا کر مقابلہ کرا اور شرط کرے کہ اگر اس پہلوان کو زیر کرو تو مین اطاعت کرون اور
تم زیر ہو تو میرے مطیع ہو جانا اور اگر فاتح طلسم اطاعت کرے تو اسکو چالیس لونڈیان خدمت کے لیے دینا اور
اس باغ مین بہ آسائش رکھنا یہ کتاب مین دیکھکر کتاب تو بند کرکے صندوق مین رکھی اور آپ وہان سے سامنے
شہزادہ کے آئی شہزادہ نے ایک ساحرہ کو دیکھا کہ سن مین ادھیڑ ہے گو سبز رنگ خوبصورت چہرہ سے متانت اور
دانش ہویدا ناصیہ سے رعب و جلال پیدا سراپا زیور زمرد یاقوت پہنے بنی سنوری ہوئی مانگ موتیون سے بھری
ہوئی غرض کہ اس صاحب تمکین نے شہزادہ کو سلام کیا اور شہ الطرفہ کو درمیان مین لائی شہزادہ نے فرمایا کہ
پہلوان کے باپ سے ہم مقابلہ کرین اگر تم لوگ ساحرہ ہو تمھاری بات کا اعتبار کیا ہے مین پہلوان سے لڑونگا
تم سحر کر دوگی پھر میرا زور بیکار رہیگا ساحرہ نے کہا ملکے شہریار مین اقرار نامہ لکھے دیتی ہون کہ سحر نہ کرونگی شہزادہ کو اسنے
سحر کی قید سے رہا کرکے اقرار نامہ لکھدیا اور اپنی ایک کنیز کو بھیجکر اس پہلوان کو بلایا وہ پہلوان [illegible]
بجا مار رستم و سام و نریمان کو شاگرد اپنا بناتا چت لنگوٹ باندھے بھبھوت ملے خم بجاتا آبنوس رہ لندہ
بنا ہوا باغ مین آیا اور اس دیو صورت نے شہزادہ کو للکارا شہزادہ بلند اقبال نے
بھی رستا نہ اس کا مقابلہ کیا اس قوی تن درشت ہیکل نے دستیان پھینکیں بغلیان ڈوب کر کشتی
آغاز کی شہزادہ کے پاس وہ انگشتری افخم کے پاس کی جو مقام کفل شاہ بید پہلوان کے رطے

وقت ملی تھی اُس انگوٹھی کے سبب سے زور سحر پہلوان کا نہ چلا ہر چند کہ اُسنے ایسا زور کیا کہ کنپٹیاں شق ہوگئیں
اور اونگلیاں پھٹ گئیں آخر شہزادہ نے اُسکو اُٹھا کر چاروں شانے چت گرایا بہادر اُس کے سینہ پر چڑھا
اور سوال اسلام کیا اوسوقت ظلمات نے عرض کیا کہ اسکو چھوڑ دیجیے میں مسلمان ہوتی ہوں شہزادہ اوسکے سینہ پر سے
اُٹھا ظلمات نے دوڑ کر سر قدم پر رکھدیا شہزادہ نے اسلام عرض کیا وہ بتصدیق دل مطیع اسلام ہوئی اوس
پہلوان نے حسب آئین طلسم ایک درخت میں دوڑ کر ٹکر ماری کہ سر پھٹ گیا اور تڑپ کر وہ ہلاک ہوگیا شور مرنے سے
اُٹھے برپا ہوا ساحرہ شہزادہ کو لیکر بارہ دری کے چبوترہ پر لائی زیر نگار زنار اُسکو سمجھایا شہزادہ نے فرمایا کہ میرے
رفیق کنارہ تالاب کے بیٹھے ہیں اونکو بلا دو ساحرہ نے عرض کی کہ وہ میرے بلانے کو شاید فریب سمجھیں پس آپ رقعہ
لکھ دیجیے شہزادہ نے ایک رقعہ دستخط خاص سے تحریر فرما کر دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوئی اور شہزادہ نے کھانا آسودہ ہو کر
کھایا اگر کئی روز سے بھوکا تھا پھر شغل میخواری آغاز ہوا ناچ دیکھنے لگا یہ تو اس آرام میں ہیں لیکن جس قلعہ کی ظلمات حاکم ہے
وہان کی رعایا نے حال مطیع ہونے اپنے مالک کا جو سُنا ہر ایک گھبرایا اور فکر مند ہوا کہ اب ہم سب کو مسلمان ہونا پڑیگا
یا جان دینا ہوگا یا جلا وطن کرنا ہوگا پس ابھی سے فکر ہلاکت طلسم کشا لازم ہے غرضکہ چند اکابرین شہر یہاں سے
بھاگ کر ایک قلعہ ہے اس جگہ سے دس کوس پر کہ مالک اوسکا ایک ساحر زہر چشم جادو نام ہے اُس کے پاس گئے
اور بزور سحر ایک آن میں قریب قلعہ پہونچ گئے صدائے استغاثہ بلند کی ساحر مذکور نے انکو سامنے طلب کر کے جملہ کیفیت دریافت
کی اور سوچا کہ ابھی جمعیت مطیعان فاتح طلسم کی کم ہے جلد اُسکو قتل کرنا چاہیے فی الحال اپنے مقام پر سے بزور سحر اڑ کر
اور بہت جلد باغ پر آکر ٹھہرا شہزادہ غافل بیٹھا ناچ دیکھ رہا تھا کہ اسنے سحر سے بےحس و حرکت شہزادہ کو کر کے بچہ
بنکر چوتہ لیکر اپنے قلعہ کی طرف روانہ ہوا ظلمات رفیقان شہزادہ کو لینے گئی تھی اور کسی کی مجال نہوئی جو اُسکو
روک سکتا وہ تمام محفل درہم و برہم ہوگئی رعایائے قلعہ تو مری شہزادہ کی تھی کوئی خبر نہوا اور یہ شہزادہ کو لیکر اپنے قلعہ
میں آیا اور بارہ ہزار ساحران نمدار کو حکم تیار رہنے کا دیا لشکر ساحران تیار ہوا یہ ہمراہ لشکر اپنے قلعہ سے باہر نکلا بارگاہ
استادہ کرائی اور شہزادہ کو قید سخت میں گرفتار کر کے ایک خیمہ میں رکھا اسلیے کہ دم سحر اُسکو قتل کر دونگا پس خود مسلمان
اندر قلعہ کے نہ گھسے کہ سبزہ رحمت خداوند ساری نہ ہوگا چنانچہ یہ تو اس سامان سے بیٹھا ادھر ظلمات دیو اور
عیار وغیرہ رفیقان شہزادہ کے پاس پہونچی اور رقعہ دیا ہر ایک پڑھکر شاد و خرم ہوا اوسکے ہمراہ سب روانہ ہوئے
جب یہ یہاں آئی ملازموں نے ماجرائے شہزادہ سے آگاہی دی اسنے دیو سے حکم دیا کہ جائے شہر کو گرفتار کرے
کھانا شروع کرے اور آپ کوچ لشکر کے حفاظت دیو میں مصروف ہوئی کہ سحر سے اُسکو ضرر نہ پہونچائے اور علاوہ
حفاظت دیو کے سحر سے قلعہ کو برباد کرنے لگی رعایا برایا بعجز و لابہ لشکر نے امان چاہی اسنے ہر ایک سے یہی
سوال کیا کہ درصورت اطاعت طلسم کشا تمکو امان ملیگی لشکر کے افسر مطیع اسلام ہوئے اسنے بھی لشکر چار بیس
ہزار ساحران نامدار کا درست کرا کر ہمراہ لیا اور سمت قلعہ زہر چشم کوچ کیا وہاں ایک رات گذری تھی اور وہ وقت
تھا کہ چشم خورشید فلک سے سیاہی ظلمت شب کی دور ہوئی دنیا نور سے معمور ہوئی بیت کہ جب دھکا زنگی سایۂ شب

نظر آتا جمال صبح مطلب • ہنگام سحر چبوترہ نکہت کا بنوا کر بپاس فلاکت بر شہزادہ کو بہر قتل زہر نے بٹھایا تھا
گرد لشکر ساحران گھیرے تھا جلاد حکم پوچھ رہا تھا کہ ظلمات مع لشکر کے پہونچی اور حملہ آور ہوئی جلاد تیغے پھینک کر
بھاگے کہ ایسا نہو ہم قتل ہو جائیں سیاہ زہر مائل رزم ہوئی زہر بھی اژدر دمان پر سوار ہو کر بڑھا ناقوس
اور جھانجھ اور نفیر بجنے لگے ابر سحر گرد گرد آیا چار سمت اندھیرا چھایا سحر کی مار ہیروں کی پکار شروع ہوئی نارنج ترنج ناریل
ادھر چون کے چلنے لگے سحر کی بجلی چمکی جادو کے سانپ زہر اگلنے لگے منقار جادو سپہ سالار زہر کا نارنج مارتا آگے
بڑھا آتا تھا اس طرف سے اخگر اوسکے سحر کو رد کرتی جاتی تھی اتفاقاً نجم عیار بھی ساحر بنا ہوا شریک لشکر جنگ تھا
روکتا ہوا قریب منقار پہونچا اور اوسکو خنجر سے دھکا مارا وہ تو اوسکی جانب مخاطب ہوا اخگر نے اس طرف سے نارنج
ناریل مارا اسکے سر پہ چوٹ پڑا سر اڑ گیا غل اوسکے مرنے سے بلند تھا ساحران عدو نجم کو سمجھے کہ یہی ساحر نے سپہ سالار کو مارا
سب اسپر ٹوٹ پڑے اخگر گروہ ساحران لیکر اوسکے بچانے کو جھپٹی رد سحر کرنے لگی اور اوسنے بھی لوٹ مار کر سینکڑوں
کی ٹانگین کاٹین اسوقت زہر کو تاب آئی آگے بڑھکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ آگ برسنے لگی ہزار ساحر اس طرف کا
جلا نجم تو جست و خیز کر کے نکل گیا اور دیو جھپٹا کہ میں بھی مددگار کو بچاؤں ناگہاں ایک چکر جو آکر لگا ہاتھ کا ایک لوتھڑا گوشت
کا کٹ گرا دیو اس زخم سے تڑپنے لگا مگر جی داری کر کے پھر آگے بڑھا پھر ایک تیر جو قضا نے بیا آکر پڑا نشانہ ہوا تیر توڑ کر
پار گزرا اس عرصہ میں زہر نے ظلمات سے مقابلہ کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ اسکے جسم میں زہر پھیلنے لگا اور سوزش
ہوئی چھالے بدن پر پڑ گئے آخر تاب استقامت نہ لائی بھاگ کھڑی ہوئی زہر نے ایک نارنج مارا کہ تاریکی چھا گئی
ظلمات بھی چکرانے لگی راہ نہ سوجھی زہر جھپٹا کہ پکڑ لاؤں راہ میں دیو زخمی پڑا تھا اسنے ڈانٹا کہ بھلا چوٹے کدھر
جاتا ہے اسنے تیغ کھینچکر چاہا کہ ایک ہاتھ ماروں دیو نے پاس بھی نہ آنے دیا ہاتھ بڑھا کر گردن اوسکی مضبوط تھامی کہ آنکھیں
اوسکی نکل آئیں ظلمات بھی پلٹی اور پکاری کہ لے دیو نہ چھوڑنا اسکو جلد لاؤ کر جادو دیو نے فوراً اوسکو کھینچکر منہ میں ڈالا
اور چبا گیا پیٹ میں سے اوسکے غل پیو پکڑ دے کا بلند ہوا دیو گھبرایا اخگر مع فوج کے ساحروں سے بھڑی ہوئی تھی
اب ظلمات پہ سے بھی سحر زہر کا اتر گیا یہ بھی آگر گری اور قلعہ اور مکانات سحر کے جو بنے تھے مرگ زہر سے انہیں
آگ لگی اور شہزادہ لوتیج پر سے سحر اتر گیا ہاتھ پاؤں میں طاقت آئی قید آہن توڑ کر اٹھا عیار نے تیغہ دوڑ کر
پہونچایا پھر تو دشت رنگین ہوا انگارے زخم سے دامن میدان دامن گلچین ہوا تیغ کی جھنکار صدائے غنچہ
گل تھی اسلحہ کی چقا چاق آواز نغمہ بلبل تھی خون کی نہریں جاری تھیں کے فوارے چھوٹتے ہوا سے تیغ باد بہار کی
تادیر یہی ہنگامہ گرم رہا آخر لشکر عدو یعنی فرقہ اشرار ساحران نابکار نے شکست پائی شہزادہ نامدار سے بقیۃ السیف
نے امان چاہی اور مطیع الاسلام ہو کر شہزادہ کو قلعہ میں لائے دیکھا تو اس قلعہ میں سحر کے مکانات و باغات
سب نابود میں رہا با فزاری ہے شہزادہ نے منادی کرا کر آبادی کرائی پھر دار الامارہ میں آکر قیام فرمایا حکم
آغاز جلسہ عشرت دیا ناچ ہونے لگا صحبت عیش برپا ہوئی بعد دو روز کے پھر وہاں سے عزم روانگی فرمایا دیو نے
عرض کیا کہ اے شہریار آپ تو مجھکو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں شہزادہ نے فرمایا کہ رفیق شفیق طلسم اکیلے ہی فتح ہوتا ہے

دیو نے کہا مجھے لیتے تو چلیے دیکھیے گا کہ میں کیونکر لڑتا ہوں دشمنوں کا سر چباؤنگا شہزادہ ہنسنے لگا اور نجم عیار نے
عرض کیا کہ جو آپ کی مرضی وہی ہماری جو مناسب ہو وہ کیجیے دیو کو کہنے دیجیے فی الحال دیو اور اخگر و عیار وغیرہ ایک
کو ہمراہ لیا اور قلعہ سے نکلکر آگے کا راستہ پکڑا کئی کوس پہ ایک برج اور اوس پر وہ جہاں سے طلسم میں سے نظر پڑا کہ
نہایت بلند و رفیع تھا شہزادہ ایک صحرا میں مع رفقا ٹھہرا اوس برج کا حاکم ایک ساحر غدار تاجدار گنبد نشین
جادو نام ہے - ہرچند کہ نام بادشاہ طلسم بھی یہی ہے لیکن اسمین اتنا فرق ہے کہ شاہ طلسم جہاندار گنبد
جہان نشین کہلاتا ہے خلاصہ مرام ساحر مسبوق الذکر نے جب سنا کہ طلسم کشا قلعہ زہرہ کو فتح کرکے میرے برج کی جانب
آتا ہے پس یہ سنکر اسنے سحر کا پتلا بنایا اور اسکو بھیجا کہ دریافت کر آ طلسم کشا کہاں ہے پتلا آکر شہزادہ کو
دیکھ گیا اور اس سے بیان کیا کہ وہ جو چار کوس ادھر اس برج سے ہے وہاں مع اپنے رفیقوں کے طلسم کشا ہے یہ معلوم کرکے
تاجدار نے فکر کی کہ اگر طلسم کشا یہاں آگیا تو زیادہ تردد کرنا پڑیگا پھر وہاں سے کہ جہاں اب وہ ہے قید کرکے
مار ڈالنا چاہیے تمام طلسم اوس کے شر سے نجات پاویگا اور میرا نام بھی ہوگا الغرض کچھ تجویز کرکے ایک برج ماش کے
آٹے کا بنایا اور ایک چار دیواری بطور احاطہ کے اوسی آٹے کی بناکر ہاتھ پر رکھکر اسی برج آرد سے حکم دیا کہ
دیو جو ہمراہ فاتح طلسم ہے اسکو جاکر قید کرے اور احاطے سے کہا کہ فتاح طلسم کو مع رفقا کے تو جاکر محاصرہ کرلے دونوں
اشیا اڑکر چلیں یہاں شہزادہ مع رفقا کے صحرا میں بیٹھا تھا کہ یکایک ایک گنبد بزرگ زیر گنبد فلک برسر ہوا اڑتا
نظر آیا اور مثل سرپوش کے دیو پر ڈھک گیا رنگ اوس برج کا بالکل سیاہ تھا اندر اوسکے دیو کا حال تباہ
تھا چیختا تھا کہ اے شہریار مجکو بچائیے اس تاریکی سے چھڑائیے شہزادہ اوسکی جانب تیغ بکف ہوکر جھپٹا تھا کہ وہ چار دیواری
اڑتی ہوئی آئی اور گرد شہزادہ اور کل ہمراہیوں کے محاصرہ پذیر ہوئی اوسوقت اخگر و ظلمات دونوں بزور
سحر اوڑیں لیکن جسقدر یہ بلند ہوئیں دیواریں بھی اتنی ہی اونچی ہوگئیں یہ نہ جا سکیں اوتر آئیں اور شہزادہ
فرط غضب سے ہونٹھ چبانے لگا اور بحالت ناچاری دعا درگاہ باری میں فرماتا تھا بیت چو عاجز رہانندہ
دائم ترا + دریں عاجزی چون نخوانم ترا + یہاں تو سب دعا کر رہے ہیں لیکن تاجدار نے سحر سے معلوم کیا
کہ وہ آخر برج صاحبقرانی قید ہوچکا بس اپنے مصاحب ایک ساحر نگاہ جادو نام سے حکم دیا کہ تم جاؤ اور تو برج
و نجم کو میرے پاس اٹھا لاؤ اور باقی سب اسی طلسم کے تو کس ہیں انکو وہیں قید رکھو بلکہ قتل ان دو خدا پرستوں
کے دیکھ خود مطیع ہوجائینگے ساحرہ مذکور حسب الحکم اسکے پرواز کنان اس احاطہ سحر میں آئی شہزادے
نے دیکھا کہ ایک ساحرہ بنی سنوری سرخ چنری اوڑھے شجر کا لہنگا پہنے مانگ میں سیندور بھرا ماتھے پہ صندل
کا سرے پانگ جڑاؤ گہنا پہنے پان کھائے ہوئے انداز سے منہ بنائے تیوری چڑھی سحر میں بہت بڑھی
چڑھی آئی ہے ظلمات نے بھی اوسکو پہچانا اور اوسنے قریب آکر کہا کہ اے ظلمات حیف ہے تیری کمبختی پر
اور لعنت تیری اوقات پر کہ تو نے دین سامری و جمشید کو کھوکر دین طلسم کشا کا قبول کیا اور خداوند تعالی جو پردہ دنیا پر
موجود ہیں اور ہمارے پالنے کو وہ خداوند عرش اعلی پر نہیں ہے کہ اون کے دین کو ترک کیا ہے کہ کر اخگر کی طرف

مخاطب ہوکر گویا ہوئی کہ بیٹے منحوس لعنت خداوند تیرے اوپر کہ تو غیرت ہٹ ایسی دھگڑا بنا کر بیٹھی اور گھر برباد کیا
شعلہ ساں کو قتل کرایا اوسکے بیٹے کو ہلاک کیا وہ جو مثل ہے کرے بالک مرے گھالک وہ حال ہے
اسی واسطے تجکو پال پوس کے شعلہ نے اتنا بڑا دھینگڑا کیا تھا اخگر نے یہ باتیں سنکر کچھ اسکا کہنا پذیرا نہ کیا
اور ایک نارنج مارا کہ او فحبہ کیا تو نے بک بک مچائی شامت تیری آئی ہے سے اسکو اوسنے باتون کی دھن
پہلے تو خیال نہ کیا اب نارنج آتے دیکھ کر چاہا کہ رد سحر پڑھون مگر ظلمات جو بجلی بنکر گری سنبھلنے بھی نہ دیا اسکو
کاٹ گئی غل و شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا جادوگرنیون نے شہزادہ سے کہا کہ بابت قید تو تم ہو گئے ہین اب جو
آئیگا مارین گے ادھر نگاہ کو دیر ہوئی تاجدار نے بزور سحر معلوم کیا کہ اخگر نے مار لیا یہ معلوم کرکے اُسے بڑا غصہ آیا
اور ایک ساحر قہقہہ جادو نام اپنے رفیق سے حکم دیا کہ تو جا کر ہر ایک کو گرفتار کرکے قتل کر ڈال قہقہہ زمین میں غائب
ہوکر روانہ ہوا لیکن اس طرف نجم عیار نے تجویز کیا کہ ان دو جادوگرنیون سے ایک ساحرہ کو مارا پس مجکو بھی
لازم ہے کہ اب جو آئے اُسے قتل کر دون یہ تجویز کرکے ایک حباب بیہوشی منہ پر شہزادہ کے مارا اور جادوگرنیون و
دیو کو بھی کچھ بیہوشی دیکر بیہوش کر دیا اور آپ بصورت اپنی شکل ایک ساحر کے بناکر خنجر کھینچکر ٹھہرا تھا کہ زمین
تھرائی یعنی ساحر جو زمین مین غائب ہوکر چلا تھا یہان آکر پہونچا نجم نے جب زمین کو متزلزل دیکھا دوڑ کر سینہ شہزادہ پر
با خنجر برہنہ سوار ہوا اس اثنا مین قہقہہ زمین سے نکلا اور دیکھا کہ سالکرہ و دیو بیہوش پڑے ہین اور ایک ساحر طلسم کشا
کو ذبح کر رہا ہے اس ماجرے کو دیکھکر وہ متحیر ہوا اور اوس سے مستفسر ہوا کہ تو کون ہے اسنے جواب دیا کہ مین نگاہ جادو کا
بھائی ہون اُسکا بدلا لینے آیا ہون یہ سنکر قہقہہ نے کہا کہ تیری بہن کو یہ دونون جادوگرنیان جو پڑی ہین اُنھون نے
مارا ہے تو اُنکا سر کاٹ مین اس مسلمان کو مارون نجم سینہ شہزادہ پر سے اوٹھا اور یہ شہزادہ کو قتل کرنے کے لیے کھڑا
نجم با خنجر برہنہ پاس تو کھڑا ہی تھا جھپٹ کر ایک ہاتھ جو مارتا ہے سر اُسکا کٹ کر دور گرا صداے گیر و دار بلند ہوئی نجم
نے شہزادہ وغیرہ ہر ایک کو ہوشیار کر دیا تو ریح نے حال سنکر اسکو گلے سے لگایا جادوگرون نے تعریف عیاری کی
کی اودھر تاجدار نے بزور سحر دریافت کیا کہ قہقہہ بھی مارا گیا بس اُسکو بہت غصہ آیا اور خود اُڑکر اُس جا حاضر ہوکر
ٹھہرا اور سحر سے ہر ایک کو بے طاقت کر کے پنجہ بنکر گرا شہزادہ اور نجم کو اُٹھالے گیا اور اسقدر بلند ہوا کہ قریب
کہکشان فلک پہونچا اور پکارا کہ اے طلسم کشا تو نے ساحرون کو مارا ہے اب شرط کہ یہان سے تجکو نیچے گرا دون کہ ہڈیان
سرمہ ہو جائین شہزادہ نے کچھ اسکی بات کا جواب نہ دیا لیکن خدا نے اسکے دل مین یہ خیال پیدا کر دیا کہ سب کے سامنے
لے چلکر اوسکو مار ڈالے کیا کریگا چنانچہ ایسا سوچ کر اپنے باغ مین کہ نام اُسکا باغ پر بہار ہے اوترا اور اُنکو سر بند کرکے
چھوڑ دیا جب انکی آنکھ کھلی باغ فرحت افزا مین اپنے تئین پایا کہ گل و ریحان کی خوشبو سے ہر نخل لباس عروس پہنا
پھولون سے زیور دلہن کی طرح پہنے مرصع سب خانہ چمن کا گلشن تھا اور ساحر ایک سامنے کھڑا تھا اسنے کہا کہ اے خیرہ سرو
تم خدا پرست ہو خداوند لقا کی پرستش چھوڑ کر خدائے نادیدہ کو پوجتے ہو مین تمکو بغیر ہلاک کیے نہ چھوڑونگا یہ سنکر نجم عیار بولا
اے تاجدار تو نے کیا کہا ایسے مین لقا پرست ہوئی اس خدا پرستی نے بہت ساحر زبردست لقا کے آگے میرا

بچا لیس نہ چلا ناچار میں ساتھ اُسکے ساتھ ہو لیا اور میں ہی تو اُسکو طلسم میں لگا کر لایا کہ یہاں سے نکل نہ سکے مارڈالا
جائے اور لے بادشاہ اگر تو مجکو مارے تو لقا پرستون کے مذہب میں اُٹھا تا یہ کہکر لقا کی تصویر کمر سے نکالی اور کہا
دیکھو ہم اسکو خدا جانتے ہیں تاجدار نے کہا سامنے اسکے میں سجدہ کرتا ہوں اور جھک کر اُس تصویر کو سلام کیا نجم نے کہا
مجھپر سے بھی سحر اُتار دیجئے کہ اس خدا پرست کو ماردون اور خداوند کو سجدہ کرون اسنے اُسپر سے سحر اُتار لیا اسنے ایک
بیضۂ بیہوشی کمر سے نکالا اور کہا دیکھو یہی گولا اس خداپرست کو ماردون گا یہ کہکر وہ بیضہ اُچھالنے لگا اور کہا دیکھو یون
مارتے ہیں بس جیسے دیکھو وہ بیضہ تاک کر تاجدار کے مارا گر وہ تاک دبی ملنے لگا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش
ہوگیا نجم نے دوڑ کر خنجر مارا مگر اس کے بدن پر سحر تھا خنجر اُچٹ گیا نجم نے دماغ پر بڑی بیہوشی کی جھڑ جا کر کپڑے اسکے
اُتار کر اُس کو تو کیلون میں چھپا دیا اور آپ رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور شہزادہ کو آکر
زمین سے اُٹھایا اور اس باغ کی بارہ دری میں لا کر ایک پلنگ پر لٹا کر آپ باہر باغ کے گیا اور پکارا کہ کوئی حاضر
ہے بیرون نگہبان ملازم تاجدار موجود تھے حاضر حاضر کہکر سامنے آئے اُنکو ہمراہ لیکر یہ اندر باغ کے آکر تخت پر
بیٹھا اور حکم دیا کہ سرداروں کو ہمارے بلاؤ غرض سب سردار حاضر ہو کر آداب بجا لائے اور بیٹھے اسنے ہر ایک سے
پوچھا کہ یارو لوح تمکو معلوم ہے کہ کہان ہے کہیں ایسا تو نہ ہو کہ کسی کے ہاتھ آجائے یہان خداپرست آئے ہیں کچھ
پیچ نہ پڑ جائے میں سحر اُتار کے طلسم کشا کو قید کرنا چاہتا ہوں سب نے عرض کیا کہ لوح کی کیفیت ہمکو نہیں معلوم
ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ خبر پہونچی مالک قلعہ بیرانیہ بیران تیر سوار آپکی ملاقات کو آتے ہیں اسنے حکم دیا کہ لوگ
ہر سو استقبال جائیں سردار استقبال کرکے اُسکو باغ میں لائے اسنے دیکھا کہ ایک ساحر شیر سوار شیر کی ایسی صورت
بنائے لباس تاجداری سے آراستہ ہے اسنے تعظیم کرکے اُسکو تخت پر بٹھایا اور کہا شراب پیجئے دعوت کھائیے
باعث تشریف آوری بتائیے اُسنے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ طلسم کشا کو تمنے گرفتار کیا ہے اُسکو دیکھنے کو میں آیا ہوں
اور شراب وغیرہ میں کچھ کل نہیں ہونگا نہیں کہ تمہارے یہاں عیار آئے ہوئے ہیں نجم نے کہا طلسم کشا وہ دیکھو پلنگ پر
پڑا ہے اسنے جا کر دیکھا اور کہا اسکو نا بیچ سحر بار کرتے پلنگ پھونک دین تو ثواب عظیم ہو گا نجم نے کہا میں نے منت
مانی جمشید کی نذر کی ہو کہ تیسرے دن کے اسکو قتل کرونگا اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہو تو میں جا کر اپنے گرو سے
پوچھ آؤں یہ کہکر تخت پر سے اُتر کر گوشہ باغ میں گیا اور وہاں صورت اپنی مثل ایک مرد ضعیف کے بنائی کہ
سر ہلتا ہوا ہڈیاں پسلیاں نکلی ہوئیں منہ میں دو چار دانت باقی نداردو ایک کرتا پہنے پلکیں سفید کیے اُن کیلون میں
کہ جہان تاجدار پڑا ہو اُسکو لخلخہ رفع بیہوشی سونگھا کر ہوشیار کیا جب اُسکی آنکھ کھلی دیکھا میں کیلون میں
برہنہ تن پڑا ہوں اور ایک بڈھا سامنے کھڑا ہے یہ حالت دیکھکر اُسنے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ ماجرا کیا ہے بڈھے
نے کہا کہ تجکو اپنی بھی خبر ہے میں کون ہوں ارے بیوقوف تو بندہ خاص خداوند لقا آج سے ہوا تجکو نجم عیار نے
فقرہ دیکر بیہوش کیا تھا مجکو حکم ہوا کہ تو جا کر میرے بندے کو اُٹھا اور سب کیفیت اُسکو بتا چنانچہ حسب الارشاد خداوند
تجکو آگاہ کرتا ہوں کہ عیار نے فریب کر کے بیران مالک قلعہ بیرانیہ کو بھی مسلمان کیا ہے اور مثل اخگر و ظلمات

وہ بھی شریک فتاح طلسم ہے وہ اب تیرے قلعہ مین آیا ہے اور تیرے مقام پر اسوقت بیٹھا ہو چاہتا ہو کہ تیرے
سرداران ملازمون کو دام تزویر مین پھانسے اور قلعہ تیرا چھین لے فی الجملہ حکم خداوند ہو کہ تو جا کر نہ اُس سے کچھ پوچھنا
نہ کوئی بات کرنا مار ہی ڈالنا اگر کوئی بات کریگا تو فقرہ دیکر نکل جائیگا یہ حال سُن کر تاجدار قدم پر گر پڑا اور عرض
پیرا ہوا کہ فرشتہ مقرب خداوند آپ نے میری جان بچائی مین یہان سے جاؤن تو آپکو پھر کہان پاؤن ملک نے فرمایا کہ
تم جا کر ببران کو قتل کرو بعد فراغ مجھکو پکارنا مین ظاہر ہونگا تاجدار یہ اقرار لیکر بسان شعلہ جوالہ جنگ کے بحالت غضبناکی
روانہ ہوا جب بارہ دری مین پہونچا سب سرداران بتعظیم کھڑے ہو گئے ببران نے بھی کہا آئیے تشریف لائیے اسکو تو
مرشد کامل نے بخوبی پٹی پڑھا دی تھی تیوری چڑھا کر گھورنے لگا اور بزور خنجر شیرین کر پاس لا کر ببران کے مارا کہ وہ
تخت کے نیچے گرا اور از بسکہ غافل اسکے ضرر پہونچانے سے تھا سحر بھی نہ پڑھ سکا اُسکو گرتے ہی پیٹ پھاڑ ڈالا
شور و غوغا اُس کے مرنے کا بلند ہوا بعد شور و ہنگامہ کے تاجدار بیرون بارہ دری آیا اور سجدہ کر کے با ادب تمام پکارا
کہ اے ملک مقرب آئیے مین حکم عالی بجا لایا نجم ایک گوشہ باغ مین چھپا ہوا تھا اُسکو پکارتے ہی جست کر کے
اس طرح سامنے اُسکے آیا کہ جیسے کوئی روئے ہوا سے اُترتا ہے غرضکہ تاجدار نے اُس کو لا کر تخت پر بٹھایا
اور سب اہل دربار سے کہا اُن کو سجدہ کرو کہ اُنھون نے جان میری بچائی ہے سبنے سجدہ کیا اور دست و پا کو
بوسہ دیا پھر تاجدار نے کہا کہ اے ملک مقرب مین حیران ہون کہ طلسم کشا کو پلنگ پر کسنے اُٹھا کر لٹا دیا اسنے
کہا بعد تمھارے بیہوش ہو جانے کے ایک فرشتہ خداوند نے بھیجا تھا اُسنے طلسم کشا کے قلب پر ہاتھ پھیرا کہ دل
اُسکا خداوند کے سجدے کو راغب ہوا اور اسی ملک نے طلسم کشا کو پلنگ پر لٹایا اب تمکو لازم ہو کہ اسکو ہوشیار
کرو اور پھر اُسپر سے رد کر کے بعزت تمام پاس اپنے بٹھاؤ خاطر کرو کھلاؤ شراب پلاؤ وہ تمھاری طاعت کریگا
اور تمھارا نام اس طلسم مین ہو گا یہ سنکر اسکو بڑی خوشی ہوئی اور اُسی وقت وہ سحر پڑھکر توبیج کر ہوشیار کیا شہزادہ کو
بیٹھا نجم نے پکار کر کہا کہ اے طلسم کشا خداوند کو سجدہ کر کہ تجھپر رحمت خداوندی نازل ہوئی ہو شہزادہ یہ سنکر چاہتا تھا
کہ کچھ جواب سخت و درشت دے نجم نے ستار خسار کا دکھایا پھر تو وہ سمجھ گیا کہ یہ میرا عیار ہے جو یہ کہے وہی کرنا
چاہیے پس اُسکے کلام کا جواب دیا کہ مین کب سجدہ کرنے سے انکار رکھتا ہون عیار نے کہا اے تاجدار اُٹھو طلسم
کشا کے گلے ملو اُسنے تمھاری اطاعت قبول کی اور ہم اب تمھارے سب کام کر چکے خداوند پاس جاتے ہین یہ سنکر
تاجدار تخت پر سے اُٹھا ادھر پلنگ پر سے شہزادہ ہاتھ پھیلا کر چلا دونون باہم بغلگیر ہوئے شہزادہ نے ایک ہاتھ
کو گلے پر رکھ کر فشردہ کیا اور کولے مین اُسکو پھنسا دیا کہ ہڈیان ٹوٹنے کی کڑکڑ صدا آئی اور گلا دبنے سے دم رکا سحر بھی نہ
پڑھ سکا آخر پھڑک کر مر گیا ملازم جو حاضر دربار تھے وہ چیخ مارنے دوڑے لیکن ایک لمحہ مین فیصلہ ہو گیا کام تمام ہوتا
شہزادہ لاش اُسکی آغوش سے گرا کر تیغ کھینچکر ساحرون پر چلا اور نجم نے بھی خنجر کھینچا از بسکہ مرنے سے اُس کے
اندھیرا ہو گیا باغ اور عمارت وغیرہ مین آگ لگی شور و غل برپا تھا اسی ہنگامہ مین شہزادہ و عیار نے
تلوارین مارنا شروع کین بہت ساحر اُس گھبراہٹ مین مارے گئے اور بہت سے اُڑ کر فوج کی چھاؤنی مین گئے

لشکر تیار کرا کر لائے لیکن مرگ تاجدار سے دیو اور **اخگر و ظلمات** وغیرہ رہا ہو گئے تھے اور کرادسی باغ کی طرف آئے کیونکہ غوغائے عظیم برپا تھا وہی نشان پر راستہ ملا جب یہان پہونچے لشکر کو دیکھا کر دیو نے ہاتھ بڑھا لا اور وحشی دن کو کھانا شروع کیا اور **اخگر و ظلمات** نے گوسے سحر کے مردون کے مارنا پیچ ترنج ناریل کچے سو نیون کے اور پیکانون کے مارنا شروع کیے کبھی **اخگر** نے آگ برسائی کبھی **ظلمات** نے تاریکی عالم مین پھیلائی اس آفت جنگ مین شہزادہ کی بن آئی شمشیر صاعقہ خصال چمکا کر خرمن فوج عدو پہ بجلی گرائی ہر سمت لاش پر لاش اور مردے پر مردہ گرا پڑا تھا لاحملہ تھا آتشی کا شور ہیر دمن کا غل ہوا کا زور جان دو پنے مین نہ کسی کو درلیغ نہ تامل لڑنے سے وہ لشکر عاری یہ اکیلا ہزار دن پہ بھاری تیغ کی روانی دشوار زندگانی کا مل تختہ تختہ بحر مرگ کی جوشش بجوشش آب شمشیر کا پتہ دیتی کنارہ سلامتی کا نظر آتا دشوار بیڑا جنسا بیچ منجدھار کشتی حیات ڈگمگاتی یہ حالت نظر آتی کہ اب ڈوبی اب ڈوبی کاغذ کی ناو کہلاتی اس لشکر بے سردار کا یہ حال ہوا کہ بچنا محال ہوا بموجب **نظم**

بعنبر بہ توسیع دران رزمگاہ
زبیمش بلرزید خورشید و ماہ

بہ تیر و کمان و بہ شمشیر تیز
در افگند در سرکشان رستخیز

پس و پیش از لشکر جنگجوے
بروے اندر آوردہ بودند روے

زخون روے صحرا چو جوے روان
زبانگ سواران جہان پر فغان

دران کین و آشوب و دار و بکش
نہ با اسپ زور و نہ با مرد ہش

آخر شکست فاش سب نے کھائی اور جادو امان بلائی شہزادہ کے ہاتھ گروہ کا ہر ایک قدم اقدس کو آنکھون سے لگا یا مطیع اسلام ہو کر شہزادہ کو اندر قلعہ کے لیگئے دار الامارۃ مین لا کر تخت پر بٹھانا چاہا شہزادہ نے اخگر کو تخت پر بٹھایا اکابرین شہر نذرین لیکر حاضر ہوئے شہر مین تسلط ہوگیا جلسہ مسرت و جشن عشرت کی بنیاد ہوئی کئی روز تک داد عیش و نشاط یہ سب دیا کیے پھر شہزادہ فلک جاہ نے فرمایا کہ یہ طلسم نہایت ہیبت ناک ہے زمین یہان کی پُر ہول ہے اب شہزادہ چاہیے آگے بڑھ کر دیکھیے کیا درپیش آئے فی الجملہ جب طلسم خاور سے فتاح طلسم ظلمت نے عزم میدان افلاک کیا کہ بیت چھپا جب صبح کا نظرون سے تا ماہ ہوئی شکل سحر پیدا شکار رائیہ اختر آسمان شجاعت نماز سے فارغ ہو کر مع رفقائے با عصمت کے اوس قلعہ سے نکلکر رہگرائے منزل مقصود ہوا دن بھر مثل خورشید سیار دشت طلسم رہا قریب شام جب اس نیک انجام نے نظر کی تو انقلاب دہر نے نئی صورت دکھائی یعنی وہی جگہ نظر آئی کہ جہان سے صبح کو قدم اٹھایا تھا حیرت نے پاؤن کا شے تعجب کا خانۂ دل مین مسکن ہوا کہ الٰہی یہ کیا گردش بخت نا فرجام ہے جہان سے چلا تھا شام کو پھر اوسی جا مقام ہے ناچار با خاطر ناصبور قیام کیا اور بہنگام سحر جب مہر منیر مقام طلوع پر رونق افزا ساطع ہو کر طے منازل افلاک کرنے لگا اس بادیہ پیماے صحرائے عجائبات نے ایک تیر کسی درخت کے تنہ پر برائے شناخت مقام لگایا اور آگے کو قدم بڑھایا دن بھر سرگردان و پریشان رہا سر شام پھر اوسی مقام پر آ گیا کہ جہان سے چلا تھا تیر اپنا درخت مین لگا پایا اب تو بالکل یقین ہوا کہ زمین طلسم ہم سے چالین کرتی ہے چرخ کی گردش پیدا کر دیتی ہے مجبور پھر کھانا

کھا کر سو رہا اور صبح کو اٹھ کر راستہ پکڑا شام کو پھر اوسی جگہ آرہا اسی طرح کئی روز نصیبون کی گردش رہی ایک شب جب عابد نورانی چہرہ ماہ رشتہ کہکشان مین دانہ کواکب پرو کر سبحہ خوان ہوا کہ نظم

وہ جلوہ ماہ تابان نے دکھایا		جہان کو نور کا عالم بنایا	
ضیا سے اس طرح چمکے برابر		ستارے بن گئے ذرے زمین پر	

شہزادہ ایک تختہ سنگ پر چشمہ سے غسل کرکے مصلا بچھا کر بیٹھا اور درگاہ داور بیچون مین بصد تضرع و زاری بیقراری بجا لا کر کے دعا کرنے لگا کہ اے گردش دہ مہر و ماہ و اے چرخ دہ افلاک عالم روز جزا تیرے کرم کا بڑا مجھکو آسرا ہے اس ہرزہ گردی سے تو مجھکو بچا راہ راست پر لگا کہ ابیات

تجھی سے ہے پناہ اوج و پستی		عطا کی ہے ہمین تو نے ہی ہستی	
تجھی نے روشنی آنکھون کو بخشی		دکھائی تو نے ہمکو راہ سیدھی	
کٹے یارب یہ صحرائے پر آفات		نظر آئے ہمین راہ طلسمات	

رات بھر اسی طرح درگاہ کبریا مین رویا کیا اور مصروف حمد و ثنا رہا قریب سحر دیدہ ظاہری بند ہوئے اور چشم حقیقت بین باطنی کشادہ ہوئی خواب طاری ہوا اوسی عالم رویا مین دیکھا کہ دشت و در و کوہ سب نورانی ہین در ہائے آسمان کشادہ ہین ملائکہ طرفۃ العین ہر سمت صدائے سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح بلند ہے اور ایک تخت نورانی مربع پر ایک مقدس سوار ہین لبیبا دس تختیے بلسان رحمت خدا نزول کیا اور وہ برگزیدہ خدا مقبول درگاہ کبریا تخت پر سے اوتر کر قریب اوسکے آئے اور دست حق پرست اپنا اوسکی پشت پر رکھکر ارشاد کیا کہ اے عزیز تو کیا چاہتا ہے ہم گم کردہ راہ بادیہ طلسمات نے اپنے حال کو رو کر عرض کیا اون بزرگ نے تسکین دیکر ارشاد فرمایا کہ دم سحر نماز پڑھکر یہ دعا جو تجھکو تعلیم کرتے ہین مع درود عظم پڑھکر قدم بڑھانا اور بسمت مشرق جانا خدا منزل مقصد پر پہونچا دیگا مگر کسی کو ساتھ نہ لینا تنہا جانا وہ جامع المتفرقین بعد خلاصی دشت طلسم پھر تم سب کو ملا دیگا اور دشمنون پر فتح دیگا یہ فرما کر وہ بزرگ تو نظر سے ناپدید ہوگئے اور آنکھ اس حقائق آگاہ کی وا ہوئی دیکھا تو وقت صبح صادق ہے رویائے صادقہ کا ہنگام ہے اور جسم میرا عنبر و عطر تمام ہے جانا خواب میرا سچا ہے جلد اوٹھکر وضو کیا نماز سحر بحضور قلب ادا کرکے وہ دعا جو عالم خواب مین بزرگ نے تعلیم فرمائی تھی اوسپر خیال جو کیا حرف بحرف یاد پائی مع درود عظم پڑھنے لگا جب زاہد صومعہ خاور نے سر سجدہ سے اوٹھایا اور روز خست سپہر مین آیا کہ ابیات

نظر شائق ہوئی نور سحر کی		اجازت رات نے چاہی سفر کی	
ردائے نور نے ڈھانکا زمین کو		قدم چھونے لگے اپنی جبین کو	

صبحدم یہ نیر عالم افروز صاحبقران اعظم عبادتخانہ سے اوٹھکر اپنے رفقا پاس آیا بحجم نے قدم پر سر جھکا کر حال پوچھا شہزادہ نے بشارت یاب ہونا ظاہر فرمایا عیارنے عرض کیا کہ اے شہریار مبارک ہو اب طلسم فتح ہوگا اچھا بسم اللہ کیجیے جائیے اور راہ مقصد پائیے یہ کلام سنکر دیو پکارا کہ اے شہزادہ مجھکو نہ چھوڑئیے گا مین کوسون اوڑائے جاؤنگا

اور تیرے دشمنون کا سر کھا جائیگا شہزادہ نے ہنگو تسکین و دلاسا دیکر وہان چھوڑا اور یکہ و تنہا دعا پڑھتا سمت مشرق
روانہ ہوا دیو اور ہجم و اخگر و ظلمات کو اوسی مقام پہ چھوڑا یہ سب ایک درہ مین کوہ کے جا سے تحفظ و آرام پیدا
کرکے ساکن ہوئے اب انکو تو اسی جگہ چھوڑیے اور شہزادہ کو مشرق جانے دیجیے لیکن اب چند کلمہ افراسیاب کے
سنیئے - مؤلف ہیچمدان ناظرین والا تمکین کی خدمت مین عرض رسا ہے کہ طوالت قصہ سے آپ لوگون کا سر پھرے گا
دم گھبرا جائیگا بدین لحاظ استعارات و کنایات شاعری جستہ جستہ کسی جگہ مین لکھتا ہون ہر جگہ لکھنا اس سبب
ترک کیا ہے کہ فسانہ مین ہزارون باغ اور دریا اور کوہ اور لڑائی اور مجمع حسینان کا ذکر اور عیاریان اور صبح و
شام ہین پس سب تصریح وار مع تعریف اگر لکھے جائین ممکن نہین کہ یہ دفتر بے پایان انتہا کو پہونچے کیونکہ ابھی مطلب
بہت باقی ہے فاما میری ہیچمدانی پہ خفا نہ ہون صاحب نہ فرمائین سخن سنجیدگی عرض میری قبول کرکے زبان طعن و تشنیع
نہ کھولین آمدم بر سر مطلب - سابق مین ذکر کیا گیا تھا کہ عمر و دو بارہ بران پاس پہونچ گیا اور مصروف عیش و
عشرت ہوا یہان افراسیاب نے نامہ لکھکر طاق طومطراق کو ست کوکب بھیجا اور صنعت وزیر
ہزیمت خوردہ اوسکے پاس آئی ماجرائے گذشتہ زبان پر لائی بادشاہ بعد بھیجنے ایلچی مذکور کے صنعت کو ہمراہ لیکر ایک
بیابان مین طلسم کے کہ نام اوس صحرا کا بیابان لالہ زار ہے آیا وہان چمنستان طولانی لاثانی گلہائے خودرو کے بنے
تھے کثرت سے پھولون کی دماغ بسے تھے ہر شجر خوبی مین قامت یار تھا ہر گل بہار افزا بر رنگ رخسار گلعذار تھا بیچ
بیابان مین ایک نہر مصفا جاری کنارے اوس نہر صاف و شیرین کے پختہ مقام سیرگاہ شاہان بنا بہت نایاب
و عمدہ تھا شاہ نے اوس جگہ فرش آب روان بچھوایا اور مسند پر بیٹھا کچھ افسون زبان پر لایا اوس نہر سے ایک مچھلی
باہر نکلی اور غلط کھا کر بصورت پری بنی بہت تنک تنک سے درست چالاک و چست آنکھ نشیلی گات رسیلی
رخسار پر نور ضیا مین رشک دہ مشعلۂ طور شام فرقت اُسکی سواد زلف پہ قربان آئینہ شمس و قمر اُس کے رخسار کے
کے روبرو حیران کہ - نظم

نہایت خوبصورت اور کم سن	مرادون کے بہار افزا تھے وہ دن
مثال ماہ تھی مطلوبۂ شاہ	خواصین گرد مثل نجم تھین واہ
وہ پہنے تھی جو زیور اس طرح کا	نظر کا اُسپہ مشکل تھا ٹھہرنا
ہوئی اس جاہ و حشمت سے نمودار	کہ تھی ہر ایک رشک ماہ رخسار
خرامان کبک کی صورت بصد ناز	پریزادون مین تھی وہ حور ممتاز

پس وہ نازنین مع خواصان مہر تمکین کے قریب شاہ آئی تسلیم بجا لائی شاہ نے مزاج پرسی فرمائی کہ اے
ماہی پری تیرا مزاج اچھا ہے اُسنے عرض کیا کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتی ہون بادشاہ نے یہ سنکر اس نازم حسن
کو ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور پھر کچھ پڑھا کہ اُس بیابان لالہ زار سے ستر ہزار سو عورت قبول صورت زیور و جواہر کے
دریا مین غوطہ مارے لباس عمدہ سے مزین مانگ سنوارے ظاہر ہوئین اور لب نہر ایک تخت یاقوت کا گسترده کیا

گرد تخت سترہ سو کرسی جواہر جڑی بچھا دی بادشاہ اُس غبی کو جو نہر سے نکلی تھی لیکر تخت پر بیٹھا اور وہ سب اپنی عہدار
کرسیون پر جلوہ گر ہوئین اور رقاصہ آکر ناچنے لگین جلترنگ بجنے لگا جام شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا صنعت
سر پر بادشاہ کے رومال جھلنے لگی بادشاہ نے فرمایا کہ عیار بچون کو جو ساحر اُٹھا کر لیے آتا تھا اُسکو کس نے مارا
وزیر نے عرض کیا کہ ماہی پریزاد و بحرین جو عمرو کے ساتھ آئی ہین اُنھون نے ہلاک کیا اور انھین دونون نے
دریاے قہر کو پیدا کرکے میرے لشکر کو ڈبویا اور غارت کیا بادشاہ یہ تقریر سُنکر ہنسا اور کہا مین جاہون تو
دن بھر مین ایسی ماہی پریزاد سیکڑون بناکر چھوڑ دون اب میرا ایلچی اوس جنگلی کے پاس سے پھر آئے تو مزہ
چکھاؤن صنعت عرض پیرا ہوئی کہ اس ماہی پریزاد کو تو فی الحال سزا دینا ضرور چاہیے بادشاہ نے اوسوقت
اس نازنین سے جو پہلو مین بیٹھی تھی فرمایا کہ اے ملکہ کسی کو بھیجو کہ وہ ماہی پریزاد کو پکڑ لائے اس بحر محبوبی نے
ہنس کر کہا کہ اچھا اور آواز دی کہ اے نکہت جادو آؤ آواز کے دیتے ہی صحرا کی طرف سے ایک عورت
سانولے رنگ کی پوشاک نفیس سے پیراستہ جڑاؤ گہنا پہنے مانگ مین سیندور بھرے حسن مین یگانہ دہر آفت دہر
سامنے آئی آداب شاہ و ملکہ کو بجا لائی شاہ نے فرمایا کہ تمھین ماہی کے شکار کا شوق بہت ہے جاؤ اب ماہی پریزاد
کو پکڑ لاؤ اُسنے سلام کیا اور اس نہر کے کنارے جاکر چارہ اپنے ہاتھ سے کھود ا پھر ڈور اور قرول لیکر کیٹیا ڈنڈی شست
وغیرہ جملہ سامان سے درست ہوکر روانہ ہوئی صنعت نے چاہا کہ مین بھی اسکے ساتھ جاؤن بادشاہ نے منع
کیا اور کہا وہ کون ایسا کام ہے جس کے لیے تم جاؤگی تم یہان شہود عوت کھاؤ عیش کرو کچھ دیر مین وہ مچھلی پکڑ کر
آئی ہے صنعت کہنے سے شاہ کے رُکی اور ادھر مہرخ بارگاہ مین تخت پر بیٹھی ہے وہ فوج جو خواجہ کے ساتھ
آئی ہے اوسکے افسر بھی حاضر ہین اور بحرین بھی دربار مین ہے لیکن ماہی پریزاد اسی طرح غرق دریا ہے ۔
باران وسیلان ابرسحر مین غائب ہین غرضکہ نکہت دریاے خون روان کے پار اُتری اور بچلے بارگاہ حیرت
مین آئی ملکہ نے اسکی حرمت کی کرسی بیٹھنے کو دی اسنے سب کیفیت اپنی بیان کی ملکہ مذکور نے کہا جاؤ شکار ماہی تمھین
مبارک ہو یہ وہان سے پرواز کرکے کنارے اس بحر کے آئی کہ جسمین ماہی پریزاد تھی اور کیٹیا مین چارہ لگاکر دریا
دریا مین پھینکی اسوقت بحرین جو مہرخ پاس بیٹھا تھا اسکو سحر نے اسکے آنے سے باخبر کیا اور اسنے کہا کہ اے مہرخ
افراسیاب نے نکہت کو بہر گرفتاری ماہی پریزاد بھیجا ہے وہ جمشیدی نہر کے کنارے سے چارہ لیکر آئی ہے
اوس چارہ سے یقینی ماہی مذکور پکڑ جاے گی مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے چلا اسکے جانے سے برق عیار
بارگاہ مین موجود تھا وہ بھی روانہ ہوا اور وہ کوہ مین قرب دریا جاکر چھپ رہا ادھر بحرین نے چلتے چلتے ایک سحر پڑھا
کر دریا مین ڈور جو نکہت نے پھینکی تھی اُسکو ایک مچھلی نے کاٹ دیا کھٹکا ہوتے ہی نکہت بہت خوش تھی پیرجو
جو ڈور باہر نے ڈور کھینچی دیکھا تو ڈور کٹ گئی تھی اُسکو بڑا غصہ آیا اور وہان سے ہٹ کر ایک جگہ پر اور کنارہ بحر کے
آئی اور زمین کھود کر چارہ یہان کا خوب کام دیگا غرضکہ اس عرصہ مین بحرین آگر پہونچا اور للکارا کہ باغی اشور بیدہ
بخت میرے ہوتے تو ماہی پریزاد کو کب لیجا سکتی ہے نکہت نے اسکا نعرہ سُنکر ایک نارنج جھولی سے نکالا اور اسپر

سحر پڑھا کہ وہ ناریخ آگ کا گولا بنگیا اُسنے وہیں کھینچ مارا ہرچند کہ بحرین نے سحر پڑھا اور رد کیا مگر اثر پذیر
ہوا اور ناریخ سینہ پر آ کر گر گیا کوئی ایسا ویسا ساحر ہوتا تو وہ ناریخ توڑ کر پشت سے پار نکلجاتا مگر اس کے
پاس تحفہ جات عطیہ شاہ **کوکب** بہت تھے ناریخ ہلاک تو نہ کر سکا مگر وہ بیہوش ہو گیا **نکہت** نے چاہا کہ
سر کاٹ لوں **برق** جو چھپا کھڑا تھا وہ جھپٹ کر آیا اور کاندھے پر لاد کر لے بھاگا **نکہت** حیران کہ یہ کون تھا
تا دیر حسرتناک کھڑی رہی پھر چارہ کھونے میں مصروف ہوئی اور **برق** جو **بحرین** کو لے گیا تھا درہ پہاڑ میں لیجا کر
رکھا اور لباس اوسکا لیکر اوسی کی ایسی صورت بنا اور وہاں سے کنارہ بحر سحر کے آیا دیکھا تو **نکہت** چارہ ڈھونڈھتی
ہوئی اُس پار اس دریا کے اوتر گئی ہے اسنے پکار کر کہا کہ اے ملکہ مجھکو معلوم ہوا کہ شاہ جادوان بڑا زبردست ہے
کوکب کی اوسکے سامنے کچھ حقیقت نہیں بس مجھکو تم خدمت بادشاہ دین میں لے چلو اور تقصیر میری معاف کرا دو
میں **ماہی پریزاد** کو پکڑوا دونگا اور ہمیشہ مطیع حکم تیرا رہونگا **نکہت** اس کلام سے بہت خورسند ہوئی اور کہا
اچھا میرے پاس آ **برق** حیران ہوا کہ اُس پار کیونکر جاؤں پس عرض کیا کہ حاضر ہوتا ہوں ایک چیز اپنی اس
درہ میں بھول آیا ہوں لے آؤں یہ کہکر چلا اور درہ میں آکر **بحرین** کو ہوشیار کر کے سب حال کہا اور پوچھا
کہ اوس طرف دریا کے کیونکر جاؤں اُسنے ایک دانہ ماش کا دیا کہ اسکو دریا میں جاکر پھینکو پنجہ پیدا ہو کر ادھر
لے جائیگا یہ وہاں سے دانہ لیکر کنارے بحر کے آیا اور دانہ کو دریا میں پھینکا ایک پنجہ دریا سے نکلا اور اوسکو
اٹھا کر اوس پار لے گیا **نکہت** نے کہا اب مجھ میں ایسا زور نہیں رہا کہ پرواز کرے اسنے کہا اے ملکہ یہ تحفہ جات
سحر پھر کس کام آئیں گے میں انھیں سے کام لیتا ہوں آپ آرام سے رہتا ہوں **نکہت** نے کہا میرا ارادہ ہے
کہ ایک کانٹا سحر پڑھ کر ایسا دریا میں ڈالوں کہ **ماہی پریزاد** کا کلیجہ چھید جائے گر تو آ کر میرا مطیع ہوا ہے اس
سبب سے خاموش ہوں اسنے کہا اے ملکہ تم ماہی کو زندہ پکڑ لو اسی میں نام آوری ہے اچھا تم شکار کھیلو میں
کچھ کھاؤں کہ بھوکا ہوں یہ کہکر میوہ بہت سا کمر سے نکالا اور کہا اگر مزاج میں آئے تو آپ بھی کھا لیجیے
اسنے کہا کہ اے بحرین یہ حرکت تونے ایسی بے وقت کی کہ جیسے عیار کرتے ہیں اوسنے وہ میوہ اٹھا کر دریا میں
پھینکدیا اور کہا اے ملکہ دمبدم کی خبر **کوکب** کو پہونچتی ہے اب میں نہ ادھر کا رہا نہ اودھر کا رہا تمکو میری طرف سے
مظنہ بد گذرا میں اب کسکا ہو کر رہونگا **کوکب** مجھکو مار ڈالیگا گھر بار میرا غارت کر دیگا اے ملکہ میں منع نہیں
کرتا ہوں تم چاہو **ماہی پریزاد** کو مار دو یا گرفتار کر دیا ہاں کر دو میرا ٹھکانا کہیں ہو جائے **نکہت** کو اُسکی عاجزی
پر رحم آیا اور کہا کہ گھبراؤ نہیں یہ کہہ کر چارہ جمشیدی کانٹا میں لگا کر دریا میں پھینکا مچھلی کی عادت ہے کہ چارہ
پر بہت دوڑتی ہے یہ مچھلی اگر سحر کی ہے تو چارہ بھی جمشیدی ہے بس ماہی پریزاد نے آکر چارہ کھایا ساحرہ
نے جھٹکا مارا کانٹا چھد گیا اور کھنچ آئی اوسنے باہر نکالا دیکھا چہرہ پریزاد کا دھڑ مچھلی کا ہے چاندی کے
پتر کی طرح چمکتی ہے یہ تو مچھلی کے نکالنے میں مصروف تھی **برق** نے کمند ماری کہ ساتوں حلقے اس کے گردن
کمر میں اوتر جاتے لیکن چند پنجہ پیدا ہوئے اور کمند کو انھوں نے روکا **برق** نے جست کی کہ نکلجاؤں

ساحرہ نے گھیر کر زمین پر وہ ہتر مارا کہ یہ اوندھے منہ گرا ساحرہ خنجر پکڑ کر دوڑی کہ سر کاٹ لون اسوقت آواز آئی کہ
باش یہ برق عیار ہے شہنشاہ نے فرمایا کہ اسکو بھی مچھلی کے ساتھ میرے پاس لانا چھوڑنا نہیں اسنے یہ نعرہ سنکر ہاتھ
کو روکا اور نگاہ اوٹھا کر جو دیکھا تو ایک ساحرہ سیہ فام کو دیکھا کہ جو اژدھے گلے میں ڈالے سانپ سر سے لپیٹے دھوتی چری باندھے
آتا ہے اسنے ہاتھ اوٹھایا ساحرہ نے بھی سلام کیا اور قریب آکر کہا کہ اے ملکہ جب تم آئی ہو افراسیاب کتاب سامری
دیکھ رہے ہین چنانچہ جب یہ عیار آیا بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ ملکہ کو خبر کرو مجکو آنے میں عرصہ ہوا تمنے پکڑ لیا خیر اب بلوا لون
کو حضور منتظر ہین ساحرہ نے یہ سنکر ڈورے میں مچھلی کو لٹکایا اور پنجہ میں عیار کو دابا اور لیکر چاہا کہ اوڑ جاؤن اسوقت ساحرہ
نے یہ کہا کہ لاؤ ایک گنہگار کو مجھے دو میں لے چلون اسنے کہا نہیں میں لیے چلتی ہون ساحرہ نے کہا شہنشاہ کو تاب نہین ہے
دیکھو اور ایک ساحرہ کو بھیجا ہے وہ داہنی طرف نگاہ کرو اوڑتا ہوا آتا ہے نکہت اسکے کہنے سے اوسی طرف دیکھنے لگی
اور اوس ساحرہ نے کہ اصل میں قران ہے چمک کر خنجر مارا سر اوسکا پاش پاش ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا شور اوس کے
مرنے سے برپا ہوا قران نے نعرہ کیا کہ زدم پست کردم بحکم خالق جملہ عالم ماہی پریزاد تڑپ کر دریا میں چلی گئی اور
برق بھی رہا ہوا قران نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے برق جس پہاڑ پر کہ میں رہتا ہون اس وقت
تم اوس جگہ میرے ساتھ چلو میں تمھیں ایک تماشا دکھاؤن برق اسکے ہمراہ روانہ ہوا اور درہ میں جب پہونچا کہا
خلیفہ صاحب بتلائیے یہ کونسا تماشا ہے جو آپ دکھلانے والے ہین اوسنے کہا کہ یہ ساحرہ جو ہلاک ہوئی ہے اس کے
مرنے کی خبر سنکر شاہ طلسم ہماری فکر گرفتاری کریگا اور تم یہان سے لشکر میں جاتے مبادا گرفتار بلا ہوجاتے پس میں اسی
لحاظ سے یہان لے آیا کہ کچھ دیر ٹھہر کر جہان جی چاہے جانا برق کچھ دیر یہان ٹھہرا پھر ایک سمت کو روانہ ہوا۔
قران نے کہا ابھی لشکر میں نجانا ادھر ہی ادھر رہنا اوسنے کہا اچھا اور صحرا کی جانب چلا گیا اودھر لاش نکہت کی بیر
سحرے اوٹھا کر افراسیاب پاس لیگئے اور حال عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے کام اسکا تمام کیا بادشاہ
نے کف افسوس ملکر فرمایا کہ ان عیارون کی کوئی تدبیر نہین چلتی اور انھون نے سارا گھر میرا برباد کر دیا اچھا اے ملکہ
صنعت تم خود جاؤ اور ماہی پریزاد کو گرفتار کر لاؤ میں ملکہ ماہی پرن کو بھیجتا لیکن یہ حالات مکاری عیاران
سے بالکل نابلد ہین ایسا نہو دھوکا کھا کر جان دے دین میں اکا سحر تمھین تعلیم کیے دیتا ہون یہ جاتین تو یہی سحر کرتین جو
میں تمھین بتاتا ہون عیارون کے حال سے تم بخوبی آگاہ ہو نہایت ہوشیاری سے کام کرنا یہ کہکر سحر تعلیم کرنے لگا کہ
حال اسکا بیان ہوگا اب طوطراق ایلچی کی کیفیت سنیئے کہ نامہ شاہ طلسم لیکر اپنے مقام پر آیا اور کئی ہزار ساحر
چیدہ و منتخب روزگار اپنے ہمراہ لیکر بحشم و خدم روانہ ہوا جب دریاے خون رواں کے پار اوترا خیال میں اسکے
آیا کہ یہ سب فتور برپا کیا ہوا مہرخ کا ہے اور وہی بادشاہ لشکر باغیان ہے اگر وہ قتل ہوجائے تو سب لشکر
مسلمانون کا برباد و تباہ ہو پس مناسب ہے کہ اسکو پکڑ کر جانب طلسم نور افشان لے چل راہ میں کسی جگہ مار ڈالنا
یہ تجویز کرکے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ تم آگے بڑھو میں بھی آتا ہون لشکر کوچ کر گیا اور یہ اکیلا بزور سحر جانب لشکر
مہرخ روانہ ہوا اتفاق سے دن دوپہر آچکا تھا ملکہ مذکور دربار برخاست کرکے سو رہی تھی اسنے قریب بارگاہ

پہونچ کر حاجب و دربانون پر ایسا سحر پڑھ کر دم کیا کہ وہ سب بیہوش ہو گئے یہ اندر دولت بارگاہ گیا اور مہرخ
کو حالت خواب مین خاک جمشید ڈال کر زیادہ تر بیہوش کرکے بغچہ مین داب کر اوڑ گیا اور سیدھا اپنے لشکر مین آیا
لشکر اسکا کئی منزل آگے بڑھ گیا تھا اور قریب ایک درہ کوہ کے اوترا ہوا تھا کہ اسنے آکر ایک صندوق مین مہرخ کو
بند کیا اور قصد کیا کہ کچھ دور اور بڑھ کر اسکو قتل کرون غرض وہان سے بھی کوچ کرکے آگے چلا یہانتک کہ قریب
ایک قلعہ کے پہونچا کہ جہان کی مالک ملکہ زیور چشم جادو ہے جب اس قلعہ کی حوالی مین اوترا سیر سواد کوہ مین مصروف
ہوا چنانچہ ایک کنیز زیور کی بھی بیرون قلعہ آئی تھی اوسنے لشکر جو اوترے ہوئے دیکھا لوگون سے دریافت کرکے
قلعہ مین گئی زیور سریر جہانبانی پر جلوہ گر تھی کہ اسنے آمد لشکر کی خبر گذارش کی زیور نے جب سنا کہ طاق ایلچی
ہو کر کوکب پاس جاتا ہے پس بخیال حرمت ایلچی شاہ سامان دعوت مہیا کیا ہزار ہا خوان اغذیہ لطیف گوناگون
سے مملو کرکے تنگ ہائے شراب و شیرینی وغیرہ ہمراہ لیکر آب زر و جواہر کی کشتیان تیار کراکر گہنا اور لباس پر تکلف
سے آراستہ ہوکر طاؤس سحر پر سوار ہوئی اور کئی ہزار کنیزین اپنے ہمراہ لین بڑے تزک و احتشام سے قلعہ کے
باہر نکلکر اوسکے لشکر مین پہونچی اسنے بھی خبر سنکر استقبال کر لیا اور فرش تک لینے کو آیا مسند پر لیجاکر برابر اپنے بٹھایا
ملکہ نے سامان دعوت پیشکش کیا اوسنے بھی کشتیان شراب ارغوانی کی منگا کر ملکہ کو شراب پلائی پھر ملکہ نے کہا
اندر قلعہ کے تشریف لے چلیئے دو ایک روز آرام کیجیے پھر تشریف لے جایئے گا اوسنے کہا کہ مین قلعہ مین نہین
جا سکتا ہون اس لیے کہ مہرخ سردار لشکر عدو کو پکڑ لایا ہون ڈرتا ہون کہ وہ چھوٹ نہ جائے اسکا سر کاٹ لون
تو مجکو اطمینان ہو زیور نے یہ ماجرا سنکر کہا کہ مہرخ مجرم افراسیاب کی ہے تمکو لازم نہین کہ بغیر اجازت شہنشاہ
سر اوسکا کاٹو بہتر یہ ہے کہ خدمت بادشاہ مین لیجاؤ وہ جو چاہے سو کرے اسے یا بخشے اوسکو اختیار ہے اسنے کہا اے ملکہ
راہ مین عیار دھوکا دیکر چھڑا لین گے اور ساحر لشکر عدو کے مقابلہ کرینگے پھر مین برسم ایلچی گری جاتا ہون لڑائی
مین عرصہ ہوگا اس سے یہی مناسب سمجھتا ہون کہ اس جگہ کام اوس نمکحرام کا تمام کرون اور تم بیٹھی رہو مین تمہارے
سامنے اسکو قتل کرتا ہون یہ کہکر وہ صندوق جسمین مہرخ بند ہے اوٹھا لایا چاہا کہ باہر نکال کر اوسکو آنار دون
زیور کو خوف طاری ہوا کہ تیرے ملک مین یہ ایلچی قتل کرکے چلا جائیگا عیار لشکر مہرخ خاک اس قلعہ کی باد فنا
اڑا دینگے علاوہ اسکے عمرو ملک کوکب مین گیا ہے بحران بخبر لشکر آفت برپا کرے گی اگر یہ کہا جاوے کہ
افراسیاب حمایت کریگا تو وہ ان عیارون کا آجتک کچھ نہ کر سکا تیری اعانت بھی نہ کر سکیگا آجتک تو وہ شاہ طلسم کی طرف
گئی تھی نہ لشکر عمرو سے کچھ مطلب تھا اب مفت خرابی آئیگی مناسب ہے کہ اسکو قتل مہرخ سے منع کرے یہ سوچ کر گویا ہوئی کہ اے
طاق مین اپنی عملداری مین مجرم شاہ کو قتل ہونے دونگی نہین کچھ ہی کیون نہو اگر تمکو خوف عیاران ہو تو لاؤ اسکو مجھکو دو مین
قید رکھون جب نامردی کرکے تم پھرنا تو خدمت شاہ مین لیجانا اوسنے یہ گفتگو سنکر للکارا کہ اے اونکو اوسے معلوم ہوا
کہ تو باغیون سے ملی ہوئی ہے اسکا قتل ہونا نہین چاہتی ہے پھر کیا مجکو کمزور سمجھا ہے جو قتل ہونے دیگی جاؤ دور
ہو زیور سمجھی کہ یہ خبر افراسیاب کو پہونچے گی وہ بھی جانیگا کہ مہرخ سے تو ملگئی ہے پس وہ مجکو غارت کر دیگا

خبر اسکو بگڑ گئی پھر ایک طرف ہو رہا اس سے مہرخ کو پھر دیکھ اُسنے بھی ڈانٹا کہ او نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار تو کیا بتا
رہی کیا ہے بڑا اسکو گھمنڈ ہو گیا ہے نے خبردار ہو جا یہ کہہ کر مثل برق جہندہ مسند پر سے اوٹھی اور نیمچہ صاعقہ کردار جو
زیب کمر تھا کھینچکر ایک ہاتھ اُس کے مارا وہ ساحر زبردست ہے ایک قلابہ آہنی سامنے از خود آ گیا کہ نیمچہ اُسپر پڑا اور
قلابہ کٹ گیا اس عرصہ مین اُسنے بھی اوسنے تلوار کھینچی اور وار کیا اُسکے سامنے بھی قلابہ آہنی آ گیا کہ تیغہ ٹکرا کر رکا اسکا طنطنہ بپا
ہوا کہ اندر بارگاہ کے تلوار چل رہی ہے افسران لشکر ساحر کے دوڑے وہ کنیزین جو زیور کے ساتھ آئی تھین اُنھون نے
سردارون کو روکا سحر کی مار ہونے لگی نارنج ترنج چلنے لگا ادھر تو یہ لڑائی آغاز ہوئی ادھر بہار شمشیرزنی طاق و زیور
مین ہونے لگی جب یہ تلوار مارتی ہے سپر پیدا ہوتی ہے اور وار روکتی ہے جب وہ تیغ لگاتا ہے ادھر بھی سپر ظاہر
ہو کر آڑ ہو جاتی ہے اس لڑائی مین زیور سمجھی کہ یہ زبردست ہے تو مغلوب ہو جائیگی جلد کوئی تدبیر کرین بچالاکی
لڑتے لڑتے اوس صندوق کے قریب آئی کہ جسمین مہرخ بند تھی اور یکبارگی اُسکا پڑا وا کیا پھر لڑنے لگی دوبارہ
گرد کردا کر چوگری بچہ مین اُسکو داب کرے اوڑی طاق اُسکے تعاقب مین اُڑا لیکن وہ قندیل فلک ہو گئی اور ایک ہی
سناٹے مین اپنے قلعہ مین آ گئی یہ اندر قلعہ کے اکیلے جانا مناسب نہ سمجھا پھر آیا ادھر کنیزون اور ملازمون نے جو
اپنی ملکہ کو نکلجاتے دیکھا یہ بھی بھاگ کر اندر قلعہ کے چلی آئین طاق نے اپنی فوج درست کر کر قلعہ پر یورش کرنیکا قصد
کیا اوسکے ساتھ کے ساحر جو دانشمند تھے اونھون نے سمجھایا اسکو کہ اسکا ملک ہے لڑائی بہت دنون تک ہوگی یہ خبر لشکر مہرخ
مین جائیگی وہان سے فوج آئیگی مدت تک یہ لڑائی فتح ہوگی شہنشاہ بھی ناراض ہونگے کہ مین نے نامہ دیکر بھیجا خلاف حکم
میرے کیون کیا چنانچہ لڑائی مدتون نمک حرامون سے ہو رہی ہے آپ حکم شاہ کیجئے اس مقدمہ مین دخل نہ دیجئے
اس فہمائش سے یہ لڑائی موقوف کر کے اُس سرحد سے کوچ کر کے جانب منزل مقصود راہی ہوا ادھر لشکر مہرخ مین
ملکہ مذکور کے غائب ہونیکا غلغلہ ہوا سردار سب بیدل ہوئے رعایا وغیرہ اپنا اپنا انتظام کرنے لگے کہ شاہ طلسم نے
ملکہ کو پکڑوا بلوایا مبادا کوئی آفت آ جائے تو سب اسباب لُٹ جائیگا غفلت مین جان جائیگی اس سے مناسب ہے کہ
اسباب ہٹا دین آپ الگ بیٹھین پھر جس راجہ کا راج ہوگا دیکھ لیا جائیگا غرض ایک کھلبلی پڑ گئی ملکہ حیرت اپنی بارگاہ
مین بیٹھی ناچ دیکھ رہی تھی کہ ہلکارون نے خبر دی ملکہ مہرخ لشکر سے غائب ہو گئی ہے کہین پتا اوسکا نہین ہے
لشکر سارا تباہ ہوا چاہتا ہے حیرت نے یہ حال سنکر شاہ طلسم کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ایسے مین لشکر حریف بغیر سردار ہے
عمرو بھی یہان نہین ہے اگر حکم ہو تو مین حملہ کرون طائر سحر نامہ لیکر بیابان لالہ زار مین بادشاہ کے پاس آیا
بادشاہ نے نامہ پڑھکر جواب لکھا کہ مہرخ ہمارے غضب مین گرفتار ہو گئی اور ایسا حملہ بیکار
عاجزون کا ہے کہ لشکر بے سردار سے مقابلہ کرین ہم کچھ عاجز نہین ہین جو ایسے وقت مین لشکرکشی کرین جواب
ملکہ مذکور کو بھیجکر سحر صنعت کو سکھانے لگا اور وہان جب لشکر تباہ ہونے لگا عیاریان ضغام و
جانسوز موجود ہین آپسمین مشورہ پذیر ہوئے بہار کو جلد تر بادشاہ کرنا چاہئے پس خدمت بہار مین آکر
عرض کیا کہ اے ملکہ لشکر کو سنبھالیے ورنہ برباد ہو جائیگا آپ سلطنت کرین تو ہم ملکہ کو ڈھونڈھنے جائین

بہار نے کہا میری طبیعت آجکل علیل ہے مجھ سے جانداری اس زمانہ میں نہ ہو سکے گی مجبور آئی ہوئی ہیں اُنکو
بادشاہ کرو دونوں عیار وہاں سے پھرے اور فکر کرنے لگے آخر باہم خوشنود ہو کر بجائے کہ ایک تدبیر ذہن میں
آئی ہے دوسرے نے کہا بھائی ہم کہیں کے نہیں دیوار ہم گوش دارد غرضکہ ایک کاغذ پر لکھ دیا دونوں نے پڑھا
لکھا تھا کہ کسی ساحرہ کو صورت مہرخ کی بنا کر تخت پر بٹھا دو یہ پڑھکر کاغذ چاک کر ڈالا اور دونوں اسی فکر میں
روانہ ہوئے اور جنگل میں پھرنے لگے اطراف میں یہ قریہ آباد ہیں وہاں کی ایک ساحرہ ادھیڑ کسی کام کو صحرا میں آئی تھی
اُسکو اُنھوں نے سلام کیا اور کہا ہم فرشتے خداوند سامری کے ہیں تمکو خداوند نے آج سے مہرخ بنایا اس عورت
نے کہا کہ میری صورت اُسکی ایسی کہاں ہے اور نہ میرے ایسے نصیب ہیں اُنھوں نے کہا ابھی ویسی ہی تم ہوئی جاتی ہو
یہ کہکر ایک حباب بیہوشی اُسکی ناک پر مارا کہ وہ بیہوش ہوئی اُنھوں نے رنگ و روغن جا بجا لگا کر شکل مہرخ اُسکو بنا کر
ہوشیار کیا اور آئینہ دکھایا اُسنے صورت جو اپنی بدلی پائی بہت حیران ہوئی اُنھوں نے کہا اب جاؤ تجھ کو بی
سلطنت کرو خبردار کسی سے یہ راز نہ کہنا اور جو کوئی پوچھے تو اپنے تئیں مہرخ بتانا اُس عورت کو کچھ سحر بھی
آتا تھا خوشی خوشی اُڑ کر روانہ ہوئی اور لشکر میں آ کر پہونچی غلغلہ ہوا کہ ملکہ عالم آ گئیں سردار بہر استقبال دوڑے
اور اُس کو لا کر اورنگ حکومت پر جلوہ گر کیا طبل عشرت پر چوب پڑی سب نے نذریں دیں اور پوچھا کہ حضور
کہاں تشریف لے گئی تھیں اُسنے کہا میں سحر تیار کرنے صحرا میں گئی تھی فی الجملہ لشکر میں غدر جو برپا تھا موقوف ہوا
سب اطمینان سے ساکن ہوئے ہرکارے حیرت کے سامنے گئے وہ نامہ بادشاہ پڑھ رہی تھی کہ ہرکاروں نے خبر پیش
کی کہ ملکہ مہرخ داخل لشکر ہوئی اہل اسلام میں خوشی ہو رہی ہے حیرت یہ ماجرا سُن کر حیران ہوئی کہ شہنشاہ
نے لکھا ہے وہ میرے غضب میں گرفتار ہوئی ہے یہاں وہ لشکر میں آ گئی یہ کیا بھید ہے آخر اُسنے پھر نامہ لکھا اور
یہاں کا حال سب تحریر کر کے بادشاہ پاس بھیجا بادشاہ پاس جب نامہ پہونچا اُسنے نامہ ملاحظہ کر کے کتب سامری
منگائی اور مطالعہ فرمائی اسمیں لکھا تھا کہ ابھی تیرا مہرخ کو پکڑ لے گئی اُس سے زیور نے چھین لیا اب وہ
اُسی کے پاس ہے یہ مہرخ عیاروں نے بنا کر تخت نشین کی ہے اصلی مہرخ کی قلعہ آراستہ میں دعوت ہو رہی
ہے پھر جا بہ حقیقت کتاب سے معلوم کر کے حیرت کو لکھ بھیجی کہ یہ سانحہ اصلی مہرخ پر گذرا ہے یہ جو اب تخت پر
بیٹھی ہے نقلی ہے نامہ تو اُدھر بھیجا اور آپ کچھ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے مرگ جادو جلد حاضر ہو یکدم میں
سبنے دیکھا کہ پردے ہوا ایک چمک ہوئی اور ستارہ سا زمین پر وہ ستارہ آ کر لوٹا اور ایک ساحر کی صورت بنا دھجی
سُرخ ریشمی باندھے تھا چہرہ پر سیندور ملے آنکھیں لال لال چہرہ پر ہیبت و رُعب جلال کمال بادشاہ کو اُسنے سلام کیا
شاہ نے یہ کلام کیا کہ تم قلعہ آراستہ پر جاؤ زیور و مہرخ کو پکڑ لاؤ یہ حکم سُنکر مجرا کر کے وہ روانہ ہوا بعد اُسکے جانیکے
بادشاہ نے ملکہ ماہی ببل سے فرمایا کہ تم اپنے قلعہ سے ایک سردار کو فوج بیشمار ہمراہ کر کے جانب قلعہ آراستہ روانہ
کرو کہ سردار اس قلعہ کو خاک سیاہ کر دے ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ بہت اچھا اور سحر پڑھکر دستک دی صحرا کی طرف
سے آواز ناقوس و گھڑیال اور نقارے کی پیدا ہوئی اور آگے آگے ایک ساحر مہیب شکل اژدہے پر سوار پیچھے اُس کے

اسّی ہزار ساحران نابکار باز و طوطا وغیرہ طائران سحر پر سوار ظاہر ہوئے اس لشکر اژدر سوار نے ملکہ و بادشاہ کی تعظیم و تسلیم
کی ملکہ نے فرمایا کہ تم اے سرکش جادو بحکم شاہ ذیجاہ سمت قلعہ آراستہ جاؤ اور اس مقام کو برباد کر دو یہ ساحر حسب
ارشاد اسی شوکت و حشمت سے روانہ ہوا اب قلعہ آراستہ کی کیفیت سنیے کہ زیور جب مہرخ کو لیکر قلعہ مین آئی تو اپنے
مشکوے خسروی مین لاکر پلنگ پر لٹایا اور سحر پڑھکر دم کیا کہ وہ ہوشیار ہوجائی مگر وہ خاک جمشیدی سے بیہوش
ہوئی تھی کسی طرح ہوش مین نہ آئی اُسوقت یہ اُٹھکر نہر کی طرف چلی اسکی عملداری مین ایک نہر ہے کہ پانی اُسکا
خاک جمشیدی کی بیہوشی کو دفع کرتا ہے چنانچہ اُس نہر سے پانی لیکے آئی اور مہرخ پر چھڑکا کہ اُسکو ہوش آیا
جب آنکھ کھلی زیور کو سامنے دیکھکر خوفناک ہوئی کہ مین تو اپنے بستر پر سو رہی تھی یہان کیونکر آئی اور زیور
یہان تک کیونکر پہونچی اُسکو حیران دیکھکر زیور نے کہا کہ اے ملکہ تم ششدر کیون ہو یہ معاملہ اس طرح گذرا کہ
طارق انجمی ہرکارہ شاہ جادوان کی طرف سے سمت نورافشان جاتا تھا تمکو پکڑ لایا تھا مین نے جاکر اس سے
ملاقات کی کہ وہ تمکو قتل کرنے لگا مین نے سمجھایا کہ اسکو بادشاہ پاس لیجا یہان نہ مار وہ اس سمجھانے سے مجھکو
مدعی سمجھکر لڑنے لگا مین تمکو لے آئی اب یہان تم رہو اور اس مکان کو اپنا گھر خانہ سمجھو ضیافت کھاؤ دل
بہلاؤ یہ کہکر ہاتھ پکڑکر ہمراہ لائی اور دربار آراستہ مین تخت پر برابر اپنے بٹھایا سامان دعوت کی تیاری کا حکم
دیا ناچ ہونے لگا جام مے ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو بہ آرام تمام اس جگہ ہے مگر مہرخ کا حال بیان کیا جاتا
ہے کہ اس کے ستارے نے کیا برائی کی اور فلک خونخوار نے کیونکر بے اجل خنجر ظلم سے اُسکو ذبح کیا وہ یہ کہ برق جنید
قران کے پاس جو چلا اور اسکے لشکر مین تو جاتا منظور نہ تھا ہر سمت پھر کر دوبارہ قران کے پاس آیا اُس وقت
قران اس درۂ کوہ سے اسکو اپنے ساتھ لیکر کئی کوس اور آگے گیا وہان بھی ایک کوہ سر بفلک کشیدہ تھا اور قلعہ
کوہ سے پائین کوہ تک ہزارہا اشجار گلہائے رنگارنگ کے لگے تھے طائران خوش الحان زمزمہ سرائی کر رہے تھے
پہاڑ کی گھاٹی سے جھرنا جھر رہا تھا دامن کوہ مین غزال و آہو اور نیل گاؤ وغیرہ چرا کرتے تھے آسمان پر دھنک
نکلی تھی عجب کیفیت بہار آگین تھی اس کوہ کے درّے مین شیر کی کھال منڈھی کی طرح تنی تھی اندر منڈھی کے بھی
پوست شیر کی بندکی تھی سامنے منڈھی کے کبھیر سلگتا دھونی رمی تھی دھینا لھبڑ مین گھڑا سا بنا کنڈا اور ایک طرف
منڈھی مین پنجرے بلبل بئے ڈھیرے کے ٹنگے تھے دہن کوہ مین گھوڑا پانون سے بندھے ہوئے چرتی پھرتی تھی قران ان
بہروپ فقیر کی صورت بنا لنگوٹا باندھکر بال خمیدہ خمیدہ بٹ کر لٹکائے منہ پر بھبوت ملکر تسبیح کھنور بدن مین لگاکر
کنڈل کان مین ڈالکر بیٹھا برق سے کہا مین عیاری کرنے کو اس درۂ کوہ پر جاتا ہون کہ جو تمنے پہلے دیکھا تھا اور
آرام اس درۂ کوہ مین کرتا ہون اور یہان سے کچھ دور پر ایک قلعہ گلگونیہ اُسکو کہتے ہین مالک اُس قلعہ کی
ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا ملکہ گلعذار گلگون پوش جادو ہے وہ میری بہت معتقد ہے اور میرے لیے
کھانا مع شربت پانی کے بھیجتی ہے اور مین نے اسکو لکھا ہے کہ بہ سبب طعام شیرینی یا میوہ وغیرہ خشک میرے لیے آیا کرے
کس لیے کہ مین فقیر ہون میرا اینٹھو یعنے مذہب و مسلک تم سب سمجھ چکے ہو چنانچہ جو مین نے کہا ہے ویسا ہی ہوتا ہے

تم بھی صورت بدلکر یہان ٹھہرو اور تماشہ دیکھو برق نے فوراً صورت اپنی بالکون کی ایسی بنائی اور ٹھیک پاس
جاکر چلم گانجے کی باباجی کے لیے جمائی باتین اسی طرح کی کرنے لگا یاد رہے یا معبود زبان پر جاری تھا اور ادھر مریخ
گردش کا مارا جو روانہ ہوا تھا یہ ملکہ گلعذار کو پیار کرتا ہے اسوقت اسکے خیال مین آیا کہ لڑنے جاتے ہو جنگ دو سر دانا
سامری جانے زندہ پھرون یا کہ ہلاک ہو جاؤن پس مطلوب کو ایک نگاہ دیکھتے چلو یہ سوچکر سیمرغ پر سوار ہوا تو راہ
کا ملکہ قلعہ گلگونہ مین آیا ملکہ کو جو خبر ہوئی بہ تعظیم تمام بلوایا بخاطر و مدارات پیش آئی اس عرصہ مین وہ دن کم باقی رہا اسکے
آنے مین کھانا جو صبح کو باباجی یعنی قران کو جاتا تھا اوسکے جانے مین بہت دیر ہوئی دو پہر گذرکر پچھلا پہر دن باقی رہا
اُسوقت گلعذار کو خیال آیا کہ کھانا سائین کو نہین گیا پس بہت جلد میوہ و شیرینی وغیرہ خوانون مین لگا کر دو
کنیزین نسترن و سمن نام کے ہاتھ روانہ کی وہ دونون کنیزین باباجی پاس آئین باباجی سوختہ جگر آتش کاری
اور لونڈی خرد مندی کی لیجا اپنا کھانا فقیر کچھ اسکا بھوکا نہین ہر کی دیا ہے اور معبود کے صدقے سے یہان سب کچھ ہے
اُٹھا جلد اپنا جول جھال کہہ دینا اُس لونڈوری کو کہ اب بہت کچھ تجکو غرور ہو گیا یہ کہہ کر دو دو سونٹے
اون کے چوتڑون پر جمائے مگر اس زور سے نہین کہ وہ درد مند ہو جائین وہ کنیزین بہت خوبصورت اور نازک بدن
تھین سونٹے کھانے سے تڑپ گئین مگر فقیر سے ڈرتی تھین آہ بھی نہ کی آنکھون مین آنسو بھر کر با ادب تمام دست بستہ عرض پرداز
ہوئین کہ سائین داتا آج ایک مہمان ہماری ملکہ پاس مریخ جادو نام آیا ہے اور وہ جس طرح قلعہ آراستہ کی بربادی کو جاتا
ہے یہ کہہ کر جلد جال ایلچی اور مہرخ اور زیور کا جو پہلے مسطور ہو چکا اونھون نے بیان کیا یہ ماجرا اُسنکر فقیر صاحب کا
غصہ کم ہوا وہ کھانا کھا لیا اور اپنے پاس سے تھوڑا میوہ نکال کر اون کنیزون کو دیا کہ تو تجھے میرے ہاتھ کی مار کھائی ہے
یہ میوہ کھاؤ تمھاری عمر بڑھ جائیگی اونھون نے وہ میوہ کھایا کھاتے ہی بیہوش ہو گئین۔ قران نے برق سے کہا کہ تم نے
کبھی عورت کی صورت بنانا نہین ترا انھین سے ایک کی صورت بناؤ دوسری کو ہوشیار کرکے اُنکے ساتھ جاؤ اور جو ہو سکے وہ
وہ کرو برق نے اونھین سے سمن کے کپڑے اور گہنا اوتار لیا اُسکی ایسی صورت آپ بنا لی یہ ہے کہ سمن بہت
خوبصورت تھی اسی وجہ سے یہ اسکی صورت بنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہلے تابان دو اسکا شمع بزم خوبی ہے یا گل باغ محبوبی ہے بلکہ
جان نکلتا ہے گلزار وجاہت اور سبزہ خط ہے سراپا وہ گلعذار پری تمثال ہے حور وش ہے ملاحت اسکو بہت عزیز رکھتی ہے
صباحت اوسکی کنیز تھی اگر اسکا روے انور دیکھتا دیدۂ آفتاب بھی مثل چشم عاشق تر رہتا سیہ بالون میں مانگ نکلی تھی
یا ظلمت مین خضر کو راہ ملی تھی یا ابر سے ماہ نو نمودار تھا یا شب تاریک مین کہکشان کا اظہار تھا یا ورق شکین و
عنبرین پر خط کا نور کھنچا تھا نہین نہین شب زلف مین یہ خط استوا تھا کہ بموجب نظم

پرنور جبین ہے غیرت بدر
جبہ کہ ... کلک شاخ آہو
رخسارہ وہ آفتاب پرنور
طوبے پہ بہشت ہے نمایان

گیسوے سیاہ لیلۃ القدر
ابرو کہ ہلال عید ہے یہ
شبنم ہے جہان تجلی طور

ہرگز نہ لکھون مین وصف ابرو
ہر ورد دل کلید ہے یہ
دیکھو تو قد و عذار خندان

اس صورت پر بنکر اوس کنیز کو ایک غار مین چھپا دیا اور نسترن کو ہوشیار کیا

جب اوسکی آنکھ کھلی کہا بہن تو بیٹھی ہے مجھے تو نیند آ گئی تھی اسنے کہا تیری عادت ہے کہ جہان پانی پے پڑ جاتی ہے
اب چل ملکہ راہ دیکھتی ہو نگی کام کاج سب پڑا ہوگا نگوڑا مارا دنیا کا دھندا جالے ہی سر آ پڑا ہے یہ کہکر لگی ہوئی
کنیز کے ہمراہ خوان لیکر روانہ ہوئی کچھ دور چلکر در قلعہ نظر آیا یہ اندر قلعہ کے آئین برق نے شہر آبادی و رونق سے
گلزار پایا نہایت قطعدار پایا حسینون کی بستی خرمی ہر سمت بستی رعایاے شہر وجیہ و شکیل دکانداروں مین امانت و
اعتبار کی دلیل گلی کوچے صاف مکانات نہایت عمدہ شفاف یہ سیر دیکھتا ایوان شاہی مین آیا برق سیودا ور دفعہ
باورچیخانہ کیے آپ کاروبار مین ہمراہ مسترن کے مصروف ہوا دیکھا تو اندر بارہ دری کے مریخ گلعذار بیٹھے تھے یہ دونن
کام کے حیلے سے اندر گیئین اور برق نے اپنی کمالات کو تنگر دکھایا حسن نے اسکے مریخ کو دیوانہ بنایا تیر مژگان سینہ
کے پار ہوے آنکھون نے جادو کیے گھبرا کر اٹھا گلعذار نے کہا کدھر چلے اس نے کہا اے ملکہ مین کبھی
اکیلا سویا نہین یہ کہہ کر سمن کی طرف یہ شعر پڑھا شعر دل کو تم نے مرے چرایا ہے
لاؤ اچھی نہین ہنسی دل کی + گلعذار اس کنایہ سے سمجھ گئی کہ سمن پہ فریفتہ ہوا ہے پس اسی وقت
کنیزون کو بلا کر حکم دیا کہ سامنے کمرے مین پلنگ آراستہ کرو سامان آرام و راحت مہیا کرو کنیزون نے جا کر پلنگ پر
بچھونا نرم و نازک کیا شراب کی بوتلین اور گزک کے لیے شیرینی میوہ وغیرہ وہان رکھ دیا ہار پھول موجود
کر دیے عود سوز عنبر سوز لخلخون سے کمرہ بسا دیا عطر خانہ سہاگ گل تکیون مین لگا دیا جب سب تیاری ہو چکی کمرہ بند کر کے
چلی آئین گلعذار نے مریخ سے کہا آپ کمرے مین جایے مین حلوہ بہ کو بھی بھیجتی ہون وہ وہان سے اوٹھ کر کمرے مین
آیا اور گلعذار نے سمن سے کہا کہ تو بھی کمرے مین جا جو کچھ مریخ کہے وہ کرنا یہ بھی بنا زو ادا تیوری چڑھاے
منہ بناے اٹلاتی ہوئی کمرے مین آئی مریخ نے اوٹھا کر اوسکو گود مین اوٹھالیا یہ بھی غمزہ جتانے لگی ہاتھ جھٹک
جھٹک چھڑانے لگی اوسوقت حسب اتفاق کمر مین مریخ کے ایک رقعہ جمشیدی تھا وہ گر پڑا اسنے اوٹھایا اور آنکھون سے
لگایا اور چلتے وقت شاہ نے کہہ دیا تھا کہ عیارون سے بچے رہنا اور جہان تمکو کچھ شبہ ہو فوراً اسوقت حال دریافت
کرنا فی الجملہ رقعہ مذکورہ کے گرنے سے ہمکو وسواس ہوا از بسکہ رقعہ تو ہاتھ مین تھا ہی اسنے پڑھا لکھا ہوا تھا کہ
یہ جو پہلو مین تیرے بیٹھی ہے یہ برق عیار ہے جلد اسکا کام تمام کر یہ معلوم کر کے اسنے کہا کہ باش او ناعیار پہچانا
مین نے تجکو عیار بیچارہ وہان سے کہان جاتا حیلہ سے ایک بیضہ بیہوشی نکال کر اسکے منہ پر مارا اسنے کچھ سوچ پڑھا کہ
پنجہ پیدا ہوا اور بیضہ اسنے روک لیا اور مریخ نے منہ سے اسکو جیسی حرکت کرکے سحر پڑھا کہ چھت اس کمرے کی شگافتہ ہو گئی
یہ برق کو لیکر اوڑا اور چھت سے نکلکر صحرا کو روانہ ہوا اسکے خیال مین یہ گذرا کہ گلعذار بھی عیارون سے ملی ہوئی ہے
جبھی تو اسنے اپنے گھر مین عیار بیٹھا رکھا ورنہ یہان عیار کیونکر آتا اب جو باہر کرے کے اس عیار کو
لے جاؤنگا تو وہ مجھسے لڑ کر اس کو چھڑا لیگی اس سے بہتر یہ ہے کہ صحرا مین لے جا کر اس عیار کو پہلے مار ڈالون پھر
اس ملکہ سے آکر سمجھون غرضکہ جب یہ صحرا مین آیا سامنے پہاڑ دکھائی دیا اور مہتر قران دنبالہ کوہ سے نکلکر
اسی طرح فقیر بنا ہوا پہاڑ پر آیا تھا اور سیر سبزہ زار کر رہا تھا کس لیے کہ دن بہت کم تھا قریب شام شفق پھولی تھی عیار

بسیرا لیے رہتے تھے مور جنگلی اُڑتے تھے سہانا وقت تھا جنگل کی سیر قابل دید تھی بُلبل و گل مین کچھ گفت و شنید تھی لعل
مرام اپنے دیکھا کہ ایک ساحر پنجہ مین کسی کو دبائے اُڑتا جاتا ہے یہ دیکھکر اپنے پکارا کہ اے میان کہان جاتے ہو
آگے راستہ نہ ملے گا یہ جنگل مین بنے سحر ہے یا نہ جانے یہ سُنکر مریخ نے چار سمت نگاہ کی چونکہ وقت شام کا تھا اور قاعدہ ہی
کہ سرِ شام اطراف عالم مین ایک غبار سا معلوم ہوتا ہے اور کہر اُٹھتا ہے وہی غبار جو اُسنے دیکھا سمجھا کہ بیشک
یہ صحرا مسحور ہے پھر کیا ضرور ہے کہ آگے جاؤ اور رد سحر کرنے مین وقت اُٹھاؤ اس عیار کو اسی پہاڑ پر مار ڈالیں
یہ سوچکر اس پہاڑ پر اُتر آیا قران سندرق کو اسیر دیکھا سمجھا کہ مریخ بھی ساحر ہے بس اس سے پوچھا کہ بھائی یہ
کون ہے جسکو تم لائے ہو اُسنے سب حقیقت اپنی بیان کی اسے جملہ کیفیت سُنکر کہا کہ رقعہ جمشید مین اسکا حال تو نے
دیکھا مگر میرا حال نہ دیکھا کہ مین کون ہون اُسنے کہا کہ تم جمشید کے جوگی ہو اور ساحر ہو اور کون ہو اسنے کہا جو
میرا حال تو رقعہ مین دیکھو تو شاید مین کوئی عیار ہون اسنے اسکے اصرار سے رقعہ نکالا اور یہ اس کے پڑھنے پر آمادہ کھڑا
ہوا جب وہ رقعہ پڑھنے لگا اسنے لبند واس زور سے اُسکے جھکے ہوئے سر پر مارا کہ سر پھٹ گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا
وہ تڑپ کر ہلاک ہوا آواز ہائے عیب آمیز نانِ تاریک ہوا ابیر دن نے غل مچایا کہ مارا اور کام تمام کیا مریخ
جادو کی لاش اُسکے کپڑے اُتار کر سمت شاہ طلسم لے گئے برق نے رہائی پائی قران نے پوچھا کیا ارادہ ہے اُسنے کہا
لشکر مین جانے کا قصد ہے قران نے کہا ملکہ مہرخ کی کیفیت تو معلوم ہوئی کہ زیور جادو پاس ہین چنانچہ آج رات
کو پہاڑ کے درے مین ہم تم رہین اور صبح کو جانب قلعہ آراستہ راہ لین برق یہ سُنکر خاموش ہوا قران اسکو اپنے
ساتھ لیکر درہ کوہ مین آیا اس اثنا مین مریخ فلک نے تیغ تیز اپنی سر ظلمت شب پر رکھی اور تمام عالم مین ستارون
کی روشنی پھیلی کہ بمقتضاے ابیات ؎ اور وہ چاندنی کا عالم + مہتاب کا خور دیکھ کر گیا دم + کیا نور تھا دیکھیے
جدھر نور + آتی تھی نظر تجلی طور + بوقت دولت کے ہونے سے ملکہ گلعذار نے ایک کنیز کو کمرے مین بھیجا کہ جاکر مریخ سے
کہے آ بیٹھئے کھانا لیجئے کنیز جو کمرے مین گئی تو صحبت اُسکی شگفتہ پائی اور کسی کو وہان نہ دیکھا اُسنے آکر ملکہ کو صورت سے
خبر دی یہ جو اسنے سُنا پہلے تو سمجھی کہ مریخ کنیز پہ مائل تو تھا ہی اپنے ساتھ لے گیا پھر سوچی کہ کنیز کو تو مین نے اسکے
لیے ہی دیا تھا پھر اسکو چھپکر جانا کیا ضرور تھا بیشک کوئی پیچ پڑا لعل مرام اپنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم
ہوا کہ مریخ مارا گیا اور یہ سانحہ گذرا یہ دریافت ہوتے ہی اُسکے حواس جاتے رہے اور سمجھی کہ فوراً سباب
اگر اُٹھانے گا تو یہی سمجھے گا کہ سازش کرکے گلعذار نے مروا ڈالا اب بہتر یہی ہے کہ بچاؤ کرنا چاہیے اور یہان سے نکلنا چاہیے اگر
تو صحرا مین جاکر عیارون کو ڈھونڈھ کر گرفتار کرکے شاہ طلسم کے پاس لیجانا چاہیے یا قلعہ آراستہ مین زیور کے پاس
چلنا بہتر ہے کہ ہم اور وہ ساتھ کھیلے ہین جو آنکل لائے ہوگی وہ کرینگے پس یہی مشورہ دل کا اسکو پسند آیا کیونکہ
خوب کیا کہ عیارون کو ڈھونڈھنے بیٹھنے مین پکڑ سکے تو بھلا اگر کب پائیگی ناحق تیری بھی جان جائیگی پس اسی وقت
سوا سو دیوزاد سواریان اور کنیزین اپنے ہمراہ لے کر تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوئی قلعہ سے اپنے جواہر اور اسباب عمدہ
ساتھ لے لیا یہ تو ادھر سے چلی اور اس طرف عقب گلعذار شاہ طلسم نے سرگزشت کو بھجوایا تھا چنانچہ مریخ تو

قلعہ گلگونہ پر آکر ٹھہر گیا مگر وہ سیدھا قلعہ آراستہ پر گیا اور قلعہ مذکور کو جا کر گھیر لیا یہ خبر زیور نے جب سنی چالیس ہزار ساحران
نامدار کو ہمراہ لے کر قلعہ سے باہر نکلی بارگاہ رفعت پناہ استادہ کرائی لشکر مقابلہ فوج عدو اُترا مہرخ بھی ساتھ
آئی ہے چنانچہ جس رات کو گلگونہ زار اپنے قلعہ سے بھاگی ہے اور مرنج سرشام مارا گیا اسی رات کو یہاں
سرکش نے طبل جنگ بجوایا ہے اور لشکر زیور میں بھی بجواب اُسکے نقارہ حرب گرد ایا ہے نفیر سحر کو دم ملا ہے
تیاری جانبین میں ہو رہی ہے شور بجا ہے اودم ہو رہا ہے جھنڈے ہوتے ہیں اگیار کیگئی ہے جوت کھڑی کی ہے
بنگال سحر کر رہا ہے دین کالو رویں کے جوگی جاپ میں مصروف ہیں سحر کی ہوا چل رہی ہے بیرون کے شور سے
دنیا دہل رہی ہے یہ عالم ہر سمت ہے کہ نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادھر ادھر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک میں پنبۂ ماہ
اک سمت بہادران ذیجاہ
گردن پہ علم فراختہ تھے
القصہ کٹی وہ رات ساری
لڑنے کو ہر اک شتاب نکلا
آراستہ وہ تھی اسقدر فوج
بولی یہ ظفر کہ رب انصر

دیتا تھا نہ کچھ وہاں دکھائی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی
سنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سنے تو فرق
ہتیاروں کو صاف کرتے تھے واہ
دشمن ہو مقابل اونکے کس طور
پیدا ہوئی مہر کی سواری
میدان کی طرف بڑھے دلاور
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج

ہوش اُڑتے تھے دیکھ کر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازیں تھیں وہ مہیب اعقد
بجلی بھی ہو ڈر کے بحر میں غرق
مریخ بہ تیغ آختہ تھے
آفاق میں پلٹنوں کا تھا زور
تارے چھپے آفتاب نکلا
مہرخ کے تھی ساتھ ساتھ زیور
میدان میں جو بچے بہادر

جب نہنگ فلک نے مہ کا پشت نیزہ خط شعاع مہر کی مدد کی سرکش
بھی اسی ہزار ساحران نابکار کو ہمراہ لیکر مقابل اس فوج جرار کے آیا صفیں آراستہ ہوئیں میدان پاک صاف
ہوا نقیب آوازیں لگا کر ہٹ گئے اسوقت سرکش اژدر اُڑا کر میدان میں آیا اور للکارا کہ اے زیور
آجتک بادشاہ ساحران کی جاگیر دی ہوئی تو کھایا کی آ سپر نمک حرامی کی ایلچی شاہ سے مہرخ نمک حرام
کو چھین لیا اب بھیج کسی کو میرے سامنے زیور نے یہ سنکر جواب دیا کہ جو کچھ ہم نے کیا خوب کیا دیکھ تیرا
سرکوب بھیجتی ہوں یہ کہہ کر ایک ساحر کو اشارہ کیا کہ وہ ہنس آتشیں اڑا کر سامنے اُس خیرہ سر کے گیا
اسنے ایک گولا سحر کا مارا اس بہادر نے دستک دی کہ گولا اولٹا پلٹ گیا اوسوقت اُسنے غصہ میں آ کر
بروے ہوا کچھ پڑھ کر پھونکا کہ ایک ستارہ مثل شہاب ثاقب ٹوٹ کر گرا اور سر پر بیٹھ کر مع ہنس توڑ گیا اُسوقت
اور ایک بہادر سامنے آیا اُسنے تاک کر ناریل اُس کے سینے پر لگایا کہ وہ بھی بیار گلزار عدم ہوا پھر تیسرے مرد میدان
جرأت مند نے نکلکر مقابلہ کیا اوسنے ایک پیکان سحر سے اسکو بھی نشانۂ خدنگ اجل بنایا اسوقت تو زیور کو تاب
نہ آئی طاؤس اوڑاکر سامنے اسکے آئی لشکر میں نفیر بھی علم طلبہ پذیر ہوے کرنا کا ہوا اور ملکۂ موصوف نے بڑھ کر

اوس نابکار کو للکارا اوسنے ایک نارنج ملکہ پر مارا اوسنے اونگلی سے ایک خط کھینچکا اشارہ کیا کہ نارنج دو ٹکڑے
ہوکر گرا اُسنے اور ایک گولا مارا اس آفت زمانہ نے چٹکی دینے کا اشارہ کیا گولا زمین پر گرکر سرد ہوگیا اُس سیاہ
دل نے بردے ہوا افسون پڑھکر پھونکا کہ ستارہ ٹوٹ کر گرا ملکہ نے ہاتھ اونچا کیا کہ سپر مثل ابر کے سر پر آگئی مگر
وہ ستارہ نہ رکا سپر کو توڑکر سر کی طرف چلا اسوقت ایک پنجہ پیدا ہوکر ملکہ کو اُٹھالے گیا اور ستارہ آکر مرکب پر گرا
کہ اُسکی پشت توڑ گیا ملکہ پھر زمین پر اتری اور پکاری کہ تین وار تو کرچکا اب ایک وار میرا بھی روک یہ کہکر چاہتی تھی
کہ سحر کرے یہ تو اسکو جانتا ہے کہ اب یہ اپنا طوق یا کوئی گہنا کھینچ مارے گی اور ایک صورت گہنا پہنے پیدا ہوگی جسکو
دیکھکر فقط ہوش تو کھودیگا پس اُسنے بعجلت تمام ایک پڑیا خاک قبر جمشید کھینچ ماری کہ ملکہ اُسکے پڑنے سے بیہوش ہوگئی
یہ پنجہ بنکر جو گرا ملکہ کی چوٹی پکڑ کر کھینچتا لیچلا اسوقت تو مہرخ بیقرار ہوئی اور للکاری کہ باش و غلام خود سر کہاں
جاتا ہے یہ کہکر ترسول پکڑکر آگئی اُسنے ظاہر ہوکر ایک نارنج بجانب فلک مارا کہ اوسمین سے دھوان پیدا ہوا
اور تمام لشکر زیلور پر چھا گیا اندھیرا ہوگیا ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھائی دیتا تھا وہ مقام وہاں اژدر بنگیا چشم روزگار مثل
دیدہ اعمی تھی دنیا سب بخیل کا دل نظر آتی کہ بیت جس سمت نگاہ کی اندھیرا ‡ کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا ہم
تاریکی میں ملکہ مہرخ یقین تھا کہ ہلاک ہوجاتی لیکن یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اس ساحر سے کیا زیر ہوتی جبکہ
شاہ طلسم سے دعوی مقابلہ کا رکھتی ہے فوراً سحر پڑھکر اپنے منھ پر اُسنے ہاتھ پھیرا کہ چہرہ اوسکا مثل آفتاب تابان
روشن ہوگیا اور مثل بخت روشن اوس مقام کو اُسنے منور کردیا بسان صبح امید خورشید مقصد طالع ہوا کفر و روشن
ہوئی شمع بزم دولت ‡ ظلمت کو ملی وہان ہزیمت ‡ روشنی ہوتے ہی سرکش برنگ شعلہ جوالہ چمکا کر قریب جا
اور ہاتھ غشیر سحر کا سر پر ملکہ کے لگایا تلوار سر پر ملکہ کے پڑکر اُچٹ گئی اور ملکہ نے بھی ایک نارنج مارا اوسنے
اونگلی سے اشارہ کیا نارنج کٹ گیا اب تو ملکہ کو غصہ آیا اور پھر دانہ ماش کے سحر پڑھکر مارے کہ ایک زنجیر آہنین
از خود پیدا ہوکر دست و پا مین سرکش کے پڑگئی اور ایک طوق آتشین گلے مین پڑگیا ملکہ نے اوس زنجیر
کو پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ نابکار زمین پر گرا ملکہ جست کرکے اُسکے سینے پر سوار ہوئی اور زیلور کو اُسکے ہاتھ سے لیا اور
فرمایا کہ جلد ظلمت کو میرے لشکر پر سے دفع کر ورنہ تاریکی سواد ملک عدم دیکھے گا اوسنے ملکہ کے کہنے کو کچھ خیال
نہ کیا ملکہ نے خنجر بران اُسکے گلے پر رکھا اور کہا جہاں وہ خاک ہے وہاں تو بھی خاک ہے اسوقت اُسکو نرمی
معلوم ہوئی اور یقین تھا کہ جلکر خاک ہوجائے خوف جان سے وہ سحر ظلمت کا برطرف کیا روشنی ہوئی ہر ایک لشکری
نے دیکھا کہ ملکہ سینہ دشمن پر سوار ہے اور سرکش کو غیرت آئی مگر کیا کرسکتا تھا سوا اسکے کہ منت پذیر ہو کہا
اے ملکہ مین آپکا غلام ہون اطاعت سے گردن تابی نہ کرونگا ملکہ اسکے سینے پر سے اُتری اور سحر رد کیا کہ زنجیر و طوق
غائب ہوگیا اوسنے قید سے رہائی پاکر سر قدم پر رکھا ملکہ نے سر اوسکا اٹھاکر سرفراز فرمایا وہ براہ عناد مکاری
ہوا لشکر مین طبل آسائش پر چوب پڑی اُسنے ملکہ کو منت اپنے ساتھ لیا زیلور کو بھی ہوشیار کیا اور اپنی
بارگاہ مین مہمون کو لایا خاطر و مدارات کرکے رخصت کیا ادھر لشکر نے بھی کمر کھولی آسودہ ہوا یہیں ملکہ کی

بارگاہ مین آیا ملکہ نے اسکی دعوت کی دور شراب ناب رہا جلسہ رنگ ورباب رہا یہ فکر مین رہا اور جب اپنے مقام پر آتا ایک پنجہ ماش کے آٹے کا بناتا رہا تا آنکہ چوبیس پنجہ اسنے بنائے یہ اسکا سحر کائنات کا ہے کہ رد اسکا ہونا ممکن نہین غرضکہ جب وہ پنجہ تیار ہوچکے اونکو غائب کرکے یہ لاگ رکھی کہ حسب المطلب پیدا ہوکر کام دین غرضکہ پنجون کو غائب کرکے بارگاہ ملکہ زیور مین آیا اُسنے بطور تمام بٹھایا اسنے ملکہ مہرخ سے کہا کہ مجکو کچھ کان مین آپکے عرض کرنا ہے ملکہ موصوفہ نے کان لگایا اسنے قریب گوش منھ لاکر اونت جو کیا ملکہ بیہوش ہوکر گر پڑی یہ کیفیت جو زیور نے دیکھی پکاری کہ اے دغاباز یہ تونے کیا کیا اور ایک ناریل مارا اسنے سحر پڑھا کہ ناریل زمین پر سرد ہوکر گرا اور دو ہتڑ زمین پر مارا زمین کو زلزلہ ہوا اور ایک پنجہ نے نکلکر زیور کو زیر زمین کھینچا یہ غرق زمین ہونے لگی اسنے ایک پڑیا خاک قبر جمشید مارکر اُسکو بیہوش کردیا سردار حاضرین دربار ترسول نیزہ لیے پکڑنے کو آگے اسنے پھر دو ہتڑ مارا کہ چوبیس پنجے زمین سے حربہ ہاے آتشین گرز وغیرہ لیے پیدا ہوے اور سرداروں پر گرے اور جس کے وہ حربہ پنجے نے مارا اگر جسم سے چھو بھی گیا انسان بیہوش ہوا اور جس کے پوری ضرب پڑگئی وہ جلکر خاک ہوگیا سردار بعض بیہوش ہوے اور بعض بھاگ کر بارگاہ سے باہر آئے باہر لشکر پڑا تھا غلغلہ جو ہوا لشکر مین نفیر حربی جلد جلد کمربندی ہوئی اس عرصہ مین ادھر کا لشکر بھی کہ حکم ساحر سلطان تیاری کا دے آیا تھا اس فوج پر آگرا اور یہ بھی دونون ملکہ کو گرفتار کرکے بیرون بارگاہ آیا چوبیس پنجہ حربہ آتشین سے اوس فوج پر قتل عام کرنے لگے اور ہر ساحر بار سحر کی دینے لگا پھر تو قیامت کبریٰ برپا ہوئی دم بھر مین ہزار ہا لاش گر گئی تیغ تیز نے غلاف سے نکلکر عروس زیبا گھونگھٹ سے جلوہ دکھایا ہزارہا مشتاقون نے گلے لگایا اجل کا بازار گرم ہوا سنگ جسم بھی آہن تیغ سے نرم ہوا جو ہر شمشیر بھندے دام مرگ کے بنے ہزارہا طائر جان پھنسے صیاد اجل سے آدمی چڑیا پھانسی روح رواں بھی بھاگنے نہ دی قفس تن ایسا پنجرہ ہوا کہ رہی تیغ تیز قتل حباب بیتاب سیم جان جسکی تاب سے آب آب کشتہ ہر ایک زندہ دہوکنی ہر قالب بسمل زمین پر طپیدہ ترک فلک کو نہایت بیم دل جوزا کا خوف سے مدہم سمند تیغ کی میدان مین رواں روح رستم و سہراب کو زیر زمین سرگردانی و پریشانی کہ

نظم

لکھون جو بیان ریزش خون	تھی جنگ قلم ابھی ہو گلگون	تھا گرم وہان اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار	تلوار کو وان جو عزم کین تھا	دم خنجر برق مین نہین تھا
یہ شعلہ تودہ شرار مردہ	خاکستر ابر مین فسردہ	وہ تیغ تھی یا کہ آہنی پل
روحون کا گذر تھا اوسیہ الگ	ق	

آخر کار بہت جراراُس لڑائی مین کام آئے اور بہت بھاگ کر اطراف جنگ جانب کوہ وصحرا گئے تمام لشکر تباہ و برباد ہوگیا سرکش نے قلعہ کی جانب رُخ کیا اہل قلعہ ہاتھ اندھ کر حاضر خدمت ہوے کہ ہم بے قصور ہین راہ عناد سے دور ہین اسنے کوشے تمام قلعہ تسخیر کیا خیمہ و بارگاہ پر قبضہ کرکے خزانہ قلعہ سے بار کرا کر زیور و مہرخ کو مطوق و مسلسل کرکے عرادہ پر بٹھا کر بیابان سے کوچ کیا

یہ تو ادھر سے روانہ ہوا اُدھر جب ہنگام سحر ہوا تھا تو قران و برق بھی درۂ کوہ سے نکلکر قلعہ آراستہ کی طرف چلے تھے مگر علیحدہ علیحدہ روانہ ہوئے تھے اور برق ایک ساحرہ کی ایسی صورت بنکر چلا جاتا تھا کہ راہ مین اسکو ڈیڑھ سو جادوگرنیان ملین جاوین ایک شہزادی تھی برق نے پہچانا کہ ملکہ گلعذار جادو ہے جب اوس کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ سُنا ہے کہ قلعہ آراستہ پر بڑی لڑائی ہوئی ہے ملکہ نے جواب دیا کہ مین بھی اُسی طرف سے چلی تھی مگر یہ خبر سُنکر کہ سرکش نے زلیور و دھرخ کو پکڑ لیا ہے مین یہان ٹھہر گئی ہون اب سرکش کا حال اچھی طرح معلوم کرون تو آگے بڑھون برق یہ حال سُنکر اوس سے رخصت ہوکر آگے بڑھا اور لشکر سرکش ڈھونڈھتا ہوا چلا آخر ایک دامن کوہ مین فوج اُتری ہوئی پائی اسنے ٹھہر کر صورت اپنی مثل ایک ساحر ملازم حیرت کی ایسی بنائی اور ایک رقعہ لکھکر کمر مین رکھ لیا اور داخل لشکر ہوا دیکھا تو بہت رونق ہے بازار مین کھلی ہین جھنڈے گڑے ہین کٹورا کھنکتا ہے سوار پیادے بستر جاتے ہین لین پڑی ہے گھوڑے شیشے بھرنے ہین کوتوالی چبوترہ بیچ مین ہے انتظام و بندوبست ہر طرح کا ہو رہا ہے سپاہیون کے بستر بردائرہ بچھا ہے چکارہ جمتا ہے ہر سمت چہل پہل ہے خیمہ و بارگاہ نصب ہین بارگاہ بلند رتبہ سرکش کی آراستہ ہے سراپچے اُس کے اُٹھے ہین وہ سامنے تخت کے بیٹھا سیر لشکر کی دیکھ رہا ہے اُسنے اسکو دیکھکر قریب جاکر سلام کیا اور رقعہ کمر سے نکال کر دیا کہا یہ میرے پاس سند ہے کہ مین اور میرا بھائی ملازم حیرت ہین چنانچہ مین بہر دست ہون اب وہان نہ جاؤنگا اگر آپ نوکر رکھ لین تو آپ پاس رہون اُسنے یہ حال سُنکر کہا کہ اچھا رہو گھر ہے تمہارا جاؤ سامنے خیمہ مین کمر کھولو اور کسل راہ سے آسودہ ہو کل تمہاری تنخواہ تجویز کرکے مقرر ہو جائے گی برق سلام کرکے اوس خیمہ مین گیا وہان اور بھی ملازم سرکش تھے اُنھون نے حال سُنکر اسکو بٹھایا اُسنے بستر اپنا لگایا جب دشت نوردِ مہر نے بستر اپنا خیمۂ مغرب مین جمایا بیت اُٹھی مغرب سے ہلکی سی سیاہی + ہوئے معروف راحت مرغ و ماہی اہل لشکر آب و خورش سے فارغ ہوکر آرام پذیر ہوئے جب زیادہ رات گئی برق عازم ہوا کہ اب اوٹھکر خیمہ سرکش مین جاؤن اور اُسکو بیہوش کرون چنانچہ اس عزم پر اوٹھے جو لگا نیچے کا دھڑ رہ گیا اٹھا نہ گیا کس لیے کہ سرکش سحر کرکے سویا ہے کہ بارادۂ ضرر رسانی کوئی مجھ تک نہ آسکے برق نے رات بھر مین کئی مرتبہ ارادہ کیا مگر اوٹھا نہ گیا ناچار سو رہا جب سمند کہنہ لنگ فلک نے گردش کرکے منزل شب تمام کی اور طفلک خورشید نے رات کے پیٹ سے پاؤن نکالے بیت نکلا خیمۂ مشرق سے یکبار + ہوا مہر فلک بھی گرم رفتار + صبح کو سرکش اوٹھا اور سحر اوسنے برطرف کیا برق مین بھی قوت اوٹھنے کی آئی سب ملازم اُٹھے یہ بھی اُٹھکر احتیاج سے فارغ ہوکر سلام کرنے سرکش کو گیا اور وہان ٹھہر کر تعریف صحرا و کوہ کرنے لگا کہ واہ کیا سبزہ زار ہے طرفہ بہار شکار ہے جنگل قابل سیر و شکار ہے سرکش کو بھی اسکی باتون سے ہوا لگی خواہش صید افگنی ہوئی تیر و کمان لیکر مرکب پر سوار ہوا نوکر اسکے شراب و کباب و فرش وغیرہ لیکر پیچھے چلے اور یہ دشت مین آکر تیر سے نخچیر کرنے لگا برق اوسکو ایک درۂ کوہ کی طرف لگا کر لایا اور ایک ہرن کے پیچھے بیدل دوڑا ہرن درہ مین بھاگ کر گیا اس نے

درہ مین جاکر کھال مادہ ہرن کی نکال کر پہنی اور آواز بھی ویسی ہی بنا کر بولی بولی آہو تم کیا اور قریب اس کے آیا اسنے ہاتھ اپنا اُس کھال سے نکال کر کمند ماری کہ ہرن پھنسا اسنے کھال اُتار کر اُسکو ذبح کیا اور پکارا کہ آ شہریار آیئے مین نے شکار مارا سرکش گھوڑے سے اوتر کر اندر درے کے گیا اور اس سے بہت خوشنود ہوا کہ اسنے پیدل ہرن کو کمند سے پکڑ لیا پس وہ ہرن اُٹھا کر باہر درے کے لایا اور فرش بچھوا کر بیٹھا برق نے ہرن کو صاف کر کے کباب اُسکے لگائے اور تمام گوشت آغشتہ بدارو بیہوشی کر دیا اس اثنا مین ملازم اور رفیق بھی سرکش کے آئے ہر ایک نے شراب پی اور وہ کباب آہو تعریف کر کے کھائے سرکش نے بھی وہ کباب اُٹھا کر کھانے کا قصد کیا اوسی وقت دو چھینک پیدا ہوئے اور ہاتھ سے کباب چھین لیگئے برق نے یہ دیکھ کر چاہا کہ بھاگ جاؤن ساحر نے سحر کیا کہ یہ بیحس ہو گیا اوسنے پھر سحر پڑھ کر پوچھا کہ تو کون ہے برق پر جادو اثر کر چکا تھا قبول دیا کہ مین برق عیار ہون سرکش نے کمند سحر سے اسکو باندھ دیا اور وہ ہرن پھنکوا دیا جو لوگ کباب کھا کر بیہوش ہوے تھے ان کو ہوشیار کیا اور شراب پینے اور کباب کھانے لگا جو شکار کر سامنے آتا اُسپر نشانہ تیر کا لگاتا یہ تو اس شغل مین ہے لیکن گلعذار چھلی آئی تھی مفصل حال زیور کا دریافت کر کے قلعہ آراستہ کی طرف پھری اور سرکش کی طرف چلی کہ بن پڑے تو اوسی کی منت خوشامد کر کے شاہ طلسم پاس جاؤن اور جان اپنی بچاؤن عرض کرون کہ میری خطا کچھ نہ تھی عیارون نے مریخ کو قتل کیا اے بادشاہ آپ کتاب سامری مین میرا حال دیکھیے اگر میرا گناہ کتاب مذکور مین نکلے تو مجھکو سزا دیجیے پس شاہ طلسم کتاب سے حقیقت دریافت فرما کر قلم عفو جرائد گناہ پر میرے پھیریگا زندگی پر تیری حرف نہ آئیگا الغرض یہ تجویز کر کے عنان سمند عزم کو قلعہ آراستہ کی طرف سے منعطف کر کے باغ سیب کی سمت روانہ ہوئی اور قریب ایک پہاڑ کے پہونچی کہ اوس کوہ کے درہ سے راستہ تھا اور اُس درہ کوہ کو شاہ طلسم نے سحر سے مسدود کر دیا ہے کہ دامن کوہ مین میری سیرگاہ ہے ہر کس و ناکس کا آنا ادھر اچھا نہین ملکہ مذکورہ نے جو اس درہ کو بند پایا سحر پڑھ کر راستہ پیدا کرنا چاہا از بسکہ وہ مسحور بہ سحر شاہ جادوان تھا کچھ نہ کھل سکا اوسوقت اُسنے پوجے کا سامان منگایا دو ایک سو ذبح کر کے پھر لہو اُسپر چھڑکا زمین پر چوکا دیا اپنے جسم پر ملا اور لہنگا پہنا ساری اوڑھی ہنسلی جمشید کے نام کی گلے مین پہنی اور سحر خوان ہوئی بعد کچھ دیر کے اتنی راہ پیدا ہوئی کہ ہمراہی تو اسکے نکل نہ سکے لیکن یہ اکیلی اوس درہ سے نکلگئی اور خیال کیا کہ جب تو خدمت بادشاہ مین پہونچے تو بادشاہ سے عرض کر کے ساتھیون کو بلوا لینا فی الجملہ یہ تو ادھر سے چلی اور سرکش اُس طرف سے آتا تھا اس نے چاہا کہ مین ہیئت کذائی لہنگا پہنے شکستہ حال ہون اُسکے لشکر مین جا کر تبدیل لباس کر کے شاہ پاس جاؤن یہ آکر اس پریشانی سے دیکھ لیگا تو کچھ حجاب چندان نہین کہ تنہا ہے گر دربار شاہی مین ہزارہا ساحر ہوگا وہان بڑی ندامت ہوگی یہ سوچ کر اُسکے لشکر مین آئی ساحر مذکور در بارگاہ پر فرش بچھائے صحرا کی سیر دیکھ رہا تھا اسکو اس حیثیت سے دیکھ کر حیران ہوا مگر شناخت کر کے اوٹھا اور بتکریم تمام پاس اپنے بٹھایا جام شراب پیش کیا اور حال اس پریشانی کا پوچھا گلعذار نے جو کیفیت بیان کی اسنے کہا اے ملکہ جس عیار نے کہ مریخ کو مارا ہے

اسکو مین نے گرفتار کیا ہے اسنے کہا پھر وہ موا برق کہان ہے اسنے حکم ساحرون کو دیا کہ وہ عیار مذکور کو
سامنے لائے اور اُسنے آکر دیکھا کہ ایک ساحرہ لنگا پہنے خون جسم پر ملے بحالت خراب برابر سرکش کے
بیٹھی ہے برق کو اُسکی صورت دیکھکر عیاری سوجھی کہ اس ساحرہ کی صورت اسوقت اس قابل ہے کہ اُسکو تمثل
عیار کیا جائے تو زیبا ہے پس جب گلعذار نے اسکو ڈانٹا کہ کیون او ستیاناس گئے مرتخ کو تو نے ہی قتل
کیا اسنے ہنسکر کہا کہ کیا تم نہین جانتے میرے بھائی ایک ہین اونکے بعد سے واصل جہنم ہوا اور بھی جبکام
کو تم آئے ہو جلدی اسکا انتظام کرو سنو دوست ہین تو ہزار دشمن ہین بیت دخل لگانا اچھا نہین یہ کلمہ سنکر
سرکش کو کچھ غلطہ ہوا اور کہا او عیار یہ تو نے کیا کہا اسنے کہا ہم سچ کہتے ہین وہ مقرر آوین پر آوین ملے سرکش
اب بچنا تمھارا مشکل ہے بھلا خدا کو دیکھا نہین تو عقل سے پہچانا ہے ملکہ گلعذار بکیا ہی وقت کیون نہ پڑتا مگر
اس طرح لنگا پہنکر نہ آتی مثل مشہور ہے کہ ہاتھی لاکھ لٹے گا جب بھی سوالاکھ کا یہ تقریر سنکر سرکش گھبرایا اور
اوسکے ملازم ساحر جو تھے اونمین سے بھی ایک ساحر نے اُسکے کان مین کہا کہ یہ عیار سچ کہتا ہے حضور ہم بھی
آپکے پرانے نوکر ہین نمک حلال ہین ضرور یہ کوئی عیار ہے جو گلعذار کی صورت بنکر آیا ہے اب سرکش
کو بالکل یقین ہوا کہ یہ ملکہ بیشک عیار ہے اور ایک گولا جوے سے نکال کر گلعذار پر اس نے مارا
گلعذار ساحر زبردست ہے اوسنے اُف جو کیا گولا سرد ہوکر گر پڑا اور بیخود غرق زمین ہوئی اور بعد لمحہ کے
جو زمین سے نکلی ایک ہلال بنکر نکلی اور سینہ مین سرکش کے سمائی وہ ہر چند سنبھلا نہ بچ سکا تڑپ کر ہلاک ہوگیا
صدا ہاے مہیب گیرودار کی بلند ہوئین اور فوج کے لوگ دوڑے گلعذار نے تانبخ وترنج مارنا شروع کیے اور
مرنے سے ساحر مذکور کے ملکہ زیور و مہرخ بھی رہا ہوگئین اور رڑنے لگین بہت سے ساحر لشکر کے مارے گئے
آخر وہ لشکر بے سردار تھا کچھ لوگ بھاگ گئے اور کچھ طالب امان ہوے اُنکو امان دیکر ملازم اپنا کیا اور ملکہ گلعذار
سے زیور و مہرخ ملین اور کہا اب ہمین افراسیاب زندہ نہ رکھے گا کہ تمنے سرکش کو مارا ہے اب تم
ہماری شریک ہو جاؤ اونسے منظور کیا اور زیور نے قسم اوس سے لی کہ اب کوئی دغا نہ کرنا پھر بارگاہ مین
سرکش کی یہ تینون داخل ہوئین اور جلسۂ عشرت منعقد کیا دو روز کے بعد کوچ کرکے لشکر مہرخ کی طرف روانہ
ہوئین یہ تو بحشم وخدم اپنے لشکر کو روانہ ہوئین لیکن خبر مرگ مرتخ سیمون نے افراسیاب کو پہونچائی بعد اس خبر کے
لاش سرکش کی آئی بادشاہ فرط غضب سے کانپنے لگا اور ملکہ صنعت سے کہا کہ اب تم جلد جاؤ اور ماہی بریزاد
کو گرفتار کرو مین ان نمک حرامون یعنی زیور وغیرہ کو قید کراکر بلوا تا ہون یہ کہکر اپنے جوڑے سے ایک ڈبیا یاقوت
احمر کی نکالی اور اُسکو وا کیا تو دیکھا اوس مین کچھ ماش رکھے تھے پس ایک دانہ اوس مین سے لیکر زمین پر اسنے مارا کہ وہ دانہ غرق
زمین ہوگیا اور اوسی جگہ سے ایک شعلہ آتش کا پیدا ہوا کہ رنگ اوس شعلہ کا سبز تھا کچھ عرصہ مین ماش کے درخت
کی طرح وہ شعلہ پھیل لایا اور پھلیان پختہ ہوکر خشک ہوئین شاہ نے صنعت سے فرمایا یہ پھلیان توڑ کر دانہ نکال لو
اور دریاے سحر ماہی کے کنارے جاؤ بیٹھے ایک دانہ دریا مین پھینکنا پانی مین جوش خروش پیدا ہوگا اسوقت چھ دانہ

اور پھینکنا یہ کہکر کچھ کان مین بھی کہا اور سحر کیا کہ ایک پنجہ سبز رنگ پیدا ہوا اوس پنجہ سے حکم دیا کہ جب صنعت
دریا سے ماہی کو نکالے اور اسکی حمایت کو بحرین آئے تو اُسکو تم اُٹھا لانا یہ حکم سنکر پنجہ غائب ہوگیا اور صنعت دانے
ماش کے لیکر چلی بعد اوسکے جانے کے شاہ نے سحر پڑھا ایک ساحر سیہ فام زمین سے نکلا اُسنے حکم دیا کہ جاؤ ساحران
طلسم کو اطلاع دو کہ گلعذار و زیور و مہرخ اپنے لشکر مین آئی مین اونکو روکین اور قید کرلین اور ہمکو خبر دین یہ حکم
پاکر وہ ساحر بھی غائب ہوگیا حال اُسکا بیان ہوگا مگر اول ماجرا صنعت بدطینت کا مذکور ہوتا ہے کہ یہ بدسرشت
کنارے اوس بحر کے پہونچی اور ایک دانہ ماش کا پہلے پھینکا دریا مین شور و غل اور تلاطم پیدا ہوا اور بحرین جادو
دریا مین تھا وہ اسکے گرتے ہی تڑپکر کنارے بہا آیا اُسوقت ایک آواز کڑاکے کی آئی اور وہ پنجہ سبز جھپک کر
گرا اور اوسکو اُٹھا کر لے گیا پھر صنعت نے وہ چھ دانہ دریا مین مارے پانی اوس بحر کا روغن کی طرح جلنے لگا
اور دریا خشک ہوگیا ماہی پریزاد ظاہر ہوئی اس طرح سے کہ ایک دانہ ماش کا مثل شعلہ کے چمکتا
ہوا جاتا تھا اور تین دانہ ایک پہلو مین جمے اور تین دوسرے پہلو مین تھے مچھلی بالکل بیدست و پا اور بیتاب
تھی صنعت نے اُسکو اُٹھا لیا اور لیکر روانہ ہوئی لیکن دریا کے خشک ہونے سے لشکر جو کنارے بحر کے اُترا
ہوا تھا اُسکو خبر ہوئی اور ملکہ بہار نے بھی سُنا ضرغام عیار سے کہا کہ لشکر تیار کراؤ اور ماہی کو نہ لے جانے
دو عیار مذکور نے کہا یقین ہے کہ شاہ کوکب اُسکی تدبیر کرے تم خاموش ہو رہو بہار کو اسکے اس منع
کرنے سے تسکین نہوئی اور بارگاہ مین آئی مہرخ سے کہا آپ کیا غافل بیٹھی ہین ماہی پریزاد صنعت
پکڑے لیے جاتی ہے جلد لشکر درست کراکر چلیے مہرخ ازبسکہ بنائی ہوئی عیارون کی ہے اصلی نہین ہے اسکو اتنی
جرأت کہان جو لڑنے جائے ملکہ بہار کی بات کاٹکر اور کچھ باتین کرنے لگی اتنا تو کہا کہ اچھا سمجھونگی
بہار اس بے پروائی کو اسکی دیکھکر ناراض ہوئی اور دل سے اپنے کہا کہ مجھکو کیا مطلب ہے جو اکیلی لڑنے کو
جائے اور اپنی جان گنوائے پس رنجیدہ ہوکر بارگاہ سے اُٹھی اور اپنے خیمہ مین آکر بیٹھ رہی ادھر ملکہ حیرت
نے خبر سُنی کہ اس طرح ماہی گرفتار ہوئی اسنے اپنے سردارون شہاب وغیرہ سے کہا کہ فوج کو مسلح و مکمل
رکھو اسلیے کہ شاید بہار وغیرہ کچھ فساد کرین اس عرصہ مین خبر ہوئی کہ اہل اسلام سے کوئی آمادہ نبرد نہین ہے
یہ خبر سُنکر اسنے بھی تامل کیا اور صنعت ماہی کو گرفتار کیے سامنے بادشاہ کے لائی شاہ کے پاس اوسوقت
باغبان و گلچین و وہم وغیرہ بہت سے ساحر حاضر تھے سبنے تعریف کی کہ آپکے سحر کا مثل و نظیر نہین ہے
اس اثنا مین پنجہ بھی بحرین کو لایا شاہ نے فرمایا کہ اے پنجہ سحر چھوڑ دے اسکو پنجہ نے چھوڑ دیا شاہ نے
کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر آسمان پر ظاہر ہوا اور برستا ہوا نکل گیا وہ پانی جو بحرین پر پڑا
پاؤن اُسکے زمین مین گڑ گئے اور ہاتھ مین ہری ہری شاخین اور کونپلین نکل آئین سبز سبز پتون سے تمام
جسم چھپ گیا سبز بختی پر خزان آگئی سیہ بختی نے یہ بہار دکھائی بادشاہ نے پھر سحر پڑھا کہ ایک عورت اُڑتی
ہوئی آئی ہاتھ مین اُسکے ایک جام زرین تھا اور پانی سے لبریز تھا شاہ نے صنعت سے کہا کہ اس جام

مین ماہی کو ڈال دے اوس نے ماہی کو جام مین ڈال دیا مچھلی نے غوطہ مارا وہ ساتون دانہ ماش کے جسم سے جدا ہو کر
مثل گل لالہ کے ہوے اور اوپر کاسہ کے تیرنے لگے ماہی پریزاد غوطہ مار کر جو ابھری چاہا کہ جام سے
نکلی اُڑ جائے لیکن وہی بچھل ایسکو دام نظر آئے دیکھا تو جال آگ کا کاسہ پر پڑا ہے ہر چند ماہی نے زور کیا مگر نکل سکی
اور بادشاہ نے للکارا کہ او مچھلی تجھکو کچھ میرا خوف نہ تھا کہ مین شاہ ساحران ہون تو مجھ سے مقابلہ کرنے آئی۔
ماہی نے کاسہ سے سر اوبھار کے جواب دیا کہ اے بادشاہ ہم مطیع و منقاد بادشاہ کوکب ہین اور نمک حلال
ہین ہماری قضا اگر تیرے ہاتھ ہے تو ناچاری ہے شاہ نے فرمایا کہ مین اس مچھلی کے کباب کھاؤنگا اب
وہ نکو امہ مہرخ بھی پکڑ آئے تو اسکو یاد دن یہ کہکر مصروف عیش و عشرت ہوا مگر اب حال ماہی پریزاد
کی رہائی کا سُنیے کہ ایلچی یعنی طاق طومطراق جو قلعہ آراستہ پر سے تا دم دجبل ہو کر روانہ ہوا تو اوسی
راہ سے جو بہت بند یک کی ہے اور افراسیاب نے اوسکو بتلائی ہے پر قریب ملک کوکب
پہونچا شاہ کوکب نے نامہ ملکہ بران کو لکھا کہ ایلچی افراسیاب کا پھر آتا ہے تمکو چاہیے کہ جاہ و جلال
اپنا ایلچی کو دکھاؤ اور خواجہ عمرو کا بھی رتبہ اُسکو دکھاؤ کہ شاہ ہوشربا خبر سُنکر رشک کرے اور
ایلچی اگر نامہ تمھین دے تو پڑھکر جواب جنگ کا دینا اور اگر مجکو نامہ دینے کو کہے تو میرے پاس اُسکو لے آنا
اور اب مہر زران وزیر کو فوج دیگر روانہ کرو کہ وہ پیشوائی کرکے ایلچی کو لائے یہ نامہ پڑھکر ملکہ نے وزیر مذکور
کو طلب کیا اور حکم بادشاہ سنایا وزیر آداب بجا لاکر چلا اور باہر آکر پانچہزار ساحر سواران جوہر پوش کو
اپنے ہمراہ لیکر مع تزک و احتشام کے روانہ ہوا نقیب اور پیادل ہمراہ ڈنکا بجتا آبپاشی ہوتی بڑی
چمک دمک سے سپاہ کو بمقتضائے

نظم

خدام و مصاحب و اراکین　　پہنے ہوئے جامہ ہائے زرین
شلاک کی صدا وہ چرخ فرسا　　گردون پہ اُچھل پڑے مسیحا
آئینۂ دل ہوا مصقل　　آئے بہ نظر سوار و پیدل
راکب تھے تمام برق رفتار　　پیدل تھے روان نسیم کردار

با ملک تجمل و شوکت وزیر با حشمت دروازہ ظلمات طلسم سے باہر نکلا تو لشکر ایلچی کا ڈانڈے پر
اپنے طلسم کے آکر ٹھہرا تھا ایلچی سے ملاقات ہوئی اور وزیر نے عرض کیا کہ لشکر جو آپکے ہمراہ ہے اسکو
اسی مقام پر چھوڑیئے اور آپ تشریف لے چلیے ایلچی نے غور کیا کہ لشکر سمیت جانے کی ہٹ کرنا فضول ہے
اس لیے کہ اگر انھے راستہ نہ دیا تو لڑائی ہوگی اور لڑنیکا مجکو حکم نہین ہے بس تنہا چلنا چاہیے کیونکہ مین قاصد ہون
اور قاصد کو کسی نے ضرر نہیں پہونچایا ہے ایسا کچھ تجویز کرکے ہمراہ وزیر روانہ ہوا اور وزیر اسکو لیکر اسطرف چلا کہ
جدھر مہر زران نے حکم دیا یعنی کہہ دیا تھا کہ قلعہ ہفت رنگ مین نہ لانا باغ فولاد مین لانا فی الجملہ تھوڑے عرصہ کے
وزیر اور ایلچی قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اور اوسکے درہ سے گذر کر ایک پھاٹک عظیم الشان سامنے

نظر آیا وزیر نے آگے بڑھ کر کچھ افسون پڑھ کر وہ پھاٹک کھل گیا یہ مع ایلچی جیب اجل روانہ ہوا دیکھا تو اب سامنے ایک قلعہ نظر آتا ہے رفعت پس قلعہ کی چرخ ہفتمین رشک کھاتا ہے وہان ہزارہا ساحرون کا پہرا ہے فوج اُترتی ہے حصار قلعہ مستحکم بنا ہے وزیر ایلچی کو لیے ہوئے داخل قلعہ ہوا ایلچی نے عجب ایک دیار یادگار روزگار دیکھا کہ جسکا نظیر پردہ دنیا پر کبھی چشم خیال نے بھی نہ دیکھا تھا ہر قصر رفیع کی دہلیز کے روبرو پست آسمان گنبد فلک ہر مکان کے قبہ پر بلا گردان جو دروازہ تھا وہ باب فیض جاوید تھا جو روزن تھا وہ حاجت روائے چشم امید تھا ہر دریچے سے خوبان عالم کا برآمد ہونا گویا مطلع آفتاب انور وہ دروازہ ہر دکان جوش صفائے غیرت بخش آغوش حور تھا شائقون کی آنکھ میں جس کے نظارے سے نور خلقت کی کثرت راستون کی صفائے نفاست ہر سڑک شرمندہ کن کہکشان فلک بازاریون کی پوشاک میں مثل انجم کے چمک

نظم

ہر شخص کو شوق سیر بازار
ہر ایک دوکان میں سو خریدار
زر بے حد و بے شمار چاندی
صرافون کی بار بار چاندی
ہر ایک دکان میں بھاری بھاری
چٹا لچکا جنت کناری
آراستہ ہر طرف دکانین
دلالون کی اور ہی زبانین
سونے میں ذرا ہوئی جو تکرار
دلال سے لڑ پڑا خریدار
ہر ایک دکان نئی نیا فرش
کمخواب کے تھان جا بجا فرش
القصہ وزیر کی سواری
گلشن میں چلی ہوا بہاری
آواز نقیب کی یہ صورت
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
پیدا جو ہوا بجو کا تھا غل
چہکار رہی تھی صاف بلبل
شوکت نے جو کی ادب سے درخواست
رہرو ہوئے بیچ سے چپ و راست
پانی ہوا رعب سے جو زہرا
گوشے میں ہر اک غریب ٹھہرا

یہ تو اس طرح سے روانہ ہیں لیکن ملکہ براں بعد روانہ کرنے وزیر کے عمرو کا ہاتھ پکڑ کر اُٹھی اور اپنے مکان دلستان سے نکلکر ایک سمت روانہ ہوئی یہان تک کہ قریب قصر دار الامارۃ پہونچ کر ایک اور مکان میں آئی اس مکان میں ایک حجرہ مقفل تھا اُسکو وا کیا اندر جا کر جو دیکھا تو ایک کنوان پختہ بنا تھا لب چاہ یاقوت سرخ کا نظر آیا چار برج کنوئین پہ بنے تھے ہر ایک برج کو رشک برج دیو عمرو نے پایا ملکہ اوس کنوئین میں خواجہ کا ہاتھ تھام کر کود پڑی تا دیر دونون غلطان و پیچان چلے گئے جب وے پانون آشنا ہوئے وہان اور دروازہ یاقوت احمر کا لگا تھا اسکو ملکہ نے کھولا اور قدم آگے بڑھایا خواجہ کو باغ جنت نظیر نظر آیا کہ چار دیواری اوس گلشن رشک فردوس کی فولادی ہے لیکن ایسا فولاد کو صاف کیا ہے کہ آئینہ سے بہتر مصفا ہے اشجار باغ اور طائر سب فولاد کے ہین پتے درختون کے اور پر طائرون کے برنگ مرآت صورت نما چمکتے ہین آنکھین جانورون کی یاقوت کی ہین اور منقارین مثل خنجر آبدار کے تیز اور دمکتی ہین ہر سمت جوش بہار ہے جو پھول ہے وہ فولاد کا ہے مگر شگفتہ اور مزیدار ہے جو پھول ہے وہ خوشبودار اور پر بہار ہے روح سکندر کی فاتحہ اُن چمنون پر دیجائے تو بجا ہے گو پر اسکے انھین پھولون کی چادر چڑھائی جائے تو روا ہے شاہد بہار کے سنگار کرنے کیلیے ہر شجر آئینہ دکھاتا تھا یا تیغہائے فولادی شاخسار کی لیکر سبز جوانان چمن خوبان کا استقبال چاہتے سبزہ فولاد

فولاد دل کرنے پر آمادہ تھا کہ نظم

مثل دل عارفان کشادہ
بخت ازلی دلہن ترازی
خورشید ہر ایک گل کا رخسا[illegible]
جو چاہے وہ چہرہ دیکھے صاف
آراستہ اوسمین فرش دیبا
جس طرح کہ گرد چشم مژگان

وہ باغ کہ جسمین سرو کو ناز
گلزار بہشت سے زیادہ
خمیازۂ خورشید کی موج
سنبل کو دماغ گیسوے یار
وہ قصر تھا جلوہ گر چمن مین
بنگلا تھا کہ نوعروس زیبا

جادو ثمر اور برگ اعجاز
وہ بلبل و گل مین خوش بیانی
طوبے کا ہر ایک نخل مین اوج
ہر آئینہ رو روش وہ شفاف
جیسے دل صاف قصر تن مین
یون گرد تھین چلمنین نمایان

اوس قصر مین چارسو دنگل فولادی بچھا تھا اور ہر دنگل پر ایک ایک پہلوان فولاد بدن بیٹھا تھا جسم ہر ایک کا آئینہ کی طرح چمکتا تھا ہر ایک مسلح و مکمل اونچی بنا تھا گرد گرد تاک بالکل نقش دیوار ہر ایک فولاد کا پتلا تھا اور وسط باغ مین ایک چبوترہ فولاد کا بنا تھا اوس پر ایک حقیقہ فولاد کا رکھا تھا اور پہلو مین چبوترہ کے ایک نہر رواں تھی صفا مین بہ از گوہر غلطان ملکہ خواجہ کو لیکر اوس حوض مین کود پڑی اور کئی غوطہ لگائے خواجہ نے دیکھا کہ میرا جسم بھی سب فولاد کا ہو گیا ہے اور ملکہ بھی فولاد کی ہو گئی ہے غرضکہ ملکہ نہر سے باہر اسکو لیکر نکلی اور اندر اوس قصر کے آئی وہان ایک تخت جواہر نگار گسترده تھا اور طاقون پر ہزارہا شیشہ سبز و سرخ برنگ متلون چنا تھا انمین سے ایک شیشہ ملکہ نے اوتارا اسمین آب سبز رنگ بھرا تھا اوس پانی کا چھینٹا سب پتلہاے فولادی پر ملکہ نے دیا کہ وہ سب مثل انسان بنے کھڑے ہو کر آداب بجالاے اور سامنے باادب استادہ ہوے اور ملکہ اوس تخت پر جلوہ فرما ہوئی پہلو مین خواجہ کو بٹھایا اس عرصہ مین اوس قصر کے ایک گوشہ مین سے دوسو زنان مہر دیدار پیدا ہوئین کہ ہر ایک شیشہ دل کو سنگ ستمگری سے چور کرنے والی اور ہر ایک کافرکیش کی نرالی چال متوالی زلفین ہر ایک کی کالی کالی زلف کا دو رخ پر لٹکنا طائر دل کا شکار کرنا صیاد کا دام بردوش ہو کر چلنا چہرہ ہر ایک کا فروغ مین برق تجلی تصویر از قدم تا فرق نظم

خندان لب شکرین و خاموش
پیراہن سرخ پر جواہر
ذرتے تھے کہ سو چراغ روشن

مغرور جمال و مست بادہ
تارے ہوے تھے شفق مین ظاہر

ہر شاہد گلعذار و گلپوش
ابرو کہ در رخان کشادہ
افشان کی چمک سے باغ روشن

یہ سب نازنینان ہو رہیگی بھی فولاد بدن ہین پس ملکہ کو تسلیم کرکے اپنے اپنے مقام پر حسب رتبہ ٹھہرین اور بہت سی گلعذار جام بادۂ خوشگوار سے لبریز کرکے شراب پلانے لگین ملکہ نے حکم رقص ہونے کا دیا کہ اس تماشا مین مرزان ایلچی کو سیر شہر کی دکھاتا اس باغ کے در پر لایا ایک دروازہ اس باغ کا اس شہر مین ہے اور دوسرا دروازہ کوہ پیش کے اندر ہے کہ جدھر سے ملکہ آئی ہے اور اس راہ سے کوئی سواے ملکہ کے آ بھی نہین سکتا ہے غرضکہ وزیر مسطور در باغ پر ایلچی کو ٹھہرا کر اندر آیا ملکہ کو تسلیم کرکے حال آمد ایلچی گذارش کیا حاضر ہونے کا شرف نفاذ پایا وزیر جا کر اندر باغ کے ایلچی کو لایا گلشن سے عجائبات دیکھ کر طائر ہوش ایلچی اوڑ گیا رنگ رخ حیرت سے مثل برگ خزان دیدۂ زرد ہوا لب پر گرد آہ سرد ہوا سواری ہوا اور تربارہ دری مین آ کر

ملکہ کے جاہ و جلال کو دیکھکر اور زیادہ گھبرایا عمرو کو داہنی جانب برابر ملکہ کے بیٹھے پایا رعب و داب سے تاب نہ کر سکا سر نیاز بہر آداب جھکایا اور مثل خادم کمترین کھڑا رہا جب حیرت نے دامن چھوڑا اور حواس درست ہوے اسوقت لب پہ دعا و ثناے بادشاہی اس طرح لایا کہ بقتضاے قطعہ

حکم تو روان آفرینش
یک ریزہ ز خوان نعمت تست
ہر تیر کمان آفرینش

درگاہ سپہر احتشامت
ہر نعمت خوان آفرینش

اے جسم تو جان آفرینش
لمعات لمکان آفرینش
بر سینۂ دشمنت نشیند

ملکہ نے اشارہ بیٹھنے کا فرمایا یہ باادب ایک دنگل پر بیٹھ گیا ملکہ نے حکم دیا کہ جام آب کودو ایک ساقی عشوہ گر دپیمان شکن یعنے زن جادو فن نے پیمانہ ہوشربا اُسکو دیا اور گوشہ قصر سے کافر کیشان مست ادا رقصان مہ سیما دمیں تنا ظاہر ہوکر ناچنے گانے لگیں ابیات

دل سے کہیں ایک تھا کے ساتھ
گا میں تو ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو کا نشہ کا مود

کیا میں بجاتی تھیں خوش آہین
موجود تھا راگ دست بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

طبلے پہ انھوں نے جب رکھا ہاتھ
یا رب تھے دور چشم * میں
ہر راگ رواں تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

بعد کچھ دیر کے ملکہ زبان مدارات بیان سے یوں درفشان ہوئی کہ لاؤ کسکا نامہ تم لائے ہو سناؤ کیا پیام سنانا چاہتے ہو ایلچی نے دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ مجکو نامہ دینے میں کچھ عذر نہیں مگر حکم میرے مالک کا شاہ عالیجاہ یعنی آپکے قبلہ گاہ کو نامہ دینے کا ہے ہرچند کہ آپ اونکی دختر نیک اختر ہیں لیکن مجکو بجا آوری حکم اپنے مالک کی ضرور چاہیے ملکہ نے یہ تقریر سنکر ایک پتلہ فولاد کا خدمت کو کب میں روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ ایلچی نامہ حاضر خدمت ہوکر دینا چاہتا ہے پتلا بادشاہ پاس گیا اور پیام ملکہ عرض کیا شاہ نے حکم دیا کہ ملکہ سے کہو ایلچی کو ہمراہ وزیر میرے پاس بھیجدیں اور آپ عمرو کو لیکر باغ عیش میں آئیں پتلے نے یہی جواب آکر ملکہ کو دیا ملکہ نے ایلچی اور وزیر کو رخصت کیا اور آپ خواجہ کو ساتھ لیکر چلی مگر چلتے وقت ایک شیشہ طلب کرکے پانی سُرخ رنگ اوسمیں سے لیکر ان پہلوانوں پر چھڑکا کہ وہ پھر بیہوش اور بیحس ہوگئے وہ مجمع سب برخاست ہوا ملکہ مع خواجہ اوس چبوترہ پر آئی کہ جس پر بیضہ رکھا تھا اور جھک کر اُس بیضہ پر پھونکا کہ وہ بیضہ شق ہوگیا ملکہ مع خواجہ اُسمیں سماگئی اور وہ بیضہ پھر بجاے ہوگیا اور جانب فلک اوڑا خواجہ کو اسوقت کچھ معلوم نہوتا تھا کہ میں کہاں ہوں عالم بیخودی تھا یہانتک کہ بعد کچھ دیر کے وہ بیضہ زمین پر اوترا ملکہ خواجہ کو لیکر اوسمیں سے نکلی خواجہ نے دیکھا کہ ایک میدان سبزہ زار ہے صد عالم رنگ رنگ پھولوں کی بہار ہے ہر طرف جوش بہار شادمانی و بہار نظر آتی ہے یا بہار عالم جوانی کی کیفیت دکھاتی ہے سرمستان چمن محفل جماے ہیں چشم نرگس کے جام اوس بزم میں لگاے ہیں سبزے کی بہار ہے نہروں کی سیر ہے فصل گل کا داخلہ مع الخیر ہے جام گل میں شبنم بھری ہے سرو کی صورت مینائی ہے بلبلوں کی بن آئی ہے بے پردہ فرخ رخسار گل سے آنکھ لڑائی ہے ابر اٹکھیلیاں دکھلاتا ہے طاؤس مست رقص کرکے دل کو لبھاتا ہے نہروں کی موجیں تار ساز رباب ہیں جلترنگ کے پیالے حباب ہیں طرفہ بہار ہے شاہد گل سرشار ہے نظم

بنے ہین ہرے بھرے نمودار	پھولون کے بھرے بھرے ہین رخسار	ہے سمن چمن مین سنبل تر
رخسار پہ گیسوے معنبر	سنبل ہین لاجواب ہین پھول	مہتاب ہین آفتاب ہین پھول
سبزۂ تختہ لالہ زیب مین طاق	یا سینۂ داغدار عشاق	سوسن کو نہین خزان کا آسیب
محبوب کا ہے دہن مسی زیب	نسرین پہ دہن بہار پہ ہین	سرو قد نوخطان شجر ہین

جسقدر سبزہ ہے زمرد کا ہے اور گز گز بھر کے فاصلے سے یاقوت رنگ کے گھانس کی تحریر پڑی ہوئی ہے اور نوک گھانس کے موتی پرنے ہین اور بیچ مین اس دشت فرحت آگین کے سات بنگلے اس طرح کے بنے ہین کہ ایک طرف کے بنگلون کے یاقوت گھونگھیان اور زمرد کے کٹہرے اور دوسری جانب کے بنگلون مین زمرد کی گھونگھیان اور یاقوت کے کٹہرے ہین اور ہر بنگلہ مین پردے مخمل سبز و سرخ کے پڑے ہین کہ گلکاری جواہر دوز زر بفتی ہین ہر ایک بنگلہ خرم و دلکشا کسریٰ کے محل سے کہین عمدہ فریدون اوسکو اگر دیکھے غیرت سے پردۂ خاک مین منھ چھپاے کرسی ہر بنگلہ کی کرسی فلک کو شرماے چمک دمک مین ہر ایک رشک بیچ تو صفا مین دل عارف سے زیادہ صاف تر اوس کی علوے رفعت کے روبرو چرخ مقرنس کا گنبد پست رواق آسمان بے رونق دبے بند و بست خوبی اون بنگلون کی کیا تحریر ہو لائق ابیات

وسعت کا حساب ہے نہ حد ہے	آنے کا بیان نہین جو سامان	ہین قاف مین جسقدر پریان
گردون مین ہو خم اسی سبب سے	حد ایک ازل ہے ایک ابد ہے	جھک جھک کے ہو دیکھتا ہمیشہ
در ہین کہ کھلے ہین باب رحمت	عیسیٰ اگر آئے اس زمین پر	پھر جانے نہ چرخ چار مین پر
	دو ہیٹ ورق کتاب رحمت	ان بنگلون مین فرش سنگ

رنگ کا نہایت صاف و ستھرا بچھا تھا چتین رنگین عمدہ تر مین مسند تکلف و زیبا قاقم و دیبا کا بچھا ملکہ نے قریب اُن بنگلون کے پہونچکر کچھ افسون پڑھکر دستک دی کہ ہزار در ہزار پنجہ پیدا ہوا اور ان پردون کو باندھکر غائب ہوگیا اب دیکھا تو ہر بنگلے مین ایک ایک پلنگ جواہر کا بچھا ہے اس صورت سے کہ کسی پلنگ کا یاقوت سیروا ہے زمرد کی پٹیان اور موتیون کے پاے ہین اور کسی پلنگ کی پٹیان سیلم کی اور کہرباج کا سیروا ہے اور ہیرے کے پاے ہین اور ان پلنگون پر ایک ایک پری زاد حسن اُنکا خداداد دوپٹے آنچل پلو کے اوڑھے جوانی کی نیند مین غافل پڑی سوتی ہین اور گرد ہر پلنگ کے چالیس چالیس زنان یاسمین بدن آرام مین ہین ایک پہ جو لیٹی ہین وہ ملکہ بران کی کنیزین ہین اور پلنگ کے نیچے جو آرام مین ہین وہ کنیزون کی کنیزین ہین القصہ جاہ و جلال ملکہ بران کا کہ جس کی کنیزون کی خدمت مین چالیس پرستارے ہین غرضکہ پردے جب بندھے ہوا لگتے ہی وہ ناز سے بیدار ہوئین اور بعد انداز پلنگون پر سے اُٹھین اُنکی کنیزون نے انکا ہاتھ منھ دھلایا چہرہ اُن کا چاند سا نکل آیا ایک ایک اُن مین قمر کو داغ غلامی دیتین شاہ حسن سے خراج لیتین دیار خوبی کی ہر ایک شہنشاہ کشور محبوبی کی بناء عشاق اُنکے عشوے کی شاگرد بلا انکے زلفون کی بلاگرد

نظم

کیا خوب جبین ہے مطلع نور	رنگ بیچ صبح جبرے کا نور	شیرازہ ہے کتاب ہر ناز

فہرست جریدہ ہاے عجب تر
کیا خال نے بھی نمک دکھایا
یان وہ گئی مردمک کسی کی

دونون رخ صاف باغ امید
زنگی پے سیر باغ آیا

گویا ہے قران ماہ و خورشید
زلف آئی جو رخ تلک کسی کی

جب وہ نازک بدنان مہ جمال کنگھی چوٹی سے درست ہو چلین بخدمت
خدمت ملکہ بران مین حاضر ہو کر تسلیم بجا لائین اور عہدے ہاتھ مین لے کر ساتھ چلین کوئی پنکھا ہاتھ
مین لیے تھی کوئی مورچھل جھلتی کوئی اوگالدان کوئی مجمر سنبھالے کوئی دست پاک لیے ساتھ تھین اور ملکہ
وہان سے آگے بڑھ کر ایک بنگلہ کے قریب آئی کہ وہ سراسر ہیرے کا تھا اور فرش عمدہ سے سجا شیشہ آلات
آراستہ ایک جانب کو تخت جواہر آگین گسترده تھا ملکہ اوس تخت پر آ کر متمکن ہوئی خواجہ کو پہلو مین بٹھایا
رقاصون کو بلایا ناچ ہونے لگا جلسۂ عشرت جما یہ تو بعشرت تمام یہان بیٹھی اور وزیر ایلچی کو لے کر جو
روانہ ہوا باغ فولاد سے نکلا ایک سحر اوسنے پڑھا آندھی سیاہ آئی اوسی کی تاریکی مین نہ معلوم دیا کہ کہان
جاتے ہین جب وہ آندھی موقوف ہوئی اوسی بیشہ مین کہ جو باغ عیش ہے ایلچی پہونچ گیا اور ملکہ سریر عشرت پر
جلوہ گر ہوئی تھی کہ خبر آمد ایلچی ہوئی ملکہ نے طلب کرا کر دنگل پر بٹھایا ایلچی حشمت و شوکت ملکہ دیکھ کر دنگ
تھا سکتے کا سا رنگ تھا ملکہ نے یہان سے بھی خدمت بادشاہ مین ساحر بھیجکر کہلا بھیجا کہ ایلچی حاضر ہے بادشاہ
نے جواب دیا کہ اے ملکہ ایلچی کو بارگاہ عیش مین ہمراہ وزیر بھیجو اور تم بھی مع خواجہ اسی جگہ پر آؤ یہ حکم سنکر ملکہ نے
رومال اپنا ہلایا وہ سب لونڈیان اپنے اپنے بنگلون مین چلی گئین اور خیمے پیدا ہوے پردے بدستور گرا دیے گئے
ملکہ نے وزیر کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو لے کر آگے بڑھے وزیر ایلچی کو لیکر وہان سے اور آگے بڑھا ملکہ خواجہ کو
ساتھ لیکر اون بنگلون سے نکلکر کچھ دور گئی تھی کہ ایک پہاڑ نظر آیا سر اوسکا تا بچرخ برین بلند پایا اوسمین
ایک درہ برنگ سیاہ تھا ملکہ اوسی درہ مین قدمزن ہوئی دیکھا اوس جگہ بالکل تاریکی ہے ملکہ نے
اپنے پاس سے ایک تختی الماس کی نکالی اور اوسکو جو بلند کیا ایک آفتاب نکل آیا ایسی اوس لوح مین روشنی
ظاہر ہوئی ملکہ اور خواجہ اوسکی روشنی مین روانہ ہوے اوس طرف ایلچی جو ہمراہ وزیر چلا اوسکو بھی ایک کوہ
پرشکوہ نظر آیا وزیر کے ہمراہ جب داخل درہ ہوا ایک ایسی صداے مہیب آئی کہ معلوم دیا طبقہ زمین کا
اولٹ گیا دنیا دہل گئی یہ صدا خواجہ اور ملکہ کو بھی اپنے درہ مین سنائی دی اور ہر ایک اپنی جگہ پر
بیہوش ہو گیا پھر جو آنکھ کھلی ایک نلوہ پر اپنے تئین سوار پایا دریاے ذخار و قہار نظر آیا کہ ہر موج اوسکی دریاے اخضر
فلک تک جاتی تھی کشتی دنیا بہ جانے کے خوف سے ڈگمگاتی تھی مینڈھے اوسکے مینڈھے لڑنے پر آمادہ نہنگ
اوسکے نہنگ لا دنیے شوخی و شرارت بھرے کنارے پر افتادہ پانی اوسکا نہایت صاف اور ستھرا آب گوہر
کو شرماتا اوس بحر مین ہزارہا بجرے تیرتے نظر آئے ایک پر ملکہ اور خواجہ سوار تھے دوسرے بجرے پر ایلچی
اور وزیر بیٹھے تھے ایلچی کا دریا کو دیکھ کر دم نکل گیا دل مین کہتا ہے کہ کوکب اگر چاہے تو اسی دریا
مین تجکو غرق کر دے کچھ تیرا بس نہ چل سکے غرض اسی طرح بیچ دریا مین جب پہونچے ایک دیوار

بلور کی دکھائی دی کہ سامنے اوسکے پانی پر چبوترہ بلورین بنا تھا اور سبز گلکاری زمرد کی تھی جھاڑ اور بوٹے
اور بیل سب فیروزے کے تھے اور چار کونون پر نرگس دان جواہر کے دھرے تھے اور دہنی سمت کو ایک
چمن جواہر کے درختون کا لگا تھا پھولون سے پُر بہار اور خوشنما تھا نظم

یا نہر تھی سلسبیل و کوثر
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
پیاسون پہ سبیل آب حیوان
اوس تازہ چمن مین اک چمن ہے
کیا حسن فروش کاروان ہے

اُس بحر کی دیکھ سے جو تزئین
جس پہ تھا نثار صورت گردون
تصویرین تھین جابجا وہ گلفام
خوبان جہان کی انجمن ہے
ہر برگ پہ بس یہی رقم ہے

دریا تھا وہ مثل مہر انور
صدقے کرے جوے شیر شیرین
سرسبز نہ کیون ہو وہ گلستان
سانچے مین ڈھلے تھے اُنکے اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان ہے
باد سحری مسیح دم ہے

اوس چبوترے کے کنارے قریب چمنستان ہزارے کے ہزار دن فوارے چھوٹ رہے ہین اور گلدستہ بلور کے
دھرے ہین اونمین لالہ پھولا ہے کہان تک وصف اسکا تحریر ہو ملکہ بہرے سے اوتر کر اوس چبوترے پر آئی
اور مسند پر تکلف پر بیٹھی ایلچی بھی مع وزیر خوش تدبیر وہان حاضر ہوا الغرض بعد لمحہ کے ہوائے سرد وزان
ہوئی اور ٹکڑہ ابر کا دریا کے کنارے سے اٹھا اور محیط عالم ہو کر موتی برسانے لگا اون موتیون کے گرنے سے
مچھلیان رنگ برنگ کی تمام دریا مین پیدا ہو کر اوچھلنے اور شناوری کرنے لگین یہ معلوم ہوتا تھا کہ بحر حسن
معشوقان قلزم عالم مین جوش پیدا ہے یا محبوبان دہر کے طبیعت رنگین کا رنگ غمزہ و ناز و کرشمہ
بنکر ظاہر ہوا ہے فلطر خود پسندان کے دل مین موج اٹھی ہے تلون طبعی ظاہر کی ہوکر موجہ ابیات

اوس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
تھی اوس پہ نثار نہر کوثر
پُر نور یہ شب کو بحر نایاب

صدقے کرے جوے شیر شیرین
اوس بحر مین مچھلیان وہ گلگون
ہے چادر آبشار مہتاب

بحر تھا یا کہ مہر انور
جس پہ صدقے ہو صورت گردون

بران و عمرو مع ایلچی کے اُس
چبوترہ پر بیٹھے یہ سیر و کیفیت دیکھ رہے تھے کہ دفعتاً ایک طرف اُس دریا مین غلغلہ برپا ہوا اور ہزار ہا کشتی اور
موردنکھی جواہر جڑی پیدا ہوئین جنکو چشم شمس و قمر جنپر شیدا ہوئین زورق شاہ افلاک اونپر ہزار جان سے قربان ہوتے
چرخ کو نثار ہونے کا اونپر ارمان اون کشتیون کے بیچ مین ایک موردنکھی نہایت نایاب بہ رنگ ہلال فلک با صد
آب و تاب اسطرف آتی تھی اور اسمین ایک بنگلہ زمرد کا بصد عز و شان بنا تھا گویا سب کشتیون کی جان تھا
گرد بنگلے کے چلمنین پڑی تھین جسکی تیلیان نزاکت مین تار نگاہ شوخ چشمان جہان تھین نہین نہین حوران جنان
نے مشتاق دید ہو کر آنکھین لگائی تھین یہ اُنکے تار نظر کی تیلیان تھین ہر چلمن مین آویزے لعل و یاقوت و زمرد
و گوہر کے آویزان تھے ستارے فلک کے آنکی چمک دمک پر قربان تھے کہ نظم

محراب کی طرفہ عز و شان ہے
دیکھے تو ہو تازہ روح بہزاد

شرمندہ فلک پہ کہکشان ہے
گلدام نظر ہر ایک چلمن

وہ نقش و نگار زمین ہے ایجاد
ہے چشم پری ہر ایک روزن

ہر در مین عجب صفا کا تھا جوش	کھولے ہوئے حور خلد آغوش	یون گرد تھین چلمنین نمایان
جسطرح کہ گرد چشم مژگان		

گرد اوس بنگلہ کے چار آفتاب نکلے ہوئے تھے اور اندر بنگلہ کے بھی روشنی مثل آفتاب کے تھی ایک طرف اوس بنگلہ کے پتلی بلور کی کتاب ہاتھ مین لیے بیٹھی تھی اور دوسری جانب ایک آفتاب سبز رنگ نکلا ہوا تھا اور دوسرے آفتاب مین سے چہرہ پریزاد کا پیدا تھا کہ وہ ہنستا تھا اور بہنگام خندہ منہ سے مثل مہر تابان روشنی پیدا ہوتی تھی تیسری سمت بنگلہ کے ایک آفتاب سرخ رنگ بسان شمس ساطع الانوار تھا اور چوتھی جانب سوا سو تیلا طلاے احمر کا چنور ہاتھ مین لیے بنگلہ پر مورچھل جنبانی کرتا بس وہ کشتیان اور بنگلہ وغیرہ جب قریب چبوترہ کے آیا دو غنچہ پیدا ہوے اوس بنگلہ کا پردہ اٹھایا سب نے دیکھا کہ ایک بقعہ نور تخت پر جلوہ گر ہے اور اوسمین سے آواز آئی کہ اے شہنشاہ عیاران مزاج آپکا اچھا ہے خواجہ و ملکہ نے بہ تسلیم گردن جھکائی اور عمرو نے عرض کی کہ حضور کے جان و مال کو دعا کرتا ہون پر شوکت و شہامت کو کب کی دیکھ کر ایلچی بیہوش ہوگیا اور اوس حجرے سے پھر صدا آئی کہ اے ملکہ اس ایلچی کو لیکر تم بارگاہ مین طلسم کی آؤ مجھکو ایک کام اس سے لینا ہے اس آواز کے آتے ہی وہ بنگلہ نگاہ سے غائب ہوگیا اور ملکہ و خواجہ وغیرہ کی آنکھین بند ہوگئین پھر جو آنکھ کھلی اپنے تئین کشتیون پر سوار پایا سیر دیکھتے طرفۃ العین مین کنارے اوس بحر کے پہونچے اور اتر کر آگے چلے وہ کشتیان غائب ہوگئین ملکہ نے آگے بڑھکر ایک کوہ پر شکوہ کے قریب اپنے تئین پہونچایا اور اوسکے درے کو طے کیا جب اوس طرف پہونچے ایک میدان وسیع و سبزہ زار نظر آیا گلستان ارم سے اسکو بہتر پایا رضوان بھی اوس دشت مین آکر آثار سیر فردوس بھول جاتا اس جنگل کی بہار دیکھکر غش کھاتا اگر بھولے سے کبھی گلزار بہشت کو یاد کرتا تو ہر ایک غنچہ بیان کا چٹک کر باتین سناتا پھر اسکو خود فراموش کرتا خاموش اسکا خروش کرتا صبا وہان کی دم مسیحا خضر وہان کا سبزہ خضر اغنیون کے شاخون سے ہر دم یہ اشارے کہ شاخ کہکشان پر سے تارے صدقے اوتارے۔

نظم

ہر نخل کو نشۂ جوانی	ہے اوسکی بہار رشک زار	ہے باغ بہشت صدقے ہر بار
مستی سے درخت جھومتے ہین	شبنم ہے شراب ارغوانی	ہین اوج پہ بخت جھومتے ہین
گل پھولے ہین جوش ہر طرف ہے	گلبن ہے ہر ایک چتر طاؤس	ہے افسر گل کہ تاج کاؤس
طوطی کا بھی بولتا ہے طوطی	بلبل کا خروش ہر طرف ہے	سرسبز ہے خوشنما ہے طوطی

اوس دشت پر فضا کو کہ بہتر از باغ حسن سبز رنگان زمانہ تھا ایسا آراستہ کیا کہ نہین معلوم کس گلرو اور غنچہ دہن کی سیرگاہ بنایا تھا بیچ مین اوس صحرا کے ایک بارگاہ رنگین ہزار زیب و زینت استادہ تھی بارہ سو ستون مکلل بہ جواہر اسکے تھے الماس کے استادے تھے رفعت مین اوس بارگاہ کے روبرو فلک پست دکھائی دیتا جناب مسیح کا یہان اگر بھی چرخ چارم پر جانے کو جی نہ چاہتا اوس بارگاہ کی نسبت یہ کہنا روا ہے کہ رونق کسریٰ کہان ایسا ہے سراپردے اسکے جواہر و زر جھک دمک مین ہوتنات نوازد کہ ابیات

کرتے نہ کبھی بہشت کا غم	آتے اگر اس مکان مین آدم	وہ صحن جہان کہ چرخ ہو فرش

وسعت مین جواب ساحت عرش
پُر نور صفا سے اسقدر ہے
ممکن نہین سائبان اوسپے
فرش اُسکا صفا جو اپنی دکھلائے
ہین پردہ چشم حور پردے
مانندہی جو بلور کی بیان ہے

ہموار و مسطح و برابر
جب کھلگئی چشم دل سحر ہے
اوس خیمہ مین گر سکندر آئے
پائے نگہ تیان پھسل جائے
ہے جھاڑ ہر ایک نور آگین
قندیل حرم سے ہم زبان ہے

ایسا تو نہوگا صحن محشر
دیکھے نہ سنے مکان ایسے
آئینہ دل تلک لگائے
زر ریز تمام نور پردے
سو جان سے کشا عقد پروین

غرضکہ اُس بارگاہ کے قریب پہونچکر ملکہ ٹھہری تھی کہ برچے ہوا صدائے نوبت نقارہ پیدا ہوئی اور اسباب تزک احتشام زمین پر ساحر لیکر اوترے دم بھر مین تمام صحرا انسانون سے معمور ہوگیا اب جو دیکھا تو ہزار ہا مرد با عصا ہائے طلائی جواہر کار لیے طرقوا طرقوا گویان پیدا پھر طفلان قمر پیکر کا مجمع نکلنے لیے نکلا پھر کئی ہزار سوار زرین لباس سلحہ جواہر نگار تن پر آراستہ کیے ظاہر ہوا اُنکے بعد ہزارون غلامان حور صورت پوشاک رنگین و گرانمایہ سے پیراستہ عہدے لیے نکلگئے اُنکے بعد ساحرون کے اور جادوگرون کے تخت پیدا ہوئے کہ ایک ایک ساحرہ صورت مین بہتر از حور و غلمان زینت طرازی مین آرائش و زیبائش کی جان زلف چلیپا اُنکی سواد بخش دماغ زاہدان رخسار تابان اُنکے فریب دہ خاطر عابدان و پرہیزگاران ہر ایک ساحرہ کے سر پر ملکہ ابر چھایا ہوا بجائے قطرہ ابر موتی برساتا یہ گروہ بھی جب آچکا تو ایک تخت طلائی مین خوش قسمتون کا تخت ظاہر ہوا گرد اوس تخت کے افزان لشکر کا مجمع تھا مگر تخت پر کوئی سوار نہ تھا صرف ایک تاج رکھا تھا برابر اُس تخت کے مرکب بادرفتار پر شاہ گردون وقار سوار تھا لیکن افراط نور سے چہرہ اوس بادشاہ کا نظر نہ آتا تھا ایسا منور و روشن تھا کہ آفتاب کی ضیا کو شرماتا تھا چتر زرین سر پر گردش پذیر سراپا وہ بادشاہ نور کی تصویر اسپ پری نژاد ایسا ہی زیر ران سلحہ کا جواہر نگار و عیش فروزان لباس کی عمدگی پہ اطلس چرخ قربان کہ

نظم

آئینہ دل ہوا مصفّل
پیدل تھے روان نسیم کردار
پیدا جو ہٹو بچو کا تھا غل
تارون مین فلک پہ ماہ دیکھا
تھا اسپ جو زیر ران فلک تاز
چلنے مین صبا کو گرد کردے
تھی تاج مین شان شہریاری
ہمسایہ رحمت الٰہی
وہ چتر محیط دو جہان تھا
وہ چتر تھا نور بخش اجرام

کچھ آئے نظر سوار پیدل
آواز نقیب کی یہ صورت
چہکا رہی تھی صاف بلبل
سچ ہے کہ جہان وہ نور دیکھا
طائر سے زیادہ گرم پرواز
سیار برنگ نجم سیار
زیبا تھی اوسی کو تاجداری
مجرے کو نگون ہے تاج قیصر
سایہ مین اُسی کے آسمان تھا
تھی اس کے سبب بہار جاوید

راکب تھے تمام برق رفتار
ہر دم ہو زیادہ عمر و دولت
اوس مجمع مین ایک شاہ دیکھا
دل جس سے کہ چور چور دیکھا
سر آگے قدم پہ برق دھر دے
مانند نگاہ تیز رفتار
کیا تاج تھا تاج بادشاہی
کرتا ہے سلام شاہ خاور
وہ چتر تھا سائبان ایام
تھا فصل ربیع کا وہ خورشید

خلاصہ مرام وہ بادشاہ ذی احتشام بارگاہ کے در پر اوترکر داخل بارگاہ ہوا اور تخت پر بیٹھا جلوخانہ مین ملازمان
ہمراہی ٹھہرے سردار اندر بارگاہ کے کرسی و دنگل پر جلوہ گستر ہوئے ملکہ برّان خواجہ اور ایلچی کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی
دیکھا کہ بارہ ہزار دنگل جواہر نگار لگا ہے ہر ایک پر سردار بیٹھے ہین سامنے تخت گسترہ ہے اسپر شاہ کوکب ذی جاہ ہے
اسوقت چہرہ روشن اسکا صاف دکھائی دیتا ہے کہ ایک جوان حسین نہایت خوبصورت ہے جیتی بھوین ہین
شکل مین ماہ طلعت ہے پیالہ شراب کا ہاتھ مین لبون پر ہنسی ہے رعب وداب ایسا ہے کہ رستم کا زہرہ آب ہو شوکت
پرستی ہے ملکہ نے بادب تمام تسلیم کی اور خواجہ نے مجرا کرکے یہ اشعار دعا وثنا مین اس بادشاہ فریدون جاہ کے پڑھے کہ موجب اجابت

اورنگ نشین بخت واقبال — ہنگامہ فروز جاہ واجلال — طغرائے مثال بخت ودولت
منشور شہامت وجلالت — جم مرتبہ ہمسر سلیمان — قیصر ہے غلام بندہ خاقان
فرمان مین جزو کل زمین ہے — فیروزۂ آسمان نگین ہے — ظاہر ہو فروغ اختر بخت
خورشید تو چتر ہو فلک تخت — جھک جائے زمانہ بہر تسلیم — ہو زیر نگین تمام اقلیم

خواجہ کو اس ثنا خوانی کے عوض قریب تخت ایک تخت زر بچھوا کر بادشاہ نے متمکن فرمایا برابر
ملکہ برّان جلوہ گستر ہوئی پھر ایلچی کا مجرا وزیر نے ادا کرایا اسکو بھی دنگل زرین عنایت ہوا جب قاصد بھی بیٹھ چکا
ناچ پریزادان طلسم کا شروع ہوا ایک ایک پریزاد حسین مہ جبین سامنے آکر ناچی فلک پیر ان کے عشق مین
آج تک گردش کھاتا ہے بدر کامل انھین کے غم محبت مین گھٹ کر ہلال ہوا ہے کہ بمقتضائے ابیات

دیکھے جو وہان کا رنگ بلبل — اشکون سے بجھائے آتش گل — وہ آئینۂ صفا ہویدا
ہر عضو مین عکس چہرہ پیدا — ہر عضو سے رنگ جان نمایان — سب جسم لطیف صورت جان
آئینہ مین منھ تو ماہ دیکھے — تب سینہ تو بے نگاہ دیکھے — طبلہ پر اُٹھا کے جب رکھا ہاتھ
دل لے گئین ایک تھاپ کے ساتھ — غش لوگ ہوئے عجب بندھا رنگ — گائین جو ذرا وہ گورسا رنگ

ساقیان مہر دیدار نے شراب ارغوانی پلانا شروع کی جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا ایلچی نے بادب استادہ ہوکر
عرض کیا کہ نامہ دار ہون پیام شاہ طلسم ہوش ربا نے دیا ہے کہ اے شاہ ذیجاہ آپکی ہی پریزاد کو میری وزیرہ ملکہ
صنعت نے ایک ادنیٰ سحر کرکے پکڑ لیا مناسب ہے کہ آپس مین فساد نہ کیجیے یہ نامۂ محبت شمامہ لیجیے اور
داد اتحاد و وداد دیجیے یہ کہکر وہ نامہ پیش کیا بادشاہ نے منشی کو اپنے اشارہ فرمایا کہ اسنے نامہ لیکر پڑھا مضمون نامہ
مثل مضامین نامہاے سابق تھا کہ عمرو کو قید کرکے بھیجدو باہم رنج نہ کرو ورنہ مجکو لوح تمھارے طلسم کی معلوم ہے
اور میرے طلسم کی لوح کسی کو نہین معلوم ہے علاوہ اسکے میرے قبضہ مین حجرۂ ہفت بلا ہے جسوقت مجکو غصہ آئے گا
بنیاد تمھارے طلسم کی ڈھا دونگا اینٹ سے اینٹ بجا دونگا یہ مضمون نامہ سنکر ملک کوکب غضبناک ہوا اور خواجہ
کی طرف مخاطب ہوکر کہا آپنے کچھ سنا افراسیاب نے مجکو دھمکایا ہے تمھارا سر مانگا ہے خواجہ نے کہا اے بادشاہ
مین حاضر ہون مناسب سمجھیے تو مجکو بھیجدیجیے بادشاہ ہنسا اور گویا ہوا کہ خواجہ ایک مچھلی کے پکڑ لینے سے

افراسیاب نے مجکو قید کر لیا ہے سب ملک میرا اُسنے چھین لیا ہے اب عجز مجھ سے کیا ہو سکتا ہے جو کچھ بھی وہی
مچھلی میرے پاس بھی خواجہ اور ملکہ یہ تقریر سنکر ہنسنے لگے اور بادشاہ نے ملکہ کو اشارہ کیا کہ ملکہ نے ایلچی سے
پوچھا کہ تو کیون ہمارے پاس آیا ہے اُسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون افراسیاب کا نامہ لیکر آیا تھا جواب مجھکو
عنایت ہو کہ پھر جاؤن یہ عرض اسکی سنکر ملکہ قہقہہ مارکر ہنسی ساتھ ہی ہنسنے کے ایک لکہ ابر پیدا ہو کر برستا ہوا
نکل گیا ہواے سرد ایسی چلی کہ جسم مین طاق کے سردی معلوم ہوئی بعد لمحہ کے بادشاہ نے پوچھا کہ اے ایلچی تو کسکا غلام
ہے اُسنے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ مین آپکا غلام ہون اگر حکم ہو تو ابھی افراسیاب کا سر کاٹ لاؤن یہ سنکر بادشاہ نے
خواجہ کی طرف دیکھا عمرو نے کہا سبحان اللہ حضور کا کیا کہنا قالب کو پلٹ دیتے اتنا جلد ہمنے کسی ساحر کو نہین دیکھا
واہ وا بادشاہ نے ہنسکر پھر ایلچی کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ آنکھیں اپنی بند کر اُسنے آنکھیں بند کین پھر جو آنکھ کھلی
تو دیکھا کہ مین دریا مین غوطہ کھا رہا ہون گھبرا کر ایک طرف کو جو اُبھرا تو دیکھا ایک برج بلورین مین کھڑا ہون اور سامنے
ایک پتلا بلور کا تخت پر بیٹھا ہے پس اُس پتلے نے نعرہ کیا کہ منم کوکب ایلچی نے بہت جلد تسلیم کی اسوقت
ایک اور پتلا زمین سے نکلا اس بلورین پتلے نے اُس پتلے سے کہا کہ دے ٹیکا اسکے ماتھے پر اور پتلے نے ایک
ڈبیا اپنی کمر سے نکالی اسمین انگیاری کی خاک تھی اسی کا ٹیکا جبین ایلچی پر دیا اور پتلا بلور نے حکم دیا کہ اے ایلچی جلد جا
اور ماہی پریزاد کو شاہ افراسیاب سے چھین لا اگر نہ آئے تو مار ڈال اس نابکار کو ایلچی نے یہ حکم سنکر سلام کیا اور
اُس پتلے نے کہ جس نے ٹیکا دیا تھا اسکے کمر مین پنجہ دیا اور لیکر اُڑا ایک آن واحد مین اس راہ سے کہ جدھر سے خواجہ
کو کوکب نے بھیجا تھا اسکو طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا یہ وہان سے شاہ جادوان کو گالیان دیتا سمت باغ سیب
چلا اور پار دریاے خون رواں کے اوترا جہان بادشاہ ساحران بیٹھا تھا وہان آیا تمام ساحر حاضر دربار تھے
اور ماہی پریزاد اسی طرح جال مین گرفتار تھی ملکہ صنعت بھی حاضر تھی کہ یہ جاکر پہونچا باغبان قدرت
سکین جادو وغیرہ ہر ایک نے دیکھا کہ طاق طمطراق تیوری چڑھائے آیا ہے نہ اسنے شاہ کو سلام کیا نہ جواب
نامہ کا لایا ہے پس ایک ساحر پکارا کہ اے طاق شہنشاہ کو تسلیم کر بے ادب نہ قدم یہان نہ دھر اسنے جواب دیا
کہ چپ اس مسخرے افراسیاب کو تو جانتا بھی نہین کہ کس پالان کا گدھا ہے مین تو غلام شہنشاہ اعظم جناب
کوکب روشنضمیر کا ہون اور اب ماہی پریزاد کو لینے آیا ہون بادشاہ جادوان افراسیاب کو یہ کلمات
سنکر غضب طاری ہوا اور کہا او بے ادب تجکو کیا سودا ہوا ہے کہ ایسے سخنان بیہودہ زبان پر لاتا ہے اُسنے کہا سودائی
تو اور تیرا باپ بے ادب تو اور بیحیا تیری ماں کہ جس نے تجکو جنا اگر مجکو شہنشاہ کوکب کا حکم تیرے قتل کرنیکا ہوتا تو
مین تیرا سر کاٹکر اُسکی خدمت مین لیجاتا مگر مجکو اتنا ہی حکم ہے کہ ماہی پریزاد کو لے آ اس سبب سے مجبور ہون شاہ
جادوان کو یہ تقریر سنکر ظاہر ہوا کہ یہ سحر مین کوکب کے گرفتار ہے آپ مین نہین ہے پہلے تو اسکی بدزبانی سے قصد کیا تھا
کہ مار ڈالون مگر پھر خیال کیا کہ کوکب کہیگا کہ میرا سحر برطرف نہ ہو سکا اور مین نے اُسکے ہاتھ سے قتل کرایا پس ایسا کچھ
سوچ کر ایلچی سے کہا کہ اچھا تم ماہی پریزاد کو لیجاؤ مین منع نہین کرتا دیکھو وہ جام مین مچھلی ہے جاکر لے لو وہ

اسوقت جام کے پاس آیا اور شاہ جادوان سحر پڑھنے لگا جتنے ساحر یہان ہین وہ لین کہتے ہین کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہی
غرضکہ طاق نے اُس جام مین ہاتھ ڈالا بیساختہ آپ تمام جسم سے اس جام مین جاتا رہا ماہی پریزاد کو تو پکڑ لیا
لیکن غوطہ کھا گیا اور تڑپ کر باہر جام کے آیا سحر کوکب کا غوطہ کھانے سے اتر گیا باہر آکر جو دیکھا افراسیاب کو سامنے بیٹھے
پایا نہایت خفیف ہوا اور شاہ نے پوچھا کہ بتا تو کسکا مطیع ہے اسنے کہا کہ مین آپکا غلام ہون مجکو کوکب نے مسحور کیا تھا
یہ کہہ کر قدم پر سجدہ کر گرا اور گویا ہوا کہ اے بادشاہ میری خطا معاف فرمائیے بادشاہ نے ایک خنجر اپنے پاس سے
نکال کر اسکو دیا اور کہا کہ اس مچھلی کو بحر مین جو سامنے درخت بنا ہوا ہے لیجا اور سامنے اس مرد صحرائی کے
پہونچکر دونون کا سر کاٹ ڈالنا یہ کہہ کر سحر پڑھا کہ بحر مین درخت سے انسان بنا اور اسنے سحر سے اسکو جنبش و حرکت
کرنے کو مین پنجہ دیا اور ماہی کو بھی مضبوط تھامنا اور پر پرواز پیدا کرکے چلا اور دریائے سحر کے پار اُڑ کر پہلے بارگاہ
حیرت مین آیا اور ملکہ کو مجرا کیا اسنے بخاطر تمام بٹھایا جام شراب دیا اسنے اُن دونون قیدیون کو دکھا کر کہا کہ مین
سامنے کوکب کے لیجا کر انکو ذبح کرونگا یہ کہہ کر روانہ ہوا اثنائے راہ مین سوچا کہ انکو پنجہ مین دابے تو کہانتک
جاؤنگا لازم ہے کہ کچھ لشکر ساتھ لے لے اس فکر مین پلٹنا چاہا تھا کہ وہ لشکر جو پہلے ہمراہ اپنے لے گیا تھا بچھڑا ہوا
ملک کوکب سے آتا تھا اسکو ملا کس لیے کہ یہ ہمراہ مہر زبان وزیر تنہا خدمت شاہ کوکب مین گیا
تھا ہمراہی اسکے در طلسم پر اُترے ہوئے تھے بعد اس کے مسحور ہو کر پھر آنیکے بادشاہ مذکور نے لشکر کو بھی اس کے
صحرائے طلسم ہوشربا مین پہونچا دیا غرض اس لشکر مین یہ داخل ہوا بحر مین و ماہی کو قید کر دیا اور کوچ کرکے
بحشم و خدم چلا ادھر سے یہ چلا اور ادھر سے ملکہ مہرخ و زنبور جادو و گلگون جادو مع لشکر کے اپنی فوج کی طرف
جو چلی آتی تھین اُسکو ملین ان کے لشکر سے کچھ ہٹ کر اسکا لشکر اترا اسنے حال انکا دریافت کرکے دل سے غور
کیا کہ تجکو بادشاہ کوکب نے دیوانہ بنا کر سامنے تیرے مالک کے بھیجا تھا اور ذلیل کیا تھا اسوقت تو اسکا معاوضہ
کیجیے عمرو خدمت کوکب مین موجود ہے اسکے لشکر کی بادشاہ مہرخ ہے تو اسکو دیوانی بنا کر مع
اسکے ساتھیون کے خدمت کوکب مین بھیجدے کہ یہ جاکر اُسکے طلسم مین غدر کرین اور ساحرون کو ماریں تعجب نہین ہو
کہ کوکب ابھی اسکو قتل کرے اور عمرو کو بھی اپنے یہان سے نکالدے کہ تیرے ہمراہی مجھسے لڑنے آئے ہین تو
بھی جا اور اگر نہ نکالیگا تو بھی ضرور جائیگا کہ ایلچی نے اپنے مسحور ہونیکا بدلا لیا غلامان افراسیاب ایسے ہین بس یہ سوچ کر
آپ خیمہ سے اُٹھکر جانب بارگاہ مہرخ روانہ ہوا اور جب بازار لشکر ملکہ موصوفہ مین پہونچا ایسا سحر کیا کہ جس جادوگر نے
اسکو روکنا چاہا زبان اُسکی بند ہو گئی غلغلہ اسکی آمد کا برپا ہوا بارگاہ ملکہ مذکور مین بھی اسکی خبر گئی ملکہ بھی چپ ہو رہی اور
یہان برق عیار موجود تھا وہ یہ رنگ دیکھ کر سمجھا کہ یہ ساحر زبردست ہے جو آتا ہے مقرر کچھ آفت آئیگی تم نکل جاؤ
بس یہ بارگاہ سے نکلکر صحرا مین گیا اور ایلچی داخل بارگاہ ہوا دیکھا کہ ساحران نامی افسران کرامی دنگلون بیٹھے
ہین یہ بھی ایک کرسی پر بیٹھا اور باب تکلم وا کیا کہ اے مہرخ تم نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ سے بگاڑی اور لڑائی
پر کمر باندھی مین طاق طمطراق غلام شہنشاہ ہون ماہی اور بحر مین کو پکڑ لیجاتا ہون سامنے کوکب کے

ذبح کرونگا تمکو لازم ہے کہ افراسیاب سے ملجاؤ ملکہ مسطور نے جواب دیا کہ ہمکو اب کچھ کام افراسیاب سے نہین وہ ہمارا
دشمن ہے ہم اسکے مطیع نہین یہ سنکر ایلچی ہنسا اور سحر پڑھ کر تین دستکین دین اور پوچھا کہ اے ملکہ مہرخ تم کس کی تابعدار
ہو ان سبنے جواب دیا کہ ہم تیرے مطیع اور کنیزین شاہ جادوان کی ہین آپ جو فرمایئے ہم بجا لائین ہماری خطا شہنشاہ
سے معاف کرا دیجیے اسنے کہا تمھارا قصور معاف نہوگا مگر ایک طرح سے کہ تم مع فوج کے سوار ہو کر کوکب کے ملک پر چڑھ جاؤ
اور افراسیاب کی طرف سے اس سے مقابلہ کرو کہ اسنے خداوندشاہ افراسیاب عالیجناب سے مقابلہ کیا ہے تم
ہراول بنکر آگے چلو اور ملک کوکب کو لوٹ لو مین تقصیر تمھاری شاہنشاہ جادوان سے معاف کرا دونگا ان سبنے
عرض کیا کہ بہت بہتر اور اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئین طاق طمطراق وہان سے اٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور ان
سبنے اسی وقت قرنائے جنگی کو بجا کر لشکر نصرت اثر تیار کرایا تو یہ حال ہوا کہ بموجب نظم

آراستہ سب ہوئے رسالے	ہتھیار سوارون نے سنبھالے	آراستہ اسقدر ہوئی فوج
وہ بحر کہ جسکی تھی ظفر موج	آشوب سما گیا زمین مین	فتنہ کا بچا ہاتھ آستین مین
تمکین ہو نہ کیون شمار لشکر	بے حد شمار سے یہ باہر	

غرض بتجمل و خدم جانب ملک کوکب
روانہ ہوئین اور اس طرف کہ جدھر سے عمرو کے لیے راہ مقرر کوکب نے کی ہے چلین اس لیے کہ جلد پہونچین اور بعد طے مسافت
راہ قریب سرحد ملک بادشاہ مذکور پہونچ گئین کیونکہ اثنا راہ مین سنگین دوسرے یہ کہ درہ کوہ جسکو افراسیاب نے
بند کیا ہے اور پہلے بیان ہوا کہ ملکہ زیور بشکل سحر کرکے اسی درے سے نکلی تھی چنانچہ یہ سب سحر مین مدہوش اسی درے سے
روانہ ہوئین اور محافظ درہ نے کہ نام اسکا آگے بیان ہوگا انکو روکا نہین اسلیے کہ یہ جا کر آفت مین مبتلا ہون حاصل کلام
یہ کہ اس درہ سے راہ بہت نزدیک تھی اور اسی وجہ سے شاہ طلسم نے بند کیا ہے یہ سب اسکو طے کرکے مقام مذکور کے جب
قریب پہونچین وہان ایک دیوار کھنچی تھی اور دو سو سوار بطور نگہبانون کے وہان شاہ کوکب کی طرف سے اترے ہوئے
یہ شہزادیان یعنی مہرخ و گلعذار وغیرہ فن سحر مین کامل وہ بیچارہ محافظ سحر و جادو کے علم سے انکے مقابل مین جاہل کیا
اُنسے لڑ سکتے یہ تیغہائے سحر کھینچکر جا پڑین اور مارنا شروع کیا دو گھڑی کا عرصہ نگذرا تھا کہ سب کو مار کر گرا دیا ہنگامہ
شور و شر مچا دیا سحر کی بجلی چمکی گھٹا گھنگھور گھر آئی سحر کی مار تیرون کی بوچھار ہوئی جب وہ نگہبان کام آئے یہ سب
آگے بڑھنے لگے اسوقت زمین تھرائی اور ایک تیلا یاقوت احمر کا سرخ رنگ زمین سے پیدا ہوا آنکھین مثل
مشعل کے اسکی روشن تھین اور زمین سے نکلتے ہی اُسنے للکارا کہ باشید اے خیرہ سران یہ کیا غضب تم نے کیا
کہ ملازمان شاہ طلسم لولافشان کو قتل کیا یہ ڈانٹنا اسکا اس آواز مہیب سے تھا کہ سامنے لشکر ملکہ مہرخ پر شور کی
صدا چھا گئی گاؤزمین تھرا گئی اور اس تیلے نے دو ٹھوکر زمین پر مار کر نعرہ کیا کہ لے زمین روک ان مسحورون کو
یہ اسکا کہنا تھا کہ مرکبہائے فوج ملکہ کے پانون زمین مین دھنس گئے یہ سب سواریون کو چھوڑ کر پیادہ ہوئے اور آگے
بڑھے تیلے نے پھر ایک ٹھوکر مار کر کہا لے زمین روک انکو انکے پانون بھی زمین نے پکڑ لیے اور تیلا زمین مین غائب ہو گیا اور سامنے
کوکب کے آیا شاہ موصوف اسی بارگاہ مین کہ جسمین ایلچی سے ملاقات کی تھی بیٹھا تھا خواجہ اور ملکہ بران

بھی تخت پر جلوہ گر تھے ناچ ہو رہا تھا جام مے گلفام چل رہا تھا کہ چیلے نے آکر دعا بادشاہ کو دی اور خبر بغاوت ملکہ مہرخ عرض کی بادشاہ یہ خبر سنکر کچھ کہنے نہ پایا تھا ایک پتلا اور اڑتا ہوا آیا اور بادشاہ کو تسلیم کر کے عرض رسا ہوا کہ طاق طمطراق ماہی پریزاد اور بحرین کو گرفتار کیے آپکے پاس آتا ہے اور ارادہ رکھتا ہے کہ ان دو نوں کو سامنے بندگان دارا اور بان کے ذبح کرے یہ خبر سنکر بادشاہ نے رخ جانب عمرو کیا اور کہا کچھ آپنے سنا کہ ملکہ مہرخ لڑنے آئی ہے یہ کیسی آپ کی دوست اور آپکے لشکر کی بادشاہ ہے خواجہ نے یہ سنکر فرط خجالت سے گردن جھکائی اور بادشاہ نے سحر پڑھ کر دستک دی ایک ٹکڑا ابر اسوقت برسے ہوا پیدا ہوا اور اس ابر سے ایک مورنی برنگ طاؤس آسمان نکلی اس کے بدن پر ایک کتاب جسمیں نیرنگی طلسم مثل نیرنگ بازی فلک تحریر تھے رکھی ہوئی اور مورنی بھی نہایت خوبصورت تھی بدن پر اسکے داغ مثل گلہائے گلزار پر بہار تھے یا داغ دلہائے عاشق بہار یار تھے چال اسکی مثل معشوق طناز تھی پیاری صورت رشک شاہد عربدہ ساز تھی پس وہ مورنی خرام ناز دلبران کا رنگ دکھاتی چھان چھان سامنے بادشاہ کے آئی بادشاہ نے وہ کتاب ڈنڈوت کر کے اسکی پیٹھ سے اتاری اور نہایت ادب سے چومی چاٹی اسوقت دو چیلے نظر آئے کہ اس کتاب کو مورچھل جھلتے تھے چنانچہ بادشاہ نے سوا سو اشرفی انکو نذر دی اور کتاب کو وا کیا اور حال مہرخ دیکھا کتاب میں لکھا تھا کہ ایلچی کو تو نے مسحور کیا تھا اسنے عوض اسکا لیا کہ اس ملکہ کو دیوانہ بنا کر تیرے اوپر بھیجا ہے یہ معلوم کر کے کتاب بند کی اور پشت پر مورنی کے رکھدی اور سحر پڑھا کہ مورنی اڑ کر ابر میں گئی اور ابر چھا گیا بادشاہ نے خواجہ سے کہا کہ آپ فکر نہ فرمایئے اور رنجیدہ نہ ہوجئیے شکایت میری آپسے دربارۂ انحراف مہرخ بیجا ہے اسلیے کہ وہ آپ میں نہیں ہے ایلچی نے اسیر سحر کیا ہے اب جبتک کہ وہ ایلچی مارا نہ جائیگا ملکہ مسحور کا ہوش میں آنا محال ہے خواجہ نے یہ کلمات سنکر صفت بادشاہ میں زبان کھولی اور ندامت کے رفع ہونیسے قوی دل ہوکر عرض پیرا ہوا کہ اے بادشاہ ایلچی اتنا بڑا زبردست ساحر چیدہ کہ کے افراسیاب نے آپ پاس بھیجا تھا کہ جسنے ملکہ مہرخ ایسے ساحر کو مع اسکے لشکر ہمراہی کے مسحور کر دیا پس ایسے ساحر کو دیوانہ بنانا آپ ہی کا کام تھا ماددا ▪ اب آپ ہی کا کرم چاہیے مجھ ضعیف دل شکستہ کے بعد افضال خدا چاہیے کہ جلد ہو اور میرے تا دست انتقام پا ئیں اور سب کام بنجائیں بموجب نظم

بیٹھے جو ترے وہ خاک در پر	جاتا رہے بخل کیمیا گر	دارائے جہان خدیو گیہان
دارائے ہزار تیرے دربان	بخشتا ہے خدائے زور دل	رستم بھی نہ ہوسکے مقابل
چھٹیں یہ زور یہ حکومت	یارب رہے تا ابد سلامت	بادشاہ یہ تعریف سنکر خوش ہوا

اور فرمایا کہ ماہی کو جو گرفتار کیا تو یہ کمبخت سیلان و باران کدھر مر گئے یہ کہہ کر ایک سحر پڑھا کہ جہان سیلان وغیرہ ہوں جلد حاضر ہوں یہ دونوں ساحر لشکر ہمراہ خواجہ ہو گیا تھا اسمیں تھے سحر نے بادشاہ کے جب خبر دی ایک نے دوسرے سے کہا کہ اب بڑا غضب ہوا بادشاہ نے ہمارے یاد کیا ہے ہم زہر کھا کر مر جاتے تو اچھا تھا اب کچھ چارہ نہ ہوسکے گی غرض حکم حاکم سے ناچار ہو کر اسی وقت حاضر خدمت ہوئے بادشاہ نے انھیں بہت کچھ لعنت ملامت کر کے فرمایا کہ اب تمھیں لازم ہے جبتک اپنے افسر ماہی پریزاد کو رہا نہ کرلاؤ اسوقت تک مجھکو صورت نہ دکھاؤ جلد جاؤ اور ایلچی دشمن کو قتل کر دو اور لشکر

جو خواجہ کے ساتھ گیا تھا اسکو ہمراہ اپنے لو یہ حکم سُن کر دونون لشکر مین پھر آئے اور لشکریون کو حکم بادشاہ سُنایا وہ فوج
ظفر موج مسلح و مکمل ہو کر مثل دریا بے فنا و سیلاب بلا زم قضا روان ہوئی قرنا کا شور تا بہ گردون بیو نچا ساحرون
کے اژدرون سے دہن سے دہر کالا ہو گیا ستم قاتل باران سحر نے ہوا کو دُنیا کی سموم کر دیا بادِ مخالف بحر عالم مین چلنے لگی
آتش سحر اُبلنے لگی کشتی حیات عدو تباہ نظر آتی تخت ہائے سحر بیٹھے ہوا روان تھے ابر کے ٹکڑے سرون پر سائبان تھے
جنگل آتش سحر سے جلتے سانپ زہر اُگلتے بیر خلل کرتے بادلون سے آگ پتھر برستے ہتھیارون کی چکاچاک سے
کروبی فلک پر دہکتے کانون پر ہاتھ دھرتے شورش آب تیغ و خنجر سے محیط خوف دہشت مین عالم غرق و قت
فرق گردون و فرق **نظم**

دستہ تھا ہر ایک برق سے تند
وہ تاب کہ جس سے سیم بھی آب
موجین اگر اس روش روان ہون

دیکھا نہین اس طرح کا لشکر
تلوار سے تیغ کوہ ہے کند
آئے جو چمک کے سوئے سیلاب
قیمہ نہ آب مچھلیان ہون

تھا حد شمار سے وہ باہر
وہ آب کہ جس سے کشتہ سیماب
رو ہو کے بہے ادھر اُدھر آب
چنانچہ یہ لشکر تو بڑے کرو فر سے

برسم یلغار الجی پر روانہ ہے مگر پہلے حال برق فرنگی کا بیان کیا جاتا ہے کہ یہ جو لشکر سے بر وقت
آمد الجی نکل گیا تھا صحرا مین ٹھہر ا رہا جب شاہد روز نے مقنعہ سیاہ شب مین روئے انور اپنا چھپایا اور
صحرا مین شام کا سہانا وقت آیا **نظم**

تارون کا ہجوم سے نکلنا

فانوسون مین یون تھی شمع روشن
صحرا مین ہو ملے سرو چلنا

شیشے مین پری کا جیسے مسکن
شام عیار نذکورنے ایک مقام تنہا مین
ٹھہر کر صورت اپنی شکل ایک عورت کسی کے بنائی گیسوئے سیاہ سر پر قریب جبین آراستہ کیے جبین سے حلب کو فیض دیئے آنکھین
جادو نگاہی اور سحر کاری رخسار غیرت بخش فصل بہاری بازو قمری کی طرح عشاق اسکے گرد پھرے عشوہ و ناز زیر نگاہ مشتاقان
دیدار تصدق ہو بلائین لے بلکہ نگاہ جادو نگاہان شاگردی کرے غبغب و زنخدان طفل کی بازی کیلیے یہ گو وہ چوگان نہین
نہین سیب و قن ریاض حسن کی زیب تھا یا دریائے صفا کا گرداب بلا ریب تھا گردن وہ نازک اگر اسکے قریب گوشہائے
زرم کا ہونا صراحی ہو جام کا برم حسن بیچ جمع ہو ملتا کان شوکت و شان لازم اُنکو کہنا تھا سینہ تمولہ چھاتیان انگی گول
سڈول بلغ خوبی کے دور نگترے رنگے بادہ کبوتر لقا کس بچے بادرو نقابہ آتش یا دو چلم وانگون پر از بادہ خوش لکھا ہے **نظم**

کیا خوب جبین ہے مطلع نور
فہرست جریدہ ہائے اعجاز
دونون رخ صاف باغ اُمید
گو بیان بیجون ماہ کی صاف
پُر نور شکم ہے آئینہ صاف
نازک ہو یا اس کو چشم بد دور
ہر گام پہ ہے یہ قول و قامت

رنگ رخ صبح جس سے کافور
صحبت مین جو بار باب ہو جائے
گویا ہے قران ماہ و خورشید
کیا نور ابد ملا ازل مین ہو
ہو جاہ ذقن کا عکس وہ آفت
توصیف ہو زانوؤن کی کیونکر
کل کیسی کہ آج ہی قیامت

شیرازہ ہے کتاب ہر ناز
آئینہ حیا سے آب ہو جائے
سینہ کے بیان کیا ہون اوصاف
سینہ ہے کہ آئینہ بغل مین
چھپنے کی کہ بہت ہے مشہور
دو دلیۂ حسن ہین برابر
اس صورت زیبا سے درست

ہوکر جانب لشکر ایلچی چلا اور قریب لشکر جب پہونچا دیکھا کہ کمیدان رسالہ اور افسران لشکر خیمون کے دروازون
پر کرسیان مونڈھے بچھائے بیٹھے کسی طرف گھوڑون کی لین تھی کہین سپاہ مشغول آرام و چین تھی بازار لشکر مین
کھلا تھا کٹورا کھنکتا تھا سپاہیون کے بستر لگے تھے کڑھاؤ چڑھے تھے ہر سمت کھا گھم مردان لشکر خوش فہم ان لشکریون
نے جو دیکھا کہ ایک معشوق گلبدن و گلپوش خندان لب شیرین مگر خاموش بصد آن و ادا اٹھلاتی اس طرف آتی ہے
رفتار اسکی گردش بخت کو بھی چالین سکھاتی ہے زلفین دوش پر کھلی ہین شکار طائر ہوش کرتی ہین پیراہن جسم
مین رنگین و پیند ہے شفق سرخ مین جلوہ اختر ہے اس طرح سرخ دوپٹے مین ٹنکا جواہر ہے اور بیت افشان کی چمک
سے دشت روشن ÷ اور رخ پہ بھی مرکا تھا جوبن ÷ یہ دیکھتے ہی ہر ایک لشکری معشوق دفریفتہ ہوا مفلس کا تو کمربند
ڈھیلا ہوا وہ تو گردن جھکا کر رہگیا مالدارون نے سربلند کیا نوجوان حسن جوانی اور دولت شباب سے مغرور تمکر اپنی
امنگ دکھانے لگے زرداری تمکنت کا ڈھنگ دکھانے لگے جب وہ دولت بیدار قریب تر آئی عاشق تنون نے
یہ بات سنائی کہ بیت بیمار محبت کو شفا ہو ابھی حاصل ÷ کیون جی مجھے دامن کی ہوا کیون نہین دیتے کوئی نوجوان
قریب آکر پکارا کہ ے تیغ ابرو سے تری ہم نہین ڈرنیوالے ÷ ڈھکیون مین کہین آجاتے ہین مرنے والے ÷ کوئی اسکی
زلف پرخم کی تعریف کرتا اور کوئی رخسار پُرنور کا دم بھرتا کوئی شعر عاشقانہ پڑھتا کہ بیت جان دینے کا بھی ہر ترکی وفا
کا پہلو ÷ تم یہ سمجھو کہ جفا میری اُٹھائی نہ گئی ÷ کوئی پکار اکہ اے جانی والے یا یہ جھونند گانی سے ذرا دم لے کہ تاہم
کچھ نگاہ یار مین ٹھہرے ÷ نہین اتنی مروت اپنی بیتابی مین پاتے ہین یہ اشعار جو اس عیار دلدار نے سنے
اور زیادہ کمر کو بل دیا کولو نکا عالم دکھایا کبھی مسکرائی کہین تیوری چڑھائی دوپٹے کو کاندھے پر سے ڈھلکایا
سینہ کھل گیا نوکیلی پستانین برچھی کی انی بنکر جوانون کے سینہ مین پار ہوئین ایک خدمتگار سے ایک کمیدان
نے اشارہ کیا کہ لا اس نازنین کو میری خدمت کے لیئے خدمتگار اُٹھکر ساتھ ہو لیا ایک مقام تنہا پاکر
اس غنچہ دہن کو روکا اور کہا آپ طائف مین تو بیوی اپنا معمول بنایئے آپکے سبب سے دو پیسے ہمین بھی
ملجا مین اس فتنہ گرنے ہنسکر کہا کہ کس کی طرف سے تو پوچھنے آیا ہے اسنے کہا بیوی ہمارے میان کمیدان صاحب
پانسو روپیہ کے ملازم ہین اُنسے تم سے رسم ہو جائیگی تو آج پر کیا ہو بہت کچھ فائدہ ہمیشہ ہوا کریگا اس پری فن نے
کہا مین پانچ اشرفی شب بھر کی لیتی ہون خدمتگار یہ سنکر کمیدان پاس گیا اور اشرفیان اس ستمگر پاس لایا
اشرفیان دیکر اپنے حق کا طالب ہوا رنڈی نے کہا تو مجھکو میان پاس لیچل بہت کچھ دلا دونگی خدمتگار اُسکو
ہمراہ لیکر پشت خیمہ کمیدان مذکور کی طرف آیا اور سراچہ اُٹھا کر اندر خیمہ کے اُسکو پہونچایا اور آپ کر میان
کو اشارہ کیا کہ جا بیٹھے مین لے آیا اندر خیمے کے وہ موجود ہے کمیدان برخاست کرکے اُٹھے اور اندر
خیمہ کے آئے یہان فرش مکلف بچھا تھا پلنگ ایک طرف آراستہ تھا نیچے پلنگ کے مسند بچھی تھی چنگیر
پھولون کی دھری کشتی شراب ناب کی آراستہ تھی کمیدان نے آتے ہی اُسکو آغوش محبت مین
کھینچا یہ تڑپکر علیحدہ ہوئی اور کہا صاحب پہلے مجھکو یہ دکھا جو کوٹھڑی مین سیج کہون پھولے دیدون نہین کھاتی ۔

کیا انگو مزا اس نوجوان کو جب ہی مین اخلاص رنگیا ہے کیدان نے کہا اے آرام جان بیٹھیے شوق گھرے ہوے ہین
یاد دل + ہو دل کا ابھی یہ جوش لادل + اس عیار کو تو یہ منظور ہو کہ کسی طرح مین طاق ایلچی کے پاس پہونچون اور اس کو
قتل کرون جب کیدان کو جوش مستی مین پایا ہاتھا پائی کرنے لگا کبھی گود مین آبیٹھا کبھی مثل سیماب پہلو سے مضطرب
ہو کر نکلا جیسے عاشق کا دل پر اضطراب بیقرار ہو یون پہلوے یار مین تھا کبھی سسکی بھرتا کبھی غمزہ چشم ابرو سے
بسمل کرتا کبھی ہاتھا کرتا اور کہتا فرد آیا جو کہان سے مرحبے تنگ + مین سخت ہون اس کے ہاتھ سے تنگ + اسی
ہاتھا پائی دھینگا مشتی مین اسنے ایک جام شراب کا پیا اور چاہا کہ اب اس شوخ و چنچل کو اپنے ڈھنگ پر لاؤن اس
عیار نے اس کے تیور پہچان کر اور اسکی آغوش سے نکلکر درخیمہ پر اپنے تئین پہونچایا اور کہا دہائی ہے طاق جادو
کی اس موے کیدان نے میری آبرو بھی لی اور میرا سارا گہنا اُتار لیا ہاے میرے جھڑے بڑے کڑے ین ہے
اُتار کے چوہے دتیان بھی موس لین ہالمیان لالاباتا تحس نحس کہین کیا اس کمبخت کے یہان روپیہ کا توڑا تھا
جو میرا توڑا الیا سر کا چھپکا لیکر محتاج کر دیا ایسے دوڑو میری فریاد کو پہونچو اب تو لشکر کے لوگ دوڑے کیدان
صاحب حیران سب مستی غائب کہ مفت مین بدنام بھی ہوے کہ بڑے یہ بدمعاش عیاش ہین اور چور بھی ہین
لعنت بکار شیطان جو آتا ہو وہ دیکھتا ہو کہ اس عورت کے بال کھلے ہین بوسون کے نشان رخسار پر ہین یا تیہے
چڑھے ہین رانین مسکرا اسنے لال کی ہین کیدان چپ سکتے کے عالم مین کھڑے ہین لنگی باندھے رہتے ہین چالی
دیکھکر بازاری آدمیون کی زبان کون روک سکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ بھئی غریبون کا کیا ذکر امیرون کا
یہ حال ہے کوئی کہتا اجی امیرون کی تو بڑی ہے وہ جانتے ہین ہمین کوئی کچھ نہ کہے گا اور اگر کہے گا بھی تو
کوئی یقین نہ کریگا کوئی بولا ارے بھائی نام بڑا درشن تھوڑے مشہور تو کیدان صاحب اور حرکتین یہ معلوم
کوئی پکارا کیون بیوی تم اس قزاق کے پالے کیونکر پڑین تمھارا گہنا قیمتی ہوگا رنڈی بولی کہ اے میان فقط
ہیرے کے کڑے ہزارون کے تھے ایک بازاری نے سُنکر یہ جواب دیا کہ بھائی تف ہے ایسی عیاشی پر دوسرے
نے کہا ہم کیدان آخر کیونکر بنے یون ہی ہل مار مار کر آخر موٹے ہو گئے کیدان کے ملازمونکو یہ آوازے جو
برے معلوم دیے سبکو مارنے دوڑے کہ معاشو تمکو کس نے انصاف چکانے بلایا ہو وہ سب پہلے تو متفرق ہو گئے مگر
کہتے ہوے یہی تو ترکیب رکھی ہو کہ جو کوئی بولیگا تو اسکو ڈانٹ لینگے کہ صاحب پرایا مال چھین لین گے کہ بولین نہین
یہ کہتے ہوے آگے بڑھے اور ہجوم کیا چند خدمتگارون نے کیدان کے للکارا چلو میان کیا بھیڑ لگائی ہے اس رنڈی نے
دور کرو دو ایک کا دامن پکڑ ا لے میان تمھارے صدقے گئی میرا اسباب دلا دو اب تو انکو زیادہ تر بولنے کا موقع
ہاتھ آیا رنڈی کے وارث بنگئے بولے ہم تو دم بھر مین انسان کی آبرو بگاڑ ڈالتے ہین اسمین اپنا سگا باپ
کیون نہو یہ تو کیدان ہی ہین کیا دل لگی ہے رنڈی کا مال ہضم کیے جاتے ہین اسی مین خیر ہے چپکے سے دلوا دیجیے
نہین ساری کیدانی معلوم کر دونگا کیدان کو غصہ ان باتون سے آیا اور کہا جاو ورنہ مار ڈالونگا ملازم تلوارین لیکر بڑھے
بانکے لوگ رنڈی کے حمایتی یہ کہتے ہوے پیچھے ہٹے کہ اری آہا دیکھو ابھی انکا زبردستی پنا دکھائے دیتے ہین کچھ

ساری ہیکڑی نکلی جاتی ہے یہ کہکر رنڈی کا ہاتھ پکڑے سیدھے بارگاہ طاق کی طرف چلے اب پھر ان پر لوگوں نے
آوازے کسنا شروع کیے کسی نے کہا کہ بٹی کے وارث ہیں کوئی بولا بھائی خوب کمیدان یا من بھیجی کسی نے کہا اے میاں
یہ پیشہ کب سے تم نے سیکھا اور اگر پیشہ بھی اختیار کیا تو ایسے لنگروں مال مردم خوروں سے بچتے رہے ہوتے ان باتوں کا جواب
یہ دیتے کہ یہ ہم پیشہ نہ کیتے تو مارے فاقوں کے تم مر جاتے پھر تمھاری بہنیں روٹی کیونکر کھاتیں غرضکہ خوب جھگڑا ہوتا ہوا تالی
کے غول ساتھ شور قہقہوں کا بلند قریب بارگاہ ایلچی پہونچے اسنے جو یہ ہنگامہ اور غوغا اندر بارگاہ کے سنا گھبرا کر
سب نے سلام کر کے حال عرض کیا جلد ماجرا سنکر رنڈی سے کہا رات کو میری بارگاہ میں چلکر رہ صبح کو کمیدان سے گہنا
بھی دلا دونگا اور میں بھی بہت کچھ سرافراز کرونگا رنڈی راضی ہوئی اور اندر بارگاہ کے کئی بانکے لوگ منھ دیکھ کر رہ گئے یاروں
نے پھر کہا اے میاں اپناق تو مانگ لو ایک بولا بھئی پہونچا لی خوب دوسرے نے کہا اجی رات خیر سے گذرنے دو صبح
خیر صلاح پوچھنے آئیں گے ابھی وقت انعام بھی پائیں گے غرضکہ یہ مجمع ہنستا بولتا تو ایک طرف رواں ہوا اور طاق پھر بارگاہ میں
آیا رنڈی ایک کونے میں گوشۂ فرش پر بیٹھی تھی اسنے اسکو صورت دار اور صاحب وضع دیکھ کر کمال پسند کیا اور خادم خدمتگار وغیرہ
کو اشارے سے کہا تم باہر جاؤ وہ سب چلے گئے تنہائی جب ہوئی یہ اس غارتگر جان کے پاس آیا اسنے بھی انگڑائی لیکر
اپنی گات دکھائی چھاتیوں نے سرکشی جتائی یہ دوڑ کر لپٹ گیا اسنے بھی سینے سے سینہ ملا دیا گود میں اسکو اٹھا کر مسند پر لایا
اسنے جلدی سے چھوٹے کپڑے ڈھونگے اور جوڑا بال کا سمیٹ کر باندھا منھ بنا کر ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو دابا اور کہا
نگوڑے کے ہاتھ تو ٹوٹیں جیسا میرا گہنا موے نے اتار لیا یا سامری ستیاناس کمبخت کا ہو جمشید اچھی طرح سے میرا مال نہ کھانے
سنا میاں میں نے بھی موے کی خوب بوٹیاں نوچیں ایسا کاٹا ہے کہ موڑی کاٹے کا پنڈا ہی جانتا ہوگا ایلچی نے یہ کوسنا
اور منھ بنانا دیکھ کر تو ہوش کھویا اور گلے سے لگا لیا کہا میں ابھی گہنا تجکو دیتا ہوں یہ کہکر اٹھا اور ایک طرف کو اس
بارگاہ میں صندوق رکھے ہیں ہیں سے ایک صندوق وا کیا کہ جس میں کچھ زیور اور روپیہ رکھا تھا غرضکہ یہ تو صندوق
کھولنے میں مصروف تھا اس عیار نے کشتی شراب کی کھینچ کر ایک گلابی سے شراب ساغر میں بھری اور اسمیں بیہوشی
ملائی اتفاق سے اسوقت طاق نے بھی پھر کر دیکھا اس لیے کہ اس نازنین کو پاس بلا کر گہنا دکھاؤں بس نگاہ اسکی
بیہوشی ملانے پر پڑی کہ اس عورت نے کچھ پڑیا سے نکال کر جام میں ڈالا یہ دیکھتے ہی اسکو گمان بد
ہوا اور عیار مذکور کی طرف گھورنے لگا عیار بھی اسکی نگاہ پہچان گیا اور دور تو بیٹھا ہی تھا غلطک
مار کر قریب سراچہ پہونچا طاق حیران تھا کہ یہ نوبت کیوں ہوئی اس عرصہ میں اسنے سراچہ اُلٹا بعجلت
تمام اپنے تئیں باہر پہونچایا اب تو طاق بھی سمجھ گیا کہ یہ کوئی عیار تھا کس لیے کہ اس صحرا میں ایسی حسین
اور نامی رنڈی کا ہونا ممکن نہیں اگر ہوگی بھی تو کوئی پردے میں دیہاتن ہوگی اور پھر اتنا تو زیور
اپنا جتلاتی تھی مگر ملازم کوئی ساتھ نہیں پیادہ یہاں تک آئی اور یہ فقرہ ہے کہ کمیدان نے مال میرا لے لیا
واقعی یہ عیار تھا بس یہ سوچ کر صحن بارگاہ میں آکر بزور سحر یہ بھی اڑا اور تجسس میں برق کے جلا اتنے عرصہ
میں بہت دور نکل گیا تھا اور صحرا میں آکر ٹھہرا تھا یہ اسکو ہر جگہ ڈھونڈھتا پھرا اس عرصہ میں جسم خاہد شب سے

زیور انجم عیاش عروس نے اتار لیا اور سحر خنداں بارگاہ عالم میں آئی اور بادۂ آفتابی عیار سحر نے
ساحر شب کو پلائی بموجب نظم

غرض انجام شب نے منہ دکھایا
فروغ صبح کا پھر خیمہ آیا
نکیا تونگی آنکھیں ہو گئیں بند
آگئے واعظ ہمارے پورش پسند

صبح کو طاق پھر بارگاہ میں آیا اور رقعۂ جمشیدی سنا کر دیکھا کہ عیار جو صورت بن کر آیا تھا کہاں ہے رقعہ میں معلوم ہوا کہ سامنے جو پہاڑ ہے اس کے
درہ میں بیٹھا ہے یہ معلوم کر کے اپنے پروانگی اور بھر گرفتاری برق درۂ کہ مذکور کے قریب پہونچا اس مقام پر
برق اس فکر میں تھا کہ اب کسی تدبیر سے جا کر کام اس ساحر کا تمام کروں اسی اندیشہ میں تھا کہ طاق جا پہونچا اور
للکارا کہ باش او ناعیار اب کہاں میرے ہاتھ سے جائیگا برق یہ نعرہ سنکر بھاگا مگر اسنے سحر ایسا پڑھا کہ پاؤں زمین
نے پکڑ لیے ساحر خوش ہوکر ڈانٹتا ہوا چلا کہ بغیر مار ڈالنے کے کب چھوڑونگا یہ کہہ کر سلاح چلا ادھر برق نے جلوۂ شاہ رخ
کو دیکھکر درگاہ رب العزت میں برجوع قلب استغاثہ کیا کہ اے چارہ ساز درماندگان میری مدد فرما کہ فرد زخم دل دیکھ
دربین میرے + دلہائے شکستہ گھر میں تیرے + ناوک دعا ہدف مراد پر بیٹھا یعنی وہ ترقران جو اول بیان کیا تھا کہ برق
کے ساتھ تھا اور جنگی جنگ مرتیخ کو اسنے مارا تھا فی الجملہ اسوقت وہ ساحر بنا ہوا اس پار دسے کے لشکر ایلچی کا حال جیکر
میں بھی دیکھوں ادھر آتا تھا اسنے دور سے دیکھا برق کا دیکھا اسکے ساحر تو بنا ہوا تھا ہی دوڑا اور پکارا کہ اے
بھائی طاق طمطراق ذرا ٹھہرنا میں بھی آلوں تو اس ناعیار کو مارنا کہ میرے دل کی بھی بجھ جائے طاق یہ آواز
سنکر ٹھہرا اور پھر کر دیکھنے لگا دیکھا کہ ایک ساحر جسکے ہر بن موسے شعلۂ آتش نکلتے ہیں شمشیر دستے کا باندھے جامہ میں
سر پیر سے زمین پر گھسٹتی ہوئی میں کانوں میں کنڈل ڈالے ترسول ہاتھ میں لیے اسطرف آتا ہے یہ دیکھ رہا تھا کہ قران قریب
آیا طاق ہنسکر پوچھا کہ اے یار اور کہو کیا کہتے ہو قران نے کہا اے ایلچی صاحب اس پہاڑ کے ادھر میرا گھر ہے میں ایک کام
کو گیا تھا بیٹا میرا گھر میں تھا یہ کمبخت عیار وہاں گیا اور میرے بیٹے کو بیہوش کر کے اسنے مارا اور گھر میرا لوٹ لیا تھا کہ میں
آگیا مجھکو دیکھکر یہ ایسا بھاگا کہ پتہ نہ لگا آج میں نے اسکو قید کیا میں تلاش میں اسکی تھا اسپلم صحرا کی طرف دیکھتے رہو کہ
کوئی حمایتی اسکا آنہ جائے میں اسکا کاٹ لوں طاق اسکے کہنے سے مڑ کر صحرا کی طرف دیکھنے لگا اسنے خنجر کمر سے کھینچکر کہا دیکھیے حمزہ کا حمایتی
اسکے ادھر سے آگئے ساحر اس کہنے سے مڑ کر دیکھنے لگا اور اسنے پہلو پر سے بندہ بقوت تمام اسکے سر پر مارا کہ سر ٹکڑے
ٹکڑے پاش پاش ہو گیا وہ تڑپکر واصل جہنم ہوا غلغلہ کیر و دار بپا ہوا آندھی آئی آگ برسنے لگی بعد ہنگامہ عظیم
آواز آئی کہ مارا طمطراق طاق جادو ایلچی شاہ جادوان کو آفت جو برپا ہوئی لشکر ایلچی میں بھی خبر مرگ ساحر مذکور پہونچی
اور لشکر کے ساحر دوڑے برق رہا ہو کر تعریف کرتا ہوا قران کی رہا تھا کہ لشکر نے آکر ان دونوں کو گھیر لیا یہی خبر پہنچکر ہم لشکر
بھاگ پڑے بس فوج میں معلوم سب ہی یقین تھا کہ گرفتار ہوجائیں مگر بقدرت کردگار مرنے سے طاق کے جو ماہی پر تھا او
اور بحرین جو قید تھے انپر سے سحر اتر گیا اور ہوش میں ہو گئے بس بحرین زمین پر گر کر دریا بنا اور مچھلی دریا میں کود گئی اور وہ دریا
موج مار کر چلا دم بھر میں قریب لشکر مخالف ہو کر چڑھنے لگا لشکری بہت گھبرائے اور آگ برسانے لگے کہ شعلۂ آتش دریا کو
خشک کر دیں لیکن وہ دریا کب خشک ہوسکتا ہے کیونکہ صنعت کو جب بادشاہ ساحران نے سحر تسلیم کر کے

بھیجا تھا تو اُسنے بدقت تمام ماہی کو پکڑا اُٹھایا لشکری کب اُسکو گرفتار کر سکتے ہیں آخر دریا ایسا بڑھا کہ رگ ہمیں
غوطے کھانے لگے پانی کی طغیانی ہوئی مشکل جان بچانی ہوئی یہ آفت تو تھی ہی علاوہ اسپر یہ ہوا کہ سیلان و باران
جو لشکر لیکر راہی تھے اسوقت یہاں آکر پہنچے اور ہنگامہ رزم برپا دیکھکر لشکریوں کو حکم دیا کہ لیا ان ان خیرہ سرونکو
لشکری سب تلواریں کھینچکر تارخ و تیغ پکڑ کر آگرے اور سیلان زمین میں گر کر غائب ہوا اور سیلاب پیدا ہوئی اور
باران برف کے ہوا جاکر ابر بنا اور برسنے لگا ابر الصیاد اقدر زمین سے دریا جاری اور پرسے آب سحر برستا لشکری
سحر کی مار کرتے جب یہ بونداباندی کی پڑتی جسم جزبال ہوتا ایک طرف یہ مصیبت کہ لشکریوں نے باران کرمارے تلوار
کے تھلکہ ڈالدیا بھاگنے کی بھی فرصت نہ تھی کہیں قدم اُٹھانا محال تھا صرف تلوار چلتی تھی تیغ کی روانی نے زندگی کا
گھاٹ بند کر دیا تھا موت کا دریا بڑھا چڑھا تھا افسون پانی سحر کا اونچا تھا تلوار کی حباب سیلاب تھی کشتی حیات
غرقاب تھی وہ لشکر جس عدو کا پیاسا تھا عاق کا لشکر حباب آسا تھا برق خنجر دشمن میں دم باقی نہ تھا اسطرح سحر کی
بجلی چمکتی تھی کہ جو مدکشان ساغر اجل کیلئے ابر تھا دریا تھا مگر سوائے موت کے کوئی ساقی نہ تھا ادھر سے گزرجانیکو
تیغ آہنی پل آہنی کی پل آہنی تھی شمشیر کی دھار دھار ابکر رواں سر تیغ میں دشمنی جاتی تھی گرداب بلا تلوار کا
گھاٹ اس کا آہنی میں تو زہر کے بدلے غضب کا کاٹ تھا ڈورا حسام تیز کا ماہی گیر اجل ماہی جان کیلئے جال
اسکا بھل قضا سے کسی کو چارہ نہ تھا جو ہر برداں دکھلاتا صمصام دشمن کو یارا نہ تھا کہ بموجب **ابیات**

تھا گرم وہاں اجل کا بازار
ہے تیغ قضا کی بھی کہیں معاملا
دہشت تلوار کی جو چھائی
ماہی کو زرہ ابرفت تصویر

ٹکڑے ایک کے دو دو ہوکے سر چار
کس طرح چلے نہ خصم سرکش
مشکل ہے بدن میں روح آئی
اور دل تو قلم کا سینہ پھٹ جائے

لاتا جو سر عدو ہے کیا مال
وہ تیغ تھی موج بحر آتش
ہاں آئے اگر یہ تیز شمشیر
تصویر کھنچے تو رنگ کٹ جائے

تا دیر خوب لوہا برسا ہر ایک کافر جان بچانے کو ترسا آخر موت کے گھاٹ تیغ کی کشتی پر چڑھکر سب زندگی کے دریا
پار اُتر گئے جو لشکر ہمراہ الجی تھا زندگی سے ہاتھ دھو کر پیام اجل سنکر جانب عدم گیا ایک متنفس نہ بچا دم بھر میں بیکادم گیا
جب میدان صاف ہوا سیلان و باران ظاہر ہوئے ہر ایک نے قران و برق کے قدم آنکھوں سے لگائے ابھا پریزاد بھی نیچے
نکلی اور سیلان و جوہرہ سے شاکی ہوئی کہ خوب تمنے ہماری خبر لی ان ساحروں نے بہت کچھ عذر کیا اور غرو دفتح لیکر خدمت
کوکب میں قصد چلنے کا کیا اس لشکر کو حکم دیا کہ اسی جگہ اُترے اور ماہی پریزاد سے کہا کہ تم بارگاہ استاد کرا کر عمرو اور ان
عیاروں کی دعوت کرو ہم خدمت شہنشاہ میں جا کر عرض حال کرتے ہیں جیسا ارشاد ہوگا وہ عمل میں آئیگا ماہی نے منظور کیا
لشکر اتارا بارگاہ استاد ہوئی ماہی اس بارگاہ میں جو عین ایک سحر سے بنا کر شادی کرنے لگی بحر بین بارگاہ میں عیارونکو
لیکر آیا عیار صورت بدلکر آبرام تمام بیٹھے اور ساحر ملکہ خدمت بادشاہ موصوف میں گئے لیکن برق و غیرہ جو مسحور سحر الجی ہو
کر کب بدحجرہ گئی تھیں اسکے مرنے سے ہوشیار ہوکر آ بیٹھیں کہا کہ یہ ہمیں کریں ہم کس سے لڑنے آئے تھے افسوس کہ اپنے طرفدار شاہ
کوکب سے ہم مقابلہ کرنے آئے اب لازم ہے کہ بھاگ جائیں لیکر حضرت عمر کی مشفق کی اور جانب طلسم ہوشربا کی جانب چلیں

پاؤن انکے جو زمین نے پکڑ لیے تھے وہ چھوٹ گئے اور انھون نے رو بفرار رکھا ادھر یہی پتلا یاقوت سرخ کا جسنے پہلے انکو روکا تھا بادشاہ کے پاس گیا اور بعد تسلیم بصد تعظیم عرض رسا ہوا کہ مہرخ اپنے آنے سے منفعل ہو کر بھاگی ہے شاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ آپنے کچھ سنا جو ہمسے رہنے آئی تھین وہ بھاگی ہین عمرو نے پھر تعریف کی کہ لے بادشاہ آپکے اقبال سے وہ یقین ہے کہ قتل ہو انکی جان ناچیز کی مجال ہے جو ملازمان حضور سے مقابلہ کرین اسی گفتگو مین سیلان و باران حاضر خدمت ہو کر دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے اور حال قتل ایلچی عرض کیا کہ اس طرح عیارون نے اسے مارا بادشاہ نے یہ خبر سنکر بہت تعریف و تحسین خواجہ کی کی کہ خواجہ صاحب آپکا اور آپ کے شاگردون کا مثل و نظیر نہین سبحان اللہ ابیات

دشمن کو ستم شعار ہین سب
خون سے کہین کہ ہو ہوا ابھاگ
حیلہ جسے کہیے ذات ان کی
لیکن ہین وہ دین پناہ و دیندار
ذرارہ قضا مین نام انکا

لیس فتنۂ روزگار ہین سب
تلبیس ہے ریشہ ریشہ انکا
تہمت جسے کہیے بات انکی
تعظیم و شرف مین کعبہ کردار
توضیح خبر و کلام ان کا

بجلی کو صلاح دین لگا آگ
عیاری و مکر پیشہ انکا
یہ باتین ہین ہر قتل کفار
ویران کن سومنات و کفار

یہ تعریف فرما کر ارشاد فرمایا کہ اب ہم بغیر دعوت کیے مہرخ کو جانے نہ دینگے آپ خواجہ صاحب تشریف لیجائین اور ان سب سے ملاقات کیجیے اور انکی دعوت بھی فرمایئے پھر رخصت کر دیجیے یہ خواجہ سے خطاب کر کے مخاطب بجانب ملکہ بران ہو کر فرمایا کہ اب فرزند خواجہ سلامت کو سمت ملک یاقوت رنگ روانہ کرو اور تم بھی عقب مین سامان مہمانداری درست کر کے جاؤ اور ملکہ مصروف کی خاطرداری مین مصروف ہو یہ ارشاد کر کے ایک کاغذ اپنے پاس سے نکالکر خواجہ کو دیا اور کہا اس کاغذ کو جام آب مین محو کرنا ایک ساحر پیدا ہوگا جو حکم کیجیے وہ بجا لائیگا غرض کاغذ دیکر ساحرون کو حکم دیا کہ خواجہ کو ملک یاقوت رنگ مین لیجاؤ ساحر تخت پر سوار کر کے خواجہ کو لیچلے ایک حکمنامہ بنام حاکم قلعہ یاقوتیہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا اسکا مضمون یہ تھا کہ خواجہ تشریف لاتے ہین اپنا حاکم انکو جاننا اور اطاعت مین انکی بدل سرگرم رہنا ورنہ معرض عتاب شاہی ہوگے یہ حکمنامہ قبل از پہنچنے عمرو کے حاکم قلعہ مذکور کو پہونچا اور وہ سکے بموجب کاربند ہوا اور عمرو کو ساحر لیکر چلے بعد انکے جانیکے ملکہ بران کو پھر حکم ہوا کہ اب تم سرحد پر ہمارے طلسم کے جہان مہرخ ہے ایک بارگاہ عالیشان بچھواؤ کہ جبتک خواجہ انکو بلائین وہ آرام سے رہین ملکہ مذکورہ یہ حکم سنکر اٹھی اور شاہ کو تسلیم کر کے باہر دربار سے آئی اور تعمیل حکم کرنے لگی ادھر مہرخ جو بھاگی تھی اسنے دیکھا کہ ایک بیابان کوسون تک سبزہ زار ہے اور اس صحرائے لق و دق مین ایک دیوار دھوین کی نظر آئی اور آگے جانے کی راہ نہ پائی ناچار ایک جگہ ٹھہرین اسوقت ایک بارگاہ عالی اس بیابان مین استادہ دیکھی کہ کلس اسکے آسمان سے باتین کرتے ہین چار سو کلسیان یاقوت رمانی کی اسپر چڑھی ہین اور ہر کلس پر ایک ایک مور بیٹھا ہے منقار مین ان موروں کی موتیون کے دانے ہین بیچ مین قبہ بارگاہ پر بہت بڑا کلس چڑھا ہے جسپر سورج مکھی لگی ہے جو شمس سپہر کو بھی شرماتی ہے اور فرش شیشہ آلات وغیرہ سے وہ جائے دلکشا ایسی آراستہ ہے کہ جیسے بارگاہ زنگاری گردون کواکب سے پیراستہ ہے کہ جب نظم

کیا پیش نظر چمن ہیں رنگین | سب رشک نگار خانہ چین | ہیں چاندنیوں میں نور کیا کیا
مہتاب ہے ناصبور کیا کیا | شسطرنجیوں میں جو خط عیاں ہیں | ہم شکل خطوط آسمان ہیں
کرسی ہے ہر ایک عرش پایہ | اللہ کا اس جگہ پہ سایہ | دے کو رخ جو رخصت قدمبوس
آئے ابھی اُڑ کے تخت طاؤس | زینت کی ہوئی یہ طرفہ تکمیل | جو جھاڑ ہے عرش کی ہے قندیل
ہر جا پہ کنول ہیں حد سے باہر | گردوں بہ کمان ہیں اتنے اختر

مہرخ حیران ہو کر قریب بارگاہ کھڑی تھی کہ چند ساحر معززان طلسم میں سے قریب اسکے آئے قبائیں سب کے گلوں میں عمامے سروں پہ ہیں ہر ایک مسن مہذب کے سب کے دن انھوں نے باادب سلام کر کے عرض کیا کہ یہ بارگاہ حضور ہی کیلئے شاہ کوکب نے بھیجی ہے اور یہ زمین بھی انھیں کی عملداری میں ہے آپ بارگاہ میں تشریف لے چلیں اور راحت و آرام کریں شاہ مذکور کے یہاں آپکی دعوت ہے مہرخ نے کہا از خوردان خطا و از بزرگان عطا ہم قصوروار شرمندۂ احسان بادشاہ ہیں کہ جنھے انکے ملازموں کو تیغ کیا اب کیا منھ لیکر بارگاہ میں جائیں ساحروں نے کہا ان باتوں کا ذکر کیجئے ملازم شاہ آپکے ہاتھ سے نہیں مارے گئے افراسیاب کے ہاتھ سے مارے گئے لڑائی میں ہوتا کیا ہے کسی سے خطا کیا ہو ایلچی کہاں لے شاہ نے قصور کیا انھنے آپکو بلا لیا الغرض ملکہ مسطور سردار و افسر کی سواری سے اُتر کر جانب بارگاہ چلی نقیب مدّاح ادب تفاوت لگانے لگے ڈنکے بجے بڑی شان و شوکت سے ملکہ جلسے خانے میں پہونچی دیکھا دو رویہ دکانیں بہار نقش و نگار کھنچی ہیں بیچ میں سڑک ہے سرخی اُبھر کی ہے جواہر پڑا ہے دو طرفہ بازار لگا ہے ہر قسم کی اشیائے نفیس کا ڈھیر ہو رہا ہے ہر دکاندار ساحرہ و ساحر مستعد ہے لیلی اگر اس بازار کو دیکھتی بازار محبت قیس کے چھوڑ دیتی دیار مصر کی عشق یوسف میں زلیخا خواہش نہ کرتی قیمت لعل ایسے کہ جیسے سرخ بازار + یاقوت کے موتیوں کے انبار + سامنے دروازہ بارگاہ کا باب خلد بریں پہ دے ہر ایک غیرت دہ چشم حور العین سقے سڑک پہ گلاب و کیوڑا چھڑکتے ہیں انکے کٹورے چاندی سونے کے کٹورے مہر و ماہ کی تھالی کو اپنے جوڑے کے برابر سمجھے ملکہ موصوفہ سیر دیکھتی داخل بارگاہ ہوئی صفت جسکی بیان ہو چکی لشکر گرد بارگاہ جو تمام ایستادہ تھے سبھی اُتر آئی ہزار معزز ساحر ہمراہ ملکہ دنگل و کرسی پر اندر بارگاہ کے داخل ہوا ملکہ تخت پر جلوہ گر ہوئی اس وقت کچھ تخت اُترتے ہوئے بارگاہ میں آ کر آتے جسپر تازہ نشان مہ طلعت سوار تھیں سامان رقص ہمراہ رکھتی تھیں چنانچہ وہ سامنے آکر ناچنے لگیں پیمانہ شراب گردش میں آیا اسی ہنگامہ میں جب جام زر دائرہ ماہ میں شراب نور ساقی قدرت نے معمور فرمائی آفتابی فلک کی معطلی دن گذرا رات آئی۔

نظم

تا دور وہی چاندنی کا عالم | بیٹھے جو وہاں تمام تھا روز | تھا ماہ فلک پہ جلوہ افروز
مہتاب کا خود بھڑک گیا دم

سر شام کچھ ساحروں نے ایک صحنچی میں بارگاہ کے دسترخوان بچھا بتکلف تمام بچھایا اور روشنی جو کی بھی ہوئی بڑے تکلف سے خاصہ آیا اور دسترخوان چُنا گیا پھر ملکہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور خاصہ نوش فرماویں ملکہ اور سرداروں نے خاصہ نوش فرمایا اور سرا بچہ بارگاہ کے اُٹھا دیئے سیر کیفیت صحرا کی سب دیکھنے لگے اور میخواری میں پھر اپنی جگہ پر آ کر مصروف تھے ناچ ہونے لگا اب وطرفہ تماشا ہوا کہ آندھی ایک سیاہ آئی دنیا تاریک ہو گئی ہر ایک پہ بیہوشی چھائی بعد لمحے کے جو ہوش آیا نہ وہ بارگاہ نہ وہ بازار کسی کا پتہ نہ پایا اور اپنے تئیں ایک کرسی مرصع نگار ملکہ نے بیٹھے پایا اور سب سردار بھی کہ جو برکرسی طلائے احمر کی بیٹھے تھے اور کرسیاں سطح آب پہ بچھی تھیں نیچے انکے

دریائے ذخار موجزن تھا اسی بحر پر جوش پر فرش مصفا بچھا تھا ہر سمت مسندیں عمدہ آراستہ تھیں فرش پر ناچ ہو رہا تھا پانی جو دریا کا ایسا صاف تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا جیسے بلور کی زمین لہروں سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ بلور کو تراشا ہو اور نقش و نگار بنایا ہے دریا میں مچھلیاں رنگ برنگ کی تیرتی تھیں چاند کی روشنی لہروں میں ملکر ہو رہی تھی ستارہ ہائے فلک کا عکس جو پانی میں پڑتا تھا ہزارہا کنول دریا میں تیرتا نظر آتا تھا چادر آب پر چادر مہتاب کا فرش عجب کیفیت دکھاتا تھا

ابیات

دریا تھا کہ غیرت چمن تھا
آئی تھی نظر تجلی طور

ایک نور کا بحر موجزن تھا
دریا کی وہ ہر طرف روانی

کیا نور تھا دیکھیے جدھر نور
تھا آب حیات اسکا پانی

غرضکہ یہ سب تو محو حیرت ہو کر نیرنگی دیکھنے میں مصروف ہیں لیکن اب حال مبارک فال مہر فلک عیاری سنیے کہ جو ہمراہ ساحران کے روانہ ہوئے کچھ دیر کے بعد قریب ایک ملک کے پہونچے سواد شہر کے عوض آگ لگی ہوئی معلوم ہوئی جب قریب تر پہونچے تو جا دیواری شہر کی یاقوت احمر کی پائی اور دروازہ بھی اسکا یاقوت کا تراشا ہوا تھا جسپر زمرد کا مینا کیا تھا ہزارہا ساحر یاقوتی لباس پہنے پہرہ کا دربانی حاضر تھا سب نے خواجہ کو سلام کیا اور خواجہ ہنوز داخل شہر ہوئے تھے کہ ڈنکا بجنے کی صدا آئی اور سواری کا اہتمام کرنیوالے ظاہر ہوئے یعنی اس ملک کا بادشاہ ملک لالان یاقوت پوش تخت یاقوت نگار پر سوار تاج یاقوت سر پر مقابلے قلم کا ریاقوت احمر در برچار قب شاہی سے آراستہ چتر سر گردش پذیر جلو میں ہزارہا امیر و وزیر یانہ ہائے مروارید سے گردن پیراستہ کئی ہزار یاقوت پوش سوار ہمراہ بان بردار برچھی دار خاص بردار چوبدار ہاتھوں میں لیے خادم منفذ نگار سواری کی شوکت قابل داد خواہ خواجہ عالیجاہ کے استقبال کو آیا اور اپنے ہمراہ تخت پر بٹھا کر اندر قلعہ کے لیچلا قلعہ کو جو خواجہ نے دیکھا تو عجب سامان آرائش نظر آیا ہر مکان یاقوت سرخ کا تعمیر پایا دکانات مثل گلشن رنگین پر از نقش و نگار ترتیب میں پیرایہ یار

نظم

ہر سمت ہجوم عام مردم
ساقی کا منا کے بدل بالا
جس طرح کہ ماہ برج و اختر
پر نور مٹھائیوں کے وہ تھال
جوگون کی غذا تھی جن پہ جا میں
اچار بھی تازہ تازہ موجود
ڈلیاں مصری کی جن سے بے آب

بھنگڑ بلوں کی کہیں دوکانیں
منہ سے کسی نے دھوان نکالا
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی پینک پڑے رال
بھٹیاری کی طرفہ آبداری
سیب اور بھی انار و امرود

دیکھا عجب اژدحام مردم
اڑتی ہوئی وان عجیب تانین
عالم وہ دوکان جوہری پر
آئے ہوئے وان کئی شرابی
پر نور مٹھائی کی دوکانیں
لیلیٰ نے بچائی تھی نہاری
لونڈے کی گنڈیریاں وہ نایاب

خواجہ عمرو اس شہر کی سیر دیکھتے دار الامارۃ شاہی میں آئے اور سریر حکومت پہ بادشاہ نے وہاں کے بٹھایا آپ سرگرم اطاعت ہوا خواجہ نے اس شہر میں آکر اپنا لباس بھی سرخ کر لیا یاقوت پوشی اختیار کی بعد ہمراہ ملک لالان باغ یاقوت میں آیا حصار باغ جواہر سرخ کا پایا اس بلندی کی کیا تعریف کی جائے طلسمات کا باغ رنگین سے بھرا ہوا درخت یاقوت رمانی سے منڈھا گلستان عالم میں یہ باغ ہر ایک گلزار سے سرخرو نہروں کی روانی کے منزلہ بہشت سے زیادہ آبرو بیل ہر ایک لطیف و خوشگوار ہر ایک شاخوں کو فرط نزاکت سے بار درخت موزوں برنگ قامت یار سرخ پوش

ہر چمن میں بلبلوں کا خروش جو نہال تھا وہ معشوق گلابی پوشش کا جوبن دکھاتا یہ عالم نظر آتا کہ نظم

پتے ہیں ہرے ہرے نمودار
رخسار پہ گیسوئے معنبر
ہے تختۂ لالہ زیب میں طاق
محبوب کا ہے دہن مسی زیب
آراستہ سب مکان وہ نایاب
گل تکیے ہیں مہر و ماہ جیسے
دالانوں میں فرش ہیں جو خوش رنگ
پھولوں کی سیج نزہت انگیز
شمعوں کے زبان میں انا الشق

پھولوں کے بھرے بھرے ہیں جھاڑ
بے مثل ہیں لاجواب ہیں پھول
یا سینۂ داغدار عشاق
تھے گرد چمن مکان بہ کثرت
پر نور بسان برج مہتاب
آراستہ ہر پلنگ زریں
پیدا ہے بہار نقش ارژنگ
دیوار میں نصب جو کنول ہے
شعلے سے بھی کم تجلی برق

ہے صحن چمن میں سنبل تر
مہتاب ہیں آفتاب ہیں پھول
سوسن کو نہیں خزاں کا آسیب
جس طرح کہ قصرہائے جنت
دیکھے نہیں فرش روشن ایسے
پھولوں کی چمن میں جیسے تزئین
ہر ایک طرف لگی ہے جو میز
روشن دل عارف ازل ہے

خواجہ عمرو بیچ میں باغ کے جو قصر عالی تھا اسمیں فروکش ہوکر نظارہ گلہائے گلشن میں مصروف ہوئے اور ایک جام میں پانی طلب کرکے کاغذ عطیہ کو کہ اسمیں گھولا فوراً زمین شق ہوئی اور ایک ساحر جسکی ناک سے پانی جاری تھا نکلا اور خواجہ کو تسلیم کرکے عرض پیرا ہوا کہ غلام کو گرداب جادو کہتے ہیں اور فی الحال حسب الحکم شاہ عالی جاہ کوکب ملکہ مہرخ کو سیر دریائے سحر دکھلا رہا ہوں اگر آپکا حکم ہو تو ملکہ مذکور کو داخل باغ یاقوت کردوں خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تجھکو اسی لیے بلایا تھا جلد ان سب کو یہاں لے آ ساحر مذکور یہ حکم سنکر زمین پر گرا اور پانی ہوکر زمین میں جذب ہوگیا وہاں مہرخ وغیرہ دریا میں کرسیوں پر بیٹھی سیر دیکھ رہی تھیں کہ دفعۃً ایک برق دریا میں چمکی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی پھر جو دیکھا تو اپنے تئیں کشتیوں پر سوار پایا کہ دریا میں وہ کشتیاں رواں ہیں یہانتک کہ بیچ دریا میں پہونچکر وہ کشتیاں چکر کھا کر غرق ہوگئیں ان سب کی کچھ عرصے کے بعد جو آنکھ کھلی تو دیکھا نہ وہ دریا ہے نہ کشتیاں نہ وہ سامان آرائش و زیبائش ہے ہم سب ایک قلعہ سیرخ کے قریب استادہ ہیں حیران ہوکر آگے قدم بڑھایا اسوقت ایک ساحر سامنے سے پیدا ہوا اور اسنے کہا اے ملکہ مہرخ وغیرہ آپ سب کی دوست خواجہ عمرو نے ملک یاقوت نگار میں عرصے سے منتظر آپکے ہیں جلد تشریف لے چلیے ان سب نے یہ سنکر جواب دیا کہ ہم بھی مشتاق ملازمت خواجہ ہیں جلد انکی خدمت میں ہمکو لے چلو یہ کہنا تھا کہ کچھ تخت سحر کے آئے اور ان سب کو سوار کرکے لے چلے اور داخل قلعہ یاقوت کیا یہ سب سیر آبادی قلعہ مذکور کرتے ہوئے جیسا کہ اوپر وصف میں شہر کا بیان ہوا قریب باغ یاقوت پہونچے اور باغ پر خواجہ کی طرف سے کچھ ساحران معزز برسم استقبال آئے اور ہر ایک کو خدمت خواجہ میں لیگئے انھوں نے باغ کی بہار اور مکانات کی آرائش ویسی جیسا مذکور ہوا ملاحظہ فرمائی اور خواجہ نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور خلعت عنایت فرمایا مقام صدر پر بٹھایا ناچ ہونے لگا ساقیوں نے بادۂ ارغوانی سے دماغ اہل انجمن گرم کیا یہاں تو یہ مصروف عشرت ہیں ادھر شاہ کوکب نے سیلان و باران کو حکم دیا کہ تم جاکر ماہی پریزاد کو معہ تمام لشکر کے میرے طلسم کی سرحد پر لے آؤ میں ہمراہ خواجہ اور لشکر کے بھیجونگا تم سے کچھ کاربرآری مقابلہ افراسیاب میں نہو سکی اب تم نگہبان دو طلسم رہو اور عیاروں کو رخصت کردو یہ حکم سنکر دونوں ساحر منفعل ہوکر روانہ ہوئے

اور لشکر مین پہونچکر قران و برق کو رخصت کیا اور آپ معہ بحرین دفیر کوچ کر کے در طلسم پر آکر ٹھہرے یہان دور و نزدیک خواجہ نے ملکہ مہرخ کی دعوت کی اس عرصہ مین ملکہ بران بھی بحشم و خدم معہ کئی ہزار کنیزان زرین پوش کے تشریف لائین اور ہر ایک طبق مین ملک لالان نے نذر دی نذر اسکی معاف فرمائی پھر مہرخ سے بڑی گرمجوشی سے باتین رہین اور کئی ہزار کشتی جواہر کی ملکہ مذکور کو اس شاہزادی نے پیشکش کی اسی طرح دو روز مصروف عیش و نشاط رہے جب تیسرے دن جہان فلک چہارم دسترخوان اطلس سبز چرخ پر آ بیٹھا اور سطح عالم سے دھوان سواد شب کا دور ہوا کہ ابیات

وہ صبح کہ ہوش کو کرے گم	محبوب کا جس طرح تبسم
اعجاز مسیح پر گواہی	دیتی تھی نسیم صبح گاہی

صبح کو ساحران ذی تبار طلب ہوے اور مہرخ کو تخت ہاے سحر پر معہ تمام سرداروں کے سوار کرا کر رخصت کیا ساحران کو راہ نزدیک سے در طلسم ہوش ربا میں پہونچا گئے یہ سب لشکر اپنا ساتھ لیکر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوے ادھر سے تو یہ چلے اور اس طرف سے دونون عیار برق قران آتے ہین اور بعد رخصت ملکہ بران دخترکو ہمراہ لیکر اپنے قلعہ ہفت رنگ مین آئی اور شاہ کوکب اپنے مقام پر جا کر مصروف عیش و آرام ہوا۔

داستان رنگین بیان خبر پانیکے افراسیاب کا دعوت مہرخ اور قتل ایلچی سے اور غضبناک ہونا اسکا اور راہ روکنا مہرخ کی شیاطین جادو کا اور آنا ملکہ بران کا رہائی مہرخ کیلیے اور راہ کھولدینا پھر آنا باغبان وزیر کا برائے گرفتاری برق و قران اور پکڑ لینا قران کا باغبان کو اور منت کرکے چھڑانا گلچین زوجہ باغبان کا اپنے شوہر کو اور اقرار کرنا باغبان کا عیارون سے کہ عمرو سے مین برائی نہ کرونگا اور یہ خبر سنکر بدظن ہونا افراسیاب کا وزیر مذکور سے اور پھر شیاطین کا راہ روکنا مہرخ کی اور آنا ملکہ حناے گلگون پوش معشوقہ کوکب کا بمقابلہ شیاطین اور گرفتار کرنا اسکو اور داخل ہونا مہرخ کا اپنے لشکر مین اور چلے جانا حیرت جادو کا اندر طلسم کے للمولفہ

ہر پھر کے ہمین تجھی سے ہے کام
جیسے پھرتے ہین دن کسی کے
میخانہ کا آج بند ہے در
مستی کیسی ہے فاقہ مستی
منھ باندھے صراحیان پڑی ہین
ہین جام بھی پھوٹ پھوٹ روتے
نفرت الغمن مجھ سے ہو گئی ہے

ہان ساقیا پھر ہو دورۂ جام
کیا گردش بخت کی شکایت
لو پھوٹ گیا مرا مقدر
ساغر کا بھی دل ارے ہے خون
اور شیشون کی ہچکیان بندھی ہین
میخانے مین تھے جو رند سب یار
راحت مرے دل کی کھو گئی ہے

یون دور مین آئین جام تیرے
کیا جور فلک کی بس حکایت
کرتے نہین رند آج مستی
میخانے کا رنگ ہے دگرگون
ٹوٹے ہوے دل ہین شیشے سارے
وہ ہو گئے آج اپنے اغیار
ہین نابلد رہ محبت

کیا جانون کہ کیا ہے راہ اُلفت
ہر وقت تھے جو کہ ساتھ رہتے
منھ پھیر کے دوست چلتے ہین راہ
بیچین بہت ہے رند تیرا
مجکو مرے اشک رو گئے ہین
کب دیکھیے عیش کے دن آئین
کب دیکھیے شام رنج جائے
بیٹھے ہین جو آہ آہ کرتے
غفار و رحیم ہے وہ واللہ
بس حکم کا انتظار ہے اب
پھر آتے ہین رند انجمن مین
امید کی لو ہوا پھر آئی
پھر جمع ہین یار انجمن مین
ہان ساقیا دے شراب سرجوش
بھولا ہا راہ میکدہ آہ
سچ ہے یہی قول بے کم و کاست
کیون بھٹکے گا کاروان مطلب
از راہ رو رہ فصاحت

بیتاب ہون آج غم کے مارے
آتے نہین خواب مین بھی پیارے
ساقی مرے درد کی دوا دے
ہے جور فلک سے غم نے گھیرا
بر آئین جو اپنے دل کے مطلب
میخانے مین پھر سے ہمسن آئین
کب دیکھیے میکدے مین ہو عید
کب دیکھین ہین قاہ قاہ کرتے
گر حکم کرے تو آب رحمت
آئے کو یہان بجا ہے اب
باب مطلب کی ہے خبر بھی
دیکھو تو ذرا اُٹھا پھر آئی
ساقی کی نگاہ دیکھو بہلی
کھوے ہوے آئین پھر سے ہوش
ہے خضر کرم جو تیرا رہبر
ہے رند کو ملی ہے رہ راست
بس جاہ لکھو نیا فسانہ
کردند رقم چنین روایت

مین رات کو گن رہا ہون تارے
دشمن جو ہوا ہے چرخ جانا
پیمانے کو منھ سے پھر لگا دے
رخصت مرے ہوش ہو گئے ہین
ساقی کے کرم ہون دیکھیے کب
کب صبح نشاط منھ دکھائے
کب ساقی مہ لقا کی ہو دید
اللہ پہ بس نظر رکھو جاہ
برسائے شراب عیش و عشرت
لو کھلتے ہین پھول اب چمن مین
لو کھلگیا میکدہ کا در بھی
ہے جلسۂ میکشی چمن مین
لو کھلگئی رنج و غم کی بدلی
زاہد نے کیا تھا مجکو گمراہ
بھٹکا یا ہوا آیا راستے پر
قلقل ہے صراحی کی جرس جیب
صدقہ جسپر ہو اک زمانہ

محصوران حصار سحر و نیرنگ و سرگردانان کوہسار و بیابان پرخار و سنگ سوران جادۂ پر آفات و خطرناک آوارگان بادیہ وہم و ادراک کشافان راہ سحر و افسونگری و قطع کنندگان منازل جادوپروری ساحران لشکر مضامین کو دشت قرطاس مین یون محصور فرماتے ہین اور جادۂ ہنر و معانی گستری مین یون ہوکر اسطرح قدم اُٹھاتے ہین کہ شاہ جادوان بے پایان افراسیاب سرگروہ جنگبران بیابان طلسم سے اُٹھکر باغ سیب مین پھر آیا تھا اور تخت طلسم پر بیٹھا تھا کہ جنبطار سحر اور بگولے لاش طاق البلی کی اڑاتے ہوے اس مقام پر آئے اور طائرون نے تمام ماجرا قتل البلی کا بیان کیا کہ اسطرح برق رندی بنکر آیا اور یون قران نے لیبذہ اسکے سر پہ لگایا بادشاہ مذکور یہ حال سنکر آگ ہو گیا اور سامنے باغبان وزیر کھڑا تھا اس سے کہا کہ کیون اے وزیر خوش تدبیر ہو سکتا ہے کہ تو اس برق ناعیار کو گرفتار کرکے سامنے میرے لائے اور اسکا لیے قران کو براکیفر کرداری بہونچانے سر اسکا کاٹ کر قلعۂ طلسم کے کنگرہ پر چڑھائے وزیر مذکور نے عرض کیا کہ اقبال حضور شریک حال چاہیے ابھی گیا اور ان دونون کو پکڑ کے روبرو سے بندگان والا شان شہنشاہ لایا بادشاہ نے یہ سنکر خلعت رخصت عنایت فرمایا اور وزیر روانہ ہوا جب یہ چلنے لگا تو زوجہ اسکی

ملکہ گلچین جادو کہ حاضر دربار تھی بنگاہ حسرت منہ اسکا دیکھنے لگی یہ صورت جو بادشاہ نے دیکھی ہنسکر فرمایا کہ کیون اے
ملکہ تمہارے شوہر کو کنہ گلچین ساحرہ نے بادب تمام عرض کیا کہ مین کنیز شہنشاہ ہون اور شوہر میرا غلام ہے میری مجال ہے
جو اسکو منع کرون بلکہ چاہتی ہون کہ مین بھی ہمراہ اس کے جاؤن بادشاہ نے ہنسکر کہا کہ تمھین بغیر خاوند چین کہان
اچھا جاؤ یہ حکم پاکر عقب وزیر یہ بھی چلی اور بہت جلد اپنے باغ مین گئی ایک کنیز سے کہا جلد جاؤ وزیر اعظم صحرا کمک
باغ سیب کی حوالی کے قریب پہونچے ہونگے انکو میرے پاس بلا لا کہنا بیوی نے کہا ہے گھر مین ہوتے جاؤ ایک بات سن لو
پھر جانا کنیز حسب ارشاد ملکہ گلچین عجیل جاکر پاس وزیر مذکور کے پہونچی اور پیام وزیر کو دیا وزیر ناچار خفا ہوتا ہوا
کہ کام مین شہنشاہ کے دیر ہوگی انکو ایسے وقت مین بھی نہ سوجھی کہ جگہ سامان آتا ہے گھر مین آیا زوجہ نے اسکی دلجمعی
اسکا پکڑ کر ملداری کرکے مسند پہ بٹھایا جام شراب پلایا اور آنکھون مین آنسو بھر لائی اور کہا سنو صاحب مین نے ایسلئے
تمکو بلایا ہے کہ جب تک ہوسکے سمجھا دون تم عیارون کو پکڑنے چلے ہو تو زندہ نہ بچوگے تمکو لازم نہین ہے کہ عیارون کے
مقابلہ مین جاؤ وزیر نے کہا صاحب مثل مشہور ہے کہ نوکری کیا ہے خالا جی کا گھر ہے مالک نے جس کام کو فرمایا ملازم
کو بجالانا اسکا ضرور ہے چاہے جان جائے یا رہے بی بی نے کہا جو ایسا ہے کہ مین آگ لگادون ایسی نوکری کو اور مثل ناتو
بیٹے اتار دون ہین تابعداری کو جسمین میرے وارث کے دشمن رہین کہنے والی بندی کی جان ہے نہ صاحب مین
کبھی نہ جانے دونگی کہ یہان بادشاہ از اسباب کی سلامتی مین رنڈیا ہو کر بیٹھونگی اپنا لعل سہاگ لٹوا دونگی وہ اچھی
نوکری نہ کر کھین اس ملازمات سے بیچے مجکو کچھی منظور نہین ہے مثل کہتے نہین کہ چپٹ پڑے وہ سونا جس سے
ٹوٹین کان میرا وارث سلامت ہو تو ایسی کوڑیون نوکریان ہزارون ہونگی اور نہ ہوگی تو جوتی کی نوک سے بادشاہ کے حقے
سے ہم دونون میان بیوی بھیک مانگ کھائینگے ویسی چادری پردیس بھیک اور کسی ملک کو نکل جائینگے کیا ہمارا
طلسم ہوشربا مین نال گڑا ہے یا افرہان نے کہا سنو صاحب آپ سے باہر نہ ہو تمھاری تو مثل ہوئی کہ میٹھا میٹھا ہپ اور
کڑوا کڑوا تھو جب تک سکھ مینھ تنخواہ ملا کی وزارت کا کاروبار رہا جاگیر پائی منصب ملا انعام پایا اس وقت تک تو ہم
اچھے تم اچھے دنیا کا عیش چین کرتی رہین وزیر کی بی بی کہلائین اب جو سرکار دولتمدار کا کام پڑا ہے تو ایسی باتین
کرتی ہو تمھاری تو وہ مثل ہو کہ شعر کیا کرتے ہے نوکری راہیگی اپنے گھر بیٹھنے لبے عاشق اور خالہ جی کا ڈنڈہ داہ دا
داماد نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین اے بی بی جان وہاں جو روٹیاں کھاتے اس وقت جو سرکار کے کام آئین ملازم کیلیے دریغ
نوکر نہ چاہیئے انتہا ہو فرمائی کہ نمک آقا سے جان وار دے اور ادا ہو یہی امر باعث نام آوری جہان مین ہے اور سبب
خوشنودی خدا ہو گلچین نے یہ سنکر دامن جنگ تہمت بیچ سواری کے کہا اے مردوے ہوش کر حواس مین آ کچھ پاگل
تو نہین ہو گیا ہے تو کو سمجھانے آئی ہون کیا ایسی تیسی ہون جو دنیا کے اونچ نیچ نہین سمجھتی تو میرے صاحب بادشاہ کو کیا ایسی
کیا ضرورت ہے جو تجکو عیارون پر بھیجا ہے کیا جانتا نہین کہ یہ عیار آفت کے پرکالے تمام دنیا کے جل باز مکار دغاباز
ایسی صورت بنائین پری رو بنین بھوت ہو کر ڈسین منت کرین پکڑنے ہی دکھائین ہر رنگ مین پانی ہو جائین اور بھر رہت حجت
مقابلہ ایسے ہوگئے ایسے ساحر کو اس طرح مار ڈالتے ہین جیسے کوئی جون یا کھٹمل کو مارتا ہو انہین کمبختون پر بادشاہ

تمکو بھیجتا ہے یہ دشمنی نہیں تو اور کیا ہے اب بادشاہ کا یہی چاہتا ہے کہ یہ وزیر نہ رہے تو نہ رہے اسکے دشمن تو وہ جم رہے
وہ نہ ہین جو اسکا برا چیتے ہون ہان اس بادشاہ کی نوکری نہ کیجیے اس سرکار مین نہ رہین گے ایسی جگہ سے ہم خود
بھاگتے ہین وہ جو کہاوت ہے نہ دیا تو گھبرائی کیون ہے بندی پانون ہی نہ دھرے گی باغبان نے کہا بس بس بانو
رہو کو قسم ہے مجکو سامری کی کہ مین شہنشاہ کی غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا اور انکے کام پر جان دونگا نمک حلالی کرونگا
نمک حرامی مجھ سے کبھی نہ ہوگی کہ مین حکم بادشاہ کا نہ مانون یہ سننا تھا کہ گلچین گھرتے ہوکر بیٹھنے لگی لوگو دوڑیو اس مردوے کو
سمجھاؤ یہ مجکو رانڈ بناتا ہے میرا راج لٹا جاتا ہے ارے کوئی میرا وارث مجھ سے چھٹتا ہے باغبان گھبرا گیا اور سمجھا
نےلگا کہ اجی ذرا آپ مین آؤ دیکھو سو دوست سو دشمن ہین کوئی شہنشاہ سے جا کر لگا دیگا مفت کی بدنامی ہوگی مین منہ
دکھانے کے قابل نہ رہونگا گلچین نے کہا لگا دے گا تو کوئی لگا دے میرا کیا لیگا جب نہیں کہتی تھی تو اب کہتی ہون کہ بادشاہ
ہمارا دشمن ہے اب وہ دیکھیے جلا جاتا ہے اسکے منہ کو سات چھینکا بھوس روکھے وارث کو دیکھ کر خار کھائے وہ سواتے ہو تون
سوتن کو دیکھ سکے وزیر نے کہا تو دیوانی ہوگئی ہے مین جاتا ہون تو پانچ بچون کی مان ہوئی پچاس برس کا سن آیا مگر گدھی
رہی سوائے پٹنے کوٹنے کے اور کچھ نہ آیا قسم ہے جمشید کی مین ہی ایسا مرد تھا جو تیرے ساتھ نباہ کرتا رہا یہ کہہ کر اٹھا اور قصد چلنے
کا کیا بی بی نے اسکا دامن پکڑا اور کہا یہ تو مین جانتی ہون کہ جو تم کہتے ہو وہی کرتے ہو میرا کہنا نہ مانو گے پر افراسیاب کی رفاقت
مین میرا پہلو اجاڑو گے اس کمبخت والی بندی کو اب دو وہ آٹھ آٹھ آنسو رلاؤ گے اپنی لاش مجکو دکھاؤ گے یا سامری ■ دن نہ
دکھانا کمبخت والی بندی دو سپار شیطان کے کان بہرے یون ہو جائین اور مین تمہی دیکھون بلکہ میری لاش پہلے نکلے وہ
بندی سہاگن مرے یہ کہہ کر گردن شوہر مین ہاتھ ڈال کر بولی کہ سنو تو بھلا یہ نہیں ہو سکتا کہ یہان بیٹھے رہو اور ایسا
سحر کرو کہ سوے عیار قید ہو جائین تم بادشاہ سے کہہ دیجیے مین آپکے نمک سے ادا ہو گیا وزیر مذکور نے کہا
تم ڈرتی کیون ہو مین بہت ہوشیاری سے رہونگا اور خبرداری اور کیا یہی چاہیے کہ اپنے پاس کسی کو نہ آنے دے اور
کسی کے ہاتھ سے کچھ کھاے پیے نہیں مین جاتے ہی انکو گرفتار کرونگا اور اپنے بیگانے ساحر غیر ساحر جو روبرو لڑے
بھائی جب کسی کو آتے دیکھونگا عیار سمجھونگا اور اپنے قریب نہ آنے دونگا پھر بھلا انکی عیاری مجھ سے کیا چلے گی یہ کہکر
بی بی کو تسکین و دلداری کر کے گھر مین بٹھایا اور آپ روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد زوجہ اسکی تا دیر نالان و گریان ہی
خیال شمع اشک ریزان رہی انیسین جلیسین سمجھانے لگین کہ بی بی بدشگونی نہ کیجیے میان کے لیے دعا کیجیے کہ
دشمنون پر فتحیاب ہون انسے ایک نہ سنی اور جذبۂ عشق مین یہ ترنگ آئی کہ تو بھی عقب شوہر چل اور دیکھ کہ اسے
اور عیارون سے کیا معاملہ گزرتا ہے بس یہ سوچکر شوہر کے جانے سے تھوڑے عرصے کے بعد ہی بزور سحر اڑی اور ڈھونڈھتی
ہوئی چلی اب ان زن و شوہر کو تلاش عیارون کے لیے جانے دیجیے شمہ حال مہرخ سنیے کہ وہ معہ زلزلہ وغیرہ کے
لشکر لیکر روانہ ہوئی بعد قطع مسافت راہ قریب اسی درہ کوہ کے پہونچی کہ جسکا ذکر اول بیان ہوا کہ افراسیاب
نے مسدود کیا ہے چنانچہ اس درہ کوہ ■ کے قریب ایک ملک ہے کہ نام اس ملک کا ابلیسیہ ہے اور
اس سبب سے اسکو ابلیسیہ کہتے ہین کہ وہان جتنے ساحر رہتے ہین سب ابلیس پرست ہین شیطان کی

تصویر کو سجدہ کرتے ہیں اور سوا اُن کے اور ساحر طلسم کے سامری کو خدا کہتے ہیں اور حاکم اس قلعہ کا شیاطین جادو
نام ایک ساحر زبردست ہے خراج گذار شاہ افراسیاب اور اسکو شاہ مذکور نے یہ درہ سپرد کیا ہے اور روزنامہ میں ملک کا
اسطرح لکھا ہے کہ یہ پہاڑ جسکا تذکرہ ہے منزلہا منزل تک ہے ایک مقام پر دامن کوہ کے نیچے غار عمیق ہے
اسی غار کو دروازہ قرار دیا ہے اور جب غار میں کوئی گھسے تو اندر اسکے پہلے جنگل ملتا ہے پھر ایک صحرائے سبزہ زار میں
گذرتا ہے کہ اسمیں چشمے جھیلیں تالاب ہیں اور باغ سیرگاہ شیاطین ہے پھر اسکے آگے قلعہ ابلیسیہ ہے ساحر مذکور اس صحرا میں قریب
غار ہمیشہ رہتا ہے اور یہاں کئی سو کنیزیں اسکی خدمت میں حاضر رہتی ہیں انسے عیش بھی کرتا ہے اور محافظ درہ
بھی رہتا ہے فی الجملہ اپنے مقام پر یہ تھا اس شیطان پرست بیٹھا تھا کہ طائران سحر اڑتے ہوئے آئے اور خبر آمد
ملکہ مہرخ بیان کی اسنے خبر سنکر درہ کوہ اور اس نواح کے صحرا کو سحر بند کیا اور آپ وہاں سے بزور سحر جانب باغ سیب
چلا شاہ جادوان بعد روانہ کرنے باغبان کے غصہ میں بھرا بیٹھا تھا اور کسی کو بہر گرفتاری مہرخ بھیجا چاہتا
تھا کہ یہ شیطان پہونچا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ مہرخ مع لشکر کثیر میرے ملک کی طرف سے آتی ہے
آپ کا کیا حکم ہے آنے دوں یا روکوں افراسیاب نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے اُسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو تمام عمر
اسی صحرا میں وہ باغیہ شکار کھیلا کرے باہر نہ نکلے افراسیاب جوابدہ ہوا کہ آگے تو یہ نمک حرام میں
ہمارے تمہارے گھر چھیننے کا ارادہ کرتی تھیں مگر اب تو مسلمانوں کی شراکت کرکے معبد جمشید و سیرگاہ
جمشیدی برج سامری باغ زرد ہشتی سب کے برباد کرنیکا قصد کیا ہے لہذا تمسے جو کچھ انکے لیے ہوسکے اُٹھا نہ رکھو
یہ سنکر شیطان لعین پھرا اور قریب اس درہ کوہ کے آکر ایک مقام پر تنہا بیٹھ کر سحر کرنے لگا کچھ عرصے میں حوالی
لشکر مہرخ میں ایک سمت دریا پیدا ہوا اور ایک سمت دیوار کھنچ گئی ایک طرف تو پہاڑ تھا ہی اور ایک
جانب کو بیابان سبزہ خرم ظاہر ہوگیا اس صحرا میں جانور سحر کے اسنے چھوڑ دیے یعنی کاغذ اور آرد ماش کے طائر اور
جانور جو قابل صید کرنے کے ہوں چھوڑے اور آپ اپنے مقام پر چلا گیا یہاں دوسرے روز مہرخ کوچ کرکے جب روانہ ہوئی
دیکھا کہ ایک طرف دریائے زخار موجزن ہے موجیں اسکی برابر کوہ کے اٹھتی ہیں اور دوسری ایک دیوار دودی نظر آتی ہے
کہ سر بفلک کشیدہ ہے حلقہ اسکے آسمان بلند بھی نیلا تھا یا اس خاک دنیا کے چاہ بابل کہنا زیبا ہے دھوان تمام عالم میں
اٹھتا ہے یا سرنگوے زوال دنیا میں پہونچا ہے کہ کسی زبان سے مکر کی گفتگو نہ کرے ملکہ اسی دیوار کی طرف روانہ ہوئی
کیونکہ راہ یہی طرف تھی دن بھر تمام لشکر رہروی کیا کیا جب پیل سیاہ تاب شب عماری قمر رکھکر اس عالم میں تعمیر فرمائی بیت
نظر خورشید آیا پھر لب بام + ہوئی واصل جہان میں تیرہ رو شام + شام ہونے سے مقام کیا گرد دیکھا تو جہاں سے چلے تھے پھر
اسی جگہ آگئے ہیں یہ سحر کیا ہے کہ زمین چرخ کھاتی ہے زنبور چشم نے گلعذار جادو سے کہا کہ یہ وہی مقام ہے جہاں سے
چلے تھے ملکہ مہرخ جانبیکہ نہایت عاقلہ ہے وہ یہ صورت دیکھکر خاموش ہے کہ تمام لشکر بیدل ہوجائے گا
الغرض اسی مقام پر پھر قیام کیا اور رات پھر اندیشہ میں بسر ہوئی جب دوسرے دن مسافر فلک نے مسوری ظلمت
سحر ساحرہ شب سے رہائی پاکر راہ مغرب لی کہ بیت ہوئی جبکہ جہان سے رخصت شب + نظر مہرخ کو آئی صبح طلب

دم سحر پھر وہان سے کوچ کر کے بعجلت تمام تر روانہ ہوئی زیور نے کہا اے ملکہ وہی دیوار پھر نظر آتی ہے مہرخ نے کہا مین
ایسی نادان نہین ہون سب کچھ جانتی ہون معلوم ہوتا ہے کسی نے سحر سے راستہ بند کیا ہے پھر ہماری تو وہ مثل ہے کہ اوکھلی
مین سر دیا تو دھمکون سے کیا ڈر ہم تو ویسے مرنے پر آمادہ پھرتے ہی ہین وہ البتہ نامرد ہے جس نے چھپ کر سحر کیا روبرو مقابلہ
نہ کر سکا خیر سمجھ لیا جائیگا یہ کہہ کر فرمایا کہ چلنا بیکار ہے دن بھر سوائے پاؤن تھکانے کے اور کچھ فائدہ نہوگا یہ کہہ کر ہر سمت نگاہ
دوڑانے لگی کہ مقام عمدہ اور پاکیزہ دیکھ کر خیمہ استادہ کرون اسی تجسس مین ناگاہ اس صحرائے سبزہ زار پر نگاہ اسکی پڑی
کہ جسکو سحر سے شیاطین نے بنایا ہے دیکھا کہ زیر دامن کوہ لگا ایسے شامیانے کھچے ہین انکے نیچے فرش مخمل سبز کا بچھا ہے
وہ سبزہ ایسا دل فریبندہ ہے کہ مردہ دل اسکو دیکھ کر زندہ ہے گلہائے رنگارنگ جو ٹوٹ کر گرے ہین تو مسند شجر پر
بوٹے بنے ہین گلہائے بوقلمون سے تمام درخت لدے ہین گویا بزم چمن مین گلدستے دھرے ہین آمد شاہد بہار ہے گلون
پر غضب کا جوبن اور نکھار ہے ابر سقائی کرتا ہے باد بہار فراش ہے بلبلون کو عشق گل مین خراش ہے ہزارہا چشمہ اور
پچکاری جاری انجمن بہار کے جھاڑ ہر ایک جھاڑی کنارے چشمون کے مرغابی اور سرخاب اور قرقرے اور بوتیمار اور
پرندہ دریائی اور جانوران آبی پھرتے صحرا مین ہرن پاڑھے چیتل غزال نیل گاؤ وغیرہ چرتے آہو تتائی مین سیر کرتے
طاؤس مست سرگرم خرام ناز پہاڑ کے درون سے قہقہہ کبک دری کی آواز ہر نخل پہ عالم نور سبزہ رحمت خدا
ظہور کلیان مسکراتین تبسم شاہدان رنگین دہن کا رنگ دکھاتین ہر سمت طرفہ بہار کا عالم اظہار

دیکھا کہ ہے طرفہ دشت رنگین	پھولون سے چمن چمن ہے تزئین	کلیون کا وہ مسکرا کے کھلنا
پتون کا دلون کی طرح لہکنا	پھولون کی ہنسی نئی ادا کی	خود جان ہوا ہوئی ہوا کی
آئینہ بہار فیض جاوید	کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید	پھولون پہ وہ قطرہائے شبنم
یاقوت پہ موتیون کا عالم	بلبل کسی گل پہ گرم فریاد	قمری بھی کہین فدائے شمشاد

انداز خرام کبک نیانہ طاؤس کا رقص ایک تماشا مہرخ نے اس کیفیت و بہار صحرائے لالہ زار کو دیکھ کر
حکم قیام لشکر دیا اور آپ ملکہ زیور سے فرمایا کہ یہ جنگل قابل صید افگنی ہے آؤ آج شکار کھیلکر دل بہلائین سب نے
عرض کیا بہت بہتر اور سامان شکار درست کرا کر مرکبون پہ سوار ہون لشکر سب قیام پذیر ہوا اور یہ سب صحرائے
پر بہار مین پہونچ کر نخچیر زنی کرنے لگین باران تیر پرواز کو جانورون پر نہ چھوڑا اور پر عقاب پیکان کو آہوان دشت
پر کھولا یہ تو اب بادیہ پر فضائے نیرنگ مین مصروف صید افگنی ہین اور شیاطین اپنے مقام سے شادان و فرحان بہ
خدمت شاہ جادوان مین آیا بادشاہ سریر عزت پر متمکن تھا کہ اسنے آکر سلام کیا اور تمام ماجرا معرض بیان مین لایا
اس طرح مہرخ مصروف شکار ہے اور دیوار سحر کے باہر نہین جا سکتی اب جبتک اسکے لشکر مین غلہ وغیرہ ہے
کھائے گی اور رہے گی جب غلہ ہو جائیگا مارے فاقون کے کوہ و دشت سے سر ٹکرا کر مر جائیگی لیکن میرے
طور پر رہنے دیجیے آپ خبر نہ لیجیے شاہ نے فرمایا کہ اچھا مین عیارون کی قید کی فکر کرتا ہون ساحر مذکور یہ سنکر
پھر اپنے مقام پر آیا لیکن حال مہرخ پھر بیان ہوگا اب حال برق و قران بیان

کیا جاتا ہو کہ یہ تازگی بخش گلشن عیاری و رنگ افزائے بہار بوستان مکاری جب اسی پریزاد سے رخصت ہو کر چلے
تو راہ لشکر بھولکر بتلاش لشکر چرخ کج رو زنگ آوارہ و سرگردان کوہ و بیابان میں رہے آخر ایک درہ کوہ میں
تھک کر بیٹھے اور باہم مشورہ کیا کہ کسی لعذ سے ہمراہ غلط کرکے طلسم میں پھرتے ہیں ایسا نہ ہو کہ اسیر دام تزویر
ساحران بے پیر ہوں مناسب ہے کہ علٰحدہ علٰحدہ ڈھونڈھئے منزل مقصود ہوں فی الحال برق نے صورت اپنی ساحر
ناپاک کی بنائی جھولی اسباب سحر کی گلے میں ڈالی چھاتی پر سیندور سے تصویر سامری کھینچی پاؤں میں گھنگھرو پہنے
مالا آدمی کی ہڈی کا ہاتھ میں لیا جٹا سر پہ باندھی ترسول کاندھے پر رکھا اور درہ کوہ سے نکلکر روانہ ہوا قران
اسی مقام پہ ٹھہرا رہا اور اسنے بھی شکل اپنی اسی طرح ساحر کی بنائی غرضکہ جب برق روانہ ہوا اسنے دور سے ایک
ساحر کو دیکھا کہ بیک نگاہ ہر سمت دوڑتا رہا ہے اور کسی کو ڈھونڈھتا ہوا آتا ہے بس اسنے بنگاہ اول اسکو پہچانا
کہ یہ ساحر باغبان قدرت وزیر ہے کس لیے کہ وزیر مذکور جو روانہ ہوا تھا تو عیاروں کا جو یا حسب نشانہ ہی
بادشاہ اول اس مقام پر گیا کہ جہاں ایلچی قتل ہوا تھا وہاں سے ڈھونڈھتا ہوا اپنے سحر سے نشان عیاران معلوم
کرتا ہوا اس دشت میں آیا چنانچہ برق انکو دیکھکر قریب اسکے گیا وہ اپنی زد جو سے کہ آیا ہو کہ میں کسی کو اپنے پاس
نہ آنے دونگا اور ہوشیاری رکھونگا اس عیار کو دیکھتے ہی سحر سے معلوم کیا کہ برق ہے اور پکار کر کہا بھائی صاحب تم کہاں
پھرتے ہو ادھر آؤ بھلے یہاں بکہ تا کھاؤ دل بہلاؤ پھر چلے جانا برق نے کہا ہم آپ ہی کا دیا کھاتے ہیں سامری
آنکو بہت سا دین اسوقت مجکو بھوک نہیں ہے اسنے کہا واہ واہ ورد زرے تم اور تمھارے بھائی بچارے پریشان
و سرگردان پھرتے ہیں مجکو بھوک نہیں اچھا یہ بتاؤ تمھارا لشکر کہاں ہے عیار نے جواب دیا کہ صاحب آپکو شبہ ہے کوئی
اور شبہ پڑتا ہو گا میں اسکان تقدیم سے اسی جگہ ہے بجوادیا ہے دادا سب یہیں کے باشندے ہیں باغبان اس
تقریر کو سنکر ہنس پڑا اور گویا ہوا کہ ایسے عیار و تم بڑے آفت کے پرکالے ہو کہیں چوکتے نہیں برق یہ کلام سنکر
سمجھا کہ اسنے پہچانا مجکو بس قریب تو آچکا تھا ایک بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا وزیر بہت ہوشیار تھا بیضہ سیدھا
اڑتا ہوا جانب آسمان چلا گیا اور اسنے جھک کر ایک لکیر زمین پر کھینچدی اور اس سے کہا کہ جلد میرے پاؤں پر گر پڑ عیار
دوڑکر پاؤں پر گرا وزیر نے پھر زمین کی طرف اشارہ کیا کہ ایک زنجیر آہنی زمین سے نکلی اور عیار کے لپٹ گئی وزیر اسکو
کھینچتا ہوا لیکر چلا اس اثنا میں قران بھی درہ کوہ سے نکلا تھا اسنے قید ہونا برق کا دیکھا اور صورت ساحر
کی تو بنے ہوئے تھا ہی دوڑکر جانب وزیر چلا ہنوز قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک آواز پیدا ہوئی کہ جیسے کوئی پکار رہا
ہے کہ اے باغبان خبردار باش ہوشیار باش قران چھپا لگ لئے آتا ہے قران پھرا اور وزیر نے جواب دیا کہ میں خبردار ہوں
تو نے غضب کیا جو قریب نہ آنے دیا مجکو کیا آگاہ کیا دشمن کو ہوشیار کر دیا یہ کہکر آگے بڑھا اور قران پھر ایک گوشہ میں
بھاگ کر آیا اور صورت اپنی ہمنت کی وضع پر تبدیل کی بیراگی ہاتھ میں چمٹا جوڑا سر پہ کنٹھا لوہے کے ہاتھوں میں
پڑے لنگوٹ چڑھائے جسم میں اس صورت سے بنکر پھر سامنے وزیر کے گیا اسنے اسکو آتے دیکھکر جو سامان سحر کے ہاتھ ڈالا اور قران سمجھ
گیا کہ پھر مجھے پہچان گیا فوراً پکار کر میاں ہمکو دھوکا دیا جو ڈھونڈتے ہو وہ کمند گردن میں پھنسائے دیتے ہیں انکو نہیں دیکھتے

وزیر اس کہنے سے پیچھے پھر کر دیکھنے لگا یہ سامنے سے جست کر کے پھر بھاگا کس لیے کہ یہ دھوکا اسنے اپنے بھاگنے کے لیے
دیا تھا اگر یہ نہ بھاگتا تو وہ بزور سحر پکڑ لیتا غرضکہ اکیلی جو بھاگا دل سے مشورہ کیا کہ یہ وزیر اعظم شاہ جادوان ہے
جس صورت سے اسکے سامنے جاؤ گے یہ پہچان لیگا اور سوائے قید ہو جانیکے اور کچھ نہ ہوگا ایک مقام پر ٹھہر کر فکر
بلیغ کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک جگہ ٹھہرا اور گلشن عیاری کی سیر کرنے لگا چمنستان تفکر مین پھرتا تھا اور گلہائے غور کو
سونگھتا تھا مگر کسی مین بوئے مطلب برآری نہ پاتا تھا گلبن خیال کا ہر غنچہ چٹک کر سونگھی سناتا تھا آخر باد مراد نے
گلہائے آرزو شگفتہ فرمائے نسیم امید کامرانی گلستان مین وزان ہوئی تازہ خیال سے گلدستہ مکاری باندھا فرط عشرت
سے برنگ گل خود شگفتہ ہو کر ہنس پڑا اور بلبلان بیسے گل کو ڈھونڈنے روانہ ہوا صبا کی طرح چلکر ایک کوس اس مقام سے آگے
نکل گیا لیکن راہ چلنے مین بھی یہ کام کرتا گیا کہ جو درخت گلدار پھولون سے صحرا مین ملتا تھا اسکی ٹہنیان توڑتا ہوا چلا
گیا کئی سو رنگ کے پھول دامن مین جمع ہو گئے پہنے دامن کرچین ایک مقام سبزہ زار دیکھکر ایک درخت ایسا تجویز کیا
جو اکیلا میدان مین لگا تھا اور مصور آفرینش بہار نے جو تصویر اسکی برابر قلم قدرت سے بنائی تھی باغبان ازل نے سر
تراشی اسکی فرمائی تھی چار طرف سے گرد معشوق کی کات کی طرح سبز و ملی قامت اسکا مثل قد نونہالان شوخ خوبی
لونا سا یا لعبان سہی بالائے صنوبر قدان قامت زیبا ایسے سر شاد بہار کو مثل عروس شاخ ل زیور گلہائے رنگا رنگ سے
آراستہ فرمایا اور لال گرانا پہنا کر بازو جوان چمن تھا اب عروس گلشن بنایا یعنی وہ پھول جو توڑتا لایا تھا درخت پر جا بجا
ہر شاخ مین باندھے اور اسطرح چیون کے اندام کی بندش کچھ پایا کہ درحقیقت یہ ظاہر تھا کہ اسی درخت کے یہ پھول ہین لیکن
اس نیرنگ طراز عیاری نے طرز شگوفہ کاری کلک فکر عالی سے فرمائی تھی کہ ہر شاخ مین دس طرح کی ڈالی لگائی تھی
کوئی پھول سرخ تھا کوئی نیلا تھا نگار خانہ ارژنگ مانی و بہزاد سامنے اسکے گرد تھا ہر شاخ سے نیا فسانہ قدرت
گلدستہ بند آفرینش بنی بنی سے ہویدا اور نیا یہ تماشا کہ ایک پھول ببول کا تو دوسرا اصفٹیا کا تیسرا انگور یالے کا
چوتھا کیلے کا اسی طرح تمو ہڑ و غیر سکے طرح طرح کے پھولون سے تمام شجر لدا تھا عروس نہال کا نیا گہنا مرصع جڑاو
عیاری نے بنایا تھا جب یہ نیرنگی ظاہر کر چکا کسوت عیاری سے کنز منکا مگر عطر بیہوشی تمام درخت پر چھڑکا لباس شاہ
سحر لبس جاتا کیسا شام بادصبا لبس گیا کر سونگھ اس عطر کی پیٹ اور مہک کی قسمت اس دشت کی چمک کی کل عود
مزاج تھے انکو فرحت تھی پھر یہ کیفیت ہوئی کہ تنہ درخت کو جلائے ہوئے سنڈھا اسپر سنگ شب کی ایک تختی لگائی اور
اسپر یہ لکھدیا کہ یہ درخت خداوند جمشید کا نشیمن ہے کہ وہ چڑیا کے بدن مین ہو کر اسپر بیٹھتے ہین اور کرٹیا لڑکیان کیا کرتے
ہین اپنے ہاتھ سے یہ شجر خداوند نے بویا ہے ہر پھول اسکا دافع رنج دیتا ہے اور مرجھا جاتا ہے دیکھنے والا اسکے پھول کا
خداوندی کی محفل مین داخل جاتا ہو فرشتہ مقرب بکار بن جاتا ہے نتیجے اس درخت سے جو تھالا لانا ہوا ہو ہمین خداوند کا بیٹا بنا پھر اسے
جو کوئی اسکو آنکھون سے لگائے وہ سب کو دیکھے کوئی اسکو دیکھ پائے جو کوئی اس جمشید منتر کو پڑھے سب پاپ اسکے دھل جاوے
دلکی اسکی دور ہو جائے یہ تختی مین لکھکر پھر دامن کوہ سے لکڑی کا تھالا درخت کا بنایا اور سنگ بھی سونے سے منڈھوا دیا چشمہ سے پانی
لا کر تھالہ وہ پھر دیا اور پانی مین بیہوشی گھول دی اور ایک شیشہ کرشمے گلاب کا بھی لا کر ڈالدیا کہ وہ پانی بھی خوشبودار

ہوگیا پھر کچھ بار گلہاے بیہوشی سے گندھے کسوت سے نکالکر تنۂ درخت مین سہرا باندھا ایک آدھ ہار ادھر ادھر درخت کے ڈال دیا
اور دو ایک دونے مٹھائی کے تھالے کی جگت پر رکھدیے اسکو سون تک دشت مہک گیا دشت ختن اس صحرا پر صدقے
تھا اسپر نثار پھولون کی وہ رنگینی خوشبو ہر سمت جیسی بھینی بوقلمونی سحر بے بہار غیرت دہ نگارخانۂ چین مشاطۂ نسیم و
سحاب کیا آرائش و زیبائش خوش قامتان معشوقہ گلزار کر سکتے جو اسنے لطیف سازی فکر و خرد سے یہ تزئین آمادگی
اسکی فرمائی تھی واقعی طرفہ بہار دکھائی تھی کہ

ابیات

جادو تھا اور برگ اعجاز
ہر شاخ شجر پہ نے عنادل
ہوجاتی تھیں بار رنگ سے گم

تھا خوب شجر مین کار باریک
رفعت مین تھی برج شاہ منزل
ہر غنچۂ گل بہ زیب فرمان

وہ نخل کہ جسکو باغ سے ناز
نقشہ چمن بہشت کا ٹھیک
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
معشوق کا تکمۂ گریبان

یہ نخل عیار دکور تیار کرکے تجلی اپنا رنگ بچا کر کمین کہ قریب تر نخل مذکور سے تھا وہان جاکر آپ چھپ رہا اس
عرصہ مین وہ باغی یعنی وزیر برق کو گرفتار کیے قرآن کو ڈھونڈھتا ہوا جب اس صحرا کے قریب آیا خوشبوی عطر بیہوشی نے
دماغ جان بسایا حیرتناک ہوکر چار سمت دیکھنے لگا ناگاہ اس سحر بعابزی تو عجب تماشا نظر آیا کہ ایک درخت مین ہزار
رنگ کے پھول کھلے ہین گچھے کے گچھے پھولون کے لگے ہین زرد سفید سرخ اودے اور کپاسی دھانی اور بیجنی اور شفتالوی
رنگ کے پھول کھلے ہین خوشبوئین آتی ہین جب اوپر شجر کے نگاہ کی تنہ پہ جو نظر گئی تختی لگی دیکھی بس عبارت پڑھتے ہی
نعلین پانون سے اتار گرد درخت کے چند بار پھرا اور تختی کا آکر بوسہ لیا دماغ تو پہلے ہی بیہوشی کے عطر سے بس گیا تھا
تختی مین بھی عطر بیہوشی ملا ہوا تھا یہ بوسہ لیتے ہی چھینک مار کر بیہوش ہوگیا نہ پھول توڑنے پایا نہ شیرینی چکھنے پایا اور برق
کو بھی یہ زبردست لایا تھا زبسکہ وہ زنجیر مین بندھا تھا ہوا سے نتھنون مین وہ پھول یا پڑیہ دافع بیہوشی حسب قاعدہ عیاران
رکھ سکا وہ بھی بیہوش ہوگیا قران دلاور کو جو سے یہ دام بچھا کر شکل صیادون کے دیکھ رہا تھا کہ کب شکار پھنسے اور کب مین
جاؤن انکو بیہوش ہوتے دیکھ کر ہنستا ہوا پنجہ تانے دوڑا تاک مین روکی دیے تھا بس قریب پہونچکر چاہتا تھا کہ سر باغیان
پر پنجہ مارے کہ زوجہ اسکی ملکہ گلچین جادو جو عقب مین اسکے چلی آتی تھی آ پہونچی اور اسنے دیکھا کہ شوہر میرا بیچ پڑا ہوا اور وہی
کالیا عیار انتہا کا سفاک ہی پنجہ مارا چاہتا ہے یہ دیکھ کر حواس بر گئی سحر بھی یاد نہ آیا پکاری کہ مارے واسطے مجھکو اپنے
خدا کا کہ میرا بادشاہی تخت نہ الٹ میرے سر کا چھتر نہ لٹا میرے وارث کو نہ مار اور مجھکو بیوہ نہ بنا مین کہتی تھی موے
شامت غارت گرگئے سے کہ عیارون سے رہنے نہ جانا نا کمبخت اب کیسے چپ انکا طفیل پیٹے ہین کوئی پوچھے کہ اب وہ ہشیاری
اور خبرداری کہان گئی یہ کہتی ہوئی جب زیر شجر آئی یہ بھی چھینک مار کر بیہوش ہوگئی لیکن یہ اپنے ساتھ تیلے سحر کے رکھتی تھی
وہ تیلے زمین سے پیدا ہوئے اور انھون نے پچکاری سحر پر پانی کی ماری کہ اسکو ہوش آیا اسنے گھبراہٹ مین ہوش آتے ہی
سحر پڑھا کہ قران کے پانون زمین نے پکڑ لیے قرآن نے کہا رہ تو کمبخت مین تیرے خاوند کو تو مار ڈالون آخر تو پکڑا گیا
ہون یہ کہکر پھر پنجہ تانا وہ سمجھی کہ جبتک مین سحر پڑھونگی منتر ختم ہوگا کہ یہ میرا باش پاش کردیگا بس یہ سمجھکر قریب
آئی اور ہاتھ جوڑتی ہوئی پاس آکر قران کو زمین سے نکالا اور کہا مجھ سے قصور ہوا تھا یہ کہتے کہتے بیہوشی نے

تاثیر کی اور یہ پھر چرخ کھا کر چلی کہ کہتی ہوئی کہ اے عیار یہ کیا کیا تو نے کرتب رکھا ہے کہ باتیں کرتے کرتے انسان بیہوش
ہوتا ہے یہ کہکر پھر بیہوش ہو گئی پھر تیلون نے ہوشیار کیا اب جو اٹھی تو اس جگہ سے بھاگ کر الگ کھڑی ہوئی قران نے
عقل و زیرین تامل کیا کہ زوجہ اسکی منت پذیر ہے شاید یہ دونوں مطیع اسلام ہو جائیں تو لشکر کو ہمارے بڑی تقویت حاصل
ہوگی غرضکہ اب جو ساحرہ اس درخت سے دور جا کر کھڑی ہوئی پھر اس خیال سے سحر قران پر کر دیا کہ میرے شوہر کو مار نہ
ڈالے اور شوہر کو فرش خاک پر پڑے دیکھ کر جانتی تھی کہ اس عیار نے کوئی کرتب اسپر کیا اگر کچھ دیر یہ ہوش میں نہ آئیگا تو یقین
ہے کہ مر جائیگا لیکن کون ہوشیار کرے وہاں گئی اور بیہوش ہو گئی فی الجملہ منت کرنے لگی کہ اے عیار میں تجھکو قید سے چھوڑ کر
قسم کھاتی ہوں کہ حتی الامکان میں کبھی دغا نہ کرونگی گر جہاں کہیں بمقابلہ ساحران طلسم تو اسیر ہو جائے گا تو افراسیاب جادو
سے چھپ کر تیرے پاس آؤنگی اور تیری مدد کرونگی اور ہمیشہ تیری پرستار باطن از رہونگی اور موقع پا کر جان نثاری میں دریغ
نہ کرونگی تجھکو واسطہ اپنے دین کا اور صدقہ اپنے پیر پیغمبر کا کہ میرے خاوند کو میرے حوالہ کر مگر بخونخی اور اپنا کرتب اس پر سے
اُتار دے جسمیں اسکو ہوش آئے اُٹھ کے بیٹھے کھائے پیئے اپنے بیگانے کو پہچانے قران نے جو یہ خوشامد آمیز باتیں سنیں کہا
کہ تیرا نام کیا ہے اسنے کہا کہ تمھاری لونڈی ہوں گلچین جادو مجھے کہتے ہیں۔ قران نے کہا کہ تو نے اپنے خاوند کو
پہلے نہ سمجھایا کہ ہم لوگوں کا مقابلہ نہ کرے اور اچھا آج ہم نے عاجزی سے چھوڑ دیا اور میرے بھائی بند مار ڈالیں گے اور
یہ تو غرور نہ کرنا کہ میں نے قران عیار کو سحر سے قید کر لیا سُن میں نظر کردۂ غالب کل مولانا مقتدانا مظہر العجائب والغرائب
مشکلکشا ے عالم ہوں میں ابھی کہہ تو سحر سے نکل جاؤں ساحرہ نے کہا اے میاں سچ ہے قربان جاؤں انکے نام کے
مولا مشکلکشا تمھارے بڑے زبردست پیر ہیں میں نے بھی انکا نام سُنا ہے اور یہ سحر تو میں نے اپنے میاں کے بچانے کے
لیے کیا ہے تو میں ابھی اُتارے لیتی ہوں یہ کہہ کر سحر اپنا اُتار لیا قران نے کہا یہ جو بھائی ہمارا زنجیر سحر میں بندھا پڑا ہے اسپر سے
بھی سحر دور کر اسنے برق پر سے بھی سحر دور کیا قران نے فلیتہ رفع بیہوشی برق کو سنگھایا اور جب اسکو ہوش آیا کہا دماغ اپنا
بند کر اسنے تھنوں میں روئی دی اور صنعتگری قران دیکھ کر عش عش کرنے لگا قران نے بھی فلیتہ دافع بیہوشی جلتا ہوا
لا کر گلچین کو دیا اور کہا ناک اپنی بند کر کے قریب اپنے شوہر کے جا اور فلیتہ سنگھا وہ اچھا ہو جائیگا اور کہدینا اس نالائق
کہ کبھی ہمارا اور ہمارے اُستاد کا اور ہمارے بھائیوں کا سامنا نہ کرے نہیں تو اسکو گھر میں اسکے گھس کر مار ڈالونگا اور تیری ناک
کاٹ ڈالونگا ساحرہ دوڑ کر قدم پر اسکے گری اور کہا اب کیا مجال جو غلام تمھارا تم سے بے ادبی کرے یہ کہہ کر شوہر کو ہوشیار
کرنے چلی یہ دونوں عیار تو درہ کوہ میں جا کر چھپ رہے اور اسنے باغبان کو فلیتہ سنگھا کر ہوشیار کیا جب آنکھ کھلی
اسنے پوچھا اے بی بی یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا تم اس جگہ سے ہٹ کر الگ آؤ تو میں بیان کروں وہ سایۂ درخت سے
علیحدہ آیا اسنے کہا اے میاں جو میں کہتی تھی وہی ہوا نہ تم اس طرح چت پڑے تھے اور ایک لحظہ میں اور نہ آتی تو کام
دشمنوں کا تمام تھا باغبان نے کل ماجرا سُنکر اور وہ درخت دیکھ کر ہوش اُڑ گئے کہ کیا عیاری کی ہے اور کس صنعت سے
مجھکو گرفتار کیا ہے کہ جیسا میرا نام باغبان تھا ویسے ہی درخت بنا کر مجھکو اسیر کیا واہ واہ واہ ان عیاروں کے فطرت کا
کیا کہنا یہ تو ثنا خوان عیاران ہے زوجہ نے اسکی اسکے پاؤں پر سر رکھ دیا ہے اور سمجھانا آغاز کیا ہے کہ اے میاں

واسطہ سامری جمشید کا کہ اب عیاروں سے مقابلہ نہ کرنا میری ناک نہ کٹوانا سامری کی قسم وہ چلتے چلتے کہہ گئے ہیں کہ میں ناک کاٹ دونگا اور مجھکو بڑا خوف تمہاری جان کا ہے انھوں نے کہا ہو کہ ہم ابکی بغیر مار ڈالے نہ چھوڑینگے اے میاں میں نے انکے سامنے قسم کھائی ہے اب تم بھی باز آؤ انکے مقابلہ سے ہاتھ اٹھاؤ باغبان نے کہا یہ سب سچ ہے کہ وہ ایسے ہی عیار ہیں لیکن مجھ سے نمکحرامی کبھی نہ ہوگی میں شہنشاہ افراسیاب کے کچھ ہی کیوں نہو نہ چھوڑونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں زہر کھالونگی اپنا گلا کاٹ کر مرجاؤنگی سنو صاحب شہنشاہ سے مہرخ و بہار وغیرہ جادوگرنیاں پھر گئیں اور مقابلہ کرتی ہیں تو انکا شہنشاہ کچھ نہیں بنا لیتے تمہارا کیا کرینگے اے میاں اپنی جان ہے تو جہان ہے باغبان اس عیاری کو دیکھ کر عیاروں کو مان تو گیا ہی ہے گھبرا کر گویا ہوا کہ اے ملکہ میں عجب طرح کے مخمصے میں گرفتار ہوں کیا کروں کیا نہ کروں خیر اب دو چار روز کے بعد تمھیں ان باتوں کا جواب دونگا اور جیسا تم کہو گی سمجھونگا یہ کہہ رہا تھا کہ یکا یک آواز آئی اے باغبان جلد آؤ اسنے گھبرا کر کہا حاضر ہوا زوجہ نے اسکی پوچھا کہ کس نے پکارا اسنے کہا مجھکو تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ ساحران پکارتے ہیں یہ کہہ کر بہت جلد تیار ہو اڑا اور آن واحد میں باغ سیب میں آیا شاہ طلسم تخت پر بیٹھا تھا اور پہلے نے سحر کے سبب گفتگو زن و شوہر کی سنکر عرض حال کیا تھا اور یہ آواز بزور سحر اسی نے دی تھی جسکو باغبان نے نہایت دور سے سنا تھا کہ اے وزیر آؤ غرضکہ وزیر مذکور خوف بادشاہ سے بلسان برگ بید لرزاں بہت جلد بعد سو سامنے شاہ طلسم کے آیا بادشاہ نے بطور تجاہل غصہ کو ضبط کرکے مسکرا کر فرمایا کہ کیوں اے باغبان تم دو چار روز میں بی بی گلچین کو کیا جواب دو گے باغبان نے یہ سنکر تخت شاہی کو بوسہ دیا اور گڑگڑا کر عرض کیا کہ اے شاہ میں آپکا ازل غلام ہوں مجھ سے یہ امید نہ رکھیے گا کہ میں نمکحرامی کرونگا کیونکہ میں [illegible] شجر نہیں ہوں کہ جسکا ثمر حنظل ہو اور وہ گلشن نہیں ہوں جو وقت سیر جنگل ہو ازبسکہ بی بی میری ناقص العقل بیوقوف عورت ہے اسکے بہلانے کو میں نے کہہ دیا تھا کہ چند روز میں جواب دونگا بس اے شہنشاہ جہاں اگر یہ اقرار میرا باعث تکدر آئینہ مزاج ہمایوں شاہ عالیجاہ ہو تو امید رکھتا ہوں کہ خلعت عفو سے میں مجلی و مخلع کیا جاؤں ؎

لائق حضور کو رحم ہے ہم سے گناہ	کیجیے معاف ہم ہیں گنہگار آپ کے
اب آپ کیجیے جو سزاوار آپ کے	ہم سے گناہ جو کہ ہوا وہ تو ہو چکا

افراسیاب نے فرمایا کہ اے باغبان میں تجھکو اپنا قوت بازو سمجھتا تھا اور ترقی خواہ سلطنت اور بڑا نمک حلال جانتا تھا مگر افسوس ہے کہ تیری زبان سے ایسا کلمہ نکلا کہ اب میں شراکت نمکحراماں چار روز کے بعد جواب دونگا اس بات کا بیشک مجھکو بڑا ملال ہے کس لیے کہ تجھکو کہنا چاہیے تھا کہ میں ہزار بار مر کر زندہ ہونگا جب بھی شراکت نا عیاران نہ کرونگا ہر وقت خطا تیری تو معاف کی مگر آئندہ جو تیری زوجہ سے یا تجھ سے ایسا کوئی کلمہ سنونگا تو بڑے عذاب الیم سے تجھے مارونگا اور وہ آزار پہنچاؤنگا کہ ماہیان دریا اور مرغان ہوا اور مردمان دنیا تجھ پر افسوس کرینگے اور مجھکو رحم نہ آئیگا وزیر یہ کلمات عتاب سنکر تھرایا اور تخت شاہی کے گرد پھر کر سات بار تصدق ہوا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ عورتوں کی نسبت قول بزرگان ہے کہ سعدی علیہ الرحمۃ اگر نیک بودے سرانجام زن + زنان را مزن نام بودے نہ زن + واقعی میری زوجہ نے مجھکو کہیں کا نہ رکھا تھا آپکا کرم میرے آڑے آیا جو اس روسیاہی سے کونین کی میں بچ گیا ورنہ دین بھی جاتا اور نمکحرام بھی کہلاتا اب مجھکو دامن عاطفت خاوندی میں چھپا لیجیے اور میرے گناہ پر قلم عفو

پھیرے بادشاہ نے یہ سنکر خیال کیا کہ اسکو فی الحال دشمن بنانا مناسب نہین پس ہنسکر گلے سے لگا لیا اور کہا کہ اب خطا کے عوض اس دزد مکار یعنی عمرو عیار کو گرفتار کرنا اور مہرخ مسحور کیجئے یقین ہے کہ وہ اسکی رہائی کے لیے طلسم کو کب آئے اور یا جو وہ بار بار اس طلسم سے یہان آیا کرتا ہے کیونکہ اس ہیرین اور چنگلی نے راہ کھولکر آمد و رفت سہل کر دی ہے اب تم جا کر عیارون کو گرفتار کرو وزیر حسب ارشاد شاہ تسلیم کر کے روانہ ہوا حال اسکا انشاء اللہ آئندہ بیان ہوگا اب مہرخ کا ذکر کیا جاتا ہے کہ مقیدان سحر شیاطین ہر روز سوار ہو کر اسی صحرائے سبزہ زار مین جاتی اور شکار و سیر مین مصروف ہوتی ہین جب شام کو بارگاہ مین اپنی آتی ہین بہ وقت اثر سحر کا ان کے دلون سے کم ہو جاتا ہے اور جانتی ہین کہ ہم مسحور ہین اور یہ اس لیے شیاطین نے بوقت سحر بہت کم ہونے کو مقرر کیا ہے کہ مقید اپنے حال پر آگاہ ہو کر اشک حسرت بہائین اور میرا تام ہو کہ باوجود آگاہی میری قید سے رہا نہین ہو سکتے فی الجملہ ایک روز جب شہباز روز نے بہ صید زاغ شب کا شانہ عالم سے پرواز کی اور صیاد لیل نے دام کہکشان مین دانہ انجم کا ڈالکر مرغ سوز آفتاب کو پھنسایا کہ بموجب

ابیات

بڑا صیاد ان چھیلا آہوؤن سے | سیاہی شام کی گردون پہ چھائی
شکار خواب کھیلا آہوؤن نے | گیا دن مہر ڈوبا رات آئی

یہ سب صحرائے سحر و سیر نات پھر کر اپنی بارگاہ مین آئین اور بعد فراغ اکل و شرب ہر ایک کو اپنی گرفتاری کا خیال آیا صدائے آہ و نالہ بلند کی اور خدمت مہرخ مین سب سردار آکر عرض پیرا ہوئے کہ اے ملکہ ہماری آخر ہم کب تک یہان اسیر رہین گے کوئی تدبیر کرنا آپ کو لازم ہے کس لیے کہ آپ ہم سب کی سردار ہین مہرخ نے فرمایا اگر کوئی سامنے آکر مجھپر سحر کرتا تو اس سے لڑکر نپٹ لیا کرتی اب تو سوائے اس تدبیر کے اور کوئی چارہ نہین ہے کہ مین آگے کھڑی ہو کر درگاہ خدا مین فریاد کرون اور تم سب آمین کہو اس رات کو اسی طرح تضرع و نیاز بدرگاہ کریم کارساز کے بسر کرو شب غم یقین ہے کہ سحر عشرت سے بدل جائے اور نسیم تمنا گل مراد گلشن آرزو مین شگفتہ فرمائے سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ کیجیے ملکہ موصوفہ بارگاہ سے باہر ایک میدان مین آئی اور تاج سر سے اُتار کر محتاج بدرگاہ احکم الحاکمین ہو کر روئے عجز بتضرع جانب قبلہ کر کے استادہ ہو گئی اور پس پشت فرزندون نے صف جمائی ملکہ نے دست بہر دعا بلند کیے اور گڑگڑا کر یہ کلمے زبان پر لائی کہ اے سلمانون کے خدا و اسے اپنے خاصون کا ہم کو اس بلا سے نجات دے ایجا ہمنے زبانی عیارون کے تیری صفت سنی ہے تو ایسا خدا ہے

نظم

یوسفؑ پہ رہی بہت تباہی | آخر کو ہوئی نصیب شاہی | ڈوبے رہے تہ مین جو حیران
آخر ہوا ان پہ فضل یزدان | یونسؑ رہے حوت کے شکم مین | جا ہا تو نے تو چھوٹے دم مین
ایوبؑ کی کس نے کین دوائین | یعقوبؑ کی کٹ گئین بلائین | قزاق ستم سے مین نہ لوٹین
اس قید الم سے ہم بھی چھوٹین

یہ دعا انکی قبول ہوئی یعنی لکا برادن جو عمرو کو لیکر اپنے مقام پر آئی تو اس شب کو اسے بھی یہ خیال آیا کہ اگر اسباب تو ہاتھ سے سلیمن کا دلادیا اس نہین دلایا تو کہ مہرخ کو اسنے بعوض قتل الٰہی کسی آفت مین پھنسا یا ہو پس مجھکو اسکی خبر لینا ضرور ہے یہ سوچ کر بیمار تمام خواہش سے بجلی آرام رخصت ہو کر بالائے بام اپنی خواب گاہ پے مقام پر آکر استراحت پذیر ہوئے اور ملکہ نے گور نے سب کنیزون کو حکم دیا کہ تم سب نیچے کوٹھے کے آج رہو مجھکو ایک سحر تیار کرنا ہے خبردار یہان کسی کو نہ آنے دینا کنیزون حکم بجا لائین اور ملکہ نے تنہائی پاکر ایک سحر پڑھا کہ بروے ہوا اسنا ملا

پیدا ہوا اور ایک ہنس جواہر نگار چاند اُڑتا ہوا سامنے آیا زمین جواہر دوز اسپر کھنچا تھا گلے مین یاقوت کا مالا پڑا سراپا محل معشوقی
زیبا آراستہ و پیراستہ تھا ملکہ نے دوپٹے کی گاتی باندھی اور جست کر کے اسپر سوار ہو کر یکہ و تنہا جانب طلسم ہوشربا روانہ ہوئی
اسوقت اس عنقائے اوج حسن کے جمال کی عجیب کیفیت تھی کہ ماہ تابان سپہر چندان حسن سے اسکے شرمندہ تھا اور فروغ
رخسار درخشان کے زہرہ کا حسن ضیا ماند ہو گیا تھا وہ چہرۂ صفا کی چمک اور ید بیضا کی چمک سے سوا تھا جو کبھی کاہے کو پیر فلک
نے دیکھا تھا اپنے تارے اسپر صدقے اتارا جاتا تھا اس چاندنی رات مین ایک چاند فلک پر اور ایک نیچے ہوا پر چمکتا جاتا تھا
تھا ہوا کا صحرا مین سناٹا تھا برے ہوا اس بلقیس حشم کا چلنا تھا یا دل دلدار کا وصلہ گل ہاتھا ہے ہوا کا رتبہ بڑھا تھا

بزم عالم مین شمع رخسار کی روشنی تھی **نظم**

درپیش قیامتین ہزارون
گر سامنے اسکے بدر آیا

انداز نئے نئی ادا مین
عارض کی چمک سے داغ کھایا

کیفیت نشۂ جوانی
کھایا جو کہین کمر نے بچکا

انداز خمار و سرگرانی
ہر چند اعل دہر مین بھی دیکھا

ہر صحرائے دشت ایام بہار لذت بخش ہوتی ہر کوہ سے ہر رنگ کا زر
رنگ لالہ زار آرائی ہوئی اپنے طلسم سے نکلکر رفتہ رفتہ اسی صحرا مین کہ جسمین مہرخ اسیر تھی رانی کی دعا مانگ رہی تھی پہونچی
وہ صحرا از بسکہ مسحور و مسدود تھا اسوجہ سے ہنس اسکی سواری کا بھی رُک گیا اور اسنے جانب صحرا جو دیکھا تو ایک لشکر گویا تبہ
پایا اور سرداران لشکر کو میدان مین جمع پایا یہ دیکھ ہنس پر سے زمین پر اُتر لائی اور اس گروہ کے قریب آئی اور ہر ایک کو پہچان کر
گویا ہوئی کہ اے مین تم لوگ یہاں کہاں مہرخ نے دعا موقوف کر کے تسلیم کی یہ ہر ایک سے گلے ملی اور بارگاہ مین ہمراہ ان کے
آکر بیٹھی حال استفسار کیا مہرخ نے کیفیت بیان کیا کہ کسی ساحر نے چھپکر ہم کو روکا ہے اگر سامنے جائے آتا تو ہم مقابلہ کرتے اب
بالکل مجبور ہین بہاران یہ ماجرا سنکر فرط غضب سے بسان آتش تند افروختہ ہوئی اور کہا اس افراسیاب نے نقاری
قضا گویا اپنے ہاتھ مین رکھی ہے لیکن یہ نہین جانتا کہ میری موت اب قریب آئی ہے یہ کہکر سحر پڑھکر دستک دی بڑے ہوا کا
سناٹا پیدا ہوا اور وہ تخت اُڑتے ہوئے زمین پر اُتر آئے اپر دو عورتین بہ نیاز چہرہ و لباس بہ تکلف اور زیور
گرانبہا سے آراستہ و پیراستہ سوار تھین انھون نے ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے انکو حکم دیا کہ اے نسیم تیز رو و اے دختران
صبا شتاب سرداروں کو اور مہرخ کو اپنے تختون پر سوار کر کے اس صحرائے مسدود سے نکال لے جاؤ نازنینان
مہر پیکر حکم ملکہ بجا لائین اور سب کو سوار کر کے لیچلین اسوقت بہاران نے ایک ناریج سحر پڑھکر زمین پر مارا کہ اے زمین
بستہ کھلجا فوراً ایک آواز ایسی پیدا ہوئی اور بجلی چمکی زمین کو تزلزل ہوا یہ معلوم ہو کہ دنیا تہ و بالا ہو گئی جہد زمین
ہنڈولا ہو گیا بعد کچھ عرصے کے راستہ کھلگیا دنیا ساکت ہوئی بہاران نے نہیب دی کہ اب جو کوئی مہرخ کا
راستہ روکے گا تو طبقہ اُلٹ دونگی غرضکہ درہ کوہ ظاہر ہوا راستہ نظر آیا دریا اور صحرائے سبزہ زار کا اب
نشان نہ رہا وہ دونون جادوگرنیان نسیم وغیرہ تخت اُڑا کر چلین لشکر مین بھی طبل سفر بجا ہر شخص کمر باندھکر بطرف
منزل مقصود ہوا اور ملکہ بہاران انکو رخصت کر کے ہنس پہ سوار ہو کر پھری اسوجہ سے کہ خواجہ وغیرہ
ہمعہ کو میرے حال سے مطلع نہون غرضکہ جب یہ قافلہ روانہ ہوا تو وہ وقت تھا کہ سورہ شب کا حصار اسیران
صحرائے دنیا کے واسطے ٹوٹ چکا تھا در خاور کھلا تھا شاہ مہر تخت فلک پر سوار ہمراہ نسیم سحر آیا تھا کہ نظم

فلک دکھلائے کیا بہار رنگ + کہ بدلا شب نے مثل آسمان رنگ + سحر ہم خنجر خورشید سے کیو
ہوئی ہے آشکارا آسمان پر + صبح ہوتے ہوتے ملکہ مہرخ کو لیکر وہ دونون جادوگرنیان درہ کوہ مسدود سے اور
صحرائے مسور سے نکلگئین تھین اور ٹھہرین کہ لشکر بھی سب آکر جمع ہوا ملکہ داخل لشکر ظفر پیکر ہوکر رہرو راہ امید ہوئی براں
نے جادوگرنیونکو رخصت کردیا اور ملکہ براں قریب سحر اپنے کوچے پر پہونچکر آرام پذیر ہوئی ادھر مہرخ اپنی فوج لیکر روانہ ہوئی
لیکن افراسیاب بعد رخصت اعیان و زیر بجابت بد مزاج کدر بیٹھا تھا کہ ربط ہوا نوبت و نقارے بجے تماشائی ٹیلے اور تین
لاکھ ساحر بڑھے ہوا باز و بلاد ہنس پر سوار نظر آئے آگے آگے تخت ہائے سحر پر ایک ساحر اور دو جادوگرنیان سوار تھین کہ جگی
سردار تھین لشکر مین ڈمرو بجتا تھا اور فرس اور گھنٹون کی آواز سے دل دہلتا بڑے تزک و احتشام سے در باغ سیب
پر وہ لشکر اترا اور میدان باغ کے سامنے کا فرودگاہ سب نے مقرر کیا تینون سردار باغ مین آئے شاہ جادوان کو مجرا کیا
بادشاہ نے پہچانا کہ یہ ساحر تو وہی شیاطین جادو ہے اور جادوگرنیان ریحانہ جادو و نگار جادو دونون کنیزین مادر ملکہ
حیرت ہین انھون نے حیرت کو گود مین پالا ہے ملکہ مذکور انکو بجائے ماں کے سمجھتی ہو اور سلام کرتی ہو چنانچہ یہ دونون
شہر ریحانہ اور نگارستان کی حکومت کرتی ہین یہ ملک انکو جاگیر مین ملے ہین اب جو انھون نے حال جنگ و جدال
سنا اپنی شہزادی کی مدد کو لاکھ لاکھ ساحر لیکر روانہ ہوئین اور بعد قطع منازل اسی درہ کے قریب پہونچین کہ جو مسدود
تھا از بسکہ یہ حال طلسم کو جانکر درے کو چھوڑ کر قلعہ البیسیہ پر آئین شیاطین نے خبر آمد سن کر استقبال کر لیا اور
در قلعہ تک خود لینے آیا کیونکہ خاتون بادشاہ انکی تعظیم کرتی ہے غرضکہ باغ مین اپنے لاکر ان کی دعوت کی اور
سبب آنیکا پوچھا انھون نے کہا ہم اپنی شہزادی حیرت پاس جاتے ہین چونکہ درہ کوہ ہمیشہ مسدود ہے اور
تم اس کے محافظ ہو اسوجہ سے تمہارے پاس آئے ہین کہ ہمین ساتھ دو اسنے جواب دیا کہ مین نے مہرخ کو اس طرح پر نظر
گروان کیا اب اس کے مطیعون کو چاہتا ہون کہ جاکر قتل کرون اور بہار وغیرہ کو گرفتار کرکے حوالہ شاہ کردون
اچھا تمہارے ساتھ مین بھی چلتا ہون یہ کہکر ایک لاکھ ساحر اپنے ہمراہ لیکر انکے ساتھ بکروفر تمام روانہ ہوا اور اسوقت
آکر خدمت بادشاہ مین پہونچا الغرض بادشاہ نے انکو اشارہ بیٹھنے کا کیا یہ تینون کرسیون پر متمکن ہوئے اور بادشاہ
کو اس ساحر کی صورت دیکھکر مہرخ یاد آئی بس حسب آئین پوجا وغیرہ کرکے کتاب سامری منگائی اور اس مین
حال مہرخ دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملکہ براں نے آکر اسکو لیلی اور مہرخ رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف آتی ہے یہ دیکھکر
کتاب بند کی اور شیاطین کی طرف دیکھکر کہا کہ قیدی تو تمہارے چھوٹ گئے اسنے کہا اے شہنشاہ ایسا کون تیرے سوا ہے جو تیرے
سحر کو بیکار کرکے ان اسیرون کو نکال لیجائے مین ایسی طاقت تو سوائے آپکے کسی مین نہین دیکھتا بادشاہ از بسکہ اول سے رنجیدہ خاطر تھا
اسوقت اسکو گھرکی بیٹھا کہ او بیہودہ ادھر سے ادھر تو نا جا پھر اس غفلت تو آگے نہ ہو سکی اب یاوہ گوئی کرتا ہے ایک سے ایک
سامری نے بہتر بنایا ہو تو ہمین جھٹک دیا کیا لے جاو سب جو تمھے لیے ہوش گئے عرض کیا اے شہنشاہ اگر وہ رہا ہوگئے تو مین جاکر انکو پھر
قید کرتا ہون کیا مجال انکی جو اب آگے بڑھ سکین بادشاہ نے کہا اب وہ سب اپنے لشکر کے قریب پہونچگئے ہین اب اسیر نہ ہونگے کس لیے کہ انکے
لشکر کے عیار ہر سمت پھرا کرتے ہین اور ساحر کو منزل مقصود تک پہونچنے بھی نہین دیتے راستے ہی مین مار ڈالتے ہین اسنے عرض کیا کہ

مین عیارون کو پہلے ہی قید کر لونگا شاہ نے کہا بس زیادہ نہ بکو اب تم لشکر لیکر آئے ہو تو ہمین ٹھہرو سمجھ لیا جائیگا
جلدی کیا ہے بادشاہ کے خفا ہونے سے یہ خاموش ہو رہا اور ریحانہ و نگار تادیر حاضر دربار رہ کر عرض رسا
ہوئین کہ کنیزون کو حکم کیا ہوتا ہو کس لیئے کہ ہمارا ابھی یہی ارادہ تھا کہ اس ناکام مہرخ کو جھونٹے پکڑ کے اپنے حضور
مین لے آئین وہ وہی ہو آپ شہنشاہ ہین آپکا مقابلہ وہ کیا کر سکے گی بادشاہ نے فرمایا کہ تم سچ کہتی ہو مگر ابتو ان
باغیون نے جمعیت پکڑی ہو تم اب ملکہ حیرت کے پاس جاؤ انسے موجب مہرخ اپنے لشکر مین آکر داخل ہوگی اسوقت
مین حکم لڑنیکے لیے بھیجدونگا یہ حکم سنکر دونون اٹھین اور شاہ کو سلام کرکے روانہ ہوئین اسوقت شیاطین نے عرض کیا
کہ مین بھی انھین کے ساتھ خدمت حیرت مین جاتا ہون آپ جیسا ارشاد فرمائین گے بجالاؤنگا بادشاہ نے اسے
بھی رخصت کردیا اور یہ تینون شیاطین باغ سے باہر آکر سوار ہوئے اور معہ تمام لشکر کے دریائے خونزدوان سے اتر کر
قریب لشکر حیرت پہونچے ملکہ موصوفہ نے خبر آمد سنکر استقبال کیا لشکر انکا متصل اپنے لشکر کے اتروادیا بارگاہین انکے
لیئے آراستہ ہوئین کئی کوس کے گرد مین تین لاکھ کا لشکر اترا اور ریحانہ و نگار بارگاہ حیرت مین آئین ملکہ نے
انکو سلام کیا انھون نے دعا دی کہ بچی مانگ کوکھ سے ٹھنڈی رہو بوڑھ سہاگن ہو وارث جیئے سہاگ بنا رہے
تمہری ایڑی دیکھکر میان تیرا کسی کا منھ نہ دیکھے یہ دعا دیکر بلائین لین گرد پھرین پھر دونکو نیز بٹھین ناچ ہونے لگا جام
شراب گردش مین آیا انکی آنیکی خبر طائران سحر نے ملکہ بہار کو پہونچائی یہان مہرخ جنابی ہوئی عیارونکی سیر چلوت کی
بیٹھی تھی اسنے بھی سنا اور ضرغام عیار روانہ ہوا کہ مین جاکر ان ساحرونکو ماردون ادھر ریحانہ و نگار ملکہ سے
رخصت ہو کر اپنی بارگاہ مین آئین اور نگار و ریحانہ سے بہت چھوٹی ہو اور یہ دونون حقیقی بہنین ہین ریحانہ چھوٹی
بہن کو بجائے دختر کے سمجھتی ہے اور جب سے شوہر اسکا مرگیا ہو یہ بہت دلجوئی اسکی کرتی ہو اور وہ ہمیشہ ایک ساحر
پہ عاشق ہوکر غمگین رہتی ہو چنانچہ اسوقت جو بارگاہ مین دونون آئین نگار نے کہا باجی امان میرا تو دم گھبراتا ہے
مین تو سیر کو جاتی ہون ریحانہ نے کہا بیٹا یہ مقام پُر آشوب ہو دشمن سے مقابلہ پڑا ہو صدقے یہی کیا تمنے اپنا گھر بنایا ہو جان
پایا وہان ماری ماری پھرین اب یہان تو وہ بیٹھو اسنے کہا ابھی تو لڑائی موقوف ہو مین خالی بیٹھ کر کیا کرون نا صاحب میرا دم گھبرا کر
نکل جائیگا اور دشمن سے مقابلہ ہو تو کیا مین اسکے لشکر مین تھوڑی جاؤنگی جنگل مین پھر چلکر دو گھڑی دل بہلاؤنگی پھر چلی آؤنگی جنگل مین
کسی کا اجارہ ہے یہ سب طلسم میرے شہنشاہ کا ہے ریحانہ یہ گفتگو سنکر سمجھی کہ جائیگی یہ ضرور کیونکہ اسکی عادت ہو کہ ایک جگہ
اسکا جی نہین لگتا ہے دل سے مشورہ کیا کہ میری بہن شوہر کے غم مین گھلی جاتی ہے تھوڑی مدت کے بعد یہان آئی ہے پھر پھر
آئے دو لیکن جنگل مین اسکا اکیلے پھرنا اچھا نہین عیارون کا بڑا خوف ہے بس بہتر ہے کہ لب دریا صحرائے سبزہ زار مین فرش بچھاکر
اسکو بٹھا دینا چاہیئے اور خاصہ ساقی اور کنیزین متعین کرنا چاہئین کہ اکیلی نہ رہے سب ملازم اسکے محافظ رہین بس یہ سوچکر اس سے کہا
کہ بیٹا ہوائی دیدہ تو ہمیشہ سے تم ہو اچھا اس شرط سے جانے دیتی ہون کہ لب دریا فرش بچھا کر جلسہ جماؤ ہر سمت دوڑتی نہ پھرو
میری جان مین تمہارے ہی بھلے کو کہتی ہون یہان نگوڑے عیار غضب کے ہین انسے مجکو خوف ہے بہن نے اسکی کہا اچھا باجی امان کیا
مضائقہ کہین نہ جاؤنگی ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر دل بہلاؤنگی یہ سنکر ریحانہ خوش ہوئی لشکر تو دور تک اترا ہوا تھا اور قریب دریا

قاعدہ جو لشکر کے اترنے کا جنانچہ لشکر سے کوس دو کوس کے فاصلہ پر ایک دریا روان ہو کنارے اسکے صحرا رشک بوستان ہے متصل اسکے بہار گلون سے عیرت دہ خیابان ہو اسی صحرا مین کنارے دریا کے فرش ہونے کا حکم دیا گیا اور لسبکہ یہ دونون اپنے ملک کی شہزادی ہین تمام سامان عیش و راحت انکے ہمراہ ہے بس ملازمون نے جلد سامان مسرت آرام وہان مہیا کیا اس بحر کے کنارے جنگل آراستہ ہونے سے دونا حسن ہوگیا ادھر تو بادفراش نے فرش زمردین سبزہ صحن دشت مین بچھایا تھا ادھر فرش قالین گلدار کا فراشون نے آراستہ کرکے سطح عنبر کو لالہ زار بنایا ادھر مصور بہار نے تصاویر گلہائے بو قلمون سے صفحہ بیدا کو اندر رنگ مانی کیا تھا اس جانب نقاشی فرش رنگین گلکاری شیشہ و آلات زر تحریر سے ورق طبق ارض نگار خانہ چین ہوا تھا انگور بہائے رنگین ہاتھ مین چھوڑے گئے جو شب کو ستارونکی طرح چمک دکھائین قمقمے درختون مین لٹکا دیے جو صحرائے اخضر مین مثل انجم فلک زبرجدی شمع ماہ کو زمین برج سنبلہ مین ستارے آئے ہوے نظر آئین لب ساحل کشتیان شراب ناب کی لگادی گئین لبا مے کے قہقہے اڑانیکا وقت قریب آیا گلدستے سامنے مسند کے رکھدیے زیادہ لطف پر یہ جوان بڑی آن بان کے لگا دیے یہ سامان عیش و نشاط اس جگہ مہیا کردیا جسکا یہ نقشہ تھا نظم

وہ دشت جو دشت دلکشا ہے
مے نوش ازل تھے جا بجا چست
جو پھول ہین قدرت خدا ہے
کرتی تھی بہار باغبانی
اس دشت مین واہ ری وہ مجلس
بیٹھے جو وہان زہرہ اٹھے حور
شیشون کی چمک گلون کا جوبن
پہنے ہوے جامہائے رنگین

جس دشت مین خلق کی ہوا ہے
ہر برگ ہے تازہ ہر شجر سبز
جو سبزہ ہے خضر رہنما ہے
دریا کی وہ ہر طرف روانی
تھا جس سے فروغ چشم نرگس
ہر ساغر بادہ ہمہ گل
سبزہ زارون کے گرد مرغ گلشن
ارباب نشاط سب فراہم

نخل و گل و بلبل و صبا چست
سبزے سے تمام دشت سرسبز
گل میکش بادہ جاودانی
تھا آب حیات پاک پانی
وہ صاف بچھا تھا فرش بلور
تھی بر لب مے جواب بلبل
خدام و مصاحب و ارا کین
باجون کو خوشی مین ساز باہم

القصہ جب یہ دونون حسن کی سرکنڈون افسون او جادو انکو نگار اپنے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوئی اور اس مقام فرحناک پر آکر لب ساحل مسند پر جلوہ گر ہوئی اور سیر دریا اور صحرا کرنے لگی اسوقت مغنیان خوش نوا کا گویری کی تانین اڑاتا بچھلا پہر دن کا باقی عجب سہانا وقت گرمی مجلس کا گرم ساقی ہنگام غروب مہر صبح بہار سے بہتر وہ سر پردہ زرد دھوپ کا عالم جنگل مین کشت زعفران کا جوبن دکھاتا آفتاب ہر اق سپہر کا کاخ دہر کی دیوار مین آئینہ لگا نظر آتا جانور بسیرا لیتے مرغ چہکارتے پھرتے تھے ایسے مقام فرحت بیز پر دور شراب ناب و جلسہ چنگ و رباب کا یہ عالم دکھاتا تھا کہ خاطر روزگار کو لبھاتا تھا نظم

تھا جام شراب مست کا ہاتھ
نہرون مین روان تھا آب حیوان
پاکون کو بلور چومتے تھے

جلتی تھی ہوا شراب کے ساتھ
گانے کا تھا شغل بزم معمور
مستی سے درخت جھومتے تھے

تھا خضر کہ سبزۂ گلستان
جھڑتے تھے قریب دوہرے طنبور
اس ہنگام فرحت و سرور مین وقت

آیا کہ صحرائے فلک مین منادی انجم کو فراش قدرت نے منور و روشن فرمایا اور یہ سبزہ زار سنبل فلک خسرو ماہ کیا زہرہ نے ترانہ خوش سنانا چاہا کہ نظم

بہار شام آنکھون مین پھر آئی ۔ ہر اک کے مینہ پھر آنکھون مین آئی ۔ نظر کی سوے صحرا خوش ہوا دل

جمی ساحل پہ بیخوارون کی محفل

رات کو فراش مہتاب نے فرش چاندنی بزم عالم مین گسترده کیا ہر طرف پہولون کی خوشبو آنے لگی صحرا مین سناٹا ہوا ہوا سے سرد نے دلون مین جوش وحشت پیدا کیا یہ عالم ہوا ابیات

گل مست طیور بوستان مست ۔ بلبل سے زیادہ باغبان مست ۔ سب بزم نشین تھے نقش دیوار

شبنم سے تھے اشکبار اشجار ۔ کیون مست نہو ہر اک صنوبر ۔ دیتی تھی بہار لالہ ساغر

غنچون کے تھے شاخ سے اشارے ۔ تو کاہکشان ہے ہم ستارے ۔ اس بہار کی سیر مین تھی سیر سنیے

کہ بعد رہا کرنے باغبان وزیر کے قران و برق اپنے لشکر کی طرف چلے آتے تھے یہان تک کہ اس صحرا مین جہان جلسہ ہو رہا ہے پہونچے اور دور سے ٹھہر کر تمام کیفیت دیکھی پھر اپنے لشکر مین داخل ہو کر ملکہ بہار وغیرہ سے ملاقات کر کے حال قتل ایلچی اور مہرخ وغیرہ بیان کیا بہار نے آثار ریحانہ و نگار کا اسنے کہا برق نے حال لشکر کہا کہ اے ملکہ مین نے سبزہ زار مین جلسہ ساحرون کا دیکھا ہے یقین ہے کہ یہی ساحرہ ہے جسکا ذکر تم نے کیا ہے پس جب یہ مقابلہ آپکے کرینگی تو آپکو زحمت ہوگی مین جا کے انکو مارے ڈالتا ہون یہ کہکر وہان سے چلا اور کنارے دریا کے آیا از بسکہ وہ دریا جسکے کنارے ساحرہ ٹھہری ہے بہت دور تک ہے ایسا کہ لشکر یہان مہرخ بھی بجرے پانی لیتے ہین پس یہ عیار جب کنارے اسکے پہونچا پھر پھر چلا بہار کی طرف کے مقرب ہے اس سے ایک موئے پلکی طلب کر کے اپنی صورت ایک زن حسینہ کی ایسی بنائی بالکل شہزادی مہر رخسار دیو قار معلوم ہوتا تھا جیسے آفتاب بیدار تھا بلکہ خورشید کو شرماتا چہرہ وہ اسکے جمال سے کیا آنکھ ملائے شرما کر نقاب ابر مین منھ چھپائے غیرت سے بحر مغرب مین ڈوب جائے اس رخ تابان کو دشمن جو دیکھے رعب حسن سے تھرائے اسکے عشق مین یگانہ سینہ سوزان رہے چشمہ چشم مین تری آجائے چہرہ بے نظیر مین بالائے بینی الف ابرو لبان کمان کشیدہ جیسے تحریر مین الف آفتاب سر مہر ہوتا ہے زلف چلیپا کے سامنے شب نعت کا سو دود ہوتا ہے رخسار پر ذکر زلف کا آیا اور گیسو کا لہرانا قرص مہ پہ ابر کا چھا جاتا تھا جو زار پیچا بندھا تھا مشک نافہ تھا مانگ کا جو بین بالون مین یون ہویدا جیسے ظلمت مین آب خضر چھپا نہین نہین ہرین اہ فونوار رات کو کہکشان کا اظہار جبین غیرت بخش بدر منیر کی سامنے اسکے کیا قدر رخسار پر خال سیاہ کا جون یا میدان تاتار مین پڑا ہوا مشک نافہ ختن وصف دہن مین دہن کھولنا بیجا ہے یہ عقدہ بھلا کس سے حل ہوا ہی ہنگام تبسم اس نمک کا عالم مین شور ہے جسپر پسا ہوا دل ہو وہ جو لب لعل یاقوت کی بہون خندہ قوت روح و دماغ جنون غرضکہ سراپا اسکا بینظیر یہ اسکی تصویر نظم

خورشید سے جبینا ہے میدان ۔ بالون کی صفت بہت ہے مشکل ۔ جبتک کہ نہ منھ شگافت ہو دل

یہ شام کو خط استوا ہے ۔ رکھی ہے سپر پہ تیغ عریان ۔ بالا پہ کہ جیسے مانگ کیا ہے

سنی سے صورت صفا ہے ۔ دونون رخ صاف باغ امید ۔ گویا ہے قران ماہ و خورشید

مضمون کہان ہین ایسے زیبا ۔ آئینہ قدرت خدا ہے ۔ کیا اسکا رقم کرون سراپا

نظارہ کرے جو چشم تحقیق ۔ کس طرح سے آن بان لکھے ۔ مقدور کہان کہ شان لکھے

تب میرے کلام کی ہو تصدیق

اس شکل و شمائل سے آراستہ ہو کر

حجرے پر فرش عمدہ بچھا کر شست ہاتھ مین لیکر سوار ہوا اور ایک ماہجبین سے کہا کہ سحر سے صورت بدلکر مورنکھی پر بیٹھے اور
کھیتی ہوئی چلے ماہجبین حسب ارشاد عمل مین لائی اور مورنکھی روان ہوئی اس چاندنی رات مین ماہی کا شکار رہا تابان
حسن کھیلتی روانہ تھی مورنکھی ہوا کی طرح سن سن چلی جاتی تھی یہان تک اسی مقام پر پہنچی کہ جہان نگار لب ساحل جلسہ
جمائے بیٹھی تھی اسنے جو دیکھا کہ ایک شہزادی مورنکھی اڑائے جاتی ہے سمجھی کہ یہ طلسم تو بہت بڑا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کسی قلعہ
کی شہزادی سیر دریا کو نکلی ہے بس اسکو بلانا چاہیے اور صورت بھی ایسی پیاری ہے کہ جس سے تیری محفل کو رونق ہو جائیگی
ازبسکہ یہ ساحرہ حسن دوست بہت ہے تاب لا سکی کھڑی ہو گئی اور آگے بڑھکر پکاری کہ بہن ذرا ٹھہرو اس مہ جبین نے
کچھ جواب نہ دیا اس سے اسکا اور اشتیاق زیادہ ہوا اور پھر پکار کر کہا اللہ رے غرور آپکا اور غضب ہم پکارتے ہین اور
آپ جواب نہین دیتین لے صاحب ذرا ٹھہریے اپنے حسن پہ مغرور نہ ہو جیے لو ہم کوئی رذیل نہین ہین اپنی جگہ کی
شہزادی ہین قربان آپکی بے اعتنائی کے ہم جانتے ہین کہ پھر ابھی آپکا ہے مانگے کا نہین ہو آپ شہزادی ہین لیکن اتنا
غرور سامری کو پسند نہین کہ منہ ہی سے نہین بولتے یہ خلاف انسانیت ہے ذرا ٹھہر جاؤ کیا ہرج ہوگا اس قلزم جمال نے
اسکے کہنے پر بھی کچھ جواب نہ دیا جب تو اسکو غصہ آیا اور گھٹنون بھر پانی مین اتر گئی اور ماتھے پر ہاتھ برسم سلام رکھا۔
اس مہ حسن نے جواب سلام دیکر کہا کہ بہن مجھکو معاف کرنا مین ایک کار ضروری کو جاتی ہون ورنہ تم سے ضرور ملاقات
کرتی یہ کلام جو اسنے سنے اور زیادہ جسارت تکلم ہوئی بولی کہ زندگی اتنی باتین نہ بناتی تو کیا ہوتا کیا تمھارے دشمن کسی کے
نوکر ہین ہم میان خفا ہون گے دیر کیا ہوتی ہے ایسی باتین مین خوب جانتی ہون تم مجھکو کیا جھکیون مین اڑاؤگی
مین تم ایسی دس کو راہ بتاؤن لو صاحب ہمارا تو اس پیار سے بلانا اور آپکا یہ اترانا جاؤ تو ناک چڑھی ہین گرفتار
کیون ہے اتنا بھی نہ کھا آدمی مجھکو اچھا نہین معلوم ہوتا ذرا یہان آجا چاندنی کا جلسہ دیکھ کر اور [illegible]
ہم تم ساتھ بیٹھین گے ذرا ہنسین گے بولینگے اور ہمارا کیا کام ہے تجھسے عیار نے یہ گفتگو سنکر تیوری چڑھا کر [illegible]
مین اگر جو اس پر دو عقل کے ناخن دبھلا مجھ سے تم سے کہان کی جان پہچان ہے جیتا جلد ٹھیل پڑتی ہین میرے پیچھے بہت
ہوگئین بلا کی طرح چپٹ گئین واہ واہ واہ چلے کی خوب بندگی خردی سب اس دریا مین ڈوبی نگوڑی مین کیا جانون
کہ تم کون ہو تمھین میرے روکنے سے کیا مطلب مین اپنی راہ جاتی ہون تمھین کیا معلوم کوئی کس کام کو جاتا ہے کس کام کو
نہین تم سے کوئی کیا بتائے تم تو لپٹ پڑتی ہین کہ یہان آؤ یہان آؤ لے بی ذرا تمیز سیکھو [illegible]
نے کہا ماشاء اللہ کیا فر فر زبان چلتی ہے جیسے کانٹا ہوگئین ہماری تو یہ محبت اور خاطر داری اور آپ [illegible]
آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہین آپ کو خود تمیز نہین ہے آدمی سے آدمی ملتا ہی ہے مین نے پکارا تو کیا [illegible] بی
آدمی کو آدمیت لازم ہے تمکو اتنی تو انسانیت نہ آئی کہ مین پانی مین تمھارے لیے اتر آئی اور تم نہ ٹھہرین ہان ہان سچ ہے تمھارا
کوئی منتظر ہوگا اسکا پاس کروگی ہائے میرا سامری کی قسم مین نے اول جھول ور جلد باز زندگی نہین دیکھی تیرا چاہت اپنے منتظر کی
جہان اتنی دیر ہوئی مشتاق وہان لمحہ بھر اور سہی تمکو اپنے چاہنے والے کی قسم تمھین اپنے دیدون کی قسم ذرا ٹھہرتی جاؤ ابھی آگے
جائے تو ویسے ہی پہونچین اس گوہر محیط خوبی نے جواب دیا کہ لے واہ تم تو خوب ہو بیل ہو لائین لے بی میرا منتظر تمکو کیا اسکا ہوگا

یہ تم ہی ایسی اماتی ہو کہ جنگل مین منگل کر رہی ہو یہ کہو کسی کے انتظار مین یہان آکر بیٹھی ہو مجکو بھی یہی راہ سکھایا چاہتی
ہو سو یہ میری جان بخیریت ہے بندی ایسے بھرے مین نہین آنے کی یہان جمشید کی قسم میرا کلیجہ دھک دھک کر رہا ہے
کبھی اتنی دور اکیلی کاہے کو آئی آج شامت جو آئی ادھر نکل آئی مین کمبخت کیا جانون اندھیرے اوجانے نکلنا میرا دیدہ ایسا
موٹا کاہے کو ہے کہ غیر جگہ آکر پڑ رہون اس وقت لکا حال ساری جانتے ہین بوٹی بوٹی میری کانپ رہی ہے جب گھر پہونچون تو زندگی
دوبارہ ہو اسنے کہا سلطے بی یہ باتین نہ بناؤ یہان کوئی غیر نہین ہے ہم بھی ملازم شہنشاہ کے ہین تم بھی انکی رعیت کسی آدمی کی بھی
طاقت نہین جو ہم سے آنکھ ملائے تم خوف نہ کھاؤ اُتر آؤ ہماری جان کی قسم زیادہ نہ ٹھہرنا لمحہ بھر مین چلی جانا مین کوئی پاجی
نہین ہون کوہ ریحانہ و نگارستان کی شاہزادی ہون اسنے جواب دیا کہ تم سچ کہتی ہو لیکن بڑے بھیا کی طبیعت بہت خراب
ہے وہ اگر سُن لین گے تو مار ڈالین گے نگار نے کہا آؤ بھی چلی بھی آؤ عیار کو تو اُترنا منظور رہتا ہی بعد تکرار بسیار و منت کے اُتر
اسنے ہاتھ پکڑ کر مسند پر لیجا کر بٹھایا ساقی نے جام دیا اس نازنین نے شرما کر جام ہاتھ سے رکھدیا اور نیچی نگاہ کرکے بیٹھی
نگار اسکا حسن و جمال دیکھ کر فریفتہ ہو رہی تھی اسکی گردن مین ہاتھ ڈال کر گویا ہوئی کہ بہن تمھین شرم بہت آتی ہے
تم یہان میدان مین بیٹھو میری باجی اماں پاس یعنی ریحانہ کے پاس چلو اس عیار شوخ طرار نے جھجک کر کہا اے بی
کیون مجکو دیوانہ بناتی ہو ناصاحب وہان مردانہ ہوگا کیا تم میری آبرو کے پیچھے پڑی ہو ساری کی قسم ابا جان تو خیر بڑے بھیا
اگر یہان کا ٹھہرنا سُن پائین تو میرے ٹکڑے اُڑا دین نہین معلوم میرا کیا حال کرین نگار نے یہ تقریر سُنی اور چپ ہو رہی لیکن
اسکو تاب کہان پھر بولی کہ لے بہن تم بہت آدمیون مین شرماتی ہو تو چلو وہ جو سامنے سبزہ زار ہے ہم تم چلکر بیٹھین یہ عیار
اس کلام پہ چپ رہا اور وہ اسکا ہاتھ پکڑ کر اُٹھی مگر مستفسر ہوئی کہ تمکو کچھ گانا بھی آتا ہے اسنے کہا گانا رونا سب کو آتا ہے یہ
یہ سنکر خواصون سے کہا کہ ستار اور باجا لیکر چند آدمی میرے ساتھ آؤ کنیزین بہ حکم عمل مین لائین اور یہ کچھ دور جلسے کے
مقام سے آکر لب ساحل بیٹھی اور کشتی شراب طلب کی اور اس نازنین سے کہا کہ مین باجا بجاتی ہون تم ستار چھیڑ دو گانے مین
تمکو شرم آئیگی یہ تو ہاتھ کا کام ہے اسنے اسکے اصرار سے ستار کے طرین درست کرکے اس طرح بجایا کہ درخت کو مست بنایا کہ نظم

سنتے ہی وہ نغمہ تھی کہان تاب
ہونے لگا دل مین خود بخود درد
نکلی بھی تو لب سے واہ نکلی

ہر چشم پہ آب چاہ سیماب
جامے سے ہوئے سب اپنے باہر
پروانہ کے ساتھ آہ نکلی

ہوش اُڑ گئے چہرہ ہو گیا زرد
ہاتھ اُٹھ گئے ہلگیا کبھی سر

نگار محو ہو کر تعریف کرنے لگی کہ اور
جام شراب سے لبریز کرکے قسمین دینے لگی کہ تم بھی پیو اس حیا نے جام لیکر لبون سے لگایا اور منہ بنا کر کہا یہ
شراب بہت تیز ہے میرے کام کی نہین مین اپنے نشہ کی چیز پاس اپنے رکھتی ہون یہ کہکر ایک قلم شراب کی کمر سے
نکالی اور کہا دیکھو یہ شراب مین پیتی ہون پھر اس شراب دو گلابیون مین ملا کر ایک جام بھر کر نگار کو دیا وہ بے وسواس
پی گئی اسنے ایک ایک جام اور جو جو عورتین تھین سبکو دیا یہ سب پی گئین اور کچھ عرصہ مین مع نگار ہر ایک بیہوش
ہو گئی عیار نے خنجر نکالکر بے وسواس پہلے نگار کا سر جدا کیا پھر اوروں کو قتل کرنے لگا شور گیر و دار برپا ہوا ساحر
جدا الگ ٹھہرے ہوئے تھے غل سُن کر دوڑے اور ادھر ریحانہ کو بھی خیال آیا کہ بہن میری دیر سے

گئی ہے مین بھی جاکر دیکھون بس اُڑکر چلی اور اسوقت تک پہونچی کہ برق جادوگر نیون کو مار رہا تھا اپنے آتے ہی سحر پڑھا کر برق بجسم وحرکت ہو گیا اور یہ زمین پر جو اتری بہن کا اپنی سر جدا پایا پس اپنا گریبان پھاڑا اور نعرہ آہ مار کر پچھاڑ کھائی پھر لاشہ ہمشیر سے لپٹ کر بین کرنے لگی کہ اے میری نا شاد و نامراد بہن ہائے مین کہتی تھی کہ تو سیر کو آگ لگا میرا کہنا نہ مانا اے میٹا مجھے اکیلا کر گئین اے بعینا اپنی جند ری پہ یہ آفت تمنے لی میری کمر توڑ گئین ابھی تمنے دنیا کا کیا دیکھا تھا ہائے مجھ دکھیا کو موت نہ آئی اے میٹا اپنی نیچے کی نہ میری کہی ہائے مجھ سے ایسی بیزار ہو گئین کہ اب منھ سے نہین بولتین افسوس اب کسی بات سے تمہین مطلب نہین اے بیٹا سیر کرنے جاؤ اے فرزند اب مجھ سے ضد کرکے اٹھلاؤ میری گود مین مچل جاؤ جیسے چپکے مجھ کو کوسو پھر روٹھو کہ مجھ سے الگ جا کر چھو ہائے اب تم نہ کچھ کرو گی تمہارا یہ حال ہو کر نظم

نقولیم کہوں تو اسے جانی	نہ کردہ کتاب زندگانی	سوتخت کہ بوریا برابر
بیگانہ و آشنا برابر	تربت پہ چڑھاؤ گل انھین کیا	ٹھکرائے چلے جو کوئی اچھا
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک	تن خاک ہر ایک آرزو خاک	دنیا کی طمع نہ حرص دولت
اک عالم بیکسی و غربت		

الغرض رو پیٹ کر لاش بہن کی اٹھوا کر برق کو گرفتار کیے اپنی بارگاہ مین آئی اس عرصہ مین خنجر آفتاب سے عیار روز نے سر ساحر شب کا جدا کیا اور نقش رنگا رنگ انجم کو ضیائے مہر نے مٹایا نظم

نظر جسدم پڑی نور سحر پر	نظر آئے گریبان چاک گیسو	ادھر تو رنج و غم کا یہ سبب تھا
ادھر مہ کو بھی داغ ہجر شب تھا		

صبح کو تمام ساحر لشکر کے اور سردار وغیرہ حیرت کے اسکی بارگاہ مین جمع ہوئے اور بڑی دھوم سے لاش نگار کی اٹھوائی رسم تعزیت ادا کی دن بھر اسی رنج و الم مین ہر ایک رہا جب فلک پر بنات النعش بصورت جنازہ ظاہر ہوا اور عالم سواد شب سے سیاہ پوش نظر آیا ابیات

اندھیرا چھا گیا نظرون مین کیسر	ہر ایک ساحر کا دل تھا رنج سے خون	کہ جب چمکا ستارا ان فلک پر
		سنو اب قتل ریحانہ کا مضمون

یعنی سرشام اسنے برق عیار کو قفس مین بند کر کے سامنے اپنے رکھ لیا اور نعرہ غضب نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اسکے طبل جنگ بجا اسنے کہا کہ تمام لشکر امرنکا عوض مین اپنی بہن کے بکام تمام کرونگی پھر اس عیار کو بڑے عذاب سے مارونگی الغرض جب اسکے لشکر مین نفیر سحر کی طائران سحر نے سامنے بہار وغیرہ کے جاکر خبر عرض کی ادھر بھی طبل جنگ پر چوب پڑی غلغلہ لشکر مین برپا ہوا تیاری حرب اور درستی آلات جدال ہونے لگی صدائے طبل رزم جب ضرغام عیار نے سُنی یہ برق سے بھی پہلے بہر عیاری روانہ ہوا تھا بس اسوقت گھبرایا کہ تو دور دفتے پھر رہا ہو اور کچھ ہو نہین سکتا برق نے جاتے ہی فیصلا کیا آج تو بھی صبح نہ ہونے دے کہ ساحرہ لڑکر تیرے لشکر کو تہ تیغ ہو نہ جائے بس اسی فکر مین ساحر بنا ہوا لشکر حریف مین پھرنے لگا اتفاق بروز نگار سے کیفیت سنیے کہ ملکہ حیرت نے اپنی وزیر زادی یاقوت جادو سے کہا کہ تم معہ چند سردار و نکے کلہا ناسپکر ریحانہ کو میری طرف سے جاؤ اسنے کل سے غم ہمشیر مین کھایا نہین کھایا ہو گا سمجھا کر کھلاؤ یہ حکم سنکر یاقوت و شہر نگار و شیاطین وغیرہ چند سردار خوانہائے طعام ہمراہ لیکر روانہ ہوئے حیرت نے صرصر عیارہ کو بلا کر فرمایا کہ تو بھی کھانے کے ساتھ جا ایسا نہو کہ کوئی عیار دست اندازی کرے عیارہ بھی عقب سرداران بانہ عیاری کے پہن کر روانہ ہوئی اور راہ مین

ضرغام نے ان سب کو جاتے دیکھا پہلے تو ساحروں کو دیکھکر چپ رہا مگر کھانا وغیرہ جاتے دیکھکر سمجھا بیشک اسکے
ہمراہ کوئی عیارہ بھی ہوگی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ صرصر کو آتے دیکھا بس ایک مقام تنہا پر جب صرصر پہونچی یہ جھپٹ کر
قریب گیا اور کہا اُستانی جی بندگی صرصر نے ہرچند یہ صورت بدلے ہوئے تھا مگر پہچانا برا بھلا کہنے لگی کہ تیری استانی کے
منہ کو جھلسا اور تیرے اُستاد کو گھڑی گھڑی زمین نگوڑے تو اپنی بدذاتی سے باز نہیں آتا ضرغام نے کہا استانی تم خفا
نہ ہو یہ بتاؤ کہ آج تم سست کیوں ہو اسنے کہا تیری ایسی تیسی کی تو بہروپی بنے جاتا ہو استانی جی تیری کون الزادی خواستہ ہے
اسنے کہا اچھا بتاؤ اُستاد نے یہ عیاری کیسی کی عیار نے یہ سنکر خیال کیا کہ شاگرد و طلسم کو کب سے آگیا بس یہ سوچکر کہا وہ بھلا اُستاد
تیرا کہاں یہاں آیا اسنے کہا واہ وہ آپ ایسی غافل ہیں ورد آکو گود میں لیا چاہتے ہیں تجھے کھڑے پکڑ پہنا تھا کہ اسنے ٹھہر کر پیچھے کیطرف
دیکھا عیار نے کمند کا حلقہ گردن میں پہنایا وہ اسطرف پھری تھی کہ اسنے حباب بیہوشی مارا وہ چیخ کھا کر گرا چاہتی تھی کہ
اسنے چادر عیاری میں اسکو لپیٹا اور لیکر بھاگا اور جنگل میں لاکر ایک غار میں اسکو ڈالکر خوب بیہوش کر کے پیراہن اسکا لے کر
آپ پہنا اور آپ اسی کی صورت بنا سبحہ تولتا ہوا اور کمند کے پچھے دوش پر ڈالے جست و خیز کرتا روانہ ہوا اس عرصہ
میں یاقوت وغیرہ کھانا لئے بارگاہ ریحانہ میں آپکی تعین کہ اسنے بھی لوگوں سے دریافت کر کے بارگاہ میں اپنے تئیں
پہونچایا یاقوت نے پوچھا کہ اے صرصر تم کہاں رہگئی تھیں اسنے کہا رفع احتیاج کو ٹھہر گئی تھی یہ کہکر وہ لوگ جو کھانا لیکر آئے تھے
ملازم اور فوج وغیرہ ان سب کو باہر نکالا کہ مجھکو حکم ملکہ کا بہ حفاظت طعام ہے تم میں عیار نہ ملکر چلے آئیں وہ سب
اسکے کہنے سے چلے گئے اور اسنے سب خوانون سے سرپوش توڑ کر کھانا دیکھنا شروع کیا ادھر ریحانہ نے یاقوت و شیاطین وغیرہ
کی تعظیم کر کے صف ماتم پر بٹھا کر بعزت تمام بٹھایا پہلے تو سب نے پرسا دیا پھر آخر ایک نے دوسرے کے منہ سے آنچل ہٹایا اور باب
نصیحت وا کیا کہ سنو میری جان ہمیشہ کوئی جیا نہیں جس نے نعمان کا بیٹا کھایا اسنے رونے کو ضرور دیکھا سوائے صبر کے
چارہ نہیں ہے ریحانہ ملکہ حیرت نے اپنے سر کی قسم دی ہو اور فرمایا ہے کہ میں بھی کھانا نہ کھاؤنگی اگر وہ نہ کھائیگی بس
مناسب ہے کہ اپنی شہزادی کا کہنا مانو کھانا نوش کرو ادھر تو یہ سب فہمائش میں مصروف ادھر عیار یعنی صرصر نقلی نے تمام
کھانے میں بیہوشی ملادی آخر ریحانہ کھانا کھانے پر راضی ہوئی اور یاقوت نے دسترخوان طلب کیا عیار مذکور نے
دسترخوان بچھا کر کھانا چنا اور سب نے کھانا شروع کیا جب پانی طلب کیا عیار ہی نے پانی بھی بیہوشی آمیز پلایا ریحانہ کی انیسین وغیرہ
[illegible] اکثر کے طعام ترک کئے ہوئے تھیں انھوں نے بھی کھانا کھایا کھاتے ہی ہر ایک بیہوش ہو گیا عیار
نے ملازموں کو پہلے ہی منع کر دیا تھا کہ اندر نہ آنا اسوقت دربارگاہ کا کمرہ دیکھا خنجر کھینچکر پہلے ریحانہ کا سر جدا کیا اسکے مرتے ہی
برق جو قید تھا اسپر سے سحر اتر گیا اور قفس کی کھڑکی توڑ کر وہ بھی نکلا اور جلد صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی مگر اس جلدی
میں صورت کیا بدلی جائے اسنے دھوتی باندھ چادر منہ سے چھپا بدن پر زخم کے نشان بنا کپڑوں پر خون چھڑک کر
انہیں بیہوش شدہ لوگوں میں اپنے تئیں پہونچایا اور لیٹ رہا یہ اس لئے کہ ساحرہ کے مرنے سے غل مچا تھا تو
جانتا تھا کہ ساحر لشکر کے یہاں ضرور آئینگے پس میں ٹھہر رہوں اور کچھ کام کروں غرض ادھر تو مرگ ساحرہ
[illegible] غلغلہ بلند ہوا ادھر عیار نے جلد جلد چند ساحروں کے سر کاٹے شور زیادہ بلند ہو ساحر جو

باہر تھے آہنین جو بہادر تھے وہ تو بارگاہ کی طرف دوڑے اور باقی ملکہ حیرت پاس دوڑ گئے وہ منتظر ملکہ یاقوت کی بیٹھی
تھی کہ ساحروں نے آکر فریاد کی بیٹی پکارے کہ اے ملکہ غضب ہوا وہاں سب مارے گئے ملکہ مذکور یہ خبر سنکر گھبرائی اور
بزور سحر اڑ کر چلی یہاں ضرغام نے سو ڈیڑھ سو مصاحبوں ریحانہ کے سر کاٹے تھے اور یاقوت وندیدہ ادی کا سر کاٹ کر
شیاطین کے سینہ پر سوار ہوا تھا کہ ایک برق چمکی یہ سمجھا کہ کوئی آفت آئی بس جست کر کے سراپچہ فراکر بھاگا اور وہ برق
آمد حیرت سے چمکی تھی چنانچہ وہ بارگاہ میں اتری اسکے ساتھ چند خواصین اور زمرد بہن یاقوت کی تھی اور باہر جو
ساحر کہ دوڑے تھے وہ بھی اندر بارگاہ کے آئے اور سب نے ایک سیل خون بہتے دیکھی صدہا ساحر کی گردن جدا جسم
سے پائی زمرد نے اپنی بہن کو مقتول دیکھکر گریبان چاک کیا اور بین کرتی ہوئی لاش سے دوڑ کر لپٹی کہ اے میری ماں
جائی اے میری ساتھ کھیلی تو نے میری کمر توڑ دی ہائے اس بہن کو موت نہ آئی ہائے میں ناشاد نیتر اور وہ دیکھنے کو
جیتی رہی ہائے افسوس یہ کیا غضب ہوگیا اے آج بچپنے کا ساتھ چھٹ گیا غرض یہ تو بین کر رہی تھی کہ برق جو زخمی پڑا
تھا اسنے لیٹے لیٹے کمند ماری کہ حلقے اسکے گردن و کمر میں زمرد کے پیچیدہ ہوئے اور یہ گھبرا کر سحر پڑھنے لگی اور دھواں
بنکر کمند سے نکلی اور بھاگ کر فرط خوف سے الگ کھڑی ہوئی اے ڈر کے گھگی بندھ گئی ساحر کہتے ہوئے کہ ارے کیا ہے
ارے کیا ہو یاس یکے یہ برق سمجھا کہ اب تم پکڑے جاؤ گے بس لوٹ مار کر ایک قنات پاس پہونچا اور اسکو چاک کر کے باہر نکل گیا یہاں
ہزارہا مشعلیں روشن ہو گئیں کون تھا کون تھا شور مچا حیرت نے باران سحر برسایا کہ جو ساحر قتل نہ ہوئے تھے انکو ہوش آیا
شیاطین بھی اٹھا کیفیت سے واقف ہو کر گویا ہوا کہ اب لشکر میں یہاں نہ ٹھہرونگا یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر اپنی بارگاہ میں آیا
اور طبل سفر اسی وقت بجوا کر کوچ کر گیا اور کہتا گیا کہ میں اپنا عوض مہرخ سے لیتا ہوں کیونکہ عیاروں سے بچکر اپنا کام کرنا
چاہیے غرض وہ ساحر اپنے لیکر یہ تو چلا گیا اور حیرت لاش ریحانہ پر خوب روئی پھر سب لاشوں کو اٹھوایا اور ملکہ صورت نگار
بھی قتل ہونے سے بچ رہی تھی اسنے جاکر مصیبت سے یہ سب حال کہا اس مردود نے جواب دیا کہ میں سب تصویریں
عیاروں کی کھینچ چکا ہوں کچھ ہی کسر باقی ہے اب ان سب کو ارژنگانی الجلد یہاں یہی ہنگامہ بپا ہے حیرت روتی ہوئی لاشیں
اٹھوا کر بارگاہ میں آئی ادھر عیاروں نے جاکر بہار وغیرہ کو جملہ حقیقت سنائی وہاں جو طبل بلندی بجا تھا تیاری ہو رہی
تھی وہ موقوف رہی ولادوں سے لشکر ملکہ اڑائی اسی معرکہ میں شب نے بھی مثل دود تیرہ ساحر افق جسم عالم سے نکلکر بام گریز
اختیار کی اور تیرگی بسان تیرگی سحر دنیا سے روانہ ہوئی کہ بیت کہ جب شب کی برہمی پیرا زسالی وہ فروغ صبح نے کی بحالی
وقت سحر مہرخ نقلی دربار میں آئی سب سردار بھی زیب دہ کرسی دنگل ہوئے اور جب سے کہ برق و قران آئے ہیں اندر
حال مہرخ اصلی بیان کیا ہو کہ اس طرح ملک کوکب میں ملکہ مذکور گئیں تھیں اب بحشم و خدم تشریف لا رہی ہیں یہ حقیقت
لشکر سب سردار جانتے ہیں کہ یہ مہرخ اصلی نہیں ہو اور ادھر مہرخ جو سحر سے شیاطین کے رہا ہو کر روانہ ہوئی مع علم
لشکر کے آتے آتے اپنے لشکر کے قریب پہونچی ایک منزل پر ادھر ڈیرہ کوہ میں بارگاہ استادہ کرائی اور لشکر کو حکم قیام
دیا اور آپ ایک رقعہ بنام سرداران لشکر فیض اثر لکھا مضمون اس کا تھا کہ ما بدولت و اقبال العبد جاہ و
جلال مقام پر پہونچے ہیں اب داخل لشکر فیروزی اثر ہوا چاہتے ہیں چاہیے کہ بمجرد دیکھنے رقعہ خاص فیض

اختصاص کے تاج و تخت لیکر معہ اسباب تزک و جلوس شاہی چند سوار برسم استقبال حاضر بارگاہ عالی ہون اور
مورد الطاف خسروانی اپنے تئین کرین یہ شقہ طائر سحر کو دیکر روانہ کیا یہان سب دربار مین بیٹھے تھے کہ طائر شقہ لیکر آیا
ملکہ بہار نے وہ شقہ لیکر پڑھا اور مہرخ نقلی کی طرف دیکھکر مسکرائی عیار بھی سب موجود تھے انکو وہ شقہ دیا انھون نے
اسکو پڑھکر مہرخ نقلی سے کہا کہ یہ رقعہ ملک کو کٹ نے ہمکو بھیجا ہے اسکے جواب دینے کیلیے آپ تنہائی مین کچھ مشورہ کرنا ہے
الگ تشریف لایئے وہ سنکر ایک صحنچی مین علیحدہ آئی عیارون نے اس سے کہا کہ اب تم اپنے گھر چلی جاؤ سرکار سے تنخواہ تمھارے
بسر اوقات کو ملیگی یا اس لشکر مین جتنے سردارون کے رہے بس نیے کہ مالک سلطنت اب تشریف لاتی ہین یہ سننا تھا کہ وہ
بہت خفا ہوئی اور کہا کہ ارے بے ادبان ہے شرط کہ تمکو اس گستاخی کی سزا دلواؤن تم نہین جانتے ہو کہ مین مالک لشکر ہون
میری جناب مین ایسے بیہودہ کلام تم کرتے ہو عیار سمجھے کہ اسکو غرہ سلطنت کا پڑگیا اور فرط عیش سے دماغ مین خلل آگیا ہے
خیر ہمنے تو چاہا تھا کہ اسکو رتبہ عالی پر پہونچا دیا ہے اب اسکو آزار نہ پہونچے مگر نا چاری ہے بس یہ سمجھکر اسکے منہ پر ایک بیضہ
بیہوشی مارا کہ وہ بیہوش ہوئی ضرغام عیار نے تاج شاہی اور قباے فرمانروائی اسکے جسم سے اُتار کر اسکا وہی پرانا لباس جو
وہ اول مین پہنے ہوے تھی پہنا دیا اور پشتارہ مین لپیٹ کر لشکر سے دور تر صحرا مین لاکر پشتارہ سے کھول کر لٹا دیا اور بعد
دافع بیہوشی ناک کے پاس رکھکر آپ لشکر مین چلا آیا وہان کچھ دیر کے بعد وہ ضعیفہ ہوشیار ہوئی آنکھ کھلتے ہی وہ خواب
وحشتناک دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھاے جلد آنکھین بند کرلین دماغ بوے حکمرانی سے مملو تھا پکارنے لگی کہ کوئی حاضر ہے
وہان جواب کون دے صحراے لق و دق اور بیابان وحشت زا تھے پھر پکارا کہ ارے بہار و مخمور والے فلان فلان کیون
تمھاری شامت آئی ہے کہ میرے کلام کا جواب نہین دیتے ہو ارے کوئی ہے لیجاے انکو اور سزا دے اس کہنے کی بھی کسی نے
سماعت کی نہ ہوئی پھر للکاری کہ ارے ملازمان نا بدولت کچھ تمکو عتاب شاہی کا ہراس نہین جو تعمیل حکم مین فرق کرتے ہو غرض تا دیر
یہی صورت رہی کبھی اُٹھکر بیٹھتی اور آنکھین کھولتی تو درختان صحرا کو سرداران لشکر اور سنتری سمجھتی اور سبزہ کو فرش سبز
مخمل کا تصور کرتی ساقی کو پکارتی اور کبھی چلو منھ سے جام کی طرح لگاتی اور غٹ غٹ کی صدا بلند کرتی ابیات

روان اسما خواصون کے زبان پر
ابھی سے مجکو بھولین تم غضب ہے
جو تھین خدمتگذار سبکی مانین پر
نہین معلوم کیا اسکا سبب ہے
یہ کہتی تھی کہان ہو پاس آؤ
شہنشاہ زمان میرا لقب ہے
مجھے پھر صورتین اپنی دکھاؤ
ارے زیر نگین یہ ملک سب ہے
مین مہرخ ہون جہانکی بادشاہ ہون
سراپا نور ہون ظل خدا ہون

فی الجملہ یہ سوداے خام اور تصور ناتمام جب کچھ کم ہوا
تو آنکھین پھاڑکر چار طرف اسنے نظر کی تو سمجھی کہ عیار مجکو صحرا مین چھوڑ گئے ہین اب سریر جہانبانی پر بیٹھنا غیر ممکن
ہے یہ سوچ کر اسنے ایک پتھر اُٹھا کر اپنے سر مین مارا کہ سر پھٹ گیا اور یہ تڑپ کر ہلاک ہوئی چلیے فرصت شد
خس کم جہان پاک ادھر مہتر قران نے چند ساحر اپنے ہمراہ لیے اور دو تین پلٹنین اور رسالے بھی ساتھ چلے
تاج شاہی تخت حکمرانی پر رکھکر جلوس اور اسباب تزک لیکر مہرخ کے استقبال کو روانہ ہوے

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
تو پلی مہر و مہر اچھالتے تھے
بیدار تھے مرتے زیر تربت
وہ تخت کہ مثل تخت جم تھا
تب تاج یہ آنکھ ڈالتے تھے
تسلیم کو آسمان بھی خم تھا

باجون کی تھی صدا مبارک	یہ تاج و نگین شہا مبارک	سجکر چلے پلٹنین رسالے
تجھے جان کے کافرون کو لائے		

یہ تو اس طرف چلے اور مہرخ انتظار آمد جلوس مین اُتری ہوئی کہ شیاطین
جو کوچ کر کے چلا تھا اسنے درۂ کوہ مین اسکو اترے دیکھا کیونکہ منزل پر تو یہ اُتری ہی ہوئی تھی اس کے راستہ مین
اسکا لشکر پڑا غرضکہ ساحر مذکور نے اسکو دیکھکر قصد رزم کیا مگر کچھ سوچ کر لشکر اپنا اور راہ سے جانب لشکر ابلیسہ روانہ
کر دیا اور آپ چھپکر سحر پڑھا کہ سامنے لشکر مہرخ کے دیوار پیدا ہو کر حد تک کھنچگئی اور اول مرتبہ کی طرح ایک طرف بیابان ایک طرف
صحرا سے سبزہ زار پیدا ہو گیا شیاطین جب یہ سحر کر چکا تو لشکر حیرت مین پھر آیا کہ یہ مقام قریب تر تھا ملکہ حیرت غم مین اپنی
کھلاڑیون کے مبتلا تخت پر بیٹھی تھی کہ یہ آکر پہونچا اور کہا اے ملکہ آپ غمگین ہوتی ہین مین نے مہرخ کو اس طرح
مقید کیا ہے اب جبتک کہ مین زندہ ہون کوئی اسکو چھڑا نہین سکتا حیرت جواب دہ ہوئی کہ اسکے مددگار بہت
ہین وہ مقید نہ رہیگی تم جا کر اسکو مار ڈالو اسنے کہا اچھا مین شہنشاہ سے پوچھ لون تو جا کر مار ڈالون یہ کہکر وہان سے
باغ سیب مین گیا اور بادشاہ کو مجرا کر کے تمام ماجرا عرض کیا کہ ملکہ کی رائے قتل مہرخ کو کرنے کی ہے آپ بھی
اجازت دین بادشاہ بھی حال مرگ ریحانہ وغیرہ سنکر رنجیدہ بیٹھا تھا بے تامل کہا کہ ہوا کا اچھا زیور اور گلزار کو بھی دینا
مہرخ کو جا کر مار ڈال یہ حکم سنکر اُسنے تسلیم کی اور پھر چلا جب دریاے خونروان کے پار اُترا اتفاقاً راہ میں برق بالا دوی
کو ادھر آیا تھا اسنے اسکو جاتے دیکھ کر دلمین کہا یہ ملعون خیمہ مین ہمارے ہاتھ سے بچگیا اب ہین پڑے تو مار ڈالوں یہ بھی
نعلوزن پیچھے پیچھے اسکے چلا کچھ دور چلکر وہ اڑا جا رہا بھی اس طرف کو جدھر وہ اڑا جاتا تھا نہایت تیز روی سے روانہ
ہوا یہانتک کہ ساحر مذکور اسی دیوار کے قریب جو اسنے بنائی ہے پہونچا اور دیوار کے ادھر چلا گیا برق دیوار سے ہٹکر
ایک جگہ چھپ رہا وہان مہرخ شقہ روانہ کر کے بیٹھی تھی کہ ساحرون نے آکر عرض کیا اے ملکہ ایک دیوار سامنے لشکر کے
کھنچی ہے دریا بھی ہے صحرا بھی ہے شاید ہم پھر مسحور ہوگئے یہ خبر سنکر ملکہ گھبرا کر باہر بارگاہ کے آئی دیکھا تو واقعی سیہ بختی نے بلندی پائی
ہے دیوار سیاہ اٹھائی ہے بنیاد ستم کسی ماجوج منش نے ڈالی ہے نئی آفت ڈھائی ہے در وا نہ وار مقابلہ نہین کرتا
نامرد ہے جولیں دیوار چھپتا ہے نہایت درجہ خستہ رخنہ پرداز ہے جو آزار دہی مین قصور نہین کرتا ہے غرضکہ ملکہ ایسا
کچھ دلمین سوچ کر دوسرے سمت جو چلی اسطرف دیکھا تو ستارۂ قسمت کا برج آبی مین آگیا ایک دریاے زخار موجزن تھا
ہر حباب بسان چشم دشمن آنکھین دکھاتا ہے ملکہ ادھر سے جب تیسری جانب قدم زن ہوئی تو بیابان پر خار کو غیرت بخش بہار
پایا فی الجملہ آفت و صعوبت نے منھ دکھایا لشکر مین تلاطم پڑگیا ہر سمت یہ ہنگامہ تھا کہ بقضاے ابیات

جوان ہر ایک غصہ مین بھر اٹھا	برابر زخم ہر دل کا ہرا تھا	کوئی کہتا تھا بیشک اب ہارا
بڑا آیا ہے گردش مین ستارا	بلاشک رنج آئیگا کوئی پیش	چھپیں گے پھول دلمین صورت نیش
کہان سے یہ بلا بیوقت آئی	بُری ساعت مقدر نے دکھائی	بعض ساحر جو زبردست تھے وہ پر

پرواز پیدا کر کے اڑے اور دیوار سے ادھر نکلنا چاہا لیکن ممکن نہوا انکو اڑ اڑ کر اسی طرف گرے یہ سب تو
اس ہنگامہ مین ہین لیکن شیاطین جو دیوار پھاند کر اس طرف آیا یہ صحرا دو رنگ ہے وہ ایک مقام تنہا

مین آکر بیٹھا اور راگیاری کرکے تادیر سحر پڑھتا رہا یہان تک کہ مہرخ کے جتنے پیر جادو کے تھے انکو اپنے قبضہ مین کیا ملکہ مذکور تو غافل کھڑی تھی کوئی سامنے ہوتا تو مقابلہ کرتی اسنے بخوبی کام اپنا کرکے پرواز کی اور سر ملکہ پر آکر قصد ایسا ملکہ کالیان سے یہی تھی کہ وہ چمک کر گرا اور کمر مین پنجہ دیکر سے اوڑا گلزار و زنبور وغیرہ معہ چند ساحرون کے لینا لینا کہکر اُڑے مین اور ناریخ و ترنج بھی لگائے مگر پہلے سے مسحور محصور یہ سب ہین اسپر کچھ ان کے افسون نے اثر نہ کیا اور نہ یہ اسکے قریب پہونچ سکین اور وہ دیوار کے اسطرف نکل آیا لشکر مین پس دیوار غوغا عظیم برپا ہوا ایسا کہ ادھر برق عیار جو ٹھہرا ہوا تھا اسنے بھی سنا اور گھبرا کر جو اوپر دیکھا تو مہرخ کو پنجہ ستمگار مین پایا عیار مذکور نے اتنی دیر مین کہ جتنے عرصہ تک ساحر ملکہ مذکور کو پکڑنے گیا تھا اپنی صورت مثل ایک سردار شیاطین کے بنائی تھی کیونکہ یہ اسکے سردارون کو دیکھ چکا تھا اسوقت امیر سے جس نکسی کا نقشہ خوب یاد تھا اسکی ایسی صورت بنا اسلیے کہ ساحر مجکو دیکھ بھی لیگا تو یکایک مجکو گرفتار نکریگا المختصر ملکہ کو اسیر سر پنجہ ظلم ساحر ستمگر جو اسنے دیکھا عقب ساحر مذکور یہ بھی چلا اور ساحر نے یہ سمجھ کر کہ یہان سے لشکر اسلامیان قریب ہے مبادا اس محرمہ کو مین قتل نہ کر سکون کوئی اسکا مددگار ساحر یا عیار آجائے یہ سوچکر سنا ٹا بھرے بعد قطع مسافت راہ اپنی زمین حکومت مین آیا عیار مذکور بھی اسکے پیچھے پیچھے بطور مخفی نہایت تیز روی سے چلکر ساتھ ہی پہونچا اور الگ ٹھہر کر جو دیکھا تو اس ساحر کو ایک غار مین کود جاتے دیکھا یہ ٹھہرا رہا اور بعد لمحہ کے یہ بھی قریب اس غار کے آیا مگر اسکو وہ غار نہ دکھائی دیا کس لیے کہ یہ غار دروازہ قلعہ البیسہ ہے اور حال اسکا اول مین بیان ہو چکا بس جب کوئی ساکن شہر آتا ہے غار ظاہر ہوتا ہے باقی ناپدید ہو جاتا ہے غرض عیار مذکور یہان کے ساکن شہر کی ایسی صورت تو بنے ہوئے تھا پکارا کہ اے محافظان غار کیا آج مجکو راستہ نملیگا یہ صدا دیتے ہی پھر وہ غار ظاہر ہوا بسم اللہ کہکر اسمین کود گیا اور زنادی غلطان و پیچان رہا آخر تہ پر پاؤن لگا تو دیکھا ایک صحرائے سبزہ زار ہے ہر طرف پھولونکا انبار ہے ہزار ہا چشمہ و چکا پو جاری سرگرم اہتمام ہیاد بہاری ایک طرف باغ پر بہار رنگا نظر آتا ہے دم باد صبا کی زبانی اپنی سرسبزی کی خبر عالم مین پھیلاتا ہے دشت مین بھی گلستان سے زیادہ لطف بہار ہے جو گلزار ونکہ طرحدار ہے ہزار و سبزار تختہ گلہائے خوشبو دار کا لگا ہے کہین نسترن کی جا یاسمن کسی کسی سمت میلا ہے سرخی گلون کی رمانی یاقوت ہے یا ہر قوت روح مجروح مجنون یاقوت ہے سبز شاخ مین سرخ پھول کا رنگ نیا جوبن دکھاتا زلف سنبل سے مانگ مین شاہد چمن کی سیندور بھرا نظر آتا ہے زمین بوستان کی ہمسر آسمان بھی کثرت گلہائے منور سے لیکر راہون کی شاخ کہکشان پر از انجم درخشان تھی نالہائے بلبل پر گل شوخی دکھاتے ہنسکر اسکو شرماتے غنچہ مہذب ظریف تھے جو چپکے چپکے مسکراتے داغہائے لالہ کی بہار وداغ دل عاشقان کی کیفیت ظاہر طرفہ تماشا کہ خزان مین بہار آشکار کہ موجب

نظم

ہر گل تھا چمن میں صاحب زر	ہر برگ زبان شکر داور	ہے ایک سے ایک بڑھکے تر دست
چشمک زن لالہ نرگس مست	ہے عطر سے بڑھ کے بو سمن کی	بو غنچون مین نافۂ ختن کی
آرائش بوستان ہے سوسن	طرار ہے وہ زبان ہے سوسن	خوشبو کی بہار قابل سیر
خیری سے تمام باغ کی سیر	اس دشت رنگین مین دوسری بہار یہ کہ لالہ زارون کا مجمع ہر سمت گل لالہ کھلا	

صحرا نظارا جسکے اندر کا اُٹھاؤ نظر آتا پریزادان سمن پیکر و گلفام مصروف عیش و نشاط ہر جانب گرم ہنگامہ انبساط و لب چشمہ
فرش دیبا و پرنیان گسترده مسندیں آراستہ صدہا نازنین غرق دریائے جواہر برنگ اشجار صحرا گلگون زیور سے لدی
نیچے درختوں کے گلوں کی طرح شگفتہ خاطری دکھلاتیں ہر ایک حسن میں بےنظیر سراپا نور کی تنویر بلکہ حور کی تصویر ہر سمت
بازی کناں بعضوں کوئی چھلی چھلیا کھیلتی کوئی دس گجرا بچھائے بازی کر رہی کسی کو چھیپی کا شوق کسی کو گنجفہ کا
ذوق روح عاشقاں انکے گنجفہ کھیلنے پر نثار بہ محبت یہ کہے ہر بار ع گنجفہ تیرے کھیل کے میر کیا غلام کو۔ ان
خوش قامتوں سے علیحدہ ایک نہر کے کنارے فرش مکلف پر مسند آراستہ تھی اور ایک نازنین حسینہ گوہر بحر خوبی و
یم حیا یان حسن و محبوبی اس مسند پر جلوہ آرا تھی نہر بھی چشم حباب سے اسکی صورت دیکھتی ہر صدف گوہر اسپر سے نثار
کرنے لاتی آفتاب اسکے رخسار کا پانی میں چمکتا ستارہ قسمت مردمان آبی چمکا ہوا آفتاب فلک پانی میں غوطے
لیتا اُٹھا پایا اسکے عکس رخسار کے گرد پھر کر تصدق ہوتا تھا زلف شکین اسکی سواد ملک ختن نہیں نہیں جنجال ہے جسپر دل
تنکان عالم کا غش ہے سبزہ رنگ پر زلف سیاہ کا ہونا واقعی سبزہ زار میں کالی گھٹا کا چھا جانا تھا پیشانی پر اس کے
کندہ نگر انتا عنوان دفتر حسن لکھا ہوا تھا لوح جبین پر تصویر ساری کھنچی تھی پیشانی نویس ازل کا کائنات نے فرمان حسن اسکے
بڑی خوش عنوانی سے قشقائی بنانی تھی مابین دو ابرو ٹیکا سیندور کا دیا مہندی لگی دائرہ اطاعت میں خوبان عالم کو
لانے کی ہوس سر چڑھی ہوئی آنکھیں غزالان دشت ختن کو چوکڑی بھلائیں شکار شیر دلوں کا فرمائیں طرفہ تماشا یہ
سیاہی و سفیدی چشم کا گوش کرنا یہ بازیگری دکھاتا کہ حبش کو تاتار بناتا اور تاتار کو حبش کر دکھاتا انقلاب دہر سے
لیل و نہار کا ساتھ گردش کرنا غرضکہ وہ رشک بتان سرتاپا حسن میں بےنظیر سراپا اسکی زیبائی کی نسبت تقریر نظم

ابرو کو کوئی کمان کہے کیا
قبضہ میں ہے ان کے جہان آفاق
سرمہ بگلو گر سخنور
زیبائش ہر رواق ابرو
القصہ وہ سر سے لیکے تا پاک

یہ بل ہے اگر تو حسن دریا
آنکھوں کی صفت میں ذہن قاصر
خود ساقی و خود شیشہ و ساغر
کہیے اسے موج چشمۂ نور
اک شعلۂ حسن تھی بلا شک

شمشیر زنی میں دونوں ہیں طاق
اعجاز نما کہوں کہ ساحر
بینی کہ ستون طاق ابرو
یا طور پہ ہے یہ شعلۂ طور

برق نے اس جلسہ کو دیکھ کر اپنے
تئیں مخفی کیا اور ایک طرف کو دیکھا کہ بہت سے ساحر ملازمان غیاطین آبدارخانہ اور میخانہ و باورچی خانہ وغیرہ
میں مصروف کاروبار ہیں کس لیے کہ ساحر مذکور ہمیشہ اسی صحرا میں برائے حفاظت درہ کوہ مسدود رکھتا ہے یہ صحرا اسکی
سیرگاہ اور یہ نازنین جسکا ذکر بیان ہوا اسکی معشوقہ ہے مگر وصل سے اسکے انکار رکھتی ہے ملکہ خمار چشم جادو نام ہے یہ
ساحر ہمیشہ اسکی خاطرداری میں مصروف رہتا ہے اور اسکو راضی کرنا چاہتا ہے برق راہ کترا کر باورچیخانہ کی طرف آیا
ایک باورچی کو پکارا کہ ارے میاں ذرا یہاں آنا باورچی نے کہا کیوں اسنے کہا میں یہیں جا کر کیے دیتا ہوں کہ وہ کہتے
ہیں کیوں یہ کہکر آگے بڑھا باورچی سمجھا کہ یہ کچھ پیام سرکار کا لایا ہے ایسا نہو کہ خفا ہو کر جائے اور سرکار کی خفگی
مجھپر آئے یہ سمجھ کر دوڑا کہ ٹھہریے تو میاں کچھ دور جا کر تھم گیا جب یہ قریب گیا ہاتھ پکڑ کر کہا بھائی ادھر

اکیلے مین آؤ تو مین کہون تمہاری چغلی کسی نے کھائی ہو کر کھانے مین تمنے زہر ملانیکا قصد کیا تھا باورچی گھبرا گیا اُسکو
جھاڑی کے پیچھے عیار کا ہاتھ پکڑے لایا اور کہا صاف بیان کر دو عیار نے نہ کچھ کہا نہ سنا ایک طمانچہ اُسکو مارا ہاتھ بیہوشی
آلودہ تھا وہ طمانچہ کھا کر بیہوش ہو گیا اسنے اُسکو تو جھاڑی مین چھپایا اور کپڑے اسکے لیکر اسی کے ایسے نقشے پر تیار
ہوکر باورچی خانہ مین آیا اور مصروف کار ہوا ادھر **شیاطین** جو **فرخ** کو لیے یہان قریب اپنی معشوقہ کے ہو بیٹھکر بلکہ کو
بجنس و حرکت کر کے کنارے نہر کے ڈالدیا اور آپ مطلوبہ پاس پہنچا اسنے دو ایک جام شراب کے دیے جب دماغ اسکا بادۂ
ناب سے گرم ہوا اُٹھا کر **فرخ** کا سر کاٹکر شہنشاہ پاس لیجاؤنگی اسوقت معشوقہ اسکی بگڑی کہ واہ صاحب تمنے خوب
مجھکو جنگلے مین لاکر ڈالدیا اور آپ دو دو دن غائب رہتے ہو لو صاحب ابھی آئے ابھی پھر چلے مین نے رات سے کھانا نہین
کھایا ہو کچھ تمھین اسکا بھی خیال نہین سلونے یہ کلمات شفقت آیات جو مجھ سے سنے نہایت خوش ہو کر اُسکو گلے سے
لگالیا اور کہا اے جانی و اے مایۂ زندگانی مین اس کمبخت کا سر کاٹ رہی تو کھانا کھاؤن سر اسکا شہنشاہ پاس دیدے
نہ جاونگا کسی کے ہاتھ بھیجدونگا پھر باطمینان تمام بیٹھکر داد عشرت دونگا اس معشوقہ نے کہا کہ پھر یہ لمحہ بھر مین کہین بھاگ
نہ جائیگی کھانا کھا لو تو جو جی چاہے وہ کرنا یہ سنکر ساحر مذکور بخاطر یار رضامند ہو ٹھہر گیا اور کھانا طلب کیا بکاولی
نے دسترخوان لاکر بچھایا **برق** نے تھوڑے سے کباب زہر آلودہ کیے اور ایک پلیٹ مین لگا کر سامنے لایا ساحر
معشوقہ کے کھانا کھا رہی تھی کنیزین مگس رانی کر رہی تھین کہ اس نے آکر عرض کیا حضور کباب مین نے بڑے تکلف
سے تیار کیے ہین دیکھیے گرماگرم ہین نوش فرمائیے ساحر نے پلیٹ اس سے لیکر سامنے رکھی اور ایک کباب توڑ کر
کھانا چاہا اُسوقت کنارے نہر کے ایک مینڈک ٹراتا ہوا **برق** نزدیک آتا ہوتے ہی اچھلے یا کون ہٹا اور کنارے سے نہر کے ایک
تیلی نکلی اور پکاری کہ اے **شیاطین** بغیر ہمارے تو کبھی کوئی چیز ابھی نہ کھاتے تھے آج یہ کباب اکیلے اکیلے کھانے لگے ہو
سچ ہے ان کبابون مین زہر بھی تو ملا ہو مگر شرم چلی آتی ہے کہ دوست بغیر زہر کی چیز بھی نہین کھاتے یہ کہکر وہ تیلی
تو غائب ہو گئی اور ساحر نے کباب پھینک کر کہا لینا اسکو جو یہ کباب لایا تھا **برق** پہلے ہی سے بھانپ چکا تھا
دور کھڑا ہوا تھا اسکے نعرہ کرنے ہی سمجھا کہ یہ سب ساحر ہین تم بھاگ نہ سکو گے یہ سوچکر ایک نہر مین کود گیا اور غوطہ مار کر
بہت دور نکل گیا وہان ملازمین شیاطین ہر سمت دوڑے کہین پتہ نہ پایا ناچار پھر آئے اور عیار مذکور نہر سے ایک
مقام پر نکلا دیکھا یہان سناٹا ہے سوائے صحرا کے کچھ نہین اسنے وہان ٹھہر کر پھر صورت اپنی ساحر کی ایسی بنائی
دھوتی پانی سے بھگو کر باندھی اور بہت جلد قریب شیاطین آیا وہ کھانا کھا کر ذکر قتل **فرخ** مین تھا یہ بھی سامنے آکر
کھڑا ہوا اسنے دیکھکر پوچھا کون ہو اسنے کہا آپکی رعیت ہون اسی قلعہ مین رہتا ہون اسوقت ملک کلام کو باہر قلعہ کے جاتا تھا
ادھر سے غل سنا اور ایک آدمی کو بھاگتے دیکھا مین سمجھا کہ یہ مجرم بادشاہ ہے پکڑ لون بادشاہ سے چلکر انعام لون یہ سمجھکر مین
اُسکے پیچھے دوڑا وہ پانی مین کود گیا مین بھی پانی مین کودا مگر نہین معلوم کہ وہ کیا ہو گیا ہر چند ڈھونڈھا اُسکو نہ پایا
اسوقت مین آپکا منتظر اسی حسرت مین دیکھ رہا ہون کہ اگر اُس مجرم کو پہنچاتا تو آپسے انعام بھی ملتا اور سرکار کے
ملازمون مین داخل ہوتا یہ تقریر سنکر **شیاطین** نے اُسکو انعام مین بہت کچھ زر دیا اور کہا اچھا تم ٹھہرو

ہم تو کر رکھ لین گے برق سلام کرکے اسکے پشت پر آکھڑا ہوا اور اُسنے بقصد قتل جہرخ کیا اسوقت برق گھبرایا کہ اب
سر دست کیا تدبیر کرون چنانچہ وہان سے ہٹ کر الگ آکر ہرچند فکر کی کوئی تدبیر بن پڑی لیس بنا بر قاعدہ اہل
اسلام کہ وقت مشکل مین خدا تعالیٰ سے مدد مانگتے ہین اسنے بھی استغاثہ کیا اور رونے لگا ناگاہ ایک طرف سے صدا
آئی کہ اے برق برے پھنسے اور ناحق یہان آئے اسنے یہ صدا سُنکر گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسکو تعجب ہوا
اور پوچھا کہ تم کون ہو جو بولتے ہو اور نظر نہین آتے اسوقت ایک تپلا جلو سے ظاہر ہوکر گویا ہوا کہ مین ملازم شہنشاہ
کوکب ہون ایک وقت مین آپکو یاد ہوگا کہ آپ اور قران باغ مینا مین جہان بادشاہ ہوئے تھے اور عمرو آپکی ملاقات
کو آئے تھے چنانچہ اسی وقت سے شہنشاہ موصوف نے مجھکو آپ لوگون کی خبرگیری کیلیے مقرر کیا ہے سنو اے برق اب شہنشاہ
ہمارا تم لوگون سے غافل نہین ہے افراسیاب سے اور ہمارے بادشاہ سے اب تو بگڑ گئی ہے انکو ہر دم خیال ہے
کہ ہمارے طرفدار کسی وجہ سے پریشان ہون برق نے یہ حال سنکر دل خرسند کیا اور اُسکو ڈانٹا کہ او تپلے تو باتین بناتا
ہے یہ نہین کرتا کہ جلد ہماری خبر جا کر اپنے بادشاہ سے کرے یہ وقت باتین بنانیکا نہین تپلے نے کہا مین ابھی جاتا ہون
یہ کہکر زمین مین سما کر غائب ہوگیا یہ تو ادھر گیا یہان برق پھر شیاطین کے قریب آیا وہ خنجر کھینچکر سر جہرخ جدا کیا
چاہتا تھا کہ اسنے آتے ہی کہا ہان ہان یہ کیا غضب آپ کرتے ہین اسنے کہا کیون غضب کیسا اسنے کہا کہ مین تو آپکے
سامنے کا بچہ ہون مجھکو مذہب خداوند بافندۂ الشیاطین کے مسائل کہان اتنے یاد ہین جسقدر کہ آپ کو یاد ہون گے
بھلا کتاب ابلیسی مین دیکھیے تو خداوند کیا لکھ گئے ہین اسنے یہ تقریر سنکر کہا مجھکو اسوقت یاد نہین آتا تم بتاؤ کہ کیا
لکھا ہے اسنے کہا خداوند نے فرمایا ہے کہ جس مسلمان کو قتل کرنیکا ارادہ کرے تو پہلے اسکو بہت کچھ سمجھائے اور دین خداوندی
کی ترغیب دلائے جب نہ مانے تو قتل کرے مگر اس طرح سے کہ اسکا خون اپنے مقام مسکن اور جائے حکومت پر نہ گرنے دے اس لیے
کہ جس زمین پر خون گریگا وہ جگہ کبھی آباد نہ ہوگی اور نہ سبزہ کبھی اوگے گا باران رحمت خداوندی نہ برسے گا اور رحمت
خداوندی کبھی وہان نازل نہ ہوگی ساحر نے کہا پھر کیا کرون اسنے کہا پہلے تو اسکو سمجھائے جب نہ مانے تو مجھکو اسے دیجیے کہ
جا کے ویران مین لیجا کر قتل کرون ساحر مذکور نے کہا اے بھائی اس نمک حرام کو شہنشاہ ساحران نے بہت کچھ سمجھایا مگر
اسنے نہ مانا اگر منظور کرتی تو اسکا وہ مرتبہ ہوتا اور تھا کہ ہم سب اسکے غلامون کی بھی برابری نہ کر سکتے تو اب سمجھانا اسکو بیکار ہے
مگر ہان الگ لیجا کر قتل کرنا چاہیے عیار نے کہا اچھا مجھے اجازت دیجیے کہ ایک مرتبہ مین سمجھا سمجھا کر اپنے دل کا حوصلہ
نکال لون اسنے کہا کیا مضائقہ ہے عیار قریب ملکہ مجیرہ بہ ہر بند و تھا کش آیا اور ساحر اپنی معشوقہ پاس جا کر بیٹھا
عیار موصوف نے یہ تدبیر اسلیے کی ہے کہ دیر ہو اور تپلا کوکب پاس پہونچ جائے غرض انکو تو اب اس کیفیت مین چھوڑیے
اور حال اس تپلے کا سنیے کہ وہ تپلا کہا ہے سراسر جادو ہے بادشاہ کوکب کا لیس جہان بادشاہ تھا دہین آیا
بادشاہ موصوف کے طلسم مین ایک بیابان نگار رضا بند نام ہے کہ اسکی مالکہ ملکہ رخسارے گلگون پوش نام
معشوقہ شاہ ذی احترام ہے اسی کی سیر کے لیے اس جنگل کو رشک باغ خلد بادشاہ نے بنوایا ہے اور ایک محل بھی اس
نازنین کو دیا ہے بادشاہ اس گلبدن کو ایسا چاہتا ہے کہ اپنی بی بی ملکہ مروارید صدف چشم اور تبران سے بھی

رغبت ترک کردی ہے اور وہ ملکہ بھی بادشاہ سے روٹھکر اپنے باپ کے یہان چلی گئی ہے فی الجملہ اس بیابان کی جسکا نگارستان
نام ہے عجب بہار دلفزا اور فرحت بخش ہے ہر سمت مہندی کی روشین ہین جسکی شوخی قربان عالم کے دل پر نقش ہے معشوقہ بادخواہ
کی جو سیرگاہ ہے تو صحرا بھی مثل محبوبان دہر خوبصورت اور آراستہ ہے ہر شجر ہے وہ قامت سروقدان خوشخط ہے اس صحرا
کی بہار کے روبرو نام لینا بہار باغ شداد کا زبان خامہ سے اغلط ہے گل ایسے رنگا رنگ و متلون ہین کہ رنگ
نیرنگی ایام و تلون طبع دہر نافرجام بھی اس رنگ پر نہین پتے درختون کے ہرے ہرے جنکے سامنے بہار گلشن جو
آئے تو یہی کہے کہ ہم ہرے ہرے پھلون کے رخسار بھرے بھرے عذار نوبادگان ایسے کیا ہمسری کرے غنچون کے
منہ دیکھے ہوئے سنہ بھرے ہوئے گلون کے گالون مین جا ڈال بھرے صحن چمن مین سنبل تہ رشک زلف گیسوے عنبر گلعذاران تختہ لالہ سینہ
داغدار مشتاقان غمین ہین تیشیہ بجا ہے صوامشل فلک اخضر ہے داغ لالہ داغ سینہ مہر و ماہ سے مقرر ہے سوسن شمع کی بات
سنہ چھپی تھی ابھی معشوقون کے دہان مسی آلودہ کو شرماتی غنچہ چٹک کر اگر ایک دفعہ کے تو وہ دہن تنانے کو موجود ہو جاتی نرگس
کی ہر چند کہ نگاہ بیباک تھی مگر معشوقان باحیا و پرشرم کی آنکھ کو شرم سکھاتی ابھی ایک طرف دیکھنے کے سوا کسی طرف نگاہ فرماتی
نافرمان کا فرمان مثل بادشاہان جاری بلبلون کو سواے زمزمہ عشرت کے فرصت از نالہ و زاری مرغان خوش الحان کو دماغ
باغبان غیرت بخش سبد گل ہر ایک کا آشیان کوچہ باغ بہرنگ جادہ کہکشان دماغ بہار پہونچا ہوا تا آسمان
نہرین ہر سمت جاری خلاصہ یہ کہ تھی تیاری بادبہاری کا حکم جاری کر

ابیات

تھا قمقمہ کبک کا دوچند ان
تھی عید غدیر اسکے گھر مین
نزہت کی تھی خاک مین یہ تاثیر
ہو گل کی چھڑی عصاے زاہد

طاؤس روش روش پہ رقصان
تھالے مین درخت کا یہ احوال
ہے گرد چمن فضاے کشمیر
ہر ایک چمن مین عالم نور

بو در حباب جو سے سر مین
پہنے ہوئے فردوس خلخال
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہر گل پہ اک تجلی طور

اس دشت رشک گلزار مین شاہ کوکب اپنی معشوقہ کا ہاتھ پکڑے گلگشت کر رہا تھا عکس رخسار رنگین سے اس
گل خوبی کے گلون مین رنگت دونی پیدا تھی زلف پر پیچ جو اسکی سنبلستان پر سایہ ڈالے تھی تو ہر شجر کی بلا دفع ہوئی
تھی شامت سیہ بختی سر شاہد بہار سے دفع ہوئی تھی کلیون نے اسی کا مسکرانا پایا کیا تھا غنچہ لاکھ اسکے دہن کا طرز ادا
کرنے بناتا مگر منہ کی کھاتا زبان برگ سے یہی سنتا کر جا اپنا منہ خواسیب اسکے زنخدان کو دیکھ کر آسیب مین گرفتار تھا
انار اسکے پستان کو دیکھ کر دانت حسرت سے نکالے تھا تا دسین جلکر سینہ انگار اتھا ہی کو اسکے گلت کی ایسی فربہی
کہان نصیب وہ گدرایا گول بدن دل عالم کا حبیب نافرمانی جوڑا اسکے گلے مین پڑا جوڑا بالون کا بندھا جسکو ہے کنا
زیبا کا فزون نے فوج کا لام باندھا یا یہ کہ خوشنویس ازل نے دائرہ لام کا لکھا یا پیچ کلائی پر شانہ سے ڈالے تھی آگے پیٹرو کا ابھرا پن
تھا ناف کے اوپر شکم صاف کا عجب جوبن تھا الماس کی تختی پہ ماسے جہد کاتب قدرت نے لکھی تھی یا پیٹ کے
نیچے ناف کی گنڈلی تھی ناف کے بعد وہ مقام ناز کہ تھا جس کے بیان سے خامہ بھی بزبان خرما کان سر جھکائے ہے
بہری بال بکھیرے بہر پرواز تھی رگ جان خواہش کی دمساز تھی برج ہوت کا سب انداز نہین نہین اس چیز سے کہان

ماہ و ماہی کو بھی آگاہی نہیں نجم کہتے ہیں کہ ستارہ دنبالہ دار ہے یا شکل دو ہلال آشکار ہے فی الجملہ وہ رنگ افزائے باغ نشاط ہمراہ بادشاہ خراماں ہر سمت رواں تھی اور بادشاہ اسکے لب لعلیں اور رخسار رنگین کو بوسوں سے غیرت گل اور سوسن بناتا وہ کبھی شرماتی اور کبھی سر دوش پر رکھکر اٹھلاتی چلنے میں شور خلخال بلند ہوتا ہر ملک گنگرو سے جانی کا دم بھرتا اسی ہنگامہ گرم بازاری حسن و ہوس میں ہیلا آکر پہونچا اور بادشاہ کے روبرو جملہ کیفیت ملکہ مہرخ و برق معرض بیان میں لایا بادشاہ نے حال سنکر قصد کیا کہ نامہ ہیران کو لکھکر اس حال سے آگاہ کرے اور کسی کو لڑنے بھجوائے لیکن معشوقہ شاہ نے کہا آپ نامہ نہ لکھیے مجکو رخصت دیجیے کہ میں جاکر مہرخ کو رہا کروں شاہ نے فرمایا اچھا جاؤ اور شیاطین کو سزائے معقول دو یہ حکم سنکر اس رونق گلشن خوبی نے کچھ سحر پڑھا کہ ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی موسم برسات کی ایسی چلنے لگی فلک پر کالی گھٹا چھائی اور گلابی جوڑے پہنے ہوے کئی سو کنیزیں زیور و یاقوت و زمرد میں لدی حاضر ہوئیں اور چار پریزاد ایک تخت جواہر نگار کندھے پر لیے آئیں کہ وہ تخت مثل مہندی کے کٹہرے دار تھا مسند اسپر لگی تھی اور چار کونوں پر اسکے چار ناندے یاقوت کے رکھے تھے اور انمیں مہندی کے درخت لگے تھے اس رنگین ادا نے اس تخت پر جلوہ گستری فرمائی اور ان درختوں میں سے مہندی کی پتیاں توڑکر ہاتھ میں ملیں ہاتھ مثل خون کے سرخ ہوگئے مہندی لگانے ہی یہ عالم پیدا ہوا کہ ہر سمت موسم برسات کا نظر آتا تھا ساون کا وہ زمانہ تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

وحشت کا پیام سیر گلزار
شبنم کے نکل پڑے تھے آنسو
زیبا ہے نسیم مست اگر ہے
آئے ہوئے تھے چمن میں بیخود

کوئل کو سبین کو کتنی تھی ہر بار
ہر سینے میں سوز الفت باغ
کرتا ہے سحاب بارش سے

قمری کی چمن میں سینکے کو کو
نالے کا جگر تھا خود وہاں داغ
بدلی تھی گھری ہوئی دھواں دھار

اسی عالم میں ہوا کی طرح تخت اس بہار باغ عشرت کا سن سن رواں ہوا گھٹا بھی اسکے ساتھ چلی بہار عالم میں ہر جگہ آتی اور چلی جاتی یہاں اس طرف سے روانہ ہوئی ادھر ہیران نے اپنے مقام پر سحر سے دریافت کیا کہ ملکہ مہرخ اپنے لشکر میں پہونچی یا نہیں سحر نے خبر دی کہ وہ بطور سحر ہوگئی یہ معلوم کرکے گنج اسے خوشی سے کہا کہ میں اس طرح مہرخ کو رہا کروں حضرت ہیران نے اسکو مسحور کیا ہے اور جو کچھ حال برق پر گزرا تھا بیان کیا عمرو ماجرا سن کر بیقرار ہوا ہیران نے کہا آپ گھبرائیے نہیں میرے باپ نے اپنی معشوقہ کو بھیجا ہے وہ جاکر آپکے شاگرد کی اعانت کریگی عمرو نے کہا اے ملکہ اب تو آنا جانا اس جگہ سے طلسم ہوشربا میں سہل ہے مجکو آپ اجازت دیں کہ اپنے لشکر سے جاکر ملوں اور جلد چلا آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے لیکن ایک رات سے زیادہ نہ رہنا یہ کہکر ایک طاؤس سحر کا بناکر خواجہ کو سوار کیا اور اس طاؤس سے حکم دیا کہ قریب لشکر مہرخ انکو پہونچا دے طاؤس خواجہ کو لیکر اڑا آنکھ انکی بند ہوگئی لمحہ بھر میں طاؤس نے زمین پر اتارا خواجہ اسپر سے اترے وہ تو اڑ کر چلا گیا خواجہ اپنے لشکر کی طرف چلے لیکن راہ میں سوچے کہ پہلے مہرخ جہاں ہے اس طرف چلنا چاہیے یہ سوچکر قلعہ بلیسہ کی طرف روانہ ہوے اور وہاں برق باجازت شیاطین سے لیکر قریب مہرخ گیا اور بیٹھانے لگا جب عرصہ زیادہ گذرا اسنے چپکے سے کہا اے ملکہ میں برق عیار ہوں جو میں کہوں آپ اسکو منظور فرمائیں تاکہ یہاں آپکو رہا کرے پھر مجھ بھیجے گا ملکہ مکرم

یہ کلام سنکر خوش ہوئی اور اشارہ کیا کہ زمین ابلیس پرست ہوتی ہوئی عیار نے ساحرہ مذکور سے کہا وہ بھی خوش ہوا اور چاہتا تھا کہ ملکہ کو ہار کرے اُسوقت زمین شق ہوئی اور وہی تیلی جو پہلے نکلی تھی اب بھی نکلی شیاطین اُس کو دیکھکر پکار اٹھا کہ اے ملکہ مہر جادو آئیے نہ وہ تیلی باہر نکل آئی اور عورت کی صورت بنکر گویا ہوئی کہ کیا خاک آڈن تم تو فریب میں اس عیار کے آکر اپنی جان دیا چاہتے ہو یہ کلمہ اسکی زبان سے جیسے ہی نکلا برق سمجھا کہ اب تم بھی بچنے بس اسنے تیغہ کھینچکر شیاطین پر جھپٹ کر وار کیا وہ تو باتون مین اس ساحرہ کی مصروف تھا مگر اسکا اُسنے تو خیال نہ کیا مگر اسی ساحرہ نے جو تلوا اسکی چمکتی دیکھی ہان ہان کرکے بیچ مین آگئی برق کا ہاتھ پورا اسپر پڑا کہ وہ وار کرچکا تھا بس سر اس ساحرہ کا کٹ گیا غل وار وگیر برپا ہوا کہ مار امہر جادو کو بس مقام پر بعض داستان گو نے بیان کیا ہے کہ ملکہ خمارچشم معشوقہ شیاطین بیچ مین آجاتی ہے اور اُس کے دو ٹکڑے ہو جاتے ہین بہر صورت بعد قتل ساحرہ شیاطین گھبرا کر اُٹھا اور افسوں پڑھا کر برق بھی بیحرکت ہوگیا اسنے اُسکو بھی قریب مہرخ بٹھایا اور تیغہ کھینچکر دونون کا سر جدا کرنا چاہا اسوقت عیار اور ملکہ نے برجوع قلب احکم الحاکمین کو پکار اکہ اے رحمت فرمائے برحال بیچارگان کر ابیات

کس سے کہیں کون ہے ہمارا | ہے ہمکو فقط ترا سہارا | اک مرد غریب ہون مین غمناک
آزردہ دست جور افلاک | ہر چند ہم آج ہین گرفتار | راحم ہے تو اے خدائے غفار
تو چاہے تو قید غم سے چھوٹین | دشمن پہ فلک ستم کے ٹوٹین | یہ دعا انکی درگاہ خدا مین مستجاب

ہوئی اس دشت مین ہوائے سرد وزان ہوئی اور گھٹا چھا گئی کچھ مہندی کی پتیان فلک کی طرف سے گرین شیاطین جو تیغہ کھینچکر چلا تھا ہوائے سرد کا جھونکا منہ پر کھاتے ہی حیران و ششدر ہوکر سست ہوا دیکھنے لگا تیغہ ہاتھ سے پھینکدیا یہ عالم اسوقت نظر آیا کہ کالی گھٹائین پہاڑون سے اٹھکر سقدر وہی ہوئی تھین کہ سبزہ پر لوٹ رہی ہین صحرا مین درخت ساونی کا لگا ہے ساونی کے پھولنے سے جنگل گلابی پوش ہوا ہے مہندی کی روشین آراستہ ہین ابر سے بیلین گلدار درختون کی چڑھی ہین پھولون سے چمن پیراستہ ہین برق دمبدم گھٹا مین چمکتی ہے ہوا دوش ابر پر گنگا ملاتی ہے بادل جو ادھر سے ادھر جاتے ہین متفرق کاشی مین آتے ہین درختان دشت اس طرح جوبن دکھاتے ہین کہ سر مقدان گوکل جیسے اشنان کو جمنا پر جاتے ہین جہان سے یہ خبر اڑتی ہوئی آتی ہے کہ تیرتھ کو بندے سحاب کی بدوش ہو اسواری جاتی ہے اُس گھٹا مین بارش پیدا ہوئی اور کوئل کے کوکنے کی صدا آنے لگی پپیہا پی کہان پی کہان سنانے لگا مور بیون کا دل سرگرم کے دشمنون کو ترسنے لگا درختون مین جھولے پڑے نظر آئے معشوقان برق صورت اسپر ملار گارہے تھے درختون سے پانی ہوا کے جھکورے سے جھڑتا پیڑ ہر ایک وحشی کی طرح جھکا جاتا تا فلک پر بدلی زمین پر آتش گل کا دھوان اٹھتا نظر آتا شب دیجور مین ابر کے سبب دن کو عالم مین قدم رکھنا بھی مشکل سے چلتا تھا وہ اندھیر گھپ ہو رہا تھا رعد برق کی شمع جلائے تھا بجلی جدھر جاتی ادھر ہی رہ جاتی قلعہ ابر مین بھول بھلیان بنی تھی اسی برسات مین درختون کے نیچے صدہا دوکانین

ساقیون کی لگی تھین گلابیان مے سرخ سے بھری دھری تھین ساقینین بنی ٹھنی بیٹھی تھین پیمانہ بھر بھر کے چھلک رہا تھا ہر شیشہ کو چشم تر کی طرح ڈھلکا لگا تھا

نظم

چھائی جو گھٹا گھٹا غم و درد
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے
بجلی کی کڑک ہوا کا وہ زور
شاخ گل تر یہ جھولتی تھی
میخوار پکارتے تھے ہر سو
دور ساغر چلے دمادم
بحر صہبا مین رند پیرین

تخمیر بڑھی ہوا چلی سرد
کوئل کی صدا پپیہون کا شور
کوندے کی لپک ہوا کا وہ شور
طاؤس ملار گا رہے تھے
ساقی دُنیا ہو اور ہو تو
اودی اودی گھٹائین آئین
دیکھین کشتی پہ چڑھ کے سیرین

مانند سرشک بادل اُمڈے
رقصان تھین چکورین بلبلین مور
بلبل گلشن مین جھولتی تھی
طوطے تانین اوڑا رہے تھے
ساقی برسات کا ہے موسم
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آئین

اس عالم برشگال کا ظاہر ہوتا تھا کہ تمام ملازمان شیاطین خوش فعلیان کرتے اور ساون گاتے تالیان بجاتے اُن مہندی کی روشون مین پھرنے لگے کنیزان گل پیرہن جھولون پر جا بیٹھین بھیگی مینہ مین نہانے لگین خمار چشم اور شیاطین بھی نہر مین اتر کر چھینٹے اڑانے لگے اسی اثنا مین ردے ہوا سے ایک تخت اترا اور اسپر ایک معشوقہ گلابی پوش سوار تھی ہیرے کا تاج سر پر تھا جسپر بجلی کی تڑپ نثار تھی چار درخت مہندی کے کاسون مین یاقوت کے لگے سامنے رکھے تھے ہاتھون مین بھی مہندی رچی تھی شفق مزاج گل رخان عالم انھین ہاتھون کی بلائین لیتی تھی پنجہ مرجان مرجانے پر رشک سے تیار صدقہ اُن ہاتھون کے پنجہ چنار اور عالم حسن اسکا اول بیان ہو چکا مگر لکھنا طول سمجھا گیا ساحرون اور شیاطین نے جو اسکا حسن زیبا دیکھا بیتابانہ شعر عاشقانہ پڑھتے اسکی جانب چلے گریبان اپنے چاک کیے اور یہ کہتے تھے

غزل

شہید ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روانہ ہوا
دکھائے زاہد مغرور کو صنم تو آنکھ
ہمین تو گوشہ صحرا بھی قیدخانہ ہوا
ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی

اڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا
حنائی ہاتھون سے چولی کو کھولتا ہو یار
جمال حور کا حد سے سوا فسانہ ہوا
خدا کیواسطے کر یار چین ابرو دور
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
کمان سے پنجہ مرجان حریف شانہ ہوا
دکھائے چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
بڑا ہی عیب لگا جس کمان مین خانہ ہوا

جب دیوانہ وار یہ سب دوڑے اسوقت اس بہارستان حسن کی کنیزون نے پکار کر کہا کہ اے عاشقو ملکہ عالم فرماتی ہین کہ ہمارے لیے مہندی توڑو اور پھول چنکر گہنا بناؤ ہم تم سے خوشنود ہون گے یہ حکم سنکر ہر ایک مہندی توڑنے مین اور پھول چننے مین مصروف ہوا بعد لمحہ کے ایک کنیز پکاری کہ اے عاشقان ملکہ یہ جو شیاطین پھول چن رہا ہے نہایت کام مین سستی کرتا ہے ملکہ فرماتی ہین کہ اسکی مشکین باندھ کر میرے سامنے لاؤ یہ ارشاد سنکر جملہ ملازم ساحر مذکور کے لپٹ گئے اور اسکو باندھ کر سامنے لائے ملکہ حنا نے قتل کرنا چاہا تھا کہ دو ساحر اڑتے ہوے آئے اور دو نامہ ملکہ مذکور کو انھون نے دیے حنا نے ایک نامہ کو وا کر کے پڑھا لکھا تھا کہ اے ملکہ آئینہ مین ہمنے سب سحر کرنا تمھارا دیکھا ماشاء اللہ کیا کہنا اب اس

شیاطین کو مسور و مسخر کر دے اور موسم برسات کا سحر موقوف کر سکے اسکو یہ دوسرا نامہ دو کہ افراسیاب کے پاس لیجائے مگر
سحر اس سے جو اسنے کہ لشکر مہرخ پر کیا ہے دفع کیا تو اس لئے جان میں یہ زیادہ تر حریف کی ذلت ہے کہ اسکا سحر وہ
آپ اُتارے اور اپنے شاہ سے جاکر اپنا حال بیان کرے یہ مضمون حنا نے دریافت کر کے شیاطین کو بندھا
سامنے کھڑا تھا اسکی زبان میں سوزن دیا اور سب دیوانہ مجسب ہو رہے تھے انکو اپنی کنیزوں سے گرفتار کرا کر
سحر اپنا برطرف کیا کہ وہ عالم برسات کا اور وہ لطف سبزہ زار سب چشم زدن میں مٹ گیا پانی کھلا ابر چھٹا مطلع صاف نظر
آیا ہر شخص اپنے ہوش میں آیا لیکن اپنے تئیں مقید پایا اور حنا نے خطاب فرمایا کہ اے شیاطین قسم ہے اپنے ایمان کی
کہ بڑے عذاب الیم سے تجکو قتل کرونگی نہیں تو سحر اپنا لشکر پر سے مہرخ کے دفع کر دے اسنے دیکھا کہ اب سوائے ہلاکت کے
کچھ چارہ نہیں اور یہ بھی غور کیا کہ اگر لشکر اپنا طلب کر کے بعد رہائی اس سے مقابلہ کرتا ہوں تو یہ سحر برسات کا سوائے
شاہ طلسم کے اور کوئی رد نہ کر سکے گا سب لشکر بھی تباہ ہو جائیگا پس یہ سوچ کر اشارہ کیا کہ مجکو رہا کرو ملکہ نے
سوزن اسکی زبان سے نکال لیا اور ملکہ مہرخ اور برق کو پانی چھڑک کر ہوشیار کیا خاک جمشیدی جسم میں لگائی کہ
مہرخ کے پیر جو قابو میں نہ تھے وہ پھر قبضہ میں آئے اور شیاطین نے ایک نارنج سحر پڑھ کر اسی طرف
مارا کہ جدھر وہ دیوار تھی وہاں سب لشکر مصروف نالہ و بکا تھا کہ یکایک دیوار دھواں ہو کر جاتی رہی دریا میں
بھی تلاطم ہوا اور روغن کیطرح سے پانی اُڑ گیا راستہ کھلگیا شیاطین نے عرض کیا کہ راستہ میں نے کھول دیا
حنا نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ چل میں دیکھ لوں کہ راستہ کھلا ہے تو رہائی تجکو دوں اور یہ نامہ اسی وقت سامنے
اپنے بادشاہ کے لیجا اسنے یہ حکم سنکر بناچاری ہمراہی اختیار کی حنا نے مہرخ کو تخت پر برابر اپنے بٹھا لیا برق نے
کہا میں پیدل چلونگا کیونکہ میں عیار ہوں عیار کسی مقام صعب گذار میں سوار ہوتے ہیں ورنہ کچھ ضرر نہیں غرضکہ
شیاطین ان سب کو لیکر اُس غار سے باہر آیا دل سے کہتا تھا کہ جان بھی بچی اور ملک و مال بھی باقی رہا غرضکہ
جب غار سے باہر نکلے عمرو جو اسطرف آتا تھا اس سے ملاقات ہوئی اور بڑے تپاک سے حنا اس سے ملی اور انکو
بھی ہمراہ لیکر مقام فرودگاہ لشکر پر آئی یہاں دیکھا تو واقعی راستہ کھلا ہوا تھا لشکری آنے سے اپنی مالکہ کے خوش ہو کر
رسم استقبال بجا لائے زیور و گلزار بھی حنا سے بغلگیر ہوئیں مہرخ نے حکم دیا کہ طبل سفر پر چوب پڑے
سب نے قصد چلنے کا کیا خیمہ اور بارگاہ لدنے لگے اسوقت مہر قران جا بساب تنگ و جلوس لیکر چلا آتا تھا بسبب دیوار
سحر کے آنہ سکتا تھا صحرا میں ٹھہرا ہوا تھا اسوقت پہونچے مع جلوس حاضر ہوا جو سوار کہ لئے استقبال آئے تھے
حنا سے ملے یہ سب ماجرا دیکھ کر شیاطین جلا گیا اور کیا کر سکتا تھا نامہ لیکر جانب افراسیاب روانہ ہوا اور حنا بھی ملکہ سے
رخصت ہوئی کہ شاہ کوکب میرے منتظر ہونگے میں ٹھہر نہیں سکتی کیونکہ میرے ہی گھر میں بادشاہ تشریف رکھتے
ہیں ہر چند مہرخ نے دعوت کھانے کے لیے اصرار کیا مگر وہ نہ ٹھہری اور روانہ ہوئی بعد اسکی روانگی کے ڈنکے پر چوب پڑی
صدائے طبل بلند ہوئی ملکہ مہرخ پھر سوار ہوئی پلٹنیں اور رسالے جلو میں ہمراہ ہوئے ساحروں کے غول طائران و
جانوران سحر پر چڑھ کر ابر سحر سروں پہ سایہ فگن لشکر کی شان و آن بان ہر ایک جوان قلعہ شکن جب ملکہ مہرخ

سوار ہوئی عمرو نے کہا اے ملکہ آپ تشریف لے چلیے مین پیدل سیر کرتا آتا ہون اسلیے کہ میرے آنے کا غلغلہ
مجکو ابھی شاہ کوکب نے رخصت نہین کیا ہے آپ چلا آیا ہون ایسا نہ ہوکر بادشاہ کے خلاف ہوکر میری کسرشان
ہوئی مین بڑی شان وشوکت سے رخصت کرتا یہ کہکر ملکہ کو چھوڑکر روانہ ہوا اُسکے ساتھ قرآن و برق بھی چلے کہ
ہم بھی اُستاد کے ہمراہ آتے ہین آپ چلیے ملکہ موصوف یہ سنکر اسی کروفر سے روانہ ہوئی کہ رفعت مرتبہ نے چرخ برین
بھی جھکا دیا تھا فرنا اور نقارون کی صدا نے زمین طلسم کو سر پہ اُٹھایا تھا سوارون کے پرے ہاتھیون کے
غول رسالون کے جوان بجے سجائے جلو مین کوتل ہزارہا گھوڑے خاص بردار خدمتگار بان بردار چھپی بردار غول کے
غول ہمراہ کئی فیل زنجیر بند کسے ہوئے اپر تخت ملکہ ذیجاہ آگے آگے سقے گلاب کیوڑے کا چھڑکاؤ کرتے راستہ صاف ہوتا
جاتا سڑک بنتی جاتی جریب ہلتی جاتی کوس بجتا جلتا جال ادب کا چارسمت حلقہ نقیبون کی اور چاؤشان کی للکار
اور دور باش سے خورشید فلک پر تھراتا تھا خوف سے بخار چڑھ آتا تھا اور ترک فلک بھی ادب سے پشت جھکائے رفت جام
کا قدم بڑھ آیا تھا زمانہ ایسا دشمن بخت یا صادق اور محب وا ثق تھا ایسا موافق تھا عنقا نے اس مرتبہ کا حال
سنکر شرم سے ایسا منہ چھپایا تھا کہ اپنے تئین مفقود الخبر بنایا تھا ہما نے آوارگی اختیار کی تھی بال بال کو اس کے
ہوس مگس بہانی مین سرگردانی تھی خلاصہ یہ کہ سواری نہ تھی گویا آمد نوجوانی تھی نظم

خیل خدم اور کروفر سے | نشانہ اچلی وہ دشت در سے | اڑتے جو پرند اک طرف تھے
موجود در رہ صف بصف تھے | اقبال تھا ساتھ دست بستہ | مانند کمان کمر شکستہ
آمد آمد کا مچ گیا غل | شادان ہوئے دوست سب جزوکل | باین تجمل و شوکت و صاحب

حشمت و حشمت جب قریب لشکر فیروزی اثر کے پہونچی طبل داخلہ کے بجے جملہ سردار پیشوائی کو کنارے لشکر کے
آئے ملکہ حیرت کو بھی خبر طائر سحر نے آمد ملکہ مذکور کی پہونچائی اسنے بھی باہر بارگاہ کے آکر سامان سواری
دیکھا اور رجز کیفیت لکھکر شاہ طلسم کو نامہ بھیجا یہان ملکہ مہرخ اترکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی لشکر ہمراہی
اُترا بارگاہین زلیوروگلزار کی نصب ہوئین ملکہ سریر جہانبانی پہ جلوہ فرما ہوئی سرداروں کی نذرین
گذرین حکم جشن ہونے کا ہوا ساقی و رقاص حاضر ہوئے ناچ ہونے لگا جام بادۂ ناب گردش مین آیا یہ حال ہوا نظم

دور قدح شراب آیا | جیسے کہ مین آفتاب آیا | تھا دور کہ گردش زمانہ
یا گردش چشم جادوانہ | مست مے ناب جھومتے تھے | ہنس کر لب جام چومتے تھے
چھیڑے رقاصون نے ادھر ساز | میٹھی وہ دھیمی سریلی آواز | یہ تو سب مصروف عیش و عشرت

ہین مگر طرفہ حال سنیے کہ ضرغام عیار نے صرصر عیارہ کو بیہوش کرکے غار مین ڈالدیا تھا اور آپ اسکی صورت
بنکر ریحانہ کو قتل کرنے گیا تھا چنانچہ اُس دن جنگ موقوف رہی تھی ادھر حال مہرخ کا جو کچھ لکھا گیا آگے ہی روز گذرا
یہان لشکر کے چند لڑکے کھیلتے ہوئے صحرا مین نکل گئے اُس جگہ وہ غار جسمین صرصر پڑی ہوئی تھی لشکر کے قریب تر ہے
لڑکے سب وہان پہونچکر دوڑ دھوپ مین مصروف ہوئے اور کھیلنے لگے انہین سے ایک لڑکا تھا بکا کہ بندہ برس کا

سن رکھتا تھا اور سب لڑکوں سے بڑا تھا مگر پاجیوں کے لڑکوں کی طرح قد چھوٹا حقیر صورت اور کم رو لیکن سن بڑا
تو مرہی جاتا بنا ہوا مگر بموجب ع اصل بداز خطا خطا نکند + شیطان مجسم بنا ہوا آفت کا پرکالہ تھا وہ کھیلنے میں چور بنا
لڑکوں کو ڈھونڈھتا ہوا غار میں اُترا وہاں ایک عورت کو اُسنے پڑے ہوے دیکھا کہ سینہ سے لگا کر رانوں تک ایک
کپڑا اسکے بندھا ہے اور باقی بالکل برہنہ ہے کیلیے کہ عیاران سلمان کو حکم صاحب قران ہے کہ عورت کو بیہوش کر کے
ستر پوشی اُسکی کر دینا اور اُسکی ستر کو ہرگز نہ دیکھنا عیار ایسا ہی کرتے ہیں کہ ایک پارچہ کپڑا باندھ دیتے ہیں پس اس
عیارہ کو اس سبب سے اور نہ زیادہ پردہ کر دیا تھا کہ ستر قدر استادہ ہے فی الجملہ اس طفلک نطفۂ حرام نے دیکھتے ہی عیارہ
کو غار سے باہر نکالا اور پانی چشمہ سے لاکر منہ پر چھڑکا عیارہ کو ہوش آیا جھٹ کر اُٹھی اپنے تئین برہنہ دیکھکر چاہا کہ نکل
جاؤں لڑکوں نے چار طرف سے آکر گھیر لیا عیارہ نے کہا تم ٹھہر جاؤ میں تم سے باتیں کرونگی مگر کپڑے پہن لوں لڑکوں
نے کہا اچھا اسنے کسوت عیاری سے کپڑے اور نکالے کیونکہ صرصر نے کسوت عیاری اسکی نہلی تھی صرف پیراہن
واسطے ضرورت لے لیا تھا اور یہی قاعدہ ہے کہ عیار کو عیار ہزار مرتبہ بیہوش کرتے ہیں مگر کسوت عیاری نہیں لیتے
کسوت جب لیتے ہیں کہ جب باہم شرط ہو جاتی ہے کہ ہم تم مقابلہ کرتے ہیں جو جسکو زیر کرے وہ اُسکی کسوت چھین لے
فی الفور جب عیارہ نے کپڑے پہنے چاہا کہ اپنا راستہ لوں لڑکوں نے کہا ہاں جان کہاں جاتی ہو ذرا ادھر تو دیکھو
یہ کہکر ایک تو پس پشت آگیا اور ایک گلے سے لپٹ گیا ایک نے آگے کی طرف دست درازی کی اور دست گستاخ سے
کام لینا چاہا عیارہ نے ایک حقہ داغکر مارکر وہ بچہ جو لڑکے کہ قریب آگئے تھے بیہوش ہو کر گر پڑے اس حال کو
دیکھکر وہ لڑکا پسر قصاب کا کہ اب باپ سے کا سحر سیکھ کر فوج میں حیرت کی بھرتی ہوا تھا اور نہ ہر جادو اپنا نام رکھا
تھا قصاب جادو کہنے سے بُرا مانتا ہے پس یہ لڑکا دو ایک سحر بھی جانتا تھا اسنے سحر پڑھا کہ صرصر کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے
جس طرح درخت ہوتا ہے یہ سرو خرامان بھی گڑ گئیں اب اس قصاب زادے نے بھی لپٹنے کا قصد کیا اور جیسے ہی اتو پہلا
قریب آیا صرصر نے ایک بیضۂ بیہوشی منھ پر مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گرا اور لونڈوں نے جو یہ ماجرا دیکھا دامنوں کی جھولی
بنا کر خاک سحر بھری اور اُسکے منھ پر پھینکنے مارنے شروع کیے وہ بیچاری اس شیطانی لشکر میں گرفتار اور سخت ناچار
کیا کرے نہ روے رفتن نہ پائے ماندن آنکھیں ملتی تھی مگر بھاگ نہ سکتی تھی اور لونڈے قصائی زادے کے ساتھ جو
رہتے تھے تو باتیں بھی ویسی ہی کرتے تھے کوئی کہتا تھا کہ ے ادھر دیکھ تو کسکو اب تک رہی ہو + کلیجی تیرے عشق
میں پک رہی ہے • کوئی یہ مضحک شعر پڑھتا تھا ے یہ اپنا ہی دل گردہ ہے تو نے جانا + کہ راس آیا ہم کو
محبت جتانا + ایک لونڈے نے کہا پھر اب دست کس کا تکتے ہو اُسکو اُٹھا کر گود میں وہ جو ادھر کا کھیت ہے وہاں
لیچلو اور اپنا مزا کرو دوسرا بولا جب وہاں لیجا کیا ضرور ہے ایک اسکو پچھاڑے ہم سب پہرہ پر کھڑے ہیں بادشاہ
بھی آئیگا تو نہ آنے دینگے بس اسی طرح باری باری سے ہم سب سمجھ لیں صرصر یہ باتیں ان شیطانوں کی سن کر
گالیاں دیتی ہو کہ ایسے کے تیسو کیوں مجھے بے بس کر کے ستاتے ہو اور ناحق کو دق کرتے ہو اور اگر چھوٹ گئی اور تم
سبکو میں نے جان سے نہ مارا تو میرا نام بدل ڈالنا اور جتنا صرصر عیارہ ترکتا لونڈے سنتے تھے تو اور زیادہ خوش ہوتے تھے

تالیاں بجاتے تھے منہ چڑھاتے تھے کوئی پاس آکر چٹکی لیتا تھا اور کوئی بھاگ کر دور کھڑا ہوتا تھا اور پیچھے سے
چپت مارتا اور کود کر الگ کھڑا ہو جاتا صرصر اپنا ہاتھ بڑھا کر لپکتی ہو مگر وہ بجلی کی طرح کوندتے ہیں اور جب کسی
لونڈے کو پکڑ پاتی ہے تو سب ملکر اُسکی آنکھوں میں خاک جھونک دیتے ہیں کہ یہ دونوں ہاتھوں سے آنکھیں ملتی ہے ■
لونڈا بھی چھوٹ کر ستاتا ہے اور بھاگ جاتا ہے یہ بیچاری کبھی تو گالیاں دیتی ہے کبھی کوستی ہے کہ ساحری تمکو غارت
کریں اتنے ہی سے ناشاد و نامراد مرو تمکو اگلا سال دیکھنا نصیب نہ ہو تمھاری اماں ہائے ہائے کر کے روئے تمھاری الٰہی
نکلے تمکو بھوکی بھوانی کھائے اس کوسنے کی بھی لونڈے سماعت نہیں کرتے ایک ہنگامۂ عظیم برپا ہے بندر کی آشنائی
مشہور ہے لونڈوں کے ہاتھ عنقا چیز ہاتھ آئی ہو زمانے نے آئینہ بنایا ہے کیا خوب اس حسینہ کے حسن کی قدر کی ہے کہ آئینۂ
رخسار کو خاک سے صیقل کیا ہے اس کدورت پر صفائی کی تمنا ہو سر پر خاک اسکے پڑی ہو کہ زلف سیاہ پر بلا آئی ہو
چہرہ وہ غبار آلودہ ہو کر نقش کا خاکہ بگڑا ہوا ہی گویا غبار میں آفتاب دھندلا ہے بھبھوت ملے جنگل میں جوگن
کا گذر ہوا ہے انگیا اور کرتی پھٹکر ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئی ہو گلشن چست عیارہ پہنتی ہیں اسپر ہاتھ لونڈوں کے پڑ کر مسل
گئے ہیں ورنہ وہ بھی ٹکڑے اڑ جاتا لیکن خاک میں اٹ گیا ہو دھول ٹیڈی بجا دی ہے ہول کے بھڑ ودنگی قطع صرصر کی
بنا دی ہے جب کوئی لونڈا ادھر سے آیا اسنے جھپک کر ہاتھ مارا کہ ہے تیری ایسی تیسی کی ترنا شاد مرے وہ لونڈا جھپک
کر دوسری طرف نکل گیا ادھر سے پھر ایک نے حملہ کیا اسنے پھر جھپک کر ہاتھ مارا وہ پشت پر جا رہا ایک دھما چوکڑی مچا دی
صرصر نے ناچار ہو کر کمند نکالکر جو ماری ایک لونڈے کی گردن پھنسی اسنے کھینچ لیا سب لڑکوں نے کہا بھئی غضب ہوا
ایک گیان ہمارا پھنس گیا آؤ آب دعا واکون یہ کہکر یکبارگی سب نے خاک عیارہ کی آنکھوں میں جھونکی اور سب ملکر لپٹ
گئے کمند بھی چھین لی اور نیچہ بھی کمر سے کھول لیا اور زدوکوب کرکے بچھاڑنے لگے اسوقت صرصر نے رجوع قلب سے دعا کی کہ اے عمرو کے
خدا میری معذرامی جانتی ہوں کہ جب مسلمان تجھکو پکارتے ہیں تو انکی مدد کرتا ہے یہ دعا کرنا تھی اتفاقاً عمرو و قران جوبیدی کی
روانہ ہوئے تھے اس طرف آ نکلے اس ارادہ سے کہ چلو لشکر حیرت کو دیکھتے ہوئے اپنے لشکر میں جائیں فی الجملہ انھوں نے
جو یہ ماجرا دیکھا کہ لڑکے ایک عورت سے لپٹے ہیں للکارے کہ ہاں ہاں کیا کرتے ہو لونڈے عیارہ کو چھوڑ کر الگ ہوئے
انھوں نے پہلے تو بسبب گرد و غبار کے عیارہ کو پہچانا نہ تھا اب قریب آکر پہچانا اور از بسکہ یہ ساحر بنے ہوئے تھے تو
صرصر نے نہ پہچانا تھا اب جو انھوں نے کلام کیا تو اسنے بھی پہچانا اور فرط ندامت سے عرق عرق ہو گئی گردن جھکا لی
کٹ کٹ گئی کہ ہائے بڑا غضب ہوا اپنے ہم پیشہ نے اس ذلت و خواری میں مجھکو مبتلا دیکھا علی الخصوص عمرو ایسے عیار
کے سامنے یہ ذلت کہ جو مجھکو اپنی معشوقہ کہتا ہے غرض ہر درویش بجان درویش چارہ ہی کیا تھا سر جھکائے کھڑی رہی ادھر
عیاروں نے لونڈوں سے پوچھا کہ ارے میاں یہ کیا ماجرا ہے وہ بولے سنئے صاحب ایک ہمارے ساتھ کا گیان
اس عورت کو گڑھے سے نکال کر لایا اور عاشق اسکا ہوا لیکن اسنے اسکو بیہوش کر دیا اور دو تین ہمارے ساتھ کے جوان اس نے
توڑ دیے ■ دیکھیے بیہوش پڑے ہیں اب ہم اسکو ایسی چور دنیا بنائیں گے آپ اس مقدمہ میں نہ بولئے گا اس ملعونہ کو جو کچھ ہو
ہم چھوڑینگے نہیں عمرو نے کہا بھئی ہم بھی ذرا اسکی صورت دیکھیں یہ کہکر پاس عیارہ کے گیا اور لونڈوں سے کہا

ارے میاں یہ تو لونگ چڑے والے کی لونڈیا ہے تونے نہیں دیکھا تھا لشکر میں لونگ چڑے کباب بیچا کرتی پھرتی تھی ابھی
کچھ دن ہوئے ہیں کہ یہ اپنے میاں کو زہر دیکر بھاگ گئی تھی آج تمہارے ہاتھ کیونکر لگ گئی صرصر یا تو گردن جھکائے کھڑی
تھی یہ باتیں سنکر تاب ضبط ہی نہ رہی کر منڈی کاٹے ستیاناس گئے وہ تیری ہی جورو ہیں لونگ چڑے بیچتی ہونگی لو موا
آیا ہے شیخی بگھارنے مجھ سے جل گئی کرتا ہے عمرو نے چپکے سے کہا پیاری لونڈوں کو پسند کیا تمسے یہ چپ بائگی یہ کہکر
لونڈوں سے کہا بھائیو یہ بڑی چرب زبان عورت ہے اسکے فقروں پر مت آنا ہم بھی تمہارے شریک ہیں چھوڑنا نہیں اسے
لونڈوں نے پھر ستانا شروع کیا عیارہ پھر لگی گالیاں دینے قرآن نے کہا ابے لڑکو تمنے اسے ستایا ناحق وگرنہ یہ
لڑکوں کی استانی ہے تمکو خود اپنے ساتھ لیجائیگی لونگ چڑے خوب کھلائیگی عیارہ نے کہا اسی کی جورو لونگ چڑے
بیچتی ہے یہ جو تمسے کہتا ہے قرآن نے کہا دیکھو میں راضی کیے دیتا ہوں اچھا تم سب ہٹ جاؤ لونڈے دور
چلے گئے قرآن نے پاس آکر کہا کیوں استانی یہ لونڈوں سے بے حرمتی کراتی ہو ہم شرط کر ناک کاٹ لوں یہ ہمارے
استاد کے سامنے لونڈے تمہارے لپٹے ہوئے تھے صرصر نے کہا تیرے استاد کی اور تیری ایسی تیسی نگوڑے مجکو غیرت نہیں
آتی کہ میں اسطرح بے آبرو ہوتی ہوں اور تیرے استاد کی بھی غیرت اڑ گئی ہے کہ لونڈوں سے ہنسواتا ہے تو کیا منہ لگا
مجکو استانی کہتا ہے یہ باتیں جو عمرو نے سنیں آگے بڑھکر کہا ہوا کیوں پیاری اپنے وقت پر کیا ہمکو ابھاتی ہو اور غیرت
دلاتی ہو اچھا وعدہ کرو کہ بعد رہائی کے آج جو ہم کہو گے وہ مان لیگی صرصر نے مصلحتاً انکار مناسب نہ جانا ناچار اقرار کیا
مگر دل ہی دل میں کہا کہ ہاں مانگی عمرو نے کہا تو جھوٹی ہے یہ کہکر لونڈوں کو پکارا کہ ارے میاں آؤ یہ راضی نہیں ہوتی اب تم
جانو تمہارا کام جانے لونڈے پھر دوڑ آئے اور عیار وہاں سے آگے بڑھے صرصر نے بڑی حسرت سے منہ عمرو کا دیکھا مگر
عمرو نے قرآن سے کہا آؤ ہم بھی آؤ چلیں وہ بھی ساتھ ہوا اور یہ دونوں کچھ دور جا کر پوشیدہ ہوئے اور عمرو نے ایک گلدستہ
گلہائے بیہوشی آمیز کا زنبیل سے نکالکر صورت اپنی مثل باغبانوں کے بنائی جھولی کمر سے باندھ کر بہت سے پھول بھر لیے
اور کمر پر کمر میں گھونس لیں اور راہ کترا کر ادھری سے نکلا کہ جدھر لونڈے تھے انھوں نے جو گلدستہ گلہائے نایاب خوش رنگ
دیکھا بیچین ہوگئے اور دوڑ کر قریب آئے کہا میاں باغبان یہ گلدستہ کس کے لیے بنایا ہے ذرا ہم بھی دیکھیں اسنے کہا لو
لیکن خراب نہ کرنا ایک امیر نے بنوایا ہے یہ کہکر گلدستہ ایک لڑکے کو دیا اور تھوڑے تھوڑے پھول سب کو دیے کہ لو اس سے
کھیلو وہ پھول لیکر سب نے سونگھے اور بیہوش ہوگئے عمرو قریب صرصر آیا اور بے اختیار صرصر عیارہ کو گلے سے لگایا
اور صرصر نے ہاتھ پکڑ لیے خواجہ کے جب ہاتھ دونوں رنگ گئے خواجہ نے تدبر کرکے ہاتھ چھڑائے اور بوسے لیے اور کہا
اے گل باغ کامرانی یہ رسوائیاں کرتی ہو میری چھاتی پر کودوں دلتی ہو میں نے ہزار مرتبہ کہا کہ صاحب گھر میں
بیٹھو جو مجکو میسر ہے وہ کھاؤ اڑاؤ مگر تم نہیں مانتی ہو آج میں ناک کاٹ لیتا ہوں صرصر نے کہا کہ عمرو مجکو واسطہ
اپنے دین و مذہب کا کہ پہلے تو مجکو رہا کردے پھر تیرا جو جی چاہے وہ کر لینا ایسا نہ ہو کہ کوئی اور سردار طلسم میں سے آکر میرا حال
دیکھے عمرو نے کہا ہاتھ مار دو کہ پھر ترک بے اعتنائی نہ کریں گے تمہارے ساتھ ہی رہینگے اور مطلب دلی بر لائیں گے صرصر
نے یہ سنکر منہ چڑھا دیا اور انگوٹھا دکھا دیا کہ مرے تو اسی تمنا میں رہے گا خواجہ نے کہا کیوں ابھی سے یہ

باتیں صرصر نے کہا اے سلطان محتاج بن میرا مردہ دیکھے جو دیر لگائے جین کو روئے جو جلدی نہ چھڑائے خواجہ کو
ان قسموں کے سننے سے تاب نہ آئی فوراً اس لیبر صاحب کو مار ڈالا عیارہ پہ سرخ ہو گیا طاقت رفتار آئی خواجہ نے کہا
اسے کہ کیا ارادہ ہے عیارہ نے کہا ٹھہر جاؤ میں وعدہ وفا کروں گی خواجہ مجھے آج یہ سلطان ہوگی اس وجہ سے الگ
کھڑے ہوئے اور عیارہ نے سب لڑکوں کا زیور یعنی کہ کڑے بالے وغیرہ وہ پہنے تھے اتار کر خواجہ کو دیے اور وہ لڑکیاں بیکل
ایسی اپنے رنجیدہ تھی کہ خنجر پکڑ کر سر کاٹنے ہر ایک کا چلی خواجہ نے فرمایا کہ ارے میں نے تو تجھے سمجھ کر چھوڑ دیا تھا
لیکن تو رحم نہیں کرتی اس عیارہ نے ایک نہ سنا اور سب کو ذبح کر ڈالا بعد اسکے جست کر کے چلی خواجہ نے پکار کر کہا
اری او بیوفا وعدہ وفا کرتی جا اسنے پلٹ کر جواب دیا کہ جادو رہی ہو موئے یہ منہ اور ملیدہ تو اپنی صورت تو پہلی میں
پیشاب کر کے دیکھ موا جیسے بن مانس یہ کہکر یہ جادو جا مثل برق چمک کر نکل گئی ادھر خواجہ اور قران اپنے لشکر
کی طرف روانہ ہوئے اور کچھ دیر کے بعد لشکر میں آکر شریک جلسہ مسرت وانبساط ہوئے اور صرصر نے جاکر سارا حال
اپنا ملکہ حیرت سے بیان کیا ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اب یہ تو نہ کہہ کر میں نے لڑکوں کو مارا ہے کس بیچے کے جتنے لڑکے
قتل ہوئے ہیں وہ سب تیرے دشمن ہو جاویں گے یہ کہہ کر ایک نامہ سب کیفیتوں کا تحریر کر کے شاہ جادوان کے
پاس بھیجا ادھر لشکریوں نے جب اپنے اپنے لڑکوں کو تلاش کیا صحرا میں انکی لاشیں ملیں بعد گریہ و بکا اٹھا لائیں اور
حیرت سے آکر استغاثہ کیا کہ آپ حاکم ہیں ہماری داد دیجیے ملکہ مذکور نے حکم تحقیق کرنے کا دیا کہ قاتل تلاش کیا جاے
یہاں تو یہ ہنگامہ ہے لیکن افراسیاب نکبت انتساب باغ سیب میں تخت رفعت مآب پر جلوہ گستر تھا کہ شیاطین
علیہ اللعن والعذاب نامۂ شاہ کوکب عالی جناب لیے حاضر خدمت ہوا اسوقت خدمت شاہ طلسم میں سترہ ہزار
کنیز بعہدۂ خدمتگاری موجود تھیں اور حاضر ساحر نامی و نامور کرسیوں پر بیٹھے تھے ناچ ہو رہا تھا جام شراب گردش میں تھا
کہ شیاطین نے سامنے آکر رونا شروع کیا بادشاہ نے فرمایا کہ کیوں خیر تو ہے اسنے پایۂ تخت کو بوسہ دیکے سر اپنا بادشاہ
کے پاؤں پر رکھ دیا اور رو رو کر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ مجھ سے بڑی خطا سرزد ہوئی کہ خوف جان سے قیدیوں
کو آپ میں نے رہا کر دیا اے بادشاہ آپ نے سچ ارشاد فرمایا تھا کہ جمشید نے ایک ایک کو زبردست بنایا ہے اس طرح
کوکب کی طرف سے ملکۂ حنا دست آئی اور برسات کا عالم ظاہر کر کے مجکو گرفتار کیا اور نامہ اسکے بادشاہ کا
آیا کہ اسکو مارو نہیں پس اسنے مجھ سے میرا سو بدکرایا اور نامہ دیا کہ اپنے بادشاہ پاس لیجا وہ نامہ لیکر آیا ہوں نہایت
شرمندہ ہوں فلک کا ستایا ہوں بادشاہ نے جب تمام ماجرا سنا کاخ دماغ میں دود غضب پیچ و تاب کھانے لگا اور
ساحر مذکور سے نامہ لیکر لفافہ اسکا چاک کر کے کاغذ کو وا کیا کچھ اسمیں لکھا نہ دیکھا ایک پتلا صندل سے اس قرطاس
پر کھنچا تھا بادشاہ حیران ہوکر کاغذ کو دیکھنے لگا کہ یہ تصویر کس لیے مجکو بھیجی ہے یہ تو متحیر تھا کہ وہ تصویر
صندلیں گویا ہوئی کہ اے بادشاہ مجکو کیا دیکھتے ہیں اور ہاتھ میں لیے بیٹھے ہیں اگر زمین پر یہ کاغذ رکھ دیجیے تو میں
آپسے باتیں کروں بادشاہ اس تصویر کی گفتگو سنکر زیادہ تر متحیر ہوا کہ کمال ہنر آذری میں مصور قدرت نے جان ڈالی
ہے بڑی کاریگری دکھائی ہے لوگ مثل کہتے ہیں کہ تصویر ایسی بنائی ہے جو منہ سے بولا چاہتی ہے یہاں واقعی

یہ تصویر بولتی ہے غرضکہ حیرت سند ہو کر کاغذ ہاتھ سے رکھدیا وہ تصویر قہقہہ مار کر ہنسی اور گویا ہوئی کہ سن اے
بادشاہ میرے مالک شاہوں کے شاہ جناب کوکب والا خطاب نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ہم کو دوست بنانا چاہتی
ہو تو مناسب ہے کہ شاہزادہ اسد کا عقد ہمراہ حسین کرکے بصد ادب و عزت ہمارے پاس بھیجدو اور تم بھی طلسم کا
خراج لیکر ہمراہ آؤ کہ ہم تمکو آستانہ سلطان گردون سریر شہنشاہ باتوقیر خدیو کیہان خداوند جہان چراغ لشکر
اسلام و مومنان ذو الاکرام یادگار نسل کیان شاہ فریدون نژاد لنگر سعد بن قباد والا نژاد پر لیچلکر اور خطا
تمھاری معاف کراؤں اور اگر یہ امر تم نے منظور نہ کیا تو سزا اپنی اپنے کنار میں دیکھو گے بہت پچتاؤ گے جان اپنی
مفت گنواؤ گے یہ کلمات اس تصویر سے سنکر افراسیاب خود قہقہہ مار کر ہنسا اور کہلا بھیجا کہ پیکر بیجان اپنے بادشاہ سے جاکر
کہدینا کہ اگر تجکو ملک و مال اپنا بچانا ہو تو یہ بیہودگی چھوڑ دے اور اس دزد مکار عمرو عیار کو باندھ کر میرے پاس
بھیجدے ورنہ پاس دین جمشیدی اسیر لشکر کشی کرکے صفحۂ روزگار سے تمام اسکا نشان حرف غلط مٹادونگا اس کی
عمارت خاک میں ملادونگا کہدینا خبردار ہو رہ یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا ان باتوں کو جب اس شبیہ نے سنا تو وہ ہنسی
اور وقت خندہ زنی ایک آواز مہیب اسکے منہ سے پیدا ہوئی اور وہ کاغذ جسپر تصویر بنی ہوئی تھی جلکر دھواں ہوگیا
اور وہ دود دھمٹ کر مثل ابر کے ایک طرف چلا گیا بعد اسکے جانے کے نامہ حیرت کا بادشاہ کے پاس آیا اور سن سے
حال آمد مہرخ وغیرہ معلوم کرکے جواب لکھا لکھنے ملکہ اب تمکو لازم ہے کہ اندر طلسم کے چلی آؤ کس لیے کہ عیاروں کے
ضرر سے بھی محفوظ رہو گی ویز جب کوئی سردار لڑنے کو میری طرف آئیگا اسکو بھی آسائش ملیگی اور تم بغیر کسی
سردار کے آئے لڑتی نہیں ہو پھر کیا ضرور ہے کہ سامنے حریف کے خیمہ زن رہو اب سامنا اس مرد صحرائی سے بڑا اہم
بیٹھی اسکی قریب ہو کر لشکر لیکر آئے چنانچہ میدان میں ٹھہرنا مناسب نہیں جیسا میں نے لکھا ہے ویسا ہی کرنا
خلاف اسکے عمل میں نہ لانا یہ لکھکر بند کر دیا کہ وہ حیرت پاس لایا ملکہ نے بنا بر حکم شاہی سرداران لشکر کو ہمراہ
لیکر جانب دریائے خون رواں چلی اسکے جانے سے کل لشکر کمر باندھ کر ہمراہ ہوا اور ملکہ نے دریا پر آکر ایک چٹکی چرمی
اسکی کہ پانی ادھر ادھر ہٹ گیا بیچ میں دروازہ پیدا ہوا ملکہ اس دروازہ میں داخل ہوئی اور اسی مقام پر پہونچی
کہ جیسا سابق ہنگام آمد مختار جادو حال طلسم بیان کیا گیا تھا چنانچہ ظاہر میں تو شہر نا پیدا ہے بہت دور نظر آتا
ہے لیکن براہ طلسم ونیرنگ بہت قریب ہو ملکہ اسی شہر میں آکر گنبد نور پر ساکن ہوئی اور فوج کی چھاؤنی زیر دیوار
شہر مذکور پڑی اب دریائے خون رواں کے ادھر ایک دیوار سنر لون تک کھنچی نظر آتی تھی اور اس دیوار پر کاخ
و عمارت بنی تھی لوگ پھرتے چلتے نظر آتے تھے غرضکہ اس لشکر کے جانے سے غلغلہ جو ہوا لشکر مہرخ میں بھی خبر پہونچی
عیار اور سرداروں نے جو آکر دیکھا تو دریا کے اس طرف دیوار کو دیکھا لشکر حیرت کا پتہ نہ پایا
ناچار سب جاکر اپنے مقام پر فروکش ہوئے ادھر افراسیاب کو بیٹھے بیٹھے یہ خیال آیا کہ تو نے نامے
جتنے بھیجے سب ایلچی کے ہاتھ بھیجے اور شاہ کوکب نے بجائے نامہ صندل کی تصویر بھیجی جو تقریر بہتر از نہ
تحریر کرتی تھی پس یہ اپنی شوکت اس حیلگی نے تجکو دکھائی ہے اب لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح ایک نامہ

اسکو بھیجکر اپنی اولوالعزمی دکھایا یہ سوچکر اپنے مقام سے بزور سحر غائب ہو گیا اور باغ سیب سے کچھ دور جاکر ظاہر ہوا
اور پران بران سرحد طلسم کی طرف چلا اس ارادہ پر کہ دیوار نورافشان اور دریا جو عمل مین کوکب کے ہے اسکو خشک
کرے اور دیوار کو ڈھادے اور ملکہ حنا دست کو اپنے قبضے مین لائے تا الیاس سحر کردہ اپنا گلا کاٹ کر آپ مرجائے
چنانچہ کوکب کو اپنی دیوار طلسم کی خبر نہین ہے اور یہ جانتا ہے اور لوح طلسم نورافشان ہزار برج مین ہے اور بادشاہ
طلسم ہزار برج مطیع و منقاد افراسیاب جادو ہے حال اسکا بیان کیا جائیگا فی الجملہ افراسیاب بحالت غضب و
بیجان اضطراب و پیچ و تاب کھاتا ہوا قریب سرحد طلسم ہونچا اور ایک پہاڑ پر آکر اترا وہان ہزارون پتھر سنگ لشیب
و سماق کے پڑے تھے شاہ کے پہاڑ پر پہونچتے ہی زمین پشت کوہ شق ہوئی اور ایک پتلی پتھر کی نکلی صورت اس
پتلی کی پتھالی کی ایسی تھی بس وہ پتلی آکر بیٹھ گئی بادشاہ اسپر بیٹھا اور سحر پڑھا کر اس پتلی کی پیٹھ سے ایک پتلا بالشت بھر کا
پتھر کا باہر نکلا اسکے ماتھے پر کچھ لکھا تھا بادشاہ نے اسکو پڑھا معلوم ہوا کہ پیشانی اس پتلے کی جمشیدی تختی ہے بادشاہ نے
یہ نیت کی کہ مین سرحد طلسم نورافشان برباد و غارت کرنے جاؤن میرے حق مین بہتر ہے اس نیت کرنے سے پتلے
کی پیشانی پر یہ حرف ظاہر ہوئے کہ موقوف ہے بغیر لوح اور بغیر طلسم کشا کہین مرحلہ طلسم باطل ہوا ہے جو تو یہ عمل
کرتا ہے خبردار اپنی حد سے قدم آگے نہ بڑھانا ورنہ خطا پائیگا بہت پچھتائیگا یہ ارادہ اگر رکھتا ہے تو لوح طلسم
نورافشان بہم پہونچا اور نسل حمزہ سے کوئی شہزادہ پیدا کر اس سے طلسم کوکب فتح کروا یہ حال معلوم کرکے بادشاہ
نے ایک پتھر اس پہاڑ کا تجویز کرکے ایک تصویر اسپر سنگ کے قلم سے کھینچی اور ایک دانہ ماش سحر پڑھ کر مارا کردہ
سل جسپر تصویر کھینچی تھی اڑکر سامنے آئی اس کو حکم دیا کہ اے شبیہ سحر تو جا طلسم نورافشان مین شاہ کوکب کے پاس
اور اس سے پیام دے کہ خبردار رہنا کہ مین ہوشیار رہتا تمہارے طلسم کو اب مین غارت کرتا ہون کیونکہ لوح طلسم مجھکو
معلوم ہے کہ جہان ہے اور سوا اسکے مین مالک مجرہ ہفت بلا ہون اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس ناعیار کو میرے پاس
بھیجکے بھیجدو وہ پیکر بیجان یہ حکم بادشاہ ذیجاہ سنکر اس طرح روانہ ہوئی کہ وہ سل جسپر تصویر کشیدہ تھی پر روے ہوا
اڑکر نظر سے غائب ہو گئی ادھر ملکہ حنا بید رہائی مہرخ جو مراجعت فرما ہوئی اپنے مقام پر کہ جسکا ذکر اول بیان
ہوا پھر ناچ ہونے لگا ساغر بادہ ارغوان کا دور شروع ہوا اس عرصہ مین وہ شبیہ صندل کا دھوان بنکر چلا تھا آکر
پہونچا اور حال اپنی پیام گذاری کا عرض کرکے غائب ہو گیا جب کچھ عرصہ گذرا کے یہ سل اڑتی ہوئی اس جا پہونچی اور سامنے
تخت بادشاہ کے جاکر بصورت راست استادہ ہوئی اسپر جو تصویر کھینچی تھی وہ پکاری کہ لے بادشاہ میری بھی تسلیم
پہونچے اور لونڈی جو کچھ عرض کرے وہ بادشاہ بدل متوجہ ہو کے شاہ نے فرمایا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مالک
ساحران شاہ جادوان عالیجناب والاخطاب بقیہ نسل سامری چراغ دودمان ساحری و افسون گری مصباح انجمن فسون
سازی مشعل بیضا خانہ عربدہ و نیرنگ پردازی حضرت مستطاب شہنشاہ افراسیاب نے آپ کو آگاہ کیا ہے اور
طلسم کی بربادی کا آپکے زمانہ قریب آیا ہے ایسا کچھ بادشاہ نے فرمایا ہے شاہ کوکب جملہ بیان اس تصویر کی زبانی سنکر
جنس بیٹھا اور گویا ہوا کہ اے شبیہ میری طرف سے کہدینا کہ اے بادشاہ واقعی تم ہر طرح مجھ سے زبردست ہو ان ملک

خزانہ و لوح سحر و نیرنگ ہم سے دو نار کھتے ہو اور جانتے ہو ہم کبھی تمھارا مقابلہ نہ کرتے مگر کیا کریں مجبور ہیں اس لیے کہ
ایک شخص ہمارے باپ نے عزلین شاہ کے بسبب تمام آیا اور اب ہمارے دامن میں چھپا ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکو
نکال دیں کسی مذہب و ملت میں یہ جائز نہیں اور آدمیت سے بھی بعید ہو لہذا آپ سے کہا جاتا ہے کہ ہر چہ بادا باد جو
کچھ تم چاہو کرو ہم نہایت ہوشیار ہیں خوشے ما بزرگ ہست بموجب مصرع دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است
یہ فرما کر جانب زمین اشارہ کیا کہ ایک بچہ زمین سے موتیوں کا مالا لیے ہوئے نکلا اور بیانے بادشاہ اس کل کروہ
مالا پہنا دیا ایک ہی دیکھ گی اس مالے میں گندھی تھی وہ سینہ پر تصویر کے آ گئی لوح کل مراں سے اڑ کر جانب کوہ ندی کی چلی
اور سامنے شاہ جادواں کے آ کر گری اور تصویر نے پیام شاہ کوکب حرف بحرف عرض کیا اور پل بھر سے غائب ہو گئی
بادشاہ لوح طلسم کو کب لینے کی فکر میں روانہ ہوا یہ تو تلاش لوح طلسم نور افشاں میں جاتا ہے اور ملکہ حیرت داخل
طلسم ہے خواجہ عمرو ایک شب کے لیے مہرخ پاس آئے تھے ہر ایک سے ملکر کی دس سحر طلب فرما کر پھر بران کے پاس
چلے گئے ادھر باغبان وزیر تلاش میں عمرو کے گیا ہے اس مقام پر صاحب دفتر نے یہ ایما کیا ہو کہ باغبان ایسا
زبردست ساحر وزیر بادشاہ کا شریک عیاران ہوا اور شہزادہ اسد قید ہیں یہ امر خلاف عظمت وزیر مذکور ہے لیس
ہمیں سبب داستان گو وزیر موصوف کو قریب سہالی شہزادہ اسد شریک سلطانان کرتے ہیں اور انھیں کی تج
یہ احقر خادم داستان گویان باہ مولف فسانۂ ہذا بھی کرتا ہے دفتر پہلی اس کمترین نے اس قصے کے لکھنے میں حجابات
خلاف دفتر کی ہو کہ داستان جو ٹکڑے ٹکڑے تھی اسکو ایک ہی جگہ جمع کرکے لکھا چنانچہ داستان ریحان ونگار
کی اسی طرح دفتر میں تھی کہ کچھ حال لشکر امیر کا اور کچھ حال طلسم ہزار برج کا اور کچھ کیفیت ان دونوں جادوگرنیوں کی
تھی قس علی ہذا اکثر مقامات پر یہی صورت تھی اسکو بطرز سلسل افسانہ ایک ہی مقام پر لکھا ہے تاکہ ناظرین
با تمکین کتاب ہذا حظ وافی اور لطف کافی اٹھائیں اور ماہران فن داستان گوئی پس و پیش ہو جانے سے بہ نوک
کے انگشت اعتراض حضور حال اس سراپا تقصیر پر نہ رکھیں اور میری محنت کی داد دیں آمدم برسر مطلب یعنی
حال افراسیاب اسی مقام پر کہ جیسا اوپر بیان ہوا ترک کرکے اب خمسہ کیفیت لشکر ظفر پیکر امیر با اقبال و شہزادہ
تورج وغیرہ مع کرامات لقائے بدخصال لکھی جاتی ہے و باللہ التوفیق

داستان دلستان آمد آمد بہرمدوز قرد شاہ باختری آفت کوہی عنصر کوہی کے بھانجے کا اور عاشق ہونا اسیر صباء جادو کا اور مقابلہ کرنا لشکر امیر سے اور اسیر ہونا سرداران اسلام کا اور عیاریاں کرنا عیاروں کی اور حال طلسم ہزار برج فتح کرنا اور حالات طلسم تورج کا پھر ساحران نامی بہرمد ولقا افراسیاب کا بھیجنا اور شہزادہ ایرج کا آ کر انکو قتل کرنا پھر آنا سیماب بدن کا لقا کی مدد کو اور اسکو آ کر قتل کرنا شہزادہ تورج کا پھر حال شہزادہ قاسم

یعنی جانا شہزادۂ مذکور کا برائے فتح طلسم کوہر کوہ ملوفہ

اے مرے ساقی مرے پیر مغان
وقت ہی اب عیش کے اجلاس کا
فوج کے سب مست سپاہی ہوں
تکیہ خم بادۂ گلنار رہے
شیشۂ محفل بن گئے جام شراب
مہرے ناب کے ہے نام کی
قلقل ہیں شیشۂ صہبائے ناب
محفل میں سامان جلوس شہی
جسمین طبیعت کی روانی دکھاؤں
جادو رنگ ہے القصہ ہو

نشۂ صفت کیوں ہے نظر سے نہاں
کشتی مے تخت شہی آج ہے
خم ہوئے نقارۂ شاہی ہوئے
بفضل خدا ہے مے گلفام پر
قلقل بنے سکۂ نام شراب
جام کا خط غیرت شمشیر ہے
گولیاں مندوق کی ہیں یا کباب
مجکو نچا دے اس عہد کی
جو ہر اعجاز بیانی دکھاؤں
چاہ بیا قصۂ نادر نویس

عہد کیا وسوسہ و یاس کا
قیمت نہیں بادشہی تاج ہے
صافی مے مسند زرکار ہے
قبضہ ہوا سلطنت جام پر
بوند جو ہے بادۂ گلفام کی
سیخ جسے کہتے ہیں وہ تیر ہے
بجتا ہے میخانہ میں کوس شہی
دے مے گلرنگ مجھے شہد کی
حال کہوں وہ جو میرا حصہ ہو
آنکہ بود خوب و فصیح و سلیس

بلبلان نغمہ پرداز گلشن سخن و بیرنگ و قمریان سرو دستان کلام اے رنگا رنگ وطوطیان شیوا زبان شکرستان شیرین زبانی و زمزمہ پیرایان حدیقۂ جادو طرازی و سحر زبانی و شاخ رنگین در بہار خامہ تحریر سے مضمون طرازی کی گلفشانی اس طرح فرماتے ہیں اور باغ پُر بہار اسمار کی سیر یوں دکھاتے ہیں کہ بعد قتل مہتاب جادو و ماہ جادو ساحران بے ایمان یعنی صہبائے جادو و بلائے جادو نے بمشورۂ بختیارک بے آبرو نامہ بنا بر طلب امداد بجانب افراسیاب بدنہاد روانہ کیا تھا چنانچہ اس ثانی شداد نے نامہ پڑھ کر زہر چشم کو بھیجا تھا حال اسکا طلسم ہزار برج مین بیان ہو چکا فی الحال اب مقابلہ مجادرہ ساحران مذکور نے لشکر اسلام سے موقوف رکھا ہے اور انتظار آمد کمک کر رہے ہین چنانچہ ایک روز لقا ملعون درگاہ کبریا تخت نکبت پر بارگاہ مین بصد عظم و شان بیٹھا تھا کوہی اور باختری سرداران لشکر دنگلین اور کرسیون پر بیٹھے تھے جام شراب ناب کا دور تھا ہر ایک مست و مخمور تھا کہ ہرکارے محاگاہ پر آکر حاضر ہوئے اور بعد ادائے دعا و ثنا عرض پیرا ہوئے کہ عنصر کوہی کے بھائی آفت کوہی ایک لاکھ سواران جرار کی جمعیت سے حضور کی امداد کو آتے ہین اور قریب پہونچ چکے ہین داخل لشکر خداوندی ہوا چاہتے ہین یہ خبر سنکر بختیارک مع چند سردار کے برائے استقبال روانہ ہوا واضح ہو کر یہی حال آفت کوہی بیان ہو چکا ہے چنانچہ یہ وہ آفت نہین یہ بھائی عنصر کوہی جو سپہ سالار سلیمان عنبرین مو سے ہے اسکا ہو اور از بسکہ یہ سرزمین کوہستان ہے تو ہزار کوہی قلعجات متعدد کا مالک یہان رہتا ہے اسوجہ سے نام مین توارد واقع ہوتا ہو اور صاحب فن نے یہ سلسلہ رکھا ہے کہ جب تک طلسم ہوشربا فتح ہو اس کوہستان اور اسکے اطراف کے طلسمات بھی فتح ہو جائین غرضکہ شیطان خداوند نے جا کر استقبال کوہی مذکور کیا

اور لشکر اسکا ملحق لشکر خداوند اُتر رہا بارگاہ اسکے لیے استادہ ہوئے گروہ پہلے بارگاہ مین سامنے خداوند کے آیا
سجدہ کیا خداوند کو نذر دی خلعت پایا پھر اپنے ہاسون سے ملا اور دنگل زرین پر بیٹھا احوال لشکر امیر پوچھا بختیارک
نے خوب نمک مرچ لگا کر بیان کیا کہ اس طرح فرزندان حمزہ خداوند کی بیٹیون کو نکال لے گئے اس کلام پر لقا خفا
ہونے لگا اسی گفتگو مین صبا سے جادو بھی دربار مین آئی اور اُسنے اس کوہی کو دیکھا کہ ایک جوان قوی ہیکل
دیو صورت قامت مین تاڑ جسامت مین پہاڑ پر غضب اور شہوت پرست مزاج مین حرص و آز کا مسکن خود پسندی
پسند زبان مین بد چلنی کا چلن موچھین کھڑی کھڑی ڈاڑھی ساحرون کی ایسی نشۂ نخوت سے آنکھین لال
بیحیا کمال زود رنج نفتہ دست شرارت سے پر رگ و پوست دنگل پر بیٹھا تن رہا ہے گو آپ ہی آپ بن رہا ہے
یہ لکا تہ دیکھتے ہی ایسے جوان قوی کو فریفتہ ہوئی اور دنگل پر اسی کے پہلو مین آکر بیٹھی اور راز بسکہ بہ سحر سے صورت
اپنی حسینہ بنائے ہوئے تھی اس کوہی نے بھی اسکی طمع گری پر نظر کی دیکھا کہ ایک زن جمیلہ سانولا رنگ گول
بدن آنکھین غیرت بخش دیدۂ ہرن سینہ پر اُبھار سے نیا جوبن معشوقہ عاشق حضبال ہر یہ سازی مین جسکو حاصل
کمال تھا ہر صورت خوب رو بہ باطن سیہ چہرہ و تند خو پیر زال فرہاد کش جان شیرین کی دشمن پر عیب مکارہ زانیہ دو چلن
یہ بھی اسیر ناوک اور ساحرہ نے جام شراب اپنے ہاتھ سے اسکو دیا اسنے بھی شوق مستی مین عاشقانہ پیے بختیارک
نے یہ رنگ جو دیکھا چپکے سے کان مین صبا کے کہا کہ اے سلکر اپنے بھائی بلار جادو کو کیا جواب دوگی اس نے کہا
وہ تنگوڑا کیا میرا حاکم ہے میرا جو جی چاہتا ہے وہ مین کرتی ہون یہ کہکر آفت سے کہا اے جان ہم آج تیری بارگاہ
مین آئینگے اسنے کہا مین جب تک ان خدا پرستون کو قتل نہ کرونگا عیش و راحت مجھے حرام ہے ساحرہ نے کہا اچھا
تم طبل جنگ بجواؤ ہم بھی تمھاری اعانت کرینگے اسنے کہا پہلے تو اپنے زور کے بھروسے لڑونگا پھر آگے سمجھ لونگا
جب مین مغلوب ہو جاؤن اسوقت تم مدد کرنا یہ کہکر بختیارک سے کہا ملکہ جی طبل جنگ بجوا لو اسنے کہا اتنی جلدی
نہ کرو موت بلانا اچھا نہیں بیتابی بیتابی سود نہیں کوہی اسکی باتون پہ ہنس پڑا انھین باتون مین آخر وہ وقت آیا
کہ کوہی کوہ خاور سے منازل کرکے بارگاہ مغرب مین آیا اور ساحرہ لیل نے ضیائے ماہ کا غازہ چہرہ پر مل کر
دہر پر آفت کو لیجایا کہ نظم

چھپ جب شہب گردون کا سوار	پیادے بن گئے سب نجم دستیاد
عروج ماہ کا پھر وقت آیا	سر شام باصرار آفت ناکام

شب مہتاب نے جوبن دکھایا

لقا نے نقارۂ رزمی بجوایا یہ خبر جاسوسان لشکر اسلام نے دریافت کرکے اپنے تئین بارگاہ سلطانی مین پہونچایا
اور بزبان ادب بسے صفت و ثنائے شاہ اسلام ادا کرکے خبر آمد کوہی اور بجوانا طبل جنگ کا عرض کیا بادشاہ عالم پناہ
نے خسرو لشکر جانب امیر نظر کی امیر نے حسب ایمائے بادشاہ حکم نواخت کوس حرب کا جرا اردن نے تعمیل حکم مین ذرا
دیر نہ کی نقارۂ سلیمانی مین طبل سکندری پہ چوب پڑی دنیا دہل گئی برج کا بالائے چرخ کلیجہ کانپا ناس فلک مین جھناٹا
پیدا ہوا گنبد عالم مین صدا گونج گئی دلاور اور بہادر آگاہ اور ہوشیار ہوئے دربار شاہی برخاست ہوا ہر
سردار اپنے اپنے مقام پر آکر درستی اسباب رزم کرنے لگے تلوارین نیام سے نکلیں خنجرون کے نیام جو کچھ دل مین

رکھتے تھے وہ اُگلنے لگے رشتہ جان اور رشتہ تیغ سے رشتہ محبت ٹوٹنے کا زمانہ آیا سلسلہ دشمنی مستحکم ہوا شمشیر برّان نے گلے ملکر گردن کا شاجاہی زبان تیر نے سوکھی سنانی حلقہ خنجر طوق گلو گیر اجل تھے نخل تمنائے مردان میں تلواروں کے پھل تھے دونوں جانب کے لشکروں میں غلغلہ عظیم برپا تھا کہ خونوں کی جھنکار اور خنجروں کی دھار سے پانی کی لہر اور شور بحر کا رنگ نظر آتا دل سینہ میں خوف سے پانی پانی ہوا جاتا قلزم زخار جدال و قتال میں طوفان عظیم تھا کفار کا جہاز خشکی میں ڈوبتا تھا کمان تک عرض کردن رات بھر یہی شورش و ہنگامہ برپا رہا تلواریں سان پر چڑھیں دلاوروں پر چڑھے سوار توسن پر چڑھے اجل سر دشمن پر چڑھی شجاعت پہلوں سے من پر چڑھی تیر زہر آبدار ہوئے نیزے ہر پیکار تیز و تیار ہوتے گھوڑوں کا ساز و یراق درست ہوتا ہر بہادر چابک و چست ہوتا شور کرنا اور بوق سے گوش روزگار میں پنبہ ابر دیا تھا دشت عالم گونج رہا تھا وزرہ بیابان شیر غرانا تھا اسی ہنگامہ میں آخر شب کی رحلت کا وقت آیا شہسوار آسمانی بقصد جانستانی فروغ از روز ماہ سلاح شعاع مسلح و مکمل میدان فلک پر آیا کہ نظم

چو خورشید تابندہ بنمود چہر	جہان کرد از چہرہ خود پر ز مہر
پئے جنگ آمد ز لشکر خروش	زمین آمد از بانگ سیان بجوش

وقت سحر دو طرف سے لشکر وارد میدان قتال ہوا امیر مسجد کر پاس سے بعد فراغ طاعت باری سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر دولت شاہی آئے سرداران ذی وقار بھی با میداد اسے آداب جاضر آستانہ شہنشاہی تھے کہ یکایک نور افزائے چشم ایمان مسلمانان حضرت قدرت فخر الملوک السلاطین خدیو گیہان سعد بن قباد والا شان برآمد ہوئے صدائے بسم اللہ کا شور از فرش تا لب عرش پہونچا امیر اور سب سرداران کا مجرا و سلام ہوا سواری ظل اللہ کی طرف جنگاہ کے اس عظمت و شان سے روانہ ہوئی کہ ہزار ہا رسالے اور فیل و اسپ اور پلٹنیں و شاہان زمین شغل ملازمان ہمراہ تھے جان نثار و خیر خواہ تھے اسی شوکت و شہامت سے چلکر وارد دشت کارزار ہوئے اس طرح سے آمد لشکر حریف گمراہ ہوئی گیتی گرد و غبار سے سیاہ ہوئی دل دہر پہ چشم زمانہ پر آشوب تھی خیریت گریزان آفت بر عب نظم

یکے ابر بست از پئے گرد و سم	بر آمد خروشیدن گاو دم	شدہ جمع چندان سیاہ فام پیل
کہ روئے زمین شد بکردار نیل	دفش و سنان را خود اندازہ نیست	خور از گرد بر آسمان تازہ نیست
اگر لشکری نیست اندازہ مر	ہمی از ستیزہ شدہ گوشش کر	حاصل مرام بعد ورود موکب ہر دو

از نا ترتیب صف محاربہ ہر دو سو ہوئی نقیب نقابت کر کے کنارے ہوئے آفت پر فتنہ اجازت حرب لقا سے لیکر وسط میدان میں آیا اور سلاح شوری دکھا کر نعرہ زن ہوا کہ ہاں کون زندگی سے بیزار ہے جو میرے سامنے آنا چاہتا ہے اس ہیبت کو سنکر لشکر اسلام سے شہزادہ صفدر بحسن شکن خورشید بن ہاشم تیغ زن نے گھوڑے کی باگ لی کل صف دست چپ کے علم جلوہ گری بڑھا آئے سردار پا پیادہ ہو کر رکاب میں چلے شہزادہ نے ہر ایک کو تسکین دیکر رخصت کیا اور آپ بادشاہ سے خلعت اجازت لیکر مرکب اُڑاتا سامنے حریف کے آیا وہ بھی تیغ لگا اور گھینڈا ابڑھا کر چلا باہم نگاور زنی ہوئی سات قدم گینڈا اسکا اور پانچ قدم گھوڑا شہزادہ کا گھٹ بڑھ رہا دونوں نے مرکبوں کو اونچین

مسلک ساماں کیا نیزہ زنی آغاز ہوئی سنان بہ سنان اور خان بہ خان بجنے لگی بعد رد و بدل ہوئے چند طعن کے شہزادہ
نے نیزہ اُسکے ہاتھ سے نکالا اسنے غصہ میں آکر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار خبردار کہکر سر پر شہزادہ کے لگایا
شہزادہ نے اپنی تلوار کی پشت پر تیغہ کو روکا کہ تیغا اسکا جھنا کر دو ٹکڑے ہوا اور پس شمشیر زن نے ہوشیار باش کہکر
ہاتھ مارا اس بد سیاہ نے سپر فراخ دامن کو چہرہ پر پناہ کیا لیکن اس تیغ کی بدوانی سے پناہ پائی شکل ہوئی سپر کو
کاٹ کر تلوار خود پر آئی اُسوقت صبائے جادو بر ہمے ہوا اُڑ رہی تھی اور بزور سحر بر شہید دیکھی کہ یہ تلوار
سپر کو کاٹ چکی ہے اب ود پہ کاٹ کریگی پسران حمزہ تو بڑے شہ زور ہیں جلد خبر لینا چاہیے ورنہ یہ بیچارہ کوہی ہلاک ہو جائیگا
یہ سوچکر بہت جلد اپنے سحر پڑھ کر تلوار کی دھار باندھی شمشیر شہزادہ خود و درد و مغفر بلو پہ جو چوب کاٹ کر تا با کا سر
سے ہوپنچی تھی کہ کند ہوئی اور سا جت گئی چالاک اور سا ابوالفتح عیار جا بجا دیکھتے کر آگے بڑھ آے تھے یہ کیفیت
دیکھکر گویا ہوے کہ شاید یہ کوہی ساحرہ ہے غرضکہ شہزادے کے عیار نے اطلاع کی کہ ذرا خبردار رہنا یہ ساحر معلوم
ہوتا ہے اور ادھر شاہزادے نے دوسرا ہاتھ تلوار کا مارا گوہی جست کر کے کھل کر گردن پہ جا تارا تلوار نے گیند بیکار
تسلیم کیا گوہی جست کر کے زمین پر آیا اور شہزادے کے گھوڑے کو بے کرنا چاہا شہزادہ بھی زمین پر کود ادہ دوڑ
کر لپٹ گیا باہم سرگرم کشتی دونوں ہوئے دو پہر تک خوب کشمکش ریلا ریلی کے زور ہے جب خل ہوئے صبا نے دیکھا کہ
اب معشوق تیر الخلما نے لگا دم اسکا آگیا قریب ہے کہ جیت ہو جائے بس یہ دیکھکر اپنے سحر پڑھا کہ شہزادے کے جسم سے
طاقت جاتی رہی گوہی نے باندھ لیا اور اپنے لشکر کے حوالہ کیا اور پھر نقیب ہو کر کہ اے مسلمانان لوکسی کو بھیجو میرے مقابلہ
میں اُسوقت سرداران رست جیسے لشکر اسلام سے نکلنا شروع کیا لیکن جو گیا اسے باعانت سحر ساحرہ گرفتار کر لیا شام
تک بیش چالیس اسیر ہوئے شام کو جب ساحر رو زرد پوش ہوا اور عالم سیہ پوش کرسہ ہمن گوشہ تیرہ فند جا سے ہوں
ہمیکو نہ برداشت ہر گونہ شورو شر شام کو طبل آسائش پر چوب پڑی بالشکر خیمہ گاہ میں آکر آسودہ ہوے لقا اپنی رنگا
میں شادان و فرحان اگر بیٹھا کو ہی بھی آیا ساحرہ مذکور بھی آئی اور سرداران اسلام کو سحر کی قید میں مبتلا
کر کے اپنے ساحروں کے سپرد کیا کہ اُنھوں نے مقید کیا اور آپ یار کے ساتھ بیٹھکر شراب خواری کرنے لگی ادھر امیر بارگاہ
میں رنجیدہ خاطر بیٹھے چالاک نے آپکو غمگین خاطر دیکھکر عرض کیا کہ اے آقا یہ نامدار یہ کوہی نابکار ساحر خدا معلوم
ہوتا ہے یہ غلام جان نثار خبر اسکی لیتا ہے امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے رفیق شفیق تم دو ایک روز سے کچھ کبیدہ خاطر
ہوتے ہو لوال اسکا سبب بتاؤ کیونکر جان مزاج میں آئے کہا تا عیار مذکور نے بلبلے امیر پر جھکا کر عرض کیا اب
میرا دل یہاں رہنے سے گھبراتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہو کہ شہنشاہ عیاران والد بزرگوار کی خدمت میں جاؤن
امیر نے یہ عرض سن کر فرمایا کہ اے فرزند تم ہو جگر بندان پاک کی کہ خود تمکو اپنے سے بہتر میں جانتا ہوں میرا بھی دل اُنکی
خیریت سننے کو چاہتا ہے میں موقع ومحل دیکھکر تمکو جانب طلسم رخصت کرونگا ابھی توقف کرو تبار کلمات عنایت آیات
امیر سے سنکر باہر بارگاہ کے آیا وہاں ابوالفتح موجود تھا اسکو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور بصورت مبدل لشکر لقا میں ہون
آئے بارگاہ کے پاس گبر کے خادم خدمتگار وغیرہ استادہ تھے انھوں نے بطرفت جیسا اکثر بیان ہوا ہے دو خدمتگاروں کو

الگ لیجا کر بیہوش کر کے غار مین چھپایا اور انکا لباس لیکر انھین کی ایسی صورت بنکر اندر بارگاہ کے داخل کیا
یہان ناچ ہو رہا تھا شراب کا پیالہ چلتا تھا اور اتفاق سے بلائے جادو بھی بارگاہ مین آیا ہوا تھا صبا بخاطر
اپنے برادر آشنائے دیرینہ کے کوہی سے ہٹ کر بیٹھی تھی تماشائے ہو رہے تھے صحبت عیش برپا تھی یہ دونون عیار
بھی ایک سمت کھڑے ہو کر سیر دیکھنے لگے لیکن صبا بہت دنون سے یہان آئی ہے حال عیاران کا جانتی ہے
اسنے باحتیاط اسکے کہ عیار آکر صحبت برہم کرین سحر پڑھا کہ حال انکا معلوم ہوتا ہے چنانچہ سحر نے اسکو باخبر کیا کہ دو عیار
یہان آئے ہین ■ حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی چالاک اسکی نگاہ متفکر دیکھ کر جہان کھڑا تھا وہان سے ہٹکر
بختیارک کے پیچھے جا کھڑا ہوا اور ابوالفتح سے اشارہ کیا کہ وہ باہر بارگاہ کے چلا گیا اس اثنا مین ساحرہ نے بغور ہر سمت
نگاہ کی چالاک کو قریب شیطان استادہ دیکھا اور پہچانا اور شیطان سے کہا ملک جی مجکو تم سے کچھ کان مین کہنا ہے
یہ کہکر باتین کرنے کے حیلے سے قریب آئی اور کلام کرنے کیلیے جانب شیطان جھکی بس جھکتے ہی چالاک کا ہاتھ
پکڑ لیا اس نے جست کر کے ایک لات اس زور سے ماری کہ یہ تخت لقا پر جا گری اس سبب سے کہ عیار بیل ہاتھ مین
رکھتے ہین جب کوئی ہاتھ انکا پکڑتا ہے وہ ہاتھ کو سطرح کن دیتے ہین کہ وہ بیل ہاتھ مین ہاتھ پکڑنے والے کے آجاتا
ہے اور انکا ہاتھ چھوٹ جاتا ہے گرفتار کرنے والا حیران ہو کر گیند کو دیکھنے لگتا ہے کہ یہ کیا ہاتھ مین آگیا وہ عیار
نکل جاتے ہین غرضکہ اسوقت عیار مذکور نے بیل عیاری کا تو ہاتھ مین ساحرہ کے دیا اور لات مار کر آپ بھاگا لوگ
سب حیران کہ یہ کیا معاملہ گذرا ہر سمت آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگے چالاک باہر بارگاہ ■ کے نکل آیا ساحرہ کے چوٹ
بہت لگی لوگون نے دوڑ کر اسکو اٹھایا بختیارک ناچتا ہوا اپنی جگہ سے اٹھا اور قریب ساحرہ تمسخر کرنے لگا کہ آج تو
آپ بھی نظر کردہ ہو مین لات اعلیٰ نے یہ رتبہ دیا کہ لات کھائی خیر یہ تو ان کی عنایت تھی کہ خنجر نہین مارا ورنہ سر اڑ جاتا
اب انکی تعریف کے سوا کچھ اور کسی طرح کا کلام زبان سے نہ نکالنا کیونکہ وہ مرشد زادہ برحق ہین جتنے کام ان سے
ناحق ہین وہ سب حق ہین اور وہ یہان تشریف رکھتے ہون گے انکی جو برا کہتے سنین گے تو ناک کاٹ لین گے صبا
نے اسکے کہنے سے کچھ برا بھلا عیارون کو نہ کہا جب سکرت مین آکر بیٹھی اور لقا نے حکم دیا کہ یہان اب تخلیہ
کیا جائے خدمتگار فراش سب باہر جائین اور پہرا بیٹھ جائے کہ کوئی اندر آنے نہ پائے حسب الحکم انتظام ہو گیا اور
صبا نے بزور سحر خوب دریافت کر لیا کہ عیار اب بارگاہ مین نہین ہین فی الجملہ باطمینان تمام صحبت آرا ہوئی
لیکن اتفاق سے ابوالفتح جو پہلے باہر بارگاہ کے آیا تھا اسنے دور سے کچھ کشتیان کہاریون کو لاتے دیکھین دیکھکر
آگے بڑھا اور دیکھا کہ آگے آگے ایک کوتہ لباس پر زر پہنے کلاہ مروارید سر پر دیے ہاتھ مین گلابی شراب کی لیے
کمر مین جام زرین رکھے آتا ہے اور پیچھے بہت سی خمین شراب کی چھکڑون پہ بار ہین اور بہت سی کشتیان جنپر
تورے پوش پڑے ہین۔ کہاریان سر پر رکھے ہین کشتیون مین تھا مین کباب کی اور میوہ مٹھائی ہر رنگ رکھا ہے
اور شیشہ بادہ ارغوانی کے چنے ہین جنکے منھ سونے سے بندھے ہین وہ شخص جو آگے آگے آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ
داروغہ میخانہ ہے عیار مذکور یہ سامان دیکھ کر صورت کو بدلے ہی تھا قریب اس داروغہ کے گیا اور سلام کر کے

ہنسکر بولا کہ اخاہ آج دارو غہ صاحب کہاں اسنے کہا بجا ہے میخانہ میرے مالک سلیمان عنبرین مو نے خداوند
کے لیے بھیجا تھا میں پہونچانے آیا ہوں اسنے جب سب حقیقت دریافت کر لی اس سے کہا لے برادر آپ وہاں جاتے ہیں
تو میں کیا کہوں خیر جائیے آپ معلوم ہو جائیگا میں نہ کہونگا دارو غہ کو خلجان ہوا اور قریب آکر ہاتھ پکڑ کر منت کرنے
لگا کہ تمکو قسم ہے خداوند کے سر کی جو کچھ حال ہو ضرور بیان کرو کس لیے کہ دربار سرکار کا معاملہ ہو شاید مجھ میرے لیے
قباحت ہو اسنے کہا خیر خاطر ہے آپ ادھر تشریف لائیے میں بتا دوں واقعی میں آپکے فائدے کی بات ہے یہ کہکر
اسکو الگ تنہائی میں لیا اور کہنا سننا کیا تھا آتے ہی بیضہ منہ پر مارا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے اُسکو خوب بیہوش کر کے
گٹھے میں ڈالدیا اور اُسکے کپڑے لیکر بہت جلد اُسکی ایسی صورت بنکر قریب میخانہ آیا ملازمین کو ٹھہرا کر کشتیاں سب ایک
جگہ رکھوا دیں لوگوں سے کہا تم ہٹ جاؤ مجکو ایک خبر معلوم ہوئی ہے ایک ترکیب ایسی کرنا ہے کہ شراب عمدہ ہو جائے نوکر
ماتحت دارو غہ کے تھے حسب الحکم ہٹ گئے اسنے سب میں بیہوشی ملا دی اور ایک خم میں بھی بیہوشی نہ ملائی عمر وہاں سے
میخانہ لیکر دربارگاہ پر آیا یہاں تھے جوہر میں صبا نے بختیارک سے کہا کہ ملک جی میں ایک پہلوان پہلے لڑوا چکی ہوں ابھی اور
ایک پہلوان بلواتی ہوں کہ نامی سے سر سے نکالتے سنتے یہ کہکر کچھ سحر پڑھکر ایک پشتک دی کہ ایک پہلوان زمین سے نکلا
قامت میں عوج بن عنق عقل میں احمق تھا سحر بند کیا ہوا تھا کہ کوئی حربہ اسپر اثر نہ کرتا اور نہ کسی پہلوان زبردست
سے زیر ہوتا واضح ہو کہ مدد لک لڑائیاں اس پہلوان کی بھی داستان گو بیان کرتے ہیں لیکن اس احقر کو بے سود
داستان لکھنا طوالت بیفائدہ نظر آیا اس سبب سے مختصر حال اسکے مرنے کا بیان کیا جاتا ہے کہ اس پہلوان نے بھی مقابلہ
کر کے کئی سو سرداران اسلامیان مثل آفت کے گرفتار کیے آخر اب جو نگر کہا گیا کہ عیار بارگاہ میں آئے اور ساحرہ کو
ایک تو باہر بارگاہ کے نکلگیا اور دوسرے نے دارو غہ کو میخانہ کے بیہوش کر کے دربارگاہ پر اپنے تئیں پہونچایا فی الجملہ
اس پہلوان کی لڑائی جو بیان کی جاتی ہے تو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ پہلوان بھی قتل ہوا اور دن گے دنگل پر بیٹھا مصروف
میخواری تھا اور جو لڑائی اسکی نہ بیان کی جائے تو اُسوقت ساحرہ نے اُسکو بلایا اور دنگل پر بٹھایا غرضکہ خبر پہونچی
کہ سلیمان کے یہاں سے میخانہ لیکر دارو غہ آیا ہے لقا نے حکم دیا کہ میخانہ حاضر کرو ملازم کشتیاں وغیرہ بارگاہ
میں لائے ابو الفتح دربارگاہ پر ٹھہر رہا اس لیے اندر بارگاہ کے نہ گیا کہ ساحرہ پہچان جائیگی اور واقعی ایسا ہی
ہوا کہ کہاریوں وغیرہ کو جو کہ کشتیاں لیکر اندر گئیں ساحرہ نے سحر سے دریافت کیا کہ انمیں کوئی عیار تو نہیں چنانچہ
معلوم ہوا کہ کوئی عیار نہیں پس ساقیوں کو حکم دیا کہ اسی شراب کو بلا تُجرو اور ایک ساقی کہ وہاں حاضر تھے انھوں نے
انھیں گلابیوں سے شراب ناب ساغروں میں بھر بھر کر لال انجمن کر دینا شروع کی از بسکہ خلوت تو پہلے ہی سے تھا مقرب
سرداروں کی سوا جو ضرور بارہے لیکن خادم خدمتگار فراش وغیرہ کوئی نہ تھا عیاروں کے خوف سے دو ایک ساقی اور
کو لیے رکھ لیے تھے اور سب باہر تھے پس خم سے شراب نکالنے کی نوبت بھی نہ آئی گلابیوں ہی کی شراب کا دور چلنا
کافی ہو گیا بجا ایک بیہوشی نے تاثیر کی لقا تخت پر سے اُٹھا اور کہا خداوند نے اسوقت تقدیر ناچنے کی فرمائی
ما بدولت بھی ناچتے ہیں تم بھی سب ناچو یہ کہکر بھاؤ بتاتا ہوا اُٹھا سردار حاضران دربار بھی

مست و لایعقل ہو چکے تھے کسی نے کسی کے ڈھول دی تھی کسی کے مونچھ پر ہاتھ ڈالا تھا کہ میان رات کا وقت ہے کوا
بسیرا لیتا ہے غرضکہ اسی ڈھول جھکڑ مین خداوند جناچتے ہوئے اُٹھے ہر ایک اہاہا کرتا اور مٹکتا ہوا اُٹھا اور
گت بھرنے لگا اس عرصہ مین ساقیون نے بھی اہل محفل کو خوشحال شراب کو عمدہ سمجھ کر آپ بھی دو جام پیئے اور رقاصون
کو بھی دیے پھر تو ایسی بُری گت ہوئی کہ سازندون نے سارنگی اُلٹی کرکے رتینا شروع کیا اس طرح جیسے گلے پھیری
پھیرتے ہین اور رقاصہ نے پیشواز اُلٹ کر سر پر اوڑھ لی اور ہر ایک ساحر سردار چوتڑ پیٹتے اور ناچتے بکرکو دکرنے
لگے یہان تک کہ جب دماغ اوف ہوا بیہوش ہو کر ہر ایک گرا اور جب عرصہ کچھ گذرا عیار جو داروغہ بنا ہوا باہر
کھڑا تھا سمجھا کہ اندر سب بیہوش ہو گئے ہون گے پس اندر جانیکا قصد کیا دربانون نے کہا داروغہ صاحب آپ تو
ناحق اندر نہین جاتے آپ کیلئے ممانعت تھوڑی ہے اسنے کہا ابھی مین احتیاط کرتا ہون خیر تمھارے کہنے سے مین
جاتا ہون خداوند کو سلام کر لونگا یہ کہکر کہاریون اور اپنے ہمراہیون کو باہر چھوڑ کر آپ اندر بارگاہ کے آیا ادھر
چالاک بھی ایک معز کوہی کی صورت بنکر آیا اُسکو بھی کسی نے منع نہ کیا اب یہ دونون جب اندر پہونچے ہر ایک کو
بیہوش پایا پس داروغہ مصنوعی پھر کر دروازے پر پھر آیا اور کہا خداوند فرماتے ہین کہ بارگاہ کے در پر بھی تنہائی کردو
سب اپنے اپنے بستر پر جاؤ نوکری اسوقت کی معاف کی حاجب دربان یہ حکم سُنکر وہان سے چلے گئے اب بالکل
تنہائی ہوئی چالاک نے پہلے بختیارک کو ہوشیار کیا جب اسکو ہوش آیا عیار کو خنجر بکف سر بہ دیکھ کر جلد
کھڑا ہو گیا اور کہا اے مرشد برحق کے یادگار مجکو تو اپنا غلام ہی آپ سمجھیے گا بلکہ غلامون کا آپکے مین غلام ہون اور خود
ہمیشہ چاہتا ہون کہ اس نقابے ایمان کو آپ جوتیان لگائین نے آپ بسم اللہ کیجیے چالاک نے کہا ملک جی اگر
ہمارے تم دوست ہو تو لو یہ استرہ اور خداوند کی داڑھی مونڈو اب تو شیطان گھبرایا اور عیار مذکور نے ڈانٹا کہ باش
اے دوزخی منافق اب ہم تجکو عورت بنا کر عنصر کوہی کی بغل مین سلائین گے وہ یہ سنکر منت کرنے لگا کہ نہین مرشد
زادے ایسا نہ کیجیے لیکن عیار نے نہ مانا اور ایک خربا بیہوشی آلود نکالکر کمر سے اسکو دیا کہ کھا اسکو جلدی ناچار اسنے
کھایا اور بیہوش ہوا چالاک نے اسکو بہت خوبصورت بنایا اور پیرہن بھی عمدہ پہنایا مسی مہندی کنگھی چوٹی سے درست
کرکے پھر اسکو ہوشیار کیا اور آئینہ ہاتھ مین دیا اسنے صورت اپنی آئینہ مین جو دیکھی خوب ہنسا اور اپنے دل سے کہتا
تھا کہ کیا بلا کے یہ عیار ہین مجھ مین اور عورت مین کیا کچھ فرق نہین رکھا ہے خوب بنایا ہے کبھی سینہ پر ہاتھ پھیرتا اور
کہتا کہ واہ واہ کیا خوب سینہ بنایا ہے غرضکہ جتنی دیر مین اسکو چالاک نے عورت بنایا ابوالفتح نے مع لقا
سب کی داڑھیان مونچھیں بھوین مونڈین چار ابرو کا صفایا کرکے پیرہن ہر ایک کا اُتارا اور منھ نصف سیاہ نصف
سرخ ان پر سفیدی کے ٹیکے اور گلے مین جوتیان ہار کی طرح ڈور مین باندھ کر پہنا دین ہاتھ مین بھی جوتی
پہنا دی منھ سب کے کالے کر دیے اور بعض کو قنات سے بارگاہ کی تکیہ دیکر بٹھا دیا اور انکو ایک ٹھلی ہاتھ مین دیدی
اور ماتھے پر شعر لکھ دیے کہ وہ فحش کے سبب لکھے نہین گئے پھر عنصر کوہی کی بغل مین ملک بختیارک کو لیجا کر
لٹا دیا اور لقا کے ہاتھ مین ڈگڈگی دیکر آفت کوہی کو خرس کی صورت بنا کر پٹا گلے مین ڈال کر رسی اسمین باندھ کر

لقا کے ہاتھ میں دیدی اور لقا کی ڈاڑھی میں دو بال چھوڑ دیے تھے انہیں گھنگرو باندھ دیے اور ایک رقعہ
بھی باندھ دیا جسمیں یہ لکھا تھا کہ اے خرس بادیۂ ضلالت یہ کام مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو کا ہے جب یہ
حالت سب کی کر چکے خنجر کھینچکر ہلا صبا ساحروں کا سر کاٹنا چاہا مگر صبا نے دو پتلے سحر کے بنائے ہیں کہ وہ
اسکی حفاظت کرتے ہیں اسوقت بھی سامنے ہوا سے دو پتلے پچکاری ہاتھ میں لیے اُترے عیار دونوں انکو دیکھتے ہی
بارگاہ سے نکل گئے اور پتلوں نے پچکاری کہ جسمیں آب سحر بھرا تھا ساحرہ کے منہ پر ماری کہ وہ ہوشیار ہوئی اور
بارگاہ کا حال دیکھکر کچھ سحر پڑھا کہ ہوا سرد چلی اور ابر برستا ہوا نکلگیا اسکی تاثیر سے ہر ایک ہوشیار ہوا اور اٹھنے کا
جو ارادہ کیا تو گردن میں ایسا جھٹکا لگا کہ آہ کرکے پھر لیٹ گیا اور جس نے گھبرا کر منہ پہ ہاتھ پھیرا جتنی منہ پر لگی دم
لقا جو اُٹھا اور اُٹھنے سے اسکے ہاتھ کو جنبش ہوئی ڈگڈگی بجنے لگی اسنے جھنجھلا کر دوسرے ہاتھ سے ڈگڈگی کو دور
کرنا چاہا رسی اسی ہاتھ میں بندھی تھی وہ کھنچی اس کے ساتھ آفت بھی کھنچتا چلا آیا کیونکہ پٹا اسکے گلے میں تھا ایک طرف
عنصر کوہی کو جو ہوش آیا زنڈی جوان قبول صورت کو پہلو میں پایا سمجھا کہ خداوند لقا نے مجھکو حور عنایت فرمائی
ہے بس یہ سمجھ کر بختیارک سے لپٹا اور جان جہان کہکر پستان پر ہاتھ ڈالا اور شیطان بھی ردولی کہکے ہی سے
لپٹا اور پھر بیکایک اسکو چھوڑ کر بھاگا وہ اُٹھکر برہنہ اسکے پیچھے دوڑا شیطان دوڑ کے لقا پاس آیا کہ
یا خداوند مجھکو عورت سے مرد بنا دے ہرچند کہ لقا اس مضحکہ میں گرفتار تھا مگر شیطان کی یہ صورت دیکھکر ہنسا
اور کہا ابھی نوروز کو تجھے مرد بنا دونگا اسنے کہا تو میری آبرو اس کوہی کے ہاتھ سے بچا لقا نے عنصر کو گھڑکا کہ کہاں
ننگا دوڑتا پھرتا ہے اسنے خداوند کی آواز پہچانی اور بالکل اسکو شناخت نہ کیا اور کہا اگر تو لقا ہے تو مجھکو
کیا ڈانٹتا ہے خود تو آپ ننگا کھڑا ہے اور عجیب اسوقت تیری برزخ اور قطع ہے یہ سنکر خداوند شرمایا اور
ڈاڑھی کو جو ہاتھ سے دیکھا رقعہ بال میں بندھا تھا اسکو نوچ لیا ساحرہ نے مشعل سحر تو پہلے سے جلالی تھی روشنی
بہت تھی اس رقعہ کو پڑھکر معلوم کیا کہ یہ ذلت ہمکو عیاروں نے دی ہے بس ہر شخص کو لعنت کے پھندوں سے
رہا کیا اور ہر ایک علحدہ اُٹھ کر گیا تبدیل لباس کیا لقا نے بھی پوشاک عمدہ زیب بر کرکے تخت پر جلوس کیا
منہ پر ڈھاٹا باندھ لیا غرضکہ سب پرستار اسکے کپڑے بدل کر منہ چھپا کر دربار میں آئے بختیارک اسی طرح
عورت بنا ہوا ہر ایک کو چھیڑنے لگا اور خداوند سے کہتا تھا کہ آپ مجھکو پہچانتے ہیں میں کون ہوں وہ خرس بےکرانی
کی راہ سے ہنسا آخر پکارا کہ منم وزیر اعظم درگاہ خداوند دیکھ مجھ میں یہ صفت ہے کبھی عورت بنتا ہوں کبھی مرد بنتا
ہوں یہ کہکر پانی منگا کر منہ ہاتھ دھویا رنگ روغن چھوٹ گیا یا تو صاحب حسن و جمال تھا اب پھر وہی شیطان
مجسم بن گیا اور اسی طرح ہر شخص کا منہ آب گرم سے دھلایا کہ وہ رو سیاہی ظاہر کی دفع ہوئی اسوقت
لقا نے ہر ایک سے کہا کہ قدرت نے یہ تقدیر کئی دن پیشتر سے کر رکھی تھی کہ بندگان مغضوب آجکی شب قدرت سے
دل لگی آکر کرینگے اسوقت خداوند کو تمھارے چہل سوجھی تھی سب نے کہا برحق اگر تو نہ چاہتا تو عیار ہمارا یہ حال
نہ کرتے اسنے کہا دیکھو میری رحمت کہ تم سب کے ساتھ اپنا بھی حال ایسا بنا لیا یہ اسلیے کہ تم لوگوں کی دلشکنی نہو

غرضکہ ایسی کچھ باتیں بناکر چاہا کہ رات زیادہ آئی ہے دربار برخاست کرے مختیار کہنے کہا اس رات کو جاگ کر بسر کرنا صلاح ہے عیار ذکر میں ہیں ضرور دو ایک مارے جائینگے صبا نے کہا ملکہ جی میں پہرہ دونگی ہوشیاری کرونگی خداوند کو آرام کرنے دو یہ کہکر آفت کو ہی اور اپنے پہلوان سحر بند کو بارگاہ میں اپنے لائی نقاعیش خانہ میں جاکر آرام پذیر ہوا ہر سردار دربار سے ڈاڑھی مونچھ نذر کرکے اپنے اپنے مقام پر گیا ادھر عیار جوان سب کی ریت بناکر بھاگ گئے لشکر کے باہر نہ گئے اور باہم صلاح کی کہ بغیر قتل کیے ایک دو ساحر کے جانا نہ چاہیے پس ابوالفتح نے ایک مقام تنہا تجویز کرکے غار کو دیکھ کر خیمہ سے اس غار کو گھر اکر کے صحرا سے لکڑیاں جمع کرکے اسمیں بھریں اور آگ دہکائی اور آپ چھپ رہا اور چالاک ایک مہیب ساحر کی شکل بنا ہاتھ پر نگینہ الماس کا جڑا کہ ستارے کی طرح چمکتا تھا اور ایک تاج یاقوت احمر کا سر پر رکھا تھا جسمیں چار چہرے حور کے بنے تھے ایک خنجر کمر میں لپیٹی ایک تھالی ہاتھ میں لی کہ اسمیں جو کھلی تھی اللہ دفعہ نقہ مختا طلسم لکھے ہوئے اسمیں رکھے تھے اور کان آنکھ منھ ناک سے شعلے آگ کے نکلتے معلوم ہوتے تھے پس اس صورت سے درست ہو کر قریب پشت بارگاہ صبا کے آیا اور جانتا تھا کہ رات زیادہ آئی ہے ہر شخص دربار سے اپنی جگہ پر آیا ہوگا چنانچہ پشت کی طرف سے پہلوے بارگاہ پر آکر ایسی جست کی کہ جیسے کوئی اڑتا ہوا آتا ہے بیچ بارگاہ کے صحن میں یہ اترا صبا اسکو دیکھ کر کھڑی ہو گئی اسنے سلام کیا اور نامہ تھالی میں سے اٹھا کر ہاتھ میں دیا اسنے وا کرکے پڑھا لکھا تھا کہ آج خداوند سامری نے اپنی قدرت سے بچالیا ورنہ عیار کام تمام کر چکے تھے اب ذرا سمجھ کے مسلمانوں سے مقابلہ کرنا اور ایک بار ہمنے بھیجا ہے وہ ہار اپنے پہلوان کو پہنا دینا وہ سب کو گرفتار کردیگا اور دوسرا نامہ ہمنے پہلوان کو لکھا ہے اسکو تم نہ پڑھنا انھیں کو دینا کہ وہ آپ پڑھیں صبا نے بحال پڑھ کر دوسرا نامہ اور ہار طلب کیا عیار نے آگے بڑھ کر ایک بار پہلوان کے گلے میں پہنا دیا اور اسی کے ہاتھ میں نامہ دیا اور آپ جست کرکے سرا پچہ فرار کر باہر بارگاہ کے پہونچا صبا سمجھی کہ نامہ دیکر یہ ساحر جانب طلسم گیا بیشک یہ فرستادہ شاہ جادوان تھا ادھر پہلوان نے جو لفافہ پر نامہ کی نظر کی لکھا دیکھا کہ اس نامہ کو ایسے مقام پر پڑھنا کہ جہاں آدمی کے نام سے تمھاری پرچھائیں بھی نہ ہو یہ دیکھ کر وہ اٹھا صبا نے کہا کہاں جاتے ہو کہا ابھی حاضر ہوتا ہوں یہ کہکر باہر بارگاہ کے آیا ساحرہ بھی کرفع احتیاج کو گیا فی الجملہ یہ تو آفت لیے خلا طلب کرنے لگی وہاں پہلوان نے نامہ وا کیا ایک الائچی اسمیں سے نکلی اور عبارت یہ لکھی تھی کہ اے پہلوان یہ الائچی کو کھاکر جانب مشرق سو قدم گن کر اٹھانا ایک نور تم کو اس طرف روشن نظر آئیگا بصدق عبادت قدم عقیدت جلد جلد بڑھانے اس نور کی طرف آنا ایک غار پر پہونچ گے کہ اسمیں سے مثل آتش کے نور شعلہ فگن ہے بس اپنی آنکھیں بند کرکے کنارے غار کھڑے ہونا ہم آکر تمکو اپنا نظر کردہ کریں گے اور بڑی دولت تمکو نصیب ہوگی کہ آج تک نہ کسی کو ملی ہے نہ ملے گی یہ مضمون پڑھ کر پہلوان نے الائچی کھائی اور سو قدم گن کر آگے بڑھا وہ غار جو ابوالفتح نے روشن کر رکھا ہے اسکی روشنی دکھائی دی نہایت اعتقاد سے تعریف سامری پڑھتا ہوا سر غار پر آیا اور آنکھیں بند کرکے کھڑا ہوا ابوالفتح تو وہاں چھپا ہوا تھا آہستہ آہستہ قریب اسکے آیا اسنے آہٹ جو قدم کی سنی سمجھا کہ

شاہ جادوان نظر کردہ کرنے آئے اسی طرح آنکھیں بند کئے کھڑا رہا عیار نے پشت پر ہوکر ہاتھ جوڑ دون مین دیکر
اس زور سے ڈھکیلا کہ منہ کے بل وہ اس غار مین گرا گویا قعر جہنم مین زندہ پہونچ گیا گرتے ہی جلکر خاکستر ہوا اور
شور اسکے جلنے کا بلند ہوا اُدھر بختیارک کہ از خوف عیار نکلا ہوا تھا ہی اپنے خیمہ سے اٹھکر بارگاہ مین آیا
اور صبا سے پوچھا پہلوان کہان گئے ہین اُسنے حال نامہ آنے کا بیان کیا اور کہا وہ باہر گئے ہین اس شیطان نے
حال سنکر کہا ہائے مار ڈالا اے تم غافل بیٹھی ہو جلد خبر لو وہ پہلوان ملک عدم کو پہونچے ہونگے ساحرہ یہ سنکر گھبرائی
اور ہمراہ شیطان باہر آئی دربان جو دروازے پر تھے انسے پوچھا کہ پہلوان کدھر گئے اُنھون نے کہا یہان سے سو قدم
گن کر آگے بڑھے تھے پھر ہمین نہین معلوم کدھر گئے بختیارک یہ سُن کر ناک پر انگلی رکھکر ناچنے لگا اور ساحرہ
مع آفت کے چلے بارگاہ لقا مین آئی شیطان نے اس گبر کو بیدار کیا اور ساحرہ نے رو رو کر کہا خداوند بتلائیے
پہلوان میرا کدھر گیا مارا گیا یا زندہ ہے لقا نے جواب دیا کہ یون ہے یا وون ہے قدرت تو سوجھے تھی تقدیر مین بھی
شور ہی نہین اسوقت قسمت بتائینگے نہین ہر چند کہ جانتے ہین مگر موقع نہین ساحرہ وہان سے ناچار ہمراہ
بختیارک و آفت اسی طرف ڈھونڈھتی ہوئی چلی کہ جدھر پہلوان گیا تھا اُسکو بھی روشنی دکھائی دی پس
سر غار پر یہ بھی آئی وہان پر غل مچا ہے تھے اُسکو یقین ہوا کہ پہلوان اسی گڑھے مین گرا دیا گیا ہے بس رونے لگی
اور عیار جو بطور نقش وہان حاضر تھے اُنھون نے اسکی صدا سُن کر دور سے نعرہ کئے کہ باش او لکاتہ تھے اس تیرے پہلوان
کو واصل جہنم کیا اور انشاءاللہ عنقریب تک سرداران لشکر اسلام قید مین ہین آکر ہم چھڑا لین گے اور بن پڑے گا تو
تجھے بھی تیرے پہلوان کے پاس بھیج دین گے یہ نعرہ سُن کر بختیارک نے کہا کہ یہان نہ ٹھہرو ورنہ جان کی خیر نہین ہے
وہان سے واپس ہوکر بارگاہ مین آئی بختیارک نے کہا مین تو جاتا ہون تم عیارون سے خبردار رہنا مقرر وہ
اپنے سردارون کی رہائی کو آئینگے اسنے یہ باتین سنکر بظاہر تو کہا ملک جی ان موذی کا ٹون کی کیا مجال ہے
جو میری جانب نگاہ کج دیکھ سکین شیطان تو ایسے کلمات سنکر چلا گیا اور ساحرہ نے بظاہر تو لاف زنی کی تھی
مگر بباطن عیارون کا خوف پیدا ہو کیونکہ عیار کہہ بھی گئے تھے کہ ہم برائے رہائی سرداران آئین گے چنانچہ اسنے
فرط خوف سے زندان خانہ مین جاکر جتنے سردار کہ اپنی قید مین رکھے تھے اور پہلوان پکڑ لایا تھا اُنکو قید سے رہا
کر دیا وہ سب رہا ہوکر اپنے لشکر کی طرف چلے اس عرصہ مین شعلہ آفتاب نے غار مشرق سے سربلندی کی اور
جسم ساحر کو جلا کر ظلمت عالم کو مٹایا بیت کہ بعد از شب ہوئی جب صبح روشن ؛ زمین آئی نظر پاکیزہ دامن
صبح کو بادشاہ لشکر اسلام تخت سلیمانی پر جلوہ گستر ہوے در بارگاہ پر نقارہ بجا مجرائی آنے لگے سرداران ہمتن
بھی زیب دہ کرسی و دنگل ہوے اسوقت سرداران رہا شدہ بھی آکر بارگاہ مین پہونچے بادشاہ کو مجرا کیا
امیر بھی سجدے سے تشریف لائے مقدم سب نے آنکھون سے لگائے اس اثنا مین عیارون نے آکر حال کیفیت
قتل پہلوان اور رشتیں لقا خدمت امیر مین عرض کی سب یہ حال دشمن سُن کر خندہ زن ہوے اور آنے سے
سرداران مقیدہ کے بزم عیش ترتیب دی اس طرف لقا بھی اپنی بارگاہ مین سر پر آرا ہوا جملہ کفاران

حاضر دربار ہوے مگر آفت کا اعتقاد عیارون کی ڈاڑھی مونڈنے سے خداوندی کی طرف سے جاتا رہا یہ جو سوار ہوا
دربار لقا مین نہ گیا اپنے افسران لشکر سے کہا کہ مین خدمت بادشاہ اسلام مین جاتا ہون جسکو آنا ہو میرے ہمراہ
آئے بہت سردار اور کئی ہزار کوہی مسلح و مکمل ہوکر جانب لشکر اسلام چلے جب قریب لشکر مذکور پہونچے ہرکارون نے
خبر امیر کو پہونچائی کہ آفت کوہی بارادہ اطاعت آتا ہے امیر نے کچھ سردار بہر استقبال روانہ کیے کہ وہ پیشوائی
کرکے اسکو لائے لشکر اسکا اترا اسنے آکر امیر کے قدم کو بوسہ دیا بادشاہ کے گرد پھر انذر دی امیر نے سر اسکا چھاتی
سے لگایا داخل سردارون مین عنایت ہوا خطاب و خلعت سے سرفراز ہوا پھر حکم جشن ہونے کا دیا ساقی و مطرب
حاضر ہوے رقاصون نے بزم کو بزم کیقبادی بنا دیا راجہ اندر کا جلسہ نظر سے پریون کے گر گیا محفل جمشیدی کا
رنگ بگڑ گیا یہان تو یہ سامان ہے ادھر ہرکارون نے یہ خبر لقا سے جاکر عرض کی اسنے کہا دھب اعتقاد جب آیا تھا
قدرت کو عیار ستاتے تھے خوب ہوا چلا گیا اسنے تو یہ کہا مگر صبا کا رنگ رخ زرد ہوگیا کیونکہ یہ کوہی مذکور کو پیار
کرتی تھی آخر بصلاح بختیارک نے پھر نامہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ لے شاہ جادوان یہان کمک
بھیجیے کہ مسلمانون نے ہم کو پریشان کیا ہے یہ نامہ حسب دستور پہاڑ پر رکھو کر نقارہ بجوا دیا نمچہ اٹھا کر لے گیا
حال اسکا بیان کیا جائیگا اب امیر کشورگیر مصروف راحت ہین لقا کو انتظار کمک آنے کا ہے ساحرہ وغیرہ
فکر اسم اعظم بند کرنے کے لیے کرتی ہین ان کو اس حال مین چھوڑ کر اور حال سنیے

حال شاہزادہ توریج و طلسم ہزار برج و تتمہ کیفیت شاہزادہ ایرج اور بند ہونا اسم اعظم امیر کا اور آنا ایرج کا لموکلفہ

آب انگور ہے ہر شیخ و برہمن کو عزیز
دل مرا گومیون کی طرح ہے ساقی بیکل
مے رنگین سے مجھے جلد جھکا دے ساقی
آیین نیرنگی مضمون سے گھر کر بادل

آب زمزم یہ سمجھتے ہین تو وہ گنگا جل
میکدہ مین مجھے آتا ہے بڑا ہی تیرتھ
لالی آنکھون مین مرے نشہ کی آئے کاجل
جادہ مضمون کو نہ دو طول لکھو افساد

مجکو بھی آج دکھا دختر رز کا درشن
جس طرح شیخ کا دل چاہے کہ کعبہ کو چل
کس لیے دیکھتا ہی مجکو طلسمات کی سیر
ہے طلسمات کی دیکھا ابھی منزل اول

نظارگیان نیرنگ طلسمات و سیاران منازل دشت عجائبات میدان قرطاس کو یون مضامین افسونگری
و نیرنگ سے غیرت بخش طلسمات بناتے ہین اور لوح خامہ تحریر سے طلسم بیان کو اس طرح فتح فرماتے ہین کہ وہ تمان
شجاعت کا سورج یعنی شہزادہ توریج ایک ایسے مقام پر طلسم ہزار برج مین وارد ہوا تھا کہ دن بھر بیابان جہان
طے منازل دشت طلسم فرماتا اور شام کو پھر جہان سے چلتا وہین پہونچ جاتا رجوع بطرف صانع طلسم عالم کرکے بشارت
یاب ہوا کہ یکہ و تنہا جانب مشرق روانہ ہوا چنانچہ حسب ہدایت ہاتف غیب وہ مہر سپہر صاحبقرانی اپنے رفقا کو
چھوڑ کر رہگرائے منزل مقصود ہوا اور بتین شبانہ روز برابر بے رہبر و جادہ بہ آفات طلسمات رہا کہین صحرائے پرخار نظر آیا
اور کسی مقام کو سبزہ زار بہ از گلزار پایا کبھی صد طے نفار بہ گذ ہوا کبھی درہ کوہ بلند اس مسافر کا گھر ہوا اسی طرح صحرا و

بیابان ہو بہار نے کے مکان طے کرتا ہوا چھے روز جب مسافر دشت چرخ چہارم فلک اخضر کے میدان مین آیا اسکا بھی گذر ایک بیشہ پُرخار وخسک وودادی خس وخاشاک مین ہوا لطافت چشمہاے آب پاکیزہ دامنون کو تر دامن بناتی تھی نزہت وتراوت گیاہ جناب خضر کا دل لبھاتی تھی جو پھول تھا وہ اپنی سرسبزی پر پھولا تھا جو درخت تھا وہ اگر شاخ شاہ بہار کے برو سر پر پھولا ہوا تھا مختصر یہ کہ ایسا اس صحراے دشت رشک بہشت کا نقشہ تھا کہ نظم

تھی ساری زمین بہشت تزئین
گلزار ہو جسکو دیکھکر دنگ
سرسبز درخت تھلکے تھے

ہو دامن یار جیسے رنگین
بر باس گلزنگی وحشت انگیز
ارغوان چمن کے پیچھے سے

پھولے ہوے پھول مختلف رنگ
اور سبزۂ دشت سب جنون خیز

اس دشت رنگین مین ایک خیمہ سرخ بصد عظم وشان استادہ تھا بارگاہ فلک کو اپنے روبرو شرماتا تھا اس لیے اس خیمہ کے ہر طرف سے اُٹھے تھے اندر شیشہ آلات سجا تھا مسند زرنگار آراستہ تھی صحن خیمہ مین کرسی وہ گل لگے تھے شہزادہ مسافر رنج کشیدہ تھا عازم ہوا کہ اس خیمہ مین چلکر آرام پذیر ہوں اسی فکر مین چند قدم بڑھا تھا کہ ایک ببر نکا ہو ہلے تند کا آیا اسنے بپھر کر جو دیکھا قریب خیمہ اژدر دہان ایک بیٹھے پایا اور کوہ ودار کو دیکھکر دم کھینچی اسنے لنگر مارا اور بابت چلبہ قریب اس موذی کے پہونچکر اس زور سے تیغہ مارا کہ اسکو دو ٹکڑے کیا اور چند تلوارین مار کر پانچ چار ٹکڑے اسکے کیے مگر منھ کی طرف کا ٹکڑا زندہ تھا جیسا تھا ویسا ہی رہا شہزادہ اسکو مار کر خیمہ کی طرف بڑھا کہ معلوم ہوتا ہے مقدمہ سحر وافسون ہے اندر جانا زبون ہے غرضکہ پیرہ بان سے بپھر کر قریب ایک درہ کوہ کے پہونچا تھا کہ خیمہ کی طرف سے ایک زن حسینہ لباس وزیور سے درست نہایت چالاک وچست پیدا ہوئی اور شہزادہ کو سلام کیا اور یون آہستہ سے گویا ہوئی کہ اے شکستہ طلسم اس بیابان کی مالکہ ملکہ الماس جادو سامنے خیمہ زن ہے اور آپکی طالب دیدار ہے جو حضور خیمہ مین قدم رنجہ فرماوین اور ساحرہ مذکورہ سے ہم سخن ہوں شہزادہ کو تو جانا منظور ہی تھا اسکے ہمراہ اندر خیمہ کے آیا یہاں راجہ اندر کا اکھاڑا جمع پایا کئی سو نازنینان گلبدن خورشید تمثال حور تمثال جنکا مثل ہونا ناممکن عہدے ہاتھون مین لیے استادہ تھین نازنینان پرآمادہ تھین ہر ایک شوخ دیدہ پردہ ناموس ان سے دریدہ نہایت گرما گرم چنچل اور بے شرم زلف سیاہ انکی چشم مشتاق کی روشنی مانگ عشاق کی باعث خاطر شکنی ابرو کا خم خوبی کی طاق بلکہ دلبری مین طاق جتی بھوین خلیل سے جفت دل لیے پر جھکی ہوئین چہرہ بے نظیر خورشید تنویر چشم فتان مین سرمہ کی تحریر یا غبار عاشق سیہ بخت ودلگیر انھین سنگدلان کافر کیش کے بیچ مین ایک سیمتن غنچہ دہن نازک بدن کبک رفتار شیرین گفتار مسند ناز پر بصد تمکین وانداز جلوہ فرما تھی ہزارہا اسکی دربا تھی جو طلعتان مہوش اس کے ہر ناخن پا پر نثار بلائین تمام عالم کی اسکی زلف چلیپا کی فرمانبردار چشم سرگین کی گردش پر تصدق لیل ونہار چہرۂ تابندہ کی چمک سے زمین کے منھ کو چار چاند لگے تھے دونون رخسار کے دو عکس اس طرح پڑتے تھے نظم

آئے جو نظر وہ روئے انور
جو وصف کرون ہم اُسکا کم ہے

ہو دیدۂ آفتاب بھی تر
جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے

گیسوے سیہ جو خم بخم ہے
زنجیر فسون سامری ہے

ہے مار سیہ سے بڑھ کے کاکل | یہ زہر کمان سے لائے سنبل | کیونکر کوئی مرغ دل ہو آزاد

یہ دام بلا ہے حسن صیاد | چسپاں دل عاشقان پر غم | سنبل پہ پڑی ہو جیسے شبنم

دے موج ہوا ذرا جو جنبش | اس پر سے ہو دلون کی بارش | شہزادہ ہُش غارتگر جان و دل کو

دیکھ کر حیران رہ گیا اور اُس دختر نے اُٹھ کر تعظیم دی اور ایک کرسی زرین پر بٹھایا سامنے آپ بیٹھی اور درج دہن سے
گہرفشان ہوئی کہ اے طلسم کشا زہے نصیب تیرے جو مقام تک تیرا گذر ہوا یہ وہ جگہ ہے کہ پریون کا گذرنا مشکل ہے
پر جلتے ہین جنون کا سایہ بھی یہان نہین پڑ سکتا دیوون کی جان ہوا ہوتی ہے یہان آتے ڈرتے ہین اب اس طلسم
کی جو سرحد لپسندہ وہ تو قبضے مین کر اور طلسم شکنی سے ہاتھ اُٹھا اور اگر جمشید کو سجدہ دے تو مجھ ایسی معشوقہ تیری ہمیشہ صحبت مین
رہے شہزادہ نے فرمایا کہ مین جمشید پر لاکھ بار لعنت کرتا ہون اور اُسکے پرستارون پر کرور کرور اور ایک سرحد لپسند کو کچھ
کیا احتیاج ہے بحول و قوت آلہی سارا طلسم قبضہ مین لاونگا اور تم ساحرون کو راہ ملک فنا دکھاؤنگا یہ کلمات
سُنتے ہی اس شعبدہ گر نے لبون کو جنبش دی یہ سمجھا کہ اُسنے سحر آغاز کیا ہے جلد اسکا کام تمام کر اسکے حسن و جمال پر نظر
کر کے فریفتہ نہو بس یہ سوچتے ہی تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اسکو مارا لیکن تلوار اسکے سر پر پڑکر اُچٹ گئی اور اُسنے قہقہہ مارا
اور کرسی پر سے اُٹھ کر کمر مین شہزادہ کے ہاتھ دیکر اُٹھا لیا اور چیخ ہیکر وہ اژدر جو در خیمہ پر بیٹھا تھا اور شہزادے
نے اسکے ٹکڑے کیے تھے پس اسکے منہ مین ڈال دیا اور از بسکہ یہ واقف نہ تھی کہ اس اژدر کے شہزادہ ٹکڑے کر چکا ہی
اس باعث سے شہزادہ کو خیمہ کے اندر ہی سے چیخ دیکر پھینکا اور جابرا آئینہ طلسم شہزادہ دہن اژدر طلسمی مین پہونچا اور
وہ شہزادہ کو پھینک کر سحر خوان ہوئی کہ آندھی آئی خیمہ وغیرہ سب غائب ہو گیا اور یہ ساحرہ خدمت طلسم بادشاہ
مین گئی اور شاہ مذکور کو مبارکباد دی کہ مین نے اسطرح فاتح طلسم کو اژدر طلسمی کے منہ مین ڈالدیا بادشاہ نے
اسکو خلعت فاخرہ عنایت کیا اور از انجا کہ وہ حسن و جمال ساحرہ بیان ہو چکا ہے یہ بادشاہ ہیرائل ہے آج اپنے
پہلو مین اسکو بٹھایا اور شراب خواری مین مصروف ہوا ادھر برکت اسمائے آلہی سے شہزادہ اژدر کے ٹکڑے کر ہی چکا تھا
منہ مین اسکے گرتے ہی پیش قبض سے سینہ اسکا چاک کر کے باہر نکلا مگر تمام پوشاک لہو در معمور آلائش مین بھر گئی پس
فکر مین تھا کہ کوئی چشمہ ملے تو کپڑے پاک کرون وہان یا تو صحراے سبزہ زار تھا ہزار در ہزار چشمہ جاری تھے اب
سوائے خارستان و بیابان وحشتناک کے اور کچھ نہ تھا یہ صاحب آبرو تلاش آب مین ایک سمت چلا جب کئی
کوس راست طے کیا ایک جھیل میدان مین لہراتی نظر آئی کہ کنارے اسکے سبزہ لگا تھا اور ریتین کنول لگے اور کنول کی بیلی
کی اسمین پڑی تھین شہزادے نے کنارے اس جھیل کے ہاتھ منہ دھوکر لباس اپنا پاک کیا اسوقت ایک پھول کنول کا بھی
کا بہتا ہوا قریب آیا اور سامنے آکر کھلگیا اسمین سے ایک چہرہ پری کا پیدا ہوا اور کھل کھلا کر ہنسا اور گویا ہوا کہ
اے شہزادہ تو سچ دنیا بھی مثل طلسم کے ہے پس ہر چیز کا یہ حال سمجھنا چاہیے کہ ع اگرا مانندہ شبے دیگر نمی ماند
یہ کہکر وہ پھول اور چہرہ غائب ہو گیا اور شہزادہ جھک کر کلی کرنے لگا ہاتھ مین سوار دریا کی لپٹ گئی اور کسی نے
ایسا جھٹکا مارا کہ شہزادہ جھیل مین گر کر ڈوب گیا اور ہر چند چاہا کہ سنبھلون لیکن نہوا اور غلطان پیچان تہ کی طرف

چلا بعد کچھ دیر کے جو پاؤں زمین سے آشنا ہوئے دیکھا کہ نہ وہ میدان ہے نہ جھیل ہے اور ایک سرحد ہے کہ جس کے سامنے
ایک قلعہ نظر آتا ہے شہزادہ بے اختیار ڈرتا ہوا اس قلعہ کی طرف چلا اب جو غور کر کے دیکھا تو ایک رسی بہت باریک
میرے ہاتھ میں لپٹی ہے اور کوئی قلعہ کی طرف اس رسی کو کھینچ رہا ہے غرضکہ یہ کھنچتا ہوا جب اس قلعہ کے قریب پہونچا
آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ ایک برج تنگ و تاریک میں کھڑا ہوں کہ اس برج میں پانچ چار دریچے
پڑی ہیں انھیں دراروں سے روشنی کچھ نظر آتی ہے ورنہ بالکل اندھیرا ہے شہزادہ کا دم اس تاریکی میں خفا ہوا اور دعا
پڑھنے لگا اسوقت وہ برج پھٹا اور نیچے سے برج کے چار زنگیان سیہ رو آدم خوار پیدا ہوئے کہ ہر ایک قوی ہیکل اور
درشت چنگال صورت میں کریہ و بدخصال تھا پس ان زنگیوں نے آتے ہی ہاتھ پاؤں شہزادے کے پکڑے اور
اُٹھا کر جانب نشیب چلے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس برج کے نیچے تہ خانہ ہے آنکھیں شہزادے کی پھر بند ہو گئیں بعد
کچھ عرصہ کے جو دیدہ طلسم میں وا ہوا ایک باغ پر بہار میں اپنے تئیں پایا کہ روش اور پٹری سے آراستہ کنوئیں پختہ چاروں
کونوں پر بنے ہر یوسف حسن کا دل جنکی چاہ میں پاؤں ڈالا رہے لب گردان چاہ یاقوت فام کلی کے لال جو لیے نیل گاؤ
گاڑیوں میں جتے باغبانیاں لہنگے کرتے گھرے گاتیاں باندھے پانی کے بدھنے درختوں کے چھونوں میں بناتیں اپنے
جوبن سے چھلکتے پھوٹنے پر اتراتیں درخت سب سرسبز و شاداب تھانوں میں بھرا ہوا جابجا آب و گلاب پھل
ہر ایک اس باغ میں لطیف شریفوں سے زیادہ کون شریف کہ بموجب **نظم**

پانی سے بھرا ہر ایک تھالا	ہر سمت کھلا چمن میں لالا	پھیلیں بادائے خوب و دلکش
ہر ایک روش پر ایک مہوش	کرتی چمنوں میں باغبانی	تھا جوش میں نشہ جوانی
ہر ایک روش کا اور ہی ڈھنگ	پھل پھول لطیف اور خوش رنگ	بارہ دری ایک مختصر سی

اس باغ کے بیچ میں بنی تھی

وہ بارہ دری عجیب و عجب عمارت تھی در و دیوار صفا آئینہ میں نصب
تمام مکان مثل قلب روشن ضمیران جگمگاتا پردے مخمل کاشانی کے پڑے تھے لیکن بندھے ہوئے بیچ دالان میں
تخت طلائی گسترده تھا اس پر ایک زنگین نوجوان زنگ رخسارہ سیاہ مگر با حسن و جوبن حسن
اسکا سانولا نمکین پیچ در پیچ موئے مشکین چہرے کا رنگ ہم رنگ گل اور سینہ پر ابھار اٹھتا جوبن سامنے اسکے
ناچ ہو رہا تھا کئی سو نازنینان حور طلعت کا گردہ پیش مجمع تھا زنگیوں نے شاہزادہ کو سامنے اس تخت نشین کے
پہونچایا اسنے شہزادے سے خطاب کیا کہ اے تو نے یہ جسارت کی کہ جھیل پر چلا آیا منم ظلمانہ جادو میرے ہاتھ سے
بچنا مشکل ہے شہزادہ نے فرمایا کہ ہم جھیل پر کیا آئے تمام طلسم میں پھرتے ہیں خدا ہمارا مددگار ہے دشمن کیا نابکار
ہے ساحرہ نے کہا اے تو سچ یہ زبردستی کسی کی ہر جگہ چلی نہیں اور یہ وہ مقام ہے کہ آجتک جہان سے کوئی زندہ
بچ کر نہیں گیا اب تجھکو لازم ہے کہ طلسم سے نکلیا اور یا سجدہ خداوند جمشید کو کر ورنہ بُرے حال سے ہلاک ہوگا شہزادے
نے جمشید کو تو بُرا بھلا کہا ساحرہ نے کہا تو نے مجھکو بھی مثل ظلمات جادو بنایا کہ انکو تو نے اپنا کر لیا اور اس گیسو بریدہ
اخگر جادو نے کچھ پاس و لحاظ ہم لوگوں کا نہ کیا انگوٹھی دیکھ تجھکو یہاں تک پہونچایا خیر اب بھی ہماری اطاعت تو

کرے تو اسکا نکاح تیرے ساتھ ہو جائے ورنہ اسکو اور تجکو بڑے عذاب سے مارونگی یہ کہکر شہزادے کو ایک ستون سے
بزور سحر چپکا دیا اور چند بچے سحر کے بھیجے کہ شہزادے کے رفیق بیابان میں سرگردان ہیں انکو اٹھا لائیں چنانچہ بچے
اخگر و نجم و گلزار وغیرہ کو اٹھا لائے جب بچوں نے انکو اٹھایا بسبب اثر طلسمات کے سب بیہوش ہو گئے کیونکہ
اسی صحرا مین یہ سب تھے جہان دن بھر انسان چلے اور شام کو وہین آجائے کہ جس جگہ سے صبح چلا تھا غرضکہ سامنے
ظلمانہ کے پہونچکر سب کو ہوش آیا اور اخگر نے جو اسکو دیکھا خالہ جان کہہ کر سلام کر کے گلے سے دوڑ کر لپٹ گئی اسلیے
کہ یہ شعلہ ساں کی لے پالک تھی اور ظلمانہ اسکو بہن کہتی تھی حاصل مطلب یہ کہ جب اخگر گلے سے لپٹی
اسنے بھی بلائیں لین پاس بٹھا کر سمجھایا کہ اری تو نے یہ کیا غضب کیا جو اس مسلمان پر فریفتہ ہو کر شعلہ کو قتل
کرایا اب یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ دربدر خاک اڑاتی پھرتی ہے اخگر نے کہا خالہ جان آپنے کیا آئین طلسم کی
کتاب مین نہین دیکھا کہ طلسم کشا کا نام تو ہو گا پھر جیسے تو ویسے تو سچ یہ بیشک فاتح طلسم ہے آپ بھی اسکی
شریک ہو جائیے اسنے یہ باتین سنکر دل سے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے اور خوف پیدا ہوا اگر بادشاہ طلسم کے ڈر سے
بظاہر تو شریک نہوئی باطن مین شراکت قبول کی اور اخگر سے کہا اسکو علیحدہ ایک مکان مین لے جاؤ وہان
پند و نصائح کر کے دین جمشیدی قبول کرانا کہ تیرا نکاح اسکے ساتھ کردون یہ کہہ کر شہزادے پر سے سحر دفع کر کے اسکے
حوالے کیا اور سب رفیقان شہزادہ کو اسی باغ مین ایک مکان رہنے کو دیا دس بیس لونڈیان خدمت کو مقرر
کردین سامان راحت و آرام مہیا کر دیا ہر ایک کو یقین کامل ہوا کہ یہ مطیع ہو گئی سب باطمینان تمام سکونت پذیر
ہوئے ادھر بہت کنیزین ہمراہ اخگر کے ایک صحرا مین شہزادہ کو بھیجدیا کہ اس جنگل مین ایک بارہ دری
یاقوت کی بنی تھی سراسر وہ طلسمی تھی سامنے اس بارہ دری کے کوسون تک صحرا سے پر بہار تھا رنگ رنگ کے
گل کھلے تھے جو فرحت خاطر کو شگفتہ فرماتے تھے مدح کو ریحان سے تازگی حاصل پہاڑون کی وانگ سیر کے قابل
پانی کا آبشار گھاٹیون سے ہوتا دامن کوہ مین ہزارہا جانور چرند پرند پھرتا خوش علیان اور کلیل کرتا کہ ابیات

موزون سایہ دار اشجار	ایسی کہ ہو نظر گرانبار	جاری تھیون مین نہریں ہر سو
ریبا لب نہر سرد دل جو	نسرین و سمن گل و شقائق	ایک ایک سے نازکی مین فائق
تھا شیشۂ عطر ہر گل تر	ہو جس سے دماغ جان معطر	بارہ دری رشک قصر گردون
تھی ایسی بچی کہ دل ہو مفتون	بیٹھی وہ پری اسی مین جاکر	اور ساری کنیزون کو بلا کر
فرمایا کہ ناچ کا ہو آغاز	موجود ہو سب سرور کا ساز	حسب الحکم اخگر سامان عشرت مہیا

ہوا شہزادہ کو وہ سرمایۂ ناز پہلو مین لیکر بصد عیش وہان بزم آرا ہوئی اور کہا اے شہریار یہ ساعت ضرور
ہماری شریک ہوئی ہے اب چندے اس مقام پر رہ کر آرام کیجیے پھر سمجھ لیجیے گا شہزادے نے فرمایا کہ مجکو یہ قرار
کہان جو بیٹھا رہون اگر آرام کرتا تو گھر سے نہ نکلتا یہ میدان جو سامنے نظر آتا ہے مین وہان جاکر تلاش منزل مقصد
کرتا ہون اخگر نے کہا یہ میدان سحر بند کیا ہوا ہے جبتک ظلمانہ اجازت نہ دے گی راہ نہ ملے گی شہزادہ یہ سنکر

خاموش ہو رہا اور ناچ ہونے لگا جام بادۂ ارغوانی کا دور شروع ہوا یہ تو یہاں مصروف عیش و عشرت ہیں لیکن حال افراسیاب اس مقام پر لکھنا ضرور ہے وہ یہ کہ شاہ مذکور جو تلاش لوح طلسم نور افشان میں روانہ ہوا تھا اپنے طلسم کے ایک پہاڑ پر آکر ٹھہرا اور وہاں کچھ افسون ورد زبان کیا کہ آندھی آئی اور بعد آندھی پانی کے کئی سو پریزادیں قامت انکی بارغ دلبری کے شمشاد لباس جواہر زیور زیب تن کیے جواہر کے دریا میں گویا غوطہ مارے ہوئے تھے لیکن میں لدی حسن بازماہ و مشتری سامنے شاہ کے آکر استادہ ہوئیں پھر چار پریزادیں ایک تخت زمرد نگار لیکر حاضر ہوئیں اور دو پریان صندوق جسمیں پیراہن خسروانی بند تھا لیکر آئیں بادشاہ نے تاج یاقوت کا سر پر رکھا قباے زرانددوز زیب بر کیا نورتن بازو پر باندھے مالے گوہر آبدار کے گلے میں پہنے اور تخت پر سوار ہوا وہ پریان دونوں پہلو کی طرف آکھڑی ہوئیں انکے کاندھے پر ہاتھ دھر دیے کئی سو پریان آگے پیچھے ہو کر ہمراہ چلیں باجو گھنٹے اور ناقوس بجنے لگے ابر کے ٹکڑے سر پر آکر چھا گئے اور موتی برسانے لگے درخت صحرائی جھومنے لگے جانوران صحرا یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو پکارنے لگے تخت بادشاہ بردوش ہوا بدوش پریزادان روانہ ہوا آفتاب تابان بھی پریزادوں کے رخسار سے شرمندہ تھا فلک پر ایک خورشید بدوش ہوا سیکڑوں سورج چمکتا تھا لباس انکے رنگہاے مختلف یہ پتہ دیتے تھے کہ نیرنگی روزگار کے ایسے آثار ہوتے ہیں صدا سحر فو ابر رحمت بلند ہیں پریزادیں سرچہ بادشاہ کے مرو حبرانی کرتیں اور دو پریان جو دلبری میں طاق حسن میں یگانہ دہر و شہرۂ آفاق تھیں وہ جام مے گلفام بادشاہ کو دیتیں اور بادشاہ سرخوش اور مست ہو کر ان کے لب شیریں کو گزک بناتا بوسے نقل دہن کے لیکر کام جان کو شیریں فرماتا فی الجملہ اسی جاہ و تجمل سے بعد عیش و سرور روانہ تھا **نظم**

چلا اس طرح شاہ آسمان جاہ
وہ مہ پارہ کہ جسکا نام ساحرہ
اسی صورت سے وہ شاہ طلسمات

لیے خیل پریزادان کو ہمراہ
بعد آن ماہ اخدمت میں حاضر
بڑھائے تخت جاتا تھا خوشی دل

ہر اک ایسا خرد انداز خاطر
زبان ہے وصف میں آن سب کے قاصر
یہاں تک کہ بعد قطع مسافت راہ طلسم ہزار

برج میں پہونچا بادشاہ طلسم مذکور ایک برج میں اپنے قلعے کے بیٹھا تھا دربار جمع تھا کہ یکایک ہوا سرد چلنے لگی پھول سونے کے برسنے لگے گھنٹوں کی آواز سنائی دیتی تھی درخت جھومنے لگے بادشاہ جلد اٹھ کھڑا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں پس تمام ارکان سلطنت کے سوار ہو کر بڑھا اور راہ میں آکر استقبال کیا باہر تسلیم سر جھکایا اور کہتا ہوا کہ نصیب فخر میرے لیے کہ تجھ ایسا بادشاہ گردون بارگاہ میرے گھر میں تشریف فرما ہوا بموجب **نظم**

زیبائش افسر حکومت
اے شاہ جہان و شاہ شاہان
خاطر ہے مجھے بہت ہماری
پہ تخت رہے یہ افسر آباد

پیرایش مسند سیاست
کیا کیجئے جو اختیار پایا
پر کچھ بھی ہے قصد جان نثاری

سلطان ستارہ فوج ذیشان
توقیر علی وقار پایا
یہ ملک رہے یہ کشور آباد

شاہ جادوان اس کلمات سے بہت خوش ہوا اور اسکے ہمراہ سواری سے اتر کر برج میں آکر مسند پر بیٹھا طلسم ہزار برج کے بادشاہ نے طائفے بلوائے ناچ ہونے لگا شراب کا جام

اپنے ہاتھ سے شاہ جادوان کو دیا تو کچھ عرصہ کے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا افراسیاب نے کہا کہ لوح طلسم
کوکب تمھارے طلسم میں ہے اور میں اُسکو لینے آیا ہوں تمھیں مناسب ہے کہ اس لوح کو جلد منگا دو تاجدار نے
عرض کیا کہ فرمان قضا جریان شہنشاہ ذیشان کا ٹالنا بندگان احقر کی مجال نہیں لیکن میرے طلسم میں فی الحال طلسم کشا آیا
ہوا ہے کئی مرحلے توڑ چکے ہیں میں نہایت متردد ہوں اس باعث سے لوح مذکور نہیں منگا سکتا ورنہ حاضر کرتا اور
علاوہ بریں بانیان طلسم نور افشان سے اور میرے بزرگوں سے ایسا ہی رسم تھا کہ اس طلسم کی لوح یہاں رکھی گئی وہ لوح
دینا مجکو مناسب نہیں افراسیاب نے کہا اب تجکو کوکب کا ذرا بھی پاس کرنا نہ چاہیے کیونکہ وہ بیدین ہوگیا ہے
یہ کہکر سارا قصہ کوکب اور عمرو کا بیان کیا اور پوچھا کہ تیرے طلسم میں جو فاتح طلسم آیا ہے اُسکا کیا نام ہے اسنے بیان
کیا کہ شہزادہ نوریج فرزند شہزادہ بدیع بن حمزہ ہے یہ سنکر پھر تاکید براے احضار لوح حکم دیا تاجدار نے پھر بہت
کچھ عذر کیا اور بادشاہ کو سمجھایا کہ آپ لوح طلسم نور افشان لیکر کیا کیجیے گا کیونکہ بغیر طلسم کشا لوح بیکار ہے اور طلسم کشا
بغیر نسل پیران ہو نہیں سکتا پس وہ خاندان صاحبقران ہے جنسے آپ سے مقابلہ ہو رہا ہے طلسم نور افشان کا
توڑنا بہت مشکل ہے کیونکہ پسران حمزہ شراکت کوکب کریگے نہ کہ اُسکے طلسم کو برباد کرنا چاہیں گے شاہ جادوان نے
یہ باتیں سنکر بغضب تمام خطاب کیا کہ تو مجکو کیا سمجھا ہے کیا میں یہ امر سب نہیں جانتا ہوں میں نے تجھسے ایک چیز
طلب کی تو نے اسمیں یہ تقریر بیہودہ کرنا شروع کی پس معلوم ہوا کہ تو بھی باغی ہے خیر فہمیدہ خواہد شد یہ کہکر منغص ہوکر
اُٹھا تاجدار گنبد نشین پاؤں پر گر پڑا کہ حضور ناراض نہوں میں منگائے دیتا ہوں یہ کہکر بادشاہ کو بمنت
تمام بٹھایا اور کچھ منتر پڑھ کر دستک دی کہ ایک پنجہ گلاب کے پھولوں کا ایک گلدستہ لیے ہوے آسمان سے اوترکر سامنے
آیا وہ گلدستہ اُس سے لیکر شاہ مذکور نے سامنے رکھا اور ایک انگوٹھی اپنے ہاتھ سے اُتار کر پنجہ کو دی کہ عقاب
پریزاد کے منھ میں دیدینا اور عقاب سے لوح طلسم نور افشان لیکر حاضر ہونا پنجہ وہ انگوٹھی لیکر روانہ ہوا یہ تو ادھر سے
چلا ادھر شاہ کوکب جو سنگھاسن پر بیٹھا تھا اُسکو یکایک یہ خیال آیا کہ افراسیاب نے تصویر سیل پر کھینچکر مجکو بھیجی تھی
کہ میں تمھارے طلسم میں دیوار اور دریاے زخار تیار کیے دیتا ہوں ہوشیار ہو جاؤ لیس اُسکو عرصہ ہوگیا پھر کسی نے
کچھ نہ پوچھا کیا اسکو چاہیے تھا دشمن سے غافل ہو رہتا کہ اسنے خبر بھی نہ لی اور وہ غافل بیٹھا ہے اور غفلت میں
دشمن اپنا کام کر جائے تو کیا ہو سکے سوائے پشیمانی کے اور نہ کچھ حاصل ہو پس یہ سوچکر جیب سے ایک پتلا بلور
کا نکالا اور اپنی انگلی کاٹ کر خون اُسکے منھ میں لگایا وہ پتلا گویا ہوا کہ اے بادشاہ آپ کیا چاہتے ہیں اسنے یہ کہا کہ بتاؤ کہ
افراسیاب کس فکر میں ہے اور کہاں گیا ہے [illegible] کہ آپ غافل بیٹھے ہیں اور دشمن طلسم ہزار برج میں آپکے طلسم کی
لوح مانگ رہا ہے یہ سنا تھا کہ بادشاہ نے پتلا اُٹھا کر جیب میں رکھا اور آپ فلک مارکر بصورت آفتاب بالا
بنا اور روانہ ہوا اور پہنچا قریب [illegible] رنگ ہو کر چمکا اور پکار کر کہا کہ اے فرزند ملکہ حیرت میں جانب طلسم ہزار برج
جاتا ہوں تم ہوشیار رہنا یہ کہکر آپ روانہ ہوا یہ آواز ملکہ مذکور نے جو سنی رقعہ جمشیدی نکالکر ملاحظہ کیا اسمیں حال لوح
طلسم پر آفت آنے کا معلوم کر کے خواجہ سے کہا کہ آج [illegible] طلسم کی لوح افراسیاب [illegible] حاصل کرنا چاہتا ہے اور بدریزہ [illegible]

اُڑ نے گئے ہیں میں بھی جاتی ہوں خواجہ نے کہا اے ملکہ مجھکو بھی آپ ہمراہ لیتے چلیے سرحد طلسم مذکور میں ہونچکر تخت سحر
سے اُتار دیجیے گا میں بھی بہت کام آؤنگا ملکہ نے کہا بہتر ہے اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے خواجہ کو سوار کر کے
روانہ ہوئی اسکے روانہ ہونے سے کنیزیں بھی اس کی آگاہ ہوئیں اور نسرین یا در شگوفہ سحر وغیرہ بھی بعجلت چلیں
چنانچہ یہ تو یکے بعد دیگرے جاتی ہیں اور شاہ کو کب پہلے چلا ہے لیکن اتفاق زمانہ کی کیفیت سنیے کہ شہزادہ تورج
جو اپنی معشوقہ کو لیے اس بارہ دری میں بیٹھا تھا تو گھبرایا تھا اور کنیزیں اسکا دل بہلا رہی تھیں یہ بھی اُنسے کہہ رہا
تھا کہ تم نے ہماری خدمت بہت کی ہو تمہارا اس طلسم میں بڑا رتبہ ہوگا قلعہ جات طلسم متعدد ہیں ایک ایک کو
حاکم کرونگا کنیزیں یہ مژدہ سُن کر بہت خوش ہوئیں اور رنگ رنگ طرح کی باتیں طلسم کی بیان کرنے لگیں اور اٹھلا اٹھلا کر
اپنی ادائیں دکھاتی تھیں اسی کیفیت میں ایک کنیز نے کہا قربان جاؤں اے شہزادے مجھ نگوڑی کو تو کچھ حال طلسم
معلوم نہیں لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اس بارہ دری کے پہلو میں ایک تہ خانہ ہے اس میں کچھ تحفہ طلسم رکھا ہے شہزادہ
یہ کلام سنتے ہی اُٹھا اور ہمراہ کنیز اس تہ خانہ کے پاس آیا دیکھا کہ پہلوئے بارہ دری میں ایک حجرہ بنا ہے قفل آہنی
برابر ران شتر کے لگا تھا شہزادہ نے قفل بزور نسل صاحبقرانی وا کیا یعنی توڑ ڈالا اور دروازہ کھولکر اندر گیا تو ایک پتھر
زمین میں نصب دیکھا اسنے بقوت تمام اُس پتھر کو بھی اُٹھایا تہ خانہ ظاہر ہوا سیڑھیاں پختہ بنی تھیں اور تاریکی تھی
اس کنیز نے سحر سے روشنی کی اور سر تہ خانہ پر کھڑی رہی شہزادہ بلند ہمت پستی کی طرف متوجہ ہوا تہ خانہ میں اُترا
وہاں ایک پرچھائیں عورت کے جسم کی دیکھی اور اُس پرچھائیں نے اس عکس فتح و نصرت کو سلام کیا اور کہا اے
شہزادے فلک جاہ میں آپکی منتظر اس نشیب میں پڑی تھی اپنی امانت لیجیے اب میرا وقت بھی آخر ہو چکا ہے یہ
کہکر زمین پر لوٹ کر عورت کا جسم پیدا کیا اور شہزادے سے کہا مجھپر اپنا سایہ نہ ڈالیے گا بچتے ہوئے میرے ہمراہ چلیے
آپ بھی آئیے گا یہ کہکر آگے بڑھی شہزادہ اپنا سایہ اُسپر سے بچاتا ہوا اُسکے پیچھے چلا اُس تہ خانہ میں ایک جھپتا
جھپتا ہوا تھا اُسکو طے کر کے ایک ایسے مقام پر پہونچے کہ باغ دکھائی دیا تھا آسمان نظر آتا تھا اس باغ کی بہار اور
وصف سرسبزی اگر بیان ہو طول داستان ہو مختصر یہ کہ اُس بوستان کی بارہ دری میں ایک صندوق رکھا تھا
اس عورت نے اُسکو وا کیا شہزادہ اس اشتیاق میں کہ دیکھوں اسمیں کیا رکھا ہے قریب اُسکے آیا عکس تن انور
شہزادہ کا اُسپر پڑا اُسپر سے اُس عورت کے ایک شعلہ آگ کا نکلا اور وہ دھڑ دھڑ جلکر خاک ہو گئی آواز
آئی کہ اے شہزادے مار اخیال جادو کو شہزادہ کو اُسکے مرنیکا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہا اور اسمیں دیکھا
تو ایک کمان اور تین تیر رکھے تھے اُس کمان کو اُٹھا کر دیکھا تو قبضہ اُسکا جواہر کا رتھا اُسکی خوبی دیکھکر بیج قوس
تصدق اور نثار تھا فلک نے خم ہو کر اُسکی صورت بنانا چاہا مگر بن نہ آیا گوشہ کمان بیت الشرف مریخ با مسکن
مشتری تھا ابرو کما ن کی بھووں کو خم اُسکا کا واک بنا تا لب سوفار قوس حاجب کو باتیں سناتا جلد اُسکا عاشق
شاہد شجاعت کو اپنے عشق میں چلے کھینچواتا زہ کمان گلستان جرات کا بلبل تھا یا قمری باغ جلادت بے بال تھا
گوشہ کمان پر یہ لکھا تھا کہ جو اس اسم کو گوشے اس سے کمان جھکنیگی شہزادہ نے وہ اسم پڑھکر جو گوشہ پر لکھا تھا کمان پر پھونکا

اور تیرون کو بھی لیا تیرون مین گانسیان مین پہلو کی لگی تھین سرمان جواہر نگار تھین پر عقاب کے جیسے تھے موتی ان مین
جڑے تھے اور ایک طرف قبضہ پر لکھا تھا کہ یہ اسم جو قبضہ کے دوسری جانب لکھا ہو اگر تیر پر دم کرکے لگائے تو عقاب
پریزاد کو نشانہ بنائے شہزادہ حیران ہوا کہ یہ عقاب پریزاد کون ہو مگر اُس کمان کو لیکر اسی رلوے تہ خانہ کے باہر
آیا اور میدان مین بارہ دری سے نکلکر بیٹھا ادھر وہ پنجۂ انگشتر تاجدار لیکر بڑے ہوا پہونچا میچ طلسم مین ایک
عقاب اُڑ رہا ہو کہ ہُما کی خصلت رکھتا ہو پنجے کا دھڑ بالکل بصورت عقاب ہو چہرہ بسان پری ہو سینہ اُبھرا ہوا
ہے شانون پر دو پر ہین گلے مین بجائے ہیکل لوح طلسم نور افشان پڑی ہو پنجہ نے آتے ہی انگوٹھی اس پری کے منھ مین
دی اور آواز پیدا ہوئی کہ اے عقاب پریزاد بادشاہ پاس سے لوح جلد جا کر حاضر ہو پریزاد یہ سن کر اُڑتی ہوئی
جانب بادشاہ مذکور روانہ ہوئی اور کمند اجل اُسکو کھینچتی ہوئی نشانہ تیر قضا بنانے کو اسی طرف لائی کہ جدھر
شاہزادہ تورج تیر و کمان سے لیس بیٹھا تھا اُسنے سنا تا جو بال عقاب کا سنا دیکھا کہ ایک پری جسکا نصف جسم
عقاب کا ہو اُڑی جاتی ہو پس یہ دیکھکر سمجھا کہ عقاب پریزاد جسکا حال قبضہ کمان پر لکھا ہو شاید یہی ہو پس اسکو
مارنا چاہیے یہ سمجھکر تیر بہر کمان پیوستہ کیا لیکن وہ گلدستہ جو پنجہ سے لیکر تاجدار نے سامنے رکھ لیا تھا وہ اسواسطے
بانیان طلسم نور افشان نے بنایا ہو کہ عقاب پریزاد جب کوئی آفت آنیکا موقع ہو تو یہ گلدستہ مرجھا جائے اور
جب پریزاد مر جائے تو گلدستہ مین فوراً آگ لگے اور جل جائے چنانچہ جب شہزادہ نے کمان تہ خانہ سے پائی وہ گلدستہ
مرجھا گیا تاجدار نے کف افسوس ملکر افراسیاب سے کہا کہ اے بادشاہ ضرور عقاب پریزاد پر کوئی آفت آئی افراسیاب
کہا مین خود اسکی حفاظت اور خبر گیری کو جاتا ہون یہ کہکر بزور سحر معلوم کرکے کہ پریزاد مذکور کہان ہے ستاتا ہوا اسی جگہ
آیا کہ جہان شہزادہ مذکور تیر لگایا چاہتا تھا چنانچہ ادھر تو یہ اس جگہ پہونچا ادھر سے شہنشاہ کوکب آفتاب بنا ہوا آگیا
اور اسنے افراسیاب کو للکارا کہ باش اے خیرہ روزگار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے افراسیاب یہ نعرہ سنکر ڈانٹتا ہوا
اسکی طرف چلا اس عرصہ مین شہزادہ تورج نے بسم اللہ کہکر تیر مارا از بسکہ وہ تیر اور کمان اسکی قضا بانیان طلسم نے بنائی
ہے تیر بقدرت حق صد نوا ناوک مراد بہ ہدف یعنی سینۂ پریزاد مذکور پر لگ کر پشت کے پار نکلگیا اور جسم پریزاد مین
آگ لگی کہ جلکر راکھ زمین پر گری اور لوح بھی پیچ کھاتی ہوئی جانب نشیب چلی افراسیاب نے جو لوح کو چکر کھاتے
جاتے دیکھا از بسکہ مصروف جنگ کوکب سے تھا اتنی مہلت نہ پائی جو لوح کو روک لیتا لیکن اس جلدی مین ایک
سحر پڑھا کہ ایک شیطان منجملہ ان شیطانون کے جو اسکے قابو مین ہین فوراً سامنے آیا اسکو حکم دیا کہ روک
لوح کو وہ شیطان چونکہ کفار ان جن مین سے ہے ہاتھ تو لوح پر نہ ڈال سکا مگر ایک تختہ سنگ صاف بنکر زیر لوح
آگیا کہ لوح اسپر آکر جمگئی واضح ہو کہ لوح طلسم باطل کنندۂ سحر ہے اسوجہ سے افراسیاب بزور سحر پنجہ وغیرہ سے
اُسکو روک نہ سکا اور جن کی قسم سے شیطان ہین گو ببرکت اسمائے الٰہی اسپر ہاتھ نہین ڈال سکتے مگر مثل اسکے کہ
جیسے ساحر ہاتھ سے لوح اُٹھا سکتا ہے ویسے ہی شیطان بھی اٹھا سکتے ہین ہان سحر لوح پر کسی کا البتہ
نہین چل سکتا فی الجملہ جب لوح سطح سنگ پر جمگئی کوکب نے جانا مین لیلون اور افراسیاب نے جانا مین لیلون

دونوں نے دو طرف سے حملہ کیا بیچ مین اس تختہ سنگ کو رکھ لیا اور ایک دوسرے کو روکنے لگا آپس مین سحر چلنے لگے جب افراسیاب نے ہاتھ بڑھایا کہ لوح اٹھا لون کوکب نے سحر کیا کہ ہاتھ کو پنجہ نے پیدا ہو کر روک لیا اسنے سحر کیا کہ پنجہ جلگیا اور اسنے جب ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے سحر کیا کہ بجھا مین ظاہر ہو کر ہاتھ مین لپٹ گئی اسنے افسون دم کرکے پر چھائین کو مٹا دیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی بڑی زور سے پیدا ہو کر اشجار روے زمین کو اکھاڑنے لگی افراسیاب نے جادو کیا کہ کوہستان سے ایک لکہ ابر کا سیاہ اٹھتا ہوا آیا اور تمام عالم پر محیط ہو کر وہ کالی گھٹا بن کر چھایا کہ دنیا تاریک ہوگئی اور گھٹا سے سیاہی برسنے لگی بیلنے کا جل جھڑنے لگا جسنے تاثیر الٹی غشتی کرکے چشم جہان بینے دیدہ آفتاب کو کالا کر دیا بالکل نور مردمک جاتا رہا ہر سمت اندھیر غضب ہو گیا اس اندھیرے مین نئی نئی شعبدہ بازی اور سحر سامری دونوں بادشاہوں مین آغاز ہوئی کبھی کبھی دونوں نے نعرون کی آواز آجاتی تھی ورنہ کچھ نظر نہ آتا تھا خدا کی پناہ تمام دنیا تاریک تھی اور اس اندھیرے مین صدا ہاے مہیب کا آنا شعلہ نکلا جگ جانا عالم کا دل آب کیے دیتا تھا افراسیاب کبھی مار سیاہ بنکر اس سے لپٹتا وہ بھی افعی دو زبان بنتا باہم کچھ چلتا غنکارون سے چرخ ہستی اہل دنیا مٹنے کا گمان تھا کبھی شیر و پلنگ بنکر دونوں مقابلہ کرتے دھکارون سے اسد چرخ اور فوج فلک دونوں ڈرنے برج اسد برج حمل کا اسلیے دہشت بنا تھا کہ مریخ یعنی ترک فلک کے بیتون مین خوف سے چھپتا تھا آفتاب سہند شہے چرخ یعنی زحل سے کہتا کہ تو سحر کرکے مجکو بچا لینا افراسیاب باشیر بنا تھا یکایک بجلی بنکر سر کوکب پر چمکا وہ جلد اپنی صورت کا پتلا چھوڑ کر خود سحر نظر سے غائب ہو گیا یہ برق بنا ہوا اسی پتلی پر جو گرا کا تم اسکو بصورت اصلی ظاہر ہوا اسوقت کوکب بجلی بنکر اسکے سر پر پہونچا اسنے بھی اپنا ہم شبیہ چھوڑ کر اور آپ نگاہ سے پنہان ہوا تادیر اس طرح بجلیان گرا کین خرمن جہان و دہر کو جلنے کی دہشت تھی ساکنان بحر و بر کو دہشت تھی جب بجلی گر گئی گاو زمین کی چھاتی تہ امن درگئی اسی آفت مین افراسیاب نے اپنے گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر کھینچ مارا کہ وہ کمند بن کر سر و گردن کمر مین کوکب کے پیچیدہ ہوا اسنے فوراً سحر پڑھا کہ ایک پتلا مقراض سحر لیے پیدا ہوا اور کمند کے حلقون کو اسنے کاٹ دیا ابھی کوکب نے اپنے سر کے بال نوچکر جو پھینکے وہ ہزار ہا مار سیاہ زہریلے سانپ جنکے کاٹے کا منتر نہین خدا کی پناہ بنکر جانب افراسیاب گئے راہ چلے اسنے جلد سحر دم کیا کہ روے ہوا سے چند طاؤسون نے پیدا ہو کر ان سانپون کو کھا لیا اسی طرح تادیر لڑائی رہی سحر آزمائی رہی کہ نظم

کبھی رعد آسا گرجتا تھا وہ | تھے جادوان جیسے مار سیاہ | ہوا تھا خدنگ کبھی تیز جراہ | کبھی بنکے بجلی چمکتا تھا وہ

مٹا دیتا ظلمات افراسیاب | اسی طرح سے کوکب شش صفات | لڑائی مین تھا سخت اپنی گھات | کبھی بنکے سورج لبعد آفتاب

ہم نور و ظلمت تھے یون برسر جنگ | یہ کہیے کہ ہین روز و شب لڑ رہے | فی الجملہ یہ تو دونوں باہم

لڑ رہے ہین لیکن بران جہ عمر و کو لیکر چلی تھی قریب اس مقام کے آکر اسنے تخت زمین پر اتار کر عمرو کو اتار دیا اور آپ بر اے اعانت پدر روانہ ہوئی اور آتے ہی اختر سحر کو جوڑے سے نکالکر ہاتھ پر رکھکر لوتین نکالنے لگی اور دو لوین تیر شہاب بن کر جانب افراسیاب چلین اسنے جلد سحر دم کیا

کہ چند پتلے قزلی ہاتھون مین لیے پیدا ہوے اور تیرون کو کاٹنے لگے اور افراسیاب نے پہلے سحر کر کے اندھیرا کر دیا تھا اسکو کوکب نے سورج بنکر دفع کیا تھا اب پھر اُسنے سحر کر کے برتے ہوا دیکھا کہ ابر پیدا ہو کر کاجل چھوڑنے لگا بَران نے چاہا کہ اس بادل کو مین ٹکڑے ٹکڑے کر کے سر عدو پر گرا دون چنانچہ پر پرواز پیدا کر کے جانب ابر چلا لیکن عمرو کو جو اسنے تخت سے اُتار دیا تھا وہ بھی قریب اُس لڑائی کے آکر تماشا دیکھ رہا تھا کہ برتے ہوا ایک سل معلق جبی ہے اور اس پر ایک لوح چمک رہی ہے گرد اس سل کے لڑائی ہو رہی ہے بس یہ دیکھ کر سوچا کہ لوح طلسم کوکب یہی ہے اور اسی کے لیے یہ لڑائی ہو رہی ہے اسکو لینا چاہیے چنانچہ اسی فکر مین فرغول اور باد مہرے حضرت جبرئیل کے دیے ہوے نکالکر پانون مین باندھے صفت انکی یہ ہے کہ زمین سے جسقدر چاہے انکو باندھ کر انسان اونچا ہو جاے غرضکہ خواجہ اپنی تدبیر سے درست ہو کر گھات مین تھے کہ یکایک سحر افراسیاب سے اندھیرا ہوا اور بَران اسکے دفع کرنے کو چلا مگر ہنوز وہ ابر تک نہ پہونچے پایا تھا کہ خواجہ نے اس اندھیرے مین جست کی اور باعجاز باد مہرہ اونچے ہو کر قریب تختۂ سنگ پہونچکر جال الیاسی مارا کہ مع اُس شیطان کے جو سل بنا ہوا تھا لوح کو کھینچ لیا وہ شیطان بہت حیران کہ مین کس بلا کے پھندے مین پھنسا اور جال مین آتے ہی سل کی طرح تو نہ رہا بصورت اصل ہو گیا اور تڑپا کہ اس پھندے سے نکل جاؤن عمرو نے کہا بس خیریت اسی مین ہے کہ چپکے پھنسے رہو وہ بنظر حسرت خواجہ کی صورت دیکھنے لگا آپنے فرمایا کہو بھئی کیسا مزاج ہے خوب چھپکے قریب ٹھہرے ہوے تھے اُسنے کہا اجی حضرت لوح آپ لے لیجیے لیکن مجکو چھوڑ دیجیے خواجہ نے کہا بھئی مین کیا جانتا تھا کہ تم چھپے ہوے ہو اور خیر پھنس گئے ہو تو کچھ قباحت نہین ہے سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر جلد تر زنبیل مین اسکو ڈال کر زمین پر اتر آئے اور الگ جا کر کھڑے ہوے اس عرصہ مین بَران اس ابر کے قریب پہونچی اور اختر مروارید اُسپر مارا کہ وہ ابر پھٹکر ٹکڑے ہو کر افراسیاب کی طرف چلا اور آواز مثل صور اسرافیل کے پیدا ہوئی قیامت تازہ برپا ہوئی شہ جادوان گھبرا کر زمین پر اُتر آیا اور غائب ہو گیا وہ ابر کوہ پر جا کر گرا اُجالا ہو گیا دامن سحاب سحر کے چاک چاک ہونے سے شمع نور مہر فانوس ظلمت سے باہر نکلی افراسیاب پھر ظاہر ہوا شاہ کوکب بھی زمین پر آ گیا اور ایک طرف سے بَران اور ایک جانب سے اُسنے افراسیاب پر حملہ کیا اس عرصہ مین شاہ طلسم ہزار برج لڑائی کی خبر سنکر فوج اپنی لیکر برائے مدد افراسیاب کئی ہزار ساحرون کی جمعیت سے آ پہونچا ادھر بَران کی خواصین جو چلی گئی تھین آکر داخل ہوئین اور دونون طرف سے جنگ عظیم ہونا آغاز ہوئی یہ معاملہ جو شہزادہ تورج نے دیکھا تیغ کھینچکر یہ بھی چلا اور اخگر وغیرہ بھی لڑنے لگین اور اتفاق سے ملکہ حیرت جو داخل طلسم ہوئی تھی تو اسنے اپنے رفیقون سے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ شہنشاہ پاس جاؤن رفقا نے عرض کی کہ دریافت تو فرمائیے شہنشاہ کہان ہین اسنے رقعہ دیکھا معلوم ہوا کہ طلسم ہزار برج مین لڑ رہے ہین یہ معلوم کر کے اپنی انیسون سے کہا اے بی یہ سب مردوے کبھی انتہا کا غصہ ہے آگ ہی کا بنا ہوا ہے ساحری نہ کرین جو انکو بھی غصہ آئے اب یہ دل تو دیکھو اکیلے طلسم ہزار برج مین گئے ہین اور دشمنون نے انکو گھیرا ہے جب ہی مین کہتی ہون

کہ میرا دل کیوں گھبراتا ہے یہ کیا جانتی تھی کہ میرے وارث پر ایسی کچھ بنی ہے خوب جانتی ہوں کہ وہ آفت میں اسی
طرح گھسکر ایک دن مجھکو بے آبرو بنا مینگے افسوں نے کہا بی بی ساحری نہ کرے تم کیا اپنے منھ سے فال بد نکالتی ہو
شہنشاہ سب کو مارینگے انکا رونا یاں بھی میرانہ ہوگا دشمن نگوڑے غارت ہونگے اسنے کہا یہ تو سب کچھ ہے مگر مجھکو
جانا چاہیے یہ کہہ کر کئی ہزار ساحر تیار کرا کر طاؤس سحر پر بیٹھ کر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی مگر جبتک یہ پہونچے پہونچے وہاں
افراسیاب نے روشنی بھبنے سے دیکھا کہ لوح مع تختہ سنگ ندارد ہے حیران ہوا کہ لوح اگر کوئی لیتا تو ہو سکتا ہے لیکن وہ
تختہ سنگ تو اصل میں شیطان ہے اسکو کس نے لیا اور اگر یہ کہیے کہ وہ خود لوح لے گیا تو وہ لیجا نہ سکتا تھا بس جس کسی نے
اس شیطان کو قید کیا کاہے کہ وہ ضرور دریافت ہو جائیگا اب لڑنا بیکار ہے یہ سوچ کر اپنے بازو پر سے آنکھ کھولکر کوکب
دکھایا کوکب نے اسکو آنکھ کھولتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ ایک پریزاد آئینہ لیکر آئی ادھر اسنے آنکھ دکھایا پری نے آئینہ دکھایا
ادھر اسکو غش آیا ادھر اسکو غش طاری ہوا اور دونوں زمین پر گرنے لگے یکایک بنے ہوے سواران زریں پوش پیدا
ہوے اور زمین سے ایک مچھلی نے کہ زمرد رنگ تھی سر نکالا سواروں نے آکر شاہ کوکب کو اٹھایا اور تخت پر ڈالکر
جانب طلسم چلے ادھر ماہی زمرد رنگ نے اژدر کی طرح دم کھینچکر افراسیاب کو نگلا اور زمین میں غائب ہوکر
اندر ہی اندر روانہ ہوئی جب شاہ افراسیاب اور کوکب جا چکے اخگر سمجھی کہ اب تاجدار اور لوح سے
سامنا ہوگا بس وہ بادشاہ طلسم ہے یہ شہزادہ لوح نہیں رکھتا ہے گرفتار ہو جاویگا یہ سوچ کر چاہا کہ لوح کو
جنگ سے منع کردن مگر یہ فرزندان حمزہ ہیں جنگ سے باز نہیں جلتے چنانچہ اخگر نے ایسا سحر پڑھا کہ شہزادہ بیہوش
ہوگیا یہ عقاب بنکر چکری پنجہ میں داب کر اُٹھا لیگئی اور درہ کوہ میں جا کر ٹھہری اب تیران نے بھی سحر پڑھا چاہا مگر
اسوقت حیرت [illegible] جو روانہ ہوئی تھی آکر پہونچی اور فوج ان کو جمع دیکھکر بے اختیار حملہ آور ہوئی ملکہ برّان نے اس سے
مقابلہ کیا سحر کی جوش چلنے لگیں دوبارہ زمین و زمانہ میں تزلزل آشکار ہوا کئی ہزار کنیزان برّان لشکریان حیرت
پہ جا پڑیں سحر و بیز تمہ آغاز ہوا تا پیچ و ترنج کی لوچھار تھی دنیا دھواں دھار تھی کبھی آگ برستی خلقت جان بچانے کو
ترستی کبھی پتھروں کی بارش ہوتی کیسی گرانباری سے روئے دیتی مینہ موسلا دھار برستا قیامت کبریٰ برپا دونوں
شاہزادیاں آستینیں گھٹتی ہوئی کبھی وہ اختر مروارید کی پوین کاٹتی اسکی روشنی ایسی پھیلتی کہ حیرت اندھی ہو جاتی جلد سرمۂ
سحر آنکھوں میں لگاتی اور اپنے گیسوے مشکین کو پراگندہ کرتی کہ تاریکی چھا جاتی بلا سر دشمن پر لاتی بران پھر اختر چمکاتی
کہ دھوپ نکل آتی فروغ مہرتیہ شاتی اور ایسا سحر کرتی کہ حیرت دیوانہ وار بکنے لگتی پھر حواس درست کرکے کمند سحر
اسیر لگاتی وہ منھ سے اُف کرکے کمند جلاتی ادھر لشکریاں ہنگامہ بپا کوس دبوق کی صدا سے سپہر دوار کا سر پھرتا
لاشیں میدان میں گرتی جاتیں بیروں کے غل سے آندھیاں آتیں حیرت زوجۂ شاہ جادوان ہی آجتک اپنا ہمسر
کسی کو نہ سمجھکر اچھی طرح نہ لڑی اسوقت برّان کو اپنے برابر کا سمجھکر کا ملتاتے سحر کرنے لگی برّان بھی جان لڑا رہی تھی دونوں
میں کوئی غالب و مغلوب نہ ہوا کہ یکایک ایک آندھی چلی اور برفباری اور سنگباری ہونے لگی بعد اس آفت کے ایک ساحرہ تخت پر سوار
نظر آئی کہ نہایت پیر و کہن سال تھی سر پہ جوڑا اتنا بڑا تھا کہ جیسے مٹکا اوندھا لیا تھا وہ جوڑا مٹی سے تو پا ہوا تھا

جٹین خاکستری زمین پر لٹکتی تھین رخساروں پر جھریان پڑی تھین سر پر نیا نقاب بندھا تھا چادر مجوسی اوڑھے تھی صورت
ایسی ڈراونی دکھتی تھی کہ واقعی بلائے درمان تھی کان آنکھ ناک سے شعلے نکلتے تھے آنکھین سرخ جیسے دو طاوس پر خون دست
پا بدوی نہایت زبون چار پتلیان سونے کی تخت اسکا اٹھائے ہوئے اور بہت سی پتلیان سونے کی گرد و پیش تخت کے
سہدے ہاتھون مین لیے ناقوس بجاتا سر پر اس ضعیفہ کے جنور ہوتا چار ہاتھ اسکے دو دو رز اور دو ہاتھ مثل انسانون کے
لیس جیسے ہی وہ نکا تہ آئی آمد سے سکی یہ اثر ظاہر ہوا کہ ہر سحر جل گیا اور ملکہ حیرت نے دوڑ کر تسلیم کی اور عرض کیا دادی جان
دیکھیے یہ چھوکری میرے منہ چڑھتی ہے وہ ساحرہ کہ نام اسکا آفات چہار دست جادو تھا افراسیاب کی دادی
ہے حیرت کی یہ فریاد سن کر برّان کی طرف مخاطب ہوئی ملکہ نے کر رفتے بھی جھک کر سلام کیا اسنے دعا دی کہ بچی جیتی
سلامت رہو نصیب کھلے سونے کا سہرہ بندھے بیاہ ہو کوکھ میرے بچے کوکب کا مزاج کیسا ہے اسنے کہا جو دعا
کرتے ہین اچھی طرح ہین اسنے کہا اے حیرت کیری ادھر آ تو ذرا میری چھاتی سے لگ جا بیٹا تو بڑی بیمروت ہے برّان سر
جھکا کر قریب گئی اسنے سر سینے سے لگایا اور کہا کیون ری اب تو بڑی لڑاکا ہو گئی ہے ہاے فرزند تو میرے آگے کی پیڑا
اری تجکو سحر کسنے بتایا تجکو کرنے سے اپنا ایک پوچھنا یاد نہ رہا تیرا زچہ خانہ کیا تیرے باپ کے زچہ خانہ مین جاگی
ہون اور قسم ہے سامری کی جو بے مروتی تجکو نہین دیکھتی ہون تو میرا دل لگا رہتا ہو بیٹا کوئی انسلیبی مین فساد کرتا
ہے میرے نزدیک جیسے افراسیاب ویسے تیرا باپ یہ کہکر حیرت کو قریب بلا کر بلائین لین اور دعا دی کہ بیٹی پھلو
پھولو اپنی جوانی کا سکھ دیکھو ہاتک کو کرکے ٹھنڈی رہو تمکو بھی آپس کا پاس چاہیے لڑائی موقوف کرو یہ مین جانتی
ہون کہ تمہین لیسے لوگ آگئے ہین کہ باہم صفائی ہونا مشکل ہے لیکن جہانتک ہوسکے فساد نہو تو بہتر ہے واپس جاؤ
اپنے اپنے مقام پر آرام کرو دونون کو رخصت کیا حیرت فوج لیکر اپنے طلسم کی طرف چلی اور آفات بھی تجا کر سحر خوان
ہوئی کہ تخت اسکا دفعتہً قندیل فلک ہوگیا برّان لے جاکر ڈانڈے پر طلسم کے شہزادہ ایرج ہو اس سے ملاقات
کرتی چلون لیکن خواجہ عمرو ساتھ آئے تھے انکو تنہا جانب طلسم روانہ کرنا مناسب نہ سمجھی اور نہ ساتھ انکے ملاقات
کرنا بہتر جانا بس خواجہ کو کہ لوح لیکر مخفی ہو گئے تھے تلاش کر کے تخت پر سوار کیا اور اپنے ساتھ لیکر روانہ ہوئی گو خواجہ
نے متعلق لوح لینے کا ذکر ملکہ سے نہ کیا ملکہ نے ہر چند پوچھا کہ لوح کا حال کچھ آپکو معلوم ہوا انھون نے جواب دیا کہ مین نہین
جانتا خیر ملکہ تو اپنے مقام پر پہونچکر مصروف عشرت ہوئے کوکب بھی ہو فیا ہو کر اپنے قلعہ کوکبیہ مین آئے ادھر
ماہی نے ظلمات طلسم ہوشربا مین پہونچکر افراسیاب کو اُگلا جب وہ ہوشیار ہوا بہت کچھ اسکو سمجھایا آخر
شاہ جادوان یہاں سے رخصت ہو کر اسی فکر مین چلا کہ جس طرح ہوسکے کوئی طلسم کشا ہم پہونچا کر طلسم زرافشان
تڑوا دون فی الجملہ اسی فکر مین جانب کوہ نیلم روانہ ہوا واضح ہو کہ یہان سے حال جہانگیر بن امیر حمزہ کہ حالت کفر
مین ہے بیان کیا جاتا ہو کہ شاہ جادوان اسکو لا کر طلسم زرافشان کے توڑنے کو بھیجتا ہو مگر یہ احقر مترجم پہلے عرض
کرچکا ہو کہ تسلسل فسانہ کا مین خیال رکھتا ہون لیس ہر حال تو لوح ہی بیان مین ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتیگا بدین سبب
اول طلسم ہزار برج کی داستان بیان کیجاتی ہو پھر انشاء اللہ کیفیت جہانگیر بیان کرونگا ۵

کنون باز گویم ہما داستان　｜　شنیدید گشتید مشتاق آن

افسانہ خوانان جرائد طلسمات نیرنگی تحریر اس طرح دکھاتے ہیں کہ جب سب لشکر دلشکر اس بادیہ طلسم سے لڑ بھڑ کر چلے گئے تاجدار بھی اپنے مقام پر آیا اور اپنے طلسم کے بچانے کی فکر کرنے لگا مگر اخگر جو شہزادہ تورج کو لے کر پوشیدہ ہو گئی تھی بعد میدان صاف ہونے کے ظاہر ہوئی اور شہزادہ کو ہوشیار کیا اور سب حقیقت عرض بیان میں لائی شہزادہ نے فرمایا اب میں یہاں نہیں ٹھہرونگا بارے فتح طلسم جاؤنگا اخگر نے عرض کیا اچھا آپ ادھر تشریف لے جائیے میں فقیرنی بنکر پھرونگی جب خدا تعالیٰ آپکو امیر اس طلسم کا کریگا میں بھی مل رہونگی ہزاران ہزار گریہ وزاری اس سیاح دشت محبت کو رخصت کرکے آپ فقیرانہ لباس کیا چہرۂ انور کو خاک آلودہ کرکے گویا چاند پر خاک ڈالی مطلب کی فقیری اختیار کی لباس گیروا رنگا کنیزوں کو بالکیاں مقرر کیا بال بھی مٹی سے بھر لیے کفنی گلے میں پہنی جھولی گلے میں ڈالی بستر کے لیے مرگ چھالا لیا اور صحرا صحرا پھرنا آغاز کیا ادھر شہزادہ جو واسطے منازل طلسم فرمانے لگا کس لیے کہ یا تو یہ صحرا طلسم بند تھا مگر مرنے سے عقاب پری کے راستہ کھل گیا شاید اسکی حفاظت کے لیے صحرا کو باندھا تھا غرضکہ یہ زہرہ بادیہ طلسمات کوہ و بیابان طے کرتا ایک کوہ زمرد نگار کے قریب پہنچا دیکھا کہ اس جگہ طرفہ بہار ہے پہاڑ کا رنگ بھی سبز اور دامن کوہ میں سبزہ زار درختوں کا لباس اور سر کوہ پر آسمان اخضر سایہ فگن دور تک رحمت خدا جوش زن پہاڑ نہ تھا ایوان بہار تھا جو گل تھا شمع شبستان بہار تھا فلک زمردی اسپر تصدق ہر بار تھا عکس کوہ سے افتخار ارض وغیرہ جو چند سبزۂ خفتہ کا بخت بیدار و بلند جو کوئی اس جگہ آتا پھر اسکے عشق میں زہر کھاتا ہر درخت سبز رنگان باغ عالم کا نصیب تھا ہر برگ شاہ بہار کا رفیق و حبیب تھا زمین سنبل اطلس سبز کا لباس پہنے درخت ہر سمت سایہ ڈالے کھڑے ایک طرف اس پہاڑ کے دامن میں جھیل جیسے بہشت میں نہر سلسبیل گلہائے سرخ سے یاقوت زمرد پر مینا یا شاہد بہار سبز پوش کا یاقوت نگار گہنا سبزہ جو بہار سے اس طرح زمین سے اگ رہا تھا کہ صفحۂ دشت رخسار نوخطان سبزہ آغاز بنا تھا کہ نظم

گل تازہ چمن نیا نیا رنگ　｜　ایام پھرے بدل گیا رنگ　｜　صحرا میں وہ جوش گل تھا ہر سو
پھولوں کی چھڑی تھی شاخ آہو　｜　خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز　｜　تھی صبح بلند صبح نوروز

یہ سر سبزی اس کوہ کی ملاحظہ فرماتا شہزادہ ایک طرف بڑھا تھا کہ ایک مکان دامن کوہ میں بنا ہوا نظر پڑا ایک ڈول زمرد کو تراش کر گویا بنا تھا اس طرح زمرد آئینہ بچی کیا ہوا تھا شہزادہ جب اندر اس قصر کے گیا طاق و ایوان و صحن و در و رواق ہر ایک کو زمرد کا پایا لیکن کوئی ساکن اسمیں نظر نہ آیا ہاں یہ دیکھا کہ صحن مکان میں چار سو اسی گھوڑا زمرد سبز کا ترشا ہوا بندھا ہے تھان انکے درست ہیں گھاس کے گٹھے سامنے کھلے ہیں دہانے انکے منہ سے اترے ہوئے ہیں وہ گھاس کھا رہے ہیں پشت پر انکے زین زمرد رنگ اور زمرد دوز کسے ہیں رکابیں بھی زمرد کی ہیں تھوبیر باکمرچ زمردیں پڑی ہیں اور ہر ایک کی پشت پر ایک ایک سوار زمرد کا بنا بیٹھا ہو وہ بھی اس اصطبل میں وہ وہ سبزہ ہے کہ سبزۂ فلک جسکے سامنے شرمندہ اور سر فگندہ ہے سم انکے

بدرے کہین بہتر خورشید فلک سے ہزار درجہ منور و معدہ سمون کو دیکھ کر ہر چشم حیران رہے پیش نظر چلیبون کا تماشا ہو
نیرنگ نمایان رہے دم انکی طرۂ گیسوے پری ذوذنب کی صورت مگر خاصیت مین سعد اکبر مثل مشتری کفیل بہبود
نگاہ پھسلتی دور کو بلند نظر آئے نگاہ مردم پھسلی جاتی اُسکا ماتھا آئینہ بحر گردن ہلال سپہر جلد کی باریکی مثل برگ گل
ہوا جسکو حرکت صرصر کان خوشنویس کے بنائے ہوئے قلم یا آبدار رسان نہین بہنین مثل پیکان یہ بھی نہین بلکہ
سنان مژگان معشوقان دہانہ ایسا چھوٹا کہ دہان معشوق تنگ دہان یا غنچہ بوستان آنکھین چشم غزالان ختن
واقعی چیتے کی کمر اور آنکھین مثل دیدۂ ہرن کہ نظم

طاؤس کی طرح دم تھی رنگین	زرریز تھی مہر کی طرح زین	شیشہ کا گلا کہ پر سم دم
تھے جام شراب حسن پر ہم	ہے مشک بہ یال سب کے طرا	خجلت دہ گیسوے چلیپا
کنگھی چوٹی بلا غضب کی	جس طرح عروس پہلی شب کی	

شہزادہ یہ کیفیت دیکھ کر متحیر تھا کہ اتنے مین
سے ایک پتلا بولا اے طلسم کشا ہم سب آپ کے نوکر ہین مگر ابھی نہین جب آپ لوح طلسم پالیجے گا اسوقت ہمین اپنے
جلو مین دوڑائیے گا شہزادہ یہ کلام سنکر سمجھا کہ پتلا سچ کہتا ہے مقصد طلسم کا ہے تم بھی خبر ہوا اور یہان سے آگے بڑھو یہ سمجھ کر
عنان عزم کو اس طرف سے منعطف کرکے اُس قصر کے دوسرے دروازے سے باہر نکلا یہان دیکھا تو اور ماجرا
نظر آیا یعنے ایک پہاڑ یاقوت احمر کا سرخ بالکل دیکھا زمین بھی سرخ درخت بھی سرخ عکس کوہ سے روے ہوا سرخ
آفتاب کی حرارت اور دھوپ جو عکس کوہ مین شامل ہوئی تھی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین سے فلک تک آگ بھری ہے
گلہاے سرخ سے تمام درخت مثل شاہد بہار کا نام گرد درخت ہر ایک لالون کے لال یاقوت اور زر سرخ سے مالامال
تھا لا ہر درخت کا کان یاقوت و طلا عکس کوہ سے ہر چشمہ آب مطلع آب وان دشت تک اس جگہ سرخ فام سنگریزے
زمین کے ماہ تمام زمین و زمان سب سرخ روز لغت سنبل مین حنا ہو بغلا حتکہ حمزہ کا لال یہ حال دیکھتا وہان سے
چند قدم آگے بڑھا تھا کہ ایک بنگلہ یاقوت رمانی کا بنا ہوا نظر پڑا وصف مین اس بنگلہ کے زبان لال ہے واقعی
بے مثال ہے شہزادہ جب اس بنگلہ مین آیا میز کرسی دنگل شیشہ آلات سے ہسکو سجا ہوا پایا لیکن ہر چیز سرخ رنگ
دیکھی عقل اپنی دنگ تھی کہ یہ کیا اسرار ہے یہان کا مالک کون ہے کسکا دربار ہے سوچ مین تھا کہ ایک طرف صحن
مین بنگلہ کے درخت لالہ کے گرد جواہر یاقوت کا سرخ رنگ کا اُسکے نیچے صندلی بچھی اسپر ایک بجلی تڑپ رہی تھی شہزادہ
کس سے پوچھتا کہ یہ کیا ماجرا ہے چپکا کھڑا دیکھتا رہا آخر دل مین آیا کہ لاؤ وہ انگوٹھی جو اختر نے دی تھی دیکھون
اُسمین شاید اسکا کچھ حال لکھا ہو یہ سوچ کر انگوٹھی کے نگینہ پر نگاہ کی لکھا دیکھا کہ یہ سب مقام طلسم کشا کے لیے ہے
جہان چاہے بیٹھے شہزادہ یہ دیکھ کر ایک کرسی یاقوت نگار پر اس بنگلہ مین بیٹھا بیٹھتے ہی بنگلہ کی چھت چرچرائی
اور تڑاقا ہوا ستون بنگلے کے پھٹے یہ گھبرا کر اُٹھا تھا کہ بنگلہ سر پر آیا شہزادہ نے ہاتھون پر روک کر بازوے اپنے ستون کا
بنائے لنگر مار کر پاؤن قائم کرکے بنگلہ کو ایک طرف پھینکا بنگلہ تو ایک طرف گر گیا مگر لنگر مارنے سے پاؤن زمین
مین دھنس گئے شہزادہ [illegible] وقار بزرگ جہانگیرانی پاؤن زمین سے نکال کر الگ استادہ ہوا اسوقت ایک

آواز آئی کہ ہائے مارے ڈالتا ہے اور کوئی نہین سنتا ہے ساکنان طلسم ہماری فریاد کو پہونچو یہ آواز آتے ہی
از خود ہر گوشہ دشت و در سے شور و غوغا بلند ہوا کہ لیجیو گھیر یو پکڑیو لینا مارنا یہ غل سنکر شہزادہ گھبرایا اور انگشتری پر
نگاہ کی اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم یہ جو سامنے کرسی بچھی ہے اسکو اٹھا اسکے نیچے ایک تختہ سنگ ہے اسکو
ہٹانا دہانہ نقب کا ظاہر ہوگا اسمین چلے جانا اگر اس کام مین ذرا بھی تامل ہوا تو مورد صد آفات و بلا ہوگا اجل
کا سامنا ہوگا شہزادہ نے فوراً کرسی کو اٹھا تختہ سنگ کو سرکایا پھر تو وہ غلغلہ قیامت انگیز برپا ہوا کہ رستم بھی
ہوتا تو زہرہ فرط خوف سے آب آب ہوجاتا خاکدان عالم بالکل ظلمت سرا تھا چار سمت اندھیر تھا شہزادہ نے کچھ
خوف و خطر نہ کیا بے تامل اندر نقب کے قدم رکھا یہ معلوم دیا کہ آتشکدہ مین کسی نے ڈال دیا سارے جسم مین آگ لگی
اور تڑاقا ہوا شہزادہ تاب لا سکا بیہوش ہوگیا پھر جو آنکھ کھلی تو ایک دریائے ذخار مین اپنے تئین پایا کہ بہتا
ہوا جاتا ہون اس ماجرے سے بہت حیران تھا کہ مین کہان تھا اور کہان آگیا غرض دریا مین ہاتھ پاؤن مارتا
شناوری کرتا چلا مگر دم چڑھ گیا دست و پا شل ہوگئے اسوقت یقین ہوا کہ زندگی حباب آسا ہے یہ خواب آباد دنیا سراب
آسا ہے کشتی حیات تباہ ہوا چاہتی ہے ساحل نجات کوسون کیا منزلون دور اب مرنا ضرور ہے بس آبدیدہ ہوکر یہ شعر
زبان پر لایا کہ

بیت

اتنا تو پوچھا ہوتا بس اے ساحل نجات	کشتی یہ کس کی تھی جو تباہی مین رہ گئی

غرض بفضل مالک بحر و بر کسے کہ تو ہی بیڑا پار لگانے والا ہے چند قدم آگے بہا تھا کہ ایک ٹیکرا نظر آیا اور اسپر
ایک ملاح کو بیٹھے پایا کہ ڈور دریا مین پھینک کر مچھلی کا شکار کرنا چاہتا ہے شہزادہ غوطہ مار کر اس ٹیکرے کے قریب
گیا اور جب غوطے سے ابھرا ملاح پکارا کہ اے نوجوان اگر تو ڈوبتا ہے تو یہ ڈور تھام لے کس لیے کہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا
بہت ہوتا ہے شہزادہ نے ڈور تو نہ تھامی مگر انگشتری دیکھنا چاہی فوراً تلاطم آب ہوا اور موجون کے طمانچے منھ پر پڑنے
لگے پانی کے چھینٹے آنکھین بند کیے دیتے تھے ناچار کوچ جنبش کیے ملاح کے اس ڈور کو پکڑا اور ملاح نے کھینچا یہ نہنگ
بحر شجاعت اسکے سہارے سے باہر نکلا ملاح نے کہا کہ تم ڈوب جاتے اگر مین نہ نکالتا یہ احسان میرا مانو اور جو مین
کہون وہ کرو سنو ارادہ طلسم شکنی سے باز آؤ طلسم مین کچھ مال و متاع نہین صرف بندگان سامری و جمشید رہتے ہین اور
انھین غریبون کی اسمین روزی ہے تم مسلمانون کے لیے سارا عالم چھوڑ دیا ہے یہ کونا بندگان سامری و جمشید نے
لیا ہے انکو ستانا اچھا نہین شہزادے نے فرمایا کہ او بیہودہ تو کیا جھک مارتا ہے مین سامری پرستون کا نام تو دفتر عالم
مین رکھونگا نہین سب کو غرق قلزم فنا کرونگا ملاح یہ سنکر بہت خفا ہوا اور کہا او خیرہ سر یہ طلسم ہزار پیچ ہے
کوئی ایسا ویسا مقام نہین تو کیا توڑ سکیگا اچھا اب اس دریا سے دیکھون تو کیونکر نکلتا ہے یہ کہکر اٹھا اور یہ
ایک طرف چلا اور پھر کر کہا کہ اب بھی میرا کہنا مان او میرے ساتھ آ شہزادے نے ہموقت انگشتری کو دیکھا معلوم ہوا کہ ہرچند
زبردستی نہ چلے گی اسکے ساتھ تمکو جانا ہوگا شہزادہ یہ دیکھ کر کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ وہ ملاح زمین پر گرا اور تڑپ کر
شیر غران بنا اور اس اسد بیشۂ شجاعت پر حملہ آور ہوا یہ اسکے ہمہ کو روک نہ سکا گر پڑا اپنے منھ مین داب کر جو

اچھالا یہ پشت پر اُسکی پہونچا وہ پیٹھ پر لادکر اس دریا مین کود ا اور شناوری کرکے آن واحد مین پار پہونچا دیکھا اس پار دریا کے صحراے ویران وہول خیز ہے نہایت وحشت انگیز ہے غول بیابانی شعلہ فگن ہین اژدرون کے غار ہین شیرون کے مسکن ہین جناب عبد اللہ بیابانی جو ان آہین یقین ہے کہ خوف سے کانپین اور خوف و دہشت سے قدم نہ رکھین حضرت خضرؑ دعاے حفظ و صحت دم کرین جو درخت تھا مثل مرد مفلس پریشان جو برگ تھا رنگ دیوانگان آئینہ وار حیران وحشت کی گھٹا چھائی غیرت وآفت برستی آفتاب دیدہ وحشت ناک کی طرح آنکھ پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہر بگولا دیو سیاہ نظر آتا مختصر یہ کہ اُس صحرا مین ایک منڈھی سرکی کی پڑی ہوئی وہ بھی نہ سرکی نہ بیر کی مثل عاشق شوریدہ ما جا بجا اُسمین ایک جوگی بیٹھا ہو الیکن سر جھاڑ منہ پہاڑ موٹا خنگا نہایت وہنگا از سرتا پا ننگا بال جٹا دھاری زمین پر گھسٹتے جلتے تن نکلی ہوئی ہاتھ مین دو دو لکڑ جلتے لیئے ا پھنے پہ چندل سے ایک سور بنا ہوا بچہ ترسول چھاتی پر سیندور سے چھپا ہوا لکڑ اون بھینے کی آگے دھرین سرخ سرخ آنکھین حلقہ چشم سے باہر نکلی پڑتین بیر اکی تیڑھی بغل کے نیچے تکیہ کیئے بیٹھا تھا شہزادہ کو اس شیر نے سامنے اسکے لاکر ڈالدیا اور آپ مثل انسان بنکر پکارا کہ اُستاد یہ معبد طلسم حاضر ہے جوگی یہ سُن کر شہزادہ سے گویا ہوا کہ لمے تو سچ مجکو بیان شک آتا مناسب نہ تھا یہ طلسم ٹوٹنا نہایت محال ہو مجکو لازم ہے کہ اُٹھو اور خداوند سامری کو سجدہ کر شہزادہ کو اس گفتگو سے بہت غصہ آیا اور کہا اے تیرہ روزگار تم مین سے ایک کو بھی مین انشاء اللہ زندہ نہ چھوڑون گا سنگ طلسم سے سر توڑ دونگا جوگی نے کہا اب تیری قضا ہی آگئی یہ کہکر ایک خنجر بوریے کے نیچے سے نکالا اور اُٹھکر جانب شہزادہ چلا شہزادہ نے بھی حملہ کرنے کا ارادہ کیا و کیا تو وہ ڈور جو دریا مین سے پکڑی تھی سیرے بازو پر بندھی ہو ہاتھ قابو مین نہین ہین یہ کھکر چاہا کہ انگشتری کو دیکھون اس عرصہ مین اس جوگی نے خنجر مارا شہزادہ انگشتری پہنے تھا اسکی برکت سے خنجر اچٹ گیا اور جسم صحیح و سالم رہا اور اُسنے انگشتری کو دیکھا اسمین لکھا تھا کہ اس اسم کو پڑھکر بازو پر دم کر مشکلین کھلجا ئینگی اُسنے اسم ورد زبان کیا اُدھر جوگی نے خیال کیا کہ ہر خنجر نے اثر نہ کیا شاید یہ بھی ساحر ہو یہ سمجھکر گویا ہوا کہ اے طلسم کشا مسلمانون کو سُنا تھا کہ ساحر نہین ہوتے ہین مگر تو ساحر بھی ہے شہزادہ نے اسم تو بازو پر دم کیا کہ وہ ڈور چلکی حبیب ہی بندھے رہائی پائی جوگی سے کہا ہم ساحر ہین تو اپنے لیے نہین ہین تو اپنے لیے تو ابھی سنہ الہی کنار مین دیکھو جوگی نے اُسکو ڈور سے چھوٹتے ہی دیکھا تھا سمجھا کہ یہ تو طلسم کشا ہی اس سے آشتی کرنا چاہیئے یہ سوچکر کہا اے شہریار معلوم ہوا کہ آپ فتاح طلسم ہین اچھا مین سحر آپ پر سے دفع کیے دیتا ہون آپ بیٹھیے اور جو کچھ مین کہون اُسکا جواب دیجیے یہ عرض کرکے رد سحر پڑھا کہ شہزادہ پر بالکل اثر سحر باقی نہ رہا یہ کیفیت دیکھکر وہ ملاح جو قیدی بن کر اس شیر نیستان جلاوت کو یہان لایا تھا گھبرایا اور رو بفرار لایا یہان سے کچھ فاصلہ پر ایک اور ساحر رہتا ہی کہ نام اسکا فیلان جادو ہے اس سے جا کر اُسنے سب کیفیت بیان کی وہ حال سُنکر غضبناک ہوا کہ یہ اس جوگی نے کیا کیا مسلمان سے ملگیا دین و دُنیا دونون کو کھو بیٹھا اب مجکو لازم آیا کہ اُسکو سزا دون اور ابھی سویرا ہے دین بقدیم کی طرف اسکو پھیر دون یہ کہکے اپنے مقام پر سے اُٹھا اور زمین پر لوٹکر ایک مست ہاتھی بنا کہ چارون طرف ہتیان جھکتی تھین

لجلی میں خود نظر آتا تھا قد اتنا بڑا تھا کہ کوہ معلوم ہوتا تھا بلکہ فیل فلک اس سے خوفناک ہوا استرِ چرخ کو ٹھوکر دن میں
اڑانے کا ارادہ رکھتا تھا دو دانت فیل قامت اوج بن عنق منہ سے باہر نکلے ہوئے گور کن قضا کے معلوم دیتے اس
ہیئت سے بنکر روانہ ہوا اور سامنے جوگی کے پہونچا وہ جوگی تو برج گو سندھی میں لیکر بیٹھا تھا اور مناظرہ اپنے دین
کے آئین کا کر رہا تھا کہ یہ پہونچا اور للکار کر او بیحیا و بیدین یہ کیا تو نے غضب کیا کہ متاع ایمان کو بعوض نقد جنس تو
لکھو بیٹھا اپنی ایمانداری سے بجرمِ بے ایمانی میں ہاتھ دھو بیٹھا اب تجکو لازم ہے کہ تجکو سزائے معقول دوں اس جوگی نے
کہ نام اسکا بیابانی فیل پیکر جادو تھا یہ گفتگو جو سنی غصہ ناک ہوا کہ بینالائق میرے مقابلہ میں آیا ہو اور بے سمجھے بوجھے مجکو
بے ایمان بناتا ہو اور اپنا زور تیغ دکھاتا ہو حالانکہ میں ابھی شریک طلسم کشا نہیں ہوا پس بغضب تمام تر اپنی جگہ
سے اٹھا شہزادہ نے کہا کہ اگر تم تامل کرو میں اس سے سمجھ لیتا ہوں اسنے کہا نہیں آپ تماشا دیکھئے اس نالائق کی بھی حقیقت
ہو کہ میرے مقابلہ میں آیا ہو یہ کہکر سندھی سے نکلکر لوٹنے لگا اور ہاتھی مست سا بکسیر جھپٹا یہ بھی ایسا فیل دہابت
شکوہ بنا کہ گاو زمین کو مارا تھا نا مشکل ہوا طبقہ زمین میں زلزلہ آیا کشتی ارض ڈگمگانے لگی ملک بحر و بر کو فیل جا
سمجھ کر دنیا پناہ چاہنے لگی اور یہ اژدر اس فیل سے مقابل ہوا باہم دونوں کا ٹکر کا چلنے لگا زمین و زمان ہلنے لگا۔
خرطوم کے گھونسے پڑنے لگے بھسونڈے سے بھسونڈے اڑنے لگے تادیر باہم لڑ رہے آخر دونوں کے سر پھٹے اور
شرارے نکلے اسکے سر کا شرر اژدہا ادھر اسکے سر کا اسپر پڑا دونوں مثل دیوم آتشبازی کے جلنے لگے اور ایک شرر آکر اس
ملاح پر بھی پڑا کہ وہ بھی جلنے لگا آخر یہ تینوں شیاطین فی النار ہو واصل مستقر ہوئے اور جلکر خاکستر ہوئے شہزادہ نے
قدرت خدا تعالیٰ دیکھکر شکر کیا کہ اس دافع البلیات نے ان بلاؤں کو کیا بطور آسان دفع فرمایا اور مجھکو بچایا
غرض شہزادہ ان فرمان رواں وہاں سے آگے روانہ ہوا اور بہت صحرائے رشک کو طے کر کے ایک ایسے بیابان میں پہونچا کہ
سراسر سبزہ و روشن تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سبزہ زار آفتاب نکلا ہوا ہو فلک سے نور برستا تھا ابر کے سفید ٹکڑے چھائے
جو چمک مہر تابان کی رکھتے تھے شاہد روزگار کس خوبی سے لباس نورانی زیب جامت کیے چہرہ عارفان
لبسان قلب روشن ضمیران زمین وہاں روشن ہر چشمہ آب کی موج بمنزلہ چمک زن ہر نخل نہال وادی ایمن ہر
شاخ جسبان شاخ بلور سبز سنگ چمک میں سبز زمرد خار حور شہزادہ اس وادی نور کو ملاحظہ کرتا ہوا جب کچھ آگے چلا
سامنے ایک قلعہ سنگ سے بنا ہوا نظر پڑا کہ سنگ مرمر اسکو دیکھ کر غیرت سے مر جائے قیب کا نوری رشک سے
سیہ اکھلائے ہر دیوار اسکی صفائی میں روئے تابان معشوق سے بہتر ہر کنگرہ اسکا رفعت میں فلک کا ہمسر شہزادہ
قریب قلعہ آیا دروازہ بھی سنگ سفید کا پایا کہ مثل چشم جناب یعقوب ع انتظار میں کسی یوسف لقا کے کھلا ہوا اور
سفید ہو گیا تھا اور قلعہ پر خود ساحر مہیبہ دربانی بیٹھا تھا شہزادہ بسم اللہ کہکر داخل قلعہ ہوا کسی نے منع کیا جب
اندر آیا تو رنگینی زمین عشرت سے بہشتی جمعی اور مکانات ہر قسم کی اشیا سے معمور ہر شخص فارغ البال اور مرفہ حال
مبتلائے عیش و جدہر دیکھئے سامان عشرت فراہم کیا ہوا ہنگامہ نشاط برپا نہایت گرما گرم کہ بمقتضائے ابیات

ہیں زمین پہ یوں سبزۂ صفا خیز | جس طرح کہ نہر آب لبریز || سرخی ہوئی ریح کے لیئے ہوت

کوٹے ہوئے آسپہ لعل دیاقوت
تھے جمع کسی طرف فسون گر
مین دار پہ ہون جواب منصور
پوری سے گرسنگی کو دوری
پان جیسکے ہوس مین آئے آدم

سرخی سے عجیب عالم نور
بجاتے تھے دم مین پرکھو تر
تیار کہین جو تان وصلوا
بھوکون کی ہوئی مراد پوری

یا مانگ مین مہوشون کی سیندور
نٹ بانس پہ کر رکھا تھا مذکور
اُترا تھا فلک سے من و سلوی
وہ گرم کچوریون کا عالم

شہزادہ فلک جاہ یہ کیفیت شہر کی دیکھ کر بہت محظوظ ہوا اور از بسکہ تشنہ و گرسنہ تھا ایک دوکان کے قریب گیا اور جیب سے خست زر و جواہر نکالکر دوکاندار کو دیا اسنے ایک خوان مین مٹھائی طرح طرح کی نکال کر اپنی دوکان کے ایک گوشہ مین بچھوائی اور قالین بچھوادیا شہزادہ وہان جا کر بیٹھا اور مٹھائی کو اُٹھا کر قریب دہن لایا تھا کہ ایسی بوسے بد آئی کہ دماغ پریشان ہوا اگھبرا کر مٹھائی کو جو دیکھا بھیجا سڑا ہوا کسی جانور کا نظر آیا اسنے اسکو پھینک کر پھر دوسری ڈلی اُٹھائی ویسی ہی بو آئی اب دیکھا تو گوشت سڑا ہوا ہے شہزادہ نے وہ سب خوان اُٹھا کر قریب حلوائی آکر اسکے منھ پر مارا اور کہا او بیحیا ڈھٹ بندی کرکے مٹھائی کے عوض سڑا ہوا گوشت بیچتا ہے حلوائی عذر کرنے لگا اس سے حجت کر رہا تھا کہ اُس حلوائی کا باپ آیا اور اسنے پوچھا کہ کیا تکرار ہے حلوائی نے سارا ماجرا بیان کیا اسنے سب کیفیت سُنکر معلوم کیا کہ یہ شہزادہ شکستۂ طلسم ہے بس اسنے شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھے اور روپیہ جو کچھ لئے لیا تھا وہ سامنے حاضر کیا اور عرض پیرا ہوا کہ آپکے قابل یہ مٹھائی نہین ہے اور کہین سے لیجیے شہزادہ نے دام تو واپس لینا خلاف شان سمجھا اور آگے بڑھا ادھر حلوائی کا باپ اس شہر کے حاکم پاس گیا حاکم کا یہان کے قیصر جادو نام ہے چنانچہ وہ دار الامارۃ شاہی مین اورنگ خلافت پر بیٹھا تھا کہ اسنے اطلاع کرائی کہ یہ احقر آپکے فائدے کی بات تخلیہ مین عرض کریگا شاہ نے اُسکو تخلیہ مین طلب کیا اُسنے عرض کیا کہ بادشاہ عالیجاہ آپکا ہم رعایا سے حکم تھا کہ جب کوئی ایسا شخص آئے کہ اُسکے ہاتھ مین مٹھائی یا روٹی یا بوٹی ہوجائے تو اُسکی مجھے خبر کرنا لیس آج وہ شخص آیا ہے اور یہ ماجرا گذرا ہے بادشاہ نے جب تمام ماجرا سُنا حلوائی کو تو انعام دیکر رخصت کیا اور کوتوال کو شہر کے بلا کر حکم دیا کہ پانچ چار سو پیادے ہمراہ لیجا کر طلسم کشا آیا ہے اسکو پکڑ لاؤ کوتوال حسب ارشاد بادشاہ کوتوالی مین آیا اور پیادون کو حکم سنایا تہی بھگی پیادون نے کمر کسی وہ تیار ہوئی تو چڑھے شیر ہوئے تیر و کمان سب نے سنبھالے تلوارین پر تلوون مین ڈالین ساز سنگرہ لگا یا جنگ پر آمادہ ہوکر ہر ایک پیادہ چلا اتنے عرصہ مین شہزادہ تورج نے نانبائی کی دوکان سے کھانا مول لیا اور بدستور اول جب کھانے بیٹھا خون کی بو آئی دیکھا تو وہی سڑی بوٹی ہے شہزادہ نے وہ پھینک کر حلوائی اور نانبائی سب کو گالیان دینا شروع کین نانبائی کے یہان سے پانچ چار نفر سے کفگیرین پکڑ کر دوکان پر سے کودے اور پکارے کہ رہ تو جا ہم ابھی بستر اخمیر بگاڑے دیتے ہین قسم دنیال کی جواب تو نے ہمارے مالک کو کچھ کہا تو مارتے مارتے تودا کردینگے شہزادے کو اُن کے کلمات بیہودہ سُنکر زیادہ غصہ آیا دو ایک کا سر جھکا کر بیچا بچا دو دیا اور آتش غضب تنور سینہ مین جو زیادہ مشتعل ہوئی دو تین کو جان سے مار ڈالا اور دیکھا کہ چند خوان کھانے کے تیار کسی امیر کے یہان

بھیجے کو نانبائی نے ڈانک رکھے ہین انکو دیکھکر سمجھا کہ مجکو مسلمان سمجھکر یہ بھیجا ایسا کچھ کرشمہ کرتے ہین ان خوانون کا کھانا اچھا ہوگا پس یہ سمجھکر نانبائی کو تو مارکر دوکان سے بھگا دیا اور وہ خوان اپنے قبضہ مین کیے نانبائی اور ملازم اُسکے آسیاے ظلم سے مثل دانہ گندم پسے ہوے دُہائی دیتے جانب کوتوالی روانہ ہوے کہتے جاتے تھے کہ ایک زبردست ایسا آیا ہے کہ اُسنے مادر شیرمال ہمارا سمجھا ہے اور ہمکو مارکر دل و جگر ہمارا قلیہ کیا ہے غالبًا یہ ہے کہ وہ طلسم کا توڑنے والا ہے یہ تو سب دوہائی دیتے اُدھر چلے ہین ادھر شہزادے نے خوان کھولکر کھانا کھانیکا قصد کیا تھا کہ کوتوال پیادے لیے آپہونچا شہزادہ انکو دیکھکر دوکان پر سے مثل شیر غضبناک کے کود اور تیغ تیز کھینچکر ٹوٹ پڑا شمشیر بران بھی تشنہ خون و گرسنہ جان دشمن تھی داناے میدان ہنر جنگ کے لیے گلخن بھی جسم نے سرون کے پڑے تنور مرگ مین لگا دیے پیادے پیادے شطرنج کے بنا دیے لاش پر لاش گرنے لگی شہر مین کھلبلی پڑ گئی دوکانین جلدی جلدی دوکانداروں نے بند کین بعض دوکان چھوڑ کر بھاگے دروازے گھرون کے بند ہوئے رعایا بھاگنے لگی بدمعاش چھوٹون کی بن پڑی ٹھگون نے تھا را تھ سے اسکا گھر لوٹ لیا تمام شہر مین غدر مچ گیا کوتوال ان پیادون کو اس فیل تن سے کیا روک سکتا آخر زچ ہوکر رو بفرار لایا اسپ ہمت میدان نامردی مین دوڑایا مات ہوکر رخ جانب در دولت بادشاہ پھرا جنگ کا مہرہ نہ رک سکا بادشاہ نے جب یہ حال کوتوال کا دیکھا اپنے بساط مین جسقدر لشکر رکھتا تھا اسکو تیار ہونیکا حکم دیا دس ہزار سوار اور پانچہزار پیادے تیار ہوکر اُسکے ساتھ چلے قرناے جنگی پھکنی طبل و بوق کی صدا نے دنیا دہلا دی سپاہی تیغ آئین چمکاتے ساحر سحر نیرنگی دکھاتے روانہ ہوئے آگے سب کے بادشاہ مرکب از در دمان کو بنائے تیغ سر پر ہتھیار جسم پر لگائے اسباب سحر سازی وغیرہ جو ٹی ساتھ لیے بڑے کروفر سے شہزادۂ نامور کے قریب آکر پہونچا شہزادہ بیخوف و خطر اس لشکر پر بھی حملہ آور ہوا اب تو چار طرف سے سحر کی مار اور تیرون کی بوچھار ہونے لگی ہر طرف سے نارنج و ترنج و ناریل وغیرہ برستے تھے کسی جانب سے تیر و تلوار و خنجر و نیزہ برستے تھے سحر کے اژدر و قلاب آتشین چھوٹتے منہ پھیلا کر دوڑتے ساحر سحر سے آگ و پتھر برساتے لیکن بسبب انگشتری شہزادے کا کچھ نہ کر سکتے اُدھر جو بلاے تیر و گرز کو یہ بہادر بہر تن چشم بنکر روکتا اور دو ایک کو بار کر مرکب جا مسلکر کے سوار ہوتا تھا تیغ دودم نے اس بہادر بے سدکا دم بند کیا تھا اس شہر مین تلوار کا رواج تھا متاع جان کی گرم بازاری تھی امان کو ہر ایک محتاج تھا شمشیر کا خم محراب دوکان نظر آتا جوہر کا جواہر جسمین بکتا ہر ایک باتا دلال اجل ہر پیر و جوان کی جان کا ایک ہی نرخ بتاتا ناکا خ تن سے مکین یعنی روح فراری مرگ مفاجات کی بستی زندگی دیار جسد مین ایمان کے کال ہونے سے عاری شہزادہ نے دم بھر مین سرون کے کنگرے اور دست و پا کے ستون بنا دیے جسد و مسمار کرکے سینون کے چبوترے درست کیے لاشون کے ڈھیر لگا دیے **نظم**

زمین کرد سرخ آن دلاور بجنگ
چو دل خزان سر فرو تنگ
اگر یزدی بر سر آن سرفراز

بکے گرزہ گاو دیبک بجنگ
به شمشیر بران چو گنبذشت دست
بر دنیمه کردیش با اسپ ساز

بہر سو که مرکب بر انگیختے
سر سرفرازان بہیکر دبست
چو شمشیر بر گردن افراختی

چکوہ از سواران سر انداختی | ز خون دلیران بہ بشت اندرون | چو دریا زمین موج زن شد بخون

اور از بسکہ یکہ و تنہا اتنی بہادری سے لڑ رہا تھا تو پلٹنوں رسالوں میں قتل و قمع کرتا ہوا لشکر شقاوت اثر کے
ریلوں کو روکتا قریب بادشاہ پہونچا اس فکر میں کہ جبتک بادشاہ گرفتار یا قتل نہوگا فتح ہونا دشوار ہے تم اکیلے
کہاں تک قتل کروگے سو رہا چنا بھاڑ نہیں پھوڑتا یقین ہے کہ مار ڈالے یا گرفتار ہو جاؤ چنانچہ جب قریب **قیصر** پہونچا
اسنے ایک سحر کا ناریخ سینہ بے ریخ شہزادہ پر مارا مگر بوجہ انگشتری کچھ نہ ریخ پہونچا ناریخ اچٹ گیا بادشاہ سمجھا کہ طلسم کشا
ہے جنگ میں زیر نہوگا اس سے مکر کرنا چاہیے اسی اندیشہ میں تھا کہ شہزادے نے گھوڑا اڑ دے سے اسکے ملا کر زنجیر
میں اسکی پنجہ ڈالا اپنا دیکر زور کیا اور ہاتھ پر اسکو اٹھا لیا چاہا کہ چرخ دیکر چو رنگ ہوائی کا توڑ لیکن وہ دغا باز
پکارا کہ اے شہریار غلام طالب امان ہے شہزادہ نے اسکو زمین پر اتارا اسنے لشکر کو اپنے جنگ سے منع کیا اور آپ رکاب
ظفر انتساب شہزادہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا حضور میرے کلبہ احزان کو اپنے قدم سعادت توام سے شبستان عشرت
بنائیں مجکو اور تمام ارکین سلطنت کو مطیع اسلام کرکے سر چشمہ ہدایت پر پہونچائیں کہ آپکا بمقتضائے بیت

آمد از قدم مسیحا | نقش کف پا چراغ ہوے

یہ انکسار جو شہریار عالی تبار نے اس مکار غدار کا دیکھا چشم مروت جانب پشت پا جھکائیں اور عنان مرکب
کو اسکے خانہ پر نیرنگ کی طرف منعطف فرمایا وہ ننگ خاندان لشکر بقیۃ السیف کو جلو میں لیے ڈنکے بجواتا بعظم و شان
تمام اس والا اقتدار کو اپنے گھر لایا اور دار الامارہ میں پہونچکر عرض پرداز ہوا کہ یہ بد بخت و تاج حاضر ہے شہزادہ نے
اسکو تاج بخشی فرماکر تخت پر بٹھایا ارکان دولت نے نذریں شہزادہ کو دیں اور اسنے اطاعت اسلام کا جب اقرار کیا اسوقت
اس سیر چشم نے خاصہ طلب فرماکر نوش فرمایا پھر سے حکم ترتیب جلسہ عشرت دیا ساقیان حور شمائل و طوافان زہرہ تمثال
دیری خصائل حاضر ہو کر داد عیش و مسرت دینے لگیں جام خندہ زن ہوے مسرور اہل انجمن ہوے کہ **ابیات**

جادو نگہان و سحر کاران | غارتگر ہوش ہوشیاران | گل پیرہنان نازک اندام
بس لے گئے دل سے چین و آرام

دن بھر اسی طرح ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا ہر ایک فرط شوق سے
بے شرم رہا جب ساحر شب کے قلب میں مثل نور اسلام نور قمر ضیا افروز جلوہ گستر ہوا اور آفتاب نے مطیع الاسلام ہو کر
سر بسجدہ مغرب رکھا کہ بمقتضائے **نظم**

چکمین خورشید نے طے منزلیں چار | گیا دن آئی شام روشنی بار
ہوا مہتاب جب اونچا فلک پر | زمین پر چاندنی چھٹکی برابر

بادشاہ نے ایک قصر عالی رفعت
اس صاحب منزلت کیلیے بہر آرام خالی کراکر پلنگ کرسی میز فرش سے آراستہ کرایا اور جملہ سامان راحت وہاں
مہیا کر کے عرض کی کہ آپ غسل وضو کرتے ہیں جب کر آرام فرمائیے شہزادہ اسکے کہنے سے مکان مذکور میں بہر آرام
آیا اور وہ اٹھکر اپنے شبستان میں گیا اس بادشاہ کی ایک دختر ہے کہ نام اسکا **موسے جادو** ہے اتنی بڑی ساحرہ
ہے کہ بال بال میں اسکے ساحری ہے رگ رگ میں مکاری بھری ہے چنانچہ اسوقت محل میں وہ سیر خوابی کر رہی تھی
سامنے صحن مکان میں چمنستان لگے ہیں سیر بھی دیکھی جاتی ہے یہ بادشاہ اسکے پاس آیا اسنے براہ تعظیم سر جھکایا

تسلیم بجا لائی لیکن صورت باپ کی شفقتاً سے بابئ حال ملال استفسار کیا بادشاہ نے مجملاً کیفیت آمد طلسم کشا اور
اپنا بحکم اطاعت کرنا بیان کرکے کہا کہ کوئی صورت آئینہ خیال مین جلوہ گر نہین ہوتی کہ اس مسلمان کو اسیر کرون
اُس مکارہ نے ہنسکر جواب دیا کہ آپ گھبرائے نہین مجکو بزور سحر حال اسکا معلوم ہے اس شہزادہ پر ایک ساحرہ کے
فریفتہ ہوکر انگوٹھی طلسمی اُسکو دی ہے جس کے باعث سے وہ ہر جگہ غالب ہوتا ہے پس حضور غافل پاکر اُس کے
ہاتھ سے وہ انگوٹھی اُتار لین وہ قید ہوجائیگا پھر کچھ زور نہ چلیگا یہ کلام اس دختر نافرجام کا سُنکر بادشاہ شادکام
ہوا اور بزور سحر اُڑکر اُسی مقام پر آیا کہ جہان شہزادہ آرام مین تھا یہ قریب پلنگ کے بیٹھ گیا شہزادہ از بسکہ خستۂ راہ
بہت تھا بےخبر غافل سو رہا تھا اُسنے دست حق پرست سے اُسکی انگوٹھی کو اُتارا ہاتھ کو تکان جو ہوئی اس
ثانی سلیمان کی بھی آنکھ کھلگئی دیکھا تو قیصر عفریت خصال میرے ہاتھ سے کچھ اُتارتا تھا غور جو کیا تو انگوٹھی کو
نہ پایا بس فوراً اُٹھ بیٹھا قیصر اسکے اُٹھنے سے ایسا گھبرایا کہ سحر کرنا بھولا اور رو بفرار لایا شہزادہ اُسکے پیچھے
دوڑا چنانچہ وہ ساحر زبردست تھا اُسنے پرواز کی اور اُڑتا ہوا اندر شبستان کے چلا گیا شہزادہ اُسکے عقب مکان
آرامگاہ سے نکلا تا بقصر شاہی آیا لیکن جب وہ نظر سے نہان ہوا یہ زیر دیوار قصر ٹھہر گیا اور فکر کرنے لگا کہ اندر
ایوان کے جاکر اُس دیو سیرت کو تلاش کرون یہ تو اس سوچ مین ہین اُدھر وہ بدسیر اپنی دختر پاس آیا اور انگشتری
دیکر اُس سے کہا کہ اب اس مشتری کو قید کر اس گیسو بریدہ نے انگشتری لیکر اپنے گلے کی ہیکل مین باندھ کر ہیکل
گلے مین پہن کر انگوٹھی چھوٹے کپڑے مین رکھ لی اور ایک ناریخ پر سحر دم کرکے اس مکان کی دیوار پر مارا یہان
شہزادہ موصوف جس دیوار کے نیچے کھڑا تھا وہین سے ایک طوق اور زنجیر آہنی نکلکر گردن و کمر مین پڑگئی اور چار [illegible]
روسے ہوا سے بسان برق چمک کر گرے اور شہزادہ کو اُٹھا لے گئے اور سامنے اُسی مکارہ کے لائے شہزادہ نے
دیکھا کہ ایک رواق بہ از طاق کسرے و خورنق بہرام تعمیر ہے حسن و خوبی مین سراسر پری کی تصویر ہے سامنے ایوان کے
باغ لگا ہے باغ خاطر شاعران سے بھی رنگین زیادہ ہے بیچ مین اُس گلشن کے چبوترہ نادر کا رہا ہے اسپر مجھکو
بیچون نے لاکر بٹھادیا ہے زنجیر کمر مین ہے طوق گلے مین پڑا ہے یہ دیکھ کر خاموش تھا کہ سامنے سے **ہوے جادوئے**
بابیہ کو لیے ظاہر ہوئی اور قریب اس شہزادہ پری جمال کے آکر قصد آزار رسانی کیا مگر چہرۂ بےنظیر سراپا تنویر کو اس
ماہ منیر نے دیکھ کر یقین تھا کہ غش کرجائے اُسیر طرۂ زلف گرہ گیر ہوئی گولا سحر کا مارنا چاہتی تھی عشق کا گولا خود چھاتی
پر کھایا لشکر عشق نے ملک دل تاراج کردیا ہجوم غم و ہم نے گھیر لیا سیاہ پیچ کے الم بپا نظر آئے الم کے نشان ہویدا
ہوئے مورچہ صبر و ضبط کا ٹوٹ گیا اس معرکہ مین جی چھوٹ گیا رنگ رخ سفید جینے سے نا امید آنکھین ڈبڈبا یا
آئین ہوش و حواس نے رخصت طلب کی جامہ شکیبائی پرزے پرزے ہوا آہون نے سربلندیان چاہین
اس جوان زیبا شمائل فرشتہ خصائل حور صورت ماہ طلعت کو دیکھا جسکے دیکھنے سے پریون کو عشق ایسے جن کا
سایہ ہوجائے بہار باغ رخسار دیکھ کر حورون کا دل گلزار جنان مین رہنے کو نہ چاہے کہ بموجب **نظم**

گیسوئے سیہ جو خم بخم ہے — جو وصف کرین ہم اُسکا کم ہے — جو حلقہ ہے دیدۂ پری ہے

زنجیر فسون سامری ہے
صانع ہے خط جبین سے محفوظ
سوجھا اسے کچھ بھی پھر نہ زنہار
اُڑنے لگے جسم سے شرارے
آنکھیں لگیں زار زار رونے

شہباز نگاہ سے بے تامل
زیبا ہے کہین جو لوح محفوظ
مژگان نظر آ گئے پرا بستہ
آہون کے شرر بنے ستارے

مژگان کو جو دیکھیے تو چنچل
ہر چند خدا بیان یقین اظہار
ابرو کی کجی پہ کھائی شمشیر
کچھ درد لگا جو دل مین ہونے

اپنے باپ سے کہا اب آپ تشریف لیجائیے کنیز اُسکا سر کاٹ کر آپکی خدمت مین
حاضر ہوگی باپ اُسکا اُسکے چہرہ کو دیکھ کر پہچان گیا کہ یہ اس نوجوان پر فریفتہ ہوئی پس بغور اسکے سراپا کو دیکھنے لگا اس
عرصہ مین وہ چبوترے کے اوپر آکر شہزادہ کی صورت دیکھنے مین محو تھی باپ نے اسکے یہ دیکھ کر کہا کہ اے چھوکری تو کون
فریب دیتی ہے معلوم ہوا کہ تو اس مسلمان پر عاشق ہوئی ہو خیر جو تو سمجھو وہ کر مگر انگوٹھی میرے حوالے کر یہ کہکر اسکے سینہ پر
ہاتھ ڈالا اسلیے کہ انگوٹھی لیلون لیکن قضا کا تماشا دیکھیے وہ ساحرہ بہر قتل شہزادہ ایک سانگ بہت تیز لیکر آئی تھی
وہ سانگ اسکی بغل مین دبی تھی باپ نے سینہ پر جو اُسکے ہاتھ ڈالا از بسکہ وہ اسکی دختر ہے اور سینہ مقام حیا عورت کا
مقرر ہے ایک تو بسبب شرم کے اور دوسرے اُسکو انگشتری دینا بھی منظور نہ تھی پس اسکے ہاتھ ڈالتے ہی وہ جھجک کر
پیچھے ہٹی یہ اُس سے دو قدم بے تحاشا لپٹا سانگ کچھ بغل مین دبی تھی باقی سب آگے نکلی ہوئی تھی اُسکے لپٹنے سے
ودیعت بر جو پڑی توڑ کر پیٹھ کے پار نکل گئی اور وہ تڑپا اور آہ کرکے چبوترے کے نیچے گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا ایسا لگا
کہ سانگ تو بغل سے نکل گئی مگر ساحرہ بھی آگے کھنچ گئی اور باپ پر یہ سانحہ گذرنے سے گھبرا کر نیچے چبوترہ کے اُترنا بھی
چاہتی تھی پس کھینچنے سے اس اضطرابی مین پانون اُسکا بھی پھسلا اور باپ کے اوپر گری سانگ اُسکے پیٹ سے
دار کی طرح نکلی ہوئی استادہ تھی یہ جو پہلو کے بل گری کوکھ مین سانگ در آئی اور دوسری طرف نکل گئی اُس وقت
یہ پدر اور دختر بصورت برج جوزا نظر آتے تھے خط توام کی شان دکھلاتے تھے عطارد ان دونون پر جاری تھا قران
النحسین اس باغ مین گویا برج سنبلہ مین واقع ہوا تھا غرضکہ دونون تڑپ کر ہلاک ہوئے صداے گیر و دار بلند ہوئی آندھی
پانی کے بعد صدا آئی کہ مارے گئے قیصر اور موسے جادو انکے جہنم رسیدہ ہونے سے شہزادہ رہا ہوگیا سحر ادبر سے
دفع ہوگیا چبوترے پر سے اتر کر انگشتری قریب ساحرہ پڑی تھی اٹھائی کیونکہ مرگ کے وقت تڑپی تو انگوٹھی گر پڑی تھی
فی الجملہ مرگ ہر دو ساحران سے غل و شور جو برپا ہوا تھا دمان تک تیا بانہ دوڑے شہزادہ نے تیغ کھینچکر نعرہ شیر اسا بلند کیا
کوئی ہیبت سے ہی دلاور کے آگے نہ بڑھ سکا اور یہ بہادر اُس مکان سے دروازہ تلاش کرکے باہر نکلا اسی اثنا
مین وہ وقت آیا کہ شعاع آفتاب کی سانگ نے شکم ساحر شب کا چاک کیا اور فرخ خطار دو ماہ گلیم شب مین لپٹا نظم

پس ہر شب ہے آیا لشکر صبح
ہوا کاشانہ عالم منور

ضیاؤن سے بھر اٹھا کشور صبح

جو پھر خورشید نکلا آگ ہو کر

شہزادہ دار الامارۃ شاہی مین آکر نعرہ زن ہوا کہ اے گروہ ساحران
آگاہ ہو کہ کل بادشاہ یہان کا میر اسطبع ہوا تھا مگر رات کو جسے دفن کرنا چاہی آخر اپنے کردار بد کی سزا پائی
مع اپنے دختر بحس اختر کے جانب سقر گیا اب تم مین سے اگر کسی کا ارادہ فساد یا مرتدی رکھتا ہو تو وہ آگے میرے

مقابلے مین افسران لشکر ارکان سلطنت جو حاضر دربار تھے عرض پیرا ہوے کہ ہمنے آپکی غلامی بدل قبول کی ہے
اور ہزار جان سے آپکے تابع فرمان مین شہزادہ نے ایک وزیر کو مالک تخت وتاج کیا اور اب انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا
اسمین لکھا پایا کہ اے شکنندۂ طلسم اس قلعۂ سفید کے آگے ملک لوح داران طلسم پڑیگا چنانچہ لوح پاکر ایسی غفلت نہ کرنا
کہ جیسے آپ انگوٹھی سے غافل ہوگئے تھے اس انگشتری کا اب یہ حکم آخری ہے آگے اس سے کچھ ظاہر نہوگا تجکو چاہیے کہ
اس قلعہ سے باہر نکلکر جانب شمال روانہ ہو ایک میدان مین تیرا گذر ہوگا وہان ٹھہرنا ایک گھوڑا زمرد کا باساز
ویراق زمرد نگار تیرے پاس آئیگا اُسپر سوار ہو تا وہ تجکو جانب منزل مقصد لیجائیگا یہ کیفیت انگشتری سے دریافت
کرکے وزیر کو برائے عدل وداد اور رعیت پروری تاکید اکید فرمائی اور قلعہ مین منادی کرادی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت
نکریگا گردن مارا جائیگا غرضکہ سب نظام مملکت فرماکر وہان سے رخصت ہوکر باہر قلعہ کے آیا وزیر مذکور ہمراہ
رکاب پہونچانے آیا تھا اُسکو وداع کرکے پیادہ پا جانب شمال قدم بڑھایا اور بعد قطع چند منازل ایک مرغزار
روح پرور جانفزا مین پہونچا ہوائے بہارین نے گلہائے بوقلمون کھلاکر روے شاہد دشت رنگین فرمایا تھا دامن صحرا
مین سنجاف لگانے دامن ابر سرخ ابجد ترین آیا تھا مختصر یہ کہ خاقان اوج صاحبقرانی وہان با انتظار مرکب طلسمی ایستادہ
ہوا ابھی کچھ دیر کے سامنے سے گرد اُڑی اور ایک سمند باد رفتار گلگون صرصر قدم صبا دم پیدا ہوا وہ مانند رشک مہ ہلال
منہ پر اُسکے چڑھا اس دہانے سے وہ کسیلتا ہوا کان دو زن قلم کیے دم اپنی علم کیے کنائیان شیر کی طرح مارتا زین جواہر
آگین ہزار زیب وتزئین اُسپر آراستہ حلقہ رکاب پر حلقہ مہر وہالۂ ماہ تصدق روبرو اُسکے شرمندہ تھے شبدیز
بادپیما دفعے بارگی جہان فرسا کہ تیز روی مین یون تیزدم کہ عرصہ کونین دو قدم سرعت مین بصورت نظر جانے مین
منزلون بلسان خیر حد جہان سے ہر گام باہر تعریف مین اُسکی امکان قاصر فی الحقیقت وہ ایسا ہی شاطر تھا نظم

اسوار نہ ہان بھی کسنے پائے	یہ چارون طرف مین لے جائے	یون جاتا ہے جیسے ہوش عشاق
یون آتا ہے جیسے طبع مشتاق	تیزی مین برنگ عقل دانا	ہمت سے بھی بڑھ کے تھا توانا

شہزادہ نے اس مرکب بینظیر کو چمکارا وہ قریب آکر گردن ڈالکر ایستادہ ہوا اس شہسوار توسن جلادت
نے دامن گردان کر انگشت شہادت سے یا علی گردن مرکب پر لکھکر حلقۂ رکاب کو مشرق خورشید کف پا
بنایا اور خانہ زین کو رشک کاشانہ سپہر برین فرمایا وہ شبدیز بادپیما اپنی پشت کو راکب سے آباد دیکھ شاد
ہوا اور رہنوردی کرتا ہوا اسی طرح صحراے طلسمات کو طے کرتا ہوا کچھ دیر مین اس بہشت فرحت آگین سے
گذر کر ایک دشت غیرت گلزار بہشت مین پہونچا کہ انواع واقسام کے گل اُسمین کھلے تھے اشجار وہ نونہال
جو دایہ بہار کی نازون کے پلے تھے خار مژگان یار کا مزا دیتے تھے کہ ابیات

تھے جو گرے ہوے جھڑ کے ہر جا	جنگل مین بچھا تھا فرش دیبا	اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر نخل وہان کا خوان نعمت	جان بخش ہوئی ہوا جو آئی	ہر پھول نے جان تازہ پائی
ہر گل تھا وہان کا صاحب زر	ہر برگ زبان شکر داور	بیچ مین اس وادی نزہت نما کے

ایک نہال سرسبز زرگل سے مالا مال لگا تھا اس طرح اکیلا تھا جیسے باغ عالم کی ہوا و ہوس سے کوئی آزاد آزاد
ہو نہ فریاد بلبل سے کچھ مطلب نہ زمزمۂ مرغ خوش الحان سے شاد ہو قامت میں وہ درخت رشک سہی و شمشاد زبان
برگ کو نغمے موزون و رنگین بہت سے یاد بہشت طلسم کا وہ طوبیٰ تھا شاخون کی ہوا کا جو جھونکا دم عیسیٰ تھا نیچے
اُس شجر کے چبوترہ مربع ہشت پہل کا زمرد اخضر کو تراش کر بنایا تھا گویا بہر جلوس شاہ بہار اریکۂ فیروزہ رنگ
زمردنگار گستردہ تھا لوح چرخ اخضری و زبرجدی کو اپنی رفعت شان کے روبرو شرماتا تھا تخت ایسا کاوس و
جمشید نے کہان پایا بلکہ سریر فلک کے سوا یہ خورشید نے کہان پایا **نظم**

گردوں میں ہے خم اسی سبب سے	جھک جھک کے ہے دیکھتا عجب سے
عیسیٰ اگر آئے اس زمین پر	پھر جائے نہ چرخ چارمین پر

اس چبوترہ عالیشان بحت سبز رنگان جہان پر ایک کٹورا سونے کا
پانی سے بھرا ہوا رکھا تھا طرفہ تماشا تھا کہ سو چبوترہ زرین میں بھی پانی نظر آتا تھا ایک آبخورہ یاقوت احمر کا
اُس پر ڈھکا تھا جو ساغر ماہتاب کو شرماتا تھا یہ سامان دیکھ کر شہزادہ متحیر تھا کہ الٰہی اس دشت میں کیا خضر نے سبیل رکھی ہے بہر کار دا
نئی دلیل رکھی ہے اسی سوچ میں عازم ہوا کہ آگے بڑھوں مگر وہ سمند چالاک قریب چبوترہ آکر ٹھہر گیا ہر چند اس سیّار
عرصۂ طلسم نے مہمیز کیا اُسنے قدم نہ اٹھایا ناچار اس عالی ہمت نے لبان رحمت خدا زمین پر نزول فرمایا
اور جس طرح کسی سبز رنگ پہ دل آئے اس طرح جو چبوترہ پر آیا وہ گلگون خوش قدم مجسم بنگیا اور نگاہ
نظر سے کافور ہوا یہ صاحب حشمت چبوترے پر بیٹھا تھا کہ ایک سمت سے اُس دشت کے چند نازنینان گل پیرہن
ظاہر ہوئیں کہ آن و ادا میں یگانہ آفت زمانہ تھیں انکے ہمراہ بہت سی کنیزان خوش رو زیور سے آراستہ ہوئیں فرش و
پلنگ اسباب راحت لیے بعض کے سرون پر کشتیان نقل و شراب و نواکہات کی بعض خوانہائے طعام لذیذ اٹھائے
سلفچی آفتابہ لیے ادھر آتی تھیں جب وہ قریب تر آئیں شہزادہ نے اُن کنیزوں کی مالکوں کو جو دیکھا وہ معشوقین انکی
باتیں کبھی اس مرقع دہر بوقلموں میں ایسی تصویریں اور یہ نقش نگاہ سے نہ گذرے تھے زلف شبگون انکی بہت
شب دیجور شاگرد جسکی خاطر مکار و پر زور ہر حلقہ سیکڑوں دل پیچ جاتا بلاؤں کو اپنا مطیع فرمان بناتا دلہائے
عشاق کو الجھن سکھاتا پیشانی پر آنگے وہ نور سراسر قدرت رب اکبر کا ظہور چشم فتان فتنہ انگیز عشوہ و کرشمہ انکا
غلام گردش بخت سے زیادہ چال باز ابرو خنجر سے زیادہ تیز رخسار تابان آئینۂ مہر و ماہ کو اندھا بناتے شعلہ طور کو خجل
زمانے گردش چشم کے اشارے سے نیرنگی لیل و نہار یہ دکھاتے کہ کسی کو امیر اور کسی کو فقیر بنائے کر **نظم**

وہ آئینۂ صفا ہویدا	ہر عضو میں عکس چہرہ پیدا	سانچے میں ڈھلے ہوئے بر و دوش
دریائے صفا کی موج آغوش	گردن کی بیاض صفحۂ سیم	خورشید و قمر کو لوح تسلیم
ہے صاف شکم وہ تختۂ سیم	دے آئینہ کو صفا میں تعلیم	کیوں اس سے نہ خضر دل ہو بیتاب
وہ آب بقا تو ناف گرداب	پریزادان طلسم کتنی انکا سراپا لکھا جائے تا حق کلام کو یوں	

طول دیا جائے اسیقدر کافی ہے چنانچہ اُن شہزادیوں نے شوخی سے حسن کی طرح گردن جھکا کر

شہزادہ کو تسلیم کی اور اسباب وغیرہ جو ہمراہ لائین تھین اُسکو علیحدہ رکھکر اس چبوترہ پر فرش عمدہ وصاف گستردہ
مسند تکیے لگا دیے ایک طرف پلنگڑی جواہر کار گستردہ کر کے بچھونا نرم و نازک اُسپر بچھا دیا پھر ایک چمن کی قریب
چبوترہ بچھا کر کشتیان شراب ناب کی چُن دین اور شہزادہ سے بنا زونخرہ ہنسکر کہا کہ اور میدان طلسمات والے
رہبر وبیابان پر آفات آج تو بعیش وعشرت بسر کرلے صبح ہم کہان اور تو کہان شہزادہ اُنپر ایسا مائل اور فریفتہ
تھا کہ اُنسے کچھ کلام نہ کرتا تھا اُسوقت سمجھا کہ یہ جادوگرنیان نہین ہین کچھ اور ہی اسرار طلسمی ہین اچھا یہ جو ہین
وہی کرو دیکھو کر پردہ عیب سے کیا ظہور مین آتا ہو یہ سمجھکر چبوترہ پر گیا اور مسند زر پر بیٹھا اسی عرصہ مین چبوترہ
فلک پر بھی مسند کخواب بوتہ دار انجم کی بچھی اور سبوچہ زرین مہر آتش لیا گیا کہ **نظم**

تھا مہیا جو ان خلوت کا اسباب
جلا لی شام نے بھی شمع مہتاب
پھر آئی زرفشان شاہد شام
ستارون سے لیا دینار کا کام

شام کو اُس صحرائے طلسمی مین ہر گل مشک کو ہر شب چراغ فروزان نظر آیا
چاندنی نے چھٹکر کچھ اور ہی لطف دکھایا وہ ہوائے سرد کا چلنا جانوروں کا بسیر الینا بزم کواکب کو چبوترہ فلک
پر ترتیب دیر ہوتا صحرا کا سنا ٹا نہرون کا بہنا ولولۂ دل بڑھاتا اسی عالم مین اُن گل اندامون نے شہزادہ
کی خاطر سے کرنا شروع کین سرِ سامان رقص و غنا مہیا کیا پھر تو یہ نقشہ ہوا کہ بموجب **نظم**

گلون سے نکلے سر آواز مینا تو
مے خوشرنگ کا چھلکا ہوا جام
بہار عمر ہے معشوق وساغر
نہ روک اس وقت پیارے اپنے جی کو
چلو لمبو چھپر کھٹ پر ہے آرام
بشکل حسن جانان پاک اوصاف
شراب لالہ گون کے جام چھلکے
بڑھے لذت مذاق گفتگو مین
سحر تک عیش و راحت مین بسر کی
نئی بوستاں کی پھینی بعد حمام

لگے ہونے اشارے ناز کے ساتھ
ملا لب سے کہا پی اسکو جانی
یہ خالق نے دیے تجکو برابر
لب گلگون کا بوسہ اک ہمین دے
بتا دو کس طرف سے آئے کیا نام
بچھا بستر کہا آ کے لٹا دے بانہہ
جھکے شیشے ہنسے بہا ساغر آگل کے
لب نازک ملاے سب نے لب سے
رہی صحبت بہم زیر و زبر کی

اڑانے مین اٹھی اک اور کا عام
کہ حاصل کچھ ہو لطف جوانی
غنیمت جان لطف زندگی کو
کہ دیکھین حوصلے کیسے ہین تیرے
طعام عمدہ دسترخوان شفاف
پھر اُسکے بعد تھا لطف اور ہمدم
ذرا پیدا ہو گرمی آرزو مین
ارادے بڑھکے آئے اور ڈھب سے
طلوع مہر کا ہونے جو ہنگام

جس وقت چبوترہ فلک زمردین پہ سوار مشرق آیا شہزادہ نے دوگانہ نماز
سحر بعد غسل ادا فرمایا دیکھا تو وہ جنگل پر بیابان مع اسباب وسامان غائب ہو گیا اب خواب تھا کہ جو صبح آنکھ کھلتے
ہی کچھ نہ تھا اس رہرو جادہ عجائبات نے کمر باندھکر آگے چلنے کا ارادہ کیا مگر شب کا جلسہ جو آنکھون کے نیچے پھرتا تھا
تو قدم اس جگہ سے اُٹھانا مشکل ہوا تھا جی آگے جانے کو نہ چاہتا تھا اُسی ارمان وحسرت مین استادہ تھا کہ ایک
طرف ایک کنیز نازک اندام پیدا ہو کر قریب آئی اور کہا اگر آپکا جانیکو جی نہ چاہے تو ہمیشہ اُس جگہ تشریف رکھیے
آگے نہ جائیے ہر شب جلسہ گذشتہ سے بہتر جلسہ رہیگا بجائے عیش عشرت سرآمد زندگی پھر چین سے گذرے گی ۔

فلک بے رحم نے ستانیگا شہزادہ کو اسکے کہنے سے لالچ آیا ہوس غالب ہوئی حرص وآز نے دامن پکڑا چاہا کہ
ٹھہر جاؤن پھر خیال آیا کہ نیرنگی طلسم بہ رنگ بزنگ بازی دیتا ہے جو آئین لحیسا تمام عمر قید ہوا ہوس کے زندان مین
رہا اور جو اسکو چھوڑ کر آزاد ہوا الغرض دہشت سے آخر کامیاب ہو کر شاد ہوا یہ سوچکر اس کنیز سے فرمایا کہ او بیہودہ
مجکو اپنے گھر کا آرام کم تھا جو یہان بیٹھ رہون مین تیرے بہکانے پر کبھی نہ آؤنگا سیر گلزار طلسم فرماؤنگا اسنے کہا آگے
آگے بڑی مصیبتین ہین شہزادہ نے فرمایا کہ انشاءاللہ بعد ان مصیبتون کے راحتین ہین یہ فرما کر اُس چبوترے سے
نیچے اُترا اور مثل تارک الدنیا رہتہائے فانی دنیا پر لات مار کر بڑھا اور دو ایک قدم آگے بڑھا یادہ کنیز جو بصورت
مال و متاع دہر سامنے آئی تھی اور نفس امارہ کو قلب باصفا پر غالب کیا چاہتی تھی مثل شیطان رہزن ہوئی تھی
جب اُس قتادہ نفس امارہ کو فریب نہ دے سکی غائب ہو گئی اور شہزادہ قید تعلقات ہوس سے آزاد ہو کر جیسے
ہی آگے بڑھا یہ اشعار جناب مولانا مقتدانا مفتی میر عباس صاحب دام فیوضہ کے پڑھتا جاتا تھا اُنھوں کی

دا بکن از خواب نوشین چشم کے　　خفتہ اند بسیار بر نشین اندکے　　بگذار از عالم تا مل خوب نیست
خواب راحت بر سر پل خوب نیست　　داعی حق چون رسد بودن کجا　　ماند کفنا ہم سودن کجا

غرض چند گام اُس مقام سے آگے بڑھا بوندا کر دو کا پیدا ہوا اور وہی اسپ جو جنگل کی منزل مین زیر ران تھا
سامنے آیا شہزادہ فلک رفعت نے اسکو مرکب بنایا وہ لیکر روان ہوا دن بھر مثل تیر سریع السیر منازل دشت
طلسم رہا جب وہ زمانہ آیا کہ مسافر افلاک کو طلسم کشائے ظلمت طے فرما کر جانب قلعہ مغرب گیا کہ

سیاہی رات کی عالم مین پھیلی　　نکل جنگل سے بن مین آئی لیلی

سر شام اس سیاح وادی پر آفات دیرینگ ولک قلعہ یاقوت رنگ نظر آیا اور قریب در اس قصر کے ہو چکا
گھوڑے نے قدم نہ اٹھایا یہ سمجھ گیا کہ منزل تمام ہوئی فوراً پشت فرس خوش خرام سے اُتر کر جانب قلعہ چلا توسن
ایک جانب بن سے نکلکر غائب ہو گیا یہ کمین کاشانۂ عجائبات اُس قلعہ کے اندر قدم زن ہوا ہر مکان اُسکا
بر رنگ رخسار خوش مزاجان سرخ دیکھا ہزار دو ہزار برج اُسمین بنا تھا گویا فلک چہارم طلائے احمر کا
تھا یا مسکن مریخ اُسکو کہنا روا تھا وصف مین اُس کی زبان عاجز و خامہ قاصر ہے بیان مختصر ہی کر نظم

وہ قصر کہ رشک قصر گردون　　ستھرا ہے ہر ایک ہوئے فردوس　　ہے طرفہ بہار و تازہ نزہت
کہیے اُسے قصر باغ جنت ہو　　ہے برج قمر ہی ضیا مین　　مثل دل عارفان صفا مین
رفعت سے زمین بھی آسمان ہو　　کر زمین مین ایک ہی مکان ہے　　ہے مہر کو ناز اگر بجا ہے
گلدستۂ قصر دل کشا ہے　　رشتان ہے جو گنبد طلا کار　　سونے کا بہار ہے نمودار
جس کے مکان وہ چشمہ بد دور　　فرہاد ہے جنکا ایک مزدور　　اندر اُس قصر دلکشا کے کسی کو یہان

نہ پایا مگر برج پر جانے کا زینہ نظر آیا اُس گنج اقبال منزلت مسافر دشت حیرت نے خیال کیا کہ دیکھا ان برجون پر
کیا نظر آتا ہے خالق طلسم ظلمت دور دیکھیے کیا دکھاتا ہے یہ سوچکر مثل بخت بلند اوج گرائے بام ہوا

برج مکان موصوف پر آکر ہر برج کو لشان عروس نو آراستہ با شیشہ آلات سے وہ مقام برج بیت الشرف کوکب
نظر آیا پلنگ مرصع کار بچھے مسندین آراستہ فرش مشجر و کمخواب سے زمین زرین پوش میز و کرسی سے پیراستہ ہر
طرح کا سامان راحت مہیا چنگیرین پھولون کی دھری طاقون پر گلدستہ چنے قرابے گلاب کیوڑے بید مشک وغیرہ کے ہوئے
رخ پر منہ کھلے دھرے زرنگار کشتیان شراب سرخ کی ایک سمت چنی ہوئین خوان الوان نعمت سے پر ایک طرف لگے مگر کوئی
نہین اثر کاشانۂ غیرت مین نہین یہ غریب الدیار ایسی جاے آرام و دلکش پا کر ایک برج مین لب بام مہر جلوہ فگن ہوا
مسند پر بیٹھ کر سیر وادی پر بہار طلسم کرنے لگا وہ سرخی قلعۂ یاقوت کی اور آمد شام کی سیاہی سے اوداپن دہان مسی
زیب محبوب سبز رنگ کی کیفیت دکھاتا تھا شاہد عالم نے مسی لگا کر لالی جمالی تھی کہ عکس قلعہ سرخ مین جو
شامل ہوئی تھی تو زمین و آسمان سب سرخ تھا پیر فلک نے ڈاڑھی مین مہندی لگائی تھی ہمین ہمین زوال کر دنیا
بیرنگ بار ہے اپنی سرخروئی جتانے آئی تھی شہزادہ فلک جاہ صنعت خلاق کون و مکان دیکھ کر دنگ تھا کہ
یکایک چھت اس برج کی کہ جبین حسن تھا شگافتہ ہوئی اور ایک پریزاد پیدا ہوئی چھت نہ تھی افق خورشید
انور تھا جبین سے بے مہر فلک حسن طالع ہوا شہزادہ سمجھا کہ آفتاب برج عروج مین آیا وہ مہ لقا چھت سے نکلکر
خرامان خرامان قریب آئی اور پنکھیا پھولون کی اُسکے دست نازک مین تھی وہ از راہ ہوا خواہی جھلنے لگی شہزادہ
ہنوز اُس سے کچھ پوچھنے نہ پایا تھا کہ اندر سے قلعہ کے روشن چوکی بجتی ہوئی سنائی دی اور ایک گروہ حور پیکران
و خیل پریزادان خاص لیے الوان خالیستہ و بآداب شاہانہ اُس برج مین آیا اور بدستور شب گذشتہ ہاتھ
منہ اس مسافر کا دھلا کر خاصہ کھلایا اُسنے اُنسے حقیقت استفسار کی کہ تم کون ہو اور یہ مکان کسکا ہے اُنھون
نے عرض کیا کہ آپ خاصہ نوش فرمائین صاحب خانہ بھی مشتاق ملاقات ہین خود آئینگی اور جملہ کیفیت بیان
فرمائینگی یہ کہکر بعد کھانا کھلانے کے سامان رقص و سرود ہر ایک مہیا کیا اور شراب پلانے لگین اُسوقت قلعہ کے
اندر کی سمت سے روشنی ظاہر ہوئی دیکھا تو آگے آگے کچھ کنول برداران فانوس ہائے مینا کار روشن کیے
اور چپ و راست کنیزان یاسمن بو عہدے ہاتھون مین لیے بیچ مین اُنکے ایک آفتاب محشر جلوہ کنان شعبدہ ناز دلربا
جہان جہان پھرتی آتی ہو قیامت دامن سے لپٹی ہو گرد پیچھے رہی جاتی ہو ایسی رفتار فتنہ زا سے وہ ماہ تمام اُس
برج پر آئی اور شہزادہ نے اُسکے حسن یگانۂ آفاق سے آنکھ لڑائی مثل کلیم اللہ غش کر گیا قدرت خدا نظر آئی
خواصون نے گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر جو آنکھ کھلی یہ نقشہ نظر آیا کہ زلف چلیپا اُس شہنشاہ خوبان کی
تا بہ کمر چھوٹی ہوئی ہے عشاق کو جادہ ملک عدم کا پتہ دیتی تھی خوبی مین حلقۂ دیدۂ پری ماریا جادو
گری رخسار تابان چرخ حسن کی خورشید خال جبین نگاہ امید چہرہ کتابی مصحف کی شان سورۂ نور کے معنی عیان
آئینہ قدرت خدا کتاب ناز و حسن کا دفتر کھلا ہوا جبین غیرت مبین فہرست خط و خال خوبی جریدۂ بےمثالی

ومحبوبی کہ بموجب ابیات	ہے مطلع آفتاب صولت	مصداق طلوع صبح دولت
ہے گرچہ مرلعن چشم جادو	کھینچے ہے مگر کمان ابرو	وہ ترک گر قابل نظارہ

کھنچے ہوئے خنجر اشارہ
مژگان کو جو دیکھیے تو ترکش
تیغین ہین کھنچی ہوئی برابر

کس دل پہ چڑھا نہین یہ خنجر
ہر تیر پہ جسکے مرغ جان غش
القصہ وہ سر سے لیکے تا پا

فتراک نگاہ خون سے ہے تر
انسان کا دل بچے تو کیونکر
مجموعہ تھی بے نظیر دیکھتا

اُس معشوق لاثانی کو دیکھکر شہزادہ اشعار عاشقانہ پڑھنے لگا اُسنے آتے ہی دل کی طرح پہلو مین جگہ لی اور سرگرم اختلاط ہوئی کبھی گدگدایا کبھی منہ بنایا کبھی ہنسکر دل بیتاب کو شاد کیا کبھی آزردہ ہوکر خانمان حسرت و امید برباد کیا گاہ تسلی بخش خاطر مضطر تھی گاہ نگاہ ناز سے تیر انداز دل و جگر تھی کہ **نظم**

کبھی پہلو مین تھی گاہ ہم آغوش
بھرے کچھ جام کج کرکے سبو کو
ہنسا وہ اور پیے دو جام لبریز
دلون نے حوصلے اپنے نکالے
وفور جوش مستی مین جو آئے
ہوا آخر فلک کو یہ نہ مرغوب
وہ چنکی صبح رخصت ہوتے ہین ہم

تھی شوخی کی نگاہین تھین مے جوش
ملائے لب اور بولی کہ کیون جی
ہوئین آخر نگاہین کیف آمیز
کبھی کرتی تھی آنکھون سے اشارا
کہون کیا جو مزے دل نے اٹھائے
جگایا اُسکو یہ بولی کہ اے جان
کیا اس چرخ نے آرام برہم

سمجھ کر دل کی اُسنے آرزو کو
نہین اب بھی تمھارا چاہتا جی
گلے مین اُس پری نے ہاتھ ڈالے
کیا اُف اُف کبھی زانو کو بیٹھا
غرض دونون ہم سو لیکیے خوب
اکٹھو بیش لطف ہے اور سامان
جب آغوش شب سے شاہد ماہ جدا ہوا

اور پہلو سے سحر مین مثل معشوق آفتاب جلوہ آرا ہوا شہزادہ نے اٹھکر بعد طہارت فرض باری تعالیٰ ادا کیا اور قصد روانگی فرمایا اُس زہرہ جبین نے آہ سرد بھر کر یہ سنایا کہ او بے مروت آشنا جلد بار فراق سر پہ دھر تا غم ہجر مین دم بھر کو ہلاک کرنا زیبا نہین محبت کا یہ شیوہ نہین شہزادہ نے فرمایا تا وقتیکہ مین کما حقہ تمھارے حال سے آگاہ نہونگا ہرگز قیام نہ کرونگا اُس شاہد پری فن نے یہ کلام سنکر اُنکو علیحدہ لیجا کر پردۂ اسرار طلسم یون اٹھایا صندوق دہن کو کلید زبان سے واکیا کہ اے شہریار یہ مقام ہوا و ہوس بانیان طلسم نے مقرر کیا ہے یہان ہم پریزادین آکر فتاح طلسم کو ذائقہ وصلت چکھا کر دیوانہ اپنے حسن و جمال کا بناتے ہین اگر وہ ہمپر شیدا ہوکر اس جگہ رہ گیا تو فتح ہونے سے طلسم محفوظ رہا لیکن اسمین شرط یہ بھی ہے کہ کوئی پری طلسم کشا پر فریفتہ نہو اور یہ راز بیان نہ کرے فاتح طلسم آپ ہے یہان رہ جائے اب خلاف آئین طلسم یہ امر وقوع مین آیا کہ میرے دل کو آپ نے کمند الفت مین پھنسایا آپ اس جگہ تشریف رکھیے مین خدمت گذاری کرونگی اور رازہاے طلسم سے آگاہی دونگی ہم سب کی حفاظت کے لیے بادشاہ طلسم نے ایک ساحرہ کو مقرر کیا ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی اس قلعہ مین آتی ہے کیونکہ ہم پریزادین تو مسلمان مقرر کردہ بانیان طلسم ہین اور بادشاہ ساحر ہے اسوجہ سے ہمکو اپنے قبضہ مین رکھتا ہے شہزادہ یہ کلام اُس کے سنکر ازبسکہ فریفتۂ جمال اُسکا تھا رہنے پر راضی ہوا اور اُسکو آغوش مین لیکر آرامگاہ پر آیا دور شراب آغاز ہوا عالم دلنوازی و وصال ہوا اب انکو تو چندے مائل عیش و راحت رکھیے کیونکہ راہ طلسم طے کرتے کرتے تھک گئے ہین

مگر اب کیفیت لشکر حمزہ صاحبقران جسکے ضمن مین حال شہزادہ **ایرج** بیان ہوگا سنیے

مضامین حسن معشوقی دکھائین	زبان پر اس طرح الفاظ آئین

حالیان نسخت بلاغت و محرران دفتر فصاحت توسن خامہ کو میدان بیان مین یون جولان فرماتے ہین کہ شیر بیشۂ ہولستان شکنندۂ کمان رستم دستان جناب حمزہ صاحبقران اپنے لشکر ظفر پیکر مین جلوہ فرما ہین اور لقائے بے ایمان کے یہان بلا دصبا مستفکر و پراگندہ ہین انتظار کمک آنے کا کرتے ہین ایک دن جو وہ دونون مدبلن بارگاہ مین خداوندی کی آئے بختیار کرنے کلمات طعن و تشنیع سے کلیجے انکے غربال بنائے یعنی کہا کہ اے ساحران جو کچھ آدمی سے ہوسکے وہ کرے پڑے بیٹھے رہنا برا ہے جبتک تم انتظار کمک کروگے بندگان خدائی بارگاہ خداوندی مین گھس آئینگے اگر تمکو جان کا اپنی خوف تھا پھر ناحق طلسم سے یہان آئے بموجب بیت

مجھے نہ یہان کر ہے کمین گاہ	پوشیدہ ہین راہزن سر راہ

بیکار اپنی جان معرض ہلاکت مین ڈالی اور اب بھی کچھ نہین گیا ابھی بھاگ کر جانب طلسم چلے جاؤ یہی نہ کہ کوئی نامرد کہیگا پھر بلا سے جان کا رونا تو نہوگا یہ کلمات سن شیطان نے اسطرح نمک مرچ لگا کر کہے کہ ساحر افروختہ خاطر ہوے اور انتظار مدد آنیکا بھی نکیا بارگاہ سے اٹھکر جنگل مین آئے لشکر سے کئی کوس کے فاصلہ پر ایک پہاڑ تھا اسکے درہ مین آکر ٹھہرے اور بزور سحر ایک مکان دلچسپ بنایا اور نیچے اس کوہ کے ایک غار عمیق تجویز کرکے بزرد افسونگری تہ خانہ غار سنگ کو قرار دیا اور اپنے لشکر سے چند نگہبان آدمخوار تیرہ رو دو تیرہ دردن قوی ہیکل طلب کرکے اس تہ خانہ کا محافظ بنایا اور کہدیا کہ جس کسی کو ہم بھجوا دیں اسیر کرکے اس تہ خانہ مین قید کرنا اور سحر سے یہ مقام پوشیدہ رکھنا اور تم بھی پوشیدہ رہنا کوئی ہرگز تمکو نہ دیکھے وہ زنگی حسب الحکم سر غار پر ایک مکان پہنے بنا کر سکونت پذیر ہوے اور ان دونون تا ہنجار و نابکارون نے ایک نارنج سحر پڑھکر ڈالا کہ وہ نارنج زمین مین سما گیا اور زمین سے دھوان اسقدر نکلکر پھیلا کہ وہ پہاڑ کا بالکل نظر آنے سے موقوف ہوگیا بلکہ وہ رنگ سولئے تاریکی کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا جب یہ تدبیر کرچکے اسوقت تھالیان برنجی اور پھول کی سرخ و سفید سامنے رکھے اور لونگ اور کافور و سپند و روغیرہ و قد سے نکالے آگ پر ڈالا اور سحر کرنا شروع کیا ایک دی کرکے جوت کلڑی کی اور آرد ماش کا کئی سو پتلا بنایا ہر ایک کے قالب مین سر سحر کا پھونکا کہ ہر ایک پتلا سحر کا جاندار تیار ہوا اگر چلے ہے تو پہنچ جائے چاہے نظر سے غائب ہوجائے اور کوئی کیسا ہی حربہ آتشبر لگائے کچھ انکو ضرر نہ پہونچا سکے نہ وہ مارے سے مرین نہ کاٹے سے کٹین نہ جلائے سے جلین بس ان پتلون کو بنا کر منتظر وقت ہوے جب دن تمام ہوکر وہ ہنگام آیا کہ ساحر شب نے پتلہ ہائے پر اور از طلع نامیہ کو مرقع خانۂ افلاک مین صورت پذیر فرمایا کہ بموجب ابیات

زر خورشید کا بھی زرد تھا رنگ	ستارون سے ہوئی شب گلعذار رنگ
ورق گل زرد بیرو تھا اسکے یا سنگ	شفق سے تھا سپہر اخضر کا رنگ

ادھر کشور گیر سریر حکومت پر بادشاہ خوش تدبیر مع سرداران باتوقیر کے بارگاہ و بتنظیر مین جمع تھے جبکہ وقت برخاست آیا شاہ عالم پناہ داخل شبستان ہوے سردار اپنی اپنی جگہ پر آکر آرام کنان ہوے ایسے وقت مین ان

دونون ساحران بجیا یعنی بلا و صبا نے پتلہ ہاے سحر کو حکم دیا کہ یہ تصویرین ہم تمکو دیتے ہین اس صورت کے
آدمی ہمارے دشمن ہین جہان تک ہوسکے انھین گرفتار کرکے ہمارے پاس لاؤ یہ کہہ کر تصاویر سرداران امیر
اُنکے حوالہ کین اور وہ پتلے اُڑ کر اوزنگاہ سے غائب ہوکر روانہ ہوے یہان سرداران موصوف اپنی اپنی بارگاہ مین
آکر مسند و پلنگ پر لیٹے بیٹھے ہین منجملہ اُن کے شہزادہ علم شاہ نوجوان زیب و زینت بارگاہ سلیمان خلف الرشید
امیر صاحبقران بارگاہ فرنگستانی مین آکر مسند پر بصد عز و شان جلوہ کنان تھا در گرد بارگاہ کے پلٹن کھڑا تھا
گورون کا گارد اُترا ہوا تھا زرہین پہنی ہوئی ننگی ہاتھون مین گرز لیے ہر سمت ٹہلتے تھے برگید پر کرسی پر بیٹھا تھا
کوٹ ہتھیارون کا بندھا سیارہ رومی غول عیارون کا ساتھ لیے بانہ عیاری کے جسم پر لگائے بارگاہ کے
چارطرف پھرتا تھا اور علاوہ اسکے لشکر مین جس سردار کا طلایہ تھا وہ ساٹھ ہزار سوار اپنے ساتھ مسلح و مکمل لیے روند
پھرتا نرسنگا پھونکتا ڈبے کی چوکیان مقرر چو طرف مشعلین اور دن ہوتا ہین روشن بیدار باش و ناظر باش کی صدا بلند
ہوشیار ہر سردار ہر خیمہ ہر خیمہ مین ہنگامہ عشرت برپا کوئی سپاہی بستر پر اپنی زندگی سے جلت بولتا کوئی گلہ شکوہ
کرتے کرتے رونے لگتا کوئی اختلاط مین سرگرم کہین گانے بجانے کا چرچا آراستگی بزم کہین چوسر ہوتی گنجفہ مین
غلال دینے کی فرصت قصے پڑھتے ہین داستان ہوتی کوئی شاہنامہ پڑھ رہا کوئی اپنے گھر کا ذکر کرتا کوئی آگے کی فکر
کرتا کہ مجکو ایسا کچھ کرنا ہے ایسی ہوشیاری اور زمانہ بیداری مین ایک پتلا بیچ بارگاہ مین شہزادہ علم شاہ
کے آکر اُترا اور قریب شہزادہ آکر پنجہ اُسنے دراز کیا شہزادے نے قصد اُٹھنے کا اور اُسکے گرفتار کرنے کا کیا
تھا کہ عکس جسم پتلہ مذکور سے بیہوشی طاری ہوئی اور پتلا شہزادہ کو اُٹھا کر نظر مردم سے پنہان ہوکر اُڑا باہم
سبنے دیکھا کہ شہزادہ علم شاہ اُڑے جاتے ہین سبنے لینا لینا کا غل کیا تیراندازون نے خدنگ بھر کمان
مین پیوستہ کیے لیکن نشانہ کس کو بنائے کس پے کہ سواے شہزادہ مذکور کے اور کوئی نظر نہ آتا تھا ناچار چپکے
دو تک دوڑے مگر پتلا قندیل فلک ہوگیا کچھ دکھائی نہ دیا پھر آئے اسی طرح بارگاہ سے اور سردارون کے بھی
غلغلہ بلند ہوا اور اُس رات کو ساٹھ ستر سردار ذی وقار مالک اشتر و لندھور و بہرام و نوربالہ و ہرد
قاسم و داراب و ہاشم وغیرہ بستر خواب سے اٹھ گئے لشکر اسلام مین چار طرف شور و غل برپا ہوا کوئی
کہتا تھا کہ دیو طلسمات مین جو بھاگ کر ساکن ہین اور فرزندان امیر کے دشمن ہین وہ اٹھا لے گئے ہین
کوئی کہتا تھا کہ **افراسیاب** نے طلسم سے ساحر بھیجکر سردارون کو اٹھا منگایا ہے کہین حالت ظلم و
تعدی ہونے اور گزند پہنچنے پر سردارون کے لوگ تاسف کرتے تھے ایک کہرام برپا تھا رفیق دلسوز
ملازمان سرداران ڈاڑھین مار مار کر روتے تھے منہ اشکون سے دھوتے تھے غلغلہ شیون
و شین سے یہ غمکدہ دہر بھر گیا دود آہ نے چرخ تک سربلندی کرکے دیدہ ثوابت کو رلایا
تھا اشک شبنم سے فلک روتا تھا لشکر اسلام پہ ادس پڑ گئی تھی جنگل مین غنچہ لبسورتے تھے صحرا
مین باد صبا خاک اُڑاتی تھی برگ ہاے خزان رسیدہ زمین پر گر گر کر بچھونا ہوے تھے یا ہوا صف ماتم

بجھاتی تھی بازارین لشکر کی رونق سے بیزار فلک پیر کا رنگ سفید سراسر رنج کا رخ سے اظہار زخمون کے پردے اُٹھے ہوئے گریبان چاک وہ بھی نظر آتے تھا تین لقا ہمین دکھاتی ضعیف حالون کی صورت کمر جھکاتین ہوائے غم کے جھونکے سے تیز تھی ہوئی جاتین بہ فرط رنج سے سر کرائین دنیا بین وابستہ انداز و ملال منج ہر ایک کنج مین ڈیرہ بجز زمین مین گڑی جاتی چوب کڑی صدمہ کی اُٹھاتی مرکبان لشکر غش زن سوگوار بال بال کے پریشان کیے تعین نہایت سے جھکی ہوئین علم غش مصیبت زدگان سر کھوے نخل ماتم کا نشان بتاتے تھے کمانین چلانے پر آمادہ خدنگ ہر ایک دنگ خانہ ترکش تنگ غم مین مبتلا ہر سوار و پیادہ عورات محلات سر کشادہ ہر سمت تلاطم ہر ایک اپنی خودی سے گم

نظم

کہین آنکھون کو حیرانی یہ کیا ہے
کہان تک اشک تر دامن جنین ہے
کوئی ممنون احسان مقدر

ابھی طوفان جوش چشم تر تھا
کہین وحشت کہ اب آتی بلا ہے
کسی لب پہ ہجوم آہ و فریاد
کہین کچھ خندۂ حسرت فلک ہے

ابھی اٹھا ہوا دود جگر تھا
کسی کو فکر یہ کیونکر جئین گے
کہین نالون کے غل سے خانہ آباد

امیر جو مصروف طاعت رب قدیر تھے شور و اویلا سنکر اسم اعظم پڑھتے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ سردار بارگاہ سلیمانی مین چلے آئین لیکن ہر سردار کے ماتحت کئی کئی سو سردار ہے انکو مبتلائے آفت و بلا رکھنا اور آپ راحت سے رہنا خلاف شان سرداری ہر ایک نے سمجھا اور بارگاہ سلیمانی مین جانا گوارا نہ کیا خدمت امیر مین عرض رسا ہوئے کہ جو ہمارے متعلقین دوستون کا حال ہوگا وہی ہمارا بھی ہم بارگاہ مین نہ جائین گے امیر خاموش ہوکر عبادتگاہ مین آئے اور درگاہ خدا تعالی مین استغاثہ کرنے لگے کہ اے دافع البلیات وکافی المہمات میرے یہ بلا دفع کردے غرض اسی غم و اندوہ و الم مین وہ شب بسر ہوئی ہر گل تر باغ عالم مین اشک شبنم سے تر رخسار نظر آیا سحر نے بھی گریبان چاک کیا نسیم آہ سرد بھرنے لگی کہ نظم

کہ جب آغاز شب آخر ہوا جلد
قدم لینے فلک سے مہر آیا

بسان قصد شاعر آگیا جلد
ظہور صبح نے بستر جمایا

صبحدم بادشاہ عالم پناہ اور زنگ شہی پہ جلوہ فرما ہوئے امیر اور نقیب سردار بھی دربار مین آئے اخبار غم آثار شنیدہ سنکر بہت متفکر ہوئے عیار بھی اس جگہ حاضر تھے انہین سے چالاک بن عمرو نے کہا کہ یہ کام میری دانست مین بلا وصبا نے کیا ہے غلامان جانباز جاتے ہین اور پتا لگاتے ہین یہ عرض کرکے عزم چلنے کا کیا مگر ادھر ساحران مذکور کا حال بیان ہوتا ہے کہ جب پتلے سردارون کو سامنے انکی جادوگرن کے لائے انھون نے سحر پڑھا کہ زنگیان بدخصال حاضر ہوئے اور سردارون کو زنجیر سحر مین باندھ کر تہخانہ مین لے گئے انھون نے چلتے وقت ان سے کہدیا کہ یک مشت نخود اور ایک کوزۂ آب ہر مسلمان کو دینا اور زندانخانہ نظر سے مخفی رکھنا عیار نہ آنے پائین بہت ہوشیار رہنا غرض کہ تہخانے مین پہونچکر جو ہر سردار کی آنکھ کھلی اپنے تئین محبس تیرہ و تنگ مین جیتے جی پایا کہ بمقتضائے

ابیات

کچھ دیو نژاد تھے نگہبان
رخسار سیہ مہیب اشکال

جلاد کی آنکھ سخت ہر بات
جیسے کہ جہان زشت اعمال

دیکھا تو عجب خراب زندان
بیرحم ستم شعار بدذات
قسمت نے سیہ مکان دکھایا

چھائی ہوئی تھی سیاہی بخت جب بارگاہ مشرق سے شاہ سیارگان	نے فرش نہ بیٹھنے کو تھا تخت کاجل کی وہ کوٹھری تھی گویا	تہ خانہ گور یاد آیا جس سمت نگاہ کی اندھیرا

آنکھوں کو زندان فلک میں زنجیر شعاع سے باندھا گیا دونوں اژدہ سحر پر سوار ہو کر بارگاہ لقا میں آئے لقا
کو بھی خبر رہائی اسیران اسلام پہونچی تھی بہت خوش تھا اور ہر ایک سے کہ رہا تھا کہ اے بندگان قدرت میرے
غضب سے ڈرتے رہو دیکھو رات کو بندگان مغضوب کیا میرے غضب میں مبتلا ہوے اسی طرح میں جسکو چاہوں
غارت و برباد کروں سب کہ رہے تھے کہ یا خداوند سچ ہے تو ایسی ہی قدرت رکھتا ہے اسی گفت و شنید میں بلا
صبا نے آکر سجدہ کیا کہ یا خداوند تیرے غضب کا کہان ٹھکانا ہے تو جسے چاہے غارت کرے خداوند نے بھی کہا کہ جو
طاقت قدرت نے تمکو عنایت فرمائی ہے کب کسی گروہ مرحمت ہوئی ہے تمہارا درگاہ میں میری بڑا مرتبہ ہے ان
ساحروں نے دوبارہ سجدہ کیا اور عرض رسا ہوے کہ یا خداوند تمنے جو بندگان مغضوب کو گرفتار کیا ہے اگر
ارشاد ہو تو قتل کر ڈالیں باس گرنے جواب دیا کہ حمزہ کو لکھ بھیجو کہ اگر سجدہ کرے وگرنہ سب لشکر اسی طرح تباہ و برباد کر دونگا
یہ حکم سنکر اُن ساحروں نے نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بندگان مغضوب اب پھر غضب خداوندی نازل ہوا
ہو لازم ہے کہ اپنے کردار و سرکشی سے باز آؤ اور خداوند کو سجدہ آکے کرو ورنہ روز دیکھوگے کہ کسی نے نہ دیکھا
ہوگا یہ لکھکر وسواس کو دیا کہ بخدمت امیر پہنچایا امیر نے عیار منکر کو سامنے طلب کرکے نامہ پڑھا اور چالاک
سے فرمایا تم سچ کہتے تھے یہ کام انھیں ساحروں کا ہے یہ کہکر جواب نامہ تحریر فرمایا کہ اے ساحران جو کچھ تم سے ہو سکے
قصور نہ کرنا ہمی تمکو خدائے ابر ناگ ست نامہ کا جواب وسواس لیکر روانہ ہوا اور چالاک نے خدمت امیر میں
عرض کیا کہ آپ اسم اعظم سے ہوشیار رہیے گا اور سردار اگر بارگاہ سلیمانی میں نہیں ساکن ہوتے ہیں تو انکو لشکر ہی میں
رہنے دیجیے بلکہ اسم اعظم بھی لگا بارگاہ و لشکر نہ کرنے ہم جا کر تدبیر کرتے ہیں اگر ہمسے کچھ نہ ہو سکے تو پھر جو مزاج ہمایوں
میں آئے کیجیے گا امیر نے عرض انکی قبول فرمائی اور عیار چالاک ابو الفتح و تیز گ خطائی و سرہنگ مصری
وغیرہ روانہ ہوے اور بارگاہ لقا میں صورت بدلکر گئے دیکھا کہ ساحر دو فرق و شگون پر بیٹھے ہیں جلسہ عشرت
جمع ہے تذکرہ گرفتاری سرداران اسلام ہو رہا ہے عیار سب کیفیت سنا کیے ساحروں نے اپنا مسکن تو نہ بتایا
اور سب حال بیان کیا پھر لقا نے خاصہ طلب کیا اور ہمراہ ساحران کھانا تناول فرمایا بعد ازاں ساحر وہاں سے اپنے
مسکن کی طرف روانہ ہوے عیاران اسلام بھی پیچھے اُنکے روانہ ہوے لیکن جب قریب مکان کوہ سواری ساحروں کی
پہونچی عیاروں کی آنکھوں میں اندھیرا آیا سوجھنے سے جاتا رہا سوائے سیاہی کے دور تک کچھ اور نہ دکھا اور نہ
یہ معلوم ہوا کہ سواری ساحروں کی کدھر گئی انھوں نے بہت کچھ تفحص و جستجو کی کہیں پتہ نہ لگا ناچار پھر کر اپنے لشکر میں
آئے اسی اثنا میں وہ دن بھی آخر ہوا فروغ شمع کا وقت آیا چشم و پہلو کو مائل محراب مدخت پایا کہ بیت

اگیا گھر اپنے مہر عالم افروز	اسی عالم میں تھے جو گم ہوا روز

رات کو امیر نے ہر سردار سے کہا کہ بھائی ہوشیار رہنا یہ کہکر آرام فرما ہوئے لشکر میں دو گھنٹہ رات سے

آج شنو چشمہ بڑھکر نگاہبانی اور ہوشیاری ہوئی بارگاہ دختاہ کے گرد پھرا کئی کئی سو عیار و سرہنگ کا مقرر
ہوا لیکن کیا ہو سکتا ہے بدستور اول پتلے آئے اور سرداروں کو اٹھا لیگئے لشکر میں غلغلہ برپا ہوا عیار چار
سمت دوڑتے پھرے رات بھر وہی شیون و شین برپا رہا ہر ایک مضطر و بے چین رہا آخر وہ شب بیقرار ہو کر
رو بفرار لائی اور آفتاب لرزتا ہوا دریچہ مشرق سے باہر نکلا بیت | آئے سوتے ہوئے بستر سے اٹھا
ہر اک خیمہ سے پیدا غم کے آثار | آج بادشاہ اسلامیان سے ہلکاروں نے خبر عرض کی کہ چار ہزار سردار
بستر خواب سے غائب ہو گئے ہیں بادشاہ صبر کے کلمات زبان پر لائے امیر نے فرمایا کہ جو رضی میرے رب اکبر
کی شکر ہے اسکا یہاں تو بے اعتباری دنیا کا افسانہ ورد زبان ہوا اودھر عیاروں میں چالاک وغیرہ نے
زمین و آسمان ایک کیا ہے مگر کہیں نشان ساحروں زشت کردار نہیں پایا مگر رو کر کرنا کیا ضرور تین چار
راتوں میں جتنے بیٹے پوتے اور رفیق جان نثار حمزۂ نامدار کے تھے گرفتار بلا ہوے صرف امیر اور بادشاہ اور شہزادہ
کرب برحسب تقدیر گروہ شاہ ولایت امیر عرب اور چند سردار اور بیچ رہے ایکدن جب تیرگی غم سے خاکدان
عالم ظلمت سرا ہوا یعنی شب لباسان ماتم زدگان سیہ پوش نظر آئی بیت | اکہ رفتہ رفتہ دن بڑھکر ہوا کم
ہوا سامان تاریکی فراہم | عیاران اسلام تو بر گستن شب و روز پھرتے ہی تھے چنانچہ اس شب صحرا
میں پھرتے تھے کہ پرے ہر ایسا نام ہوا انھوں نے دیکھا کہ پتلے اُڑتے ہوئے جاتے ہیں سب نے کہا دیکھو یہی
پتلے سرداروں کو اٹھا لیجاتے ہیں یہاں دکھائی دیے لشکر میں تو نظر بھی نہیں آتے ہیں اسوقت چالاک نے
باہم مشورہ کیا کہ بھائیو آخر یہ پتلے تو سرداروں کو ہمارے اٹھا لیگئے ہیں اور ساحر ہم سے پوشیدہ ہیں پس
ہمکو بھی لازم ہے کہ لشکر لقا میں جاکر جسکو پائیں مار ڈالیں یہ صلاح سب کو پسند آئی اور چالاک نے صورت
اپنی جمعدار چوکیداران کی ایسی بنائی کہ پگڑی سرخ سر پہ باندھکر کھٹنا چست پہنا تیر کمان ہاتھ میں لیکر بھی
جسم پر آراستہ کر کے چلنے پر آمادہ ہوا اور عیار سات آٹھ پاسیوں کی قطع پر بنے یعنی گھٹنوں تک دھوتی باندھکر
مرزائی پہنکر تیر تکمے لیکر انکے ساتھ ہوے اور قریب لشکر پہونچکر پہلے تو ایک ایک علیحدہ ہوکے داخل سپاہ غدار
گمراہ ہوکر پھر ایک جگہ پر مجتمع ہوکر پہر سل بارہ سر خیمہ و بارگاہ کے گرد پھرا کو کمکر پھرنا شروع کیا اسطرح پھرتے
پھرتے ایک خیمہ کے قریب پہونچے وہاں چند سردار لشکر بزم آراستہ کیے بیٹھے تھے انکو دیکھکر کہا جمعدار یہ کس
پہلوان کی رونت ہے عید فوجداروں کے سب افسروں کو پہچانتے ہیں چنانچہ چالاک نے کہا فلاں جگہ کے پہلوان کی افسروں
نے کہا تو آئیے جمعدار صاحب حقہ پیجئے یہ عیار وہاں ٹھہرے افسروں نے حقہ ان کو دیا عیاروں نے پیکر کہا یہ تو چلگیا
ہمارے پاس تمباکو ہی ایسا ہم بھر بھرتے ہیں یہ کہکر چلم میں بہت سی بیہوشی شریک تمباکو کر کے بھری اور انکو سب کو
پلائی وہ سب بیہوش ہوے انھوں نے سب کے سر کاٹ ڈالے اور رقعہ لکھکر ڈالدیا کہ یہ کام عیاران لشکر اسلام
کا ہے پھر وہاں سے آگے بڑھے جس خیمہ میں سناٹا دیکھا کہ سب سو رہے ہیں پس یہ چند عیار تو اس خیمہ کے در پر کھڑے رہے اور
باقی بہت سے سر خیمہ چاک کر کے اندر خیمہ کے گئے ساکنان خیمہ کو بیہوش کر کے قتل کیا اور رقعہ لکھکر ڈال دیا اور آگے بڑھے

اور متفرق ہو گئے کوئی حلوائی بنا کوئی فقیر بنا کوئی لونگ چڑے والا بنا اسی طرح ہیئت بدلکر پلٹنوں رسالوں میں
پھرنا شروع کیا جو حلوائی بنا تھا تھال ہاتھوں میں لیے سونڈھیا بغل میں دالے بنے کرتے گرد بیٹھے تھال کے کنارے
چہار طرف جلتا ہر طرف پھرتا پلٹن والے بلاتے مٹھائی بکتی بہت ارزاں قیمت بتاتا لالچ میں آکر لوگ مول لیتے
جب کھاتے بیہوش ہو جاتے یہ سر اُنکے جدا کرتا جو فقیر بنا تھا وہ کشکول گدائی ہاتھ میں لیے تہمد باندھے رومال حیدری
سنبھالے صدا لگاتا جاتا تھا جو کوئی کچھ دینے کو بلاتا یہ وہاں کچھ کرامات کی باتیں کہتا رہتا وہ معتقد ہو کر تبرک حقہ تمباکو
پلاتے یہ بیہوش کرکے مار ڈالتا اسی طرح اور عیار کہ ہر ایک کی شکل بنے پھرتے تھے جس جگہ دس پانچ آدمیوں کو کھاتا پیتا
دیکھتے قریب آتے اور کہتے کیوں بھائی ہمکو بھی کھلاؤ گے وہ کہتے ہاں یہ جواب دیتے کہ ہم منگتے نہیں ہیں اگر ہمکو بھی کھلاؤ
تو لو یہ روغن آج ہمنے خرید کیا ہے بہت عمدہ ہے کھانے میں صرف کرو وہ روغن لیجاتا کا بہ اصرار لیکر داخل طعام
کرتے اور کھا کر بیہوش ہوتے یہ اُنکو ٹھکرا وہاں گور بناتے بس اسطرح لونگ چڑے والے نے حالہ ترویج بہت لوگوں
کے سیخ مکاری پر کباب کئے تھے رات بھر میں کئی سو آدمی رہرو ملک فنا ہوئے آخر وہ رات بھی راہی دیار عدم
ہوئی اور بہ رنگ تیرگی جان کافران تیرگی شب مٹی کرتب سحر نے خورشید کا آئینہ دکھایا ہر اک کافر کو بھوجگا بنایا
ہنگام سحر عیاران خوش سیر تو لشکر شقاوت اثر سے نکل گئے اور کافر بستر خواب سے اٹھکر احوال سے ماہر ہوئے
ہر ایک کا عزیز و فرزند راحت جان جگر بند خواب مرگ میں مبتلا نظر آیا پھر تو کہرام یہاں بھی پڑ گیا دنیا ماتم سرا
تھی ہر سمت بلند نالہ و آہ کی صدا تھی لقا سبب لقا تخت پر آکر بیٹھا تھا سردار آگے جاتے تھے کہ یکایک غلغلہ شیون
شنائی دیا یہ سردار کی گرفتاری سے بہت خوشنود تھا اور حکم دیتا تھا کہ باجہ کا جلسہ مرتب ہو اُسوقت شور گریہ
شنکر گویا ہوا کہ شاید اہل اسلام بقصد نبرد سے رتے ہیں کہ یہانتک اُنکے رونیکی صدا آتی ہے جو لوگ کہ واقف حال
نہ تھے وہ کہتے تھے کہ خداوند ابھی کیا رونے میں لب آگے وہ بندے تیرے رو نیگے یہ ذکر تھا کہ بختیارک جیب انتغیر
سے دربار میں آنے لگا راہ میں لشکریوں کو گریبان و نالہ دیکھا مستفسر حال ہوا لشکریوں نے لاشیں اپنے مقتولان
دکھائیں اور شیطان کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں آئے پہلے شیطان نجر پر سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوا اور لقا کو
پھر کیا رقیبہ سر سے اپنے اُتار کر ناچنے لگا اور کلمہ پڑھتا جاتا تھا اور خداوند کو بڑا کہتا جاتا تھا اور کہتا کہ خداوند
وہ جو بہشت کبھی ہو وہ آباد ہوتی جاتی ہے لقا نے کہا آخر کمبخت کیا ہوا کہا رات کو بہشت خداوندی بندگان
خاص سے معمور ہوئی لقا بولا کہ بندگان خدائی بھی میرے ہی بندے ہیں اور تم سب بھی میں خالق ہوں آپس میں
دونوں طرح کے بندونکی طرف ہوتی ہوں کبھی اُنکو غالب کر دیتا ہوں کبھی اُنکو بندوں کو چاہیے کہ آپس میں سمجھ لیں
میرے دربار میں ایسا حکیم ہوں کہ آپ بھاگتا پھرتا ہوں یہ کہ رہا تھا کہ مکر افسر اللقا دیکھ یاں وہ رقعہ جو چھپا
لکھکر ڈال گئے تھے لیے ہوئے بارگاہ میں آئے شیطان نے وہ کاغذ اُسنے لیکر آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا
لقا نے پوچھا کہ یہ کیا ہے شیطان نے جواب دیا کہ خدا کی ہے اور کیا ہے لقا سمجھا کہ شاید پھر وہ آگیا اُسنے یہ کاغذ بھیجا ہے یہ
سمجھکر گویا ہوا کہ کیا بندہ خاص طلسم سے آیا شیطان نے کہا اے تمہے منہ بقول شخصے چند دن مدت خدائی

کروی ہنوز گاؤ خورد انشاختی اے اوگیدی بہ فرمان وجیب الاذعان فرزند شہنشاہ عیاران مرشد زادہ برحق
المترمین جمتر جناب چالاک بن عمرو کا ہے یہ کہکر اُس رقعہ کو پڑھا لکھا تھا کہ او شیطان تو نے امیر باتوقیر کے
رنج ہمایون کو دنیا بھی ہمیشہ آئینہ مکدر کیا اور سردار اسلام کا ایک بال بھی بیکا ہوا تو ساری خداوندی خاک
مین ملا دینگے خیمہ گور مین تجکو سلا دینگے اور نہ تجنتا رک یہ سب حرزدگی تیری ہے اگر اپنی شیطنت سے باز نہ آیا
تو ہر یہ تیر ایکا یا جاینگا یہ مضمون پڑھکر شیطان کانپنے لگا کہ ایسا نہ ہو یا مجکو مار ڈالین اسوقت لقا نے کہا اے
شیطان نو گھبرا انہین میری اور تیری موت نہین ہے اس کلمہ سے شیطان کو تسکین کب ہوتی ہے غرضکہ یہ تو خائف و پریشان
قرار پر رہا اور لقا نے لاش مقتولان کو دفن کرنیکا حکم دیا اہل لشکر بصد گریہ و زاری لاشین اٹھانے مین مشغول رہے
دن بھر اسی کام نے واسطے مین بسر ہوا جب ظلمت شب نے تسلی زیری کی بعد آخوش کھولی اور آفتاب غار مغرب مین جاکر دفن ہوا

گھٹا جب جلوۂ خورشید روشن
بڑھا ہر طرف ظلمت نے دامن

رات کو لشکر اسلام و سپاہ کفار دونون فوجون مین حسکی ہوشیاری و بیداری ہوتی ہر جگہ چوکی و پہرا مقرر ہوا
لیکن ساحرونکی طرف سے فتیلے اور مسلمانونکی طرف سے عیار روانہ ہوے اور آج چالاک نے نسیم بن عمرو و قسیم بن
عمرو و سمک بلطاقی و سمک خیبری و قاسم کتوری و قاسم تنک رو احل و بزغش سر ہنگ دالو لقیع و
کلباد و کلگباد وغیرہ ہمراہ سو عیار اپنے ہمراہ لیئے اور لشکر دشمن مین آکر کسی نے کسی سردار کی سنڈی کو بیہوش کیا
اور اسکی صورت بن کر گیا اور کام اس سردار کا تمام کیا اور کسی نے خدمتگار کی ایسی صورت بنا اور اپنا کام لیے
کیا کسی نے کسی کو راستہ مین مار ڈالا کوئی کسی خیمہ مین کمند مار کر گیا اور قتل کر آیا غرضکہ اگر فرداً فرداً عیاری ہر ایک
کی بیان کیجائے تو بہت طول ہوگا آج چار ہزار سردار ونکے سر کاٹکر عیار اپنے لشکر مین آئے بڑے بڑے سردار کی ہی
مار گئے جب ناخن ہمسے سحر نے چہرہ خراشی کی او ر زمانہ مین وہ اندھیرا تھا کہ فلک پیر نے چراغ خورشید اپنے
جھونپڑے مین جلایا کہ بیت قریب جستم حسن روئے شب ہ یہ غفلت ہوش والون کو غضب ہے
صبحدم وہ شور بلند ہوا و لشکر لقا مین برپا ہوا کہ شور محشر بھی اُسکے سامنے شرمندہ تھا کوئی لپسر کے لیے خاک اڑاتا
کوئی ہیرہ پر تھپاڑ مین لکھا نا ہر جگہ یہ نقشہ تھا کہ نظم

ہر اک خیمہ سے اٹھا شور فریاد
یقین تھا دم نکل جائے وہین پر
بشکل شوق اٹھے لوگ غم سے
اندھیرا چھا گیا ہر بام و در پر

یہی غل تھا کہ ہم ہوتے ہین برباد
ہر اک نے غم کی سینہ کیا چاک
ہوئے ممنون گردون کے ستم سے

ہر اک نے سر کو دے پٹکا زمین پر
ہوا غل ہر طرف اڑنے لگی خاک
گذر گاہین ہوئین سونی برابر

تھی انجیلہ لاشین ہر طرف اٹھنے لگین وہ کاغذ جو آجکی شب عیار ڈال گئے
تھے اُسمین یہ مضمون ہے کہ آجکی رات جو آتی ہے اس رات کو خداوند لقا مع اپنے شیطان اور پرستش
کرنے والون کے بہشت مین اپنی جائینگے وہ کاغذ مردمان لشکر با رگاہ خداوندین نے کر آئے
شیطان نے جو اُسکو پڑھا لرزنے لگا اور لقا سے کہا اے اوگیدی سحر نے اگر اپنی زندگی چاہتا ہے

تو اپنے اُن ایسے تیسے ساحرون سے کہکر مسلمانون کو چھڑوائے اور آیندہ ایسی حرکتین کرینگے لیے اُنکو منع کر لقا
بھی اتنے سرداران لشکر کے مرنے سے گھبرایا تھا شیطان سے کہا تو سچ کہتا ہے اچھا پھر ساحرون کو بلانا چاہیے شیطان
اُٹھا کہ مین جا کر کسی طرح اُن کو بُلا لاؤن مگر آج تیسرا دن تھا اور سرداران اسلام بہت قید ہو چکے تھے ساحرون نے
خود یہ قصد کیا کہ خداوند سے کہہ کر مسلمانون کو قتل کر ڈالیں پس وہ دونون اژدر پر سوار ہو کر خدمت خداوند مین آئے شیطان
نے وہ نامہ اُنکو دکھایا اور کہا جلد سرداران مغضوب کو رہا کر دو کیون خداوند کی جان کے پیچھے پڑے ہو آج مرشد زادہ
لکھتے ہین کہ مع خداوند سب کا خاتمہ ہے بلاد و صبا جملہ کیفیت معلوم کر کے گویا ہوے کہ لقا جی تم گھبراؤ نہین کہ آج ہم
لشکر حمزہ کا خاتمہ کیے دیتے ہین یہ کہہ کر اپنے جوڑے سے ایک نارنج نکالا اور کہا دیکھو لقا جی یہ سحر ہم نے تمام محنت
کر کے تیار کیا ہے آج تک ہم نے یہ صرف نہ کیا تھا طرح دیتے چلے آتے تھے ہماری زندگی بھر کی مشقت ہے غرضکہ بہت کچھ
صفت اُس سحر کی کر کے وہ نارنج زمین پر مارا کہ وہ پھٹا اور اُسمین سے دھوان پیدا ہو کر ایک جگہ اکٹھا ہوا اور
ایک پتلا حبشی کا بنگیا اُس پتلے نے ساحرون کو سلام کیا اور کہا مجھکو کس لیے یاد فرمایا ہے انھون نے حکم دیا کہ جاؤ
اسم اعظم حمزہ کا چھین لاؤ وہ پتلا سلام کر کے رخصت ہوا اور اُسی طرح دھوان بنکر بلند ہو کر نگاہ سے ناپدید ہوا جب وہ پہر کی اور
جناب حمزہ صاحبقران بارگاہ سلیمانی سے اُٹھ کر برائے نماز پیشین جانب مسجد کر باس روانہ ہوے راہ مین ایک سمت سے
دھوان پیدا ہو کر گرد امیر گردش پذیر ہوا اور بہت دور تک تاریکی ہو گئی اسم اعظم الٰہی لوح سینہ سے محلک ہو گیا انکو حالت
غشی طاری ہوئی بیہوش ہو کر گر پڑے ملازمان ہمراہی گھبرائے نالان و گریان اُٹھا کر بارگاہ سلیمانی مین لائے دعا ہاے
صحائف ابراہیمی پڑھکر پھونکی کہ ببرکت کلام ربانی و ثنا فرسایہ بارگاہ سلیمانی ہوش تو آ گیا لیکن ربودگی مزاج ہمایون کو
طاری ہوئی عقل و دانش گم صم و بکم ہو گئے چپ اور سن جہان لٹا دیا پڑے ہین انکا تو یہ حال ہے غم سے بادشاہ کا دل
نڈھال ہے ماہ تابان صاحبقرانی کو زوال ہے اُدھر وہ دھوان پھر بارگاہ لقا مین آیا اور مجتمع ہو کر حبشی کا پتلا بنکر
ساحران مذکور سے اُسنے عرض کیا کہ مین حسب ارشاد حضور اپنا کام کر آیا ساحرون نے یہ سنکر ایک شیشہ اپنے جوڑے سے نکالا
اور اُس پتلے کو دکھایا وہ سحر کا جن دھوان بنکر اُس شیشہ مین اُتر آیا انھون نے منہ شیشے کا سحر پڑھکر موم سے بند کیا اور کہدیا کہ
جبتک یہ شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم حمزہ کا نہ چھوٹے جب یہ تدبیر کر چکے انکی ملازم ایک ساحرہ ہے کہ نام اُسکا مہر جادو ہے اور وہ
طلسم ہزار برج کی رہنے والی ہے پس اس ساحرہ کو وہ شیشہ انھون نے سپرد کیا کہ لیجا کر طلسم ہزار برج مین اپنے مقام سکونت
پر رکھے یا یہ کہ خدمت افراسیاب مین لے جائے اور وہ اسکو بہت حفاظت سے رکھے غرض ساحرہ مذکورہ وہ شیشہ
لیکر بزور سحر تخت پر بیٹھ کر روانہ ہوئی حال اُسکا معرض بیان مین آئیگا اب ان ساحرون نے بعد جانے ساحرہ کے کچھ سحر پڑھکر
دستک دی کہ چند پتلے دو صندوق سر پر اُٹھائے روے ہوا سے نیچے اُتر آئے یہ صندوق ہین کہ جنپر سوار ہو کر یہ دونون ساحر
طلسم سے یہان آئے تھے حال انکا جلد دوم مین لکھا گیا ہے کہ ان صندوقون کو انھون نے کھولا تھا اور کئی ہزار پتلا بالشت
بالشت بھر کا نکلا تھا اور بڑھکر مثل انسان قد آور ہوا تھا اور ہر پتلا مرکب پر سوار تھا وہ گھوڑا بھی جسیم ہوا تھا
حاصل مرام اسوقت جب پتلے وہ صندوق لائے انھون نے وا کیے تین ہزار پتلا انمین سے رویئن تن اور فولاد بدن

نکالا کہ وہ نکلتے ہی سب قامت پیدا کر کے سوار ہو نکلے اور باہر بارگاہ کے جا کر اُنکا پڑاؤ پڑا اُنھون نے صندوق بند کر کے پتلون سے کہا جہان سے لائے ہو وہین لے جاؤ پتلے صندوقون کو لیکر غائب ہوے اور یہ دونون ساحر بارگاہ سے اُٹھ کر کنارۂ لشکر کے آئے اور ایک ناریل اپنے جوڑے سے اوزنکال کر جانب صحرا مارا کہ وہ شق ہوا اور زمین سے شعلہاے آتش نکلنے لگے اور روے ہوا سے بھی آگ برسنے لگی اور اسقدر بحر آتش کی طغیانی ہوئی کہ گرداگرد لشکر نحوست اثر حصار آتشین کھنچ گیا چادرین آگ کی فلک کی طرف سے گر کر صحن حصین آتشین گرد لشکر ہو گئین ان ناریون نے راہ دریافت لشکر کے اندر کی بند کر دی اسلیے عیار جو اندر لشکر کے آئے ہوئے وہ اپنے لشکر مین جا نہ سکین اور اپنے مقام سے یہان قیام گاہ عسکر شقاوت پیکر مین آ نہ سکین جب یہ انتظام کر چکے بارگاہ مین آکر بیٹھے اور شراب پینے لگے یہان تک کہ حرارت آتش مہر کم ہوئی اور گرم بازاری رونق گم ہوئی اور زرطلاے اسمر خورشید کو زرگر دہر نے بوتۂ مغرب مین رکھا اور کورۂ آہنگر فلک مین اخگر نجم تابندہ ہوے کہ نظم

کہ اس دن کے قدم اٹھے وہان سے ۔ ہوا سامان رخصت بھی جہان سے
ہجوم شام کا اک ابر آیا ۔ فروغ مہر نے دامن اٹھایا

سر شام ان ساحران بد انجام نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر لقا مین بھی طبل جنگ پر چوب پڑی فوج کو بیان و ساحران و لقا پرستان مین نہایت خوشی ہوئی کہ اب انتقام مسلمانون سے اپنے عزیزان مقتول کا لین گے عیاران لشکر اسلام جو بارادۂ داخلہ سپاہ عدو سے گراہ کنارۂ لشکر بد اختر پہونچے حصار آتش گرد لشکر پایا ٹھہر کر فکر عیاری کرنے لگے اس اثنا مین شور حرب کوس گوشزد ہوا غلغلۂ سپاہ کینہ خواہ سے گوش روزگار کر ہوا مضطربانہ ان عیارون نے خدمت بادشاہ اسلام مین اپنے تئین پہونچایا یہان عجب ہنگامۂ رنج و غم برپا تھا دنگلون پر سردارون کے غاشیہ پڑے تھے بادشاہ اکیلے تخت پر بیٹھے تھے امیر ایک حجرے مین نجات دیوانگی پڑے تھے وہ لوگ جو حجرے کو بھی باریاب نہو سکتے تھے آج براے زینت بارگاہ حاضر دربار تھے باخلاء زانوے غم پر سر جھکائے تھے محلات سے رونے کی عورتون کی صدا آتی تھی فرط قلق سے سینہ شق و تنگ رونق کی اندوہ کی چھائی تھی کہ بیت

جہان تھا رنج سے آنکھون مین اندھیر ۔ فقط رونے سے دل ہوتا نہ تھا سیر

اسی رنج و ملال مین عیار جو بارگاہ پر آ کر ٹھہرے اور بہزار ادب تسلیم کر کے دعا و ثنا بادشاہ دیجاہ بجا لائے کہ ابیات

سرو قد خسرو خوش انجام ۔ منصور نشان فوج اسلام ۔ دیکھی ہے جو تیری تیغ خوش آب
چکر مین ہے بحر مثل گرداب ۔ آئینہ تیغ برق تمثال ۔ دعواے اجل کا صورت حال
گردون سے بلند ہے ترا قدر ۔ گلدستہ عرش تیرا افسر ۔ آمادۂ جنگ سب ہین کفار
سامان جدال سب ہے تیار ۔ نقارۂ حرب سپاہ دشمن مین بجا ہے

اور حصار آتش گرد لشکر ساحرون نے سحر سے کھینچا ہے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر فرمایا کہ یہ کافران بے حیا ایسے ہی وقت مین آمادۂ کارزار ہوتے ہین کہ جب ہم ناچار ہوتے ہین خیر خداوند زمین و زمان ہمارا نگہبان ہے یہ فرما کر جوش شجاعت مین آ کر حکم دیا

کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل خدا سے قدر قلیل رزمی بر دہائی بجائے بجرد احضار حکم شہنشاہ عالم پناہ طبل سکندری و حسامی پر چوب پڑی صدائے طبل سے لشکر میں از رزادہ بر جائی ہوئی کیونکہ جلد بیدار اگرچہ امیر بوجہ فراموشی اسم اعظم مجبور و ناچار لیکن شجاعان روزگار نہنگان تیغ و سپر کے سایہ میں بٹے جلادت شعار دم ستوری کا بھرنے لگے تیاری آلات حرب کرنے لگے تیغ بران بار اٹھتے اس رات کو غم ندامت سے گویا سر در گریبان فنجہ گاو گیر حسرت جوہر کیا دکھاتے فرط رنج سے خجل ہو کر دانت نکالتے تیر ہر ایک آہ دل درد مند تیز دون میں فکر دو دراز کے بند کیا میں بسان خاطر کبیدہ کشیدہ کباد دہ ایک غبار الم کا تودہ کمند رن کو دل عاشق کی طرح انجمن حلقہ حلقہ پریشان بہ رنگ گیسوئے جانان پر فن ہر چند کہ آثار غم و ہم سے مژگان لشکر کا رن خون تھا مگر جان دینے کا سودا رخنے وے کا جنون تا آیا ہی کا قلزم ذخار بار عو پر تھا تیغ کے گھاٹ جان دیکر اُتار نا بہادر چاہتے کشتی شجاعت میں سلسلہ ارض جان کا لنگر تھا بادبان حوصلہ شمشیر زنی اڑ رہا تھا ہر سمت شورش نجر دیری برپا نقیبون کی صدا سے دل ترک فلک کا ہلتا دوست دوست کے گلے ملتے نصیحت اور وصیت کرتا مرنا کے نعرے ترک بہرام کا دل دہلاتے ابل بوق بل من مبارز کی صدا سناتے پلٹنیں اور رسالے مسلح و مکمل ہوتے نامرد بیدل ہوتے گھوڑے بغیر سوار دن سکتے ہیں ہنستے دلاور ہیہے شیرانہ کرتے آمادہ مرگ مردان نبرد خر کردون جنگجے مقابل گرد بردہ مقام اُس شب کو جیتیہ شیران با شجاعت کا نیستان تھا ہر سمت یہ سامان تھا کہ نظم

ہر بوق کی تھی صدا قیامت
آواز سے شق ہو حبشی ل کوہ
دیکھو دم تیغ اور جو ہر
ردون کا گذر تھا اُنپہ بالکل
کیا شور بپا تھا اللہ اللہ

بیدار تھے مردے زیر تربت
تھا ترک فلک کو بیم اُس شب
تھا ایک تو شعلہ سو سمندر
شہرہ تھا یہ چار حد میں ہر سو
تھا گوش فلک میں بھنبہ راہ

رہتا ہے کہان عدو کا انبوہ
جوزا کا تھا دل دو نیم اُس شب
تلوارین تھیں یا کہ آہنین پل
تیغ ایسی ہو اور ایسے بازو
اسی تردد اور تیاری حرب مین

سر ہنگ مہر جہان پر تکمیل کرد اور گاہ فلک میں آیا اور روزگار غدار نے مثل شہر یار زرد طلائی

صبائے خورشید کی بہنی کہ نظم
ہوئی جب صبح روشن آشکارا

ہوئی پیدا سحر اتنے میں ناگاہ
فلک پر صبح کا چمکا ستارا

ستاروں نے بھی لی سو سے عدم راہ
لشکر ساحران گمراہ آراستہ ہو کر

جانب جنگاہ چلا بلا و صبا اژدر سحر پر سوار تھے آگے جوق جوق ساحران نابکار طاران سحر و اژدر افسونگری پر چڑھ کر روانہ ہوئے نہایت بیرحم و بیدین ستم شعار تھے کہ ابیات

دیکھو تو یہ کس بلا سے کم ہین
نیش اُنکا روان تھا شکل اژدم
پیاسے کو پلاتے ہین وہ خونریز

مثل دم اژدر آگے دم ہین
انسان کی شکل دیو کردار
آب دم تیغ و خنجر تیز

کہتے ہین سیاہ دل یہ مردم
یاجوج کی طرح آدمی خوار
علاوہ اُن ساحران بد طینت

کے وہ تین ہزار بیٹے رو مین تن و فولاد بدن ہتیار جسم پر لگائے حصار آتش سے گذر کر میدان نبرد مین آئے

لقا بھی اُسی کر و فر و عظمت سے فیلان جنگی کو زنجیر و بند کرا کے تخت اُن پر کھچوا کر سوار ہوا تھا اور کئی لاکھ کوہی اور باختری ہمراہ لیکر وارد دشت قتال تھا اس طرف بادشاہ دین پناہ نے لباس خسروی دور کرکے زرہ و چار آئینہ و خود جسم پر آراستہ کیے شبستان سے برآمد ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے جلو مین کیدلی و رسالہ ادہوے فوج گروہ گروہ و انبوہ انبوہ موج دریا کی طرح روان ہوئی شجاعت اُنکی ہمت پر آئینہ وار حیران ہوئی لشکر پر برنگ شمع سحری اُداسی چھائی تھی ہواے خزان نے اُس گلستان کی بربادی چاہی تھی ہر نونہال گلشن ارجمند ہم رنگ گل خزان رسیدہ خمول و پژمردہ بظاہر سرسبز مگر دل مردہ آمد سے لشکر کے گرد اُڑی تھی یا گرد کدورت دلون کی اکٹھا ہوئی تھی زمانے کے دل مین غبار جو کبھی کا بھرا تھا وہ اُسوقت نکلا تھا طبل و بوق کا بھی قلب ہول سے خالی تھا جو رو کج نظری ہونیکا زمانہ آیا تھا گم سامان بحالی تھا گلستان جلادت مین عنادل وار زمزمۂ عشرت کے عوض نالہ و شیون برپا بہادر کو موت کا کھٹکا لگا ہوا صیاد اجل کا مرغ جان سر کا نسیم سحری خردہ مرگ سناتی شمع حیات جھلملاتی گل ہوئی جاتی صحرا مین بسان خانۂ ویران سناٹا زمین مین سین سائین کی صدا طائر روح قفس تن مین مخل مرغ بسمل و مائل پرواز ہوا مزاج کے مخالف نہایت ناساز اس عالم مین بھی شہنشاہ عالم کا وہی بہادری کا عالم وہی تیور وہی تیکھی چتون شیرانہ نظر کوہ کا اس صاحب حشمت و شکوہ کی حالت بیکسی دیکھ کر سینہ شق ہوتا مگر لعل دل سنگ سے نکال کر اس حمزۂ ثانی کے لال پر نچھاور کرتا فلک ہر چند کہ مخالف اور دشمن تھا لیکن بہر اطاعت جھکائے گردن تھا زمین ہر چند کہ پاؤن کے نیچے سے نکلی جاتی تھی مگر رعب و داب بادشاہ ذیجاہ سے دبی ہوئی تھی وہ لشکرون کا بن بن کے چلنا جوانون کا تن تن کے اکڑنا ڈنکون کا بجنا صداے نصر من اللہ نقیبون کا بلند کرنا ہتیارون کا کڑکنا **نظم**

کب شہان مین ہے جہاد اصغر | تھا سہل انھین جہاد اکبر | عاجز ہین حساب مین محاسب
اتنا نہین لشکر کا اک سب | دیوار حصار شہریاری | تھا حصن حصین ملک داری
فوج ایسی ہو شہریار ایسا | مغلوب ہون کیون نہ سارے اعدا | اسی رفعت و منزلت سے جب میدان

قتال مین پہونچے پرے جم گئے بیلدار زمین ہموار کرتے ہے سقے آبپاشی کرکے تھم گئے صفین ترتیب پذیر ہوئین میمنہ معین ہونیکا دم بھرا میسرہ کو ارادہ جان نثاری میسر تھا ساقہ نے پاے ہمت گاڑدیے جناح نے بازو سے سعی کھولے کمینگاہ والے گھات سوچنے لگے جو ڈنکین جب آراستہ ہوچکین نقیبون نے نعرے مارے لشکر کیت کرنا کہکر کنارے ہوے بلا ازدر بڑھا کر سامنے لقا کے آیا اور اجازت حرب طلب کی اُس جیالے کہا کہ تجکو اپنے ید قدرت کے سپرد کیا یہ سنکر وہ ساحر اپنے لشکر مین آکر ٹھہرا اور اُن تیلیاے رومین تن سے حکم دیا کہ جاؤ اور لشکر حریف کا کام تمام کرو بموجب حکم وہ تیلے کر سواران فولاد بدن ہین مثل اسفندیار تیغین کھینچکر صف لشکر اسلام پر آگرے اس طرف سے بھی بہادران روز ہیجا ہزاروں ہزار شیرانہ حملہ آور ہوے تمشیر صاعقہ خصال کھینچی زندگی کا جھگڑا بہت دنون سے پھیلا ہوا تھا دم بھر مین فیصلہ پانے لگا قافلہ ملک عدم کو جانے لگا گوشہ مرگ مین بجانیت ہر ایک آرام پذیر ہوا ہنگامہ دار و گیر ہوا ہر سمت سے ابر سیاہ نے بارش آب تیغ و تیر کی یہ تدبیر کی کہ **ابیات**

ز بس نیزہ و گرز و گوپال و تیغ
ز بس آب دادہ پرندآوران
بلند آسمان چون زمین شد ز خون
کہ از کشتگان گشت ہامون چو کوہ

تو گفتی ہوا ژالہ بارد ز میغ
ز کشتہ ہمہ دشت آوردگاہ
بسے گردن و برشدہ چاک چاک

برفتند از ان ہر دو ی کندآوران
تن بے دشت و سر بود و ترگ و کلاہ
چنین گفت لشکر ہمہ ہمگروہ

ہر چند کہ دلاور جانبازی کرتے تھے مگر وہ پتلے سحر کے تھے کسی کا حربہ اثر نہ کرتا تھا تلواریں اُنکے تن پر اُچٹ جاتی تھیں اور ساحروں نے زیر شمشیر آبدار رکھ لیا تھا منچلے مر رہے تھے دم محبت اسلام کا دم بھر رہے تھے جو کوئی مسلمان مر کر گرتا تھا کلمہ شہادت پڑھتا تھا گرم بازاری مرگ کا ہنگامہ تھا مقام عبرت و جائے یاس تھی کہ وہ سر جو دعوی چتر و افسر رکھتے تھے ٹھوکریں کھاتے تھے وہ جسم جو بازو زہ کمر رکھتے تھے بار ہستی سے سبکدوش نظر آتے تھے پتلوں نے پلہائے انسان خاکی بنیان کے نقشے مٹا دیئے تھے لاشوں کے ڈھیر لگا دیئے تھے خون مسلمانان کے دریا بہا دیئے تھے زمین ارغوان پوش تھی رات بھر کے جاگے نوشاہ عروس مرگ سے ہم آغوش خون کی دھاریں چہرے پر سہرے کی لڑیاں جسم پر ضرب اسلحہ کی دھجیاں نظر آتیں دست و پا عوض حنا کے خون سے رنگین جو صفوں سے برچھیاں تھیں نظم

کچھ بحث نہ گفتگو نہ نعرہ
وہ ولولہ صدا کوئی نہ بوسے
یاں بلبل و فاختہ کی فریاد

خاموش ہیں برنگ بزم تصویر
ارمانوں کے بستہ دربرابر
وہ گل ہیں کہاں کہاں وہ تماشا

سوتے ہیں منہ ایک بھی نہ کھولے
سب خواب میں بے خبر برابر

یہ حال جنگ جو شہزادہ کرب ابن امیر عرب نے دیکھا قریب بادشاہ عالیجاہ آکر عرض کیا کہ یا ظل اللہ اسوقت جو غلام عرض کرے وہ حضور پذیرا فرمائیں بادشاہ نے انگشت قبول دیدہ حق بین پر رکھی شہزادہ نامور نے عرض کیا کہ سپاہ دشمن سے کوئی بار نہیں جاتا اور یقین ہے کہ نصیب اعدائے دولت قاہرہ خدا نکردہ شکست ہو پس ایسے ہنگام میں ناموس صاحبقرانی اور بارگاہ سلیمانی بقبضہ کفار ان میں آجائیگی یا نہ صاحبقرانی بھی ہاتھ سے جائینگے بڑی رسوائی ہوگی پس مناسب ہے کہ بقیہ فوج کو جناب ظفر رکاب ہمراہ لیکر دامن کوہستان میں تشریف لیجائیں اور قلعہ کوہ کو ماوا و ملجا اپنا بنائیں بادشاہ نے فرمایا کہ اے کرب جو عرض تمہاری ہے منظور ہے اب جو کچھ میں کہوں وہ رد نہ کیجیو کرب نے عرض کیا کہ منت بجان پذیرم جو ارشاد عالی ہو شاہ نے فرمایا کہ ہمارے سر کی قسم تم ناموس امیر و سرداران و جملہ حرم محترم کو سوار کرا کر قلعہ کوہ پر چلے جاؤ مجاہدین دیں میں کبھی اُن کافروں کے مقابلہ سے قدم ہٹنے نہ پائیگا جب اپنی جان نہ لڑیگا اسوقت ع بعد از من کن فیکون شد شدہ باشد۔ کرب قسم دینے سے اس دلاور کے ناچار ہو گیا اور جنگ گاہ سے پھر کر دروازہ پر خاتون محل امیر کے آیا ملکہ کو دیا بانوئی ساس کو تسلیم عرض کر بھیجی اور کہا جلد تمام مخدرات عصمت و طہارت کو سوار کرائیے کہ مقدمہ جنگ دگرگوں ہے ملکہ مذکور نے بہت جلد تمام انتظام کیا اور پیکہائے فنس جو بہلے وغیرہ پر تمام پردگیان محترمات سوار ہو کر ہمراہ کرب دلاور روانہ ہوئیں کئی ہزار سوار محافوں کو گھیرے نواب ناظر خواجہ سرا بیکانی کہاریاں وغیرہ ساتھ بڑے انتظام سے بتجاوت تمام جانب کوہستان چلے شہزادہ کرب نے بارگاہ سلیمانی کو ساتھ نہیں لیا اس

سبب ہے کہ بارگاہ انکا رہ سوختہ و قاطع ارادہ پربار رہوتی ہے اسکے لڑنے میں عرصہ بہت ہوتا پس خیال کیا کہ ناموس امیر گھر جائینگی اُنکو پہونچا کر جائے محفوظ پر پھر بارگاہ لیجاؤنگا فی الجملہ امیر کو باہر بارگاہ سے ساتھ لیا اور جب باہر بارگاہ سے نکلے اثر سے جادو کے بیہوش ہوگئے اُنکو ہوادار پر ڈالکر ہر ایک راہی ہوا اور کوہ سفید کے قریب پہونچکر کچھ لوگ درۂ کوہ میں نہان ہوئے اور کریب نے گھاٹیان کوہ کی طے کرکے قلعۂ کوہ پر تمام عورات کو پہونچایا اور امیر کو سبزۂ زار مقام پر پہونچا کر لٹا دیا پھر شہزادہ موصوف کی غیرت مقتضی ہوئی کہ شاہ اسلام کو زمرۂ اعدا میں محصور چھوڑ کر آپ تنہا بیٹھ رہے پس محلات کو سپرد خدائے حافظ و نگہبان کرکے آپ پشت زرکب پر بیٹھا پھر روانہ ہوا یہان اتنے عرصہ میں لشکر اسلام نے شکست پائی تھی بدینوجہ کہ ساحرون نے سحر کرکے دست و پا ہر ایک کے بیحس و حرکت کردیے تھے تیلے قتل کرتے تھے لشکری ہاتھ بھی نہ ہلا سکتے تھے ناچار جنپر سحر کا اثر نہونے پایا تھا راہ فرار لائے اور بادشاہ ذیجاہ اُس جنگ میں بہت زخمی ہوئے تھے عیاران لشکر اُنکو بھی بحالت زخمداری کہ ظل اللہ پر غش طاری تھا ہوادار پر ڈالکر بھاگے کفاران نابکار و ساحران غدار پڑاؤ پر آکر گرے اہل اسلام بادشاہ کو لیکر وہان سے بھی بھاگے دشمنون نے تعاقب کیا اُسوقت شہزادہ کریب آکر معین و ناصر ہوا اور لڑتا بھڑتا جنگ رستمانہ کرتا بادشاہ کو گروہ دشمنان سے نکالکر کوہ سفید کے قریب لایا اور اُس جنگ میں کہ شہزادہ دلاور تنہا تھا زخمی ہوگیا الغرض جرأت کرکے شاہ عالم پناہ کو قلعہ پہاڑ پر پہونچا کر برابر امیر کے لٹا یا اپنے زخمون کو باندھکر انتظام میں مصروف ہوا تیرانداز اور سنگ انداز لگی اُنکو روک کر استادہ ہوئے عیار پتھر گوپھن میں رکھکر مرگ پر آمادہ شعار جبال میں استادہ ہوئے لیکن بعنایت رب العزت لشکریان فوج شقاوت و عداوت جو اہل اسلام کے تعقب زدوکشت کرتے آتے تھے مسلمانونکے نکل جانے سے اُس لاچی میں آکر پھرے کہ خیامگاہ مسلمانان چلکر لوٹیں چنانچہ ایسا ہی کیا کہ بازارین اور خیمہ لوٹنے لگے ہنگامہ عظیم برپا کیا لقا سے کہا کہ یہ خیمہ بارگاہ و سراپردہ جو فرزندان حمزہ اور اُسکے سرداران ذیشان نے طلسمات فتح کرکے بہم پہونچائے ہین اس قابل نہین کہ لٹ جائین یا جلائے جائین خداوندان تحفہ است انکو اپنے قبضہ میں فرمائین اور لشکریون کو غارت کرنے سے منع کرین لقا نے اُسکے کہنے سے ساحرون کو پاس بلاکر حکم دیا کہ لشکر تاخت و تاراج کرنے سے رد کو ساحرون نے بزور سحر منادی کرائی کہ ہرگز لوٹنے کا کام مسلمانان کے ارادہ نکرے لشکر کے لوگ دست کشیدہ ہوئے اس عرصہ میں وہ زمانہ آیا کہ سرہنگ شب نے سونا آفتاب کا لوٹنا چاہا وہ متاع جان اور روپیا اپنی بچائے گیا اور غار مغرب میں جاکر پوشیدہ ہوا

نظم

تاریکی شب تھی ایسی چھائی — دیتا نہ تھا کچھ بھی دکھائی — تاریکی شب تھی ایسی حائل

چشم اعمیٰ بخیل کا دل

شام کو اس لشکر ضلالت اثر نے بھی کمر کھولی بارگاہ سلیمانی اور تمام خیام و خرگاہ اہل اسلام قبضۂ دشمن نافرجام میں آئے لقا اُترکر تخت نیلان سے داخل بارگاہ سلیمانی ہوا مقام سلیمان دیو کو ملا خزانہ پر جانب بھیجا لیکن بارگاہ مذکور میں ساحر نہین آسکتے ہین اس سبب سے یہ گمراہ بھی اُس جگہ نہ ٹھہرا کہ بغیر ہمنشینون کے لطف صحبت نملے گا پس بارگاہ حرامی میں تخت نکبت آثار

بچھوا کر متمکن ہوا ساحران نابکار بھی وہان آ آکر کرسی در جنگل پر متمکن ہوے اور صندوق ساحری طلب کرکے بلاد صبا
نے سوارون کو پتلے بنا کر بند کیا اور ایک عرضی خدمت افراسیاب مین اس مضمون کی لکھ کر روانہ کی کہ لے شاہ
ساحران ہم نے باقبال شہنشاہی کل مسلمانون کو تباہ و برباد کیا اسم اعظم حمزہ کا بجلا دیا چند پا شکستہ ہمارے ہاتھ سے
بچ کر ایک پہاڑ پر پناہ گزین ہین اور جملہ سردار حمزہ کے ہمارے قید مین ہین اب بہت جلد ہم فتح کامل حاصل کرکے
خداوند کو تخت خدائی پر تمام عالم کی قائم کرینگے اور خداوند سے طرہ بینظیری لیکر حاضر خدمت بادشاہ جادوگران
ہون گے اس عرضی کو حسب دستور ہوا پر رکھوا کر نقارہ بجوا دیا پنجہ اُٹھا لے گیا بعد بھیجنے عرضی کے وہ مسلمان
جو اس جنگ مین بیحس و حرکت ہوے تھے انکو اسیر کرکے زندانخانہ مین بھیجا بازارین مسلمانون کی بند تھین رعایا
فرار ہو گئی تھی اپنے لشکر کی بازارین وہان کھلوادین اور حکم دیا کہ رات بھر بازارین کھلی رہین دکانین کھلی رہین
ہر سمت ہنگامہ عیش و نشاط برپا رہے یہ انتظام کرکے آپ بھی جشن کیا ارباب نشاط کو بلایا ساقی گلبدن و
سیمتن حاضر ہوے جلسۂ عشرت جمع ہوا وہ سامان انبساط اُس شب کو مہیا تھا کہ فلک زر آفتاب و سیم طلا کو اُس انجمن پر
نثار کرتا تو بجا تھا زرگل گلشن عالم کا گلرخون کے حصہ مین آیا تھا غنچۂ خاطر کا فران بخیل بھی تنگدست تھا شگفتہ ہو کر فراخ حوصلگی
دکھاتا تھا وقت نشاط سے ہر ایک مالامال گریزان وہان سے رنج و ملال زنان پری پیکر کا جناز جوبن کی بہار
غضب کا نکھار ساقیان مہر و یدار کی پکار کہ ادھر آؤ شراب خرمی پی جاؤ نازک اندام رقاص اُس رعنائی
دستعار خوشی کو دیکھ کر یہ شعر حسب حال گاتے تھے شعر

کٹے خوشی سے تو ہے عمر خضر بھی تھوڑی
وگرنہ یکنفس بھی بہت ہے جینے کو

اس جلسہ نشاط بیدیان کی کیا تعریف بیان کی جائے اسیقدر صفت کافی ہے اب کیفیت نامہ پہونچنے کی شاہ
جادوان پاس بیان کی جاتی ہے کہ شاہ مذکور طلسم ہزار برج سے جو بغیظ و غضب تمام اس فکر مین روانہ ہوا
تھا کہ طلسم نور افشان کسی طلسم کشا کو پیدا کرکے توڑ ڈالون چنانچہ اسی فکر مین کوہ نیلم چلا کوہ مذکور کا راستہ ظلمات طلسم سے ہے
پہلے ظلمات مین آیا اور اُس مقام پر ایک صحرائے طلسمی گلون اور درختون سے پُر بہار تھا بادشاہ وہان ٹھہر کر سیر
کرکے غم دل کو اپنے بہلاتا تھا اُسی اثنا مین پہلے پنجہ نے نامہ ادا کر دیا کہ اسمین مضمون مدد مانگنے کا تھا شاہ نے نامہ پڑھکر
سحر پڑھا اور دستک دی کہ جنگل کے ایک گوشہ کی طرف سے گرد اُڑی اور زنجیر کی جھنکار سنائی دی اور ایک ساحر
بال منہ پر بکھرائے لنگوٹ باندھے زنجیر پاؤن مین پڑی سامنے آیا بالکل دیوانہ مزاج تھا سارا جسم مٹی مین بھرا
پایان تھنا ایک کافر تھا یہ اشعار جنون خیز زبان پر لایا بمقتضائے نظم

میدان جنون کے مرد کم ہین
ڈھونڈھیگا ہمین غبار صحرا

سجادہ نشین قیس ہم ہین
ہے ہم سے جنون کا گرم بازار

ہم پر ہے فقط مدار صحرا
جب ہم نہ ہوے کہان یہ دربار

غرض اس وحشی صحرائے السو نحری نے بادشاہ کو پاؤن اُٹھا کر بجائے تسلیم تلوا دکھایا پھر اپنا سر اپنے ہی پیر
پر جھکا کر ایک قلقاری ماری اور ہر سمت دوڑتا پھرا جب جوش و خروش کم ہوا اُسوقت سامنے آکر ٹھہرا

بادشاہ نے فرمایا کہ اے مجنون جادو ہم ایسے مقام پر تمھیں روانہ کریں کہ تمھاری نجات ہو جائے اُسنے کہا کیا
خداوند لقا پاس بھیجیے گا شاہ نے فرمایا کہ ہاں اُسنے یہ سنکر ایک چیخ ماری اور خوب ہنسا اور کہا آج رات کو
خداوند میرے پاس آئے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چل شاہ جادوان یہ تقریر استماع کرکے سمجھا کہ اس نے
خواب میں خداوند کی زیارت کی بس اُس دیوانہ کے گرد پھرنے لگا وہ اسکے گھومنے سے آپ بھی چکر لگاتا تھا غرض
بعد اس گردش کے ہنوز کچھ اور کلام نہوے تھے کہ خبر عرضی مشتمل مضمون فتح لیکر آیا بادشاہ پڑھ کر شادکام ہوا اور
دل سے کہا کہ جب اتنا بڑا لشکر حمزہ کا دو ساحروں نے برباد کردیا تو ایک اسد کی کیا حقیقت ہے معلوم ہوتا ہے
کہ خداوند لقا اب تقدیر زبردست کرتے ہیں اور انکو بربادی بندگان مغضوب کی اب منظور ہے یہ دل سے
تجویز کرکے ساحر دیوانہ سے کہا کہ تو تمھارے بھیجنے کی نیت ایسی مبارک ہوئی کہ بلا و صبا نے تمام لشکر مسلمانوں کا
غارت کردیا چند مسلمان ایک پہاڑ پر چھپے ہیں انکو جاکر تم گرفتار کرو اور سرداران لشکر اسلام قید میں اُن کے
سرکار کو لیکن بلا و صبا سے لڑنا نہیں اُنکی اطاعت میں رہنا زیادہ دیوانہ پن نہ کرنا اسنے عرض کی کہ غلام جاتا ہے
اور جیسا ارشاد ہوا بجا لاتا ہے میرا دیوانہ پن بھی خدمت خداوند میں جاتا رہیگا اور نام بھی میرا ہوگا کہ لڑائی
فتح کی یہ کہکر ناچتا ہوا اور خاک اُڑاتا اپنے مقام پر آیا اور وہ مقام جہاں یہ رہتا ہے ایک درہ ہے اور
اُس دامن کوہ میں کئی ہزار دیوانہ اُسکا مطیع و منقاد رہتا ہے اُسنے آتے ہی ایک چنگھاڑ دیو کی طرح لگائی کہ وہ
سب دیوانہ اُسکے سامنے جمع ہوکر آئے اُسنے اُن کو حکم روانگی دیا تو وہ سب دیوانے بیابان میں چکر لگانے
لگے دیوانگی جتانے لگے کوئی ہنستا کوئی روتا کوئی یہ شعر مجنونانہ پڑھکر جنگل سے وداع ہوتا

آوارہ پھرے ہے گرد ہر سو
چھالوں کو کرینگے یاد کانٹے
بربادی وسعت بیابان
چلائینگے نعرے مارینگے غول

دکھلائیں کس کو آنکھیں آہو
دیکھے گا اُٹھا کے سر بگولا
ویرانی سایۂ مغیلان

ہوجائیں گے نامراد کانٹے
اس دشت کے کیا ہوے وہ شیدا
ہے کون کسے پکارینگے غول

یہ اشعار پڑھ کر کبھی خار دشت سے رخصت ہوے اور کبھی جھاڑیوں کے گرد
پھرے اسی جوش و خروش میں تھے کہ مجنون جادو نے پھر ایک چیخ ماری اُسکے چیختے ہی گوشۂ صحرا سے ہزار بتیلے
غولہاے بیابانی کی گردن پر سوار ہاتھوں میں جھنڈیاں لیے نفیریں منہ سے لگاے پیدا ہوے اُس جگہ پہونچتے ہی
نفیروں کو اُنھوں نے دم دیا پھر کیا تھا دیوانہ کو ہو بہت ہے نہ کہ نفیر کی آواز بس ہر ایک دیوانہ زمین پر گرکر تڑپا بعض
انمیں ناپدید ہوکر غبار زمین بنا اور بگولے کی طرح پیچ و تاب کھاتا اُٹھا اور بعض شعلہ بنکر زمین پر چمکا اور آگیا بتیال
ہوکر جابجا روشنی دکھانے لگا اسی طرح کوئی بونڈلا بنکر چکر کھاتا تھا اور کوئی آگیا بتیال بنا ہوا روانہ ہوا بتیلے نفیر بجاتے
جھنڈیاں سرخ ہلاتے آگے بڑھے مجنون نے پھر تیسری چیخ ماری ایکی مرتبہ آندھی سیاہ آئی اُس آندھی میں دیوانہ
بھی لپیٹ کر لیجی ایک بلاے سیاہ بنکر روانہ ہوا تو نفیروں کو دم ملنا دیوانوں کے قلقاریوں کی صدا آندھی کا شور
آگیا بتیالوں کا بھق بھق آگ روشن کرنا پناہ بخدا عجب طرح کا ہنگامہ آفت خیز برپا تھا کہ چرخ پر خورشید بھی خوف

نظر آتا تھا زمانہ پر از بلیات نظر آتا تھا چرخ سے جتنی بلائین کہ نازل ہونے کو تھین ایکبار گی آکر اس جگہ اکٹھا ہوگئی تھین اور مسلمانون پر چلی تھین خدا تعالی اہل اسلام کا محافظ و نگہبان ہے یہ بلائین اُن پر جاتی ہین دیکھیے کیا آفت لاتی ہین ادھر تھا بارگاہ حشامی مین بیٹھا ناچ دیکھ رہا ہے اور مسلمان پہاڑ پر پناہ گزین ہین لیکن چالاک اور ابوالفتح کو فرط رنج سے قرار نہین ہے یہ پہاڑ پر سب کو چھوڑ کر اس فکر مین جانب عدو چلے کہ حصار آتشین سے باہر لشکر مسلمانان کی مقام تھا اُترا ہوا ہے بن پڑے تو ساحرون کو مار ڈالیے یا اور کافرون سے جو کوئی ملے اسکی جان لیجیے غرض اسی فکر مین صورت خدمتگاران دشمن کی ایسی بنا کر بارگاہ حشامی مین داخل ہوئے دیکھا تو ہنگامۂ عشرت ہے جلسۂ عیش و عشرت ہے یہ تو ٹھہر کر تدبیر کرنے لگے لیکن سحر بلخی اور کلبا د عراقی اور برزک وغیرہ چند عیار ملکر اسی فکر مین یہان آئے تھے انمین دو تین عیار تو آبدار خانے کے پاس آئے اور ملازم جو صراحیان برف مین جھل رہے تھے پانی کا انتظام کر رہے تھے اُنکو مکر سے پاس اپنے بلایا اور تنہائی مین لیجاکر اُنکو بیہوش کرکے مار ڈالا اور پیراہن اُنکا اُتار کر اُنکی ایسی صورت بنکر آپ آبدار خانہ کا انتظام کرنے لگے اور سر ہنگ قریب بارگاہ آکر پھرنے لگا اتفاقاً ایک کنیز صبا کی باہر کسی کام کو آئی حقیقت مین صاحب حسن و جمال تھی کنیز نہ تھی مالک خوبان اور دولت حسن سے مالا مال تھی زلف پُر شکن اُسکی دام دلہاے عشاق چتون اُسکی دلبری مین چاق ابرو اُسکے محبوبی سے جفت خوبی مین طاق چشم فتنہ زا کے کے اشارے کہ دل عاشقون کے ہم سے ہارے گوشۂ چشم مین قیامت نہان شوخی و شرارت سود اگر یبان کم ہم ایسے کہان رخسار پر جس کے ملاحت قربان نظم

ہر موے مژہ وہ عربدہ ساز
ہے مرگ قتیل تیغ بازی
حسن اُسکا فروغ جاودانی

خونریز لبان ناحق باز
دانتون کا دہن مین ہے وہ عالم
لیتی تھی بلائین خود جوانی

وہ ترک کہ وقت ترکتازی
غنچہ مین ہین قطرہ ہاے شبنم

عیار مذکور نے جو اُس سراپا حسن کو دیکھا صورت تو بدلے ہی تھا قریب اُسکے گیا اور کہا اے صاحب حسن مین اپنی بی بی کو بھی اپنے ساتھ رکھتا ہون چنانچہ اسوقت وہ خیمہ مین تنہا ہے اور نہین معلوم کہ کیا عارضہ اُسکو ہوا ہے جو اسوقت لوٹ رہی ہے اور کہتی ہے کہ کسی عورت کو بلا دو تا اُس سے اپنا حال بیان کرون مرد سے وہ عارضہ قابل اظہار نہین تو واسطہ سامری کا میرے حال پر آپ رحم فرما کر میرے خیمہ مین تشریف لے چلیں بعد لمحہ کے چلی آیئے گا کنیز ترس کھا کر اُسکے ساتھ ہولی یہ اُسکو راہ کترا کر اکیلے مین لایا اور حباب نذر کر بیہوش کیا اور اُسی کی ایسی صورت بنکر اُسکو کسی غار مین چھپا کر کپڑے اُسکے پہن کر بارگاہ میں آیا اور سامنے بلا کے استادہ ہوا اس اثنا مین بلا کو پیاس معلوم ہوئی اُسنے سر بلند کرکے ملازمان کی جانب دیکھا اور کہا کوئی پانی پلاے چالاک جو پہلے سے یہان موجود تھا اُسکے سر اُٹھانے سے دو ایک ساحرون کی آڑ مین ہوگیا کہ مجکو شناخت نہ کرے اُدھر آبدار خانہ مین جو عیار منتظر تھے اُنمین سے ایک گلاس تھالی جو ڑ مین لگا کر پانی بیہوشی آلود سامنے ساحر مردود کے لایا اُسنے پانی پیا لیکن نگاہ اُسکی کنیز مصنوعی یعنی سر ہنگ پر پڑی ایک تو وہ کنیز تھی ہی خوبصورت دوسرے اس عیار کی بناوٹ دیکھتے ہی

طائر دل اسکا اسکے دام زلف میں اسیر ہوا اور اپنی بہن سے کہا کہ اس کنیز سے ہمبستر ہونا چاہتا ہوں تم جاؤ
دو اُسنے کنیز کو بلا کر حکم دیا کہ بھائی صاحب کے ساتھ جاؤ اور جو کہیں بجا لاؤ یہ کہکر برادر کو اشارہ کیا کہ جائیے از بسکہ
یہ درہ کوہ میں جا کر مقیم ہوئے اور خیمہ بارگاہ اُنکا لشکر یقا میں ہے یہاں کہاں کنیز کو یہ ساحر لیجاتا پس اُسنے
اژدر آبدار خانہ میں جانے کا قصد کیا بزعم خنجر زادے اور کنیز کو ہاتھ پکڑ کر لے چلا چونکہ پانی زمین میں بیہوشی پی چکا تھا
بیہوش ہوئے تھا عیار اسکو بغلوں میں ہاتھ دیکر سیٹیا التا ہوا آبدار خانے کے لایا وہاں سب عیاروں ہی کا
انتظام ہے ساحر کو بیہوش ہو جانے دیا اور صلاح کی کہ قتل کر ڈالیں لیکن یہ خوف طاری ہوا کہ اسکے مرنے سے
غصہ میں آکر صبا سرداران اسلام کو نہ ضرر پہونچائے پس یہاں سے لیجا کر قید کرنا چاہیے یہ صلاح کرکے
پشتارے میں باندھا اور کہا نقب دیکر لے چلنا چاہیے یوں تمام ساحر جمع ہیں لیجانا مشکل ہوگا غرضکہ نقب کھودنا
چاہا تھیں ایک عیار نے کہا یہ بارگاہ خشانی ہے خواجہ عمرو اور سب ہم عیاروں نے جا بجا کنوئیں اور سرنگیں
کھود رکھی ہیں اسی دن کے لیے کہ اگر بارگاہ میں بھی ہم گھر جائیں تو براہ نقب نکل جائیں چنانچہ اس مقام پہ
بھی ایک نقب ہے میں اسکا دہنہ کھولتا ہوں تم سب اُسی راہ سے چلو عیار یہ کلام سنکر خوش ہوئے اور
خنجر سے ایک جگہ زمین کھودی دہنہ نقب ظاہر ہوا یہ سب اُترکر روانہ ہوئے بلا کا پشتارہ سرہنگ نے لادا
اور بہت خوش ہو کر جلد قدم زن ہوئے لیکن بارگاہ میں صبا کا دم گھبرایا اور بختیارک سے کہا میں نے سنا ہے
بھیا بڑی دیر سے ہمراہ کنیز گئے ہیں ابھی تک آئے نہیں شاید وہیں سو رہے تو صاحب میں نے کنیز کو اس لیے
تو دیا تھیں جو ہر وقت اس سے کام لیا کریں اور وہ کمبخت بند وہ میری سوت بنکر بیٹھے میں نے اسلیے اسکو دیا ہے
کہ چیز بھی انکو پسند ہے کبھی کبھی اُسکو بلا لیا کریں کیونکہ اچھی چیز سب ہی کو پسند ہوتی ہے بختیارک نے یہ تقریر سنکر
جواب دیا کہ اے ملکہ اس بھروسے نہ رہنا کہ وہ کنیز کے پاس آرام کرتے ہیں ذرا خبر تو لو کہیں عیار نہ فقرہ دیں اور
کام اُنکا تمام کریں ساحرہ یہ سنکر بیتابانہ اٹھی شیطان بھی ہمراہ ہو لیا کہ ایسا نہ ہو تنہا جانے سے یہ بھی مبتلائے بلا ہو
غرضکہ آبدار خانہ میں دونوں آئے یہاں وہ ایک آبداروں کے سر کٹے پڑے تھے گھڑے پانی کے غیرت سے پانی
پانی تھے جام پھٹنے کے عوض رونا چاہتے تھے دہنہ نقب کھلا ہوا تھا اور کوئی نہ تھا شیطان نے کہا بڑا غضب ہوا
میں نہ کہتا تھا کہ اس کنیز میں کچھ نہ کچھ فتور ہے اب عیار چلے ہوئے ہیں بغیر مار ڈالے نہ رہیں گے بلا کی جان مفت گئی
ساحرہ نے یہ سنکر اُسی وقت اپنے کان پہ ہاتھ ڈالا اور اُس کے کان میں جو بالا پڑا ہے ہیں بجائے جو مرے
ایک مگر جواہر کا لٹکا ہے چنانچہ اس مگر کو اُسنے بالے سے نکال کر زمین پہ پھینکا اور سحر پڑھ کر پکاری کہ ہاں لینا عیاروں
کو جانے نہ کہیں میرے بھائی کو لیے گئے ہیں جلد گرفتار وہاں جا کر کرنا مگر یہ صدا سنتے ہی لوٹا اور اصلی مگر دریائی
بنکر مثل اژدر نقب میں در آیا عیار دوسرے سرے پر نقب کے پہونچے تھے ہنوز باہر نہ نکلے تھے کہ مگر نے جا لیا اور
اژدہے کی طرح دم کھینچا کچھ عیار تو کود پھاند کر باہر نقب کے نکل گئے اور بھاگے لیکن سرہنگ جو پشتارہ لیے تھا
ہر چند بھاگا مگر بھاگ نہ سکا مگر نے مع پشتارہ اسکو اور ایک عیار اور جو اسکے پیچھے تھا ان دونوں کو نگل کر پھرا اور آبدار خانہ میں

آکر نکلا ساحرہ منتظر کھڑی تھی اُسکے پھر آنے سے اپنے مقام پر آئی یہان ساحر کی گرفتاری سے غلغلہ برپا تھا جلسہ عشرت
درہم برہم ہوا تھا لقا کو بڑا تردد تھا کہ اگر ساحر کو عیارون نے مارا تو سردار چھوٹ جاینگے اور یہان آکر آفت ڈھاینگے
پھر جلسہ اُٹھنا پڑیگا اسی فکر مین ناچ رنگ سب موقوف تھا کہ ساحرہ آئی اور دنگل پر جھوکر گرے کہا جنکو تو نگلگیا ہے
اُگل دے مگر نے دونون عیارون کو مع بقشارے کے اُگل دیا اور آپ اسی طرح چھوٹا ہوکر جواہر کا بنگیا ساحرہ نے
اُٹھا کر بالے مین ڈال لیا بختیارک نے یہ سحر دیکھکر بڑی تعریف کی کہا اے ملکہ سامری بھی کرتے تو اتنا ہی سحر اُن سے ہوتا
جیسا تمنے جادو کیا واہ کیا کہنا لقا نے کہا قدرت نے یہ تقدیر ساحرہ اسلیے فرمائی تھی کہ اس بندی قدرت کا مظہر ہو
تو ہماری خاص بندی ہے ہمنے بڑا تجکو رتبہ دیا ہے ہاتھی کی طرح تجکو اپنا زور خود نہین معلوم ہے ساحرہ نے یہ سنکر سجدہ
خداوند کو کیا اور بقشارہ سے بلا کو کھول کر ہوشیار کیا عیار بھی دہن مگر مین جاکر بیہوش ہوگئے اُن کو باندھ کر
ہوشیار کیا یہ سب کیفیت چالاک وابو الفتح نے جو یہان موجود تھے دیکھی از بسکہ ملازم بنے ہوسے تھے مشکین
باندھنے کے حیلے سے قریب عیاران آئے اور موقع پاکر انکے کان مین کہا کہ یہ بارگاہ ہم لوگون کی بچھی ہوئی ہے یہین
برابر آبریز کے بھی ایک نقب ہے تم جس طرح ہوسکے اُسی مقام پر جا کو بیٹھنا ہم باہر جاکر اندر نقب کے آئینگے اور تم کو
کمند مار کر کھینچ لینگے وہان سے بھاگ چلنا یہ سمجھا کر انکو باندھکر کسی حیلے سے آپ باہر بارگاہ کے نکل گئے اور جس جگہ
دہنہ نقب باہر بارگاہ کے تھا وہان پہونچکر اُسکا وا کرکے اندر آئے یہان سرہنگ برق جو بندھے کھڑے تھے ساحرہ سے
گویا ہوئے کہ اری دیوانی تو نے ہمکو ناحق گرفتار کیا ہے ہماری قضا کسی طرح نہین ہے اگر تجکو اعتبار نہو تو برابر آبریز کے
سحر اُتار کر ہمکو بٹھوا دے پھر جانئے کہنے کا امتحان کرلے شیطان نے یہ فقرہ سنکر کہا تم تو ایسی باتین کرتے ہو جیسے کہ
قید ہی نہین ہوگیا آبریز کے پاس جاکر چلے جاؤگے عیارون نے کہا کچھ بھی شک بھی ہے ہم کو روک کون سکتا ہے
ہم جب چاہین چلے جائین اسوقت بھی برابر آبریز کے پہونچے اور گئے ساحرہ کو یہ باتین سنکر غصہ آیا اور کہا اچھا اسی مقام
پر کہ جہان تمہاری خواہش ہے بٹھلائے دیتی ہون اور سحر بھی اُتارے لیتی ہون دیکھون تو کہ تم کیونکر چلے جاتے ہو
عیارون نے کہا از این چہ بہتر نیکی کا کیا پوچھنا ساحرہ ایسا طیش مین آئی کہ جادوگرون کو حکم دیا ان عیارون کو جہان
یہ کہین بٹھا دو ساحرون نے انکو اُٹھا کر اُسی جگہ حسب خواہش عیاران بٹھا دیا عیارون کو جو مقام کہ چالاک بتا گیا
معلوم تھا وہی پسند کرکے بیٹھے بختیارک ساحرہ کو بہت ملغ آیا کہ یہ عیار جو کہتے ہین سچ ہے بیشک یہ چلے جاینگے
اے ملکہ تم کو غصہ دلاتے ہین اور فریب دیتے ہین انکے مکر مین نہ آؤ ساحرہ نے کہا شیطان کا بدیران کیا غرضکہ جب عیار
برابر آبریز کے بیٹھ چکے چالاک نے صدا انکی نقب مین سنی اور طبقہ زمین کو خنجر سے کاٹکر دہنہ نقب پیدا کیا جیسے ہی زمین
کھدی عیارون نے کہا اے صبا ہم چلتے ہین اُسنے کہا واہ دیکھا نہین ہنوز یہ کہکر دروازہ ہان تھا کہ چالاک نے نقب کے اندر سے
کمند ماری عیارون پر سے ساحرہ از بسکہ سحر اُتار چکی تھی فقط بندھے تھے کمند مین اُلجھا کر اُسنے کھینچ لیا بارگاہ مین غلغلہ ہوا
کہ وہ گئے وہ گئے صبا گھبرا کر اُٹھی اور اُسی طرف دوڑی صبا تو گھبرائی ہوئی تھی مگر بختیارک نے کہا کہ اے ملکہ جلدی مگر کو
چھوڑدو اُسنے جلدی کان سے بالا اُتار کر مگر کو نکالا اور زمین پر پھینک کر سحر پڑھا کہ وہ چلی مگر بنا اسکو حکم دیا کہ اس

نقب میں دشمن میں انکو پکڑا لاؤ مگر ترتیب کر اندر نقب کے چالاک عیارون کو کھینچکر مشکیں انکی کھول رہا تھا انمین گھرا اندر نقب کے کودا اسنے سنبھلکر کمند مگر پھر بھی لگائی مگر کیا کرین جو حلقہ کمند کے جال کی طرح پڑتے انمین سے نکلنے کے لیے جو تڑپا حلقہ کمند تو ٹوٹ گئے لیکن وہ اس زور سے تڑپا تھا کہ نقب کے باہر نکل آیا دہن نقب پر ساحرہ وغیرہ تماشہ دیکھنے کھڑے تھے مگر مین وہ زور سحر کا تھا کہ کمند کو توڑا اور اس طرح پر باہر نکلا کہ چند ساحرون کے سینے توڑ کر دور جا گرا وہ ساحر تو فی النار والسقر ہوئے شور ننگے مرنے کا بلند ہوا بارگاہ مین اندھیرا ہو گیا ساحرہ مگر کے پیچھے دوڑی کہ مبادا ادہر کو ضرر پہونچائے اُدہر چالاک نے مشکیں عیارون کی کھولدین وہ سب بھاگ کر دوسری طرف سے نقب کے باہر نکلے ساحرہ نے جا کر مگر کو پھر اُٹھا کہ بدستور سابق بالے مین ڈال لیا لیکن طائر ہوش پران تھا کہ بلا کے عیار ہین کہ میرے سحر کو بھی رد کر دیا شاید وہ بھی ساحر زبردست ہین غرض پھر کر اپنے مقام پر آئی یہان ہنگامہ برپا تھا بیرغل کر رہے تھے اندھیرا تھا ہر شخص میں حواس تھا کہ یہ کیا آفت آئی لقا کا عیش منغص و تلخ تھا رقاص بھاگ کر الگ چھپے مطرب کہین ساقی کہین تھے جام انجام کے سوچ مین یہ نیرنگی دیکھ کر سرنگون شیشون مین شراب سرخ نہ تھی خوف سے دل خون گویے کھڑا اگ مین ہم کے پھنسے ہوئے رامشگر بھاگ بھاگ کر تتیا ناچ ناچتے شب عشرت کم رہی تھی تو بھاگ گاتے اُدہر بختیارک کھڑا ناچ نچا رہا تھا کہ واہ واہ کیا نئی اُپج کی لی ہے اب تو کوئی دم مین مرلیا باجا چاہتی ہے ہم کہتے تھے کہ عیارون کے کہنے مین نہ آؤ نہ مانا ویسی ہی سزا پائی ساحرہ یہ باتین سنکر خفیف تھی اور گردن جھکائے بیٹھی تھی مختصر یہ کہ بعد کچھ دیر کے وہ ہنگامہ موقوف ہوا لقا نے ساحرون کو ملکدر دیکھ کر کہا اے بندگان قدرت تم نے میری نیرنگی قدرت کا تماشا دیکھا یہ میری قدرت کے ادنی کھیل ہین اور بائین ہاتھ کے کرتب ہین کبھی دشمن کو قوت عطا کرکے تماشا دیکھتا ہون کبھی تم بندون کو زور عطا کرتا ہون اب تم گھبراؤ نہین ابکی ایسی تقدیر کر دونگا کہ عیار سب گرفتار ہو جائین ساحرون نے یہ عنایت خداوندی دیکھ کر سجدہ کیا اور کہا یا خداوند ہم تیرے بندے گندے ہین تجھکو ہماری فکر ہوگی تو کیسے ہوگی ہمکو ان عیارون نے ذلیل بہت کیا ہے ہم صبح کو ان مسلمانون کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دین گے ملک عدم انکی روحون سے بسا دینگے لقا بولا کہ یہ تقدیر مین نوے ہزار برس پیشتر سے کر چکا ہون کہ صبح کو سب مسلمان تمھارے ہاتھ سے مارے جائین گے اچھا اب تم خوش ہو ناچ دیکھو اور داد عیش و نشاط دو یہ کہکر دوبارہ جلسۂ عشرت مرتب فرمایا رات گذر چلی تھی کافرون کو دم بھر بھی عشرت نصیب نہوئی کہ نہنگ بحر اخضر فلک سینۂ خاور توڑ کر غار مشرق سے باہر آیا اور صبا سحر کو سناتا ہوا کہ **نظم**

چو خورشید تابان زبرج برہ	بیاراست روئے زمین یکسرہ
یلان بر نہادند زآہن کلاہ	جہان شد پر از اسپ و بوق و سپاہ

ہنگام سحر بعد فراغ احتیاجات ضروری ساحران نابکار سوار ہوئے چہلہا ساحرِ بیشمن تن اپنے ہمراہ لیے لقا سے گمراہ بھی فیلان زنجیر بند پر تخت نشین بصد فر و تمکین ہوا ساحر اور کوہی اور سنجالی باختری مشرقی حصاری سماکی اور ساسانی گرگانی بیشدادی کیمانی شیدادی تمام قومین مشغول مورد ملخ کے جانب کوہ برائے قتل مسلمانان روانہ ہوئین ساحرون کے سحر سے آفتاب ہزار رنگ نکلتے اور غروب ہو جاتے اژدرین اور ثعبون کے جتے زہر اُگلتے مثل ہوا کے سنسناتے جاتے ایک طرف سیاہ عددے گمراہ

گھٹا کی طرح اُمڈی ہوئی سواروں کے گھوڑے ہنہنانے اسلحہ کی چقاچاق گنبد سما اور جوف دنیا میں گونجنے لگی تمام زرقی گرد و غبار کا تتق بلند ہوا و ہر دو رمز نظم

ز لشکر ہر آنکس کہ بد پیش رو | بر انگیختند اسپ و برخاست غو | غو طبل بر کوہ و زمین بخاست
در قلب سپہ را برآورد راست | برفتند شمشیر و تر دین بکف | کشیدہ سپہ بر سہ فرسنگ صف
سپہ اندر آمد ہمی فوج فوج | بر انسان کہ برخیزد از آب موج | اقبیر اندر اندودہ چہر سپہر
کسی را نہ بد بر تن خویش مہر

یہ ساحران بیحیا آمادۂ جفا بارادۂ قتل و قمع مسلمانان القیار روانہ ہیں انکو تو راہ میں چھوڑیئے اب انکے سرکوب کا حال مبارک فال سنیئے بیت کنون من کنم داستان برینم یکی پر ز ہمی یاد خسرو کنیم سابق میں بیان کیا گیا تھا کہ شہزادہ ایرج و تورج پاس دمہ طلسم ہزار برج پر پہونچے تھے اور تورج کو بہت کچھ سمجھایا تھا کہ طلسم میں نجائیں مگر اُنھوں نے آخر کار داخلہ طلسم مذکور میں کیا اور ایرج نے اُنکی خبر کے لیے عیار دنکو بھیجا چنانچہ وہ حال اُسی تورقیم ہو گا حاصل مرام جب شاپور و ضرغام بھی داخل طلسم ہو چلے اور پھر کر نہ آئے ایرج عالمقام نے لشکر اسلام کی طرف پھر آنا مناسب نہ سمجھا فوج کو میان کو اپنے ہمراہ لیکر آپ بھی جانب طلسم ہزار برج چلا اور راستہ سے نا بلد تھا اُسطرف کہ جدھر تورج طلسم فتح کرتا ہوا گیا ہی بھول گیا اور سمت کو دوسری طلسم کے رُخ اُدھر گیا یہانتک کہ بعد قطع منازل و مراحل ایک قلعہ کے قریب پہونچا چونکہ طلسم ہزار برج کے گرد کوہستان ہو اور صحرا ان زبردست اور کہ یہان سرکش بستے ہین شہزادہ موصوف خارج از طلسم اس قلعہ کے نزدیک پہونچا یہ قلعہ جات برائے حفاظت طلسمات ہین اس سبب بادشاہان طلسم نے ساحرون کو خارج از طلسم یہ قلعہ عنایت کیے کہ حاکم بنایا ہی غرضکہ شہزادۂ ملکوتی نے اُس حصن حصین کو بہت مستحکم و استوار پایا خندق گرد قلعہ کے مثل دریائے زخار تھی فصیل بلند دروازہ کی ہر ایک کیلی پائدار تھی پل پختہ پڑا تھا اور قلعہ و اتھا ہزار ہا ساحر آتا جاتا تھا برج ہائے بلند نے فصیلین قلعہ کی بہت مضبوطی سے آراستہ تھا آسمان کئی زندے سے بے برج پر ساحران غدار آترے ہوے ہجوم کرتے اُس عمارت کا یہ نقشہ تھا

نظم

چہ کوہ بلند آن در حصن بود | بر آوردہ سر تا بچرخ کبود | یکی جائے دارد سر اندر سحاب
ز خارا بر آوردہ از قعر آب | اگر گرد حصن دریا بود جائے او | کسے تک نہ لا اندرین پائے او

شہزادہ اُس قلعہ کو دیکھکر وہان سے کچھ دور ہٹکر قیام پذیر ہوا لشکر کو اترنے کا حکم دیا بارگاہ برپا کرائی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا شہزادہ بھی داخل بارگاہ ہو کر آرام فرمانے لگا لیکن اُس قلعہ کے جاسوس اس لشکر کے آنیکی خبر مفصل دریافت کرکے مع نام و نشان شہزادہ لیلنے حاکم قلعہ کے گئے حاکم اس قلعہ کی ایک ساحرہ ہو کہ نام اسکا ملکہ شہوا جادو ہے چنانچہ دار الامارۃ میں وہ سریر فرمان روائی پر جلوہ گستر تھی کہ ہرکارے سامنے آکے دعا و ثنا زبان پر لائے پھر عرض پیرا ہو کہ نبیرۂ زنانہ قات ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران یعنی شہزادۂ ایرج نوجوان مع لشکر فراوان کے زیر قلعہ آکر اترا ہی غلامان کو نہین معلوم کہ کیا ارادہ رکھتا ہو اور کیون آیا ہو یہ خبر سنکر ساحرہ کا طائر رنگ رخ پرواز کر گیا مگر دل مضبوط کر کے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوئی اور ایک سردار سے کہا کہ تم دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ شہزادہ کسواسطے آیا ہی

سردار حسب ارشاد باہر آکر سوار ہوا اور دو سو سوار اپنے ہمراہ لیکر بڑے کروفر سے لباس پر تکلف پہنے اسلحہ
سے آراستہ جانب شہزادہ چلا اور قلعہ سے باہر نکلکر جب قریب لشکر فیروزی اثر شہزادہ کا مور پہونچا انکو بھی
اسکے آنیکی ہرکاروں نے خبر دی اُسنے ایک سردار بھیجکر اپنے پاس باعزاز تمام بلایا اور مقام بہتر و پاکیزہ پر
بٹھلایا ساقی کو اشارہ کیا اُسنے جام شراب پیا جب دماغ اُس سردار کا بادۂ ناب سے گرم ہوا شہزادہ سے باعث
تشریف آوری پوچھا شہزادہ نے شیرین کلام عرصہ بیان میں یوں جولان کیا کہ نام و نسب تو ہمارا اظہر من الشمس ہے
کچھ اظہار کی اسکی ضرورت نہیں اور آنا ہمارا ابھی ادھر راہ بھولنے کا باعث ہوا کہ اپنے ملک سے جاتے ہیں جانب طلسم
ہزار برج جانیکی راہ دو اور رہبری کرکے راہ پر ہمیں لگا دو ہمکو کچھ تمہارے ملک و مال سے مطلب نہیں یہ کہکر اُس سردار
کو موافق رتبہ کے خلعت عنایت فرماکر رخصت کیا وہ پھر سامنے حاکم قلعہ کے آیا اور اوصاف حسینا شہزادہ بیان کیکے
درخواست شہزادہ کا اظہار کیا ساحرہ ازبسکہ بیدین اور سیہ قلب تھی تعریف شہزادہ کی سنکر گویا ہوئی کہ مسلمان
اسیطرح خلق ظاہر کرکے لوگونکو بندۂ بیدرم بناتے ہیں یہ کہکر ایک اپنی کنیز سے کہا کہ تو جاکر اُس مسلمان کو میری جانب
سے پیام دے کہ ہم لوگ جادوگر ہیں تم مسلمانوں کی پرچھائیں سے بھاگتے ہیں بہتر یہ ہو کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ذلت
اُٹھاؤ گے اگر شر بڑھاؤ گے تو منہ کی کھاؤ گے کنیز یہ پیام سن ناکام کا سنکر ازبسکہ ساحرہ تھی پرواز کرکے بارگاہ
شہزادہ عالیمقام میں آئی اور پیام اپنی مالکہ کا حرف بحرف ادا کیا اس شہزادہ ذی وقار کو گفتار ناسزا اُس کنیز کی
کی ناگوار معلوم ہوئی اپنے سرداروں کو اشارہ کیا کہ یہ ساحرہ ہے نکل جانے نہ پائے بجلد گرفتار کرلیں تاکہ اپنے تقریر نالائق کی
سزا پائے سردار اُٹھکر ہر سمت سے یکبارگی ٹوٹ پڑے اور کسی نے گردن پکڑلی کسی نے گلا دبایا کہ سحر نہ کرسکے و مشکیں
مشکین باندھکر ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور منہ میں کپڑا ٹھونس کر بحکم شہزادہ خوب پاپوش کاری کی اور ناک
کان کتر چھوڑ دیا وہ کنیز بے تمیز باہر بارگاہ کے نکلکر تا لالات دگر یان کپڑا منہ سے نکالکر آمادہ ہوئی کہ سحر سے کچھ عوض اپنا
لے مگر مسلمانوں سے جنکی مالکہ کی فساد کرنے سے خائف ہوکر بزور سحر اڑکر پاس ہوشیار بدبیر کے آئی اور انکا
حال زار دکھا کر گویا ہوئی کہ بی بی وہ موئے بڑے ہیکڑ ہیں کسی کی نہیں سنتے آنکھو تو گالیاں دیں اور مجھکو باندھکر
ناک کان کتر جوتیاں لگائیں یہ کیفیت سنکر ملکہ کو اُسکے کان ہوے کہ معاملہ دگرگون ہے لیکن کنیز کی حالت دیکھکر غضب
طاری ہوا اور لشکر کے سرداروں کو حکم آراستگی لشکر دیا مگر اسکی ایک شہزادی دختر خواندہ ہے کہ نام اُسکا محبوب نازک
اندام جادو ہے وہ شہزادی ملک حسن کی شہنشاہ ہے بہتر از مہر و ماہ ہے کہ حال اُسکے حسن خداداد کا آگے بیان ہوگا
اسوقت اُسکے پاس بیٹھی تھی جب حکم تیاری فوج کا دیا اُس نازک اندام نے منع کیا اور کہا اے والدہ مہربان یہ کنیز ناچیز
اُس شہزادہ کی خدمت میں جاکر کچھ کلمات بیہودہ زبان پر لائی ہوگی جو شریف اور نجیب ان باتوں کا تحمل نہیں ہوتا ہو خود ہی
کیا ہی قریب ہوکر بموجب بیت سختی نہیں کبھی گالی کہ آشنا ہو کان ÷ ذرا انکار کے ہم کیسے مہربان کیا کیا ÷ بس جب شریف
مفلس کا یہ حال ہو تو وہ شہزادہ پھر کوئی پیادہ نہیں اسکو تاب آگی آنچا ورمرتبہ سردار کو بھیجا تھا اُسنے گفتگو
معقول کی شہزادہ ممدوح نے دیکھیے اسکو خلعت دیکر سرفراز فرمایا اور جواب بھی عجز آمیز آپکا کلام کا کہلا بھیجا یا فی الجملہ

مناسب نہین کہ اس لونڈی کی ذلت ہونے پر نبیرۂ حمزہ سے فساد کیجیے یہ لوگ ہر بادکن خانمان ساحران جہان
مین جہانتک ممکن ہوا انسے آشتی ہی کرنا جان بچنے کے سامان ہین ہوشربا اسکے سمجھانے سے تامل پذیر ہوئی
اور یہ غارتگر ہوش وخرد خود اُٹھی کہ لے مادر مین جاکر بت مسلمان صاحب فر کو یہان سے رخصت کئے دیتی
ہون یہ کہکر بصد زیب و زینت مع چند کنیزان ماہ طلعت کے ہوادار پر سوار ہوکر روانہ ہوئی چنانچہ سواری
اس گل بوستان رعنائی کی برنگ باد بہاری قریب بارگاہ عجیب باغ حسن وخوبی کے پہونچی شہزادہ سرا گچہ بارگاہ
کو اُٹھوائے سیر دشت فرماتا تھا اُسنے دیکھا کہ ایک آفتاب تابان سپہر حسن کمسن صحرا سے ساطع انوار ہوا جسکے
ضیائے رخسار نے دشت و در کو منور و روشن کردیا صحرا کو وادی ایمن کردیا مین چار سو عدد نہین خوبصورت مثل
انجم فلک گرد بیچ مین وہ ماہ منیر مقابل جسکے مہتاب گرد ہوادار پر سوار ایک کنیز چتر جواہر نگار سر پہ لگائے ایک چنور
سر پہ جھلتی کچھ نازنین جھرمٹ کیے ہاتھون مین پہلوؤن مین کسی کے ہاتھ مین گڑگڑی جواہر کی کوئی چنگیر پان لیے
لیے کسی نے ہوا خواہی ظاہر کی کوئی دوربا ش سنبھالی گڑگڑی والی برابر ہوادار کے حقہ پلاتی وہ گلفام دل عاشق
کے دھوئین اُڑاتی آتی غرضکہ وہ قمر پیکر دربارگاہ پر آکر ہوادار سے اُتری اور ہزاران ناز و انداز اندر آئی
شہزادہ نے قریب سے جو اسکے حسن زیبا پر نظر کی دل لوٹ ہوا یہ وہ عشق کا عقل وخرد کیلئے ادٹ ہو دیکھا کہ اُف چلبلا
اُسکی سودا انگیز بید لان وہوشیار کاروان کاروان یوسف دل کو اسکی خریداری کا ارمان آفتاب تابان کیا
دل ہر پیر و جوان اُسکے رخسار پہ قربان آفتاب جاروب شعاع سے ہر سحر اسکے در کی آستانہ روبی اس امید پر
کرے کہ دامن اسکا عکس رخسار سے پر از نور ہے مجھ ذرۂ خاکسار کو عوض حسن خدمت کے نام نہ دھرے شکل قمر کیسے داغی
کا دھبا نہ لگے فلک نے مہر سعد رجز جگر لگا سا ہی اسکا دل اس پر دہ پوش عصمت حرم کے دیکھنے سے نہین ہوا شمع
نے جو اس شعلۂ رخسار سے لو لگائی اسقدر روشنی آنکھ آئی نہین نہین یہ جرب زبانی لطف نہین دیتی شمع روشن
اسکے حسن جہان تاب کا ایک پرتو ہے اور مہر تابان مین اسکے عارض درخشان کی چمک ہے اسکا سراپا لکھو ان کو بموجب نظم

سراپا حسن وخوبی تھی وہ مہرو
قبائے نو رسیتی کو ملی ہے
کبھی خندہ بشکل گل دہان پر
دل عاشق کتان کیطرح پارہ

فسان حمزہ پہ بھی تیغ ابرو
وہ چشم مست ومخمور مے ناز
کبھی لب بستہ جون غنچہ دہان پر
لباس حسن اور وہ قد بالا

جب اسکی مدح خامہ نے لکھی تھی
لیے صید غزالان ناوک و انداز
جو غمزہ کرتی تھی وہ مہرو اشارہ
غرض خوبی مین وہ سب سے دوبالا

اُس قیامت قامت نے خنجر کو خم کرکے سامنے شہزادہ ذیحشم کو سلام کیا شہزادہ دلدادہ ہو چکا تھا یقین تھا کہ
غش کرجائے مگر ساحرہ سمجھکر دل قابو مین رہا اور پکارا کہ بت تم آئے تو زندہ ہوگئے ہیچ ہو کر وہ دلستان مسیحا
وہ گلبدن مسکرائی شہزادہ نے ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھالیا اس بادشاہ حسن نے بھی شہزادہ کے حسن جمال بے مثال اور شوکت
وا قبال کو دیکھکر غش غش کیا اپنے صورت مین مثل بیشک مہر چہرۂ نورانی سے آئینہ کو حیرانی زلف عنبرین سے سنبل
کو پریشانی نگہہ بوستان عالم کا اُسکے عارض سے شرمگین کو دیکھکر رنگ اُڑجائے جسکے حسن پہ چمک نمک تازگی کہ اُسے

پا ہین آنکھین نرگس شہلا اور آہوے ختن کو جنگلی اور وحشی بتائین نرگس کے پھول کھلائین اور ہرن اُن کے روبرو بیچارہ ہو جائین سر سے پا تک حسن خداداد قامت رشک شمشاد **نظم**

نہال گلشن خوبی و آرام
غضب تھی زلف مشکین اسکے رخ پر
جنون کے واسطے اک سلسلا تھا

غضب تھا گرچہ تھی چیتی چالاک
طلب مین نافۂ آہو سراسر

وہ رشک مہ پری طلعت گل اندام
دل عشاق کے لیتے ہین بیباک
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

وہ نازنین بھی آئینہ رخ کو دیکھ کر حیران رہ گئی مگر غرور حسن سے اپکو سنبھالا اور درج دہن سے یون گوہر فشان ہوئی کہ لے شہریار زمانی آپ زبردستان روزگار سے ہین لونڈی امید رکھتی ہے کہ عرض میری بدرجۂ اجابت پہونچے گی اور وہ التماس کرتی ہے کہ یہان کی مالک سخت بیمروت ہے ہرچند کہ مجکو اپنی دختر اُسنے بنایا ہے مگر بیمروتی کا سودا اسکے سر مین سمایا ہے آپ یہان سے کوچ کر جائیے سرحد ملک پر ایک کوہ ہے اُسکے دامن مین مقام کیجیے کیا ضرور ہے جو زیادہ طول کھینچے شہزادہ نے فرمایا کہ تمھارا فرمانا مین بسر و چشم بجا لاؤنگا فوراً یہان سے چلا جاؤنگا مگر لے شاہ کشور خوبی مقام غور ہے کہ جو کوئی کسی کے یہان آتا ہے اسکو اسی طرح نکالتے ہین ہمتو تمھارے دکھانے مین نہ پہنے مین نہ ملک سے غرض نہ مال سے مطلب رکھتے تھے زیر و زبر فساد ہوے اور تمنے بے اعتنائی بھی کی اُسکو بھی مصلحت پر محمول کر کے خاموش ہو رہے اب ایک شب یا دو شب اس سرزمین پر پڑے رہتے پھر آپ ہی چلے جاتے اُسکے لیے تم لوگون نے یہ قیامت برپا کی بل بے تمھاری بیمروتی خیر اچھا صاحب مین کوچ کرتا ہون یہ کہکر چاہتا تھا کہ طبل سفر کے بجنے کا حکم دے محبوب تو اسکی ادا پر دیوانی ہو چکی تھی ہوش و خرد سے بیگانی ہو چکی تھی یہ کلمات سنکر تاب مہاجرت نہ لا سکی گویا ہوئی کہ آپ تشریف فرما رہیے مین قصر مین جاتی ہون اور امی جان کو سمجھاتی ہون اور سامان دعوت ہمراہ لاتی ہون یہ کہکر تجمل سواری بھی اسی جگہ چھوڑا اور تخت سحر پر بیٹھ کر دو کنیزین ساتھ لیکر پاس اپنی مادر کے آئی اور یہ سخن زبان پر لائی کہ لے مادر گرامی قدر اُس شہزادہ دلاور نے تو ایسی باتین کی ہین کہ مین بہت محجوب ہوئی ہون یہ کہکر جو کچھ شہزادہ نے کہا تھا من و عن بیان کیا اور کہا سچ تو یہ ہے کوئی گھر آئے کسے کو بھی نہین نکالتا دوسرے یہ کہ بیت بزرگان سلف در جہان پرورندہ کہ تام نکو نشان بعالم بماند پس آپکو یہ بے اعتنائی اس شہزادہ ذیشان کی نسبت زیبا نہین لازم ہے کہ اسکی خاطر مدارات فرمایئے وہ سرقت جادو پہلے ہی سے غصہ مین بھری ہوئی تھی اسکے سمجھانے سے بغضب تمام گویا ہوئی کہ ارے کنواری کنیاں ننگ خاندان تو اس مسلمان کو دیکھکر بیل بڑی جاتی ہے اسیواسطے گئی تھی وہ موے تو تجھسے زیادہ ساحر ہین ایسا باتونمین موہ لیتے ہین کہ اُنکے پھندے سے انسان تمام عمر نہین نکلتا معلوم ہوا کہ تو اُسپر فریفتہ ہو کر آئی ہے اور دھگڑے کی طرف سے سفارش کرتی ہے مجکو بھی کوئی لگی تو نے مقرر کیا ہے جا دور ہو اس مقدمہ مین دخل نہ دے محبوبہ نے یہ غصہ دیکھکر کہا لے واہ آپ تو خوب مجکو جب ہوتا ہے جب باتین سنا لیتی ہین ہر ایک کو یار دھگڑا بنا لیتی ہین تو بی بی کیا مین نے برا کہا جو آپ اتنی گرم ہوتی ہین ہر شدار لو اسکے گرم ہونے سے اور زیادہ غصہ آیا اور جوتی پکڑ کے ایک طمانچہ اسکے مار کہا اری او ستیاناس گئی سمجھا ان ٹی تیرے دھگڑے کی مین خاطرداری ہرگز نہ کرونگی اور تجکو زہر دیکر مار رکھونگی تو اس مقدمہ مین نہ بول نہین مین اپنی

اور تیری جان ایک کر دنگی محجوب نے دلمین کہا کہ نہین دھگڑا تھا تو اب سہی اور وہان سے چپکی اُٹھ پاؤن
پھری باہر دار العمارۃ کے آکر سحر کرکے شہزادہ ایرج پاس آئی اُسوقت فرط رنج سے اور راہ کی تکان سے جسم مین پسینا
تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ رنگ رُخ فق تھا ہر آثار قلق جوش محبت بار عقل مصلحت سنج سے اور عشق سے خانہ دلمین
تکرار شہزادہ نے جو اسکو اس کیفیت سے دیکھا اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے مایۂ ناز تیرے بگڑنے مین بھی لاکھو بناؤ ہین [illegible]

پسینے مین تمھارے رنگ ہے سونے کے پانی کا	کہ شبنم کا دوپٹہ بنگیا ہے کامدانی کا

اُس صاحب حسن نے یہ سنکر پیچ دل کا اظہار کیا کہ میان دھگڑے ہم تمھارے واسطے خوب ذلیل ہوئے اب آپ بیٹھے
کیا کرتے ہو یہان سے کوچ کرکے سامنے پہاڑ کے دامن مین جاکر قیام کرو اور یہ کنجی مجھ سے لو درۂ کوہ مذکور مین بتخانہ
ہے جسمین تین ہزار تیلا میرے سحر کا بنایا ہوا بند ہے جو کوئی آپ کو وہان سے بھی آکر ٹھہرنے کو منع کرے آپ اس بتخانہ
کو کھولدیجیے گا پھر کیفیت ملاحظہ کیجیے گا شہزادۂ موصوف کو اُسی مقام قیام گاہ سے تنگ تھا مگر اس مدد غیبی کے ملنے سے
خوشنود ہو کر لشکر کو حکم پہاڑ کی طرف کوچ کرنے کا دیا ملکہ محجوب نے کنجی حوالہ کرکے کہا کہ مین قلعہ مین جاتی ہون جو فوج
ذاتی میری ملازم ہے اُس کو لے کر بہر مدد آتی ہون یہ کہہ کر جانب قلعہ روانہ ہوئی اور شہزادہ کوچ کرکے
دامن کوہ مین آکر مقیم ہوا اور درۂ کوہ مین جاکر دیکھا تو حقیقت مین بتخانہ پایا قفل اُس مین مثل ران شتر
کے لگا تھا وہان سے پھر کر بارگاہ مین آکر آرام فرمایا اس اثنا مین وہ وقت آیا کہ ساحر آفتاب نے عزم سفر جہان [illegible]
کیا اور کوہ مغرب مین جاکر قیام فرمایا کہ بیت کہ عکس باد مثل حسن جانان پر نگاہ و چشم سے دست گریبان
رات کو محجوب نے اپنے ملازمون کو بلایا اور ہر ایک کو انعام و از عطا فرما کر سرفراز کیا پھر اپنا راز دل سب سے کہا کہ مین
مطیع امیر حمزہ ہون تم لوگ میرا ساتھ دو تو اپنی مادر سے لڑ کر ملک اُن لون پس جب مین مالک ہونگی تو تمھارا بڑا مرتبہ کرونگی
افسران لشکر رضامند ہوئے اور ہر ایک نے اطاعت کا اقرار کیا اس طرف ہوشدار نے اپنی فوج کے افسران سے کہا کہ
یہان جو مسلمان آئے ہین اُنسے ہر چند چلے جانے کو کہا مگر وہ نہ گئے اب لڑنا ہی مناسب ہے کیونکہ خداوند لقا اگر
سنین گے کہ ہمارے دشمنون کو چھوڑ دیا اور قتل نہ کیا تو بہت ناراض ہون گے افسرون نے کہا آپکا فرمانا بجا ہے
ہم سب جانبازی کو حاضر ہین جو فرمائیے گا اُسمین قصور نہ کرینگے حاصل کلام یہ سب انتظام کرکے آرام پذیر ہوئی جب رخ
شمع برادا سی آئی اور خاطر شب مین بدحواسی کہ بیت ہلکی سرخی کنارون سے فلک کے اٹھی ہر آنکھ سے بہے پلک کے
ہنگام سحر ہوشدار بہ سیر اسباب سحر سے درست ہوکر اژدر پر سوار ہوئی ہمراہ بارہ ہزار ساحر کی فوج نابکار ہوئی ناقوس
کی صدا نے ہندوے فلک کو گھبرا دیا کرنا کے شور نے دل ترک روزگار کا دہلا دیا اژدہون کی پھنکار سے ہوا مسموم
ہوگئی گیتی رنجور و مغموم ہوگئی ہواے سحر نے اپنی ہوا باندھی ہر سمت سے سیاہ آندھی آئی شعلہاے افسون
نیرنگ سے خراب آباد دہر کو کورۂ آہنگر بنایا تھا اُس پرانے گھر کو جلانے کا طور رچایا تھا نیزے علم تھے خنجر و تیغ [illegible]
ظلم و ستم تھے کہ ابیات

جدا دست برکوہ پیل کوس	ہمہ انگشت از گرد چون آبنوس	ستیزہ زنان پیش پیلان پیادے

بہر سو خروشیدن کرنا ے — سیہ داغ دل شاہ بابانے ہوے — سیہ کوہ ایرج نہاوند دوے
سپہر و سپہ یافتہ دشت و زاغ — درخشیدن تیغہا چون چراغ — جہان سر بسر گشتہ دریاے قار
برافروختہ شمع از روے ہزار

اسی کروفر سے قلعہ سے نکلکر جانب شہزادہ نامور چلی مگر محبوب نے رات ہی سے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ فوج کو متفرق کر کے قلعہ کے باہر مجبوبا تھا یہ سب کوہ و دشت مین اگر بطور مخفی جمع تھی وہ سحر محبوب باوفا اکیلی سوار ہو کر باہر قلعہ کے آئی اور اپنے لشکر مین جاکر ٹھہری اور اسوقت کی منتظر ہوئی کہ جب ہوشدار لشکر شہزادہ نامدار سے جاکر بھڑ جاے اور جنگ آغاز ہو اسوقت عقب لشکر جاکر پشت پر گردن نے یہ تو ہے فکر مین ٹھہری ہوا سطرف ایرج صبح کی نماز پڑھکر باہر بارگاہ کے کرسی پر بیٹھا سپہر علم ساحر اتکا کہ یکایک قلعہ کی طرف گرد اُڑتے دکھائی دی لکہ ابر سحر بھی نظر آنے گھوڑون کے ہمہمے اور بانگ یلان سے دشت گونجنے لگا شہزادہ دلاور سمجھا کہ یہ علامت آمد فوج عدو ہے پس فوراً حکم آراستگی اپنے لشکر کو دیا دلاوروں نے طبل جنگ بجایا اور جلد جلد کمر بندی ہوئی تمام لشکر مسلح و مکمل ہو گیا شہزادہ دوڑکر اندر کوہ کے درہ مین آیا کلید سے تہ خانہ کا قفل و کھیل دروازہ کھلگیا اندر سے تین ہزار تیلا مسلح بالشت بالشت بھر کا فولاد بدن گھوڑون پر سوار باہر نکلا اور بڑھکر شکل قامت انسان قدبیداکر کے آگے بڑھا اتنے عرصہ مین ہوشدار نامہنجار کا لشکر فوج شہزادہ پر آپڑا دلاوروں نے تیغ و گرز و خنجر سے کام لیا ساحرون نے نارنج و ترنج نارنجیل مارنا آغاز کیا مگر سپاہ مسلمانان سے ہنوز کچھ لڑ کام آئے تھے کہ تیلیاے رویین تن پہاڑ کی طرف سے آکر سپاہ ہوشدار پر گرے اور قیامت کبریٰ برپا ہوئی تلوار کی باڑھ جادہ راہ فنا ہوئی مسلمان جو سحر سے مغلوب اور عاجز تھے وہ بھی بڑھ بڑھکر تلواریں لگانے لگے شجاعت دکھلانے لگے ساحران تیرہ بخت سے ایسا گھبرا گئے کہ سحر بھی یاد نہ آئے کثرا کو پکارا تو بھیر دن اچھا نظر آیا تیغا کو طلب کیا تو دم خسینا نے دم دیا کرشن دکھائے لوٹا جاری تو سب نے تلے پڑی آگھی مردار بیزار بھی کے خرمنے دور تھی کہ برستی کی گھنٹت پر نہ آتی تھی ایک طرف سے شیران بیشہ جلادت بھپرے ہوے تھے ساحر دوگز زمین بیٹھ بیٹا تھا مغز سب گرد تھا بڑے بڑے سورما گرزون کے نیچے بگاڑ لیے تھے جنہوں خوانوں نے سات پشت کے ویسے اکھاڑے دیے تھے تاب شجاعت سے لوہا برس رہا تھا تلوارون مین عدو کے دندانے پڑے تھے یا جوہر تیغ کھسیانی ہنسی ہنس رہا تھا نقشہ تھا کہ نظم

زنالیدن بوق و بانگ سپاہ
تو گفتی کہ خورشید گم کردہ راہ — چنین نعرہ زد ایرج نامدار — بخورشید باران وزین کار زار
بگفت این راز جاے برکرد رخش — بزخمی سواری ہمیکرد بخش — کیے را گرفتے زدے بر دگر
زمینے فرو رفتے سخت سر — بیکایک ربودی سواران زین — کسے پنجہ در زد ہی بر زمین
بہ تیر و بہ مینداخت بنان زدست — سر و گردن و پشت شان بی شکست — ایک طرف تیلیاے رویین تن نے تلاطم

عظیم برپا کیا تھا کیونکہ انپر نہ سحر اثر کرتا تھا نہ حربہ ہتھیار کا کار گر ہوتا تھا ساحرہ سحر سے اپنی جان بچاتے تھے اور بھاگ بھاگ جاتے تھے اسی کروفر دارین پشت لشکر پر کئی ہزار ساحر اور سوار سحر محبوب جلوہ آرا گرکے باہر تو یہ حال ہوا کہ کشتی ارض ڈگمگانے لگی موج بحر آہن تا بفلک جا پہنچی چمک شمشیر آبدار کی وسیلہ زخارِ قلزم فنا تھی کہ جان پاکنان جسم اپنے بقا تھی ہیبت خطر دو سلیح بنکا

تیروں کی بوچھار نیزہ ہائے ستم پر نیشتر کی یار زندگی مستعار بالکل بیکار دم آیا نہ آیا سانس کا شمار یہ عالم اظہار کو نظم

برآمد یکے ابر پرشان تیر	سیہ گشت بر چرخ بہرام پیر	دو لشکر برآمد زیک جز بجائے
نہ سر بود پیدا سپہ را نہ پاے	سر نوک نیزہ ستارہ ببرد	سر تیغ تاب از شرارہ ببرد
ز خون خاک میدان کین گشت سیر	ز شمشیر شیران نیر ست شیر	

اسی گرمی جنگ میں ہوشدار نابکار ہر سمت سے گھر گئی کچھ لشکر تو اسکا کام آیا اور کچھ رو بفرار لایا لیکن وہ ساحرۂ غدار بھاگ نہ سکی پہلوان نے ہر سمت ہر طرف گھیر کر حربے ضرب کرکے ڈالا غوغا اسکے مرنے کا بلند ہوا لشکر شہزادہ ذیجاہ میں طبل فتح پر چوب پڑی اور جانب قلعہ رخ کیا جب قریب قلعہ پہنچے رعایا برایا اکابرین شہر ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت والانعمت شہزادہ فلک مرتبت ہوئے اور عذر کرنے لگے کہ ہم لوگ مجبور تھے رعایائے حضور ہیں ہماری جان بخشی فرمایئے شہزادہ نے سب کو مطیع الاسلام کرکے سرفراز فرمایا پھر مع ملکہ محبوب دارالامارۂ شاہی میں تشریف فرما ہو کر ملکہ موصوفہ کو سریر حکومت پر بٹھایا شہر میں منادی نے امان کی ندا دی اکابرین شہر نے نذریں دیں جلسۂ عشرت و مسرت شروع ہوا ساقی [illegible] اپنی آن و ادا دکھاتے اہل انجمن کے ہوش و حواس [illegible] محبوب [illegible] رو [illegible] تن کو بھینٹ دیکر درۂ کوہ میں بند کر دیا اور آپ تخت [illegible] میں مصروف ہوئی یہاں تو ہنگامۂ انبساط گرم ہے لیکن ہوشدار کی فوج کہ رو بفرار لائی وہ جانب قلعہ صنوبر گئی یہ قلعہ بارہ کوس کے فاصلہ پر اس قلعہ سے آباد ہے ملک زرخیز ہے رعایا دلشاد ہے حاکم قلعہ مذکور ایک ساحر صندل بدن رو رنگین تن جادو نام ہے نہایت غیور و شجاع و ذی احترام ہے فی الجملہ افسران فوج ہزیمت خوردہ قریب اس قلعہ کے جب پہنچے حاکم قلعہ مسطور کو خبر ہوئی افسروں کو ملنے لیے بلایا اور تمام حال بربادی قلعہ اور قتل ہوشدار اور فراکت ملکہ محبوب گلعذار سنکر غصہ میں آیا اور کہا کہ مجھکو قسم ہے جمشید و سامری کی کہ جاکر جبتک اس مسلمان کے ٹکڑے نہ اڑا دونگا چین نہ لونگا اور اس حیلہ گری محبوب کو وہ روز بد دکھاؤنگا کہ کبھی اسکے دشمنوں کو بھی وہ دن پیش نہ آیا ہوگا غرضکہ بہت کچھ لاف و گزاف کرکے حکم تیاری اپنے لشکر کو دیا بارہ ہزار ساحران نابکار جیدہ روزگار مسلح ہو کر طائران سحر پر سوار ہوئے جلو میں جاکر مذکور کے بارہ ہزار ساحران آزمودہ کار ہوئے شور بوق و دہل تا بہ فلک چہارم گیا مہر تاباں لرزنے لگا کہ اب حشر آگیا دنیا گرد سواران سے گرد بد نظر آئی گرم بازاری مریخ سرد نظر آئی طائران سحر پرند سے ہوا پر بھاگے ساحران خود سر دل دہی میں آگ لگاتے شور مچاتے جاتے تھے سواروں کے نیزے بجلی کی تڑپ دکھاتے تھے صندل تیغ رو تن سنگاف اپنی گرمی سے لگائے [illegible] سواروں تھا تیغ گاسکا چشمۂ سحر سامری [illegible] چھپا ہوا تھا مختصر [illegible] مسافت راہ ساحران قلعہ ہوشدار کے [illegible] اور میدان [illegible] درمیان [illegible] لشکر اترا [illegible] شہزادہ فلک جاہ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

حد قلعہ پر آیا شہزادہ مجلس عشرت میں بیٹھا تھا کہ ہرکاروں نے پہلے خبر آمد لشکر بہاں کی پھر آمد نامہ سردار کی اطلاع دی
شہزادہ نے ساحر ایلچی کو روبرو طلب کرکے مضمون کو دریافت فرماکر جواب لکھا کہ اے ساحر نابکار و غدار تو سخت دیوانہ
ہے عقل و خرد سے بیگانہ کہ پیاسے سگ پر چڑھ کر آیا ہے اور خیر اگر آیا ہے تو جو کچھ تجھ سے ہوسکے اُسمیں قصور کرنا سراسر حماقت ہے
ہم کو قادر و توانا کے عنایت کی بڑی قوت ہے یہ لکھ کر حوالہ ایلچی بے پیر کیا کہ وہ اپنے مالک کی طرف گیا اور آپ لشکر باہر
قلعہ کے تشریف فرما ہوا بارگاہ قلب لشکر میں نصب ہوئی فوج ظفر موج بمقابلہ لشکر دشمن اُتری مجبوب نے جاکر دوکوہ میں
تھانہ دا کیا تین ہزار تیلارو میں ترتیب لشکر میں شہزادہ کے آیا دن بھر آراستگی لشکر رہی جب قشقہ کہکشان پیشانی
ہندوے شب پر نظر آیا اور صندل سپیدہ سحر کا جبین ترک روزگار سے دور ہوا کہ بیت چو خورشید پنہان زگنبد بگشت
بکردار آہن تجسید دشت ، زرہ آہنی سیاہی شب سرہنگ دہر نے پہنی صندل نے اپنے لشکر میں طبل جنگ بجایا
طائران سحر مجبوب خبر لیکر سامنے پری مالکہ کے آئے اور حال نواخت نقارۂ رزم معرض بیان میں لائے شہزادہ
نے باخبر ہوکر اپنے یہاں بھی کوس حرب پر چوب دلوائی ساحر اور دلاور آگاہ ہوئے حرب و سحر کے درست ہونے لگے
سپاہی چاق و چست ہونے لگے کسی نے آتش جدال و قتال گرم و افروختہ کرنے کو انگیار کی کسی نے تیغ سنگ سے رگڑ کر
شعلہ بار کی کسی نے کمان کا چلہ درست کیا کسی نے چلۂ جبر کا سحرات بھر میں پڑھا کوئی جوت کھڑی کرتا کوئی پیر
بلانے کو آہٹ دیتا خنجر کی زبان کلیجہ کاٹ افسون پڑھتی تیغ کی زبان بجلی دوڑ جاتی تیر دہن زخم کا منھ
کیلا چاہتے تھے سب سوفار بھی لینا منظور تھے شمشیر دودم کے [illegible] ہر الٹی سبقی کا اثر رکھتے نیزے زبان سنان سے
جگر توڑنے کی دعا کرتے تیر ہر ایک اسم میں تجنیس بیر اسن چلنے میں پورن ما آسیب جان گیر نقیب لشکر فتنہ ہائے
خفتہ کی طرح اپنا سحر جگاتے بہ منتر زبان پر لاتے کہ بجیں رن چڑھے بھاگ بھاگ میں پت ہوسو رہا
غرضکہ چار پہر رات یہی ہنگامہ دونوں جانب برپا رہا جب زاغ شب کو ساحر روز نے بھینٹ چڑھا دیا اور
ساحر سحر نے آفتاب کی انگیاری پر اسپند انجم فلک ڈالا نظم

بہنگہ کہ بیدار گردد خروس — ز درگاہ برخاست آوای کوس — سپیدہ چو از کوہ سر بر دمید
شد دامن تیرہ شب ناپدید — ز آواز شیپور و زخم درای — تو گفتی بر آید ہمی دل ز جاے
بکردار کوہ از دو رویہ سپاہ — از آہن سپر بر نہادہ کلاہ — زگرد سپہ مغز روشن نماند
ز نیزہ ہوا جسم بجوشن نماند — از آواز اسپان و گرد سپاہ — نشد روشنائی ز خورشید و ماہ
ستارہ سنان بود خورشید تیغ — از آہن زمین بود و ز گرد میغ — بترقید از آواز گردان زمین
ز ترک و سنان آسمان آہنین — سپہدار آن ایرج شیردل — کز آتش ستانند بشمشیر دل
بآسودہ اسپ اندر آورد پای — یلان را بہر سو ہمی ساخت جای — یعنی سپاہ ہر دو سو میدان جنگاہ

میں پہنچکر صف کشیدہ ہوئی ساحروں نے روئے گیتی آندھی سے سیاہ کردیا مبارزوں نے برق تیغ سے زمین و
زمان شعلہ بار بنایا صندل اژدہو پر پرواز ہوکر آمادۂ پرخاش میدان میں آیا آفت افسون و نیرنگ سے

دھانے لگا بعد اسلحہ ورزی حریف کو بلانے لگا ایرج دلاور نے قصد جنگاوری کیا تھا کہ محبوب شیقدی کے روبرو آکے گئی اور گویا ہوئی کہ اے بھیا شہزادہ ہمارا سحر نہیں جانتا ساحر سے ساحر ہی لڑتا ہے میں دیکھوں کہ تو میرا کیا کرتا ہے محبوبہ یہ کلمات سنکر ایک نارنج سحر کا اُس ماہ وش پر مارا اُسنے پرواز کر کے خالی دیا اور زمین پر آکر نار بلا اسکے سینہ پر لگایا اسنے بھی رد کیا اور غصہ میں آکر ایک بھال پر افسوں دم کر کے اس سنان حمزہ ونا زیر مارا اُس نے رد سحر پڑھکر دستک دی مگر بھالا اُسکا آخر پیار گیا اُڑتے میں بھال نے بازون کو زخمی کیا اُسنے زخم کھا کر بغضب تمام اپنے رومین تن پہلون کو للکارا کہ ہان لینا اس ساحرہ بھیا کو چلے نعرہ کا لشکر سلیمان شدہ مسکندر چار طرف سے گھر آئے صندل بھی رومین تن ہوا اور تیغہ رومین شگاف چشمہ سامری کا بجا ہوا رکھتا ہے پس دو ہی تیغ کھینچکر حملہ آور ہوا اور اسکی فوج نے بھی حملہ کیا پھر تو شہزادہ ایرج نے بھی گھوڑا اُٹھایا ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا تیغ تیز نے روانی دکھائی خنجر بران نے جانفشانی دکھائی تیر نقش جان کے لیے لکیر ظاہر تعویذ بغض کی تاثیر پیکان ہر تنگ سر شعبہ بصورت ہندسہ نقش ہستی کا گڑا ہوا نقشہ بھال مثلث کی تعویذ صورت مربع نشین صدمہ شجاعت کی بیت بدلنے پر آمادہ طلسم نویس ورق زخیر کلک شمشیر اجل دستگیر سوار و پیادہ سیف کے الف پر گروہ سپر کا جو آجانا نقش پندرہ کا ہندسہ بنکر نقش جوا کا نقشہ دکھا جاتا عناصر آب و خاک و آتش و باد نہ کوہ عامل شمشیر بنا تا خاکی نژاد آتش خوئی دکھا کر نقش حیات بیاد فنا اُڑاتے آب تیغ میں تعویذ جان ڈوب جانے سخت آسیب

ہر جان سپار زبان تھا آفت کا سامنا زیب گلو بسان تعویذ خنجر جانستان **نظم**

چنان تیرہ گون شد ز گرد آفتاب	تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب	درخشان بگرد اندرون تیغ تیز
تو گفتی برآمد ہمے رستخیز	بخورشید بدے ہوا سا ہ تیر	بخورشید گفتی براند دقیر
ہر سو کہ ایرج برانگندہ رخش	سران سواران ہمی کرد بخش	بجنگ اندرون گرز گاو سار
سنان ہمو سے گسستہ بہلہ	زقلب اندر آمد بکردار گرگ	پراگندہ کرد آن سپاہ بزرگ

فوج محبوب بہت ہی سپاہ دشمن پر چیرہ دست ہوئی صندل نے ہر چند شعلہ رومین تن کو در دیکھیں سی سی اپنی قتل کرنا چاہا لیکن وہ تین ہزار یہ تمام دہشت کا رزار کہان تک انکو دفع کرتا آخر تاب نہ لاسکا اور دل کو مشورہ پذیر ہوا کہ صحرا میں چلکر ایک سحر الیسا تیار کر کے چلے محبوب ایرج کو میرے ستعر فدار ہو کر پکڑ لائین غرضکہ سو چکر گھوڑا اپنا جانب دشت روان کیا یہ جو اسکی فوج نے دیکھا کہ افسر جارہا بھاگا پس تمام لشکر بھی ہار کر رو بفرار لایا فوج محبوب نے دور تک تعاقب کیا پھر خیمہ و بارگاہ و مال و اسباب انکا لوٹ لیا لشکر میں طبل فتح وظفر بجا سپہ بڑی سب نے خوشنود ہو کر کھولی ملکہ مذکور نے شہزادہ سے کہا اندر قلعہ کے چلیے اس بہادر نے جواب دیا کہ حریف زندہ بچکر نکل گیا ہے یقین ہے کہ پھر آئیگا اس سے مناسب ہے کہ آجکی شب اسی جلسہ میں فرما کر بارگاہ میں تشریف فرما ہوا لشکر میں بھی باز میں ہوگا لیکن ہر خیمہ میں ناچ ہونے لگا ہنگامہ عیش و عشرت گرم ہوا اس اثنا میں سوار زرین لگام شہ دیز فلک عرصہ عالم سے رو بفرار ہوا اور محبوبہ شب کی بارگاہ میں مع شہزادہ ماہ منیر داخل کیا

چو نمود شب جعد زلف سیاہ | از اندیشہ خم شدہ پشت ماہ
بجاے دیگر اندیشہ نو شدند | خرامان بدرگاہ خسرو شدند

رات کو لشکر مین طلایہ پھرنے لگا یہان تو یہ انتظام تھا مگر صندل جو ردبگریز
لایا ایک دامن کوہ مین جا کر ٹھہرا اسکے پیچھے جو فوج کہ بھاگی ہوئی آتی تھی وہ بھی اُس سے ملی اسنے حکم دیا کہ اسی جگہ
سب جمع ہو کر قیام کرین لوگون نے عرض کیا کہ اے شہریار آپکی طرح دینے سے بڑی شکست ہوئی اُسنے جواب دیا کہ
اُن لوگون کی یہ مجال نہ تھی جو مجکو بھگا دیتے مگر دو تین تپلے باعث شکست ہوے خیر اب تم سیر دیکھنا مین آج ایسا
سحر تیار کرتا ہون کہ وہ تپلے مطیع ہو کر اپنی مالکہ کو پکڑ لائین یہ کہکر لشکر کو تو اپنے پیچھے کیا آپ اسباب ساحری ہمراہ لیا
یعنی ایک پھول کی تھالی لیکر اسمین سیندور ماش کا آٹا انڈے لونگین گوگل لوبان کچھ پھل خوشبو اور دو تین کالا دے
ناڑے سیاہ مرچین چار پانچ کیلین لوہے کی رکھ کر چلا اور بطور مخفی اس صحرا مین جہان لشکر ایرج اُترا ہوا ہے
آیا اور درۂ کوہ مین جا کر اس طرف کوہ کے کھلا ایک چشمہ کے کنارے جا معقول تجویز کر کے چبوترہ بنایا اور اُسکو لیپ کر
خوب صاف کیکے چشمہ کا پانی لیکر [illegible] بیٹھا اُس چشمہ کے کنارے ایک طرف کو کلک کا جنگل لگا تھا اور بانس
کی بالسواڑی تھی یہ جو پڑھتا جاتا ہے اور روباہ بازی سے منہ دھرے بیٹھا ہے بموجب بیت ہر بیشہ گمان مبر کہ
خالیست ٭ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ٭ اُسکو تو اس حال مین چھوڑے لیکن کیفیت شہزادہ ایرج سنیے کہ یہ جو
بارگاہ مین بیٹھے ناچ دیکھنے لگے معشوقہ گلفام کے ساتھ ہمنوائی کرنے لگے کیونکہ وہ محبوبہ اظہار اطاعت کر چکی تھی پہلو
مین بیٹھی تھی باہم لذت بوس و کنار حاصل تھی زیادہ رات گئی ناچ موقوف کرا کر تخلیہ کرایا تھا سراچہ بارگاہ کھلے
صحرا مین طرفہ بہار تھی درزان نسیم مشکبار تھی ایسی فرحت مین شہزادہ کو خیال آیا کہ ہم تلاش مین شہزادہ تورج کے
چلے تھے نہ اُنکا پتا ملا نہ اپنے لشکر مین جانا ہوا پس مفارقت اعزا و دوستان یاد کر کے آنسو آنکھون مین بھر لایا
اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی محبوبہ عاشق وہ دلدادہ تھی آئینہ رخسار مطلوب مکدر دیکھ کر بیتاب و بیقرار ہو گئی
اپنے آنچل سے گوہر اشک پاک کیے اور کہا اے دلدار محبوب خوش کردار تیرے دشمنون کو رُلاے کیون اس وقت
تونے آنسو بہاے شہزادہ نے فرمایا کہ ایک بھائی ہمارا طلسم ہزار پیچ مین جا کر مفقود الخبر ہو گیا ہے اسی کو اس وقت
مین نے یاد کیا ہے اُسنے کہا اے شہریار طلسم ہزار پیچ کے اطراف مین یہ قلعے واقع ہین بعد فراغ جنگ مین آپکو جانب طلسم
لے چلونگی یہ کہکر دلاسا دیکے چھپر کھٹ مین لا کر لٹایا اور صحبت گرم رہا آخر گلے مین ہاتھ ڈال کر ہمکنار ہو سے آرام فرمایا شہزادہ
کو اسوقت خفقان زیادہ تھا اسکے پہلو سے آہستہ اُٹھکر بارگاہ بر آیا تو عجب رنگ صحرا کا پایا کہ سنسان رہا تھا پالک
ہر سو کا رہا چاندنی کھلی ہوئی تھی درختون و سبزہ زار ندی کا تماشا دکھاتا شب آئینہ ماہ دکھاتی شہزادہ کو وہ صحرا
بفضا بہت پسند آیا اور چاہا کہ سیر کرتا ہوا دور تک جاوے کمان دوش سے [illegible] تیر ترکش مین ڈال کر [illegible]
[illegible] کوہ مین آیا [illegible] قصد [illegible]
[illegible]
[illegible] آیا اودھر اودھر

دیکھ کر بھبھو کہ سی مار جاتا جھاڑیوں سے ہرن باڑھے چیتل نیل گاؤ سر نکالے جھیلوں کا یہ عالم کہ جیسے خانۂ زمین مین آئینہ جڑے ہوے کنارے کنارے بگلے قازین سرخاب پرون مین منھ ڈالے ایک پاؤن سے کھڑے ہوے دامن کوہ مین کوڑیالا کھلا ہوا نرگستان کو آب کوثر ساتا نظم

ساز یکذرہ نہین فیض چمن سے بیکار ۔ سایۂ لالۂ بیداغ سویداے بہار ۔ مستی باد صبا سے ہے بعرض سبزہ
ریزۂ شیشۂ مے جوہر تیغ کہسار ۔ گرد صحرا ہمہ معموری شوق بلبل ۔ راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

شہزادہ یہ کیفیت دیکھتا درۂ کوہ مین در آیا اور اسطرف نکلکر بانسواڑی کے قریب نہر کے چھیل کی سیر دیکھتا تھا وہان **صندل** اپنے چبوترہ پہ بیٹھا پانی تونبے مین بھرے سحر پڑھتا اور پانی بہاتا جاتا چنانچہ اس تونبے کا پانی ہو گیا یہ چبوترہ پہ سے اُٹھکر جھیل سے پانی لینے آیا وہان بھی جھاڑیون سے اندھیرا تھا اپنے درختون کے پانی پر جھکے تھے جاے خوفناک تھی یہ تو ساحر ہے بیخوف و خطر وہان سے پانی بھرنے لگا وہان ترائی کے سبب شیر غران سو رہا تھا اُسنے جو آہٹ اسکی پائی اُٹھ کھڑا ہوا اور انسان کی بو پاکر جھاڑی سے انگڑائی لیکر باہر نکلا اس اثنا مین یہ بھی پانی بھر کے پھرا جیسے ہی اُس مقام تاریک سے باہر نکلا شیر نے اسکو اور اسنے شیر کو دیکھا بدحواس ہو کر سحر بھی یاد نہ رہا اور شیر نے غرا کر اُس پر حملہ کیا آتے ہی دو ہتڑ مار کر اسکو گرا دیا از بسکہ یہ روئین تن تھا اسکے دو ہتڑ سے ہلاک نہوا کوئی اور ہوتا تو مرجاتا فی الجملہ شیر نے اسکو گراکر بھبھہ کیا اور پیٹ پھاڑ نا چاہا بانسواڑی کے قریب شہزادہ ایرج بھی تھا اُسنے غرض شیر کی آواز سنی جھپٹکر اسی طرف آیا دیکھا ایک آدمی کو شیر ہلاک کیے ڈالتا ہے خیال مین آیا کہ نہین معلوم یہ خدا پرست ہے یا پرستار لقا چھڑانا بیفائدہ پھر سوچا کہ کوئی ہے مگر بندۂ خدا ہی یہ سوچکر ایک تیر جوڑ کر کمان مین ماتھے پر شیر کے مارا جو ماتھے پر اسکے پڑا استخوان توڑ کر پار نکلگیا ایک کی چوٹ کھانے سے شیر الٹ کر گرا اور تڑپ کر اُچھلا آخر سرد ہو گیا شہزادہ نے **صندل** کو اٹھایا وہ بیہوش تھا پانی اُسکے منھ پر چھڑکا دامن کی ہوا دی کہ اُسکو ہوش آیا جب اُسنے آنکھ کھولی دیکھا ایک آدمی سرہانے کھڑا ہے شیر مرا پڑا ہے وہ شہریار خیر صولت میرے جسم سے خاک پاک کر رہا ہے یہ دیکھ کر دل سے کہا اسی نے شیر کو مارا ہی ہو وقت میرے لیے اُسکو خداوند سامری نے فرشتہ بنا دیا ہے جلدی اُٹھکر شہزادہ کے پاؤن پر گر پڑا اور کہا مین تیرا غلام ہون اے شخص خداوند لقا تجکو سلامت رکھیں کہ تو نے میری جان بچائی شہزادہ نے فرمایا کہ مین لقا گمراہ پر لعنت کرتا ہون خداتعالی کو وحدہ لاشریک جانتا ہون اے عزیز تجکو شیر مارے ڈالتا تھا مین نے چھڑا دیا خیر آدمی کے آدمی کام آتا ہے اب تو چلا جا ساحر نے جب یہ کلمات سُنے پوچھا کہ اے محسن میرے آپ کون ہین شہزادہ نے فرمایا کہ الحمدللہ مین مسلمان ہون **ایرج** میرا نام ہے ہوشدار کو مین نے قتل کیا ہے یہ سنکر عرض کیا کہ اے شہزادہ ذی تبار مین آپکو ایسا صاحب خلق و مروت نہ جانتا تھا مین آپکا حریف **صندل** روئین تن ہون یہان سحر کرنے کو آیا تھا کہ اس آفت مین مبتلا ہوا زندگی میری تھی جو خدا نے آپکو بھیجدیا اب مین بندۂ بیدام ہون ادنی آپکا غلام ہون یہ کہکر قدم پر شہزادہ کے سر رکھا اس بہادر نے سر اُسکا چھاتی سے لگایا اُسنے بصدق دل اطاعت اسلام اختیار کی اور بجملہ حقیقت اپنے بھاگنے اور سحر تیار کرنے آنا سب کہا عرض کیا کہ آپ تشریف اپنے لشکر مین لیجایئے مین فوج اپنی لیکر

حاضر خدمت ہونگا شہزادہ پیشنگ باہر درّہ کوہ کے آیا اور اُسکو رخصت کرکے اپنے لشکر مین تشریف فرما ہوا یہان بعد
جانے شہزادہ کے محبوب کی آنکھ کھلی تھی پہلو خالی بازوِ دلدار پا کر بیقرار ہوئی تھی اور بارگاہ سے نکلکر ڈھونڈھتی
پھرتی تھی کہ شہزادہ آکر پہونچا اسنے دوڑ کر گردن مین ہاتھ حائل کر دیا اور کہا اے جان من باعث زندگانی مجھ حرمان
نصیب کو کہان چھوڑ گئے تھے ہائے بموجب ع کھلی مرے غنچۂ فرو بیکسی کی شرم ؛ کہ پھر ملاقات میسر آئی یا بکر
بارگاہ مین مطلوب کو لائی سردار خوابگاہون سے بیقراری ملکہ کے سبب نکل آئے تھے وہ بھی حاضر خدمت ہوئے
شہزادہ نے اس راہ سے کہ ایک شیر کا مارنا کیا ایسا بڑا کام ہو متعلق کچھ ذکر ساحر کے پکڑ لانے کا نہ کیا وہ باقی شب
عیش و نشاط مین بسر کی آخر مالک برج اسد نے پنجۂ تیز سے سینۂ ساحر شب فگار کیا اور فسونگر نسیم صبح دم
نے صندل سحر کو دہر مین پھیلایا بیت چو از کوہ خاور سپیدہ دمید ؛ فریغ ستارہ شدہ ناپدید ؛ صبح دم
شہزادہ عالم طاعت خلاق دو عالم سے فارغ ہو کر صدر نشین دربار تھا سرداران وغیرہ سے مجمع حضار تھا
کہ یکایک سامنے سر ابجہر جو اُٹھے تھے ادھر سے گرد اُٹھتے نظر آئی محبوب سمجھی کہ فوج خود سر آئی اسنے حکم جاری
لشکر دیا جلد جلد کمر بندی ہوئی شہزادہ نے منع بھی کیا کہ تم دخل نہ دو کہ عورت ہو مین سمجھ لونگا مگر اُسنے نہ
مانا لیکن اس عرصہ مین دامن گرد شگافتہ ہوا اور صندل ساحر کپ نظر آیا مگر گھبرا کر اُٹھی کہ لے شہزادہ وہ حریف آیا
شہزادہ نے فرمایا کہ بیٹھی رہو آتا ہو تو آنے دو یہ گفتگو تھی کہ ساحر گھوڑے پر سے اُتر کر اندر بارگاہ کے آیا شہزادہ
کو نذر دی اور ملکہ امر صوف سے کہا لئے ہین میری خطا کو معاف فرما ملکہ نے بھی اسکو سرفراز فرمایا مگر بہت حیرت
زدہ تھی کہ یہ کیونکر بغیر کچھ کہے سُنے یکایک مطیع ہو گیا غرضکہ اسکے لشکر کو اُترنے کا حکم دیا کہ لشکر شہزادہ نامور
اُترا رونق بے اندازہ حاصل ہوئی شہزادہ نے ساحر مذکور کو خلعت سرداری سے مخلع فرما کر دست راست مین
بٹھایا پھر ساقی مہ لقا نے جام شراب ہوش ربا بالایا جب دماغ اُسکا بادہ ناب سے گرم ہوا ملکہ نے ہدایت پانیکا
اسکے سبب استفسار کیا اُسنے شیر کی کیفیت اور شہزادہ کی شجاعت اپنے حال پر عنایت فرمانیکی حقیقت سب بیان
کی ملکہ جرأت و جلادت پر شہزادہ پر صولت کی آفرین خوان ہوئی پھر قلعہ مین سب نے داخلہ کیا دونون ملک
اسلام آباد ہوئے دو ایک دن یہان جلسہ رہا پھر ملکہ کو قلعہ ہوشدار کا حاکم کر کے رخصت طلب کی ملکہ نے
کہا اے شہریار اس قلعہ مین چار کرّے مال و خزانہ کے ہین وہ آپ ہمراہ لیجیے اور میرے قبیلے روئین تن ساتھ
لیکر کوچ کیجیے شہزادہ نے فرمایا کہ وہ کرّے کس اسباب کے ہین ملکہ نے کہا ایک مین روپیہ ایک مین اشرفی ایک
کو شاہانہ جواہر ہے ایک مین ہتھیار اور ہر طرح کا اسباب نادر ہے شہزادہ نے فرمایا کہ یہ گنج و زر تم اپنے قبضہ مین
رکھو کہ تم عورت ہو مین سپاہی ہون میرے ساتھ قبیلے البتہ کر دو ملکہ نے سوا ان سحر کو ہمراہ کیا لیکن عرض کیا کہ
کہ مین غم جدائی مین مر جاؤنگی آپ جہان سے اپنے لشکر مین جائیے اور اپنے دادا سے اجازت لیکر مجھکو وہین بلوا لیجیے
پھر آپکو اختیار ہے طلسم ہزار برج مین جاہیے جائیے خواہ وہین تشریف رکھیے اسکے کہنے سے شہزادہ نے عزم فتح
طلسم فسخ کیا اور بخشم و خدم مع سپاہ ساحران روئین تن اور کئی لاکھ سپاہ عین جنگی ساحران فسون ساز ندفین کے کوچ کیا

اور اول قلعہ صندلیہ میں آیا دو دن وہاں قیام فرمایا **صندل** نے دعوت و ضیافت کی پھر اپنے نائب کو
اپنی جگہ پر حاکم کر کے شہزادہ کی رفاقت چاہی تیغ زرین شگافت زیب کمر کر کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب ہوا
یہ شہریار پر تمکین و وقار بڑے عظم و شان سے روانہ ہوا کہ ابیات

ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
جیسے مہ نو قریب اختر
وہ اسپ کہ صورت پری تھا
حاسد کے لیے کجک ہے یا گرز
ہمراہ تھا سب یہ ساز و سامان

سیم و زر و اسپ و فیل و شتر
وہ چاٹتی تھی ہر ایک کا خون
طالع میں بلند اختری تھا
وہ پلٹنیں اور وہ رسالے
شوکت تھی نثار فتح قربان

تھی زیب کمر وہ برق پیکر
ہوگا وہ زمین کہ شیر گردون
وہ فیل کہ مثل کوہ ابر تھ
جنکے کہ عدو کی جان کے لالے

اسی طرح بعد قطع منازل طے
مراحل جب لشکر اسلام دو منزل رہ گیا تو ایک دامن کوہ میں اس کوہ وقار نے مقام کیا یہ تو ادھر سے آتے ہیں
لیکن لشکر اسلام کا حال بیان ہو چکا کہ اہل اسلام پہاڑ پر پناہ گزین ہیں ساحر زیر جھک جاتے ہیں چنانچہ
تمام فوجیں بلقا و بلاد صبا کی قریب کوہ ہو گئیں اور کوہ محصور کر کے بلانے چیلے ہائے رنگین تن کو للکارا کہ
پہاڑ پر چڑھ جاؤ اور ہمارے دشمنوں کے سر لاؤ چیلے تیغہائے سحر لیکر چلے اور گھاٹیوں کو طے کرنے لگے پیچھے انکے
تمام لشکر حملہ آور ہوا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا بلا بھی سحر پڑھتا آگے بڑھا اُس وقت عیاروں نے سنگ باری کرنا
شروع کی اور تیر برسانے لگے شہزادہ کوکب بلبان شیر زبان گھاٹی پر راہ لشکر دشمنان روک کر کھڑا ہوا کہ ادھر
پہاڑ کے ناموس امیر ہیں اگر یہ کافر چڑھ آئے تو بڑی بے حرمتی ہوگی بس اپنی جان دے دینا چاہیے اور تا حیات اپنی
دشمنوں کو آگے بڑھنے دینا نہیں لازم ہے شورش سپاہ اور بانگ سپاہ سے بادشاہ جو زخمی اور بیہوش پڑے تھے ہوشیار
ہوئے اور جرأت ذاتی سے سنبھلکر اُٹھے قلعہ کوہ پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا تو بازار موت کا گرم پایا ہنگامہ گیر و دار
نظر آیا جب چیلے آگے بڑھتے ادھر کے لوگ سینہ سپر کرتے گردن زیر تیغ و خنجر دھرتے پہاڑ پر سے سر کٹ کٹ کے نیچے گرتے ایک
فریاد اور شور مچتے ایک جان شیرین اور لاکھ اندیشے کلمۂ شہادت مسلمانوں کے ورد زبان دامن کوہ خون سے رنگ لالہ زار
تھا میوں سے آبشار کے بدلے خون رواں رگ ابر کے بدلے بندش شمشیر خون فشان برق شمشیر آبدار کی چمک موج بحر مرگ
وقت غوغا میں غرق خرد و ستر گاہ ہیبت سے چیلے شورش کرتے تھے ایک سمت سے ساحر سحر خوان آندھی سیاہ آتی ہوئی تاریکی
چھائی ہوئی اتفاقات تباہ اسلامیان تند و تیز قہر تھا اور کہتا جاتا کہ اے بندگان قدرت دیکھو میرے غضب کو ان
بندگان مغرور کو آج پناہ نہیں ملتی بلا جو قتل عام کرتا پہاڑ پر چڑھتا جاتا تھا زلقا فرط عشرت سے نعرے مارتا اور کہتا کہ
دیکھو میرا شیر جنگی آج بپھرا ہوا ہے الحاصل جب ظفر کوہ قریب رہ گیا مسلمانوں میں کھلبلی پڑی گھاٹیاں طے کر کے جا بجا
سٹکے ہیں مگر سلطان رشمو ابرتھی اسلیے کہ سب طرف سے پہاڑ گھرا ہوا تھا پر جان دینا گوارا کیا مرکر گرنے لگے اجل بندگان عہد شکن
کو آغوش میں اٹھانے لگی خواب مرگ میں سلانے لگی جو پہلوان کہ مثل اطفال مچلکر زمین پر لوٹتا اسکو تھپک کر گہوارۂ لحد میں
آرام کراتی دہان تیغ سے پیکر جھلتی زبان خنجر سے لوری سناتی ناموس امیر حرم محترم فرزندان امیر بالی کھڑے

نالان وگریان گرد امیر جمع تھے اور امیر بیہوش پڑے ہوئے بصورت مردگان تھے بادشاہ ذیشان جب جھپٹ کر
قلعہ کوہ سے آگے بڑھتے زخم پھٹ جاتے یہ بیہوش ہوتے عورتین پیٹ رہی تھین کوئی کہتی کہ خداوندا میرے وارث کو
بچالے کوئی پکارتی کہ یا خدا مجکو دنیا سے اٹھالے کسی کی فریاد تھی کہ مجکو میرے وارثون کا مردہ نہ دکھانا اے کریم ان کے
غم مین نہ رلانا کوئی گود پھیلا کر دعا کرتی ماتھا زمین پر رگڑتی کوئی بالون سے جھاڑو دیتی کسی نے پیر ایکا ایک سپیہ اٹھایا
کہ ایکا ایک میری مراد آئے کسی نے ہر پیادہ سوسوار کو مانا تھا کہ میرے بیمار اچھے ہوے کوئی ترت پھرت کی نذر مانتی کہ
ہماری مدد غیب سے آئے کسی نے سہ ماہی کے روزے اپنے اوپر قبول کیے تھے کسی نے پیر دیوار کے کونڈے مانے تھے
کوئی کہتی کہ مین کھڑے پیر کا روزہ رکھونگی اور میری تمنا پوری ہوگی تو کمر و ناڑا دونگی وہ وہ نازنینان گل پیرہن جنکے
اوپر بلبل دل فریفتہ ہو نالان وگریان بسان عندلیب قفس اسیر یاس و حرمان تھین صاحبان عصمت و شرم موے مشکین و
زلف عنبرین کھولے تھین کہ بہار کو سنبلستان کہنا بجا تھا یا دختران سے انکے رخسار رشک گلستان کو بے رنگ غنچہ پھلا
دیا تھا رخسار رنگے جو رشک قمر تھے وہ خاک پر جانب قبلہ رکھتی تھین مٹی گالون مین بھرنے سے چاند پر خاک پڑی نظر آتی
آفتاب حسن کو تیرگی رنج سے گہن لگا تھا نہ وہ رنگ تھا نہ وہ نقشہ تھا لیکن با این رنج و اندوہ بھی عجب نقشہ ہو رہا
وہ سراسیمگی سے چہرون کا رنگ فق فق گل یاسمن کو شرماتا وہ انکے ناز و انداز کا عالم کہ آشوب دہر بھی تصدق
ہوا جاتا کوئی حیران ہو کر ہاتھ کوٹ لیتی تو پنجہ دست نگارین پنجہ آفتاب بہ حسن پر نظر آتا بال جو رخ پر بکھرے
تھے تو پنجہ دست رنگین شب زلف مین ماہتاب کی جھلک دکھاتا کوئی جو چیخ کر بات کرتی تو دوسری انگشت
مابین ہر دو لب رکھ کر چپ ہونے کا اشارہ فرماتی گویا پیغمبر حسن تھی کہ معجزہ شق القمر دکھاتی تھین سر میم پر الف
امید تحریر فرماتی کوئی اس سوچ مین سر در گریبان کہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے کسی کا سر آئینہ زانو پہ بصد حیرانی
رکھا ہوا کہ خدا جانے کیا صورت ہو دیکھین کیا نقشہ یہ فلک پیر دکھاتا ہے آخر ملکہ مہر نگار تاج دار سردار حسینان
روزگار رشک گل بیبیون کے امیر کے افسر تھی بال کھول کر گود پھیلا کر جانب کعبہ اکرم رخ کر کے مصروف دعا ہوئی سب
بیکسون نے پشت پہ آمین کہنا شروع کی اور کہنے یہ استغاثہ کیا کہ اے کارساز حقیقی میرے حال پر رحم فرما کر نظم

غم کے جوش مین مبتلا ہے
مشہور ہے بعد رنج ہے گنج
جسکو کہ کوئی مرض ہوا ہے
لازم ہے تو اسے خداے غفار
اسوقت مین کون ہے ہمارا

اسکو تیرا آسرا دیا ہے
مفلس ہے بشر کبھی تو نگر
آخر اسے ایک دن شفا ہے
کیا راز سے تیرے کوئی آگاہ
ہے تیرے کرم کا بس سہارا

ہو جاتے ہین دور ہر کوئی رنج
پھر جاتے ہین کسی کے دن برابر
ہر چند ہم آج ہین دل افگار
کوئی تو نکال دیگا تو راہ
آخر تیری دعا آگاہ قبول پر ان

مستمندون کا پڑا ہی تھی لشکر اسلام مین جو بھگدڑ پڑی تھی تو جو عیار کہ زیر کوہ رات ہی سے بھر بھاگے تھے وہ وہان
بھاگ کر صحرا مین اسلیے گئے کہ ہم اپنے لشکر کا تباہ ہونا اور اپنے مالکون کا مارے جانا اپنی آنکھون سے نہ دیکھین
چنانچہ کلیاد عیار تو صحرا مین بھی نہ ٹھہرے ہٹ دور نکل گئے اور ایک درہ کوہ سے جو انھون نے مہر بکر کے

قدم آگے بڑھایا اور اس کوہ میں کہ ملکہ کا لشکر اترے یا نشان جو کھلے تھے حمد و نعت خدا اور رسول سے مزین نظر آئے عیار خوش ہو کر اندر لشکر کے گئے دیکھا کہ ایک بارگاہ کے سامنے میدان پڑا ہے اُس میدان میں ایک جوان مرکب پر سوار برچھا ہلا رہا ہے انھوں نے پہچانا کہ یہ شہزادہ ایرج والا قدر ہمارا آقا ہے یہ بس دوڑ کر رکاب سے لپٹ گئے اور چلا کر روئے شہزادہ مرکب سے کود پڑا انکو گلے سے لگایا اور کہا خیر تو ہے کیا رنج تمکو پہونچا ہے انھوں نے امیر کا اسم اعظم بھولنا سرداروں کا قید ہونا لشکر کی تباہی پہاڑ پر جملہ ساحران کی حقیقت سب کہہ سنائی شہزادہ نے جو یہ خبر وحشت اثر سُنی رو دیا اور کہا حال جدو الاتبار ہائے افسوس اس مرتبہ تباہ ہوا یہ کہکر اُسی وقت طبل سفر بجوایا اور بر سم یلغر ہر ایک کو حکم چلنے کا دیکر آپ سب سے پہلے مسلح و مکمل ہو کر گھوڑا اُڑایا افسران لشکر بھی اتنا جلد چلے کہ پہاڑ پر لوگ دعا کر رہے تھے کہ پہونچ گئے بلا ہنوز بالائے کوہ نہ پہونچا تھا وقت اسیری اسلامیان تھا کہ یکا یک از پردہ بیابان گرد سے برخاست غبار کا سر سقف آسمان سے لگا ہوا اور یا نور زمین سے سیاہ ہوا ابسان شعلہ جوالہ ہر ذرہ بیتاب کھاتا چمک دمک کی لشکر کے گواہی دیتا جاتا کہ شعر

پدید آمد از دور گرد سپاہ
غو دیدبان آمد از دیدہ گاہ
کہ آمد ز ایرج سپاہے پدید
ز بس سیہ گرد شان بر دمید
دل گردے علمہائے بادل نگار

انھیں پر جلوہ دکھانے دکھائی دیئے پھر پیچھے انکے جواہر رو و تعریف خدا اور رسول سے بہرہ اندوز بعد انکے دستے تتری فیلی نکلے زمین و زمان لرزنے لگے پھر سامان جلوس سواری ملکین اور رسالے وہ جنگی صورت سے ہر اہر فلک پر خوف طاری ظاہر ہوئے بعد ازان سیاہ خر طاؤس کھوڑ پر سوار جادوگرنیان ہتھیار لگاتیان اندھے سُرخ سُرخ جھنڈیان ہاتھوں میں لیے طاؤس و ہنس آراتین سحر کی زنگ دکھاتین آئیں لشکر کی چمک دمک بر اوج عظم و شان پہل ہر و سپہر ہزار جان قربانی زیر سایۂ علم شیر پیکر شہزادہ ایرج نوجوان کہ بموجب قطعہ

فرو کوفت بر کوس روئینہ خم
رسیدند شیپور با گاو دم
برو مہرہ در جام بر پشت پیل
زمین را تو گفتی برآورد نیل
ہوا شد سیاہ و زمین نیل رنگ
دلیران لشکر لبان پلنگ
بجنگ اندرون گرز دولہ زرین
چو دریائے جوشان ز گردان زمین
دلیران گردش کش از کوہیان
بسیجیدہ جنگ و شمشیر زبان
از رنگ زرین دگر بال و تیغ
خروشان بکردار غرندہ میغ
رسیدند لشکر گروہا گروہ
زمین شد ز گردان بکردار کوہ

جب اس شان و شوکت سے وہ لشکر آئے دیکھا بختیارک خر عیسیٰ میں فیل پر کھڑے ہو کر پکارا اشہد ان لا الٰہ الا اللہ دیکھیے وہ ساحروں سے سرکوب آہیں بجلے لقائے کہا اے شیطان کیوں بکتا ہے آج قدرت نے تقدیر اپنی شکست ہو چکی نہیں فرمائی شیطان نے کہا تو قدرت کی آج شامت بھی اچھی طرح سے آئی یہ کہنہ چکا تھا کہ شہزادہ نامدار ہوا چکا کر اور تیغہ علم کرکے فوج کفار پر جو زیر کوہ صف کشیدہ تھی آ پڑا اکیلا لاکھ ہاتھ تلوار کا ایک بار جو بلند ہو کر پڑا اللہ اکبر کی بجلیان دفعتہً زرنگاہ چمک گئیں آنکھیں جھپک گئیں معاذ اللہ تلوار کی آنچ کیا سر کیا سب جلا ہزاروں سر دم بھر میں لشکر کر پڑا البانا بالائے کوہ جاتا تھا یہ حال دیکھ کر جیرا اور ہتلہائے روئین تن سے حکم مقابلہ دیا وہ لشکر شہزادہ پر گرے

شہزادے کے ساتھ کے تیلے اُنسے بھڑ گئے چوٹ برابر کی چلنے لگی جو یہ اُنکے حربے سے کٹتے ہین تو اُنکے ہاتھ سے وہ
بھی مرتے ہین ایک سمت ساحر سے ساحر لڑنے لگا تا سیج اور ترنج اُچھلنے لگا پُر شور کرنے لگے وہ یا سحر کے پڑھنے
لگے شعلہ باری برف باری سے جان عاری کھینچی کر زلزلہ فلک تک غبار کدورت خاطر کا اثر ہویدا دود سحر نے
سقف سپہر کو دھوان دیا زہر باران سحر نے چرخ کو سبز رنگ بنا دیا سیدقت کا ایک بچھو رنگ کڑ چکیا ہی جو بیچ
عقرب کہلاتا ہو پناہ بخدا کسی ساحر نے اپنا گلا آپ سی چھری سے کاٹا دشمن کا گلا کٹ گیا کسی نے پان کھا کر سامنے
تھوکا فوراً حریف نے خون تھوکا تیر سے کلیجہ کا لہو جاتا سوئیون کے بچھے چلتے تھے ملک عدم کے ناکے سوئیون کے
ناکے مین نظر آتے تھے ادھر تو یہ گیر و دار کا ہنگامہ تھا اُدھر بہادران روزگار نے عدو کو زیر تیغ رکھ لیا تھا
تیر جوشن مین جاتے تھے مژدہ آمد شاہد مرگ کی خبر دشمن کو سناتے تھے نیزے جو نیزون سے ملتے تھے مدت کے بچھڑے
بغلگیر ہوتے تھے مگر مجرم سرکار عشق رزم جوئی ٹھہرائے گئے تھے کہ بند بند باندھے ہوئے تھے زبان سنان طعن ہر مبارز
پر کرتی کہ واہ کچھ ننگ تیر و نہین دلمین زخم کا درد نہین شمشیر کا جوہر حرف دفتر الفت عروس اجل ہی گلے ملنے کی
جا ہے ہمت جوانمردی دست و بغل تیغ کی جھنکار مبارکباد مرگ زندگانی دہان زخم کی ہنسی پسند آتی سر و تن کی
جدائی حیات ابدی کی خوشخبری دیتی شجاعت جان بیچ کر نیک نامی مول لیتی کہان تک یہ ہنگامہ
گذارش ہو کہ

ابیات

دہان خشک و غرقہ شدہ تن در آب
یکی ابر بست از بر تیرہ خاک
چو پیلان ہمہ دست بر یکدگر

پاسبان جنگی سواران جنگ
زتیغ و زتابیدن آفتاب
ہوا سر بسر گشت زنگار گون
فگندہ زتنہا جدا کردہ سر

بکندہ کشیدند چون سنگ سنگ
ہمہ گرز را بر کشیدند پاک
زمین شد بکردار دریای خون

ایک طرف صندل پیلہائے روئین تن
پہ گرا ہوا تھا اسکا تیغہ چشمہ سامری مین بجھا ہوا تھا تیلون کے سر قلم کرتا جاتا تھا اُسی گرمی جنگ مین بلا رجادو
للکارتا ہوا اُسکے مقابلہ مین آیا ہر چند کہ یہ بھی روئین تن مین لیکن اُسکا تیغہ سامری کے چشمے کی آبداری رکھتا
تھا اسکا حربہ رد کر کے اُسنے جو ہاتھ مارا گر پڑا خیار کی طرح دو ٹکڑے ہوئے غلغلہ برپا ہوا کہ مارا بلا رجادو
کو یہ معرکہ صبا نے دیکھا بیقرار ہو کر رونے لگی مگر خیال آیا کہ جانی بھیا کے مرنے سے سرداران اسلام جو درہ کوہ
مین قید ہین رہا نہ ہو جائین اُنکو چلکر روکنا چاہیئے یہ سوچکر بزور سحر اُڑکر روانہ ہوئی فوج ساحران کا بھاگنا
دیکھکر سمجھی کہ بالکل ہماری ہوا گئی بس جملہ لشکر رو بفرار لایا اور بلا کے مرنے سے تیلہائے سحر بھی بھگے شہزادہ ایرج
قتل کرتا ہوا جانب فیل لقا چلا لشکر لقا پرستان نے دسلا نونکالو دا منے ہوا تھا ساحرون کے بھاگنے سے ہر
لشکر میں گریزان ہوا بختیار کے فیلبان کی گرٹی سی اُچھالی اور پکار اکر یا خداوند ابھی تقدیر گریز کر دو
تو اسا تھوڑا اگر ا ہوا ہی لقا نے کہا ہر چند کہ تقدیر فرار قدرت کو منظور نہین مگر تو اسکی خاطر ہو اچھا بھاگ
فیلبان نے ہاتھیون کو بہت جلد بھگایا شہزادہ ایرج نے تعاقب کیا زیر تیغ رکھ لیا ایکطرف سے کرب تجلی تیغ
فوج اسلامیان لیکر آگیا تھا ہزار ہا ساحر و لقا پرست مارا گیا دشت لاشون سے بھر گیا اہل اسلام

قتل کرتے ہوئے جہان تک کہ حصار آتش کا بلا نے کھینچا تھا آئے وہ حصار بھی بلا کے مرنے سے مٹ گیا تھا لقا اپنے لشکر کے پڑاؤ پر بھی نہ ٹھہرا اندر قلعۂ کوہ عقیق کے چلا گیا اسوقت شہزادہ کرب نے کہا اے ایرج بس بھاگے کا تعاقب کرنا شیوۂ خاندان حمزہ نہیں شہزادۂ موصوف یہ سنکر پھرا میدان سے لاشہائے مسلمانان اٹھانے کا حکم دیا عیارون نے آکر قدم اقدس شہزادہ کو بوسہ دیا شہزادہ نے چالاک ابوالفتح سے کہا کہ تم جاکر بادشاہ اسلام کو اور دادا جان کو لشکر اسلام مین لاؤ بارگاہ سلیمانی و حشامی اسباب کافران سے خالی ہے عیاران مذکور خدمت شاہ جمجاہ مین پہاڑ پر آئے اور عرض کی کہ مبارک ہو دشمن بھاگ کر قلعہ بند ہوا شہزادۂ ایرج انتظام لشکر آرائی مین ہین ورنہ حاضر ہوتے حضور خود بارگاہ سلیمانی مین تشریف فرما ہون بادشاہ ذیشان یہ سنکر سوار ہوئے اور سوار ہو کر چلے شہزادہ کرب سے فرمایا کہ امیر اور خواتین معظمہ کو سوار کرکے لاؤ یہ فرماکر پہاڑ سے اُترے تھے کہ خواجہ بزرجمہر کے بیٹے خواجہ سیاوش سامنے آئے اور کہا اے بادشاہ عالم پناہ بہتر نہین کہ چند روز آپ یہان سے تشریف لیجائین اسلیے کہ لشکر مسلمانان پر سے ہنوز قران مصب دفع نہین ہوا ہے بڑی مصیبت کا خدا نکردہ سامنا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ مین نہ جاؤن گا تو لشکر تباہ شدہ جمع نہوگا دوسرے یہ کہ اب تو مین روانہ ہو چکا پھر جانا میرا دستور نہین اچھا کچھ عیار جائین اور شہزادہ کرب نسبت لانے ناموس و امیر کے ممانعت کرین عیار حسب ارشاد گئے اور شہزادۂ موصوف کو روکا ادھر شاہ گردون بارگاہ قریب لشکر پہونچے ایرج نے استقبال کیا اور بارگاہ سلیمانی مین لاکر تخت پر جلوہ گر فرمایا لشکر مین بازارین کھلین رعایا آباد ہونے لگی لشکری جو فرار ہے تھے آنے لگے عیارون نے کوتوالی چبوترہ کا بندوبست کیا یہان تو یہ کیفیت ہو

گر صبا جاکر درہ مین گئی سحر سے سرداران اسلام کو زیادہ تر مسحور کرکے اُس مقام کو بدستور اول سحر سے ناپدید کرکے غم برادر مین نالان و گریان اُڑکر قلعہ کوہ عقیق مین آئی یہان لقا بدحواس دارالامارہ مین بیٹھا تھا کوہی وغیرہ شکستہ خاطر حاضر دربار تھے کہ یہ مردار پہونچی سب نے دیکھا کہ آنکھون مین آنسو بھرے رنگ چہرہ کا زرد ہے دل غمگین و پر درد ہو غرض اُسنے خداوند کو سجدہ کیا اور روکر کہا کہ ہاے میرا بازو بھی ٹوٹ گیا اور مانگ بھی اُجڑ گئی یا خداوند کیسی آپنے تقدیر فرمائی لقا نے کہا اے بندی میری تیرے بھائی نے مجھکو راضی بہت کیا ہے مین نے خوش ہوکر اُس کو داخل اپنی بہشت مین کردیا ہے اب اگر تجھکو اُسکا رنج بہت ہے تو مین بعد نوروز اُسکو زندہ کردونگا بختیارک بولا کہ اے صبا دنیا ہیچ ہے کوئی کسی کا نہین جیتے جی سب رشتہ ناتا ہے مرنے پر کوئی نہین پوچھتا اے جان من اب کیون اپنے جانی بھیا کی عقبیٰ برباد کرنا چاہتی ہو جو کچھ گذرا وہ گذرا اب تم اپنے بھائی کا عوض ان خدا پرستون سے لو سب کو قتل کرو بھائی کی روح بھی خوش ہوگی اور ثواب بھی ہوگا خداوند بھی خوش ہون گے تمھاری عاقبت بھی درست ہوگی بہشت مین تمکو بھیا ملین گے ساحرہ کو مرگ آشنا و برادر سے غم و غصہ بہت تھا کہنا شیطان کا منظور کیا اور کہا کہ اب بھی مین جاتی ہون جو سرداران اسلامیان میری قید مین ہین اُنکو مارے ڈالتی ہون پھر اور مسلمانون کی بھی تدبیر کرونگی شیطان نے کہا بہت اچھا سوچین تم خود عاقلہ ہو تمھین کوئی کیا سمجھائے اب دیر نہ کرو جلد جاؤ کار خیر مین تاخیر مناسب نہین مگر اپنے رہنے کا ٹھکانا مجھکو بھی بتلاتی جاؤ کہ مین بھی جب چاہون

وہاں چلا آؤن کس لیے کہ مسلمان مرنا جانتے نہیں اُنکے قتل کرتے وقت عیار تمکو آکر زک نہ دین ساحرہ تو اسکے قول کو
آزما چکی تھی کہا اچھا مین دو ساحر چھوڑے جاتی ہون جب تم میرے پاس آنا چاہو گے اُنسے کہنا وہ میرے پاس
لے آئینگے یا تمکو خبر کرینگے مین بلا لونگی یہ کہکر جادوگر بارگاہ مین چھوڑ کر جانب درۂ کوہ روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے چلی
اُدھر جب بادشاہ اسلام بارگاہ مین آچکے اور آبادی لشکر کا سامان ہو چکا عیارون نے باہم مشورہ کیا کہ ایک ساحرہ
صہبا جادو جو ذلیل ہو اُسی کے سبب سے سردار ہمارے بھی قید مین اور امیر بھی اپنے حواس مین نہین پس چاہیے کہ
اسکو بھی کسی طرح واصل جہنم کرکے سردارون کو رہا کرین تا لشکر بدستور رشید آباد ہو غرضکہ یہ مشورہ کرکے چالاک
نے تجویز کیا کہ ساحرہ بہر ملاقات لقا اپنے مقام سے قلعہ مین ضرور جائیگی اور وہان سے پھر کر اپنے مسکن مین آئیگی
چنانچہ اثنائے راہ مین اُس سے براہ عیاری ملاقات کرکے اُسی کے ہمراہ اُسکے مقام سکونت پر چلنا چاہیے یون جانے
مین تو راستہ نہین ملتا فی الحال ایک عیار کوتاہ قامت کو اپنے عیارون مین سے تجویز کرکے طلب کیا اور کہا ایک لڑکے
کی صورت بن آؤ وہ عیار کہ نام اُسکا گجل کوتاہ قامت ہو طفل نابالغ کی صورت بنا ہاتھ پاؤن نازک نازک چہرہ
بھولا بھالا کہ ہیچ کرتا گلے مین آستینون سے ناک پونچھتا گال پھولے پھولے لیکن سردی کے سبب جابجا سے شق ہوکر دیکھے
پڑے ہوے کرتے کی گھنڈی کھلی ہوئی دامن چاک پیر اُتری ہوئی توتلا توتلا کر باتین کرنا ہاتھ مین کٹ سے جانی
کے پیلے پیلے بڑے شوخی و شرارت چیتون سے ظاہر اس صورت سے جب بن چکا چالاک ایک بڑھیا کی صورت
بنا چادر گاڑھے کی اوڑھی سر کے بال سفید سوسی کا پائجامہ پہنے پٹاری پان کی بغل مین دابے بہت پیرانہ
سالی نہین ارسطو و رعشہ کی ضعیفہ بنکر اُس طفل کو ہمراہ لیا اور لشکر سے ایک غریب شخص کو بلا کر کہا اگر تیری لڑکی کو
تو برس دن تک کچھ دیر کے لیے ہمکو دے ہم دو ہزار زر مع لڑکی بھی تجکو دینگے اور یہ مال اُسکے عوض مین اسوقت
تجکو دیتے ہین اُسنے کہا بہتر صاحب قتل ساحران کی تدبیر کرنے مین ہم اپنے اہل و عیال کے ساتھ حاضر
ہین چاہے لڑکی مار ڈالی جائے خواہ زندہ رہے آپ لے جائیے مال کی احتیاج نہین غرض اُس مرد درمند
نے اپنی دختر نیک اختر چالاک عیار خوش سیر کی اُسنے مینڈھیاں اُسکی گوندھین کچھ کچھ گہنا پہنایا اور یہان دونون
کو ساتھ لیکر جانب کوہستان گیا اور راستے مین ایک مقام پر ٹھہر کر دونون کو گود سے اُتار دیا اور بیٹھکر رونے لگا
وہ عیار جو لڑکا بنا تھا اُس لڑکی کے ساتھ کھیلنے لگا دونون نے بالو سمیٹ کر گھروندا بنایا اور اُسکے اندر پاؤن
پھیلا کر کھیلنے لگے اس اثنا مین ساحرہ جو قلعہ سے چلی تھی یہان آکر پہونچی اور اُسنے دیکھا کہ ایک لڑکی چاند کی سی
صورت اُسکے گلے مین آستینون کی کرتی پہنے اور ڈھنی سر سے ڈھلکی ہوئی چوٹی پیچھے چھوٹی سی پڑی ہوئی۔
مینڈھیاں گوندھین گورا گورا بدن ایک لڑکے کے ساتھ پاؤن پھیلائے کھیلتی ہے وہ لڑکا بھی قبول صورت بھولا
بھالا ہے دوسرا ایک بڑھیا پٹاری سامنے رکھے ٹھوڑی کترتی جاتی ہے اور روتی ہے یہ دیکھکر ساحرہ نے سواری
ٹھہرائی اور ضعیفہ سے پوچھا کہ بڑی بی تم کون ہو اور یہ بچے کس کے ہین اتنا سنتے ہی بڑھیا چیخ مار کر رو دی
اور دیکھکر ساحرہ کو بلائین لین اور کہا مین صدقے مین نثار کیا ان بچون جنتون کا حال بیان کردن

ماں باپ دونوں مر گئے مجھ بڑھیا نانی کے سوا کوئی باقی نہیں رہا سو میرا بھی کیا بھروسہ بوڑھا دم آیا آیا نہ آیا نہ
آیا کوئی دن کی مہمان ہوں اسی واسطے روتی ہوں کہ ہائے انکا کوئی نہیں صبا کو بھائی کا غم تھا ان ہیں ہاں ہاں
ملانے لگی کہ بڑی بی سچ کہتی ہو تم بوڑھی ہو یہاں جوانوں کا بھروسہ نہیں کیا موت کو کہیں لینے جانا ہے ہمارے
جانی بھیا ابھی جوان تھے جو مارے گئے اے ضعیفہ اگر اپنے بچوں کو لیکر ہمارے پاس رہو تو ہم وارثی کرینگے بڑھیا
نے دعائیں دیں اور کہا واری تم وارثی نہ کرو گی تو اور کون کریگا میرا مزاج خفقانی ہے گھبرا کر جنگل میں نکل آتی
ہوں روتی ہوں دل بہلاتی ہوں بھر سانس دل نکل جاتی ہے ورنہ آگ کر مر جاؤں ساحرہ نے کہا تمہیں اختیار ہے
جہاں جی چاہا جانا آنا مجکو تو ان بچوں سے مطلب ہے کہ انکی بھولی باتوں سے غم میرا غلط ہوگا عیار مذکور کو تو ساتھ
جانا منظور ہی تھا بعد اقرار و انکار ساحرہ کے ہمراہ ہوئی اسنے دونوں بچوں کو ہوادار کے آگے بٹھالیا اور بڑھیا
کو بھی ایک طاؤس پر سحر کے بٹھا کر داخل درہ کوہ ہوئی درہ کوہ میں گھر بنانے کا حال پہلے بیان ہو چکا ہے جو چکا
اسی مقام پر ایک صحنچی بزور سحر اور بنا دی اور بڑھیا کو وہیں فروکش کیا بچوں کو اپنے مقام پر لیجا کر رکھا یہ تینوں
کھیلنے لگے چالاک نے اتنے دنوں میں بدقت تمام یہاں رسائی پیدا کی اور قصد کیا کہ اب کام اسکا تمام کر دوں کیونکہ
یہ غضب میں اندھی ہو رہی ہے پہلے جو یہاں آنا چاہتے تھے تو اندھے ہو جاتے تھے غرضکہ یہ تو اس فکر میں ہے ادھر
مجنتیار کی رگ شیطنت پھڑکی دم گھبرایا ان ساحروں سے کہا میں صبا کے پاس جایا چاہتا ہوں ساحر
وہاں سے اٹھ کر ساحرہ کے پاس آئے اور کہا ملکجی یہاں آنا چاہتے ہیں ساحرہ نے چند جادوگر اور بھیجے کہ جاکر
ملکجی کو لے آؤ ساحر شیطان کے پاس آئے اور کہا چلئے آپکو بلایا ہے شیطان نے براہ احتیاط کہا یہ ساحر کوئی عیار ہو
جو میرے ساتھ مقام ساحرہ تک پہونچ جائیں انکا منہ گرم پانی سے دھلوایا اور کچھ باتیں امتحاناً پوچھکر سوار ہو
روانہ ہوا راہ میں بھی انکے باپ دادے کا نام پوچھتا جاتا تھا جب درہ کوہ میں پہونچا صبا استقبال کر کے لیگئی اور
مقام بہتر پر بٹھایا اور کہا کیونکر تشریف لائے اسنے کہا میرا دم گھبرا گیا تھا جی میں آیا کہ چلکر تمہارا تماشہ دیکھوں
ساحرہ نے کہا آپ نے بہت مناسب کیا شیطان بولا کہ پھر دیر کیا ہے جلد بازار صحبت گرم کرو ساحرہ نے ہیرون
دستک سے ری زمین کو زلزلہ ہوا ایک عورت پیدا ہوئی کہ ہر بن مو سے اسکے شرارہ آتش نکلتے تھے لیکن کالا آتش نے
اس عجیبہ کو تسلیم کی اسنے انکی جانب خطاب کیا اے زنار قمر ناک آتش بدن تم جاکر قید خانہ کا دروازہ کھولدو اور
قیدیوں کو باہر نکال لاؤ ہم بھی آتے ہیں اس نار نے عرض کیا کہ تب سے آپکے بھائی بیٹا صاحب خداوندی کی بہشت میں جو
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

اور دوڑ کر بڑھیا یعنی چالاک پاس بحیلۂ لہو ولعب گیا اور اس سے سب حقیقت بیان کر کے پھر سامنے ساحرہ کے
آکر کھیلنے لگا اور چالاک بھی اس کیفیت سے آگاہ ہو کر سوچا کہ اس زنار کو مار ڈالوں کہ یہی محافظ سرداران ہے
خیال کیا کہ اسکے مارنے سے سردار رہا نہوں گے کیونکہ سُن چکے ہو کہ صبا نے رد سحر نہیں کیا پس مناسب ہے کہ اس کے
ساتھ چلو جب یہ رد سحر کر چکے جب مار ڈالو یہ تجویز کر کے اپنے مقام پر سے اٹھ کر سامنے صحن میں ٹہلنے لگا زنار جیسے ہی
ساحرہ کے پاس سے چلی اسنے اشارہ کیا کہ ادھر آؤ وہ بھی طرف آگئی اسنے کہا تم اسوقت ملکہ کے کام کو جاتی ہو ٹھہرو نہیں
میں تمھارے ساتھ چلتی ہوں راہ میں جو کہنا ہوگا کہونگی یہ سُنکر وہ بھی خاطر سے غائب ہو کر نہ گئی باتیں کرتی پیادہ پا چلی
چنانچہ مکان قیدیوں کے رہنے کا بیان ہو چکا کہ دوسرا ہی یہ دونوں اس مکان سے باہر نکلیں بڑھیا نے باہر آتے ہی کہا
کہ بی بی پالے کی محبت بھی بڑی ہوتی ہے تم تو بھول گئیں مجکو کیا پہچانو گی میں نے تمھاری ماں کو پالا تھا تم اُسی کی
نشانی ہو آؤ میرے گلے سے لگ جاؤ وہ سر جھکا کر سینے سے لگ گئی اسنے بلائیں لیں کہا اے بچی تو موئی مٹی کی نشانی
ہے میں اور تیری ماں ایک ہی جگہ رہتی تھی کچھ ایسا تفرقہ ہوا کہ اب تیری صورت دیکھنا دشوار ہو گیا اے بیٹی ایک امانت
بھی تمھاری ماں کی میرے پاس ہے میں تم کو دونگی اور وہ ایسی چیز ہے کہ تم مالا مال ہو جاؤ گی تمھاری پیر ادھر کسی کی نوکری
کرینگی اور اے فرزند مجکو اب مال واسباب کیا کرنا ہے آج مری کل دوسرا دن ہاں تمھارے کھانے پہننے کے دن ہیں
ابھی تم میرے دیدوں میں خاک ہو نہار ہو ساحرہ یہ باتیں سنکر سمجھی کہ یہ مقام صبا نے ہر ایک سے پوشیدہ رکھا ہے ایسی
ہی معتمد اور قدیمی ہوگی جب تو اسکو بیان رکھا ہے پس جو کچھ یہ کہتی ہے بیشک سچ ہے بس یہ سمجھ کر نانی جان کہہ کر باتیں کرنے
لگی اور مال ملنے کے نام سے زیادہ تر خوش ہو کر بعجز تمام سر رام ہی تا اینکہ دونوں در زندان پر پہونچیں یہاں دیکھا تو زمین دوز تہخانہ بنا ہے
قفل اسکا ایک شیر زبان منہ میں ڈالے بیٹھا ہے زنار نے وہاں پہونچتے ہی سحر پڑھکر دستک دی ایک قفل در تہخانہ سے نکلا اور ماہتاب
کی طرح چمک کر جانب ہوا گیا اور وہاں سے چو برق بنکر اس شیر کے منہ کو کاٹ کر زمین میں اُتر گیا دروازہ کھل گیا یہ دونوں ہی تہخانے
میں اُترے دیکھا تو زمین میں ایک اور دروازہ لگا تھا اسکے قریب دو دیو گرز کر پڑے بیٹھے تھے اسنے چار دانے ماش کا افسون پڑھکر مارے وہ دیو
بھی جلگئے وہ دروازہ بھی کھلا اب مکان بنا ہوا ظاہر ہوا اور سرداران اسلام زنجیر آتشیں میں بندھے نظر آئے کہ ماران سحر انکے
جسم پر لپٹے تھے ساحرہ نے اُنکے جسم پر سے بھی وہ قید دور کر کے اپنے سحر سے انکو بیحس و حرکت کر دیا اس عرصہ میں صبا و بختیارک
بھی سامنے سے آتے نظر آئے اسوجہ سے کہ جب وہ شیر اور دیو نیست ہوئے تو تہخانہ بھی کھلگیا تھا کہ سحر سے ساحرہ کے بنا تھا
اور اُسی نے رد سحر اسکو بتایا تھا اتفاق الحال چالاک نے جو ان دونوں کو آتے دیکھا سمجھا کہ اب شیطان مجکو آکر پوچھیگا کہ یہ کون
اور تیرا حال سُنکر ضرور پہچان لیگا ساری محنت تیری برباد ہوگی اب جلد اپنا کام کر یہ سوچ کر کمر سے ایک لعل بدخشانی نکال کر
پکارا کہ اے زنار اب یہاں صبا آتی ہیں انکے سامنے میں دے نہ سکونگی لو یہ لعل بے بہا تمھاری ماں کی امانت ہے
جلد لے لو کوئی دیکھے نہیں زنار لعل کو دیکھتے ہی ایسا خوش ہوئی کہ چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا اور دوڑ کر
قریب آئی عیار نے وہی لعل منہ پر مارا کہ ناک پر پڑا وہ حیران کہ یہ اس نے کیا کیا اسی حیرت

مین تھی کہ وہ لعل حباب کی طرح ناک پر پڑتے ہی پھوٹ گیا تھا اور بیہوشی دماغ مین پہونچتے ہی یہ بیہوش ہوگئی عیار نے
فوراً اُسکا جبہ اتن سے کر ڈالا پھر تو فاختہ آفت خیز برپا ہوا دُنیا سیاہ ہوئی آواز آئی کہ مارا نتار کو وہ مکان
کہ اُسکی عفا ظلمت مین تھا ناپید ہو گیا سرداران اسلام رہا ہو چکے تھے وہ زنجیر وغیرہ بھی دفع ہو چکی تھی چھوٹ کر
استادہ ہو گئے ادھر بختیارک پکار اُٹھے ملکہ یہ کیا ہوا جلد سحر پڑھو ساحرہ بیتاب ہو کر دوڑی تھی کہ وہ عیار
جو لڑکا بنا ہوا تھا اسکے آنے سے وہ بھی پیچھے اسکے آیا تھا چونکہ حلقہ کمند کے گانٹھ کر جبار تا ہو صبا کی گردن و کمر
مین پیچیدہ ہوے اور سا مچھکر وہ گری اور میدان تو ہو چکا تھا ہی چالاک نے دوڑ کر بختیارک کا گلا دبا غین غین
کرنے لگا اور بجلی نے خنجر نکالکر صبا کو قتل کرنا چاہا مگر وہ نیچہ سحر محافظ رکھتی تھی جیسے ہی خنجر چاہا کہ مارین وہ خنجر مثل
برق چمک کر گر پڑا اور سنگ اُٹھا لیگئے عیار سمجھے کہ ایسا نہو یہان ٹھہرنے سے کوئی آفت آئے پس بختیارک کو چھوڑ کر
اُس لڑکی کو کہ جسے ساتھ لائے تھے ڈھونڈھنے چلے وہ لڑکی جب مکان سکونت صبا خالی رہا تھا تو دروازہ سے باہر
نکلکر درہ کوہ کے ایک غار مین مارے ڈر کے چھپ رہی تھی چالاک نے پکار کر بتا کہان ہو وہ اُنکی آواز پہچانکر اس سے آ کر
لپٹ گئی یہ اُسکو گود مین لیکر بھاگا اُدھر بختیارک بھی فرار ہو کر جانب قلعہ کوہ عقیق گیا اور جملہ سرداران اسلام
ہو کر اپنے لشکر مین آئے عیارون نے اُس دختر کو اُسکے باپ پاس پہونچایا اور کئی ہزار روپیہ دیکر کہا کہ اس کی
شادی کر دینا فی الجملہ جب سردار بارگاہ سلیمانی مین پہونچے بادشاہ اسلام کو تسلیم کر کے اپنی اپنی جگہ کو رونق بخشی
اور حال امیر خوش تدبیر پوچھا شاہ اور ایرج نے سب حقیقت بیان کی ہر ایک نے کہا ہم وہان جاکر قدمبوس ہونگے
اور سب جمع ہو کر روانہ ہوے جب دامن کوہ مین پہونچے شہزادہ کرب نے مستورات حرم سلطانی کو قلعہ کوہ سے اُتارا
خیام و سراپردہ مین بٹھایا تھا اور امیر کو الگ خیمہ مین رکھا تھا امیر مرنے سے بلا کے ہوشیار ہو گئے تھے کیونکہ
اُسکا سحر اُنپر سے اُتر چکا تھا صرف اسم اعظم بھولے ہوے تھے ہو بہو خاموش تھے کہ سرداران ذی وقار خدمت
اقدس مین حاضر ہو کر رسم نیازمندی بجا لائے ہر ایک تصدق اور بلا گردان ہوا اور کہا اے شہریار بغیر آپکے
ہمارا جی بارگاہ مین نہ لگیگا حضور تشریف لیچلیں آپنے فرمایا کہ چلتا ہون اور اُٹھکر خیمہ سے باہر آئے چاہا کہ
سوار ہون ہرکارون نے خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ مجاہد راہ خدا آتے ہین بادشاہ نے خواجہ دریادل کو بلا کر فرمایا
کہ دیکھو تو قران صعب دفع ہوا یا نہین خواجہ موصوف نے قرعہ پھینک کر کہا کہ ابھی نیاز نحوست کا باقی ہے بہتر
ہے کہ امیر یہان نہ آئین بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خود جا کر امیر کو یہان سے منع کیجیے خواجہ زادہ وہان سے سوار
ہو کر دامن کوہ مین آئے قاسم و جلشاہ سے کہا کہ ہم اور آپ خیر خواہ امیر مین سے ہین بہتر یہ ہے کہ چند سے لشکر
امیر کو قلعہ کوہ پر لیجا کر رکھیے سردارون نے کہا فرمانا آپکا بدل قبول ہے یہ کہکر امیر سے کہا کہ ہم امیر یہ ہے زین
اب یہ چاہتے ہین کہ صحرا مین رہکر کیفیت سبزہ زار دیکھین امیر اُنکے کہنے سے رکے اور اپنی جگہ فروکش ہوے مجلس
مین نذرین نیازین ہونے لگین یہان تو یہ حال ہے لیکن بختیارک جو بھاگ کر قلعہ مین آیا لقا تخت ظلمت
پر بیٹھا تھا اُس سے آکر کہا کہ سب بندے تیرے بہشت مین چلے گئے اُس گبر نے کہا مین نے یہی تقدیر

کی تھی شیطان نے کہا بندگان مقہور چھوٹ گئے اور عیار کر گئے ہیں کہ ہم لقا کو بانس پر چڑھائین کے ایک ایک
بوٹی کاٹ ڈالیں گے پھر ایک بوٹی خداوند کی کٹگئی تو وہ میری کاٹی جائیگی خداوند تو خدا ہیں انکو تو کچھ ایذا نہوگی
میری جان تکا بوٹی ہو جائیگی یہ کلمہ سنکر کوہیون نے کہا ملک جی تم خداوند کو چاہیے سامنے ایسا کچھ بے ادبانہ
بکتے ہو لقا نے کہا جو یہ کہتا ہے اسکے معنے ہم خوب سمجھتے ہیں ہماری قدرتون کے راز سے یہ خوب آگاہ ہے یہ
باتیں ہو رہی تھیں کہ صبا جادو رشتے ہوئے یہاں اُتری اور خداوند کو سجدہ کر کے اپنی جگہ پر بیٹھی لقا نے کہا
اے بندی قدرت یہ ہماری رحمت تھی کہ عیارون کے ہاتھ سے بچگئی ہمارے فرشتگان رحمت تیرے محافظ تھے
ورنہ عیار مار ڈالتے ساحرہ نے یہ سنکر پھر سجدہ کیا اور عرض پیرا ہوئی کہ اب تو ایسی تقدیر کر کہ مین ان سلمانون کو
غارت کر دون یہ کہہ رہی تھی کہ فلک پر بجلی چمکی اور صدائے نفیر پیدا ہوئی لقا نے کہا دیکھ قدرت نے اپنی خاص فوج
طلب کی تیری دعا قبول فرمائی ساحرہ جانب فلک نگران ہوئی دیکھا تو اگیا بتیال اور بگولے آنے لگے تیلے جھنڈیان
ہلاتے ظاہر ہوئے شیطان نے اُٹھکر دارالامارۃ سے باہر آکر اُس فوج کو ٹھہرایا اندر دارالامارۃ کے ایک ساحر ژولیدہ مو
بدہیئت اور سیہ رو آیا آتے ہی تخت خداوند کے سامنے لوٹ گیا پھر اوندھا ہوا خداوند پکارا کہ اے بندہ رحمت
اختصاص تیری عبادت تیری قبول ہوئی وہ ساحر سیدھا ہو کر قلقاریان مارنے لگا آخر الامر دنگل پر شیطان نے
بٹھایا اور صبا سے کہا وہ تمھاری دلگی آئی اُسنے کہا ملک جی یہ سودا دیوانہ ہے شیطان نے مجنون سے کہا کہ یہ عورت
تم کو پسند کرتی ہے ذرا ہوش کی باتیں کرو تو جوڑا لگا دیا جائے وہ یہ سنکر کچھ سمجھ کر ہنسا اور صبا سے اختلاط کی باتیں کرنے
لگا باتیں کرتے کرتے اُٹھا اور ہنسکر گویا ہوا کہ آؤ ملک جی ہم تم گلے ملیں شیطان یہ سنکر اُسکے گلے ملا اُسنے خوب اسکو
دابا اور گال اسکا دانتون سے پکڑ لیا یہ چیخنے لگا کہ او دیوانہ نامعقول کیا کرتا ہے میری جان جاتی ہے چھوڑ دے اے
تو نے منہ چومتے ہی گال کاٹا اسکے چیخنے سے صبا نے اُٹھکر اُس سے کہا کہ اے مجنون یہ وزیر اعظم خداوند شیطان لگام
قدرت ہے تم اسکے ساتھ ایسی بے ادبی کرتے ہو ہاتھ جوڑ کر دیوانے نے اُسکے سمجھانے سے چھوڑا اور کہا کچھ عجب ابس حرامزادے
کی تعلیم ہے ساحرہ نے کہا نہ ایسا نہ کہو شیطان نے کہا مجھے اور کسی سے گالی گلوچ کی ہنسی جو ہوتی ہے تو ہم دوست
زیادہ تر اسکو جانتے ہیں تم اسکو منع نہ کرو مین سمجھ لونگا ساحرہ خاموش ہو گئی اور دیوانے نے کچھ سحر پڑھ کر
قلقاری ماری کہ کئی سو شپلا رے ہوا سے اُترا کشتیان زر و گوہر کی بہ تعداد کثیر ان دیوانے نے خداوند کے نذر کین
خداوند نے خلعت دیا [illegible] خلعت اُسنے چاہا کہ چاک کرے پہنے پہنے آواز سے شیطان نے وہ اُسکے ہاتھ سے لیا
[illegible] اُسکو کرسی پر بٹھایا اور شیطان نے اہل اسلام سے [illegible] جاہا پھر آئینہ بارگاہ میں [illegible] لگے ہیں ایک آئینہ [illegible]
[illegible] دکھلایا [illegible] صورت جو آئینہ میں دیکھی شیطان سے کہا یہ میرا بھائی کہاں [illegible] شیطان نے جواب دیا [illegible]
[illegible] اس [illegible] میں [illegible] کہا [illegible] دیا [illegible] اور اُسی وقت [illegible]
[illegible]
[illegible]

آراستہ کیا خیمہ و بارگاہ نصب ہوے دن بھر اسی سامان مین اوقات بسر ہوئی آخر جوش صفرا مزاج دہر سے کم ہوا اور حرارت مہر گرم ہو کر سر روز مین سودائے سواد شب کا خلل نظر آیا کہ بیت کھلا بھر قلعۂ افلاک کا در + نظر آنے لگا انجم کا لشکر سر شام بحکم لقا رنا فرجام طبل رزمی پہ چوب پڑی ہرکارے لشکر کے باہر آنے سے خبر لینے فوج اسلام سے چلے آئے تھے جملہ حقیقت دریافت کر کے سامنے بادشاہ فدوی الاحتشام اسلام کے آئے اور بعد دعا شگفتہ آمادہ یانہ اور نکلنا لشکر کا قلعہ سے اور بجنا طبل جنگ کا معرض بیان مین لائے شاہ حجاہ نے ہرچند کہ زخمی ہین لیکن جرات کو کام فرما کر حکم نواخت طبل جنگ دیا ادھر بھی نقارۂ حربی گرد گرد آیا لشکر اسلام تو خستہ و شکستہ تھا لیکن منچلا پن کر کے دلاور آلات جنگی درست کرنے لگے ساحرون مین سحر خوانی ہونے لگی صرف با دخراش شمشیر گلشن جانی ہونے لگی ایک طرف تیر تیغ و خنجر کی دھار ایک سمت کڑا ہیر دن نارسنگہ کی پکار شجاعون کے سر مین سودائے شجاعت عروس مرگ کے دیوانۂ الفت لیکن ان دیوانون کو نام و ننگ اور کار نامردی سے عار آمادہ کار زار نہ پرواے مال نہ خواہش زندگی آبرو کے طلبگار تلوارون کی جھنکاران سودا زدون کے حق مین دیوانہ کے لیے ہو دشت کا جوش نامور ہونے کی جستجو اگر دشت پیمائی کا ارادہ کرتے تو دامن صحرا ے کارزار مین بھرتے عوض جامہ دری دامن حیات دشمن کی دھجیان اڑاتے سر سپہر کو نوک خار سیدا ے جلادت سمجھ کر پاے دل کے آبلے پھوڑتے لباس نامردی پارہ پارہ فرماتے شاہد تہوری کے عشق مین جان گنواتے غرض رات بھر یہی شورش رہی کہ نیزہ لبہان دیوانگان صحرائے نبرد سر کھوے تھے تلوارین پیرہن خلاف و نیام اتار کر برہنہ پائی پسند تیر دشت مین آ کر بجا گنے پر آمادہ خلش آنکی علاج دل دردمند سپر ین برنگ خون سودائیان سیاہ گرزون کو سر پیا با ضرب رکھنے کی چاہ لب سوفار چلا کر بڑ مارنا چاہتے گوشۂ کمان سے خدنگ نکلکر رو بفرار لاتے کمندین دل کی الجھن کا پتا دیتین زرہین حلقۂ زنجیر دیوانگان تھین ہرسمت شورش برپا یہ نگارہ تھا نظم

مشہید ہے وحشت جوانی
پر کچھ نہین سوجھتا تھا زنہار
دیوانۂ رزم تھا دل زار
دل ہوگیا مثل سبزہ پامال

آفت ہے طبیعت جوانی
مرنے کی ادا پسند خاطر
پروانۂ حرب شمع رخسار
بھایا زخمون کا مسکرانا

ہرچند خرابیان تھین اظہار
جینے سے قضا پسند خاطر
تیغون کی پسند آگئی چال
دم عشق مین حرب کے دوانا

جب جوش سودائے شب خاطر دہر سے کم ہوا اور بیخبری نوم سے ہر غافل چونکا کہ ابیات

وہ بھی تھی اک سیاہی سی مُند
اک نگار آتشین رخ سر کھلا
لاکے ساقی نے صبوحی کے لیے

صبح کو رازمہ و اختر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب ردھر
رکھدیا ہے ایک جام زر کھلا

صبح آیا جانب مشرق نظر
بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
صبحدم جو سردار کا مہر نامدار

پاس چلے گئے تھے خبر طبل جنگ کی سمجھے کہ سنگر رات سے یہان آئے اور در دولت شہنشاہ پر حضولت پر حاضر ہوے ایک طرف سے ایرج فوج ساحران کو جانب جنگاہ بھیجکر آستان ظل اللہ پر آیا بادشاہ لباس رزمی سے آراستہ برآمد ہوے ہر ایک نے مجرا کیا کہ ابیات

تاج زرین مہر تابان سے ہوا
اب فریب ظفر کی دستجیر کھلا
پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام

خسرو آفاق کے منھ پر کھلا
مہر کا پنا چرخ جسکر کھل گیا
اُسکے سرہنگون کا جب دفتر کھلا

ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے
بادشہ کا رایت لشکر کھلا
ایسے شاہ گردون اساس کو ہر ایک

جرات شناس قلب لشکر میں رکھکر روانہ ہوا فوج ظفر موج سلطانی سویرے ہی سے گر[illegible] گروہ اور انبوہ انبوہ جا
رزمگاہ روانہ تھی شاہ کے چلنے سے دریاے لشکر موج مارنے لگا اسلحہ کی آواز تا بہ گنبد سما پہونچی نقارون سے
آواز نصر من اللہ آئی جب عرصۂ کارزار میں شجاعان روزگار پہونچے ترتیب صفوف میں مصروف ہوے ہر طرف سے
لقا فوج کوہیان وغیرہ لیکر فیلان جنگی پر تخت رکھوا کر سوار ہوا ایک طرف اُسکے صبا جادو دوسری جانب مجنون جادو
اژدہون پر سوار تھے دیوانہ کے ہمراہ سردار فوج دیو انگان شعل احمر جادو واستر جادو وغیرہ بیشمار تھے چنانچہ صفوف
کارزار جب آراستہ ہوچکین نقیب بول کر ہٹ گئے ساحرون میں نارنج ترنج اچھلنے لگے شور بوق وکوس بلند ہوا استر جادو
قلقاری مار کر خداوند سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور کچھ دیوانہ پن جتا کر طالب مرد مبارز ہوا اس طرف سے
صندل گھوڑا اڑا کر بادشاہ کے سامنے آیا اور مرکب کو دکر عرض پیرا ہوا کہ اے شہنشاہ یہ ساحر ہی اگر لڑے
تو بہت موزون و زیبا ہے مجکو رخصت ملے تو بہت اچھا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا مضائقہ ہے یہ بہادر اجازت یاب
ہوکر سامنے حریف کے آیا استر نے اسپر ایک نارنج سحر چلا کر مارا اس دلاور نے سحر سے اُسکو رفع کرکے ایک گولا مارا کہ اُس
جادو نے ہرچند چاہا کہ رد کرے ممکن نہوا سینہ اُسکا گولا توڑ گیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا یہ ماجرا جو مجنون نے دیکھا خود
ایک چیخ مار کر صندل پر جھپٹا اور ایک ناریل چیخ دیکر مارا صندل مرکب پر سے پرواز کر گیا ناریل گھوڑے پر پڑا کہ وہ
اڑ گیا دیوانہ نے پھر ایک چیخ ماری جتنے دیوانہ کے ساتھ تھے زمین پر گر کر غائب ہوگئے اور پرچھائیان بنکر صندل کے
چارون طرف سے لپٹنے لگے اس کے پاس تیغہ آب چشمہ سامری کا بجھا ہوا ہے وہ اسنے کھینچکر چمکا دینا شروع کیا کہ اُسکے عکس سے
یہ پرچھائیان دور ہٹ گئین اُسوقت مجنون اُسکے مقابل آیا اور ایک تصویر اپنی کمر سے نکالکر اُسکو دکھا کر پکارا کہ اے ساحر
زود فہم تو کیسا انسان ہے کہ جو اس شبیہ کو دیکھکر اس تصویر کے عشق میں دیوانہ نہیں ہوتا عقل و خرد سے بیگانہ نہیں ہوتا
جلد دشت نورد بادۂ محبت ہو یہ سنتا تھا اور اس پیکر دلفریب غارتگر صبر و شکیب کا دیکھنا تھا کہ صندل گھوڑے پر سے
اترا اور لباس اپنے جسم سے نوچ کر پھینکا پھر شعر عاشقانہ پڑھتا دیوانہ وار بکتا جانب صحرا چلا اُسکے جانے کے بعد
سرداران اسلام یکے بعد دیگرے مقابل اُس دیوانہ جاہل کے آنے لگے اور تصویر دیکھکر دیوانہ ہوکر جانب کوہ و
دشت جانے لگے عجب طرح کا غلغلہ برپا ہوا صدہا آدمی دیوانہ وار بکتا جنگل کیطرف چلا ہے بہ نظم

اے طالع واژگون مبارک
پیغام جنون برابر آئے
کانٹون پہ ہے لوٹ پھر یہ ارمان
عقل آئے اگر اُسے نکالو

ہے آمد فصل جنون مبارک
پھر ہونے لگی جنون کی تاثیر
پھر چاک ہوا مرا گریبان
آمادہ زبان خروش پہ ہے

ایام بہار سر پر آئے
پھر صبح ہوا ہے شکل زنجیر
پھرتا ہے جنون کہان بلاؤ
وحشت کی بہار جوش پر ہے

جب لشکر اسلام میں تفرقہ پڑا اصبا جادو نے سحر پڑھکر دستک دی چند چیلے صندوق بلور کاندھے پہ رکھے حاضر ہوئے اس نے اس صندوق کو وا کیا ہزار ہا پتلا روئین تن بھرا تھا اس میں سے نکلا اور بڑھکر شکل انسان قد آور ہوا ساحرہ نے انکو حکم دیا کہ جاؤ اور کام دشمن کا تمام کرو وہ پتلے تیغ و خنجر کمر پر لگا کر لشکر اسلام پر چلے ادھر سے ایرج نے اپنے چیلوں کو للکارا اب پتلے سے مقابلہ پڑ گیا فوج لقا بھی حریف کو مغلوب دیکھکر یورش کر کے چلی مسلمان بھی نعرہ مار کر جگہ سے کھینچکر آگے بڑھے پتلا ہائے روئین تن کو سر پنجہ فولادی دراز کر کے پکڑتے اور بقوت تمام چیر کر پھینک دیتے تھے گھمسان کی چلنے لگی مگر مجنون دوڑ دوڑ کر تصویر دکھاتا اور لشکریان اسلام کو دیوانہ بناتا لشکر کم ہوتا جاتا اور یہ کیفیت دیکھکر تھمنین اور رسالے جی ہارے دیتے پانوں اکھڑے جاتے لشکر ساحران اور کوہیان غالب آنے لگا جو سردار کہ دیوانہ ہونے سے بچے وہ زخمی ہو گئے آخر یہ ہنگامہ ہوا کہ ہر بہادر چمنستان جنگ میں بفیض باد بہاری تیغ رنگ نخل گلشن گلہائے زخم سے ارغوان پوش نظر آیا آب آہن کی آبیاری نے نو رسیدگان باغ جلادت کو مراد پر پہونچایا نام و ننگ کا ثمرہ حاصل ہوا ہر چند کہ شجر حیات کٹ گیا لیکن پھلنے پھولنے کے قابل ہوا اسیا ہی جان لڑانے لگے نامرد پیٹھ دکھلانے لگے جوہر شجاعت کھلے دلاور ڈٹ گئے بھاگے بزدلے کھیت پڑے کی کسانی سے میدان رزم عرصہ جولانی ہوا بہادر دستگاہ سینہ سپر کر کے داد شجاعت دینے لگے جان دیکر ناموری مول لینے لگے نقد آ کا سکہ پڑا جوہر تیغ خنجر کا مثل سکہ زر چلن ہوا گرم بازار آہن ہوا کانٹے کی دضع رہا پائے فوج نے اختیار کی شمشیر کی چال ڈھال پسند آئی تراش خراش خنجر و زخم نے نئی نکالی نازک مزاجی ایسی بڑھی کہ نیم جانی ہر ایک کے حصہ میں آئی حسن و قبح کا حکم شہنشاہ جلادت کی بارگاہ سے جاری فرط نازکی سے جان سب کو بھاری نیزہ کا جھنڈا گڑا ہوا سر فروشان بازار شجاعت کو جان دینے کا سودا زبان خنجر و سنان لبہاں مشتری و خریدار کفن گوے جانستانی کرتی متاع [illegible] نامردان کا سودا جاتا کہ نام دھرتی ہر سمت آفت برپا یہ حال تھا کہ نظم

بگردار باران از ابر سیاہ	ببارید تیر اندران رزمگاہ	جہان چون شب تیرہ از تیرہ میغ
چو ابرے کہ باران او تیر و تیغ	زمین آہنی گرد [illegible] نیل	بہ دست گردان بخون گشتہ لعل
ز بس کشتگان اندران رزمگاہ	بہ بیرہ سران شان فگندہ براہ	زمین لالہ گون شد ہوا نیلگون
برآمد ہمی موج دریاے خون		

بادشاہ اسلام کے ساتھ وارث خورشید و علمشاہ و قاسم وغیرہ سب سردار جان لڑا رہے تھے فوج بھاگی تھی مگر سردار بھاگ کر کیا جاتے لڑ رہے تھے اور زخمی ہوتے جاتے تھے اور اسی خیال میں کہ ناموس امیر دامن کوہ میں اترے ہوئے ہیں لشکر دشمن یورش کر کے ادھر نہ جا پڑے پسپا ہوتے جاتے تھے اور جانب کوہستان ہٹتے آتے تھے مجنون نعرہ مارتا تھا کہ ان مسلمانوں کو جانے نہ دینا گھیر کر قتل کرنا فوج لقا مثل بحر خنا طغیانی پر تھی کچھیا رکے پہنچکر کہتا تھا کہ اے مجنون بس اب کل پہنچ لینا وہ جواب دیتا تھا کہ میں کل اور آج کیا جانتا ہوں شیطان کہتا تھا کہ زیادہ حد سے نہ بڑھو ورنہ خداوند کو بھاگنے میں تکلیف ہوگی دیوانہ اپنی دھن میں کسی کی سنتا تھا بڑھتا چلا آتا تھا یہاں تک کہ لشکر مسلمان قریب دامن کوہ پہونچ گیا اور

قول جلکر زیادون کا ظاہر ہوا کہ شاہزادہ کو ہرب کو پھر قلعہ کوہ پر تا موس شاہی کو لیجاتا ہے لیکن سرداران اسلام
نے پائے شجاعت گاڑے وہاں پہونچکر جیسے ہنگامہ سنگ و عرادہ کے گھمسان کی مار ہونے لگی حرم محترم اسیر میں جا بجا
وہی قیامت شور و شیون کی برپا ہوئی ان کو اس حال میں مبتلا دیکھکر حال جو دوسرا انکو رہتا ہو یعنی شہزادہ و فوج
طلسم ہزار برج میں اندر قلعہ یاقوت نگار کے مقیم ہوا اور پری زاد طلسم نے بہت اطاعت کی ہر وقت دلجوئی اور
خاطر داری میں مصروف رہتی ہو ناچ ہوتا ہو پیمانہ شراب سرخ گردش کرتا ہو اسی ہنگامہ عشرت فزا میں ایک دن
وہ ساحرہ جسکو پریزاد نے محافظ قلعہ بادشاہ طلسم کی جانب سے بیان کیا تھا آئی اور جہاں شہزادہ برج پر مقیم ہو
وہاں کرسی بچھا کر بیٹھی اور شہزادہ کو سمجھانے لگی کہ اے طلسم کشا یہ پری زاد آپ خدمت میں اپنی رکھیے اور تین ہزار
نازنین اس قلعہ میں ہیں جسکو آپ پسند فرمایئے وہ حاضر خدمت ہو اور تمام عمر اسی مقام پر بعشرت تمام بسر کیجیے
شہزادہ نے ہنوز اسکے کلام ناز رجام کا جواب نہ دیا تھا کہ پردے ہوا سناٹا ہوا اور ایک تخت زمین پر اترا یہ ساحرہ
جو شہزادہ سے ہمکلام تھی اٹھ کھڑی ہوئی اور اس تخت پر بھی ایک جادوگرنی سوار تھی اسکی تعظیم دی وہ بھی
تخت سے اتر کر بغلگیر ہوئی شاہزادہ نے دیکھا کہ اس جادوگرنی کے گلے میں جھولی بادلہ زنگار پڑی ہو ماتھے پر بندلی
لگی ہو قشقہ سیندور کا کھینچا ہے ماتھا فیل کی مستک کی طرح رنگا ہو صندل اور چندن سے تمام جسم رنگین ہو ماران سیاہ
سے گردن کو تزئین ہو رنگ سرخ سیاہ نقشہ بھونڈا گلتی پر جوڑا پڑا سا بنہ حالانکہ ناہنجار ہی بیکد المنہ بھاڑ سا کھلا اس
ہیئت سے وہ بدسرشت دوسری کرسی پر آکر بیٹھی نام اسکا مہر جادو ہو اور وہ جو پہلے سے یہاں آئی تھی گاؤ سر جادو نام
رکھتی ہو خلاصہ یہ کہ گاؤ سر نے سبب آنے کا اس سے استفسار کیا اور کہا آج کیا تھا جو ادھر بھول پڑیں آپ بہن
ساحری قسم تم بڑی سجاوٹ ہو میری آنکھیں تمہیں دیکھنے کو ترستی ہیں اور تم کبھی ادھر جھانکتی بھی نہیں مہر جادو نے
جواب دیا کہ لو اٹھو راگیلا میرے سر آنکھوں پر مگر تمنے یہ بھی نہ جانا کہ میں کس حال میں تھی جو تم تک نہ آئی یہ لشکر صبا رجادو
کا لقا پاس جاتا اور حال جنگ سلطانی اور غنچہ ہونا اسم اعظم کا بیان کرتے کرتے اب میں وہ شیشہ جسمیں اسم اعظم قید ہو
طلسم ہوشربا میں لیے آتی تھی تمہارے دیکھنے کو اسطرف چلی آئی۔ گاؤ سر نے کہا اے بوا ذرا میں تو دیکھوں کہ وہ شیشہ
کیسا ہو اسنے جھولی سے نکالکر وہ شیشہ دکھایا شہزادہ تو وہاں بیٹھا ہی تھا یہ ماجرا اسنے بھی سنا اور ساحرہ تو ساحرہ
سے باتوں میں مشغول تھی اسکا خیال نہ رکھتی تھی اسنے تیر کمان میں جوڑ کر جیسے ہی شیشہ اسنے دکھایا ساتھ ہی تیر شہزادہ نے
لگایا کہ شیشہ کو توڑکر تیر مہر لیقت ساحرہ سے پار گذرا وہ تڑپ کر کرسی سے نیچے گری اور سرد ہوئی شور اسکے
مرنیکا بلند ہوا اور آواز آئی کہ مارا مہر جادو کو یہ ماجرا جو گاؤ سر نے دیکھا پہلے آئینہ دار حیران رہی پھر برق کی طرح تڑپی
اور بجلی بنکر شہزادہ پر گری اور اٹھا کرنے اڑی پکاری کہ ارے ظالم تو نے بڑا غضب کیا جو میری بہن کو مار ڈالا
ادھر تو یہ شہزادہ کو لیکر اڑی اودھر وہ پری زاد بیقرار مثل سیماب کے اٹھی اور بردے ہوا ہوکر ساحرہ سے لپٹی اسنے ایک
ہاتھ سے تو شہزادہ کو سنبھالا دوسرے ہاتھ سے اسکے بال پکڑے اسنے اسکے چھوٹنے کے لیے جس ہاتھ سے وہ شہزادہ کو لیے تھی اسی
اس ہاتھ کو کاٹنا اور نوچنا شروع کیا اور بالوں کو اسکے خوب نچوایا ساحرہ سمجھی کہ یہ پری طلسم کی ہرگز نہ چھوڑیگی بس ہاتھ جو

کاٹنے سے زخمی ہوا شہزادہ کو چھوڑ دیا پری نے شہزادہ کو روکا اور اُسکے بال چھوڑے اُسنے بھی اسکو چھوڑا اور پرواز کرکے جانب بادشاہ طلسم روانہ ہوئی پری شہزادہ کو چھین کر قلعہ مین لائی اور مصروف راحت و آرام ہوئی لیکن یہ قید سحر کی تھی کہ جب تک شیشہ نہ ٹوٹے اسم اعظم نہ چھوٹے چنانچہ بلائے جادو بھی مرچکا تھا اسوقت جو شیشہ ٹوٹا وہان اسم اعظم امیر کو یاد آگیا لشکر لقا قتل و غارت کرتا جیسا اور بیابان ہوا چلا آتا تھا یہانتک کہ قریب خیام فدوی الحق پہونچ گیا اور شور دار و گیر قیامت خیز بپا تھا امیر کے اسم اعظم یاد آتے ہی ہوش بجا ہوے اور معلوم کیا کہ ساحرون نے ہنگامہ جدال و آتش قتال کو مشتعل کیا ہو بس یہ جانتے ہی بسان شیر غضبناک اسم اعظم بر لب جاتم سلیمانی در دست خیمہ سے باہر نکلے اور نعرہ بلند کیا کہ بیت امیر عرب شیر دل پہلوان: فتد لرزہ از تیغ من در جہان نعرہ بلند کرتے ہی دشت و کوہ گونج گیا جو شش کوس تک صدا گئی فوج بھاگی ہوئی نعرہ سنکر پھر پڑی چار سمت سے صدائے اللہ اکبر بلند ہوئی مجنون اُس صدا کو امیر کی سنکر دوڑا اور رفقا قاریان مار تا سامنے آکر تصویر بنکے لگا امیر نے اسم اعظم پڑھکر جو دم کیا وہ تصویر جلگئی دیوانہ دانت نکالکر دوڑا اور چاہا کہ لپٹ جائے امیر نے سر کو بچاکر کمر پر جو عقرب کا ہاتھ مارا کھیرے کی طرح دو ٹکڑے کیا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا فوج دیوانہا میر پر آپڑی آپ بھی اس دریائے لشکر مین غوطہ مار گئے ہمت شمشیر برق کردار کا اُس مجاہد کی یہ حال تھا **نظم**

چلنے مین وہ تھی زبان طرار خون ریز بہ رنگ تیغ اُلفت اک دم ہو جو اس سے صحبت قیس قفل در فتح ہفت کشور	کھنچنے مین صاف دامن یار دیو آزون کے دلمین تھا کھٹکا لیلی سے ہو قطع اُلفت قیس	جانسوز زبان نار فرقت مژگان پری تھا جوہر اس کا وا ... در کرے کلید بن کر

جنبش رگ اجل پہ نشتر آسا چل رہا تھا اور کہتا تھا قربان اس نعرے کے اور صدقے اس ضرب دست کے یا خداوند بچائے سپہ سالار کا غصہ بُرا ہو ابھی سب تقدیرین خاک مین ملا دیگا قدرت کردگار مین سلاو بیگانگی لقا فوراً روبفرار لایا اہل اسلام نے زیر تیغ رکھ لیا بڑا اودھم پڑا آکر لشکر لقا ٹھہرا اور طبل امان بجوایا امیر بھی پھرے بادشاہ زر نثار کرتے سلامیر پر سے داخل بارگاہ ہوے سرداروں نے کمر کھولی اور فوج جو تصویر دیوانہ کی دیکھکر سودائی ہوکر بھاگ گئی تھی مرگ دیوانہ سے ہوش مین آکر داخل لشکر ہوئی لشکر کی آرائش و زیبائش از سرنو ہوئی کرنیلاو حرم سلطانی کو سوار کرا کے دامن کوہ سے لشکر مین لایا امیر پر سے ہزار ہا روپیہ کا تصدق اُترنے لگا بارگاہ سلطانی مین سردار اپنی اپنی جگہ پر جلوہ فرما ہوے جام بادۂ ناب گردش پذیر ہوا یہان تو ہنگامہ عشرت ہی مگر لقا جو اپنی بارگاہ مین آیا نہایت رنجور و آزردہ خاطر تھا صبا رجادو نعرہ امیر سنکر سب سے پہلے بھاگ گئی تھی اسوقت بارگاہ مین آئی بختیارک نے باعزاز تمام بٹھایا اور کہا اے ملکہ یہ اسم اعظم تمنے اور تمہارے بھائی نے کیسا بند کیا تھا جو چھوٹ گیا ساحرہ نے کہا جب تقدیر بگڑتی ہو ایسا ہی ہوتا ہو لقا بولا کہ ہم یہ تماشا مدت سے دیکھتے چلے آتے ہین کبھی بھاگتے ہین کبھی بھگاتے ہین یہ ہیچ کھیل بندون کو دکھاتے ہین ساحرہ نے کہا سچ ہو تو چاہتا تو میشک سچ ہو جاتی یہ کہکر دوسرا نامہ شاہ جادوان کو تحریر کیا جسمین حال قتل مجنون و بلا درج تھا چنانچہ نامہ لشکریان مجنون جو قتل ہونے سے بچ رہے اور بھاگ کر طلسم مین جانے لگے اُنکو

دیا کہ وہ لیکر روانہ ہوے افراسیاب معہ صدہا فوج دیونگان جانب کوہ نیلم جانیوالا تھا کہ یکایک صحرا کی طرف
سے ایک پری زاد پیدا ہوئی نہایت حسینہ جمیلہ تھی اُسنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے فرمایا کہ اے بادہ خوار بادیہ
پیمائے جادو کدھر چلیں اُسنے عرض کیا کہ اس کنیز نے خبر تشریف آوری حضور کی سُنی حاضر ہوئی شہنشاہ براہ نوازش
میرے مقام سکونت پر قدم رنجہ فرماکر مجھکو مرتبہ اعلیٰ پر پہونچائیں تو نہایت کنیز نوازی ہو بادشاہ حسب استدعا اُسکے
ہمراہ ہوا اور بعد تھوڑی دور کے ایک باغ رنگین میں پہونچا درختوں کو سبزی سے پر تزئین پایا شہ گل کو تخت چمن پر بصد
فر و تمکین پایا مختصر یہ کہ وسط گلشن میں چبوترہ پر زنجیر و زرتار مسند گوہر نگار بچھی تھی بادشاہ نامدار بیٹھا اُس
ساحرہ نے اسباب مہیا کیا مصروف بادہ پیمائی ہوا اور کئی روز تک اُسی مقام پر داد عیش دیتا رہا ہنوز وہاں سے
روانہ نہوا تھا کہ ملازمان مجنون نامہ سقا لیکر پہونچے اور اُسی باغ میں آکر بادشاہ کو نامہ دیا شاہ مضمون سے واقف
ہوکر بہت متردد ہوا اور سوچا کہ ایک مرتبہ دیوانے کے بیٹے یعنی جنون بن مجنون کو خداوند پاس بھیجنا چاہیے
کس لیے کہ اس صحرا میں نزدیک تر اور کوئی ساحر زبردست نہیں ہے اور وہ بقصاص پدر خود لڑیگا بھی خوب
یہ تجویز کرکے کچھ اسما سحر کے پڑھکر جانب صحرا دم کیے روے ہوا پر جھنکار زنجیر کی پیدا ہوئی اور ایک دیوانہ نامعقول
عقل سے مجبور زمین پر اُترا بالکل برہنہ تھا موے زہار لٹکے ہوے دانت منھ میں سیاہ تھے جبڑا گلے میں پڑا کان
آنکھ ناک منھ سے شعلہ نکلتا دم بدم قلقاری مارتا اور وحشت آمیز کلام کرتا کہ بموجب ابیات

بھیجا ہے بلانے پیک غضب کو آئے ہیں پیام طوق و زنجیر	زنجیر بلا رہی ہے ہم کو محنت سے یہاں کسے خطر ہے	اب وحشت کہاں کہاں یہ دلگیر آتی ہو بلا تو اسکا گھر ہے

غرضکہ اُس ننگ عقل و ناموس جنون نے شاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جنون تم خداوند لقا پاس جاؤ
اور اُسکے شریک ہوکر کار خدا پرستان تمام کرو اور تمہارا باپ خداوند کی بہشت میں سیر کرتا ہے یہ سنا تھا کہ دیوانے
نے ایک چیخ ماری اور بہت رویا پھر آپ ہی آپ ہنسنے لگا شاہ نے پوچھا کہ کیا ہنسے کہا جاتے ہی مسلمانوں کو
خداوند کی جہنم میں ڈال دونگا اور اسلیے اور بھی ہنسا کہ باپ میرا بہشت میں حور قدرت کے ساتھ سیر کرتا ہوگا
اگر میرا وہاں جانا ہوا تو میں بھی اسی طرح سیر کرونگا بادشاہ اس کلمہ سے بہت ہنسا اور اُسکو تسکین دیکر رخصت
کیا دیوانہ اپنے مقام پر آیا اس جنگل میں اسکا باپ رہتا تھا اور اُس کے متصل جو صحرا ہے وہیں یہ ساکن ہوا اور اُس مقام خالی
چھوڑکر جنگل کی جانب آئی تھی کئی ہزار دیوانے اسکے ساتھ کا وہاں رہتا ہے چنانچہ اسنے آکر ایک چیخ ماری وہ سب دیوانے اپنے مغاک سے
نکلکر سامنے آئے اسنے حکم روانگی سب کو دیدیا پھر تو صحرا میں آندھیاں آئیں بگولوں نے سر گشتی کی غول ہاے بیابانی شعلہ جوش ساتھ
لگے دیوانہ اژدر پر چڑھکر با فوج گراں روانہ ہوا اور بعد چند روز کے قریب کوہ عقیق پہونچا یہاں بارگاہ لقا میں صبا
فیروز آئی اور کہا قتل مسلمانان کرتی ہو شب کو جنت عیاران سے غائب ہو جاتی ہے چنانچہ ایک روز دربار لقا گرم تھا کہ آسمان
پر شعلے چکے علامت سحر پیدا ہوئی لقا نے کہا بندہ خاص آتا ہو کچھ رہا تھا کہ دیوانہ فلک کی طرف سے اُترا اور خداوند
کے گرد پھرنے لگا اُس ستمگر نے شیطان کو اشارہ کیا جسنے اُٹھکر تسکین دیکر قریب اسکو بٹھایا اور بارگاہ سے بارگاہ

دیو انجان اُردوا یا دیوانہ نے تمام ماجرا جنگ پدر کا اپنے زبان شیطان سے سنکر بگڑ کر چاہا کہ نفیر سحر بجاے شیطان نے روکا اور شام ہونیکا انتظار کیا جب بزم عالم مین چراغان انجم ہوا اور نور شعل مہر گل ہوا کہ نظم

سیاہ شب تیرہ بر دشت و راغ ۔ یکے فرش افگندہ چون پر زاغ

چو پولاد زنگار خوردہ سپہر ۔ تو گفتی بقیر اندر آمد دو چہر

سر شام طبل جنگ بحکم لقاے نافرجام بجا ہر کا بے لشکر اسلام کے خدمت شاہ عالیمقام مین حاضر ہوکر بصد ادب دعا و ثنا زبان پر لائے کہ نظم

یہ تخت یہ تاج ہو مبارک ۔ کشور کا خراج ہو مبارک

لائے ہے جو چرخ گردان ۔ خورشید کی اشرفی درخشان

جاری رہے حکم بادشاہی ۔ اجرائے اوامر و نواہی

لشکر دشمن مین ایک دیوانہ ساحر اور آیا ہے اُسکے بھروسے پر لقا نے نقارۂ حرب بجوایا ہے یہ عرض کرکے کنارے ہوئے شاہ جہاندار نے بھی حکم نواخت کوس رزم دیا چالاک نے حکم کی تعمیل کی طبل سکندری کی صداے دنیا دہلی تیاری طرفین مین شروع ہوئی درباری سردار اُٹھکر اپنے اپنے مقام پر آئے سلح خانے کھلے ہتھیار تقسیم ہونے لگے تلوارین دودو بانٹی کسنے لگین کمانین بھی سیدھی چلا کر سنانے کو اور کسنے لگین خنجرون کی جھنکار سے آواز اقتلوا آئی لب فاڑنے والے پیکانے کی سنائی زبان سنانون سیدھے فراخ کے آدمی کی صفت دو دو کرلے بات زبان پر لائی دہان تیغ و تبر نے لگی لپٹی نہ رکھی بہادرون کو جان دینے کی خبر دی نظم

چنین گفت لشکر بہانگ بلند ۔ کہ اکنون بہ یکبارگی دست بند

دہیدار بگرز و بخ دہین نوید ۔ سران را و خون تاج بر سر نہید

ندیدہ کسے بال اسپ دمان ۔ ز تنگی بچشم اندر آمد سنان

ز جوشن تو گفتی بہ بار اندر اند ۔ زماری بہ دریاے قار اندر اند

اُس طرف ساحرون مین ہوم جلاکے منترون کی جاپ رہی آگیاری کیگئی بیرون کا غل رہا رات بھر یہی شورش اور ہنگامہ رہا جب تیر خطوط شعاع سے زنگ مہر نے سینہ سرہنگ شب غربال کیا اور آتشبازی آہن آفتاب سے روے ہوا لال ہوا کہ نظم

پدید آمدان چشمہ تابناک ۔ بکردار یاقوت شد روے خاک

سپاہ دو لشکر بر آمد بجوش ۔ بچرخ بلند اندر آمد خروش

ہمی لرزہ لرزان شدہ دشت و کوہ ۔ زمین شد ز نعل ستوران ستوہ

ازان روے لندھور بر میمنہ ۔ پس پشت او ژندہ پیل و بنہ

سوی میسرہ مالک دیو بند ۔ زرہ دار و در جنگ می پر زند

بقلب اندرون جاے بہرام چین ۔ شدہ آسمان تار و جنبان زمین

شہ صف شکن سعد با جاہ و مال ۔ بر آمد روان گشت سوے قتال

سپہدار لشکر باقبال و جاہ ۔ شہ نامور حمزۂ دین پناہ

ہمی بر خورشید چون پیل مست ۔ یکے گرزۂ گاؤ پیکر بہ دست

اسی کر و فر سے بادشاہ لشکر اسلام کو حمزۂ ذوی الاحتشام مع سرداران نیک انجام کے لیکر وارد میدان قتال ہوئے اُس طرف سے مجنون کا بیٹا ایک اژدر بزرگ پر سوار فوج ساحران ہمراہ اُسکے بیشمار دشت نبرد مین آیا لقا یاقوت کے تخت پر رکھوا کر جلو خاصی مین بختیارک ہوا کئی لاکھ فوج کا بڑا غضنفر جب لشکر دشت کین مین آ چکے علمداران صفین جا بجا کچھے نقیب بولنے تھے جو ہر شجاعت میزان سخن مین تولنے لگے اُنکے ہٹنے کے بعد

جنون اژدر اُڑا کر میدان میں آکر طلقاریاں مارنے لگا ہر طرف سے بادشاہ اسلام سے اجازت لیکر شہزادہ کاملک سخن پرور
خواندۂ امیر فرامرز عاد مغربی اُسکے مقابلہ میں گیا اُسنے اژدر پہ سے کود کر سحر پڑھا کہ اژدہا قلابہ آتشین پھونکنے لگا
شہزادہ نے کمان کو دوش پر سے لیا اور تیر مارنا شروع کیے اژدر نے دم کھینچا یہ بہادر مع مرکب کھنچکر چلا اور جب قریب
اژدر پہونچا چند ہاتھ تلوار کے بھی اژدر پر لگائے مگر کچھ اثر نہوا اور اژدر نگلگیا غریو لشکر اسلام میں برپا ہوا مغربیوں کے
لشکر میں علم جلوہ گری پر آئے اور سرداران شہزادۂ نامور اجازت قباد سے لیکر یکے بعد دیگرے جانے لگے اور طعمۂ اژدر
ہونے لگے آخر دست راست کے سرداروں میں لگا لگا آئین سے بھی ساٹھ ستر سرداروں کو اژدر نے نگلا اب کئی سو سوار
وہیں اژدر میں گئے اور دیوانہ مجہول نے کئی سو اژدہے آرداش کے بنا کر میدان میں چھوڑے اور پکارا کہ اے بندگان
مغضوب خداوندی میں سوائے حمزہ کے اور تم سب سے کہتا ہوں کہ تم سنو دو دو سو ملکر ایکبار آؤ اور حملہ کرو دیکھوں تو کہ تم کیسے
زبردست ہو یہ نہیب سنکر ہر سمت سے سوار آ آکر اژدہوں پر ٹوٹے مگر خدا کی مار اُن موذیوں پر کہ مسلمانوں کو نگلنے لگے ہر طرف
زہر اُگلنے لگے ہوا مسموم ہوئی فوج اسلام مغموم ہوئی کئی ہزار سوار اژدر کی خوراک ہوا افزود ہے زہرہ ترک معرکہ آرا آب
تھا تریاک اسلامی نایاب تھا امیر نے یہ حال ملاحظہ فرماکر قصد کیا کہ میں اس دیوانہ کے مقابلہ میں جاؤں لیکن اژدر شب
سرہنگ روز کو نگلنے کے لیے منھ کھولے نظر آیا وہ دن آخر ہوا یا کہ بیت ستارہ دران دشت ظلمانی بود ٭ کہ این لشکر اژدہا گ
بیچارہ ربودہ علاوہ شام ہونے کے بختیارک نے ملا میر جنگاہ میں دیکھ کر پریشان ہوا کہ اسم اعظم پڑھکر امیر فتح کی شکست
کر دینگے پس اُسنے طبل بازگشت بجوایا بادشاہ لشکر اسلام رنجیدہ خاطر پھر کر بارگاہ میں آئے اسطرف لقا دیوانہ پہ سے
زر نثار کراتا ہوا داخل خرگاہ ہوا لشکر دین نے کمر کھولی اور بختیارک نے دیوانہ سے کہا آج کی رات تم عیاروں سے
اپنی حفاظت کرو ورنہ اسم اعظم حمزہ بھولانے کی تدبیر کرو ورنہ یہ بستی تمہاری خاک میں ملجائیگی دیوانہ نے یہ سنکر ایک بارگاہ
اپنے لشکر سے علیحدہ برپا کرائی اور وہ اژدہے جو میدان جنگ میں بنائے تھے اُنکو بلاکر جو سرداروں کو اُگلوایا اور سحر سے
بےحس وحرکت کر کے اُس بارگاہ کے قریب استادہ کر کے قید کیا اور اُن اژدہوں کو سحر پڑھکر گرد بارگاہ بٹھایا کہ جو کوئی یہاں آئے
اُسکو نگلجانا یہ انتظام کر کے آپ اندر بارگاہ کے تنہا جا کر بیٹھا اور مصروف سحر ہوا ادھر عیاران لشکر اسلام اس فکر میں
داخل لشکر لقا ہوئے کہ موقع پائیں تو ساحر مذکور کو قتل کر کے سرداروں کو چھوڑائیں چنانچہ بصورت مبدل ہر سمت پھر کر
پتا لگایا کہ لشکر سے علیحدہ ایک بارگاہ میں دیوانہ ہے اور اُسی جگہ خبر ہے کہ بہتیں سرداران اسلام مقید ہیں یہ حال معلوم کر
عیار اُسی طرف آئے اور میدان خطر سے سب بہروپ بھاری دوڑے لیکن جو قریب بارگاہ وخیمہ گیا اژدہا اُس کو
نگلگیا عورت مرد خدنگ انداز جس صورت پر گئے وہ جا نگلا گیا وہ خاطر کیطرح قالب اژدر میں سمایا کئی سو
عیار رات بھر میں طعمۂ اژدر ہوا یہاں تک کہ کالبد ظلمت سے روح سحر ساطع ہوا کہ ہیبت کہلا اژدر شب کا
جسد مردہ میں ٭ تو پیدا ہوا مہر تاباں کا من ٭ صبح کو دیوانہ نے اژدروں سے عیاروں کو اُگلوا کر قید سحر بہائی اور
پہلو سے سرداران اسیر شدہ میں جگہ دی صاحب دفتر کا بیان ہے کہ کئی روز اسنے مقابلہ اہل اسلام سے کیا اس طور سے
کہ دن کو تو نفیر سحر بجا کر لشکر تیار کر کے مسلمانوں پر چڑھ جاتا ہے اسطرف سے امیر بھی خبر سنکر مقابلہ میں

مع لشکر آتے ہین یہ پکارتا ہے کہ مین امیر سے لڑنا نہین چاہتا ہون سوا اُن کے جسکا جی چاہے سامنے آئے چنانچہ
قاعدہ مسلمانان یہی ہے کہ حسب خواہش دشمن مقابلہ کرتے ہین اور جو شرط حریف کرتا ہے اُسکو پورا کرتے ہین پس سردار
اُسکے کہنے کے بموجب ہر روز لڑنے نکلے اور اژدہون کی خوراک ہوے اور امیر بموجب اسکے منع کرنے کے سامنے نہ آئے تاکہ
سحر اسکا باطل کرے یہ ہر روز فتحیاب ہوا اور شب کو بارگاہ مین تنہا بیٹھا کہ منتر کا چلہ پورا ہو جائے تو ہم علم خاطر شریف
حمزہ سے بھولا کر انکو بھی اسیر کرون اس منتر کے پورا کرنے مین ہر شب عیار اسکے قتل کرنے کو گئے اور اژدہون کے شکم مین
سمائے چند روز مین کئی ہزار عیار و سردار اسیر سو خجہ تقدیر ہوئے مین نے بخیال اختصار و بخوف طوالت قصہ جنگ روزانہ
نہین لکھی کہ ایک ہی طور کا بیان لڑائی اور عیاری کا تھا خلاصہ کہ جب سرداران نامی و پہلوانان گرامی لشکر اسلام کے
مقید ہوے اور عیاران ذیشان بھی بہت سے گرفتار ہو چکے چالاک عیار سفاک بہت گھبرایا غم یاران و برادران سے
کلیجہ منہ کو آیا بحر ناپیدا کنار فطرت مین غوطہ لگا کر گوہر مدعا حاصل کیا ایک روز جب دیوانہ بکار خویش ہشیار رونے سے فارغ
ہو کر بارگاہ مین گیا یہی وہ وقت تھا کہ سپاہ شام نے ترک روز پر غلبہ پایا فرد زمانہ گردون گردان بجاے ÷ شد
سمت خورشید را دست دہائے ÷ چالاک نے اُس شب کو ایک رقعہ اُس دیوانہ کو لکھا مضمون جسکا یہ تھا
کہ اے لغز سامری کیشان والے شرف جمشید پرستان بیت ستائش ترے سحر کی کیا کرین ÷ یہ تعریف حد کی ہے ہو چپ
رہین ÷ بعد اس قول کے کہ ع خاموشی از ثنائے تو حد ثنائے تست ÷ معلوم ہو کہ یہان بڑے بڑے ساحران نامور گئے
سحر اپنے ہم پلہ سامری جتائے گر ہمارے ہاتھ سے جانب ملک عدم گئے تو تم کیا ہو تمہارے باپ ابھی کل کا ذکر ہے کہ
واصل بجہت لقا ہوے سواے تمہارے کسی کو اس طرح کی نصرت میسر نہین ہوئی ہم کہتے کہ ہمارے بے ادبارہے زمانہ آجکل
تمہارے یار ہے پس اطاعت صاحب تخت کی سب کو لازم ہے مجھکو تم سے باتین تخلیے مین پوچھنا ہین تنہائی مین طلب کر دو تو مین
آ کر اطاعت کرون اور بچا ہوا امیر کو بھی مطیع کرا دون یہ رقعہ ایک ملازمان تھا مین سے خدمتگار کو دیا کہ دیوانہ پاس لیجائے
اور اُسکے صلہ مین بہت کچھ دینے کا وعدہ کیا خدمتگار مذکور نامہ دیوانہ کے پاس لیگیا اُسنے پڑھکر خوش ہو کر اجازت لکھی لے عیار
طرار تم میرے پاس آؤ اور جو کچھ چاہو پوچھو تم سے کوئی اژدہا نہ بولیگا یہ جواب خدمتگار نے لا کر عیار موصوف کو دیا اُسنے بانا عیاری
جسم پر لگائے فلاخن سر سے لپٹی ہوئی کندون کے لچھے بازوئی پر پڑے ہوے تو بڑا تیر کا شانہ مین لٹکا ہوا ترکش مثل
دم طاؤس کے چتر پہلو پر کسے کمان شانے پر لٹکی ہوئی قمقمے زر ریختی اور بیاوے سقرلاتی سے آراستہ حقہاے
نفتی تھائیون مین دبے توڑے خبر کیے ہوے حباب سیوخی ہاتھون مین لیے حیلہ ہاے ناحق سے چست ہو کر ایک لٹیا برنجی
اس طرح سے تیار کی کہ کنارون پر اُس کے کنڈے لگے اور اُنمین زنجیرین بندھین اور سب طرف سے زنجیرون ملاکر ایک
زنجیر لوہے کی گرفت کرنے کی جو ہتھی اُسمین لگی ہو مثل اسکے کہ جیسی انگیٹھی لوہے کی زنجیر دار ہوتی ہے اور اہل کشمیر گلے مین زیر جامہ
سے ڈال لیتے ہین پس اُس لٹیا مین نیچے ایک مخزن ایسا بنایا کہ آگ اسمین دہکتی تھی اور اوپر اسکے سیماب اور روغن
مثل تیزاب کے جوش کھاتا نظر آتا تھا اُس لٹیا کی زنجیر پکڑ کر گوپھن کی طرح جب پھراتا تھا تو سیماب اُسمین سے گرتا نہ تھا ایک شعلہ
چرخ کھاتا نظر آتا تھا فی الجملہ اس ہیئت سے درست ہو کر یہ عیار دلاور روانہ ہوا اور دیوانہ نے جب خبر اُسکے

آنے کی تھی سحر پڑھا کسی اژدہے سے اسکو ضرر نہ پہونچا اور یہ داخل بارگاہ ہوا دیوانہ نے دیکھا کہ عیار بانوں سے آراستہ نہایت چاق و
چست ایک شعلۂ آتش کو گردش دیتا آرہا ہے اور اس شعلہ کو چکر کھاتے دیکھکر سمجھا کہ یہ بھی کوئی بانہ عیاری کا ہے یہ سمجھکر خوب قہقہا
مارکر منہا عیار نے قریب پہونچکر نہ کچھ کہا نہ سنا وہی لٹیا چرخ دیکر اس ترکیب سے اسکے منھ پر ماری کہ روغن اور
سیماب جلتا جلتا منھ پہ پڑا اور کان آنکھ منھ ناک سب مجرون مین پارا سرایت کر گیا منھ بھی جھلس گیا اور براہ
دہان دمینی سیماب گلو مین پہونچا بلکہ تا جگر نفوذ کر گیا فوراً دم تو چیخ بھی نہ سکا تڑپ تڑپ کر رہ گیا موت آنے کے پیشتر جب
سیماب بیقرار بھی جسم کو چھوڑ نکلا اُٹھا اور عیار مذکور نے بھی یہی تدبیر سوچی تھی کہ دفعۃً یہ ساحر ہلاک ہو تو اچھا
ہے اس لیے کہ حباب مارکر بیہوش کرنا یہ احتمال رکھتا تھا کہ ساحر زبردست ہو نہ بیہوش ہوگا یا یہ کہ کچھ اُسنے لگا
رکھا ہوگا وہ اُٹھا لیجائیگا اگر کوئی سحر کر رکھا ہوگا وہ مجکو قتل نہ کرنے دیگا کیونکہ جانتا ہوگا عیار کی ملاقات
مین دغا ہو لہذا ایکہی وار ایسا کیا کہ نہ وہ سحر پڑھ سکا نہ منھ سے بول سکا اور چپکے جانب برج روانہ ہوا شور
اسکے مرجانے کے بعد بیرون نے مچایا کہ افسوس مارا جمہور جادوگر آندھی پانی وغیرہ سے دنیا مین شورش ہوئی بازیگر
سحر باطل ہوکر بھاگے ساحر جو قریب لشکر مین تھے یہ ہنگامہ دیکھکر جانب باغ بھاگے۔ ادھر یہان جتنے سردار اور عیار کہ قید تھے
چھوٹ گئے اور تیغ پکڑ کر نعرے بلند کرکے آگے بڑھے ساحر اس آفت کے سبب بے حواس ہوئے کہ نعرہ دلاوران سُن کر
بھاگ گئے یہ دلاور آگے جاکر لشکر لقا پر گرے بارگاہ لقا مین تعریف یہ لقا کی ہورہی تھی کہ یکایک نعرہ شیران بیشۂ اسلام کی صدا
آئی مخبر پکارا کہ وہ مارا ہوتا تیرے دیدانے کی تسبیح صلوۃ صلوۃ یا خداوند قہار اور تمہاری تقدیر پر لعنت
جلد بھاگو نہین تو آفت آئی لقا نے کہا اندیشہ کر یہ قدرت نہین کریگی صبا ہماری بندی جاکر سامانو اور کے شیطان ہمکو تو
اب قدرت اس بندی کی بھی جان سے کہتے ہیں پڑے ہین یہ بندی کیا کریگی حمزہ شوربخت کا لشکر آپڑیگا بچنا اسکا دشوار
ہوگا صبا یہان لشکر گھبرائی اور اٹھ کر بڑھے ہوا چلی تھی کہ ڈٹے نہ آئی یہان شمشیر زنی کرکے تلکہ مسلمانوں نے والا
اُس شب تار مین شمع حیات ساحران گل کردی مشعل تیغ کی روشنی تیز تھی جادۂ ملک فنا صاف نظر آتی کاروان
ارواح کے لئے اسلحہ کی چمک چاق بانگ جرس تھی بند راہ آمد و شد نفس تھی دلیل قافلہ مرگ کی دلیل جنگجویان
تیغ خنجر کی صدا لے رنگ سفر فنا کیطرف لیجاتی کفیل سر و تن مین جدائی غضب کی جسم و روح مین لڑائی لقا مع سرداران
کے باہر بارگاہ سے نکل آیا تھا رزم گاہ تماشا مین بجنسہ رہی تھی مشعلین جلتی تھین عیار جو قید سے چھوٹے تھے انھون نے
حقہ نفتی مارکر خیام بارگاہ مین آگ لگائی دلاورون نے شعلۂ شمشیر سے خرمن ہستی دشمن جلائی غرض ایک حصہ روز
کر خدمت امیر کشورگیر مین آئے اور خبر قتل دیوانہ معروض ہمایون مین لائے امیر از بسکہ شبخون مارنا ننگ دغا رجانتے ہین
اس باعث سے سوار نہوے ادھر طرف لشکر لقا بھی بے انتہا جو سرداران اسلام کیا جانب قتل و غارت کرتے ہوے
دوسرے کنارے پر لشکر کے نکل گئے اور وہان سے اپنے لشکر ظفر پیکر مین آئے یہان اس ہنگامہ آرائی سے لشکر مین
بیداری و ہوشیاری تھی سردار ہر ایک سے ملے اور خیام و بارگاہ مین آسودہ ہوئے جب کوہ سیاہ شب سے سفیدہ
سحری آشکارا ہوا کہ بیت ؎ خورشید تابان بر آمد ز فرش ٭ درفشان شدہ روئے چرخ بنفش ٭ سحرگاہ حمام کرکے

سردار خدمت شہنشاہ ذی تبار مین آئے ہر ایک نے خلعت فاخرہ پائے بزم عشرت آراستہ ہوئی داد عیش ونشاط بصد کامرانی دینے لگے۔ ادھر لقانے لاشین مقتولان شنیہ کی اٹھوا ابن صباحی سحرکوا کی شیطان کی صلاح سے نامہ بحضور افراسیاب کے تحریر کیا اور اس خیال سے کہ جلد تر نامہ پہونچے پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ بجوایا پنجہ اٹھا لے گیا دیوانہ کی فوج بھی بھاگ کر جانب طلسم گئی ادھر شاہ طلسم بادہ خوار کے باغ سے رخصت ہو کر جس جانب کوہ سنگ روانہ ہوا تھا اور راستے راہ مین مالکان دربند طلسم کے مقام پر اس لیے ٹھہر تا جاتا تھا کہ شاید کہین کوئی طلسم کشا ملجائے تو اپنے دام کر مین اُسکو اسیر کرکے بہر شکست طلسم نور افشان روانہ کرون فی الجملہ قریب دربند سیمابیہ پہونچا تھا کہ پنجہ نے نامہ خداوند لقا کا دیا اُسمین حال قتل جنون لکھا تھا اور کمک کی طلب خداوند نے کی تھی یہ مضمون پڑھکر شاہ بہت پریشان ہوا اور سوچا کہ ایک ایسے شخص کو خدمت خداوند مین بھیجون جو نمارے سے مرے نہ کاٹے سے کٹے عیار اُسکو بیہوش نہ کر سکین کوئی حربہ اسکے جسم پر اثر نہ کرے پس یہ سوچکر دربند سیمابیہ کے اندر چلا اور قریب قلعہ پہونچا جو سیماب کا بنا تھا دیوارین قلعہ کی ہوا کے جھونکے سے لہرا کر جھک جاتی تھین اور سیدھی ہو جاتی تھین برج قلعہ بھی یہی خاصیت رکھتے تھے نیچے قلعہ کے ایک خندق گرداگرد تھی اُسمین سیماب بجوش رتا تھا جب بادشاہ وہان پہونچا سر پر بیٹھا کہ پل تختہ گرا جھانک قلعہ کا کھلا بادشاہ اندر نہضت فرما ہوا سحر پڑھا کیا دفعۃً تمام قلعہ مثل دریا کے لہرانے لگا اور جوش وخروش ہر طرف پیدا ہوا بعد خورد وغل کے ایک بادشاہ پر شوکت وجاہ تاج وقبائے شاہی سے آراستہ ساحر بے عدیل ونظیر عجیب الخلقت صورت مین ماہ منیر سیاہ قلب پر از مکر وتزویر باہر قلعہ کے بہر استقبال شہنشاہ جادوان آیا سارا جسم اُسکا پارہ کا تھا اور یہ طرفہ ہیئت تھی کہ کبھی پارہ کی طرح سر الگ ہو الگ پاؤن الگ عضا تمام جدا ہو جاتے تھے اور کبھی لہر آکر ملجاتے اور مجسم ہو جاتا تا غرضکہ اس جیرارنے اکٹھا ہو کر بادشاہ طلسم کو سلام کیا اور عرض پیرا ہوا کہ فرد بر دبوم بابر تو فرخندہ باد + دل وچشم بدخواہ تو کندہ باد ہے شہنشاہ ذیجاہ اندر قلعہ کے تشریف لے چلیے اور رہا کی طرح ظل عاطفت ہمیر ڈالیے بادشاہ طلسم نے فرمایا کہ مجھکو ایک کار ضروری ہے اور جانب کوہ نیلم جاتا ہے اور تم سے یہ کہنا ہو کہ جانب کوہ عقیق تم جاؤ وہان مسلمانون نے خداوند لقا کو ستایا ہے تم خداوند کی طرف سے مقابلہ کرکے اُنکے مخالفون کو تباہ وبرباد کر دو لیکن عیارون کے شر سے بچتے رہنا اور لشکر مسلمانان مین فرزندان حمزہ بڑے طاقت دار ہین اُنسے اپنے تئین بچانا ساحر مذکور کہ نام اُسکا سیماب سیماب تن جادو ہے اس تقریر کو سنکر بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ عیار میرا کیا بنا لین گے دو راہل زندہ میرا کیا بگاڑینگے جسم میرا تو تیر سے اگر پارہ پارہ کر دیجئے تو مین خود ٹوٹ جاتا ہون اور پھر بنتا ہون عیار مجکو بیہوش کرینگے تو قتل نہ کر سکین گے مین باقبال شہنشاہ

نظم

نہ حمزہ بماند دران دشت کین	نہ ایرج نہ لندھور وخاقان چین	ز لشکر ہر آنکس کہ آید بدست
سر ایشان ببرم بشمشیر پست	بسوزیم ہم خاک ایشان بباد	نگیرم ازان بوم وبر ہیچ داد
کسے را کہ ہستند از ایشان سران	کنم پاے آنان بہ بند گران	نہ آرام جویم بہ چین برز خواب
فرستم بہ نزدیک افراسیاب		

اب شہنشاہ باقبال وجاہ برائے یک لحظہ قلعہ مین تشریف فرما ہون بعدہ خلعت حضور معلے مین کوچ کرونگا شاہ طلسم اسکے منت واصرار سے ناچار ہو کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا دیکھا

نظم

بہر گوشۂ چشمہ آب گیر گلش مشک سارا بدوزد بہ خشت	نہ بیند کسے آن بلندی بخواب یکے کنگرہ بودش بسان بہشت	بر آن بارۂ دژ نہ پرد عقاب بالا و پہنائے پرتاب تیر

بادشاہ عمارات عمدہ و رونق شہر و آبادی رعایا ملاحظہ فرماتا داخل دارالامارۃ ہوا اور تخت طلائی پر بیٹھا ارکان دولت نے نذریں دیں قدمبوسی حاصل کی سیماب نے سامان دعوت وغیرہ حاضر کیا ناچ گانے کا چرچا ہوا جام مے گلفام کا دور چلنے لگا یہ عالم تھا کہ بموجب

ابیات

ہمہ برنگ پرز رنگ و نگار بہ پیش اندرون دستہ نسترن مے و گلشن و بانگ چنگ و رباب	مے اندر قدح چون عقیق یمن دل و گوش دادہ بآوائے چنگ	کمر بستہ در پیش سالار بار یکے جام یاقوت پر مے بچنگ گل و مجلس و رطل و افراسیاب

اس قلعہ میں ایک روز شاہ طلسم بہت اندوہ زدہ آخر رخصت ہوکر تلاش طلسم کشا بہر فتح طلسم نورافشان جانب کوہ نیلم روانہ ہوا بعد تشریف بری شاہ سیماب گمراہ نے بارہ ہزار ساحر برائے حفاظت ملک و مال قلعہ میں چھوڑے اور بارہ ہزار جادوگر چیدہ و منتخب ہمراہ لیے ساحروں کو حکم روانگی دیا اور زمین پر گر کر پارے کی طرح بہہ کر نہر کی صورت چلا جوے سیماب رواں تھی فوج ساحران سحر پر آمادہ ہو کر چلی تھی رال و گوگل کے شعلے اُڑتے جاتے تھے اور نفیر و ناقوس بجتے تھے ہر قسم رنگ برنگ کی جلوہ دکھاتی تھیں بدلیاں چھائی تھیں جے جے سامری کی پکار تھی واقع میں کوہ آہنا رہی تھی ساحروں کی صورتیں نیلی کالی کالی بعض زرد زرد بعض کے رخ زشت پیکر پر سیندور کی لالی کہ بموجب

نظم

ہمہ تن پر از پشم چون گوسفند یکے تن چو ماہی و سر چون پلنگ ہمہ فوج از ینہا بدی یکسر	ہمہ مردم و موبہا چون کمند دو دست از پس پشت بد پائے پیش یکے را سر خوک و تن چون برہ	گروہے سران چون سر گاؤمیش یکے سر چو گورو تنش چون نہنگ

غرضکہ یہ فوج زبون شعار و نا ہنجار بعد قطع راہ طلسم سے باہر نکلی اور لشکر لقا سے گمراہ کے نزدیک پہنچی بارگاہ میں لقا تخت پر بیٹھا تھا کہ آتش بازی ہونے لگی شعلہ لسان تیر شہاب روے ہوا سے گرنے لگے معلوم ہوا کہ کوئی شیطان آتا ہے خداوند باطل گویا ہوا کہ ہمارا بندۂ خاص آتا ہے یہ کہہ رہا تھا کہ زمین شق ہوئی اور خشت پارہ کا پیدا ہوا اور مجسم بشکل انسان ہو کر خداوند کے سجدہ میں گرا اور اعضا اعضا اُسکے جدا ہو گئے پھر مجتمع ہوا اہل بارگاہ کو دیکھ کر تعجب گھیرا اور پکارے کہ زہے قدرت خداوند باختر شیطان نے اُٹھ ساحر مذکور کو زمین سے اٹھایا اور باعزاز تمام قریب تخت خداوند گل پر بٹھایا باہر جا کر لشکر کو اُتروایا پھر جلسہ عشرت آغاز ہوا اور دور شراب ناب چلنے لگا ساحر نے تمام ماجرا مسلمانوں کا زبانی شیطان سنا اور گرما کر حکم طبل جنگ بجنے کا دیا شیطان نے کہا جلدی نہ کرو ورنہ مارے جاؤ گے ساحر نے ہنسکر ویسا ہی وصف اپنا جیسا شاہ طلسم کے واسطے بیان کیا تھا بیان کیا شیطان نے کہا اچھا آج کا دن توقف کرو کل سمجھ لینا ساحر اسکے کہنے سے رُکا اور معروف عیش و نشاط ہوا یہ تدبیر جنگ جبتک کرے اسوقت تک کہ اسوقت تک حال سعادت اشتمال شہزادہ توریج خوش خصال بیان ہوتا ہے

داستان لوح پانا شہزادہ توریج کا اور شکست کرنا طلسم ہزار پیچ کا اور مطیع ہونا بادشاہ

طلسم مذکور کا اور قصد کرنا شہزادیکا کہ طلسم ہوش ربا مین برائے رہائی پدر جاؤن اور بیان کرنا اس عزم کا بادشاہ طلسم سے مانع آنا اُسکا اور حال آمد سیماب سنگر بھیجنا شہزادہ کا جانب لشکر اسلام بیان سیماب کا لے بوٹا اور سرداران اسلام کو کشتۂ سحر کرنا حال لشکر اسلام ابتر ہونا عین حالت اضطرار مین پہونچنا توبج کا لشکر مین بھیجنا شہزادہ قاسم کا جانب طلسم گوہر اول بطور تمہید گریۂ مؤلف غم اولاد مین و تعریف جناب منشی نولکشور صاحب دام اقبالہ وخطاب لباقی و آغاز فسانہ لمؤلفہ

مین اک شب غم و رنج سے بیقرار
سیہ دیو تھا منہ کو کھولے ہوے
ہر اک سو سیاہی تھی اُمڈی ہوئی
نظر آتا تھا صاف کالا پہاڑ
فلک میرا دشمن تھا ایسا ہوا
تو برساتا تھا تیر غم بے گمان
شب تیرہ اور اشکباری مری
بلاؤن کا تھا سامنا دمبدم
اندھیرا نہ کیون کرے مجکو نظر
توانائی و تاب دلمین کہان
مرے قرۃ العین و لخت جگر
طپان دل تھا سیماب ماہی مثال
مری بعد فرزند دختر مری
وہ دل بے سکون جسمین ہو اضطراب
کہان تک لکھون آہ جور فلک
نہین نخل مین آہ کوئی ثمر
شب آرزو کے مرے وہ چراغ
وہ طوطی و مینا کا پڑھنا غضب
تھے القصہ روشن مرے دلکے داغ

پڑا ایک گوشہ مین روتا بہت زار زار
ہر اک سمت تھا بحر ظلمت کا جوش
بلا جمع ہوکر وہ بجاتی تھی
نہ آواز انسان نہ شور جرس
کہ تھا دیدہ انجم سے گھورتا
غم مرگ اولاد سے بے قرار
لگائی تھی کالی گھٹا نے جھڑی
زیادہ اندھیرے کا یہ تھا سبب
جو کھوئے گئے دو ہون نور نظر
مری چشم دل کی گئی روشنی
مرے دل کے آرام تھے کدھر
کبھی دل کو رویا جگر کو کبھی
اکیلا مجھے آہ وہ کر گئی
یہی نالہ کش بلبل زار ہے
کہ ہو درد سے دلمین اُٹھتی چپک
جہان میری نظرون مین اندھیر ہے
بجھے ایسے دل ہو گیا داغ داغ
تڑپتا تھا ہجران سے اُنکے کمال
نہ آتش فلک پہ نہ گھر مین چراغ

ڈراتا تھا وہ شب غم مجھے
وحوش و طیور و انسان و ماہی خموش
جدھر دیکھتا تھا مین آنکھون کو پھاڑ
فقط نوم مردم سے بانگ نفس
جھکا تھا جو گردون بشکل کمان
مین گریان تھا مانند ابر بہار
شب تار و تاریکی رنج و غم
کہ گھر بیچراغ ہوگیا ہے یہ اب
بجز غم خوشی آہ دلمین کہان
مری آرزو خاک مین ملگئی
یہ اُس شب کو تھا درد کا دلکے حال
کبھی دختر نیک کو پسر کو کبھی
وہ شب تیرہ ہے جب نہ ماہتاب
جہان گل نہین باغ بیکار ہے
نہین میرے گلشن مین کوئی شجر
مرے اختر کا کچھ پھیر ہے
وہ متلا کے باتون کا کرنا غضب
دکھاتے نہین خواب مین بھی جمال
نہ تھا کوئی اُس شب کو میرا انیس

عمرو ربیع دونون کا بس تھا جلیس
جو دیکھا تو ہے شاہ خوش جمال
کہ سو جان سے صدقہ ہو مہر فلک
لب نازک اُسکے ہین جون برگ گل
غرض وہ قریب آکے کہنے لگا
ہوئے طرب سے ہو دل باغ باغ
کہ ہے نام روشن ہو اندر جہان
بتا کون ہے نام کیا ہے ترا
کہ ہر وقت مین تیرا مونس رہا
جوان و جوان بخت و فرخ نہاد
ہر اک ہے جو اُس کے ایا سے حل
پیو جام مے داد عشرت کی دو
لیا بر مین اُس ماہ تمثال کو
ہوا مست پھر کھلگیا یون ذہن
مرتب ہوئی پھر خوشی کی انجمن
ادھر پھر نشہ کرنے پھر طلوع
مجھے یاد آتا ہے سعدی کا قول

یکایک ہوئی اک طرف روشنی
بجھین جسکی ہو دونون شاہ رشک ہلال
شب تیرہ ہو جسکی زلف دراز
لیے دست رنگین مین اک جام مُل
کہ لے جاہ جانے دو ہے ربیع و عمر
بجھا دو ذرا داغ دل کے چراغ
کہا مین نے اے یار دمساز من
تو گویا ہوا مجھ سے وہ مہ لقت
نہین جانتا اُسکو اے خوش خصال
بجز نیکی کی کچھ نہین جس کو یاد
ہے ظل ہما جسکا ظل کرم
بنام مبارک فسانہ لکھو
لیا ہاتھ سے جام مے اور پیا
کیا اس طرح سے غرض سخن
شب غم گئی دے مجھے پھر شراب
ادھر کو ہے تصنیف تازہ شروع
بدہ ساقیا آب آتش لباس

چمک مثل مہتاب پیدا ہوئی
یہ ہے اُسکے چہرہ مین پیدا چمک
دہن اُسکا پوشیدہ مانند راز
اُسی کے ہے تھی حسن کی بس بنا
مے جام عشرت پیو دم بدم
کرو شمع روشن اُٹھو میری جان
شب تیرہ مین خلوت راز مین
کرو مین فیض ہوون تیرے ممدوح کا
وہ ہے مرتبہ دان اہل کمال
نکلجا مین گے صاف قسمت کے بل
وہ نام نول اور کشور بہم
سنا جب یہ مژدہ تو خوش حال ہو
زان فیض ممدوح کا مل گیا
کدھر ہے تو اے ساقی گلبدن
دکھا صبح عشرت کا پھر آفتاب
اُٹھا دون شب غم کو یکسر مین کل
کہ مستی کند اہل دل التماس

عشرت اندوزان شب خلوت فیض دلدار و خلوت گزینان انجمن عشرت آثار وصال یار و فروغ افزایان جمع جمال شاہد کلام - و رونق دہندگان محفل بیان فصاحت التیام - کاشانہ خاطر غم دیرینہ سے اسطرح خالی فرماتے ہین اور منزل قرطاس مین اولاد مضامین کو آباد کر کے بیان داستان رنگین قلب سامعین پر یون حالی فرماتے ہین کہ وہ فلک خاندان حمزہ کا سورج یعنی شہزادہ تورج برج یاقوت نگار قلعہ طلسمی مین ہمراہ پریزاد طلسم کے عیش گزین تھا اور سرمایہ کہ مہر جادو کو مار کھاگا و سر جادو کے پنجہ سے چھٹکر اسی برج مین پھر بعشرت صدر نشین تھا پریزاد پھر چند کہ ساحرہ سے چھین لائی تھی خوفناک ہوئی کہ یہ مقام طلسم ہے گاؤ سر شاہ طلسم پاس جاکر فریاد کریگی وہ ضرور یہان آئیگا آفت لائے گا یہ سوچ کر شاہزادہ کو بیہوش کر کے کمر مین بغیر دیکھے آدمی اڑا ایک بیابان مین آکر اُتری وہ صحرا نہایت سرسبز و شاداب تھا لائق سیر و گلگشت احباب تھا گھاس زنگار رنگ پھیلے درخت ہر سمت سے نہرون مین جا بجا کنول کی پتیان نیلوفر اور کوکا بیلی داغ دل عشاق کا پتہ دیتے کنول کے پھول رنگین رخسار معشوق کو چھپا دیتے - پریزاد نے ایک نہر کے کنارے فرش سبزہ پر شہزادہ سبزہ رنگ کو لٹا کر ہوشیار کیا اور آپ پاؤن دبانے لگی اس نہال حدیقۂ شجاعت کی نرگس نیم مست

جب وا ہوئی اپنے تئین دشت مین دیکھکر پریزاد سے متفسر حال ہوا اُسنے سر قدم پر رکھکر منت و عجز کہا کہ اے یار تشنۂ
وصل یا تاز اے باعث زندگانی اے میرے دلدار جانی اس طلسم مین تیری جان تاز مین کے ہزار ہا دشمن ہین بڑے
بڑے ساحران پُرفن ہین بس ارادہ طلسم کشائی سے باز آ اور مجھ ایسی پریزاد کو ہمراہ لیکر اپنے دادا کے لشکر مین چل
پاؤن پھیلا کر زیادہ نہ چل اپنی جوانی پر رحم فرما میرے حال زار پر ترس کھا ورنہ بہت در پیش ہو ذلت و خرابی
مروت سے بھری ہو خاک بان کی + شہزادہ نے بجواب اس نصیحت کے شمشیر زبان سے کام لیا جو جوہر شجاعت کا اظہار
کیا کہ مین باہر جانے کے لیے اندر طلسم کے نہین آیا ہون بغیر حصول گنج مقصود ہاتھ نہ اٹھاؤنگا پاؤن سمت راہ
گم ہستی نہ بڑھاؤنگا اور یہ جب فرد یہ مرگ ہو عمر جاودانی + حیات ہے یہ موت زندگانی + پریزاد نے کہا طلسم مین
مال و دولت ملنے کا جو لالچ تجکو ہے مین باہر طلسم کے سونا اور جواہر سے گھر تجکو بتا دونگی بادشاہ ہفت اقلیم کر دونگی دنیا کی
لازوال دولت دونگی۔ اس گفتگو کا سبب بھی سنیے از بسکہ اثر طلسم کا ہے کہ جو کوئی مقام ہوا و ہوس کے راز سے آگاہ
ہوکر پریزاد کا فریب نکھائے بلکہ پری خود عاشق ہو جائے تو موت اُس پری کی آئے گی اور فاتح طلسم بہر فتح طلسم زندہ
رہے چنانچہ نتیجہ تاثیر طلسم یہ ہوا کہ عجیب بختی شروع ہوئی شہزادہ نے فرمایا کہ مال و دولت ملے یا نہ ملے مین بغیر فتح طلسم کیے
نجاؤنگا پریزاد کو یہ سنکر غصہ آیا اور کہا اے شہزادہ مین تیرے ساتھ بدنام ہوئی یہی رسوائی میرے لیے کیا کم ہو کہ اس
طلسم مین اور میری جا نہین رہتی ہین انکو تیرے ہاتھ سے قتل کرادون چنانچہ ابتک تو تیری مین دوست تھی مگر اب بہت
قسم تجکو حضرت سلیمان کی ہے کہ دشمن ہوئی اب تیری جان کی + یہ کہکر جھجک جھجک ہونکا کر دست و پا کا شہزادے کے دم نکالنے لگی
شہزادہ بھی جبتک اندر قلعۂ طلسم کے تھا اُس پری پر شیفتہ و فریفتہ رہا اب اُسکی صورت سے نفرت ہوئی اسیر ہونے ہی سوچا
کر کچھ مکر کرنا چاہیے یہ سوچکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا اے نخچیر دہن فقط اسی بات مین تم ہمکو ستانے لگین بیوفائی
دکھانے لگین ہم تمھارے بلبل نوا عاشق شیدا تھے یہ کلام سنکر وہ پری تو عاشق تھی ہی جلد سحر دفع کرکے گویا ہوئی کہ اے
جان من اگر میرا کہنا مان تو مین تیری کنیز ناچیز ہون شہزادہ آنسو آنکھون مین بھر لایا وہ آنچل سے دوپٹے کے اشک پاک
کرنے لگی شہزادہ نے ہاتھ پھیلا دیے وہ گلے سے لپٹ گئی اسنے ایک ہاتھ منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا دبایا اور ایسا زور
کیا کہ مرغ روح قفس تن سے اُسکے پرواز کر گیا غلغلہ دار و گیر برپا ہوا لاش اسکی اُڑ کر جانب فلک گئی شہزادہ نے
اپنی راہ لی اُس صحرائے سبزہ زار کو طے فرمایا کر جب کئی فرسخ آگے چلا ایک بیابان ریگ کا ملا جہانتک نگاہ کام کرتی ہو
ریگ بھری ہو دریا ریگ کے لہرتے ہین دنیا سرابگاہ ہو واقع مین اس بیوفا کا یہی نقشہ ہو جدھر دیکھا ریگ کے ٹیلے
اور ٹیکرے بندھے تھے ایک طرف پہاڑون کے پتھر شرر ریز تھے کوسون تک جنگل میدان تھا نہ انسان تھا نہ وان
حیوان تھا فقط اک لق و دق میدان تھا درندے بھوک کے پیاسے پھرتے اژدرون کے منھ غار کی طرح کھلے سزاوار تھے شجر
کا نام نہین درخت اور تہ پر طائر سیمرغ سا ہیبت جنگل مین سایہ کو وہان کچھ کام نہین اور سایہ کیسا اپنا سایہ خود بھاگتا جن و پری
کا سایہ بھی میسر نہ ہوتا درختون کو مثل دیوانگان عریانی سے عار نہین تعلقات سے آزاد بار برگ و بار نہین کہ بمقتضائے ایام

اس دشت مین لے گیا مقدر	گم خضر جہان ہین ہوگے رہبر	عمر بھر بھی چلے تو پاؤن جسد جلسے

کیا ذکر جو وہم بھی گذر جائے
وہ دھوپ وہ گرد و طرفہ عالم
کانٹے کف پا مین اور چھالے

گرمی کی وہ فصل دوپہر ٹھیک
کپڑے ہوئے تر عرق مین بہیم

منزل ہوئی سخت راہ تاریک
رہ دور و دراز کوس کالے

ایک آدہ سوکھے درخت مین ٹھنڈ نکلا ہوا اسپر چیل جو بیٹھ جاتی ہو پانون جلنے لگتا ہے چلچلا کر منڈلی آ رہی ہے آخر تھک کر گرتی ہے اور ریگ گرم مین کھپ جاتی ہے شہزادہ سکے حواس گم ہین پیاس سے زبان منہ کے باہر ہے آبلے پانون مین پڑ گئے ہین کانٹے ٹوٹ گئے ہین تلوون کی کھال اُڑ گئی ہے ریت زخمون مین سمائی گرمی ایسی ہے کہ آگ تلوون سے جو لگی ہو سر کو آئی بیتاب ہو کر بیٹھ جاتا ہے اور دلکو سمجھاتا ہے کہ اے تورج تو حمزہ کا پوتا ہو کر گھبراتا ہے ہمت ہارا جاتا ہے چل اس بیابان آفت خیز سے نکل یہ باتین دل سے کر کے پھر روانہ ہوا آخر خدا خدا کر کے اُس وادی گرم کو طے کر کے قریب ایک دروازے کے پہونچا اور سا دروازہ کسی کے نالون کی کاخ مین آئی بیتابانہ اور آگے گیا کہ شاید پانی بھرا جاتا ہو جب وہ سمت نکالا تو ایک سمت کنوان پختہ بنا پایا اُسمین چاہ تھا جڑی نگاہ کی چرخی بھی کنوئین کے نیچے نالی پانی سے بہتی تھی اور پانی بہکر سامنے ایک باغ پر فزا لگا ہوا اُسمین جاتا تھا دروازہ باغ کا کھلا تھا نالی کے کنارے کنارے سبزہ نو ساختہ لہلہا رہا ہے شہزادہ اُس سبزہ کو روندنے لگا تاکہ تشنگی کم ہو ہری ہری گھانس آنکھون مین تراوت اور قلب مین خنکی دینے لگی لیکن عجب تاثیر ظاہر ہوئی کہ پیاس بھی بجھ گئی اور گھانس مین پانی نالی سے چھلک کر آ گیا تھا اُسمین پانون بھیگے بس سارے زخم اور چھالے وغیرہ سب اچھے ہو گئے کھال نئی پیدا ہوگئی طاقت بھی آ گئی بشاش اور فرحناک ہو کر جانب باغ قدم زن ہوا اور بصد بشاشت اندر اُس گلشن کے آیا یہ نقشہ اُسکا پایا کہ لعل یمن اُس گلزار کی سرخی گلہائے خوش رنگ دیکھ کر رشک سے جیرا کھاتا سنگ مرمر گل یاسمن کے عشق مین مر مر جاتا اُس گلبن کی بہار برابر برابر اشجار کی قطار ہوائے سرو کا چلنا درختون کا جھومکر مثل معشوقان نوخط فوارون کا بیرنگ دل بیقرار عاشق اچھلنا نہرون کا لبیان خاطر شاعر روان ہونا پانی کا مثل شوریدگان الفت شور کرنا کلیون کا تبسم کرنا شاہدان دہر کا ہنسنا تھا پتون کا ہلنا عاشقون کا کف افسوس ملنا تھا طوطی کا بولنا اُس باغ کا طوطی بولتا تھا عقدہ دل تنگ غنچہ کھولتا تھا باغ سارا مہکتا تھا بلبل چہکتا تھا کہ

ابیات

تھا داغ جگر نصیب لالہ
سودائیون مین لکھا ہوا نام
ہر غنچہ دہان شکر رب تھا
گل ہو کے مہنسا تھا بے تامل

ملوے عشق سے پیالہ
خندان تھے چمن چمن ہزار رنگ
ہر برگ زبان شکر رب تھا

سوسن کا لباس تھا سیہ فام
گلشن مین چہک رہا تھا بلبل
دلگیر بہت تھا غنچہ گل

یہ گل باغ اچھی ہی سیر کرتا بارہ دری کی طرف اُس گلستان پرخوبی کے پہونچا تھا کہ دیکھا کہ گرشتہ چمن رنگین کی جانب سے ایک نازنین جسکی زلفین دام دلہائے عاشق حزین تھین آشکار ہوئی رخسار پر بہار سے اُسکے اُس گلبن کی دونی بہار ہوئی آنکھین اُسکی نرگس مست کو کیا شرماتین بلکہ ہر پھول اُسکے تماشے دیدہ گل نرگس بنا تھا لالہ اُسکے رخسار سرخ پہ داغ کھاتا سرو گلشن عشق قامت

مین یا گل قربان اسیر گلون کا دل اگر شمشاد اُس سرو قامت سے دعوی ہمسری کرتا تو الف قد کو یاد صرصر نون نفی بناتی گل
اُسکے منہ اگر چڑھتا اور خوبی جتاتا تو ہوا طمانچے لگاتی شاخ گل اُسکے دست رنگین کے عشق مین گل کھانے پر تیار رہتا
محبت سے سنبل حلقہ بگوش خاطر تار تار زار نزار کر

نظم

دیا خون دل دلدادگان تھا
لباس اُس ماہ کا تھا سرخ کیسر
یہ کہتا تھا کرونگا قتل عالم

زبان اُسکی برنگ برگ گل تھی
شفق پھولی ہے گرد ماہ انور

لب نازک پہ اُسکے رنگ پان تھا
سخن سے جان جاتی بلبلون کی
لبون سے مسکرانا اُسکا پھیسم

اُس گلعذار سراپا بہار نے لب رنگین سے گلفشانی فرمائی کہ صاحب کوئی بھی بغیر اجازت ہمارے مکان مین چلا آتا ہے جو آپ درانہ چلے آئے شہزادہ نے فرمایا کہ بیت کوچۂ یار مین مشتاق رخ و قد آئے ، ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی
اُس گلبدن نے کہا ہمارا احسان یاد کیجیے کہ آپکے پاؤن کیسے اچھے کر دیے شہزادہ نے کہا آپکا نام نامی کیا ہے اُس نے جواب دیا کہ بندی کو لعل جادو کہتے ہین اس بارہ دری مین آپ نہ جایئے میرے ساتھ آیئے ورنہ گرفتار بلا ہو جیئےگا یہ کہہ کر ہنستی ہوئی قریب آئی اور دست نگارین سے ہاتھ شہزادہ کا تھام کر ایک طرف روانہ ہوئی اور اُس باغ مین ایک بنگلہ بہت عمدہ بنا تھا نہایت آراستہ تھا فرش دکرسی و شیشہ آلات سے سجا تھا اس بنگلہ مین مسند پرتکلف پر شہزادہ کو بٹھایا جام مے ارغوانی سے بھر کر دیا شہزادہ نے جام تو لے لیا مگر پیا نہین باتون مین اُس ماہ پیکر کو لگایا پوچھا کہ ملکہ اس طلسم کا کوئی کوئی اور بھی راستہ ہے اُسنے کہا اے شہزادہ اسی بارہ دری مین ایک چھتا ہے جسمین ایوان بنا ہے جس ایوان مین ایک تلوار لٹکتی ہے جو کوئی ساحر یا غیر ساحر جاتا ہے اُسکے دو ٹکڑے وہ تیغ آبدار کرتی ہے پس اے شہریار مین تمپر فریفتہ ہون اسی لیے بارہ دری مین تمکو نہین جانے دیا اب مجھ سے دارومدار کرو وصل کا اقرار کرو تمام جہان مین مجھ سا معشوق باوفا چراغ لے کر ڈھونڈھوگے تو نہ ملیگا شہزادہ نے فرمایا کہ سوائے اُس بارہ دری کے اور بھی کوئی راستہ طلسمات کا ہے وہ قمر طلعت گویا ہوئی کہ ہان ایک راستہ اور بھی ہے لیکن کوئی نہین جاسکتا ہے بڑا پر خطر رستہ ہے ہم تم ایک ہو سے اگر وصل ہمارا منظور کروگے ہمارے پاس ہمیشہ رہوگے تو سب راہین بتادینگے شہزادہ نے کہا سب مطلب سازی کرتے ہین اپنے کام کے وقت محبت جتلاتے ہین پھر ٹالا بالا بتاتے ہین تم مجکو کیا راستہ بتاؤگی مین خود تم ایسی کو چالین سکھا دونگا اگر تمکو راہ بتانی ہے تو ابھی بتاؤ ورنہ جاؤ ہوا کھاؤ مین آپ چلا جاؤنگا کیا تمھارے بتانے سے مین یہان تک آیا ہون ایسے فقرے مین بہت جانتا ہون جب وصل ہو جائیگا پھر کون کسی کو بتائیگا مطلب تو نکل جائیگا علاوہ اسکے راہ بتلانے کا لالچ دیتی ہو راہ تم خود نہین جانتی ہو یہ بھی ایک عاشقی کی راہ ہے سراسر فریب کھلا ہوا ہے اُس پری کو یہ طنز آمیز کلام سنکر تھا آیا اور کہا چلیے میرا جھوٹ سچ دیکھ لیجیے شہزادہ نے کہا اچھا چلیے غرض دونون اُٹھ کر روانہ ہوے اور وہ معشوقہ نیرنگ نما اس اہل تمنا کو اُس بنگلہ سے ایک کوٹھری کے پاس لائی کہ وہ کوٹھری اُسی بارہ دری کے ایک گوشہ مین تھی شہزادہ نے دیکھا کہ بارہ دری نہایت آراستہ ہے چھت پردے چلمنون سے پیراستہ ہے اور اندر کے ایوان مین ایک تلوار برق کردار آویزان ہے اُس زن پُرفن نے کہا دیکھیے یہی شمشیر طلسمی ہے جو کوئی اُس ایوان مین قدم رکھتا ہے دو ٹکڑے کرتی ہے یہ کہہ کر اُس کوٹھری کا دروازہ وا کیا اور اندر آئی ایک غار عمیق تھا بالکل اندھیرا تھا

گو رجہود کا نقشہ تھا وہ غار ظلمت عالم کا مخزن تھا بلاؤن کا مسکن تھا چاہ بابل کا سر اسی انداز مثل طول امل دراز بحر ظلمت کا منبع تمام دنیا کی تاریکیون کا وہان مجمع بے نور وہان عقل کی شمع کہ ابیات

آسیب جو اسمین آئے ڈرجائے
چشم اعمی بخیل کا دل

دیوانہ ہو دیو بلکہ مرجائے
وہ پست زمین نہ تھی کنوان تھی

تاریکی و تنگی اُسمین حاصل
گرد زمین اگر اڑی دھوان تھی

شہزادہ اُس غار کو دیکھ کر تلاوت سورہ کہف کرنے لگا دلمین ڈرنے لگا اور اُس زن ماہ سیمانے مشعل سحر جلا کر شہزادہ کا ہاتھ پکڑا اور اندر اُس غار کے اُتری شہزادہ نے دیکھا کہ پہلو مین اُس غار کے ایک کھڑکی ہے اور اس کھڑکی کے پہلو مین دو طاق بنے ہین ایک طاق مین شمع روشن ہے اور دوسرے مین بلور کا بیضہ رکھا ہے - اب حالت تاثیر طلسمی سنیے یہ ساحرہ ایک پتلی طلسم کی ہے اور بانیان طلسم نے یہ راہ مقرر کی ہے کہ طلسم کشا کو یہ پتلی اپنے حسن پر فریفتہ کرے اور طلسم مین نہ جانے دے اور اگر طلسم کشائی اُسکے نصیب مین ہے تو فریفتہ جمال عدیم المثال اُسکی پتلی کا نہوگا اور اُسکو اُبھار کرکے اس غار مین لائیگا چنانچہ اُس غار مین طاق پر جو بیضہ رکھا ہے اُسپر کچھ لکھا ہے وہ اُس شمع کی روشنی مین پڑھے گا اور اپنا کام کریگا فی الجملہ موافق تاثیر طلسم شہزادہ یہان آیا اور بیضہ مذکور کو طاق پر سے اُٹھایا اس پتلی کو اوپر کچھ لکھا نظر نہ آتا تھا جب آکر یہان دیکھتی تھی بلور کا گول بنا دکھائی دیتا تھا شہزادہ نے جو اُسکو اُٹھایا اُسپر لکھا پایا کہ اے فتاح طلسم و لے بیندہ عجائبات غریبہ جو شخص کہ تجکو اس مقام پہ لایا ہے اسی کے سر پہ یہ بیضہ کھینچ مارنا سر اُسکا پھٹ جائیگا اور بال و پر جسم مین نکل آئینگے تو اُس طائر عجیب الخلقت سے لپٹ جانا وہ تجکو یہ دریچہ واکرکے اندر لے جائیگا اور منزل طلسم پر پہونچائیگا یہ مضمون اُس بیضہ سے پیدا کرکے لعل تو پاس کھڑی ہی تھی اُس کے سر پہ مارا اسی وقت سر اُسکا شق ہوا اور خون مین اپنے گر کر لوٹی فوراً تمام جسم مین پر نکل آئے اور کھڑی ہوئی چاہتی تھی کہ اُڑجائے شہزادہ اُس سے لپٹ گیا کہ جسنے پر اپنا کھڑکی پر مارا وہ کھلی اور طاق کی شمع روشن بجھ گئی وہ طائر طلسمی کھڑکی سے جو باہر اُدھر کو نکلا شہزادہ نے یہان بھی اندھیرا دیکھا اور پتلی ٹھہری نہین شہزادہ کو سنبھال کرکے اُڑی شہزادہ جب اوج کرۂ افلاک طلسم ہوا شدت ہوا سے آنکھین بند ہوگئین بعد کچھ دیر کے وہ پتلی یعنی طائر طلسمی زمین پر اُترا شہزادہ کی آنکھ کھلی ایک بیابان سبز و خرم مین اپنے تئین پایا پشت طائر پر سے کود کر زمین پر آیا وہ طائر زمین پہ گر کر تڑپا تمام جسم سے شعلۂ آتش نکلا اور جلا کر خاکستر کیا صدائے دار و گیر برپا ہوئی وہ طلسم باغ اور غار اور صحرائے ریگستان سب ٹوٹ گیا صرف وہ بارہ دری اور تلوار باقی رہگئی حال اُس تلوار کا بیان کیا جائیگا غرضکہ شہزادہ فتح طلسم پہ آمادہ بعد چلنے اُس پتلی کے آگے بڑھا جب کچھ دور راہ طے کی ایک قلعہ کے قریب گذر ہوا سر قلعہ تا فلک رسیدہ تھا برج صد ہا تھا دربان دروازہ پہ ہزار ہا تھا شہزادہ بسم اللہ کہہ کر اندر قلعہ کے قدم زن ہوا شہر نہایت آباد دیکھا رعایا کو دلشاد دیکھا مگر نیا تماشہ نظر آیا کہ کاغذ کے آدمی چلتے پھرتے تھے دوکاندار اور خریدار سب کاغذ کے تھے مکانات عمدہ بنے تھے کاخ و ایوان شاہانہ آراستہ تھے دوکانین رنگین بھتین نہایت مزین تھین جملہ اسباب ہر قسم کا اُنمین آراستہ تھا تماشا ہر طرح کا سڑکون پہ ہوتا تھا یہ نقشہ تھا کہ نظم

نظارہ ربا انفزا سے دل شاد
ضحاک کا دل تھا جیسے شیدا
بازار مین قصہ گو بھی آ کر
جادو کی ہر ایک سخن مین تاثیر
وہ گرم کباب سیخ پر کے

معشوق کا جیسے قد آزاد
پھرتے تھے سانپ یون سڑک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر
سر کھانتی کبوتری تھی نہ
یا گرنے سے مژہ جگر کے

ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ دو ذنب فلک پر
کرتا تھا دل زنانہ تسخیر
پرواز مین صورت پری تھی

شہزادے نے ایک مردم شہر سے پوچھا کہ کبھی مزاج اچھا ہو اُسنے جواب دیا کہ تمھارے پوچھنے سے ہکو رنج ہوتا ہو اور بات کرنا ناگوار گذرتا ہو تمسے کچھ غرض نہین اپنا کام کرو شہزادہ اُس کاغذی انسان کی گفتگو سنکر بہت ہنسا اور دل سے کہا کہ بہت نقش فریادی ہو کسکی شوخی تحریر کا کہ کاغذی ہو پیرہن ہر پیکر تصویر کا پڑکی حکمت بالغہ و قدرت کاملہ خلاق طلسم ارض و سماکی ہو کہ ایسا ایک جسکو اُسنے یہ طاقت عنایت فرمائی ہو کہ کاغذی پتلے مثل انسان بنائے ہین غرضکہ حمد و ثناء بے باری پر زبان پر جاری کرتا بیچ چوک مین شہر کے آیا اور اُس مقام پر ایک بنگلہ جواہر کا بنا پایا کوئی اُسمین ساکن نہ تھا بسان آئینۂ چشم عاشق مہجور خالی عمارت کی خوبی نرالی چلمنین طلائی لٹکی پتلیون کی پڑی تھین دیوار و در مین خوبصورت تصویرین جڑی تھین فرش اور شیشہ آلات سے آراستہ تھا شہزادہ اندر اُس کے جاکر ٹھہرا اس اثنا مین کاغذ دفتر روز مشق قدرت نے تہ کیا اور شہزادہ ماہتاب کو قلعۂ افلاک مین تہنا کے انجم جلتے پھرتے نظر آئے کہ نظم

ہوئی کچھ روشنی پھر آشکارا
کہ جیسے خالق طلسمی ہین پریشان

شب مہتاب کا چمکا ستارا
تمام کو سب دکاندار دکانون پر سے گر پڑے اور رہ جاتے

دل خستہ کو تھی لب حیرت فزا دان
شہر سب مردہ ہو گئے

کاغذی تصویرین پڑی تھین نہ حس و حرکت تن مین نہ منہ سے بولتی تھین شہزادہ بنگلہ سے بازار مین گیا اور مٹھائی ایک دکان سے اُٹھائی کس لیے کہ گرسنہ تھا غرض چاہا کہ وہ شیرینی نوش کرے غور کر کے جو دیکھی تو کاغذی وہ بھی تھی استغفر اللہ کہہ کر مٹھائی تو وہین رکھدی اور آپ بنگلہ مین آ بیٹھا اور یاد خدا تعالے کرنے لگا کہ اہل دل کیلیے یاد اللہ کی غذائے روح ہو اور طعام ظاہری قوت نفس ہو اسی لیے فاصان خدا کا کھانا بالقدر قوت لا یموت پسند کرتے تھے اور فاقہ کشی زیادہ فرماتے تھے فی الجملہ طاعت الٰہ مین وہ شب شہزادہ نے بسر فرمائی اور بمصداق یخرج الحی من المیت پتلے خاکی اس طلسم دنیا مین مرگ خواب سے پھر زندہ ہوئے اور انسان اپنے کو شمار کرنے لگے کہ نظم

ہوا خورشید عالمتاب پیدا
ہوا عالم مین نور اُسکا ہویدا

ہوئی روشن فلک پر شعل روز
ہی بے نور وہ شمع شب افروز

شہزادہ نماز سحر پڑھکر بنگلہ کے باہر نکلا دیکھا کہ سب پتلے کاروبار کرتے پھرتے ہین دکاندار بیٹھے ہین شہزادے نے دو آدمیون کو نشانے سے پاس بلایا وہ قریب آئے شہزادہ نے بنگلہ مین لاکر اُنکو بٹھایا اور کہا کہ تمھین رات کو کیا ہوا تھا جو اوندھے منہ گر پڑے تھے پتلے بولے اے سیاح کفر نہ بولو سامری سامری کرو ہم تو جیسے دن کو ویسے ہی رات کو ہمکو جمشید نے مٹی کا بنایا ہے ہمکو کاغذ کا بنایا ہے شہزادہ نے کہا ابھی رات بھر تم کاغذ کی تصویرین بنے تھے

بالکل مردہ تھے اور ایسے کہتے ہو کہ کفر بولو بتلون نے کہا کیوں طوفان برپا کرتے ہو دروغ گویم بر روے تو مردہ تھے
تم آپ مرے پڑے رہے شہزادہ بولا کہ اچھا یونہی سہی لیکن کچھ کھانا تو کھلاؤ یہ سنکر ایک چیلا وہان سے گیا اور
دو روٹیان لے آیا شہزادے سے کہا لیجیے نوش کیجیے شہزادہ نے جو وہ روٹیان ہین کاغذ کی تھین پس اُنسے کہا ارے
میان کاغذ کی روٹیان لائے ہو چیلے نے کہا لاحول لائیے آپکے نصیب مین کھانا نہین ہو یہ کہکر ہاتھ سے لین اور
توڑین اب وہ روٹیان آٹے کی تھین کہا دیکھیے یہ منہ در منہ آپ جھوٹ بولتے ہین آٹے کو کاغذ بتاتے ہین
شہزادہ نے حیران ہوکر پھر اُسکے ہاتھ سے روٹی لی اب پھر وہ کاغذ کی تھی شہزادہ نے کہا دیکھا تو واقعی یہ آٹا
ہی یا کاغذ چیلے نے کہا چلو جی یہ بڑا دغا باز ہو یہ کہکر دونون چلے گئے شہزادے نے روٹیان پھینک دین اور آپ
بنگلہ مین جا بیٹھا صاحب طباخ دہر نے نان آفتاب تنور مغرب مین لگائی کہ بہت سمجھا گردون یہ دستر خوان انجم
ہوئی نان جنیلے ہر طرح گم ہ شام کو وہ چیلے پھر تصویر کاغذی ہوے شہزادہ نے اٹھکر چاہا کہ ان سب کو جلا
جلادون پس ایک چیلے کو بازار مین جاکر اُٹھا لیا جیسے ہی ہاتھ لگا یا چیلے نے کہا ہون ہون شہزادہ نے کہا اب
تو بھی جیتا ہو معلوم ہوتا ہو کہ سب مکار دم چرائے پڑے ہین یہ کہکر وہان سے پھر آیا اور بنگلے مین بیٹھا کچھ دیر گذری
تھی کہ ایک طرف سے روشنی ظاہر ہوئی اور چند نازنینان قریب یاسمن اندام بنگلہ مین آئین اور کئی خوان میوہ کی ہمراہ
لائین شہزادہ کو آداب بجالا کر خوان سامنے رکھے اور عرض کیا کہ ہماری ملکہ نے جو یہان کی مالک ہین اور اُنکا نام
صولت کش جادو ہو یہ خوان آپکے لیے بھیجے ہین اور از بسکہ ملکہ صاحبہ واقف ہین کہ آپ ساحرہ کے یہان کا کھانا نہین
کھاتے ہین پس میوہ خشک طعام کی قسم سے بھیجا ہو آپ نوش فرمائین شہزادہ نے یہ حال سنکر شکر رزاق مطلق کیا فرد
خاصے کے خوان آتے ہین شاہ و وزیر کو * بستر پہ بھیجتا ہو شکر فقیر کو * الغرضکہ وہ فواکہات وغیرہ نوش فرمایا اپنی
اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر پھر اور جب آسودہ ہوا اُن عورتون سے کہا یہ جو بنگلہ ہو اسکے پشت پر ایک دیوار ہو اُس
دیوار کے پیچھے تمھاری قضا ہو لہذا ہماری بی بی نے کہا ہو کہ اے شہزادے آپ آگے بڑھنے کا ارادہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جیے گا اور
اگر آپ کہنا نہین مانتے ہین تو میرے پاس دو مانتین طلسم کی ہین ایک سمند ناز اور دوسرا طیار طلسمی چنانچہ وہ دونون آپکی خدمت
مین بھیجے جاتے ہین اگر آپکو باہر طلسم کے جانا منظور ہو تو طیار پر سوار ہو جیے گا اور اگر طلسم کے اندر جانا مرکوز خاطر ہو تو مرکب
پر سوار ہو جیے گا وہ آپکو طلسم مین لیجائیگا شہزادہ نے یہ ماجرا سنکر جواب دیا کہ جب وہ سواریان آئینگی بہ سرعت عنان عزم جس طرف منعطف
ہوگی سمجھ لیا جائیگا وہ عورتین یہ سنکر چلی گئین بعد تھوڑی دیر کے ایک طیار خوش رنگ ابجد سرخ کے ہمراہ سامنے آیا اور ایک مرکب سمند خوش خال
خوش فعلیان کرتا اطراف کے پھرتا پیدا ہوا وہ گھوڑا تھا کہ سبز فلک نے بھی ایسا اسپ تیز رو برق صبا رفتار نہ دیکھا ہوگا کہ اہا

ہے دامن زین سے تند و سرکش | دامن سے بھڑک اٹھی ہو آتش | سرعت مین یہ صورت نظر ہے
جانے مین یہ منزلون خبر ہے | اڑنے مین ہوا کی اسمین تاثیر | کیا کھینچے ہوا کی کوئی تصویر
کیا خوب رکاب کیا عنان ہے | وہ ہو مہ تو یہ کہکشان ہے | شہزادہ دیکھا توسن چکا تھا کہ رکیب

سوار ہونے سے اندر طلسم کے جانا ہوگا پس قریب مرکب جاکر دامن گردان تھام الحمد للہ کہکر خانہ زین مرکب طلسم کو

منور فرمایا اور وہ بادپا لیکر روانہ ہوا شہزادہ کیفیت شہر ملاحظہ فرماتا بیرون شہر مذکور آیا اُس جگہ وہ گھوڑا پیدا کر کے
اُڑا شہزادہ کی آنکھیں بند ہوگئیں بعد لمحہ کے جو آنکھ کھلی ایک اور قلعہ فلک فرسا کا دروازہ نظر آیا اور اُس دروازہ مین
کئی سو آدمی دیوانہ مثال سر برہنہ گریبان چاک ننگے پاؤن استادہ تھا گھوڑا اس شہسوار کو لیے دروازہ مین داخل ہوا
جب قریب اُن دیوانون کے پہونچا وہ سب دوڑ کر ہر طرف سے لپٹ گئے شہزادہ کیا جانتا تھا کہ یہ آمادہ پرخاش ہین
غفلت مین سب نے لپٹ کر مرکب اُسکو جدا کیا شہزادہ نے بھی گھونسے اور لاتین مارین دو چار کو اُٹھا کر دے مارا
دس پانچ کا سر آپسمین ٹکرا دیا مگر وہ مردمان طلسمی باز نہ آئے اور بموجب قول ع دو ایک کی دو ہین اور دو کی چار
شہزادہ کا اسلحہ سب چھینکر اشارہ کیا کہ کئی سو دیوانہ قلعہ مین گیا بعد کچھ عرصہ کے ہزارہا آدمی ڈھول گلے مین ڈالے
پیدا ہوا اور بجانے لگا یا جمشید کی صدا بلند ہوئی پھر ایک قفس آہنی لاکر اس ہمارے اوج شجاعت کو بند کیا اور
اندر قلعہ کے لیکر چلے کچھ دور نہ گئے تھے کہ ساحر سیاہ فام اسباب ساحری تخت سحر پر رکھے گلے مین ایک لوح بہت
بڑی پہنے منقل آتشین پر ہوم جلاتا بڑے تزک سے قریب دیوانگان آیا اُن سب نے اُسکو تسلیم کی اور عرض کیا کہ اے
مالک ہمارے اس طلسم کے یاد کنندہ کو ہم آپکی خدمت مین لے چلے تھے آپ اسی جگہ آگئے اب کیا اس کے لیے آپ حکم
دیتے ہین یہ عرض انکی سنکر اُس ساحر نے لوح اپنے گلے سے اُتاری اور اُسکو منقل کا دھوان دیکر بعد ادب دعا
سامری سے مانگکر کہا کہ مجکو جو مناسب ہو وہ حال نسبت طلسم کشا کے معلوم ہو اُس لوح کو دیکھا اُسمین لکھا پایا کہ اُسکو
باہر قلعہ کے لیجاؤ جو پہاڑ بانی طلسم نے بنایا ہے اور کوہ ظلمت کہلاتا ہے اس پہاڑ کی چوٹی پر ایک سل بہت بڑی
یاقوت کی پڑی ہے پس اس سل پر اُسکو بٹھا کر ٹکڑے ٹکڑے اور پرزے پرزے اسکے اُڑا دے اور وہان لے جانے کی شرط
اسی لیے ہے کہ اُس یاقوت کی سل پر کچھ لکھا ہے کہ وہ سوائے طلسم کشا کے اور کوئی پڑھ نہین سکتا ہے اگر یہ
طلسم کشا ہے تو اُن حرفون کو پڑھیگا تمکو بھی حال معلوم ہوگا پس اسی جگہ لیجانا اصلاح ہے یہ اُس تختی سے معلوم کر کے
اُس ساحر نے تخت اپنا آگے بڑھایا اور سب دیوانون سے کہا اس مسلمان کو میرے ساتھ لے آؤ غرضکہ آگے
یہ اور پیچھے سب ساحر شہزادہ کو لیے قلعہ سے باہر نکلے اور ایک کوہ پر شکوہ پر لائے اُس پہاڑ پر چشمہ جاری میوہ اور
گلون کے درخت بیشمار فیض باد بہاری بیچ مین کوہ کے قلعہ پر ایک سنگ سرخ نصب زمرد کے حرف اُسمین ٹکے ہوے
طغرائے بہار انگیز خط بہار تھا دیوانون نے اس ہوشیار کو اُس پتھر پر بٹھایا اور درپے آزار ہوئے لیکن اُن ساحرون
سے وہ حرف اُس پتھر کے پڑھے نہ جاتے تھے اس رازدان طلسم سے پڑھے گئے لکھا تھا کہ یہ طلسم ہم نے مسلمانون کیلئے
بنایا ہے ہم بھی حکیم اہل اسلام مین سے تھے اور جانتے تھے کہ بعد ہمارے قبضہ ساحرون کا طلسم پر ہو جائیگا اور تمام
طلسم کفر آباد ہو کر کفرستان کہلائیگا آخر کو طلسم کشا مسلمان آئیگا پس شکنندہ طلسم اگر اس مقام پر آئے اور سل پر بٹھایا جائے
تو یہ اسم پڑھے قید سحر سے نجات پائیگا اور قید ظاہری بھی دور ہو جائیگی پھر دوسرا اسم جو قریب اسم اول لکھا ہے اُسکو پڑھکر
دستک دے تو جملہ ساحران جب بیہوش ہو جائین گے پھر تیسرا اسم جو حاشیہ سنگ پر لکھا ہے پڑھے زمین سے ایک
عورت قبول صورت پیدا ہوگی اُسکے حسن بے نظیر پر فریفتہ ہو اور اُسکو دیکھ کر اس سل پر بٹھانے یہ سل شق ہو کر

اُڑ جائیگی اور پردے ہوا جاکر معلق ٹنگے گی اور وہ عورت منت بہت کرے گی کہ مجھکو اُتار لو چنانچہ جب وہ
از حد منت کرے تو اسم چہارم پڑھکر دم کرے یہ سل اُتر آئیگی آگے پھر اس پتھر مین جو کچھ لکھا جائے اُسپر عمل
کرے شہزادہ نے یہ مضمون جو پڑھا نہایت خوش ہوا اور اول فاتحہ بروح حکما بانی طلسم پڑھی پھر اسم اول کو پڑھکر
اپنے اوپر دم کیا مشکلین کھلگئین دست و پا مین قوت آئی اُٹھکر ساحرون پر چلا وہ سب لپٹنے کو دوڑے اور غلغلہ
برپا ہوا کہ لینا گھیر نا یہ بھی ساحر ہے جانے نہ پائے اسنے دوسرا اسم پڑھکر دستک دی یکایک ایسی ہوا غیب سے چلی
کہ سب ساحران نابکار مثل مردہ صد سالہ زمین پر گرکر بیہوش ہوگئے اس بہادر نے سبکے سر کاٹ ڈالے شور آفت خیز اور
ہنگامہ قیامت انگیز برپا ہوا شہزادہ نے اسم سوم وردزبان کیا دفعۃً زمین شق ہوئی اور گنجینۂ حسن ظاہر ہوا وہ
زن خوبرو باحسن نیکو پیدا ہوئی کہ مشاطۂ افلاک اشرفی طلاے مہر اور گنجینۂ اختر اُسکے رخ و دندان پر سے نثار کرتی
زلف اُسکی یون زمین سے نکلی کہ مارگنج پر سے باہر آیا گات نے اُسکی درج جواہر کو ترسایا کمر نے اُسکی تار طلائی شعاع
مہر کا عالم دکھایا سرین کو سبوچۂ نقرئی پایا از سرتا پا وہ زور رقم طرفہ تو تھی حسن کی اس کے دھوم تھی **نظم**

عضب تھی زلف مشکیں اُسکے رخ پر
ہوا خواہ اُس سمن بر کی تھی بلبل
پریشانون کو سودا زلف کا تھا

حلب مین نافۂ آہو سراسر
غضب تھی عطر کی فتنہ کی خوشبو
جنون کے واسطے اک سلسلہ تھا

لباس اُسکا معطر صورت گل
کہ فتنہ خیز تھی وہ ماہ ہر سو
بس وہ گوہر گنجینہ اسرار ہلوے

شہزادہ دیدار مین آکر آبرو بخش ہوئی اور لب یزن گہرفشانی فرمائی کہ سامری قسم تم بڑے بیمروت ہو ہم تم کو
ڈھونڈھتے پھرتے ہیں نادیدہ فریفتہ تیرے ہوئے ہیں اور تم آنکھ بھی نہیں ملاتے ہو ہمکو ہجر مین تڑپاتے ہو شہزادہ نے
اُسکی صورت زیبا کو بدتر از آسیب سمجھکر مکر کی راہ سے محبت جتائی اور آغوش مین لینے کا ارادہ کیا وہ بھی لپٹ
گئی اسنے اُسکو اُٹھاکر اُس سل پر بٹھا دیا وہ سل بھی اور تڑاقا ہوا یکبارگی سل جانب فلک بلند ہوئی اور پردے ہوا
جاکر ٹھہری وہ زن رسیا پکاری کہ اے صاحب سطوا اپنے دین و مذہب کا مجکو اُتار لیجیے دیکھیے اتنی بیمروتی نہ کیجیے کسی کو دن
بیچ ادھر مین نہین چھوڑتے رشتۂ الفت نہین توڑتے ہاے جمشید کیسی میری جان آفت مین پھنسی ہاے زن غضب مین
گھر گئی یہ کہتی تھی اور ہاتھ باندھتی تھی جب منت وزاری اُسکی حد سے زیادہ ہوئی شہزادہ نے اسم چہارم پڑھا کہ
وہ سل اُتر آئی اُسوقت پہاڑ کے ایک گوشہ کی جانب سے ایک ساحر غدار پیدا ہوا کہ سر پہاڑ سا کھا مکار و پر تلبیس
تھا آتے ہی اُس زن پرفن کو اُسنے ڈانٹا کہ اری او قحبہ تو اس مسلمان سے ملگئی رہ تو جا تیری سزا تیرے کنارے مین
رکھتا ہون یہ کہکر نارنج جھولی سے نکال کر مارا اُس عورت نے سحر پڑھکر نارنج رد کیا اور وہی سل کہ جسپر وہ کسی تھی اُٹھاکر
بزور سحر ساحر پر ماری کہ ہرچند وہ بچا لیکن بچ نسکا سر پہ جو پڑی تو ٹکڑے ٹکڑے سر کے ہوے غل اُسکے مرنے کا بلند
ہوا اور آسمان کی طرف سے شعلہ چمک کر زمین پر گرا غلغلک مار کر صورت عورت کی بنا شہزادہ نے دیکھا کہ ایک عورت
مثل بلاے ناگہانی سیہ رو سیہ دندان سیہ قلب سیجا کی ایسی ڈراونی کالی بھجوالی شیطان کی سگی نانی ہے غارتگر
راحت و آرام باعث صد ہزار پریشانی ہے پس وہ کفر تیرہ بنہاڑی کہ اری دھگڑت باز تو نے طلسم کشا کا ساتھ دیا

اور میرے منہ دودھا پڑا ارمان نوشاہ کو عروس مرگ سے ہم آغوش کیا میرے بیاہ کو ابھی چند روز گذرے تھے کہ تونے مجھے رانڈ کر دیا مین جا کر بادشاہ طلسم ہزار پیچ سے فریاد کرونگی اور جسطرح میرے دلمین لگی ہو ویسے ہی تجکو بھی آتش عذاب مین جلواونگی اُس نازنین نے یہ بیان اُسکا سنکر اُسکو للکارا کہ چال زادی اکیفر یاد نہین اٹھا جو نالشین میری کروہ تیرا بادشاہ میرا کیا کریگا اور شہزادہ کی طرف اشارہ کیا کہ دیکھ یہ میرا بادشاہ ہے یہ میرا کنور کنہیا ہے یہ میرا سانولا سلونا ہے یہ میرا کھلونا ہے تجکو اوفاحشہ کبھی ایسا مرد دلا تھا یا کبھی خواب مین بھی تونے دیکھا تھا اب جلد یہان سے گذر جا ورنہ لپنے دھگڑے سے گئی ہے اُنستی تو بھی جائیگی یہ سنکر طیش مین آکر وہ ساحرہ ایک طرف شعلہ بنکر اُڑ گئی بعد اُسکے جانیکے اُس گلبدن نے ہاتھ اپنے گردن مین شہنشاہ دماغ صاحبقرانی کے ہار کیے اور کہا اے گل بوستان بیوفائی ہم جانتے ہیں کہ تجھ مین رنگ وفا نہین مگر ہم اپنی سی اُلفت جتائے دیتے ہین اور طلسم بتائے دیتے ہین سنو اے پیارے نام میرا آرائش جادو ہو اور بمدت سے شیفتہ اور فریفتہ ہون مین نے کتاب آئین طلسم مین پڑھا تھا کہ طلسم کشا اس پہاڑ پر آئیگا جو کوئی اُسکی رفاقت کریگا زندہ رہیگا مرتبہ اعلی پر پہونچیگا اور جو کوئی اس سے بغاوت کریگا مارا جائیگا یہ مضمون کتاب مذکور سے پڑھکر منتظر آپکی تھی اور اس پہاڑ کی حفاظت کرتی تھی آج طالع یاوری کیے اور بخت رسا نے آپکی خدمت مین پہونچایا اب میرے ساتھ آپ چلیے مین لوح طلسم جہان ہے اُس راہ پر لگا دون آپکو منزل مقصد پر پہونچا دون یہ کہکر بزور سحر تخت تیار کیا اور شہزادہ کو لیکر سوار ہو کر روانہ ہوئی بعد کچھ عرصہ کے ایک بیابان مین آکر اتری وہ جنگل نہ تھا زمین پر طبقہ بہشت اُتر آیا تھا بلکہ اُس صحرا کو دیکھکر یہ دل کہتا تھا کہ بہشت مین جانے کو جی نہ چاہتا تھا ہر قسم کے درخت اُس جنگل مین لگے تھے یا مسافران عدم جو بہشت کو جاتے تھے یہان کی سیر دیکھنے ٹھہر گئے تھے زمین وہ صاف و شفاف بلور کی طرح چمکتی تھی سراسر نور کی معلوم دیتی تھی اُس سفیدی مین درختون کی سبزی اور گلون کی سُرخی سے الماس پر زمرد یاقوت جڑا نظر آتا تھا زیور مرصع کار شاہان گلعذار کا رنگ دکھاتا تھا ہوائے سرد اور غالیہ بیز ہر سمت وزان تھی مشام اہل انجمن روزگار بساتی تھی نہرونکی لطافت و تراوت پاکیزگان و سبز کی جان جاتی تھی مین ٹھنڈک بڑھاتی تھی یہ کیفیت نظر آتی تھی

نظم

جنت سے تھا بڑھکے وہ بیابان
کیونکر نہ فدا ہو اُسپہ رضوان
گلشن مین بچھا ہے فرش دیبا
پتے جو گرے ہین جھڑ کے ہر جا
ہین منتظر بہار اشجار
باندھے ہوئے ہین قطار اشجار
ہر چشمہ ہے مثل چشمۂ خور
بہتے ہین ستارون کی طرح دُر

شہزادہ اُس بیابان مین تخت سے اُترا وہ معشوقہ بادفا ہاتھ پکڑ کر خرامان خرامان چلی اور ایک نخل سرسبز کے تلے آکر ٹھہری ایک نخل کی ایک شاخ جانب زمین جھکی تھی مثل عابد پاکطینت سر بسجدہ بفرمان قدرت تھی ایک جھینکا اُسمین بندھا تھا وہ بھی کلابتو نکا تھا چھینکے مین ایک پتھر یاقوت احمر کا رکھا تھا اُس غنچہ دہن نے مسکرا کر کہا کہ اے نہال باغ ارجمندی اس سنگ مین کچھ لکھا ہے اور جو کچھ تحریر ہے مین اُسکو پڑھ نہین سکتی آپ طلسم کشا ہین پڑھکر اُسی طریق پر عمل کیجیے کیونکہ اُسپر لکھا ہوا پتھر کی لکیر ہے بجز طلسم کشا کی یہ پتھر اکسیر ہے شہزادہ نے اُس سنگ کو اُٹھایا ہشت پہل یاقوت کا تراشا ہوا نگینہ پایا نگاہ اُسپر ٹھہرنا محال تھی آفتاب کے جوت کی طرح سرخی اُسکی آنکھون مین اُتری جاتی تھی خوب شہزادہ نے غور کرکے جو پڑھا

لکھا دیکھا کہ اس درخت کا نگہبان ایک اژدہا ہے جب وہ آئے تو اسپر بھی پتھر لگائے کہ وہ ہلاک ہو جائے
اُسکے مرنے سے درخت گل حیات ملکہ ہوا و درجادو ظاہر ہوگا اور اس پھول پر بھی کچھ لکھا ہوگا یہ مضمون ابھی پڑھ چکا
تھا کہ آواز سائیں سائیں کی آئی نگاہ اُٹھاکر جو دیکھا ایک اژدر مہیب کو آتے پایا کہ کنکر پتھر جیسے جنگل کے اُس کے
سینے کے نیچے سرمہ ہوتے تھے آنکھیں مشعل کی طرح روشن تھیں منہ بھاڑ کی طرح کھلا تھا عقرب فلک کا سامنے اُس کے
زہرہ آب ہوتا تھا جوت زمین کا ایک ہی نوالا کرنے والا تھا غرض کہ وہ بلائے ناگہانی بہت جلد قریب شہزادہ پہونچ گیا
اور شعلہ منہ سے چھوڑ کر قلا اُسنے کھینچا شہزادہ تو سرعت اور پھرتی رکھتا تھا جست کرکے اُس درخت کی آڑ میں جا رہا
مگر وہ نازنین دم اژدر میں بندہ گئی اور قریب تو تھی ہی بہت جلد کھنچکر منہ میں اُسکے پہونچی شہزادہ نے اس عرصہ میں
لنگر قائم کرکے وہی پتھر اُس موذی پر کھینچ مارا پتھر جو سر پہ پڑا اژدر ہلاک ہوکر ساآندھی پانی ظاہر ہوا طوفان عظیم بپا
ہوا تمام جنگل آتش بہار ہوا جدھر دیکھا شعلے اُٹھتے نظر آئے بعد تھوڑی دیر کے اندھیرا ہو گیا اور آوازیں مہیب
آنے لگیں کہ ایسے غضب کیا اس مسلمان نے جو اس دشت میں آیا ظلم

گرے پتھر سو سو من کے بس سنگ　　صدا کے ساتھ اٹھا اک ابر بدرنگ
وہ ابر تیرہ سب جنگل میں چھایا　　اندھیرا سامنے آنکھوں کے آیا
گھٹا دم جسم میں رخصت ہوئے ہوش　　ہوئی خود رفتگی مانندِ نوش
سنبھالے سے نہ سنبھلا دل غش آیا　　زمیں پر آپ کو بیہوش پایا

بعد کچھ دیر کے جو ہوش شہزادہ کو آیا دیکھا کہ نہ وہ بیابان ہے نہ وہ آشوب کا
سامان ہے مگر ایک اور صحرا ہے کہ مثل مرد مفلس کے پریشان ہے نہ کوئی شجر ہے نہ دریا ہے نہ انسان ہے نہ حیوان ہے
صرف کف دست میدان ہے گرد وسط صحرا میں ایک درخت بہت مختصر طول میں ہمرنگ قامت یار بہت پر بہار لگا تھا ہر برگ
اُسکا مثل زمرد اخضر چمکتا تھا تنہ درخت کا یاقوت احمر کا تھا شاخیں نیلم کی تھیں اور مثل دست رنگین معشوق نزاکت سے
بھری تھیں اور نشۂ بادہ بہار سے جھومتی تھیں درخت کی چوٹی پر ایک پھول جواہر کا لگا ہے جان گلہائے زمانہ ہے
چمنستان دہر میں یگانہ ہے پنکھڑیاں اُسکی لب نازک معشوقان عالم کو شرماتیں خوشبوئیں طرح طرح کی اُس میں آتیں دماغ گل
پیرہنان دنیا بساتیں شہزادہ کا گل باغ خاطر اُس پھول کو دیکھ کر شگفتہ ہوا اور چشم نرگسی سے ٹکٹکی اُسی کی جانب باندھی
اُسوقت اُس درخت کے پاس زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نکلی کہ بالکل خبیثہ تھی غول بیابانی اُس سے خوف کھاتا
چڑیلوں کو اُسکے سایہ نحس کا آسیب ہو جاتا اُس زشت کردار نے ہی سعید کو گھورا اور کہا تو کیا تک رہا ہے شہزادہ نے
فرمایا کہ یہ پھول مجکو بہت پسند ہے تو مجکو توڑ دے اُس عفریتہ خصائل نے گھُرک کر کہا او موذی کاٹے تیری نظر کو چبا میں
بھونوں تو نگوڑے یہ حوصلہ رکھتا ہے کہ پھول توڑے ارے تجکو خاک میں ملا دوں اس پھول کے تاکنے والے کو صدقہ
اُتاروں جادو بھی ہو یہاں سے شہزادہ نے کہا تم جو کچھ چاہو کہو میں بغیر پھول لیے نجاؤنگا یہ کہکر قریب درخت آکر زمین پر
لوٹ گیا اور پانوں پھیلا کر بیٹھا وہ خبیثہ ہنستی ہوئی اسکے پاس آئی اور گویا ہوئی کہ لے واہ تم تو خوب راہ اپنے چلکر
پانوں پھیلا سکیوں تیری شامت آئی ہے موت نے گھیرا ہے لے اجل رسیدہ جلد اس شجر کے پاس سے ہوا ہو یہ کہکر
شہزادہ کی طرف ہاتھ بڑھایا کہ گردن پکڑکر اُٹھادوں از بسکہ قریب تو استادہ ہی تھی اُنے دونوں ہاتھ سے پانوں

اُسکے پکڑ کر جھٹکا جو دیا منھ کے بل وہ گری اسنے تصور کیا کہ یہ ساحرہ ہے سحر پڑھ کر چھوٹ جائیگی پس وہ تدبیر کرو کہ
سحر نہ پڑھنے پائے چنانچہ گرتے ہی اُسکو زمین سے اُٹھا کر پانون تو پکڑے ہی تھا اُسکو گھمانا شروع کیا چکر ایسے دیے کہ
ساحرہ کی عقل چکر مین آئی تحیر ہوا سے بیہوشی چھائی اسنے خوب گھما کر ایک پتھر پر سر کے بل دے پٹکا سر اُسکا پھٹ گیا
سانس بھی اُسنے نہ لی واصل جہنم ہوئی پھر غلغلہ جا بجا برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا بیابان جادو کو اُس کے
مرتے ہی اُس درخت مین آگ لگی اور سب درخت جلنے لگے جب اُس پھول کے پاس آگ پہونچی وہ ٹوٹ کر زمین
پہ گرا شہزادے نے جلدی اُٹھا لیا اور غور سے دیکھا تو جواہر کا پھول کنول کا ہے بلور کی ڈنڈی لگی ہے اُس ڈنڈی پر
لکھا ہے کہ اے شکنندۂ طلسم جس کے پاس طلسم کی لوح ہے وہ اس پھول کی عاشق ہے اور اسکی جان بھی پھول ہے
کسی کو یہ راہین طلسم کی کاہے کو ملتین جو یہان تک آتا اور ان جادوگرون کو مارتا تو بہت صاحب نصیب ہے جو یہ
پھول تیرے ہاتھ آیا اب اس گل کو لیکر بہت ہوشیاری سے آگے روانہ ہو ایک ملک مین پہونچیگا اُس ملک مین جو
کوئی کہ تجھ سے یہ پھول طلب کرے جاننا کہ لوح کا محافظ وہی ہے آگے عقل کا کام ہے العاقل تکفیہ الاشارۃ یہ
مضمون اس پھول پر تحریر دیکھ کر شہزادہ نے پھول تو کمر سے باندھا اور دعاے ماثورہ اور آیہ غیر محالف پڑھ پڑھ
کی اپنے اوپر دم کین اور وہان سے آگے بڑھا سیر طلسمات کرتا چند منزل طے کرکے ایک ملک کے قریب پہونچا دیکھا کہ
حصار شہر پر مصقلہ سونے کا کیا ہے آفتاب کی جوت سے ہر سمت آفتاب نکلا نظر آتا ہے دیوار و در جگمگاتا ہے
دروازہ مین تمام جواہر بچی کاری کیا ہے آیندہ و روندہ کا رستہ ہے مردم کم ہین ہزارہا زن خوبرو حور شمائل کا پہرا ہے شہزادہ
اندرون شہر قدم زن ہوا اندر آ کر جو دیکھا ہر سمت عورتون ہی کا انتظام پایا ہر طرف دنیا بازار نظر آیا وصف اُس شہر
کی توصیف مین مقطوع اللسان خامۂ تحریر کی قاصر زبان ہر طرف راز و نیاز کی گرم بازاری خوبرویون کی طرحداری
زلف کا سودا ہر خاطر پریشان ازبان نظارہ اپنے اوپر آپ نازان ہر مکان رفعت مین فلک کیوان طاق ہر ایک
بشکل ابروے پری رخان محراب بخم ہلال عید وسہر ایک دیدہ شنیدہ سخن ہر ایک پرتو غیرت دہ ساعد و رام ہر
خدا کی قدرت کا ظہور چبوترہ مکان کے آگے مصفا آئینہ سکندر کا نقشہ دکانون مین سرمایۂ عمدہ و بدیع دکانداری
شان رفیع کہین تمبولن اپنی سرخروئی جتاتی کہین ساقن دل عشاق کے دھوئین اُڑاتی تمبولن کی دکان پر ہر ایک
دعوی جان سپاری دل خون ہوا تکا بیڑا اُٹھاتا عاشق کے خون تھوکنے کی تیاری اگال اُسکا یاقوت یا ہر جان عشاق قوت
سامنے تمبولن کے آئینہ لگا ادھر ادھر آئینہ کے سونے چاندی کے مرتبان جنمین عنبر و معطر کتھا چونا پانون کی سامنے
کھلی ہوئی ڈھولیان سراپا نقد ہوش ڈھولیتی تھی حسن پر ناز ہو ولتی تھی کہ بیت سرخی لب کے وصف مین جسنے
ایک مصرع کہا تو خون تھوکا ٭ وہ لب رنگین پر اسکے مسی کی دھڑی اور اُسپر پان کا لاکھوٹا شب دیجور مین شفق
کا تماشا نظر آتا بلکہ ؎ مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے ٭ تماشا ہے کہ آتش دھوان ہے ٭ پیک جہان
وہ تھوکتی زمین کان یاقوت بنی زبان اُسکے وصف مین لال ہے ساقن کے حسن کا بھی یہی حال ہے کہ دم اُسکا
بھی غنیمت تھا حقہ اجل اُسکا دہن بے نزاکت تھا زلف پیچان پر اُسکے دود آہ عاشق کا گمان تھا رخسار آتشین ہم

اُسکے خال سیاہ عیان تھا یا سویداے خاطر عاشقان تھا ■ میزون پر قرینے سے پیچوان دھرے پینے والون کے
دماغ خوشبو سے تنباکو کے بسے اور بھرے فرشی حقون کی تمنا مین لب فرش خریدار کھڑے ساقن کے رخ کا پسینہ عرق
بہار سمجھ کر نے جان کو اُس سے بہلاتے دارومدار پہ اُسنے ہوتے جاتے کہ دم تغیر ہم نہ محروم پھرین تیرے عشق مین لے گل
بیان جل جل کر مرین جب دم حقہ پر لگاتے سرور آنکھون مین آتا اُسوقت جھوم کر یہ سناتے کہ بموجب **نظم**

بزم توحید ست تماکوے ما | بوے وحدت میدہد ہر لحظہ ما | آن جوانانے کہ تماکو کشند
اولش اللہ و آخر ہو کشند | کوئی نوجوان عشق مین سانپن کے دل جلاتا اور دولت سلفا کیے یہ
یہ اشعار پڑھتا کر اشعار | حقہ نے مجلس نواز و دلفریب و دلبری | تا بہ سر بندش نگوید حرف بیش و کمی
بتوان آموخت آداب محبت را ازو | سر نمی پیچد اگر بر سر نہندش اخگری | کسی طرف بزازہ گلبدن دکان لگا

بیٹھی اطلس فلک اول اپنے کپڑے کے سامنے داغہاے انجم سے شتوری بناتی جس خریدار نے اُسکے پاس جالی لوٹ
اُسپر دل ہوا لاہی آلی جیر وہ دل ہوا شفق کی اطلس سرخ نظر مین ناپسند ٹھہری قباے گل گلزار یا لکل بری
شکل کف افسوس ملکر آخر جان دی زمین سکھ ہی بزاز کو دیکھ کر باقی سودے مین عریانی تنزیب نظر آتی مہر طلعتون
کا دل اُسکے حسن کو دیکھ کر کتان کی طرح پارہ پارہ عاشقون کو کمخواب آتا دل اُسی کا پایگاڑھا اسی طرح ایک سمت
شیرینی فروش یعنی حلوائن مکامی خریداران ٹھہرایا کرتی جب مٹھائی تھالون مین بھری دکان اُسکی کیا کھلتی در بہشت کا دا
ہوتا شیرہ جان عاشقان کا قوام بگڑتا لب شیرین پر اُسکے اگر کبھی بھیجھ جاتی تو یہ بات عاشقون کو یاد آتی کہ **فرد**
میٹھے سے ترے ہم کو ہے لب یار کو قند + بات مشکل بھی دے تو نے یہ حل کی کبھی + تھال اُسکی دکان کے مہر وماہ کے تھالون
کو شرماتے جلیبیون اور امرتیون کے پیچ ■ دل کو پیچ مین لاتے برفی پہ برائی کا شک کرنا سراسر ٹھگائی ہے شکرپارون
کو اختر چرخ کہنا بدنامی ہے کہان تک وصف اسکا بیان ہو بہتر یہ ہے کہ توصیف صرافہ مین خامہ رواں ہو کہ وہ
صرافہ نوجوان عاشق کوڑیون کے مول لیتی فلک کا سینہ اخترون سے بھرا ہے یا وہ پیسہ کا داغ دیتی اشرفی کو
اُس سیمتن نے بھیری سے دیکھا ہے جب تو زرد روئی نصیب ہی سیم سادہ نے جو اُسکے تن صاف سے دعویٰ ہمسری
کیا تو سکہ کی ضرب کھائی گلی گلی ماری ماری پھری آوارگی کا چلن ہوا دکان پر ہر ایک طرف اشرفیون کا ڈھیر دوسری جانب
پیسون کا انبار پیسے تھے یا داغ خاطر عاشق زار محک امتحان مین ہر ایک سنجر سنجیدگی تول لیتی گانٹھ گرہ کا اُسکی زلف
رسا کھول لیتی دولت ہوش وحواس جان و دل مول لیتی عاشق تن سوختہ دل دہان بجھاتے یہ شعر زبان پر لاتے
کی **بیت** طالب نہین دولت دنیا کا دل مرا + اس سیمتن کا وصل ہو تحصیل زر مجھے ■ ایک طرف گندھن رشک چمن
گل پیرہن دماغ جان خریداران خوشبو سے بسانی قرابۂ دلین گلرخساری اُنکی برنگ عطر گل بھری جاتی پسینہ اُنکا گلاب
کہین بہتر مجموعہ کا عطر پریشان خاطرون کے لیے بہت خوشتر دمبدم فتنہ سازی کرتی دل بلبل کو آگ پر دھرتی جب گلاب
کشید کرتی جو کوئی صندل مول لینے جاتا اُسکو دیکھ کر زرد ہوتا دردسر خریدن کا نقشہ نظر آتا پھول ٹوکری مین بھرے دکان
مین دھرے تھے دیار گلشن چھوڑ کر اسی کے کوچہ مین آ بسے تھے اگرکی بتیان سوز دروں کا پتا دیتین جلنے آدم

دل جلانے کی راہیں بسا دیتیں شمعیں سر کے بل شنگی مگر بزبان بیزبانی یہ کہہ رہی تھیں کہ فقط لازم ہے سوز عشق کا
شعلہ عیان نہو * جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھوان نہو * غرض کون ایسا تھا جسکو اُسکا سہارا نہ تھا شہزادہ
یہ سیر دیکھتا جب آگے بڑھا سامنے جوہری بازار نظر پڑا ایک ایک جوہری کی دکان جواہر و کان کو بنا سے بیٹھی تھی
جواہر کے دریا میں خود بھی ڈوبی ہوئی تھی اگر جوہر انکے کان کا عقد ثریا پر پرتو افگن ہوتا تو اُسکا ستارہ قسمت پھر جاتا
بالا اُنکے کان کا ہالہ مہر و ماہ سے بالا عاشقوں کو بتاتی وہ ٹالا بالا نور تن انکے ستارہ سحری سے زیادہ روشنی گوہر
دندان سے مملو انکا دہن لب انکے یاقوت رمانی کو شرماتے عاشق اُنکے چہرۂ زیبا کو دیکھکر یہ شعر زبان پر لاتے کہ شعر
کیا یاقوت موتی کو جو کھایا پان اُس گل نے * کلی مسی تو نیلم کردیا لعل بدخشان کو * وہ جواہر انکی دکانوں میں تھا
کہ ایسا کاہے کو کانوں میں تھا اگر جوہری فلک اپنے جواہر کواکب کو انکے سامنے لاتا تو داغی نگینہ مہر و ماہ ٹھہرایا جاتا
چرخ فیروزوں کے سامنے فیروزی بنا تار نگ بدل بدل کر مقابلہ کرنا چاہتا تھا جواہر پوش معشوقوں کا کیا وصف بیان
ہو نظارہ باز خیال نیرنگی حسن کو انکی طلسم جانتا کیونکہ لب یاقوت رنگ کے عکس سے کبھی گوہر دندان پارہ لعل و
عقیق میں بنجاتے اور لب علیں نگاہ بے عکس دُر دندان سے ہمسلک گوہر نظر آتے عاشق بار بار یہ شعر زبان پر لاتے شعر
اُس جواہر پوش کے دیکھے ہیں وہ یاقوت لب * جسکی رنگینی کے آگے لعل بھی اک سنگ ہے * بلکہ بموجب ہمیت
بہا آبداری لعل لبش نخواہد بود * اگر ہزار عقیق از زمین شود پیدا * شہزادہ تا دیر اُس بازار میں ٹھہر کر مصروف تماشا رہا
اور دامن نظارہ کو جواہر حسن سے بھر لیا پھر آگے بڑھا تو قسم قسم کی دکانیں نظر آئیں کہیں میوہ فروشن کہیں تَرہ فروش
اپنی خوبی حسن کی سرسبزی دکھاتیں کہیں انگیا میں کورے چھپائے ہیں عاشق تن دولت عشق سے نہال شجر محبت سے باغ دل
ہرے ثمر الفت سے مالامال نگترے رس بھرے عاشق چاشنی انکی چکھنے کو کھڑے پیالۂ صحن میں شفق سرخ فلک نے بھری تھی یا
ٹوکری میں نارنگی بھری تھی ترنج پسند خاطر وضیع و شریف تھا میٹھا بہت لطیف تھا خریدار اٹھا لیجاتے آلو بالو سے دل کو خوش کرتے
انگور سے عاشق اپنے خوشی خوشی آتے اور ترشروی سنگترے کی اٹھاتے شیرین کامی مول لیجاتے میوہ فروشی کے ذریعہ حسن
پربادام چشم سے صاد کیے تھے میوہ جات عاشقان پر باد کیے تھے سرو قد پستہ دہن کی معشوقہ زیبا رشک حسد بہار چمن تھی
پستان انکے انار وہی عاشق کو اسکے عشق میں بیجان رہی انناس پسند خاطر عوام الناس لیکن پستان کا لنناس اور دو کیا
کون لیکن پناہ من شر الوسواس الخناس سیب ذقن عاشقوں کے لیے بلا رب آسیب جان معشوقہ کا شکیب تھا لوکاٹ دیکھکر
لب نازک کا بوسہ لینے کو جی چاہتا آیہ و منالنا و تفتیش زبان پر لاتا فی الجملہ بیت دکان پر اُسکے جو گیا آگے * نہال
آرزو میں بار آئے * شہزادہ تعریف سرسبزی شہر بتاتا جاتا تھا کہیں کنجڑن کسی جا حلوائن کسی مقام پر بھٹیاریوں کی طرفہ
آبداری پاتا تھا کہ حسن نمکین انکا دل میں شور محبت ڈالتا تھا مطلعتوں کا دل شعلہ حسن پر انکے کباب ہر گروہ نان انکی
دکان کا آفتاب سنبوسوں میں دہان معشوق کے بوسوں کا مزا کلیجہ وہ اچھا کہ جسکو کل چاہیں کھانے والے قوت پائیں
خطائی کبابوں کو نا پسند خاطر کرنا خطا تھا زردیکے عشق میں زرد یکہ گلودیوں کو سودا کیسا یہ فان ہوا تھا کہ جدھر دیکھو
زردہی زرد نظر آتا تھا طباخ فلک آفتاب و ماہ کے دو دیگچے لیے صبح و شام پھرتا ہے مگر آتا گیلا رہتا ہے اُس کے

پریرون سے کب مقابل کر سکتا حسن بھی اُنکا نمک پاش زخم جگر دلسوز غم مین کباب بد تر تھا
صباحت کا ہوا تھا گرم بازار　　جو وہ شیرین دہن رنگین تبسم
ملاحت اُنکے رخ پر بھی نمودار　　تو خوش آتا تھا اُس جا شور مردم

کہین کلال کی دکان بھی گلعذارن نشہ حسن سے مخمور بیٹھی تھی پیمانہ چشم سے شراب غمزہ وناز دیتی تھی بادہ کشون کا
اُس جا جاؤ ہر ایک کی زبان پیلاؤ لاؤ گلابیان شراب ارغوانی وزعفرانی کی میزون پر چنی ہوئین میخوارون کی نگاہین
اُسپر جمی ہوئین کوئی عالم مستی مین یہ شعر زبان پر لاتا کہ بیت زمینہ چشم یار مین سُرخی ہے نشہ کی ✦ کیفیت شراب کے
قابل یہ جام ہے ✦ کوئی کہتا تھا کہ شعر وہ صراحی تو ساقیا ڈھلکا ✦ کاگ اُڑتا ہے جس سے بلبل کا ✦ شہزادہ اس
شہر نو نزاد کو دیکھکر بہت محظوظ ومسرور ہوا اور قریب دارالامارہ شاہی سیر کنان پہونچا یہان طرفہ ماجرا دیکھا کہ قصر
شاہی سے بہت دور تک ہزارہا مالن غنچہ دہن ٹوکریان پھولون سے بھرے بیٹھی ہین ہرے ہرے پتون کی چنگیرین بنا
رہی ہین چھڑیون مین گہنا گوندھ کر لگا رہی ہین گل سرسبد کی شوخ رنگی دکھا رہی ہین ایک ایک اُنمین حور بہشت برین
ہے لباس اُنکا نہایت پر تزئین ہے اگر وہ مالنین پھولون کو رشتہ مین نہ گوندھتین تو ہر پھول بیقرار ہو کر شب کو جگنو
بنکر باغ عالم سے اُڑ جاتا فرط غم سے صورت داغ جگر عاشق بنجاتا غنچہ اپنی گرہ زر خرچ کرکے اُن مالنون پاس آیا تھا
بہار نے دریدہ گل اشرفی کا خزانہ اُنپر سے لٹا دیا تھا لالہ اُنکا داغی غلام تھا عندلیب شیدا کی طرح ہزار دل سے اُن
گل رخسارون کے عشق مین بدنام تھا سوسن اُنکی ادنیٰ کنیز تھی سیدھے مُنہ بات کرین یہی آرزو رکھتی ہمہ تن زبان
ہو کر خاموش ہو کر بعد تمیز بھی تو بیجا جو ہے وہ ان البیلون پر نثار تھی چنپا چنبا کا زیر گلے کا ہار تھی غنچہ اُن کے
دہان تنگ کے روبرو خاموش نرگس کو اُنکی چشم حیا پوش کے دیکھنے کا دل مین جوش گل اُنکے سامنے کیا دعویٰ نزاکت
کرتا جبکا یہ حال تھا کہ بیت نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے ✦ بدھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر
ہار سے ✦ شہزادہ نے اُن گلرخسارون کا باغ لگا ہوا دیکھکر غنچہ خاطر شگفتہ فرمایا اور اُنسے پوچھا کہ اے گلعذاران سراپا
بہار یہان تم کس گل کی ہوا سے صحبت مین جمع ہو اُنھون نے جواب دیا کہ اے شخص معلوم ہوتا ہے کہ تو نو وارد ہے یہانکا
آئین نہین جانتا ہے اس شہر کی ملکہ ہوا دار جادو جسکو پھول بادشاہ زادی بھی کہتے ہین اُسکو ایک پھول کی
خواہش ہے اسی کی تلاش مین ہر روز یہان آتی ہے اور تمام بازار کے پھول خریدے جاتی ہے اور ہم سے تاکید
ہاتی ہے کہ دور دور کے ! غون اور صحراؤن سے ہر روز پھول لاؤ ہم اُسکی خاطر سے بڑی تگ ودو سے پھول لاتے
لاتے ہین اور اُسکے لیے گہنا بناتے ہین یہ سب اُسی کے دم کا مجمع ہے ابھی تک تو جس پھول کی اُسکو تمنا ہے وہ دستیاب
نہین ہوا ہے شہزادہ نے یہ ماجرا جو سُنا دل سے کہا اُسی پھول کی یہ شہزادی عاشق ہے جو مجکو ملا ہے تو بھی اپنا
پھول ہاتھ مین لیکر اس بازار مین کھڑا رہ دیکھ تو پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہے بس یہ سوچ کر کمر سے وہ پھول
طلسمی نکالا اور ہتیلی کی چنگیر پر رکھکر ایک سمت اُس بازار مین کھڑا ہوا جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور گل آفتاب
زرد ہونے لگا کہ بموجب شعر بہار شام طرفہ رنگ لالی ✦ گل خورشید پہ آئی تباہی ✦ سہانا وقت ہوتے ہی اُس
بازار مین سقینان بھی نوجوان حسینہ وجمیلہ تھین دست نگارین اُنکے حنا آلود جوڑے اُنکے ترچھے بندھے بادلہ کا

لنگیان کندھے پر ڈالے آڑے تسمہ گلے مین پڑے سونے کے کانٹے لگے وہ انکا اترا کر چلنا تمغون مین انگیا کے وہ ذوق
کلاس کا عالم لبون پر مسی کی دھڑی اُسپر لالی جمی کالی گھٹا مین بجلی چمک رہی کانون مین بجلیونکا تڑپنا دیدِ تجلی گراتا
دستِ رنگین کا ہر چھلا عاشقون کو گل کھلاتا اپنے ناز کی مین گرتے پڑتے نرم دلِ عشاق کو کرتے اپنی دکھی ستے
پامال ہونیکی ہوس بڑھ جاتے آہ رنگین اداؤن نے تمام بازار مین چھڑکا دکیا اور رشک کو ہشکل آئینہ سکندر
جناو اگرچہ گلاب کیوڑے سے مہاو بعد کچھ دیر کے اہتمام سواری کا ہوتا نظر آیا آگے آگے صد ہا نازنین کو نظر
پاپا پھر زرکنین تخمینی قطعہ قبان اُسکے پکنیان دستانیان سندھ وقین کاندھون پر رکھے گذرین انکے بعد کئی سو
چوبداریان عصا ہاے طلائی و نقرئی لیے وہ قیل کی طرح چہکتین آوازین طرقوا کی دیتین ہٹو بچو کا شور بلند بڑھے
عمر و دولت شہنشاہ ارجمند پکارتین چاوشنین گیسو لٹکا رہین نکلتین ایک ایک انمین پری رخسار تھی حسن کے جوش جوانی
کی بہار تھی وہ انکا اٹھلا کر بازو دھڑنا دوسرے بتون کا چمکنا مچھلیونکا ہلنا عکس اُن مچھلیونکا آئینہ رخسار مین
انکے جو پڑتا تو بحر حسن مین ماہیون کا تیرنا معلوم دیتا انکے گذر جانے کے بعد ہزار ہا کنیزان عمر دیدار لباس
ارغوانی و زعفرانی زیب جسم کیے زیور جواہر آگین پہنے مرکبہاے راہوار پر سوار پیدا ہوئین کلغیاں مرکبونکی
جوڑون پر لگین زین جواہر دور کسا ہوا گھوڑون پر تکلف جھولون پر پڑین ڈھلنے رنگ سادہ ال چڑھے کندہ کیے ہوئے قطعہ

کیا کیجیے وصف ماہ وشہوار	ہر ٹھسک برنگ نغمہ و تار	زیور سے لدا ہر ایک گھوڑا
گلبن ہو چمن مین جیسے زیبا	ہر عشوہ مین ہوا ہے گم کہین جو	زیور سے تھے گنج باد آورد

وہ نازنین تمنشاو قامتان چھپر چھپا جڑا پس مین کرتی جاتین کوئی اپنے عاشق کو کرشمہ اپنی دکھاتی کوئی آنکھ سے
آنکھ لڑاتی کوئی شرما جاتی تنگ چون کا عالم دکھاتی اسی طرح یہ مجمع بھی گذر گیا پھر سامان باد بہاری اور جلوس
سواری پیدا ہوا اول تماشائیون کا جسپر شیدا ہوا اس اپجول بازار مین جدھر کر ماروں کا جمع ہوتا گلزار بہشت کا
رنگ نظر آتا تھا عود و عنبر کے لخلخون پر رشک ختن صفحہ ہوا جاتا تھا مشام دہر معطر تھا فروغ حسن مہ طلعتان سے
کاشانۂ عالم منور تھا مغنیون کی صدا نغمۂ بلبل گلزار چمن کی آواز صدا خندۂ گل جشم انتظار کیا اشتیاق سواری کے
اشتیاق دیدہ مین ہرا بنگ تھین نرگستان باغ فردوس کا رنگ دکھلاتی تھین آئینہ سو بدون کا برابر صف باندھکر
چلنا چشمۂ صفا کا لہراتا تھا یا روح سکندر کو شرماتا تھا آئینہ خانۂ عالم مین حیرت کا عالم نظر آتا تھا لب ہر
محبوب کے مسی زیب تھے تختہ سوسن کا پھولتا تھا خوش خرامی ہر ایک کی کبک جال بھولتا تھا نواب ناظر اور خواجہ سرا
غلامان پیکر سرگرم اہتمام ہٹو بچو کا غل نہایت دھوم دھام کہاریون کی صورتین پیاری مچھلیان سرون
پر رنگین لنگے بازارن مین بھاری ہر ایک اپنے جوبن مین اتراتی ہنستی کھلکھلاتی تھی کہ بموجب قطعہ

سواری سے ہوئی پہلے نمودار	بہت آراستہ افواج جرار	پھر اسکے اردلی کے خاص بردار
ہزار اک تخت تھے ہمراہ سردار	لباس انکے بدن پر زعفرانی	بھرا پیلوں مین تھا سونیکا پانی
علم ہاتھوں مین تلوارین برابر	سروں کان وہ ٹھہرے افسر آکر	عقب خواجہ سراؤن کا تھا حلقہ

ترک اُنکا زمانہ سے جُدا تھا
مرصع تھا یراق و ساز زرکار
ہر اک خورشید اور مہتاب سیما
ہر اک پہنے مرصع کار زیور
قرین برچھیان ہاتھوں مین سب کے
پری تھی ایک اس حلقہ کے اندر

قباؤن مین وہ انکے صرف کمخواب
یہ سب خواجہ سرا گھوڑون پہ اسوار
جوان ہر ایک کمسن رشک حور
مقابل اُنکے ذرّہ مہر انور
پیادہ باخرامان تھین زمین پر
تجمل تھا جس کے رخ سے مہر انور

تجمل تھا اشرفی بوٹی سے مہتاب
گردہ انکے عقب پھر عورتون کا
سراپا پیرہن جسمون پہ پُرنور
عیان ناز و ادا کرشمے تھے غضب کے
یہ نکلین آکے دوکان کے برابر
لیئے ایک سراپا ناز عربدہ ساز

ہوادار پر سوار گرد اُسکے پریون کی قطار ظاہر ہوئی شہزادہ نے ایسی صورت کبھی نہ دیکھی تھی دراصل وہ زینت فزائے انجمن رونق کاشانہ جان وتن روح روان عاشقان جان جہان سردار محبوبان زمان گل باغ شرم وحیا گلدستہ بزم جفا غارتگر کشور دل کاروان اضطراب کی منزل ترک ستمگر لشکر غمزہ وناز کی افسر خوش رو خوشخو گل اندام باعث صبر و آرام سرو گلزار رعنائی شمشاد گلستان زیبائی دلدادہ دلبر گلفام وعنبر۔ بلکہ اور بھی نیا جھرکی جو بیان اسمین چھین کرشمہ وناز وادا کی بوٹ دل اسیر لوٹ بہار گلشن وصل زنا حسن کی فصل **نظم**

وہ تھی ایسی حسین وخوبصورت
تجمل سے آفتاب آسمانی
ہوئی پیدا نہ ایسی اور نہ ہوگی

قمر کے دل مین ہے داغ کدورت
بلاشک قوم مین آدم کے تھی فرد
نظر آئی تھی اک قدرت خدا کی

نہین ہے قاف مین اب اسکا ثانی
کہ چہرہ شرم سے ہے حور کا زرد
اس حسن خداداد اور نزاکت اس رشک

حور کی ایسی تھی کہ ہوا کے جھوکے سے مرجھائی تھی گر اس گل کی دوہری ہوئی جاتی تھی پس اُس نازکبدن نے تمام بازار مین پھر کر جتنے گلفروش بیٹھے تھے سب کے پھول مول لیے اور پھرتی ہوئی قریب شہزادہ آئی طرفہ ماجرا دیکھا کہ ایک گل باغ نوجوانی شہزادہ حسن مین لاثانی روح قالب حور ملک فریب چشم حسن کا نور رخسار جس کہ ساحر زلف کے افسون سے تہ دام جادو نگاہ ہون مین اُسکا افسر نام لب جان بخش کا اُسکے مسیحا تشنہ خضر چاہ زنخدان پر آب صفا کا پیاسا دہن غنچہ باغ لطافت آتش مرد نخوتان کیلئے گلزار ابراہیمی اُسکا رخسار پر نزاکت لیلی اسکی مجنون خشتی مشتری حسن ہزار دل سے مفتون قامت اسکا قیامت سرو بار وار آفت سراقصر ولن زمن شیرین سخن عنقائے اوج رعنائی ہمایون طاؤس چمن زیبائی دافع حزن دل رنجور سراپا ابتہاج وسرور غرضیکہ مین خفکی تقدیر حسین کی صورت راحت کی تصویر کہ **نظم**

ملاحت بانوکون تک ہین تجھے تسکین
ملے ہے خود شہر انگور کو آب
بیاض صبح کی لوح ہو صاف
بھرا ہے آفتاب سحر کا نور

فدا ہین نافہائے آہوئے چین
عجب بالون مین پیشانی تھی پرنور
وہ آئینہ جلا جسپر ہے شفاف

جب اُن بالون کو دیتا ہو وہ گل تاب
میان ابر تیرہ جلوہ ہو ر
سیہ آنکھین ہین ایسی چشم بد دور

پس وہ سہی بالا ایک پھول ہاتھ پہ رکھے کھڑا ہو غور سے جو دیکھا دیکھا
پھول پایا کہ جو اپنی زندگی کے باغ کا ہے پھول تو باعث حیات ہے مگر پھول والا سبب ممات ہے دیکھتے ہی
ہوائے عشق نے گلہائے ہوس ریاض دل مین کھلائے باد صرصر نے گلستان صبر وقرار تاراج فرمایا

بیتاب ہو کے نقد ہوش و حواس کھو کے اپنی کنیزون سے کہا کہ جس پھول کی مین تمنا مین تھی وہ آج نظر آیا گل مراد بوستان امید مین باغبان قدرت نے شگفتہ فرمایا تم جلد یہان سے جاؤ اس جوان رعنا کو جو پھول لیے کھڑا ہے میرے پاس بلا لاؤ یہ حکم سُنکر محکم جادو نام ایک انیس مع چند کنیزان با آئین سلیس روانہ ہوئی اور بصد ناز شہزادہ کے پاس آکر گلفشانی کی کہ اے میان مسافر چلو ہماری ملکہ نے تمھین بلایا ہے شہزادہ کا بھی اس آئینہ رو کو دیکھ کر سکتے کا عالم تھا آئینہ بیان تا بدامن دیدہ تیغ الم سے سر عشرت بریدہ درد رمان سے بہتر سینہ یا درد سے صفا مین آئینہ تابان سے بڑھکر **بیت** ترے جلوہ کا وہ عالم ہے کہ گر کیجیے خیال ✤ دیدۂ دل کو زیارت نگاہ حیرانی کرے ✤ ان کنیزون کے کلام کا اس حیران نے مطلق جواب دیا پھر تو وہ قہقہہ مار کر ہنسین اور کہا کیا گونگے ہو یا بہرے ہو کہ خدانخواستہ کیا حضور کے دشمن بہرے ہین لے صاحب ہم غریبون کی طرف نظر رحمت فرمایئے ملکہ صاحب نے بلایا ہے تشریف لے چلیے شہزادہ نے اب بھی لبون سے سخن کو آشنا نہ کیا ایک کنیز نے انھین سے کہا اے بوا اس مردوے کو بڑا غرور ہے اپنے ٹھسّے مین کسی سے آنکھ نہین ملاتا ہے دوسری نے کہا بہن نہین ایسا تو نہ کہو یہ تو ہنستی پیشانی نظر آتا ہے چہرہ اُسکا روتون کو ہنساتا ہے تیسری بولی کہ مجھے اپنے دیدون کی قسم اتنا اغماض بھی پھوٹے دیدون نہین بھاتا چوتھی نے شہزادہ کا بازو پکڑ کر ہلایا اور کہا اے میرے اللہ آپکو مارے غرور کے بات کرنا بھی دشوار ہے ذرا تو منھ سے بولیے ہم سب کیلیے کیا ہم سب کو آپنے کوڑا سمجھ لیا ہے یا دیوانہ بنا مارہ شہزادہ نے یہ تقریر سُنکر جواب دیا کہ ہمارے چشم نمناک ہے دل وحشت منزل صد چاک ہے جامۂ ہستی اندام شوق پر تنگ جینے سے ہے کو ننگ دل پھوڑے کی طرح تپکتا ہے کچھ خون بدن کا خشک ہوتا ہے کچھ آنکھون سے ٹپکتا ہے ✤ زبان ناطقہ لال ہو تمھین کیا تماین کر کیا حال ہے **بیت** وہ بدخو اور میری داستان عشق طولانی ✤ عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جاے ہے مجھ سے ✤ یہ جملہ سنکر وہ گل اندام پھر کھلکھلا کر ہنسین اور آپسمین کہا اے بوا بہر امرد دیکھیے کچھ بھی تری سمجھ مین اُس مردوے کا کہنا آیا اُسنے جواب یا کہ بہن مین تو خاک بھی نہین سمجھی یہ کہکر تیسری کی طرف مخاطب ہو کر پوچھا اے بھینا سچ کہنا کچھ تری سمجھ مین آیا کہ کہا اُسنے کیا کہا اُسنے جواب دیا کہ اپنی جان اور جوانی کی قسم جو ذرا بھی میرے خیال مین ان کی بات آئی ہو اب اس سے دوبارہ مین پھر پوچھتی ہون یہ کہکر آگے بڑھی اور شہزادہ سے مخاطب ہوئی کہ حضور کو ملکہ صاحب بلاتی ہین وہان قدم رنجہ فرمانے کی نسبت آپ کیا فرماتے ہین شہزادہ نے بجواب اسکے کلام کے یہ اشعار پڑھے کہ **اشعار**

ہوئے ہین پاؤن ہی پہلے نبرد عشق مین زخمی ✤ نہ بھاگا جاے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے
سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے ✤ کہ دامان خیال یار چھوٹا جاے ہے مجھ سے
اُدھر وہ بدگمانی ہے اِدھر یہ ناتوانی ہے ✤ نہ پوچھا جاے ہے اُس سے نہ بولا جائے ہے مجھ سے

اُن نازنینون نے کہا اے بہن واسطہ سامری کا جلد یہان سے چلو نہین تو دق کا عارضہ ہوجاے گا دم گھبرا کر لب پر آگیا مین تو سرطان ہوجاؤنگی اس اُلجھن کی کب تاب لاؤنگی انھین مین سے ایک بولی کہ نوج بیوی ایسا گون مضمون مردوا مین نے نہین دیکھا اور نہ یہ تین سیپا رون کا سبق آج تو نے مجھکو پڑھایا پناہ اے نہ صاحب بھلا ان سے کون مغز پچی کرے گا ہان ہان چلو ملکہ صاحب جانین اور اُنکا کام جانے یہ کہکر سب وہان سے پھرین اور آن ہا دا دکھاتین ملکہ پاس جا کر عرض پرداز ہوئین کہ واری وہ مردوا تو نہین

معلوم کیا پڑھتا ہے جمشید قسم کچھ ہم نگوڑیوں کو سمجھائی نہیں دیا اور نہ کچھ اُنسے ہماری بات کا جواب دیا کیا کچھ عشق
عشق ہے کیا ملکہ یہ سنکر سمجھی کہ یہ شخص کسی پر فریفتہ ہے جب ہی اس طرح حیران کھڑا ہے تو خود چلکر اس مریض عشق کی
عیادت کریہ سوچکر بہ ہزار ادا کو بڑھا کر قریب تر شہزادہ شوریدہ سر کے آئی اور اُترکر زمین پر کھڑی ہوئی شہزادہ نے دیکھا کہ سامنے
مردمان بھی اُسپر بے نازکی سے کھڑا ہونا دشوار ہے شہزادہ ہزار جان سے اُسپر فریفتہ ہوا اور اُس نازک نے پانچے سنبھالکر
کلائی پر ڈالے کنیزوں کے کندھے پر ہاتھ رکھکر بہت آہستہ سے لبوں کو جنبش دی اور ہوا کے کلام نے نگہہائے بیان
کی خوشبو مشام شہزادہ میں پہونچائی یعنی وہ پری یہ سخن زبان پر لائی کہ ابیات

کرے جو قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا
تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو
نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے

اے گلچین باغ محبت اپنا نام بتا یہاں آنے کا کام بتا شہزادے نے یہ گلفشانی کی
گلرو کی دیکھ کر فرمایا کہ نظم

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے
تمہیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن
ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا
کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے
رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی
تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے

اس گل اندام نے یہ اشعار سنکر خیال کیا کہ اس صحرا نورد اُلفت کو اپنے گھر لے چلنا چاہیے وہاں یہ بیدل شتاب ہو جائیگا اور اپنا حال یہ بتائیگا معلوم ہوتا ہے کہ
تیرے ہی گلرخسار کا بلبل ہے مجھی پر مائل ہے چلیں یہ سوچکر ہنستی ہوئی آگے بڑھی اور شہزادہ کا ہاتھ تھام کر گویا ہوئی کہ آپ
آپ ہمارے مہمان عزیز ہیں غریب خانہ کو اپنے قدم سے کاشانۂ شاہی بنائیے دعوت نوش فرمائیے شہزادہ اس رشک صد
بہار پہ ہزار جان سے نثار ہو چکا تھا کچھ عذر چلنے میں نہ کیا اور اس پریوش نے ایک شہدیز باد رفتار پر سوار کرایا تمام بازار میں ایک
غلغلہ برپا ہوا کہ آج تک اس مہر سیما نے کسی کو بنظر مہر نہ دیکھا تھا اس شخص کا نیر اقبال تاباں ہوا جو اس آسمان حسن نے
پسند فرمایا غرضکہ ہر ایک اہل حرفہ نے اپنی اپنی متاع عمدہ کو اُس خسرو خصائل پر سے نثار کیا ملکہ موصوفہ نے بھی زر و گوہر
بہت کچھ لٹایا کہ ہر ایک طلب کنندہ نے گوہر و جواہر پایا اور سواری بڑے تزک و احتشام سے جانب دولتخانۂ شاہی روانہ ہوئی
اور تھوڑی دور کے مشکوے خسروی نظر آیا شہزادہ نے اس کاخ کو طاق فیروزہ فام آسمان سے بہتر پایا کہ مثل انجم کے تمام
دیواروں میں جواہر تابندہ تھا کہ ایسا

ہے قصر فلک رواق اُسکا
دیکھے کہ کھلے تھے باب رحمت
ہے عرش بھی پیش طاق اُسکا
دو پٹ ورق کتاب رحمت
وہ باب تھا باب فیض جاوید
کھولی تھی جہاں نے چشم امید

ملکہ اس قصر کے دروازے پر اُتری سامان تزک و ملازم سب اپنے مقام پر گئے
کنیزیں ہمراہ ہوئیں شہزادہ کا ہاتھ پکڑ کر ملکہ نے اندر قدم رکھا ایسا دلکش مقام تھا جب محلدار نے مجرا کیا جب اندر داخل
ہوئے باغ پربہار رنگ نایاب پارہ فردوس کا جو بن فردوس سے بہتر تھا اُس بہار کی گلریزی کی توصیف میں فرمایا نظم

پھر اس انداز سے بہار آئی
کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی
اسکو کہتے ہیں عالم آرائی
کہ زمیں ہو گئی ہے سر تا سر
دیکھو اے ساکنان خطۂ خاک
روکش سطح چرخ مینائی

سبزہ کو جب کہین جگہ نہ ملی بنگیا روے آب پر کائی
سبزہ وگل کے دیکھنے کے لیے چشم نرگس کو دی ہے بینائی

شہزادہ اُس باغ کو دیکھکر باغ باغ ہوگیا کہ ہر روش اسکی برنگ خط گلزار یا بساں کہکشاں پر انوار تھی ہر تختے مین طرح طرح کے درخت مگر چشم دل کو ٹھنڈک عطا بخشتے سُہانا سُہانا سایہ ایسا دلکش کہ پہان اُسکے سایہ مین دم لینے کی آرزو کرین فرشتے باغ جنان چہوڑکر اُسی کی جستجو کرین بلبل شوریدہ کا شور چمن چمن رقصاں مور چاندنی رات مین زینت افزاے گلشن گل ولالۂ نافرمان وصد برگ پر جوبن وہ سرو ناز شہزادہ کو سیر دکہاتی بارہ دری مین آئی اس جگہ کے وصف مین یہ کافی ہے **نظم**

جو درجہ ہے منزل قمر ہے لائے گا کوئی کہان سے یہ ظرف کیا لوح فضا ہر ایک گھر ہے
جہوسکے کئی موتیون کے انبار چونے کو کیا تب اُسکے تیار انگیٹہیان ہین طلا و نقرہ کی صرف
ہر چہت مین ٹکے ہین لعل وگوہر گر دیکھتے اُن چہتون کی پریان ایوان مین ہے فرش سنگ مرمر
گلرنگ ہے فرش جس مکان کا وہ قطعہ ہے گلشن جنان کا بلقیس کو چہوڑتے سلیمان
گویا وہ زمردین ہے ایوان جس گھر مین ہے سبز سارا سامان

ملکہ نے شہزادہ کو مسند زرکار پر بٹھایا کنیزان نازک اندام نے کشتیان شراب ناب کی حاضر کین رقاصون نے اور مطربون نے آکر ساز ملایا ملکہ نے جام مے شرخ سے بہر کر شہزادہ کو دیا ملت و مذہب کا جھگڑا شہزادہ درمیان مین لایا کہ اے بت ستمگر خدا کو تو پرستش کر تو مین تجھ سے رام ہون ملکہ نے کہا آپ نام نامی اپنا بتا سیئے یہان آنیکا سبب ارشاد فرمایئے شہزادہ نے کہا نام میرا نوریج بن بدیع بن حمزہ ہے اور طلسم ہزار برج فتح کرنے کو آیا ہون ملکہ نے فرمایا کہ یہ پہول تم کہان سے لائے ہو شہزادہ نے کہا ایک جنگل مین تہا توڑکر لا یا ہون اور جانتا ہون کہ ملکہ ہوادار جادو کی یہ پہول جان ہے ملکہ یہ کلام سنکر سُن ہوگئی اور دل سے کہا لے میرے نصیبون کی شامت کہ اُس شخص پر بہی تاثیر اس پہول کی ظاہر ہے اس شہزادی کی ایک دایہ ہے کہ نام اُسکا محو جادو ہے اُسنے چپکے سے کان مین کہا کہ اے شہزادی علیحدہ چلو تو مین کچھ عرض کرون ملکہ الگ اُسکے ساتھ آئی اُسنے کہا کہ نام اس شخص کا جو مین نے سُنا تو طلسم کشا کے نام سے ملتا ہے سنتے آتے ہین کہ طلسم کشا کا نام نوریج ہوگا پس یہ بیشک فتاح طلسم ہے تم اُسکو مارڈالو ملکہ نے یہ سنکر اپنا مُنھ پیٹ لیا اور کہا اے انا آج تمھاری عقل کدھر ہے کیون میری جان کے پیچھے پڑی ہو بھلا سنو تو سہی مین اگر ذرا کچھ زیادتی کرون اور وہ پہول کو مل ڈالے تو پھر کہو کیسی بنے بس مین منت خوشامد کرکے پہول لے لون تو مارڈالون دایہ یہ باتین سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ پھر شہزادہ پاس آئی اور وہ پچھلا دن تو تمام ہوچکا تھا ہی ناہید ماہ بزم آراے کاخ فلک تھے کہ **بیت** پری بنکر پھر آئی شام دلخواہ ٭ ہوا شائع جہان مین جلوۂ ماہ غرض ملکہ نے آکر پہلوے شہزادہ مین زینت بخشی تمام باغ اور ایوان مین فراشون نے روشنی کی ملکہ نے سوال اسلام اختیار کرنے کے جواب مین شہزادہ سے کہا کہ اے شہزادہ معلوم ہے کہ آپ مسلمان ہین اور بارادۂ طلسم شکنی یہان تشریف لائے ہین اب میرا حال سنیئے کہ مین دختر بادشاہ طلسم ہون جب میرے باپ نے قضا کی تو یہ بادشاہ جواب تاجدار ہے اس نے سلطنت بزور حاصل کی اور یہ پہول سحر کا میری قضا کا بنوایا اور درخت سحر مین لگا کر بیابان حیرت مین درخت

بھجوا دیا اس روز سے مین خالف ہوئی اور بادشاہ مذکور کی مین نے اطاعت اختیار کی اُسنے چند ساحر میرے
نگہبان مقرر کیے اور میری دایہ کو مع ان کنیزون اور انیسون کے اس قلعہ مین رہنے دیا اور اژدر سوار جادو نام ایک
ساحر کو یہان کا حاکم کرکے میرا محافظ کیا مین خراج اس قلعہ کا اژدر سوار پاس بھجیرتی ہون اور مین نے اپنے بزرگون
سے سُنا تھا کہ گل حیات میرا منگوایا جائیگا اور اسکو کوئی شخص بیچنے لائیگا چنانچہ اُسکی تلاش مین ہر روز مین پھول
لینے بازار مین جاتی تھی اب یہ حقیقت سنیے کہ بادشاہ طلسم نے اُس پھول کو منگواکر مجکو قتل کیون کیا باعث اسکا یہ
تھا کہ میرے باپ کے عہد مین حکیم خردمند زندہ تھے اور لوح طلسم اُنھون نے والد کو شادی تھی اور والد نے وہ میرے
حوالہ فرمائی تھی چنانچہ وہ میرے قبضہ مین ابتک ہی بس اسی خوف سے بادشاہ طلسم میرا کچھ نہ کرسکا اور یہ بادشاہ ملازمان
افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مین سے ہو اور اُسی کی اعانت سے اس طلسم پر سلطنت کرتا ہے یہ میرا حال ہے
جو آپ سے بیان کیا اب کنیز کو آپ سرفراز فرماکر براہ عنایت یہ پھول مرحمت فرمایئے اور جو کچھ قیمت اسکی کہیے وہ حاضر
کی جائے شہزادہ نے یہ تقریر سنکر فرمایا کہ اے ملکہ مجکو حق تعالے نے طلسم کشا کیا ہو اور وہ زور دیا ہو کہ جسنے میرا مقابلہ
کیا مارا گیا اب تمھین بھی لازم ہے کہ ادیان باطلہ کو ترک کرکے خدائے لایزال کو سجدہ کرو اور اگر یہ پھول مجھ سے
طلب کرتی ہو تو میری جان تک تمپر نثار اور قربان ہو وہی پھول بہتر جو میسر ہو لیجیے آپ یہ گل مجھ سے لیجیے لیکن
اے جان عالم میرا کہنا مانیے دین خدا پرستی اختیار کیجیے ملکہ نے ہنسکر کہا کہ اے بانی صد جور و جفا اگر تو میرا عاشق
ہوتا تو پہلے ہی یہ پھول مجکو دیتا خیر اب بھی کچھ نہین گیا ہو میرا دل تجھپر آگیا ہو لا یہ پھول میرے حوالہ کر پھر جو تو کہے گا
مین منظور کرونگی شہزادہ نے پھول ہاتھ پر رکھکر سامنے نذر کیا اور کہا یہ مین جانتا ہون کہ یہ مقام طلسم ہو اور میری
جان کے سب دشمن ہین اور لوح تمھارے پاس ہو اور تم مجکو فریب دے رہی ہو مگر حضرت عشق نے مجکو ناچار کر دیا ہے
بحر محبت مین ڈوب چکا ہون طبیعت پر کچھ بس نہین چلتا ہو اب تمنے مسلمان ہونیکا اقرار کیا ہو یہ گل حاضر ہو لیجیے
اور جو میرے حق مین بہتر ہو وہ کیجیے کیونکہ تیرے ہاتھ سے مارا جانا بھی عین زندگی ہو یہ کہکر آنکھون مین آنسو بھر لایا ملکہ
بھی اسیر فریفتہ ہوچکی تھی ان باتون سے اور زیادہ آتش محبت شعلہ ور ہوئی پھول کو ہاتھ پر سے شہزادہ کے اٹھا لیا
اور کہا اس بنگلہ مین جو نہر کے کنارے بنا ہے تشریف لیچلیے مین بھی آتی ہون شہزادہ اسکے کہنے سے اُٹھکر بنگلہ کی
جانب چلا کنیزین چند ہمراہ ہوئین یہ حال اسکی دایہ محبو جادو نے جو دیکھا پکارتی کہ اے گنواری لوگو رسے دور ہو
تیرا ستیاناس جائے اب تو مسلمان ہوکر اس مردوے کے پہلو مین بیٹھیگی ملکہ نے کہا دایہ اماں مین نے محبت جتا کر
پھول اپنا اس سے لے لیا دایہ نے کہا او چھوکری تیری تو وہ مثل ہے کہ جن جائے انھین لجائے کیون مجکو دم دیتی
ہے مین نکلی بھولی نہین ساٹھ برس کی جرو ا تو میرے آگے کی چھوکری کیا مین تیرے فریب جانتی نہین ملکہ نے یہ
کلام سُنکر دایہ کو گھرکا کہ جادو در ہو مردار جو میرے حق مین آئیگا کرونگی یہ سنتے ہی دایہ سر پیٹنے لگی کہ اے تیرا ستیاناس
جائے تونے مجکو مردار کہا اری مین نے تجھے بتیس دھار کا مجکو دودھ پلایا گیلے مین آپ سوئی سوکھے مین تجکو سلایا اور کونسے
اوچھتیسی مجکو مردار بناتی ہے تجھے کیا کہکے مکو سون رہ تو جا تیری ایسی کی تیسی یہ کہکر دو ہتڑ اُٹھا کر جانب ملکہ چلی ملکہ نے

دونون ہاتھ پکڑ کر ڈھکیل دیا پھر تو اور بھی قیامت ہوئی دائی تو پیٹنے لگی اور کنیزین جو دلی سے جلتی تھین باتین سنانے
لگین ایک بولی اناجی قصور معاف جوان لڑکی کے منہ پر ہر وقت تم چڑھی جاتی ہو دوسری بولی ہان بی سچ تو ہے
ہر وقت کی نصیحت بھی نہین اچھی ہوتی ملکہ ہی کا مین سچ کہون جگرا ہے جو ہون سے تون نہین کرتین بھلا اور کوئی
کاہے کو یہ بولیان اُٹھاتا تیسری بولی ملکہ ایسی نیک کوکھ کی لڑکی ہے ساری حق اُسکی مان کی کوکھ ٹھنڈی رکھے مگر
صاحب پھر کہا تنک آدمی ہے بندہ بشر ہے مچھلی کے بھی پتا ہوتا ہے کبتک چپ رہے چوتھی نے کہا صاحب منہ چلی
آتی ہے کہ رکھ پت رکھایت اناجی نے وہ زور باندھا ہے کہ شہزادی کا ناک مین دم کر دیا ہے اور نہین معلوم یہ
دو دفتر کب سے پڑہی جمشید انکا دفتر ڈھائین یہ محل سے نکلین تو روز کی دانتا کلکل جائے پانچوین گویا ہوئی کہ
شہزادی کا رونگٹی تانس مین خون خشک ہو گیا آدھی نہین رہی وہ ایسی بے زبان ہے کہ دودہ پیتے بچہ کے بھی
زبان ہے اور اُسکے زبان نہین پھر لوگو یہ ہین کون جو مرم حلق کی دربان جان پر ہین مالک مختار ہین جنھین دودھ
کیا پلا پا کہ مول لے لیا چھٹی بڑبڑانے لگی کہ اونی نوج در گور کچھ ایسی کچھوین اس انا کے برابر بھی کوئی جھاڑ کا کانٹا
نہو یہ تو بلا ہے موئی بڑھیا ہو ڈاین جیسکے لپٹ پڑتی ہے پیچھا چھڑانا اُسکو مشکل ہوتا ہے دایہ نے یہ باتین سن کر
کہا اے ستیاناس کیون موئی باندیو تم کیون میری جان کھانے لگین لونڈیون نے کہا اناجی ہم کسے دیتے
ہین تم ہمارے منہ نہ لگنا یہ ملکہ صاحب ہی ایسی بھلی ہین جو تمھاری اٹھاتی ہین ہم ایسی جیتے جاؤن کو ٹھیک بنا دیتے
ہین دایہ ان باتون سے کانپتی ہوئی اُٹھی کہ لو موئی باندیون کو بھی دن لگے خدا کی شان رہ تو جاؤ لالے پیچھوڑنے
کے چند یا گنجی کر دونگی کنیزین دایہ کے اٹھتے ہی اُسپر جا پڑین کسی نے بال نوچے کسی نے منہ پکڑ کر ملدیا کوئی سر پر
جوتی مارنے لگی کوئی کپڑے پھاڑنے لگی غرض خوب مار پیٹ ہوئی دائی نے بھی مارا اور بس نہ چلا تو کاٹ کاٹ
کھایا آخر روتی پیٹتی دائی تو باغ سے نکل گئی اور ملکہ ہنستی ہوئی بنگلہ مین آئی شہزادہ کے پہلو مین بیٹھی پیکلن تکیہ بیچ
مین رکھ لیا اور کہا لے میان جاؤ ہوا کھاؤ پھول مجکو چاہیے تھا وہ مین نے لے لیا اب تم کون مین کون شہزادہ نے
کہا مین تمکو غنچہ دل دے چکا ہون اے پیاری اب اُس پھول کا کیا ذکر ہے اتو بموجب بیت غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے
مست دکھا کے یون ٭ بوسہ کو پوچھتا ہون مین منہ سے مجھے بتا کہ یون ٭ ملکہ کھلکھلا کر ہنسی اور شہزادہ نے دست
آرزو بڑھا کر گود مین کھینچکر بٹھا لیا پھر تو عجب سمان بندھا ملکہ نے اطاعت اسلام قبول کی دور جام مے رنگین
چلنے لگا گائنین خوش گلو زہرہ جبین تانین لگانے لگین وہ چاندنی رات لب نہر مقام مینو اران پانی کی
لہرون پر دل بصد فرحت لہرانا گلو تکا کھلنا ہوائے سرد چلنا یہ عالم تھا گل گانا سننے کے لیے ہمہ تن گوش تھے
جام لالہ رنگین سے جدا نان چمن مینوش تھے غنچہ گلشن برنگ زنگولہ پائے رقاص نرگس ٹکٹکی باندھے ہمہ تن بصورت
یاس سوسن زبان درازی بھولکر عالم محویت مین خاموش سنبل پریشان از خود فراموش بلبل شوریدہ کا حال دگرگون
قمریون کو نوبت بجنون وہ رقص معشوقان وہ نکالنا کنیزہ الانبادہ مغنیون کا غزل عاشقانہ گانا کہ بمقتضائے غزل

نہ پوچھو عشق کے صدمہ اُٹھائے ہین کیا کیا | شب فراق مین ہم تلملائے ہین کیا کیا

ذرا تو دیکھ کہ صناع دست قدرت نے
مین اُس کے حُسن کے عالم کی کیا کرون تعریف
ذرا تو دیکھ تو گھر سے نکلے اے بے مہر
کوئی ٹپکتا ہے سر کوئی جان کھوتا ہے
ذرا تو آن کے آب روان کی سیر تو دیکھ
نگاہ غور سے ٹک مصحفی کی جانب دیکھ

طلسم خاک سے نقشے بنائے ہین کیا کیا
نہ پوچھ مجھ سے کہ عالم دکھائے ہین کیا کیا
کہ دیکھنے کو ترے لوگ آئے ہین کیا کیا
ترے خرام نے فتنے اُٹھائے ہین کیا کیا
ہماری چشم نے چشمے بہائے ہین کیا کیا
جگر پہ آکے ترے زخم کھائے ہین کیا کیا

اس ہنگامۂ عشرت مین بعد تناول طعام تخلیہ ہوا اب آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی اختلاط کا بازار گرم ہوا شہزادہ نے کبھی اُس راحت جان کو دل کی طرح پہلو مین بٹھایا کبھی بوسہ کبھی گدگدایا کبھی زانو مسک کر دلشاد کیا خانۂ شرم وحیا برباد کیا ملکہ کبھی سہمی کبھی جھجکی کبھی ڈرجانے کے حیلے سے لپٹ گئی سینے سے سینہ ملا دیا کبھی تیوری چڑھا کر عاشق کو رولا دیا کبھی مسکرا کر منہ سے منہ ملا دیا مہربان ہو کر عاشق کو ہنسا دیا اسی اختلاط اور گرمجوشی مین شاہد شب نے آغوش دہر سے کنارہ کیا اور جلوۂ عروس سحر سے پہلوے روز گرم ہوا نظم

شب وصل اسطرح الفت مین گذری
وصال یار ولطف زندگانی
بنی رونق وہ آغوش محبوب
سحر پیدا ہوئی وہ ڈھنگ بدلا

کہ جیسے عمر کی شب عشرت مین گذری
ترقی پر تھا ہر دم رنگ الفت
اُڑائے شہ نے حسبا کی مزے خوب

چلی باہم شراب ارغوانی
دل شہ مین اُگا تخم محبت
عروس شب نے آخر رنگ بدلا

رات ہی سے دایہ نے جاکر غل مچایا تھا ہنگام سحر اژدر سوار جادو نے دایہ کو سامنے بلایا اُسنے سارا حال کہہ سنایا کہ یون پھول لیکر ایک نوجوان آیا ملکہ اب اُس سے گرفتار ہے باہم الفت ہو دار و مدار ہی وصل کا اقرار ہوا اژدر بادشاہ طلسم کی طرف سے ملکہ کا محافظ ہی تمام ماجرا پھول لانے کا سنکر گھبرایا اور سوار ہو کر مع قدا ملکہ کے مکان مین آیا یہان شہزادہ بعد فراغ نماز سحر ملکہ کے پہلو مین بیٹھا تھا سوچ ڈھل رہی تھی کہ اژدر پہونچا شہزادہ نے اُسکو دیکھکر ملکہ کو گلے سے لگایا اژدر نے پاس بٹھایا ملکہ جھجک کر الگ ہوئی کہ صاحب تمسے کچھ واسطہ نہ غرض کیون مجکو بدنام کرتے ہو شہزادہ نے ہرچند وہ تڑپی مگر نہ چھوڑا اژدر یہ کیفیت دیکھکر جل گیا اور ایک گولا فولادی جھولے سے نکالکر سحر دم کرکے شہزادہ پر مارا ملکہ نے بہت جلد ہاتھ اونچے کیے گولا سرد ہو کر زمین پر گر پڑا اژدھا جادو دایہ تالی بجا کر آگے بڑھی کہ اری اپنے دھگڑے کو تیغ کرکے بچاتی ہو کنیزان ملکہ نے کہا دور ہو حرامزادی سوئی جستجو تجکو کاہے کی جلن ہے نگوڑی شیطان کی خالہ کہان سے ملکہ کی سوت پیدا ہو گئی کنیزین تو یہ کہہ رہی تھین کہ اژدر نے اور ایک تار بانہ مارا ملکہ شہزادہ کو لیکر اُڑ گئی اور کہا اے شہزادہ اب مجکو بھول رہنا غرض بالائے ہوا جاکر اپنے کان سے جگر اتار کر مارا کہ وہ پتھر بنکر جو گرا اناج ہوا ہاتھ مشک گر لڑ رہی تھین اُسی ہاتھ کو قلم کر گیا آتا تو گھونسا مارا اپھاڑ مین جائے کہتی ہوئی بھاگی اور ملکہ پھر زمین پر اُتر آئی اژدر نے اُترتے وقت دور کر تیغ مارا اپنے ہاتھ ہاتھ پر مارا اسعات سپر مین سر پر آ خود آگئین مگر تیغہ اژدر کا سپر مین کاٹ گیا اور ملکہ کے سر مین زخم دو انگل کا

آیا ملکہ نے جھلا کر زمین پر دوہتڑ مارا اور کہا جب میں قتل ہو جاؤنگی جب اے بلور تو آئیگی یہ کہنا تھا کہ زمین سے آواز
آئی بلور صدقے بلور قربان لونڈی اپنی شہزادی پر نثار میں حاضر ہوں بیوی جو مانگو سو دوں ملکہ نے کہا لوح طلسمی
چاہتی ہوں یہ کہتے ہی زمین شق ہوئی اور ایک پتلی بلور کی نکلی گلے میں اسکے ہیکل پڑی تھی ملکہ نے جلد وہ ہیکل اتار
لی اُس ہیکل پر کئی غلاف چڑھے تھے اُنکو جو دور کیا ایک تختی الماس کی بیچ میں اور گرد اسکے انگوٹھیاں تختیاں وغیرہ
جواہر کی تھیں ملکہ نے وہ ہیکل گلے میں شہزادہ کے پہنا کر کہا اسکے بیچ کی تختی لوح اس طلسم کی ہے آپ لیے اس ساحر
نابکار کو اور دایہ غدار کو شہزادہ ہیکل پا کر اُس دیو فوجی ہیکل کے مقابل آیا اور نعرۂ شیر از بلند کیا اُس ساحر نے ایک
نارنج سحر پڑھکر لگایا شہزادہ کے جسم پر پڑا اثر پذیر نہوا چیٹا ہوکر گر پڑا اور اس بہادر نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اژدر سوار
کو بیم جان نے ٹھہرنے نہ دیا روبرو لایا لوح سے شہزادہ نے معلوم کیا کہ یہ اسم پڑھکر دم کر اور مجھ سے خبردار غفلت نکرنا
شہزادہ نے اسم لوح پڑھکر جو دم کیا اژدر سوار کے پاؤں زمین نے پکڑ لیے اسنے تیغ قریب ہوکر جو لگایا سر پر پڑا
ٹانگوں کی طرف سے نکلگیا شور و غل برپا ہوا آندھی پانی آیا آواز آئی مارا اژدر سوار جادو کو اس ہنگامہ میں دایہ
اُڑکر مضطرب اور بدحواس بھاگی اور جانب بادشاہ طلسم گئی قلعہ میں تمام ساحروں کے جی چھوٹ گئے جو ساحر کہ لوگ
بادشاہ زادی سے تعلق رکھتے تھے وہ تو رہے اور باقی بھاگ گئے تمام قلعہ میں عملداری شہزادے کے ذریعہ سے
ملکہ کی ہوئی اب پھر شہزادے نے لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ جو ملکہ کہے اُسپر عمل کرنا اور ابھی طلسم فتح نہیں ہوا ملکہ پاس ٹھہرکر
برائے فتح طلسم جانا شہزادہ نے معلوم کر کے ملکہ کی طرف مخاطب ہوا ملکہ نے لاش اژدر جادو کی پھنکوا دی اور شہزادہ کو
لیکر بارہ دری میں آئی مجلس عشرت منعقد فرمائی جام شراب چلنے لگا اُسی عشرت میں ملکہ نے آہ سرد بھر کر شہزادہ سے کہا
کہ اے دلبر بیوفا تم کہتے تھے کہ ہم عاشق ہیں اب بتاؤ ہم عاشق نکلے یا کہ تم ہمنے تمہاری محبت میں اپنا سر ہتھیلی پر رکھ لیا
خیر اب جسطرح مجھ پر عاشق ہوئے تھے اسیطرح اور پر عاشق ہوکر لوح طلسمی نہ دینا ورنہ تمام عمر قید الم سے نہ چھوٹوگے
کل تم یہاں سے جانا آگے ایک دریا ملیگا کہ نام اُس دریا کا بادھنوہ دمبدم لوح دیکھتے جانا آگے دریا کے بیابان خارستان
ملیگا پھر ایک بیابان آتش میں گذر ہوگا غرض ہر مقام پر لوح سے غافل نہ رہنا شہزادہ تا دیر اُس ماہ سیما سے صحبت
آرا رہا پھر لوح طلسم لیکر ملکہ باوفا سے رخصت ہوا اور اُس باغ سے نکلکر درود منظم پڑھکر لوح طلسم کو دیکھا حمد خدا و نعت
رسول دوسرا کے بعد ظاہر ہوا کہ سمت مشرق یہ اسمائے آتشی پڑھتا ہوا روانہ ہو کیونکہ مشرق منسوب بہ شمس و آتش
ہے پہلے اسی سمت کو فتح کر شہزادہ نے خیال جو کیا قدرت خالق طلسم اربع عناصر سے یہ دن بھی یکشنبہ کا پایا جو آفتاب سے
متعلق ہے بس مجموعہ حرف آتشی (اہطمفشذ) ورد زبان فرماتا سمت مشرق روانہ ہوا اور بعد جانے شہزادہ کے ملکہ ہودا
بھی اپنی کنیزوں اور ملازموں کو لیکر کسی مقام پر گئی اور چھپ رہی حال اسکا مذکور ہوگا مگر اول اس مسافر صحرائی
نیرنگ طلسم کا حال سنیئے کہ اسمائے آتش پڑھتا رواں تھا گرمی شوق و دشت نوردی سے لب پر دھواں تھا ہونٹ خشک
پا آبلہ دار جسم سے رواں پسینہ تھا بعد قطع منازل ایک بیابان خارستان میں گذر ہوا وہ وادی ہولناک اور
بیابان پُر از خس و خاشاک تھا کہ وہ بیم سے دیو سفید کا جگر اُس جگہ چاک تھا صحرا ایسا لق و دق رستم و سام

کا ہول سے وہاں رنگ رفیق سہراب و برزو و اسفندیار کو جا بجا قلق درخت خار دار بڑے بڑے جھاڑ جھنکار آستین گتھے ہوئے کھڑے جیسے رہزن راہ سفر ہوئے مسافر ذلیل پگڑی اُتارتے دامن دگریبان کانٹے پھاڑتے ہر خار مثل سگ دور بان خانۂ امیر کہ بموجب مصرع این گریبان گرفت وآن دامن ✽ زبان خار مثل زبان جاہل اُلجھنے پر ہر وقت مائل پتوں پر درختوں کے کانٹے اُگے ہوئے فصاد تپش نیشتر دھرے ہوئے سودائیوں کا خون پینے پر تنے ہوئے ہوا جب چلتی معلوم ہوتا کہ بدن پر برچھی تیز پڑتی سانس دھونکنی کی طرح شدت گرما سے چلتی زمین پر بجائے سبزہ خار اُگے ہوئے کانٹے خار حسرت سے سینہ زخمی ہوئی میدان میں گو کھرو بچھا ہوا پاؤں کے آبلہ دار کا مزا زیادہ ہوتا کسی چشمہ یا چاہ میں پانی نظر بھی آیا تو چشم کور کو پر از اشک پایا جو کوئی گھونٹ اُس میں سے پی لیا تو اُسنے فوراً ہی لیا زقوم کا پھل جہنم میں اہل عصیان کو ملا پانی حلق میں گیا پہونچا کر سر میں جھنجھنانے لگا اور جیسے تیغ حلق کے اترا کلیجہ کٹ گیا تیغ اجل میں پانی کہاں تیغ ظلم فلک میں بسی آنی کہاں آب تھا

جو سنگ تھا وہ شرر فشان تھا
شعلے پیدا تھے پیرہن سے
چنگاریاں اُڑتی تھیں بدن سے

کانٹے پڑے مچھلی کی زبان میں
ادے یہ سماق کا گمان تھا
خشکی تھی یہ قلزم رواں میں

ذرے سورج کی آنچ پا کے
سب خشک تھے ندی اور نالے
سینے پہ حباب تھے کہ چھالے

آبلے بن گئے چشم نقش پا کے

وہ دشت پرخار ایسا تھا کہ طائر بھی مثل مرغ خار رہتے تھے پر دن پر کانٹے نکلے ہوئے تھے جو مرغ نغمہ خوان تھا قفس کا ہمزبان تھا ہر جانور مرغ آتشخوار کا ہمشان تھا شہزادہ نے ایسے مقام آتشی پر بہت جلد لوح کو دیکھا اس میں ظاہر ہوا کہ ان اسما کو جو مشتری سے متعلق ہیں تیرہ مرتبہ پڑھکر دستک دے ایک پتلی زمین سے نکلیگی جسکا نیچے کا بدن گھوڑے کا اور اوپر کا آدمی کا ہوگا وہ پتلی تیر کمان میں جوڑے ہوگی اور از بسکہ مشتری قاضی فلک ہی تو وہ پتلی تم سے قسم لے گی تم قسم کھا کر اس سے تیر و کمان لے لینا اور غور کرنا کہ ساعت ہو وقت کس ستارے کی ہو چنانچہ اگر ساعت مشتری ہو تو حرف منسوب مشتری ورد زبان کرنا شہزادہ نے یہ معلوم کر کے غور کیا تو اسوقت مشتری ہی کی ساعت تھی پس حرف متعلق مشتری جسکا مجموعہ (ہو یح) ہو معہ اسمائے اعوان وموا کیل اس طرح ورد زبان کیے دعزمت علیکم و اقسمت بکم یا صاحب التاج ملک خارشاد

یا ملطاو یا ر و لم العلویتر والسفلیتر و یا مواکیل ھذا الحر دنو العطاء والرفعتہ و الحشمتہ و اضعاف المناصب العالیتہ العجل العجل العجل) چنانچہ تیرہ مرتبہ اس عزیمت کا پڑھنا تھا کہ زمین شق ہوئی اور اُسی طرح کی کہ جیسا اوپر بیان ہوا پتلی نکلی واضح ہو کہ عزیمت سیارگان بہت طول رکھتی ہیں میں نے مثلاً ایک مقام پر مختصر کر کے یہ عزیمت لکھدی ہے کیونکہ ناظرین علم عملیات کے بیان مشرح سے لطف فسانہ خوانی نہ پائینگے فی الجملہ جب وہ پتلی زمین سے نکلی پکاری کہ اے شکنندۂ طلسم اگر تو مجھکو بدلے اور قسم اپنے دادا العینی حمزہ کے سر کی کھائے تو میں یہ تیر و کمان تجھکو دوں شہزادہ لوح سے معلوم کر چکا تھا کہ قسم کھانا کچھ ضرر نہ بخشے گا پس سر امیر کی قسم کھائی پتلی نے تیر و کمان دیکر چاہا کہ غائب ہو جاؤں عزیمت نے تاثیر بخشی سر از خود شق ہو گیا خانۂ تن میں اُسکے آگ لگی جلکر راکھ ہو گئی آندھی سیاہ آئی بعد کچھ عرصہ کے

جب روشنی ہوئی شہزادہ نے لوح ملاحظہ فرمائی کہ خارستان زحل سے نسبت رکھتا ہے تم حرف منسوب زحل پڑھو
اسکی تاثیر سے ایک اژدہا پیدا ہوگا کہ تم نے تو کیا مار فلک نے بھی ایسا اژدر نہ دیکھا ہوگا سہم نجانا یہی تیر جو تجلی
سے ملا ہے اُسکے منہ پر لگانا یہ معلوم کرکے حرف زحل کہ جنکا مجموعہ (ابجد) ہے اس ابجد خوان دیو انکدہٴ طلسم نے ورد
زبان کیے ایک طرف اُس جنگل میں سناٹا ہوا اور ایک اژدہا پیدا ہوا کہ تمام جسم پر اُسکے کانٹے تھے ساہی کی طرح
خاردار بدن رکھتا تھا اور سر پر ایک خار مثل سلاخ آہن تھا یا شاخ سر گوزن تھا خارپشت کی صورت نہایت تیز
اور تمام خار مثل نیشتر مگر شرر انگیز منہ سے بھی شعلہ چھوڑتا قامت دراز اُسکا لبسان کوہ البرز ہر ایک ماتھا مانند گرز
کلیجہ دہان کا جیسے ہزار گز سے زیادہ آسمان طلسم زہر برسانے پر آمادہ دم اسکی راس و ذنب کو حلقہ میں لاتی اُسکی
مجال خوف سے چلتے ایسا وہ بوکھلاتے جب سانس وہ لیتا کرہٴ باد کھلتی تا طوفان قوم عاد دوبارہ آتا زحل اُسکے
خوف سے چرخ ہفتم پر گیا مریخ کو وہ ہول ہوا کہ برج عقرب میں رہنا اختیار کیا حاصل مرام اُس موذی نے شہزادہ
کو دیکھکر منہ پھیلایا اسنے تیر کمان میں جوڑ الب سوفار چلائے کہ بجا تیر گوشہٴ کمان سے رہا ہوتے ہی اسکے دہن
پر پڑا جگر تک توڑ گیا نشانہ کا ہدف مراد پر پڑتا تھا کہ جنگل سارا ہناک تھا تو وہ ہوا وہ موذی اچھل کر کئی گز اونچا کود
زمین پر گرا دنیا تاریک ہوئی بعد کچھ دیر کے ایک سانپ اور پیدا ہوا اور کنجی پر باد کر کے چلا شہزادہ نے سر جھکا
بھی بجلا آواز گرد دار پیدا ہوئی او چلا آئی کہ مار اژدہا دو کو غرض اس ہنگامہ کے بعد جو نگاہ کی وہ خارستان نظر نہ آیا بجائے
اسکے صحرائے سبزہ زار پایا نہریں اور چشمے جاری ہر سمت وزاں باد بہاری شہزادہ نے ایک چشمہ پر جا کر پانی پیا
وضو کیا صلوٰۃ پڑھکر لوح کو دیکھا یہ ظاہر ہوا کہ اے سیار این عجائبات آگے روانہ ہو ایک دریا ملیگا کہ نام اُسکا بادِ صفو
ہے وہاں پھر لوح کو دیکھنا شہزادہ وہاں سے آگے چلا ایک درہٴ کوہ سے مرور کیا تھا کہ دریائے زخار ملا بحر
اخضر فلک اُسکا حباب تھا گردش فلک اُسکا گرداب تھا سفینہٴ زمین و آسمان اُس سے کنارہ کش زورق
عالم خوف سے ڈگمگاتی جان ہر ذیحیات کی نام سے اُسکے غش شہزادہ نے وہاں ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ کیا معلوم
ہوا کہ اسما قمر بساعت قمر اٹھائیس ۲۸ مرتبہ پڑھکر پانی پر دم کر ایک سرطان اُبھر کر کنارے آئیگا جسکی پیٹھ مثل کشتی
ہوگی تو جست کر کے اُسپر سوار ہونا وہ اُس پار تجکو پہونچائیگا شہزادہ نے حرف منسوب قمر کہ مجموعہ اُنکا صطغ
ہے بتعداد مذکورہ ساعت قمر میں پڑھے سرطان کنارے پر آیا اُسکو مثل کشتی سرطان چہرہ کے پایا نہنگ
بجرأت پشت پر اُسکی سوار ہوا اور وہ زورق طلسمی بہکر چلی شہزادہ کو آب نے اسقدر بلند کیا کہ دنیا کا کنارہ
نظر آنے لگا کشتی چڑھاو پر چڑھکر بہاو پر اُتری لجہ و تلاطم و گرداب نے جان بخشی کی یعنی ناؤ کنارے پر لگی بیڑا
پار ہوا یہ آشنائے قلزم خرد ور کنار ہوا ساحل پر پہونچکر نام خالق بحر ارض بچالیا اور لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ
لوح کو پانی میں غوطہ دیکر ہاتھوں پر رکھکر بلند کر ایک چاند ہوئے ہوا سے تڑپکر دریا میں گریگا اور ایسی آواز مہیب
آئیگی کہ صور اسرافیل کو کچھ رتبہ اس کے سامنے نہیں دل قوی رکھنا ڈر نجانا چاند کے گرنے سے دریا کا پانی روغن
کی طرح اُچھلنے لگا پھر چشمہ مہر میں تری پائیگا اور دریا میں تری نہ پائیگا یہ معلوم کر کے شہزادہ نے لوح کو غوطہ دیکر ہاتھوں

پر رکھ کر اوچھالا گیا ماہ طلسمی تڑپ کر پانی پر گرا وہ صداے ہیبتناک آئی کہ یقین تھا کوہ باہم ٹکرا جائیں فلک پھٹ پڑے ساکن ارض تہ زمین میں سما جائیں شہزادہ نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سکتہ سا ہو گیا سناٹے میں آ گیا دریا نابدید ہو گیا بعد کچھ دیر کے جب ہوش آیا فاتح طلسم بڑھا ہوئے پیشتر قدم بڑھایا اور راستہ سامنے آگیا پڑھتا منازل طے کرتا جاتا تھا کہ یکایک ہواے گرم آنے لگی لو ہوں جسم جلانے لگی کچھ ہی دور آگے بڑھا تھا کہ بیابان آتش نظر پڑا الحفیظ والامان ہوا آگ کی لپٹ کو شرماتی تھی زمین سے آسمان تک آگ بھری نظر آتی تھی جو ٹیلا اور ریگ تھا آگ کا انگارا معلوم ہوتا تھا جو درخت سوکھا تھا جہنم کا کندہ مفہوم ہوتا تھا پہاڑ سرخ تھے پتھروں سے شرر نکلکر تا بہ فلک جاتے تھے تالاب کھولتے جوش مارتی تھیں اور ان میں چنگاریان بہتی دکھائی دیتی تھیں جلتے جلتے زمین کی چربی نکل آئی تھی حباب دریا نہ تھے آبلے پڑے تھے دھوئیں کی گھٹا چھائی تھی درخت جل رہے تھے گرمی سے تلملا کر ہاتھ مل رہے تھے آگ درخت سے جھڑتی تھی گرمی دل جلا کا وار مدار کرتی تھی آگ کے درخت کا نام سار تھا آگ کا اسی جگہ قرار و مدار تھا زمین سرخ تھی عجب طرح کی حالت شہزادہ کی ہوئی از بسکہ صاحب لوح تھا نہیں تو جلجاتا گھبرا کر لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ حرف آفتاب کے پڑھکر دم کر ایک لکۂ ابر پیدا ہوگا اور بڑھکر کالی گھٹا ہوکر تمام دشت پر برسے گا تمام دشت نمونۂ گلزار خلیل نظر آئیگا شہزادہ نے حرف آفتاب کر مجموعہ انکا (منسع) ہے ورد زبان فرمائے اور جانب فلک دم کیے ایک لکۂ ابر پیدا ہوکر تمام عالم پر محیط ہوا ہر طرف اندھیرا چھایا آنکھوں میں دھندھلک ہو گئی یہ عالم نظر آیا کہ بموجب **ابیات**

وہ دھوان دھار گھٹا ہے کہ نظر آئے نہ شمع	گرچہ پروانہ بھی ڈھونڈھے اسے لیکر مشعل
ابر بھی جل نہیں سکتا وہ اندھیر آگھپ ہے	برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لا نا مشعل

اس گھٹا سے پانی ایسا برسا کہ دم بھر میں جل تھل بھر دیے وہ حرارت وہ تابش سب دفع ہوئی سبزہ لہلہایا بہار نے جوبن دکھایا ہوا میں قوت نامیہ ایسی تھی کہ دم کے دم میں نورسیدگان چمن کی طرح شجرہاے کہنہ سرسبز و نہال ہو گئے کہ **بیت**

آئے بہار جائے خراماں ہو چمن درست ؛ بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

ہوا سرد چلنے لگی پھول ہر سمت شگفتہ نظر آنے مرغان چمن چہچہانے ہوا کے جھونکے سے پانی میں شرابور ہوکر نہال جھکے تھے جانور خوش رنگ ان پر پھریریان لے رہے تھے شاہزادہ نے اس تمازت مہر سے جو نجات پائی یہ بہار دیکھ کر ملکہ ہوا دار کی یاد آئی مستانہ وار ایک چشمہ کے کنارے ٹھہر کر یاد یار میں یہ اشعار زبان پر لایا کہ **اشعار**

چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا
باغ سنسان نظر آنکو پڑ کر صیاد
کرچکے ہر مژہ بھی کمین باران پیدا

نسبت ہر دست نگارین ہیں حنا کی اس
بعد مدت ہوئے ہیں مرغ خوش الحان پیدا
اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد

تار دامن سے الجھتے ہیں بہار آئی ہے
یہ کلائی کو کرے پنجۂ مرجان پیدا
رو کے آنکھوں سے نخالوں میں بخار دلکو
مجکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

غرض بعد کچھ عرصے کے شہزادہ نے لوح کو پھر ملاحظہ فرمایا یہ نکلا کہ یہاں سے دست راست کی طرف چل اسی سمت یہ رہرو بادیہ طلسم روانہ ہوا اور بعد قطع مسافت راہ ایک میدان میں پہونچا کہ وہان ایک دروازہ لگا تھا اس شکنندۂ حصار طلسم نے اس کو رمین قدم رکھا فوراً نعرہ مہیب کسی نے لگایا پھر کر جو دیکھا تو دیو قوی ہیکل کو آمادہ بہ شر و فساد دیکھا کہ چقماق

جادوگران سنگ کاندھے پر رکھے تھر تھر بلا کی طرح کھوسے تھا تو بھی جیجاق جادو چرخ دیکر سر پر شہزادہ کے لگایا شہزادہ نے رد کرکے تیغہ خاراشگاف
لگایا جسم دیو پر ذرا بھی اثر نہ ہوا اُسوقت اُسنے گھبرا کر لوح کو دیکھا لکھا تھا کہ یہ حروف جو متعلق ہر برج ہیں پڑھ کر دیو کی طرف پھونک اور
تیغہ پر بھی دم کرکے پھر دیو نابکار کو قتل کر شہزادہ نے حروف منسوبہ برج کہ مجموعہ اُنکا (طیکل) ہے پڑھ کر دم کیا اور تیغہ پر دم کرکے دیو کو
جتا کر کمر پر ہاتھ مارا کہ دیو زخم کاری کھا کر زمین پر گرا اور پکارا کہ اے لوح برج میں تو مارا گیا لیکن تیری بھی خیر نہیں کیونکہ تیرے دادا کے
لشکر پر سیماب تن جو اس مرحلہ طلسم کا مالک تھا بادشاہ طلسم ہوشربا کے حکم سے گیا ہے اور وہ بغیر تیغہ طلسمی کے مارا نہ جائیگا
سب مسلمانوں کو قتل کرکے آئیگا اور طلسم کو بھی فتح نہ کر سکے گا جب تک اسکو نہ ماریگا پھر تو یہاں وہ وہاں بادشاہ طلسم تجکو مار ڈالیگا
یہ کہکر ایڑیاں رگڑکر دیو تو واصل جہنم ہوا اور شہزادہ نے لوح کو دیکھا ظاہر ہوا کہ جو دیو نے کہا ہے سچ ہے بغیر مارے جانے ساحران
مذکور کے تمہیں طلسم میں فرق نہ آئیگا فی الجملہ تم سے کچھ غفلت نہیں ہوئی اس سبب سے خدا تعالیٰ الرحم فرمائیگا یہ اسماء مقدسہ الٰہی
کبھی سوم تبہ مع درود معظم اس جگہ بیٹھکر پڑھو اور منتظر فضل خدا رہو یہ معلوم کرکے شہزادہ نے وضو کیا اور ایک مقام
پاکیزہ پر بیٹھکر اسماء الٰہی پڑھنے لگا۔ یہ تو مصروف اسما خوانی ہیں لیکن دایہ اور ساحر وغیرہ بھاگ کر جو بادشاہ طلسم کے
پاس گئے شاہ مذکور قلعہ ہزار برج میں سریر جہانبانی پر جلوہ گستر تھا کہ ان لوگوں کا جو اسپاس آنا دیکھ کر زیادہ منتشر
مزاج ہوا کیونکہ پہلے سے فکر کر رہا تھا کہ سارا طلسم فتح ہوا جاتا ہے کوئی ساحر طلسم کشا پر فتح نہیں پاتا مجھے خود
چلنا چاہیئے اسی فکر میں دایہ سے لوح پایا ناقاتح طلسم کا شکر تخت پر سے اٹھا اور اُسکے اُستاد نے ایک رقعہ لکھکر اسے
دیا ہے وہ اسکے سرہانے خوابگاہ میں رہتا ہے وقت مشکل اسی کے لکھنے کے بموجب عمل کرتا ہے اسوقت بھی اسی کو جاکر
ملاحظہ کیا ہر چند کہ وہ بیضۂ قرطاس مختصر سا ہے لیکن اسکی نیت کے موافق حروف اسمیں ظاہر ہوتے غرضکہ اب جو شاہ نے
بہ نیت کرکے رقعہ مذکور دیکھا کہ میں فتاح طلسم سے لڑنے جاؤں یا نہیں معلوم ہوا کہ طلسم کشا سے ملجانا چاہیے عمر طلسم
بسر ہو چکی طلسم کیا وہ طلسم کہ جس کے بادشاہ کا تو مطیع ہے یعنی طلسم ہوشربا چند روز میں برباد ہو جائیگا اور جو شریک
افراسیاب ہوگا وہ مارا جائیگا تجکو لازم ہے کہ شریک طلسم کشا ہو کر جان اپنی بچا اور اگر فرض کرو تم اس شہزادہ کو قتل بھی کیا
تو حمزہ اور اُسکے فرزند ہر ایک طلسم کشا ہیں جان بچانا انسے مشکل ہوگی غرضکہ سب طرح بہتر یہی ہے کہ اطاعت طلسم کشا
اختیار کر یہ معلوم کرکے شاہ طلسم نے جملہ سرداروں کو بلایا اور کہا میرا ارادہ طلسم کشا کی اطاعت کرنے کا ہے سب نے عرض
کیا کہ ہم مطیع فرمان ہیں سراسر بندۂ احسان ہیں جسکے آپ مطیع ہوں ہم اُسکے خاک پا ہو جائیں اور جس سے آپ لڑیں
اُسکے لیئے تیغ جفا ہو جائیں بادشاہ نے یہ سنکر کئی لاکھ ساحران دمبازان کو حکم تیاری دیا اور چند ساحروں کو مع اپنے
نامہ کے ظلمات جادو پاس بھیجا مضمون نامہ یہ تھا کہ ہم نے اطاعت طلسم کشا کی اختیار کی تم رفیقان شہزادہ موصوف
کو ہمراہ لیکر مع تمام لشکر پہنچ جاؤ جہاں آذر یہ نامہ جب ساحرہ کو پہنچا انجم عیار اور ظلمات جادو و یاقوت وغیرہ کل رفیقان
شہزادہ کو نہایت خوشی ہوئی اور بیان کیا گیا تھا کہ شاپور عیار بھی ہمراہ انجم برائے تلاش لوح برج روانہ ہوا تھا انجم
انجم کو تو ساحرہ نے اُٹھوا منگوایا اور اس ساحرہ کو لولتا ہوا بت دیکھا کر اس عیار نے مارا تھا لیکن یہ تو اندر طلسم کے
آ گیا اور شاپور نے ہر چند تردد کیا اندر طلسم کے نہ پہنچا ناچار ایک مقام پر بیٹھ رہا اور بعض داستان گو نے بیان کیا

کہ خدمت ایرج مین پھر کر گیا غرض جس روایت سے کہ عیار ہ کو طلسم مین ہے تو افگر نے ساحرون کو بھیج کر اُسے
بھی بلوا لیا اور تمام ساحر مع اپنی فوج کے بحشم و خدم روانہ ہوئے ادھر ملکہ ہوا دار جو مخفی ہو گئی تھی چنانچہ ایک درہ کوہ
مین ٹھہری ہوئی تھی اور طائران سحر بہر خبرگیری روانہ کیے تھے وہ طائر جو ہر علم فتح ہوتا تھا لاکر مبارکباد دیتے تھے اسوقت
بھی خبر فتح انھون نے پہونچائی ملکہ مذکور شادان و فرحان اپنے قلعہ مین آئی اور لشکر اپنا تیار کر کر بڑے تجمل و شان سے
سمت شہزادہ روانہ ہوئی اس طرف سے بادشاہ طلسم جہاندار گنبد نشین جادو بجمعیت کثیر ساحران نامی روانہ ہوا
اور اُسی میدان مین جس کے دروازے مین شہزادہ عمل خوانی کر رہا ہے آیا شاہزادہ نے جو سامنے میدان مین لشکر کا
ہجوم دیکھا لوح طلسم کو ملاحظہ کیا معلوم ہوا کہ عمل اپنا بغیر تمام کیے بیان سے نہ اُٹھنا شہزادہ اسی طرح پڑھتا رہا ادھر
بادشاہ طلسم تخت پر سے اُتر کر مع چند امرا و اکابر طلسم کے نذر لیکر بڑھا اور قریب دروازہ پہونچکر ٹھہرا شہزادہ جبتک
پڑھتے گیا یہ ٹھہرا رہا جب عمل تمام ہوا عامل نے اسکی جانب بنظر لطف دیکھا بادشاہ نے تسلیم کی اور نذر دی اور
عرض کیا کہ مین اطاعت حضور کی قبول کی اب بقیہ طلسم فتح کرنے سے ہاتھ اُٹھائیے قلعہ طلسمی مین تشریف فرما ہوجیے
مال طلسم لیجیے حکومت کیجیے شہزادہ نے لوح کو دیکھا لکھا کہ پہلے اس سے مطیع اسلام ہونے کا اقرار لینا چاہیے پھر
اسکے ہمراہ جانا مناسب ہے شہزادہ نے یہ دیکھ کر سوال اطاعت اسلام کیا بادشاہ طلسم بصدق ارادت مطیع الاسلام
ہوا اور شہزادہ کو تخت پر برابر اپنے سوار کر کے جانب قلعہ طلسم چلا پھر تو ڈنکا بجا طائران طلسم نے سر پہ سایہ کیا کئی لاکھ ساحر
جلو مین صدائے طرفہ بلند ہوئی شوکت سے سواری روانہ ہوئی اور کچھ عرصہ مین عمارت قلعہ طلسم دکھائی دی شہزادہ
نے ہزار برج کا ایک قلعہ فلک فرسا بنا ہوا پایا در و دیوار کی صفا پر آئینہ دل شیدا پایا خندق گرد اُس کے کھدی تھی
کلس جواہر کے چڑھے تھے ہر برج مین ہزار طرح کی خوبی بھری تھی شہزادہ کے پہونچتے ہی علامت طلسم برپا ہوئی برج کے
در کھلنے پریان رقص کرنے لگین فصیلہائے قلعہ پہ غول منہ سے قرنا لگائے ظاہر ہوئے اور قرنا کو دم دیا اسی وقت
خندق کا پانی جوش کھانے لگا بخار زمین سے نکلکر دھوان بنا ہوا جانب فلک گیا اور ابر بنکر موتی برسانے لگا طائران طلسم
پکارے کہ طلسم کشا آیا ہزارہا ساحر کی آوازے اُٹھے کہ بہ دیدار طلسم کشا آیا اس طرف سے تخت بادشاہ نے بڑھایا
در قلعہ کھلگیا اور ہزارون ستارے برجون سے نکلکر اُس تخت کے گرد پھرنے لگے اور خندق مین جاکر ڈوب گئے گویا
اہل طلسم نے یہ آسمان و تارے سر پہ سے تالے صدقے اُتارے خندق سے ماہیان و نہنگ اُچھلنے لگے اسی ہجوم
سے سواری اندر قلعہ کے داخل ہوئی یہان جتنے ساکنان طلسم ہین سواری دیکھنے کے اشتیاق مین در و بام پر استادہ
تھے خلقت کا ہجوم دکانداروں کا بناؤ لائق دید تھا ہر سمت سامان نشاط و عید تھا عمارات عالی کی صفائی با ناز
تمام رنگین نہایت آرائش و تزئین جادوگرنیان حسین و مہ جمال دریچون سے سرگرم نظارہ کم سن اور مہ پارہ جیسے
برج فلک مین ہجوم سیارگان خلاصہ یہ کہ بڑے تزک سے سواری روان آتے آتے دارالامارہ مین پہونچی وہ مکان
سرا طلسم تھا دروازہ پہ امیر الامراء طلسم جمع تھے شہزادہ کو اُتار کر اندر کاخ شاہی کے لائے تخت کسی سوزنہ کا گستردہ
تھا جب کہ اُسپر جلوس شہزادہ کو کہتے شہزادہ نے تخت نشینی سے انکار کر کے بادشاہ سے کہا کہ ملکہ ہوا دار جادو

وارث اس سلطنت کی ہے مگر وہ عورت ہے بدین سبب تم اُسکے عوض کاروبار سلطنت کرو مین نے طلسم ظاہر کی حکومت
تمام ملکہ اخگر جادو معین کی اور طلسم باطن کی حکومت ملکہ ہوادار کو دی اور اخگر کو بھی مطیع ہوادار کیا تم دونون
شہزادیون کی طرف سے نائب مقرر کیے گئے ہی گفتگو مین شہزادہ تھا کہ ظلمات مع سب رفیقان شہزادہ کے آئی اور ملکہ
ہوادار بھی تشریف فرما ہوئی بادشاہ طلسم نے مع چند سردارون کے استقبال کیا امیران طلسم نے اپنی شہزادی کو دیکھکر
خوشی کی اور نذر دی پھر عہد نامہ بشبر الطفر مذکورہ بالا تحریر ہوا شہزادہ نے مہر اپنی پیشانی پر کی بعد طے ان مراتب کے
شہزادہ کی دعوت کا جلسہ آغاز ہوا مغنیان خوش گلو و رقاصان زہرہ جبین و خوبرو ناچنے گانے لگین اپنی آن وادا
دکھانے لگین ساقیون نے دماغ بادہ ناب سے گرم کیا اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ نے فرمایا کہ میرا ارادہ ہے طلسم ہوشربا
مین جاؤن اور بدیع بزرگوار قید ہین انکو چھڑاؤن بادشاہ طلسم نے بجواب اسکے عرض کیا کہ جس مقام پر آپ بیٹھے عمل
پڑھ رہے تھے وہی راستہ طلسم ہوش ربا مین جانیکا ہے مگر راستہ مسدود ہے اسلیے کہ آگے اُس راستے مین دربند
سیمابیہ پڑتا ہے بغیر اُس دربند کے طے کیے جانا طلسم مین ہو نہین سکتا اور اُس دربند کا مالک فراسیاب کی طرف سے
سیماب ہے اور وہ آپکے دادا سے لڑنے گیا ہے پس جبتک وہ مارا نہ جائیگا راستہ دربند سے نہ ملیگا لہذا مناسب حال
یہ ہے کہ حضور اپنے دادا پاس جائین انکی اعانت بھی فرض ہے کیونکہ وہ ساحر کسی سے مارا نہ جائیگا اور لشکر اسلام کو
بہت بڑا ضرر اُس سے پہونچیگا آپکے جانے سے دو فائدے ہین ایک تو لشکر اسلام آفت سے بچیگا دوسرے راستہ طلسم
کھلجائیگا شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اُسکے قتل کرنے کا تیغہ کمان ہے اور یہان کسقدر طلسم ہے کہ وہ شکست ہونے سے
باقی رہا ہے بادشاہ گویا ہوا کہ یہ قلعہ ہزار برج باقی ہے اور یہی اصلی طلسم ہے اسکے دو چار برج کے مرحلہ جو یہان تک
آنے مین سنگ راہ تھے آپنے فتح فرمائے باقی اسی طرح ہین مگر ان مرحلون کے ساحر سب مطیع الاسلام ہوئے جو حکم کیجیے وہ
بجالائین اور اس قلعہ کا اثر طلسم سے یہ حال ہے کہ سرحد کوہستان سے دکھائی دیتا ہے اور جسقدر کوہ و دشت و قلعہ وغیرہ آپنے
طے فرمائے ہین سب اسی قلعہ مین ہین مگر راستہ اُنکا بانیان طلسم نے اسی طرح مقرر فرمایا ہے جیسا آپنے ملاحظہ کیا اور ایک
میدان اس قلعہ مین اسی طرح کا اور ہے کہ جیسے آپنے راہ طلسم ہوش ربا کا میدان ملاحظہ فرمایا وہان بھی دروازہ
لگا ہے اور اُس طرف سے راستہ طلسم نور افشان کا ہے شہزادہ نے فرمایا کہ میرا لشکر یعنی جو کوہی وغیرہ مطیع ہوئے
تھے نہین معلوم کدھر گئے بادشاہ نے یہ سنکر طائر سحر بر خبر لشکر روانہ کیے کچھ عرصہ مین وہ خبر لیکر آئے کہ سب لشکر آپکا ہمراہ
شہزادہ ایرج جانب لشکر اسلام گیا شہزادہ نے حکم دیا کہ تحفہ جات طلسم حاضر کرو اور لشکر مسلح و مکمل کرو مین بھی
جانب کوہ عقیق جاؤنگا اور میرے بادر اور بدیع وغیرہ نے اکثر بادشاہان طلسم کو مطیع فرمایا ہے تو طلسم اُنکا شکست
نہین کیا اُسی حال بمد رکھا ہے پس مین نے بھی اس قلعہ طلسمی کو برقرار رکھا اب جلد تیاری کرو بادشاہ کرکے حکم محکم
شہزادۂ عالی ہمم سنکر اُٹھا اور شہزادہ کو ہمراہ لیکر پشت دار الامارۃ کی طرف آیا وہان ایک خانہ باغ تعمیر تھا اُس باغ مین
دونون داخل ہوئے سرو سنبل ریحان و خیمران و گل و بلبل سے وہ گلشن معمور فرحت و بہار کا سراسر دستور نظارہ شاداب
کا ظہور شہزادہ سیر کنان بارہ دری مین آیا بادشاہ طلسم نے وہان ایک حجرہ مقفل کو وا کیا اندر اُسکے بالکل اندھیرا

تھا شہزادہ نے لوح کو بلند کیا روشنی پیدا ہوئی دیکھا تو اُس حجرہ میں دہنہ نقب ہے یہ دونوں شخص دفعۃً زر اُس نقب میں سمائے اور غلطان و پیچان دیر تک چلے گئے جب دم سے باہر آشنا ہوئے ایک قصر رفیع و عالی میں گذر ہوا اُس قصر میں صندوق پر از مال طلسم تھے شہزادہ نے فرمایا کہ انکو نکلواؤ بادشاہ نے کچھ افسون پڑھا کہ ہزارہا ساحر جا بجا اس مال کا گوشہ ہائے قصر سے پیدا ہوا اور تمام مال طلسم کا اٹھا اٹھا کر باہر لے جانے لگا بیس ہزار عرادہ زر سرخ و سفید کے اور پچیس ہزار صندوق جواہر کے اور پچاس ہزار صندوق ظروف ہائے طلا و نقرہ کے اور چالیس ہزار خفتان مرصع کار اور دنگل ہائے زرنگار اور کرسیاں مذہب و مطلا اور ساز و یراق اسپان وغیرہ اسمین سے نکلا وہ سب ساحروں نے تختہائے سحر پر لاد کے دارالامارۃ میں پہونچایا اور بادشاہ طلسم شہزادہ کو لیکر باہر قصر کے آیا اور تخت سحر پر بٹھا کر روانہ ہوا بسبب شکست ہو جانے مرحلہ جات طلسم کے راہ نزدیک ہو گئی تھی شاہ اُسی باغ میں کہ جسکی بارہ دری میں تلوار برق کردار لٹکتی ہے اور پاس آنے والے کے ڈونگ کشے کرتی ہے شہزادہ کو لایا اور کہا بادشاہ طلسم نور افشان کی ایک امانت اس طلسم میں لوح رکھی تھی اور شہنشاہ طلسمات افراسیاب جادو کی یہ تلوار امانت ہے اور اسی وجہ سے راہ جیرے طلسم کی تہخانہ سے مقرر کیگئی تھی کہ جس راہ سے حضور گئے تھے فی الجملہ اسی تلوار سے قضا سیماب کی ہے آپ لوح میں ملاحظہ فرمایئے جس طرح یہ تلوار ملسکے حاصل کیجیے اور اس نابکار کو ماریے شہزادہ نے لوح کو ملاحظہ فرمایا معلوم ہوا کہ یہ اسماء الٰہی پڑھ کر دم کر تلوار اتر آیگی شہزادہ نے اسماء مقدسہ پڑھکر تلوار صاعقہ خصال سقف سے چھوٹ کر گر پڑی شہزادہ نے یا علی مدد کہہ کر اُسپر قبضہ کیا کبھی ایسا تیغہ نگاہ ■ سے نہ گذرا تھا نظر کا اسپر ٹھہرنا دشوار تھا وار اُسکا اجل کا وار تھا ہزاروں معرکے مارے ہوئے وارے نیارے کیے ہوئے **نظم**

ہم پلہ برق عالم افروز　■ برق کہ خرمن عدو سوز　گردش میں جو روز آسمان ہے
اس تیغ کے واسطے فسان ہے　ڈور ہے کہ تار دام صیاد　ہو جس سے نہ مرغ روح آزاد

شہزادہ اُس تلوار کو پاکر نہایت خوشنود ہوا اور ہمراہ بادشاہ طلسم بیحر کردار الامارۃ میں آیا اور مال طلسم بار کرایا کئی لاکھ کا لشکر ہمراہ لیا مرکب تازی نژاد پر سوار ہوا تیغۂ طلسمی غلاف پُر زر میں کر کے زیب کمر کیا بادشاہان طلسم اور شہزادیاں ہمراہ رکاب ہوئیں اور طلسم کی حد تک پہونچانے آئیں یہ مجمع بہ شوکت و جاہ بڑی حشمت و رفعت منزل کے چلا کہ آگے آگے فیلان فلک شکوہ کی قور اور شتران بغدادی کا انبوہ بلبلانے کا شور اسپان تازی و عراقی وغیرہ پہ جوانان رستم شوکت سوار بعد اُن کے پیادوں کی قطار ساحر تختہائے سحر اور طائر و فیل و اژدر پہ رواں قرنائے جنگی کا شور ترسانندہ جان یہ کیفیت نمایاں کہ **ابیات**

دردو دشت وکوہ و بیابان سنان　عنان تافتہ سر بسر و رعنان　ہمید ون پیادہ بس نیزہ دار
ابا جوشن و تیر آہن گذار　لبس پشت شان زندہ پیلان کوہ　زمین از پئے پیل گشتہ ستوہ
و درفش خجستہ سپاہ سیاہ　ز کوہ بر درخشان بگرد ادراہ　زدیگر کہ کوس سلیخ و سیاہ
گرانمایہ اسپان و تخت و کلاہ　تجو نید شہر و برآمد خروش　تو گفتی ہمی کر شد از نعرہ گوش

جہان تیرہ گون شد زگرد آفتاب	تو گفتی جہان غرق گشت اندر آب	روان گشت تورج بایں فر و جاہ
سوئے فوج اسلام بگرفت راہ		

یہ شہزادۂ کیوان کلاہ تو روبراہ ہی مگر شمۂ حقیقت سیماب بکفر بنیاد بیان کی جاتی ہے کہ ایک روز لشکر لقا میں ٹھہر کر جب دو سہ کردن وہ وقت آیا کہ سیماب بروز تمازت آفتاب سے اُڑ گیا اور عروس دہر نے سیماب مہر کا کشتہ بنایا آئینۂ ماہ پر پارا چڑھا ۔ نظم

ستاروں کا جو ہیٹا شب کے زیور	دکھایا مہ نے آئینہ پھر آکر	ستارہ کہکشان کا خوب چمکا
لیا رستہ سپاہی نے عدم کا		

شام کے ہوتے ہی سیماب نے طبل جنگ بجوایا ہرکارے لشکر اسلام کے جنگل سے بدل اس جگہ حاضر تھے قاصد ہوئے کہ خبر طبل جنگ بجنے کی امیر سے جاکر عرض کریں مگر بختیارک کی باتیں سننے کو ٹھہر گئے کس لیے کہ وہ سیماب سے کہہ رہا تھا کہ آج تک میں نے روک کر تمکو زندہ رکھا اب آج کی رات تم پر بھاری ہی عیاران لشکر اسلام مار ڈالینگے اور اگر رات کو بچ گئے تو صبح کو حمزہ زیر تیغ کریگا یہ کلمات سنکر سیماب نے جواب دیا کہ ملک جی میری قضا ہی خدائے باختر نے پیدا نہیں کی یہ کہکر اپنے منہ پر دو تین بار اگر سنہ پاش پاش ہو کر پارہ پارہ چھلک کر بھر لگیا اُسنے کہا جناب کوئی ہزار بار مجکو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے لیکن کچھ ضرر مجکو نہ ہو بختیارک شیطان یہ حقیقت اس بے ایمان کی دیکھکر بہت خوش ہوا اور عیاران اسلام بہت ترسندہ اور غمگین ہوکر وہاں سے روانہ ہوئے اور سامنے بادشاہ عالیجاہ کے ایستادہ ہو کر بعجز انکسار ادب یہ قطعہ دعا و ثنا میں زبان پر لائے ۔ قطعہ

وارث ملک جانتے ہیں تجھے	گیو و گودرز و بیژن درّہ نام	رعد کا کر رہی ہی کیا دم بند
برق کرتے رہا ہے کیا الزام	تیرے فیل گران جثہ کی صدا	تیرے رخش سبک عنان کا خرام
فن صورتگری میں نہیں اگر ز	گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام	آگے منظر وب ہے کے سر دش سے
کیوں نمایاں ہو صورت دغا		

ایک ساحر اس طرح کا آیا ہو کہ جب اسکو قتل کرو تو پارے کی طرح ملجاتا ہے آج اُسنے طبل جنگ بجوایا ہے یہ لشکر کنارہ ہوئے اور بادشاہ نے جانب امیر دیکھا آپنے امیر بغتر چالاک بن عمرو سے ارشاد فرمایا کہ خدائے بزرگ ست ہمارے لشکر میں بھی طبل سندی پر چوب پڑے چالاک نے دست بستہ عرض کی کہ اے آقای نامی خدائے عزوجل جب اس ساحر پر مظفر و منصور فرمائے تو مجکو رخصت طلسم ہوشربا میں جانیکی دیجیے گا کہ میرا دل پدر بزرگوار کی خدمت میں جانے کو بہت چاہتا ہے امیر نے فرمایا کہ میرا بھی دل لگا ہوا ہی محبت نامہ اپنے دوست کو لکھدونگا اچھا بعد فتح اس جنگ کے خواجہ پاس جانا القصہ داستان گو نے بیان کیا ہو کہ جب جنگ دو کو چالاک نے مارا اُسوقت امیر سے رخصت طلسم مذکور میں جانے کے لیے مانگی امیر نے خلعت عنایت کیا محبت نامہ بنام خواجہ لکھا کہ عرصہ سے تمہاری خیریت نہیں سُنی دلکو تردد ہی بخدا امید قوی ہے کہ کفار اہل طلسم پر بہت جلد نگہ فیروزی عنایت فرمائے کہ زمانہ مہاجرت بسر ہو تمہارا قدم یہاں کے چالاک یہ نامہ لے رخصت ہوا لیکر چلا مگر حیران طلسم میں جانیکا راستہ ڈھونڈھتا ملا نہ ناچار واپس آیا اور فکر کرنے لگا کہ کسی ساحر کے ہمراہ جاؤں ان حال کس سے جانے کا سیاق کیا جائیگا اسنے اپنی عرض کرسی یہ کہ جملہ عمرو کے بیٹے کی

بارگاہ سلیمانی میں ہوا ور عمرو اسکو اپنا قائم مقام کرکے اُس کرسی پر بٹھا گیا اب اُسنے بھانجے کو خواجہ کے یعنی
ابو الفتح صفہانی کو اس جگہ قائم مقام کیا ہو مگر ابھی تک آپ لشکر میں موجود ہو چنانچہ آج حسب الارشاد دہم نقار
خانہ میں ابو الفتح کو جانشین ہو کے لے آیا اور کرسی حسبی بچا یا واروغہ نقار خانہ نے نذر دی وہ خواجہ عمرو کیلیے جمع کرلیا
خلاصہ کلام جب صدائے طبل حرب بلند ہوئی دلاوران عرصۂ شجاعت وشہامت خبردار ہوے بادشاہ نے دربار
برخاست فرمایا سردار اپنی اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلے اُنکے سلاح و اسلحہ فقیبون کی صدا بلند ہوئی آئینۂ تیغ پرصیقل
دوچند ہوئی صدائے قرنائے جنگی مرآت خاطر شجاعان کیلیے گویا قلعی تھی کہ رنگت جرأت کی صورت نظر آنے لگی آئینہ
خانہ آہن زمین عروس جلاوت جلوہ دکھانے لگی عشق شاہد دلاوری میں ہرایک سیماب وار بیقرار جان دینے پر تیار صبح
کا ہرایک کو انتظار کہ کہیں زنگ ظلمت شب آئینۂ سحر سے دور ہو صبح کا نور ہو تو آئینۂ شمشیر میں جلوۂ عروس ظفر
نظر آئے بہادروں نامرد کی قلعی کھل جائے جوہر آئینہ آئین شجاعت دکھلیں چشم شاہد ہمت کے اشارے دیکھیں کہ کون
حرکت تیغ کے روبرو منہ پھیرتا ہوا اور کون ہمیں مسکر آئینہ اہو القتنہ درست فرما ہو کس کے آئین تیغ میں صفائی ہو رنج
اسکو برکس پر آفرین خوان آئی ہو کون فولاد دل ہو آئینۂ شمشیر سے بشاش ہو کر کون مقابل ہو کل مقدمہ نام و ننگ
آئینے زخیر صفائی ہو کسیکے چہرہ پر کدورت کا زنگ ہو غرض آئینۂ تیغ و خنجر کو جلا دینے لگی نامردوں کو چہ ماسی ہوئی کہ
غیرت فقرین منہ در منہ کرنے لگی ہیں ہے شش شاہد طنازہ کرشمہ سنج آئینہ خانۂ عالم میں ٹھنسنے لگے تبرزہرہ گلنے لگے چہرے
لیے نامردوں کا منہ چھپا یا ہر روہ غیرت دیکھا بنا یا سپرین آئینہ تیغ خنجر سامنے رکھکر بالیان اپنی سنوارنے لگیں تیوری
اپنے دیکھنے بھالنے لگیں جو تلوار صفا کر سپر پر بہادر نے رکھدی آئینۂ خیال کو حیرت ہوئی کہ قبضہ میں ملک زنگ تھی
اب وہ جلب ہو اطرف باہر ا ہو امقام تعجب ہے ہلیلے حلقہ حلقہ موصورت جنگ سواروں کو حیرت ہو کہ آئینۂ خیالی پر
سمان رنگ کمان تک گذارش ہو چار پہر رات یہی نقشہ رہا جبکہ قدم صبح صادق شب آئی صورت دیکھی نظر
آئی تیغ سحر صیقل ہو کر مصفا ہوئی خنجر آفتاب نے روانی دکھائی کہ نظم

اس ہنگامہ میں مطلع صاف آیا	سحر کا آئینہ شفاف پایا	سفیدی چھا گئی روئے زمین پر	موذن نے کہا اللہ اکبر

امیر طاعت رب قدیر میں مصروف تھے کہ سپاہ اسلام جل کے بادل بادل امبوہ گروہ بیرق بیرق قدم بقدم
سنجی ہلالی فوج ظفر موج جانب میدان جنگ روان ہوئی سردار افواج کو روانہ کرکے دردولت بادشوکت سلطان با کرم پر آئے
ابو الفتح نے بیعت اقدس امیر ذیشان پر سجدہ شکر بجا لایا آمین کہی امیر نے سجادہ بچھایا اور صندوق اسلحہ طلب کرکے تبرک
انبیا علیہم السلام زیب جسم فرمایا اور باہر برآمد ہو کر تشت اشتر کر خانہ منور اور ذوق شاہ خاور بنایا جلوخانہ میں جلوس
کے تشریف لائے سرداروں نے آداب عرض کرکے اٹک ٹھہرے کہ ایک پہرہ محل کی ڈیوڑھی کا چرخی پر تھی جلوس سواری کا
نکلنے لگا کھولنے بلوروں کنٹل پرواز نیرون سے کنگل پرواروں نے بیچلالی نقرئی جھنجھنا چھنکنے لگے عود و عنبر
لے کنیزان محل سے طفلان حور دیدار لیکر آگے بڑھے نواب ناظر خواجہ سراہتمام کرتا ہوا نکلے کمانیان جو جن میں بجری
اترا تیان ہوا وار کاندھے پر لیے ظاہر ہوئیں حضور عالم کہا رجو تخت لیے استادہ تھے اس مرصع منظر پر ہوادار

وسط میدان میں آیا اور للکارا کہ اے فرزند مقرب درگاہ خداوندی آؤ اور جام شربت مرگ میرے ہاتھ سے پیو اس ہیبت کو دیکھ کر بادشاہ کی نگاہ صف دست چپ کی جانب اٹھ گئی اس صف سے شہزادہ رستم پیلتن و پیلفگن کشندہ قویل و دو دیل ہندی قاتل کپتان فرنگی ابن حمزہ صاحبقران زیب و زینت بارگاہ سلیمان علمشاہ نوجوان نے فوراً اسپ بالا کبود کو پرے سے نکالا اور سامنے بادشاہ کے مرکب سے اتر کر اجازت جانبازی طلب کی بادشاہ نے جام کلاہ عزت پر رحمت فرما بخلعت دیا فی حفظ اللہ کہکر رخصت کیا شہزادہ موصوف جست کرکے پشت باد پا پر اپنے پہونچا اور گھوڑا اڑا کر چلا فرنگیون نے ارگن بجایا سرداران شہزادہ کے ہمراہ رکاب چلنا چاہا ہر ایک کو تشفی دیکر روکا اور آپ سامنے اس تیرہ درون حریف کثیف کے آیا اور طالب ضرب ہوا اس جادوگر نے بغیر سحر کے سجے دکھانے کو ایک ہاتھ تلوار کا شہزادے پر مارا اس نے اور کے شمشیر کپتان نیام سے لیکر کمر کو جا کر سر پر ہاتھ لگایا کہ اس ساحر کے دو ٹکڑے ہوئے لیکن بدستور قدم جم سکا پھر ملگیا اور غضبناک ہو کر تھوڑی سی پڑھکر ہاتھ اونچا کیا ایک بجلی تڑپکر گری دونوں لشکر کے لوگوں کی آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھ کھلی دیکھا کہ شہزادہ علمشاہ کے دو ٹکڑے پڑے ہیں یہ دیکھا امیر جناب ہوئے بادشاہ نے کف حسرت ملا سرداران لشکر بے اختیاری سے زبان پر لائے کہ افسوس القاسم

کرنا محفوظ ہوتا ہے جو کچھ دم	نہیں دنیائے فانی گھر کسی کا	بدلتا ہے سدا یاں رنگ جی کا
نہیں رہتا کبھی قائم کسی کا	نو برسوں سے برابر کاوش غم	زبان مرگ ادنیٰ ہو کہ اعلیٰ
عزیزو قاسم باسب سے جدائی	وہی و نہ گز کفن اور گوشہ خاک	سوا اسکے نہ دولت اور نہ ادراک
	فقط کنج لحد سے آشنائی	

جب لشکر میں زیادہ کہرام ہوا امیر منع ہوئے اور فرمایا ہنگام جہاد صبر لازم ہے جزع و فزع سے کفار زیادہ تر شاد ہو جائینگے اسی گفتگو میں سیماب نے پھر مبارز طلبی کی ابکی شہزادہ قاسم نے گھوڑے کی باگ لی اور شاہ سے اجازت لیکر سامنے ساحر مذکور کے گئے ہنگام ضرب ساحر دو ٹکڑے ہو کر ملگیا اور بجلی گرا کر اس شہزادے کے بھی دو ٹکڑے کیے غرض لشکر اسلام میں برپا ہوا اور خوف غضب سے سرداران روم و فرنگ و خاور کہ باجمعیت شہزادگان والا درجہ کیے بعد دیگرے سامنے اس بد باطن کے جانے لگے مگر ظفریاب نہ ہوئے سب اسی طرح دو ٹکڑے نظر کیے امیر نے خود قصد مقابلہ کا کیا لیکن خواجہ بزرجمہر نے روکا کہ جنگاہ میں آگر منت پذیر ہوئے کہ یا امیر آپ بھی لڑنے جائینگے تو یہی حال ہوگا اسلئے کہ یہ طلسم بند ہے اگر سحر ہوتا تو اسم اعظم سے باطل ہو جاتا اسم اعظم پڑھنے کو کوئی طلسم درہم اور شکست نہیں کرسکتا امیر انکی منت کرنے سے ٹھہر جاتے ہیں عزیزون کا رنج و غم کھاتے ہیں اس مقام پر بھی صاحب وفر نے لکھا ہو کہ سیماب شام تک سرداران کو قتل بار گشت بجا کر پھر جاتا ہی اور دوسرے روز پھر لڑتا ہو پانچ چار روز کی میدان داری میں بہت سے سرداروں کا نام لکھے جاتے ہیں چنانچہ اس ہیچمدان نے جنگ ہر روز کی تشریح وار نہیں لکھی لیکن ایک سطر کا مضمون تھا داستان گو بیان کو اختیار ہی خواہ آسمان جتنی چاہے بیان کریں آمدم برسر مطلب آج کی جنگ میں فرزندان حمزہ قتل ہو رہے ہیں بختیارک نہایت خوش ہو کہ تم ہو کہ بلند و نہ لحد کو کو دو سمجھا ہے گا ایسا انکو ہاتھ سے جیدہ گر اللہ علیہ

ہو جائے آج لشکر بندگان مغضوب کا خاتمہ ہے لقا بھی قہقہے مارتا ہے اور کہتا ہے کہ ما بدولت کو آج ہی تو غصہ آیا ہی
اب تقدیر ان بندوں کے غارت کرنے کی بہت مستحکم کی ہے اور سنگ غضب کے نیچے دبی ہے یہ کسی طرح نہ بچنے کی ادھر
اہل اسلام بیچارے شکستہ دل جب مقابلہ ساحرین آتے ہیں قتل ہو جاتے ہیں مگر ہمت نہیں ہارتے برابر لڑنے آتے ہیں اور
لقمۂ جان دیتے ہیں رات بھر کے جاگے دولہا عروس مرگ سے ہمکنار پڑے سوتے ہیں جسم تک خاک و خون میں بھرے پوشاک
شہانا زیب جسم کیے فلک کی گردش سے جنبان یا بشکل آسیا دانایان شجاعت کو دانہ کی طرح اسنے پیا دمیں خاک
بسر درخت نبی پوش سراسر نخل غم برگ اشجار کف افسوس اہل ماتم لشکر اسلام میں تلاطم جھنڈے لپیٹے زن سوگوار
بال کھولے نقارے سر پیٹتے جھانجھ کف افسوس ملتے سردار گریبان چاک گھوڑے تھے بجتے پلٹنیں رسالے
بے افسر دل کے بجا گئے برآمدہ محلات مخدرات میں اس خبر کے پہنچنے سے عورتوں کا پیٹنا کوئی فراق شوہر میں ہی ہی
میرا وارث گھر بار والی نوچتی کوئی یاد بیٹوں میں ہائے میرا بچا کہاں منھ پر طمانچے لگاتی ہزارہا عورتوں کا حلقہ باندھ کر بال کھولکر

اور نوحہ و زاری کرنا۔ ابیات

کوئی بولی چھپے تم کب سے اے ماہ | کوئی بولی کہ آ پیارے کہاں ہے | مری آنکھوں سے کیوں اب تک نہاں ہے
جہاں کس کو دے گا روح سلطان | کہاں ڈھونڈھوں کدھر جاؤں میں ہائے | بجا لے گی یہ مادر کس کو اے جان
غضب کیسا ہوا کیا پیش آیا | حجاب خاک میں تم سوئے دلدار | لحد تیری کریں ہم آہ تیار
| جو لے رب انکو دنیا سے اٹھایا |

جب فرزندان حکیم بزرجمہر نے یہ تلاطم دیکھا سمجھے کہ ہم کب تک امیر بانوقیر کو بچائے ہوئے یقین ہے کہ امیر بھی رنڈ نے جائیں اور اسی آفت میں گھریں اب قافلہ
گم کردہ راہ ہوا جاتا ہے یہ باغ دست برد خزاں سے تباہ ہوا جاتا ہے پس مضطر ہو کر زائچہ کشی پر مائل ہوئے اور قرعہ
پھینک کر دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سردار جو قتل ہوئے ہیں کشتہ سحر ہیں وہ بجلی چلتی ہے اور انکو جھپکتی ہے اتنے ہی
عرصہ میں سردار کو ساحر اٹھا لیتے ہیں اور کاغذ کا پتلا ڈال دیتے ہیں جو سحر کی وجہ سے افسر کی شکل نظر آتا ہے اصلی سردار
قید ہو جاتا ہے اب زمانہ فتح ہونے لڑائی کا بجانب مسلمانان قریب ہے کفار کا لشکر شکست نصیب ہو زائچہ سے یہ معلوم
کر کے خدمت امیر میں آئے اور جملہ کوائف معرض بیان میں لائے امیر نے شہزادہ کرب کو دارغہ بارگاہ سلیمانی ہے
محلات میں بھیجا کہ شہزادۂ مذکور نے ہر ایک بی بی کو تسلی دیکر وہ نوحہ و شیون موقوف کرایا اور یہاں بادشاہ اسلام نے تاج
اتار کر جانب قبلہ رخ کیا اور مناجات بدرگاہ کبریا ہو کر بعد تضرع و نیاز استغاثہ کیا کہ اے خلاق ارض و سما ہمکو اس

بلا سے بچا کہ بموجب **نظم**

کہ اے برتر از دانش و ہوش و رائے | سپہدار و گردن کشان آن زمان | گرفتند زاری سوے آسمان
بہ بیچارگی داد خواہ تو ایم | نہ از جائے و د رو نہ ہر جا بجائے | ہمہ بندہ بر گناہ تو ایم
تو باشی بہ بیچارگی دستگیر | ز افسون و از جادوے برتری | جہاندار و بر داوران داورے
ندارم جز نو کسے را بکس | توانا برابر آتش و زمہریر | از این سختی با ما تو فریاد رس

سہام استغاثہ نشانہ مراد پر ہو گئے یعنی دشت کی جانب گرد اڑی ایسی کہ تیرہ
تھی کہ کاخ افلاک تک نہ دیا بان گلی لگی تھی رعب مہر چھپ گیا عیاران لشکر اسلام خبر لینے دوڑے اور بختیارک

ہاتھی پر کھڑے ہو کر پکارا کہ ہائے زمین درد ہونے لگا یہ خداوند تقدیر بننا چاہتی ہے ذرا دیکھئے تو یہ گرد کیسی اُڑتی آتی ہے یہ کہنا ہی تھا کہ یکایک دامن گرد شگافتہ ہوا اور کئی سو فیلان جنگی جن کے سونڈون مین بندھے ہوئے تھے ظاہر ہوئے لشکر نشان کئی لاکھ فوج کے اُنکی پشت پر چلے ہوئے پیچھے اُن کے ساحران نامی طاؤس و ہنس پر سوار جادوگر نیزہ وضعدار بیشمار پیدا ہوئین پھر ستے آبیاشی کرتے گرد و غبار پھیلاتے رسالے کے سوار گھوڑے اُڑاتے پیادے اپنا عظم و شان دکھاتے نکلے لشکر کا آنا اور اُسکا کرو فر کیا بیان کیا جائے دم تحریر کمیت قلم کا پا لنگ ہے کثرت مضامین سے عرصۂ قرطاس نہایت تنگ ہے یہ شوکت و شان تھی کہ خلقت انگشت بدندان تھی نظم

کسے از یلان خویشتن راندہ بود
ہمہ زنگ زرین و زرین جرس
ہمہ طوق زرین و زرین کمر
سپہ بود چندان کہ دریائے روم
دگرگونہ جوشن دگرگون کلاہ
برا از خاک شد چشم کام و سپہر
درخشان بکردار دریائے نیل

ز بانگ تبیرہ زمین و سپہر
کہ اندر جہان آن ندیدست کس
ہمان چتر کز دم طاؤس زر
از ایشان نمودی چو یک مہرہ موم
ختائی و چینی و سقلاب ہند
تو گفتی بقیر اندر اندود چہر
نشستہ بران تو یج نامدار

جہانی فند بگرد اندرون ناپدید
بلرزید و از ایشان ہمہ بید صد
ہمان افسر پیلبانان بہ زر
برو بافتہ چند گونہ گہر
کشانی و شکنی و ہری سپاہ
کمانی و نخری و رومی و سند
ز لیس تخت فیروزہ بر پشت پیل
بدست اندرون تیغ آہن گذار

اس سپاہ نے قریب جنگاہ آکر ایک طرف صف کھینچی اور شہزادہ تو یج مرکب پر سوار ہو کر بڑھا امیر اور بادشاہ کو مجرا کیا چاہتا تھا کہ قریب تر جائے اُسوقت نقیب مبارز طلبی سیماب کو شنود ہوئی ہر چند کہ آمد شہزادہ دلاور دیکھ کر بختیارک نے لڑنے سے منع کیا کہ ضرور اسمین کچھ بھید ہی جب تو نبیرۂ حمزہ وقت پر پہونچا ہے مگر سیماب کا جو غضب جوش مین تھا اُسنے کہنا شیطان کا نہ سنا اور مسلمانون کو طلب کیا شہزادہ دلاور مرکب اُٹھا کر روبرو اُسکے پہونچا اُسنے نظاہر تیرو تبول شہزادہ پر مارا اس دلاور نے رد کر کے تیغ طلسمی نیام سے لیا اس تلوار کو دیکھ کر وہ کبھی گھبرایا مگر شہزادہ تیغ علم کر چکا تھا سر کو بچا کر کمر پر جو ہاتھ مارا اُسوقت یہ ماجرا نظر آیا کہ عکس تیغ پڑتے ہی وہ چو پارہ کی طرح سارا جسم اُسکا معلوم ہوا تھا وہ باقی نہ رہا آتش خشم طلسمی نے پارہ کے خول کو جسم پہ سے اُڑا دیا اصلی جسم لبان قیر سیاہ ظاہر ہوا اسپ نکالا رے کہ مار سیاہ کیچلی سے باہر نکلا ہے غرض تو کمر پر شہزادہ کا جو چلا تھا اُس لشکر جبار رسال خوردہ کے جسد نا پاک کے دو ٹکڑے ہوئے اور غلغلۂ قیامت جو بلند ہوا بیرون نے غل مچایا کہ مارا سیماب جادو کو آندھی سیاہ آئی پتھر گرے اُسکے تن نجس کے بہم نہوئے لوح وتن مین جلائی ہوئی فوج ساحران یہ حال دیکھ کر شہزادہ پر ٹوٹ پڑی اسطرف بختیارک نے ایک دو ہتڑ لقا پر مارا کہ مسخرے مین کیا تھا اسقدر کیوں سنبھالے رکھنا کیا بوجھ تھا جو تجھ سے رکھا نہ گیا تقدیر کو الٹا ہو جانے دیا چالانا بائے داری بگڑ لقانے غصہ مین آکر فوج کو ایسی للکار اسپہانی باختری کرہی وغیرہ تیغین کھینچ کر چلے پھر تو امیر بھی اسم اعظم پڑھتے ہوئے ضرب سلیمانی کھینچکر اشقر کیا دوڑا کر چلے تو ساحر مذکور کے مرتے سرداران اسلام جو مقید ہوئے تھے اور لشکر ساحران مین اندر خیمہ کے قید سے چھوٹ گئے اور قید آہن توڑ کر باہر نکلے تھا ہمان مرتے ہی ساحر کے ایسے جو اس تھے کہ رو بوار لائے اور

افسران تہمتن نعرہ رعد آسا بلند کر کے غلغلہ اندازہ جگر سے کھینچکر ایک طرف آ کر گرے اتنے سادیے ساحر برھکر پھر گیا اور دلاور سے دلاورنا رنج ترنج ناریل کی ہر سمت بوچھار ہوئی کلوا جیرن کی پکار ہوئی بیرون کے غل نے رعد کا دم بند کیا شیون کی برق صفت چمک نے دیدۂ دل کو بند کیا عاجز دستمند کیا دلاوران نے آب تیغ کی روانی دکھا دی لرزہ ہستی دشمن بہادی آ ہوے دلیران وانگ سپاہ فلک چارم سے گذری بہرام کو دہشت خانہ ہوئی کہیں گرز کسی جا تیر کہیں نیزے کہیں خنجر کسی سمت شمشیر چلنے لگی صداے فشافش بہ تیران و چقاچاق شمشیران بلند ہوئی تیغ کے جوہر کھلے مرد و نامرد کی حقیقت کے دفتر کھلے کتاب زندگی تہ ہوئی خامۂ اجل نے بعض کے چہرہ پر صاد کیا بعض کو نقطی بنایا قرطاس حیات میں جز جزو فنا کچھ اور لکھا نہ پایا اجزاے پریشان اعضاے تن نغز نے مجموعۂ ہوش و خرد ابتر تھے اوراق حیات مثل ورق گل باد خزان تیغ سے برباد ترک بے ترک صفحۂ ہستی ترتیب سے آزاد کلک شمشیر نے مضمون زندگی اطل و مہمل سمجھ کر مثل حرف غلط کاٹ دیا شیرازہ بند فنا نے رشتۂ جان توڑ دفتر ہستی کا جز جز بانٹ دیا عدو کی زندگی پر حرف آیا نوشتۂ تقدیر مٹا تھا بموجب سطر کتاب حیات کو غلط پایا کہانتک گذارش کیا جائے دم بھر میں خون کے دریا بہ گئے دشت لاشون سے پٹ گئے تیغ و خنجر کی جھنکار گوش کیوان و مریخ کے پار ہوئی تلوار مسلمانوں کی لبان شہپر دشمن شکار ہوئی مبارزوں نے جان لڑا دی یہ لوٹ مچی نظم

برامد ز ہر سوے لشکر خروش
زمین شد ز نعل ستوران ستوہ
ز گرد سواران در خشم تبر
کفن جوشن و ترک شستہ بخون
نہ با جنگ ادکوہ را جاے بود
ہمہ دشت بے تن سر انداختی

ہمی پیل رازان بدرید گوش
ہوا ہمچو ابر بہاران شدہ
نہ باید کہ داند کس از پاے و سر
ہمیرفت تورج میان دو صف
نہ باخشم او پیل را پاے بود
بیک زخم صد نیزہ کردی قلم

ہمی لرز لرزان شدہ دشت و کوہ
ہم این چنین تیر باران شدہ
بہار ز ہمہ زیر خاک اندرون
یکے تیغ ہندی گرفتہ بکف
ہر آنکہ کہ خنجر بر انداختی
خرد شان درو شان چو شیر دژم

امیر دلاور نے قلب لشکر میں پہونچکر علم ضلالت نسیم لقا سے لے ختم کو قتل کیا فوج کفار میں بھگدڑ پڑی سالوصیت مارے گئے باقی جانب طلسم بھاگے صبا سے جادو تماشاے جنگ دیکھنے آئی تھی وہ طریقہ رزم مسلمانان جانتی سے سیماب کے مرتے ہی رو بفرار لائی لقا جانب کوہ عقیق بھاگا مسلمانوں نے زیر قلعہ تک تعاقب نہ چھوڑا تیغ بے دریغ رکھکر لڑا خیام و بارگاہ کافران میں آگ لگا دی مال و خزانہ و بازار لشکر سب لوٹ لیا ہزارہا کافر بھاگتے وقت بھی مارا گیا آخر کو ہی د سنجانی وغیرہ بھاگ کر کوہ و دشت میں پراگندہ ہو کر متواری ہوے لقا افتان و خیزان اندر قلعہ عقیق کوہ مع بختیارک آیا کافروں نے در قلعہ بند کیا فیلبند دروازے سے توپ ماری امیر نامور زیر قلعہ پہونچکر اسکے سب دلاور شکار کے نکل جانے سے بگڑے چاہا خندق فرا کر کے قلعہ توڑیں مگر امیر مراجعت فرما ہوے شہزادہ تورج کو بیچ میں لشکر کے رکھکر زر نثار فرماتے ہوے بارگاہ میں آئے سپاہ نے کمر کھولی تورج سے ہر ایک بہادر ملاقی ہوا اہل تن سرداروں کے زندہ آنے سے خوشی ہوئی شاہ لشکر اسلام نے شہزادہ مذکور کے آنے کی خوشی میں اور فتح جنگ کی عشرت میں حکم جشن ہو جانے کا دیا اس عرصہ میں سپاہ ضیاے خورشید بھی روبفرار لائی خسر دلیل شاداں و فرحان بفتح و فیروزی داخل بارگاہ عالم ہوا نظم

بڑھی غیرت سے لہرانی ہوئی شام | ہوا خورشید پر احسان آرام | فروغ شمع نے چہرہ دکھایا
فدا ہونے کو ہر پروانہ آیا | دلوں میں آرزوؤں نے کیا جوش | ہوا اشرار کے عہد توبہ روپوش

یعنے سرداران ذی ہوش حمام کرکے بارگاہ سلیمانی میں زیب دہ کرسی زرنگار ہوئے رقاصان زہرہ پیکر و ساقیان
سیمبر ہوش و خرد سے بیگانہ بنانے لگے ناچ کی چھل بل دکھانے شراب کی چہل لنڈھانے لگے لشکر میں ہر سمت چراغان
کی بہار ہو وہاں لشکر کا نکھار آپس کی چہلیں ہر خیمہ بیابان عروس آراستہ ہر مقام پر جلسہ عشرت جما ہوا محلات میں خوشی کی
دھوم دھام گانوں کا اژدہام بارگاہ سلیمانی میں سرداروں کی مے پرستی باہم مذاق کرنا رقاصوں کا حسن بال رہا کوئی
لب جام کے بوسے لیتا کوئی ساقی کو دعائیں دیتا یہ جلسہ تھا کہ نظم

بہار وصل گل ساقی پھر آئی | دل توبہ شکن نے منہ کی کھائی | لگایا بے تامل لب سے ساغر
کیا احسان مینا پیر مغان پر | اٹھا کر رکھ دیا ایمان سر طاق | کہ خوش ہو شیخ بالکل اے شتاق
بنے تسبیح اب موج مے ناب | گردن شیشوں کو جائے سجدہ آداب | جو نوکر مانے تھے جو زہرہ پیکر
ہوئے حاضر وہ ساز رقص لیکر | سمان وہ رقص نے باندھا ہا ہا | کہ حیرت چھا گئی تھی آسمان پر

یہاں تو یہ جلسہ عشرت بصد مسرت ہے ادھر لقا کو ہر طرح کی کدورت ہے تلخ مینا میں جا کر آیا ہے نہ ناچ نہ
شراب ہے نہ گانا ہے ہر ایک کو بھی چپ اور غم چھایا ہے قلعہ میں مرگ عزیزاں سے ہر سمت نوحہ گری ہے بجلی فوج
کوہ دو منزلے آتی جاتی ہے ہر سمت سے آواز ہائے کی آتی ہے لقا نہایت شرمندہ اور خفیف بیٹھا ہے کہ صبائے جادو
کا داخلہ ہوا اور اس نے آتے ہی خداوند کی بلائیں لیں اور کہا میں صدقے مزاج خداوند کس لیے رنجیدہ ہے ایسے
ایسے بندہ تیرے ہزاروں نہ رہے اور ویسے فدا ہو جائیں گے میں پھر شاہ جادوان کو نامہ لکھتی ہوں خداوند کی بلا سے گرے
ایک ایسی فوج طلسم سے آئیگی کہ بندگان خدائی کو زندہ نہ چھوڑے گی وہ خرس اسکی باتوں سے خوش ہوا اور پکارا کہ
خداوند نے یہی تقدیر کی تھی کہ سیماب کو اپنے مرنے کا ذر نہ تھا غرور کرتا تھا بس وہ مارا جائے اور ظلم ستا اور کوئی ساحر
زبردست آئے غرض بصلاح بختیارک نامہ لکھا گیا مضمون یہ تھا کہ یہاں سیماب بھی آکر مشتاق سیر بہشت خداوندی
ہوئے اب کسی ساحر زبردست کو ہماری مدد کیلیے اے شاہ طلسم روانہ فرمائیے یہ لکھ کر رات ہی کو پہاڑ پر رکھوا کر نقارہ
بجوایا کہ پنجہ نامہ لیگیا پنجہ تو نامہ کو لیکر گیا ساحرہ اور سلیمان وغیرہ نے بارگاہ و خیام و لشکر درست کر لیے فوج کو ترتیب
پذیر کیا خداوند کیلیے شراب کباب سامان راحت مہیا کیا لشکر اسلام میں شب بھر جلسہ عشرت رہا آخر وہ وقت کہ بادشاہ مہر
گنجینہ گردہر آخر شب خوشنود ہو کر لٹانے اور خورشید جب انجاب مینائے زر سے مالا مال نظر آیا روئے سحر خندان
دکھائی دیا نظم

جو نکلا شہسوار اسپ افلاک | جلائی دہر نے پھر مشعل روز | ہوا روشن چراغ عالم افروز
| اُڑے نالیوں سے نالے صورت خاک | ہنگام سحر بادشاہ عالم پناہ دربار میں

جلوہ فرما ہوئے اور حکم دیا انتظام لشکر کیلیے آج کا دربار موقوف کیا جائے تاکہ سردار و سپاہ شب بھر کی جاگی ہوئی
آرام کریں ہنوز کوئی حکم نہ دیا تھا کہ جوڑی ہرکاروں کی گردوں آلودہ پسینے میں غرق صحرا گاہ پر حاضر ہو کر آداب

بجا لاؤ اور عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ کیوان کلاہ صبح کو غلامان جانباز بالا دہی کے لیے کوہ و دشت کی جانب گئے تو یہاں سے پانچ کوس پر ایک صحرا میں گذر ہوا کہیں ایسا بیشۂ پر فرحت آگین اور وادی پر زینت آئین غلاموں کی نظر سے نہ گذرا تھا ایک پہاڑ کے دامن میں طرح طرح کے گل شگفتہ ہیں اور چشمے جاری ہیں پہاڑیاں رنگین و نقش گلہائے بوقلمون نظر آتی ہیں جانوران خوش الحان چشموں کے کنارے درختوں پر نغمہ خوان ہیں نہر دجلے کے کنارے اگلے بندھے بیان سرخاب بط و قرقرے بیٹھے کلیلیں کر رہے ہیں پہاڑ کی قاشیں سنگ سرخ و سبز کی بسر میوہ کی طرح بنی ہیں چیز با چیز ہوتا ہو معلوم یہ ہوتا ہو کہ وہ مقام کسی بادشاہ کی سیرگاہ ہو تھے وہاں سے ہٹکر جو اس بیشہ کا نام دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا کہ بیشۂ حیرت اس مقام کو کہتے ہیں غلامان جانباز کی نگاہ حیرت، تماشائے اس صحرائے پر فضا میں دنگ رہ گئی تھا ظاہر ایسا ظاہر ہوتا ہو کہ اس جگہ کچھ اسرار ہو باقی حال غیب سے آگاہ پروردگار ہو یہ کیفیت عرض کر کے ہرکارے کنارے ہو گئے اور امیر والا تدبیر نے بزبان ہدایت ترجمان از راہ پند و نصائح گلشن کلام کو یوں پر از گلہائے سخن فرمایا کہ نوجوانان شجاعت میں ضعیف کا کہنا بگوش ہوش سنکر حوالی میں اس کوہستان کی پر پیچ طلسمات و ساحران پر فن کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا ہے جو کوئی جائیگا آفت میں مبتلا ہوگا دیکھیے شہزادہ بدیع شکار کو گئے تھے آج تک آفت میں مبتلا ہیں فی الحال القائے بد خصال بھاگ کر قلعہ میں گیا ہو اور لڑائی موقوف ہو کوئی صاحب دم لشکر سے باہر نہ جائے خیموں میں آرام کیجیے میں آفت بن کر ہر ایک سرفراز کلمات ہدایت آیات امیر والا تدبیر سنکر خاموش تھا القصہ ہر ایک نے بجا لاؤ اور درست کہا لیکن شہزادہ ملک قاسم لعل خفتان جہان خونریز رضا ور سپاہ دل و جان حمزہ عالیجاہ اپنے مقام پر سے اٹھکر سامنے تخت ہدایت پناہ کے آیا اور دست بستہ عرض پیرا ہوا

نظم

اے شہنشاہ فلک سطوت و بے مثل و نظیر	اے جہاندار کرم تیرو بے شبہ و عدیل
تیرا انداز سخن شانہ زلف الہام	تیری رفتار قلم جنبش بال جبریل
تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر	تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل
ماہ نے چھوڑ دیا تیر سے جانا باہر	زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

آپ دل صفا منزل میں اپنے یقین کرے کہ ابھی جس امر کا مانع ہوا اس گستاخ نے وہی تذکرہ مجھ سے کیا اور قدم حد ادب سے باہر دھرا میں قسم خدائے پاک کی کھاتا ہوں کہ میرا عزم صمیم بشوق شکار پر جانے کے لیے آپ سے اجازت لینے کا قطعا نہیں لیکر لشکر ظفر پیکر نامدار جلیلہ الزمان ذی شان لشکر میں رہنا مجکو ناگوار ہو اب بعنایت بزرگانہ امیدوار ہوں کہ برائے چند روز اجازت یاب بہ صید افگنی ہوں ورنہ ترک کر ایسا ہو کہ میں قدم جانب بادیہ ممات بڑھاؤں حضرت امیر اپنا خاطر اقدس پر دھر جاؤں امیر نے یہ عرض شہزادہ ذی توقیر کی سنکر بہت کچھ سمجھایا مگر اُسنے نہ مانا اور اصرار از حد کیا اور کہا اگر مجھ خندہ زن ہوں گے کہ قاسم کو ایسا لبودا امیر سمجھے کہ صحرا میں جانے دیا امیر نے ناچار ہو کر فرمایا کہ تم ہر وقت مجھ کو کیا کوئی ہنسے گا ہر چند کہ دل میرا اجازت دینے کو نہیں چاہتا مگر تمہاری ہٹ نے مجبور کر دیا اچھا اے فرزند جو منظور رضائے رب عالم ہوگا لیکن یہ بات دو شب تا اسی اطراف میں شکار کھیلکر جلد چلے آنا تا نکر کیا سپرد خدائے جلیل کے ہر حال میں تمھارا وہی ہو کفیل دیا شہزادہ اس اجازت لینے سے مثل گل شگفتہ خاطر ہوا اور دربار سے اٹھکر بارگاہ میں اپنی آیا سرداران

صف جنگ کو اپنے یاد فرمایا سینہ شیر زبان شیر شکار و مالک ترک سفید جامہ و ترک توسن طبطاقی و مظفر خان بن بہرام
اخی سہمان و کنارہ بن اخی سہمان جنسیر و فرزند کے سوسو سردار ہمراہ رکابِ شہزادہ کے تھا اس خان خلوری و حسن خان
خاوری و فیروز خان خاوری وغیرہ ملنے آئے اور سامان روانگی کرنے لگے ستارہ بن عمرو نے پیش خیمہ شہنشاہ عالمیہ
بارکرایا بارگاہ طلسم افراسیاب پر ہمراہ چالیس ہزار سوار چیدہ روزگار ساتھ لاکھ کے لشکر سے ہمراہی منتخب ہوئے
قراول پہلے سیر شکار پکڑ بازی شکاری جانوران شکاری لشکر اسی وقت کوچ کر گئے باز و ارباب اور باقی پہلے دردولت پر حاضر
ہوئے جری زرمستی باشہ جرہ لگڑ جھگڑ پسند ہونے لگے موسی قیمال کے جوگلیاں ہمراہ لیجانے کا حکم ہوا جانوران جنگ
کے شکار کر چکنے کی کھونٹیاں انگوٹھی پر گھیں سگان تازی کی جوڑیاں ڈوری لیکر صوا کو چلے و اہل وارادام پر وریش
چڑیمار فیل ان گوشت بھینک کیا دسنے کیے دھنکے کی ٹیاں کندھے پر ڈالے رواتہ ہوئے ہاتھی جو شیر کو پھاڑ ڈالیں اور
چارخانہ کھینچ گئے ہودہ رزیں رکھے گئے لباس چرمی فیلبانوں نے پہنے دن بھر یہی سامان رہا جب صید گاہ عالم میں ہرنے
کی ستی ظلمت شب کی لیکر صیاد فلک چکر لگانے لگا اور رخ زرین دل ہرن سے صحرائے فلک چھوڑ کر بھاگا کہ ابیات

که اس عرصہ میں سلطانِ کواکب　　ضیا سے جسکی ہو شان کواکب
نظر آنے لگی کیفیت شام　　قدم فرسا ہوا مہر بہ آرام

رات کو لگا دل اور جھاڑ رسا ذ اور باغبان جو عجوبہ گلشن جہان کر دو
ہمراہ آرائش خیام و مقام ساتھ گئے جنہوں نے پانچ پانچ کوس پر خیمہ آراستہ کرکے نہر و چشمہ ہائے دشت
کے کنارے گلشن نگار بنا دیا فرش پر تکلف بچھا دیا کہیں جگہ ہوگئیں طعام لذیذ تیار ہونے لگا ہمایون شاہزادے نے
سلح خانہ کھلوایا تیر عمدہ چھانٹے گئے تفنگیں خوب رنگ جو خوب کاٹتی تھیں پسند خاطر ہوئیں شمشیر و دومہ ہندی
زرب کمر کی وہ وہ تلوار جوہر شکار رکھی تھے کی شب مثل خبار زر کالے سنگ پشت کا محرم ہو جائے پسند خاطر
دلاوران ہوئیں آ سمیں چلیں رہیں کرکی کمان کر جھا پیں شیروں کا مسکن ہو اسی طرف ہمارا کل بندوان زمین گیر
بندہ تو شیروں ہی کا شکار ہمیشہ کرتا ہو واللہ جو للکار کر بنام نید اللہ الغالب شیر کو نہ مارا تو تجھ کام نہ کیا بعض
کا مقولہ تھا کہ شیر سے تیندوا عزاز اچھا تاہم میں تو اسی کو ڈھونڈھ کر مارونگا غرضکہ وہ رات اسی حرف وحکایات
میں بسر ہوئی جھاڑیوں کا ذکر رہا کہ ہر جھاڑی موجب بستعلب ہے کوئی کہتا کہ پہاڑ کی گھاٹی میں جانے سے روح
دلاوران طلب ہے اسی گفتگو میں وہ زمانہ آیا کہ شہباز روئی سیمرغ لا اور خطوط شعاع سے دلم پر دوش

صیاد مہر نے فلک میں آ کر انظم　　ہوا مہر صبح کا شعلہ شرربا　　اڑا عنقا صفت رنگ شب تار
بہ تظلمین فلک پھر رنگ لایا　　نسیم صبح کا جھونکا پھر آیا　　صبح ہوتے ہی مہر سپہر صاحبقرانی

تکلمین بارگاہ سے طالع ہوا اور رخ زرین کو مرکب سبز رنگ و مہر جبین کے سمند رو روشن فرمایا سرداران سے خطوط شعلے
گرد اس نیر تابان کے روان چالیس ہزار سرداران جنگ پوش ہمراہ جو لیان نقارہائے نقرہ و طلا کی بجتیں

بہ علم و نشان کہ ابیات　　ہزار و صد و شصت خسرو پرست　　پیادہ ہمہ برقت زوبین بدست
ہزار و جبل مرد شمشیر داشت　　کہ وہباز بالا زرہ زیر داشت　　پس اندر روان ہنصد با زوار

چہ باشہ و چرغ و شاہین کار
بزنجیر ہفتاد شیر و پلنگ
بزنجیر زرین و ہان دو بخت

وزان پس برفتند سی صد سوار
بدیبائے چین اندرون بستہ تنگ
قلادہ بزر ہشت صد بود سگ

پس بازداران ہمہ یوز دار
پلنگان و شیران آموختہ
کہ در دشت آہو گرفتی بہ تنگ

فی الجملہ جب صحرائے سبزہ زار میں پہونچے جانوران شکاری کو صید پر چھوڑا شکار کا لطف مرغزار کی فرحت چشموں کی تراوت اور لہرانے سبزہ زار کی نزہت دیکھتے روانہ تھے کبھی چیتوں کو ہرن پر چھوڑا کبھی شیر ببر کو چھوڑا کہیں باز اڑا نشانہ تیر ہوا کبھی آہو بچا لاکی کمند میں اسیر ہوا شہزادہ اسی طرح اس بیشہ کی طرف کہ جسکا ہرکاروں کی زبانی حال سنا تھا چلا اور بیشہ حیرت پوچھتا ہوا آخر اسی وادی میں پہونچا دیکھا تو واقع میں ہرکاروں کی بیان سے اس جگہ کو دو چند عمدہ پایا قدرت کو نور غیبی کا جلوہ چشم تقدیر نے دکھایا دامن کوہ کے نیچے نہریں جاری اترا تی پھرتی او دباری پھر باجر تا فزا دکی روح کا حصہ نکلتا دامن کوہ پھولوں سے بھرا یا آغوش پر لبنا سے عاشق میں معشوق رنگین ادا ہر نہر کے کنارے فوارے چھوٹتے جسکو دیکھ کر روح محزون مزاجان پژمردہ رشحے فضائے گلزار سراپا بہار سو جان سے اس جنگل پر نثار طبقہ ارض پر بہار رنگ وہان قبلہ دلدار ہر طرح کے پھول اور ہر قسم کا میوہ فصل و غیر فصل کا نیند نہال پر ثمر و بار آور سبز رنگان وہر سے کہیں بہ ہر شاخ سے شاخ بدوش مستانہ یا ہم گلشتاق جانانہ عشق سیجان کی طرح باہم دست در گریبان کہیں جھاڑی مثل زلف خمکش و شکن مہوشان پر پیچ جسکے سامنے جوڑی سنبل چمن پر خ احضر کی بیج صبائے بہارین کا مستانہ پھر نادم لطف رفتار قمریان کے خرام پر جان خوش رفتاران بیدم کبک کو کبھی تیتر کے بولنے پر سودا زدگان محبت کی زبان لاہوتی طاوسوں کا رقص عجب طرح کا جھمکڑا برسات کی آمد گرمی کا جانا ہر جگہ چشمہ ہائے سرد کا لہرانا زمین پر فرش زمردین بچھا ہر شجر پر بلبلوں کا غنچہ رعنا ان سے بزم الفت ان کا ہاں مل جار پھر کتا قمریوں کی رغان خوش الحان کی طرح کا زمزمہ خوشبو سے گلو کی دشت مہکتا بلبل چہکتا مسافر خیال کا قدم بہکتا کبھی بجلی گر آتی کبھی بجلی چمک جاتی یہ بہار دیکھ بے ساختہ

دگرگونی کہ آمد مہ فروردین
ہمہ کوہ و ہامون پر از لالہ گشت
بزرگان بہ بازی بہ باغ آمدند
نشاد روان را بیار استند

بہار است گلبرگ رنگین زمین
ہمہ زاغ ہا بچہ پشت پلنگ
ہمہ میش و آہو برہ باغ آمدند

سر شنگ سار بر چون زاکشت
ازین بچہ و بانگ رومی بہ تنگ
نشستند و برسبزہ می خواستند

شہزادہ نے لب نہر بارگاہ آراستہ ہونیکا حکم دیا خیام ڈیرہ تو پہلے ہی سے آراستہ تھے شہزادہ گھوڑا اٹھا ایوان میں آکر ٹھہرا وہاں جھولے پڑے گئے لیکن چڑھ گئے باغبان کی لگ نے ناہید فلک کو بیکار کیا تھا معشوقان گل اندام پہلو میں آکر بیٹھ گئے محبت کے پینگ بڑھے زندبان جو سرداروں کی ملازم ہیں وہ ہر ایک کے ہمراہ جھولا جھولنے لگیں عجب طرح کا سماں بندھا اسوقت تھنگ دوپہر کا وقت آگیا تھا مگر وہ زمانہ بھی خالی از لطف نہ تھا بگولے بن میں بن بنکر اٹھتے تھے قامت پر شوخ طرار نظر آتے تھے تھنکتے ہوئے گرم کے گرم معشوق کا رنگ دکھاتے تھے جو مرد دشت کر گیا کسی خوش چشم کا رم کرنا یاد آگیا دشت میں دھوپ کا تھرانا تھا

باشاطۂ فلک عروس عنبر آلودہ آئینہ مہ سے فا دکھاتا تھا شعلۂ آرمش چمک میں مرات رخسار جانانہ تھا ذرہ ذرہ دن کی چمک سے ماتھا تاشا ہر زمین کا پر افشان تھا شہزادہ مصروف عیش و عشرت تھا کہ خاطر پر کدورت دہر کا غبار نکلا نیا ماجرا پیدا ہوا لشکر مرد گونی کی جانب گرد اڑی جب دامن گرد وغبار ہٹا سپاہ سے خاک ہوا دکھا کہ کئی ہزار زنگی آدم خوار مسلح و مکمل گینڈوں پر سوار آتے ہیں اور انکے سب کے ایک حبشی سیاہ تلے پر جلد ہو بالکل آنکھ نہیں وہ بدخو بے ایمان نطفۂ شیطان مردم آزار خدا نا ترس کا ہل و زبان شعار کیا ساتھ

گنہگار ریزد آبی و ناسپاس
کہ چشم خرد دشت آن دیو کور
چراغ خرد بیش منزش ببرد
کہ او دو جہان دشمن ایزدست

تن اندر نکوہش دل اندر ہراس
جہان گرچہ بینی و خواب و چشم
ز جان و دلش روشنائی ببرد

ستمگارہ دیو است باخشم و درد
دل آکندہ دارد ز تو گوئی بخشم
ہمیدہ ببینی مر او را بد است

وہ جبیت بھی گرگین پر سوار اژدہا پشت نہنگ گران وزن باندھے اندر ایک ہمراہی اسکا جلادی باد رنگی ہی پر لرگسے ایک ایک دیو خصلت چہرہ سے قزاقی ظاہر ہے جیسا ہی انسے اور وعدہ قیل سے خوب ماہر قامت جنگے دراز بیچ ہے کہ ہیبر فنی کی عمر دراز ہاتھ وزن ہیئت کی طرف کتا وطلاح دیو گردوں پڑھا ہوا لباؤں پر صرف ہمت و نامردی میں سرگرم رفتار ایک سمت کو سوار اور پیدل نیچے سطح ملتے بھکے ہیں ہوے چہرے انکے نظر آتے پیچھے تمومیں لگے سنانیں اچکنیں ترکش کے پردار تیروں سے بوجھوں کے کوم تکی باسینہ اور دبیب کا قوان عرضنگی سی شوکت و شان سے روان تھے اور پیچھے ان پر شعار فتنگی کی سو عورتیں بے مقنع و چادر شتران پر بحالت سوگواری بیٹھی چھوٹے چھوٹے بچے آگے انکے بیٹھے بال ان مکینوں کے زخم کھلے ہوے پیشانیاں انکی خاک میں بھری میتہ تازیانوں کی ضرب سے زخمی ہر ایک زن ماہ سیما و مہر طلعت آلودہ غبار بیچ میں ہیبت انکی ہاس و بکسی ہر ایک لب پر نالہ جابجا کسی نے طمانچوں سے منہ لال اپنا کیا تھا گل کو سرخ بنا دیا تھا لکوکی لبان تک گریبان چاک کئے تھی سر بغا کے غم سے ہر ایک نوحہ گر تھی

وضع یکساں نہیں ہے دور افلاک
نہیں رہتی کسی کی نوجوانی
جو بلبل ہو تو دیکھا نعرہ زن ہے
جہاں کے عشق کا انجام ماتم

بشر کو ایک دن جانا ہے خاک
اگر گل ہے تو کھٹکا ہے خزاں کا
اگر یہ گلشن ہی نہیں جائے وطن ہے
مجھے دیکھو ذرا ابھی سر [illegible] شاد

عبث ہے یہ بہار ملک فانی
بھروسا کیا یہاں کے میہمان کا
بشکل زلف یاں ہوتا ہے برہم
کیا اس آسمان نے خانہ برباد

وہ بیچاریاں آفت کی ماریاں تو شتر سے سر و نگر یبان تھیں گرتے تھے تھا اُن کے کلیجوں سے تھے اور باقی مانگتے خدا سے اماں لعین انکے رونے جو منتشا دیل تھے اُن سب بیکسوں کے آگے ایک زن خود برو شتر سوار تھی گر بال اسکے زنجیر جو کھلے تھے اور پھر انسب ان نظر آتا تھا بیچ کا فرق کا دھرا اتھا با ملک حاسد نگیں تھے کہ قبضہ میں آیا تھا آنکھوں سے جو سے زنگ اسکے ہی عاشق بھی باشنانا حسن برنگ باغبان گلستان رخ کیلئے مصروف آبیاری گریبان آنسہ کلیجا کی تھا یا آفتاب جلنے تشریح ہا دو گوت شعاع کی تھا ایک لڑکا پانچ برس کا سن بھولی صورت آمیدیں دیکھے دن گلاب کی پتی اسکے رنگ و رخ کے روبرو شرمندہ چہرہ دکھلایا ہو اس پر ہمہ گریا بیٹھا سہما ہوا آگے اس زن مہ سیما

کے بیٹا تھا اور وہ بیچاری مصیبت کی ماری برنگ ابر بہار گریہ و زاری کرتی اور یہ نوحہ پڑھتی نظم

کہ قسمت کا برا ہو گیا دکھایا
غریبوں سے عوض اسطرح لیگا
فلک کے شکر سے لب آشنا تھے
فریب آسمان چکر میں لایا
نہ قدرت ہے کہ مرجائیں بصد غم
ندامت خیز سلکے مدعا سے
نہ سمجھے تھے فلک یون داغ دیگا
لعین اُس سے بشکل لفظ باہم
شہزادہ قاسم نے جو اس نشاط ظلم

اور بندیان خستہ جگر کو ملاحظہ فرمایا تاب ضبط نہ رہی بزم عشرت سے اٹھ کر پشت توسن پر آیا اور پسر ابھی جلد جلد چوبون پر سے اُتر کر سوار ہوئے شہزادہ موصوف آگے بڑھ کر اس زنگی خیرہ سر کا سد راہ ہوا اور للکارا کہ باش او ظالم بیحیا اجل تیری قریب پہونچی ہے اب سنبھل اُس زنگی نے جو روئے زیبائے شہزادہ پر نظر کی قہقہہ مارا اور کہا اے طفل شوخ چشم تو ابھی منہ چومنے کے لائق ہے میرے ہمراہ چل کہ تجکو ساقی محفل بناؤنگا شہزادہ نے فرمایا کہ او بادہ گو ساقی مرگ تجکو ساغر بادۂ فنا پلائیگا زبان بند کر دست نامردی بڑھا دلیرون کے منہ پر آنا منہ چومنے کا مزہ دیکھ بیہودہ گوئی سے کیا حاصل ہے جب یہ کلمات اُس بانی جفا نے سُنے نیزہ پکڑ کر حملہ آور ہوا شہزادہ نے بند صاحبقرانی باندھ کر چند ہی طعن میں نیزہ اُسکے ہاتھ سے ہوائی کیا وہ کافر کبھی نیزہ آب ندامت میں ڈوبا کہ نظم

کہ آمد یکے دیو چون پیل مست
جہا بجوے بر جائے بفشرد پائے
بزد تیغ شہزادہ بر گردنش
کمندے بفتراک و نیزہ بدست
چو نیزہ نیامد بپرو کارگر
کہ تا سینہ ببرید جنگی تنش
چو زنگی بہ نیزہ درآمد ز جائے
بروے اندر آورد زنگی سپر
جب اس نابکار کا نیزہ ہوائی ہوا

شہزادہ نے تیغ لگائی کہ سر پہ بیچ کر حلقوں میں در آئی وہ ادھر کے ٹکڑے سے گرا فوج نے اُسکی یہ ماجرا دیکھ کر شہزادہ پر حملہ کیا اس طرف سے جوانان رستم شعار تیغہائے فر بار کھینچکر جا پڑے آب نور و ظلمت یکجا ہوئے دو لشکر ہم بھڑ گئے شب تاریک روز روشن پر چھائی کفر و اسلام میں لڑائی تھی رخ زنگی پر تیغ تیز کا پڑنا سپر پر شمشیر کا رکھنا نظر آتا تھا خون سرخ رنگ سپاہیون کے جسم پر عجب لطف دکھاتا تھا آبنوس کے کندے دھڑ دھڑ جلتے دکھائی دیتے تھے نشتر ظلم روزگار سے فصد سودا زدگان کھل گئی تھی جوئے خون جاری تھی لخلخے خون کے تن سیاہ زنگیان پر جمے تھے یا سنگ حدید پر ترشے عقیق جگری کے جڑے تھے دھولے بازار قتل وقع ہوتا تھا یہ حال تھا۔ نظم

نگہ کرد قاسم بران رزمگاہ
ہمسان زخم شمشیر و گرز گران
یکے حملہ بر کرد از انسان کہ کوہ
سپہر روان خون خرد شد ہمی
ازان زنگیان کشتہ شد لشکری
جہاں دید یکسر ز لشکر سیاہ
کہ گفتی زمین گشت گردان سپہر
برید از آواز قاسم گروہ
ز بس کشتہ اندر میان سپاہ
ہر آنکس کہ بد زان دلیران سرے
چکا چاک برخاست و بانگ سران
کہ از تیغ ہا تیرہ شد روے مہر
تو گفتی کہ دریا بجوش آمدے
بماندند بر جائے و بربست راہ
تا دیر ہنگامہ گیرودار رہا جسقدر

کہ سرداران نامور اُس لشکر خود سر کے تھے طعمۂ شہباز اجل ہوئے راہی ملک عدم سوار و پیدل ہوئے بقیۃ السیف گریزان جانب جنگل ہوئے شہزادہ نے بعد قتل و غارت لشکر اعدا اون عدوؤن کو کہ اپنا ستر دل سے انکار اد ظلم و

بارگاہ جو اپنے مہمان کے استادہ تھے وہان بھیجا اور اپنے ملازمون سے حکم دیا کہ طعام عمدہ اور میوہ ہاے لطیف خوانون
مین لگاکر دربارگاہ پہرے جائین اور وہ عورت جو سب عورتون کی سردار اور افسر تھی اُسکے لیے کنیزین جو بہر خدمت
اپنے ہمراہ لایا تھا بھیجین غرضکہ جب وہ بیکسین آب طعام سے آسودہ و سیراب ہوچکین شہزادہ دربارگاہ پر گیا اور اپنے
آنے کی خبر بھیجی وہ عورت جو سب کی ملکہ تھی اُسنے اندر بلا بھیجا جب شہزادہ بارگاہ مین آیا اُسنے جسم اپنا سرتا بپا
چادر سے چھپا کر تسلیم کی اور فرزند خبسالہ کو بھی بہر آداب خم کرایا شہزادہ مسند پر جلوہ گر ہوا اور وہ زنکے کونے تر
گاؤ کی آڑ مین بیٹھی شہزادہ نے فرمایا تم اپنی کیفیت سے مجھکو ماہر کرو مین تمھارے خاندان کو باآبرو تمام تعین
پہونچا دونگا اور جو کوئی تمھارا دشمن ہوگا اُسکو سزا دونگا وہ زن نیک سیرت یہ کلمات شفقت سنکر عرض سا ہوئی
کہ اے وارث غریبان خضر راہ گم کردگان تیری ذات ستودہ صفات ہم لوگون کی حیات کا باعث ہے مجھ شوریدہ بخت
کی حقیقت یہ ہے کہ شوہر میرا ملک سلطان **تاج بخش نام کوہ** ارم کا حاکم ہے قلعہ کوہ مذکور مین ساٹھ ہزار
فوج جرار اور سرداران نامدار تھے یہ لڑکا بھی اُسی بادشاہ کا میرے بطن سے ہے میرے جہیز مین ایک لونڈی آئی تھی
تو **سنگ زرد رو** نام کہ قوم کی زنگن تھی اُسی کا یہ زنگی کہ جسکو آپنے قتل کیا ہے بیٹا تھا چنانچہ یہ حبشی چھوکرا زبسکہ
گھر کا خانہ زاد تھا اس سبب سے گھر مین آتا تھا اور اسکا نام مین نے **شمشاد** رکھا تھا اس بےحیا نے میرے اوپر نگاہ بد ڈالی
اور بیہودہ ہنسی ہنسنے لگا ایک روز اکیلے مین میرے قدم پر گرا اور منت کرکے کہا کہ اے شہزادی میری جان نکلی جاتی ہے
واسطے اپنے دین و مذہب کا اپنے وصل سے مجھکو شاد کرو مین اُسوقت اکیلی تھی اس خوف سے کہ یہ مجھکو ہلاک نہ کرے
گویا ہوئی کہ اچھا مین آج نہین اور کسی دن تجھکو اپنے ساتھ سلاؤنگی وہ بےحیا یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مجھکو اس فعل شنیع کے
راضی سمجھکر پیار کرنے کا ارادہ کیا مین اس مقام تنہا سے ہنستی ہوئی بھاگ کر جہان اور لوگ تھے چلی آئی اور وہ رو سیاہ
سمجھا کہ ناز معشوقانہ کرتی ہے خیر آج نہین پھر اور کسی دن سہی یہ سمجھکر باہر محل سے چلا گیا اور جہان باورچی فراش نائی
درزی وغیرہ ایسے پیشے کے لوگ جو رذیل کہلاتے تھے بیٹھے تھے اور انھین لوگون سے اُس سے یارانہ تھا وہان بیٹھکر
شیخی بگھارنے لگا یعنی درزی سے مخاطب ہوکر بولا کہ خلیفہ اب ہمنے بھی ایسی کتر بیونت لگائی ہے کہ کچھ دنو نمین
قطع ہی اور ہوجائیگی نائی بولا کہ اے میان وہ جو تم ہمسے ذکر کرتے تھے وہ ہی معاملہ ہے اُسنے کہا ہان وہی نائی قہقہہ
کر ہنسا کہ واہ یار لانا ہاتھ اب کیا پوچھنا ہے مگر یار ہمین ایسا نہ کرنا کہ جو سر منڈاتے ہی اولے پڑین ابھی اب اور
کسی سے ذکر نہ کرنا واہ کیا معقول باتین ہین اور کیسی فصاحت آمیز اور مہذب گفتگو ہے اور پردہ داری کا راز کسقدر
ہے کہ ایک جلسہ عوام مین اسکا ذکر بیجا کانہ ہورہا ہے غرضکہ اُسی طرح باورچی نے بھی اپنے اٹھائی جانون گلا کے
کہ میان تم بھی صاحب قسمت ہو وہان اپنا ہانڈی مین سا جا لیا ہے کہ جہان فرشتے کی بھی دال نہ گلتی تھی اب
کیا ہے بڑہ بڑہ کے ہتھے مارو پانچون گھی مین سر کڑاہی مین فراش بولا کہ اے میان چار دن کی چاندنی اور
پھر اندھیرا پاکھ ابھی تو وہ اُنکی ایسی مطیع ہوگی کہ سامنے بچھی جائیگی انھین یہ چاہیے کہ فرش نہ ہو جائین اسپر بچھا کے رہین
جب تو وہ ان پر قناعت کرے گی نہین تو اور کسی کو تاکے گی پردہ مین نمدا لگانا انھین جیسون کا کام ہے۔

حبشی بولا کہ اب تو اپنا خیمہ ڈیرہ پڑ گیا پھر سمجھ لین گے جیسا ہوگا غرضکہ یہ تو اپنا فخر بیٹھا بیان کر رہا ہے ادھر مین نے
خواجہ سرا کو بھیجکر سلطان کو بلا بھیجا بادشاہ محل مین آئے مین نے تعظیم کر کے مسند پر بٹھایا اور صاف صاف تو اپنے حال کا
اظہار نہ کیا باب سخن اس طرح کھولا کہ سنو صاحب مین کہین تو ہون نہین کہ اپنی پارسائی جتاؤن اور کہون کہ لوگ میرے
دامن پر نماز پڑھین میرا منھ اس قابل کہان سو خرابیون کی خراب ہان خاک چاٹ کے کہتی ہون اور خداوند بڑا بول
نہین بولتی ہون جہان مجھ نگوڑی کو کوئی پارسا نہ کہے گا تو بدکار بھی نہ کہے گا اور کچھ مین ایسی خوبصورت بھی نہین لیکن اگر
اچھی نہین تو اب آتا رہے جوگا بھی نہین خیر جو سو سے بُری تو دس سے اچھی ہون لے میرے خالق تیرے صدقے جاؤن
تو نے ناک نقشہ درست بنایا لولا لنگڑا کانا کھدرا نہین پیدا کیا لے بادشاہ اس گئے حال پر اتنا جانتی ہون کہ تمھارے
کنبے مین جو شہزادیان ہین اُنہین مین بیٹھون تو یہ کوئی نہ کہیگا کہ اُنہین یہ طلق نہین بلکہ میرا ہی پیلا چہرہ اُن کے حسن سے کہ
جو خوبصورتین کہلاتی ہین اچھا معلوم ہوگا بادشاہ نے یہ باتین سُنکر فرمایا کہ اے ملکہ ہوقت پارسائی اور حسن کا کیا ذکر
ہے واللہ تم پری سے بہتر ہو اور اگر تم بدصورت بھی ہوتین تو میرے نزدیک حور تھین کیونکہ عورت کو پارسا ہونا اور
رضا جوئی شوہر کرنا ہزار حسن سے بہتر ہے آخر کہو کسی نے تمکو بُرا کہا ہے یا عیب لگایا ہے کیا ماجرا ہے مین نے کہا حال
تو کچھ نہین مگر جوان جہان ہون یہ موا حبشی شمشاد محل مین نہ آیا ایسے دیکھو صاحب کل تو تم ہی مجھکو بدراہ کہنے لگو گے مین
سچ کہون یہ حبشی موا بدنظر ہے آج مجھ سے دل لگی کرتا تھا بادشاہ نے جو یہ سُنا آگ ہوگئے اور فرمایا کہ لوگ جاکر اُس کو
پکڑ لائین ملازم جبتک جائین جائین مان اُنکی جو محل مین موجود تھی پیٹ پکڑے باہر گئی اور مقام عمل پر جاکر جہان مُنیا
اُسکا ڈینگ مار رہا تھا پہونچی وہان اور اتفاق سنیئے کہ حبشی اپنے یارون مین باتین کر رہا تھا اور کپڑا قطع کرانے اور
خط نائی سے بنوانے دو ایک شاہی ملازم بھی آ بیٹھے اُنھون نے بھی یہ حال سُنا اور سمجھے کہ کسی کا ذکر ہوگا انہین باتون
مین نائی کہہ بیٹھا کہ بھائی اب تم سے ڈرنا چاہئے کہ آدھی گدی کے تم بھی مالک ٹھہرے بادشاہ سے آدھم ساجھا کیا یہ سننا
تھا کہ اُن شریفون کے ذہن مین آیا کہ یہ شہزادی کا ذکر ہے بس پھر تو جوتا پاؤن سے اُتار کر جھپٹ پڑے خلیفہ کی ایسی تیسی
آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑا تڑ کی صدا آنے لگی ایک اور دو اور تین پھر گنتا کون ہے نائی کو آشنائی حبشی کی خوش نہ آئی چندیا
گنجی ہوگئی کہ باورچی کا قورمہ کر دیا فراش کو مارے جوتیون کے فرش کر دیا درزی کی قطع بگاڑ دی سر مین بخیہ کی حاجت
ہوئی ایک غلغلہ ہوا کان پڑی آواز نہ سنائی دیتی تھی سوائے اسکے کہ کیون بے پھر کہے گا اے حرامزادے اور کچھ لیگا
اور تیری نائی کی یون کی یون تیرے باورچی کی یون کرون تڑاتڑ پڑاق پڑاق لوگ اور طرف سے آگئے ہین وہ سمجھانے
مین مارے بھی جاتے دوارے میان کیا ہوا اُن سے ذرا بھی کچھ اشارہ اس حال کا کسی نے کر دیا وہ لوگ بھی مارنے
لگے غرضکہ حبشی کے یار تو خوب پٹے اور اسی ہنگامہ مین **توسنگ زردرو** پہونچی اور بیٹے کے ایک دو ہتڑ مارا
کہ اسے بادشاہ نے تیرے قید کرنے کا حکم دیا ہے شہزادی نے تیرا ماجرا بادشاہ سے کہا ہے یہ سنتے ہی زنگی کا
منھ سفید ہوا وہ سرخی بشاشت کی کافور ہوگئی مع اپنی مادر زردرو کے وہ سیاہ رو گریزان ہوا اور یہ دونون
سبز قدم بھاگ کر قلعہ سے باہر نکل گئے اور روپوش ہوئے ادھر بادشاہ کو خبر ہوئی کہ وہ بھاگ گیا بادشاہ خاموش ہو رہے

اور اہل عملہ جو اس کے رفیق تھے گھر بار اُنکا ضبط کرکے حکم جلاوطنی دیا اور میری پاکدامنی کا یقین زیادہ ہوا انھین دنون
مین نخل آرزو بارور ہوا اور خدا تعالی نے یہ فرزند مجکو عطا فرمایا شجر تمنا ثمر لایا بڑے دھوم سے اسکی چھٹی کی اور
سلطان جہان بخش بن سلطان تاج بخش اس فرزند کا نام رکھا پرورش سے اسکی شب و روز کام رکھا
جب یہ فرزند تین سال کا ہوا بادشاہ ایکدن شکار کو گئے جانورون پرند کا شکار کھیلکر ایک آہو کے پیچھے گھوڑا
اُٹھایا اور لشکر سے جدا ہوکر بہت دور نکل گئے اب اُس زنگی کا حال سُنیے کہ وہ قلعہ سے ہمراہ مادر جب نکلا کئی منزل کے
فاصلہ پر ایک قلعہ کوہ بارہ ہزار سوار سے ایک زنگی فولاد قوی بازو نام اسکی حکومت کرتا ہے چنانچہ یہ اُسی کے قلعہ
مین گیا اور حاکم قلعہ مذکور نے اسکو اپنا ہمقوم پاکر اپنے پاس رکھا بعد چندے اسکی مان کا محل کرلیا اب وہ بادشاہ کا
بیٹا کہلانے لگا اور سلطان پر لشکر کشی کرنا چاہی لیکن باپ اسکا جو بنا تھا وہ سلطان سے مغلوب ہو چکا تھا اور
خراج دیتا تھا سو جب سے کچھ بس نہ چلا اور ہرکارے مقرر کیے کہ سلطان کے احوال کی خبر مجکو دیتے رہین چنانچہ شکار
پر جانے کی خبر سنکر وہ بھی سوار ہوکر چلا کہ اگر بن پڑے تو شاہ مذکور کو بن مین شکار کرون چنانچہ جب ہرن کے پیچھے
بادشاہ ادھر سے چلے یہ بھی فوج کو اپنی چھوڑکر ساتھ چلا اور ایک درہ کوہ کے قریب جھاڑی مین چھپ کر بیٹھا کہ
دھوکے مین بادشاہ کو مار دون اتفاقاً بادشاہ اُسی جھاڑی کے قریب پہونچے کہ جہان وہ موذی چھپا بیٹھا تھا اور
اور وہان پہونچکر ہرن کو بادشاہ نے مار گھوڑے سے اوترکر ذبح کیا چاہتے تھے بقدرت کردگار
پہلو پر اُس جھاڑی کے ایک دوسری جھاڑی تھی اُسمین سے شیر ہرن کے خون کی بو پاکر نکلا اور بادشاہ پر حملہ آور ہوا بادشاہ
نے اُسکے پنجہ مارا مگر اُسنے جست کرکے ایسا پنجہ کیا کہ بادشاہ اسکی ڈپٹ مین آگر پڑے یقین تھا کہ وہ شیر ہلاک کر ڈالے
اُسوقت بمصداق اس مثل کے کہ جسکو خدا رکھے اسکو کون چکھے یہ حبشی جو درپے قتل جھاڑی مین پوشیدہ تھا بادشاہ
کا یہ حال دیکھکر خوش ہو رہا تھا کہ بغیر میرے مارے یہ آپ ہلاک ہو رہا ہے اسی خوشی مین اُسکے دل کو مقلب القلوب نے
پھیرا اور یہ اُسکے دلمین خیال پیدا ہوا کہ بادشاہ کو ایسی آفت سے بچانا چاہیے جب یہ اس مصیبت سے بچیگا
تو مجکو اپنا جان بخش سمجھ کر خطاے گذشتہ سے درگذر کریگا اور ملک مال دیگا تیری رسائی اُسکے ملک مین ہوگی کسی وقت
موقع پاکر اُسکو مار ڈالنا اور اُسکے ملک پر قبضہ کرنا اسکی تجھ ہی کو ملیگی اور سلطنت بھی ہاتھ آئیگی بس یہ سوچکر جیسے ہی شیر
بادشاہ کے طمانچہ مارنے کو پنجہ اُٹھاکر چلا یہ جھاڑی سے نکلا اور ڈپٹ کر نعرہ زن ہوا کہ ہان اے سگ صحرائی کیا
ہوا ہے شیر اسکی جانب نعرہ سنکر چلا تھا کہ اُسنے ازرہ پشت نہنگ اس زور سے مارا کہ شیر زخمی ہوکر گرا بادشاہ بھی سنبھلکر
اُٹھے اور تلوار ماری کہ کام شیر کا تمام ہوا اُسوقت زنگی قدم پر گرا اور عرض کی کہ حضور لامع النور کا مین خانہ زاد ہون
جو کچھ کہ میری جانب ملکہ دوران کا گمان ہے ایسا کبھی مجھ سے ظہور مین نہ آئیگا امیدوار ہون کہ طفیل فدویت میری خطا
معاف فرمایئے شاہ نے فرمایا کہ اے شخص تو نے اسوقت میری جان بچائی ہے اچھا مین نے قصور تیرا معاف کیا
یہ سنکر وہ ہمراہ ہوا اور بادشاہ کو مرکب پر سوار کیا اور آپ رکاب پکڑکر چلا بادشاہ بہت خوشنود ہوئے اور قسیم
دیکر اُسکو بھی سوار کرایا مختصر یہ کہ داخل لشکر ہوئے اور بحشم و خدم قلعہ مین آکر اسکو اپنے لشکر کی سپہ سالاری کا خلعت دیا

اور خطاب اسد جنگ عنایت کیا تمام قلعہ میں یہ خبر مشتہر ہوئی کہ آج بادشاہ کی جان شیر سے بچ گئی محل میں صدقے
بیلے اُترنے لگے سرداروں کا بر شہر تصدق لاکے شہر میں روشنی ہوئی جلسۂ عشرت کئی دن رہا میں نے سجدۂ شکر کیا کہ
خالق نے میرا افسر و سر تاج دوبارہ دیا فی الجملہ وہ زنگی خدمت بادشاہ میں رہنے لگا اور افسران لشکر کو وعدۂ عطیہ
دولت و جاگیر دیکے اپنا یار و مددگار اُسنے بنایا جب بخوبی انتظام کر چکا تو ایک روز بادشاہ سے کہا کہ یہاں سے کچھ
دور ایک جنگل ہے کہ تمام اسکا بیشۂ حیرت ہے اس بیشہ میں ایک ہاتھ ہے کہ تعریف اُسکی زبان سے ہو نہیں سکتی آپ
دیکھیے گا تو معلوم ہوگا اُس کوہ پہ جو کوئی جاتا ہے سیر طلسمات کرتا ہے عجیب و غریب تماشا نظر آتا ہے بادشاہ یہ حال
سنکر مشتاق ہوا اور اُسکے ہمراہ سوار ہو کر مع چند رفیق و ملازم کے اس کوہ پر آیا اطراف قلعہ کوہ کی سیر کرتا ہوا ایک سمت گیا
وہان ایک دروازہ بلند نظر آیا اور حصار سنگ رخام کا کھنچا دیکھا دروازہ کھلا تھا اندر اُسکے قدم بڑھایا حبشی بڑھ
زنگی بادشاہ سے کہا حضور سیر دیکھے آئیں میں اس جگہ حاضر ہوں شاہ مذکور بھی مشتاق تماشا تھے کچھ اندیشہ نہ فرمایا
اور اندر گئے اُسوقت ایک صدائے مہیب آئی اور دروازہ بند ہوگیا پھر نہیں معلوم کہ بادشاہ پر کیا حادثہ گذرا اور
خدا جانے کہ حصار طلسم ہے وجود اُنکا باقی رہا یا شکست ہوگیا غرضکہ وہ زنگی جب یہ نرد دغا شاہ کے ساتھ
کھیل چکا اور بازی لیگیا اس سے پہلے کہ بادشاہ کو طلسم میں بھیجے اُسنے یہ تدبیر کر رکھی تھی کہ اپنے بد رجعیتے قلعہ سے
بارہ ہزار زنگی کا لشکر بلوا کر دشت و جبل میں پنہان کر رکھا تھا پس اُس فوج کو اپنی لیکر بادشاہ موصوف کے ملک پر
آگرا یہان افسران لشکر تو اُس سے ساز کر چکے تھے لڑتا کون وہ لوگ جو خیر خواہ سلطنت اور نمک حلال تھے وہ
جان دینے پر تیار ہوئے تادیر اُنسے خوب تلوار چلی خون بگیا ہاں سے زمین رنگین ہوئی فلک ستمگر ظلم تا زور دکھے
کا رہا یا کہ دلاوران نیک خواہ کو خون و خاک میں ملا تا ظالم کو فتحیاب کیا بالنظم

تن بے سران بہ ہمہ دشت کین
ہمہ مہتران زار و گریان شدند
روان خستہ از اختر و تن بہ تیر

خرد گشتہ بد اندر میان سپاہ
ز بخت بد خویش بریان شدند

بشد دریا شد از خون گردان زمین
کجے مانند بے تند بہ سر کلاہ
زن و کودک شہر گشتہ اسیر

جب وہ سپاہ بھی قتل ہوگئی قلعہ لٹ گیا رعایا فرار ہوئی زنگی روسیاہ نے
قصر شاہی کا محاصرہ کر لیا اور مجھ شوریدہ بخت سے کہلا بھیجا کہ اے زن پُرفن اب مجھکو منظور نکرو گی تو اس حال خراب
مجکو قتل کرونگا کہ فلک غدار و روزگار آزار کو تجھپر رحم آئیگا اور مین ترس نکھاؤنگا مین نے کہلا بھیجا کہ تُو اژدر
زہر آلود ستم سے کہدو کہ خزانہ حسن میرا اُسکے ہاتھ آنے کا نہیں اور میرے بوستان جمال میں زاغ و بوم شوم کا گذر نامحال ہرچند
کہ میرے وارث نہیں مگر سے کس نیاید بزیر سایۂ بوم + ور ہما از جہان شود معدوم + یہ کلام جو اُس بد انجام
نے سُنے کچھ فوج لیکر محل میں در آیا اُسوقت عجیب طرح کا تلاطم مشکوئے خسروی میں بپا ہوا جز غم کا بازار گرم تھا از انبار
خواجہ سرا اور قلماقنیاں ترکنیں آردہ بیگمان کنیزان یاسمن پیکر لاٹھیاں اور تلواریں وغیرہ جو کچھ حربہ کہ اُنکو دستیاب
ہوا لیکر اُس خیرہ سر کے مقابل ہوئے لیکن یہ بیزار اُس دیو مرد ہیکل کا سامنا کیا کرتے قتل ہوتے تھے مگر جھپٹ کر اُسکو
گھیر لیتے تھے اور چار سمت سے تیغ و سنگ و چوب لگاتے تھے گروہ جب اُس طلسم سیر کی مار سے دم بدم گر کر تڑپنے لگتے

جب وہ قبضہ شمشیر لگاتا سر پھٹ جاتے جب کہنیاں ہوں کے لگاتا آدمی پر آدمی گرتا ایک ہنگامۂ عظیم برپا تھا جوان
عورتیں تو لڑ کر زخمی ہوئیں اور بڑھیاں دیتیں بڑھیاں گود پھیلا کر کوستیں کہنے تیرا زور گھٹے جائے خدا تجھے غارت
کرے موئے مرنے جوگے تجھکو آج ہی ہیضہ آئے میرے قدر پر بجلی گرے کسی تجھ پر ہے ایک طرف خواصوں کا زیور
لٹ رہا تھا ایک سمت زخمی عورتیں کراہ رہی تھیں محل میں لاشیں نازنینان گل اندام کی پڑی تھیں بعض عورتیں
خوف سے کنوئیں میں گر گئی تھیں بعض کوٹھوں پر سے پھاند گئی تھیں بعض تہخانوں میں چھپی تھیں میرا یہ حال تھا کہ انگوٹھی
الماس کی نگلکر پھانکنا چاہتی تھی مگر دایہ اور کھلائی وغیرہ میری انیسیں ہاتھ پکڑ لیتی تھیں کہ اے شہزادی دیکھو تو
کیا ہوتا ہے دنیا میں کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے یکساں زمانہ نہیں رہتا ہے پلک مارنے میں حال دگرگوں ہے جان دینا
زبوں ہے غرض سب نیکخواہ میرے بھی قتل و آوارہ و زخمی ہو چلے وہ زنگی میرے قریب آیا اور مجھکو بےحرمت کرنا
چاہا میں نے کہا میں اپنی جان دونگی مگر تیری آرزو نہ پوری کرونگی وہ موذی سمجھا کہ اسکو اسیر کرکے تکلیف شاقہ پہونچاؤ
آپ ہی راضی ہو جائیگی یا یہ کہ اس مصیبت میں جان دیگی پس اسنے مع اُن عورتوں کے جو آپنے میرے
ساتھ دیکھی ہیں مجھکو اسیر کیا اور شتروں پر سوار کرکے لے چلا قلعہ میں اسوقت ماتم و شیون برپا تھا دوست
بادشاہ کے میرے حال پر روتے غم سے جان کھوتے تھے کہ بموجب **ابیات**

پس پردہ ہا کودک و مرد و زن	بکوے و بہ بازار و بر انجمن	خروشیدن نالہ و آہ بود
بہر برزنے ماتم شاہ بود	سران سر نہادند یکسر بخاک	ہمہ جامہا کردہ زین درد چاک

غرضکہ وہ زنگی زشت کردار ہم سب کو لیکر اپنے باپ کے ملک کی طرف جاتا تھا کہ آپنے اس دشت میں کام
اس شقی نافرجام کا تمام کیا اب باپ اُسکا میرا زندہ رہنا سنکر میرے ملک پر یقین ہے کہ آئے اور وہی روز بد
پھر دکھائے دوسرے یہ کہ ملک بھی میرا قبضہ میں میرے نہیں اب میں کدھر جاؤں اور کیا کروں بہتر یہ ہے کہ مر جاؤں
شہزادہ **قاسم** نے جب یہ سرگذشت اُس نیکبخت کی سنی بے اختیار رو دیا اور بزبان تسکین بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے
ہمشیرہ عصمت مآب و عظمت قباب وہ سانحہ عظیم کہ جو تمپر گذر گیا خواہش تقدیر و مرضی خدا تھی کیا اُس سے بشر کو چارہ
ہے مجکو یہ حال سنکر بہت رنج ہوا اب فرزند سلطان امیر فرزند دلبند ہی میں اس طلسم میں جا کر تمہارے شوہر کو بھی لاؤنگا
اور انشاء اللہ تعالیٰ اُس زنگی کے باپ کو بھی واصل جہنم کرکے ہنگی ہادر کو سزا دلواؤنگا یہ کہکر اُس بیکس کو گود میں
لیا اور پیار کیا اور تادیب بطور اہل اسلام دست رحمت اُسکے سر پر پھیرا پھر وہاں سے اُٹھکر باہر تشریف لایا
اپنے افسران لشکر کو یاد فرمایا وہ سب جان نثار حاضر ہوئے اُنمیں سے اپنے ماموں **قیماس خان خاوری** کو
حکم دیا کہ آپ بارہ ہزار سوار لیکر یہاں سے جائیے چند منزل پر ایک قلعہ ہے اور اُسکا حاکم **فولاد زنگی** نام ہے خود سر
بد انجام ہے اسکو اسیر کیجیے یا اسکا سر لائیے اور رعایا قلعہ کو مسلمان کرکے افسران لشکر کو شرف قبول اسلام فرمائیے اگر
وہ لوگ کچھ تامل یزدان شناسی میں کریں تو قلعہ کو بادفنا میں اڑا دینا اور ہر ایک کو قتل و غارت
کرکے بخوبی [illegible] دینا اور حاکم قلعہ مذکور کے محل میں تو **منک زرد رو** نام ایک حبشن سیاہ فام ہے

اُسکو اسیر کرکے حاضر لاتا ہوں یہاں سے کچھ دور پر ایک شہر ہے ۔ اِن کی شہزادی کو اس ملک میں آباد کرانے کیلئے جاتا ہوں تم بھی اسی جگہ آنا اور جو خط پیام وغیرہ بھیجنا اسی مقام پر بھیجنا قیماس نیک اساس یہ کلمات سُنکر اسی وقت بارہ ہزار سواران جرار جلیتہ پوش اپنے ہمراہ لیکر بصد جوش وخروش روانہ ہوے کہ بمقتضائے نظم

بدشت اندرون لشکرا جوہ گشت ۔ زمین از پے پیل چون کوہ گشت ۔ سر لشکر روم شد باسمان
برفتند گردان ہم اندر زمان ۔ برفتند کارآزمودہ سوار ۔ پس پشت اسلامیان دہ ہزار
ز رومی و مصری و از بربری ۔ سواران شایستہ و لشکری ۔ گزین کرد آن شہ دہ و دو ہزار
ہمہ رزم جوی و ہمہ نامدار ۔ برفتند زان دشت چندان سپاہ ۔ کہ از نیزہ بر باد بربست راہ

یہ سپاہ فولاد پوشان تو فولاد بر روانہ ہے مگر شہزادہ قاسم عالیشان نے اُس شہزادی کو زیور و لباس سے آراستہ کرکے مع اُسکی ہمراہی عورات کو محافوں اور پالکیوں میں سوار کرایا اور سپاہ باقیماندہ کو درست فرماکر بجاہ و حشم اُسکے ملک کی طرف کوچ کیا اور بعد قطع مسافت راہ قریب تر اُس ملک کے پہونچا وہان جو لوگ بدخواہ زنگی روسیاہ تھے وہی حکومت کرتے تھے اور جو لوگ کہ بادشاہ کی دوستی کا دم بھرتے تھے چھپے ہوے تھے ظلم کا بازار گرم تھا کبھی کوئی حاکم بنتا کبھی کوئی بنتا جولاہہ بنتا تو نائی بنتا قصائی ذبح لوگون کو کرتا تو درزی قبائے شاہی پہنتا از بسکہ دو تین ہی روز اس زنگی کو گئے ہوے گذرے تھے اسوجہ سے کوئی حاکم باستقلال نہ تھا افسران لشکر زنگی کا دست ان چھچھوندر امت ماوں کو جانتے تھے بدین سبب اُنکی حکومت اُٹھاتے تھے خلاصہ کلام جب لشکر ظفر پیکر شہزادہ قاسم نامور وہان پہونچا اور طبل جنگی کے گڑگڑانے کی صدا دوستان زنگی کے کان میں پہونچی تو درزی تو ایسا گھبرایا کہ سوئی سوزن میں چبھنے لگا نائی کو سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی یہ سب رذیل بدنہاد لانے اور افسران لشکر جو زنگی سے ساز رکھتے تھے اُنکو بھی اپنی جان کا خوف پیدا ہوا سمجھے کہ بادشاہ بیگم ہم سب کو جانتی ہے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑیگی پس یہ جانکر وہ سب بھی بھاگے باقی رعایا اور بے سرداروں کی فوج کیا لڑتی بلکہ ہر ایک خوشنود ہوا کہ ہماری بادشاہ بیگم اور شہزادہ مالک تخت و تاج تشریف لایا یہ سب دست ادب باندھ کر قلعہ سے باہر نکلے اور سامنے قاسم کے آئے قدم اقدس شہزادہ موصوف آنکھوں سے لگائے شہزادے نے سب کو شرف بہ اسلام کیا ہر ایک کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا پھر بڑے عظم و شان سے تمام فوج اپنی بادشاہ بیگم اور قاسم اور شہزادہ کو لیکر اندر شہر کے داخل ہوئی قاسم نے سلطان کے فرزند کو تخت پر بٹھایا ہر ایک اکابر شہر نے نذر دی منادی نے ندا کی کہ جو حاکم وقت کی اطاعت نہ کریگا مارا جائیگا تمام شہر میں دوست شاد دشمن پامال ہوے مبارک سلامت کی دھوم ہوئی دیر بتکدے کھدگئے مسجدیں مدرسے بنگئے بانگ صلواۃ بلند ہوئی محل میں ملکہ جاکر اپنی جگہ پر مقیم ہوئی زنان رنج دلگیری سے رہے بلند ہوے بعد اس انتظام کے شہزادہ قاسم محل میں آئے ملکہ نے استقبال کرکے مسند پر لاکر بٹھایا شہزادہ نے ارشاد فرمایا کہ اسوقت تم درد مند تھیں میں نے سوائے اسلام تم سے نہیں کیا اور اب بھی یہ تصور نہ کرنا کہ میں نے تمہاری حمایت جو کی ہے اس وجہ سے کہ تم کو مسلمان کرتا ہوں نہیں بلکہ ہدایت تمھیں خدا تعالیٰ میری وجہ سے نصیب کرے

اور تم دین اسلام ملت بیضا قبول کرو اور اگر دین اسلام قبول کرو تو میں بہر رہائی سلطان طلسم جاؤں اور اگر تعین انکار ہو تو حمایت کفار ہمارے مذہب میں حرام ہو بس خوف خدا کرکے پنجۂ ظالم سے تمکو چھڑا دیا یہی کافی ہے آگے کچھ امید مجھ سے نرکھنا اتنا ہی احسان غیر کہ بپروائی ہو شہزادی نے جب یہ کلمات ہدایت آیات سنے عرض کیا کہ اے محسن ہماری جو آپکے دین میں آئے گیا کہے میں نے بخوشی خاطر اپنے آپکا کیش و آئین قبول کیا آپ جاہیں طلسم میں جائیں یا نجائیں میں کنیز ناچیز آپ کی ہمراہ ہوں یہ آپکی عنایت ہو جو ہمیں مجھکو آپ فرماتے ہیں شہزادہ نے پیشتر کلمۂ طیبہ اسکو پڑھایا مگر مع تمام اپنے متعلقین کے بخوشی خاطر مسلمان ہوئی شہزادہ نے خوش ہوکر بہت سے جواہر زیور طلا کرکے ہمراہ رسالہ کردیا اور فرمایا کہ ماموں میرے فولاد زنگی کی لڑائی فتح کرکے آلیں تو میں طلسم میں جاؤں غرضکہ بعض وقت تمام اس مقام پر ساکن ہوا اور انتظار اپنے ماموں کا فرمانے لگا۔ ادھر قیماس خان خاوری قطع منازل و مراحل کرتا آخر قریب قلعۂ زنگی مذکور پہونچا اور دریا پشت پر رکھکر سامنے قلعہ کے لشکر لے دردو اقبال فرمایا بوق ترکی ونائے سفید و طبل خاوری بجی زمین و زمان ہلے فولاد کے پاس لاش شمشاد لیکر فوج زنگیان پہلے سے آئی تھی ہاں اس زنگی مقتول کی روح بھی چلائی تھی فولاد براہ کبر و نخوت عازم تھا کہ بدلا لینے جاوے چنانچہ ترتیب فوج میں مصروف تھا کہ ہرکاروں نے اسکے خبر نزول عسکر فیروزی اثر پہونچائی اس خبر و سر کو خبر سنکر تا بع کی فوراً در قلعہ کھلوایا اور فوج سیاہ ان لیکر باہر آیا خیمہ و بارگاہ سامنے لشکر اسلامیان نصب ہوئے پشت بہ قلعہ رکھکر میدان بہر رزم چھوڑ کر اترا دن بھر لشکر کے انتظام میں رہا جب شاہ زرین کلاہ خاور ہو عرصہ فنا سے طے فرماکر رو بہ سے قلعۂ مغرب بہ ظلمت پرداز روز نازل ہوا اور قلعۂ زنگبار شب کا دروازہ زنگی لیل نے کھولا کر بموجب **نظم**

چو از باختر تیرہ شد روی مہر	بپوشید دیبائے مشکین سپہر	یکے کوس بودش ز چرم ہزبر
کہ آواز او برگذشتی ز ابر	بر آمد دم بوق و آوائے کوس	زمین آہنین شد ہوا آبنوس
زسا زو زگردان بہر دو گروہ	زمین ہمچو دریا شد و گرد کوہ	ز خفتان و از خنجر ہندوان
زاسپ و ز آلات و برگستوان	تو گفتی زمین گرد جنگی شدہ ست	زگرد آسمان روے زنگی شدہ ست

بات ہوتے ہی دونوں لشکروں میں طبل جنگی بجا اور دلاوران روز ہیجا نے تیغ تیز کو ہر ستیز صیقل فرمایا چمک سے خنجر دستان کی تاریکی روے زنگی شب کو روشن فرمایا اس رات کو نقیبو نکا پڑھنا اسلحہ کی جھنکار گھوڑوں کے ہنہنانے کا شور طبل و بوق کا گرگڑانا پناہ بخدا دل سنگ و کوہ دہشت سے آب تھا نجات پایا تھا بیت

تو پاسبان خود است چون دلاور	ہمی ہشد چو آواز شیر یلیا	اسی ہنگام و لشکر آرائی میں آخر

وہ زمانہ آیا کہ خورشید نے اس تیرہ روزگار دل عالم میں صبح سوسن اپنا دکھایا کہ **نظم**

چو زرین سپر برگرفت آفتاب	سر جنگجویان بر آمد ز خواب	چو قیماس بشنید کامد سیاہ
بزد کوس و آورد لشکر براہ	بیامد خروشان و ران نبرد جنگ	بجنگ اندرون گرزہ گاؤ رنگ
خروشان آمد و گرد رزم از دو روے	بر جستند گردان پر خاش جوے	فولاد و بہ نہاد سیاہ زنگیان پیچ

عناد کو لیکر سامنے صف آرا ہوا اور آپ گینڈے پر سوار گرانبار گرز کاندھے پر سنبھالے صفوف لشکر سے آگے بڑھکر کھڑا ہوا خلاصہ یہ کہ جب میدان رزم جلدارون اور سقون نے لبیان آئینہ صاف کرکے دکھا دیا نقیب نقابت کرکے ہٹے بہزاد سپہ سالار لشکر فولاد نے مرکب اپنا اڑایا اور وسط میدان میں آکر مبارز خواہ ہوا اسطرف سے قیماس نے اپنے مرکب کو مہمیز کیا یہ وہ ترک زبردست ہے کہ خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو کے لشکر کا سپہ سالار تھا جب ملکہ خورشید خاوری مادر قاسم سے اور شہزادہ علمشاہ سے عشق ہوا اسی زمانہ میں امیر نے ترکستان میں جاکر اسکو زیر کیا اور یہ مسلمان ہوا شجاعت و شہامت میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتا ہے نہایت تنومند و درشت چنگال ہے اسوقت سامنے بہزاد کے مرکب اڑا کر جو آیا اُسنے اسکو پہلوان یگانہ دیکھ گرز گاؤ سر حچخ دیکر لگایا اس بہادر نے گرز کو شمشیر سے قلم کرکے جھک کر توڑہ میں کمر بند کے ہاتھ ڈالا اور زور تہمتنی سے اسکو خانہ زین سے بدر کیا اور بروے ہوا اُچھالدیا جب وہ نیچے گرنے لگا کمر پر تیغہ اس زور سے لگایا کہ مثل ہیزم کرم خوردہ کے دو ٹکڑے کیا غریو فوج زنگیان سے پیدا ہوا اور سپہ سالار کا چہرہ رنگ ہوائی کشتا دیکھکر فولاد کی آنکھوں میں خون اُتر آیا گینڈے کو جھکاکر نیزہ سینہ قیماس پر ملا اُسنے سینہ کو ذرا جو کن دیا نیزہ وہان سے ہٹکر جانب بغل آیا بغل کو اُسنے وا کردیا نیزہ زیر بغل ہوبچا دلاور نے داب لیا نیزہ کی بنان فولاد کے سینے پاس تھی رُک جانے سے نیزہ کے بنان سینہ پر پڑی قیماس نے ہکہ دیا زنگی نے بہت جلد تیغہ کھینچکر ڈانڈ کو اپنے نیزہ کی آپ ہی قلم کیا اُسپر بھی چار آئینہ ٹوٹ چکا تھا ذرا تامل ہوتا تو سینہ ٹوٹتا پس تیغہ تو کھینچ ہی چکا تھا غصہ میں آکر وہی تلوار قیماس کی کو زیر بغل راست رکھکر سر پر لگائی اس شجاع نے گھوڑا ایڑ پر ڈالا اور دست راست کی طرف سے بائیں جانب آگیا اب وہ خیرہ سر اُسکے زیر بغل تھا اور تلوار جو اسکی خالی گئی تو جونک میں اُسکے لنگر سے سنبھل نہ سکا تھا کہ اس بہادر نے تیغہ کھینچکر سر پر ہاتھ مارا کہ خود و مغفر زرہ ٹوپ عرق چین کاٹکر تلوار کاسہ سر میں دلاکی اُسنے چاہا کہ داستانہ مارکر تلوار سر سے نکال دوں مگر شمشیر خارا شگاف اس زور میں جاتی تھی کہ داستانہ جو مارے وہ بھی قلم ہوے اور کلائیاں مجروح ہوئیں اور حسام آبدار کاسہ سر سے گذرکر کلہ جبڑہ کاٹ کر صراحی گردن سے بہ رنگ قطرہ آب رواں ہوکر صندوق سینہ سے متاع جان یعنی دل و جگر جو تھا کو پاک کرکے خرگاہ کے بیچ آنکے نکلی دو ٹکڑے ہوکر زنگی کے گرے بیحال دیکھکر فوج زنگیان لسان علی خروشاں ہوکر گھٹا کی طرح اس آفتاب خاوری پر آجھکی پھر تو تمام لشکر اسلام سے تلواریں نکلیں گویا مشرق نیام سے ہزارہا آفتاب براے دفع ظلمت نیل زنگیان ساطع الانوار ہوا روز و شب بہم دست و گریبان غٹ پٹ زنگیان و سلامیان وا ؤ عطف مابین میں گرز و خنجر ادھر خیر اور ادھر شر خیم و ہر ظلم پسند تھی سیاہ و سفید دونوں گوش میں تھے مگر سفیدی سیاہی پہ دوڑتی جاتی تھی زنگیوں کو دنیا اندھی نظر آتی تھی

نظم

جو قیماس پیش آمدہ حملہ برد	عنان را باسپ تگاور سپرد	بہ پیش صف زنگیان کس نماند
زگردان و شمشیر زن بس نماند	بقلب سپاہ اندر آمد چو گرگ	پراگندہ گردان سپاہ بزرگ
دران جا نگہ شد سوے میمنہ	بیاورد جنگی سلیح و بنہ	ہمہ لشکر زنگ برہم درید

کسے از یلان خویشتن را ندید
بکشتند چندان ز زنگی سیاہ

دلیران خاور بکردار شیر
کہ گل شد زخون خاک آوردگاہ

ہمی تاختند از پس آن دلیر
آخر لقیۃ السیف رو بفرار لائے

دلاوروں نے طبل فتح بجایا خیام و اسباب سب لوٹ لیا اور قیماس نے سر سواری جانب قلعہ رخ کیا رعایائے
شہر بعض فرار ہوئی تھی اور جو باقی تھی وہ ہاتھ باندھ کر باہر نکل آئی اور منت کرکے جان بچائی اس بہادر نے سب کو
سرچشمۂ ہدایت پر پہونچا کر گوہر اسلام سے آبرو بخشی پھر قلعہ میں تشریف لایا تو سنگ زرد رو کو گرفتار کرکے تمام قلعہ
کو اسلام آباد فرمایا اور ایک شخص کا ہر شہر میں سے تجویز کرکے حاکم قلعہ کیا ایک روز ہنگامۂ عشرت و نشاط گرم رکھا جب
دوسرے دن شہزادۂ خاور سیاہ قلعۂ افلاک میں آیا کہ بیت دگر روز چون آسمان گشت زرد * بر آمیخت خورشید تیغ نبرد
تو سنگ کو ایک عرابہ پر بٹھا کر اور مال غنیمت بار کرکے وہاں سے کوچ کیا اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہزادہ
قاسم کے پاس مع لشکر پہونچا مال غنیمت نذر دیا اور تو سنگ کو حوالہ کیا شہزادہ موصوف بہت خوش ہوا اور راس
رنگین کو محل میں لیکر سامنے بادشاہ بیگم کے آیا اُسنے شکوہ دار پر چڑھایا اور تیرباران فرمایا پھر کئی روز تک جلسے
عشرت رہا آخر الامر شہزادۂ قاسم نے ملکہ سے رخصت طلسم میں جانے کی چاہی ملکہ نے منع کیا جب شہزادہ نے نہ مانا
ملکہ بھی سوار ہوئی اور تمام لشکر نے کوچ کیا ہوا تا بکنگرۂ حیرت میں آکر اترے دن بھر وہاں کی سیر کی جب
دوسرے دن چادر سیاہ زمانے نے سر سے اُتاری اور ردائے نور فروغ مہر سے چشم کو زینت دی کہ بیت ہمہ گرچہ از
خواب برخاستند * براں آرزو رفتن آراستند * شہزادہ قاسم ہر ایک سے رخصت ہوا اسوقت ہر شخص دست دعا بلند
کیے تھا اور شہزادہ کے قدم پر گرنے آتا تھا شہزادہ گلے سے لگاتا تھا غرض تمام سردار نواحی دشت میں ٹھہرے مگر
سیارہ عیار نے ساتھ نہ چھوڑا شہزادہ کے ہمراہ ہوا شہزادہ مرکب اُٹھا کر روانہ ہوا اور کہتا گیا کہ چالیس روز میرا رستہ دیکھنا
پھر تم لشکر امیر میں چلے جانا حاصل کلام سرداران نیک انجام تو اُسی مقام پر ساکن ہوئے اور ہمایون بن شداد بادشاہ
کو ہمراہ لیکر اُسکے ملک میں گیا مگر شہزادہ قاسم جو روانہ ہوئے سیارہ عیار نے عرض کیا کہ اے شہریار بالائے کوہ جو
دروازہ اور حصار ہے اُس طرف سے جانا بیکار ہے کیونکہ طلسم میں خلاف راہوں سے جانا بہت مناسب ہے آپ اطراف کوہ
میں پھر کر دیکھیے کہ کیا طریقہ اس طلسم کا ہے بلکہ ایک مقام پر ٹھہر کر عبادت کیجیے اور درگاہ کبریا سے اجازت داخلۂ طلسم
لیجیے شہزادہ نے التماس اسکا پذیرا کیا اور سیر کنان پشت کوہ پر آیا یہاں طرفہ تماشا دیکھا کہ ایک قلعہ سربفلک کشیدہ
بنا ہے کئی سو برج اس قلعہ کا ہے اور ہر برج میں دروازہ سونے کا لگا ہے اور کھلا ہوا ہے اندر برج کے کرسیاں
یاقوت سرخ کی بچھی ہیں اور اُنپر عورتیں گلبدن نازک تن ہزار ناز و انداز بیٹھی ہیں جیسے وہ قلعہ سپہر حسن ہے اور وہ
شاہدان زہرہ جبین سیارے ہیں کہ برج فلک میں داخل ہیں بلکہ ستارے بھی روبرو اُنکے حسن زیبا کے مثل صبح کاذب
باطل ہیں بیچ میں قلعہ کے جو دروازہ عالیشان لگا ہے سارا نیلم کا ہے بام و در بھی بیچ منقش و رنگین بنا ہے اور دروازہ
اُسکا زمرد سبز کا ہے اُسمیں بھی کرسی بچھی زمرد کی ترشی ہوئی ہے یاقوت کی پچی کاری کی ہے سورج کی کرن اُس یاقوت کی
پڑتی ہے تار نگاہ بینندگان کا رنگ اُڑتا ہے اور اُس کرسی پر کہ جسکی حاجت مجھ پر بھی نہیں جسکا کرا ایسا کچھ

نقش و نگار رہے اسپر جلوہ فرما رونق صد بہار گلزار ہے یعنی ایک نازنین جان بلبل و گلشن شہنشاہ خوبان عالم بادی جور و ستم بیٹھی تھی دل و جان عاشقان ایک ایک ادا پر ہیچ تھی گیسوے سیاہ کا ہر بال پر پیچ و خمدار عقدہ کشائے مشکل پیچ و فراق پیشانی اسکی طباشیر دافع خفقان خاطر عشاق ابرو اسکے روبرو ہلال فلک سرنگون ہر تیر قتل عاشق دو خنجر آبگون مژگان جیسے خاطر عاشقان میں خلش ہجران چشم فتان فتنہ انگیز زمانہ منقلب فرماے حال دنیا گردش انکی گردش بخت مہجوران شتابان آفتاب سے چھپنے ہوئے میدان آفتاب کا یہ منہ کہان کیا حسن کا اسکے بیان ہو ایسا نہو کہ طول داستان ہو ورنہ وہ غیرت ماہ و مشتری گوہر بحر دلبری سرو روان لب پر تبسم دافع رنج و الم رشید اجپر دل عالم سراپا تمکین چرکاد اسکے شیرین حسن تمکین طرحدار گرما گرم شوخ و طرار با شرم بیماران کی مسیحا صورت اسکی بر ارنیہ ہر تمنا جان عالم اسپر فدا کہ نظم

زگرمیدنش آفتاب بلند
ہمی آید از دو لبش بوے شیر
بہ بیدار چرخش خرد بگذرد
جو او در زمانہ ندید ست کس

شود تیرہ از روے آن ارجمند
بنازد داد گرش آید دہن
ہمی داستان را خرد پر درد

کمند ست گیسوش ہمرنگ قیر
در افشان کند چون سر آید سخن
چو خامش بود جان شرم ست و بس

شہزادہ ہش غارتگر صبر و شکیب کو دیکھ کر دل از کف دادہ ہوا تھا اپنا جان جانے پہ آمادہ ہوا اگر عقدہ طلسم و پیچ سمجھ کر خاموش رہا بادہ الفت سے بیہوش سا پھر جو سنبھلا دیکھا کہ قلعہ کے برجون میں تو وہ تماشا ہے کہ برجون کے کنگرو پر غول اور پریان قرنا سے منہ لگائے استادہ ہیں اور دروازہ پر قلعہ کے گھنٹہ لٹکا ہے ایک ہی موگری پیہ اسکے بتا دہی اور سامنے اس قلعہ کے جو میدان ہے وہ غیرت بخش صد گلستان ہے انواع و اقسام کے درخت اور پھول اسمین لگے ہین بیچ بیچ ہین بادام و ادرلائچی اور ناگیسر وغیرہ کے شجر بہت سے ہین وہ دشت نہ تھا تماشاء بہار کے باغ تھا یا حسن ہی ان تھا نگین بہنگ نگین بہان تھا بادام درختون مین لگے تھے یا دفتر بہار پر منشی قدرت نے جابجا صاد کیے تھے جو پھول تھا وہ سرتاج گلرخان تھا جو برگ تھا وہ لب گلبرگ معشوقان تھا سوسن کی پھولدار شاخ جو قریب ورق گل آگئی تھی تو وہان معشوق کی مسی جاگی تھی یا لب لعلین پر کھوٹا تھا یا تھا جوہری بہار نے یاقوت کو نیلم کر دکھایا تھا دیدہ نرگس شہلا مین عکس گل سوسن پڑا تھا یا رنگ اسکا آنکھون مین کھپا تھا عروس چمن نے گھر اگھرا سرمہ چشم فتان مین لگایا تھا کہیں بالا اپنی بہار کے روبرو لالہ رخون کو شرماتا گل اندامون کو داغی بنا تا پھولون کا عکس جو نہرون مین پڑا تھا گویا شاہد آبی مین کرن پھول بنا تھا سرو جو لب بارہ کا اکڑتا اور عکس اسکا پانی مین پڑتا آئینہ خانہ مین معشوق خوش قامت کا اکڑتا نظر آتا گویا قرطاس نہر بہار لعت کھنچا تھا گل زنبق کی طرح بید ورق تھی بیدلی دافع خفقان غنچہ زانکا سودا کھوتی سنبل جعد گیسوی یار بالکل ہو تیار مردسخندان کی طرح موتی سلک نظم بہار مین پروتا جو انکو ایکبار دیکھ لیتا گوہر اشک سے تا تمام عمر ہو لے وید مین جان کھو تا کسی جگہ نازبان کا تختہ لگا تھا کہین کثرت گل سے فرش پھولدار سبز کا بچھا گرد اسکے ابر نکا حاشیہ تھا ہر شلغم سنبال پر جادر سبز کو کلا دھر بھی بلبل ہزار داستان طوطی مینا رکھے چمک اہچے جانور ہزار در ہزار بیٹھے تھے اور عجیب سبز رنگ تھی کہ وہ جو اہرین طائر خوش نوائی اور نغمہ سنجی کرتے تھے طائران بہشت کو اپنے زیر مین

کے سامنے ہنستے تھے کہ نظم

نغمہ جو طیور گا رہے تھے

کچھ اپنی سی سب سنا رہے تھے

پہونچی تھی بہار آسمان تک
تھا کوچۂ باغ کہکشان تک
غیرت دہ بزم بوستان تھا

گل مثل چراغ گلفشان تھا
مستی تھی صبا میں پائی جاتی
چلتی تھی روش پہ لڑکھڑاتی

سبزے سے چمن کا تھا یہ انداز
معشوق ہو جیسے سبزہ آغاز
نزہت کی تھی خاک میں پہ نایخ

تھی گرد چمن فضائے کشمیر

بیچ میں اُس مرغزار فرحت انگیز کے ایک نہر آب بصد آب و تاب جوئبار عالم میں نایاب رواں یہ نہر قلعہ کی پشت تک بہتی ہوئی نمایاں تھی لطافت میں روح رواں پاکیزہ نفسان سے بہتر صفائی میں آبداری گوہر دندان یار سے بڑھ کر چشمۂ خضر کوئی پوچھے کہ کیوں نہاں ہے اسی نہر سے شرمندہ ہو کر نہاں ہے کنارے ہیں رشک شبنم نعیم کے بھی ہزارہا جانور کلنگ وقاز و بوتیمار و سرخاب و مرغابی و قرقرے جو اُن کے بیچے سے تھے خوش فعلیاں کرتے غوطے لگاتے اور اڑتے تھے نہر میں لہریں آہستہ آہستہ اس طرح رواں تھیں کہ رفتار جانان کی خوش خرامی کا نشان تھیں لہروں سے یہ ثابت تھا کہ بلور کو ہشت پہل تراشا ہے اور اسمیں فروغ آفتاب کا ملنا دھوپ کا پڑنا زرگر قدرت نے بلور پر کندن چڑھایا ہے برستے ہوا اُس سلسبیل پر ایک ابر سوسنی رنگ کا چھایا بلور اور کندن میں عکس سے اسکے یہ ظاہر کہ نیلم بھی ملایا تھا بجلی ابر میں چمک جاتی تھی شاہد ہوا کی ردائی سوسنی سنہری بیچکے کی نظر آتی تھی شہزادہ اس بہار نیرنج و طلسمات کو دیکھ کر دنگ تھا مگر صاحب فرہنگ تھا سیارہ سے گویا ہوا کہ چلو اس نہر کے کنارے چلکر ٹھہریں اور وضو کرکے عبادت خدا کریں عیار نے عرض کیا کہ ابھی اس دشت رشک بہشت کی سیر فرمائیے قریب شام عبادت کیجیے گا شہزادہ خاموش ہو کر گلگشت فرمانے لگا جب چشمۂ خورشید اس نہر طلسمی کے رو برو بے آب ٹھہرا تو فرط غیرت سے بحر مغرب میں سار روپوش ہوا عالم میں ہلکی ہلکی سیاہی سوسنی رنگ کی پھیلی

نظم

پھر آیا جوش پہ جب قلزم شام
پھیری چادر مہ غیرت دام
بچھا تھا جال ہر سو کہکشان کا

ہر اک انجم پہ مچھلی کا گمان تھا

سر شام چادر سیاہ اس نہر کے کنارے آیا اُسکے آتے ہی وہ ابر سوسنی رنگ نیچے جھک گیا اور پانی نہر کا بڑے جوش و خروش کے ساتھ بہنے لگا شہزادہ نے کچھ خیال نہ فرمایا اور ہاتھ پانی میں ڈالا ہاتھ کا پڑنا تھا کہ ابر سے آواز رعد گرجنے کی آئی اور کسی نے پکار کر کہا کہ ہے ہے بڑا غضب کیا اس مسلمان نے سارے نہر کا پانی نجس کر دیا اور وہ پانی آگ کا شعلہ ہو گیا اور ایسا گرم ہوا کہ شہزادہ نے ہاتھ نکال لیا اُس وقت قلعہ کے برجوں میں کہ جن پر سے پریاں اُٹھ کھڑی ہوئیں اور غلوں نے قرنا بجائیں اور انس پری نے جو گھڑی لیے دروازے پہ استادہ تھی گھنٹہ بجایا اور اس ابر سوسنی رنگ سے ایک شعلہ چمک کر بر آیا اور چاند بنگیا اس مہتاب کی چاندنی تمام جنگل میں چھٹکی اور نہر میں ہزاروں مچھلیاں سرخ سبز زرد رنگ برنگ کی شناوری ابھر کر گرنے لگیں پھر غوطہ مار کر سر سے بچے کر لیے اور دم میں اُٹھا دیں اور دم میں ہر ایک کی ایسی چوٹی تھیں کہ ایک ایک کنول گیر از خود روشن نظر آیا اور تمام جانوران دریا کنارے کنارے ناچنے لگے اور طائران صحرا نغمہ سرائی کرتے تھے اور جنبش ہوا سے پتے جو ہلتے تھے لحن دلکش کی صدا آتی تھی روح مردہ دل بھی تازگی پاتی تھی پھول درختوں کی شاخوں میں مثل گوہر شب چراغ فروزاں و درخشاں تھے آویزۂ گوش معشوقان پرفن تھے دریا پر خوبی تھا اور کنول مچھلیوں کی دموں پہ سنوارے تھے

بلکہ ستارے برج حوت میں مالک بروج نے اُتارے تھے ابر سی اس چاندنی میں عجب کیفیت دیتا تھا سفیدی
اور اُجاہٹ سے سہانا پن دل لبھائے لیتا تھا عجب قلعہ پر بیان نہ آتی تھیں عجب سماں تھا شہزادہ قاسم کنارے نہر کے
جو بیٹھا تھا دنیا و مافیہا سب فراموش یہ طلسم میں بیہوش تھا کہ اور نیا ماجرا نظر آیا دیوانہ بننے کا زیادہ سامان پایا یعنی
اُس نہر میں پشت قلعہ کی طرف سے ایک مورپنکھی بہتی ہوئی نظر آئی کئی سو قندیل اُسپر روشن ہزاروں جوہن تھی لگا خود کے
بیچ سے وہ مورپنکھی رشک گلشن تھی جا بجا زمرد اسپر جڑی تھی مورپنکھی کے مور منھ میں موتیوں کے ہار لیے تھے مسند
زرنگار اندر اُسکے بچھی تھی جب وہ کشتی طاؤس پیکر قریب آئی تقدیر نے اور ہی صورت دکھائی یہ معلوم ہوا کہ
خوبی تقدیر مجسم ہو کر سامنے آئی یعنی ایک نازنین کمسن مسند پر جلوہ گر پائی وہ نو رق لبان صدف تھی اور نازنین
آسمین گوہر بحر شرافت تھی کئی سو کنیز گرد اسکے حلقہ فگن اور بیچ میں وہ گلبدن رشک چمن جو بیچ قلعہ پر جلوہ فگن تھی اس
محبوبہ پرفن کے مقابل بد صورت تھی عجب اُسکی زیبا طلعت تھی کہ گیسوئے شکبار غیرت دہ مشک ختن و تاتار زلف رسا اظلال [illegible]
طور مثل عمر خضر دراز سنبلہ فلک کی چوٹی پر اُسکو ناز ہر تار زلف آئینہ رخ جو ہر کے جوہر پیشانی منور آئینہ مہر و نور طور سے بہتر
عرق شرم جو پیشانی پر آ کر گیسو کو تر کرے زلف شب میں رات کے بھیگنے کو شبنم گرے سحر روشن جو کبھی بے نقاب ہو
تو آفتاب کی آنکھ جھپک جائے ایسا اُسکو حجاب ہو سر پر تعویذ مرصع کا رنگا تھا چاند سورج اسمیں بنے تھے حرف تماشا
تھا کہ زلف شب میں شمس و قمر نے ثریا کے ساتھ قران کیا تھا جبین پر افشاں کے قرین ابرو کا ہونا برج قوس میں ستاروں کا
جمع تھا چشم فتان کی نگاہ گرم نے غمزہ غمزہ کاران دہر کا دل تیر مژگان سے مشبک کیا تھا کان کی بجلیاں اگر ماہ لو
دیکھے ناخن بجگر ہے بلکہ خرمن ماہ پر بجلی گرا کرے لب لعلین برگ گل کو گھاس سمجھ کر بے حقیقت سمجھے مریدوں کی آبرو
دہن میں کچھ نہ جانے دہن تنگ ایسا کہ گنجائش کلام نہیں اسی سبب مشہور ہے کا نام نہیں سواد گیسو سرمہ دیدہ
بینش اولی الابصار بیاض گردن نور عین خرد پروران روزگار چاہ ذقن پر خال کا ہونا ماہ نخشبی کا طلوع کرنا تھا
یا یہ نکتہ صفحہ رخسار کے آخر میں مشکی قدرت نے دیا تھا اشارہ اُس سے یہ کیا تھا کہ خال خال ایسے چہرہ قلم قدرت سے
ترتیب ہوتے ہیں پر وہ روش کے وصف میں سرو دلبل ہو تو کیا کہوں زبان قاصر ہے چپ رہوں نگات اُسکی گوری
اُٹھری اُبھری سخت نکیلی چھاتیاں پردہ پردہ میں دل کھینچ لیے جاتیاں آگے عضو کا بیان نظم میں عیاں ہے نظم

جلوہ آرمیت یہ وہ آب رواں کی کرتی
جس طرح چاند پہ ہو ابر تنک سایہ فگن

چھلکے کرتی سے جو جھمکا شکم صاف کا نور
چاند نے منھ پہ لیا ابر تنک کا دامن

وصف میں ناف و شکم کے وہ لکھوں مطلع صاف
دیکھ کر جسکو بھڑک جائے ہر ایک اہل سخن

مثل آئینہ شکم صاف ہے شفاف بدن
ناف ہے جوہر آئینہ و یا عکس ذقن

چشم حیران کو بلا موئے میاں کا ہے سراغ
موشگافی پہ کمر باندھی بصر نے ہمہ تن

قوت واہمہ نے گرچہ بدقت سنو یار
کیا انگشت نے وہ سے یہ اشارہ بتیّن

آگے اب جوش حیا سے نہیں یارائے کلام
صفت ناف ہوئی مہر خموشی لب ہن

بند شلوار میں پھولوں کا نہیں ہے جلوہ
بند شلوار نہیں زیر کمر جلوہ نما
ساق یا شمع سر طور ہیں یا مشعل نور
زیب پا ایسی ہے لعلوں کی جڑاؤ پازیب
حسن تمثیل ہے ہر عضو ہے نک سک سے درست

دونوں پستان ہیں ہے دو حقۂ ثریا روشن
ہے سر گنج نہاں مار دو سر کا مسکن
پھنیا کی طرح دونوں کف پا روشن
کرتا ہے جس کی بہا حاصل بحر و معدن
سر سے پا تک ہے ڈھلا نور کے سانچے میں بدن

شہزادہ اس سیم بر کی خوبی کو دیکھکر آئینہ نمط حیران ہوا اور دل مضطر پر قابو نہ رہا نقشہ تھا کہ ابیات

ہوا تاراج گھر صبر و خرد کا	نہ تھا کچھ پاس دل کو نیک و بد کا	دکھایا جائزہ فوج الم نے
کیے حاضر پیادے آہ و غم نے	رسالہ اشک گلگون نے جمایا	علم ہر آہ نے آگے بڑھایا
وہ رن مہتاب تھی یا آہ سوزان	جلایا جسنے سب راحت کا سامان	پس بیتاب ہو کر پکارا کر بیت

قسمت یا بلا ہو جو کچھ ہو یہ کاش تم مرے لیے ہوتے پاس قدم حسن سے جو صدا ہے عاشق مضطر کی تھی نظر الفت اسکے چہرۂ پریشان پر کی دیکھا کہ ایک بزار ہو الفت کا سودائی دشت محبت کا سودازدہ رہرو کوے رسوائی کنارہ جوے جان سے ہاتھ دھوے عرق دریاے زنگ کیے آبرو ڈبوئے بیٹھا ہے اسکا نقشہ ہو کر گیسوؤں سے آشفتگی ہویدا ہو آنکھوں سے مہر بھی پیدا ہے پیشانی پر بیش آئی جان جانی لکھا ہو آنکھوں سے صیاد دفتر عشق کیے ہوئے آہوے رم خوردہ صحراے حسن کو دام میں لیے ہوئے روے زیبا سے ثابت تھا کہ چہرہ عاشقی کے دفتر میں لکھوالئے ہو سحر کر محبت میں قدم جمائے ہو سلطان خورشید و خسرو نیکو مشتاقوں کا آرام جان بادشاہ جہان جہان تحسیم شب خلوت میں نہیں رہ گم ہم بہت سے چہرہ آسمان حسن کا نیر فلک بارگاہ انجم سپاہ ماہ لقا مہر ضیا مرقع صنعت الٰہی جبیں سے دلوں کو آرام تسلی دینے والا لعل سب کا لینے والا ہزار جان سے ہر ایک کا پیارا محبوبی کی آنکھ کا تارا نظم

طبیعت اسکی خودبینی سے ہو پاک	اگر ہے دیدۂ گلشن سو تو ان تک	لب گلرنگ پہ مرتے ہیں مرجان
لبے ہیں شرم سے لعل بدخشان	عجب دلکش ہو وہ آواز شیرین	نظر میں تلخ ہے انداز شیرین
کلام اسکا فصیح و دُر کرامات	نہ نکلے خضر سے بھی یہ دو بات	مگر وہ ہر صحیفۂ حسن اس صورت زیبا کی تفسیر

عشق کر لیجی گویا زبان حال سے کہتی کہ بیت جی ڈھونڈھتا ہو پھر وہی فرصت کہ رات دن پڑے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے ایک بڑھیا البیس کی نانی نے جسمیں آفت نمار ساحرہ مکارہ اُسی نازنین کی دایہ پاس بیٹھی تھی نیلا قفا بجز بانسے بھی اُسنے گلاب منہ پر چھڑکا کہ وہ گلبدن ہوشیار ہوئی اس ضعیفہ نے سودھ لی جلد کنارہ پر پہونچائی اور شہزادہ سے آنکھ ملا کر گویا ہوئی کہ اے شہزادہ اگر آپ مشتاق ملاقات ملکہ خوش صفات ہیں تو یہاں تشریف لائیے سیر دریا فرمائیے ہاتھیں کھینچے اپنی کسے اور کی سنیے پھر چلے جایئے گا شہزادہ یہ سنکر عازم روانگی ہوا سیارہ عیار نے ہر چند منع کیا کہ آقا لئے ہیں آپ کہاں جاتے ہیں یہ مقام طلسم و نیرنگ یہاں کا رنگ بیڈھنگا ہے واسطہ خدا کا ذرا تامل کیجیے خوب سمجھ لیجیے شہزادے نے کہنا اسکا مطلق نہ سنا اور جست کرکے اس حسین کشتی پر پہونچا اور پاس اُس بحر خوبی کے آکر مسند پر پہلو میں بیٹھا دل مضطر کو

قرار آیا وہ مہ سنگھی پاس گوہر خونی کو پاکر مثل بادِ صرصر کے سن سن روانہ ہوئی ستارہ بیچارہ قلزم چشم سے اشک بہاتا رہ گیا بہانہ تک کر بیچ دریا میں ہو جگر مہ سنگھی نے جا رکھی تھی تمام ایسا محو نظارہ جمال یار تھا کہ کچھ دھیان نہ آیا وہ مہ سنگھی جگر نکال کر دریا میں آخر شیو گئی ستارہ دیکھا کیا اور جانتا تھا کہ یہ ناؤ بھر آ بہرے گی لیکن یہ بیت سنتے ہیں ڈوبتے جو چلنے ہیں ✿ ایسے ڈوبے کہیں نکلتے ہیں ✿ الحاصل جب کچھ پتہ اپنے گوہر نایاب کا اُسنے نہ پایا رات بھر جگر میں چھپ کیا جنبد م بحر نور سحر عالم میں موجزن ہوا اور سفینہ ظلمت نے کنارہ کیا فرمیع ماہ قلزم نور میں ڈوبا نظم

گروہ شب صورت فرا دعشاق
رو لئے نور پہلی آسمان سے
ہوئی کیا بارگی رخصت کی مشتاق
ہوئی ظلمات شب رخصت جہاں سے

ستارہ نالان و گریان لرزاں سحر چاک گریبان کشت کوہ سے لشکر شہزادہ ذیجاہ میں آیا اور سرداروں سے حال شہزادی سنایا اور کہا میں پہاڑ پر جاتا ہوں وہاں جو دوانہ لگا ہے جس راہ سے کہ سلطان گیا ہے میں بھی داخل طلسم ہوتا ہوں کہیں تو اپنے آقا کے تا مدار کو پاؤنگا یہ کہکر ہر ایک سے رخصت ہونے لگا چنانچہ یہ عیار تو طلسم میں جاتا ہے اور شہزادہ قاسم کوہ ناز میں لیکے بیان وقت کا حال آئندہ انشاء اللہ بیان ہوگا اب یہ حال افراسیاب بیان کیا جاتا ہے اور جنگ حال کو گرمی

داستان نوبستان سے ہو پہنچنا افراسیاب کا کوہ عقیق پر اور دیکھنا دوربین سحر لگا کر لشکر لقا کو اور ساطرات طلسم کو نظر کرنا اور دیکھنا دربند انور ہے متصل جنگ فتح کرتے جہانگیر صاحبقران کو اور معلوم کرنا کہ یہ پہلوان فرزند حمزہ ہو مگر اپنی نسل سے بیخبر ہے اب فرزند خورشید جادو کہلاتا ہے غرض پھر آنا شاہ جادوان کا باغ سیب میں اور بھیجنا نامہ خورشید جادو کے پاس واسطے شراکت کرنے جہانگیر ابن امیر کے

للمؤلفہ

کہاں ہو اے مرے ساقی کہاں ہو
متاع صبر کوئی لوٹتا ہے
یہی کہتی ہوں لاتا جام لاتا
لحاظ تو یہ اے تو یہ کہاں ہے
مزا دیتا ہے زاہد کا کھیا تا
اٹھا مینا جھکا شیشے کی گردن
نگاہ مہر کو گردش ذرا دے
مزا دونا ہو تا لطف سخن کا
شراب ناب پہ دل ڈھونڈتا ہے
چلیں ہر دور جام مے کا جاری
کرم ساقی کا جب تک خدا ہی
وسیلہ ہو جو لطف داستان کا

مے رنگین جو ہو باقی کہاں ہے
مزون کے ولولے حسرت کی کاہش
بہاتا کچھ نہ لے ساقی بتاتا
ہوس خم کی جام مے ہو مستی
وہ آ سکا مے پرست ہمکو بناتا
کہاں تک صبر اب ہے بیقراری
جھلک ساغر کی پھر ہمکو دکھا دے
ابھی کچھ دل کا مطلب رہ گیا ہے
عوض ساغر کے لب پر یہ دعا ہو
بہار جام رنگین جب تلک ہے
شراب سرخ میں جب تک مزا ہے
مرے ساقی نے پھر کی مہربانی

نشہ اترا بدن سب ٹوٹتا ہے
تمنائے آرزو کی دل کی خواہش
وفور شوق پھر منت کناں ہے
نظر میں شکل مینا ہے جھلکتی
خدارا اب تو اے ساقی پُر فن
صراحی کی طرح ہو اشکباری
مے گلگون کے پیمانہ کو چھلکا
ابھی باقی بہت کچھ مدعا ہے
ہوئی جب تک دل کو تھے کی بیقراری
مے گلگون کے ساغر کی جھلک ہے
بھلا ہو یا خدا پیر مغاں کا
پھر آیا یاد وقت قصہ خوانی

کشودن رنگین نو طلسم داستانم	زمشتاقان و تحسین ستانم	دو در میان خرد و خردہ انجام کار

دلنظر بازان اطراف طلسم رنگ نگار۔ گرم سازان معرکہ نبرد۔ دم سازان میدان وفا مہوشان بادہ تمنائے نصرت و یاوری۔ جلوت پرستان لہو کس اعانت و وفاداری محبان عرصہ جنگ و جدال و مستمعان اخبار نام و ننگ معرکہ قتال۔ کہ مضامین کی بلندی پر سے برائے تلاش فتح طلسم معانی دلکش اسطرح بیک نظر دوڑاتے ہیں اور دوربین فکر دیدہ خیال پہ لگا کر سیر اطراف زمین سخن یون فرماتے ہیں کہ افراسیاب اول جناب جویائے طلسم کشا رفتہ رفتہ آخر کوہ نیلم پہ پہونچا یہ کوہ پر شکوہ تمام کوہستان طلسم سے بلند ہو نہایت ارجمند ہو اطراف میں اس پہاڑ کے بہت ملک آباد ہیں ساحر ساکن ہیں اول تو شادین شاہ جادو والی جب چاہتا ہو دم بھر میں یہان آتا ہو اسوقت متلاشی طلسم کشا ہو آیا ہو اس سبب سے صحرا و کوہ و قلعہ جات طلسم میں پھرتا اور جا بجا ٹھہرتا ہوا دیر میں اس جگہ پہونچا ہو بادشاہ اس کوہ کے قلعہ جات کا شہنشاہ نیلم جادو نام ہو مدبر و ساحر خود کام ہے دارالامارہ اسکا دامن کوہ نیل میں ہے وہیں اسکا مقام ہو بادشاہ طلسم سے دعوی برابری کا رکھتا ہو اور شاہ جادوان بھی اسکو اپنا برابر والا جانکر خراج باج نہیں لیتا ہے اسوقت افراسیاب کو اُسکے پاس تو جانا منظور نہ تھا لیکن کوہ مذکور پر جب پہونچا قلعہ دار کوہ نیلم جادو کو طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی پہونچائی وہ نذر لیکر حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ اس پہاڑ پر ایک قصر مین نے بنوایا ہو سیر و شکار کے وقت جائے سکونت و آرام مقرر فرمایا ہو حضور وہان تشریف لیچلیں اور کچھ دیر آرام کرین بادشاہ نے فرمایا کہ مین پھر آؤنگا تو آرام سے بیٹھونگا اسوقت اور ضرورت رکھتا ہوں یہانپر حکم فرمائیے ہوکر اسی مقام پر فرش کیا جائے نیلم نے ایک میدان وسیع و پر فضا سبزہ زار دیکھکر فرش زرین بچھا اور مسند جواہر نگار آراستہ و پیراستہ کیے کرسیان طلا کار رنگین تکیہ جواہر و زر سلک گوہر سے آراستہ ستادہ ہوئے بادشاہ ایک ایسی مقام بلند پر بچھوا کر بیٹھا ساقی مہوش بادہ جام شراب ہوش ربا دینے لگا جب دماغ اسکا بادہ ناب سے گرم ہوا اور کسل راہ مٹا فوراً اُسنے سحر ورد زبان کیا یکایک ہوا تند چلی اور ایک پری نیلوفر مو پیش بیٹھے لباس سبز سے آراستہ صندوقچہ ہاتھون پر لیے اُڑتی ہوئی آئی اور زمین پر جھکر بادشاہ کو آداب بجا لائی بادشاہ نے وہ صندوقچہ لیکر بچہ ہم پہونچا کر وہ صندوقچہ کھولا اسمین دوربین سحر کی رکھی تھی وہ آنکھ مین اسطرلاب جاماسپ تھی تمام عالم اسمین نظر آتا تھا آئینہ سارا ماجرا ہو جاتا تھا اگا دم شمع صراحی کے بیچ تھی وہ طرف اسمیں شیشے سحر کے چڑھے تھے جو لمبی کی لمبی کاریگری کی تھی جہل دور اندیش جہان نہ جا سکے وہان نگاہ اُسکے لگانے سے جاتی فکر رسا کی جہان رسائی نہ ہو وہان نظر کو پہونچاتی فرد

جسطرح فکر سحر ہو فلک کی سیارے ٭ اسطرح پیش نظر سارا جہان آئینہ دار ٭

بادشاہ طلسم نے وہ دوربین آنکھ پر لگا کر سیر اطراف طلسم کرنا آغاز کی کیونکہ اسنے اسلیے کہا ہو کہ کتاب آئین طلسم مین لکھا دیکھا ہے کہ فلان زمانے مین طلسم نورافشان کا توڑنے والا پیدا ہوگا چنانچہ وہ زمانہ جو اسنے غور کیا ہے تو یہی پایا ہو سب چاہتا ہو کہ اس طلسم کشا کو مین پیدا کرکے اُسکا اہلاک کرون اور کوکب کو زیر کرکے مطیع اپنا بناؤن اور کوکب جو شریک عمرو ہوا ہی جب اُسکے گھر پر آفت آئیگی تو اسکے بچانے مین مصروف رہیگا شرکت عمرو کی بیکار کاگر غرض جب دوربین لگا کر دیکھی وہ اطراف مین لگی

دربند اژدر یہ جو آخر دربند طلسم ہوش ربا کا ہے اسکے بعد اور طلسمات اور کوہستان وغیرہ ہین مثل اسکے کہ جیسے کوہ عقیق اس دربند کے متصل ہو اور شہر لوہ ببیع الزمان بھی اسی مقام پر قید ہین کیونکہ دریائے نیل کا زندانخانہ یہی ہے بند اژدر یہ سے حاصل کلام کوہستان کی جانب بقدرت سمیع و بصیر جو اسنے بغور دیکھا ایک قلعہ نظر آیا کہ سامان حرب سے آراستہ ہو توبین لیجھر بیجھر پر بجی اور آہنی دھلی ہوئی جا بجا کنگورون مین لگی ہین گولا انداز برق انداز نفنگ اندازان مستعد بجنگ ٹہل رہے ہین گرب کے فوٹے وغیرہ ہین بھنے پرانے چھپر دیوار قلعہ سے لگے ہین تیر انداز فصیل قلعہ پر لیس بیٹھے ہین اور سامنے قلعہ کے ایک میدان وسیع ہو اس میدان مین دو دریائے لشکر موج زن ہین صفوف بستہ مبارزان تیغ زن ہین علم سر بلند ہین اور گردن سے مہا سرداران صف شکن ارجمند ہین اور دو مبارز بیچ میدان مین مصروف کارزار ہین نیام سے باہر تیغ و خنجر آبدار ہین بادشاہ بغور اس جنگ کو دیکھنے لگا دیکھا کہ وہ جو قلعہ کی پشت پر ہے فوج صف کشیدہ تھی اسکی جانب سے ایک پہلوان قوی ہیکل دیو صورت تیرہ رو خونخوار تند خو قامت دراز نسبان کو البرز بدست تیر جنگ کی نظم

همه جسم او بود چون پر زاغ　　سیہ چہرہ و چشمہا چون چراغ
برہنہ بد سفت و بالا بلند　　تنا ور بقامت ببازو درمند

بھوری بھوری کھٹے مین ڈالے ایک اژدر پر سوار میدان مین آیا ہو اور دوسری جانب جو لشکر آراستہ ہے اس لشکر سے اس دیو کے مقابلہ مین ایک شہزادہ حور نژاد قمر سیکر شیر صولت گردون شہامت فلک بارگاہ کیوان کلاہ سلیمان حشم ظفر مجسم جاندار کشورستان نصرت و شوکت اسکی جبین تمکین و مبین سے عیان آیا ہے جسکی تومندی اور زورمندی کی کیفیت کو عیاران راجہ بیان نظم

ببالا سرو سہی پر ترست　　ز مشک سیہ بر گلش افسرست
اگر ماہ دارد دو زلف سیاہ　　رخش را توان گفت نسبت بماہ
ہنرہا و دانش ز دیدار پیش　　خرد را پرستار دارد بہ پیش
فرو بستہ از ترک رومی زرہ　　زدہ بر زرہ بر فراوان گرہ
یکے گرزہ گاو پیکر بجنگ　　زدہ بر کمر چار تیر خدنگ
ببازو کمان و بزین بر کمند　　میان را بر زین کمر کردہ بند

چنانچہ اس شہریار نے پہلوان عفریت پیکر سے مقابلہ کیا اور نیزہ و گرز و خنجر سب حربے اسکے رد کر کے بعد و دست اسکا ہنگام تیغ افگنی پکڑ کے اسنے بھی گریبان مین ہاتھ ڈالا آخر دونون زمین پر آ رہے اور کب چھوڑ کے کشتی بعد زور کشتی آغاز ہوئی دو گھڑی کی کشتی مین اس نوجوان نے اکھیڑ کر جمار لچار دن سلانے جت اس خبیث کو کیا اور سوال اپنے دین مین آنے کا کرکے وقت انکار با لون کمر گزر پادبار شل کر بابس لوسیدہ چیر ڈالا فوج اسطرف کی لنبا لنبا کہکے چلی اس شہریار نے گھوڑا لشکر پشت مرکب پر اپنے تئین پہونچایا اور تیغ کھینچ کر زغرہ فوج دشمن مین در آیا اور یہ حال کیا کہ نظم

ہمی رفت لرزان کہ نہ پرسان شیر　　ز فوج عدو آن چندان بلوت
نہنگے بجنگ اژدہائے بزرم　　کہ گفتی جہان تیغ دار بہشت
ہمی تاخت پر شان شمشیر زبان　　زمین سنجیدہ زدشمن چو دریائے خون
چنین تا نہنگ گر دشمنان　　جہان جوی را تیغ بدر رہنمون

وہ فوج رو بفرار لائی اور بھاگ کر اندر قلعہ کے گئی پل تختہ اٹھا لیا فیلبند دروازہ بند کرلیا قلعہ پر سے توپ چلنے لگی

فوج جو قتل کرتی آئی تھی وہ رکی لیکن شہزادہ فلک جاہ لسان شیر غضبناک توپوں سے بھی نہ رکا اور گرز سے گولے رد کرتا جانب قلعہ چلا اسوقت تمام میدان آتشین تھا دشت سب خون مقتولان سے رنگین تھا دھواں ابر کی طرح چھایا تھا برق رنجک کی چمکتی تھی گولہ اولے کی طرح برس رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ ابیات

یہ پیش نظر جو آسمان ہے
گویا کہ ہیں رات کو ستارے

بیشک کہیں توپوں کا دھواں ہے
آواز اگر سنے تو فرق

پیدا جو دھوئیں میں ہیں شرارے
بجلی بھی ہو ڈر سے بحر میں غرق

شہزادہ اُٹھتا بیٹھتا گھوڑے سے بچتا قریب خندق ہو جاتا اسوقت نفط کے حقہ قارورہ آتش تیر و خشت وغیرہ پڑنے لگے اُسنے سپر فراخ دامن منہ پر رکھکر سب آفتیں جھیلیں اور گرز چھلاوا دیکر خندق کے اُس پار رفیکا پھر آپ مرکب سے اُتر خندق فرا گیا قلعہ پر توپ بند ہو گئی مگر نیزے نیچے پتھروں میں آگ دیگی تیل کے کڑھاؤ انڈیلے گئے ہیں ولادینے بڑھ کر پھاٹک توڑا گرز پڑتے ہی پھاٹک گرا تو توپ بند ہو چکی تھی فوج اس بہادر کی خندق پاٹ کر آگئی آئی قلعہ میں بھگدڑ پڑی ساحران قلعہ نے سعی ہر طرح کے کیے لیکن پھر آخر ہوا سرکشان قلعہ مارے گئے بعضے اسیر ہوئے رعایا نے چادر امان ہلالی اندر قلعہ کے بکچھ دیر کشت و خون رہا آخر اُس مرد جنگی نے سرداری قلعہ تسخیر کر لیا یہ ماجرا جو افراسیاب نے دوربین سحر میں دیکھا حیران ہو کر نیلم جادو سے پوچھا کہ تم کو معلوم ہے بیرون طلسم قریب دربند آخر طلسم کون سا قلعہ ہے اور میں نے ابھی دوربین میں یہ ماجرا دیکھا ہے اس شخص کے حال سے کچھ خبر ہے یا کوئی تمہارے ملک میں تعریف رکھتا ہے اُسنے یہ سنکر خود دوربین بادشاہ سے لیکر اُس قلعہ کو دیکھا اور اُس دلاور دلاور اسکی فوج پر نظر کی پھر عرض کیا کہ یہ قلعہ جو فتح ہوا ہے اُسکو قلعہ زرد کوہ کہتے ہیں اور حاکم اسکا زردمان اژدر سوار تھا جسکو کہ آپنے دیکھا کہ اس جوان نے چیر ڈالا یہ دلاور ملک خورشید تاج بخش مالک قلعہ کوہ خورشید کا فرزند ہے اور نام اسکا جہانگیر بن خورشید ہے اور اسکا ایک بھائی اور ہے کہ جسکو پہلوانی نہیں آتی ہے مگر عیار بے بدل ہے اور نام اسکا مہتر چابک تیز رفتار ہے ملک خورشید ساحر زبردست ہے اُسنے ایک تختی طلسم بند کر کے اس شہزادہ کے گلے میں ڈالی ہے جسکی وجہ سے سحر اس پر کچھ کارگر نہیں کرتا ہے اور اکثر قلعہ اُسنے تسخیر کیے ہیں زور و طاقت میں رستم و سام کو اپنے نزدیک حقیر جانتا ہے واقع میں نظیر نہیں رکھتا ہے سنتے ہیں کہ خورشید نے یہ دو لڑکے کہیں پائے تھے از بسکہ لاولد تھا اپنے لڑکے مشہور کر کے پالا ہے لیکن تحقیق نہیں معلوم کہ یہ کیا ماجرا ہے یہ دونوں لڑکے سحر سیکھنے سے نفرت و عار رکھتے ہیں ایک پہلوانی کو دوست رکھتا ہے اور ایک عیاری کو پسند خاطر اور عزیز کرتا ہے یہ ماجرا جو افراسیاب نے اسکی زبانی سنا بہت خوش ہوا اور دوربین میں صورت شہزادہ مذکور کی دیکھ چکا تھا خال سبز اور رنگ ہاشمی چہرہ انور پر نمایاں تھے گیسوان خلیلی اور کلالہ سلسلہ اسمٰعیلی دوش پر چھٹے ہوئے تھے پس کہا کہ بیشک کہیں حمزہ سے ہے اور ساحروں سے ملا ہوا ہے ضرور میری اطاعت کریگا اب یہاں چلکر ملک خورشید کو طلسم میں بلا اور دوستی کا برتاؤ کہ طلسم کو کب بار اس شہزادہ کو روانہ کر غرضکہ یہ حکم دوربین سحر صندوقچہ میں رکھکر پریزاد کو حوالہ کی کہ وہ جس طرح لیکر آئی تھی اسی طرح لیگئی اور آپ تا دیر اُس کوہ پر لبصد غرور ٹھہرا آخر اسباب بیا کیا پھر تخت سحر پر سوار ہو کر روانہ ہوا اور تجلیت تمام ترباغ سیب میں گیا ارکان سلطنت

داعیان مملکت نے مسند عظیم کی تخت پر جلوہ گستر ہوا اور ہر ایک سردار ساحر با وقار تخت کے گرد بیٹھا اور بادۂ حجیح ہوا جام سے گردش میں آیا ناچ ہونے لگا بادشاہ نے میر منشی کو یاد فرمایا اور حکم تحریر نامہ دیا ابیات

بفرمود تا پیش او شد دبیر
سوے شاہ خورشید یہ نامہ کرد
در گنج بے رنج بگشاد شاہ
ز چیزے کہ شایستہ تر برگزید
دہ اشتر ہمہ بار دینار بود
بہ پیلے کہ تا پایہ زرین نہاد

طلسم خواست رومی و چینی جستہ
ہم آنگاہ صد مرد از ساحران
گزین کرد از ان با تاج و کلاہ
ببرد و مرصع صد اشتر و اسبار
صد اشتر ز گنج درم بار بود

نوشتہ ازو کلک چون خامہ کرد
گزین کرد گوہر بار شیرین زبان
ہم از گوہر و جامہ تا بہ بیہ
ہمان جامہ و گوہر شاہوار
بہ پیل یک تخت زرین نہاد

جب یہ تحفہ تیار ہو چکا منشی ندرت قلم نے نامۂ محبت مشحون ترقیم کرکے بادشاہ کو سنایا مضمون یہ تھا

نامہ شاہ افراسیاب بنابر طلب جہانگیر بن حمزہ بنام خورشید تاج بخش محتوی بہ انکسار و التجا المولفہ

پہلے تعریف سامری کی لکھوں
ہے عیاں قلب ساحران پہ جو شان
امردین سامری کی شان
جرس کاروان صدق و صفا
شاہ خورشید تاج بخش شہان
دل سے کرکے ارادہ باصد ذوق
باغ یکرنگی و محبت سے
اسی گل کی بہار ہم بھی ہیں
ہو کرم سبز ابر آذاری
تازگی بخش ہے وہ ہر گل و خار
پیرہن میں جدا جدا گو ہر ہیں
ہو ہماری تمہاری ایک ہی راہ
گرچہ شاہ شہان ہوں میں لیکن
دوستی کے ادا نہ رسم کیے
اور اگر کیے تو نے کی غفلت
فکر میں مبتلا بہت میں رہا

اور جمشید کا میں وصف کروں
انکی تعریف کیا کرے خامہ
مرہم زخم سینۂ ریشان
گل اقبال گلشن شاہی
رہیں آباد تا قیام زمان
باغ الفت سے پھول چنتا ہوں
گلشن دوستی و الفت کے
خار و گل دونوں باغ میں آباد
فیض باد صبا کا ہے جاری
اک شجر ہیں جمشید اب ہیں ثمر
رشتہ داری میں سب برابر ہیں
سامری کیش ہو جو تم ہم بھی
آپ کا میرا ایک ہے مامن
نہ کبھی آئے یاں نہ کچھ لکھا
ہم سے پہلے بنائی آپ نے الفت
لیکن کچھ لوگ بدظن و باغی

بہنے دو سو خداؤں کے اوصاف
دوست کو اپنے لکھتا ہے نامہ
رہبر راہ دوستی و ولا
زیر فرمان ہمہ سے تا ماہی
رکھیں دے وداد و خلت و شوق
نقش پرواز مدعا ہوں یوں
آب گل میں تو جانتا ہم بھی ہیں
پرورش پاتے ہیں بفیض بہار
باغ میں چلتی ہو جو باد بہار
ہیں برابر مزے میں سب کیسر
ہو مراد اس سے یہ شہ ذی جاہ
دور اندیش ہو جو تم ہم بھی
حیف ہے یہ کہ آج تک تم نے
راہ وداد یہ ہی چاہیے تھا
شفق میں سبب یہ ہے اسکا
مجھ سے آمادہ جنگ میں باغی

ہین خداوند بخت مغلوب
رات دن ہے مجھے یہی وسواس
گرکہ اس حال مین ہون مین مصروف
بھیجتا ہون کہ موے لطف آمیز
وہ جہانگیر دست شکن جسار
سر پہ تاج شہی مین اسکے رکھون
ختم کرتا ہون اس جگہ نامہ
ہو ہمیشہ وزان رہو تم شاد

آنکی بھی یاری دل سے ہے مطلب
اسی اندیشہ و فکر مین ہو
لیکن ہے کیسے اپنا دل مالوف
اپنے فرزند کو مع لشکر
تیغزن قاتل خطا کر وار
اپنے دشمن کی گوشمالی کو
رک گیا چلتے چلتے بس خامہ

بھیجا کرتا ہون فوج انکے پاس
آئینہ سا ہون مین تحیر مین
اس لیے نامۂ محبت خیز
لے کے تشریف لایے یا ان پر
آئے اس جا تو ملک و مال مین دون
بھیجون اسکو مین لے شہ خوش خو
گلشن دوستی مین باد مراد

اس نامہ پر بادشاہ کی مُہر ثبت ہوئی اور ان سو ساحرونکو جو تحفہ لیجانے پر مامور ہوئے تھے ایک ساحر عقیل جادو نامی کے تحت کرکے نامہ ساحر مذکور کے سپرد کیا وہ خلعت سفارت سے مخلع ہوکر اپنے مقام پر آیا اور تیاری چلنے کی کرنے لگا اتفاقاً یہ ساحر دریائے خون رواں کے اس پار رہتا ہو جب اپنے گھر آیا تو اسکے جانیکی نامہ لیکر خورشید کی طرف خبر مشہور ہوئی اور ملکہ مہرخ نے سنا کہ شاہ طلسم ملکہ خورشید کو بلاتا ہی پس اسنے بلور سے کہا کہ اس حال کی خبر شاہ کوکب کو کرنا چاہیے اسنے فوراً عرضی تحریر کرکے ایک جانور سحر کو روانہ کیا اور ایک داستان گو نے یون بیان کیا ہو کہ شاہ کوکب کو کہ فلک لوح طلسم کی تھی اسی لشکر مین اسنے اپنے استاد دلو افشان جادو کو عرضی لکھی اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کی اس نامہ کا مضمون جو بقیہ مفہوم کیے کہ اپنے سحر کے زور سے حال کیفیت جہانگیر کی دریافت کی اور جواب عرضی لکھا کہ اے کوکب تمہارے طلسم کی لوح تو اچھی جگہ ہو کچھ فکر مگر افراسیاب نے کوہ بلور پر جاکر جہانگیر خورشید کو تمنے دیکھا ہو چنانچہ اس شہزادہ مین نشانیان نسل حمزہ کی ہین اس سبب اُسکے بلانے کو نامہ لکھا ہو اگر وہ آجائیگا تو تمہارے طلسم کے فتح کرنیکو شاہ جادوان کسیے بھیجا جائیگا تمکو اسکی فکر کرنا ضرور ہو جب یہ جواب کوکب نے عرضی کا پایا اپنے خانہ سے ایک بچہ بھیجا کہ وہ عمرو کو جو قلعہ ہفت رنگ مین برشان پاس تھے اُنکو لایا عمرو نے جس طرح اول مرتبہ دربار اس بادشاہ کا دیکھا تھا ویسے ہی اسوقت بھی پایا غرضکہ آداب بجا لایا بادشاہ نے تخلیہ کرکے مشورہ کیا کہ اس بارہ مین خواجہ کیا کرنا چاہیے عمرو نے کہا کہ آپ بھی سفیر اپنا ملکہ خورشید کے پاس بھیجیے اور اُسکو اپنے پاس بلایئے مجھے یقین ہے کہ دونون شاہ کو اپنا طالب دیکھکر کسی طرف نجائیگا دوسرے یہ کہ مجکو بھی شہر خورشید مین بھیجدیجیے کہ شہزادہ جہانگیر کو اگر اولاد حمزہ مین سے پاؤن تو ہمکو اُسکے حال سے بالتشریح آگاہ کرکے راہ راست پر لاؤن تیسرے یہ کہ ایک خط مہرخ کو لکھکر بھیجیے کہ وہ بھی ایک مہینے شریک ہونیکا ملکہ خورشید کو لکھکر مع کچھ تحائف کے وکیل اپنا روانہ کرے شاید کہ وہ شرکت اسکی قبول کرے شاہ کوکب نے رائے خواجہ کی پسند کی اور اول نامہ مہرخ کو لکھکر بھیجا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ خواجہ کی رائے یہ ہو کہ تم نامہ مشتمل منت خورشید کو لکھو اور ہم بھی نامہ بھیجتے ہین یہ خط طائر سحر کے ہمراہ بھیجا جب ملکہ موصوف کو پہنچا اُسنے اپنے بیٹے شکیل کو کہ طلسم کی راہین خوب جانتا ہے نامہ دیکر مع کچھ ہدیہ و تحائف کے روانہ کیا اُسکے ہمراہ مہتر برق بھی بھی چلا اُسکے نامہ کا حال بر وقت پہنچنے ملکہ خورشید کے بیان کیا جائیگا لیکن حال کوکب سنیے کہ تحفہ گرانبہا اور

کشتی ہائے جواہر بیاد اسباب طلا و چند اشیائے طلسم ایک ساحر ذو فنون جادو نام کو دیگر کئی سو ساحر ہنر شعار اسکے ہمراہ کیے اور منشی بلاغت طراز بدائع رقم کو حکم تحریر نامہ دیا اسنے عروس قرطاس کو زیور در ہائے مضموں سے یوں آراستہ فرمایا

نامہ کوکب بدر ضمیر بجانب ملک خورشید تاج بخش مشتمل مضمون تودد و تحریر و ہدایت تنویر لمولفہ

کروں پہلے حمد خدائے قدیر
وہی سب کا ہے خالق بے نظیر

خداوند بخشندہ و دادگر
خداوند خلاق شمس و قمر

جہاں اسنے اک کن میں پیدا کیا
مہ و خور کا جلوہ ہویدا کیا

وہی سب کا خالق وہی بادشاہ
اسی کے ہیں محتاج شاہ و سپاہ

جسے چاہے دم بھر میں رسوا کرے
جسے چاہے پل بھر میں عزت وہ دے

ذلیلوں کو کرتا ہے دم میں جلیل
جلیلوں کو کرتا ہے دم میں ذلیل

غرض اسکو ہے سب طرح اختیار
وہ خالق وہ مالک وہ پروردگار

نہیں چاہیے ہے بشر کو غرور
کہ مغرور سے رب ہے بیشک نفور

اسی وجہ سے شاہ خورشید کو
شہ دادگر رشک جمشید کو

لکھا جاتا ہے بعد رسم سلام
کرے شاہ فرخندہ پے نیکنام

شہ خسرواں صاحب عقل و ہوش
خرد گستر و حاکم جم پوش

خداوند لشکر خداوند تخت
شہ نیک اقبال و فرخندہ بخت

شہ نامور خسرو روزگار
سر افراز و گردن کش و تاجدار

خداوند دیہیم و ملک و سپاہ
جہاندار و کیخسرو کج کلاہ

سعادت قرین ملک زرنگین
رہے کامیاب تجھ سے مہر مبین

ہے رسم مروت کے شایاں یہی
ہے دنیا میں کار نمایاں یہی

ہمیشہ ہوں سرکش سے نفرت پذیر
اولوالعزم عاجز کے ہوں دستگیر

یہی میرے دل کو بھی آیا خیال
کہ مہرخ جو دنیا میں عاجز کمال

مدد اسکی کرنا ہے لازم مجھے
کہ خالق جز اسکی مشیت میں شے

جہاں میں ہیں جتنے مرتبہ سربلند
ہمیشہ ہیں وہ حامی مستمند

فلک گرچہ سرکش ہو بیدادگر
مگر وہ زمیں پر جھکائے ہے سر

درخشاں ہیں گو نجم افلاک پر
مگر روشنی بخش ہیں خاک پر

فلک سے نظر مہر کی آفتاب
کرے جب لہو سنگ لعل خوشاب

ثمر جتنے ہیں بار لائے ہوے
زمیں پر ہیں سر کو جھکائے ہوے

نباتات کا دیکھکر حال زار
گہر اشک کے ابر کرتا نثار

زمیں پر بیچا جو دل کرو گا
وہیں آب صاف اس سے ظاہر

اسی طرح سے اے شہ تاجگیر
زمانہ میں عاجز کے ہیں دستگیر

کرے کام وہ جس سے خوش ہو خدا
لکھا ہے مجھے اسکو حمزہ

ہے مغرور سرکش جو افراسیاب
خدا کا ہمیشہ ہے اسیر عتاب

نہیں ہے اسکی شرکت گوارا مجھے
خدا کے غضب کا ہی پاس اسکے

تمھیں بھی نہیں چاہیے اے شفیق
کہ ایسے کے جاکر بنو تم رفیق

عزیزوں سے لطف و مدارا کرو
میری سمت آنا گوارا کرو

اگر آپ یاں آئیے مہرباں
تو احسان فرمائیے مہرباں

عمرو و مہرخ و حمزۂ نامدار
یہ سب ہونگے خوش اور میں خاکسار

کیا ختم اس جا پہ میں نے کلام
نصیحت سے خالی نہیں یہ پیام

ہے ملک آباد خلقت ہو شاد
ترقی پہ اقبال دولت زیاد

صحیفہ اگراہی مہر شاہی سے بعنوان شایستہ مزین ہوا اور ذوفنون تحفہ جات لیکر کئی ساحرون کے ہمراہ مع خواجہ دیبا چلا
اور اسی طرف کے دروازہ سے کہ جدھر سے ملک خورشید یہ قریب تھا طلسم کے باہر نکلا اس طرف سے قاصد فرستادۂ
افراسیاب دریاے ہفت رنگ کے کنارے سے گذر کر اُس دربند پہ کہ جدھر سے شہزادہ اسد آئے تھے پہونچا اور طلسم
سے باہر نکلکر قلعہ کوہ عقیق کو چھوڑکر جانب خورشید یہ روانہ ہوا اُسکے پیچھے پیچھے قشیل بھی مع برق کے طلسم سے باہر
نکلا اور اُسکے جانے کی خبر افراسیاب کو بھی ہوئی مگر اُسنے اس سبب سے اُسکو نہیں روکا کہ نامہ لیکر خورشید کے بلانے کو یہ
بھی جاتا ہے دیکھون تو کہ وہ اُسکو کیا جواب دیتا ہے اور کس کے پاس آتا ہے لیکن اہل دربند کو حکم بھیج گیا کہ
طلسم کے باہر قاصدون کو جانے دینا فی الحال یہ سفیر تو اس طرف سے اور ذوفنون اپنے طلسم کی طرف سے وارد ملک
خورشید یہ ہوے زمین سرسبز اور جاے دلکش و آباد دیکھی صحرا مین درخت لہلہاتے زراعت سبز و خرم درخت میوہ دار
گل اپنا جوبن دکھاتے دریا اور چشمہ جاری ہر سمت وزان باد بہاری قاصدون نے قریب شہر پناہ پہونچکر خیام برپا کرایا
اور نزول کیا عمر وجو ہمراہ سفیر کے آیا ہے وہ سب اپنے ہمراہیون سے جدا ہو گیا اور صورت اپنی ساحرون کی
ایسی بناکے علیحدہ گھومتا اُس طرف جہانگیر قلعہ فتح کرکے اپنے پدر نقلی پاس آیا تھا خورشید دار الامارہ مین سریر جہانبانی
پر جلوہ فرما تھا عزیز کے فتحیاب ہوکر آنے سے جلسۂ عشرت آغاز کرایا تھا جام مے گلرنگ کا دور چل رہا تھا کہ ہرکارون نے
سامنے آکر بعد دعا ثنا کے خبر ورود ایلچیان مسعود عرض کی کہ انسے سرداران ذیشان کو اپنے ایلچیون کے لانے کو بھیجا سردار
باہر قلعہ کے آئے تینون ایلچیون سے ملاقات کرکے کہا کہ چلیے حضور مین آپ کی طلب ہے اُنھون نے کہا بہت مناسب
ہے لیکن درباری لباس سے آراستہ و مخلع ہوکر تمام تحفہ ہمراہ لیکر روانہ ہوے دروازہ شہر کا نہایت بلند و طلا کار پایا
کئی ہزار سوار محافظ بعید ذوقار پایا اندر آئے شہر تمام گلزار پایا عمارتین استوار و محکم بنین دکانین محرابدار و منقش و
رنگین ہر عمارت کے بالاخانون پر کنگورے ہوے کنگرہ چرخ سے برابری کرتے کہے برج فلک کو رشک دیتے کنگرے
رشک دہ خطوط کہکشان و شوارع آفتاب تھے نیچے مکانات کے صرافہ و بزازہ آراستہ تھا ہر قسم کا تاجر و ہر طرح کی اشیاء
نفیس کا بازارون مین انبار تھا ہر ایک بقال و دکان اُسکا خریدار تھا گنج مین جھنڈے گڑے تھے اناج کے ڈھیر لگے تھے
ٹنڈے کسالون کی خدمت کر رہے تھے بنیئے جلیبن پی رہے تھے تولتے وقت آوازین دیتے تھے برکت ہے جی برکت ہے
دنیا مین گویا تینا مین تینا خریدا جسکی مرضی اناج لیکر ہر گئے تھے اسی طرح سے یہ سفیر والا تدبیر ہر مقام کی سیر سے سیر ہوے
دار الامارہ مین پہونچے فرق زنجیر بھی اندر داخلہ ہوا عجب دربار نظر پڑا کہ گردوگون کرسیون اور دنگلون پر چمکن مین
ساحران ذی رتبہ ادب دار و لاوران صف شکن ہین قریب تخت شاہی دنگل جواہر آگین بچھا ہے اُسپر شہزادہ جہانگیر شیر دل بیٹھا
ہے اور کئی سو زینہ کا سریر یاقوت و زمرد سے آراستہ ہے اُسپر ملک خورشید جلوہ فرما ہے تاج جسکی جا مین کہ ہفت کشور
کا خراج سر پہ رکھے ہے اور کئی ہزار غلام زرین کمر و زرین لباس دست بستہ سامنے کھڑا ہے چتر یال ہما کا
گردش کرتا ہے پری چہرگان ساز لیے مجرے کو حاضر ہین جام رنگین دست شاہ مین خوشنما ہے نظم

زدیباے چینی واز برنیان	درفشی بہ مہر بدو اندر میان	تو گوئی بہشت ست یا بزمگاہ

سپہر برین ست یا قرص ماہ
نشستہ بران تخت خورشید شاہ

نہادند در پیش تختی زعاج
بگرد اندرون پہلوان سپاہ

بآرایش تخت کرسی ساج

ایلچیون نے اس گروہ کو دیکھ کر مجراگاہ پر سے مجرا کیا اور ستایش کنان حسب ایماے شاہ قریب آکر اول تحفے دیے یا پیشکش کیے اور نامہ دیے پھر حسب حکم کرسیون پر بادب جاگزین ہوے منشی ... رقم طلب ہوا بادشاہ نے نامہ پڑھنے کا حکم دیا اور سراپردہ دارالامارۃ افراسیاب جلوہ خانہ مین اسپ و فیل و شتر جو بار زر و نقد و درم بادشاہون نے تحفہ مین بھیجے تھے از نظر گذرے پھر نامہ وغیرہ پڑھے گئے جس دونون بادشاہون نے نامہ مین مضمون اعانت طلبی درج کیا تھا ویسا ہی کچھ مہرخ نے بھی لکھا تھا یعنی قلمبند کیا تھا کہ اے شاہ شاہان سرتاج خسروان جہان ملک خورشید کیوان کلاہ انجم سپاہ مین عاجز و مسکین و بے یار و مددگار نہایت مضطر ہون اتنے بڑے شاہ ساحرون کے بادشاہ سے مقابلہ ہے اور کوئی سواے خدا کے معین و وسیلہ نہین امید ملازمان درگاہ فلک پایگاہ سے رکھتی ہون کہ میرے حال زار پر غور فرما کر میری مدد فرمایئے دشمن کو میرے [illegible] زیادہ دعاے دولت سگالی یہ کہ خزانہ افزون اور ملک آباد عیش و عشرت مقرون ہو جب یہ سب نامہ بادشاہ خورشید نے جب سُنے شہزادہ جہانگیر کی طرف مسکرا کر دیکھا شہزادہ موصوف نے فرمایا کہ شاہ کوکب نے جو نامہ لکھا ہے ہر چند کہ در پردہ اسنے ہمکو متکبر اور بے ایمان بنایا ہے مگر مضمون بہت نایاب ہے قول اسکا برا صواب ہے عاجزون ہی کی شراکت کرنا کار مردان ہنرمند آزما ہے اسی بات سے خوش خدا ہے پس کوکب شریک مہرخ ہے ہمکو بھی اسی کی شراکت زیبا ہے افراسیاب تو خود شہنشاہ ساحران ہے اسکی اعانت کرنا ننگ مردان ہے ملک خورشید نے جب یہ تقریر شہزادہ کی سُنی از بسکہ اصل مین تو اسکی کچھ حقیقت نہین ہے مثل اور قلمرو ایران یہ بھی ہے شہزادہ کے سبب سے توقیر ملی ہے اسوقت شاہ افراسیاب کے مقابل جانے کو جو شہزادہ مذکور نے کہا اسکو خیال ہوا کہ وہ بہت بڑا بادشاہ ہے ایسا نہو جو شہزادہ مارا جائے ملک مال ہمارا جائے چنانچہ شریک اسی کے ہونا چاہیے پھر یہ بھی خیال کیا کہ یہ شہزادہ فرزند حمزہ ہے ضرور عاجزون کا طرفدار ہوگا پس ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ یہ کسی طرف نہ جائے یہ سوچکر زبان حیلہ ساز کو کاری سے آشنا کیا اور کہا اے فرزند دلبند کوکب کا شریک عمرو عیار ہے جسکا مالک زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ نامدار ہے اور عمرو سردار لشکر مہرخ ہے پھر مہرخ کو بھی کچھ احتیاج کسی کی استمداد و اعانت کی نہین حاصل کلام یہ کہ تم افراسیاب کو اگر زبردست جانتے ہو تو مناسب یہ ہے کہ کسی جانب بنا بر اعانت عنان عزیمت منعطف نہ کرو اور میرے نزدیک افراسیاب ہی کی مدد کرنا زیبا ہے کیونکہ وہ خداے باختر کی طرفداری کرتا ہے اور ہمارا دین اور اسکا ایک ہے جسکو چار طرف سے گھیر لیے دشمنون نے روز بد دکھانا چاہا ہے شہزادہ نے جب یہ تقریر سنی فرمایا کہ بہادران جلادت شعار سے یہ کب ہو سکتا ہے کہ کوئی اسکو بہر مددگاری بلاوے اور وہ نجائے اور کوئی اس سے مدد مانگے اور وہ تیغ نہ کھینچے بیت عروس مملکت آن مرد در کنار گرفت * کہ اول از کمر تیغ داد کابیش * بلکہ مصرع مہر عروس ملک بہ از تیغ تیز نیست اچھا اس مقدمہ مین خوب غور کر کے ہر ایک نامہ کا جواب دیا جائیگا اب بزم عشرت بہر دعوت ایلچیان شاہان عالی مرتبت ترتیب پذیر ہو یہ حکم سنکر ساقیان مہر لقا و مطربان خوش نوا و شیرین ادا حاضر ہوے اول گوشمالی طنبور کو

دی گئی اور طبلوں کو طمانچہ تھا کے پڑنے لگے قانون سرود بھی موافق مزاج ارباب محفل تھا۔ نظم

تھی پرچ کی وان بندھی ہوئی کہ
بھیرون لگے ناچنے عجب کیا
کس طرح کریں نہ دل کو تسخیر
اُس شکل سے سب اہل فہم تھے سن
آرکی تھی زبان بے جو کافی
وہ کھینچے تھے ہوا پہ تصویر
بھیرون کا تھا بزم میں جو چرچا
تھی غارت ملک دل کو کافی

آئی ہنگامۂ عشرت میں عرض بیگی نے آکر عرض کیا کہ ایک کلاونت پیر زمین گیر در پر حاضر ہوا ہے امیدوار باریابی دربار ہے کیا حکم ہوتا ہے شہزادہ نے حکم حاضر ہونے کا دیا کلاونت مذکور سامنے آیا دیکھا کہ پیر نہایت نحیف ہے پلکیں تک سفید ہیں ایسا ضعیف ہے داڑھی تابسینہ ہے پان تک کی پیک بہی ہے گویا آب روان کا گلے میں گلبدن کا پائجامہ پانون مین کمر سے لگی پکھاوج ہاتھ میں لیے ہے پگڑی خیر و شکر کی باندھے ہے بس اُس پیر نے سامنے آکر دعا دی کہ سامری بنائے رکھے سرکار کا بھلا ہو میں بھی نام سنکر دور سے آیا ہوں دامن آرزو خالی لایا ہوں آج مالا مال ہو کر جاؤنگا شہزادہ نے پوچھا کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اُسنے کہا بلاتون ام الجبال میں رہتا ہوں مگر پھرا رہتا کیا کامرو دیس بنگالہ اندر کوٹ سنگلدیپ سب جگہ پھرا کرتا ہوں کل اس بستی میں وارد ہوا تھا آج سرکار میں آیا ہوں فلک کا ستایا ہوں شہزادہ نے فرمایا کہ اچھا اپنا کمال ظاہر کر پیر نے نے کو منھ سے لگا کر بجانا شروع کیا پھر تو تمام محفل کو وجد کا عالم ہوا اہل بزم کیا در و دیوار زمین و زمان کو حالت محویت ہوئی۔ نظم

یہان تک بجائی کہ دیوار و در
گیا اہل مجلس کا جو دل پگھل
کھڑے رہ گئے ہوش کھوئے ہوے
تو جون شمع اشک آگئے سب نکل
بہک جانے اور رکنے کو ہونٹون پہ دم
نظر جو پڑے وان سو روتے ہوے

بعد کچھ بجانے کے توقف پذیر ہوا شہزادہ نے بے چین ہو کر کہا کہ اے مرد باکمال واسطہ اپنے دین و مذہب کا ہم لوگون کو نیم بسمل نہ چھوڑ پیر نے عرض کیا کہ اے شہزادۂ فلک جاہ یہ بڈھا شراب کا عادی بہت ہے اگر میخانہ میرے سپرد فرمایئے تو البتہ خدا کافی اور لطف وافی اُٹھایئے شہزادہ نے ساقیوں کو حکم دیا کہ میکدہ اسکے حوالہ کرو پھر تو ساقیوں نے سبو و ساغر لا کر حاضر کیا یہ نقشہ ہوا کہ بیت بنکر فقیر بیٹھا بھی پہ رند بتراد سب نے جون سے لکر پیر مغان بنایا۔ کلاونت کہ اصل میں عمرو ہے اور بیان کیا تھا کہ ایلچی کے ساتھ سے یہ جدا ہو گیا تھا اسوقت گویا بنکر آیا ہے اور قصد رکھتا ہے کہ جہانگیر کو پکڑ کر امیر کے پاس بھیجوں اور اسکی پیدائش کا حال ظاہر کرادون فی الجملہ اب میخانہ پر قبضہ پاتے ہی شراب کو کنتر اور گلابیون میں الٹ پھیر کرنے لگا اور کبھی مقام پر اسکا میخانہ سجا بیان ہو جلسہ اسی طرح یہان بھی درست کرنے لگا اور اسی انتظام میں شراب کو آغشتہ بدارو بے ہوشی کیا اور نے بجاتا جام بیاز شراب ہاتھ پر لیے سامنے شہزادہ کے آیا شہزادہ نے جام اُس سے لیکر پینا چاہا مگر عیار شہزادۂ موصوف کا موتہ چاک کہیں گیا ہوا تھا وہ آگیا اور اُسنے وقائع نگارون کی تحریرین عمرو کی عیاریان پڑھی ہیں اور تعریف گانے کی اور نے بجانے کی لکھی دیکھی ہے بس اسوقت یہان ویسا ہی جلسہ جو اُسنے دیکھا اور از سرتا پا عمرو پر نظر کی بنگاہ اول پہچانا کہ یہ کوئی عیار ہے اور ایلچیون کے ہمراہ آیا ہے دستبرد کیا چاہتا ہے چنانچہ اُسنے پہچان کر جام شہزادہ کے ہاتھ سے لیا اور خواجہ کو دیا کہ اے پیر ساغر پہلے تو پی پھر اور کو پلانا خواجہ نے اسکے ہاتھ سے جام نہ لیکر اُسکو دیکھا تو ایک نوجوان سبزہ آغاز چھریرے

بدن کا انسان پایا کمند بازوؤں سے باندھے فلاخن سر سے لپیٹے توڑا پتھر کا لٹکائے بانہ ہائے عیاری
سے درست نہایت چالاک و چست ہی لعینہ میرا فرزند معلوم ہوتا ہے میرے لڑکوں سے بہت مشابہ مفہوم
ہوتا ہے غرضکہ جب اُسنے جام خواجہ کو دیا خواجہ نے اُسکی نگاہ دیکھکر ایک تباسا گرہ سے نکالا دیتا سا دافع داروئے
بیہوشی تھا چاہا کہ اُسکو شراب میں ملا کر جام کو پیے مگر چالاک بہت ہوشیار تھا اُسنے تباسا ملاتے وقت ہاتھ پکڑ لیا
عمرو سمجھا کہ بھید میرا کھلگیا اب میں شدی کو بھی گرفتاری دینا چاہیے یہ سمجھکر ذرا جو ہاتھ کو کن دیا ہاتھ جو درست تھا
اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا خواجہ نے ایک دھول اُسکے لگائی اور کلاہ اُسکی مع کر جست کی دیوار پر دارالامارہ کی پہونچا
چالاک دھول کھا کر منفعل ہوا تھا پکارا کہ ساحر کوئی ہیں ناعیار یہ سحر نہ کرے میں ابھی پکڑے لاتا ہوں یہ کہکر
آپ بھی دربار سے باہر نکلکر چلا لینا لینا کا شور ہوا عمرو اس عرصہ میں دیوار پھاند کر بھاگا کا ملازمان شاہی چوبدار اور
سپاہی پیچھے دوڑے چالاک نے سب کو روکا اور کہا وہ عیار اکیلا ہے مجکو بھی اکیلا ہی لڑنا زیبا ہے اگر سب ملکر گرفتار کریں
تو فن عیاری کے خلاف ہو ایک سے ایک ہی کا ہنستر مصاف ہو غرضکہ سب ٹھہر گئے یہ تنہا عقب خواجہ چلا عمرو نے جو
اُسکو آتے دیکھا ایک سپر بھاگتے ہی میں زنبیل سے نکالکر زیر بغل چھپالی چال اس سپر کا آگے بیان ہوگا غرضکہ
اسی نوع کی تدبیر کرتا ہوا بھاگ کر ایک ایسی گلی میں شہر کی آیا کہ جدھر رستہ نکلتا تھا ساتھ ہی چالاک بھی پاس
پہونچا اور للکارا کہ او ناعیار اب کہاں جائیگا عمرو نے بھی تیغ زنبیل سے نکالکر کھینچا اور نعرہ کیا کہ آ تو سہی جوانا
مرگ وہ عیار طرار لسان برق جہندہ جا ہی پڑا اور تیغ مارنے لگا خواجہ نے دو ایک وار تو تیغ کا خالی دیا پھر جو اُسنے کمر
کو جھکا کر سر پر ہاتھ مارا خواجہ نے وہ سپر جو زنبیل سے نکالی تھی اُسکے سامنے کردی اس سپر کے اندر صرف مند چاتھا
اندر اُسکے غبار بیہوشی بھرا تھا تیغ جو سپر پر پڑا وہ بیچ سے شق ہوئی اور غبار بیہوشی میں چہرہ چالاک کا چھپ گیا
ذرات کی چھینکیں اُسکو آئیں اور بیہوش ہو کر گرا اُسنے بیڑیں اُسکا اُتارکر آپ پہنا اور رنگ عیاری لگاکر اُسکو
شکل اپنی صورت کے بنایا اور آپ معجزہ طلب کرکے اُسکی سی صورت بنا اور اُسکو اسی طرح بیہوش مشکیں باندھکر
دوش پر لادکر دارالامارہ میں سامنے جہانگیر کے لایا وہ بہت خوش ہوا اور کہا اُسکو ستون بارگاہ سے باندھکر
ہوشیار کرو اُسنے کہا اُسکو ہوشیار کرائیے ورنہ بڑا فتور کریگا آپ جب بزم عیش سے اُٹھیے گا اُسوقت اُسکو ہوشیار کرکے
قتل کیجیے گا شہزادہ نے کہا بہتر ہے اُسنے ستون سے اُسکو اسی طرح بیہوش باندھ دیا اور شہزادہ سے کہا ان لچھنوں
کے ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ عیار چلے آتے ہیں آپ ساقیوں اور فراشوں خدمتگاروں وغیرہ سب اہل عملہ کو دربار سے
نکلوا دیجیے اور میخانہ میرے سپرد کیجیے تاکہ میں شراب پلاؤں مبادا عیار رنگ دیں تو بڑی ذلت کا سامنا ہو
شاہزادہ تو اُسکو اپنا بھائی جانتا ہی اُسکے کہنے سے تمام اہل عملہ کو حکم برخاست دیدیا وہ تو باہر نکلگئے اور اُسنے
میخانہ پر قبضہ کیا اور شراب جو پہلے کی تھی اُسکو بظاہر علیحدہ کردیا کہ یہ شراب ہے لیکن وہ سب بیہوشی آلود تھی کچھ ایسا
پھیر بدل کیا کہ اُسی شراب کا ساغر بھرکر شہزادہ کو دیا اُسنے بیک جرعہ درکشید کیا پھر تو سب انجمن کو وہی شراب
پلائی ہر ایک پر کچھ دیر میں بیہوشی چھائی گرمی جو معلوم ہوئی اُٹھکر ٹہلنے کا ارادہ کیا تھا کہ بیہوشی کا ایسا لگا کر

اوندھے منھ گرے لمحہ بھر میں تمام محفل بیہوش ہو گئی عمرو نے پہلے نوذ فنون کو جو ایلچی شاہ کوکب کا ہو اُٹھا کر زنبیل میں
رکھا اور شکیل کو بھی داخل زنبیل کیا پھر چابک کو ہوشیار کر کے سلام کیا اسکی جو آنکھ کھلی اپنے تئیں بندھا پایا اور
رنگ محفل نہ پایا سمجھا کہ عمرو بلا ہے یہ ہو وہ تحیر غالب آیا غرض تاؤ بیچ کھا کر چپ ہو رہا اور عمرو نے اسکے جلانے کو پہلے
لوٹنا شروع کیا جہانگیر کو زنبیل میں نہ رکھا تمام دربار کے کپڑے اُتار لیے ملک خورشید کا تاج لیا اسی طرح
یہ لوٹ پڑ رہا اب اور ماجرا سنیے یعنی افراسیاب نے جو ایلچی روانہ کیا تھا تو بعد روانہ کرنے قاصد کے بہت بڑا خیال اسکو ہوا کہ
دیکھوں جہانگیر آتا ہے یا نہیں اسی تردد میں آخر اُسکو تاب نہ رہی کتاب سامری منگا کر حال دربار خورشید دیکھنے لگا
یہاں عجب ماجرا نظر پڑا کہ تمام دربار بیہوش ہے اور ایک شخص لوٹتا پھرتا ہے ایک عیار ستون سے بندھا ہے بس یہ
دیکھتے ہی اُسنے کہا کہ واے مردیم اسے بڑا غضب ہوا عمرو ملک خورشید یہاں پہنچ گیا سب کو قتل کیا چاہتا ہے یہ کہکر
چاہا کہ کسی ساحر کو اس طرف بھیجے پھر سوچا کہ جبتک کوئی جائیگا وہاں خاتمہ ہو جائیگا تو آپ چل پس اُس اضطرار میں کچھ خیال
پر بھی دھیان نہ کیا کہ وہ کراکر اُڑا اور وہ ازبسکہ یہ بادشاہ طلسم ہے بہت جلد راہ طے کرتا ہے سوقت یہ دارالامارۃ خورشید
پر آ کر پہنچا کہ عمرو تمام دربار کو لوٹ کر جہانگیر کو داخل زنبیل کیا چاہتا تھا کہ اسکے آنے سے برق شعلہ بار چمکی رعد
گرجا عمرو سمجھا کہ ضرور کوئی آفت آئی پس بہت جلد گلیم اوڑھ کر الگ ہوا اس عرصہ میں شاہ جادوان دربار میں اُتر کر ہوا
آیا اور ابر جو برسایا کہ ہر ایک کو ہوش آ گیا اور اپنے تئیں برہنہ دیکھ کر جامہ خانہ میں جا کر لباس پہنا سرداروں نے
پوشاک منگوا کر زیب تن کی ادھر شاہ جادوان نے چابک کو ستون سے کھولا ملک خورشید افراسیاب
کو پہچانتا تھا اُسنے تعظیم کر کے تخت پر بٹھایا آپ باادب تمام زیر تخت بیٹھا شہزادہ جہانگیر سے کہا بابا اُٹھو شہنشاہ
کو تسلیم کرو نذر دو زہے نصیب ہمارے جو حضور تشریف فرما ہوئے شہزادہ اُٹھ کر رسم تعظیم بجا لایا افراسیاب نے فرط شفقت
سے پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا کہ شہزادے تم نے اُس دزد مکار کو دیکھا اگر میں اسوقت نہ
آجاتا تو وہ سب کو ہلاک کرتا اسی طرح اُسنے میرے تمام طلسم میں تہلکہ ڈال رکھا ہے اب تم کو لازم ہے کہ میرے ساتھ
چلو اور کوکب جو شریک عمرو ہے اُسکے طلسم کو توڑ دو تم اُسکے مقابلہ کو جاؤ اور میں اور باغیوں کا خاتمہ کر دوں
اور کوکب کی حمایت کو حمزہ ضرور آئیگا اگر تم اُسپر غالب آئے پھر تمام عالم زیر فرمان تمہارا ہے خدایا فخر
کو تمام دنیا سجدہ کریگی تم ایسا پہلوان اور مجھ ایسا بادشاہ کا زمانہ پھر تسخیر ہوگا خداوند باخطرہ پیغمبری کا دین گے سپہ سالار
قدرت خطاب عنایت کرینگے لشکر ملائک خداوند تمہارا مطیع ہوگا میں جو مناسب تھا وہ سمجھا چکا آیندہ تمہیں اختیار ہے
جہانگیر عیاری کرنے سے خواجہ کی آگ بنا بیٹھا تھا اُسنے جواب دیا کہ اے شہنشاہ میں ملک کوکب میں گھس کر
اتنی تلواریں مارونگا کہ ندیاں خون کی بہا دونگا اور اُس نا عیار کو وہ سزا دونگا کہ تمام عمر وہ یاد کریگا یہ کہکر ایلچی کو کوکب
تلاش کیا کہ وہ عیار کو اپنے ساتھ کیوں لایا ہر چند کہ ایلچی کو قتل کرنا زیبا نہیں لیکن اس شرارت کی سزا دینا ضرور
ہوا غرضکہ ہنگام تلاش مہرخ و کوکب سفیروں کو نہ پایا اُن کے ساتھیوں کو حکم دیا کہ ابھی ہمارے ملک سے
نکل جاؤ اور تحائف بھی پھیر لیجاؤ اور کہدینا اپنے مالکوں سے کہ ہم آتے ہیں ہوشیار رہو وہ سب توبے نیل و مرام پیام

لیکن بھیرے اور خورشید جادو نے بڑی دھوم سے افراسیاب کی دعوت کی اور ایسا انتظام کیا کہ عمرو اور برق اندر دارالامارہ کے نہ آسکے سحر ایسا تھا کہ جب قصد اس طرف کے چلنے کا کرتے تو اندھے ہوجاتے ناچار یہ بھی مراجعت فرما ہوئے حال انکا بیان ہوگا یہاں جام سے ارغوانی کا دور چلا کیا تاج ہوا اغذیہ لطیف سے نعمت خانہ آراستہ کیا گیا ہر طرح کا اسباب راحت مہیا تھا بزم جمشید کی کوئی انجمن سپہر رشک آتا تھا راجہ اندر کا اکھاڑا جمع تھا کہ

ابیات

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان ۔ حسین کہ یہ ساز تھا یہ سامان
پروانہ ہر چراغ رخسار ۔ اللہ رے جوش نغمۂ تر
آغاز ہوا وہ نغمۂ تر ۔ بیخود ہوئے سن کے سب برابر
جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا ۔ شیشون کا تھا اشتیاق غالب

دیوانہ ہر پری دل زار
تعریف ہے جسکی بات باہر
نغمون مین شراب کا اثر تھا
قلقل کی صدا کے کان طالب

ایک دن اور شب بھر جلسۂ دعوت رہا جب دوسرے روز مہر گیتی فروز طلسم مشرق سے برآمد ہوکر جہان کاشانۂ سپہر ہوا اور بزم شبینۂ انجم برخاست ہوئی کہ بیت دنیا مین ہوئی جو صبح پیدا خورشید فلک ہوا ہویدا + افراسیاب وہان سے رخصت ہوا جہانگیر نے وعدہ کیا کہ عقب شہنشاہ فوج کو ترتیب کرکے مین بھی حاضر ہوتا ہون شاہ جادوان یہ مژدہ سنکر شادان وخندان کنان اڑکر چلا اور ایلچی کو اپنے حکم دیتا گیا کہ ہمراہ شہزادہ رہبری کرتا ہوا آئے غرض چند عرصہ مین یہ تو باغ سیب مین پہونچا اور آتے ہی نامہ ملکہ حیرت کو لکھا کہ اے خاتون پسندیدہ مادولت لشکر ساحران ہمراہ لیکر بمقابلۂ نمکحرامان تم آؤ اور بارگاہ زرلفتی طلسمی ساتھ لاؤ آرائش وزیبائش انجمن عشرت دہ چند ہو تاکہ ایک مہمان بہتر از دل وجان آتا ہے وہ محظوظ وخورسند ہو ہم بھی تمھارے پاس لشکر مین آئینگے اور حسن انتظام تمھارا ملاحظہ فرماکر خلعت سرفرازی تمھین پہنائینگے یہ نامہ طائر سحر جب ملکہ مذکور پاس لایا اُسنے گنبد نور سے چلنے کا سامان کیا مع معبود صورت نگار وابرق وسرمایہ وشکوہ زرین تاج وغیرہ سرداران لشکر وارکان سلطنت کئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے بحشم وخدم حصار طلسم سے باہر نکلی اور دریاے خونروان سے اتر کر جس مقام پر کہ پہلے اتری ہوئی تھی اُس جگہ فروکش ہوئی لشکر پشتہ رنگین حصار جوالی مین میدان رزم کا فاصلہ دیکر اُترا ناقوس اسقدر بجے کہ چرخ کے دور مین صدا گونجنے لگی گھنٹے بجتے تھے کہ فلک مختلج مزاج کا دل دھڑکتا تھا طائران سحر اسقدر اُڑتے تھے کہ زدے ہوا کالا تھا شعلہ ہاے آتش ایسے بلند تھے کہ گنبد چرخ جلکر بشکل آبلہ تھا خیام وخرگاہ نے زمین کا پردہ ڈھک دیا تھا کثرت لشکر سے ارض وغیرہ مین زلزلہ تھا ترسول اور سول اس زیادتی سے زمین پر نصب تھے کہ پشت ارض خاردار تھی فلک ستمگر نے یہ چل زمین کو دیکر گشت عالم مین تیغ وخنجر کے پھل پیدا ہوئے تھے روح رستم وسلم خوف سے زمین مین پنہان تھی ہلچل پڑی تھی آفت بے پایان نا بان گھوڑون کے سمون سے فیلون کے گھاڑے اشتردن کے بلبلانے سے دشت وکوہ گونج تھا یہ عالم ہویدا تھا کہ موجب بیت جو جرأت بہا مردوان رزمگاہ + بچرخ اندرون مہر گردد تباہ مختصر یہ کہ عسکر شقاوت اثر جب اُس دشت مین خیمہ زن ہوا طائران سحر نے یہ

خبر ملکہ مہرخ خوش سیر کو بھی ہو پہنچائی کہ حیرت فوج لیکر پھر مقابلہ مین آئی اس حال کو سنکر عیاران نامور کیفیت دریافت
کرنے کو روانہ ہوے اور مہرخ نے تمام لشکر کے افسرون کو حکم ہوشیاری کا دیا طلایہ لشکر کا بہت زبردست مقرر ہوا
بازارون مین ایک ایک افسر دس دس ہزار سوار سے گشت کرنے لگا اُدھر عیاران جانسوز ضرغام صورتین بدلکر
خادم و فراش بنکر داخل لشکر دشمن شکست حاصل ہوئے اور حیرت جادو نے بعد اترنے کے ایک نامہ ملکہ صنعت پری
کو لکھا کہ اے ملکہ تم اول خدمت شہنشاہ مین حاضر ہو کر باغیون سے لڑی تھین جب بیٹے پر ظفر یاب ہوئین تو اپنا لشکر
لیکر والی طلسم مین چلی گئین لشکر تمہارا مور و ملخ سے زیادہ ہے اس لشکر کی نسبت میرا ارادہ یہ ہے کہ بہ استقبال جہان عزیز
شہنشاہ خوش اقبال بلاؤن پس بغور دیکھنے نامہ کے مع لشکر تم میرے پاس آؤ کہ شہنشاہ نے بھی حکم لشکر کشی دیا ہے اور ساحران
نامی کو طلب کیا ہے یہ نامہ ہوا کا پتلا لیکر گیا صنعت لشکر لیکر جائی گنبد نور کی طرف چلی گئی تھی اور سحر ہفت بیضہ
تیار کر رہی تھی حال اس سحر کا انشاء اللہ مذکور ہوگا چنانچہ جب اس مجیہ کو نامہ ملکہ طلسم ہو پہنچا سحر ہفت بیضہ
درست ہو چکا تھا لیس نامہ پڑھکر حکم کوچ دیا اور آپ بھی بصد جاہ و عزت روانہ ہوئی اور بعد قطع راہ ملحق لشکر
حیرت ہوئی فوج کو اس لشکر سے علیحدہ اُترو اکر آپ خدمت ملکہ مسطور مین آئی ملکہ نے بنا بر حکم شاہ جادوان
بارگاہ زربفتی گوہر نگار ایک میدان پاکیزہ مین استادہ کرائی جس کے سامنے دریا بصد آب و تاب موجزن تھا
کنارے اُس بحر کے دشت عزت بخش تھا لب دریا فرش پر تکلف بچھوایا جا بجا سر بلند ہر جگہ رکھوایا ساقیان
گلبدن شراب ارغوانی کے جام و سبو لیکر وہان ٹھہرے رامشگران قمر پیکر ساز عشرت انداز و طرب خیز ساتھ لائے
بارگاہ کے سراچہ اطوا دیے بیچ بارگاہ مین ایک تخت زمرد کا بچھوایا برابر اُسکے دست راست کو دنگل یاقوت احمر کا
تراشا ہوا گسترده کرایا اور گرد تخت زمردین کے کرسیان طلائی جواہر کار بچھوائین اور ایک کرسی پر از نقش و
نگار فیروزہ کی قریب مسند چاپک کیلیے آراستہ کرائی مخلخے ہوا کے رخ پر رکھے گئے عود سوز و عنبر سوز سے تمام
بارگاہ رفیع المنزلت کے بارگاہ چرخ برین خسرو خورشید مبین کی پست تر اور بے رونق تھی انجمن کواکب کی زینت
اسکے مقابلے کے کب لائق تھی زہے کروفر و خوشی حسن انتظام کہ برجیس و کیوان کی زبان ثناخوان زینت محفل پر
نامیدۂ فلک بلاگردان ہیبت اندرے نہ دیکھی تھی محفل * پروین کا بھی بیقرار تھا دل * اس محفل کی آرائش
بروقت آنے جہانگیر کے بیان ہوگی اب ملکہ طلسم تو اس آراستگی مین مصروف ہے مگر جہانگیر نے بعد چلے آنے
افراسیاب کے جو ممالک کہ فتح کیے تھے اُنکے حاکمون کو نامہ روانہ کیے کہ ما بدولت بادشاہ کوکب پر چڑھ جانے
جاتے ہین تم بھی مع اپنی فوج کے ہمراہ رکاب ظفر انتساب چلو یہ نامہ جب شاہان باج گذار کو پہنچے ہر سمت سے
فوجین روانہ ہوئین یہان شاہزادہ ذیجاہ نے در خزانہ وا کیا اپنی ذاتی فوج کو آراستہ کیا تھوڑے عرصہ مین بارہ لاکھ
کا لشکر سوار و پیدل کا درست ہوا ہر شخص بہر جنگ چاق و چست ہوا اعرابہ زر سرخ و سفید کے ہمراہ ہوکے
علمون کے پھریرے کھل گئے رنگا رنگ کے پرچم پروے ہوا اُڑنے لگے رہ ہوا ایسی منقش و رنگین نظر آیا یا فلک
شعبدہ باز نے نیرنگ دکھایا آمد سپاہ سے خاطر زمانہ پر غبار گرد لشکر سے سپہر دوار تیرہ و تار جب کارسازی

لشکر ہو چکی ملکہ خورشید تخت پر سوار ہوا شہزادہ کیوان کلاہ پشت توسن تازی پر بعزم رزم سازی بیٹھا ہزارہا نقارہ بجے ساحران عدار جمشید فش سامری وش طائران و درندگان سحر پر چڑھ کر چلے جھانجھ اور نفیر بجے نالہ تائے ترکی کا شور ہوا آمادہ سرکشی پر اہل زور ہوا علم قیر پیکر کا پھریرا سر پر ضیغم بیشہ صاحبقرانی یعنی شہزادہ جہانگیر لاثانی کے کھلا پس پشت شہزادہ لاکھ سواران جرار کا انبوہ اور ایک سمت مہتر چالاک صندوق عیاری پر سوار گرد اسکے کئی ہزار شاگرد ملازم عیار اکتارہ بجاتے تسلنگین لگاتے چلے آپسمین بانک کے پیچ ہوتے جاتے تھے مقبرا لفظی چلتے تھے کہین میدان دھوان دھار ہوجاتا ابر چھا جاتا آپسمین تجلی خنجر کی چمکتی کہین مطلع صاف نظر آتا عقاب آہنشین کی تیزی سے آنکھ جھپکتی ایک طرف ساحر اپنا کمال دکھلاتے تھے گنبد چرخ مین آگ لگاتے تھے برطرح شعلہ آتش چمکاتے تھے کبھی گھٹا کو ہسارے اٹھتی دنیا مین تاریکی بھی کیفیت دکھاتی بجلی کی چمک رعد کو شعل دکھاتی اس بدلی مین سحر کے مور جھنکارتے پر طاؤس منقش پرند شکین سحاب پر نقش و نگار بناتے خوش فعلی کرکے رقص اپنا دکھاتے اور ہر طرح کی بہارین پیدا جادوگر خون کے جوبن پر دل عالم شیدا ترکان ستمگر غارتگر جان و ایمان طاؤس آنکی سواریون کے شرر افشان مختصر یہ کہ نہایت جاہ و حشم انتہا کا کر و فر فوج مبارزان و لشکر ساحران کا مجمع جاہ و شان سپاہ کا آوازین لگا تا

نظم

ہمہ نامداران و کیہان بدند
سپہبد بیامد ہمہ گرد کرد
ز دیبائے رومی و از تخت عاج
ز دیبائے زربفت رومی سہ تخت
رکاب دراز و جناق پلنگ
عنان پیچ گردافگن و نیزہ زن
خود شتی ز گرد دلن و دن برگذشت

ز چین و ز سقلاب و از ہند و ہر
بر فتند گردان بدشت نبرد
ز تیر و کمان و ز برگستوان
ز یاقوت و فیروزہ تابان سہ تخت
دو صد جوشن و تیغ و برگستوان
ببازو قوی پیکر و پیلتن
ہمی بود با گرز و پیلان بدشت

دران دشت بسیار شاہان بدند
ہمہ گنج داران گیرندہ شہر
کمرہائے زرین و بیجادہ تاج
دگو پال و ز خنجر ہندوان
ز زرین لگام و جناغ خدنگ
ہمان نیزہ و تیر و گرز گران
سیہ بود یکسر ہمہ کوہ و دشت
چنین تا جہانگیر از و برگذشت

اسی حشمت و تجمل سے بعد قطع منازل و طے مراحل ہمراہ ایلچی افراسیاب جابل طلسم ہوش ربا مین داخل ہوئے یہان کے ناظم و مالکان در بند نے حاضر خدمت ہو کر نذر دی رسد رسانی کی اور عرضی خدمت بادشاہ طلسم مین بھیجی افراسیاب خبر آمد اس نامور کی سنکر بہت خوش ہوا اور حیرت کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ مہمان عزیز قریب آگئے سرداران نامی کو بہر استقبال روانہ کرو اور کوئی دقیقہ تواضع مین انکی اٹھا نہ رکھو ملکہ مذکور نے نامہ پڑھ کر صنعت ابریق وغیرہ بڑے بڑے ساحران گرامی منزلت کو برائے استقبال روانہ کیا یہ لوگ راہ مین ملک خورشید سے جاکر ملاقی ہوئے اور بہ احتشام تمام لا سے چھوٹے امراء اسے لاکر داخل لشکر حیرت کیا ملکہ مذکورہ نے طبل شادمانی بجواسے اور خود کنارے لشکر کے پیشوائی کو آئی ملک خورشید بھی تخت سے اترا اور ملکہ کو تسلیم کی ملکہ نے اسکی پیشانی کو بوسہ دیا اور جہانگیر کی بھی بہ لطف تمام پذیرائی کی اسکا لشکر اسکے ساتھ کا ملحق سپاہ ملکہ ہوا

خیام و بارگاہ نصب ہوئے ملکہ اسی بارگاہ میں کہ جو پہلے سے لب جو آراستہ کرائی تھی مہمانان ذیشان کو لائی تخت زمردین پر خورشید کو بٹھایا اور دو گل یاقوت نگار پر شہزادہ کامگار بیٹھا اور کرسی جواہر آگین پر چابک تیز رفتار بیٹھا گرد تمام گردو گردن کش ساحران نامی کرسیوں پر متمکن ہوئے ملکہ نے جملہ کیفیت شاہ جادوان کو لکھ بھیجی وہ بھی بصد بشاشت و فرخندگی ساحران جلیل القدر کو ہمراہ لیکر تخت فیروزہ رنگ پر سوار ہوکر بیابان آیا اور بارگاہ میں اسکے آتے ہی خورشید وغیرہ ہر ایک بنا بر تعظیم اٹھے تخت اپنا قریب تخت خورشید بچھایا اور اسکو قسم دیکر بٹھایا باہم دست بوسی ہوئی پھر حکم ترتیب انجمن عشرت دیا اس عرصہ میں جوہری قدرت نے یاقوت زرد روز کے عالم کو سواد شب سے نیلم بنایا یہ نقشہ نظر آیا۔

نظم

درفرش سیمین بگسترد ماہ | آسمان گشت قندیل زرین روز

چو شب خیمہ زد بر پرند سیاہ
برافروخت شب شمع گیتی فروز

سر شام پردے اس بارگاہ کے بندھوا دیے گئے سامنے دریا میں کیولہاے زرین رنگ برنگ بھروا دیے گئے ایک طرف اسکے دریا کی بہار ایک جانب کو صحرا تمام لالہ زار شفق دشت وکوہ میں پھولی ہوئی بہار اپنی رنگینی پر پھولی ہوئی درختوں کے زرد مین گنبد بلور کے روشن تھے برج سنبلہ میں ستاروں کے ظاہر جوبن تھے چشم نرگس حیران تھی کہ شاہ جادوان نے یہ کیسا سبز باغ ساحروں کو دکھایا ہے زلف سنبل پریشان تھی کہ یہ مفت کا جنجال سر پر آیا ہے کنارے دریا کے چھوٹے چھوٹے درخت پھولوں کے لگے جال ان پر موتیوں کے پڑے شاہد بہار کو دام مکر میں پھانسا تھا بلبل دل کو کسی گل کے پھاند کر پابزنجیر کرنا چاہا تھا کہیں صحرا میں نرگس دان جواہر کے دھرے تھے کسی جا بجر مین بجرے پڑے تھے درخت جنگل کے بادلے سے منڈھے تھے ادھر بارگاہ میں جلسہ ہر ایک گلندام نظر تھی پردے رنگین پڑے فرش کی صفائی پر چاندنی غش تھی صحرا کی بہار قابل عش عش تھی چاندنی کا کھیت کرنا سمین مقیش کا اڑنا مشاطہ ماہ کا آئینہ عروس بہار کا دکھانا پھولوں کی خوشبو کوڑیالے کا کھلنا موتیوں کا دور تک بچھونا دشت کی بڑھی ہوئی آبرو بارگاہ میں گلرخان قمر پیکر کا جماؤ ساقیان مہر جبین کا بناؤ رقاصوں کی ہر ایک ادا دل توڑے لیتی تھی ساقیوں کی نگاہ مستی زا کیفیت دیتی تھی ابیات

بچھا تھا فرش سبزے کا زمین پر
عروسان چمن کا تھا عجب حال
عروج اس سے رفعت میں ہوئی عرش
بنا تھا درمیان دشت بنگلا
گل اندامون سے صحرا وہ چمن تھا
قیامت قہر تھا انداز ان کا
مژہ ہر ایک رشک تیر و خنجر
کسی کے دست رنگین میں گلابی

چمن میں بلبلوں کے دل ہرے تھے
درختوں پر پڑے موتی کے تھے جل
پھلے تھے نخل شب میں کیا تارے
کھلا گرد اسکے تھا پھولوں کا جنگل
متاع حسن سے تھیں سخت مغرور
بلائے جان تھا عشوہ ناز انکا
کوئی دست نگارین میں بے جام
بنی تھی مے سے برج آفتابی

شگفتہ گل تھے سب جامہ سے باہر
مثال جام مستی میں بھرے تھے
زمین پر چاندنی کا بچھ گیا فرش
سراپا نور کے وہ کھل تھے سارے
ہجوم گلعذاران حلقہ زن تھا
سمجھتی آپ کو تھیں غیرت حور
عیان شمشیر کے ابرو سے جوہر
کوئی ہر گرگ لائی تھی بادام
کوئی لائی سلفچی آفتابہ

غزل گاتی تھی کوئی بیحجابہ
کوئی زہرہ صفت آمادۂ ناز
زبان پر صاحب جاری واہ واہ

ملاتی تھیں جو ساز رقص دو چار
کیا اُس جا کسی نے رقص آغاز
ہوئی سرشار وہ بزم طرب خیز

تھے اُنکے بس ہنر میں ہاتھ تیار
ہوا محظوظ اول جلسہ سے وہ شاہ
زبانوں پہ کلام فرحت آمیز

اسی جلسۂ عشرت مین شہزادہ جہانگیر نے جان جنگ شاہ طلسم سے پوچھا اُسنے کہا کہ اے شہزادہ عیار دون
میرے ملازمون کو بہکا کر اپنا شریک کر لیا ہی انھیں سے فی الحال مقابلہ ہی عیاران مسلمان بڑے قہر کے ہین
اور ہر جلسہ و ہر مقام پر مثل آفت ناگہانی کے وہ پہونچتے مین یقین ہی کہ اس جگہ بھی موجود ہون یہ کلام سنکر شہزادہ
تو خاموش ہو رہا مگر چالاک نے بنگاہ تفحص ہر سمت دیکھا یہان ضرغام و جانسوز پہلے سے آئے ہوئے تھے
مشورہ پذیر ہوئے کہ چالاک ہمکو تلاش کرتا ہی اسیر ہمکو اپنے تئین ظاہر کرنا چاہیے ہرچند کہ ہمارے لیے قباحت
ہے پھر ہرچہ بادا باد یہ صلاح کر کے دونون نے عیار مذکور سے آنکھ ملائی اور اشارہ کیا کہ ہم تمھاری ہمرکابی
کو موجود ہین اُسنے اول تو چاہا کہ شاہ طلسم سے کہکر اُنکو گرفتار کرا دون پھر سوچا کہ اسوقت انکا ظاہر اپنے تئین
کرنا اپنی دلاوری کا اظہار کرنا ہی مجکو بھی اپنی جرأت اور تحمل دکھانا زیبا ہی اشارتاً اُنسے گفتگو کریں اُسنے
بھی اشارہ کیا کہ یہ خنجر بران میرا تمھارے ہی گردن کے لیے ہی اُن دونون نے پایجاما ہاتھ سے سرکتا یا اور
جانب پاپوش اشارہ کیا کہ اپنے گھر سے تو خواجہ عمرو کی جوتیان کھاکر تو آیا ہی اب یہان ہم پاپوش کاری
کرین گے چالاک نے اشارہ سے کہا کہ ہوشیار ہو رہو مین تمھاری بارگاہ مین آتا ہون اور یہ اشارہ کر کے
ضرغام جو خدمتگار بنا ہوا تھا اُسکو پکارا کہ اے اب خانہ میرے لیے حاضر کر ضرغام یہ سنکر فوراً آبدار
خانہ سے تھالی جڑاؤ مین گلاس پانی کا لگا کر اور بیہوشی پانی مین ملاکر سامنے لایا چالاک نے وہ گلاس لیکر لبون سے
لگایا منھ مین سفوف بیہوشی کے دفع کرنے کا پہلے سے رکھ لیا تھا پانی کے ساتھ پی گیا اور ایک بیضہ بیہوشی کا
کمر سے نکالکر کہا اے خدمتگار دیکھ تو یہ کس جانور کا انڈا ہی کہ اسمین سے خوشبو آتی ضرغام نے اسکو بیضہ
نکالتے دیکھکر ایک بیضہ نگاہ اُسکی بچاکر چپکن کی آستین مین رکھ لیا جب اُسنے بیضہ دیا اس ترکیب سے
بچالاکی لیا کہ اُس کا بیضہ تو آستین مین چلا گیا اور آستین کا رکھا ہوا ہاتھ مین آگیا پس اُسی کو
ناک پر رکھکر کہا واقعی حضور اس مین خوشبو مثل مشک کے آتی ہے بیضہ نہین مشک نافہ ہے اور وہ
عجب جانور ہے کہ جسنے یہ انڈا دیا ہے تحفہ ہے آپ پھر سونگھیے یہ کہکر جب اُسنے ہاتھ پھیلایا اُس
سبکی سے ہاتھ کو گن دیا کہ اپنا بیضہ آستین مین گیا اور جو اُسنے دیا تھا وہی بیضہ پھر ہاتھ مین آگیا وہ
اُسکے حوالہ کیا اُسنے ایک ہاتھ سے بیضہ لیا اور دوسرے ہاتھ سے اپنی ناک کو تھاما یہ چھنگلی مین عطر دافع
بیہوشی تھا وہ ناک مین مل لیا پھر اُس بیضہ کو سونگھا اصطلح بدمزہ کہنا یہ اس سے اور دونون عیارون کی عیاری
ہوئی آخر بادشاہ طلسم سے کہکر اُٹھا کہ اے بادشاہ مین جاتا ہون اور سر آپکے دشمنون کا کاٹ لاتا ہون
یہ کہکر بارگاہ سے نکلکر روانہ ہوا ضرغام و جانسوز بھی وہان سے اپنی بارگاہ مین آئے اور حال دعوت

خیمہ سے سیاہ چادر اوڑھکر پوشیدہ صحرا مین آیا یہان شاگرد اُسکے گاڑی لیے کھڑے تھے اور صورت اپنی سازندن
کی ایسی بنائے تھے گاڑی کے جوے مین ٹاٹ خرجی کی طرح بندھا تھا اُسمین طبلے لبستی مین بندھے رکھے تھے
سارنگیان غلاف چڑھی منھ اُنکے ٹاٹ سے نکلے ہوے رکھی تھین سازندے کلنے دو گاڑی کے اندر بیٹھے ہوے یہ بھی
آتے ہی گاڑی کے اندر بیٹھا گویا گردون پر مہتاب بلکہ آفتاب جلوہ گر ہوا ایک عیار گاڑیبان بنا تھا اُسنے بادھی
بیل پر بار کر دُم اُنکی دبائی ٹم ٹم ٹک ٹک کی صدا دی گاڑی چلی سازندے نے کان پر ہاتھ رکھکر تان [illegible] ئی + جات
نگریا مین بھولی ڈگریا + گاتے روانہ ہوے اور وہان سے چلکر لشکر مہرخ مین آئے گاڑی ٹھہرا کر وہ رشک ماہ
اُتری ہی لشکریون نے جو اُسکے حسن خوب کو دیکھا آوازے کسنے لگے رنگین مزاج شعر عاشقانہ پڑھتے تھے کچھ نوجوان
ساتھ ہو لیے اور کہتے جاتے تھے کہ بیت دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا + موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی +
کوئی کہتا تھا کہ بیت بوسہ دیتے نہین اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ + جی مین کہتے ہین کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
وہ نازنین بعشوہ و ناز دل ہر ایک کا شیدا بنائی ہوئی خیمہ کو دریافت کرکے کہ جہان داروغہ ارباب نشاط
تھا آئی داروغہ نے جو اُسکا حسن صبیح دیکھا نقد ہوش رونمائی مین دیا خیمہ مین لیجا کر بٹھایا بڑے تپاک سے
حال استفسار کیا اُس رنگین بیان نے اٹھلا اٹھلا کر توسن ناز کو عرصہ تقریر مین جولان کیا کہ ہم لوگ مجرئی
ہین آپکے پاس آئے ہین کہ دو پیسے آپکی وجہ سے ملجائین یہ کہکر آنکھون کو گردش دی سسکی بھری اور کہا
بستر پر جاتے ہین داروغہ شیفتہ آن و ادا تھے گویا ہوے کہ ہماری حسرت دیدار پر نظر کیجیے کچھ دیر جلوہ گری
فرمائیے اُسنے ہنسکر کہا چہ خوش آپ تو بہت جلد مزے مین آگئے اے میان مین ایسی بیکار نہین نہ ایسی اوپائی
ہون جو تمھین دیکھتے ہی پھسل پڑون اور پہلو تمھارا پہرون گرم رکھون داروغہ نے کہا ہائے تمھارے وعدہ
وصل ہو جائے تو ابھی تمھارا مطلب بھی بر آئے اُس شوخ نے ہنسکر انگوٹھا دکھایا اور کہا اپنا منھ بنواؤ یہ منھ
اور مصالحہ مین اور تمھارے قابل لیجاؤ جاؤ میرا کام کراؤ بہت باتین نہ بناؤ داروغہ ان باتون سے بیقرار ہوے
اور سمجھے کہ یہ راضی ہے بس اُٹھکر دربار مین سامنے مہرخ ذی تبار کے آئے اور عرض کیا کہ ایک طوائف
ایسی ناچنے اور گانے والی مین نے بہم پہونچائی ہے کہ حضور دیکھینگی تو فرمائینگی کہ زہرہ فلک سے اُتر آئی ہے۔
عیارون نے یہ سنکر کہا نئے آدمی کو دربار مین آجکل رسائی نہین داروغہ نے عرض کیا حضور مین اُسکو مدت سے
جانتا ہون مجھسے اُس سے عرصہ دراز سے رسم و راہ ہے مین خود آجتک یہان نہ لایا تھا اب اسکا [illegible] حضوری
حاضر ہونے کو بہت جی چاہا تو مین نے اُسکو لانا چاہا یہ تقریر سنکر حکم دیا کہ اگر تم اُس سے واقف ہو تو کیا مضائقہ ہے
لے آؤ داروغہ اجازت پاکر ملتے ہوے خیمہ مین آئے اور کہا لو اے جان من ہم تمھارا کام کر آئے اپنے بستر پر
جاکر سازندون کو لاؤ اور سرکار مین چلو وہ نازنین یہ سنکر وہان سے کنارے [illegible] آئی اور اپنے سازندون کو
ساتھ لیا گٹھری [illegible] اور سب سامان ہمراہ لیکر بارگاہ مہرخ مین ہمراہ داروغہ کے گئی اہل دربار
جو اُنکی صورت پر فریب کو دیکھا فریفتہ ہوے اور ایسی شکل [illegible] جانی تھی کہ ہر شخص [illegible] عیاری [illegible]

مگر نہ پہچان سکا اور اس زہرہ جبین دمر پیکر نے اس طرح ہنر اپنا جتانا شروع کیا کہ جیسا میر حسن نے فرمایا ہے کہ ابیات

وہ ارباب عشرت کا آپس مین مل
ملے سُر طنبوروں کے بایکدگر
کھڑے ہو کے وہ گھونٹ حقہ کا لے
وہ صورت کو دیکھ اپنی گلزار سی
بنا کنگھی اور کرکے ابرو درست
یکایک وہ صف چیر آنا نکل
ادھر اور ادھر رکھ کے کاندھے پہ ہاتھ
سجائی ہوئی چاند سی صورت ایک
اکڑنا وہ ٹھوکر کو دے دیکے تال
کہ تیورا کے عاشق گرے شوق سے

جمانا کھڑے راگ کا دے کے دل
اُدھر کی تو یہ گت اور اُنکا بھاؤ
چبا پان اور رنگ ہونٹوں پہ دے
اُلٹ آستین اور مہری کا چاک
جھٹک دامن و رہ کے چالاک و چست
پکڑ کان اور گھونگھرو کو اٹھا
چلی ناچتی آنا سنگت کے ساتھ
کبھی ناچنا اور گانا کبھی
وہ بوٹا سا قد اور کمر دیکی چال
خوش آوازیوں سے وہ گانا خیال

وہ ایمن کی تانین اُدھر اور ادھر
ادھر اوٹ مین نائکہ کا بناؤ
انگوٹھی کی ہے سامنے آرسی
نئے سر سے انگیا کو کر ٹھیک ٹھاک
دوپٹے کو سر پر اُلٹ اور سنبھل
پہن پانون مین اپنے سر سے چھوا
فتح چند کے ہاتھ کی مورت ایک
رچھانا کبھی مسکرانا کبھی
کبھی گھٹ سری ناچنا ذوق سے
دکھانا ہر ایک دم مین اپنا کمال

ایسا یہ ناچی اور گائی کہ تمام محفل محو ہو گئی اور ہوش بجا نہ رہے اور ضرغام تو ایک جان کیا ہزار جان سے اُسیر شیدا ہوا بعضون نے اس مقام پر بیان کیا ہے کہ چالاک طلسم مین آچکا ہے اور اسی سے اس عیار سے عیاریان ہوتی ہین اور وہی سوقت اُسکی صورت سے فریفتہ ہوتا ہے اس حقیر نے چالاک فرزند رشید عمرو کو کہ بجائے عمرو ہے اس مجبور کرنے سے دھوکا کھانا نا مناسب جانا اور اُسکی شان کے خلاف تھا کہ وہ اُسکو پہچان نہ سکتا پس ضرغام کے نام پر اس عیاری کو لکھا اور یہ بھی واضح ہو کہ صاحب فقرے حال جہانگیر نہیں لکھا ہے بلکہ یہ ٹکڑا میرے ایک دوست تصدق حسین نامے داستانگو ہین اُنھون نے بیان کیا تھا اپنی طبیعت سے اُسکو داستان کہنے والون نے پسند کرکے محفلون مین قصہ خوانی کے بیان کیا اور ہر شخص نے لکھنؤ کے سُنا پس مین نے بخیال اسکے کہ ناظرین میرے کلام کے بھی اس داستان سے حظ اٹھائین و نیز کوئی یہ نہ کہے کہ اتنا مضمون ہمنے قصہ خوان سے زیادہ سنا تھا اس کتاب مین وہ نہین ہے کیونکہ یہ داستان مشہور بہت ہو چکی تھی آمدم بر سر مطلب جا بیک ایسا گایا اور ناچا کہ ارباب محفل کو محو کر دیا اور ضرغام اُسکے عشق مین بے آرام ہوا سرداران ذی وقار نے بہت کچھ زر و جواہر انعام مین دیا اُسنے عرض کیا کہ میخانہ اگر میرے حوالہ ہو تو کیفیت زیادہ تر دکھاؤن بادۂ عشرت و سرور سے ہر ایک کو محو بناؤن اس نشہ کی ترنگ مین انجام کار کا خیال کسی نے نہ فرمایا میکدہ کا مختار اسے بنایا اُس نے شراب کو پیمانہ و ساغر مین بھیر بدل کرکے بیہوشی آلود کیا اور ناچتا ہوا ساغر شراب سب کے سامنے لے گیا ہر ایک اُسکی ادا پر دلدادہ تھا بے تامل پی گیا اور کچھ دیر مین رنگ بادہ خواران خراب نظر آیا از بسکہ اہل ظرف تھے بہ سبب جوتی لات لڑنے کی نوبت نہ آئی ہر چند ضبط کیا مگر سنبھل نہ سکے بیہوش ہو گئے عیار نے گٹھری باندھ کر دربار کا میں جا کر دیا اور خنجر کھینچ کر چاہا کہ سرخ مو بہار وغیرہ جملہ سرداروں کا جدا کرون لیکن خلاق عالم حافظ حقیقی ہے

مہتر قران جو ہمیشہ صحرا میں رہتا ہے اور بارگاہ میں کبھی کبھی آتا ہے اسوقت بھی اتفاقاً آیا اور قریب بارگاہ جب پہونچا سناٹا نظر آیا کسی کو اندر بارگاہ کے بولتے نہ سنا حیران ہوکر سراچہ چاک کرکے دیکھا تو یہ ماجرا دکھائی دیا کہ ایک نازنین خنجر بکف سرداروں کو قتل کیا چاہتی ہے اس حال کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ عیار ہے لبس اسنے سراچہ پھاڑ کر اندر قدم رکھا اور نعرۂ شیرانہ کیا کہ باش او طفل بے ادب چاپک نعرہ سنکر رُکا اور اُسکی جانب اُسنے دیکھا تو ایک عیار قوی تن کو کسوت عیاری و جامہ مکاری آراستہ دیکھا کہ چالیسؔ من کا بغدہ تانے ہوئے میری جانب آتا ہے دیکھ کر اُسنے چاہا کہ میں جست کرکے نکلجاؤن لیکن قران کب جانے دیتا ہے بسان برق چاپک کے اُسکے قریب پہونچا اور چاہا کہ بغدہ مارے اُسوقت شاہ جادوان نے بھی عرصہ ہونے سے عیار مذکور کے جانے میں بزور سحر حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہلاک ہوا چاہتا ہے پس اپنے مقام سے اتنا جلد اُٹھکر سحر سے یہان آیا کہ قران کے زیر بغدہ چاپک تھا اسنے پنجہ بنکر اُسکی کمر میں ہاتھ دیا اور اُٹھا کر بلند ہوا مہتر قران اُسکے آنے سے پہلے تو جست کرکے سراچہ فرا گیا پھر بارگاہ میں آکر پانی چھڑک کر سب کو ہوشیار کیا اور حال گذشتہ کہکر ضرغام اور جانسوز کو بہت کچھ برا بھلا کہا کہ اسی منھ پر نام اپنا عیار رکھا ہے بیٹھے سنھاے نالائقان اس بیعزتی سے تو تمہارا مرجانا اچھا ہے کہ ایک لونڈے نے تمہیں فریب دیا غرضکہ بہت کچھ برا بھلا اُسنے دونون کو کہا اُنھون نے بپاس عظمت کہ یہ خلیفہ عیاران اسلام ہے کچھ جواب اُسکو نہ دیا گردن جھکائے چپ سنا کیے آخر یہ صحرا کی طرف چلا گیا اور ضرغام لشکر کی حفاظت و انتظام بخوبی کرکے اپنا بدلہ لینے چلا اس مقام پر داستان گو کو اختیار ہے جسقدر چاہے عیاریان ضرغام و چاپک کی بیان کرے مین نے بسبب طول ہونے داستان کے نہیں بیان کین حاصل مرام کبھی چاپک نے ضرغام کو دھوکھا دیا تو جانسوز نے آکر مدد کی اور جب ضرغام نے اُسکو گرفتار کیا تو افراسیاب آکر چھڑا لے گیا ایک کا پنجہ دوسرے پر قابض نہوا اسی دوا دوش میں وہ شب جلسۂ عشرت و مسرت بسر ہوئی اور وہ زمانہ آیا کہ عیار روزگار نے لباس شب گردی جسم پر سے اُتارا اور ساقی روز نے شراب سرخ شفق پیمانہ سحر میں بھری نظم

کہ جب چمکا جمالِ مہر ہر سو　　نظر آنے لگے رخسار و پہلو
زمین پر آسمان تھا نور افشان　　فروغ صبح سے تارے تھے نہان

صبحدم افراسیاب نے چاپک کی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب تم چندے آسودہ ہو مین جو تجویز کرچکا ہون اُس فکر کو پورا ہونے دو پھر عیاری کرنے جانا عیار مذکور نے کہا بہت اچھا اور محلس نشاط مین بیٹھا شاہ طلسم نے سحر سے ایسا انتظام فرمایا کہ پھر کوئی عیار بارگاہ مین نہ آنے پایا جب ارادہ یہان آنیکا کیا چادر سیاہ سامنے آنکھون کے پڑگئی راہ نہ سجھائی دی عیار ناچار اپنے لشکر کی حفاظت میں مصروف ہوے کہ بموجب ع مرا بخیر تو امید نیست شر مرسان ✤ شاہ طلسم نے بعد انسداد راہ عیاران رات سے بہتر جلسۂ عشرت آراستہ فرمایا وہ صبح کی ہواے سرد وہ جنگل کی کیفیت وہ طائرون کی زمزمہ سرائی آفتاب نے یاقوت زرد تمام عالم مین بچھایا تھا زمرد سبزہ اخضر نے ظلمت کدہ عالم فیروزہ گون بنایا تھا گھاسے خودرو صحرا مین پھیلے تھے چرخ زبرجدی کے ستارے اُن کے سامنے ماند ہوے تھے تارے تو چھپے تھے یہ ستارے نکلے ہوے تھے دربار میں

طرح طرح کی بہاریں ہویدا دل اہل انجمن سیر رشیدا قلب کو سرور آنکھوں کو خنکی حاصل دامن کہسار میں پھول بھرے ہوئے دامن گلچین جیب کے مقابل خجل بارگاہ میں مجمع حسینان صبوحی کا دور چلنا رقص بتان بھیرویں کی تانیں نرگس مست گل پیرہنان کا خماریں ہو کر ہنگام گردش جام مے رنگین کی گردش دکھانا نیند کے سبب نیچی نیچی نظر دیکھا اونکی دل لبھانا نظم

گلابی رنگ چھایا بام و در پر	شفق نے روشنی بخشی نظر میں	نظر پہونچی جو سوے شاخ و اشجار
ہزاروں تھیں بہاریں واں نمودار	ہواے سرد و عطر آمیز آتی	کلی پھولوں کی تھی جوبن دکھاتی
ٹپکتا تھا لب مینا سے قطرا	کر تھا گلگوں لباس جام و صہبا	وہ بزم عیش و رقص مہ جبینان
وہ رشک مہر روے نازنینان	صداے نغمہ خوشتر دلوں کی آواز	دف و چنگ و سرود مطرب ساز

اسی حالت سرخوشی و عین مستی میں شاہ جادوان نے قرطاس و خامہ و دوات طلب فرما کر ایک نامہ بطور عرضی کے نہایت ادب کے ساتھ ملکہ تاریک صورت آتش کو لکھا یہ ساحرہ حجرہ ہفت بلا کی ایک بلا ہے کہ دوسرا حجرہ اسی کے نام پر ہے اسکا ذکر آنا بروقت کھلنے حجرہ ہاے مذکورہ کے بیان ہوگا خداوند کریم لشکر اسلام کو اسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بلا حجرہ سے نکلکر جمشیدی الاؤ پر آکر رہتی ہے کہ جس الاؤ کو پانچ کوس کے گرد میں بنایا ہے پانچ کوس تک آگ بھری ہے زمین برنگ آتشخانہ دہکتی ہے صحراے محشر سے زیادہ ترگرم وہ مقام ہے اسی آتشکدہ میں یہ بلا رہتی ہے شاہ طلسم کو اسنے دودھ پلایا ہے بادشاہ اسکو اپنی ماں سمجھتا ہے اور نہایت ادب کرتا ہے اور وہ بھی اپنا فرزند جانتی ہے اور شاہ مذکور کو اور کوکب کو بہت دنوں سبق سحر کا پڑھایا ہے ان دونوں کا رتبہ وہ کچھ نہیں جانتی چھوکرا سمجھتی ہے خلاصہ یہ کہ افراسیاب نے نامہ میں یہ مضمون درج کیا کہ اے مادر مہربان معظمہ و مخدومہ تیرے فرزند کو ان لوگوں نے بہت ستایا ہے ملک مال چھین لینا چاہا ہے اور انہیں کو رنجکان کا شریک کوکب بھی ہو گیا ہے مجھ سے کئی بار لڑا کر لڑ چکا ہے چنانچہ میں نے اسکا طلسم بھی باطل کرانا چاہا ہے اور طلسم کشا بجستجوے تمام ہاتھ آیا ہے لوح اسکے طلسم کی میرے قبضہ سے نکلگئی ہے اگر طلسم کشا کے نصیب میں فتح اسکے طلسم کی ہے تو لوح اسکو دستیاب ہوجائیگی لیکن مادر گرامی کی شفقت بے پایان سے یہ چاہتا ہوں کہ راستہ اسکے طلسم کے مرحلوں کا اور جس مقام پر کہ گل حیات کوکب ہو اور طریقہ اس گل کے حاصل ہونیکا مفصل مجکو تعلیم فرمایئے تاکہ یہ فرزند آپکا جو رعدوان سے رہائی پاکر اپنی مراد کو پہونچے اور یہ کمترین بعد آنے جواب اس عریضہ کے قدمبوسی کو حاضر ہوگا یہ نامہ لکھکر بند در سحر ایک موسیقار بنایا اور اسکے گلے میں خط باندھ کر حکم دیا کہ اسی وقت یہ نامہ جمشیدی الاؤ پر پہونچا کر جواب لانا موسیقار پرواز کرکے روانہ ہوا بعد بیابان ہستی کو طے کرکے الاؤ پر پہونچا حال بیابان ہستی اور الاؤ کا بروقت جانے افراسیاب اور عمرو کے بیان ہوگا غرضکہ نامہ صاحبہ مسطورہ کو موسیقار نے لا کر دیا اسنے پڑھکر ایک خندہ دندان نما کیا اور الاؤ سے کچھ راکھ اٹھا کر ہاتھ سے ڈرکے ایک پتلی آگ کی بنائی اور افسون پڑھکر اسکو جاندار کیا اور یہ افسون اوسکے منہ پر پھونکا کہ آئندہ مذکور ہوگا اس نے سحر سے کہا کہ تو میرے پاس جا اور سارا ماجرا طلسم کوکب کے مرحلوں کا مع گل حیات کوکب کے بیان کر اور طلسم کے فتح کرنیکا طریقہ جو مجکو معلوم ہے سب اسکو

بھی بجھا دیا اور اگر فرزند میرا تیرے جمال پر شیفتہ ہو تو شربت وصل اپنا اُسکو پلانا اُسکی اطاعت میں رہنا پتلی یہ
سُنکر روانہ ہوئی اور اُس نامہ کا جواب اسنے لکھکر موسیقار کے گلے میں باندھ دیا مضمون یہ تھا کہ اے برخوردار سعادت
اطوار نامہ تمھارا پہونچا حال پر تمھارے تاسف ہوا سامری تمکو خوش رکھے ہر چند کہ کوکب بھی میرا فرزند ہے مگر تمھارے
برابر اسکی محبت مجکو نہیں اسلیے کہ اپنا خون چوسا کر تمکو پالا ہے وہ میرا شاگرد ہے گود کا پالا ہے و نیز بانیان طلسم نے تمھارے
طلسم کے حجرہ بلا کا مجکو مالک کیا ہے جس کام پر کہ میں مامور ہوں اسکا پاس ضرور کرونگی شاگرد کا خیال نہ رکھونگی
ہاں ایک مرتبہ اگر فہمائش اسکو کی جائے گی اگر آ جائے گا تو بہتری اسکی ہے ورنہ سزاے معقول دونگی تمھارے لکھنے کے
موافق ایک ساحرہ جلیلہ کو روانہ کیا ہے کہ وہ جملہ کیفیت گل حیات و مرحلہ جات طلسم نور افشان وغیرہ کی بیان کر دیگی
مگر تمکو یہ لازم ہے کہ اس ساحرہ کی حفاظت کمال درجہ کرنا ایسا نہو کہ عیار یا ساحر اسکو قتل کر ڈالیں اگر وہ قتل ہو گئی تو
پھر کوئی جاننے والا احوال طلسم نور افشان کا نہیں ہے اور میں بھی پھر نہ بتا سکونگی واضح ہو کہ اس پتلی کے قالب میں بھی
ملعونہ نے وہ سیر بٹھایا ہے کہ جو واقف حال طلسم نور افشان ہے اگر کوئی اس سیر کو جلا دیگا تو ملک میں یہ ماجرا مذکور نہ
بتا سکیگی اس لیے اُسنے تاکید اسکی حفاظت کی نسبت لکھی اور پھر یہ لکھا کہ اے فرزند تمھاری معشوقہ ملکہ ظلمات
چہار چشم جس پر تم دلدادہ اور شیفتہ مدت سے ہو میرے سمجھانے سے تمھارے وصل پر راضی ہوئی ہے مگر اس شرط پر کہ وہ
سلطنت طلسم کی چاہتی ہے اگر تم حیرت کو معزول کر کے تخت طلسم ہوش رُبا پر بٹھاؤ اور اپنے گھر کا مختار بناؤ تو وہ ماہ پیکر
تمھارے برج دل میں آ کر منزل کرے اور شب تار ہجران کو نور ماہ وصال سے منور و روشن فرمائے اور اس خورشید
آسمان ساحری کو ایسا نہ جاننا میری شاگردہ ہے سحر میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتی ہے بس جو کچھ تمکو اس امر خاص میں
منظور ہو مجکو اطلاع دو یہ نامہ بجواب خط شاہ طلسم موسیقار کو دیکر رخصت کیا کہ وہ شاہ مذکور کے پاس لایا وہ مضمون
پر واقف ہو کر بہت خوشنود ہوا اور پھر نامہ لکھا کہ مجکو بہزار جان قبول ہے کہ وہ غیرت صد ہزار گلشن میری انجمن کو
اپنے قدم گلرنگ سے رشک چمن بنائے بیت یار آنجا و من اینجا وہ چہ باشد گر فلک ٭ یار را اینجا رساند یا برد آنجا
مرا ٭ یہ پیام جب دایہ ناکام پاچکی اُسنے ملکہ ظلمات کو کہ اسی جوانی میں رہتی تھی رضامندی شاہ سے اطلاع دی
اُسنے فوج ساحران ہمراہ لیکر بڑے جاہ و حشم سے کوچ کیا ہنوز وہ پتلی فرستادہ تاریک بھی شاہ جادوان پاس نہیں
پہونچی ہے اور یہ ساحرہ بھی روبراہ ہے مگر شمہ حال کوکب سنیے کہ قلعہ طلسم میں بانتظار خواجہ عمرو تشریف فرما ہے
لیکن اُسکا ایک پیر بھائی برہمن روئین تن جادو نام ساحر ذی احتشام کہ سامری کو ابجد خوان اپنے دبستان کا
جانتا ہے اور شہپال و جیپال کو طفل مکتب کی طرح جلاتا ہو ۷۰ کشور سحر اُس سے ہے آباد ٭ ساحران جہان کا ہے
اُستاد ٭ وہ ملک طلسم نور افشان میں اُس کے زیر حکم ہے جو لالاو سے جمشید کے قریب تر ہے ایک سمت طلسم ہوشربا کے
لالاو ہے اور اُسکے آگے وہ ملک ہے جو برہمن کا دار الحکومت ہے چنانچہ پاس خاطر کوکب وہ ہر وقت تاریک سا مجھ
رکھتا ہے کہ ایسا نہو یہ بلا کچھ ضرر پہونچائے غرضکہ طائران سحر بڑے بڑے زبردست سیر جنکو لالاو کے گرد رہتے ہیں اسوقت
سیروں نے جملہ کیفیت پتلی کے بھیجنے کی اسکی خدمت میں عرض کی اُسنے جملہ حال معلوم کر کے شاہ کوکب کو لکھا کہ

اے طرز نویس دیوانکدۂ محبت واے املا طراز لوح الفت حقیقت حال اس نحو پر ہے آپ ملاحظہ نامہ تودۂ شمارہ سبق خوان کتاب یکجائی ہوں کہ مجھکو کچھ صلاح کرنا ہو یہ خط بتلا جادو کا لیکر کوکب پاس گیا اُسنے نامہ پڑھکر پروازکی اور اُسکے پاس آیا اُسنے تعظیم کرکے تخت پر بٹھایا اور رکھا آپنے گل حیات کو لیکے خزانہ میں رکھا ہوتا یا ایسے مقام پر کہ جہان سے کوئی اُسکو لے دیگئی شاہ جواب دہ ہوا کہ اے برادر بیابان عجائب بادشاہان طلسم ہوا کے ہیں اُسمیں عمدہ اور عجیب اشیا رکھواتے ہیں میں نے بھی ایسا ہی کیا ہو اور سبب جتنا ہے وہ رکھا ہو کیون اُسکی نسبت تمہین کیا اندیشہ ہوا اُسنے سارا ماجرا تاریک کے پتلی بھیجنے کا بیان کرکے کہا کہ جلد تدبیر کرو ورنہ پتلی حال مرحلہ جات طلسم اور مقام گل مذکور بتلادیگی جہانگیر اُس بیتے پر جیتا ہے آپکا طلسم پر آفت آئیگی بادشاہ نے یہ تقریر سنکر اُسکے گلے میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اے بھائی اب اُسکی تدبیر تمہین کچھ کرو مجھسے تو کچھ نہیں ہوسکتا ہے برہمن یہ سنکر متعجب متفکر ہوا اور بعد کچھ دیر کے آرہ ماش نکالکر ایک پتلا اُسکا بنایا اور افسون دم کرکے جلایا اور ارشاد کردیا کہ اپنے مقام پر جاکر جلد تربیت پتلے کو روانہ کرنا کیونکہ پتلی بارگاہ فرسیاب میں پہونچگئی ہوگی ایسا نہ ہو کہ وہ حال بیان کرچکے یہاں سے اسلیے پتلا میں نے نہیں بھیجا کہ شاید تاریک راہ میں پکڑ منے پس تم اس راہ اُس کو بھیجنا کہ جدھر سے خواجہ آتے جاتے ہیں کوکب شادان و فرحان پتلے کو ساتھ لیکر قلعہ اکوکبیہ میں آیا اور حکم دیا کہ اے سحر کے پتلے جلد جاکر تاریک کی پتلی کو ہلاک کر پتلا یہ داد کرکے چلا یہ تو ادھر سے آتا ہی مگر اتنے عرصہ میں وہ پتلی بارگاہ شاہ جادوان میں آکر پہونچی مجلس عشرت ترتیب پذیر تھی کہ صدائے خلخال و پازیب کان میں آئی جھنکار گھنگرؤن کی سنکر سب آنکھ اوپر کو اُٹھائی دیکھا کہ ایک تخت یاقوت نگار پر زن حسینہ و جمیلہ سوار ہو حسن زیبائی اُسکے عجب بہار ہے زلف عنبر بیز کے سامنے مشک ختن کی کیا قدر رعنائے منور کے مقابل شرمندہ بدرجب ہمت دل عاقل موشگافی کرے تو بالون کی صفت شاید کرسکے دیار ظلمت میں بغیر اعانت خضر رخسار سکندر فطرت قدم نہ دھرسکے جبین روشن مطلع دیوان نور ورنگ صبحان عالم غیرت ہے مقابل اُسکے کا فور صفحہ کتاب ناز فہرست دفتر اعجاز مشرق آفتاب زیبائی مصداق طلوع صبح خوشنمائی وصف ابرو میں نباشا خسانہ ہے برات عاشقان بر شاخ آہو اُسکے اشارے کا بہانہ ہے ہلال عید درد دل کی دوا مشکل عشاق کی کلید بحر حسن کا پل کشتی قلزم حیات عاشقان لے تامل نرکان چشم شمشیر زنی میں طاق قبضہ میں اُنکے جان آفاق ساقی بزم بیخودی ہمیشہ جان رنگین انجمن دلبری طائر ہوش کیلیے صیاد مژگان دام بردوش مرغ جان کب اُس سے آزاد خنجر ابادا شاسہ تیز کیے خون عاشقان سرخی چشم گردن پر لیے بینی موج چشمۂ نور یا طور پر شعلہ طور کان حسن و خوبی کی کان رخ مصفا پر قربان عاشقون کی جان دہان تنگ مثل عنقا معدوم راز نہان نقطۂ موہوم لب ادا کرے کہ میم و وہم ہو گوہر دندان نقطہ بے دہن جسم ہو بابلض گردن صبح اسیم طناب خورشید کو لوح تعلیم

کیا وصف اُسکا بیان ہو کہ نظم

تابع ہے ہر ایک حسین خوشرو	گردن ہے صفا میں شاخ بلور	پروانہ ہے جسکے شمع کا نور
	آتا ہے جھکا کے گردن آہو	الماس تراش ہیں وہ بازو

ہو شمع نہ جس سے ہم ترازو
پالے سے عیان قمر کا جوبن
رشک رگ گل ہر اک خط ہے
پنجہ کو وہ نور رنور جا دید
خوبان زمانہ کی تھی سردار

کیا ساعد صاف نازنین ہے
فانوس مین ہے یہ شمع روشن
سوئی ہے جو پشت دست تابان
پھر جائے کرے جو پنجہ خورشید
لکھتا مین ضرور بیان سراپا

یہ سیم تو کیسہ آستین ہے
کف حسن مین برگ گل نما ہے
انگشت برنگ شاخ مرجان
القصہ وہ شاہ طرحدار
پر خوف ہے طول داستان کا

وہ بانی صد جور و ستم نیرنگ مجسم تخت سے اتر کر خرامان خرامان سامنے شاہ جادوان کے آئی اور گردن تسلیم جھکائی شاہ نے قریب تخت اسکو کرسی زرین پر بٹھایا اور جہانگیر نے جو حسن بےنظیر کو اسکے ملاحظہ فرمایا تعریف مین لب سے واہ نکلی اور جگر سے آہ نکلی محو آئینہ رخسار ہوا عشق گلے کا ہار ہوا بے اختیار زبان پر لایا اور دل ناشاد سے سخن ناشنود گفتا

فیصلہ کیا ہوا جان بسمل کا
آپ دیکھین تو حوصلہ دل کا
آپ کو گھر کے ٹکڑے ڈھونڈھ لیا
رنگ بھی دیکھتے ہو محفل کا

موت رخ دیکھتی ہو قاتل کا
ٹلکے تلوون سے ہنس کے کہتی ہو
حوصلہ تھا یہ میرے ہی دل کا

اپنے ٹکڑے کی کچھ نہین پروا
تھا زمانہ مین شور اسی دل کا
ذکر ختم بزم یار مین زیبا

شاہ جادوان نے جب یہ صورت شہزادہ پرشوکت کی دیکھی تسلی دی کہ اے حیرت زدہ آئینہ نیرنگ حسن سیماب وار بیقرار نہو آج شب کو اس محبوبہ سے ہمکنار ہوگا وہ نازنین بھی باایمائے بادشاہ شہزادہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوکر عشوہ گری دکھانے لگی اور ہر ایک ناز پر ہوش شہزادہ بجانے لگی شاہ جادوان نے اشارہ کیا کہ ساقیون نے جام بادۂ ارغوانی سے شہزادہ اور بت شراب حسن سے مخمور کو مست کردیا حالت مستی مین کچھ کسی کا پاس و لحاظ نہ رہا دونون سرگرم اختلاط ہوئے باہین گلے مین ڈالدین رخسار پر رخسار رکھدیے یہ بارگاہ ساحران ہمیشہ سی انکے آب و گل مین ہے سب ساحر اس ناز و انداز کو دیکھکر ہنسنے لگے شاہ طلسم اپنی معشوقہ سے مختلط ہوا باہم بوس و کنار کی لذت حاصل تھی عجیب صحبت تھی رنڈیان نوجوان رقص مین اپنی آن و ادا دکھاتین جو جوبن کے ابھار کمر کے لچک پر دل اہل انجمن لبھاتین جب وہ پتلی خوب مستی مین بھر گئی جا کر حال طلسم کو کب بیان کرکے شہزادہ کو خلوت مین لیجائے حکم الٰہی لا کا بجا لائے یعنی لب شکر ریز کو اس طوطی سرو بستان حسن نے اسطرح کھولا کہ اے شاہ جادوان جب سرحد نور افشان پر کوئی شخص پہونچے تو جان دست بدست جائے لیکن وہ باوجود ساحر زبردست ہونا انکا کوئی ساحر معین دست بردست ہو ورنہ طلا زمان کو کب انکو جانے نہ دینگے اور بڑا فتور برپا کرینگے چنانچہ جب کہ دشت در دشت وہ روانہ ہو تو ایک بیابان انکو ملیگا کہ نام اسکا بیابان تاریک ہے وہ تاریکی وہان ہے کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہیں دیتا ہے زمین آسمان کچھ نظر نہیں آتا ہے گویا زلف کسی کے خم مین سیہ پوش ہوا ہے یا ملک عدم کا وہ جنگل نا کر ہے بس ہیرو کو اس بادیہ ظلمت سے اول یہ چاہیے کہ سر جنگل پر نظر کرے ایک گنبد دکھائی دیگا اس گنبد مین تختہ جمشیدی اور سلیح جمشیدی رکھا ہو اور مالک اس گنبد اور اسباب کا ایک ساحر ہے جو موسوم جادو نام ہے اس ساحر کو اسطرح تسخیر کرے کہ گنبد کے دروازے پر چند اسم جندی

لکھے ہین وہ اسم چند بار ورد زبان کرے دروازہ گنبد کا کھل جائیگا اور اندر سے جو ہوم نکلیگا اس سے کہے کہ بعظمت نام شہنشاہ اسمائے جمشیدی تو مجکو اندر گنبد کے لیچل اور تیغہ اور چراغ مجکو دے وہ بعد عذر بسیار گنبد کے اندر لیجائیگا اور چراغ و تیغہ حوالہ کریگا پس اسی چراغ کی روشنی مین اول طلسم کشا صحرائے تاریک مین داخل ہو جسکے لشکر اسکا و جملہ کرنے اس بیابان کا مالک سرحد دار سیلی بولحس جادو نام ساحر بہ دولت و ذی احتشام ہو کہ لشکر ساحران لیے ایک مقام پر اس صحرا مین اترا ہوا ہو اور بسبب اندھیرے کے نظر نہین آتا ہو چراغ کی روشنی کے باعث لشکر اسکا دکھائی دیگا پس طلسم کشا تیغہ جمشیدی سے مقابلہ ریاق کرے اور سرحد دار کو قتل کرکے اسکے لشکر کو شکست دے اور آگے بڑھے اس تپلی نے یہانتک اس حال کو بیان کیا تھا اور ناچ گانا سب موقوف تھا شاہ جادوان اور سب اہل انجمن جسب گوش دل کہانی سن رہے تھے کہ یکایک برسے ہوا نعرہ مہر الزمان اپنی نگاہ رکھ منم فرستادہ تاریک صورت کہ نعرہ مسکر تپلی خاموش ہوئی اور مع شاہ سب حضار ان مجلس کھڑے ہوگئے ناگاہ ایک جوان حسین با فر و تمکین رو سے ہوا نیچے اترا جیسی وہ تپلی خوبصورت تھی اس سے زیادہ یہ صاحب جمال تھا برس اٹھارہ ایک کا سن و سال تھا ماہ طلعت مہر فرحت راحت دل مرہم روح بسمل سلطان حسینان زمان خسرو پری خانان محو حسن دربائے دلبری باغ حسن کا گل جعفری سحر و نیرنگ بیدا در فرمان فرمائی مین نادر شاہوں مین جمشید ستارون مین خورشید کلاہ دگوہر آگین سر پر قبائے جواہر دوزو بیز زر در بیاز * تا سر محبوب و دلبر کی غزل

گل لطافت آیا چمن مین اک عجب رنگ چمن | گلرخ و گلگون قبا و گلعذار و گلبدن
مہر طلعت حور پیکر مشتری زہرہ جبین | سیمبر سیراب طبع و سیم ساق و سیمتن
نازنین ناز آفرین نازک بدن نازک کمر | غنچہ لب رنگین ادا شکر دہان شیرین سخن
زلف و کاکل خال و ابرو کے ہین یہ چارون غلام | مشک تبت مشک چین مشک ختا مشک ختن
مبتلا اسیون کے جو ہوتے وہ ہین آخر نظیر | بیقرار و دل فگار و خستہ جان و بے وطن

پس اس شہریار کشور خوبی نے اس تپلی سے قریب آکر کہا کہ اے جان جہان و آرام دل مشتاقان تم یہان کیا کہ پہلوئے عنبرین میں بیٹھی ہوئی راز طلسم جلسہ عام مین بیان کر رہی ہو تمہارا ذرا بھی خیال نہین یہ کہکر قریب اس کے دکھیا تھا افراسیاب سمجھا کہ اسکی زوجہ یہ نازنین ہے پس پہلو سے سرک بیٹھا اور شاہ طلسم اسی دھوکے مین رہا کہ یہ فرستادہ تاریک ہو اور وہ تپلی یہکر منہ افراسیاب کا دیکھنے لگی اور چاہتی تھی کہ چیخ مار کر بھاگے مگر اس جوان حسین نے گردن میں اسکی ہاتھ اپنے حمائل کرکے لب سے لب ملا کر ایک بوسہ اسکے لب رنگین کا لیا *

سوز و درون حسرت بوسہ میں رکھتا تھا کہ بموجب مطلع ولمین پوشیدہ تب عشق نہان رکھتے ہین ہو آگ ہم سنگ کے مانند نہان رکھتے ہین تو بوسہ لیتے ہی اس آتش خو نازنین خفلدرو کے جسم مین گرمی نے سرایت کی اور منہ سے ناک کان آنکہ سر سے شعلہ آتش نکلا پھر تو حال ہوا کہ فقفقانے بہت فریب سر و چراغان سے سرگذشت اپنی بہ کہ سر دیکھتے ہی شعلہ و جلا کے ہین یہ سارا جسم اس خورشید رو کا جلنے لگا دم بھر میں جلکر خاکستر ہوگئی

یہ حال دیکھ کر افراسیاب گھبرایا کہ واے حسرت و ناکامی یہ کیا ہو گیا اُدھر جہانگیر نے آہ سینہ سوزان سے
کی کہ افسوس میری معشوقہ بادشاہ طلسم حیرت مین کہ ہاے دایہ صاحبہ نے فرمایا تھا اس تپلی کے حافظ رہنا مجھ سے
بڑی غفلت ہوئی اسی تحیر مین تھا کہ اس جوان نے نعرہ مارا منم فرستادہ برہمن بدو مین تن اس تپلی کو تو جلا چکا
اب جہانگیر کو لیے جاتا ہون یہ کہکر جانب شہزادہ مذکور ہاتھ بڑھایا شہزادہ بے محابا ہو کر بقوت تمام ایک گرز دستی
مارا مگر گرز اچٹ گیا اور بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ جوان ضرب گرز سے پیوند زمین ہو گیا اور پھر نکلکر جانب شہزادہ جھپٹا
افراسیاب تخت پر سے اُٹھ کر بیچ مین آ گیا اُسنے ایک طمانچہ بادشاہ کے مارا ہاتھ سے اُسکے بجلی تڑپ کر نکلی اور
جانب فلک گئی پھر بادشاہ پر کڑک کر گری بادشاہ نے دستک سحر کی دی کہ بجلی سر سے اُڑ کر کھاتی ہوئی زمین
پر گر کے سرد ہو کے غائب ہوئی مگر سر اور منہ بادشاہ کا زخمی ہو گیا اور تاج سر سے اُڑ کر دور گرا یہ تاج حکومت
طلسم ہے اسکی حفاظت ہزار ہا بیر کرتے ہین تاج کے گرتے ہی ایک تپلی زمین سے نکلی اور بناز و ادا قریب اُس جوان
کے آئی ایسا حسن رکھتی تھی کہ وہ جوان حسین اُسپر مائل ہو کر لپٹنے کو چلا اُسنے ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ جوان فوارہ کی
طرح چھوٹنے لگا اور سارا جسم اُسکا اثر زہر مار زلف سے اُس دن سحر کے پانی ہو کر بہ گیا گو عشق مین اُس پر خوبی
کے ہمہ تن چشم بنکر رویا غرضکہ جب وہ تپلا بہ گیا تپلی نے تاج بادشاہ کے سر پر رکھا اور غائب ہو گئی جہانگیر کو
بہت صدمہ تپلی کے جل جانے کا ہوا تاج موقوف تھا دل بہلانیکا سامان کیا تاج ہونے لگا شاہ جادوان بھی رنجیدہ
ہوا کہ اب کس سے حل طلسم نور افشان دریافت کرون آخر یہ تجویز کیا کہ جسقدر تپلی نے بیان کیا ہے اسی کی تدبیر
کرنا چاہیے شہزادہ کو چراغ اور تعویذ دلا کر اُس طلسم پر چلنا لازم ہے اگر یہ طلسم کشا ہے تو از خود کوئی راہبر پیدا ہو جاویگا
اور تپا قل حیات کا جتا ہیگا پس اسنے شہزادہ سے کہا کہ آپ اپنی معشوقہ کے جلنے کا بدلا لیجیے وہ رنجیدہ تو تھا ہی
آمادہ ہوا اور کہا اے بادشاہ تیاری کیجیے شاہ طلسم کار سازی لشکر اور درستی اسباب سفر مین مصروف ہوا اسکو تو
اس حال مین رکھیے لیکن تغیر حال خواجہ عمرو نیک خصائل سنیے کہ بقلعہ خورشید سے جب نکلکر روانہ ہوے تو
برق فرنگی بھی کہ نامہ والے کے ساتھ سے جدا ہو گیا تھا خواجہ کے ساتھ ہو لیا مختصر یہ کہ دونون صورتین بدلے ساحرون
کو راہ مین قتل کرتے داخل طلسم ہوشربا ہوے اور باہم صلاح کی کہ کوئی ساحر جو طلسم مین جاتا ہو اُسکے ہمراہ ہو کر
چلین تو بھٹکتے نہ پھرینگے راہ ملے تا طمان در بند جانے نہ دینگے غرضکہ متلاشی ساحر رہبر ہوے چنانچہ
خواجہ نے ایک پہاڑ پر چڑھ کر دوربین لگا کر یک نظر چار سمت دوڑایا ایک سمت دریاے نیل و قلعہ جات
طلسم نظر آئے ایک طرف کو بحر ہفت رنگ اور کوہستان دکھائی دیا ایک طرف بیابان وغیرہ طلسمات کے عجائبات
دیکھے اور ایک لشکر ساحرون کا اترا ہوا صحرا مین دیکھا یہ دونون کوہ سے اُتر کر اُسی لشکر کی جانب چلے جب
قریب پہونچے دیکھا کہ خیام و سراپردہ زرین دو رنگ استادہ ہین جھنڈے بازار لشکر مین گڑے ہین طلاے دار پھریرا
ہے ہر سمت ساحرون کا مجمع ہے سوارون کی لین پڑی ہے پیادون کے بستر لگے ہین جمعیت بڑی ہے جسمین مین
شادی مبارک بجتا ہے کڑکھا دچہ مے مین جا بجا ہجوم خاص ہے ہین ساحر پوجا پاٹ کر رہے ہین لشکر کے قریب جو چشمے

بھرے ہیں ان کے کنارے مردم لشکر اشنان گیان دھیان کر رہے ہیں کہیں جادوگرنیاں مصروف سحر خوانی ہیں نیا جوبن ہے اٹھتی جوانی ہے کوئی جوان کسی معشوقہ کی تاک میں اُسکے خیمہ کی طرف جگر لگا رہا ہے وہ بھی مسکراتی ہے اپنی ادائے دلبری دکھاتی ہے کوئی کسی سے اشارہ کرتا ہے کسی کو قربت حاصل ہے نزدیک باتیں کرتا ہے حوصلہ دل کا نکلتا ہے کوئی نامراد کسی کو دیکھ کر آہ سرد بھرتا ہے ہرجانب کھما گھم ہے کٹورا کھنکتا ہے گرم بازاری ہے دیکھنے سے جی لگتا ہے بیچ لشکر میں بارگاہ فلک فرسا استادہ ہے قبہ اُسکا سقف گردون سے باتیں کرتا ہے طنابیں جواہر دوز ہیں پردہ ہائے زنبوری چمک دمک میں ماہ عالم افروز ہیں سائبان زر بفتی سامنے اس بارگاہ کے کھنچا ہے سلک گوہری کا لگی جھالرون جلوہ ہے نیچے اُس کے تخت عاج جواہر اندود گستردہ ہے گرد تخت کرسیاں بچھی جو چہرہ طاؤسی رکھتی ہیں تخت کاؤسی کو شرمانی ہیں اُس تخت عاج پر ایک نازنین خوبان عالم کی سرتاج لباس پُرزر بادلہ گوہر و جواہر زیب تن فرمائے جلوہ گر ہے فی الحقیقت معشوقون کی افسر ہے اُس نگار دلفریب کے حسن زیبا کی توصیف کیا تحریر ہو یہ غزل قطعہ بند نظیر کی نسبت اُس کے سراپا کے لکھی جاتی ہے

غزل

نظر پڑا ایک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو دس برس کی پہ قہر و آفت غضب خدا کا

جو شکل دیکھو تو بھولی بھولی جو باتیں سنیئے تو میٹھی میٹھی
یہ دل وہ پتھر کہ سر اُڑا دے جو نام لیجئے کبھی وفا کا

جو گھر سے نکلا تو یہ قیامت کہ چلتے چلتے قدم قدم پر
کسی کو ٹھوکر کسی کو جھڑکی کسی کو گالی نیٹ لڑا کا

یہ راہ چلنے میں چلبلاہٹ کہ دل کہیں ہے نظر کہیں ہے
کہاں کا اونچا کہاں کا نیچا خیال کس کو قدم کی جا کا

لڑا وے آنکھیں تو بیحجابی کہ پھر پلک سے پلک نہ مارے
نظر جو نیچی کرے تو گویا کھلا سراپا چمن حیا کا

یہ منچلاہٹ یہ چلبلاہٹ خبر نہ سر کی نہ تن کی سدھ بدھ
جو چیرا بکھرا ابلا سے بکھرا نہ بند باندھا کبھو قبا کا

گلے لپٹنے میں یوں شتابی کہ مثل بجلی کے اضطرابی
کہیں جو جھپکا جھپک کر کہیں جو لپکا تو پھر چھپا کا

نہ وہ سنبھالا کسی کے سنبھلے نہ وہ منایا منے کسی کے
جو قتل عاشق پہ آکے مچلے تو غیر کا نہ پھر آشنا کا

نظیر سچ جا بچے سر کو بدل لے صورت چھپا لے منھ کو
جو دیکھ لیوے گا یہ ستمگر تو یار ہوگا ابھی جھڑا کا

خواجہ نے جو یہ لشکر اور اس غارتگر کشور دل و جگر کو دیکھا اور اسکے کر و فر کو ملاحظہ کیا کہ گرد تخت کرسیوں پر ہزارہا زن پری پیکر اور ساحران نامور جلوہ گر ہے کہ ایک ایک حشمت میں شاہوں سے بہتر ہے لیس یہ دیکھ کر عمرو متحیر ہوا اور لشکر کے ایک ساحر سے کہا کہ بھائی ہم اس اطراف کے رہنے والے ہیں اور تم لوگ مسافر ہو یہ بتاؤ کہ اس شہزادی کا کیا نام ہے اور سفر کریسے انکو کیا کام ہے اُسنے جواب دیا کہ اس شہزادی کو اکر ظلمات جادو چشم کہتے ہیں شاہ طلسم ہوشربا نے اُسکو اپنے طلسم کے تخت پر بٹھانے کو بلایا ہے اسلیے اسنے کوچ فرمایا ہے اور اپنے مقام سے شاہ جادوان پاس جاتی ہے اور تاریک بادل سے آتی ہے خواجہ نے یہ ماجرا اُسکا الگ جا کر برق سے کہا اسکو مار لینا چاہیے ورنہ یہ آیندہ فتور برپا کریگی یہ کہکر برق کو ٹھہرا کر آپ فقیر دریوزہ گر کی شکل بنالی تہمد باندھ کر کشکول شانے سے لٹکا کر چھڑی ہاتھ میں لیکر صدا لگا تا لشکر کے بازار میں گوزبان انگلتا سامنے اُس بلا کے

آیا اور ملکہ کو دعا دینے لگا کہ سامری کی دولت سے جمشید کی کرامات سے میری بچی کے سب کام سیدھے ہوں بھلا سن کی
اچھا پوری ہو میری دھرماتما جگ جگ جیوے آج تو اتنا ملنے کا حکم ہو جائے کہ جب تک جیو رہے بیٹھے ساحرہ
نے اُسکا سوال کرنا سُنکر لبوں را اسیر نظر کی سمجھ لے اُسکے اُسکو خبر دی کہ یہ عمرو عیار ہے مار ڈالو قتل کیجیے آیا ہو بڑا
مکار ہے یہ معلوم ہوتے ہی اُسنے صندوقچہ طلب کرکے منگوالا اور ایک مٹھی اشرفیون سے بھر کر کہا کہ لے فقیر لے خواجہ
بھی اُنکی نگاہ بد پہچان گئے اور کستی و ہوشیاری و عادت سے قریب جاکر ہاتھ پھیلا کر گویا ہوئے کہ تم جیتی رہو لاؤ
اُسنے ہاتھ میں اشرفیان دیکر دوسرا ہاتھ اپنا کلائی پر ڈالدیا خواجہ کا ہاتھ چلتا تھا کن دیکر انھون نے چھڑا لیا اور ٹھیلی
کھا کر ایک دولتی اُسکے سینہ پر ماری وہ تخت پر سے گری لوگ اُسکے اٹھانے کو دوڑے خواجہ نے جست کرکے چند قدم
پر جاکر گلیم اوڑھ لی کر لشکر ساحران پر دوڑ تک ہو میں بھاگ نہ سکونگا غرضکہ یہ تو بھاگ کر لشکر سے کنارے ہوئے
اور ساحرہ کو اُسکے ملازمون نے اٹھایا مگر خواجہ نے صورت وہی ساحرہ کی سی بنائی اور بازار میں لشکر کے پھرنے
لگے ادھر ساحرہ جب سنبھلکر بیٹھی سحر نے اُسکی خبر دی کہ عمرو ساحرہ بنا بازار میں پھر رہا ہے اُسنے ایک گھوڑا ساز زرین
طلاکار سے آراستہ کرا کر ساحر معتبر کے ہمراہ روانہ کیا کہ جاکر عمرو کو بہ اعزاز تمام میرے پاس لاؤ ساحر مرکب ہمراہ لیکر بازار
میں خواجہ پاس آیا اور تسلیم کرکے پیام دیا کہ چلیے ملکہ ظلمات نے آپکو یاد کیا ہے عمرو نے چاہا کہ بھاگ جاوین لیکن ساحر
سامنے کھڑا تھا ناچار بھاگنے کا یارا نہ پایا مرکب پر سوار ہو کر سامنے ساحرہ کے آیا اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اور باصد عزت
کرسی پر بٹھایا پھر ایک صندوقچہ منگا کر دکھایا اور کہا اس صندوقچہ میں ہزار در ہزار سحر ہیں بس آپ کو مناسب
ہے کہ میرے اوپر عیاری کرنے نہ آیئے گا ورنہ بہت پچھتایئے گا خواجہ نے جواب ان باتون کے فرمایا
کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا ساحرہ سمجھی کہ خواجہ نے کہنا میرا مانا بس زر و جواہرات بہت کچھ منگا کر دیا خواجہ
نے کہا اے ملکہ دیکھیے یہ آپ کے پس پشت کون استادہ ہے اُسنے یہ سنکر پیچھے پھر کر دیکھا انھون نے وہ صندوقچہ جو
اُسنے دکھایا تھا اٹھا کر زنبیل میں رکھا اور کہا ہم جاتے ہیں ساحرہ نے یہ سُنکر ادھر دیکھا عمرو گلیم اوڑھ کر غائب ہو گیا
ساحرہ نے اُسوقت خیال کیا کہ یہ مجھ سے نہ مانیگا اور کیونکر فہمائش میری قبول کریگا کہ دعوی مقابلہ شہنشاہ ساحران
رکھتا ہے پس یہ سوچکر دو ساحرونکو حکم دیا کہ جاؤ جس مقام پر اس نابکار کو پاؤ سر کاٹ لاؤ ساحر حسب الحکم تلاش کنان روانہ
ہوئے اُسطرف عمرو ساحرہ پاس سے بھاگ کر برق کے قریب آیا اور سارا ماجرا بیان کیا اور کہا کسی طرح اس قحبہ پر
قابو نہین ہوتا ہے اور جس صورت سے سامنے جاؤ پہچان لیتی ہے ملکہ لشکر میں پھرنے سے اُسکو ہماری خبر ہوئی ہے یہان ٹھہرنا
بھی مناسب نہین ہے یہ کہکر دونون لشکر سے صحرا میں نکل آئے اور کچھ دیر میں ایک طرف جو دیکھا تو دو ساحرونکو دیکھا
کہ کسیکو ڈھونڈتے پھرتے ہیں یہ دیکھکر انکو یقین ہوا کہ ہماری تجسس میں ہیں پس دونون نے صلاح کرکے صورت اپنی بدلی عمرو تو
گرو بنا اور برق چیلا ایک چبوترہ زیر درخت دھونی لگائی اور ایک لنگوٹا باندھکر کنارے اُسکے بیٹھکر گانجا ملنے لگے ہاتھوں میں
دونون کے کڑے لوہے کے پڑے تھے دبیئے سامنے دھرے تھے گرو کی داڑھی تا بناف تھی چیلے کے چار دن امرد صاف تھے لیکن
گودڑی زنبیل سے نکالکر خوب تھی کہ وہ چیز تھی (?) اس صورت سے بیٹھے تھے کہ وہ دونون ساحر ادھر آئے اور انکو دیکھکر پکارے

کر باباجی کوئی آدمی تو ادھر بھاگتا ہوا نہیں آیا جو انھوں نے جواب دیا کہ بچا ہمنے تو نہیں دیکھا آؤ چلم پیو پھر چلے جانا دم
دونوں دھونی پاس آکر بیٹھے انھوں نے چلم میں بیہوشی بھر کر دی کہ وہ پیتے ہی بیہوش ہوگئے انھوں نے دونوں کے
سر کاٹ ڈالے شور اٹھنے مرنیکا بلند ہوا اور بیرون نے یہ خبر ظلمات کو پہونچائی کہ اسطرح عمرو و برق نے تیرے
ساحروں کو مار ڈالا یہ معلوم ہوتے ہی اسکو غصہ آیا اور برق بنکر چلی خواجہ اور برق دونوں ساحروں کو قتل کرکے وہ
اسباب جو ہر عیاری زنبیل سے نکالا تھا زمین میں گاڑ کر جو لباس ان مقتولوں کی تلاش کر رہے تھے کہ یکایک ایک
بجلی کڑک کر گری اور دونوں کے گردن و کمر میں زنجیر بنکر لپٹی اور لیکر بلند ہوئی یہ دونوں بیہوش ہوگئے پھر جو
آنکھ کھلی اسی بارگاہ کو دیکھا کہ جو پہلے نظر آئی تھی اور ظلمات کو بیٹھے پایا اور اس ساحرہ نے بہت کچھ غصے سے
خطاب کیا پھر ایک قفس آہنی منگا کر دونوں کو اسمیں بند کیا اور ایک تعویذ اپنے جوڑے سے نکالکر اس قفس کی کڑی
سے مس کرکے ایک ساحر کو کہ تیتن جادو نام رکھتا تھا بلاکر وہ نقش حوالہ کیا اور کہا یہ نقش جمشید کا لکھا ہوا ہے
جبتک کہ اس قفس سے مس نہ ہوگا یہ نہ نکلے گا بہت حفاظت سے نقش مذکور اپنے پاس رکھو اور ان دونوں قیدیوں کو بھی
لیجا کر اپنے پہرے میں کر خبردار بہت ہوشیار رہنا اور کسی کو قفس کے نزدیک نہ آنے دینا ساحر مذکور بموجب حکم
قفس مقیدان کا اور نقش لیکر اپنے خیمہ میں آیا اور جہاں سوتا بیٹھتا تھا اسی جگہ سقف خیمہ میں لٹکایا اسطرح کہ سینہ کے
مقابل قفس رہے غرض جب ساحرہ عیاران موصوف کو قید کر چکی نقارہ کوچ کا بجا کر جانب شاہ جادوان چلی اور
بعد قطع منازل و طے مراحل قریب لشکر حیرت پہونچی طائران سحر نے خبر اسکے آنیکی شاہ جادوان کو پہونچائی بادشاہ
بسبب آنے جہانگیر کے باغ سیب میں رنگیا تھا اسی لشکر میں تھا اور شہزادہ مذکور کو طلسم نور افشاں پر بھیجنے کی
تدبیر کر رہا تھا جب خبر آمد ظلمات اسنے سنی چند سرداروں کو حکم دیا کہ بہر استقبال جائیں اور یہ بھی کہا کہ سب
ساحران جلیل القدر اس ملکہ کو میری بی بی سمجھکر تسلیم کریں یہ کلمہ جو ملکہ حیرت نے سنا تیوریاں چڑھاکر پوچھا
کیوں صاحب یہ بی بی تمنے کب کیا تھا اے میاں جیسی ہے میں نگوڑی نصیبوں جلی تمھارے گھر پڑی جلتی رہی
میں کیا خوش ہوئی جو دوسری آکر خوش ہوگی وہ تو ہو میری تقدیر سیدھی تھی جو ملکہ طلسم بنی نہیں تو وہی ڈگری
لاچین و تاجدار کی تمکو نصیب تھی یہ میرے ہی جوتیوں کا صدقہ ہے جو تم بادشاہ بنے میری تقدیر میں ہے تو
ہر خشتہ چین کرونگی تم مجکو جلاؤگے کیا میری بلا ارش کی نوک کی جوتی پر یہ سلطنت جو جہاں جا بیٹھونگی لالوں کی
لال رہونگی میں کیوں کسی ماں زادی کو سوت بناؤں یہ تو وہی مثل ہے کہ گھر تار ماں نکر تانیاں جو تمھارے اس
رہے وہی جانے وہ جو کہتے ہیں کہ موئے کا کھاؤ میاں جانے یا بلاؤں افراسیاب یہ تقریر سنکر تیوری بدل کر
جواب دیا کہ اے جی یہ بدزبانی تمہاری میں بہت اٹھا چکا ہوں میں ہی ایسا سامری کی قسم ہوں جو الف سے بے
نہیں کہتا ہوں کوئی اور ہوتا تو ناک کاٹ لیتا بھلا کو عورت کو اس مقدمہ میں دخل دینے سے کیا مطلب مرد
سو سو رنڈیاں کرتے ہیں بادشاہوں کے سیکڑوں محل ہوتے ہیں تو کیا انکی بیبیاں نکل نکل جاتی ہیں یہ کلام جو
حیرت نے سنا اور ناک کاٹنے کا نام سنا ایک دو ہتڑ اپنے منہ پر مارا اور کہا میں خاک میں لاؤں اس مرلیجے کو

جو میری ناک کا نام ہے ساحری اسکا ستیاناس کھوئیں (صاحب) ابھی سے اس سوت حرامزادی کا ایسا پیارا ہوا کہ اسکے
بدلے ناک ہماری کٹنے لگی ہیں اسکو اپنی ایڑی چوٹی پر صدقہ اُتاروں اسکو وہاں تصدق کردوں جہاں میری دائی نے
ہاتھ دھوئے ہوں بس مردوے کی تو وہ شکل ہوئی کہ دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ ابھی اُسکی صورت نہیں دیکھی اور اُسکے
عوض جھپیٹ تلنے لگے ہماری ناک کاٹنے پر موجود ہوئے جب وہ گلے لگ کر سوئیگی اُسوقت تو میاں اپنے جوتوں سوتوں پھر کی
ناک کاٹیں گے میں مردار کے منھ کو شگل آتوار ساٹ جلادوں ماردوں نا صاحب مجھسے تمسے نباہ نہوگا شاہ نے یہ سنکر گھرکا کر
بس چپ رہو نہیں تو مالیے کوڑوں کے کھال اُدھیڑ دونگا تو نے مجکو بھی کوڑی اور حقیر کیا ہے بہت چل نکلی ہے جو زبان بکے جاتی ہے
یہی شرط ہے کہ حکم دوں جلاد کو ابھی سر تیرا کاٹ ڈالے ملکہ مذکور یہ سنکر تخت سے اُتر کر پیٹنے لگی کہ آگ لگاؤں ہی سلطنت کو
اور بھاڑ میں جلے تیرا ساتھ اب کہیں ہیں اور جادوگرنیاں عزیز بیچ میں آگئیں بادشاہ مارنے اُٹھا ہر ایک سمجھانے لگی کہ
اے میاں جانے دیجیے حق بجانب ملکہ ہے کہ آپکے ساتھ کیا کیا مصیبت جھیلی ہاں کوئی عورت پر ہاتھ اُٹھاتا ہے بعض عورتیں
ملکہ کو سمجھانے لگیں کہ اے بی بی بہت مردوے کے منھ نہیں چڑھتے یہ سب جانتے ہیں کہ جو تم ہوگی اور کوئی نہوگی ایسی دماغی
بیسیوں آئینگی اور چلی جائینگی اور بی بی اُسکا برا ماننا کیا وہ مردوات ہیں ایک جوتا چڑھاتے ہیں ایک اُتارتے ہیں
اور انکو تو ساحری نے چار پیسے دیے ہیں دال ملک کیا ہے یہاں تو غرض سب آدمی جنکو اس بات کی لت ہے لنگوٹی میں پھاگ
کھیلتے ہیں پھر بیویاں صاحبزادیاں جلتی ہیں اور پھرتی ہیں لے آداب جانے دو یہ کہکر بعض بادشاہ طلسم کے قدموں پر
گریں کہ لے میں واری یہ بھولے کو زرکنے میا بادشاہ اب ملکہ کو کچھ نہ کہنا اسکا دل تھرتھرا ہے بادشاہ بحالت غضب
تھرّاتا ہوا جاکر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو عورتیں سمجھا کر وہاں سے لے چلیں اسوقت اس صاحب حسن کا وہی نقشہ تھا ایسی
بگڑنے سے دونا بناؤ ہویدا تھا ہونٹھ غصہ سے تھرتھراتے تھے برگ گل کو باد خزاں جنبش دے رہی تھی حرارت غیظ سے لب کا نیل اہل
مجلس حیران ہونٹوں پر گویا آراستہ برگ سوسن کا نقشہ ہویدا یاقوت کا نیلم بنا پیدا مستی کی آداہٹ اُسپر شید از نفیس
پریشان ہوکر تمام رخ پر بکھری ہوئی اور اسمیں وہ چشم نرگسی مخمور تیغ سے لال لال گویا میخانہ پر کالی گھٹا چھائی تھی چہرہ تمتمایا
ہوا تھا آفتاب تمازت زیادہ رکھتا تھا یا کسی مخمور کو نشہ زیادہ تھا دوپٹہ کاندھے سے ڈھلکا ہوا سینہ کھلا ہوا پائنچے پائجامے
کے چڑھے ہوئے سڈول رانوں اور پنڈلیوں کی نمایاں صفحہ کتاب حسن پر خطوط عبارت مستانہ عیاں
حاصل الامر ملکہ کو آرامسین میں بٹھا کر ایک باغ میں کہ قریب تر اس مقام سے تھا لائیں اور سامان آسائش مہیا کرکے
وہاں بٹھایا اُسکا رونا رشک بلبل نالاں کنیزوں کا سمجھانا بیان ہوگا مگر کرہ اراں ذی مرتبہ تخت ہائے سحر پر سوار ہوکر برائے
استقبال ظلمات روانہ ہوئے اور بوتناسے راہ میں جاکر اُس سے ملے ہر ایک گردن پہ تسلیم خم کی نذر دی اُس نے
خلعت خلع کیا اور بجاہ و حشم سوار ہوکر چلی افراسیاب نے اور زیادہ تر جلوس سواری کا روانہ کیا ڈنکا نوبت نشان ماہی
مراتب پیلدول رجھ جار تخت رواں فوج ساحران بھیجی وہ ملکہ کمال تجمل و حشمت سے سوار ہوکر چلی ابیات

آہستہ روانہ تھی سواری
رہرو گئے بھول طرز رفتار

ہر گام پہ تھا فیض جاری
بازار ہجوم سے لبا لب

رستے ہوئے بند لوگ بیکار
فیلوں کی قطار خیل در کب

ممکن نہیں کلک سے ہو تحریر
جتنے تھے ملازمان خاقان
تھے خلعت اور آ گئے آگے
پہنے ہوئے جامہاے زریں

سیم و زر و اسپ و فیل و شمشیر
جو خواجہ سرا تھے بادشہ خاص
کہتے تھے نصیب ہمیشہ جاگے
ہمراہ تھیں پلٹنیں رسالے

جتنے تھے مصاحبان سلطان
تھے اُنکے دلون مین نقش اخلاص
خدام و مصاحب و اراکین
سردارون کے فوج سب سنبھالے

اسی جاہ و تجمل سے سواری تا لشکر بادشاہ طلسم پہونچی بادشاہ منتظر بیٹھا تھا آگے سے بہ معشوقہ کے خود قریب ہوا دار گیا اور گود مین لیکر اُسکو اُتارا تمام فوج نے سلامی دی لشکر ملکہ کا آخر جانب پڑا اتری کثرت فوج کی ہوئی ایک طرف لشکر جہانگیر کا ایک سمت ذاتی فوج بادشاہ کی تیسری جانب فوج حُسن ملکہ کی اتری بادشاہ صورت زیبا اس ماہ پیکر زہرہ جبین کی دیکھکر غش کر گیا اور خاص بارگاہ ملکہ حیرت کے رہنے کی اُسکے رہنے کے لیے مقرر ہوئی پھر سامان تخت نشینی فراہم کیے روز سعید و ساعت حمیدہ جلوس مقرر فرمایا اُس روز تجمل اور شان بھی اسباب خرمی مہیا عشرت فراوان بھی نظم

وہ تخت کہ سلطنت تھی پابوس
گردون پہ نجوم جیسے ظاہر
کیا مہر تھی مہر بادشاہی
تھا چتر خوشی سے سر پہ رقصان
خورشید فقط نہ زرنگار تھا
غنچہ بھی گرہ کو کھولتا تھا
ارباب غنا کے چھڑ گئے ساز
یہ تاج و نگین شہا مبارک
جھولی بھری زر سے ہر گدا نے
عشرت سے ہوا جہان گلستان

اک تختہ ہے اُسکا تخت کاوس
جب تاج پہ آنکھ ڈالتے تھے
نقش رقم جہان پناہی
دینے لگے نذر اہل دربار
بہرام تلک بھی سر بکف تھا
خدام تھے دست بستہ حاضر
پہونچی تا گوش زہرہ آواز
بخشش ہے یہ وقت شادمانی
محتاجون کو مل گئے خزانے

تھے ایسے جڑے ہوے جواہر
ٹوپی مہ و مہر اچھالتے تھے
افشان سے سر در قرب سلطان
لائی صدف اپنا دُر شہوار
جو گل تھا وہ زرنگار جدا تھا
دربار مین سب دو رستہ حاضر
باجون کی یہی صدا مبارک
باران کی طرح گہر فشانی
القصہ ہوا جو عہد سلطان

اسی جشن جلوس مین بادشاہ اس ماہ پیکر سے منعقد ہوا اور جب دن تمام ہو کر وہ زمانہ آیا کہ ملکہ فیروزہ آباد فلک کا فروغ ظلمات شب نے ہٹا کر تخت ضیا بخشی عالم سے تیغ و معزول فرمایا اور ملکہ ماہ مبین کا سر چرخ پہ جلوس ہوا نظم

اٹھا ساقی ذرا پھر شیشہ و جام
ضیاے ماہ بھی صدقے تھی اُس پر
جو حاضر تھین پرستاران گلفام
بھرا پیر مغان نے کوٹ کر رنگ
ہر اک ساغر پہ کندہ نام جمشید
حیا نے بھی دیا پیغام رخصت

کہ پھر بزم عیش کے آئی شاہ شام
اٹھا وہ بادشہ آیا محل مین
کیے حاضر اُنھون نے شیشہ و جام
چنے کشتی مین گلدستون کی صورت
فدا ہر جام پہ تھا جام جمشید
فقط خلوت مین تھی وہ غیرت ماہ

بچی سر پر ستارہ دار چادر
ہوے شمس و قمر یکجا محل مین
عجب شیشہ سے نکلا جو نکھر رنگ
صفا سے شیشے بے کدورت
جما یا نشہ نے جب رنگ صحبت
نہ تھی جز ناز و عشوہ غیر کو راہ

نکالی نخل خواہش نے دہن شاخ
اکر دوٹے سوے پستان دست گستاخ
پسینے سے ہوئی محرم تلک تر
نہایت ملگجی بستر کی چادر
کلی دار اُسکا تھا جو پائجامہ
صفت میں گلفشان ہے شاخ خامہ
پری نے بال کھولے ہمسر پرواز
بشکل برج حوت اسکا تھا انداز
دہن تھا مثل غنچہ اسکا بستہ
نہ تھا بوے چمن کو جبین رستہ
دل سلطان ہوا خواہش سے بیتاب
بنی آغوش رشک برج مہتاب
ہوا جب غنچۂ بستہ شگفتہ
گری تب شبنم آب نہفتہ
یہ تو دونوں سینہ بسینہ لب بلب تھے

وصلت کے اڑا رہے ہیں ادھر باغ میں ملکہ حیرت کو غش پہ غش آرہے ہیں عوض دور ساغر پیالہ چشم اشک شرخ سے مملو یار کے بدلے درد جگر ہم پہلو رشک حسرت انیس ندامت و رنج دفت جلیس کبھی جو زیادہ بیتابی ستاتی تو وہ مہجوراور حرمان نصیب یہ زبان پر لاتی کہ بموجب

نظم

دیکھو تو خدا کے کارخانے
وان گردش چتر سر پہ ہر بار
یان نالے ادھر ہیں شادیانے
وہ تخت نشین تاجداری
یان فرش زمین و خاکساری
یان گردش بخت سر پہ دستار
ہمراہ ہمارے غم کا لشکر
فرمان پہ ادھر تو مہر جاری
وہ مالک فوج ہفت کشور
وان رقص و غنا سے گرم محفل
یان دل کی تڑپ سے رقص بسمل
یان سینہ میں داغ بیقراری
جو چاہے خدا گلے کی کیا بات
حاسد ہیں ہزار دشمن جان
اب کون ہے صورت ملاقات
ہان یہ کہ وصال ہو ہمارا
یون رنج ملال ہو ہمارا
اب کون وصال کے ہیں سامان
موت آئے اگر بلا سے چھوٹین
دام الم و عنا سے چھوٹین

انیسین و ہمدم صدقہ قربان جاتی ہیں اس طرح سمجھاتی ہیں کہ بی بی ان مردوں کی چاہت کا کیا اعتبار ہے جب تم ایسی پریزاد کو دم بھر میں ہیچ کر دیا تو اس نگوڑی نئی نویلی کی کے دن محبت یہ کہو ابھی نئے ارمان ہیں کچھ دنوں یہی کھیل ہوگا ایک انیس بولی کہ میں سچ کہوں ابھی تو کچھ دنوں اسکی چرچی بارگاہ رہیگی پھر دیکھنا بات بھی نہ پوچھیں گے دوسری نے کہا اے بوا تھامے کہنے کی بات ہمارے ملکہ کی برابری وہ کیا چڑہو کر یگی وہی مثل ہے نیا نو دن اور پرانا سو دن انکا سہوگ تو ساری نے شہنشاہ کے ساتھ آتا ہی ہے اے دیکھ لینا جو چار دن میں انکو نکالا نہ ملے تو سہی میرا نام جو منہ کالا کرکے دیس نکالا نہ ملے تیسری بولی کہ بہن میری بھی اسوقت کی بات لکھ رکھنا یہ مسیوا جو آج تخت چڑہی ہیں کل کو نہ وہ کوڑی کے ان کے ہاتھ سے بیر نکھایگا اسی گفتگو میں ایک خلائی بولی کہ لے بی ایک میاں جی میرے گھر کے پاس رہتے ہیں سارے کا کا تا خوب پڑھتے ہیں ملکہ عالم فرمائیں تو بُلا لاؤن یہ سنکر آتو جی نے کہا سات جمعراتیں اگر اس سوت کا نام لیکر ملکہ نیم کی پتی اور نمک کنوے میں ڈالیں یہ ایک بار ایک ہے فوراً وہ مار ڈالی نکلجائے گی یہ تو سب اس طرح کی باتیں بنا رہی تھیں اور ملکہ چشم پرنم سے سیل اشک بہا رہی تھی آخر اسی بیتابی میں عقل نے یہ راہ بتلائی کہ اپنی بہن ملکہ بہار کو بلاؤں اور بطور مخفی اسکی شریک ہو کر اس ظلمات کو راہ ظلمت عدم دکھاؤ یہ تجویز کرکے کنیزوں اور انیسوں سے کہا تمنے کیوں بک بک کرکے میرا مغز کھایا ہے جاؤ اپنے اپنے مقام پر سو رہو مجھکو اکیلا رہنے دو زیادہ آج مجھ سے میرا دم گھبراتا ہے دل الٹا جاتا ہے وہ سب عورتیں بحکم سنکر اپنی اپنی جگہ پر چلی آئیں ملکہ نے

باری ازینون کو بھی شاد کیا جب تخلیہ ہوا شمع کے سامنے بیٹھ کر لبسان شمع اشکبار ہو کر ایک نامہ اپنی بہن کو لکھا مضمون یہ تھا کہ میرے ساتھ مان کی کوکھ مین پاؤن پھیلانے والی اے میری مان جائی اے میرے ساتھ کی دُکھ اُٹھانی اے میری جان تن دل سے بہتر اے میری نور نظر لخت جگر تیری ماجائی پر بڑی آفت آئی ہے گر مباد ہو اجان لینے کے پنجنے دھوم مچائی ہے اے میرے کلیجہ کے ٹکڑے ذرا مجھکو اپنی صورت دکھا جا اے بہنیا ذرا مجھ تک آجا کہ ایک نظر تجھکو دیکھ لون پھر خدا جانے کہ میں جیون یا مرون یہ لکھ کے جوڑے سے ایک پتلی نکال وہ لوٹ کر بصورت پری بنگئی اُسکو وہ خط دیکے کہا جہان میری بہن ملکہ بہار ہے وہان لیجا پتلی اُڑ کر چلی ملکہ بہار اسوقت دربار سے اُٹھ کر اپنی بارگاہ مین آئی تھی کہ پتلی باسی بارگاہ مین آکر اُتری اور ملکہ کے سامنے آکر سلام کیا اور وہ نامہ دیا اُسنے پڑھکر پتلی سے سب پتا اور نشان اُس باغ کا کہ جہان حیرت ساکن ہے دریافت کیا اور کہا تو جا کر کہدینا کہ مین آتی ہون پتلی یہ جواب لیکر پھر گئی ادھر حیرت سے جا کر بیان کیا اُسنے پتلی کو اُٹھا کر پھر جوڑے مین رکھ لیا اور منتظر بہار بیٹھی اِدھر بہار بارگاہ سے اُٹھ کر ملکہ مہرخ کے پاس آئی نامہ حیرت دکھا کر اجازت جانے کی مانگی ملکہ مہرخ نے ضرغام وجانسوز کو بلا کر مشورہ لیا انھون نے عرض کیا کہ بہتر ہے ملکہ بہار جائین اور اپنی بہن کو سمجھائین کیا عجب ہے جو وہ ہماری شریک ہوجائے ادھر ہم مین سے ایک عیار ملکہ موصوفہ کے ہمراہ جائیگا اور باتکا مین وہان رہیگا یہ کہکر وہان سے علیحدہ جا کر ایک زن ماہ پیکر کی ایسی صورت بنا نہایت شوخ وچنچل جس کے دیکھنے سے دل بیکل لب رنگین پرمسی کی تحریر گل پھکس سوسن کبود دست وپا حنا آلودہ کن خام طرفان لباس پر زر پرزور اعاشقون کی جان سادی بجلیان کانون مین لطافت جان پاکمنزہ ان موتیون کے دانون مین پائجامہ مشروع کا پاؤن مین کامدانی کا دوپٹہ سادہ سر پہ ادائون پہ اُسکی تصدق ہو دلبر یاسمن غیرت گل رخسار قامت رشک صنوبر کہ بموجب

ابیات

گل رویت عرق کرد از مے ناب	ز شبنم تازہ شد گلبرگ سیراب	بسان چشم ما از خواب بکشاے
ہمان بہتر کہ باشد فتنہ درخواب	تعالی اللہ چہ حسن است اینکہ ہر روز	دہد سرپنجۂ خورشید را تاب
چو در سر میل بر مے تو دارد	سر او کے فرود آید بہ محراب	اس صورت خوب بحسن مرغوب پروانہ

ہو کر سامنے ملکہ بہار کے آیا اُنے مطلق اُسکو نہ پہچانا یہ خیال کیا کہ کسی ساحرہ کی ملازم یا خواص ہے غرضکہ ملکہ بہار نے لباس اور زیور سے آراستہ ہو کر سوچ ہرکہ ایک تخت تیار کیا اور اس تخت پہ بیٹھ کر مع عیار مذکور وچند کنیزان کے حکم دیا کہ یہ تخت جس مقام پر ملکہ حیرت ہے وہان پہونچے تخت سب کی نظر سے غائب ہوگیا اور بعد لمحہ کے سیدھا اسی باغ مین اپنے تئین دیکھا کہ جسمین ملکہ حیرت تھی اور ملکہ مذکور جہان بیٹھی تھی اسی بارہ دری مین یہ سب پہونچے حیرت منتظر اپنی ہمشیرہ کی بیٹھی تھی صورت دیکھتے ہی کھڑی ہوگئی اور گود پھیلا کر آگے بڑھی کہ میری آنکھون کی ٹھنڈک میرا دل تجھ بغیر تڑپتا تھا بہار نے سر سینے سے لگا دیا اُس نے بلائین لین اور سر سے سر اُتارا پھر رونے لگی ملکہ نے کہا باجی جان آخر کہو تو کیا ہوا اُسنے کہا اے بچی ری بچی میرا مقسوم پھوٹا اے دولہا بھائی نے رنڈی کی ہے ہم کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال دیا اے جانی میرا دل اُکتا ہو اجان دینے کو جی چاہتا ہے وہ جو مثل کہتے ہین کہ لاٹھی مارے پانی جدا نہین ہوتا

مین نے چاہا کہ تجکو ایک نظر دیکھ لون یہ کہکر جملہ کیفیت ورود کر آنے ظلمات کی اور تخت نشینی اُسکی بیان کی
بہار نے یہ کہا اے باجی مین تمھاری چھوٹی ہون اور تم کہو گی کہ مجھپر یہ سانحہ جو گذرا اس سبب سے یہ بھی کہتی ہے قصور معاف
مین تو سچ کہون میرا شوہر جو ہندی کرتا تو اُسکے منھ کو جھلسا دیتی سر بازار نکل کھڑی ہوتی کہ جا مجھے تیری پروا ہے
میری بلا سے بولے باجی مجکو جو تم نے بلایا ہے تو مین دودھا بھائی کا کیا کرونگی اگر لڑنے کو کہو تو مین مدت سے لڑتی ہون ہان
اگر تم خواجہ عمرو کی شریک ہو جاؤ تو وہ اس تجہ ظلمات کی ناک چوٹی کاٹین اور شہنشاہ کو بھی ناک چنے چبوادین اور
اے میری ماں کے برابر یقین جاننا کہ مین جب سے شریک خواجہ سلامت کی جاکر ہوئی ہون ہر وقت تمھارے بچھڑے کا تخیل
رہتا ہے کسی وقت آنسو نہین تھمتا ہے باجی اپنے دیدون کی قسم تم بڑی سنگدل ہو کہ بڑے دل سے بھی کبھی یاد نہین کرتی ہو
اچھا اب ان باتون کو بھولنے دو لو آؤ اُٹھو میرے ساتھ لشکر خواجہ مین چلو مین تم کو تخت حکومت پر بٹھا دونگی دیکھنا بلا
کو بھی قدر و عافیت کھلی جائیگی کہ ان کسی کو جلانا ایسا ہوتا ہے اور زندی بازی کا یہ مزا ہے اور دوسرے مین سچ کہون
مجکو تو خواجہ عمرو کا دین سچا معلوم ہوتا ہے لئے ہین اُس دین مین حرام نہین کرتے ہین ایک خدا کو پوجتے ہین جادو
کرنے والے کو نام دھرتے ہین غریبون کے حال پر ترس کھاتے ہین ہر وقت پاکیزگی اور صفائی لباس اور جسم کی رکھتے
ہین عبادت خدا کی دل لگا کر کرتے ہین اور باہم اُلفت محبت ہوتی ہے ایک دوسرے کی مصیبت مین کام آتا ہے اور جو
کچھ برائی اس دین کی ہے مین بیان نہین کر سکتی حیرت نے کہا بہن یہ تو سچ کہتی ہے لیکن مین تو ماں باپ کی لاج کرتی ہون
جب تو اس ہوئے کہ اسا غذر کے مصیبت بھرتی ہون اور دوسرے یہ کہ خواجہ صاحب کو بھی یہ موئی ظلمات پکڑ لائی ہے
اسکے ساتھ برق فرنگی ہے اگر خواجہ یہان آتے تو مین اُنسے کچھ شرطین کرتی یہ اُسکا کہنا تھا کہ ضرغام عیار جو ساتھ
بہار کے آیا ہے قریب ملکہ آیا اور کہا حضور خواجہ کے قید رہنے کی جگہ بتلایئے تو مین چھڑا لاؤن حیرت نے پوچھا تو
کون ہے اُسنے کہا مین ضرغام عیار ہون حیرت کو اسکی صورت دیکھکر حیرت ہوئی کہ کیا خوب صورت بنائی ہے
پس اُسنے کہا کہ ایک خیمہ قریب بارگاہ ظلمات ہے اسمین متین جادو رہتا ہے اُسنے نقش جسمین عیار ہین اپنے سینہ کے
مقابل لٹکایا ہے کئی سو ساحرون کا وہ خیمہ پہرا ہے اندر خیمہ کے ساحر مذکور خود حفاظت کرتا ہے اگر کوئی اُسکے پاس جائے تو
دھارا نہ جائیگا اس سبب سے کہ نقش جمشیدی اپنے پاس رکھتا ہے چنانچہ جو کوئی خواجہ کے چھڑانیکا قصد کرے تو اول کسی تدبیر
سے نقش جمشیدی اس سے لے کیونکہ خواجہ کا قفس بھی بغیر اُس نقش کے لگائے نہ کھلیگا جب نقش عیار حاصل کریگا تو اسکی
تاثیر یہ بھی ہے کہ خواجہ وغیرہ کو کوئی باہر خیمہ کے آتے نہ دیکھیگا ضرغام یہ حقیقت سنکر گویا ہوا کہ اے بی بی مین ابھی
جاکر خواجہ کو لاتا ہون حیرت نے کہا یہان سے نہ جاؤ اپنی جگہ پر سے جانا عیار مذکور نا قبل پذیر ہوا ملکہ بہار بھی کچھ دیر
ٹھہر کر رخصت ہوئی اور اپنے تخت پر بیٹھی ضرغام باغ سے باہر نکلگیا تخت سحر یہ نہ بیٹھا ملکہ نے تو سحر پڑھکر لشکر مین
اپنے تئین پہونچایا اور اُسنے لشکر الملک ظلمات کا راستہ لیا اور اپنی خیمہ متین کے پاس جب پہونچا تبھی حیرت آگیا یہان
دربانون نے روکا یہ زرہ سینہ ڈوبا ہوا تھا ہی اُسنے گویا ہوا کہ موذی شامت تمھاری آئی ہے مجکو بھی کوئی اور مقرر کیا ہے
تو دیکھو سمجھو یہ کہکر ایک کاغذ مہری بادشاہ طلسم کا کمر سے نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ اے متین ہم بھیجتے ہین حسن انتظام سے

بہت خوش ہوئے ازبسکہ تم بسبب حفاظت قیدیان شریک جلسۂ عشرت شادی نہوسکے اسلیے رتبہ بھی تمھارا افزون کیا گیا کہ جسکا حال آیندہ تمھیں ظاہر ہوگا اب یہ عطیۂ موت کیلیے تمھاری بھیجا ہے یہ مضمون اس کاغذ کا دیکھ کر دربان تو خاموش ہوئے اور یہ اندر خیمے کے گیا دیکھا کہ بہت آراستگی ہے شمعہائے مومی و کافوری روشن ہیں فرش پرتکلف بچھا ہے پلنگڑی پر جواہر کی ساحر لیٹا ہے قفل اُسکے سینہ پر لگا ہے یہ دیکھ کر اسنے آگے جاکر ہاتھ اُسکے سینہ پر رکھدیا مستین کچھ نیم خفتہ تھا گھبرا کر اُٹھ بیٹھا آنکھ ملکر جو دیکھا تو بالین پر آفتاب محشر نظر آیا جس نے خواب عدم سے فتنۂ خفتہ کو جگایا کشتون کو خوابگہ گور میں سلایا یعنی ایک نازنین شوخ و بیباک قاتل خلق پرفن اور سفاک کہ بموجب

بیت این دم ذبح چہ انداز یہ جلادی کے + ملک الموت کو بھی موت کا ارمان ہوگا + باین شکل و شمائل وہ قمر پیکر میرے سامنے کھڑی ہے شمع چراغ کو بھی دو اُسکے دیدار کی لگی ہے فروغ و ضیائے رخسار شمع کی روشنی کو اندھا بناتی ہے چھوٹ اُسکے حسن کی پڑ رہی ہے یہ دیکھتے ہی ہنستا ہوا اُٹھا اور ہاتھ اُس گلبدن کا تھام کر گویا ہوا کہ

بیت جان من با آنکہ خاصہ از بہر رفتن آمدی + ساعتی کز بنشین کہ عمر جاودان گویم ترا + اِس نازک اندام نے ہاتھ چھڑا کر ماتھا کوٹ لیا ملے میرے ساحری میں نگوڑی جہان بھی مردون نے مستانی ہی بچھا رکھے: ہر بکرہ کرنے اور موون کو غیرت نہیں آتی ہے مستی جتاتے ہوئے وہ جو کہے نہیں کہ بیت ہونٹھون سے ہونٹھ منھ سے منھ ملا لیا + چھیڑا کچھ اس طرح کہ گلے سے لگا لیا ملے میان کچھ سوتے سوتے بدخواب تو نہیں ہوگئے کچھ جان کی خیر ہے ذرا اپنے ہوش میں آؤ میں صدقے میں دون ہی توکری کو جس کے کارن آبرو جائے میں نگوڑی کہتی تھی کہ ملے ملکہ اسی وقت تا کو نکھٹو غیر مرد کے پاس اکیلے میں نہ بھیجے تو نہ مانا میری قسمت کا لکھا آخر وہی پیش آیا تا کہ یہ مردوا مجکو ادمانی سمجھا کہ

بیت ہر کجا نفی بلالی عاقبت رسوا شدی + جائے آن دارد کہ سوائے جان گویم ترا + مستین نے جو یہ باتیں سنین اُسکی ادائے دلبری پر اور زیادہ فریفتہ ہوا ایک تو وہ سادی سادی وضع دوسرے یہ متانت یہ ناز معشوقانہ تیسرے گوشۂ تنہائی بیتابی دل نے مسند ہوس پر پاؤن پھیلائے اور پکارا کہ اے جانی خفا نہو میرا دل اسوقت قابو میں نہیں ہے کہ

فرد قصد جان کردی کہ یعنی دست کوتہ کن ز من + جان زکف بگذارم و از دست نگذارم ترا + اور میرا تو تیرے عشق میں یہ حال ہے کہ ایک مدت سے جان دینے پر آمادہ ہون ہی دلربانے ہنس کر کہا مردوے کیون باتین بناتا ہے آج کے سوا تونے میری پرچھائین بھی نہ دیکھی ہوگی اُسنے یہ بھیجا ملکہ ظلمات کے پاس سے یہ آئی ہے ٹھی کی یہ ملازم ہے لاؤ اپنا عشق قدیم جتا کر اس بت کو رام کرون یہ سمجھ کر گویا ہوا کہ واہ واہ اے صاحب آپ ملکہ عالم پاس اُس دن بیٹھی نہین تھین جو مجکو ملکہ نے ایک کام کو بلوایا تھا بس اسی دن مین آپ کو دیکھ کر فریفتہ ہوا تھا ہی عیار نے یہ تقریر سنکر دل سے خیال کیا کہ اب خوب عشق میں تیرے بے خبر ہے کہ اپنے دل سے باتین بنا کر کر ترا شتا ہے اور فقرے کرتا ہے معلوم کرکے شرما کر بانداز و ادا گردن جھکالی اُسنے یہ ادا دیکھ کر دست ہوس زیادہ دراز کیا اور پکارا کہ ابیات

پوچھا جو میں نے دل کو تمہی نے چرا لیا		اتنا ہوا کہ شرم سے سر کو جھکا لیا	
دل میں ہمارے میل ہے تم بھی پرکھ کے لو		کھوئی گھڑی پڑی تو یہی ہو بُرا لیا	

لب دفنا بھی دل ہے مرا آرزو کی پوٹ
بوسے سے چوکتا تھا کہیں دیکھئے اریا منہ
ایسا دھرا نہیں ہے کہ چپکے اٹھا لیا
لاکھون مین ایک شخص تھا یہ بھی لیا دیا

اس گلفام نے مسکرا کر کہا ستیاں پھر جانا تو یہ عطیہ بادشاہی تو مین جانتی ہون کہ تم بھی محبت سے دیتے ہو تم چاہنے والے سلامت رہو یہ کہکر پاس اسکے پلنگ پر بیٹھ گئی اور ایک خاصدان طلائی کرتے سے نکال کر اسکے سامنے رکھا اس نے اسکو کھول کر دیکھا تو کچھ گلوریان اور جواہر رکھا تھا اس پریوش نے سوقت ایک رقعہ بھی نکال کر دیا اسمین لکھا تھا کہ لے مستین یہ جواہر تمھاری دعوت کیلئے بھیجا ہے اور چونکہ خالی کوئی چیز نہین بھیجتے ہین پس حسب دستور گلوریان بھی ہین غرضکہ یہ عنایت اپنی ملکہ کی دیکھ کر وہ ساحر بہت خوش ہوا اور اس نازک بدن سے کہا لے جانی ایک گلوری اسمین سے مجکو اپنے ہاتھ سے کھلاؤ میرے قتل پر بیڑا اٹھاؤ اس گلگون پیرہن نے مسکرا کر منہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا پھر ایک گلوری ہاتھ مین لیکر کہا مردے تو نے بڑی آفت ڈھائی ہے وہی مثل ہے کہ مان نہ مان مین تیرا مہمان اور پھر نام خدا سے ارمان بھی دل مین بھرے ہین اور مین نگوڑی تو یہان آکر بلا مین پھنس گئی لو منہ کھولو گلوری زہر مار کرو خیر اتو میری یہ مثل ہے بیت بوجوہ سب سے گران ہے کہ اٹھائے نہ اٹھے جکا مرد وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے ✦ وہ یہ سنکر گلوری اسکے دیتے ہی کھا گیا اور کہا کہ فرد اس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہان شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیئے ✦ یہ کہکر چاہتا تھا کہ سرگرم اختلاط ہو مگر گلوری مین بیہوشی ملی تھی اسنے اثر کیا یہ بیہوش ہوگیا ضرغام نے چاہا کہ سر کاٹ لے پھر سمجھا کہ ساحر دروازے پر سے اندر دوڑ آئین گے خواجہ کو قید رہا نہ کر سکوگے بلکہ خود پھنس جاؤگے یہ سوچکر اس ساحر کا سارا جسم ٹٹولا از بسکہ نقش جمشیدی وہ اپنے سینہ پر رکھتا تھا وہ نقش اسکے ہاتھ آیا تاثیر سے اسکی یہ آگاہ تھا نقش لیکر قفس سے مس کیا تیلیان اسکی الگ الگ ہو گئین خواجہ اور برق چھوٹ گئے اور مستین کو اسی طرح بیہوش چھوڑکر باہر بارگاہ کے نکلے اس نقش کی تاثیر یہ تھی کہ دربانان بارگاہ نے مطلق انکو نہ روکا جیسے بالکل دیکھا ہی نہین یہ وہان سے اپنے لشکر مین آئے خواجہ سے ہر ایک سردار ملا ملکہ بہار نے جملہ حقیقت اپنی بہن ملکہ حیرت کی بیان کی خواجہ نے فرمایا کہ تمھاری ہمشیر اپنا وقت کا مخفی ہے مسلمان کبھی نہ ہوگی اور اس سے کہدیا کہ تم اطمینان رکھو ہم ظلمات کو قتل ضرور کرینگے یہ کہکر سب عیار اپنی اپنی فکر مین روانہ ہوئے اس عرصہ مین نفس ظلمات شب سے فرخ مہر روز نے رہائی پائی اور مرغ زرین بال آفتاب آشیانہ مشرق سے نکلکر عرصہ فلک مین آیا نظم

کہ شب نے کوس رحلت کا بجایا
سحر جاگی اٹھے لوگون کے بستر
نہ پھر آنکھون نے وہ سامان پایا
صدا دی طائرون نے ہر شجر پر

رات بھر ہمراہ اسباب ہمراہ ظلمات داد عشرت و نشاط دیا کیا بادہ وصلت پیا کیا یہ حال تھا کہ نظم

ہنسی اور پاس لیٹی اسکے وہ حور
گلابی کو جھکا کر اک بھرا جام
کہا منت سے پی اسکو مری جان
ہوئی افسردہ خاطر شہ کی مسرور
ملا لب قسم دی اپنے سر کی
کہ ہون کیفیت خاطر کے سامان
کبھی لپٹے کبھی بس بھر آرام
پھر اسکے بعد گیسو و کمر کی
بہجوم شوق اٹھا اسکے دل پہ

لگے سے ملگئی دو حور پیکر
پسینا آگے چہرہ تمتمایا
ہے ذوق ہوس دست گریبان
شعاع مہر نے جب منہ دکھایا
گے معشوقہ و عاشق نہانے
پہنائی لاکے جامہ اٹھکر پوشاک
ہوئی پھر جلوہ گر وہ غیرت ماہ
شہنشہ بھی بغل میں آکے بیٹھا
ہوئی وہ انجمن پھر محفل جم

ملے لب سے لب اُسکے دہن سے
اُسے شرمندۂ غنچہ جو پایا
کہ اتنے میں بجی نوبت سحر کی
ہر اک اُٹھکر سوئے حمام آیا
ملا خدمتگذاروں نے بدن کو
چلی حمام سے وہ شوخ و بیباک
جھکائی سب نے گردن بہر تسلیم
دیا ساقی نے لاکر جام مے کا

لگے سنگھانے پھول عارض کے چمن سے
نکالے دلنشین نغمے جو کہ ارمان
نظر آنے لگی صورت سحر کی
ہوئے کھیسے کھنچے بالوں میں شانے
کیا پر نور رخسار و دہن کو
سر رخ کمرانی پہ بصد حیاء
ادا کرنے لگے سب رسم تعظیم
ہوا سامان عشرت پھر فراہم

اسی ہنگامۂ مستی زا و جلسۂ طرب فزا میں بس معشوقہ و ملکہ کا دل گھبرایا بادشاہ نے اُٹھکر جو ادھر سے پایا سیب ذقن کو ہاتھ میں لیکر کہا کہ اے میوۂ گلزار باغ دانائی تیرے گل رخسار پر افسردگی پائی جاتی ہے دیکھو میرے سنائی ہے جو اسیب پہونچا ہو اُسکا اظہار کر خاطر دور کر تمہارا خانۂ دل گلزار کر ہیں غنچہ دہن نے کہا مجھے خیا سدن سے کھٹکا ہے ایسا نہ ہو کہ نقش جمشیدی جاتا رہے اسکو و ایسا ابھی چھوٹ جانے دیکر ایک ساحرہ کو بھیجا کہ متین کو بلا لائے ساحرہ اُڑ کر بارگاہ میں متین کی آئی وہ ہر اسکے سر سے ہوش میں آیا اُٹھکر اسکو ہمیں ملا رہا تھا کہ اُسنے پیام ملکہ کا ذکر کر دیا وہ اُسی طرح اُٹھکر سامنے ملکہ کے آیا اُسنے حکم دیا کہ نقش جمشیدی حاضر کر یہ گھبرا کر سینہ اپنا ٹٹولنے لگا جب نقش نہ پایا گھبرا کر بستر پر گر گیا بس یہ کہتا ہوا کہ اے ملکہ میں ابھی لاتا اپنا گھر گیا گاہ میں آیا نقش کو ڈھونڈھا نہ پایا گھبرا کر قفس کو دیکھا وہ بھی ٹوٹا دیکھا سر پیٹتا سامنے ظلمات کے گیا اور قصہ شنیدہ کے بود مانند دیدہ کا مصداق تمام بیان کیا ملکہ نے منہ پیٹ لیا اور یہ کہا اے شہنشاہ غضب ہوا کہ وہ مکار چھوٹ گیا یہ کہکر پھر سحر پڑھا کہ ایک طائر اُڑتا ہوا آکر اُسکے زانو پر بیٹھا اس سے پوچھا کہ اے مرغ زیرک سچ بتا کہ رات کو کس عیار نے آکر عمرو کو چھڑا لیا ہے اس طائر خوش الحان نے زمزمہ سنجی آسلوج کی کہ ضرغام عیار کنیز بنکر آگیا اور یہ ماجرا گذرا اُسنے کہا اب وہ کس حال میں ہے اسنے جواب دیا ہے سخت مصروف ہے یہ سنکر اُسنے سحر پڑھا کہ طائر اُڑ گیا اور یہ اُڑ گیا اور یہ ساحرہ خود بھی اُڑ کر تلاش عیار میں روانہ ہوئی ضرغام خواص سے الگ ہو کر جانب باغ حیرت چلا تھا اور تعاقب اُسکے ملکہ بہار چلی تھی کہ خدا جانے کہ راہ میں اسکو مطلع کرے شوربرہ داخل ظلمات کر دن غرضکہ ضرغام جنگل میں پہونچا تھا اور بہار برابر ہوا اُڑتی اسکے پیچھے کچھ دور رہی کہ ظلمات آکر پہونچی اور سحر کر کے ضرغام کو بیحس کر دیا اور زمین پہ گرا کر کمر سے خنجر کھینچکر قتل کرنا چاہا یہ ماجرا بہار جو پیچھے آتی تھی اُسنے دیکھا اور قریب پہونچکر نعرہ کیا کہ باش او قہار دی تو وہ ستانی ہے کہ شتر لوں سے میری پناہ میں ہو بتا دے آئی ہو یہ کہکر ایک گلدستہ جلد سے نکالکر مارا گلدستہ قریب پہونچکر چھٹکا اور ایک طاؤس بنکر ضرغام پر گرا اور اُسکو پنجوں میں دابکے اُڑا ظلمات کے ہاتھ سے جو یہ شکار نکل گیا مثل شیر غضبناک بھری اور ایک ناریل جیب سے نکالکر ملکہ بہار پر مارا ناریل قریب بلند ہو کر پہونچکر

شق ہوا اور ہزارہا شعلہ نکلکر جانب بہار چلا بہار نے پھر ایک گلدستہ نکال کر جانب آسمان اچھالا اور آ ابرگھرا اور پانی برسنے لگا وہ شعلے بجھ گئے اور پانی کا زمین پر پڑنا تھا کہ درخت سنبل و ریحان و گل زعفران کے پیدا ہونے لگے دم بھر مین وہ تختہ گلزار تھا میدان باغ پر بہار تھا شاہد گل انجمن گلشن مین گلگون پوش لالہ جام بکف لبشکل رندمیوش تھا سنبل کو عشق بہار مین پریشانی نرگس شہلا کو یاد چشم فتان میں حیرانی کلیان چمن مین چٹکتی جاتی تھین تبسم گلرخان عالم کا رنگ دکھاتی تھین نظم -

ہے سرخ جو ہر طرف شقائق
گل پیرہن پسے جو فائق
آرائش بوستان تھی سوسن
طرار تھی وہ زبان بھی سوسن
وہ زلف بنفشہ مشک آگین
ملتا ہی نہیں دماغ تر بھی
شاخین تھین یہ نازکی سے توام
ہو جاتی تھین بار رنگ سے خم
بلبل نہ تھی چہچہون سے خالی
صیاد سے تھی فراغ بالی
اثمار کی اسقدر تھی کثرت
ہر نخل چمن تھا خوان نعمت
جان بخش ہوئی ہوا جو آئی
ہر پھول نے جان تازہ پائی
اس تازہ چمن مین اک چمن تھا
خوبان جہان کی انجمن تھا
استادہ تھی اس چمن مین گلفام
سانچے مین ڈھلا ہوا تھا اندام
جلوہ مہ مصر کا عیان تھا
کیا حسن فروش کاروان تھا
وہ لالۂ باغ بے مثالی
وہ چشم و چراغ جیشالی
شمشاد ریاض کامگاری
بنیاد مکان تجسپاری
اس باغ مین یون تھی زیب مجلس
تھا جس سے فروغ چشم نرگس

ملکہ ظلمات اس بہار ربع پرور اور حسن بہار فتنہ بیز دستمگر کو دیکھ کر دیوانی ہوئی عقل و ادراک سے بیگانی ہوئی شعر عاشقانہ بحالت مجنونانہ پڑھتی سمت چمنستان چلی گویا بہار جانب گلستان چلی گو یہ شاگردہ تار یک ہے بہت تخم الاؤ جمشیدی کے اپنے پاس رکھتی ہے بس جیسے ہی یہ چمنستان سحر بہار کی طرف چلی زمین سے ایک پتلی بلور کی نکلی ہوا جو اسنے دنیا کی کھائی نہ مہر طلعت بنگئی اور ظلمات کو تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ لے ملکہ آپ کہان جاتی ہین یہ گلشن پر از نیرنگ ہے سراسر فسونسازی کا ڈھنگ ہے یہ کہکر اسنے ایک ڈبیا کمر سے نکال کر سیندور زمین سے لیکر ملکہ کے منہ پر مل دیا اس گلگونہ کے رخسار پر ملنے سے اس سرخ روپے سیاہی بیخبری کی دفع ہو گئی اور کچھ سحر پڑھکر دستک دی کہ ایک ٹکڑا ابر سرخ گلستان بہار پر آکر چھایا اور وہین سے آگ برسنے لگی گلشن کے نہال چنار بنگئے خزان کا بھی دل جلا تختہ ہائے گل لالہ مین آتش گل اسقدر بھڑکی کہ آخر کو آگ لگ گئی وہ تمام باغ پر رنگ باغ آتش بہار ہوا تن شاہد بہار برنگ جسم چنار زار و نزار ہوا بلبل شیدا کی قسمت مین آگ سا لگی غنچہ گل مثل خاطر عشاق جلی کہ **مولف** واہ ری تاثیر آہ بلبل شوریدہ سر + آگ تلووں سے لگی سارا گلستان جل گیا + ظلمات نے بعد جلانے باغ سحر کے افسون پڑھا کہ ایک پتلی رسن بپے زمین سے نکلی بہار اپنے سحر کے باطل ہونے سے بیہوش ہو گئی تھی اس پتلی نے آکر مشکین باندھ سامنے ظلمات کے حاضر کیا اس نے حکم دیا کہ اس بحرمہ کو یہان چھوڑ کر میرے لشکر مین جا اور میری امیس نسیم خوش رفتار جادو کو بلا لا پتلی حسب ارشاد روانہ ہوئی اور لشکر مین اسکے وہ بارگاہ جو اسکے رہنے کی تھی پہنچکر پکاری کہ بیبو تم مین سے

نسیم جادو جسکا نام ہے اُسکو ملکہ عالم بلاتی ہین فلان مقام پر تشریف فرما ہین اور بہار کو قید کیا ہے یہ پیام دیکر
پتلی تو غائب ہوگئی مگر بارگاہ مین سب انیسین کنیزین جمع تھین اور کہہ رہی تھین کہ ملکہ دوران بہ غضب تمام جانب صحرا
گئی ہین اُنکو ڈھونڈھنا چاہیے سنو میری جان سوت کا مقدمہ ہے لاکھ دشمن ہین تو دو چار دوست ہین اکیلے ملکہ کو چھوڑنا
اچھا نہین اسی تقریر مین پتلی کا جو پیام سنا نسیم جسکا نام تھا وہ اُٹھ کر چلی لیکن حال عمرو و برق بیان ہوا تھا کہ اپنے
لشکر سے بقصد قتل ظلمات روانہ ہوے تھے چنانچہ صورتین بدلے ہوے اس بارگاہ مین موجود تھے انھون نے بھی
بیان پتلی کا سنا اور جب نسیم یہان سے چلی یہ بھی اسکے ہمراہ ہوے اور بہت جلد اُس سے آگے جا کر صحرا مین ٹھہرے
اور ازبسکہ شکل اپنی ساحرون کی ایسی بنائے ہوے تھے اور نام سے نسیم کے آگاہ ہو چکے تھے جب وہ اُڑتی ہوئی اُس مقام
پر کہ جہان ٹھہرے تھے پہونچی انھون نے پکارا کہ اے ملکہ نسیم جادو ذرا ہمارے پاس ہوتی جایئے اور کچھ ہم عرض کرین
مسموع فرمایئے ساحرہ انکی آواز سنکر سمجھی کہ کوئی ملازمان شاہ طلسم سے ہین شاید حیرت کا کچھ ذکر کرین گے
پس یہ سمجھ کر اُتر آئی انھون نے سلام کیا اسنے بخندہ پیشانی کہا اچھا مزاج اچھا ہے انھون نے کہا جان دعا کرتے ہین
ہمنے اس لیے آپ کو تکلیف دی کہ ہم ملازم قدیم شاہ جادوان ہین شہنشاہ نے جب ملکہ حیرت کا عقد کیا تھا تو ملکہ
مذکور کے لیے ایک روغن حکماے طلسم سے تیار کرایا تھا جس سے تمام جسم مثل روئی کے نرم اور بعد خوبروئی نازک تر
ہو گیا تھا اور خوشبو جسم سے آنے لگی تھی اور وہی کیفیت ابتک ملکہ کے تن نازک کی ہے چنانچہ وہ روغن ہمکو بھی ایک نسخ
سے ممکن ہوا اور ابتک موجود ہے پس وہ تمھاری ملکہ کے بہت کام کا ہے آجکل ہم پریشان حال ہین آپ ہمکو دلوا دیجیے
آپ کا احسان ہم پر ہوگا اُسنے یہ تقریر سنکر کہا وہ روغن تمھارے پاس ہے انھون نے کہا حاضر ہے اور ایک بوتل پر
از روغن بیہوشی کمر سے نکال کر اُسکے سامنے پیش کی اسنے بوتل لیکر سونگھی فوراً بیہوش ہوگئی عمرو نے پیرہن اسکا پہنکر
صورت اپنی اُسی کی ایسی بنائی اور برق سے کہا تم سر اسکا کاٹ کر صحرا مین ٹھہرنا اور میرا خیال رکھنا مین جا کر
ملکہ بہار کو چھڑاتا ہون یہ کہکر روانہ ہوا یہان برق اس ساحرہ کو جھاڑی مین چھپا کر ٹھہرا اس لیے کہ قتل کرنیسے
ایسا نہو کہ ظلمات آگاہ ہو جاے اور بیر بیحر روتے ہوے اُسکے سامنے جائین تو خواجہ کی عیاری مین فرق
آئیگا غرضکہ یہ تو ٹھہرا اور عمرو سامنے ظلمات کے آیا اُسکو تسلیم کی اور کہا واری جنگل مین تنہا آنا اچھا
نہین اُسنے کہا اے نسیم اس مجرمہ کو لیجا کر قید کرین تلاش مین عیارون کے آئی تھی یہ مجھے آکر رہی پھر اب
مین پھر عیارون کو ڈھونڈھنے جاتی ہون خواجہ نے اُسکے ہاتھ سے بہار کو لیا اور عرض کیا کہ حضور سحر اپنا رد
کرین کہ مین اپنا جادو کر کے اُسکو رکھون اُسنے سحر اپنا رفع کردیا اور خواجہ وہان سے بہار کو بغل مین داب کر کچھ
دور نکالے بھاگے لاے جب سامنے سے اُسکے دور نکل آئے ملکہ مذکور کو پشت پر لاد کر برق جہان تھا وہان
پہونچے اور ملکہ کو زمین پر لٹا کر پانی منہ پر چھڑکا کہ آنکھ ملکہ کی کھلی کیونکہ سحر اپنا ظلمات دفع کر چکی تھی ملکہ اپنے ہی
سحر کے باطل ہونے سے بیہوش تھی خواجہ نے کچھ دعائین پڑھ کر دم کین کہ ملکہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور برق نے
اُسوقت نسیم کو جھاڑی سے نکال کر ذبح کر ڈالا شور اُسکے مرنیکا بلند ہوا بیر روتے ہوے جانب ظلمات چلے

یہان خواجہ نے بہار سے کہا کہ یہ ساحرہ بہت زبردست ہے لے ملکہ تم لشکر مین جاؤ ہم انشاء اللہ قتل کر کے اسکو
آتے ہین تمھین اکیلے ٹھہرنا نچاہیے ایک تو اپنی حفاظت ہمکو کرنا ہوتی ہے دوسرے تمھارا خیال کرنا پڑتا ہے یہ اچھا
نہین ہے تمھین چلے جانا زیبا ہے بہار یہ سُنکر وہان سے جانب لشکر پھری ادھر ظلمات نے بعد چلے جانے
نسیم نقلی کے سحر پڑھا کہ اسوقت عیار کہان ہین سحر نے خبر دی کہ اری احمق عمرو عیار صورت نسیم کی بنکر آیا اور تجھ سے
بہار کو لے گیا اب برق نے فلان مقام پر نسیم کو مارا اور دونون عیار کس جگہ ہین یہ خبر معلوم کر کے حیران ہوئی تھی
کہ پیر سحر کے روتے ہوے آئے اور مرگ نسیم کی خبر دیکر غائب ہو گئے اُسکو اور زیادہ غصہ آیا اور اپنے ہاتھ سے کنگن اتار کر اسی
سمت کہ جدھر خواجہ وغیرہ تھے کھینچ مارا اور کہا جلد عیارون کو لا کنگن سورج کی طرح چمک کر بلند ہوا اور خطوط شعاع
ہزارہا پیدا ہو کر ہر سمت روانہ ہوے عمرو و برق ساحرہ کو مار کر بعد رخصت بہار مشغول قتل ظلمات کر رہے تھے
کہ یکایک چند سنہرے خط ایک سمت سے آکر گردن و کمر و دست و پا مین لپٹ گئے اور یہ کھنچتے ہوے چلے اور ضرغام
کو جو عارض بہار کا لیکر اڑا تھا اسنے اُسکو لا کر صحرا مین چھوڑا تھا وہ بھی فکر عیاری مین پھر رہا تھا چند کرنین اسکے بھی جا کر لپٹین
اور کھینچتی ہوئی لائین ان تینون عیارون نے دیکھا کہ ایک آفتاب زمین سے کچھ اونچا بیابان خورشید محشر نکلا ہوا ہے
اور قریب اسکے ملکہ ظلمات ایستادہ ہے آفتاب کی کرنین ہمکو کھینچے لیے جاتی ہین حاصل کلام جب سامنے اُس
ماہ سپہر ساحری کے پہونچے اُسنے آفتاب کی جانب ہاتھ بڑھایا کہ وہ کنگن بنکر ہاتھ مین آیا عیار کرن سے چھوٹ کر
بیحس و حرکت کھڑے رہے اُسنے کنگن پہن لیا اور ان تینون کو بغضب تمام گھورا انھون نے دیکھا کہ ساحرہ کو اس وقت
بہت غصہ ہے گال فرط غیظ سے لال ہین آنکھین مانند جام بادہ سُرخ ہین گیسو پیچ کھاتے ہین ظاہر آثار ملال ہین پس
اس لالہ رخسار نے ان سے بعتاب خطاب کیا کہ اے نا عیارو دیکھو تو کس عذاب الیم سے تمکو مارتی ہون بڑی تمنے آفت
ڈھائی ہے مجکو بھی حیرت معتر کیا ہے کہ عیاریان کر کے جسکو چاہا مار ڈالا اور اُس سے کچھ نہ ہوسکا یہ کیسی خاتون شہنشاہ
ساحران بھی واہ واہ نام بڑا اور درشن چھوٹے عیارون نے کچھ اسکے کلام نافرجام کا جواب نہ دیا اور اسنے ایک سحر
ایسا پڑھا کہ عیار اسکے ساتھ چلے یہ وہان سے جانب لشکر مہرخ روانہ ہوئی لیے لشکر مین نہ گئی اتفاق سے اُس لشکر مین
جب ملکہ بہار پھر کر آئی تو جانسوز عیار بیان موجود تھا اس نے بہار کی زبانی حال ظلمات کا سُنا کہ صحرا
مین ہے اور خواجہ و برق ارادہ قتل اسکا رکھتے ہین یہ حال سُنکر اُسنے خیال کیا کہ مبادا خواجہ وغیرہ اسیر پنجہ ستم
ساحرہ ہوون مجھے بھی لازم ہے کہ چلکر انکی خبر رکھون یہ سوچکر جانب صحرا چلا اس طرف سے ظلمات آتی تھی یہ اسکو
دیکھ کر راہ کترا کر پہلے تو اور سمت گیا پھر ساحر بنکر قریب اسکے آیا اور آداب بجا لا کر عرض پیرا ہوا کہ اے ملکہ شہنشاہ
جادوان آپ کی تلاش مین ہین انتظار فرما رہے ہین مجکو ڈھونڈھنے بھیجا تھا لائیے ان مجرمون کو مجکو دیجیے اور آپ شہنشاہ
پاس جائیے یہ تقریر سُنکر اُس عیار کو ساحر بنا ہوا دیکھ کر باور کیا کہ بیشک کوئی نوکر بادشاہ کا یہ ہے مگر جب اپنے
قیدیون کو طلب کیا وہ ایکبار عمرو سے دو بار بہار دھوکا کھا چکی تھی اندیشہ ناک ہوئی اور دل مین سحر پڑھ کر ہمت
آسمنے کی کہ مجکو ظاہر ہو جائے کہ یہ کون ہے عیار ہے یا ساحر لازم شاہ ذی تبار ہے سحر نے خبر دی کہ نہین یہ عیار ہے

یہ معلوم کرتے ہی پکاری کہ اب آئے ہو تو جانا نہیں ایسی نافراس کلمہ کی ہوئی کہ جانسوز بھی بےحس و حرکت ہو کر
اسکے ہمراہ ہوا اسنے کہا کہ موذیو میں اسی فکر میں اس طرف آئی تھی کہ تم جتنے عیار ہو سب کو پکڑ کر فیصلہ کردوں اور
طبل جنگ بجوا کر نمک حراموں کو بھی سزا دلواؤں چنانچہ چار عیار تم ہاتھ آئے ہو پانچویں کو بھی گرفتار کرلوں تو اپنے
لشکر میں جاؤں یہ کہا کچھ افسون پڑھ کر مشت خاک اُٹھا کر گویا ہوئی کہ اے خاک سرزمین طلسم سچ بتلا کر قران عیار
لشکر نمک حراماں میں ہے یا بیابان میں ہے خاک ناپاک سے آواز آئی کہ اے ملکہ طلسم وہ عیار کبھی کبھی لشکر میں
آتا ہے ورنہ ہمیشہ بیابان میں رہتا ہے یہ سُنکر ساحرہ وہاں سے پھری پھر سوکے نزدیک علیار بھی ساتھ ہوئے
اور یہ سمت صحرا بتلاش قران روانہ ہوئی قران درۂ کوہ میں بیٹھا تھا اتفاقاً چند ساحر ملازمان شاہ طلسم اس طرف سے
گذرے باہم کہتے جاتے تھے کہ یہ بلا بڑی زبردست آئی ہے کہ ابھی کل تو بادشاہ کی بی بی تھی آج عیاروں کو پکڑ دے
گئی ہے ایک ان میں سے بولا کہ بھائی حیرت بھی اگر چاہتی تو عیاروں کو پکڑ لاتی لیکن ایسی باتوں میں حاکم قتل جلد تر
ہو جاتا ہے حیرت خوفناک ہوئی اور گرفتاری عیاران سے باز رہی اور یہی سبب ہوا جو آج تک زندہ ہے
ورنہ مار ڈالی جاتی تم دیکھنا یہ ملکہ جلد قتل ہوگی کس لیے کہ ایک تو عیار خود ہی اسکی فکر میں ہیں دوسرے ان کو ستایا
اب بچنا اس شہزادی کا مشکل ہے دوسرے ساحر نے کہا تم سچ کہتے ہو ملکہ حیرت جو عیاروں کی طرف سے
چشم پوشی کرتی تھی تو عیار بھی طرح دیتے تھے اسے بھی عیاروں کا ستانا کچھ اچھا تھوڑا ہی ہے یہ باتیں سب قران
نے جو سنیں غور کیا کہ ظلمات ہم عیاروں کے قید کرنے کو شاید آئی ہے تجھکو بھی فکر اپنی لازم ہے یہ سوچ کر
وہاں سے اُٹھا اور اُس سمت کو خیال کیا کہ جہاں میں استادہ ہوں کونسی سمت ہے معلوم دیا کہ مشرق ہے
پس اسی جانب مغرب رو لبوزار لایا یہ تو ادھر گیا اور ساحرہ اسکے مقام پر پہونچی دیکھا کہ درۂ کوہ نہایت مصفا ہے
بسان قلب پارسایان پر از صفا ہے شمع کی کھال ایک مقام پیچ ہے اور ایک سمت کو اس درہ میں غار ہے
یہ اس غار میں اتری یہاں طاق بقصد خوبی محرابدار کاٹے تھے اور دریچہ اس طرح بنائے کہ جب اسمیں کوئی جاکے
صحرا میں پہونچ جائے لیکن در ایسا بنا تھا کہ پیچھے اسکے غار تھا وہ مقام کوٹھری کے طور پر نظر آتا تھا اور دریچوں سے
باہر ہر سمت صحرا میں جنگلی قسمیں پھول پھلیاں بنی تھی جو نہ صحرا میں دریچوں کے سامنے بنے تھے ان پر برگ چھائے
نیچے سے غار کی کوٹھریوں میں غلہ اور اسباب کشی جملہ سامان راحت و آرام مہیا تھا سوار ہر سمت سے پوشیدہ تھا
کہیں اجالا کہیں اندھیرا تھا شیر کے رہنے کا مقام تھا یہ لالہ فام ہر چند کہ ساحرہ تھی مگر نازک مزاج و مہپارہ تھی خوفناک
ہو کر باہر نکل آئی کہ مبادا عیار کسی گوشہ میں بیٹھا ہو اور قتل کرڈالے پس باہر آکر اسنے ایک جانور آتش کے آٹے کا بنایا
اور سحر کا تیر اسمیں بٹھا کر زندہ کرکے حکم دیا کہ ہر سمت اُڑ کر جا اور پتا لگا لا کر قران عیار کہاں ہے طائر اُڑ گیا اور
مشتر کو ایک مقام پر دیکھ آیا ساحرہ سے بیان کیا کہ اسی سمت اُٹھ کر چلی لیکن چلتے وقت اس خیال سے کہ راہ میں
کوئی فتور قیدیوں کی وجہ سے نہ برپا ہو اور یہ رہا ہو جائیں پس درۂ کوہ میں ایک گنبد خاک کا بنا کر تینوں
عیاروں کو اسمیں بند کرگئی یہ تو جانب قران چلی اور اسنے ایک خط مخروطی چار گوشہ کا بنا کر چار سمت کا نام

ہر گوشہ پر لکھا اور نیت کی یا خبیر اخبرنی ہوقت ساحرہ کس طرف آتی ہے یہ نیت کرکے آنکھ بند کی اور انگلی خط پر رکھی
جس سمت پر انگلی پڑی اس طرف کو چھوڑ کر دوسری جانب بچا کا جب ساحرہ وہان پہونچی کہ جہان طائر نے بتایا
تھا کسی کو نہ پایا پھر طائر کو اسنے روانہ کیا کہ وہ جا کر خبر لایا کہ اب اس طرف عیار ہے یہ اس جانب چلی وہان مہتر مذکور
پانچ سات کوس پر جا کر ٹھہرا تھا اور دم راست کرکے پھر تختہ کھینچکر بخبیر نفال غیب ہوا تھا کہ ساحرہ اس جانب آتی ہے
پس یہ تیسری جانب چلا اسی طرح اس مہر سپہر ساحری کو اسنے قطع منازل کرانا شروع کیا اور آسمان حسن کو چکر مین ڈالا اور پھر
کامل اس ماہ کو پھرایا عجب حال اسکا بنایا کہ پانچے چھوٹے ہوئے پسینے سے پوشاک بدن کی بھیگی جسم تمام عرق مین ڈوبا
ہوا باغ حسن پر اوس پڑی ہوئی مسی کی اودی پپڑیان ہونٹون پر رنگ رخ نق صباحت مین صادق مگر بیرنق
دل مین تھک جانے سے قلق کھیا نا پن چہرہ سے ظاہر گیسوؤن کا رخسار پیچ کھانا گویا افسون خوان ساحر
بالآخر جب زیادہ دوا دوش اسنے کی غضبناک ہو کر سوچی کہ عمرو سرگروہ عیاران عالم ہے اسکو مع دو زنان
عیارون کے چلکر مار ڈال قران اسکی رہائی کو خود آئیگا اُسے بھی قید کر لینا یہ تجویز کرکے ہی طرف روانہ ہوئی اُدھر
قران تو اسکی فکر ہی مین تھا جب خوب اسکو دوڑا چکا ایک مقام پر بیٹھ کر پہلے خوب آسودہ ہوا پھر فال دیکھی معلوم ہوا
کہ ساحرہ جانب جنوب بتر سے مسکن کی سمت جاتی ہے یہ معلوم کرکے بہت جلد روان ہوا اور اس سے آگے نکل گیا
اور ایک مقام پر دامن کوہ مین بہت سے درخت دیکھ کر اور صحرا سے سبزہ زار ملاحظہ کرکے جلدی جلدی خنجر سے
چار نخجر ہماز گل و ثمر بیخ سے کھود کر اکھاڑے اور میدان صفا تجویز کرکے چار کونون پر ان درختون کو لگایا اور سب پھل
اُن کے توڑ لیے ہر نہال مین چند پھل باقی رکھ کر اس طرح سے انھین چاک کیا کہ تا چاک ہونا ثابت نہو اسمین
بیہوشی داخل کی اس طرح کہ تمام جگر انکا روغن بیہوشی سے خوب تر ہو گیا جب یہ باغبان گلشن عیاری مین کر چکا
بیچ مین اُن درختون کے زمین کھود کر لحد ایسی بنائی اور اسمین اُتر کر مٹی سے سارا جسم اپنا چھپا لیا صرف دو آنکھین
اور ناک باہر رکھی اور انتظار ساحرۂ غدار مین بیٹھا آپ دفن ہو کر اُسکو زندہ در گور کرنے کی فکر ذاتی نظر زدہ بوتراب کو
خاکساری کی عیاری پسند آئی جو فکر کہ یہ مہتر کرکے بیٹھا تھا وہی سامنا ہوا کہ یہ ساحرہ اس طرف کو آئی صحرائے سبز و
خرم دیکھ کے تھکی بہت تھی آہستہ آہستہ چلکر اُن چار درختون کے پاس آئی درخت بھی مثل گلدستہ کے بہت
خوشنما دیکھے اور پھول اور پھل بھی عجائب اور عمدہ نظر آئے تھا لے درختون کے سنگین بنے پائے ہر نہال برنگ
تارک الدنیا زبان برگ سے مذمت دنیا کرتا ہر شاخ خمیدہ مراقبہ مین مثل روشن ضمیران طائر اشجار پر عصفیر
بلبل سدرہ ثمر ہاے بے نظیر ہر رنگ اثمار نہال طوبیٰ وہان شگوفہ برابنتہ اقد نیا تا حنا جاری زبان برگ پر
طوبیٰ لہم و حسن مآب طاری بیچ مین اُن اشجار پر بہار کے میدان لسان قلب اہل صفا پاک کہین نہ خس و خاشاک
آئینہ بہار الطاف روح پاک ملال سے زیادہ تر صاف زمین سبز و خرم یہ خضر کا بستر لگا ہوا اس زمین صاف و سبز پر یہ
گمان کہ رومیون نے بحکم اسکندر دہرہ آئینہ بنایا تھا جس نے نقاش فلک کی صنعت گری کا مثل نقاشان چین
عکس اُتارا تھا ہمسر طوطی سطح غبرا تھا بلکہ اس مقام صاف کا طوطی یہ رٹتا تھا کہ بیت

زمین ان کی لطافت میں روح سے بہتر	درخت چاروں تھے جسم زمین کے عنصر

ہر درخت کے تھالوں میں جو پتھر لگے تھے ایسی کندہ تھا کہ یہ مقام سامری کے جوگی کا ہے جوگی زمین میں گڑا ہوا تپسیا
جمشید کی کر رہا ہے خبردار اے آئندہ و روندہ زیادہ تر اس مقام پر پہونچکر نہ ٹھہرنا صرف جوگی کے درشن کرنا اور اپنا
راستہ پکڑنا ساحرہ نے یہ مضمون جو پڑھا اور ایسے مقام خوشتر کو دیکھا جوگی کی جویا اور مشتاق ہوکر بڑھی ایک مقام پر
دو آنکھیں چمکتی دیکھ کر جوتیاں اُتاریں اور ہاتھ باندھکر آگے آئی پہلے سجدۂ سامری میں گری اور پھر کچھ اشرفیاں اور زیور
اپنا اُتار کر سامنے اُن آنکھوں کے رکھدیا دیدہ و دانستہ دھوکا کھایا مطلق خیال عیار نہ آیا ہاتھ جوڑکر گڑگڑائی کہ اے
سامری کے جوگی اے خداوند کے اچھے بندے میرے من کی اچھیا پوری کر خاوند میرا مجھ سے تمام عمر راضی رہے اپنے بیریوں
کو میں ماروں لڑائی جیت جاؤں اس صنم زیبا کا اور بت رعنا کا یہ پوجا دیکھ کر جوگی کا ذرا سا منھ بھی مٹی سے باہر نکلا
اور بہت آہستہ سے کہا بچہ جا ایک پھل کسی درخت کا توڑ کر ہاے درختوں میں کھائے تیرے سب کام سنپورن ہونگے
پھلے پھولے گی اب زیادہ یہاں نہ ٹھہر سامری کی یاد میں جمشید کے دھیان میں فرق آتا ہے اسیر ہوتی ہے یہ سنکر
ساحرہ اٹھی اور گرد جوگی کے پھری پھر ایک درخت کے قریب جاکر پھل ایک توڑا اور سامری کو یاد کرکے جمشید کے
دھیان میں ڈوب کر پھل کھایا دو قدم پھل کھاکر چلی تھی کہ چکر آیا بیہوشی نے اثر دکھایا غش کھاکر گری عیار جس نے
یہ شگوفہ کھلایا تھا بوٹا سا زمین سے نکلکر نعرہ کرکے کہ منم مہتر مہتران رہبر بہتران عبد ذلیل یزد منان مہتر قران نعرہ

قران حبشی مہتر نامدار	نعرہ کردہ صاحب ذوالفقار

یہ نعرہ کرکے بغدہ تانے جانب صحرا لیا ادھر تو یہ چلا اس طرف پہلو سے **افراسیاب** کے اٹھکر آئے ہوئے ساحرہ
کو عرصہ بہت گذرا تھا اور ساحرہ کہہ آئی تھی کہ میں عیاروں کو قید کرنے جاتی ہوں شاہ طلسم کو دیر ہونے سے فکر ہوئی کہ
ایسا نہو معشوقہ میری قتل ہوجائے اس خیال سے اُسنے کتاب سامری منگاکر حال اسکا دیکھا تو معلوم ہوا کہ قران
عیار اُسکو قتل کیا چاہتا ہے یہ معلوم کرکے کتاب بند کرکے بزور سحر اُڑا اور از بسکہ بادشاہ طلسم ہے مسافت راہ بہت جلد
طے کرتا ہے یہ معلوم کرکے اُس میدان میں کہ جہاں معشوقہ اسکی بیہوش ہے اُسوقت پہونچا کہ قران بغدہ سر پہ ساحرہ کے
لگایا چاہتا تھا اُسنے نعرہ کیا کہ باش یہ کلمہ ایسا پر اثر تھا کہ عیار مذکور کے دست و پا میں قوت نہ رہی ہاتھ اسی طرح
اُٹھا رہ گیا اور پاؤں سے بھاگا نہ گیا ناچار کھڑا رہا شاہ جادوان نے زمین پر اُترکر اپنی محبوبہ کو فرش خاک پر پڑے
پایا ران حیرانی سے آئینہ نمط چمکتی اور کھلی ہوئی تھی زلف بعد پریشانی رخ پر بکھر رہی تھی انگیا کا بند ٹوٹ گیا تھا
چھاتی باہر نکلی تھی بلوریں گیند سینہ پر دھرا تھا یا قمقمہ رنگ سے بھرا تھا پیڑو کا ابھار سرکشی عیار کا بتا زبان حال سے
دے رہا تھا بھٹکی تھی مانگ گی غم چھائی کے منھ پر چھپائی تھی جوبن سارا خاک میں ملنے کی نوبت آئی
تھی شاہ جادوان اسکے سینہ سے لپٹ گیا منھ پر منھ رکھدیا اور رونے لگا گلاب اشک کا رخسار پر چھڑکا آنکھ
اُس گلبدن کی کھلی گھبراکر اُٹھ بیٹھی دوپٹہ سنبھالکر اوڑھا انگیا کی کٹوری اُتاری بعلت سبب شرم اُکڑھا نکا شوہر کو
دیکھ کر نیچی نظروں سے کچھ شرمائی لجائی آنکھوں کو پھیر کر ادائے مستانہ دکھائی تیوری چڑھاکر بیٹھی صاحب بان پر

لائی پھر سنگی بھر کر روئی یہ کیا آفت ہے کہ گر اٹھی بادشاہ نے فرمایا کہ اے جانی تو اس طرح بیہوش تھی میں نے
آکر ہوشیار کیا اور اس نا عیار کو گرفتار کیا غضب کیا تھا اس ظالم اظلم نے کہ چراغ حسن صرصر ستم سے بجھانا چاہا
تھا اور خانۂ عیش میرا تاریک کرنا اس کے دل میں آیا تھا یہ تقریر سنکر ساحرہ بغضب تمام تیغ کھینچ کے کر جانب قران
چلی اور مہتر مذکور نے صورت مرگ آئینہ شمشیر میں دیکھ کر دعا کی کہ اے خالق کل مخلوقات بواسطہ حیدر کرار غیبی مدد
فرما اور بھیج میری رہائی کے لیے پس اپنے بندے کو کہ جسکی یہ شان رفیع ہے **بیت** صورت گرد مجسم فتح نوید آشکار +
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار + یہ دعا اُسکی درگاہ خدا میں قبول ہوئی بہار جو چھوٹ کر اپنے لشکر
میں گئی حال عیاران ملکہ مہرخ و دیگر ساحران سے بیان کیا ملکہ مہرخ نے مرأت صلاح سامنے رکھ کر یہ صورت
نیک دیکھی کہ یہ ساحرہ زبردست ہے ہم لوگ بھی بطور مخفی عیاروں کے معین رہیں تو بہتر ہے پس یہ مشورہ کر کے
از بسکہ آپ بادشاہ لشکر بھی جانا مناسب نہ سمجھی ملکہ بہار کو چالیس ہزار ساحران نامدار سے روانہ کیا ملکہ مذکور
فوج ساحران کو لیکر ایک صحرا میں ٹھہری اور طائران سحر برائے ادراک حال عیاران خوشخصال روانہ کیے ایکبار
تو طائروں نے خبر گرفتاری عمرو و برق و ضرغام دی ملکہ ایک سحر نہایت زبردست تیار کر رہی تھی اسوجہ سے
تامل پذیر ہوئی پھر طائروں نے خبر دی کہ مہتر قران اس طرح ساحرہ کو چرکے دے رہے ہیں بہار بہت ہنسی پھر
ساحرہ کے بیہوشی کی خبر پہونچی یہ بہت خوش ہوئی آخر آنا شاہ طلسم کا اور قید ہونا مہتر مذکور کا سنا فوراً نفیر سحر کو
بجایا اور لشکر ساحران تیار کرایا ساحر باز اور بط پر سوار ہو کر چلے ملکہ مع فوج اسوقت آکر یہاں پہونچی کہ ظلمات
تلوار لیکر قران کے قریب پہونچی تھی بہار نے پہنچتے ہی ایک گولا سحر کا فولادی اسکے سینہ پر تاک کر مارا گولا لوکا
آگ کا بنا ہوا اسکے سینہ پر آکر پڑا اگر کوئی اور ساحر ہوتا تو یقین تھا کہ گولا پشت توڑ کر نکلجاتا مگر یہ ساحرہ زبردست
ہے گولا پڑنے سے بیہوش ہو کر گری اسوقت چالیس ہزار ساحر ہمراہ بہار جیدہ روزگار آئے تھے وہ سب بجلیاں
بنے اور کڑک کڑک کر گرے کہ کام اس ساحرۂ نافرجام کا تمام کریں لیکن شاہ جادوان وہاں موجود تھا بیتابانہ دوڑا اور
ایسا افسون پڑھا کہ چالیس سپر میں ظلمات پر چھا گئیں مگر بجلیاں انکو کاٹ کر ساحرہ پر چلیں تھیں کہ بادشاہ نے
پھر سحر کی دستک دی کہ وہ برقیں زمین پر الگ گریں اور بجلیوں سے سبکی صورتیں ساحروں کی پیدا ہوئیں اور
ترسول و بیسول وغیرہ حربہ سحر کے وہ سب پکڑ کر شاہ پر چلے بادشاہ سمجھا کہ یہ فوج بہت ہے اور ملکہ بہار
اس لشکر کی سردار ہے اور یہ معشوقہ گلعذار ہے پس اگر تو لڑیگا تو یہ محبوبہ قتل ہو جائیگی اور عجب کیا ہے جو اس ہنگامہ میں
ظلمات بھی قتل ہو جائے لہذا یہاں سے ٹل جانا چاہیے یہ سوچ کر بجنبہ ظلمات کو اٹھا کر بلند ہو گیا ساحروں
نے نارنیل ناریج ترنج بہت سے مارے مگر وہ بادشاہ ہے کچھ اثر نہ ہوا ملکہ بہار اور جملہ ساحران نامدار سے مل کر
اسوقت سحر خوانی نہیں کی کہ شاہ طلسم کا سحر قران پر سے دفع ہوا اور وہ رہا ہوا اور انہوں نے سب حال خواجہ
وغیرہ کے گرفتار ہونے کا ملکہ سے بیان کیا اور کہا ساحرہ میرے مقام سکونت پر انکو قید کر آئی ہو تو عجب نہیں
کیونکہ اسی جگہ سے میرا تعاقب اسنے کیا تھا ملکہ مذکور یہ اچھا سنکر اُسکے ہمراہ اُسکی جگہ پر آئی اور یہ سحر شاہ طلسم کا نہ تھا

ملکہ ظلمات کے سحر مین خواجہ وغیرہ جملہ عیار گرفتار تھے پس بہار نے اس سحر کو اکیلے رد کیا عیار سب رہا ہوتے ہی رو بفرار لائے اور سمجھے کہ ظلمات جادوگری زبردست ہے اس پر بے وجہ کر عیاری کرنا چاہیے اور اس کے پنجۂ ظلم سے بچنا زیبا ہے غرضکہ یہ تو سب صحرا و کوہ مین متفرق ہو کر اپنی تدبیر مین مصروف ہوئے اور ملکہ بہار اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہوئی لیکن افراسیاب اپنی محبوبہ کو گلے سے لگائے ایک مقام پر صحرا مین آیا اور وہان ٹھہر کر رد سحر پڑھا کہ ملکہ ظلمات کو ہوش آیا شاہ نے کیفیت سے مطلع کر کے فرمایا کہ اے ملکہ اب لشکر مین چلو عیارون کا تعاقب نہ کرو ایسا نہو کسی آفت مین مبتلا ہو جاؤ اسنے جواب دیا کہ اے بادشاہ مین غافل تھی جو بہار نے گولا سحر کا مارا اب مین اسکو زندہ نہ چھوڑونگی اور آپ میرے ساتھ نہ رہیے ورنہ جملہ حریف طعنہ زن ہون گے کہ بامداد بادشاہ ظلمات مقابلہ کرتی ہے اے بادشاہ قسم ہے آپ کو سامری کی کہ لشکر مین جائیے اور اگر ایسا ہی میری تنہائی کا خیال ہے تو میری کچھ فوج اور چند انیسون کو میرے پاس بھیج دیجیے بادشاہ قسم دینے سے ناچار ہوا اور پھر کر لشکر مین آیا اسکی انیسون کو سامنے بلا کر حکم سنایا کہ فوج ہمراہ لیکر اپنی ملکہ کی اعانت کو جاؤ انیسون نے یہ حکم سنکر لشکر کو جلد تیار کرایا گھنٹے بجے ناقوس پھنکے سوارون کے پرے فوجون کے دل پیادون کے نشان کھلے پلٹنین اور رسالے اسلحے سے آراستہ سلاح ہو کے پیراستہ مرکبہائے پرندہ طائران سحر پر چڑھ کر چلے کسی طرف مثل دریا جوش مار کر روانہ ہوا کہین ہجوم کا بلند دھوان ہوا کسی جگہ ابر سرخ سحر کا آتش فشان ہوا کہین سانپون کی مار ہوئی کسی سمت عقرب کی بوچھار ہوئی سیل فنا کی طرح یہ لشکر جوش مار کر چلا جیسے ٹڈی دل آمد آمد کہ بمقتضائے **نظم**

روانہ ہوا لشکر لاتعد	نہ کچھ جسکی گنتی نہ پیدا اسکی حد	کسی جا پہ جادوگرون کی قطار
کسی سمت کو ساحرہ بیشمار	وہ آواز قرنا وہ بیرون کا غل	زمانہ پر از شور بوق و دہل
یقین تھا کہ ہر ام خیمہ گذار	فلک پر سے بھی لائے رودہر فرار	وہ لہرا کے چلنا ہر اک فوج کا
وہ اٹھنا ہر قہر کی موج کا		

یہ خبر ملکہ مہرخ کو جاسوس نے پہونچائی اسنے بھی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلد تر کمربندی ہوئی ملکہ موصوفہ نے چند سردارون کو لشکر کے جرارون کو برائے حفاظت خیام و ذخر گاہ اس مقام پر چھوڑا اور آپ تخت سحر پر سوار ہو کر ساحران نامدار کی جمعیت سے روانہ ہوئی صدائے بوق و نفیر سے دنیا بھر گئی فوج ہی فوج دکھائی دی جدھر نظر گئی جادوگرنیون کی آن بان طاؤس ہنس وغیرہ تمام زیر ران ان کے ہر ایک کا جوبن جوبلی کے دن رن پر چڑھنے سے زیادہ حسن کی بہار انتہا کا جوبن رخ رنگین غیرت گلشن غنچہ سیب گلنار سیندور کے ٹیکے ماتھے پر لگے آسمان حسن مین ستارے نکلے ہوئے گاتیان دوپٹے کی باندھے کمر مونے پر کسے چھاتیان نکیلی سنانین آبدار چھین بے اسے جگر کے پار چھین ابروان خمدار وہ کمان جسین تیر مژگان جڑے ہوئے کہ بیت کم نہین ابرو دن سے مارا آنکھین + دو کیا ہوگئین جو چار آنکھین + سحاب سحر ہر ایک کے سر پر سایہ انداز معشوقان سراپا ناز ناریل ناریخ ترنج اچھالتین جے استاد کی بولتین جادوگر ہر ایک یادگار جے پال استاد شہپال قشقے ماتھے پر دیے ترسول اور ترشول ہاتھون مین لیے آگے ہرلین کے دھر دھر بجتا گھسین

پیادوں کی قطار کہین سواروں کا پرا کسی طرف غازیان صف شکن کا مجمع یکقلم **نظم**

ہراک ساحرہ تبر و شمشیر زن　　ہزاروں تھیں یاد جادو کے فن
چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین　　وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین
کسی کی بھری مانگ صندل سے تھی　　کسی کی سیہ آنکھ کاجل سے تھی
تو ران تھے طاؤس آتش فشان　　سروں پر سیہ ابر کے سائبان
برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر　　کہ تھا ڈر سے ترک فلک گوشہ گیر

بایں جاہ و جلال یہ لشکر بہر جدال سمت بہار با اقبال چلا ہر طرف سے ایسان ظلمات فوج لیکر چلین ہنوز یہ دو لشکر راہ ہی مین تھے کہ ظلمات شاہ جادوان کو رخصت کرکے جو چلی راہ مین بہار ملی یہ پہونچتے ہی پکاری کہ اری ادھر تو میری سوت کی بہن سوت بہائی خوب تو عیاروں کے پیچھے پھیپھڑا اٹھی ہے یہ کہکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور بالوں کو کھول کر اپنے رخسار پر چھوڑ لیا اور جوڑے سے ایک ناریل بھی نکالا زلف کا خورشید عارض پر گھٹا کی طرح آنا تھا کہ اسنے نعرہ کیا میری زلف کی صورت نظر دشمن مین دنیا سیاہ ہوجائے یہ کہتے ہی عالم مین تاریکی پھیلنا شروع ہوئی اور اسنے وہ ناریل بھی کھینچ مارا کہ آسمین سے سیاہی نکلکر کاجل کی طرح جھڑنے لگی چادر سیاہی کی مثل چادر آب بڑھنے لگی بہار نے ہرچند دافع افسون کا کیا عمل نہوا کچھ دیر مین سب کی آنکھوں سے روشنی گم ہوئی اور ضیا کم ہوئی **نظم**

فلک پر ہوا مہر تابان سیاہ　　گیا چشم گیتی سے نور نگاہ
ہوا تیرہ اس درجہ ہون دراغ　　بجھا خانۂ چرخ کا بھی چراغ

ملکہ بہار نے چاہا کہ مین پرواز کرکے اس سیاہی سے نکل جاؤں لیکن میسر نہوا جہان تک نظر کی دنیا اندھیر نظر آئی لشکریوں نے جلد تر مشعل سحر جلائی مشعل بھی جلکر بجھ گئی اس عرصہ مین فوج ظلمات کی آپہونچی ادھر ایک طرف سے مہرخ لشکر لیے اسی جگہ وارد ہوئی یہ عالم تھا کہ دونوں جانب کوس دمامے گرجے اور بجے نوبت اور جھانجھ آگے آگے شور کرتے نکڑیان ساحروں کی اور غول جادوگروں کے پیدا ہوے نشان اور علم کے پھریرے کھلے تھے زمین اور آسمان چار طرف لشکر ہی لشکر نظر آتا تھا غرض ایسا تھا کہ ترک فلک گھبراتا تھا مہر گردون تھراتا تھا ان لشکریوں نے پہونچتے ہی صف آرائی کی گرد اسقدر چھائی تھی کہ خاک سوجھائی نہین دیتا تھا سحر کی ہوا چلی گرد و غبار اڑا ایلگی سقائی ابر سحر نے کی خس و خاشاک کا نام نہ رہا میدان پاک ہوا گھٹا مین آئین بجلیان چمکین ہلکی ہلکی بوندیان پڑین منصفین میمنہ و میسرہ وغیرہ جم گئین نقیب کڑکیت جاوش میدان مین نکلکر پکارے کہ ہان سن چڑھنے والو نام پر مرنے والو آج نام ساحری و جمشید مٹا دو دشمن کو زیر دکھادو یہ میدان ہاتھ سے نہ جائے جان جائے مگر مردوں کی بات نہ جائے یہ کہکر وہ ہٹے تھے کہ ظلمات جانب مہرخ بڑھی اور اسی طرح زلف رخ پر بکھراے ناریل اچھالتی سامنے آئی ادھر سے مہرخ بھی بڑھی آپسمین چوٹ چلنے لگی کبھی اس نے اس شعلہ خو پر آگ برسائی کبھی اسنے آب سحر برسا کر بجھادی اسکے سر پر بجلی گرادی تو اسنے رد سحر کا کرکے سنگباری کی اسنے وہ پتھر اسی کے لشکر پر برسا دیے اسنے سحر ایسا کیا کہ لشکریوں نے اپنے آپ کاٹنا شروع کیے اسنے یہ کرشمہ بھی دفع کیا اور نیا جادو کیا کہ لشکری حریف کے دیوانے ہوے عقل و خرد سے بیگانے ہوئے ہنگامہ عظیم

بر پا ہوا اسی قیامت خیز معرکہ مین **ظلمات** نے وہ سحر کیا کہ زلف سے پھر سیاہی نکلکر بڑھنے لگی اور لشکر **مہرخ**
پر پھیلنے لگی ملکہ مذکور نے بہت کچھ سحر اسکے دفع کرنے کو کیے لیکن سیاہی پر فروغ نہ لیگئی دم بھر مین وہ تاریکی تمام عالم
مین پھیلگئی **مہرخ** ناچار پیچھے ہٹی **ظلمات** نے اپنے لشکریون کو للکارا کہ ہان نمک حرامون کو جانے نہ دینا لشکر سے
سردار ساحران ذی وقار تشتہاے سحر کھینچکر لینا لینا کہکر چلے اس طرف سے وہ اندھے بھی جان بچانے کے لیے
تیغ و خنجر پکڑ پکڑ کر بڑھے لیکن انکو اس حال مین چھوڑکر اور ماجرا سنیے کہ **کوکب** جو پتلا تاریک کی پتلی جلانے کے لیے
بھیجکر قلعے مین اپنے منتظر بیٹھا تھا کہ کچھ حال پتلے کا معلوم ہو کہ اُس پر کیا سانحہ گذرا اور نہین معلوم کہ **خواجہ** ہمراہ ایلچی
گئے تھے انکا کیا حال ہوا ایس اسی فکر مین اُسنے مرات سحر طلب کی اور حسب دستور آئینہ مذکور سے پنجہ نکلا اسنے سب حال **خواجہ**
کے گرفتار ہونے کا اور **ظلمات** کے لڑنے کا بہار سے لکھ دیا بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوتے ہی تشویش ہوئی اور
اسی فکر مین اپنی جگہ سے اُٹھکر ملکہ **حنا و گلگون پوش** کے مقام پر آیا ملکہ موصوف نے تعظیم کی چمنستان مین مسند پر
بٹھایا حال اسکے گلشن پر بہار کا اول مین تحریر ہو چکا ہے الغرض اُس معشوقہ باوفا نے چہرہ نیاز سے بادشاہ متغیر دیکھکر
سبب رنجیدگی استفسار کیا بادشاہ نے من و عن کیفیت بیان فرمائی اسنے عرض کی کہ **ظلمات** ساحرہ زبردست ہے
کہ شاگرد و تاریک ہے لیکن اس اپنی کنیزک کو اگر اجازت دیجیے تو اُس سے جاکر مقابلہ کرے اور باقبال شہنشاہی
اسکو مارے بادشاہ نے فرمایا کہ بہار باغ خوش رنگی تو کیونکر اُس خار گلزار کج ادائی کو قتل کرے گی اس گل رعنا نے
جواب دیا کہ مین ایک مرتبہ جب طلسم ہوش ربا مین غدر نہ تھا اور **افراسیاب** اور آپ سے دوستی تھی الاکریالیب
کے پاس گئی تھی اور وہ مجکو گنبد سامری پر لے گئی تھی وہان اسکو بہت تحفہ لے تھے مگر مجکو ایک ناریل ملا تھا کہ
اسکا اثر یہ ظاہر ہوا تھا کہ سواے بادشاہان طلسم کے جسپر وہ لگایا جائے کیسا ہی ساحر ہو مگر جان سلامت نہ بچائے
پس وہ ناریل مین نے ساحر زبردست کے مقابلہ کو رکھا ہے آج تک کام اس سے نہین لیا ہے بادشاہ نے جب
یہ ماجرا سنا اس لعبت دلفریب با زینت و زیب کو بخندہ پیشانی حکم روانگی دیا اور فرمایا کہ اگر شاہ ساحران بھی سے
آکر چیرہ ہوگا تو یہ شیداے تیرا مدد کو تیری آئیگا جا تجکو سپرد کارساز حقیقی کیا اس رشک یاسمن نے یہ سنکر اُسی وقت
کنیزون اور انیسون وغیرہ کو بلایا اور حکم تیاری لشکر دیا کچھ عرصہ مین لشکر مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہوا شاہ نے دیکھا کہ دو
لکہ ابر سرخ و زرد و سفید کے آگے لشکر کے ہین اور ان پر نقارہ قرئی و طلائی لدے ہین اور ان ابرون سے
بیٹھے دمبدم نکلکر نقارون پر ڈال دیتے ہین نام سحاب پر نقار خانہ بار رہے یا فیل گردون جلو داری کو دمامہ لادے
تیار ہے علاوہ اس نقار خانہ کے ایک کالی گھٹا پیدا ہوئی کہ بارگاہ و خیام اُسپر بار تھے اور اس گھٹا سے ترشح ہوتی تھی کہ
گرد و غبار بٹھاتی تھی یہ بھی جب نکلگئی پھر ایک طبقہ زمین اُڑتا ہوا نظر آیا کہ اسپر باغ بہار آگین لگا تھا گلہاے
رنگین و اثمار لطیف و شیرین سے پھولا پھلا تھا بروے ہوا اُس گلزار کا چلنا طرفہ تماشا تھا شاہد بہار کا کوچ و مقام کرنا
ہواے بہارین کا فیض عام ہونا فصل گل کے مع الخیر ہر شہر مین داخلے جیسا اُس گلشن کے یہ ثابت ہوا کہ آسمان
بہار کے سیّارے بستان بو سے گل بہار نے کلیون کی کھڑکیون سے نکلکر گلیون مین سیر کرنا شروع کیا اور رنگ نسیم

گلشن اس گلزار نے چلنا پسند فرمایا تھا محبوبۂ گل خرامان خرامان روان کبک ہزار جان سے اسیر قربان اس چمنستان کا جنگ پہ چڑھنا نوجوانان گلشن کا تمنا تھا گل عباس طرح بجا تا تھا گلگون لالہ داغ دکھاتا تھا نرگس نظر باز بھی زبان سوسن سحر ساز بھی زلف سنبل کمند گلوگیر عیار کو باد شعلہ باری کی تدبیر غنچہ غصہ سے منہ پھولائے گل چہرہ لال کیے بلبلون کو عہدۂ نقابت خاطر خزان مین تجمل بہار کی وہابت بیچ مین اس گلشن کے ایک چبوترہ سنگ سرخ کا بنا منگیرہ اسپر کا شانی مخمل کا کھنچا مسند معرق زیر تکیہ و بچھی دوہری بانات دیگون کی لگی اسباب عیش و نشاط چنگیرین چوطرفے رکھے کنیزان گل و یاسمن بو ہزارون ہزارون اس گلستان میں ہر ایک کی مستانی چال بانکی ادا گل انکے عارض رنگین سے شرماتا لالہ انکی شمائل پر داغ کھاتا سرو موزون قامت رعنایان کے قربان یاسمن کی وہ آرام دل جان ملکہ حنا اس بوستان مین اتر گئی اور چبوترہ پر جاکر مسند پر جلوہ گر ہوئی گرد چبوترے کے نا ندے چینی کے رکھے تھے انمین درخت مہندی کے لگے تھے سرخروئی باغ سحر گواہی دیتی تھی ملکہ کے باغ میں جانے سے باد صبا وزان ہوئی سحاب چمن چھا گیا ساونی پھولی بوندیان پڑنے لگین جھولے درختون مین پڑے تھے خوش گلو زہرہ جبین ملار گانے لگے اور وہ باغ نسن سن بروئے ہوا پرواز کر گیا اسکے جانے کے بعد لشکر ساحران طائران خوش رنگ پر سوار جادوگرنیان نہایت طرحدار ہنستی کھلکھلاتی تیز نگیان سحر کی دکھلاتی گذرین پھر سواران جرار مرکبہائے پرند پر سوار لباس زرین پہنے بصد فر و تمکین نکلے کہان تک اس لشکر کا عظم و شان بیان ہو گرد اس بیان کے سامنے رستم کی داستان ہو فلک پیر نے کبھی ایسا تجمل نہ دیکھا تھا اسی سبب حیران تھا واقع یہ سامان تھا کہ نظم

زمین شد بگردار کشتی بر آب	تو گفتی سوے جنگ دارد شتاب	بنز دہرہ بر کوہ زندہ بہ پیل
زمین گشت جنبان چو دریاے نیل	ہمان پیش پیلان بتیرہ زمان	خروشان دو چشان چو پیل دمان
یکے بزمگاہ ستگفتی بجاے	زشیپور و نالیدن کرناے	خروش تبیرہ برآمد ز در
ہیون نگادر برآوردہ پر	سیاہی بگردار مور و ملخ	نہ بد دشت پیدا نہ کوہ و نہ شخ

اسی کر و فر سے معشوقہ گو کب بتجملات تمام طلسمی قطع مسافت کرکے بوقت مقابلہ مین **ظلمات** کے پہونچی کہ مہرخ اُس سے مغلوب ہو کر بھاگی آئی تھی کریکایک بالاے ہوا نوبت و نقارہ بجتے سنائی دیے اور را برا اتر کر نقارخانہ ایک سمت قائم ہوا اور باغ پر بہار ملکہ حنا آیا لشکر جرار نے آکر ڈیرا جمایا اور ملکۂ مذکور نے مہرخ کو میدان سے ہٹا کر آپ ظلمات کا سامنا کیا اب عجب کیفیت کا سامنا تھا کہ معشوقین دونون طلسم کے بادشاہون کی مقابل تھین دو مہر تابان آسمان حسن کو جلال آیا تھا دو ماہ درخشان فلک جمال نے سرد مہری کا نقشہ جمایا تھا وہ شاہ کشور خوبی باہم آمادۂ نبرد وہ گوہر قلزم محبوبی کی ابرو پر گرہ غرضکہ ظلمات بانیچے ناز سے کلائی بہ کمال کر آگے بڑھی اور زلف چلیپا کو جنبش دینے لگی سیاہی اسمین سے نکلنے لگی جیسے سنبلستان سے نسیم مشکبار چلی اس طرح زلف اڑائی اور نسیم جان پرور ایسی آئی کہ مشام لشکریان حریف بس بیخود ہو کر شعر عاشقانہ پڑھنے لگے کہ بیت تو دادار آتش ہم کاکل ٭ مین او راندیشہ ہائے دور و دراز ٭ ملکہ حنا نے جو یہ نقشہ دیکھا کہ سیاہی پھیلتی جاتی ہے اور مار زلف

سب کو سونگھ کر بیہوش کر رہا ہے از بسکہ باغ پر بہار ہے باہر نکل آئی تھی پس کچھ افسون پڑھ کر دستک زن ہوئی فوراً
ایک تخت پیدا ہوا اگر اسپر درخت مہندی کے ناندوں میں لگے تھے یہ قریب تخت گئی اور اُس بکاؤنے مہندی توڑ کر ہاتھوں
مین ملی ہواے سرد کے جھونکے آنے لگے ابر گھر آیا بوندیان پڑیں موسم برسات کا ظاہر ہوا اسوقت یہ عالم تھا کہ **لمؤلفہ**

بہار آئی کہاں تو ساقیا ہے
ہر اک سو باغ مین سبزہ اُگا ہے
ملاروں کی کہین آتی ہے آواز
پپیہے کی کہین پی پی صدا ہے
کہین پر فاختہ کہتی ہے کوکو
غرض ہر سو نیا اک گل کھلا ہے
حنا معشوقۂ رنگین کو کب
رچی ہاتھوں مین پاؤں مین حنا ہے
گلابی پائجامہ سرخ کرتی
کہ سارا جسم عنبر مین بسا ہے

تصور ہر گھڑی مجکو بڑا ہے
وہ پانی نہر مین ہے صاف جاری
کسی جا شاخ مین جھولا پڑا ہے
کسی جا نعرہ زن بھرتی ہے کوئل
کہین طاؤس رنگین ناچتا ہے
وہ جوبن ماہرویوں پہ ہے اُس دم
اسی صورت سے بس آراستہ ہے
طلائی ہے پڑا موباف سر مین
دوپٹا گاچ کا دھانی رنگا ہے
وہ ساون کا مہینا اور یہ جوبن

زمرد ہو گئی ساری زمین ہے
کہ جسپر دل مرا لہرا رہا ہے
کہین حق سرہ کہتی ہے قمری
کہین پر آم کا ٹپکا لگا ہے
ہزاروں بلبلین ہین چہچہاتی
پری اور حور بھی اُنپر فدا ہے
مسی ہونٹھوں پر اور آنکھوں مین سرمہ
چُنی ماتھے پہ افشان خوشنما ہے
ملا ہے عطر مجموعہ کا ایسا
کہوں کیا مین کہ یہ کیسا مزا ہے

یہ موسم فرح افزا اور حسن در بار جو لشکریان **ظلمات** نے دیکھا بیتاب ہو گلستان حنا کی طرف چلے اور گریبان
ہر ایک زن و مرد نے چاک کیے اور اشعار تعریف موسم برشکال اور وصف جمال حناے مہر تمثال مین پڑھنے لگے
کوئی پکارا کہ **بیت** یاد ہین ہمکو بھی دگا رنگ بزم آرائیان + لیکن اب نقش و نگار طاق نسیان ہو گئین + کسی نے
کہا کہ **فرد** اب دیکھ کر ابر شفق آلودہ یاد آیا + کہ فرقت مین تری آتش برستی تھی گلستان پر + ایک بولا کہ
مطلع گلشن مین بند و بست برنگ دگر ہے آج + قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج + کسی کی زبان پہ
تھا کہ **شعر** باغ مین مجکو نہ بلوا ورنہ میرے حال پہ + ہر گل تر اک چشم خون فشان ہو جائیگا + یہ رنگ جو **ظلمات**
نے دیکھا نارجیل اس دشت بہارین پر سحر پڑھ کر کھینچ مارا اس ناریل سے ایسی سیاہی نکلی کہ یکایک تمام ارض
وغیرہ کالا ہو گیا اور وہ مقام دلکشا نزہت انتما نظر مردم سے پوشیدہ ہوا سب کے حواس بجا ہوے ملکہ حنا نے
ایک سحر یہ حال دیکھ کر ایسا پڑھا کہ بے اختیار ہنسی آئی اور دہن تنگ کے کھلتے ہی ایک برق چمکی وہ بجلی بلند
ہو کر جب اُس تاریکی مین گئی نور روشنی ہو گئی اور وہ تاریکی گھٹا بنکر لشکر **ظلمات** کی طرف چلی اُسنے یہ دیکھ کر
ایک قہقہہ مارا اسکے منھ سے کہ مشرق آفتاب سخن تھا پرزہ ہوا پیدا ہو کر روان ہوئی اور اُس گھٹا کو گھیر کر
چمنستان حنا پر لے گئی اور اس گھٹا سے پانی برسنے لگا جس تختہ گلشن پر وہ پانی پڑا سارا تختہ جل گیا
پھر تو تختۂ سحر پکڑ کر **ظلمات حنا** پر جا پڑی اور چمنستان کے جلنے سے لشکری بھی ہوشیار ہو گئے تھے انکو
بھی حکم دیا کہ محاصرہ لشکر حریف کرو بموجب حکم ساحران لشکر اور جادوگرنیان ناوک و تیغ لیکر حملہ آور ہوئین

ملکہ حنا بھی فوج سے لپٹنا لپٹنا کہکر چلی ایک طرف سے مہرخ مع لشکر آپڑی گھمسان کی مار ہونے لگی لیکن ظلمات نے قریب پہونچ کر تیغہ سحر بر سر حنا لگایا اُس کمان ابرو نے افسون پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر تیغہ سے لپٹ گیا اُس نے سحر کرکے پنجہ کو جلایا اور پھر وار کیا حنا نے پھر دستک دی کہ سپرین سحر کی سر پر آگئین تلوار اسکی سپرون پر آکر رکی اُسوقت حنا نعرہ زن ہوئی کہ خبردار او دستک دے یہ نہ کہنا آگاہ نہ کیا یہ نعرہ کرکے وہی ناریل گنبد سامری کا کرتے سے نکالکر اسکی پیشانی پر لگایا اُسنے ہزارہا سحر اسکے دفع کرنے کو پڑھے مگر وہ ناریل نہ رُکا اور لگتے ہی پرچہ بیٹھا کھوپڑی توڑ کر نکل گیا بھیجا اسکا سر سے نکلکر دور گرا اور وہ بھی چیخ کھا کر گری اور تڑپ کر ہلاک ہوئی ایک شور قیامت خیز مرنے سے اسکے برپا ہوا اور صدا آئی کہ ہزار افسوس ملکہ ظلمات کی باغ زندگی پر خزان آگئی عین موسم شباب میں وہ گل رعنا مرجھا گئی غرض پیر سحر کے رونے پیٹنے جانب شاہ جادوان چلے اور تاریکی اسکے سحر کی لشکر بہار پر سے دفع ہوئی لشکر نے اسکے جو مرنا اپنی ملکہ کا دیکھا مرنا گوارا کیا اور جی توڑ کر لڑنے لگے اسوقت بہار و حنا و مہرخ نے تین طرف سے حملہ کیا برف باری اور آتشبازی شروع ہوئی برق سحر خرمن ہستی کو جلانے لگی کشت حیات پر آفت آنے لگی ہر صرفنا چلنے لگی نوجوانان کی حسرت مثل تخم پاشی خاک میں ملنے لگی تلوار کے سامنے دانائی کام نہ آئی لاکھ طرح سے تردد کیا جنگ پر خوب جمے اور تلے لیکن جانبر نہ ہو سکے بخت کا رسب کٹ گئے نحیف و ضعاف بان کیسے کوتل جوان پامال سم اسپان تھے رو برو سے ضعیف تشنا لنگ مردمیدان تھے فوج دشمن کی کھیتی کیونکر ہری ہوتی کہ دہقان نے اسکے حاصل قضا کو قبولیت لکھدی تھی کچھ ہی دیر میں ہلچل اُس لشکر میں پڑ گئی برفباری سے کشت لشکر پر پالا پڑگیا ایک سمت سے بہار نے لالہ ارسید کرکے ہزارہا کو دیوانہ بنایا ایک جانب سے حنا نے برسات کا موسم ظاہر کرکے حریف کو مثل ربیع قلم کیا اور لبسان حریف زمین میں بویا ایک طرف سے مہرخ نے سحر و نیرنگ انواع و اقسام کے کرکے ہزارہا کو مارا جب سوختہ دشمن عاجز ہوئے غازیان سلطنت نے زیر تیغ بیدریغ رکھ لیا یہ ہنگامہ تھا کہ نظم

انیسان ظلمات اندوہگین	جو تھین نازنینان و زہرہ جبین	وہ سب گلعذاران زیبا صنم
ہوئین صورت تختۂ گل قلم	نہ بیرون کا غل اور وہ اندر کا شور	یقین تھا کہ آئے ہیں اہل نشور
کہین سحر کا بحر تھا موجزن	کوئی خرمن جان پہ آتش فگن	یہ طلعت ہوتی تھی اور منتر کی جاپ
چمکتی تھی بجلی برستے تھے سانپ	کڑکنا کمانون کا مانند رعد	برسنا وہ تیرون کا پھر اسکے بعد
چمکی کہیں برق شمشیر تیز	کہین خنجر جانستان شعلہ ریز	روان تھا ہر اک سمت سے بحر خون
دلاور پڑے تھے بہت سرنگون	غرض دو پہر مین یہ تھا حال وان	نہ لشکر نہ ظلمات تیرہ روان

بہت سے ساحر اسیر ہوئے اور ہزارون تہ شمشیر ہوئے جو بھاگے جان بچا لے گئے جب مطلع صاف ہوا حنا نے مہرخ و بہار سے ملین اور شکریہ بادشاہ کوکب کا ادا کیا پھر اس سے استدعا کی کہ لشکر میں چلکر کچھ دیر استراحت فرمایئے اُسنے کہا کہ افراسیاب خبر قتل خسروقہ سنکر آئیگا بکھیڑا بچا ہوگا اسوقت شاہ کوکب کو بھی آنا پڑیگا پھر یہان ٹھہر کر جنگ کو طول دینے سے کیا فائدہ ہے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنے لشکر میں جایئے اور میں اپنے گھر جاؤنگا بادشاہ کوکب پھر سے منتظر ہون گے یہ تقریر اسکی اُن لوگون کو پسند آئی اور اسکو رخصت کرکے مع لشکر مراجعت

فزائی یہ سب تو اس طرف پھرے مگر شاہ جادوان انتظار میں اپنی محبوبہ کے باغ سیب میں بھی نہ گیا تھا لشکر میں اندر
بارگاہ کے بیٹھا تھا کہ دفعتہً کچھ طائر سحر کے زمین پر آ کر لوٹنے لگے اور ساحر بنکر بصد گریہ و بکا ماجرائے قتل ظلمات
زبان پر لائے بادشاہ نے یہ خبر وحشت اثر سنکر نعرہ آہ مارا اور گریبان تا بدامن چاک کیا تاج زمین پر پٹکا
راکین سلطنت نے بھی بادشاہ کا ساتھ دیا ہر سمت شور گریہ برپا ہوا نالہ و شیون سے گیتی خانہ ماتم تھی
ہر چشم پرنم تھی دود آہ اسقدر بلند تھا کہ سقف آسمان نیلی کالی نظر آئی دنیا اندھیر ہوئی تھی اس عرصہ میں فوج
بقیۃ السیف بھاگی ہوئی روبروے شاہ آئی بادشاہ اپنے وزیروں اور اعیان مملکت کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اور
اسی دشت میں جہاں رن پڑا تھا ہر ایک بے گور و کفن پڑا تھا پہونچا اور پکارا کہ اے آہوے چشم دیکھ کس جگہ نخچیر کی ہوئی
پڑی ہے کہاں تیری رعنائی و زیبائی خاک میں ملی ہے اے ماہ تو کس ابر غم میں پنہاں ہے اے میری حور افزا تو کہاں
ہے افسوس تو مجکو جواب نہیں دیتی ہے اے ملکۂ جان و دل میری جان و تاب و توان کا حساب نہیں دیتی یہ
کہتا ہوا لاش پر معشوقہ کی پہونچا دیکھا تو چاند پر خاک پڑی ہے زلف مشکبیز خاک میں اَٹی ہے چشم حسرت آلود
میں سرمۂ خاک گور لگا ہے مسی کے بدلے لب ہر ایک زہر مرگ سے نیلا ہے حنا خون کی دست و پا میں لگی ہے
موت طوق بنکر گلوگیر ہوئی ہے چادر خاک اوڑھے دامن خاک سے منہ چھپائے خونی لباس سے شہانی پوشاک
زیب قامت فرمائے دولھن بنی ہوئی ■ سہاگن پڑی ہے اشک خونیں کی طرح لہو کی بوندیں رخسار پر
ماتھے سے بہی ہیں موتی کے سہرے کی جگہ سے پڑ رہی ہے مانگ کو کھو نیا سراپا سے سہاگن ٹھنڈی ہے نہ
دودھوں نہائی ہے نہ پوتوں پھلی ہے صرف خون میں ڈوبی ہے بادشاہ اسکے جسم خون آلود سے لپٹ گیا اور رخسار پر
رخسار اپنا رکھکر پکارا کہ اے صاحب ایسا ہوئی ہو کہ تن بدن کا بھی ہوش نہیں اپنے شیدا کی محبت کا جوش نہیں
اے شرم و حیا دکھانیوالی لوگ آتے جاتے ہیں تن اپنا ڈھانکو اے صاحب یا تو حیا کرتے میں ہا پتواے جانی
پھر شرما کر نیچی نظریں کر لو پھر جھجک کر گلے سے لپٹو پھر ویسے روٹھو اپنا ماتھا کوٹو ہائے وہ دور ناز و غمزہ کدھر گیا اس
چاند سی تصویر کو کون خون میں بھر گیا اے میری پیاری یہ جنگل کی فضا تمکو بھا گئی شب وصل میں جاگی تھیں
جو ایسی نیند آ گئی ہائے کون سی نظر بد تمہیں کھا گئی تخت سلطنت تمہارے بغیر سونا پڑا ہے ارکان دولت میں
تہلکہ پڑا ہوا ہے سب ہمراہی بواسطۂ تسلیم کے حاضر ہیں تمہارے برآمد ہونے کے منتظر ہیں اے صاحب نذریں لیکر
خلعت سرفرازی دو اے دلدار میں تجکو اب کہاں پاؤنگا اور کس کس ادا کو تیرے دل مضطر سے بھلاؤنگا **ابیات**

کبھی ناز آمیز باتیں بھولی بھولی
وہ بچنا ہر طرح کی آرزو سے
بہونٹے پائے لب لذت چشیدہ
رقیبوں سے ہے تو ہم آغوش
بیعت کو سنبھالیں آپ ہنس

خفا ہونا اگر ہمراز بولی
زبان ساکت رہی عرض ہوس سے
کنارہ گئی دامن کشیدہ
یہ دیکھا جب ہر اک نے حال شہ کا
نہیں بنتا بیوں کا وقت اے شاہ

وہ رونا کچھ مزوں کی گفتگو سے
کہ نکلی روح قالب کے قفس سے
ہوا اچھی طرح تجھ سے نہ ہمدوش
کہا دستور نے اے شاہ والا
چلیں حضرت لے آتے ہیں انھیں ہم

ہوا آشنا فراق شاہ برہم
اٹھائی لاش اس گل رو کی جس دم
کیا مدفن جواہر کار تیار

غرض جب گھر میں آیا وہ سلطان
گریبان چاک سب تھے برپا تھا ماتم

ہوئے سب جمع خویش و اقربا وان
حجاب خاک میں سوئی وہ دلارا

شاہ جادوان نے ایک نامہ اس سانحہ جانگزا کا ملکہ حیرت کو لکھا اور سیاہ طائر بزور سحر بنا کر اسکے گلے میں باندھ کر روانہ کیا طائر اڑتا ہوا جمشیدی کی اڑکر گیا تار یک نے نامہ اسکے لیکر جب پڑھا رونے لگی اور جواب لکھا کہ اے بادشاہ میں وابستہ اس امر کی ہون کہ حجرۂ دوم حجلہ حجرہ ہا سے ہفت بلا کے مالکہ ہون اور وہ حجرہ جبتک نذر بھینٹ دیکر کھولا نہ جائے بلا اسکے رہنے نہ جائے اگر جاؤنگی تو زمین طلسم میں فرق آئیگا فی العجلہ اسی سبب سے میرا آنا ہو نہیں سکتا ورنہ اس خون کا قصاص لیا لیتی کہ ہر ایک دیکھ لیتا جگر جاتا اب تم صبر کرو میں تجویز کرکے کسی اپنے شاگرد کو کچھ دنون میں بھیجون گی یہ جواب طائر نے بادشاہ کو پہونچایا وہ خاموش ہو رہا اور از بسکہ مدت سے فریفتۂ جمال ظلمات تھا اور وصل وہ ملکہ قبول نہ کرتی تھی اب مراد برآئی تھی بس جدائی اسکی بہت شاق گذری اور اہل دربار سے شکایت کی کہ دیکھو پھر یہ سانحہ عظیم تر گذرا لیکن ملکہ حیرت نے جو دوش بھی مجکو نہ پوچھا کہ تم کیسے ہو کیا بادشاہون کے محل نہیں ہوتے ہیں جبر اسکا رشک ایسا کرتے ہین کہ اپنے وارث کے دشمن بن جاتے ہین وزیرون نے کہا واقع مین یہ انکی نادانی ہے اب ضرور انکی خطا معاف کرین یہ کلمات تو بادشاہ سے کیے اور مخفی ملکہ مذکور کو لکھ بھیجا کہ اے ملکہ تمکو لازم ہے کہ نامہ مشتمل عذر لکھو بھیجو حیرت مرگ ظلمات کی خبر سنکر خرسند ہوئی تھی کہ عرضی اعیان سلطنت کی پہونچی اس نے مناسب سمجھکر نامہ لکھا کہ اے بادشاہ مجکو نہایت صدمہ آپ کی معشوقہ کے مرنے کا ہوا قسم ہے سامری کی کہ مین انکے آنے سے ناراض نہوئی تھی بلکہ اتفاقیہ امر ہوا کہ حضور سے اسوقت کج بحثی ہو گئی اب مین اس فعل پر نادم ہون اور دعا کرتی ہون کہ رنج خاطر شریف دور ہو دوست شاد دشمن پامال رہین ملازم خوشحال اور آپ با اقبال رہین یہ نامہ زمرد جادو لیکر آئی بادشاہ کو نذر دی گذرانی اور نامہ دیکر کہا ملکہ نے رو رو کر جل تھل بھرے مین یہی کہتی ہین کہ میرے وارث کو سامری اس صدمۂ جانکاہ سے بچالے اور مجھسے چلتے چلتے کہدیا تھا کہ میری طرف سے بہت سمجھانا میری جان کی قسم دلانا اے بادشاہ چلیے ملکہ پاس اور انھین منالائیے شاہ طلسم نے فرمایا کہ وہ میری جان و مال کی مالک ہے سوا اسکے کون میری دلداری کریگا یہ کہکر وہان سے اسی باغ مین کہ جہان حیرت فرد کش تھی آیا کنیزون نے تسلیم کی انیسان ملکہ نے بلائین لین ملکہ موصوفہ بادشاہ کی صورت دیکھکر رونے لگی بادشاہ نے اشک اپنے ہاتھ سے پاک کیے ملکہ نے ہاتھ ہٹادیا اور کہا چلو مین ایسے بھلا سر موت مین نہین آتی وہی مثل ہے کہ جب آنکھین ہوئین چار دلمین آیا پیار آنکھین ہوئین اوٹ دلمین پڑی کھوٹ آجتک پوچھا کہ تم پر کیا گذری جب رنڈی بازی سے فرصت ملی تو یہان آئے مین ایسی الفت سے درگذری انیسون نے ہاتھ جوڑکر کہا اے شہزادی یہ تمھاری بیکار کی لڑائی ہے لے بیوی رہتا پانی رہ گیا اور رہتا پانی بہ گیا اب ان باتون کا ذکر کیا شہنشاہ خود رنجیدہ خاطر ہین ہمارے سر کی قسم انکی دلجوئی کرو شاہ جادوان نے انیسون سے خطاب کیا کہ

جمشید کی قسم میں ان کی انھیں باتوں سے گھبراتا ہوں جب دیکھیے تب چلبلی کٹی کرتی ہیں انیسوں نے کہا اے میاں نازک نازبردار سے اور سودا کر خریدار سے شل چلی آتی ہے دوسرے یہ کہ آخر بیوی ہیں کوئی ہاتھ پکڑی تو ہیں نہیں پھر رنڈی منڈی سے چلبلنگی نہیں کہ غصہ یہ باد ہوتا ہے آپ کو مناسب ہے کہ ملکہ کو گلے لگا لیجیے بادشاہ نے ہاتھ پھیلا کر بڑھا ملکہ نے اس انیس کی طرف تیوری چڑھا کر کہا کہ خوب تو نے مجھکو خیلا بنایا ہے تو آپ بادشاہ پر مرتی ہے کہ حسرت میں بھری ہے گلے سے کیوں نہیں لپٹتی ہے انیس نے کہا چلو میں ہی ستانی سہی کیا کروں تمھیں کو گلے ملتے دیکھو قصور معاف میں ہی تو رویا کرتی تھی اے بیوی بس باتیں نہ بناؤ لو آؤ گلے سے مل جاؤ یہ کہکر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور بادشاہ کے قریب کر دیا اسنے آغوش محبت میں لیا ملکہ نے غصہ ہو کر کہا کہ اے مردے میرا ہاتھ دکھا جاتا ہے کچھ تیری شامت آئی واہ مجکو یہ ہنسی نہیں بھاتی ہے لو ادھر ہو چلے کی خوبی دیکھو ملکہ کا بکنا کسی نے نہ سنا گلے لگا کر ایک بوسہ رخسار نازک کا لیا پھر تو ملکہ نے خوب لیے دل کا وصلہ نکالا اور گلے اور شکووں کا دفتر کھولا نظم

مبارک ہو جو بجایا خوب بجایا
بلا سے گو ہو دل میں خوار و مضطر
کسی کے دل پہ میں حاکم نہیں ہوں
کہ جب چاہا گلے آ کر لگایا
مناسب ہے کہ مر جاؤں یہی دم
یقین تھا اسکو ہو بجا سے جگر پر
میں صدقے ہوش کیوں کھوتی ہو جانی
طبیعت کو نہیں بھاتی ہے ہو
بہم زاری رہی تا دیر باقی

مزا اچھا کوئی دل میں سمایا
بپاس عشق چھوڑا مجھکو تنہا
بلا سے ہو تمھاری میرا گر خون
کبھی تم سے تعلق اب نہ ہوگا
کہ پھر باہم نہوں تا حشر تم ہم
وہیں سلطان نے روکا ہو کے بیتاب
ابھی دیکھو بہار نوجوانی
یہ کہہ کر بس گلے سے اسکو لپٹا
پھر اسکے بعد بدلا رنگ ساقی

مبارک آپکو ہو آپکا گھر
اجی اچھا کیا اس سے مجھے کیا
بنایا تمنے مجکو فاحشہ کیا
زیادہ اور اس سے اب کہوں کیا
یہ کہکر اک نکالا اسنے خنجر
کہا اس سے کہ سن لے رشک مہتاب
مجھے دشمن تم اپنا جانتی ہو
بہایا اشک کا آنکھوں سے دریا
غرض دونوں میں اتفاق ہوا

دور دلوں سے نفاق ہوا انجمن عشرت مرتب ہوئی دور ساغر چلنے لگا خلوت میں وصل کا ڈھنگ جما پھر بادشاہ اپنے ساتھ سوار کرکے لشکر کی بارگاہ میں لایا اور سریر جہانبانی پر بٹھایا تاج حکمرانی سر پر رکھا اہل دربار نے یہیں دین مبارکباد کی صدا بلند ہوئی منادی نے ندا کی کہ ملکہ حیرت پھر حاکم طلسم ہوئیں ہر سمت خوشی پھیلی ابیات

اللہ رے سرور قلب سلطان
کثرت سے تمام بندے
سب کہتے تھے تاج ہو مبارک
دریا تھا کہ موج مارتا تھا
آغار نمائیاں حسین موجود
طاؤس نمط چمن میں رقصان

تھا چرخ خوشی سے سر بہ رقصان
پی کر مے خرمی کا کاسا
کشور کا خراج ہو مبارک
رقاصوں کا کھینچ کے ہاتھ اٹھانا
آواز بھی ان کی لحن داؤد

آمادہ ہوا شہر خرمی سے
گلشن سے نسیم آئی اس جا
جو لب تھا وہ نغمہ آشنا تھا
قابو میں دلوں کا کھینچ کے آنا
ہر سمت وہ انجمن میں رقصان

جب اس جلسۂ عشرت سے فرصت ہوئی بادشاہ نے جہانگیر کو خطاب

کہ اے مہمان عزیز مین باغ سیب مین جاتا ہون آپکا کیا ارادہ ہے شہزادہ نے جواب دیا کہ میرا ارادہ ملک گیری
کا ہے آپنے بیکار روک رکھا مین ابتک کئی ملک فتح کرچکتا بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا اب تیاری کیجیے مین بھی
آپکے ہمراہ چلونگا یہ سننا تھا کہ شہزادۂ موصوف نے طبل سفر بجوایا لشکر ساحران وبہادران تیار ہونے لگا۔
پلٹنین رسالے کوچ کرگئے پیش خیمہ لدگیا شہزادے نے ملک خورشید کو جانب ملک خورشید روانہ کیا کہ انتظام
ملک قدیم کرین اور آپ سمت طلسم نور افشان توسن عزم کو جولان کیا گرشاہ جادوان وہان سے باغ سیب مین آیا
اور کچھ افسون زبان سے پڑھا زمین باغ ایک مقام سے شق ہوئی ایک ساحر غدار تیرہ روزگار نہایت درجہ کا ستمگار
شیرین ببر سوار نام وہان سے نکلکر سامنے بادشاہ کے آیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ تم لشکر تھوڑا سا لیکر فوج مین
ملکہ مہرخ کے جاؤ اور تمام ساحرون کا کام تمام کرو ساحر مذکور اپنے مقام سے بہ حکم لشکر لیا حال اسکا عرض کیا جائیگا
بعد جانے اس ساحر کے بادشاہ نے ایک طائر سحر روانہ کیا کہ ملکہ صنعت وزیرہ کو بلالا طائر روانہ ہوا احوال اس
ساحرہ کا لکھا گیا کہ گنبد سحر کے عقب مین لشکر لیے اُتری رہتی ہے اور لڑنے وہان سے آتی ہے پھر چلی جاتی ہے کیونکہ
ملک بھی اُسکا یہی سمت ہے اسکا انتظام رکھتی ہے ہر وقت طائر نے جا کر حکم بادشاہ اُسکو سنایا اسی وقت حاضر
خدمت ہوئی بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے کہا میرا دم گھبراتا ہے جی مین آتا ہے کہ ان باغیون کو ابھی قتل کرون یا اپنی
جان دون ملکہ مذکور بولی کہ تیری جوتی رنج کرے اگر تو ایسا کہے تو اے بادشاہ ابھی طبقہ اُلٹ دون مین تیرے قربان
تو حکم تو دے بادشاہ نے کہا اچھا تم طلسم مین جا کر ایسی جگہ بارگاہ آراستہ کرو کہ جہان سے کچھ سیر تماشا نظر آئے
مین دو گھڑی وہین دل بہلاؤن مجکو ملکہ ظلمات بہت یاد آتی ہین وزیرہ نے کہا بہت خوب ابھی سب سامان
ہوا جاتا ہے یہ کہکر وہان سے اُڑی اور اپنے لشکر مین آکر ایک بارگاہ اور چند خیمہ اُسی دم سحر سے بار کرا کر
روانہ ہوئی ارباب نشاط اور سازندون کو حکم دیتی گئی کہ کنارے دریاے خون روان کے دامن کوہ مین سامان عشرت
لیکر حاضر ہو چنانچہ یہ ایک مقام پر سبزہ زار مین پہنچکر ٹھہری بارگاہ استادہ کرائی اور جملہ اسباب عیش مہیا کرکے منتظر
بادشاہ طلسم ٹھہری اس طرف بادشاہ باغ سیب سے پھر کر لشکر مین آیا اور شہزادۂ جہانگیر با توقیر سے فرمایا کہ
آپ کوچ فرمایئے سامری وجمشید کے سپرد کیا ہے یہ کہکر دو پتلے سحر کے بنا کے اُنکو حکم دیا کہ ہمراہ رکاب اس شہزادہ
کے جاؤ اور میرے طلسم کی راہ بتا کر سرحد طلسم نور افشان پر جو گنبد بنا ہے وہان پہونچا دو اور شہزادے سے کہا کہ
اُس گنبد پر پہونچکر جیسا کچھ پتلے کی زبانی سُنا ہے اسپر عمل کرنا اور وقت مشکل مجکو بھی اُسی مقام پر پہونچا جانیو یقین
فتح کرنا طلسم نور افشان کا مبارک ہو غرض شہزادہ نے یہ سنکر تسلیم کی بادشاہ نے خلعت دیا یہ شہسوار عرصۂ
شجاعت مرکب پر سوار ہوا چابک عیار رکاب تھام کر ساتھ چلا ہمراہ بارہ لاکھ سوارون اور ساحرون کا لشکر ہوا
طول ہر جگہ دینا بُرا ہے یہ شہزادہ بڑے احتشام اور تمکنت سے جانب طلسم نور افشان جاتا ہے اُسکا آیندہ
انشاء اللہ حال رقم ہوگا اور تتمہ داستان بادر مقام کی گذارش کی جاتی ہے

داستان آنا شیرین ببر سوار کا اور گرفتار ہونا لشکر مہرخ نامدار کا پھر قتل کرنا اُس نابکار کو

عمرو عیار کا اور قید کرنا عمرو کو باغبان قدرت وزیر بدکردار کا اور رہا کرنا اسکو زوجۂ باغبان گلچین گلعذار کا اور ناراض ہونا افراسیاب غدار کا اس وفادار سے اور اندھا کرنا وزیر مذکور کو پھر گرفتار کرنا عمرو کو اور آنا بعد رہائی خواجہ عمرو بران ماہ رخسار کا اور قید ہونا عمرو کا برج غضب میں اور آنا مجمر آتش زبان جادو کا مقابلہ مہرخ میں اور قتل کرنا بمق کا اس زشت خصال کو پھر جانا جانب کوہ نیلم شاہ مکار کا للمؤلفہ

مقفل کیوں ہے یہ میخانہ ساقی
زبان تر ہو ذرا پھر جام لانا
بہار آئی ہے تو یہ گھڑی ملی ہے
یہی رندوں کے دلکی دل لگی ہے
رہے ہر دم لگا لب سے مرے جام
بہار آئی ہے کیا ٹھنڈی ہوا ہے
بنا ہے میکدہ سارا گلستان
گل رنگین گلشن کی کلی ہے
صدا شیشوں سے جو آئی ہے قلقل
بشکل نہر ہے موج مے ناب
بہار عمر کیفیت ذرا دے
سرور افزا پلا دے مے کا اک جام
ملے گر دخت رز کا خون رنگین
شراب تند سے لبریز ہو جام
قلم سے رزم کا مضمون ٹپکے
ذرا پھر معرکہ تیغ بیان ہو

نہیں کیا بادۂ خوش رنگ باقی
بہار عمر ہیں معشوق و ساغر
کہیں انگلی بھی الفت چھوٹتی ہے
ہوا ہے دل کو عشق دخت قاضی
وہ بیخود ہوں کہ دنیا سے نہیں کام
دل پرخون ہے رنگین صورت باغ
رخ ساقی برنگ گل ہے تابان
خط ساغر ہے مثل سنبل تر
چہکتا باغ میں گویا ہے بلبل
نہال باغ کی جیسے بڑھے شاخ
لبوں سے جام رنگین کو لگا دے
جو ارزانی مجھے دے ساغر مل
لکھوں میں ساقیا مضمون رنگین
کہ مثل دورۂ ساغر عدو کو
برنگ چشم ساغر خون ٹپکے
خبرداران الفاظ و معانی

نہ سوجھی ایسی رندوں کو منانا
کروں میں ترک تو یہ اسکو کیونکر
محبت دختر رز سے بڑھی ہے
طبیعت شیشہ و خم سے ہے راضی
ہوائے شوق کی چھائی گھٹا ہے
بشکل لالۂ احمر ہے ہر داغ
دل رندان میں چمکی بجلی ہے
صراحی سرو کی صورت ہے یکسر
بط مے ساقیا ہے مثل سرخاب
بڑھیں یوں سمت شیشہ دست گستاخ
ہمیشہ ساقیا تیرا رہے نام
کروں میں نغمہ سنجی مثل بلبل
گر ملے ساقیا دلدار خودکام
رہے گردش ہمیشہ کینہ جو کو
رواں لے جاہ کر تیغ زبان کو
چنیں دانند راہ خوش بیانی

سرمہ کشان دیدۂ انجام بین و نور افزایان چشم مروت آگین زنمایان سر حلقۂ سلاسل ساحری و طوق پوشان زندانخانۂ حسرت و ناچاری و دردمندان دیدۂ بے بصارت و جگر فگاران خنجر ظلم و مصیبت بکحل الجواہر مضامین سے دیدۂ بے نور داستان کو یوں نور افزا فرماتے ہیں اور میل قلم سے چشم شاہد تحریر میں اس طرح سرمہ لگاتے ہیں کہ بعد روانگی شہزادہ جہانگیر ذی تدبیر افراسیاب خیمۂ سلطنت پر تہ در میں حیران و دلگیر آیا یاد کرکے اپنی معشوقہ

بے پیر کو رو دیا پیٹا چلایا خیمہ کے پردے اٹھوا دیے ایک طرف دریا دوسری جانب دامن کوہ صحراے سبز و مطلا دیکھ کر اور زیادہ وہ محبوبہ یاد آئی اسوقت اسکا یہ حال تھا نظم

اشک آنکھون مین رنگ رخ پریدہ
بستر پر پڑا تھا بیخود و زار
منہ ڈھانپ کے چھپکے چھپکے رونا

ہر وقت سے [illegible] تصویر
حسرت سے نگاہ سوے کہسار

تصویر خیال پیش دیدہ
ہر وقت [illegible] تفکر
کوئی کیسے ملتفت نہ ہونا

ملکہ صنعت نے جو افراسیاب کی یہ کیفیت دیکھی بادشاہ کی بلائین لین اور کہا مین تیرے واری ہزارون معشوقین طلسم مین ہین تو کہہ تو ابھی حاضر خدمت ہون تیری بلا رنج کرے یہ کہکر قسمین دیکر بستر غم سے اٹھایا سامان عشرت مہیا ہو چکا تھا رقاصون کو حکم ناچنے کا دیا ساقی کو ایما کیا کہ اپنے جام بادۂ رنگین بادشاہ کو پلایا غرض جلسۂ مسرت شروع ہوا یہ تو اس مقام پر مصروف نشاط و مسرت ہے مگر شیرین مہر سوار جا اپنے مقام پر آیا یہ بھی طلسم کے ایک قلعہ کا مالک ہے اسمین بارہ ہزار ساحر کا لشکر ہے اس فوج کو اسنے طیار کرایا ساحر اژدر سحر اور طائرون پر چڑھکر چلے ڈہرو بجے ناقوس پھنکے شیرین نے بھی جھولا سحر کا گردن مین ڈالا اسکے پاس ایک لوح نیا تحفہ جات طلسم مین سے ہے اور ایک لوح اور ایک انگیٹھی ہے تاثیران اشیا کی یہ ہے کہ اگر تو اسمین خاک بھر کر یہ اڑائے تو تمام لشکر حریف کا غافل ہو جائے اور جو یہ کیے بجا لائے اور انگیٹھی کا دھوان جس مقام پر بلند ہو کیسا ہی کوئی عیار ہو اسکے پاس نہ آسکے اور اگر آئے تو اندھا ہو جائے اور لوح کا یہ اثر ہے کہ جو عیار جس صورت سے اسکے سامنے آئے لوح پر نام آنے والے کا نقش ہو جائے چنانچہ ان اشیاء عمدہ کو اسنے خزانہ سے نکلوا کر اپنی جھولی مین رکھا اور اژدر سحر پر سوار ہوا آندھیان اٹھین بگولے پیچ و تاب کھانے لگے بارہ ہزار ساحر اڑکر روانہ ہوئے سحر کے غل مچانے سے شور روانگی لشکر سے زمین و زمان مین تہلکہ تھا کہ نظم

ہوئی گونگل کی پیدا ہر طرف لو
بجا ڈہرو کیا بیرون نے پھر غل
گھٹا جادو کی کالی آئی

زمین سے خاک اڑی اٹھے بگولے
اندھیرا چھا گیا پھر بے تامل

زمین کانپی ہلے اشجار ہر سو
بگولون سے ہزارون دیو نکلے
چمک پیدا ہوئی پھر بجلیون کی

ہی صورت سے یہ بوم صحراے ساحری وجند ویرانہ ستمگری دریاے خون کے آگے بار اتر کر قریب لشکر حیرت ستمگر ہو سجادہ بارگاہ مین تخت پہ جلوہ گستر تھی خبر آمد اس خود سر کی سنی استقبال کر کر بلوایا لشکر اسکا اتروایا وہ سامنے ملکہ کے جب آیا نذر دی خلعت پایا اسوقت ملکہ پاس ایک چیلا عریضہ صنعت لایا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ شہنشاہ متصل دریا دامن کوہ عجائب مین خیمہ استادہ کر کر آرام پذیر ہین مگر رنج فراق معشوقہ سے دلگیر ہین پس تم اپنے شمع رخسار سے تیرگی غم آکر دور کرو مزاج ہمایون شاہ مسرور کرو یہ عرضی پڑھکر بادشاہ پاس چلنے کا اسنے سامان کیا اور سوچی کہ ابھی تازہ تر ملال قتل معشوقہ کا بادشاہ کو ہے اسکا تدارک کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت پر کسی کا اجارہ نہین اب یہ غم رفتہ رفتہ برطرف ہوگا دلجوئی تجکو کرنا لازم ہے غرضکہ شیرین سے بروقت چلنے کے کہا مین شہنشاہ پاس جاتی ہون تمکو جو حکم ہو وہ عمل مین لانا اسنے عرض کیا کہ آپ تشریف لیجائیے مین بھی بلطف و عنایت خداوند سامری کے ان نمک حرامون کو گرفتار کرکے لاتا ہون اور لشکر دشمن مین جاتا ہون ملکہ یہ سنکر علیحدہ گئی اور حمام کرکے لباس زیور

اپنے جسم کو خوب آراستہ کیا اور بناؤ سنگار کرکے چند کنیزون کو ہمراہ لیکر سوار ہوئی اور شاہ جادوان پاس آئی اور اپنے غمزہ و نازو ادائے مستانہ دو ہفتہ پہلے شاہ مین مچھ کو دل اسکا لبھانے لگی ادھر بعد اُس کے جانے کے شیرین اُٹھکر اپنی بارگاہ مین آیا اور تھوڑی دیر آرام کرکے اسباب سحر کو درست کیا پھر اژدر آتشبار پر سوار ہوکر تنہا جانب لشکر ملکہ مہرخ چلا یہان ملکہ مذکور مع بہار وغیرہ کے ملکہ حِنا سے رخصت ہوکر اپنے لشکر مین آئی تھی اور لشکر نے بھی کمر کھولی تھی آسودہ ہوا تھا ملکہ دربار مین سر یر سلطنت پر جلوہ فرما تھی عیار بھی صحرا سے بارگاہ مین آئے تھے لیکن عمرو نہ آیا تھا کیونکہ شاہ کوکب نے بچہ بھیجکر صحرا سے اُٹھوا لیا تھا یعنی جب حسن لقح دیر وزیر سامنے شاہ موصوف کے آئی بادشاہ نے بچہ بھیجکر خواجہ کو بھی بلوا یا اور بچہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو برّان پاس پہونچا دے بچہ خواجہ کو برّان پاس لایا اس جگہ بعشرت تمام بیٹھے اور قران درّہ کوہ مین آکر مسکن گزین ہوا برق بارگاہ مین آکر کرسی پر بیٹھا اور ضرغام لشکر مین براے حفاظت پھرنے لگا اور جانسوز براے جاسوسی لشکر حریف مین گیا چنانچہ جب شیرین لشکر اسلامیان کی طرف چلا تو اسنے اُس سے پہلے بارگاہ مین آکر مہرخ کو اطلاع دی ملکہ خبر آمد ساحر سنکر گھبرائی اسی اثنا مین خبر آئی کہ وہ ساحر داخل لشکر ہوا ملکہ مذکور نے تا چار ساحر پیشوائی کو بھیجے شیرین ہر ایک سے چین بجبین رہا کسی سے کلام نہ کیا اور نہ کسی کا اُسنے سلام لیا لشکر کو بنظر تیز و نگاہ ستیز دیکھا اور حشمت و جلال لشکر دیکھکر گردن براے تعجب ہلا کہا کہ ان باغیون نے بھی بڑی جمعیت مقابل شہنشاہ پیدا کی ہے اور یہ شان و شوکت ہویدا کی ہے کہ لاکھون کا لشکر اُترا ہوا ہے ہزارون بارگاہ استادہ ہے وہ کون ایسا سامان ہے جو نہین مہیا ہے غرضکہ اسی آتش عناد و عشرت مین جلتا یہ ناری دربارگاہ دارالامارۃ پر پہونچا یہان کا جو سامان دیکھا اور بھی جلکر کباب ہوگیا کہ سواریان سردارون کی اور ملازم وغیرہ حاضر ہین پالکیان کارندارون کی حاضر اور سرگرم انتظام ساحر ہین لشکر کی کیفیت اور اس مقام کی زینت بیان کرنے سے طول ہوگا مختصر یہ کہ اندر بارگاہ کے یہ در آیا اس جگہ سواے شوکت مہرخ سر بلند پایا چہل ستون مین ہزارہا ذگل جواہر کار گستردہ ہے سرداران نامی و گرامی اسپر جلوہ فرما ہین باہر چہل ستون کے بھی کرسیان یاقوت نگار بچھی ہین جادوگریان مطیع سرداران بیٹھے ہین خشت زرین آبریز تک جڑی مین زمین بارگاہ طلا کی ہے کسی طرف بہار کی کنیزین عہدے ہاتھون مین لیے استادہ ہین کسی جانب مخمور کے اہل عمل ہین کسی سمت دفتر کھلا ہے عرضیان گذرتی ہین کسی جا مستغیثون کا مجمع ہے بارگاہ کو شیشہ آلات و تصاویر سے اس طرح آراستہ کیا ہے کہ واقع مین دولھن بنا دیا ہے مرنبہ لبسا ول فراش وخدمتگار کنارے فرش کے حلقہ باندھے دست بستہ حاضر ہین قاعدہ ادب سے ماہر ہین مہرخ اورنگ آراے مملکت ہو تاج کئی سو نگو کا گوہر لعل سے مرصع سر پر چتر قباے شاہی جواہر در بروز برقامت پر عظمت ہے وہ رعب وداب ہے کہ روح کیقباد و منوچہر کا زہرہ یہان آنے سے آب ہے خسرو خاور بہ عقرقا نکلتا ہے یقینہ ہے نظم

ایسا ہے بلند پایہ اس کا	پا بوس کو ہے جو سر جمشید کا	خورشید فلک ہے سایہ اُسکا
قیصر کو کہان یہ جاہ و اجلال	خاقان کو کہان یہ بخت و اقبال	ہے پیر فلک کمر خمیدہ
		رفعت مین جو دیکھیے فریدون

حکمت میں جو دیکھیے فلاطون	خورشید جمال عالم افروز	ہے جسکا غلام بخت فیروز

یہ مرتبہ اسنے دیکھکر سر رشتہ عقل ہاتھ سے کھو یا اور از خود رعب میں آکر ملکہ کو مجرا کیا ملکہ نے بھی بعنایت تمام آنکھوں سے سلام لیا بجنبش مژگان کو جنبش دیکر فرمایا کہ آپکے یہ کمکر دنگل جو خالی بچھا تھا ادھر اشارہ کیا کہ یہ بیٹھا ملکہ نے ساقی کی جانب اشارہ کیا اسنے جام شراب اسکو دیا ہوقت اسکو ہوش آیا کہ میں بارادہ رزم آیا تھا نہ بارادہ آشتی بس للکار کر مہرخ و بہار کی طرف خطاب کیا کہ اے فرقہ گمراہان وخود سران میں فرشتادہ شاہ جادوان آیا ہوں پیام مرگ تمہارے لیے لایا ہوں بڑے حیف کی بات ہے کہ شہنشاہ جس طلسم میں سریر آرائے سلطنت ہوں اس طلسم میں تم سر رجہانبانی پر بیٹھو سچ ہے بیت غضب یہ ہے کہ زاغ تیرہ صورت + کرے سکن نشیمن پر ہما کے + کیوں نہو جب جیونٹی کے پر نکلتے ہیں تو قضا آئی ہے اب جلد ہاتھ اپنے رومال سے باندھ کر چلو کہ خطا تمھاری شہنشاہ سے معاف کرا دوں ان باتوں کا مہرخ وغیرہ نے کچھ جواب نہ دیا لیکن برق جو کرسی پر متمکن تھا اپنی جگہ سے اٹھا شیرین تو جوش میں اپنے عتاب کر رہا تھا [illegible] پشت پر سے حلقہ ہائے کمند مارے اور اپنی طرف کھینچا کہ وہ دنگل سے گر اسوقت ایک شیر زمین سے نکلا اور نکلکر حملہ کیا برق نے جلد کمند ہاتھ سے چھوڑ دی اور جست کرکے باہر بارگاہ سے نکل گیا شیرین کو نعرہ [illegible] زمین میں جا کر شیر [illegible] انکا اسنے خنجر سحر سے حلقہ کمند کاٹے اور زمین کے اندر اندر چلکر لشکر کے کنارے پہونچا اور طبقہ ارض توڑکر باہر نکلا اور اپنے لشکر میں آتے ہی حکم دیا لشکر تیار کی جاوے لشکری مسلح و مکمل ہونے لگے قرنا کا شور ہوا نفیر سحر بجی ساحر اور جادوگر نیان جھنڈیاں ہاتھوں میں لیکر اژدہے اور اژدہے پر سوار ہوئیں تھالیاں تیل کی لیے قشقے سیندور کے ماتھے پر دیئے ڈھیر تھا منقل سلگی ہوئی ہیا دی غرض کہ عجب عالم

ہر اک بحقیقت ہر اک تیز نام	کروڑ جلائے شیطان جو ان کا نام	چلے اژدہوں کو اڑاتے ہوئے
فسوں ساز یاں سب کھائے ہوئے	کسی نے ہوا میں جلائی تھی آگ	کسی نے دکھائی تھی منتر کی لاگ
وہ آتش سی منقل دہکتی ہوئی	وہ شعلوں کی بجلی چمکتی ہوئی	کمانیں کڑکتی ہوئی بے شمار
دہل زن دہل زن تھے آگے سوار	سوار اور پیادوں کی جم غفیر	وہ آواز قرنا وہ شور نفیر

خبر بہت جلد جاسوس نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ ہوشیار ہو جائیے فوج دشمن قریب آئی ملکہ مذکور نے یہ سنتے ہی نفیر سحر بجائی ادھر بھی جلدی جلدی تیاری ہوئی لڑنے والوں نے کمر جنگ پر کسی شجاعت شعاروں کے منھ پر ہنسی آئی نامردوں کے رنگ پر اداسی چھائی شمشیر تیز دم کے جوہر کھلے جلادت کے دفتر کھلے ہر غول کا سا تھ بندھا اثنا اللہ ماریا ہے بہادروں نے کہا اصرت نے ندا دی کہ انجام اچھا ہے یاروں کی فتح ہے ایک طرف سے بہار تاج دلبری اور کلاہ سروری سر پر دیکر خیمہ سے نکلی گویا بہار جانب گلستان شجاعت چلی وہ اسکا سبزہ رنگ سبزہ خط نوجوانوں کو حسرت پامالی دلاتا تھا گلستان خوبی رو برشے رخسار چھایا تا لڑنے کو جو سینہ تان کر چلی تھی چھاتیوں کی سرکشی جان لے لیتی تھی دشمنوں کے حوصلے دلوں سے اکھڑنے دیتی تھی پائنچے کلائی پر ڈالکر قریب تخت سحر آئی غل ہوا کہ گلشن شاہی ہے [illegible] ایک طرف سے مخمور عدو بند بارگاہ سے نکلی سنبھلی ہوئی ساغر بادہ گلرنگ

متوالیون کی نگاہین اُسپر تھین چہرہ فرط غضب سے تمتمایا ہوا شراب حسن کا نشہ چھایا ہوا چھاتیان بربھی انجمن مزاج سے
دو جام واژگون مستون کے دل جگر خون گلو سے نازک صراحی دار پان کی سرخی سے بین اظہار جیسے شیشہ کی گردن
مین بادۂ گلنار یہی طاؤس پر بیٹھ کر بڑھی ایک جانب سے مشکین موے کاکل کشا زلف عنبرین سے دشت
معنبر کرنے چلی تھی سنبلستان کو سودائی بنانا چاہتی تھی زلف کی ناگن رخسار پر لہرائی تھی غصہ سے روے رنگین
پر پسینہ تھا تو ناگن اوس چاٹنے آئی تھی عکس زلف جو سینہ پر پڑا تھا روح قلعۂ حسن پر ساحرون کا دھاوا تھا
کہان تک گذارش ہو یہ سب جادوگرنیان طرحدار اپنی اپنی سواریون پر سوار ہو کر بڑھین مہرخ بھی تخت لیتا
بڑھا کر چلی ڈنکے پر چوب پڑی نقیب للکارے مبارزون کے ہتیار چمکنے لگے ساحرون کے غول صف باندھ کر کچھ
زمین پر ٹھہرے کچھ بروے ہوا گئے ہوائین سرد آئین طاؤس چنگھاڑے اژدہے جھنکارے سلاح کی جھنکار گنبد
گردون گردان کے پار رہی فوج کی گھٹا گھم سے قیامت آشکار رہی ابر آتے چاند سورج سحر کی روشنی دکھاتے
آگ پتھر برس جاتے آفت عظیم برپا یہ نقشہ تھا کہ

نظم

نشیب عدم کا زمین پر گمان
نکلتا تھا سورج برستے تھے مار
وہ باجون کا بجنا وہ شور دہل

کبھی دشت تھا سرخ کالا کبھی
صدا تھی یہی ہر طرف مار مار

سیاہی نے گھیرا تھا سارا جہان
اندھیرا کبھی تھا اُجالا کبھی
وہ فوجون کی آمد وہ قرنا کا غل

حاصل مرام یہ لشکر آراستہ ہو کر ٹھہرا تھا کہ اس طرف سے شیرین ببر سوار
اژدر پر سوار مہیب صورت بنائے خنق طلسمی اس خوف سے سلگائے کہ کوئی پاس نہ آئے تو بنا ہاتھ مین لیے
نوح گلے مین ڈالے سانپ کالے سر سے لپیٹے بھبھوت ملے گردن مین ہڈیون کے مالے پہنین پشت پر لٹین اور رسیاں لیے
لیے آیا اور ایسا غصہ مین بھرا تھا کہ نہیب بھی اُسنے نہ دی اتنا تو کہا کہ جو پہلے مار چلے وہ میر ہے ہان خبردار ہو جاؤ
یہ کہکر اُس تو بنے کا منھ جانب خاک کر دیا خاک جو اسمین بھر لایا تھا وہ زمین پر خاک بسر ہوئی خاک گرتے ہی آندھی
جنگل سے آئی اُس نے اور زیادہ ناؤ مین بھر عالم کے خاک اُڑائی تمام عالم مین باد مانت باد تند وہ خاک پھیلی
زمانہ نے دل کا غبار نکالا یہ مجنون صحرا سے ساحری تھا خاک اُڑانے سے تسخیر ہوئی ہر ایک لیلی لشکر پان مہرخ
نے اس تیرہ رو کو خاک اُڑاتے دیکھ کر ابر سحر سے پانی برسایا کہ یہ خاک دب جائے آتش فساد سرد ہو وہ روسیہ
گرد ہو لیکن وہ خاک جادو کی نہ تھی بلکہ طلسمی تھی جسنے سحاب بھی مکدر کر دیا ابر خشک ہو گیا کچھ پانی برس کر رہ گیا
تھوڑی دیر مین عالم تمام گرد آباد تھا آئینہ مہر کالا ہوا چشمۂ آفتاب گندلا ہوا خاک برسنے لگی اہل اسلام
بو تراب کو یاد کرنے لگے مگر رُت قلب پر وہ صیقل ہوئی کہ دوست و دشمن سب یکسان نظر آنے لگے دل صفا منزل
خاکساری دکھانے لگا لڑنے کا خیال بالکل نرہا سب اپنے اپنے مرکبون اور تختون اور طائرون پر سے اتر پڑے
اور ہاتھ باندھ کر صفت و ثنا شاہ طلسم کی کرتے آگے بڑھے شیرین نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان سب کو گھیر لو فوج
نے محاصرہ کر لیا اسنے افسران نامی فیل بہار و مہرخ وغیرہ کئی سو سردارن گرامی کو قید کر لیا ہتکڑیان بیڑیان
پہنا کر اراپہ کو حکم دیا کہ بس اب تمام اس لشکر کو گھیرے ہوئے ہیں ظہورہ مین شہنشاہ کے پاس ان باغیون کو لیے جاتا ہون

جب تمکو حکم ہیون سر رجب کا لشکر بیدیا فوج بموجب حکم ٹہر گئی اور لشکر مسعود نے اسکے ساتھ چلنے کا قصد کیا اس نے
منع کیا کہ میرے ہمراہ نہ آؤ اسی جگہ ٹہرو وہ سب ایسے مطیع حکم تھے کہ بہت خوب کہکر ٹہر گئے لشکر نے اُس کے ان بیخودوں کو
گھیر کر مقام کیا اور فوج تیار رہی گھوڑے کی کمر کھولی آرام کیا اور شیرین اراب اپنے ہمراہ لیکر جانب دریاے خون روان چلا
اسوقت برق جو بارگاہ سے نکلگیا تھا بروقت آمد لشکر کے لشکر سے بھی دور تھا اس لیے دوراز مسعود تھا لیس پیچھے پیچھے
چلا راہ مین اراب پر اپنے سرداروں کو دیکھا کہ سحر مین ایسے مبتلا ہین کہ بیہوش ہین آئینہ رویون کے رخسار تابناک پر
گرد سحر پڑی ہے صورت ہی اور ہو گئی ہے جو کوئی کہ ہوشیار ہے ایسا بیکس و ناچار ہے کہ آپ اپنے تئین نہین بچا سکتا ہے
شراب افسون سے کاسۂ دماغ پرخار ہے یہ حال دیکھ کر اُسنے اشک حسرت سحاب دیدہ سے برسائے اور ساحر
سے کچھ آگے بڑھ کر گیا ایک مقام پر پہونچا کہ چند درخت گنجان وہان لگے تھے بہت سایہ دار تھے نیچے اُن کے ایک کنوان
پختہ تھا چبوترہ اسکا پتھر کا تھا گھڑے رکھنے کے تھالے کنارے کنارے بنے تھے چرخ کنوین پر لگا تھا یہ ماجرا جو اُسنے دیکھا
فوراً ایک دھوتی گھٹنوں تک باندھکر جیبی کوتریان رکھنے کی دھوتی مین بنائی لنگوچھا سر سے باندھا بفن عیاری
صورت اپنی برہمن کی سی بنائی زنار گلے مین ڈالا لٹیا پیتل کی اور ڈول پانی سے بھر کر ڈول کا بجانا شروع کیا
اس عرصہ مین شیرین بھی قیدیون کو لیے اُس مقام پر پہونچا از بسکہ راہ کا تھکا ماندہ تھا ٹھنڈا مقام دیکھ کر ٹھہرا اراب
کے گاڑیبان لٹیا ڈور لیکر اتر پڑے پانی بھرنے چلے برہمن پکارا سدا جی رہے جے سنکٹ کی ناس بھیجی کی ہے بھگوان
بنائے رکھے موتے مہاتم و مہر ماتا ٹھنڈا جل ہمکا حکم ہوتو پیائی شیرین نے گاڑیبانون سے کہا مہاراج سے پانی
لیکر پیو تم نہ بھرو وہ سب ڈرکے مہاراج نے لوٹا چکلی سے مانج کر الکیا کنوئین مین ڈبویا پھر وہ پانی اونڈیل کر اور لوٹا بھرا
اور سب کو پانی دینا شروع کیا اس ساحر نے خوف عیاران سے زیادہ آدمی ساتھ نہ لیے تھے صرف وہی گاڑیبان تھے
جو دم بھر مین سیراب ہو گئے پھر برہمن نقلی نے ڈول پانی سے بھرا اور سامنے شیرین کے لایا مگر ہے گسائیان تم ڈول
سے پیو اُسنے چلو باندھا برہمن نے اسوقت بیہوشی پانی مین ملائی اور دھار پانی کی اُس کے ہاتھ پر ڈالی اُسوقت دو پنجے
پیدا ہوے اور اسکے ہاتھوں پر از خود آگئے یہ معاملہ جو اُسنے دیکھا لوح جو گلے مین پڑی تھی اُسپر نظر کی اُسپر نام کندہ پایا
یہ برق عیار ہے یہ دیکھ کر اُسنے ایک اتش کا دانہ سحر پڑھکر مارا کہ عیار مذکور بیحس و حرکت ہوا اُسنے جو پنجے پیدا ہوے
تھے انکو حکم دیا کہ گرم پانی لاؤ پنجے غائب ہو گئے اور پھر پیدا ہوے ایک آفتابہ جو آب گرم سے بھرا ہوا تھا لیے تھے
چنانچہ ایک پنجہ نے پانی ڈالنا شروع کیا اور دوسرا منہ پر برق کے پھیرنے لگا رنگ روغن عیاری سب دھو گیا
صورت اصلی ظاہر ہوئی شیرین نے اسکو بھی اراب پر بٹھایا اور اسیر سلسلۂ سحر کرکے آگے کا راستہ لیا یہ تو اسطرح
روانہ ہے لیکن عمرو نے بہران کے پاس فرستادہ شاہ کوکب پہونچا تھا ملکہ نے آنے سے اسکی خاطر فرمائی۔
انجمن عیش ترتیب دی اُسنے عرض کی کہ اے ملکہ معشوقہ افراسیاب قتل ہوئی ہے اُسنے ضرور کوئی آفت برپا کی
ہوگی فوج میری گرفتار بلا ہوگی آپ جمیع لشکر کی سنگاتی کیجیے ملکہ نے بخاطر خواجہ دُمتیلہ سحر کے راہ نزدیک سے
بھیجے کہ وہ آکر اسیر ہونا مہرخ کا تمام لشکر کے دیکھ گئے اور سامنے ملکہ کے پہونچکر عرض حال بیان مین لائے۔

خواجہ تمام ماجرا سنکر گھبرائے بُرّان خود بھی کہ مین جاکر چھڑاتی ہون عمرو نے اُٹھکر کمر مین ہاتھ ڈال دیے کہ آپ
نہ تشریف لے جائیے ایک ساحر پر چڑھکر جانا آپکی شان کے خلاف ہے دوسرے یہ کہ شاہ جادوان بھی ساحر کی
اعانت کو آجائیگا ایسا نہو کہ مہلکہ عظیم مین دشمن آپکے گرفتار ہون پھر مین آپکے باپ کو کیا منہ دکھاؤن گا بس
مجھکو آپ جلد تر روانہ فرمایئے کہ مین کام اُس ساحر نافرجام کا جاتے ہی تمام کردون بُرّان نے کہا اُس کے پاس
تحفۂ طلسم کے ہین تم اُسپر غالب نہ ہوسکوگے خواجہ نے کہا مین ہر صورت سمجھ لونگا ایسا ہی آپکو خیال ہے تو جب
مجھ پر کوئی آفت خدانخواستہ آئے اُسوقت آپ آیئے گا ملکہ نے بعد حجت بسیار دو پتلون کو بُلا کر حکم دیا کہ خواجہ کو
اپنی گردن پر سوار کر کے جس مقام پر کہ شیرین ہو پہونچا دو یہ سنکر ایک پُتلے نے خواجہ کو گردن پر بٹھایا اور
دوسرا ساتھ ہوا اور راہ قریب سے چلکر ایسے مقام پر لائے کہ شیرین قیدیون کو لیکر ادھر آیگا غرضکہ
عمرو نے اس جگہ اُتر کر دیکھا کہ سامنے ایک پہاڑی نظر آتی ہے پتلون سے کہا تم بطور مخفی میرا حال دیکھتے رہو
اگر کوئی آفت مجھپر آئے تو ملکہ سے جاکر خبر کرنا پتلے تو غیب ہو گئے اور عمرو درہ کوہ مین آیا اور کچھ درخت گنجان
ڈھونڈھ کر چند توبے زنبیل سے نکال کر پانی بھر کر اُن درختون مین لٹکا دیے مرغ چھالا بچھا کر آپ بیٹھا صورت
اپنی مہنتون کی ایسی بنائی جٹائین بالون کی سر پر پیچ در پیچ باندھین زنجیر کمر سے باندھ کر لنگوٹا کسا مونے
زبان باہر نکلے ہوئے رکھے جسم مٹی سے بھر لیا کانون مین کنڈل ڈالا ایک انگیٹھی آگ سے بھری سامنے رکھی اور
بڑے بڑے لکڑ جنگل سے کاٹ کر گرد اپنے انبار کر کے سلگا دیے پھر مالا لیکر مرگ چھالے پر بیٹھا اور جپنے لگا اُدھر
شیرین برق کو اسیر کر کے جو آگے بڑھا تو دیکھا کہ ایک مہنت درختون کے نیچے بیٹھا ہے ازبسکہ یہ دھوکا کھا چکا
تھا کہ یہ مہنت بھی عیار نہ ہو یہ سوچ کر اپنے لوح کو دیکھا اسمین منقوش پایا کہ یہ مہنت نہین عمرو عیار ہے
یہ معلوم کر کے اُسنے ایک قہقہہ مارا اور کہا ان عیارون نے تجکو بھی کوئی ایسا ویسا ساحر مقرر کیا ہے انکی قضا
خداوند سامری نے میرے ہی ہاتھ لکھی ہے یہ کہکر برق سے کہا کہ او عیار اس مہنت کو پہچانتا ہے یہ تیرا باپ ہے
اُسنے جواب دیا کہ تمھارا دادا ہے اُس نے جھلا کر کہا ارے یہ عمرو عیار ہے یہ سنتا تھا کہ برق نے چاہا مین
پکار کر کہون خواجہ سلامت آپ ہوشیار ہو جایئے اس حرامزادے نے آپکو پہچان لیا ہے شیرین اسکے ارادے کو
پہچان گیا کہ یہ چیخ مار کر عمرو کو بھگانا چاہتا ہے پس اُسنے ایک دانہ ماش کا سحر پڑھ کر مارا کہ برق بول نہ سکا
زبان بند ہو گئی یہ سب ماجرا سامنے سے عمرو نے بھی دیکھا اور سمجھا کہ اس ساحر نے مقرر تمکو پہچانا ہے کیونکہ اسنے
لوح کو دیکھا ہے اور تم تن چکے ہو کہ اسکے پاس تو تیا اور لوح اور مجمرہ ہے بس یہ تجویز کر کے کئی سیر خاک بیہوشی لیکر تودہ
پر اسنے چھڑک دی اور جب پھر ذکر جگایا تو اُس آگ کے سامنے ہاتھ باندھے ساحر نے اپنے دلمین کہا کہ کیا مکار
کہ مجکو بوجا کرنا دکھاتا ہے تاکہ مین فریب کھاؤن یہ خیال کر کے ارابہ وغیرہ کو چھوڑ کر آپ آگے بڑھا کہ مین پکڑ لاؤ
برق بیچارہ اشارہ سے خواجہ کو منع کرنے لگا کہ بھاگ جایئے اسنے اشارہ کرتے جو دیکھا سحر سے بالکل دست
بیکار کر دیے برق نے بیقراری کرنا شروع کی اچھلنے اور تڑپنے لگا تاکہ خواجہ میرا حال دیکھ کر تعلیم اور ڈھونڈ لین بیسکم

عمرو نے کچھ خیال نہ کیا اور شیرین ہنستا ہوا کہ جیسا تو یہ مکار جنت بنا ہے ویسا ہی تو بھی اُسکے ساتھ مضحکہ کرکے
اسکو گرفتار کرلیگا یک قید کرنا اچھا نہیں پھر سوچا کہ یہ وہ عیار ہے کہ جس نے ساحر شمس اور دمامہ کو مارا ساحران عالم کا
سر اُتارا اسکی اسیری میں دیر کرنا اپنے حق میں زہر ہے مکر اُسکا ساری کا قہر ہے پھر سوچا کہ ساحر شمس وغیرہ غافل تھے
اب کیا تو ایسا نادان ہے جو پہچان بھی چکا ہے اور دھوکا کھائیگا فی الجملہ ایسے ہی کچھ خیال کرتا ہوا اُس لکڑہ دن کے
قریب آیا خواجہ نے اسکو گھورا کہا سائیں جی میرا بھی سلام ہے عمرو نے کہا ایسے او دنیادار جا اپنے کام لگ راہ بات
میں پیچ بڑے بڑے ہیں یہاں عمار فقیر تیکے مار ڈالتے ہیں ابھی کسی سے پالا پڑا نہیں میں تیرے بھلے کو کہتا ہوں اسنے
جو یہ تقریر سنی شبہ ہوا کہ یہ کیسی باتیں کرتا ہے شاید عمرو نہیں ہے کوئی فقیر ہے یہ سوچکر اُسنے پھر لوح کو دیکھا اُسمین
وہی نقش تھا کہ عمرو عیار ہیں یہ معلوم کرکے پکارا کہ باش اے دزد مکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے ساتھ ہی عمرو
بھی للکارا کہ رہ تو جا او حرامی کب بچیگا قتل ہونے سے اُسکو غصہ آیا اور دوڑا کہ پکڑ لاؤں دھوئیں میں اکڑ دیوں سے تو
عمرو ہی تھا دوڑتے ہی طمانچہ جو اُسکا منہ پر لگا بیہوش ہوکر گرا خواجہ نے دوڑکر خنجر بران کا ایک ہاتھ مارا خنجر اُس کے
جسم پر پڑا اچٹ گیا اسوقت خواجہ نے سنجہ زنبیل سے نکالکر اُسی آگ میں خوب لال کیا اور اُس کے مقام براز میں
جلا دیا العیاذ باللہ آنتیں دل جگر جل گیا چرمیراتا ہوا وہ ناری تڑپ کر سرد ہوگیا شور اُسکے مرنے کا بلند ہوا ابر فنا ری
سنگ باری ہوئی پھر آواز آئی مارا شیرین ببر سوار جادو کو برق و مہرخ و بہار جملہ سرداران مسرور ہوش
میں آکر قید سے چھوٹے اور خواجہ سے کہا ہم سب جا کر لشکر اس ساحر کا تباہ اور قتل کرتے ہیں یہ کہہ کر پرواز کر گئے
خواجہ نے وہ لوح اور مجمر اور تونبا زنبیل میں ڈال لیا اور جو کچھ مال ساحر کی جھولی سے پایا یہاں تک کہ سحر کرنے کیلئے
جو اُسکے پاس نیولے اور ہلدی کی گرہ آرداش وغیرہ تھا داخل زنبیل کیا کہ کسی وقت کام آئیگا یہ تو جھولی کی تلاشی
لے رہے تھے لیکن اول میں مسطور کیا گیا تھا کہ شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے فرمایا تھا کہ عمرو جب طلسم کو کب
سے آئے تو اسکو اسیر کرلانا وزیر مذکور نے پھر دریافت حال خواجہ تپلے سحر کے اور طائر وغیرہ مقرر کیے تھے کہ جب کبھی
عمرو کو طلسم میں یہاں کے دیکھنا تو مجکو خبر دینا چنانچہ جب اب تک اس طرح خواجہ کا آنا ہوا کہ باغبان کا قابو نہ چلا
ظلمات لڑاتی رہی اور اسکے مقدمہ میں دخل دینے کی ممانعت تھی فی الجملہ اسوقت وزیر مذکور اپنے باغ میں زوجہ
پاس اپنی بیٹھا تھا کہ طائر سحر نے آکر خبر کہی کہ اس طرح عمرو عیار نے شیرین کو مارا اور فلان مقام پر بیٹھا ہے
یہ سنکر وزیر سے تاب نہ اُٹھا زوجہ نے اُسکی کہا بھی کہ صاحب دیکھو یہ خیال جانے دو عمرو عیار کو نہ قید کرو تمھاری جان
رہے گی تو اور نوکری مل رہے گی یہ کام اچھا نہیں ہے وزیر نے کہنا اُس وفادار کا نہ مانا اور روانہ ہوا زوجہ بھی اُسکی
فرط محبت سے اُسکے پیچھے چلی مگر باغبان بہت جلد اُس جگہ آیا کہ جہاں عمرو تھا اور اُسنے آتے ہی ایسا سحر کیا
کہ عمرو بے حس ہوگیا بس اُسنے ایک نارنج سحر پڑھکر لاش پر شیرین ببر سوار کی مارا کہ وہ لاش شیر کی صورت
بنکر زندہ ہوگئی اور ایسی شکل اُسکی ہی کہ دھڑ انسان کا چہرہ شیر کا بس زندہ ہوتے ہی اُس لاش نے کمر میں عمرو کے پنجہ
دیا اور پر پیدا کرکے اُڑ گئی برق عیار جھٹ کر ٹھہرا تھا کہ اُستاد سے ملونگا وزیر کے آتے ہی چھپ گیا اور وزیر کے بھی

کچھ اُسکا خیال نہ کیا تھا کیونکہ جو لیے عمرو آیا تھا اب برق خواجہ کا حال دیکھکر غمگین ہوا اور اپنے لشکر کی طرف
پھرا اُس سے پہلے مہرخ و بہار وغیرہ قریب اپنے لشکر کے آگئی تھیں یہان لشکر جو مسحور بہ سحر تھا وہ بھی ہوش
آگیا تھا فوج جو گھیرے ہوئے تھی اُسپر حملہ آور ہوا تھا کہ سرداران نامی جا کر پہونچے پھر تو سحر کی مار تیرون کی بوچھار
تھی ہر غل مچا تھے تلوار سحر کی بجلی بنکر گر رہی تھی مرچون کے ہار چلتے جسم دشمنان مین چھا جاتے نکلے تیغ ناریل سیبون
کو توڑ کر بغیر جان لیے بیرو پیچانہ چھوڑتے آفت کا سامنا غضب کا ہنگامہ تھا صفحۂ ہستی پر روان شمشیر کا خامہ تھا
ورق حیات پراگندہ دفتر زندگی اُلٹ ہوا شیرازۂ اجزاے عناصر کھلا ہوا کتاب چہار باب عنصر و تیغ فصول چاک
سراسر غلط خامۂ تن کا رز تیغ سے سر القلم جوہر شمشیر نقطۂ صحیفۂ شجاعت بلکہ نکات رسالۂ جلاوت تار رگ جان
مسطر جریدۂ فرمان قضا خون جسم کا مداد اور تحریر حکمنامہ مرگ ہر ایک راضی برضا مصروف جنگ ہر ایک خورد و سترگ
شورش عظیم برپا لشکر شیرین صرف بارہ ہزار ساحر کا تھا اور یہ فوج بہت تھی کچھ ہی دیر لڑائی رہی باہم جنگ آزمائی
آخر وہ سپاہ تاب نہ لائی بہت ساحر ہلاک ہوئے تہ خاک ہوئے بہت رو بفرار لائے ملکہ حیرت ابھی یہان
نہ تھی اسلیے اوسکی فوج بھی حمایت کو نہ آئی اس لشکر بے سردار نے شکست کھائی اور لشکر حیرت کے قریب بھاگ کر
گئی اُسوقت مہرخ نے بھی تعاقب کرنا مناسب نہ جانا طبل فتح و ظفر بجوایا لوٹ مار کر اپنے بستر پر آکر کھولی
سردار داخل بارگاہ ہوے اور اپنے اپنے مقام پر بیٹھے دورۂ جام شراب آغاز ہوا جلسۂ چنگ و رباب ہوا
اُسوقت برق عیار نے آکر گرفتار ہوجانا خواجہ کا بیان کیا سردار دعا کرنے لگے کہ خداوند اچھا نا سب تو ہین
فکر مین ہین لیکن باغبان جو وہان سے چلا خیمہ صنعت مین آیا یہان افراسیاب کو بستر فرے ملکہ حیرت
نے آکر اٹھایا تھا ملکہ صنعت کرسی زرین پر تھی کنیزان قمر پیکر سامان انجمن آرائی لیے حاضر پہلوے بادشاہ
مین حیرت جلوہ گر اسی ہنگام مین باغبان نے پہونچ کر بادشاہ کو تسلیم کی اور کچھ افسون پڑھا کہ لاش
شیرین کا عمرو کو بغل مین دابے اڑتا ہوا خیمہ مین اتر آیا اور پکارا کہ اے بادشاہ مجکو عمرو عیار نے مارا یہ کہکر
زمین پر گرا مثل مردہ صدسالہ جسم بے حرکت تھا بادشاہ کو اُس کے قتل ہونیکا رنج ہوا لیکن عمرو کے
قید ہونے کی ایسی خوشی ہوئی کہ سب رنج و غم غلط ہوگیا چند ساحرون کو حکم دیا کہ لاش شیرین کی لیجاکر
بڑے سامان سے اٹھاؤ ساحر حسب الحکم عمل مین لائے بعد فراغ ان امورات کے خواجہ کی طرف شاہ
متوجہ ہوا عمرو سوے باغبان کے بیہوش تھا جب بادشاہ نے اُسکی جانب توجہ کی وزیر مذکور نے سو دم کرکے
ہوشیار کردیا عمرو کی جو آنکھ کھلی شاہ جادوان سامنے بیٹھا ہے آپ نے آنکھین اپنی بند کرکے کہا
لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا خواب پریشان مجکو نظر آیا کس بخیل و ظالم کا خدا نے سامنا کرایا بادشاہ ان باتون کو
سنکر اسکی دلیری پر ہنس پڑا کہ باوجود گرفتار ہونے اس آفت کے ایسی باتین کرتا ہے غرضکہ بطور طنز اُسنے کہا
کہ خواجہ سلامت مزاج اچھا ہے عمرو نے جواب دیا خدا کا شکر ہے مین ہر حال اچھا ہون اے بادشاہ تم کہو
کہ کس آفت مین گرفتار ہو بادشاہ یہ کلام سنکر خوب قہقہہ مارکر ہنسا اور کہا سچ ہے مین بڑی مصیبت مین

گرفتار ہون کر پاؤن مین زنجیر پہنے دشمن کے سامنے حاضر ہون خواجہ نے کہا جو کسی کا گھر لینے آتا ہے وہ
زنجیر پہنتا ہے اسکا کچھ غم نہین شاہ نے کہا اس مرد صحرائی کوکب کو لینے گئے تھے مگر وہ میرے مقابلہ مین بھلا
کیا آتا اب تم قید ہوسکے ہو تو شاید وہ چھوکری بران آئے لیکن کیا کرسکتی ہے لے عمرو بغیر مار ڈالے اب
تجکو نہ چھوڑونگا عمرو نے کہا ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے شاہ کوکب کی تیرے مقابلہ مین آنے کی کیا احتیاج ہے
وہین سے بیٹھے بیٹھے وہ تیری سرکوبی کو کافی ہے تو ہمین کیا قتل کریگا اگر ہمکو مارنے اُٹھے تو بحکم خدا پاؤن تیرا ٹوٹ جائے
اور اگر پھر ہاتھ اُٹھائے تو ہاتھ ٹوٹ جائے شاہ جادوان کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا اور تلوار کھینچ کر بغضب
تمامتر اُٹھا اور از بسکہ غصہ مین جو تخت کے نیچے پاؤن اُتارا اور جامہ کا کونا تخت مین اٹکا یہ منہ کے بل گرا وہ
عمرو نے کہا وہ مارا کیون مین نہ کہتا تھا کہ پاؤن ٹوٹ جائیگا بادشاہ کے گرنے سے ہر شخص دوڑا اور صنعت نے
سنبھال کر تاج سر پر رکھا اور کہا مین قربان اے بادشاہ اس مجرم کی بات کا برا مانا کیا یہ تو اپنی جان پر کھیل گیا ہے
اور اگر اسکو قتل کرنا منظور ہے تو جس ملازم سے اپنے اشارہ فرمایئے وہ سر اُسکا جدا کر ڈالے شاہ نے کہا کہ مین اسکو
دھمکانے اُٹھا تھا یہ باتین ہو رہی تھین کہ گلچین زوجہ باغبان جو عقب مین اپنے شوہر کے چلی تھی تیہ و سیاہ
کرکے اسی بارگاہ مین آئی یہان بادشاہ اور خواجہ ہمکلام تھے اس نے معلوم کیا کہ بیشک خاوند
تیرا عمرو کو پکڑ لایا ہے بڑا غضب ہوا عیار اب تیرے وارث کو زندہ نہ چھوڑین گے غرض بادشاہ کو
سلام کرکے چپ ہوکر پہلوے شوہر مین جا بیٹھی اس اثنا مین شاہ جادوان نے حکم دیا جلاد حاضر ہو اور
سر اس مکار کا جدا کرے صنعت نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہ مقام سب حضور کا دیا ہوا
میرے زیر فرمان ہے اور مین نے ایک مکان مثل آتشکدہ کے تیار کیا ہے یہان سے بہت قریب ہے
وہ جو سامنے درّہ کوہ ہے اُسکے متصل تعمیر ہے آپ اس عیار کو دو گھڑی کے لیے اس مکان مین
بھجوا دیجیے آپ ہی یہ ہلاک ہو جائیگا بادشاہ نے کہا اچھا روانہ کرو مین چاہتا بھی ہون کہ یہ بعذاب الیم
ہلاک ہو ملکہ صنعت نے ایار شاہ پار ساحرون سے حکم دیا کہ عمرو کو اس مکان مین لے جاؤ اور
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور نعمت خانہ آراستہ ہے کچھ تشریف لے چلکر تناول فرمایئے بادشاہ خاصہ
نوش کرنے اُٹھا چلتے وقت عمرو پہ سے خطاب کر دیا کہ اب یہ مر نہ جاتا ہے پس دو بچہ سحر کے پیدا ہوکر
عمرو کو اُٹھا لے چلے اُسوقت عمرو نے باغبان کی طرف گھورا ملکہ گلچین ڈری اور خیال کیا کہ ابکی
عمرو جو رہا ہوا تو میرے خاوند کو ضرور مار ڈالے گا اور اگر مارا بھی گیا تو اُسکے شاگرد برق و قران وغیرہ
مار ڈالین گے پس ابکی مرتبہ عمرو کا چھوٹ جانا اچھا ہے کیونکہ میرے شوہر کا بچ ہے جب کوئی اور عمرو کو
پکڑ لائے اُسوقت جسکا جی چاہے اُسکو قتل کرے یہ سوچ کر اور سب تو بادشاہ کے ساتھ دسترخوان پر گئے
مگر یہ وہان سے چلکر باہر نکلی اور جب تک بچہ خواجہ عمرو کو آتشکدہ مین لے جائین اُس سے پہلے پہنچے یہ اس مکان
آتشی مین آئی دیکھا تو چھت اور دیوار ستون اور ایوان سب آگ کا ہے مکان ہے یا برج آتشی ہے یا

منازل مریخ مین نہایت درجہ کی گرمی ہے دیوارون سے شرارے نکلتے ہین روے ہوا سے صحن مین انگارے گرتے ہین دوزخ ہاویہ اُس مقام کی گرمی سے شرمندہ اسفل السافلین خجلت سے سرافگندہ

نظم

گلخن گرم تھی زمین تمام	چرخ بے سرو تھا نہ باب حمام	ذات ستو سے زمین پہ جو انسان
گرد کمین یون سے جون تھے پرنان	بسکہ گرمی کی آن بانی ہے	ستزم ہے آگ پانی پانی ہے

گلچین نے یہ حال اُس مکان کا دیکھکر از بسکہ زوجۂ وزیر ہے ساحرہ پر تدبیر ہے ایک غلولہ یخ کا اپنی کمر سے نکالا اور افسون تازہ اُسپر دم کرکے زمین پر مارا کہ وہ خانہ آتش لبیان گلزار خلیل بنا آتش نمرود نشان کا بازار گرم سرد ہوا اور جس طرح کسی کا دل ٹھنڈا ہوتا ہے اُس طرح وہ مکان خنک ہوگیا اس عرصہ مین وہ پنجہ خواجہ کو لیکر اُس گھر مین آئے اور دروازہ وا کرکے اندر مکان کے ڈالکر دروازہ بند کرکے چلے گئے کیونکہ اندر جانے مین اُن کو خوف اپنے جل جانے کا تھا غرضکہ جب وہ پنجہ چلے گئے خواجہ نے اس مقام کو بظاہر تو ہمسر جہنم پایا لیکن اپنے جسم کو ضرر آتش سے محفوظ دیکھا اس اثنا مین **گلچین** نے زمین سے نکلی عمرو کو با ادب اُسنے تسلیم کی اور بمنت عرض پیرا ہوئی کہ اے خواجہ مہربان یہ کنیز ناچیز آپکی خدمتگذاری کو حاضر ہے میری تقصیر جو کچھ ہوا اُسکو آپ معاف فرمائین مین ہرچند اُس مردے ناشاد کو منع کرتی ہون مگر وہ جوانا مرگ نہین مانتا ہوا وزارت کے گھمنڈ پر ہے کہتا ہے کہ مین نمک حرامی نہ کرونگا پس آپ مجھ لونڈی کے حال پر نظر عنایت فرمایئے میرے شوہر کو نہ قتل کیجیے گا مین آپ کو آپکے خدا کا واسطہ دیتی ہون خواجہ نے کہا تو کبتک اسکی سفارش کرے گی مثل مشہور ہے کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائے گی ایک دن فرزند کو چھری تلے پاوے گی ساحرہ نے عرض کیا کہ ابکی مرتبہ تو اُسکا قصور معاف فرمایئے پھر جو بے ادبی کرے تو سزا دیجیے گا خواجہ نے کہا کہ اچھا ابکی خطا اُسکی معاف کی مجکو قید سے رہا کردے ساحرہ نے ایک ماش پڑھکر مارا کہ زنجیر جو خواجہ کے پاؤن مین تھی کٹ گئی اور دوسرا افسون اُسنے پڑھا کہ دروازہ اُس مکان کا کھل گیا اُسنے کہا کہ آپ یہانسے نکل جایئے خواجہ اُس مکان سے جلد باہر آئے اس مکان کو **صنعت** نے از بسکہ بہر مجرمان زندان مصیبت مقرر کیا تھا اس وجہ سے پیر سحر کے بھی مقرر کیا تھا کہ بیرون مکان محافظ تھے جو کوئی نکل جائے اُسکو حتی الامکان روکین اور نہین تو خبر اُسکی مالک مکان کو دین پس عمرو جو باہر مکان کے نکلا بیرون نے غل مچایا کہ لیا جاتا ہے خواجہ نے جلد گلیم اوڑھی پیر آتش کے شعلہ بنکر ہر طرف دوڑے لیکن کہین پتا نہ ملا غوغاے عظیم برپا کیا کہ افسوس مجرم نکل گیا شاہ جادوان خاصہ نوش کرکے تخت پر آکر بیٹھا تھا اُسنے بھی غل سنا ملازمون سے کہا ذرا خبر لینا یہ غل کیسا ہے **صنعت** نے کہا اور ان عمرو عیار مکان آتش مین قید ہے وہ جلکر مرگیا ہوگا اُسی کا غل ہوگا یہ کہہ رہی تھی کہ پیر سحر کے حاضر ہیئے سامنے آکے اور عرض کیا کہ مکان آتش کا دروازہ کھولکر ایک مجرم نکل گیا ہے ہم نے ہرچند تلاش کیا نہ ملا یہ سنا تھا کہ **صنعت** خود اُٹھکر اُس مکان مین آئی دیکھا کہ وہان خواجہ کا نشان بھی نہین اُسکو غصہ آیا اور دل سے کہا تو نے ناحق اُس مقری کو قتل

تو نے دیا اب تیری قید سے وہ بھاگا بادشاہ کا خطرہ بد تیری جانب گذریگا اور اب تجکو اُس عیار کو گرفتار کرنا پڑیگا لیکن
بغیر کسی کے شریک ہوئے یہ عیار رہا نہیں ہوا پس بغضب تمام اُسنے سحر پڑھکر زمین پر دو ہتڑ مارا کہ ایک پتلی زمین سے
نکلی اور گویا ہوئی کہ لے ملکہ آپ خفا کیوں ہوتی ہیں گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے ملکہ گلچین جادو چیلے اُس مکان میں
آئیں اور ایک بھبھوکا مارا کہ مکان سرد ہوگیا پھر خواجہ کو اس طرح سے نکال دیا یہ کہکر پتلی غائب ہوگئی اور ملکہ
گلچین ایک گوشۂ مکان مذکور میں چھپی کھڑی تھی کہ غل بطرف ہوجائے تو میں نکل جاؤں اب پتلی کا بیان
سنکر سمجھی کہ تو پکڑی جائیگی پس پرواز کرکے وہاں سے چلی ہیر وغیرہ اس کے پیچھے چلے صنعت نے بھی کچھ ساحر
اسکے پیچھے بھیجے لیکن عمرو جو اس مکان سے نکلا سوچا کہ اے عمرو اب اس قید کرنے کا بدلہ افراسیاب سے
لینا چاہیئے اور بن پڑے تو ملکہ صنعت کو مارنا چاہیے پس یہ تجویز کرکے صورت اپنی خدمتگاروں کی ایسی
بنا کر بارگاہ میں آیا اور ایک جگہ کھڑا ہوا اسوقت ہزار ہا چیلہ حاضر بارگاہ تھا اور بادشاہ چھوٹ جانیسے
خواجہ کے بہت متفکر تھا چار طرف نگاہ کر رہا تھا کہ یکایک عمرو سے آنکھ چار ہوگئی اور اسنے بزور سحر پہچانا
کہ یہی عمرو ہے اور آنکھ ملتے ہی عمرو بھی سمجھ گیا کہ اسنے مجکو پہچانا پس فوراً جست کرکے چلا کہ بارگاہ سے
نکل جاؤں شاہ جادوان نے افسون پڑھا کہ پتلے جو حاضر تھے زمین سے ایکنے دامن پکڑ لیا خواجہ نے
دامن جلد چاک کر دیا اور بھاگا شاہ نے نعرہ مارا کہ نجانے پائے کئی پتلے پیچھا ہوں بنکر لپٹ گئے دست و پا
بیحس و حرکت ہوے گر پڑا بادشاہ نے فرمایا کہ مشکیں باندھکر لے آؤ پتلے باندھکر سامنے لائے اس عرصہ میں
صنعت مکان آتش سے پھر آئی اور عرض کیا کہ لے بادشاہ آپ کے وزیر کی زوجہ ملکہ گلچین تو عمرو سے
ملگئی ہے اس طرح سے اسکو رہا کر دیا شاہ نے فرمایا کچھ غم نہیں پھر وہ پکڑ لیا گیا اب اس باغیہ کو بھی گرفتار کیے لیتا ہوں
یہ کہکر چاہتا تھا کہ سحر کرے اُسوقت اور ماجرا سنیئے یعنی بقدرت فراش لبالارض خیمہ آسمان پہ خیمہ صنعت
نے اس پار دریاے خون رواں کے استادہ کرایا تھا پس برق نے جب لشکر میں جاکر حال گرفتاری خواجہ
بیان کیا اتفاق سے مہتر قران بھی حاضر دربار تھا اُسنے عیاروں سے مشورہ کیا کہ معلوم کرنا چاہیے کہ شاہ طلسم
کہاں ہے اور مقام پیدا کرکے بہر رہائی خواجہ جانا مناسب ہے غرضکہ لشکر حیرت میں جاکر کیفیت معلوم کی کہ ملکہ
صنعت نے خیمہ کنارہ دریا کے استادہ کیا ہے ہیں جگہ بادشاہ ہے یہ دریافت کرکے صورت اپنی مثل ساحروں کے
بنائی اور لشکر حیرت میں جو طوائفیں رہتی ہیں اُنمیں سے ایک کو خریدی دیکر اپنے ساتھ لیچلا جب صحرا میں پہونچا اُس
طوائف کو بیہوش کرکے ملکہ گلچین کی ایسی صورت اُسکی بنائی اور ایک چادر میں لپیٹ کرکے کندھے پر لادکر بارگاہ
افراسیاب میں آیا بادشاہ اُسوقت خواجہ کو گرفتار کرکے گلچین کے پکڑنے کو سحر کیا چاہتا تھا کہ اسنے تسلیم
کی اُسنے اسکو پشتارہ بدوش دیکھکر پوچھا کس کو لائے اسنے کہا گلچین کو اے بادشاہ اسکو آپ لیجیے اور عمرو
پر سے سحر دفع کر دیجیے کہ میں ایک ہی ہاتھ میں سر اُسکا جدا کر دوں مجکو اُس کمبخت نے بہت ستایا ہے ہزاروں مرتبہ
مگر میرا لوٹا ہے بادشاہ نے اُسکے کہنے سے سحر خواجہ پر سے رد کر دیا اور آپ چادر سے گلچین کو کھلوانے لگا

ساحرون کی نگاہ اُسوقت جانب پستارہ گلچین تھی اس ساحر نقلی نے جلد خواجہ کو اُٹھا کر پشت پر لادا اور سرانجمہ فرار کر با ہر بارگاہ کے پہونچکر نعرہ کیا من قران عیار بادشاہ نے نعرہ سنکر کہا لینا ساحر دوڑے قران تو کسی مقام پر چھپ گیا اور عمرو نے گلیم اوڑھلی ساحر ڈھونڈکر پھر گئے اور بادشاہ نے گلچین نقلی کو ہوشیار کرایا جب اُسکی آنکھ کھلی پکاری دہائی ہے شہنشاہ کی مجکو ساحر ملمع زرد پکڑلایا اور اُسنے یہ میرا حال بنایا بادشاہ نے منہ اُسکا دھلوایا دیکھا تو ایک زن سیہ فام ہے اُسکو چھوڑدیا اور ایک ساحر کے ہمراہ لشکر حیرت مین بھجوادیا لیکن صنعت نے بادشاہ سے کہا حضور رنجیدہ نہون مین ابھی اُس نابکار کو لاتی ہون یہ کہکر زمین پر گری اور مثل مشعل روشن ہوگئی پھر مشعل کی زمین سے دھوان نکلا اور میل بنکر بلند ہوا اور ایک طرف چلا۔ اس اثنا مین بادشاہ نے ساحرون کو اشارہ کیا کہ باغبان کو بھی پہرے مین کرو ساحرون نے باغبان کو گھیر لیا وزیر چپ کری پر بیٹھا رہا بلکہ گردن جھکا کر رونے لگا اور گل بوستان وفاداری سرو باغ غمخواری دلبر مہ جبین یعنی زوجہ اسکی ملکہ گلچین جو بدفرار لائی نسیم آسا ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچی دیکھا کہ اس مقام فرحت آگین مین بہار کی حکومت ہے گل زیب دہ اورنگ سلطنت ہے ہوا ہوا خواہی کا مثل ارکین دولت دم بھرتی ہے بلبل بصد عشرت چہچہے کرتی ہے زلف دام کو بچھاے ہے کمند گرہ گیر عیاران کی صورت بناے ہے نرگس زرگل کی نگاہبان ہے سرو ہر ایک پاسبان ہے گل اشرفی کی تحویلداری ہے سوسن کی زبان سے یہ حکم جاری ہے کہ لالے کی پلٹن تیار رہے گل عباس قرنا پھونکے ترک ہزارا رسالے دار رہے خزان قدم یہان نہ دھر سکے فوج ہوشیار رہے

نظم

دکھلے ہزار رنگ کے پہنا دین ابر کو
دین مدد جتی رسالۂ گل ہے امیدوار

بس اہلکار لالۂ خود رو سے یون کہین
موج ہوا کہ آگ ہو زرہ پوش ایکبار
کہدین کہ چار نہر سے گلشن کے صحن باغ

رنگین سحاب مشک سلیمان کو بہار
تقسیم کردین فرقۂ غنچون مین جلینین
چار آئینہ کو بیچ کے رہے مستعد کار

لیکن اُس مقام نزہت انتما کو دیکھ کر یہ سیم گلشن حیا زمین پر گری شبنم نمط بارنگ صبا سبزہ زار پر لوٹنے لگی اور صورت اپنی سحر سے ایک گل خوشرنگ کی بنا کر ایک گھنے شجر کو دیکھ کر جسمین ہزار رنگ کے پھول کھلے تھے بس اسی درخت مین اڑ کر پھول بنی ہوئی لگ گئی ساحران باغی جو پیچھے اسکے آتے تھے ہر سمت تلاش کرکے پھر گئے اس طرف سے گل بوستان عیاری جو بھاگے راہ مین عمرو قران نے کہا اُستاد درہ کوہ مین چلیے پھر اسی مین پکاؤن کھانا بیجے خواجہ نے کہا مین گرسنہ جان ساحران ہون جبتک کوئی عیاری معقول کرکے کسی زبردست ساحر کو نہ قتل کرونگا ہوقت تک بھوک پیاس مجکو نہیں ہے قران یہ سنکر درہ کوہ مین چلا گیا اور خواجہ فکر عیاری مین چلے مگر یہ گمان تو یقین ہوچکا تھا کہ کوئی میری گرفتاری کو آتا ہوگا اور ہر وقت یہ گلیم اوڑھے بھی نہین رہتے ہین اب بھی گلیم اوتار کر چلے جیسے ہی کچھ دور گئے کہ ایک طرف سے دھوان پیدا ہوکر چار طرف ان کے ہوگیا اور گلیم مین دھوین کی زنجیر کی طرح گردن و کمر مین بیٹھ گئین سیہ بختی نے نیا رنگ دکھایا روز سیاہ گرفتاری پیش آیا وہ دھوان گھیرے ہوئے سامنے بادشاہ جادوان کے لایا اور وہ دھوان پھر

صنعت بنا اور خواجہ کو بجنس آسنے کرکے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اسی وقت اس ناعیار کو قتل کرونگی پس اب حکم قتل دیجیے بادشاہ نے جلاد کے حاضر ہونے کا حکم دیا جلاد ایک ساحر تیرہ رو چوڑہ تیغہ باندھے لنگ کھاروے کا کسے بیرحم و سیہ دل سامنے آیا شاہ نے فرمایا کہ لیجا اس مجرم کو اور سر کاٹ لا جلاد خواجہ کو کشان کشان باہر خیمہ کے لایا بادشاہ بھی برآمد ہوکر سامنے بیٹھا ہزارہا ساحر گرد و پیش استادہ ہوا جلاد نے چبوترہ ریت کا بناکر بوریا سے فلاکت اوسپر بچھایا اور خواجہ کو اوسپر بٹھایا اور کوئلے کا خط گردن پر دیا اور حاضر خدمت شاہ جادوان ہوکر عرض رسا ہوا کہ اے شہنشاہ حکم اول ہے ذرا سوچ سمجھ کر دیجیے گا کہ مار ڈالنا میرا کام ہے جلانا میرا کام نہین بادشاہ نے فرمایا کہ ہزار حکم کا ایک یہ حکم دیا جاتا ہے کہ جلد اسکو قتل کر جلاد نے آکر تیغہ اپنا تولا اور پکارا کہ اے گروہ تماشائیان ہٹ جاؤ کہ خون گنہگار چھینٹ نہ پڑے اوسوقت عجب طرح کا غوغا تماش بینون کا بلند تھا کوئی نادان عشرت کر رہا تھا کوئی دانشمند عبرت پذیر تھا کہ افسوس اس چرخ کجرفتار گردون غدار کا یہی طور ہے بسا صاحب جور ہے اولوالعزمان دہر کی ذلت کا ہمیشہ خواہان رہتا ہے سربلندون کا دشمن جان رہتا ہے کہ

ابیات

ہرگز کسی گرہ کے لیے جز خراشش دل　　مارا نہ آسمان نے کبھی ناخن ہلال
روشن طبیعتون سے بُرا ہے یہ تیرہ عقل　　کرتا ہے نور مہر کے سایہ کو پائمال
رکھتا ہے اہل غرور کو جون نیزہ سربلند　　جون جادہ خاکسار کو دیتا ہے زمین پہ ڈال
ہر روز نعمتون سے کرے سفلہ کو غنی　　محتاج نان شب ہو سدا صاحب کمال
پاجی کو دے ہے رتبۂ اکسیر بعد مرگ　　دولت کبھی کسی کو نہ دی اسنے بے زوال

خلقت کا تو یہ حال ہے اور جلاد حکم ثانی دریافت کرنے بادشاہ کے سامنے حاضر ہوا مگر خواجہ نے جو سامنا موت کا دیکھا بہ رجوع قلب درگاہ کبریا میں استغاثہ کیا اور خاصان خدا کو پکارا کہ

نظم

یا امیرالمومنین دریاب زود　　ورنہ جلاد غمم بسمل نمود
تو کہ سلمان را رہانیدی ز شیر　　در خلاص من اسیری چیست دیر

یہ استغاثہ درگاہ دافع البلیات مین مقبول ہوا یعنی دو چیلے جو اسکو لیکر بران کے حکم سے آئے تھے جب اسکو لاش شیرین کا لیکر اڑا تھا اسی وقت سے چیلون نے جاکر بران سے حال گرفتاری عرض کیا تھا ملکہ نے ہما جادو وغیرہ سے کہا اب کیا منہ دکھائین گے خواجہ کو کہ وہ اس طرح اسیر ہوے اور ہم بیٹھے رہے اے ہما اس راز کو کسی سے نہ کہنا مین بمدد تنہا بہر رہائی خواجہ جاتی ہون یہ کہکر برنگ بوے گل غائب ہو گئی اوس وقت نسیم عنبر شمیم ایسی چلی کہ مشام ملکہ ہمار جادو بس گیا اور ملکہ بران نظر نہ آئی یہ خاموش ہو رہی لیکن وہ چمن بند حدیقۂ سلطنت یعنی ملکہ بران بجد شوکت سناٹا مہر کرانے طلسم کی سرحد پر آنکر ظاہر ہوئی اور فرط غضب سے لب رنگین مثل برگ بید اسکے کانپنے مسی طائر رنگ حنا کی طرح لبون سے اڑکر بلند ہوئی تھوڑی دیر مین اودی گھٹا کوہسار کی طرف سے اٹھی اوسوقت ملکہ موصوفہ ہنسی الائی پان کی لبون سے چھوٹ کر اس گھٹا مین بجلی جاکوندی

پھر ملکہ لالہ فام بالیجان دلکش کچھ گنگنائی صدائے نغمہ نصورت طاؤس و کبک کی بنائی اور اس گھٹا میں جا کر
شور کرنے اور بلند قہقہے لگانے لگے پھر ملکہ گلعذار نے اپنے ہاتھ بلند کیے ایک تخت یاقوت احمر کا ابر میں پیدا
ہوا اُس ماہتاباں حسن نے اپنے تئیں چاند بنا کر اُس تخت پر پہونچایا اب تو عالم ہی اور نظر آیا کہ اودی گھٹا
میں چاند نکلا ہوا گویا شاہد دہر نے مسی ملکر چاند بنگی کو گویا ماتھے پر لگایا تھا نہیں نہیں فروغ حکم ملکہ بران کو
سر پہ فلک نے چڑھا یا تھا کہ نظم

ہیں تخفی دو وزیر جو مریخ و ماہتاب
لیکر قلم کو ہاتھ رکھو پیادہ دو سوار
ہاتھ سے دستہ جدا ہو گھوڑے ہو
تا وقت کارزار ... گل سے نہ ... بچے جار

برج حمل میں پہنچے کے خاور کا تاجدار
اُن کو یہ امر ہے کہ امیران نامدار
طاؤس نام وہ جو ہیں اس خواجہ کے نقیب
ہاں چلد باندھ کر کمر کینہ استوار

کھنچے ہو اب خزاں پہ صف لشکر بہار
منھ کو لیے خزانہ گل اشرفی کا تم
کرتے ہیں یہ صدا کہ جوانان لالہ زار
میدان صاف کرتی ہے چار و ناچار تند

شور شور کرتے بجلی چمکتی ہوا سے فتح و ظفر کی پرچم ہلتی رعد نقیبوں کی طرح گرج کر
ملکا زنا ترک ہوا تیر انداز بنی ہوئی ملکہ سمن بدن کی سواری بجانب حریف رواں تھی جدھر سے وہ گھٹا نکلتی
کیفیت بہار ظاہر ہوتی صحرا صحرا لگہائے بوقلموں کھل جاتے بلبل کے ترانہ دل لبھاتے یہ تو اس جانب
رواں ہے لیکن بعد اس کے چلے جانے کے ملکہ مجلس جادو زنگی اس کے مقام پر آئی ملکہ ہما کو چپ اور
پریشان دیکھ کر گلے سے لپٹی اور کہا ہوئی میری اماں جان سچ بتاؤ تم چپ کیوں ہو میری جان کی قسم میری
اچھی اماں آخر کیا ہوا جو تم رنجیدہ ہو ہمانے کہا کہ مجکو ہر بات میں خیال آتا ہے خدا نخواستہ ابھی میرے بچے لڑکی
میں رنجیدہ کیوں ہونے لگی اُسنے کہا اچھا بتاؤ امی جان یعنی ملکہ بران شمشیر زن کہاں ہیں اور اگر نہ بتاؤ گی
تو میں اپنی جان دیدونگی یہ ضد اسکی دیکھ کر ملکہ ہما ناچار ہوئی اور چپکے سے کہا بیٹا کسی سے کہنا نہیں عمرو
گرفتار ہوا ہے اُسکے چھڑانے کو گئی ہیں یہ سنکر مجلس خاموش ہو رہی اور کچھ دیر میں بہلا وا دیکر بالائے
بام گئی اور کہا مجکو نشہ شراب زیادہ ہے کوئی ہلکا نہ کرے میں آرام کرونگی کنیزیں جو بہر خدمت ہمراہ تھیں
اُنسے بھی حکم دیا کہ یہاں سے چلی جاؤ وہ سب چلی گئیں اور جو دیری سے ٹھہر گئیں ان پر اُسنے الزام رکھ کر
نکالا ایک کو خوب مارا کہ مار ڈالی تو نے مجکو راہ چلنے میں دھکا دیا تھا دوسری کی جانب دیکھ کر کہا گھورتی
ہے تیسری سے کہا تو بڑبڑا کر مجکو بد کہتی ہے غرض اس طرح الزام دیکر سب کو وہاں سے نکال دیا بالاخانے
کا دروازہ بند کر کے آپ ایک سحر ایسا پڑھا کہ ایک عقاب تیز پرواز اُڑتا ہوا روے ہوا سے اسکے پاس
آیا یہ جست کر کے اُس پر سوار ہوئی اور بہر امداد ملکہ مذکور جانب طلسم ہوش ربا چلی لیکن احوال بران
سنیے کہ یہ ماہتاب بنی ہوئی ابر میں چمکتی صحرا و کوہ کو سرسبز کرتی ہوئی اُس مقام پر کہ جہاں خواجہ زیر تیغ
تھے پہونچی شاہ طلسم نے ساحروں سے کہا کہ دیکھو کیا خوشنما گھٹا اٹھی ہے ملکہ حیرت نے کہا موسم برشگال
بھی قریب آیا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ یکایک وہ ابر تمام عالم پر محیط ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلی عالم محویت
ہر ایک پر طاری ہوا اگر صنعت جادوگری زبردست ہے یہ اُس گھٹا کو دیکھ کر سمجھے کہ مقرر اسمیں کوئی

آفت ہے پس جلاد کو للکاری کہ جلد اس گنہگار کا سر کاٹ جلاد نے تیغہ بلند کیا اور خواجہ نے بنگاہ یاس جانب فلک دیکھا اسوقت اس ابر مین بجلی کوندی اور سمت کر وہ بجلی چاند بنگئی اور اس چاند کے دو ٹکڑے ہوے ایک ٹکڑا تو جلاد پر گرا اور دوسرا ٹکڑا خواجہ پر آیا اور اسقدر روشنی ہوئی کہ وہ زمین مطلع الانوار بنگئی سب کی نگاہ خیرہ ہوئی اور چاند کا ٹکڑا ہلال بنکر شمشیر کا کام کر گیا جلاد کے دو ٹکڑے ہوے اور خواجہ پر جو ٹکڑا گرا تھا اوسمین سے پنجہ پیدا ہوا کہ عمرو کو اُٹھا کر بلند ہوگیا اور اس کے بلند ہونے سے کچھ روشنی کم ہوئی اور شاہ جادوان نے دیکھا کہ سب ساحر بیہوش پڑے ہین اور جلاد کے دو ٹکڑے ہوے ہین عمرو کو چاند کا ٹکڑا لیے جاتا ہے پس اسنے گھبرا کر کمر پر اپنی ہاتھ ڈالا اور ایک گرزی سامری کے گنبد کی نکالی اس خیال سے کہ یہ دختر شاہ کوکب مالک طلسم نور افشان ہے بغیر تحفہ طلسمی کے زیر نہوگی چنانچہ اُس گرزی کا افسون پڑھکر اس چاند پر کھینچ مارا بس وہ گرزی روے ہوا پر جاکر کشادہ ہوئی اور ایک ٹکڑا اُسکا نیچے چاند کے آگیا اور دوسرا سر پر چاند کے آکر مثل سرپوش ڈھکنا پھر تو زمانہ اندھیرا ہوا وہ ابر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا گویا زمانہ نے گریبان چاک کیا مور چنگھاڑنے لگے جیسے اہل ماتم شور کرتے ہین کبک عوض قاہ قاہ کے آہ آہ کرنے لگے برق سحر کا دل بیقرار ہوا تڑپنے لگی کالی گھٹا نہ تھی دنیا سیاہ پوش ہوئی تھی بہار کی نظر مین عالم تمام خار ابر بسان غمناکان اشکبار کہ بموجب

نظم

زلف سنبل بھی گرفتار پریشانی ہے	دل مین لالہ کے جو داغ غم پنہانی ہے	نہ فقط دیدۂ نرگس ہی کو حیرانی ہے
دہن غنچہ کو گفتار کی قوت کیسی	پا بگل سرو ہے رفتار کی قوت کیسی	گل بھی سودازدہ چاک گریبانی ہے

ملکہ بران عالیشان کا اس برج مین مقید ہونا تھا کہ اسنے انتہا کا زور کیا اور از بسکہ نہایت زبردست ہے کر گیا اُرے کہ ملک برپا یا اور مقابلہ شاہ جادوان کا اور سحر بھی وہ سحر کہ تحفہ گنبد سامری کا لیکن یہ شاہزادی باز نہ آئی اس طرح مثل برق بُتا گنبد سے تڑپ کر اُڑی کہ چھت اُس گنبد کی شگافتہ ہوئی مگر سر اسکا بھی پھٹ گیا اور ایسا صدمہ ہوچکا کہ عمرو ہاتھ سے چھوٹ کر اُسی گنبد مین گرا اور یہ سناٹا بھر کر چلی ایسی خود رفتگی مزاج پر مستولی تھی کہ خواجہ کے گرجانیکا مطلق خیال نہ رہا آپ اُس برج سے نکلکر دور ایک بیابان مین جاکر گری اور اسوقت کی سراسیمگی اُس ماہ سپہر رعنائی کی اور پریشانی گل بوستان زیبائی کی عجب عالم دکھاتی سر جوشش ہوکر خون بالون مین بھرا تھا شفق شام کا دھوکا تھا یا مانگ مین سیندور بھرا تھا خون بہ کر ماتھا تر ہوگیا تھا گویا خون ریزی عشاق کا اُسکے سر چڑھا تھا رخسار پر خون کی بوندون کا ڈھلک آنا اور جم جانا مصحف رخسار پر شنجرفی آیتون کی گندہ بیان بنا تھا نہین نہین دوکان محراب ابرو کے نیچے جوہری حسن نے پارہ ہاے یاقوت رمانی کو چنا تھا وہ دوپٹا سر سے سرکا ہوا ہر عضو بدن کھلا ہوا فرط نزاکت سے ہانپتی ہوئی ران ہر ایک کانپتی ہوئی زلف رُخ پر بکھری ہوئی کافر خونخوار کی طبیعت دل لینے پر پھری ہوئی دل نازک دھڑ دھڑ کرتا تیوری چڑھی ہوئی کمان تیر قلاب کھنچی ہوئی غرض یہ کمان ابرو کشیدہ خاطر ہو کر پھر قاصد ہوئی کہ جاکر دوبارہ

اس گنبد پہ گرون پھر خیال کیا کہ تو زخمی ہو چکی ہے اور یہ سحر زبردست ہے رد نہ کر سکے گی تو بھی چلکر تحفہ
طلسمی لا اور اس سحر پر سبقت لیجا یہ سوچکر رنجیدہ خاطر مراجعت فرما ہوئی راہ مین ملکہ مجلس اسکو ملی کہ عقاب
پر سوار آتی تھی اُسنے تسلیم کر کے حال مزاج ہمایون کا پوچھا اسنے سب کیفیت بیان کر کے کہا کہ اے فرزند
اب پھر چلو تدبیر کامل کر کے آیندہ آئین گے مجلس اس کے ساتھ لاچار ہوئی اور یہ اپنے مقام پر
آکر تدبیر مین معروف ہوئی اس طرف شاہ طلسم ہوشربا نے بزور سحر معلوم کیا کہ بران تو اس برج سے
نکلگئی لیکن عمرو رہ گیا ہے اور برج مین شگاف بھی کچھ پڑ گیا ہے ایسا نہو کہ وہ عیار رخنہ پرداز نکل جائے
پس اسنے اوڑکر اپنے تئین سقف برج پر پہونچایا اور ہاتھ سے افسون پڑھ کر اس شگاف کو بند کیا وہ شگاف
برابر ہو گیا خواجہ اسمین بیہوش پڑے ہین جب آنکھ کھلتی ہے تو اندھیرا نظر آتا ہے پھر بیہوش ہو جاتے ہین
یہ بھی مصلحت خدا کی کہ ان کو بیہوشی طاری ہوتی ہے ورنہ دم اندھیرے مین خفا ہو کر نکل جاتا نکالو یہ نقشہ ہے
لیکن بادشاہ ساحران برج سے اُتر کر دربارگاہ پر آیا اور ایسا سحر پڑھا کہ جملہ ساحر جو بیہوش پڑے تھے
ہوشیار ہوئے بادشاہ نے **صنعت** سے کہا کہ اس طرح سے وہ بھوکری **کوکب** کی آئی تھی اگر میری
قید سے نکلگئی اور اسنے چاہا تھا کہ عمرو کو مجھ سے چھڑالے بھلا کیا میرا سامنا کرتی مجکو رحم آگیا کہ اسکو نکل جانے دیا
ورنہ وہ بھی نہ جاسکتی اب اس مفتری ناعیار دزد مکار کو یون ہی بروے ہوا قید رکھنا چاہیے آپ ہی بے
آب ودانہ مر جائیگا دیکھون تو کون ہمکو اس برج غضب سے میرے رہا کرتا ہے اب ایسے مین خوب موقع ہے
کہ میدان خالی ہے کوکب کی طرف طلسم کشا کو بھیج چکا ہون وہ اسکی فکر مین ہوگا عمرو میری قید مین ہے پس
ایک ساحر زبردست کو بھیجکر سب نمک حرامون کو قتل کرانا چاہیے اور مین کوہ قلیم پر جاتا ہون وہان سے
ایک ساحرہ مالک مرحلہ طلسم کو نزع تحفہ طلسم کے جانب کوہ عقیق بھیجونگا کہ کام لشکر حمزہ کا تمام کر دے ملکہ
صنعت نے عرض کی اے شہنشاہ واقع مین یہ تدبیر اچھی ہے پس بادشاہ نے ملکہ **حیرت** سے کہا کہ اے
ملکہ تم لشکر مین اپنے جاؤ مین ساحر نامی بہر جنگ باغیان بھیجتا ہون۔ ملکہ مذکور سوار ہو کر لشکر مین آئی اور
سریر حکومت پر بیٹھی اور اپنے دربار مین قید ہونا خواجہ کا برج غضب مین بیان کیا طائران سحر نے یہ خبر
جاکر ملکہ **مہرخ** سے عرض کی ملکہ اور تمام اہل دربار ساحران ذی وقار غم مین خواجہ کے بیقرار ہوئے اور
ہر ایک نے قصد کیا کہ اُس گنبد پر جاکر گرین یا اپنی جان دین یا گنبد کو باطل کر کے خواجہ کو رہا کرین لیکن بہار نے
ہر ایک کو منع کیا کہ ذرا توقف کرو **بران** زخمی ہو کر گئی ہے ضرور اسکا کچھ نتیجہ ہوگا اور اگر کچھ نہ ہو سکے
تو آیندہ جان دینے کا اختیار ہے اسکی فہمائش سے ہر شخص دست بدعا ہوا اور اپنے ارادہ سے باز رہا
اور از بسکہ وہ برج غضب اس پار دریاے خون روان کے ہے تو ساحران لشکر جاجا کر دیکھ آتے ہین
اور وہان کی خبر ہر وقت کی رکھتے ہین یہ تو سب اس کاروبار مین ہین لیکن بادشاہ طلسم سے ملکہ **صنعت**
دست بستہ عرض پیرا ہوئی کہ اے شہنشاہ مین امیدوار ہون کہ خطا **باغبان** وزیر کی معاف فرمائی جاے

اس بیچارہ نے سوائے نمک حلالی کے کوئی امر خطا کا نہین کیا بادشاہ نے کہنے سے اس کے خطا اُسکی معاف فرمائی اور حکم دیا کہ اپنے مقام پر جائے وزیر وہان سے روانہ ہوا اور تلاش مین اپنی زوجہ کے چلا حال اسکا بیان ہوگا اب بادشاہ نے اپنے ارادہ کے بموجب سحر پڑھ کر دستک دی کہ آندھی سیاہ آئی اور اُس آندھی سے ایک ساحر عجیب الخلقت نکلا کہ تمام جسم اُسکا گول مثل منقل کے تھا اور منھ جس طرح انگیٹھی کا جوف ہوتا ہے اس طرح کا تھا اُس منھ مین زبان مثل انگارے کی دہکتی تھی آنکھ برنگ شعلہ جوالہ آتش لپکتی تھی ہر بن مو سے شعلہ آگ کے نکلتے تھے خدا کی پناہ ایک بلا مبرم و آفت زمانہ وہ تیرہ رو تھا بادشاہ نے اُس کا سلام لیکر خطاب کیا کہ اسے مجمر آتش زبان جادو تم جاکر ملکہ حیرت کی خدمت مین حاضر ہو اور مقابلہ کر کے لشکر مہرخ نمک حرام غارت و برباد کرو اس آفت روزگار نے کہا بہت اچھا بادشاہ نے فرمایا اور کوئی جادوگر تمھارا کچھ نہ کر سکیگا کس لیے کہ تم تو رہنے والے ظلمات طلسم کے ہو عیارون سے بچتے رہنا اور عیار اب چار باقی ہین انکا سردار او راستاد عمر و عیار تو میری قید مین ہے شاگرد اسکے باقی ہین انھین سے بچنا اور اُنھین کر ہران میری قید سے نکلگی نہین تو اُسکا بھی خوف نہ رہتا غرض جاؤ مین سمجھونگا اُس نے عرض کیا کہ سامری کی عنایت سے زہران میرا کچھ بنا سکتی ہے اور نہ میرا کوئی کچھ کرسکتا ہے اقبال حضور کا شریک چاہیے یہ کہکر آداب بجا لاکر رخصت ہوا اور اپنے مقام پر آیا پردہ ظلمات مین ایک قلعہ ہے کہ نام اُسکا دخانیہ ہے یہ اس قلعہ کا حاکم ہے لاکھ ساحر اسکا ملازم ہے اس نے آتے ہی حکم تیاری لشکر دیا پچاس ہزار ساحر بہر نگہبانی قلعہ چھوڑا اور پچاس ہزار اپنے ہمراہ لیا دھڑدھڑی صدا ابر سیر مثل زاغ منڈلانے اژدہے پھنکارتے ہوئے آئے ساحر سوار ہوئے ہو ہو کا غل بلند ہوا دل دہر خوف سے دردمند ہوا آگے تمام لشکر کے مجمر اژدر آتشبار پر سوار تھے اُس تیرہ سر کے طاؤس و بوتیار و ہنس و باز و اُشتر بردار کی قطار اُن پر ساحران غدار فانکار سوار سحر سے اُن کے تاریک تمام روزگار کر بموجب ابیات

کبھی نظرون مین تھے وان روز و شب گم	کبھی تھے اک جگہ خورشید و انجم
کبھی آتش سے سب جلتا تھا جنگل	کبھی اس طرح جون برسے ہے بادل
ہوا اکا نام بھی ہوتا نہ زنہار	گرجتی فوج مین اژدر کی پھنکار
ہزارون تھین بلائین وحشت انگیز	کہ وحشت جنگلی تھی عالم کی خونریز
غرض وہ لشکر گمراہ و جاہل	چلا جاتا تھا یس منزل بہ منزل

بایان گروہ خود سر قریب لشکر حیرت پہونچا طائران سحر نے خبر آمد اسکی ملکہ بے ہنر کو پہونچائی اُس نے گیسو سے پری شہاب اور شہاب جادو وغیرہ ساحران نامی کو برائے استقبال بھیجا فی الجملہ مجمر بدخصال داخل لشکر ملکہ زشت خصال ہوا لشکر اُسکا اُترا اور اُسنے آکر ملکہ کو نذر دی خلعت پایا اُس روز اور ایک دن اور بارگاہ اپنے لیے آراستہ کرکے آرام کیا دوسرے دن جب مجمر فلک سے آفتاب کا شعلہ سرد ہوا اور رونق

نظم		
گرم بازاری روزگرد کہ	عروج مہر ہو پہنچا جب لب بام	ترقی پر تب آیا اختر شام
موافق تھا جو اقبال شب ماہ	تو لی ظلمات نے دربار کی راہ	سر شام وہ ساحر ناکام دربار ملکہ

حیرت بدانجام مین آیا اور بیٹھکر میخواری کرنے لگا جب دماغ نشہ سے گرمایا ملکہ سے عرض پیرا ہوا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے ملکہ نے فوراً کوس حربی پر چوب دلوائی فلک کو جگر ہوا زمین تھرائی طایران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف یہ خبر سنکر نہایت اندیشہ ناک ہوئی اور رنگ اُس کے چہرے کا متغیر ہوگیا خشمناک ہوئی اس لیے کہ یہ ملکہ نانی مہ جبین کی ہے اور عزیزدار بادشاہ طلسم ہے اور بسبب سن زیادہ ہونیکے ساحران نامی اور اُن کے حالات کو جانتی ہے یہ حال ملکہ نیک خصال دیکھکر برق فرنگی نے کہا کہ اے ملکہ تم کو اس ساحر سے بہت بڑا خوف پیدا ہوا اسکا کیا سبب ہے ہم نے بارہا عرض کیا کہ مالک ہمارا رب ہے نظر بفضل کریم کارساز رکھو اور حکم نواخت طبل جنگ دو انشاء اللہ ہم فتح پائینگے اور جو مشیت ایزدی مین ہماری فتح نہیں ہے تو مارے جائینگے ملکہ مذکور نے فرمایا کہ اے مہتر خدا اس موذی کے شر سے ہمکو بچائے اس حرامزادے پر سحر نہیں اثر کرتا ہے اور نہ اسکی کسی حربہ سے قضا ہے ہان اگر پانی سامری و جمشید کے غسل کا ملے ہو اور اسمین تلوار بجھائی جائے تب اس خیرہ سر کی قضا آئے برق نے کہا تم ان خیالوں مین نہ پڑو فقیر سوچا ہے پانی غسل سامری کا کیا مین آب تیغ و عیاری سے غسل اُسکو دونگا سیسہ گرم کرکے پلا دونگا پانی دانہ دھرا رہیگا جہنم مین ٹھکانا ہوگا ملکہ نے کہا اے مہتر اسپر تم ہرگز عیاری کرنیکا ارادہ نہ کرنا اسنے کہا یہ سب ہم نے سنا ہے ہمارا تو عیاری کرنیکا پیشہ ہے اسوقت ملکہ بہار نے بھی کہا کہ اے ملکہ مہتر صاحب سچ فرماتے ہین لڑنے مین پس و پیش کیا اگر چہار چشم و دو زبان جادو جو زیر زمین کی اس طلسم مین مالک ہے آئے تو ہم اس سے بھی لڑین جا ہے جان جائے یا رہے ملکہ مہرخ نامور نے یہ کلمات دلیرانہ سنکر نظر بفضل رب اکبر فرماکر نفیر سحر کو دم دیا کوس دمامے جادو کے بجنے لگے دلاور آگاہ و باخبر ہوئے دربار شام کا برخاست کیا ہر بہادر اپنے خیمہ مین بیٹھکر سامان جنگ کرنے لگا ساحر سحر جگانے لگے بیر بلانے لگے پیچ و خم شمشیر و خنجر کا خوف کھانے لگے دل کی الجھن کو کمند گرہ گیر سمجھے ترقی حوصلہ کو بارہ شمشیر کی جانکر مرنے کی تدبیر سمجھے غرض ہوم کے دھوین سے وہ بن تجلی بن ہوگیا مست ہر بہادر چلیتن تھا نامرد بھاگنے پر تیار مثل ہرن تھا منتر دن کی جاپ ہر سو تھی آتش سحر کی برنگ معشوق شعلہ خو تھی ہوا سے سحر کے سنائے چراغ خودگل کرتے تھے آندھیاں چلتی تھیں کلوا بھیرون کا ساحر دم بھرتے تھے ڈھرو کی صدا پر چرخ ستمگر کا ایسا سر ناچتا تھا ہندوے زحل کا سینچر بنکر سر چڑھنے کا ارادہ تھا ساحر تو اس رنگ مین تھے بہادر تیاری آلات جنگ مین تھے شاہد شجاعت کو سنوارا تھا پیسان عاشق جان دینے سے دل نہ ہارا تھا کمند ہر ایک مثل زلف بر پیچ جانان حسین الجھا ہوا رشتہ جان بہادران خنجر سب کی نظروں مین آبروے خوبان جس سے ذبح ہونے کا ارمان تیر گویا تیر مژگان تیغ ہر ایک تیغ نظر معشوقان کمانون پر ابرو سمجھ کر قربان جان جانبازان کہ نظم

دلمین مرے یقین ہی کہ سید المین حسن گیتی کی	للکارین وہ دلیون کے تیغین کھینچکر کشتار	گوہر کرے پش آن مین رستم کا گالا و سر
بیت الخلا کو یاد کرے سام ہوا ہزار	اٹھلے جوانین جس دم بروز وغا کے روز	ہو جائین انکے سامنے آئینہ کی فراز
پتلا زیادہ پانی سے ہوا نہ ہوگی بس جنون	والے ہر ایک اپنی سپر کو حباب وار	لشکر مین تو یہ تیاری ہو رہی ہے

لیکن مہتر برق اپنے لشکر سے نکلکر کنارے لشکر حیرت کے آیا اور ایک ساحر ملازم ملکہ کی صورت بنکر داخل بارگاہ ملکہ موصوفہ ہوا دیکھا کہ مجم بڑی عزت سے دنگل پر بصد شوکت بیٹھا ہے ملکہ بیز اور ارکان دولت سب خاطر اسکی کرتی ہین جام شراب چل رہا ہے برق یہ ماجرا دیکھ دریافت کر رہا تھا کہ اسکو صرصر عیارہ نے دیکھا کیونکہ جب حیرت طلسم مین چلی گئی تھی تو عیار بچیان بھی اپنے ملک کو روانہ ہوئی تھین ملکہ کے آنیسے یہ بھی آئی ہین غرض جب صرصر نے اسکو دیکھا آہستہ سے کہا کہ ارے موئے کیون اپنی جان دینے آیا ہے برق تو اور ہی مطلب سے یہان آیا تھا اس وجہ سے اسکو کچھ جواب نہ دیا اور جست کرکے سراچہ فراز سے نکلگیا یہان غلغلہ ہوا کہ عیار سراچہ فراز سے نکلگیا ہے صرصر نے کہا برق تھا جب مین نے پہچانکر اسکو قید کرنا چاہا تو نکل گیا مجم یہ حقیقت سنکر چپ ہو رہا کچھ بولا تو نہین مگر بطور مخفی اسنے سحر کیا کہ حال اسکا آگے کھلیگا فی الجملہ کچھ دیر تو مجم ملکہ کی بارگاہ مین بیٹھا رہا پھر اٹھکر اپنے مقام پر بہر آرام آیا لشکر مین اسکے تیاری رزم کی ہو رہی تھی ساحر ہوم اگیار کر رہے تھے بہادر تیغ و خنجر تلوار کر رہے تھے اسنے بھی آکر چند منتر اپنے جگانے پھر سو رہا اور برق جو بارگاہ سے نکل گیا تھا یا تو عیاری کرنے آیا تھا یا خود بخود دل مین اسکے آیا کہ اپنے لشکر مین چلو زیادہ رات گئے آکر سمجھ لینا یہ سوچ کر اپنے لشکر مین آکر وہ خیمہ جو اس کے آرام کے لیے معین ہے اسمین آیا اور وہ آرام پذیر ہوا بعد کچھ دیر کے اٹھا اور قصد کیا کہ اب چلکر کچھ فکر کرون لیکن ایسا نشہ سا وقت زیادہ معلوم ہوا کہ سر چکر کرتا تھا یہ پھر لیٹ رہا اور سو گیا اور ایسا سویا کہ رات بھر آنکھ نہ کھلی جب دیگدان عالم مین ہیزم شعاع آفتاب جلکر شعلہ ور ہوئی اور منقل شب مین انگارے ستارون کے بجھکر راکھ ہوے بیت

ہوا پھر صبح کا شعلہ شرر بار	اڑا مثل صفت رنگ شب تار	جو پر کالہ ہوا پھر چہرۂ حور
ہوا تا ریک عالم جلوہ پر نور	ہنگام سحر برق خواب غفلت سے بیدار ہوا دیکھا تو نفیر سحر بج رہی ہے	

ڈنکو پر چوب پڑتی ہے لشکر عازم جنگاہ ہے وقت صبح کا ہے دلمین اپنے کہا ملے برق تو ایسا سویا کہ صبح ہوگئی اور رات کو از خود لشکر مخالف سے پھر آیا اور بغیر شراب پیے ایسا نشہ ہوا کہ تجھ سے اٹھا نہ گیا اور اسمین مقرر کچھ اسرار ہے بڑا زبردست یہ مجم نابکار ہے حاصل کلام خیمہ سے باہر آیا تو لشکر کو بدبادہ پایا ملکہ مہرخ تخت پر سوار برابر اسکے تخت کے ملکہ بہار رکھد سے چتر رکھے ابر کے لگے سر پر سایہ کیے ایک طرف ملکہ محمودہ نشہ حسن سے مغرور برابر اسکے ملکہ مہرخ ہو نہ بود جواہر سے آراستہ موبہ ایک سمت ملکہ زلف آرا زلف اسکی دام بلا غرض اسی طرح یہ سب شہزادیان لشکر چکراں ہمراہ لیے سحر کی نیرنگیان دکھاتی روانہ ہوتین لشکر مین باجے طرح طرح کے بجتے دلمین سوز و گداز پیدا کرتے ہوا مین ٹھنڈی ٹھنڈی آتی ابر برستے جنگل مین پھول کھلتے اس کیفیت و بہار سے سب فوج غنچہ بانسیم وقت سحر شگفتہ خاطری جانب میدان روانہ ہوئی نظم

نرگس لگا کے دیدے کو سمجھا بہار	

گلگون پہ اپنے ترک ہزاروں ہوئے سوار	ترک صبا کہے ہے مرا تیر بازگشت	ہو پشت پہ حریف تو نکلے جگر کے پار
امن کو باندھ باندھ کے مستعد شر	ترکی ہر ایک کہتی ہے یوں نعرہ مار مار	ایسا ہو کہ طعن کریں ہمکو بلبلیں

رہ پر قدم کو گاڑ کے یاران طرح دار

خلاصہ مرام یہ ہے ترک و احتشام سے لشکر دار و معرکہ کارزار ہوا اس طرف سے مجمر بچاس ہزار ساحر سامری فش ہمراہ لیکر رزمگاہ میں آیا ساحروں کے تختوں کے آگے ڈنکے اور بانسریان بجتی ہوئی اژدر پھنکارتے تھالیان بیل کی چکتین تاریخ انجمن رکھے سب نے آکر میدان میں پرا جایا ملکہ حیرت نے بھی کئی لاکھ ساحروں کو تیار کرا کے علیحدہ میدان جنگ سے استادہ ہوئی صفین آراستہ کی گئیں میدان جنگی نشیب و فراز سے برابر کیا ابر سحر ساحروں نے برسایا عرصہ نبرد آئینہ سان صاف نظر آیا نقیب نقابت کرکے ہٹے اسوقت لشکر حریف میں علمہائے سیاہ کے پرچم کھلے دہل جنگ بجا کڑکا ہوا لشکر کے سردار رہوار اپنے بڑھا کر حاضر رکاب افسر ہوئے مجمر نے اپنا اژدر میدان میں نکالا اور بہت کچھ زرغ و شعبدہ سحر کے دکھا کر تیر مار اکہا سرگروہ گمراہان و اسے فرقۂ نکو امان آؤ مقابلہ مردان میں یہ نہیب اس ستمگر کی سنکر ملکہ مہرخ کی طرف سے ایک افسون خوان نامور سامنے اس کینہ پرور کے آیا اور طالب ضرب ہوا مجمر نے سحر پڑھ کر دستک دی کہ ایک تیغ مثل برق شرر بار روئے ہوا پر از خود پیدا ہو کر اس نیک کردار کے اوپر گری ہر چند اسنے رد سحر کیا لیکن برق اجل نے خرمن حیات کو جلایا جسد دو ٹکڑے ہوا شور مرنے کا ہیروں نے مچایا مجمر پھر للکارا کہ کسے دیگر را بفرستید تا ذائقہ مرگ بچشید اس طرف سے ملکہ سرخ مو اجازت پا کر جا کر سے لیکر طاؤس اڑا کر سامنے آئی اسنے پہلے تو وہی تیغ کی بجلی گرائی جب ملکہ نے سحر سے پنجہ پیدا کر کے وہ تیغ رکوائی یعنی پنجے اس شمشیر میں لپٹ گئے اسوقت دوبارہ اس بجیلے نے ایک زنجیر فولادی اپنی کمر سے کھولی اور چرخ دیکر ملکہ موصوفہ پر لگائی حلقہ ہائے زنجیر مثل کمند گرہ گیر گردن و کمر میں ملکہ دلگیر کے اٹکے اس بیرنے جھٹکا دیا کہ یہ طاؤس سے گرکر زمین گیر ہوئی اور ہر چند چاہا کہ اٹھے مگر سنبھل نہ سکی کھنچتی ہوئی چلی اسنے ساحروں سے حکم دیا کہ باندھلو ساحروں نے آکر گرفتار کر لیا اور ایک زنگی تہ زمین سے پیدا ہو کر اس بیچاری کو اندر زمین کے لے گیا یہ کیفیت دیکھکر ملکہ زلف آرائے کہ جسکا نام مشکین موئے کاکل کشا بھی ہے اپنے ہنس کو اڑایا اور سامنے اسکے آکر اپنے جوڑے سے ایک پیکان نکال کر کچھ دم کر کے اس بیمار لاکے سحر پڑھا کہ پیکان اور سمت چلا گیا ایک دانہ ماش کا نکال کر منتر پڑھ کر جو مارا ملکہ زلف آرا پتھر کی ہوگئی فلک نے نئی سنگدلی دکھائی کہ اس صنم زیبا صورت کی شکل تصویر آذری بنائی بر حقیقت اسکی زبردستی کی دیکھ کر لشکر مہرخ پر بہم ہراس طاری ہوا مگر نہ نسبت کے مدت سے ایسی آفتیں جھیلتے چلے آتے ہیں بدیں وجہ ثابت قدم رہا اور لعل زبان جادو نے باجازت مہرخ جاکر سامنا کیا اور بغیظ و غضب تمام ایک تلوار اس بد انجام کے لگائی اس خیال سے کہ جو پہلے مارچلے وہی میری ہو لیکن اسنے ہنسکر ایسا سحر پڑھا کر چار پنجہ پیدا ہوئے دو پنجے تو تلوار میں لپٹ گئے کہ ضربت سے مجمر محفوظ رہا اور دو پنجوں نے لپٹ کر کلائی سے تلوار چھین لی اور مشکین باندھ کر لے گئے اسی طرح اس نابکار نے شام تک انواع و اقسام کے سحر کیے اور بہت سے ساحر و ساحرہ لشکر مہرخ کے گرفتار ہوئے اگر شرح

اُسکی کی جاے تو بہت طول کلام ہوگا حاصل مرام جب ساحرۂ شب نے دانۂ انجم پڑھکر عرصۂ فلک مین پھینکے ساحر روز رو بفرار لایا کہ بیت غرض شل مرض گھٹنے لگا دن + پھیلا جلد اسقدر گویا نہ تھا دن + شام کو مجمر نافرجام نے للکار کر کہا کہ اے فرقۂ گمراہان پردۂ شب تمھارے بچنے کے لیے عالم مین حائل ہوگیا اب بھی سرکشی و نخوت سے باز آؤ ورنہ ہنگام سحر ملک الموت کی گرم بازاری ہے جان کی تمھاری خریداری ہے یہ کہکر طبل بازگشت بجوادیا لشکر میدان سے پھرے حیرت سر پر سے اُس خیرہ سر کے زر نثار کراتی ہوئی اور تعریف کرتی ہوئی داخل بارگاہ ہوئی اور لشکر نے پڑاؤ پر کمر کھولی اس طرف ملکہ مہرخ رنجیدہ و پریشان مراجعت فرماکر عالیشان سے داخل بارگاہ عالیشان ہوئی وہ سردار جو قید ہوگئے ہین اُن کے دنگلون پر غاشیہ ڈلوا دیا اور بشکل حسرت ہماے فوج بھی متردد و پراگندہ خاطر آخری خصوصاً وہ لشکر کہ جن کے افسر قید ہوے ہین نہایت ہی مضطر تھا ہر سمت پنج دالم کی تقریر جان دینے پر آمادہ صغیر و کبیر ناچ نہ راگ کا چرچا غم کا کھروا آگ پھیلا ہوا اُدھر جب وہ بیدین یعنی مجمر لعین اپنی بارگاہ مین آیا میخواری کرکے گزرایا اور حکم دیا کہ نقارۂ رزم کا بجے بمجرد حکم ساحرون نے طبل جنگی بجایا ساتھ ہی ہزارہا گھنٹہ اور ناقوس بجا دل ترک دہر و ساحر فلک کا دہل گیا اُس طرف کے ساحر تو خوشی کر رہے تھے کہ کل دشمن کو مار کر دولت عظیم و گنج فخیم پائین گے یعنی مال عدو تاراج کرینگے اور رجلد فتح رزم مین بادشاہ سے انعام بہت کچھ پاکر راج کرین گے غرضکہ خبر نواخت طبل جنگ مہرخ دلتنگ کو عائزان سحر نے پہونچائی ملکہ کے منھ پر اُداسی چھائی مگر ہمت مردانہ کو اُس بہادر شیر دل نے کام فرمایا بے اختیار نفیر سحر کو بجایا کوس حربی ادھر بھی گرد گردیا صداے نقارۂ لشکر لشکر مین بہادر بشاش ہوے بزدل و نامرد بدحواس ہوے لب پہ یہ کلمہ تھا کہ ہم آج یہان اے کاش ہوتے بہت سے تو رات ہی سے کنارہ کر گئے سمجھ کر ہم یہان ٹھہرے اور دہل تھا کہ مر گئے شجاعت شعاران حالی تبار تیاری مین اسباب جنگ کے مصروف ہوے ساحر سحرخوان تھے ہتھیارون کے تیز ہوتے خنجر بران تھے ان کو نہ پرواے مرگ نہ فکر عیال جوش تہوری سے چہرہ لال نامردون کا خوف سے برا حال یہ لوگ ایسا سمجھے کہ موت کا آنا برحق ہے پھر اسکا کیا قلق ہے بزدل کہتے جان بچانیکا حق ہے پھر اسی بات کا دل کو قلق ہے فی الجملہ یہان تو یہ ہنگامہ ہے لیکن برق باناہے عیاری سے درست ہوکر پھر روانہ ہوا اور آج مطلق شراب نہ پی اس لیے کہ کل کا یہ حال تھا بس جب اپنے لشکر سے نکل کے چند قدم آگے بڑھا راستہ بھول کر کسی طرف اور چلا گیا کچھ دور چلکر خیال آیا کہ لشکر دشمن اس طرف کہان ہے جو تو جاتا ہے یہ سمجھ کر اُدھر سے پھرا اور راہی دانست مین لشکر مجمر کی جانب قدم زن ہوا مگر بھٹک کر اور سمت پہونچا تو اپنے دل سے کہا کہ اے برق آج راہ لشکر عدو سے گمراہ ایسی دشوار ہوگئی کہ تمھ لشکر کا کہین پتہ نہین یہ سحر ہے ہی مجمر حرامزادہ کا پس رات بھر مین ہزارہا تدبیرین کین مگر اس فوج مین جانا ناممکن ہوا آخر وہ وقت آیا کہ مجمع ستارون کا عرصۂ فلک مین پراگندہ ہوا اور رنجۂ مہر پنجہ علم کی طرح دشت عالم مین تابندہ

نظم

بندھی ہر سو صداے آمد صبح	سحر کا دانت تھا ہی شب کے اوپر
گجر نے دی صداے آمد صبح	وہ آئی مشعل خورشید لے کر

صبح کو مہتر برق اپنے لشکر مین آیا لشکر جانب وادگاہ روانہ تھا ملکہ مہرخ ذیشان سوار ہوئی تھی ساحرون کے
پرے پیادون کے غول نظم و نشان تمام جاتے تھے صحرا مین اس فوج کے پیچ پیچ سے نئے نئے لطف نظر آتے تھے وہ نور کا
تڑکا اور جنگل سرسبز اور زمین گلرخ جادوگرنیون کا لباس نافرمانی و زعفرانی پہنکر آنا طرح طرح پھولون کا گویا
صحرا مین ہلجانا شفق سحر پھولی تھی لال کرتی کی پلٹن یہ رنگ دکھاتی نسیم سحر دل مین سوز و گداز بڑھاتی کبھی
ملکے لپکے زبر آئے وہ نور صبح مین اور زیادہ لطف بڑھاتے غرض یہ کہ اس طرح وارد معرکہ ہوئے ادھر سے مجمر
فوج بیکران لیے آیا حیرت نے بھی آ لشکر کا ایک سمت پر اجمایا ساحرون مین تو ہو بجا لشکریون نے
قرنا کو دم دیا صفین ٹھوین تیغین چلین علم کوے ساحر جے جے پکارے بہادرون نے نعرۂ ہل من مبارز مارے
نقیب آگے بڑھکر للکارے کہ عالم مین سدا کون رہا ہے دلاورون کا نام بہادرون کا کیا ہے کام لڑکر
ہوجانا تمام دیکھو اب نہ رستم ہے نہ سام یہ کہکر نقیب ہٹے گئے کا وصلہ بڑھا رن سر چڑھا مجمر اژدر بار ڈالکر اجازت
حیرت سے لیکر میدان مین آیا اور مبارز طلبی کی ایمپی للکارا کہ اے گنہگاران مین نے چاہا تھا کہ تہ تیغ جاؤ مگر تم نے
نہ مانا قضا ہی تمھاری آئی ہے خیر آؤ میرے مقابلہ مین اسوقت زلزلہ جادو نے چاہا کہ مین غرق زمین ہو کر قلاب
ارض کو جنبش دون لیکن زمین کو مثل سنگ سخت پایا ناچار قدم جانب میدان بڑھایا اور جاتے ہی ایک تیر
کمان سحر مین رکھکر حریف کے لگایا اسنے سحر پڑھکر دستک دی ایک بچہ قرد لی سے پیدا ہوا اسنے تیر کو کاٹ دیا اور
پھر مجمر نے دہر ہتر زمین پر مارا کہ زمین سے ایک زنگی تیرہ درون پیدا ہوا اور زلزلہ کے آکر لپٹ گیا اور اس نے
ہر چند ہو کے اسکو قتل کرنا چاہا لیکن ممکن نہوا اور اسنے مشکیں باندھین اور زمین مین لیکر غائب ہوگیا یہ حال دیکھکر
ملکہ بہار کو تاب نہ رہی اور تخت اپنا آگے بڑھایا ملکہ مہرخ نے لاکھ لاکھ منع کیا کہ تم نہ جاؤ مگر اسنے نہ مانا
اور سمت میدان روانہ ہوئی بہار عالم اسیر بلا گردان ہوئی وہ چہرے پر غصہ آیا ہوا پسینہ پیشانی پر ڈھلا ہوا
جوڑا زعفرانی الجھا ہوا تیوری چڑھی زلف زنجیر بکھری ہوئی کعبہ پر اصحاب فیل کی چڑھائی نظم

ناگنی پیچ مین آ سکے نہ ملکے بالی	اکیل جائے وہین کالا جو ڈسے اسکی لٹک	قتل کریگا یہ جوہر تو شمشیر کے بیچ
اسکے ابرو سے مشابہ ہے مہ نو مین جھلک	رنگ رخسار سے شرمندہ ہو کندن کی چمک	آگے غمزے کے خجالت زدہ ہوگی دلک

جب یہ بہار بوستان حسن سامنے اس خزان رسیدہ کے پہونچی اسنے ایک نارنج اسپر مارا ملکہ نے انگشت حنا آلودہ
سے اشارہ کیا کہ نارنج اڑتا پھر گیا مجمر نے نارنج اپنا آپ روکا یعنی زمین پر غرق کر دیا اب ملکہ بہار نے ایک
گیند اپنے گلدستہ سے توڑ کر اسکا سینہ تاک کر مارا اسنے گیند اسکو توڑتے دیکھکر غور کیا کہ اس گلعذار کے سحر کا توڑ
مجھسے نہو سکیگا لیں بہت جلد اپنے جوڑے سے ناریل نکال کر افسون دم کرکے اسنے گیند مارا اسنے ناریل
پر گیند تو جا کر اسپر پڑا اور ناریل اسپر پڑا نہ بیا اسکے سحر کا رد کرنے پائی اور نہ وہ دفع کر سکا برا سخت جو
سحر ہوا دونون بیہوش ہوگئے انکے بیہوش ہوتے ہی ایک طرف سے جبل اڑتا ہوا آیا اور ایک سمت
سے ایک پہاڑ پیدا ہوا جبل نے تو پیرانہ روے گلعذار بہار پھیلے اور تہ ہی کی کہنے بی بی بلسان سبزہ

پائمال ہونے کو تمھارے دشمن ہوویں نرگس کی طرح ہمیشہ بیدار رہو اُٹھو عدو روسیاہ کو لالہ نمط داغ دو داغی غلام
اپنا بناؤ ملکہ بہار ان باتوں سے اس بلبل شیوا زبان کی برنگ نسیم گل فرش خاک پر سے اُٹھی اور اُدھر اُس پتلی
نے پاؤں دبا کر مجمر کو ہوشیار کیا جب یہ دونوں بہار زمان کینہ خواہ سنگ گراں استادہ ہوئے مجمر کو اپنے بیہوش ہوجانے کا
بڑا رنج ہوا اور فرط غضب سے ایک مٹھی بھر ماش لیکر اور افسون اُسپر دم کرکے ملکہ بہار پر بجلدی تمام مارے وہ
چھر ماشوں کا ملکہ نے تیروں کی طرح آتے دیکھ کر سحر پڑھا کہ سپر پیدا ہو کر جسم کی پناہ ہو گئی مگر وہ ماش آکر لشکر
ملکہ بہار و مہرخ میں گرے ہزارہا آدمی کو مثل خدنگ دلدوز توڑ گئے اور وہ مر کر گرے بیروں نے غل
مچایا شور قیامت خیز بلند ہوا تمام لشکر کی صفوں میں تلاطم پڑ گیا ملکہ بہار نے بہت سپریں سحر کی پیدا کرکے اپنے تئین
چھپایا مگر بچاؤ نہ ہوا ایک دانہ ماش کا شانہ پر آکر پڑا اُسنے بہت جلد افسون پڑھ کر شانہ پر دم کیا کہ
جس کے سبب شانہ میں زخم تو نہ پڑا مگر چوٹ بہت لگی اور اُسنے بھی جھلا کر ایک گلدستہ اُٹھا کر افسون تازہ
پڑھ کر کھینچ مارا مجمر فوراً غائب ہو گیا گلدستہ کی پنکھڑیاں الگ ہو کر اُسکے لشکر میں گریں اور پھول اُن کے
بکھر گئے لشکریوں نے دوڑ کر پھول چنے اور ہزارہا آدمی نے وہ پھول سونگھے اور عشق ملکہ بہار میں از خود رفتہ
ہو کر اپنے سر اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالے اب اُدھر بھی غوغائے عظیم برپا ہوا صفوف لشکر تہ و بالا ہوئیں بیروں
نے شور مچایا جب ملکہ بہار نے کلی تھی حیرت بیقرار ہوئی تھی کہ یہ ساحر زبردست ہے اگر ہم بھی
مغلوب ہوئی تو یہ ساحر مجمر فخر و افتخار کریگا اب جو ہمنے اُسکی یہ آفت برپا کی وہ نہایت دل میں خوش
ہوئی اور مجمر جو غائب ہوا تھا قریب ملکہ مسطورہ پشت پر آکر ظاہر ہوا اور بعجلت تمام خاک قبر جمشید ملکہ پر
چھڑک دی ملکہ چرخ کھا کر گری مجمر نے سحر پڑھا کہ پنجہ پیدا ہو کر ملکہ کو اُڑا لے گیا یہ حال جو ملکہ مہرخ نے
دیکھا تخت پر سے اُڑ کر بیساختہ اسکے قریب آئی اور نعرہ زن ہوئی کہ ارے او دغاباز یہ دھوکے کی لڑائی
لڑتا ہے وہ چیز کہ جس سے جملہ ساحر عاجز ہیں اُسکو تو کام میں لایا اور بہار کو روز بد دکھایا اسکی سند کیا ہے
یہ کہکر غصہ جھپٹ کر تلوار ماری مگر یہ خیال نہ رہا کہ خاک قبر جمشید اسکے ہاتھ میں ہے چنانچہ جیسے ہی اسنے تلوار
ماری اسنے خاک اسپر بھی چھڑکی کہ یہ بھی آپ میں نہ رہی اور بیہوش ہو گئی اور ایسی بیہوش ہوئی کہ گویا
اسکے ہوش میں آنے کی سب کو امید منقطع ہو گئی یہ حال جو فوج نے اسکی دیکھا لینا لینا کہہ کر چلی مگر اس ساحر نے
سحر پڑھا کہ پنجہ آکر اسکو بھی اُٹھا لیگیا اور ساحر نے بھی فوج کو حکم جنگ مغلوبہ دیا دونوں لشکر باہم جنگ آور ہوئے
سحر چلنے لگے کلوا بیروں کی پکار رہی نگہبانوں کی کارزار رہی کہیں پتھر برسنے لگے کسی جگہ انگارے گرے سانپ
پیدا ہو کر ڈسنے لگے دونوں کے جیسے ماش کے دانے پڑنے لگے بوچھار ہوئی العیاذ باللہ سخت عظیم برپا تھی لاش پر لاش
گر رہی تھی غیر ساحر شمشیر زن گرتے تھے تلواریں زہر آلود تھیں کمانیں چلا رہی تھیں کہ بہادر ہو کر تو غضب نامردی
میں منہ نہ چھپانا کب سوفار کی صدا تھی کہ لائق تحسین وزہ کام کرجانا دہل اور دمامے شور کرتے تھے علم
سربلندی کا نشان بتاتے تھے گرز لاف زنی کرنے کی زبان بتاتے تھے خون کا دریا بہتا تھا تو ہا برس رہا تھا

زمین تھرائی تھی گھوڑوں کے سمے بلند تھے عجب ہنگامہ تھا نظم | آیا عمل میں تیغ سے شُدم وہ کارزار

دیکھا جیسے نہ ترک فلک نے بروزگار | بے سر تھے سیکڑوں آتے ہی سرکش زرہ پوش | خاک اُنکی پر ہو تو نہ تھرائے شاخسار

لیکن میں تجھسے کیا کہوں اے یار اس گھڑی | دکھلائی تھی اجل نے عجب طرح کی بہار | تھیں کرتیاں تلنگوں کی مانند لالہ زار

تھا وہ وہ سحر ابر سیاہ تگرگ بار | ہر ایک جا یہی نظر آیا ہر ایک کو | گھوڑا ادھر جو تڑپے ہے ادھر پڑا سوار

مجمر بدگہر نے دیکھا کہ لشکر عمرو عیار نے ہمت استوار کرکے جان دینے پر آمادہ ہے اور چڑھا چلا آتا ہے پس اُسنے ایک حباب شیشہ کا اپنی جھولی سے نکال کر سحر دم کرکے فوج دشمن پر مارا اُسوقت ایسی صداے مہیب آئی کہ گویا آسمان پھٹ پڑا اور وہ حباب بشان حباب چرخ دوار دراز ہوکر لشکر مہرخ نکوکار پر محیط ہوا سوا سب فوج مجمر کی فوج عدو سے علیحدہ ہوگئی اور سرپوش کی طرح وہ حباب تمام لشکر مسلمانان پر ڈھک گیا اندر اس حباب کے ہر ایک بیہوش ہوکر رادہ شیشہ کا قیدخانہ مثل حصن حصین اُن کے لیے ہوگیا وہ تمام گروہ محلہ خاموشان میں جاکر بیمار مردوں کی طرح اُس حصار گورستان میں بے صدا و ندا ہوکر پڑا ان سبکے گرفتار ہوتے ہی ساحر طبل آسائش بجوا کر پھرا اسکے لشکریوں نے مال و اسباب و خیام بارگاہ پر جاکر قبضہ کرلیا جو فوج کہ آزادی حباب کو میں تھی رو بفرار لائی بازاریں لٹ گئیں دکاندار بھاگے گردش روزگار ناہنجار کی شکایت ہر ایک کی زبان جاری ناقدردانی چرخ ستمگار سے ہر ایک عاری کوئی کہتا تھا کہ اے فلک غدار یہ تیری خو ہے سفلہ پروری کی ہمیشہ تجھے آرزو ہے کوئی کہتا تھا کہ اے دہر خونخوار اگر تو قتل کرتا ہے تو پھر پرورش کیوں کرتا ہے کوئی بھی اپنے پالے ہوئے کو مارتا ہے کسی کی زبان پر تھا کہ اگر تجھکو دشمنی کرنا ہے تو براے چند روز یاری کرنا کیا ضرور ہے اے

دوں ہمت جفاکاری ہی پر استوار کر نظم | اجزاے کار بند ہر عالم کا اسکے ہاتھ | جز چشم عاشقان کہ ہیں جاری با اشک

روشن ہی شمع کشتہ کو پھر کر جلانے سے | یعنی کہ بعد مرگ بھی آرام ہے محال | ایک تن نواز خوار نواس سے تا ابد

ہے سرنگوں ازل سے یہ ایک سفال | سو پردے میں رکھے ہے گل کو یہ بے تمیز | چھائے نقاب رخ سے حیا کی یہ بد خصال

اس لشکر کی تباہی کا کیا حال بیان کیا جاوے یہاں تو سب اسیر سرپنجہ تقدیر ہیں مگر مجمر بے پیر شادان و فرحان جنگگاہ سے پھر کر اپنی بارگاہ میں آیا اور ملکہ حیرت نے بھی داخلہ بارگاہ میں اپنی فرمایا لشکر لاکھوں ساحروں کا گرد اس حباب سحر کے براے نگہبانی لشکر مہرخ مقرر کیا باقی لشکر نے کمر کھولی آسودہ ہوا ہر سمت غلغلہ ہے ہر شخص شاد و خرم ہے جابجا اسباب عشرت و کامرانی مہیا تھا بادہ خواری کا چرچا تھا ملکہ حیرت نے عرضی اس فتح کی بادشاہ طلسم کو لکھ کر طائر سحر کو دیکر روانہ کی اور آپ بعد مسرت بیٹھی ادھر مجمر نے اپنی بارگاہ میں آکر سحر پڑھا کہ غنچہ و مہرخ و بہار کو لے گئے تھے وہ انکو لیکر حاضر ہوے اُسنے ایک خیمہ اپنی بارگاہ کے متصل استادہ کراکر انکو بھی مقید کرایا اور کئی ہزار ساحروں کا پہرا مقرر کیا غرض جب سب انتظام کرچکا بارگاہ ملکہ حیرت میں گیا اور شریک بزم عشرت ہوا اس عرصہ میں حباب فلک کی قید سے چھوٹکر شاہ خاور جانب ملک مغرب گیا اور سیاہ انجم کا پہرا چرخ پر مقرر ہوا کہ بمقتضاے ابیات

سر شب کیا شفق شعلہ فشان ہے | زمین سرخ آگ سے بھی آسمان ہے | گٹا ہے آب گل خورشید کا زر

چمک دکھلاتے ہیں شب کے اختر

شام کو ساحر نافرجام اپنی بارگاہ میں ہر آرام آیا فی الجملہ یہ تو نہایت درجہ خوشنود ہو مگر قضا سر پر موجود ہے وہ یہ کہ برق جو دوروز سے اسکے قتل کی فکر میں سرگردان تھا آج اپنے لشکر کی بربادی دیکھکر مصروف نالہ و فغان رہا آخر وہ ساحر جو دو ہزار لائے تھے انہیں سے کئی جادوگر نیوں کو روکا کہ کہاں بھاگی جاتی ہو آؤ میرے ساتھ چلو کرین بس ساحر نابکار کو واصل فنا بیوار کرون وہ بموجب اسکے فرمانیکے ہمراہ ہوئیں یہ ان سب کو درہ کوہ میں لایا اور کہا تم صورت اپنی بزور سحر تبدیل کرو انھوں نے سحر سے نقشہ اپنا بدلا اسنے ایک کو انہیں سے حکم دیا کہ لشکر مجم میں جاکر اُس سے کہے کہ ملکہ بران شمشیر زن دختر شاہ طلسم نور افشان تشریف لائی ہیں اور تمسے ملنا چاہتی ہیں ساحرہ بموجب حکم اسکے لشکر مجم میں آئی وہ اپنی بارگاہ میں تھا کہ ساحرہ نے سامنے آکر سلام کیا اور پیام آنے بران کا دیا بہت خوشنود ہوا اور خود ہمراہ شیر انی چلا دامن کوہ میں جب آیا یہاں برق بعد پیام بھیجنے کے صورت اپنی بران کی سی بناکر زیور و لباس سے آراستہ و پیراستہ جادوگر نیوں کو مثل کنیزوں کے تیار کرکے ٹھیرا ہوا تھا اسنے وہاں ہو نچکر جنگل میں دیکھا کہ شہزادی طلسم نور افشان کی بہزار ناز و انداز استادہ ہے صحرا تمام بس ماہ کے رخسار سے تابندہ ہے مانگ اسکی موتیوں سے بھری ہے تارون بھری رات نظر آتی ہے زلف شکون قریب دہن تنگ آکر لہراتی ہے یا سکندر کنار چشمۂ حیات تک آیا ہے یا ابر سیاہ گلستان پر چھایا ہے آنچل بلوکا دوپٹا کا ندھے سے ڈھلکا ہوا ہے پائچے کنیزیں سنبھالے ہیں قامت زیبا سرو و شمشاد کو خجلت سے پانگل بناتا ہے سینہ کا ابھار سیب کو آسیب ہو نچاتا ہے کہ بہت زنگلگشت چمن بیرون شد چو آن سرو خرامان شد و کشاده بال قمری سرو را چاک گریبان شد یہ حال ملکۂ ناز و تمثال کا دیکھکر ہزار جان سے شیدا ہوا اور تسلیم کرکے قریب آیا ملکہ نے فرمایا مقدر سحر کا ہی یہان ٹھیرنا اچھا نہیں کوئی میرے باپ سے خبر کر دیگا تو برا ہوگا آدیم تم کسی مقام تنہا میں چلکر بیٹھیں یہ کلمہ سنتا تھا کہ یقین اسکو ملکہ کی محبت کا اپنی نسبت ہوا اور قریب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے پس دست بستہ عرض کی کہ اے ملکہ آفاق میری بارگاہ میں تشریف لیچلئے اور آرام فرمائیے ملکہ نے کہا اچھا مگر لیچلو دا کسی کی دیکھنے ہو اسنے فوراً تخت سحر تیار کرکے ملکہ کو سوار کیا ملکہ نے اپنی کنیزوں سے فرمایا کہ تم اسی جگہ دامنکوہ میں رہو دو دن کرکے ابھی آتی ہون کنیزیں سب ٹھیرین اور ملکہ تنہا روانہ ہوئی مجم کو یقین واثق ہوا کہ ملکہ ٹھیر فریفتہ ہی جب تو اپنے کنیزوں سے بھی کنارہ کیا الغرض دونوں تخت پر سوار باتیں کرتے بارگاہ میں آئے ساحر مذکور نے بھی اپنے تمام ملازموں کو بارگاہ سے باہر کر دیا تخلیہ کرکے مسند جواہر کار پر ملکہ کو بٹھایا آپ بائیں مسند پر بیٹھکر نظارۂ جمال عدیم المثال کرنے لگا اس عیار نے صورت ملکہ بران کی بناکر اس ساحر کو پاس اپنے اسلئے بلایا کہ ساحر مذکور نے سحر کیا تھا کہ عیار یہاں راہ بھول جاتا تھا پس اسنے اسکو طلب کرکے اسکے ساتھ ہوکر اسکی بارگاہ میں داخلہ کیا جو مانع تھا وہی رہبر ہوا مثل مشہور ہی کہ خود کردہ را درمان چیست۔ اگر عیار اپنے پاؤں سے چلکر آتا تو راہ بھول جاتا کیونکہ یہی سحر اسکا تھا کہ جو عیار آپ آئے راہ بھول جائے یہ سحر نتھا کہ میں خود لیکر آؤن تو راہ فراموش کر یں۔ فی الجملہ جو بران نقلی مسند ناز پر بعد انداز جلوہ فرما ہوئی تب شکر اسطرح کھرے ہنگام تکلم موتی رولنے لگی کہ اے مجم میں اپنے باپ

سخت عاجز ہون نہ تو وہ میری شادی کہین کرتا ہے نہ وہ بڑ عاجز حکما ہے اکثر شاہان طلسمات نے پیام بھیجے
لیکن اُسنے منظور نہ کیے اب یہ نیا گل پھولا ہے کہ عمرو عیار کو اپنا رفیق بنایا ہے افراسیاب جادو ایسے بادشاہ
زبردست سے لڑنیکا دعوی کیا ہے اب میرا ارادہ ہے کہ اپنے بھائی جمشید کو کوکب کو شریک کرکے اسکو گرفتار کرلون
اے مجمر تم مجھکو بادشاہ جادوان بھلو اور وہ بادشاہ عالیجاہ جسکے ساتھ چاہے میری شادی کر دے اور میرے یہ
شایان کہین ہو کہ مین بغیر کسی بادشاہ نامور کے شریک کیے آپ کسی کو نذر لون اور جہان مشہور ہون میری جگہ
مین کر دوں رہ بسیر صرف ہونگے جب ہی ہوگی مجمر نے یہ باتین سُنکر قدم پر اُس سراپا ناز کے سر اپنا رکھدیا اور کہا اے
گلِ بوستانِ رعنائی و زیبائی مین تیرے سب کام درست کر دونگا لیکن مجھی کو اپنی غلامی مین قبول کرنا اور مین بھی قلعہ
ظلمات کا حاکم ہون علم سحر مین بہت بڑا عالم ہون شاہان طلسمات سے مجکو بھی بادشاہ کہتے ہین جیسے مین نے آپکا دیدار
دیکھا ہے دل مضطر سے صبر و قرار جاتا رہا ہے جینا دشوار ہوا ہے اگر مجکو نہ پاؤنگا مر جاؤن گا

نظم

یان چاک ہے سینہ بھی جگر بھی	مجھ اسکی نہین تمھین خبر بھی	ہو خون یہ ہے اب تو جان آئی
کس دن کے لیے ہے یہ آشنائی	ذورنہ وزر ہے سب یہ نیلیت کا لطف	تجھے جو ہمارے بعد کیا لطف
بیسیر تجھے ہوے جو ملول تو کیا	تربت پہ سر جھکائے قبول تو کیا	کیا ہمکو گلے جو غم مین گیسو
کیا تجکو اگر رہا ہے اعلی [illegible]		

ملکہ نے یہ کلام سُنکر مسکرا دیا اور سر اسکا گود سے سرکا دیا اب سنہری تھا
ملکہ نے انگوٹھا دکھایا اور کہا کیا خوب مرے مرے جو اس مین آ اپنا عشق کیسی اوجے جتا لو اور دیکھو جو گلے کی خوبی ہر
یہان ایسے ایسے نفر سے ہزاروں پڑے ہین کہ قلعہ جات طلسم کے مالک ہین او صاحب مین لگے پاس شاہ جادوان
سے ملنے کیا آئی کہ لیو رہی مجھے قربان اس بھولے کے عقل ہوش برباد گریست دیکھا میرے دشمنون کی
شامت ہے جو مین ایسون کے گردنگی شاہان جہان اُتر گئے ہین جو مین ایک قلعہ دار کی جورو بنونگی کیا اپنے
ملازمون سے بادشاہ تخلیہ مین مشورہ نہین فرماتے ہین پھر کیا وہ ملازم اُنکی عصمت کے خواہان ہو جاتے ہین اب
آپ کیا شہنشاہ ساحران کے پاس نہین جا سکتی ہون جو تمکو خصم بناکر جاؤن مجکو فقط یہی خیال تھا کہ بادشاہ
سے خود اکیلا مین لڑ چکی ہون بغیر وسیلہ سامنا نکرون اسلیے تمکو رازدار بنایا تمنے منہ چومتے ہی گال کاٹا کیا
کہون اگر میرے طلسم کا کوئی ناظم ایسے کلام کرتا تو تخت سزا دیتی اور لب بھی مین شاہ جادوان سے جاکر یہ سب
ماجرا بیان کرونگی اور سر اس تو جلانے سے دیکھ تیرا حال کیا کراتی ہون یہ کہکر اُٹھی کہنے اب مین جاتی ہون اس غصہ کو
دیکھکر مجمر بدحواس ہو گیا کہ غضب ہوا اگر اسنے شاہ طلسم سے جاکر یہ حال کہا تو وہ زندہ نچھوڑیگا اسلیے کہ کوکب اسکا
بیر بھائی ہے اسکو وہ اپنی گھسیٹی جانتا ہے دوسرے یہ کہ جب اس سے اور بادشاہ سے صفائی ہوگئی تو لڑائی کا بھی
دباؤ جاتا رہا اور لڑنیوالون کی بھی قدر نہ رہیگی تیری بہت بری حالت ہوگی تمنے برا ستم کیا کہ بیکا یک سوال وصل کر بیٹھا یہ
سوچکر اُٹھا اور ملکہ کے پاؤن پر گر گر پڑا ہوا کہ اے شہزادی میرا قصور معاف فرما اور ایک لمحہ یہان اور ٹھہر جا میری کیا مجال
ہے جو نگاہ بد سے دیکھون اپنے ذکر شادی کا کیا پھر شادی کا پیام غریب میرے یہان دیکھو تو مجکو گناہ مین لیکر رہنے دیکا ملکہ نے اسکے

آنسو اپنے ہاتھ سے پاک کیے اور ہنسکر ایک طمانچہ ڈھیلے ہاتھ سے مارا کہ موے عورتوں کی طرح ٹسوے نہ بہاؤ اچھا میرے لیے شراب لاؤ ان اداؤں سے پھر اسکو دلیری ہوئی اور دل سے کہا یہ ناز معشوقانہ ہے تو گھبرا نہیں اگر بخت رسا ہے تو قریب میسر وصل جانانہ ہے پس خوشی خوشی کشتی شراب کی سامنے لایا اس عیار نے ہنگوا ایسا کچھ بہلایا کہ مطلق اُسکو خیال عیار کا نہ آیا اور وقت عجب طرح کا طرب خیز تھا کہ فرش صحن گیتی میں چاندنی کا بچھا تھا جنگل میں پھول طرح طرح کے کھلے تھے گلبوٹے پھولوں کے شبنم کے پھول سے لبریز تھے ہواے سرد کے جھونکے آ رہے تھے ہواے محبت بڑھا رہے تھے معشوقہ حور رخ گھونگھٹ میں جہاں فراہم عشرت کا سامان ناز و غمزے کا وہ طرز انجمن کچھ اور ایک نشہ محبت سے چور دوسرا بادہ حسن سے مخمور ایک کی نگاہ تسلی دوسرے کی نظر حسرت بھری یہ یار سے جانب اٹھے زیادہ کھیتا جال تھا کہ نظم

کھلیں آنکھیں تو دیکھا اُس گلستاں | پری پہلو میں ہر صورت کے ساماں | چراغ و شمع ساقی شیشہ و جام
پری پیکر تھی معشوقہ گل اندام | کبھی پہلو میں چھپ جاتی ہے آغوش | نئی شوخی کی گھاتیں تھیں نئے جوش
کبھی ہٹ جانا پہلو سے جھجک کر | کبھی مل بیٹھنا ہنس کر برابر | کبھی کہنا ابھی اپنی خبر لو
یہ گرمی کس سے سیکھے ہو بتاؤ | کہاں تم اور کہاں یہ نام میرا | گر شرارت نے ہے کچھ تم کو گھیرا

اسی ہنگامہ راز و نیاز میں ملکہ نے جام شراب با دلوائی سے لبریز کیا اور مجمر سے کہا دیکھو اُدھر سے کوئی بجا نکلتا ہے مجمر نے اسکے کہنے سے اس طرف دیکھا اُسنے شراب میں بیہوشی ملائی اور کونوں میں اسکے دست نازک حمائل کرکے کہا اے کمبخت میرا ابھی دل بھر آگیا ہے تیری منتوں نے ناچار کیا ہے لے یہ بادہ محبت ہے اسکو پی یہ ادا ے دلفریب اُس سفاک کی دیکھکر مجمر تو یقین تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بے تامل وہ جام لے کر پی گیا اب جبتک ابھی گرے یہاں تو یہ ہنگامہ تھا لیکن ایک ساحر یہاں سے ملکہ حیرت کی بارگاہ میں گیا اور اُس سے کہا کہ اے ملکہ آج تو جائے افسر پاس ملکہ بران آئی ہیں اور بڑی دیر سے بارگاہ میں خلیہ ہے نہیں معلوم کیا مشورہ ہو رہا ہے یہ خبر سنتا تھی کہ ملکہ مذکور پریشان ہوئی اور جلد صرصر عیارہ کو طلب کرکے حکم دیا کہ جا دیکھ تو مجمر کے پاس بران کیسی آئی ہے اگر کوئی عیار ہے تو مجمر کو شر سے اسکے بچا اگر اصل میں بران ہے تو اسکا خیال کرنا ایسا نہو مجمر اُس سے سازش کر کے شریک مسلمانان نہ ہو جائے صرصر یہ حکم سنکر بعجلت تمام تر روانہ ہوئی اور در بارگاہ مجمر پر پہنچی یہاں برق عیار نے جو پلانے جام شراب کا ناز کر کے اُس سے کہ تھا کہ جواب ہم جاتے ہیں وہ اُسکو روکنے کے لیے اٹھا تھا اٹھتے ہی بیہوش ہو گیا تھا عیار مسطور نے خنجر بران نکال کر نیام سے گردن پر مارا تھا لیکن خنجر اُچٹ گیا اور خط بھی نہ پڑا اُس وقت تو اُسنے کمند کی پھانسی گردن میں اسکی دیکر چاہا کہ کس دون مگر گردن ایسی کرخت تھی کہ پھانسی بھی نہ لگ سکی اس عرصہ میں صرصر اندر بارگاہ کے آئی برق اسکے پاؤں کی آہٹ سُنکر سمجھا کہ کوئی آتا ہے پس گھبرا گیا کہ افسوس میری ساری محنت برباد گئی پس اُسی گھبراہٹ میں کہ نہ مہلت سیسہ گرم کرکے پلانے کی تھی نہ ہتھیار سے جلانے کا قابو پایا اس اثنا میں صرصر نے جلوخانہ بارگاہ طے کرکے اندر قدم رکھا اُسنے بجلدی تمام سنسی سے منہ مجمر کا کھول کر زبان اسکی باہر نکالی اور کاٹ دی کہ سارا بدن اسکا سن ہو گیا تھا

مگر زبان رویئن تنی سے خارج تھی کیونکہ وہ سخت ہوتی تو کلام کرتا اور کھانا کھانا دشوار تھا بس زبان اسکی اسنے
کاٹ لی اسوقت صرصر بھی قریب آکر کہنے لگی ارے موے کیا کرتا ہے دیکھ میں آپہونچی اور خنجر کھینچ کر دوڑی لیکن
اُسنے کچھ ساعت سنکی زبان کاٹکر بھاگا یہ کہتا ہوا کہ گستاخی بستانی میں ایک دن اسی طرح تیرے پانون کاٹ ڈالونگا
کہ تو ہرجگہ آکر خلل انداز ہوتی ہے یہ کہہ کر سراچہ فرار ہوا گا صرصر نے مجمر کو اُٹھایا اور ہوشیار کیا اب جو وہ ہوشیار ہوا
منھ سے لہو بہتا تمام گریبان تا بدامن خون سے بھرا منھ سے بولا نہیں جاتا کرہ و دلگ کرتا تھا صرصر دلمین اپنے بہت
ہنسی کہ موئے یہ تو گرد عمر و کے بڑے بلا کے ہیں جب اُسکا کچھ بس نہ چلا تو زبان ہی کاٹ لے گیا غرضکہ یہ اسکو چھوڑ کر
باہر بارگاہ کے نکلی اور ملازمون کو مجمر کے پکارا جب وہ آئے تو کہا موو تم ایسے غافل ہوگئے کہ عیار تمھارے میان کی
زبان کاٹ لے گیا ملازم اندر بارگاہ کے آکر چارہ ساز ہوئے لیکن مجمر بہت خون پی گیا تھا زبان جڑ سے کٹ گئی تھی
بڑ دہو کچھ بک کر بعد تھوڑی دیر کے مرگیا العیاذ باللہ شور مرنے سے اُسکے بلند ہوا اُمنت دُنیا میں آئی بیرون نے فراغل
مچایا زمانہ تاریک ہوگیا حیرت گھبرا کر اُسکی بارگاہ کی طرف دوڑی اس عرصہ میں صرصر نے آکر سب حقیقت
سنائی ملکہ کو بڑا رنج ہوا لیکن سوائے صبر کے کیا چارہ تھا ناچار با خاطر ملول و چشم اشکبار اپنی بارگاہ کی طرف پھری لیکن
مرنے سے مجمر کے مہرخ و بہار جو خیمہ میں قریب بارگاہ مجمر قید تھیں چھوٹ گئیں اور وہ حباب شیشہ کا لشکر
اسلامیان پر سے دفع ہوا بس ان شیرون کا زنجیر قید و عقدہ اسیری سے چھوٹنا تھا کہ یہ سب تشنہ خون و گرسنہ جان حریف
روباہ سیرت و بزدل ہیں لبسان ضیغم و پلنگ غضبناک حربہ جو کے یکدم لشکر مجمر پہ جا پڑے ہزارہا بجلیان سحر کی چمک کر
ایکبار گرین خیام و بارگاہ میں آگ لگی اسوقت بدحواسی ہی لشکر کی کیا تحریر ہو بیفکری سے بستر خواب پر دراز کیے
ہوئے تھے مطلق سر جانیکا خیال نہ تھا یا اب یہ آفت یکایک آئی بس گھبر اگھبرا کر جو اُٹھے کوئی تو لشکر حیرت پھاپڑا
کوئی اہل اسلام کی جانب آ کر طعمہ نہنگ شمشیر ہو کوئی اپنی پرچھائین سے گریزان تھا مگر خوف سے کہ دشمن پیچھا ہی
نہیں چھوڑتا کچھ دور بھاگ کر گر پڑتا تھا کوئی آپس ہی میں لڑنے لگا تھا کوئی ناریل منتر پڑھکر اپنے ساتھیون پر لگاتا کلوا
بھیرون پکارتا بھاگا جاتا جو سحر نہیں جانتے تھے وہ ترکش میں تلوار اور نیام میں تیر کو ڈھونڈھتے تھے زیر جامہ کو گلے میں
اور جامہ کو پانون میں پہنتے تھے لشکر جو گرد حباب سحر برائے حفاظت ملکہ ساحرون کا اُترا ہوا تھا وہ مسلح تھا اور ان
شیرون سے ہوشیار رہ کر لڑنے لگا سحر کی مار ہونے لگی ماش کے دانے آتش دھتورے کے پھل سمان کی خاک کھا کے
جاگ پر کی سنی مردون کے ہار چلنے لگے ڈنڈے اے جلنے لگے اس عرصہ میں وہ ساحر جنکو زنگی زمین سے ظاہر ہو کر لیجاتا
تھا وہ بھی آکر شریک رزم ہوئے کیونکہ زنگی تیلے سحر کے تھے وہ مرگ مجمر سے غائب ہوگئے اور ان قیدیون نے دیکھا
کہ ہم ایک میدان میں کھڑے ہیں غرضکہ یہ بھی جب آکر لڑنے لگے مشکین مو نے ستارہ زلف سے گراکر ستارہ بخت
عدو کو حضیض نکبت میں پہونچایا لرزان و زلزلہ نے کوہ و دشت میں زلزلہ ڈالدیا عدو کو جگر دیکر نشیب عدم دکھلایا
ساحر تو اس طرح بھڑ رہے ہوئے تھے لیکن مبارزان شمشیر زن و خنجر و تیغ سپرون کی زمین پر لاشونکی صفین لمبان فرش بچھادی تھین
یتی انجمن ترتیب بولی تھی نہ سر لوٹتے تھے رقص بسمل کا تماشا تھا اس طرح شمشیر تیز دم نے مجموعہ سرو تن اعضاے بدن

مین فرق ڈالا تھا کہ حواس خمسہ بھی منتشر بغیر لڑے ہوئے جاتے تھے اربع عناصر مثل طائران دشت قفس تن سے اُڑ نا چاہتے تھے اجزا موالید ثلاثہ آتش شمشیر نے منجمد نہ رکھے تھے جا مین اس طرح مطیع تیغ تھین کہ برنگ خادمان اشارہ پر خانۂ تن سے نکلکر دوڑتی تھین وجود انسان کا نام عدم تھا روح یون جاتی تھی جیسے کسی عشوق پر جان جاتی ہے قضا اس طرح آتی تھی جیسے کسی محبوب پر دل آتا ہے قوت بازوے دلیران پر مبارز دہر تعریف کرتا تھا جدھر سینے لوہے کی جھنکار تھی تیر دلدوز کی شکل قطرات باران بوچھار تھی مہرخ اور بہار کی مدح مین ترک فلک یون ثناخوان تھا کہ نظم

کہ جسکی تیر کی ہیبت سے آسمان نے کبھو
ترے عدو کو ہر ایک سے شوق ہے اتنا

ترے کمال کے آگے حریف روز نبرد
بغیر خم کیے پشت اپنی سر اٹھا نہ چلا
گر اسکے بعد مصور جو کھینچے اسکی شبیہ

کہان سے لائے طاقت جو ہو سکے پیدا
تنہا عجب ہو وہ شمشیر جسکی صولت سے
تو روح اسکی بچائے کہ پہلے بانون بنا

اسی طرح یہ سب لڑتے ہوئے کنارہ لشکر کے جب پہونچے وہان بھی تہلکہ عظیم برپا تھا پھر مشعلین اور رن میں تھا مین پھک رہی تھین ملکہ حیرت تخت پر سوار فوج کو روکے استادہ تھی لشکریان اسلام ہزارون کو قتل کر کے اس لشکر کے کنارہ سے پھرے اس لیے کہ حیرت سے تو مقابلہ ہی ہے پھر اور کسی دن سمجھ لیا جائیگا فوج مجم کی نالان و گریان جانب دریاے خون روان گئی اسی گیر و دار مین وہ رات بھی تمام ہو چکی تھی وقت آیا تھا کہ زال دنیا نے جلی کٹی کرنے کو زبان شعلہ ریز آفتاب دہان مشرق سے نکالی اور خنجر عیار سحر نے ظلمت شب مثل زبان مجم کاٹ ڈالی نظم

کہ جب اٹھا زمین سے دامن شب
جھکا طاعت مین ہر سو گیر و ترسا

ہوے نظرون سے پنہان نجم کوکب
سحر کا نور جب مثل ابر برسا

ہنگام سحر حیرت نے عرضی اس شکست کی بادشاہ کو لکھی اور طائر سحر کو دیکر روانہ کی بادشاہ جیسہ بصنعت سے اپنے وعدہ کے بموجب کہ مین لشکر امیر کو غارت کرنے کے لیے کسی ساحر کو بھیجون گا جانب کوہ نیلر جا چکا تھا طائر اُسی سمت عرضی لیکر چلا اس لیے کہ راستہ طلسم کا قبضہ مین حریف کے نہین ہے جہان جا ہین ساحر ملازم شاہ اپنا صرف جین کوئی روکنے والا نہین فی الجملہ حیرت تو عرضی بھیجکر رنجیدہ و دل کبیدہ بارگاہ مین بیٹھی اور ملکہ مہرخ اپنا لشکر ظفر پیکر ہمراہ لیے پڑاؤ پر اپنے آئی خیام و بارگاہ جو لٹ گئے تھے اُنکا سامان از سر نو کیا ڈھنڈھورا امان کا پٹا رعایا اور سپاہ فراری آ کر آباد ہوئی بازارین لشکر کی کھلین رونق تازہ ہوئی خوشی بے اندازہ ہوئی سرداران عالی تبار دربار مین آئے برق بھی آیا ملکہ مہرخ نے بہت بھاری خلعت عطا کیا سب سردار اس کے زبان کاٹنے کا حال سنکر بہت ہنسے اور تعریف عیاری کرنے کی فرمائی پھر شراب ارغوانی کا دور شروع ہوا جشن اس وجہ سے نہین کیا کہ خواجہ برج غضب مین قید ہین اب انکو تو بعیش اس مقام پر رکھیے مگر تتمہ حال افراسیاب بدخصال اور داخل ہونا چالاک دہن عمر کا طلسم مین سُنیے

داخل ہونا چالاک سفاک کا طلسم ہوشربا مین اور عیاریان نادرہ کار و عجائب روزگار افراسیاب پر کرنا پھر آنا لشکر مہرخ مین لمولفہ

ارے ساقی ترے شیشے میں کیا ہے
بیان پر رنگیوں کا تا مزا دے
اُسی مینا سے ساقی دل ہو مفتون
لکھوں نیرنگ بازی کے مضامین
زبان اُس مے سے میری ساقیا دھو
کہ عجب بیان ہے سب بیان بیہوش
کروں عیاریاں میں منتسب سے
زبان وقت بیان ہو مثل خنجر
سرور افزا ہو کچھ ایسا فسانہ
تو رنگین ہو ایسی سادی عبارت
چنین شانہ کش گیسوئے تحریر

یہ میری آرزو کا خون بھرا ہے
سحاب آرزو اُمڈا ہوا ہے
جو ہے ہمصورت مینائے گردون
صفا جس مے میں گوہر کی ہو دونی
حباب ہیشی ہر دائرہ ہو
ذرا زاہد کو دو کا دون میں جاکر
بھلا دون جادۂ تقوی سے کو دھر
مسلسل ایسی ہو تحریر مرغوب
کہ جس پر ہوش کھوئے اک زمانہ
ملا لے جام پر شکل مضامین
معطر ساختہ این زلف تحریر

خدارا جام رنگین اک پلا دے
بہت کچھ جوش پر طبع رسا ہے
اُسی شیشہ سے بھر اک جام رنگین
کہ تا ہے سلسل موتی پرو دے
طبیعت کو مری مستی کا ہو جوش
ہنسوں اس میکدے میں اُسکو لاکر
کئیں حاسد کے دل پیچ بیان پر
کہ ہو جیسے کمند زلف محبوب
جو بولوں مثل عیاروں کے صورت
نئی صورت سے کر قصہ کی تزئین

ہنگامہ پردازان معارک عیاری و عربدہ جویان ہنگامۂ زبان آوری و مکاری قتالان سپاہ مضامین بیہودہ خیالی و پامال کنندگان نقش طلسم غلط کاری ساحران طلسمات بہرزہ گردی کو شمشیر خامہ صدنویس سے اس طرح نقل کرتے ہیں اور طلسم قرطاس میں بہ کتابت لوح میدان قلم عیاران شوخ طبع یوں قدم دھرتے ہیں کہ جب افراسیاب سحر گو بہر جنگ ہمرخ نامور روانہ کرچکا تو آپ بزور سحر اُڑ کر بتعجیل تمام کوہ نیلم پر آیا سابق میں مذکور ہوا ہے کہ یہ بادشاہ ہے طلسم میں ہر جگہ بہت جلد پہونچتا ہے پہلے یہ تلاش طلسم کشا میں قلعہ ہائے طلسم پر پھرتا ہوا آیا تھا اسوجہ سے جو صحرا میں پہونچا الحاصل جب یہ کوہ مسطور پر آیا نیلم جادو وہان کا حاکم پیر حاضر ہوا شرائط خدمتگذاری بجالایا بادشاہ کے لیے فرش بچھوایا انجمن عشرت ترتیب دی بادشاہ نے بدستور اول دوربین سحر کی طلب کرکے جانب کوہ عقیق نظر کی لشکر امیر با توقیر کو بڑے کر و فر سے اُس نے دیکھا چنانچہ بارہا اس لشکر کا اوج و مراتب لکھا گیا ہے فی الجملہ اودھر سے منہ پھیر کر لشکر ضلالت اثر لقا بدگہر کی طرف دیکھا تو اس فوج شقاوت موج کو بہت پریشان و مضطرب پایا خیمے بارگاہین جھکتے اور جلتے ہیں تو مثل خام سنگ بہ شکستہ حال نظر آتے ہیں ہر وہان سپاہ وابستہ حال پائے جاتے ہیں بارگاہین مثل مردمان بیکس بے ستون رہیں بازار بیکسے دل رنج سے خون ہیں اصطبل بادشاہی طویلہ خر سے بدتر مطبخ اخی کا نام نہیں تنگی سراسر ہی مطبخ سلطانی میں بخت جگر کی بجز زنہار ہی ہی خلاصہ کچھ جان ہر ایک کو بھاری ہے یہ حال پر ملال لشکر کا اپنے خداوند کے دیکھ کر اُسکو نہایت صدمہ ہوا اور وہ آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر نیلم سے کہا مجکو کچھ معلوم ہی کہ خداوند لقا کس فکر میں بیٹھے ہیں اُسنے عرض کیا کہ اخبار میرے ملک میں بھی کوہ عقیق سے آتی ہیں اُس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ خداوند بہت پریشان و مضطر ہیں جیون و مجنون بلا اجادو وغیرہ سب رفیق مارے گئے اب فقط صبا جادو باقی ہے کہ خداوند عاجز ہو کر عرش اعلیٰ پر چلے جائیں یہ کیفیت جب بادشاہ نے سنی دوبین جو لیکر آئے تھے انکو

تو مجھ دور ہی رخصت کرو یا اور نیلم سے کہا میں سخت حیران ہوں کہ کس شخص کو برائے اجازت خدا وند بھیجوں
جو کوئی جاتا ہے عبدہ اسکو مار ڈالتے ہیں نیلم نے عرض کیا کہ ابھی میرے کہنے سے حضور شیشہ دار جادو کو بندا نہ
فرمائیں بادشاہ نے کہا اسکو میں نے اور کام پر مقرر کر رکھا ہے نیلم نے عرض کیا کہ حضور الک عجرہ ہائے ہفت بلا میں مگر ایک
تحفہ طلسمی ہنوز ابھی کچھ ملا زمان عالی کا ہیچ اسکے ہونے سو ہوگا شاہ جادوان کی فرمائش سے کچھ سوچا پھر کہا کہ اچھا جا کر ابھی لا
بھیجتا ہوں نیلم نے کہا یہ غلام بھی ساتھ چلتا ہے کس لیے کہ راہ میں تاریکی ملی جناب خالی پر پریشان ہو گئے پر اسکو
دشنگ سحر کی دی دو اتر ہے شعلہ آتشین پھوٹتے ہوئے زمین سے نکلے کا فوراً اثر دکھنے لگے تھے ایک اژدر بادشاہ
دوسرے پر نیلم سوار ہوئے اور وہ اڑکر روانہ ہوئے بعد طے بُرے ایک بیابان آتشناک میں جا کر اترے یہ دونوں
اژدرون کی پیٹھ سے زمین پر گئے اور ایک سمت روانہ ہوئے جنگل وہ تھا دل عاشق تھا کہ جسمیں سے دود آتشین نکلتا
ہے اور سوز عشق رہتا ہے جب ہوا چلتی تھی سموم وزان تھی کسی دل جلے کے نفس گرم کا پتا دیتی تھی جو کوئی درخت اس
صحرا میں تھا وہ تمازت مہر اور حرارت سے دھوپ کی زرد و نکل بیمار تھا بعض نخل استشبار تھا ہر خار تھا جو کوئی
شاخ پھولی ہوئی تھی وہ آتشبازی کی پھلجھڑی تھی جہاں کہیں کوئی چشمہ تھا وہ بخارات فاسدہ زمین سے نزلہ دار کا
پانی نظر آتا تھا لب جو ئبار میں فرط گرمی سے حباب ان کے چھالے تھے سینہ ماہی میں فلوس کے پھپھولے تھے فلک سے جگہ
شیشہ آتشی تھا زمین گرم پر گلخن کا گمان ہوتا قدم رکھنے سے وہاں جن بھی جان ہوتا سایہ ہر نخل کا دھوپ کھا کر کالا
تھا خار دار درختوں سے یہ ظاہر کہ پیاس کے مارے زمین کا کانٹا لگا تھا اور فلک نے بھی یہ سے منہ چھپانے کا عزم کیا تھا
دنیا کی طرف سے منہ پھیر لیا تھا اور علاوہ اس گرمی کے صحرا ہولناک تھا نہایت وحشت انگیز تھا جا بجا ان نخل مردہ مفلس پریشان
سر جھاڑ منہ پھاڑ تھیں میدان جنگل کا رنگ فقدست نہیدستان بے نخل برگ بار درخت ہر ایک سر کھا ہوا چٹیل میدان

کوسون تک کا کر ابھی جب خطر
عجب وہ موضع خوف و خطر ناک
نہ جائے جنکی اس سمت آواز
نہ دیکھا ہو کسی نے جو عجائب
کبھی ہنسنے کبھی رونے کی آواز

نظر آیا عجب صحرائی دودِ ق
دبا آنکھ دکھائی زیر فناک
کسی سردمیدگی سے تھے نہ ملاقات
نظر آئیں وہ حالات عجائب

کر دیکھے سے جگر اژدر کا شق
کرے بوم اسطرف منہ کر نہ پرواز
ہزاروں طرح کے اسجگہ بلیات
لگے واں سوز تھا اور گاہ واں ساز

یہ دونوں اس دشت کو طے کر کے کنارہ پر اسکے پہنچے وہاں ایک غار پیچو در
نظر آیا اندر غار کے صد ہا بلکہ ہزار ہا بنیان ماران سیاہ کی بنی تھیں اور گرد اس غار کے بھی بہت سی بنی تھیں اندر غار کے سانپ
جو پھنکارتے تھے تو آتشین شعلہ چمک جاتے تھے فشا فش کی صدا آتی تھی جب وہ مار بین مارتے تھے تاریکی اندر اسکے
ایسی تھی جیسے دوات میں سیاہی بھری تھی باس ایسا تھا سے دم بدم بلا میں منہ نکالتی تھیں اگر جن بھی وہاں آ جاتا بچکر نہ جاتا
سایہ اس پر ڈالتی تھیں شاہ جادوان نے سر غار پر ٹھہر کر نیلم سے فرمایا کہ سب کی کر کے سحر پڑھکر پھونکا کہ وہ غار چاہ منتشی
بنگیا یعنی ایک چاہ ساطع الانوار ابھر کر بلند ہوا اور ایسا طلوع تھا کہ تمام غار اور جنگل روشنی سے معمور تھا تاثیر اسکے
ماہتاب سحر کے طالع ہونے سے پیدا ہوگئی کہ مار وغیرہ جملہ بلیات غائب ہوگئیں بادشاہ نے اندر اس

غار کے اپنے تئین گرایا اور غلطان و پیچان چلا پیچھے بادشاہ کے نیلم بھی غار مین کودا غرض یہ دونون حد نشیب پر جب
پہونچے زمین پر قرار لیا اب جو دیکھا صحراے سبزہ زار ہے گلہاے بوقلمون کی بہار ہے یہ دونون سیر کنان آگے
بڑھے تو ایک باغ پر بہار سراپا لالہ زار نظر آیا بادشاہ اندر باغ کے قدم زن ہوا دیکھا کہ باد بہاری نشہ مین متوالی ہے جو تی
نشہ عشرت سے ہر ایک ڈالی ہے گھٹا سرخ پہ چھائی ہے گویا پری دوش ہوا پہ آئی ہے تاک انگور مستی مین بھری ہے
مثل دانہ کو ہر چمکتی ہے گل ہر ایک پردرد کا صدناز و ادا سے ابر بہار ہے نوجوانان گلشن پر غضب کا نکھار ہے جام چشم نرگس

نظم

شراب تازگی سے سرشار ہیں
کھلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہے چشم نرگس
زبس دیتی ہے باد تند جاروب
بچھی ہے اس جگہ قالین خوش کا

زبس باد بہاری مین نشا ہے
تو کف لاے ہین مستی سے دہن مین
قبا گل پھاڑتے ہین ہوکے سرشار
ہے صحن چمن آئینہ اسلوب

چڑھا کیا چھپر تاک اینڈتا ہے
اٹھا سکتی نہین سر ہے یہ بیجس
رہی لپٹی ہوئی سوسن کی دستار
پڑا ہے خیمہ روش پہ عکس گلزار

بادشاہ طلسم جب اس باغ مین آیا نیلم نے آگے بڑھ کر مالک باغ کو بادشاہ
کے آنے کی اطلاع کی وہ برسم استقبال جانب در گلشن چلی بادشاہ نے دیکھا کہ بارہ دری سے ایک آفتاب سپہر حسن
طالع ہوئی جسکی زلف دراز مثل نامۂ اعمال فساحت زدگان سیاہ و طولانی تھی بر رنگ کاغذ تحریر علماے صالحان
نورآگین پیشانی تھی ابرو ہر ایک مثل طبیعت محبوبان نسبت عاشق کھنچی ہوئی مژگان بسان خلش سینہ بیماران
پھانس جگر کی بنی ہوئی آنکھ ہر ایک سجادہ نیری سرمہ کی تحریر کاسین دی ست کو زنجیر نہیان نہین نہین متوالے کے ہاتھ مین
تلوار آئی چہرہ منور پہ صدقہ ہونے کو آفتاب ہر روز چکر لگاتا ہے مگر سامنے آتے شرماتا ہے دہان تنگ زندہ کن دہان
مردہ چاہ ذقن چشمۂ حیوان نہین غوطہ زن مسیحا گلو دیر دوش کی غنا مین زبان لال ہے ہر ایک جیشال ہو سینہ صاف بر
چھاتیاں جو عاشقون کا دل ہتھیاتیان ابھری ابھری کچین لال لال آبیز بھٹی کی اور داہنے جیسے رہے عشوق پرستا نہ
نغال جوبن ان سے ٹپکتا خیال کرنے سے دل چین ہو جاتا غرضکہ از فرق تا قدم وہ محبوب نہایت خوب کہ بہ حسب نظم

تعالی اللہ چہ فندق او چہ انگشت
تو جاتی چھوڑ مثل نیم بسمل

زمین وہ خوبہاے خلق یکشت
دل اسکے غم مین لاکھون کلفت اندود

کوئی دیوے جو اس ظالم کو بس دل
ہزارون چشم و مژگان گریہ آلود

بادشاہ کا سامنا ہوتے ہی اسنے تسلیم کی اور عرض رسا ہوئی کہ ہر چند یہ کلبۂ احزان اس لائق کہان کہ حضور تشریف لا کر
کعبہ خانہ بنائین لیکن اب جو یہ گلشن رحمت جسم اقدس ہوا ہے تو بارہ دری مین قدم رنجہ فرمائین خانہ جادہ دان
ہمراہ اس کافر صنم دلربا کے بارہ دری مین آیا اس مقام کو فرش و مسند و شیشہ آلات سے نہایت آراستہ پایا بادشاہ مسند پر جلوہ گر
ہوا اس ماہ پیکر نے جام مے گلفام سے بھر کر دیا بادشاہ نے پیا دو ایک جام کے بعد بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ مین تم کو
خدمت خداوند لقا مین بھیجا چاہتا ہون اس نازنین نے عرض کیا کہ زہے افتخار میرا بادشاہ نے کہا کہ تم شیشۂ
طلسمی ہمراہ لیکر چشمۂ سامری لیکر کوہ عقیق مین جاؤ وہان لشکر مسلمانون کا پڑا ہوا ہے اور مالک اس لشکر کا حمزہ ہے
جس نے خداوند کو سخت عاجز کیا ہے پس تمکو مع اسکے لشکر کے غارت کر دینا اور عیارون سے بچتی رہنا اس گنبد کے

ہنس کر جواب دیا کہ اے بادشاہ آپ خوب واقف ہین کہ جب مین سفر مین ہوتی ہون تو کھانا پانی شراب سب
چیزین ترک کر دیتی ہون اگرچہ برسون عالم مسافری مین رہون کچھ نہ کھاؤن پیون میرا طریقہ یہ ہے کہ جب گرسنہ ہوتی
ہون کھانے کا خیال کر لیتی ہون پیٹ بھر جاتا ہے اور پانی کے خیال سے سیراب ہون شراب کا خیال مجکو مخمور کر دیتا ہی
اور شب کو کسی کو نظر نہین آتی ہون اور یون بھی اگر مین نہ چاہون تو کوئی مجکو دیکھ نہ سکے پھر ان صورتون مین عیار میرا کیا
کر لین گے اور مین بہت دن وہان رہے کیون لگی آپکے صدقے سے اور سامری کی عنایت سے حربہ میرے پاس سحر کا تحفہ
طلسم ہے کہ وہ پانی ادھر لشکر پر چھڑکا اُدھر وہ پتھر کا ہوا اگر مین آپکے لشکر دشمن پر اس پانی کو چھڑکون تو وہ پتھر کا ہو جائے
اور اگر وہ شیشہ ایسا نا کوئی توڑ ڈالے جب بھی کچھ ضرر نہین پانی جو اسمین سے گریگا وہ لشکر کو جلا دیگا پھر مین سر لشکر عدو پہ جا کر
بردے ہوا ٹھہرونگی اگر کوئی عیار یا ناوک انداز شیشہ توڑدیگا جب بھی فوج عدو کا خاتمہ ہو جائیگا بادشاہ نے کہا
حمزہ مالک باطل السحر ہے بہت احتیاط سے مقابلہ کرنا ورنہ جان جاتی رہیگی اُسنے کہا سمجھ لیا جائیگا سحر کو حمزہ باطل
کر سکتا ہے طلسم کو نہین توڑ سکتا ہے میرے پاس تحفہ طلسم کا ہے اسکا ٹالنے والا طلسم کشا ہے اور دوسرا نہین نے اجلا
تا دیر شاہ نے تمام نشیب و فراز اُس سرکش و مغرور کو سمجھایا اور شراب پیا کیا جلسہ رقص بتان رہا پھر وہان سے اُٹھا اور
کہا اے ملکہ اب جو تم فتح جنگ فرما کر طلسم مین مع الخیر آنا تو اپنے مکان پر نہ آنا کہ مجکو یہان آنے مین تکلیف ہوتی ہے یا تو
کوہ نیلم پر نیلم جادو پاس آنا اور مجکو لکھ بھیجنا کہ یہ ماجرا گذرا یا میرے پاس چلی آنا اُسنے کہا سامری نے چاہا تو ایسا ہی
کرونگی بادشاہ یہ کہہ کر مع نیلم کے جس راہ سے آیا تھا اُسی طرف سے چلکر کوہ نیلم پر آیا یہان جب آکر ٹھہرا اعاز سحر نے عرضی
ملکہ حیرت کی لا کر دی اسمین مرقوم مجمل کا پڑھکر بہت رنجیدہ ہوا اور نیلم سے کہا مین کچھ دیر یہان ٹھہر کر آرام کرتا مگر اب کونگا
مجکو اون نے پریشان کیا ہے اُنکی فکر مین جاتا ہون یہ کہہ کر وہان سے جانب لشکر حیرت روانہ ہوا اُدھر جو جب
اُسکے حکم سے ملکہ شیشہ دار جادو لباس پُر زر اور زیور جواہر و گوہر سے آراستہ ہو کر شیشہ آب تحفہ طلسم کا جھولی مین
رکھکر اُس غار سے نکلی اور تخت سحر پر بیٹھ کر اُسکی جانب کوہ عقیق چلی ایک کنیز تک ہمراہ نہ لی اور ازبسکہ کوہ عقیق
یہان سے نزدیک رہی بہت جلد راستہ طے کر کے قریب لشکر لقا پہونچی لقا بارگاہ مین اپنی بیٹھا تھا کہ یکایک برق شعلہ بار
چمکی اُس پہچانے نعرہ کیا کہ اے شیطان درگاہ مین دیکھ تو مین نے کیا تقدیر کی شیطان ادھر کر دروازہ بارگاہ پر آیا اس اثنا مین
ساحرہ بھی دروازہ پر آ کر رہی شیطان کو سلام کیا اُسنے کہا اے ملکہ مزاج اچھا ہے اسنے کہا جی دعا کرتی ہون اور ہمراہ شیطان
اندر بارگاہ کے آئی خداوند کو سجدہ کیا اُسنے کہا سر اپنا سجدہ سے اٹھا کر رحمت اپنی تجھپر نازل فرماؤن یہ سجدہ سے اُٹھکر دخل کی
قرار پذیر ہوئی ایک خیمہ زربفت کا اسکے لیے آراستہ ہوا کچھ دیر بارگاہ مین ٹھہر کر آرام کرنے وہان گئی جملہ اسباب
راحت وہان مہیا ہوا خبر جو اسکے آنے کی مشہور ہوئی صبا بھی اس سے ملنے آئی یہ ایک روز کسل راہ سے آسودہ ہوئی
دوسرے روز جب طاق شرقی سے شیشہ طلسم افلاک ساحر روزگار نے اُتارا اور ساحرہ شب نے طلسم عالم سے کوچ فرمایا نظم

قمر نے چل کے طی کین منزلین چار ۔۔۔ ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار
اُڑی مہتاب کے رخ پر ہوائی ۔۔۔ کر دی راہ صفر کی کی افشائی

ہنگام سحر بارگاہ خداوند مین آئی اور عرض کیا کہ حضور مع چند رفقا کے

کوہ عقیق پر چلیں اور جس وادی سنگ کوہ کے نیچے لشکر حمزہ اُترا ہوا ہے اُس طرف چلکر ٹھہریں میں تمام لشکر مسلمانون کا
غارت کر دون لقا بہ شکر یہ جنداز ارکان دولت وغیرہ اور بختیارک کے سوار ہو کر روانہ ہوا اور از بسکہ لشکر امیر
چوبیس فرسخ تک اُترتا ہے تو سر الشکر کا زیر کوہ عقیق ایک اونگ کی طرف ہے لقا اُسی سمت آکر ٹھہرا اُسوقت
گھٹا گھر آئی تھی کچھ ترشح ہوتا تھا مور جھنگھاڑتے تھے جانور صحرا مین خوش فعلیان کر رہے تھے طائران خوش الحان
زمزمہ سرائی کرتے تھے سراپردہ بارگاہ سلیمانی کے کھڑے تھے برسات کی بہار جنگل مین لالہ زار کا لطف دیکھکر سرداران
اسلامیان کا دل مائل گلگشت صحرا ہوا اور خدمت امیر والا قدر مین سب نے عرض کیا کہ یہ وقت ایسا فرحت بخش و نزہت
آتما ہے کہ دل بے اختیار سیر کرنے کو چاہتا ہے اور سنا ہے کہ ایک ساحرہ بارگاہ لقا مین آئی ہے اُسنے لشکر کو ہمارے
ضرر پہنچانے کا ارادہ کیا ہے اور بالائے کوہ عقیق لقا گمراہ کو لائی ہے پس یہان سے کنارہ تک لشکر کے حضور بھی سیر کنان
تشریف فرما ہون حفاظت لشکر بھی مد نظر رہیگی اور تفریح خاطر بھی مقصود ہے امیر نے التماس انکا پذیر فرمایا اور چند
سردارون کو خدمت بادشاہ اسلام مین چھوڑ کر باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئے اس طرف سے یہ چلے اُدھر حال
بیان ہوا تھا کہ پارہ دل خواجہ عمر مہترین مہتر چالاک نامور اجازت طلسم مین جانے کی امیر مہر پرور سے لیچکا ہے
چنانچہ اُسکی جگہ پر اب ابوالفتح کام کرتا ہے اور یہ بروعدہ ماہ رخصت ہو کر جانب طلسم جاتا ہے لیکن راہ نہین
پاتا ہے چنانچہ آج اپنے دل سے اُسنے مشورہ کیا کہ بارگاہ لقا مین چلیے وہان ساحران طلسم آتے جاتے ہین ان مین سے
کسی کے ساتھ روانہ ہو جیے پس یہ سوچ کر جانب لشکر لقا روانہ ہوا راستے مین لقا کو جانب کوہ اسنے جاتے دیکھا
یہ بھی ہمراہ ہوا جب لقا قلہ کوہ پر آکر ٹھہرا یہ بھی کسی گھاٹی مین پوشیدہ ہو کر اپنی گھات سوچنے لگا اس اثنا مین
بختیارک نے ساحرہ سے کہا کہ اے ملکہ تم کیا سیر دکھانے کو اس کوہ پر خداوند کو لائی ہو اُسنے جملہ کیفیت شیشہ آب طلسمی
کی بیان کی یہ سب حقیقت چالاک نے سنی دل سے کہا خوب ہوا جو تم طلسم مین نہ گئے تھے یہ غیبانی ساحرہ
نکھاتی ہے نہ جیتی ہے پھر عیارون کو بہت پریشان کر گی اسیر تم ہی عیاری کرتے چلو یہ سوچ کر نہایت مستعد ہو کر ترو کمان
سنبھالے پتھر گوپھن مین دیے حقہ ہاے طفلی قارورہ ہاے اختشاری سے درست تاک مین ساحرہ کی ٹھہرا اور وہان
سلیمان عنبرین مو نے بھی جانا لقا کا جانب کوہ بارادہ رزم و فساد سنا پس اُسنے کہا کہ خداوند کی مشیت مین
نہین معلوم کیا آیا جو کچھ فوج ہمراہ نہ لیگئے انسان ہو تو کچھ کہا جائے خدا ہو کر ایسی غفلت کرے اعتبار ما شرد ہے لے
افسران لشکر تم فوج تیار کر کے چلو اور زیر کوہ ٹھہرو افسر بموجب حکم فوج مسلح و مکمل کر کے روانہ ہوئے اور زیر کوہ آکر
ٹھہرے اُدھر سے امیر کشور گیر بھی تشریف لائے بختیارک نے شیشہ دار سے کہا اب بڑا غضب ہوا حمزہ آتا ہے ہم
ایک کو بھی ہم مین سے زندہ نہ چھوڑیگا اور ساتھ اپنے تمام سردارون کے آتا ہے ساحرہ نے کہا ملک جی تم تو مسلمانون
سے ایسا خوف کھاتے ہو جیسے بز قصاب یا طائر صیاد سے تم گھبراو نہین مین ابھی سب کو مثل حرف غلط مٹائے
دیتی ہون یہ کہہ کر شیشہ آب سحر جیب سے نکالا اور تھوڑا پانی اُسمین سے اوس ظرف مین لیکر زیر کوہ متوجہ ہوئی اور
چونکہ اُسکو تو یہی معلوم ہے کہ نیچے کوہ کے لشکر حمزہ ہے خداوند لشکر ساتھ لیکر یہان نہین آئے پس اُسنے اس لشکر کو

جو برائے حفاظت خداوند زیر کوہ تھا خوب تجویز کرکے وہ پانی چھینکا پانی کا لشکر میں گرنا تھا کہ ہوا سرد چلی اور
لشکری پتھر کے ہونے لگے اُسوقت تو لشکر میں بھگدڑ پڑی ہر سمت سے صدا بلند ہوئی کہ دہائی ہے خداوند لقا کی
بختیارک اپنے افسران لشکر کو پہچانتا تھا اور جب وہ لشکر آیا تھا جب ہی سے خبردار تھا مگر کیا جانتا تھا کہ یہ ساحرہ
ہمارا ہی لشکر تباہ کرے گی پس یہ آفت آتے دیکھکر پکار اٹھے ملکہ واہ وا واہ کیا اچھا خداوند کو یہاں لاکر تماشا دکھایا
ارے یہ تو لشکر خداوند ہی کا تھا ساحرہ نے کہا سچ کہو اے لشکر تم سے کس نے بلانے کو کہا تھا اور پھر مجکو شناخت بھی
نکرا دیا اچھا اب جلد بتاؤ کہ حمزہ کا لشکر اور وہ کہاں ہے شیطان نے اشارہ کیا کہ وہ ہے ساحرہ نے غصہ میں آکر
شیشہ آب سحر بلند کیا کہ چرخ دیگر جانب لشکر حمزہ ماروں پس جیسے ہاتھ اسکا بلند ہوا چالاک سوچا کہ ابکی یہ دشمنان
امیر پہ آفت لائیگی پس بہت جلد پتھر اسنے تاک کر اسکی کلائی پر مارا پتھر آکر ہاتھ کے گٹے پر اس زور سے پڑا کہ شیشہ چھناکر
ہاتھ سے نیچے گرا اور چکنا چور ہوا لشکر لقا کہ جو پتھر کا ہوا تھا کچھ جو بچا تھا شیشہ گرنے سے شعلہ ہر ایک بدن سے پیدا ہوئے
اور جلنے لگا ہر ایک ناری مثل دیو آتشبازی چھوٹنے لگا زمین سے آگ کے شعلے نکلکر جلانے لگے شور الغیاث و فریاد
بلند ہوا تو ہر ارے خداوند جلے جلے پکار پکار کر آخر سب واصل جہنم ہوئے امیر کنارے لشکر کے کھڑے ہوئے یہ تماشا
دیکھ رہے تھے سب سردار ہنستے تھے ادھر بختیارک کہہ رہا تھا کہ صلوٰۃ بر پیغمبر خدا و لعنت بر لقا واہ کیا اقبال
مسلمانان ہے جو بلا آتی ہے ہمارا ہی گھر تاکتی ہے جو تیر قضا آتا ہے ہمارے ہی جگر پر لگتا ہے مسلمان مرنا نہیں جانتے
یہ تو ایسا کچھ بکتا تھا اور ساحرہ پتھر کھا کر جیسے نظر مردم سے غائب ہوگئی پھر جو ظاہر ہوئی فرط ندامت سے آنکھ نہ چار
کرسکی کہ یہ کیا میں نے کیا بموجب بیت نعمت خدا اپنے ذمہ دھر چلے ٭ کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے ٭ بس اسی
ندامت میں ہر سمت اسنے دیکھا چالاک بھی لوگوں کے جلنے کا تماشا گھاٹی سے نکلکر دیکھ رہا تھا اسپر نگاہ پڑی تو جب
تمام ترا کڑی اور چالاک پر گری اور اُٹھا کر ہمرے ہوا لیگئی بختیارک ہر چند پکارا کہ اے ملکہ سنو تو سنو تو ابھی یہ
خبیث حرامزادہ لقا باقی ہے اسکو بھی ہلاک کرتی جاؤ لیکن اسنے نہ سنا یہ جا وہ جا جانب طلسم روانہ ہوئی پس خیال
کہ اب میں لڑنے کا ہے سے تحفہ طلسم تو برباد ہو چکا اگر اپنے ذاتی سحر سے لڑی تو کیا بڑہوں مقابلے میں گذریں گے
فوج بھی ہمراہ نہیں آئی ہے اس سے بہتر ہے کہ اس عیار کو پکڑ کر حوالہ شاہ جادوان کرکے کہیکہ آپ سچ فرماتے تھے اسنے
شیشہ توڑ ڈالا عیار بد بلا ہیں بادشاہ عیاروں کی شرارت سے خوب آگاہ ہے وہ عذر میرا پذیرا کرکے کوئی اور تحفہ مجکو
دیگا غرضکہ یہ تو اس طرف گئی اور بختیارک نے لقا سے ضحکہ کرنا شروع کیا اور کہا اے خداوند اب جلدی بھاگ نہیں تو
حمزہ زیر کوہ پہونچ چکا ہے یہاں آکر ناک کاٹ لیگا لقا گھبرا کر اور سمت پہاڑ کے نیچے اُتر کر بھاگا اور امیر نے فرمایا
کہ گھیرو اس مردود مشرک خدا کو سردار گھوڑے ڈال کر چلے بہت ضیا رجادو آکر بزور سحر خداوند اور شیطان کو لیگئی امیر بھی
ہنستے ہوئے مراجعت فرمائے بارگاہ میں آئے ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر لقا بھی بارگاہ میں پہونچکر رنجیدہ خاطر متمکن ہوا
یہ تو سب آرام پذیر ہیں مگر شیشہ دار چالاک کو لیے کوہ نیلم کے نیچے آئی وہاں پہونچکر بالائے کوہ جانے کا ارادہ
کیا لیکن ندامت زدہ تھی تو جسم تمام پسینے میں تر تھا چہرے پر پڑا ہوا غبار سفر تھا پیرہن تنگ ڈھیلا ہو گیا تھا لب نازک

غصہ سے جو حیا باقی تھا نیلا ہو گیا تھا اٹھو میں عیار کے اٹھانے سے درد پیدا ہوا تھا اتنی دور آنے سے چہرہ سونا مرجھا گیا تھا
صباحت میں فرق آ گیا تھا اور علاوہ ان پریشانیوں کے رفع احتیاج کی بھی ضرورت تھی پس زیر کوہ دم لیکر اپنے تئیں آراستہ
کرنے لگی بال اپنے آئینہ سحر سامنے رکھکر سنبھالے دوپٹہ سینہ پر اوڑھا بانشئے قاعدہ سے گر کے چالاک کو زمین پر ڈال کر
و الدیا اور آپ وہاں سے کچھ دور ہٹکر بہ لئے رفع احتیاج آئی لیکن سحر سے وہ جگہ حصار بند کردی کہ عیار اگر اٹھکر
بھاگے تو کہیں جا نہ سکے غرضکہ جب برائے رفع ضرورت بیٹھی سحر سے ایک پردہ کر کے دور تک دشت میں ادھر جانب کو علم نور ز
افسون نہ ہو۔ یہ زن بفراغ خاطر ضرورت سے فارغ ہونے لگی گر وہاں چالاک کہ ہوا سے بیہوش تھا ہوشیار ہوا اور اسنے ایک
پڑوسے کیوں قصد کیا کہ اٹھکر بھاگوں مگر اٹھا نہ گیا سمجھا اسلئے مجکو قید کیا ہے کسی کام کو گئی ہے کب آتی ہوگی تو کوئی تدبیر کر یہ
سوچکے ہاتھ اسکے قابو میں تھے اپنے کمند کے حلقے چادر کے نیچے اسطرح لگائے کہ جو کوئی بھلکر چادر کو کھولے اور اٹھائے بھلا گردن و کمر دونوں میں
لپٹ جائے فی الجملہ اس تدبیر سے درست ہو کر لیٹا ادھر شیشہ دار ضرورت سے فارغ ہو کر اسکے قریب آئی اور پہلے
حصار سحر کا دفع کیا پھر عیار جو زمین سے نہ اٹھ سکتا تھا وہ جادو بھی دور کر کے چادر کو ہٹانے لگی تاکہ ہٹا کر روانہ
ہو پس جیسے ہی چادر کو اٹھایا کمند کے حلقے گردن و کمر میں لپٹے اور از بسکہ چالاک سحر سے رہا ہو چکا تھا اسنے بیضہ
بیہوشی ناک پر مارا کر چھینک مار کر یہ گری چالاک بعد بشاشت اٹھا اور کپڑے اسکے اتار کر آئینہ سامنے
رکھکر اسی کی ایسی صورت بنکر بیٹھی بیہوشی اسکے دماغ و بینی پر باندھی اور ایک کنوئیں میں لیجا کر ڈالدیا اور
آپ وہاں سے جانب کوہ چلا اتفاقاً نیلم جادو کسی کام کو قلعہ کوہ پر آیا تھا اسنے اسکو آتے دیکھا پرواز کر کے
زیر کوہ قریب اسکے آیا اور کہا اے ملکہ فرمائیے کس طرح تشریف لائیں کام با عزت کا تمام کیا یا نہیں اسنے جواب دیا
کہ مدت ہوئی میں لڑائی فتح کر چکی لشکر حریف میں کوئی بھی باقی نہیں سب رہرو ملک عدم ہوئے یہ کلام سنکر نیلم
بہت مسرور ہوا اور کہا اے ملکہ کارے کردی اب مناسب یہ ہے کہ یہاں نہ ٹھہریں شاہ جادوان کی خدمت میں چلکر
مژدہ فتح دیں اور وہیں جشن کریں تو آؤ پرواز کرو تاکہ بہت جلد پہنچ جائیں عیار یہ کلام سنکر گھبرایا کہ میں پرواز کیونکر کروں
پس کچھ تازہ تجویز کر کے کہا ہر اگرچہ واہ واہ میں ابھی تو چلی آتی ہوں تھکی ماندی ہوں اور مجھ میں اتنی طاقت کہاں
ہے کہ ابھی بادشاہ کے پاس جاؤں پس نیلم سمجھا کہ واقعی یہ نازک بدن ہے جو کہتی ہے بہت درست ہے چنانچہ عرض پیرا ہوا
کہ اے ملکہ بالائے کوہ چلکر کچھ دیر آرام فرمائیے پھر کر چلئے گا اسنے جواب دیا کہ تم میرے سینہ پر ہاتھ رکھکر دیکھو کلیجہ ہلتا
ہے پہاڑ پر یکایک کس سے چڑھا جائیگا یہ سنکر نیلم اس جگہ ٹھہر گیا بعد کچھ دیر کے چالاک ہائے ہائے کر کے لیٹ گیا
نیلم نے پوچھا کہ کہیں اے ملکہ خیر تو ہے اسنے کہا مجکو ایک دورہ مرض شدید کا ہوتا ہے وہی اب بھی شروع ہوا ہے
یہ کہتے کہتے یکایک دانت بھنچ گئے آنکھ پھر گئی بیہوشی چھا گئی نیلم یہ حال دیکھکر گھبرایا اور بہت جلد تخت سحر تیار کر کے
اسکو تخت پر بٹھا کر لے اڑا اور پہاڑ پر لایا وہاں اسکے رہنے کا قصر عالی تعمیر تھا نوز آرائش سے طور تنویر تھا۔
شیشہ آلات سے آراستہ اسباب عشرت ورنگ سے پیراستہ فرش و کرسی وغیرہ سے درست بہار جہاں قدم رکھنے
سے تندرست۔ حاصل کلام نیلم نے اس گلفام کو لا کر چھپر کھٹ پر لٹا دیا اور کنیزوں کو اپنی طلب کر کے حکم دیا کہ خدمتگذاری میں

مصروف ہون وہ سب پنکھا جھلنے اور باڑیں دبانے مین مشغول ہوئین چالاک اپنے دلمین کہتا تھا کہ خدا کا شکر ہے جو اس مقام تک مین پہونچا اور دیکھتا تھا کہ اس کوہ پر عجیب و غریب شجر اور مکانات مین ایک ایک درخت و مکان مثل طلسمات مین مکانون کے دروازون پر پتھر کے پتلے انسانون کی طرح پہرا دیتے درختون پر جواہر کے جانور زمزمہ سرائی کرتے چشمون سے مچھلیان سر باہر نکالکر باتین کرتین ایسے چھینٹے دیتین کہ انسان پانی ہوجاتا کنارہ سے چشمون کے فوارون کی طرح ستارہ نکلکر بلند ہوتے اور بر و دے ہوا جھکتے درختون سے پھل ٹوٹکر گرتے دانون کے عوض طائران خوشرنگ نکلکر اڑتے مکانون کی دیوارون پر جو طاؤس وغیرہ بنے تھے دمبدم پریون کی صورت بنجاتے ناچتے گاتے پھر اصلی صورت پر نظر آتے تماشہ طلسم نظر آتا تھا کہ ابیات

یون عکس صفا سے تھا عیان ہر چمن کا
ٹکڑے بلور صاف کے ہین جیسے جھلکے خشت و سنگ
یون جلوہ گر ہے سرو کا سایہ کہ جس طرح

جو ایک دو مکان ہو سو معلوم ہو دو دو
جلوہ اندرون مین ہو جو رنگ گل کا عکس کا
کرتی سیاہ مست پڑا ہو کنار جو

تنکر ہر ایک جو مین جھلکر رنگ آب کا
آئے نظر وہ جون رنگ یاقوت ہو بہو
غرضکہ عیار تو یہان تو آرام مین رہے

مگر شیلم یہانسے اپنے قلعہ مین آیا اول بیان ہوا کہ اس کوہ کے دامن مین قلعہ آباد ہے کہ وہ زیر حکم اس ساحر کے ہے پس یہ جب قلعہ مین پہونچا اخبار نویس کو طلب کرکے پرچہ لکھوایا اور مضمون اسمین یہ تھا کہ اکابران طلسم اور بادشاہ جادوان کو مژدہ ہو اس امر کا کہ ملکہ شیشہ دار جادو نے کوہ عقیق مین جاکر تمام مسلمانون کو ہلاک کیا ایک حمزہ تو بسبب اسم اعظم بھاگ کر بچگیا باقی سب قتل و غارت ہوگئے بیت شکر معبود حقیقی کہ عدو گشت ہلاک * شد از شورش طوفان ہمہ عالم پاک یہ پرچہ اخبار خدمت بادشاہ مین علاوہ اور جگہ بھیجنے کے روانہ کیا شہنشاہ ساحران جس پہاڑ پر سے جب گیا تھا باغ سیب مین آکر حال قتل مخمر سن کر فکر مین تھا کہ کسی ساحر کو برائے استیصال لشکر مریخ روانہ کرون اس اثنا مین پرچہ اخبار پیش ہوا اسکو پڑھکر فرط بشاشت سے خندہ دندان نما کیا تمام حاضران دربار مستفسر ہوے کہ حضور کیا خبر تھی سنی انسے بھی سب کیفیت بیان کی اسوقت دربار مین سہیل نجم جادو و عقاب سپہتی اور وہ ساحر جنکے نام آگے لکھے گئے ہین حاضر تھے وہ بھی گلے ملنے لگے مبارکباد کی صدا بلند ہوئی ہر سمت نقارے کی آواز آتی تھی شاہ جادوان نے مبارکبادنامہ مین لکھکر ملکہ حیرت کو وہ نامہ بھیجا اور چالیس کشتیان جواہر اور اشیائے عمدہ طلسم سے مملو کرکے ایک تحریر مشتمل بر مضمون مبارکباد خداوند کو لکھی کیفیت یہ اسمین درج تھی کہ یا خداوند تیری قدرت بہت بڑی ہے کہ تو نے ایسے ایسے بندہ ہائے زبردست پیدا کیے جو کسی طرح ہلاک نہ ہوتے تھے پھر تو نے ہی ہمکو وہ قدرت و قوت عنایت فرمائی کہ ہمارے ایک ملازم شیشہ دار جادو نے ایک لمحہ بھر مین کام ان بندگان سرکش کا تمام کردیا ہم تیری قدرت کی کہانتک ثنا کر سکین اب ہم ہزار دل تیری اور تیرے سب بندگان مقرب کی خدمت مین مبارکباد اس فتح عظیم کی دیتے ہین کہ کام تمام دشمنو نکا تمام ہوا اور ہم سب بندون کو قدرت نے شادکام فرمایا اس خوشی کا جشن مسرت تسیم ہم بھی منعقد کرنیوالے ہین خداوند بھی معہ جملہ ملکان مقرب کے مصروف طرب ہون اور یہ کشتیان نذر کی جو ہمراہ سہیل نجم جادو بھیجی گئی ہین قبول و منظور فرمائے باقی ہر کہ ومہ کو مبارکباد ہماری طرف سے

پہونچے فقط یہ عرضی جب تحریر ہو چکی سہیل کو دیکر حکم دیا کہ خدمت خداوند مین پہونچا وہ چالیس جادوگر نہایت معزز اپنے ہمراہ لیکر کشتیون کو طاؤس ہاے سحر کی پشت پہ بار کرکے روانہ ہوا ادھر لشکر حیرت مین جو بادشاہ نے نامہ بھیجا تھا چنانچہ وہ نامہ جب ملکہ مذکورہ کو پہونچا اسنے پڑھتے ہی حکم دیا کہ طبل عشرت پہ چوب پڑے بموجب فرمان ملکہ ہزارہا نقارہ بجنے لگا صداے مبارکباد بلند ہوئی عیارون نے یہ خبر ملکہ مہرخ سے جاکر عرض کی کہ شیشہ دار جادو لشکر امیر حمزہ پر گئی تھی سب لشکر کو تباہ وغارت کرکے بہ فتح وفیروزی آئی ہے ملکہ حیرت پاس اسی مضمون کا نامہ بجانب شاہ طلسم آیا ہے بدینوجہ اسنے یہ خوشی پھیلائی ہے یہ خبر جب مہرخ خوش سیر نے سنی اشک گلرنگ رخسار انور پر جاری ہوئے تمام لشکر مین کہرام برپا ہوا ہر سردار نے حال اپنا تباہ کیا عیار جو برق وضرغام یہان موجود تھے انھون نے ملکہ مہرخ سے کہا کہ یہ خبر بالکل غلط اور سراپا دروغ ہے پیش انوار عقل دانشمندان بیفروغ ہے تمام لشکر امیر کا یکایک غارت ہونا سہل نہین یہ برسون کا کام ہے اور بالفرض اگر لشکر تباہ ہوا تو ہوا سردار تو زندہ رہے اگر وہ ابھی اپنی وجہ ملکہ سمن پری کو بلائے تو نہین معلوم کیا ہو جائے اے ملکہ ایسے ایسے قران صعب لشکر صاحبقرانی پر بہت آچکے ہین اعداے دین بہت کچھ خاک اڑا چکے ہین قیطاس کوہ پیکر حمزہ تمام لشکر کا سوم اہل اسلام کر چکے تھے سنگ صبر دل پر دھر چکے تھے پھر خدا نے فضل کیا ذکر اسکا جلد چہارم دفاتر داستان حمزہ مسمی بہ ایرج نامہ مین ہے اب لے ملکہ آپکو لازم ہے کہ اس خبر جعل کو محمول بہ افترا وکذب کرکے جزع وفزع کو موقوف فرمائیے اور اپنے لشکر مین یہ منادی کرا دیجیے کہ شیشہ دار جادو فرستادہ شاہ طلسم لشکر حمزہ سے شکست کھا کر آئی ہے بھاگ کر اسنے اپنی جان بچائی ہے شاہ طلسم نے ہلاکت لشکر اسلام کی خبر جھوٹ مشہور کرا کر خفت اور شرمندگی اپنی مٹائی ہے جس کسی کو کوئی نسبت لشکر اسلامیان ہمارے یا ہماری عملداری مین کلمہ زبان سے نکالیگا زبان اسکی قفا سے کھینچ لی جائیگی سزاے سخت دی جائیگی لے ملکہ اس گریہ وزاری سے تمام ممالک مفتوحہ مین بدعملی ہو جائیگی فوج بیدل ہوگی صوبہ دار اور عامل قتل ہونگے پس جیسا ہم عرض کرتے ہین اسی پر عمل کرنا مین مصلحت وحکمت ہے مفید مطلب اعیان سلطنت ہے ملکہ نے یہ صلاح پسند کرکے فوراً حکم دیا کہ [illegible] اور سامان جشن عشرت مہیا ہو ہرچند کہ خواجہ مقید ہین لیکن اس فتح سے کہ شیشہ دار پر اہل اسلام نے پائی ہے ہم جشن کرینگے بموجب حکم ملکہ منادی نے منادی کی کہ خلق خدا کی ملک بادشاہ اسلام کا حکم ملکہ مہرخ سحر چشم کا کہ ہر ایک شخص خوشی کرے مسلمان شیشہ دار پر فتحیاب ہوے وہ خبر جو مشہور ہوئی بالکل جھوٹ ہے اگر کوئی نسبت مسلمانان کلمہ بد کہیگا سزا بہت بڑی پائیگا یہ منادی ہوتے ہی تمام لشکر مین ہنگامہ عیش وعشرت گرم ہوا ناچ ہونے لگا شراب کا دور چلا ہر ایک لباس سرخ پہنکر گلفام ہوا اس طرف حیرت کے لشکر مین ہر جگہ انجمن عشرت ترکیب پذیر ادھر سامان مسرت فراہم نہ کوئی رنجیدہ نہ دلگیر ان کو تو اس کیفیت مین چھوڑیے اور حال سہیل چشم کا سنیے کہ وہ کس وقت مبارکباد دینے لقا کو پہونچا

المدد اے شوق دل جوش تمنا مرحبا	آتے ہین وہ مرگ شادی کی مبارکباد مین

آنا سامر کوہی اور قاہر کوہی کا برائے اعانت لقا اور مارنا سہیل چشم کا۔

صحائف طرازان صحف بلاغت رقم کرتے ہین اسطرح یہ حکایت کہ تھا تخت نکبت پہ بیٹھا ہوا
لقا جسکو کہتے تھے مشرک خدا جو الکسیس لائے یہ اسکے خبر کہ اے مالک تخت و دیہیم و زر
مددکو تری لشکر بیکران لیے قاہر کوہی آیا یہان سنی بختیارک نے جب یہ خبر
چلا پیشوائی کو اٹھکر وہ خر اثنائے راہ مین کوہی مذکور سے یہ شیطان جاکر ملاقی ہوا دیکھا کہ ساہم
قاہر گینڈون پہ دونون بھائی سوار پشت پہ فوج کوہیان ہتھیار آلات حرب سے آراستہ قوی تن درشت چنگال
زبردست ہر ایک جوان نوخاستہ لشکر مثل دریائے آہن موج مارتا آتا ہے مع بھیڑ و بنگاہ کئی لاکھ کا مجمع کہ **نظم**

افواج قاہرہ کا ترے کیا بیان کرون لرزے صدائے پاشنہ سے جس کے روم و زنگ شادی کی آنکھ سمجھے ہو انکی دلاوری
ہنگام کارزار صدائے گولہ و تفنگ ایسے وہ جان نثار تھے اسکے کہ اسکی سمت آسیب کیا مجال کرے عزم روز جنگ
ہو جائے کوٹ گردہ وہ جو دل کے تیجو جائین صف باندھ کر کھڑے ہون تو ہین قلعہ کی امنگ

شیطان لقا ان کو استقبال کرکے
لایا لشکر انکا ملحق اپنے لشکر کے اتروایا یہ دونون بہادر سامنے خداوند خیرہ سر کے آئے سجدہ کرکے خلعت سے مخلع ہوئے
عنصر بن منصور زاغ ہیتم کوہی نے انکی بڑی تعریف کی کہ یہ ہم سے بدرجہا زور و طاقت مین بڑھے ہوئے ہین
بلکہ ہم سے کیا تمام کوہیون سے شجیع اور پرقوت ہین لقا نے یہ سنکر کہا کہ قدرت نے انکو تمام عالم سے زورآور پیدا کیا ہے
اور اپنا آپ نظر کردہ فرمایا یہ کلام سنتے ہی دونون بھائی خداوند کے تصدق ہوئے اٹھکر تخت کے گرد پھرے خداوند نے
دوبارہ نظر کردہ کرکے خلعت دیا اور دنگلہائے طلاکار پر قریب تخت بٹھایا پیچھے ان کے سرداران کے سوتنگ سو جوان
یلان ارجمند کرسیون پر متمکن ہوئے ساقیان زرین لباس دمہ جبین جام شراب دینے لگے رقاصان طلعت سامنے آکر
ابنی چھل بل دکھاتے تھے اہل انجمن کو اپنی ادائے مستانہ پر لبھاتے تھے وہ رقص رامشگران گلبدن وہ انکا ستمرا ین
وہ ان کے حسن کی بہار بلبل کرد ار ہر دل کو شیدا اپنا بناتی تھی زاہد صد سالہ کی طبیعت مثل جوانان آتی تھی کہ **بیت**
کفر سے انکو مرا دل ہے نہایت بیزار ٭ درمیان کیا کرون لے شیخ کہ ہے پائے بتان ٭ اسی ہنگامہ ناؤ نوش مین
ساہم کوہی مخاطب بجانب بختیارک ہوا اور کہا ملک جی بیان کرو کہ مسلمانون سے لڑائی کس طرح سے ہوئی
اور وہ لوگ کیونکر رہتے ہین وہ شیطان یہ کلمات سنکر جواب دہ ہوا کہ مسلمان بڑے زبردست ہین دیوون کی گردن
دھڑ سے کھینچ لیتے ہین شیران ژیان اور فیلان دمان انکے نزدیک بکریان ہین اکثر پہلوانکو قاش زین سے اٹھاکر
اچھالا اور گرتے وقت بضرب تیغ دو ٹکڑے کیا ہے کبھی خداوند کو کمر مین ہاتھ دیکر جو اٹھایا خداوند نے ٹانگین اوپر
سر نیچے آسمان کو جوتڑ دکھایا ہے علاوہ اس زور و قوت کے حسن ایسا کچھ رکھتے ہین کہ خداوندزادیان
ان کے ساتھ بھاگ گئی ہین شہزادیان کیسی پریان انکے پاؤن دباتی ہین یہ باتین سنکر قاہر کوہی کو غصہ آیا اور
کہا ملک جی خداوند زادیون کا ذکر بیکار ہے کیونکہ یہ فرقہ نسوان ناقص العقل ہوتا ہے جو کچھ کر گذرے وہ تھوڑا
ہے اور زور و طاقت کا جو تم نے ذکر کیا تو ہماری طاقت دیکھو یہ کہہ کر ایک اسپ دور کا یہ منگوایا اور صحن بارگاہ
مین کھڑے ہوکر ایک ہاتھ سے اس گھوڑے کو اچھالا اور گرتے وقت بیک ضرب شمشیر اسکو دو کیا اور کہا ملک جی

اسی طرح مسلمان پہلوان کو چورنگ ہوائی کاٹتے ہوں گے شیطان کو ازبسکہ اغوا کے روا دا نا منظور تھا اسوجہ سے
انکا ثناخوان ہوا کہ حقیقت میں آپکا بھی مثل و نظیر نہیں ہے یہ شوکت اور قوت مسلمانون میں بھی نہیں ہے خلاصہ کلام
وہ تمام دن اسی لہو و لعب میں بسر ہوا اور سر شب بہ بھول ماہتاب کا جڑا ہوا نظر آیا انجم بسان جوہر تیغ دکھائی
دیے ترک روز نے خنجر کمر سے کھولا کہ بموجب **نظم**

کہ جو تھا اس جہان میں بہرہ اندوز
ہوا وہ جانب مغرب روانہ
اسی عرصہ میں مہر عالم افروز
بڑھا سامان شب کا شامیانہ

سر شام قاہر کوہی نے خداوند سے عرض کیا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوایئے لقا نے حکم نواخت کوس حربی دیا
نقارہ رزمی گر گرایا نامیان خیبری و تومیان حیدری لشکر ظفر پیکر اسلام کے جلد حال بیان کا دریافت کر کے
خدمت با سعادت بادشاہ میں حاضر ہوئے اور زبان عجز بیان کو بعد ادب و ثنا و صفت میں بادشاہ جمجاہ کے کھولا کہ ابیات

رکھے ہمیشہ تری تیغ کار کفر تباہ
سجود ورسے ترے ہر دور ہون اہل مین
بسان رشتہ کر دانون مین سجہ کے ہو سلے
کرے جب آنیکا تو عزم بہ بخت توسن پر
جدھر کو ہو تو چلو ریز ہیں ترے آگے
بحق اشہد ان لا الہ الا اللہ
رہے رکوع مین تا قامت سپہر دوتاہ
تری دعا کو رہے اسطرح دلون مین راہ
رکاب تھامے اقبال بولے بسم اللہ
ظفر جو طرفدار ہوے تو فتح پیش نگاہ

بعد ادائے دعا و ثنا بادشاہ آ تا قاہر و ساحر کو میون کا بیان کیا اور طبل جنگ بجانا بھی معرض عرض مین لائے بادشاہ
امیر کشورگیر کی جانب کہا امیر نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوالفتح جاؤ اور ہمارے لشکر مین بھی بفضل رب اکبر نقارہ حربی بجواؤ
عیار مذکور حسب ارشاد حضور پر نور نقارخانہ مین آیا اور خانیہ طبل سکندری اور حشامی سے اٹھا کر چوب لگائی
صدائے شر و فساد تمام عالم اور عالمیان مین پھیلی دربار برخاست ہوا وہ دوران صف شکن و خانہ بان ہمت نے اپنے مقام
پر آکر ہتھیار اسلحہ خانون سے منگوائے چارطرف شور تلوار و تیغ جھنکار کا بلند ہوا اہل جنگ و تیر و ہر ایک گرز اور چند ہو
چرخ پر چڑھے فلین مسیح کا دل خوف سے خون ہوا کہ آبدار یا کی موجین بڑھے فلین زمانہ کو یہ خوف تمام عالم تہ و بالا ہو
رنگ بدلتا تھا قلب برش تیغ سے دہلتا تھا ہر لشکر نہنگ بحر آہن تھا موذی ہنسکے لیے مار آستین دشمن تھا انکی قربان
غلبہ و جلال کی نسبت یہ کہنا زیبا تھا کہ بمقتضائے ابیات

صولت و قہر سے آگے ترے یون دیو سیاہ
روز میدان قدم اپنا تو جہان گاڑے بس
اسکی خونریزی سے یون فوج عدو گم گشتہ
شرق سے غرب تلک رعب ترے نیزہ کا
کافر حربی و موذی و منافق لمحہ
کیا بیان تجھ سے کرون وصف سپر کا تیرے
آنکھ سے آگ سے خون تاب مین آجائے ابال
کوہ کا سینہ پھٹے دیکھ ترا استقلال
جون سر نو سے حرم کے لپٹتا ہے حال
دھاک ہے تیغ جنوبی کی تری تا شمال
ایک چورنگ ہے چار ونکا لے استیصال
سایہ مہر نبوت ہے تری پیٹھ پہ ڈھال

شست انداز لیے تیر سے ہو عدو کب جانبر	دائم انگشت قضا تیر کی تیری ہے کھالی

رات بھر یہ فوج ظفر موج درستی آلات حرب میں رہی تڑکے سے غازیوں نے غسل کر کے کفن سر سے باندھا ہتھیار بدن پر سجے سر محراب عبادت خالق اکبر میں جھکایا اور دعا کی کہ سر دینے کا زمانہ قریب آیا محراب خم شمشیر میں ہم سر جھکائیں اے رب ہم جان دینے میں جان نثار ہیں اس طرف تو عجز و انکساری تھی اُدھر فوج عدو میں لقا پرستی اور کفر شعاری تھی ادھر آواز تکبیر بلند اُدھر ناقوس اور گھونگھرو کا شور بیرون کے رد بدو ہر ایک مستمند اس سمت غازیوں اللہ اکبر کی پکار اس جانب کو المدد یا خدائے باختر کے نعرہ ہر بار اس طرف تضرع و زاری ادھر لاف زنی و نخوت شعاری غرضکہ مصداق ع فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ❊ دونوں طرف ہنگامہ عظیم برپا تھا کہ ظلمت شب جیسی ظلمت کفر تیغ نور سحر سے قتل ہوئی اہل اسلام منٹی اور رشتہ اخضر سفیدی سحر پر انجم بے مثل دانہ تسبیح کے گردش قبول کی کر [illegible]

سجا خورشید نے عمامہ نور	ہوئی شب کی سیاہی مثل کافور	ہوا سینہ فلک کا تا گریبان چاک
ہوا اس سے نمایان مہر افلاک	صبحدم امیر کشور گیر تبرکات انبیا علیہم السلام ذات بابرکات پر آراستہ فرما کر تخت	

اشقر پر سوار ہو کر جلو خانہ شبستان بادشاہی میں آئے تمام سرداران ذی وقار یہاں حاضر تھے آداب بجا لائے انتظار آمد شہنشاہ تھا کہ یکایک حبش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ اُٹھا شور بسم اللہ تا بہ گنبد سما ہو چکا سامان جلوس شاہانہ ظاہر ہوا سب اُٹھ کھڑے ہوئے ناگاہ افق بارگاہ سے آفتاب عالمتاب سپہر شہنشاہی بصد عظمت و جلال تابندہ و درخشندہ ہوا یعنی بادشاہ عالم و عالمیان چراغ لشکر اسلام ناسخ ادیان باطلہ و منسوخ کن ملل کاذبہ مطیع احکام شریعت ظل اللہ دین پناہ عالی نژاد شہزادہ سعد بن قباد برآمد ہوئے سرداروں نے مجرا کیا امیر نے بعد تسلیم پایہ تخت شہنشاہی کو بوسہ دیا نوبت و نقارے بجنے لگے سواری جانب جنگاہ بڑھی موج بحر کی طرح جوش مار کر فوج چلی ہتھیاروں کی آواز گھوڑوں کے [illegible] تیسے تا فلک جاتے دلاوروں کے نعرے دل دہلاتے تھے سردار اپنی آن بان دکھاتے کسی طرف فیل کسی طرف مرکبان اسپ طرارے بھرتے نظر آتے تھے حضور مالک علمشاہ و قاسم و ایرج و نور الدہر و داراب و منددل و کرت و نعمان بن منذر و فیاس خان و علمشاہ و آلا گرد فرنگی و لالا گرد فرنگی وغیرہ با نجرار پہلوان یگانہ بے مثل زمانہ اپنی اپنی فوج لیے روانہ تھے کہ نظم

کثرت اسکی یہ ہے جو ہو سوار	فوج کا تیری کر سکے پتشمار	گر عطارد حساب دان ہووے
جیسے شیشہ حباب ان ہووے	بلکہ یہ گرد آسمان ہووے	آنکھیں مل مل پہ مہر ہووے نور
	اس لشکر نصرت اثر کو ہمراہ لیے بادشاہ پرشوکت و جاہ وارد عرصہ کارزار	

ہوا ادھر سے لقا گمراہ بامیمون بدبخت جمع کر سوار ہو کر جنگاہ میں آیا کوہ نگار اپنے ساتھ لایا سام کوہی اور قاہر کوہی کی للکار کو ہمراہ لیے سجانی باختری اونچی بنے جمل میدان میں آ کر صف کشیدہ ہوئے بیلداروں نے میدان ہموار کیا سقوں نے گرد و غبار کو بٹھایا نقیبوں نے فتنہ و فساد کو اٹھایا صفیں دونوں طرف زمین جنگ بین میں مبارز کی صدا بلند ہوئی قاہر نے چاہا کہ میدان میں جاؤں سام نے کہا میرے ہوتے تم میدان میں نہ جاؤ یہ کہکر گھوڑے کو چھلانگ مار کر روان کیا اور سامنے لقا کے آ کر اجازت رزم لیکر میدان میں آیا پہلے سلحشوری سے سر را میدان کا خوب

دکھایا پھر زبان پہ لایا کہ اے فرقہ ناموران پاس نام و ننگ ہے تو آؤ میرے مقابلہ میں یہ نعرہ سنکر صف دست چپ
اہل اسلام کے شہزادہ قاسم کے ماموں یعنی فیروزخان خاوری نے گھوڑے کی باگ لی اور سامنے بادشاہ کے
آکر اجازت چاہی شاہ گردون پناہ نے سپرد بخدا فرمایا یہ بہادر مرکب ڈپٹا کر سامنے اس کوہی کے آیا وہ نیزہ پکڑ کر
گینڈے کو ٹھکراتا ہوا آگے بڑھا اس دلاور نے بھی گھوڑے کو کاٹھے پر لگا کر نیزے کو سیدھا کیا سنان پر سنان اور زبان
پر زبان پڑنے لگی برابر سے نیزہ بازی ہوتی تھی جب دو سو طعن رد و بدل ہوئیں سنانیں اور زبانیں بیکار ہوئیں انچی اندر بر
ڈانڈ پڑنے لگی آخر وہ بھی مثل خلال فراشان ٹکڑے ٹکڑے اور پرخچے پرخچے اڑ گئیں اسوقت سام نے تیغہ گرانبار کمر سے
لیا اور خبردار خبردار کہکر تاکر سر پہ ہاتھ مارا اس شجاع نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر وہ تیغ تیغ سوہن کا ایسا آبدار تھا کہ
سپر پر نہ رکا سپر کو توڑ کر خود و مغفر زرہ ٹوپ سے گذر کر کاسہ سر کو تراش کرتا دو ابرو تیغہ پہونچا تھا کہ فیروزخان نے دستانے
دم تیغ میں ڈالے دستانے قلم ہوے کلائیاں مجروح ہوئیں مگر تیغہ بھی جھٹکا کر سر سے نکلگیا چادر خون کی منھ پر آ گئی
سر ہرنے پر جا لگا کوہی نے چاہا کہ سر کاٹ لوں لیکن قیماس خان خاوری بھائی اس دلاور کا بہت جلد ہان ہان کرتا
ہوا بیچ میں آگیا اسوقت شہزادہ ایرج مرکب اڑا کر سامنے امیر کے آئے اور کہا آپ دیکھتے ہیں باوا جان کے ماموں کیسا
بدنام مجھکو کر رہے ہیں انکو لشکر سے نکلوا دیجیے امیر نے کہا کہ بابا وہ بھی تو شجاع ہیں تلوار کا کام کاٹنا ہے ہاتھ حریف کا پڑگیا
وہ ناچار رہیں لیکن بغیر سرخرو ہوے میدان سے پھر تو نہیں آئے دشمن کو پشت تو نہیں دکھائی شہزادہ نے یہ سنکر مونچھوں کو تاؤ
دیا اور کہا بجا ارشاد ہوا اب انشاء اللہ اس اپنے غلام کی تلوار کی کاٹ ملاحظہ فرمائیے گا امیر ہنس کر چپ ہو رہے ادھر سام نے
وہی تیغہ خونچکان سر قیماس پر بھی لگایا اس شجیع دوراں نے سپر کو سامنے کیا مگر وہ ایسا بازو پر قوت رکھتا تھا کہ سپر کاٹ کر
تا دو ابرو قیماس کے تیغہ اترا اسنے بھی دستانے مار کر دفع کیا اب کی مرتبہ شہزادہ دارا اب مرکب اڑا کر سامنے گئے اسنے نعرہ مارا کہ
کیا تم لوگ لاشے پاتے میرے سامنے ہو کسی آہن تن کو وہ پیکر سنگ بدن کو بھیجو کہ مزا مجھکو شمشیر زنی کا حاصل ہو یہ سنکر شہزادہ
نے فرمایا کہ زبان بند کر اور بازو کھول غرور کرنا مردان عالم کو زیبا نہیں قوت بازو پر غرا تا کیا لا اضرب کیا رکھتا اسنے کہا میں نے
سنا تھا مسلمانوں کو خداوند لقانے سنگ و فولاد سے بنایا ہے اور انکو بنا کر بھول گئے تھے اس لیے قضا انکی ہمائی نہیں لیکن یہ
کلام مجھکو جھوٹ نظر آتا ہے یہاں تو فولاد کیسا ہر مسلمان بالو کا بنا معلوم دیتا ہے کہ آب شمشیر سے کالخ تن انکا بہا جاتا ہے یہ کہکر
وہی تلوار سر پر شہزادہ ذیوقار کے بھی لگائی ستارہ بخت مسلمانان اسوقت برج دو پیکر میں آیا تھا شہزادہ موصوف بھی تا دو ابرو
زخمی ہوا عیار نے اس جان وجگر حمزہ کو بھی میدان سے پھیرا تو شہزادہ ایرج کو تاب رہی مرکب اڑا کر سامنے شاہ اسلام
کے آیا کل لشکر دست چپ کے علم جلوہ گری پر آئے ہزار ہا نقارے تشری فیلی بجنے لگے سرداران شہزادہ ذیجاہ پیادہ ہو کر رکاب
میں دوڑے شہزادہ مسطور نے مرکب کو دکر پایہ تخت ظل اللہ کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ اب جان نثار کو تاب ضبط باقی نہیں
ہے یا تو اس گبر لقا پرست کو راہ دار البوار دکھا دونگا یا سر اپنا میدان میں کٹوا کر زندہ جاوید کہلاؤنگا بادشاہ نے شہزادہ
کو خلعت جام کلاعفریت مرحمت کیا اور رخصت فرمایا یہ بہادر پشت توسن پر آیا مرکب کو رانوں میں مسلنا تھا کہ
وہ باد پیما طرارہ بھر کر چلا یہ جاوہ جا چلا وہ تھا کہ نظر سے غائب ہو گیا یا شرارہ تھا کہ چمک کر نکلگیا طرفہ طلسم دکھائی دیا کہ نظم

جہان کے باغ مین نقاش ترے گلگون کی — جو جا بجا مین شکل بنا مین تو کیا کرین تدبیر
کہا مصور باد بہار نے جس کو — اگر قیاس مین ٹھہرے تو کھینچیے تصویر
نہ دونگا اسکو مین تشبیہ برق و آتش سے — کرونگا کیا مین بھلا جست وخیز کی تقریر
نہین ہے مرکز خاکی پہ اسکے جلدی کا — بجز طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
رکھا کرے ہے صدا گرد اسکی جولانگاہ — دماغ آہوے تاتار پہ زبوے عبیر
اُسے رکاب کے بوسہ کی آرزو بھی وسلے — نہ آیا اپنے تئین ماہ نو سمجھ کے حقیر

مین طرارون مین شہزادہ کو وہ بادپا لیکر مقابل حریف پہونچا وہ نامور بھی تیغ گاو رگینڈا اڑھالا یا ایسی تکادری کرچند قدم گینڈا اُسکا پیچھے ہٹا اور تین قدم گھوڑا شہزادہ کا پسپا ہوا وہ کوہی شرمندہ ہوکر گینڈے کو مارکر آگے بڑھالا اور پکارا کہ یہ جانور بدتمیز تھا اس کے ہٹ جانیکا آپ خیال نہ فرماینگے شہزادہ نے ہنس کر کہا اچھا اب تم نہ ہٹنا اور کارزار مردانہ وار آغاز کرو ادھر یہ گفتگو تھی لیکن ادھر خواصی مین لقا کی بختیارک جو بیٹھا تھا اُسنے کھڑے ہوکر شہزادہ کو ہم نبرد سامری دیکھا اور پکارا کہ یا خداوند اپنے پہلوان کو بلوا لیجیے ورنہ وہ جہنم مسلمانان کی سیر کیا چاہتے ہین ایک شوم وحشت ان کے مقابلہ کو آیا ہے مین نے بہت کم دیکھا ہے کہ کوئی اسکے مقابلہ سے بچ رہا ہے قاہر کوہی گینڈے بدذاتی کی جھول پکڑے کھڑا تھا اسنے بھی یہ تقریر سنی اور کہا ملک جی تم کیا بدشگونی منایا کرتے ہو میرے بھائی نے کئی سو مسلمانو کو جو ٹیلا کیا ہے اب یہ بھی دو پر کا لہو جاتا ہے یہ ایسا کون سورما ہے جو بچ کر چلا جائیگا بختیارک نے کہا اسے بیوقوف یہ قدرت کا لوا سا ہے نو چلپڑہ قدرت کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور خیر میرے بیان پر کیا منحصر ہے اب تم دیکھ لینا کہ بھائی صاحب پر کیا گذری یہ کہہ رہا تھا کہ وہان سامری نے دہنے پر گینڈے کو چڑھا کر رکابون مین پانون استوار کر کے خبردار خبردار کہکر بر سر شہزادہ نامور تیغہ اُتارا شہزادہ نے گھوڑا اُڑا کر زیر بغل سے ہوکر سپر کو آگے کیا کہ قبضہ تو سپر پر چلا اور تیغہ بالکل خالی ہو گیا شہزادہ بانو بہت جلد زیر رکھا مرکب اس طرح چڑھالایا کہ حریف کو دست راست کے نیچے سے پایا اسوقت شمشیر جانستان کھینچکر نعرہ کیا کہ باش اب ہماری باری ہے یہ کہکر وار کیا ہلاری نے گھبرا کر سپر کو چہرہ پر پناہ کیا مگر تیغ صاعقہ خصال وہ ہستی سوز عدوکب رکتی تھی سپر کو مثل قرص ماہ بنیر کاٹکر خود ودلیفہ عرقچین زرہ توپ گنجی جلم کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر مین در آئی ہرچند سامری نے دانت نے مارے لیکن اس نو زین وہ حسام آبدار جاتی تھی کہ کلائیان اور دانت لنے کر کٹ گئے مگر تلوار سرسے نہ نکلی کلہ و جبڑے کو تراش کر صندوق سینے سے متاع جان برباد کرتی ہوئی شکم کو کاٹ کر کفل گاہ سے گذری پھر گینڈے کے زین وغیرہ کو کاٹ کر پشت سے گذر کر زیر تنگ آکر زمین پر مثل برق چمکی کوہی کے مع مرکب چار ٹکڑے ہوے اہل اسلام مین شور تحسین بلند ہوا غازیون نے نعرہ اللہ اکبر کیا عیارون نے دوڑ کر خدمت شہزادہ مین عرض کیا کہ اے شہریار سبحان اللہ

نظم

جب تری تیغ مین موجود ہو برش ایسی — کھینچکر اپنی کمر سے جو تو مارے اک ہاتھ
تجکو للکار کے میدان مین صف مردان کے — سامنے آئے ترے کون ہے ایسا مرد ک
کیون نہ کوس لمن الملک تو بجائے ہر دم — شکل نقارہ کی جوڑی کے دو حصے ہو فلک
عیار تو سر گرم تماشا ہوان تھے لیکن

بختیارک کوہی کے دو پرکالے ہوتے ہی اُچھل پڑا اور کہا وہ مارا میان قاہر صاحب مین آداب عرض کرتا ہون کیسی آپ نے زبردستی ان مسلمانون کی واہ واہ کیا پیارا ہاتھ مارا ہے کہ تسمہ بھی لگا نہ رکھا قاہر کی آنکھون مین خون اتر آیا اور گینڈا بڑھا کر فوج کو یہان کو للکارا کہ ہان ہان لینا اس مسلمان خیرہ سر کو فوج ہر سمت سے لینا لینا کہہ کر چلی بدلی سپاہ کی گھری ہوا بدلی تیرون کی بوچھار پڑنے لگی پشہزادہ جری تیغ بکف اس بادل مین برق کی طرح چمکنے لگا اور سر مثل قطرات باران برساتا تھا لقا کی فوج بھی حملہ آور ہوئی پھر تو بادشاہ اسلام نے تخت آگے بڑھوایا امیر کشورستان کا نعرہ بلند ہوا کہ تمام اہل اسلام آگرے تلوار گھمسان کی چلنے لگی زبان شمشیر زہر اُگلنے لگی شعلہ تیغ نے صحرا سے جسد پھونک دیے دیار تن مین آگ لگی ناریون کی گرم بازاری بہادری سرد ہوئی شوکت و جلالت گرد ہوئی جو سامنے آیا فی النار ہوا موت کا گرم بازار ہوا برق شرربار شمشیر دو رنگی خرمن ہستی کے جلانے پر آندھی ہی دم بھر مین صفین صاف تھین رہ گئیں گریزان و روگردان از صفات تھین شور دار و گیر برپا تھا ہاتھ کہین پاؤن کہین سر کہین تھا ایسی خونریزی تھی کہ اعضائے تن کا بھی ٹھکانا نہ ملتا تھا سوائے ہلچل کی جھنکار اور قرنا و دہل کے اور کچھ سنائی نہ دیتا تھا عالم اس میدان جنگ کا تھا

بکردند یک تیر باران نخست
بسان تگرگ بہاران درست
بپوشیدہ شد چشمۂ آفتاب
ز پیکان نہادے درفشان چو آب
تو گفتی ہوا ابر دارد ہمے
وزان ابر الماس بارد ہمے
و نمان گرز داران و نیزہ وران
که می تاختندے برین خاکیان
ہمہ زین جہان بود شبگون شدہ
زمین سر بسر پاک پر خون شدہ
ہمان شورش اندر میان سپاہ
ازان زخم شمشیر و گرز سپاہ
در و دشت تا شد ہمہ لالہ گون
بدشت و بیابان ہمی رفت خون

عین گرمی جنگ مین کسی سردار نے قاہر کوہی نے زخمی کیا اور بغضب تمام تلوارین مارتا لشکر اسلام پر چڑھا چلا آتا تھا جان پر کھیلے تھا اسکا تو یہ نقشہ تھا مگر طلسم سہیل جو روانہ ہوا تھا کشتیان نذر کی لیے ہوئے اسوقت یہان آکر پہونچا اور جب درۂ کوہ سے کہ جو سر طلسم ہے باہر آیا نہیب مبارزان و نعرۂ دلاوران کی صدا اُسنے سُنی مع اپنے ہمراہیون کے اُڑ کر قلعہ کوہ عقیق پر آکر ٹھہرا دیکھا تو بڑے زور شور سے تلوار چل رہی ہے اس قلعہ کا سلیمان عنبر مو کی جانب سے ملکان کرہی قلعہ دار ہے اس سے اسنے پوچھا کہ یہ کس سے لڑائی ہو رہی ہے اسنے کہا خداوند باقر سے آج خدا پرستون کو غارت ہا ہے تم دیکھو اب کچھ دیر مین وہ سب برباد ہوئے جاتے ہین اسنے کہا اسوقت تو مسلمان ہی زبردست معلوم دیتے ہین ملکان نے کہا سچ کہتے ہو پر مشیت خداوندی مین کیا دخل ہے مین نے بھی قلعہ آراستہ کر رکھا ہے اگر خداوند ہزیمت کھا کر اندر قلعہ کے آئے تو مین سب دشمنون کو آثار دونگا سہیل نے کہا یہ نوبت ہی کیون آنے پائے مین جا کر سب کو غارت کیے دیتا ہون مجھکو معلوم تھا کہ مسلمان غارت ہوگئے ہین مگر اب ظاہر ہوا کہ بعض مسلمان زندہ ہین یہ کہکر آپ اُڑ کر جہان لقا ہاتھی پر بیٹھا ہوا تھا آیا تسلیم کرکے سجدہ کو جھکا یا لقا نے بختیارک سے پوچھا کہ یہ بندہ میرا کون ہے اسنے اسکو سامنے وضع دیکھ کر کہا اسکو شاہ طلسم افراسیاب نے بھیجا ہے یہ کہکر سہیل سے مستفسر ہوا کہ تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو اسنے جواب دیا کہ بادشاہ جادوان کا فرستادہ ہون شیطان نے کہا ایسے بہت سے شاہ جادوان بھیجا کرتا ہے

ایک تیشہ دار آرائی تھیں کہ اپنوں کو جلا کر چلی گئیں تھیں اب تم آئے ہو دیکھو کیا کرتے ہو اُسنے کہا ملک جی خوب یاد دلایا مسلمان
تو تباہ ہو چکے اب یہ لڑائی کس سے ہوتی ہے ملک جی نے جواب دیا کہ یہ رزم امیر کشور گیر صاحب توقیر زرزنہ قاف صاحبقران
دوران حمزہ عالیشان سے ہے جسکا ایک ادنی غلام فراری یہ تمہارا خداوند لقا بھاگا ہے سہیل نے یہ سُنکر منھ پر اپنے
طمانچے لگائے اور کہا ملک جی توبہ توبہ کرو یہ کیا کہتے ہو اسنے کہا ہم سچ کہتے ہیں انکو بھاگتے تو راستہ نہیں ملتا ان سے
غلام تو کروروں درجہ اچھا ہے ساحر نے کہا اجی توبہ کرو یہ کلمات سنکر لقا نے کہا اے بندہ مت اسکی باتوں پر نہ جا یہ شیطان
میری درگاہ کا ہے اسکا کام لوگوں کو اغوا کرنا ہے اچھا اب اپنا حال بیان کر کہ کس طرح آیا ہے اس نے عرض کیا کہ شاہ
جادوان نے سُنا کہ آپکے سب بندگان مغضوب پر فتح پائی چنانچہ چالیس ۴۰ کشتیاں نذر کی اور عرضی محتوی مضمون مبارکباد
بھیجی ہے پس وہ کشتیاں میرے ہمراہی قلعہ پر لیے ٹھہرے ہیں اب آپ لڑائی موقوف فرمائیں اپنے لشکر کو لشکر مسلمانان سے
الگ کر لیں میں سب کو دم بھر میں گرفتار کر دوں بختیارک نے کہا آپ معاف کیجیے خداوند بھلا آپکی کشتیوں کے محتاج نہیں
ہیں جو نہی بھیجی لڑائی بگاڑیں بندگان خداوند اسوقت خوب جانبازی کر رہے ہیں ساحر نے کہا دیکھیے کہا مانیے سہل کام کو
مشکل نہ کیجیے آیندہ آپکو اختیار ہے بختیارک کو تو یہ منظور ہی تھا ساحر کو صرف تیار دلانا تھا چپ بیٹھ رہا تو اسنے عرض کیا کہ
یا خداوند طبل امان بجوا دیجیے یوں لشکر باہم جدا نہ ہوں گے خداوند نے کہا بہتر ہے پس شیطان نے حکم دیا کہ لشکر میں طبل
امان پر چوب پڑے قاہر کوہی اور عنصر وغیرہ بڑے جوش و خروش سے لڑتے ہوئے ہجوم ہجوم کر تلواریں مارتے چلے
جاتے تھے طبل بجنے سے رُکے لشکر آپس میں گتھا ہوا تھا جدا ہوا ■ ہر کوہی کا بھائی مارا گیا ہے اُسکو معلوم بُرا ہوا اور عنصر سے
کہا خداوند نے یہ کیا کیا جو طبل بجوا دیا اگر ایسا ہی ڈر انکو ہے تو پھر لڑتے ہی ناحق ہیں میرے دل کا حوصلہ دل میں رہ گیا ابکی
میں حمزہ کو ٹوک کر مار لیتا پھر لڑائی کا خاتمہ تھا عنصر نے کہا کچھ سبب ہوگا جو خداوند نے طبل بجوایا وہ حال معلوم ہو جائے
یہ امر بیوجہ نہیں ہوا غرض سب لشکر میدان سے پھرا قاہر بھی بکتا جھکتا پلٹا ادھر بختیارک نے سہیل سے کہا لو اب لشکر
ہمارا الگ ہو گیا اب دیکھیں کہ تم کیا کرتے ہو سہیل یہ سنکر کھلا اڑ کر چلا اور امیر اس خیال سے کہ دشمنوں نے مغلوب ہو کر طبل
امان بجوایا ہے اب کوئی فساد اسوقت کرنے والا نہیں ہے پس غافل پھرے ہوئے جانب بارگاہ جاتے تھے پس غاباز
نے بلندی پر سے استادہ ہو کر سحر کیا کہ امیر پر غفلت طاری ہوئی عیار جو ساتھ تھے انسے فرمایا کہ ہُوا دار لے آؤ یہ کہہ کر
مرکب پر سے اُترتے ہی بیہوش ہو گئے رنگ ہوا دار پہ جبتک لٹائیں اُسوقت تک آواز مہیب آئی کہ تمام
لشکر کے لوگ ٹھہر گئے عیاران لشکر گھبرا کر جلد تمام رو بفرار لائے بعض لشکریوں کے گھوڑے اس آواز کو سنکر الف ہوئے
اور سواروں کو لیکر بھاگے بعض جو پشت توسن پر سنبھل نہ سکے وہ گر گئے ارکان دولت اور تاجداران ذی مرتبہ گرد تخت شہنشاہی
اسلامیان آ گئے اور چاہا کہ بہت جلد روانہ ہو کر بارگاہ سلیمانی میں پہنچ جائیں لیکن ممکن نہ ہوا ادھر چشم زدن میں دنیا اندھیر
ہو گئی ایک چادر سیاہ ظلمت کی تمام لشکر پر پڑ گئی تمام فوج گھبر گئی لشکر میں غل ہوا کہ اے رب ودود بچانا یہ کہتے ہی
تھے کہ دوسری آواز ہولناک پھر آئی ایسی صدائے مہیب تھی کہ گاؤ زمین یقین تھا بار ہستی دگیتی چھوڑ کر بھاگ جائے
فلک فرط خوف سے تھرتھرا زمین میں سما جائے ہزارہا لشکریوں کے کلیجے پھٹ گئے اور ہلاک ہو گئے وہ جو قوی دل تھے

بیہوش ہو گئے چار سمت سے نور اسلام پر ظلمت سحر و کفر چھا گئی وہ سب چہل پہل مٹی تمام کاروان لشکر بے صدا ہو گیا گھوڑوں کی شیہے کی آواز یں آتی تھیں حصار سیاہ گرد لشکر کئی کوس تک کھنچا تھا یہ خبر عیاروں نے جب محلات مخدرات میں پہونچائی کہ گلستان صاحبقرانی پر بربادی آئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک زن مہ سیمائے گیسو پریشان کیے خاک عزا پیشانیاں پر ملیں موسے مشکین و زلفین عنبرین کو کھول کر کوئی تو سجدے میں گری اور کوئی سمت کعبہ جبیں سائی کرنے لگی کوئی ناک گھسیتی اور کوئی رو رو کر مذمت دنیائے دنی کرتی تھی

ابیات

اے چرخ مجھے دل دہی کرنی نہیں آتی　　تو سب کے دل و جان کا خواہاں ہے برابر
یوں غنچہ ہوں ہے خاطر میں تجھے میں بھی ہوں حاضر　　یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
دریا مری آنکھوں سے یہ بہتا ہے لہو کا　　مژگان سے مرے پنجۂ مژگان ہے برابر
کہتے ہیں جسے سرو وہ گلشن کی ہے اک آہ　　نرگس لب جو دیدۂ گریان ہے برابر
آنکھوں سے مروت تری اور دل سے ترحم　　قسمت ہے یہ اپنی کہ گریزان ہے برابر
ہے سینہ تفسیدہ ہر اک تختہ گلزار　　جو غنچہ ہے سو وہ دل سوزان ہے برابر
آنسو نہ بجھے تجھ سے کبھو میرے کہ تجھ بلس　　لخت دل و گلبرگ بدامان ہے برابر

اسی ہنگامہ شور و شیون میں عیاروں نے سب کو اندر بارگاہ سلیمانی کے جمع کر کے گرد بارگاہ اپنا انتظام کیا اور کہا اس بارگاہ کی قناتوں کے نیچے ٹھہریں کیونکہ سحر اس جگہ اثر نہ کریگا اور لشکر جو بقصد تاراجی خیام آئیگا تو سمجھ لیں گے غرض تو بڑوں میں بہتر یہی کہ نیچہ لیکر تیر دلدوز کمانوں میں دیکر بانہ عیاری سے آراستہ ہو کر ٹھہرے اور چند عیار اس فکر میں روانہ ہوے کہ دیکھیں یہ آفت کیونکر آئی ہے یہاں تو ایسا کچھ انتظام ہے مگر کسی عیار کی مجال نہیں ہے جو اس حصار شاہ سے امیر یا کسی شخص کو نکال لائے فی الجملہ سہیل اس شخص کو مقید کر کے پھر اس عرصہ میں لقا پھر بارگاہ میں آیا تھا تمام لشکر نے گھر کھولی تھی کچھ لشکر بہر حفاظت مسلمانان مقرر ہوا تھا کہ یہ ساحر خدمت لقا میں آیا اور دو کشتیاں جواہر کی شاہ جادوان کی طرف سے نذر کیے دین اور عرضی پیش کی لقا نے کہا جب تو نہیں مگر اب بندگان معتوب غارت ہوے ساحر نے کہا خیر ان کے غارت ہو جانے سے مطلب ہے شاہ نذر فتح سمجھے ہی پھر پہلے ہی سے تمہیدی کلمات عرض کر کے ذنگل زریں پر حسب اجازت خداوند بیٹھا اس اثنا میں نور روز کو مثل اہل اسلام ظلمت شب نے چار طرف سے گھیر لیا اور صاحبقران عالم افلاک نجم شعار کر پردۂ زرد مغرب میں گیا کہ

دلے وہ شب تھی ایسی تیرہ و تار　　کہ ہو روز سیہ کو جس سے زنہار
سیاہی میں ہو جیسے قطرۂ آب　　چراغ و شمع کا یوں نور نایاب

قاہر کو بھی اپنے بھائی کی لاش اُٹھانے میں تھا بعد فراغ امور واہوات غصہ میں بھرا ہوا کہ خداوند سے جلکر جنگاہ سے پھر آنیکا سبب دریافت کروں بارگاہ میں آیا یہاں آکر سب سے بالا دست ایک ساحر کو بیٹھے دیکھا الس اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ کو ضبط کر کے قریب بختیارک بیٹھ گیا اور گویا ہوا کہ ملک جی ہماری لڑائی تو برابر کی تھی پھر طبل بازگشت کیوں بجوا دیا ہمارا بھائی مارا گیا تھا ہم بدلا لیا چاہتے تھے یا حمزہ کو مارتے یا اپنی جان دیتے شیطان نے جواب یا خداوند

نے تقدیر نوز کے اس بندہ کو طلسم سے فوراً بلوایا کہ انکے آتے ہی جنگ فتح کر دی خیبت خداوندی میں گذرا تھا کہ بغیر فتح کیے نہ پھرین پھر تسے یہ لڑائی فتح ہونا ممکن نہ تھی قاہر نے کہا سب کے سرکٹ آئے اب کوئی حریف زندہ تو نہین مختیار ک نے کہا یہ معاملہ مین نہین جانتا تم سہیل سے پوچھو اسین سہیل نعبی یہ کلام سنا اور کہا کہ ملک جی کیا معاملہ ہے اس نے کہا یہ پوچھتے ہین کہ تم جو لڑے تو کیا بڑھکر کام کیا ساحر نے کہا جو کچھ ہے کیا وہ قاہر ہے یہ پہلوان ہین دو پہر سے لڑ رہے تھے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا ہم نے ایکہی منتر مین کام تمام کر دیا قاہر تو آتش ہو رہا تھا یہ سخن سنکر کہ دو پہر لڑے اور کچھ نہ ہوا اور زیادہ بھڑک اٹھا اور غصہ سے تو یا ہوا کہ ارے نالائق کو ہو زدن ہے تمھاری اوقات کیا اور تف ہے تمھارے جینے پر کہ تم سے دو دو پہر لڑنے مین کچھ نہ ہو سکا اب جو کچھ بہادر اور لڑنے والے ہین وہ ساحر مین سہیل نے ہنس کر کہا پھر اسین کچھ شک بھی ہے ہم نہ ہوتے تو یہ دن نصیب ہوتا قاہر نے کہا ابے کیا واہی بکتا ہے یہ کام نامردون کا ہے جو بہادروں کو سحر سے عاجز کرتے ہین دلاور سینہ سپر کرکے سر بکف ہو کر لڑتے ہین واقع مین مسلمان بڑے بہادر ہین اور اسی وجہ سے ہمیشہ فتحیاب ہوتے ہین کہ کوئی مکر نہین کرتے سہیل از بسکہ طلسم کا رہنے والا تھا کوہین کی زبان کم سمجھتا تھا مختیار سے مستفسر ہوا کہ یہ کوہی کیا کہتا ہے وہ شیطان لڑوا دینے مین استاد تھا ہنسکر گویا ہوا کہ تمھین گالیان دیتا ہے یہ سننا تھا کہ وہ غصہ مین آکر اٹھکر کھڑا ہوا اور کہا او نالائق تو کیا بکتا ہے قاہر بھی کھڑا ہو گیا اور پکارا کہ تو نالائق تیرا باپ نالائق تیرا جمشید نالائق تیرا افراسیاب اور لقا سب تیرا کنبہ نالائق او کمبخت تو میرے منہ چڑھتا ہے ساحر نے چاہا کہ سحر کرے کوہی دل مین سوچا کہ ایسی تدبیر کرنا چاہیے جسمین یہ سحر نہ کر سکے یہ سوچ کر فوراً زمین پر آہ کرکے گرا سہیل گھبرا کہ تھا کہ یہ کیا ہوا اور اہل دربار بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ قاہر جو زمین پر گرا تھا اسنے دونون ہاتھ سے ٹانگین خوب مضبوط سہیل کی پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ گرا اور یہ کھڑا ہو گیا اور جب تک سنبھلے سنبھلے اسوقت اس نے چکر دینا شروع کیا اب اس گھنچکر بنے سے اور گھمّی جیسی چرخ کھانے سے سحر جادو سب رفو چکر ہو گیا اہل دربار سب ہان ہان کرتے ہین دُور سے پکارتے ہین ارے کیا کرتا ہے ارے چھوڑ دے لیکن کون سنتا ہے جو ساحر ہمراہ سہیل آئے تھے لائق حاضری دربار نہ تھے باہر بارگاہ کے ایک خیمہ مین اُترے تھے یہ غلغلہ سنکر دوڑے اتنے عرصہ مین قاہر نے ستون بارگاہ پر چرخ دیکر اس ساحر خیرہ سر کو جو مارا سر اسکا تراق سے چوب بارگاہ پر لگ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور وہ ہلاک ہوا زمانہ تاریک ہو گیا آواز آئی کہ مارا سہیل خشیم جادو کو آگ پتھر برسنے لگے ادھر اہل اسلام کی عورتین بلبلا کا استغاثہ بجناب احدیت کرتی تھین رو رو کر دعا مانگتی تھین کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ختم المرسلین ہمارے وارثون کو بچائے اور صحیح و سالم ہم سے آکر ملا دے جو

تیری ہی ذات سے متعلق ہے عفو جرم	آنکھون مین دل مین چشم مین ہر جا ہے تو ہی تو
مولا یہ سچ کہین کہ ہوئی ہم سے کیون خطا	مدت سے اپنے دل مین تھی بخشش کی آرزو
تا زیر آسمان ہو زمانہ مین صبح و شام	یارب یہ تجھ سے ہم سے ہے بیکس کی آرزو
روشن ہمارے دوست کی ہر شب ہو شمع عیش	بدخواہ کے نصیب ہو روز خوش کبھو

تیر دعا ہدف اجابت سے مقرون ہوا ساحر کے مرتے ہی وہ حصار ظلمت مسلمانون پر سے دفع ہوا امیر کو بھی ہوش آیا

ہر شخص سحر کی آفت سے چھوٹا اور از بسکہ امیر شبخون مارنا ننگ و عار جانتے ہین بدیں وجہ لشکر لقا کی فوج اسلام نے خبر نہ لی اور بخیریت تمام سب داخل لشکر ہوئے اور محلات شاداں و فرحاں اپنے مقام پر گئے تمام لشکر مین خوشی ہوئی سب بآرام تمام مسکن گزین ہوئے اس طرف لشکر لقا مین تا دیر مرگ ساحر سے غلغلہ رہا وہ ہنگامہ برطرف ہوا وہ چالیسون ساحر ہمراہیان سہیل اب رہین تو کس سے رہین بارگاہ خداوندی مین بغیر حکم شاہ جادوان فساد کرنا مناسب تھا نا چار نعش سہیل کی لیکر جانب طلسم روانہ ہوئے اور قاہر بکتا جھکتا باہر بارگاہ کے نکلا بختیارک نے کہا اے عنصر کوہی تم جاکر قاہر کو سمجھاؤ خداوند تمھارے ماموں کے مہمان ہین اس لیے کچھ تمھاری برادری کی نسبت تقدیر بدی کی نہین زلزلے مین انھون نے بہت برا کیا کہ ساحر کو مار ڈالا خداوند کے پاس ساحر آیا کرتے ہین پھر ان سے بگاڑنا اچھا نہین عنصر یہ سنکر اٹھا اور قاہر کو اپنے مکان پر لایا اور کہا تم نے یہ کیا کیا کہ شاہ جادوان کے ساحر کو مار ڈالا اب مقرر کوئی آفت آئیگی قاہر نے کہا آفت کیا آئیگی جو کچھ ہوا وہ ہوا مین تو تلوار کو خوب جانتا ہون اور اگر سحر و نیرنگ سے خداوند کو لڑتے مین سنتا تو مین گھر سے بھی نہ آتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجکو خداوند کی جانب سے اعتقاد جاتا رہا مین تو مسلمانون کے دین کو اچھا جانتا ہون عنصر نے کہا ارے میان توبہ کرو تمھارے ایمان مین فرق آگیا ہے لو آؤ اب غصہ جانے دو یہ کہکر اسکو بزم عیش مین بٹھایا اسطرف وہ چالیسون ساحر نالان و گریان طلسم مین پہونچے اور قریب دریاے خون رواں آکر اس طرف جانیکا ارادہ رکھتے تھے مگر شاہ جادوان باغ سیب کے کنارے دریاے مذکور کے براے تفریح طبع آیا تھا اور ارادہ رکھتا تھا کہ کوہ نیلم پر جاکر شیشہ دار سے ملے اتنے ان چالیسون ساحرون کو دیکھ کر جانب دریا کچھ پڑھ کر پھونکا ایک دریا مین تلاطم ہوا اور چالیس پنجے اس مین سے نکلکر کمر مین ان ساحرون کی پڑے اور اٹھا کر سامنے شاہ جادوان کے لائے وہ سب بادشاہ کو تسلیم کرکے پکارے کہ اے بادشاہ سہیل جسم پتھر مارے گئے شاہ نے کہا حریف تو کوئی باقی نہ تھا کس نے انکو مارا انھون نے کہا بارگاہ مین خداوند کی مارے گئے شاہ نے فرمایا وہان کس نے مارا انھون نے عرض کیا کہ اول جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر طبل امان بجا سہیل نے بھرے وقت کل لشکر حمزہ کو گرفتار کر لیا اور بارگاہ خداوندی مین گئے بعد کچھ عرصہ کے صداے نوحہ و بیرانہ ہمنے سنی جاکر جو دیکھا تو لاش انکی پڑی تھی ایک آدمی سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ قاہر کوہی نے انکو مارا پس ہم لاش لیکر یہان چلے آئے آگے اور کچھ ہمکو معلوم نہین بادشاہ کی کچھ سمجھ مین بیان انکا نہ آیا فرمایا کہ انکو معلوم ہوتا ہے کچھ نشہ زیادہ ہے یہ کہہ کر اپنے ہمراہیون سے حکم دیا کہ انکو باغ سیب مین لیجاکر کسی مکان مین ٹھہراؤ صبح کو ان سے حال دریافت کرونگا ملازم حسب ارشاد حکم بجا لائے بادشاہ بھی آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ فرط عطش سے طفلک غنچہ کو چٹکا لگا شبنم سحر سے دایہ بہار نے پیالون کو گلون کے بھر کر ابیات

اٹھائی صبح نے جب چادر شب	تو نکلا مہر شکل ماہ عقرب
ضیا نے کر دیا عالم کو معمور	ہوا کچھ دیر مین رخ اسکا پر نور

صبح دم بادشاہ طلسم سریر سلطنت پر آکر جلوہ فرما ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے اور اپنی جگہ پر بیٹھے بادشاہ نے ان چالیسون ساحرون کو طلب کرکے حال دوبارہ دریافت کیا انھون نے

پھر وہی کیفیت بیان کی بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ شیشہ دار نے جا کر لشکر بندگان معتوب غارت
کر دیا یہ کہتے ہین کہ لڑائی ہو رہی تھی پھر کوہی پرستاران خداوند مین سے تھا اُسنے میرے ملازم کو کس لیے قتل کیا اور
نیز اگر اُسنے قتل کیا ہے تو مین بھی اُس کوہی کی ٹانگین چروا ڈالونگا اچھا دبیر خوش تدبیر کو بلاؤ بمجرد حکم منشی سامنے حاضر
ہوا اُس سے ارشاد کیا کہ ایک نامہ بطور عرضی کے متضمن بہ شکایت خداوند لقا کو تحریر کرے اور اُسمین یہ بھی مضمون ہو
کہ جس شخص نے میرے ساحر کو مارا ہے اُسکو نامہ دار کے حوالہ فرمایئے تاکہ وہ اُسکو قتل کرے منشی زبندہ رقم نے عریضہ
حسب فرمان شاہ ترقیم کیا مضمون یہ تھا کہ یا خداوند ہماری جان نثاری کا مطلق پاس و لحاظ نہوا کوہیون کی استقلال
خاطر منظور رہی کہ اُنھنے ہمارے ملازم کو مارڈالا اب عقاب سم خشمی ایک ساحر زبردست کو جمعیت کثیر ساحران
خدمت عالی مین بھیجتا ہون اُس کوہی بدکردار کو ساحر مذکور کے حوالہ کر دیجیے گا اور درصورت تامل اپنے بندون کا
دل پیچ بڑھانا ہے جب منشی نے پیش کیا بادشاہ نے مہر اپنی عریضہ ادب مقام پر ثبت کی اور عقاب کو عرضی دیکر حکم دیا
کہ پچاس ہزار جادوگر اپنے ساتھ لیجا کر پہلے تو قاہر کو قتل کرنا پھر لشکر حمزہ جو شیشہ دار کے ہاتھ سے بچ گیا ہے اُسکو تباہ و برباد
کرنا اب مین بھی شیشہ دار پاس جاتا ہون دیکھون کہ وہ کیا کر آئی ہے اخبار کے پرچے مین لکھا دیکھا تھا کہ حمزہ بچ گیا ہے
پس اُسی نے اور فوج بہم پہونچائی ہوگی مسلمان تو تمام عالم مین بھرے ہین حمزہ نے بہت ملک فتح کیے ہین اور فوج بلائی
ہوگی یہ حکم سنکر عقاب بہان سے اپنے ملک مین آیا طلسم باطن کے ایک ملک کا یہ حاکم ہے الحاصل اُس نے پچاس ہزار
ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیے اور قرنا سحر بجا کر طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر پچاس ہزار ساحر کا برابر لیس بہ ہیئت طائران سحر پہ
چڑھکر چلا اڑ ہر دو بجا نفیر بجی کہ آتش سحر ایسی مشتعل ہو رہی کہ سقف فلک مین آگ لگ جانیکا گمان تھا ہوم کا دھوان
ایسا سربلند تھا کہ منزل خورشید مین کاجل پڑ جانیکا سامان تھا گوگل رال کے شعلے اُڑتے تھے ساحر جے سامری کی بولتے ترسول

ترسول اُن کے مثل ستارۂ سحری چمکتے ہنگامۂ عظیم برپا

نظم

غرور و کبر مین ثانی شداد	ہر ایک اپنے تئین مردانگی مین	سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد
روان اس طرح تھے افواج دین گ	کہ اُن سے آگے چلتا اُن کا ہمزاد	کبھی رستم سمجھتا گاہ جلاد
درازی قد کی طول روز میعاد		ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت

اسی طرح دریاے سحر سے اُتر کر یہ لشکر قطع مراحل کرتا روانہ تھا اتفاق سے
ایک روز دوپہر کو لشکر حوالی کوہ نیلم مین پہونچا اس وقت دھوپ کی شدت سے ساحر طائران سحر پر ٹھہر نہ سکتے تھے صحراے سبز
خرم دیکھ کر اُس جگہ اُتر پڑے کہ ٹھنڈے وقت چلین گے جب تمام فوج اُتری زیر درختان سایہ دار ٹھہر کر ضرورتون سے فراغت
کرنے لگے کوئی بستر لگا کر لیٹا کوئی چبینا چبانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا کوئی نہانے کی فکر مین جانب تالاب چاہ جانے لگا
منجملہ اُن کے چند ساحر ایک چاہ کے کنارے آئے اور لٹیا کنوئین مین ڈالی وہ لٹیا پانی پر نہ گئی ایسی آواز ہوئی جیسے
چمڑے پر کوئی چیز پڑے اور نرم آواز ہو انھون نے جھک کر دیکھا تو ایک مردہ سا کنوئین مین نظر آیا اُسکے پیٹ پر
لٹیا کو رکھے پایا یہ دیکھ کر یہ عقاب پاس گئے اور ماجراے دیدہ معرض بیان مین لائے وہ خود بہ سر چاہ آیا اور چند ادمیون
کو کنوئین مین اُتروا کر اُس نعش کو نکلوایا دیکھا تو یہ ملکہ شیشہ دار جادو ہے مگر عجب ہیئت سے ہے کہ بالکل برہنہ ہے صرف

ایک چادر بچھی ہوئی کسی پیوند کی سینے سے تا بزانو بندھی ہے ستر پوشی کسی نے کردی ہے واضح ہو کہ عیاران اسلام عورت
کی ہنگام بیہوشی ستر پوشی ہمیشہ کردیتے ہیں اور نگاہ اُسکے ستر پر نہیں کرتے ہیں اور اگر بنگاہ بد دیکھیں تو جب امیر پر حال کھلے
امیر بغیر قتل کیے اُس عیار کے باز نہ رہیں فی الجملہ عقاب نے دیکھا کہ ناک میں بتیان رکھی ہوئی ہیں ایک پٹی بندھی ہے
اُسنے وہ پٹی کھولی بتیان نتھنوں سے نکالیں پانی منھ پر چھڑکا تھوڑی دیر میں شیشہ دار کو ہوش آیا اُسنے کشتی زنانہ پوشاک
کی طلب کرکے لباس سے تخلی فرمایا پھر خیمہ میں اپنے لایا شراب پلائی طعام لطیف کھلایا جب خوب یہ آسودہ ہوئی اُسوقت
اُسنے حال پوچھا کہ تم کیونکر یہاں آئے اور مجھکو کس طرح پایا اُسنے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجکو خداوند کے پاس شہنشاہ
نے بھیجا ہے حسب اتفاق اس طرف سے میرا گذر ہوا اور تم کو کنوین سے نکالا ساحرہ نے یہ سُنکر کہا مقرر یہ عیاری اُس عیار
نے کی جسکو میں پنجہ میں داب کر اس صحرا میں لائی تھی اب نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا خیر جہان کہین ہوگا بغیر اُس کے
زندہ درگور کیے میں دم نہ لونگی اے عقاب اب تم تو منزل بمنزل جاؤ میں اُس نابکار خیرہ سر تیرہ روزگار کو لشکر
حمزہ سے اس مقام تک ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر پیدا کرونگی اور جہان پاؤنگی کچا کھا جاؤنگی اور اب میں اپنے گھر جاتی ہون
وہان سے اور کچھ تحفہ طلسمی لیکر لشکر حمزہ پر جاؤنگی اور حکم شہنشاہ بجالاؤنگی یعنی اُس لشکر گمراہ کو غارت اور برباد کرونگی عیار سردار
ایک کو بھی جیتا نہ چھوڑونگی اگر یہین وہ عیار نابکار بھی کہ جس نے مجکو ذلیل کیا ہے ملگیا تو خیر ورنہ اُسکو ڈھونڈھ ڈھونڈھونگی عقاب نے
اُسکو بہت کچھ سمجھایا کہ اے ملکہ شکر سامری کا کرو جو جان تمھاری بچ گئی عیارون کے فراق میں نہ پڑو اور اب بغیر حکم شہنشاہ
مسلمانون سے لڑنے نہ جانا وہان اس طرح کا فساد پڑا ہے کہ ایک کوہی نے سہیل کو مار ڈالا ہے اب سامری جانے
کہ شہنشاہ مدد خداوند کی کرین یا نہ کرین میں جانتا ہون کہ اُس کوہی کے دینے میں خداوند نے اگر مضائقہ کیا تو شہنشاہ سے
بگڑ جائیگی ساحرہ نے کہا اچھا میں نہ رہونگی مگر اُس عیار کو بغیر قتل کیے باز نہ آؤنگی یہ کہکر تخت سحر سے تیار کرکے اول اپنے
مسکن کی طرف روانہ ہوئی حال اُسکے مکان سکونت کا اول میں بیان ہوچکا ہے غرض یہ تو اُس طرف روانہ ہوئی اور
عقاب کوچ کرکے سمت عقیق کوہ راہی ہوا مگر افراسیاب خانہ خراب بعد بھیجنے عقاب کے جانب کوہ نیلم روانہ ہوا یہان
ایک روز تو چالاک بیمار رہا دوسرے روز جب نیلم جادو آیا یہ اُٹھ بیٹھا تیوری چڑھا منھ اس ناز سے بنایا کہ نیلم کی
زندگی کا نقشہ بگڑنے لگا گویا ہوا کہ اے ملکہ اب مزاج کیسا ہے اُس نے کہا شکر ہے سامری کا اب تو کیفیت نہیں ہے
لیکن کچھ ضعف و کسل مرض کے سبب باقی ہے ساحر مذکور مصروف خاطر داری ہوا اس عرصہ میں شاہ جادوان کی سواری
اس مقام پر آپہونچی علامت اس کے آنے کی ظاہر ہوئی یعنی طائران کوہ یا افراسیاب یا افراسیاب کے نعرے مارنے لگے درخت
جھومنے لگے ہوا سے سرد وزان ہوئی نیلم اور سب ساحر اُٹھ کر چلے کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہیں چالاک بھی اُٹھ کھڑا
ہوا دیکھا کہ تخت جواہر آگین پر بادشاہ سوار ہے آٹھ سو پریزادان طلسم غلامان وخوبرو ہمراہ ہیں ملکہ ابر سرخ سر پر
سایہ فگن ہے چار سو کنیزان ماہرو یاسمن بو سر پر مورچھل جنبانی کرتی ہیں کچھ پریزادیں یاقوت کی چلیمچی پھراتی جاتی ہیں بعضے
زمرد و یاقوت فوارون میں اچھلتے ہیں سونے کے لگن پریون کے سر پر ہیں اُنمین فوارے چلتے ہیں فوارون سے جو بیضہ
اُچھلتا ہے شق ہوجاتا ہے کسی میں سے طائر خوشرنگ نکلکر شہنشاہ جادوان پکارتا ہے کسی بیضہ سے مقیش نکل کر

جھڑتا ہے کسی بھینہ سے ہزار ہا پھول جواہر کا نکلتا ہے نیلم کوہ کے ہزاروں ساحر دوڑ کر سجدے میں گرے کوئی ڈنڈوت کرتا تھا کوئی نذر لیے کھڑا تھا ہزار ہا گھنٹہ اور ناقوس بجتا تھا غرض باین تجمل و شوکت قصر کوہ کے قریب پہونچکر بادشاہ کا تخت زمین پر اترا اور شاہ تخت سے جدا ہو کر جانب قصر چلا اُسوقت شیشہ دار و نیلم نے سامنے آکر تسلیم کی بادشاہ نے عجب حسن دلفریب شیشہ دار جادو کا اسوقت دیکھا کہ ہمگ رشک کہکشان سر پر لگی ہوئی زلف ہر ایک کمند گرہ گیر بنی ہوئی کاکل دوش پر جھولی ہوئی لہراتی ضحاک کی شبیہ خونخواری مین نظر آتی ورق مہر جہانتاب پیشانی پر نور یا لمعہ شمع تجلی کدہ رخ نور آگین مین اختر بخت صبیحان کی ضیا دہ آئینہ کہ آئینہ مہر وماہ کو اپنا چہرہ جس نے بنایا خوبان پری چہرہ اسی کے رخ کے دیوانے ماہ خورشید اُسی شمع کے پروانے لب نازک کا یہ قول تھا کہ مین مسیحائے زمان ہون دہن تنگ ثابت کرتا تھا کہ مین چشمۂ حیوان ہون ہر عضو بدن کا یہ دعویٰ تھا کہ مین یکتا ہون بموجب **واسوخت**

تمر پیشہ بس بانچہ عہد وفا
وضع سادی کہ نہ کھائی تھی زمانے کی ہوا

نوشگفتہ گل شاخ ثمر ناز و ادا
غیر کا نام نہ تھا خار تھے دامن سے جدا

پردۂ غنچہ خلوت مین نہان بو کی طرح
ہاتھ چھو جائے تو کمھلائے لجالو کی طرح

نرگسی آنکھ سے ہو دیدۂ نرگس حیران
دہن غنچہ کبھی کھل نہ سکے پیش دہان

سامنے گیسوئے پیچان کے ہو سنبل پیچان
لال ہو لعل مسی زیب سے سوسن کی زبان

پیش قد سرو چمن سوکھ کے کانٹا ہو جائے
پھول آگے رخ گلرنگ کے پتا ہو جائے

بادشاہ اس حسن زیبا کو اس کو ہر گرانمایہ خوبی کے دیکھ کر نقد دل دے بیٹھا اس گل گلشن محبوبی کا بلبل بنا اس سرو قامت کا قمری بنکر طوق یوش زندان العشق ہوا ہاتھ مین ہاتھ دیکر جانبازی بدکر اندر مشکوے مشکبوے نیلم کوہ کے آیا مسند پر پہلو مین اُس گل رعنا کو جگہ دی پریزادین شراب ارغوانی پلانے لگین شاہ نے جام اپنے ہاتھ سے بھر کر اس ساقی بیوفا بجان شکن کو دیا اس نے آنکھوں کو گردش دیکر بناز و تبختر عذر کیا کہ مین کل سے ماندی ہو گئی تھی آج مجکو ہوش آیا ہے مین شراب نہ پیونگی اور اگر پیون گی تو پھر بیہوش ہو جاؤنگی لائیے آپکو مین اپنے ہاتھ سے پلاؤن بادشاہ نے منظور کیا یہ فتنہ خانمان برباد شراب سادہ بادشاہ کو پلانے لگا بادشاہ نے اسی شغل میخواری مین استفسار کیا کہ اے ملکہ لشکر مسلمانان پر تم گئی تھین کیا کر آئین اُس نے جواب دیا کہ سب خاتمہ کر دیا شاہ نے کہا کون کون مارا گیا اُس نے کہا مجکو نام ایک کا بھی نہین معلوم مگر ان کا سب کا تمام کیا بادشاہ گویا ہوا کہ مین نے سہیل کو بھیجا تھا وہ مارا گیا اس کے آدمیونکا بیان ہے کہ جب ہم پہونچے تھے تو لڑائی ہو رہی تھی پھر تم جو غارت کر آئی تھین تو یہ لڑائی کس سے ہوتی تھی ملکہ مکارہ نے جواب دیا کہ حمزہ کے تمام لشکر سے مجکو آگاہی نہین ہے کہ کتنا ہے جو میرے سامنے لڑنے کو میدان مین آیا تھا اُس کو مین نے غارت کر دیا پھر مجکو نہین معلوم کہ اور لشکر حمزہ نے منگایا یا نہین شاہ نے کہا یہ تم سچ کہتی ہو اُس کے بیٹے پیتیلا

سنکار نکلجاتے ہین ممالک تسخیر کرکے فوج بیشمار اپنے ساتھ لاتے ہین چنانچہ جیون جادو جب گیا تھا تو اُسکے مقابلہ مین
بھی جنگل سے فوج آئی تھی یا چھا اے ملکہ ایک مرتبہ تم اور تکلیف کرنا جو لشکر کہ تمھارے سامنے آئے اسکو قتل کرکے ٹھہری
رہنا تاوقتیکہ سب مسلمان نہ ہلاک ہون نہ آنا ملکہ نے کہا یہ بہت بڑی مہم ہے کس لیے کہ حمزہ کے قبضہ مین تمام ملک باختر
ہے جسکی کہ رضائی خداوند لقا کرتے تھے پھر اسکے لشکر کا کیا ٹھکانا ہے شاہ نے کہا کہ جب تم حمزہ کو قتل کر ڈالوگی مین تمام عالم
مین ساحر بھیجکر سب مسلمانون کو گھیر لونگا کچھ دیر ان کے قتل مین نہوگی ملکہ نے کہا بہتر ہے جب آپ فرمائینگے یہ کنیز جائیگی
شاہ نے کہا عقاب گیا ہوا ہے وہ آجائے تو پھر تم جانا یہ کہکر اُس غارتگر جان سے اختلاط کرنے لگا یہ عیار بھی اپنی
اداؤن پر اُسکو لبھانے لگا بھولی بھولی باتین بنانے لگا ابھی خلوت کا موقع نہین ہے نیلم اور ساحران دیگر حاضر انجمن
ہین بادشاہ اسیر ہو رہے ہنس ہنسکر لگاوٹ کی باتین کر رہا ہے دور جام کا چل رہا ہے اسکو اس کیفیت مین چھوڑکر اب پہلے
حال عقاب کا سنیے کہ وہ بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے نکلکر قریب لشکر لقا ہوئی القا نے خبر سنکر استقبال
کرکر بلایا لشکر اسکا الگ لشکر کوہیون سے اترا اور وہ جب بارگاہ مین آیا خداوند کو سجدہ کرکے دنگل پر بیٹھکر پکارا کہ منم
نامہ دار لقا نے نامہ مانگ کر پڑھا اور اُسمین قاہر کا طلب کرنا پڑھکر سر ہلایا کچھ جواب دیتے بن نہ آیا بختیارک نے
دیکھا کہ لقا سر ہلاتا ہے مگر کچھ کہتا نہین یہ دیکھکر اُسنے کہا یا خداوند نامہ مجکو دیجیے مین یہ گتھی سلجھا دون اُسنے نامہ اسکو دیا
اُسنے پڑھکر کہا وہ کیا حرامزادہ ہے آپ خداوند اس کو ہی کو والہ کیجیے بندۂ خاص عقیدتمند با اخلاص شہنشاہ ساحران سے
نہ بگاڑیے لقا نے کہا یہ کوہی بھی ہمارے بندۂ خاص ہین مگر خیر خاطر ہے بندہ قدرت یعنی شاہ طلسم کی یہ کلمہ سنکر
بختیارک نے عنصر کوہی کو بلوایا اور کہا تم فوج لے کر جاؤ جس طرح ہوسکے قاہر کو باندھکر اس کے خیمہ سے یہان لاؤ
عنصر نے عرض کیا کہ وہ میرا عزیز ہے مجھ سے یہ نہوسکیگا دوسرے یہ کہ اُسکا برادر مارا گیا تھا ایک حرکت سہو اُس سے
ہوگئی اب تقصیر اُسکا خداوند سے معاف کرادو شیطان نے کہا تمھارے حق مین یہی بہتر ہے کہ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ
یہ ساحر طلسم سے آئے ہین ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے عنصر نے جواب دیا کہ پھر آج قاہر کے لیے یہ سامان ہے کل
ہمارے لیے ہوگا یہ گفتگو عقاب نے بھی سنی اور کہا ملک جی تم اتنی التجا کیون کرتے ہو یہ کہکر عنصر سے کہا کہ معلوم
ہوا تم خداوند سے پھرے ہوے ہو یہ اب ظاہر ہوا کہ باطن مین تم دشمن ہو یہ کہکر ایک دانہ ماش کا سحر پڑھکر مارا کہ عنصر کے
ہاتھ پاؤن کا دم نکل گیا اور کہا ایسے ایسے بندہ خداوند کے افراسیاب پاس بہت ہین تم مین فخر کیا ہے دیکھو اب
کس عذاب الیم سے قتل ہوتے ہو عنصر یہ حال بنا دیکھکر گھبرایا اور گویا ہوا کہ اچھا جو آپ فرماتے ہین وہی کرونگا عقاب نے
قول و قسم لیکر رہا کر دیا یہ وہان سے خیمہ مین قاہر کے آیا اور فرط خوف سے اُس بہادر کے پکڑ دینے پر آمادہ ہوا چنانچہ جب
یہ اُس کے خیمہ مین آیا کہا بھائی صاحب ذرا میرے مکان پر تشریف لے چلیے وہ بیچارہ غافل از مکر ابنائے زمانہ اس کے
ساتھ اسکی جگہ پر آیا وہان دس بیس رفیق بھی پاس کے موجود تھے لیس اُسنے اُس دلاور کو بعزت تمام بٹھایا اور
شراب پلائی باتون مین لگایا جب اُسکو نشہ ہوا سب اٹھکر لپٹ گئے اور بحالت بیخودی مین باندھکر لقا کی
بارگاہ مین لائے قاہر کا نشہ جو وقت ہرن ہوا اور صلاح وقت سمجھکر لقا سے عذرخواہ ہوا کہ خداوند مجھ سے قصور ہوا

مجکو اُسوقت اپنے بھائی کا بڑا رنج تھا اس سبب سے تقصیر ہوگئی یہ خطا اول ہے امیدوار ہون کہ اپنی رحمت سے معاف
فرمایئے لقانے تضرع وزاری پر مطلق خیال نہ کیا اور کہا جو ہماری بغیر مرضی کام کرتا ہے ہم اُسکو سزا ضرور دیتے ہین یہ
کہہ کر عقاب سے کہا کہ وہ یہ گنہگار شاہ جادوان حاضر ہے جو چاہو وہ سزا دو داؤش نے حکم دیا کہ بیرون بارگاہ لے جاکر
سر اسکا جدا کردو ملازم اُس کے اس بیچارے کو بارگاہ کے باہر لائے جلاد طلب ہوا غلغلہ برپا ہوا کہ قاہر کو ہی قتل ہوتا ہے
یہ ہنگامہ جو مچا لشکر قاہر کا اترا ہوا تھا اُسکو بھی خبر ہوئی کہ افسر و مالک ہمارا مارا جاتا ہے بس یہ سنتے ہی لشکر مین کمربندی
ہونے لگی ہرکارون نے یہ خبر عقاب کو پہونچائی کہ فوج قاہر کی اپنے افسر کی حمایت کو آیا چاہتی ہے اس حال کو
سُنکر ساحر خود سرپرواز کرکے چلا اور برشے ہوا فوج قاہر کے درمیان مین آکر ٹھہرا اور سحر پڑھ کر دم کیا کہ اس لشکر کے
گرد ایک دیوار آتشین کھنچ گئی لشکری سب گھر گئے راہ آگے بڑھنے کی بند پائی ناچار اسی مقام پر ٹھہرے اور یہ ساحر
وہان سے پھر کر دروازہ بارگاہ لقا پر آیا میدان بارگاہ کے سامنے کا میدان خونی بنا یا جلاد نے چبوترہ ریگ کا بنا کر
بوریائے مرگ بچھایا اُسوقت تمام خلقت کا اس میدان مین جماؤ تھا ہنگامہ عبرت و حسرت گرم تھا خوف سے عاقلون کا
دل سخت نرم تھا کوہی اور سنجانی عتاب خداوندی سے لرزرہے تھے مختصر یہ کہ قاہر بے گناہ کو بوریے پر لاکر جلاد نے
بٹھایا اُسوقت اس مظلوم نے پکار کر کہا کہ اے کوہیو تم میری برادری ہو اس وجہ سے تمکو لازم ہے کہ میری وصیت سنو
چند کوہیون نے جواب دیا کہ اچھا کہو ہم سنتے ہین اور اگر اختیار ہوگا تو وصیت بجا لائین گے اسنے کہا وصیت میری یہ ہے
کہ بعد میرے قتل ہوجانے کے نعش میری لے لینا اور سپرد مسلمانان کرنا کہ وہ دفن کرین اس لیے کہ مین نے اس لقا
گمراہ مردود درگاہ آلہ کو بصدق ارادت لعنت کی اور دین اسلام قبول کیا اب تم سب میرے کلمہ پڑھنے کے شاہد رہنا
اور میش امیر دین پناہ شہادت دینا یہ کہہ کر اسنے کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور کہا افسوس ہے کہ مین قدم
اقدس حمزہ عالیشان سے جدا رہا جب مجھ سے اور ساحر سے فساد ہوا تھا اُسوقت مین نے قصد کیا تھا کہ حضور مین
جا ہر راہ خدا کے جاؤنگا مگر پھر مجکو شرم دامنگیر ہوئی کہ لوگ کہین گے مارے خوف جان کے جب اُدھر بگڑی تو ادھر
شریک ہوا ایسی مردان عالم کے بے خوف جان سے کسی کی اطاعت قبول کرنا بہت نازیبا ہے اور ایسی صورت مین دین کا
بدلنا بھی جائز نہین دین تو خالص واسطے خدا کی محبت کے بدلنا قرین صواب و کار ثواب ہے اور کسی طرح کا لالچ
کرکے بھی مسلمان ہونا ٹھیک نہین مثل اس کے کہ عورت پر فریفتہ ہوکر یا طمع مال و زر سے یا کسی اور حرص و آز سے
دین کا تبدیل کرنا بالکل خلاف ہے پس ان وجوہات سے مین قاصر خدمت رہا امیر کے پاس نہ حاضر ہوسکا اب کہ
پیمانہ عمر میرا لبریز ہوا ہے اس سبب سے اپنے عقائد کو ظاہر کیا ہے کہ اب کوئی مجکو طمع نہین ہے اور شکر کرتا ہون مین خالق
اکبر کا جس نے مجکو کافر پیدا کیا اور صاحب ایمان اٹھایا وقت مرگ سرچشمہ ہدایت پر پہونچایا جان دینے کا مجکو کچھ غم نہین
دولت ایمان پانے سے شاد ہون یہ کلمات جو کوہیون نے سُنے گویا ہوئے کہ تو بے ایمان اور بلید ہوگیا ہے تیری وصیت
ہم نہ مانین گے اُسنے جواب دیا کہ مردہ بدست زندہ اگر میری لاش تم سپرد مسلمانان نہ کروگے تو کیا ہوگا نیت بہتر
ہونا انسان کی چاہیئے تم چاہے مزبلہ پر لاش میری پھینک دو خدائے رحیم میری مغفرت فرمائے اور میرا ایمان لانا

قبول کرے یہ باتیں جو اُسنے باواز بلند کہیں عیاران لشکر اسلام تو بامر خبر گیری لشکر لقا میں رہا ہی کرتے ہیں سو وقت
بھی اس کوہی کے قتل کا غلغلہ سنکر دو تین عیار تماشا دیکھنے آئے تھے اور گلباد و کلباد وغیرہ صورت تبدیل کیے ہوئے
میدان خونی میں کھڑے تھے یہ بیان پاکیزہ خوان قاہر لطافت وسعادت بنیان کا سنکر رونے لگے اور کہا اے
برادران ہم میں سے ایک شخص جا کر امیر کو اس بیچارہ مظلوم کے حال سے اطلاع دے اور ہم یہاں حتی الامکان اسکو
قتل ہونے سے تا آنے امیر کے بچاتے ہیں یہ مشورہ کر کے ایک عیار یہاں سے تعجیل تعجیل روانہ ہوا اور دو عیار آگے
بڑھ کر اُن لوگوں میں جو ملازمان لقا صف بستہ استادہ تھے ملکر برائے حفاظت قاہر کھڑے ہوئے اس اثنا میں
عقاب نے جلاد سے کہا کیا کھڑا ہوا اس خاطی کا بیان سن رہا ہے بڑا یہ مسلمانوں کا بچہ بنا ہے مار ایک ہاتھ تلوار کا کہ سر
اُسکا اُڑ جائے جلاد جب تک قاہر نے وصیت کی تینوں حکم پوچھ چکا تھا کوئلے کا خط گردن پر مجرم کے دیکر پیچھے
ہٹ کر دوڑتا ہوا تیغہ تولے ہاتھ لگانے چلا اُسوقت عیار نے تیر ایسا تاک کر مارا کہ پیشانی پر جلاد کی پڑا اور قفا
کو توڑ کر گذر گیا جلاد قلابازی کھا کر گرا لوگوں نے شور بلند کیا کہ ارے میاں دیکھنا یہ جلاد کو کیا ہوا جو تیغہ پھرا کر
اپنے سر میں آپ مار لیا غلغلہ ہوا کہ مسلمانوں کے خدا نے قاہر کی مدد فرمائی بختیارک نے عقاب سے کہا مقرر عیار لشکر
حمزہ کا یہاں ہے اُسی نے جلاد کو قتل کیا ہے عقاب نے کہا اگر ایسا کچھ ہے تو میں سحر سے اس عیار کو پکڑے لیتا ہوں
شیطان نے کہا ان کو آپ نہیں کر سکتے کس لیے کہ وہ ایک نہیں بلکہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہیں انکو ستایا تو یہ سمجھ لیجیے
کہ آپ بھی نہیں ایک کو گرفتار کیجیے گا دوسرا آکر آپکو ابھی قتل کر ڈالے گا سنگ دگر یہ کو قتل کرتے تو کچھ عرصہ بھی ہوتا ہے
آپکے ہلاک ہونے میں ذرا بھی دیر نہوگی اُسنے کہا یہ تم سچ کہتے ہو طلسم میں پانچ عیار گئے ہیں پھر اُنھوں نے ہزارہا
ساحر مارے ہیں شہر کے شہر خالی کر دیے ہیں اچھا اب کی مرتبہ اور جلاد کو بلاؤ اگر وہ بھی مارا جائے تو میں خود اسکو قتل
کرونگا شیطان نے کہا تم بارادہ قتل آگے بڑھنے کا قصد نہ کرنا ورنہ کڑاک سے آواز آئیگی اور کھوپڑی چھپکلی کی
دُم کی طرح دور لوٹتی دکھائی دیگی یہ سنکر ساحر کو تردد ہوا اور کہا جلاد کو بلاؤ جلاد جلاد کا چار طرف غل ہوا
اب کوئی جلاد مارے ڈر کے آتا نہیں جب بہت پکار ہوئی ایک جلاد کہ نہایت ضعیف تھا بطمع انعام کثیر حاضر ہوا
اُسکو ہزار روپیہ دیے تو کہا وہ تیغہ اٹھا کر چلا جب تلوار تول کر یہ لپکا کڑاک سے آواز آئی ساحر نے کود کے جلد اپنے سر پر
ہاتھ رکھا کہ دیکھوں میری کھوپڑی ہے یا نہیں بختیارک ہنس پڑا اور کہا ابھی تمھارا سر ہے گھبراؤ نہیں دیکھو وہ جلاد
کا سر گوہ کھا رہا ہے اسنے دیکھا تو واقع میں جلاد کی کھوپڑی اُڑ گئی ہے اب ساحر ناچار ہوا اور قصد کیا کہ میں
برق بنکر اُڑوں اور تلوار کی طرح سر مجرم پر گر کر کام اُسکا تمام کر دوں مگر بختیارک نے منع کیا کہ تم ہمیشہ تو بجلی بنے
نہ رہو گے جب بصورت اصل ہو گے مارے جاؤ گے یہ سنکر ساحر بہت ناچار ہوا اور سحر پڑھا کہ کوئی تیر بھی مجھ تک نہ پہونچ سکے
غرض اپنے تئیں حصار بند سحر کے کر کے تلوار پکڑ کر بہر قتل قاہر چلا اُسوقت قاہر نے بھی بلبلا کر درگاہ خدا میں
فریاد کی کہ اے چارہ ساز درماندگان منتقم حقیقی فریادرس مظلومان مجھکو شر سے ان لعینان بیدین کے نجات عنایت فرما
بیت اے مونس شکستہ دلاں حال ما ببین ٭ مارا غریب و بیکس و بے آشنا ببین ٭ یہ تو اس فریاد و زاری کی

اُدھر بحر رحمت الٰہی جوش زن ہوا یعنی عیار نے بارگاہ سلیمانی میں پہونچکر بعد دعا و ثنا کے تمام حال قاہر کے قتل ہونے اور اسکی وصیت کرنیکا خدمت امیر میں عرض کیا امیر یہ حال سنتے ہی اُٹھے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہو گیا ہے تو ہم کو اعانت اُسکی کرنا ضرور ہے یہ فرما کر عقرب سلیمانی کے قبضہ کو تھامے باہر بارگاہ کے آئے اور اشقر کو طلب فرما کر سوار ہوئے پھر تو کئی سو سرداروں نے خدمت بادشاہ میں عرض کیا کہ امیر اکیلے جاتے ہیں ہمکو بھی اجازت ہو کہ جاکر جانبازی کریں بادشاہ نے اجازت دی لندھور و بہرام و نور الدہر و ایرج و تورج وغیرہ کئی سو سردار باہر آ کر مرکبوں پر سوار ہوئے انکو جاتے دیکھ کر ان کے لشکروں میں جلد جلد کمر بندی ہوئی کرنا کو دم ملا فوج تیار ہو کر چلی مگر امیر با توقیر جو پیشتر روانہ ہوئے تھے اُنھوں نے تازیانہ جناب اسحٰق علیہ السلام کا بلند کیا اشقر اشارہ راکب سمجھا کہ آج آقا کو عجلت منظور ہے اگر تو تامل کریگا تو یہ آقا کوڑا مارینگے یہ سمجھ کر اس تیزی سے وہ صرصر مجسم رواں ہوا کہ تیزی بادصبا کا افسانہ سب گرد تھا گرم رفتاری برق کا بازار بالکل سرد تھا کہ ہو جیسا نظم

تعریف رخش سم کی ہا سکے ہے جو حال
سرعت میں اسکی راہ سے یہ کہے ہمسری
پہونچے وہ اس جگہ کہ نہ پہونچے جہاں خیال
سب جن و انس و پری اور وحش و طیر

آئینہ سپہر میں پڑتا ہے اسکا عکس
ساتھ اُسکے دوڑے گرد نگہ دیدۂ غزال
یکپایہ اُسکا تخت سلیمان سے کم نہ جان
حاضر ہوں رکاب سعادت میں کیا مجال

تیزی ہمندگی میں ستائش نہ کر سکوں
نادان جانتے ہیں کہ نکلا ہے یہ ہلال
جبتک وہ مرکب نہ پہونچے ترکے پامال
ہووے جو تو سوار عدو کے یہ قتال

امیر ایک آن واحد میں لشکر لقا میں پہونچے لشکری تو وہاں اُنکا ملنے ہوئے ہیں کسی نے روکنے کا ارادہ نکیا بلکہ آپس میں گویا ہوئے کہ اب ذرا سیر دیکھنے کے لائق ہے اس اثنا میں امیر نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا قاہر صرف بمناجات تھا اور عقاب اُسکے قتل کو چلا تھا کہ نعرہ صاحبقرانی نے زہرہ کفار ربانی کیے بختیارک دوڑ کر سامنے امیر کے آیا اور کہا یہ غلام قدیم آداب عرض کرتا ہے دیکھیے میں اس ساحر نابکار کو ہر چند سمجھاتا ہوں مانتا نہیں ایک بیچارہ مسلمان کے خون ناحق پر آمادہ ہے دیکھیے وہ تیغ بکف کھڑا ہے عقاب نعرہ امیر سنکر حیران وا کھڑا تھا شیطان کی گفتگو سنکر سمجھا کہ حمزہ یہی ہے اس کو ہی کی حفاظت اور اعانت کو آیا ہے بس یہ سمجھ کر تیغ تولتا ہوا سامنے امیر کے آیا اور سحر پڑھا کہ تلوار برق بنکر سر امیر پر چلی آپنے اسم اعظم پڑھا کہ پھر وہ اصلی تلوار ہو گئی اور امیر عقرب سلیمانی کھینچکر بڑھے اُسوقت وہ ساحر ایک اژدر کی صورت بنکر قلاب آستین چڑھاتا منہ مثل قعر جہنم کے کھولے امیر پر آیا آپ نے پھر اسم اعظم دم کیا کہ وہ بھی جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا اُسوقت اُسنے اپنے افسران لشکر کو للکارا کہ دیکھتے ہو لیکن مدد نہیں کرتے افسروں نے چار طرف سے گھیر لیا نارنج ترنج ناریل لگانے لگے غلغلہ جو برپا ہوا فوج ساحران تیار ہو کر آنے لگی لیکن امیر کے سایۂ شمشیر کے نیچے عقاب بے پیر تھا اُسکو آپنے نہ جانے دیا جب فوج کا یورش زیادہ ہوا اُسنے چاہا کہ میں نکل جاؤں پس وہ اڑا آپنے اسم اعظم پڑھکر پھونکا کہ وہ گرا جب بہت عاجز ہوا ہزاروں طرح کے سحر کیے بہ برکت اسم اعظم اثر پذیر نہوے اور امیر نے سر کو تا کمر دو حصہ کیا اُسکو مثل خیار تر دو ٹکڑے کیا شور اُس کے مرنے کا برپا ہوا اور اُس کے مرنے سے وہ حصار جو گرد لشکر قاہر نامدار تھا دفع ہو گیا اور لشکر مسلح تو تھا ہی سب آ گرا امیر کے یہاں سے جو

سردار کر روانہ ہوئے تھے مع فوج آ پہونچے نعرے چار طرف سے منم فلان منم فلان کے بلند ہوئے امیر نے قریب قاہر پہونچکر قید اُسکی کاٹ دی وہ اُٹھکر بلا گردان ہوا پھر ہرکارہ بھلا لقا جو اندر بارگاہ کے بیٹھا تھا یہ ہنگامہ دیکھکر پشت بارگاہ سے نکلکر بھاگا مگر بختیارک نے کہا تا حق بھاگتے ہو تم سے کوئی نہ بولیگا یہ سب آفت تو ساحرون کے سر ہے مگر خیر احتیاط شرط ہے یہ کہکر یہ بھی سب کافر روانہ ہوئے ادھر ساحر جو لڑتے تھے افسر کے مارے جانے سے ایسا بدحواس ہوئے کہ سو بچے مسلمانون نے زیر تیغ تیز رکھ لیا ہزارون مارے گئے گور کنارے گئے شیرہ داروں نے نیستان شجاعت کا شیر بنکر اُن روباہ خصلتون کو شکار کیا کمانداروں نے بیچ قوس کا مشتری بنکر اُن زحل صورتون کی نقد جان کو خرید لیے گرد غرور کا سر دماغ سے نکلگئی ہستی پر اجل بجلی گئی جی لینے پر بجی لوٹ ہوا کہ **نظم**

آئے تھے وہ چنانچہ اسی طرح روز جنگ
سایہ مین جھنڈیون کے صفین باندھ بیشمار
جیسے ہی اُس گروہ نے پی تھی شراب کبر

پایا تھا جو دلون مین خیال انکے نے قرار
وہ جھنڈیان نظر پڑین اکدم مین اسطرح
کھینچا تھا اُسکے نشے نے ویسا ہی کچھ خمار

گانے بجاتے ناچتے اور کودتے ہوئے
گاذر بچھا دین پارچہ جون نہر کے کنار
آخر جو تھے وہ رو لفرار لائے اور جانب

افراسیاب چلے امیر قاہر کوہی کو ساتھ لیکر اپنے لشکر کی سمت چلے قاہر نے عرض کیا کہ اگر ارشاد ہو تو اس لقا گمراہ کو دیکھتا چلون امیر نے فرمایا کہ اب پھر کسی دن سمجھ لینا آج تو وہ ڈنک رہا ہے پھر اب تم بھی خبر ہو یہ نابکار جائیگا کہان اس کے زندہ رہنے مین یہ فائدہ ہے کہ اطراف دہر مین جتنے مشرکان بیحیا ہین وہ اسکی حمایت کرتے ہین اور ہم اُن کو بسہل و آسانی پا جاتے ہین اور جہاد کرتے ہین نہین تو اُنکا ڈھونڈھنا کمال ہی دشوار ہوتا اور مین بھی یہ چاہتا ہون کہ یہ لقا مسلمان ہو جائے اسکے مسلمان ہونے سے ہزارون ملک اسلام آباد ہون گے یہ فرماکر مع عسکر ظفر پیکر داخل اپنے لشکر مین ہوئے فوج نے کمر کھولی امیر بارگاہ مین قاہر کو لائے اسنے بادشاہ کو زینت بخش سریر سلیمانی دیکھا تسلیم بجالا پھر بارگاہ کی رونق و آرائش دیکھکر دنگ رہ گیا بادشاہ نے بیرون چہل ستون دست راست مین تخت لندھور دنگل عنایت فرمایا اور اہل عملہ کنیزین غلام خیمہ و بارگاہ وغیرہ جملہ سامان سرکار سے اُسکو ملا یہ اور سرداران اسلام ملاقی ہوا پھر انجمن عیش ترتیب ہوئی دورہ جام ارغوانی چلنے لگا کچھ دیر کے بعد بادشاہ نے دربار برخاست فرمایا لندھور نے کہا اے قاہر تم بھی اپنی بارگاہ مین چلو یہ سمجھا کہ شاید میرے ملازم بارگاہ میری لے آئے ہین یا یہ کہ لندھور اپنی بارگاہ مین لے جائیگا یہ سوچ کر پریشان حال اُٹھا کر اچھا چلو جب باہر آیا دیکھا سواریان ہر طرح کی لگی ہین چار سو خاص بردار اور کئی سو چوبدار خدمتگار سب طرح کے خدمتی حاضر ہین یہ سوار آگے آگے نقیب پکارتا ہوا چلا مگر جی اسکو گمان ہے کہ یہ سب لندھور کے یہان کا سامان ہے جب بارگاہ مین پہونچے اس بارگاہ شاہانہ کو دیکھکر اسنے بہت تعریف کی لندھور نے کہا یہ لوگ عملہ کے اور بارگاہ مع جملہ سامان کے حضور بادشاہ اسلام سے مرحمت ہوئی ہے دستور ہے جو کوئی مسلمان ہوتا ہے اسکو سب اسباب بمعیت خلعت ملتا ہے یہ سنکر اُسکو بہت خوشی ہوئی اور اندر بارگاہ کے آیا فرش شیشہ آلات سے اسکو آراستہ پایا جواہر خانہ توشکخانہ باورچی خانہ سب مقام آراستہ دیکھے پلنگ جواہر نگار ایک جگہ لگے تھے ایک سمت کو نعمت خانہ مین دسترخوان بچھا تھا اسنے کھانا کھایا شراب پی لندھور رخصت ہوکر

اپنی بارگاہ کو گیا اس عرصہ میں فوج بھی اسکی آکر ملحق لشکر اسلام اُتری ہر ایک افسر نے دین اسلام قبول کیا اور زیر ظل حمایت وبذیل عاطفت امیر شادان و فرحان رہنا منظور فرمایا اب حال افراسیاب سنیئے کہ وقت بھیجنے عقاب کے اسنے کہا تھا کہ میں کوہ نیلم پر جاؤنگا چنانچہ افسران لشکر عقاب جانتے تھے کہ بادشاہ طلسم کوہ نیلم پر ہوگا اس وجہ سے جو بھاگے تو کوہ نیلم ہی پر آئے یہاں شاہ جادوان شیشہ دار نقلی سے سرگرم اختلاط و صحبت تھا کہ یکا یک شور فریاد دیکا سنائی دیا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھو یہ کون لوگ ہیں ملازم نیلم کے فریادیوں کو سامنے لائے اُنھوں نے سامنے آکر مجرا کیا اور عرض پیرا ہوئے کہ عقاب کو حمزہ نے آکر مار ڈالا شاہ نے پوچھا کیونکر مارا اُنھوں نے عرض کیا کہ خداوند تعالیٰ نے قاہر کو بندھوا کر آپکے لکھنے کے بموجب اُن کے حوالہ کیا اُنھوں نے اسے قتل کرنے کو زیر تیغ بٹھایا اُسنے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا عیار وہاں موجود تھے اُنھوں نے حمزہ کو جاکر خبر کی وہ آگرا ایک ضرب عقاب کے دو ٹکڑے کیے اور جنگ عظیم ہوئی آخر ہم سب شکست کھا کر آپکے پاس آئے ہیں شاہ نے یہ خبر سنکر گردن جھکالی شیشہ دار نقلی نے کہا اے بادشاہ تیری جوتی رنج کرے ابھی یہ کنیز جاکر سب کو شل حرف غلط کے مٹادیگی آغوش وا ئیگو میں سُلا دیگی بادشاہ اس بھلانے سے پھر مصروف بادہ خواری ہوا اسمین عقاب کے افسر وں نے شیشہ دار کو پہچانا کہ یہ وہی ہے جسکو کنوین سے لشکریوں نے نکالا تھا بس ایک ساحر نے بادشاہ سے کہا کہ اے شہنشاہ شیشہ دار جادو سے پوچھیے تو کہ ان پر کیا گذری تھی انکو تو جمشید نے بچایا نہیں تو ہڈیاں بھی گل گئی ہوتیں افراسیاب نے کہا کہو تو اے شیشہ دار کیا ہوا اتفا یہ عیار کہے تو کیا اُسے کچھ معلوم تو تھا ہی نہیں مگر فرزند رشید عمرو کے تھوڑا بات اسنے بنالی یعنی گویا ہوا کہ اے بادشاہ کون ایسا عمدہ ذکر ہے جسکو میں بیان کروں دنیا میں جو آیا ہے اُسپر بُری بھلی بہت کچھ گذر گئی ہے شاہ نے اُن ساحروں سے کہا تمھیں بیان کرو کہ اُن پر کیا گذرا تھا اُنھوں نے کہا یہ کنوین میں پڑی تھیں اتنی لفظ سنتے ہی اس عیار کو معلوم ہوا کہ شیشہ دار کو جو کنوین میں ڈال آیا تھا یقین ہے کہ وہ چھوٹ گئی غرض بادشاہ سے کہا اے شہریار کوئی اپنی گت اپنے منھ سے بیان نہیں کرتا ہے اب جو یہ ساحر کہنے ہی پر آمادہ ہیں تو مجھی سے سُنیئے میری ناک پر پٹی بندھی تھی دو تھیان مفضون میں جن کپڑے اُتر گئے تھے ننگی کنوین میں پڑی تھی لشکریان عقاب نے مجھے نکالا اور معاملہ زیر نیلم کوہ مجھپر گذرا جب میں لشکر حمزہ سے چھوٹی ہوئی آپکے پاس آئی تھی اور مجھکو یہ منظور تھا کہ آپ سے حال جنگ بیان کرکے استفسار کروں کہ ایک غول مسلمانوں کا ہلاک ہوا ہے اب اور بھی کچھ باقی ہیں یا نہیں اور جو باقی ہیں اُن کو کیونکر قتل کروں چنانچہ اب مجھکو آپ جملہ حالات اس لشکر کے تعلیم کر دیجیے تا کہ میں جاکر ایک کو زندہ نہ چھوڑوں بادشاہ نے کہا بڑی خیریت سامری نے فرمائی جو وہ عیار تمکو زندہ چھوڑ گیا شاید کہ تمھاری صورت بنکر خداوند پر جاکر عیاری کی ہوگی یا طلسم میں آیا ہوگا ہر طرح تمکو جمشید نے بچایا شیشہ دار اسوقت رونے لگی گوہر اشک کی لڑی سہرہ رخسار انور کا ہوئی بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اشک پاک کیے اور فریفتہ تو پہلے ہی سے تھا اسوقت اس کے آرائش زیور کو دیکھکر اور رونے سے وہ متمایا کمال پسند کرکے حاضران انجمن سے اشارہ کیا کہ تخلیہ کردو نیلم اور عقاب کے ساحر اور کنیزان طلسمی وغیرہ اس قصر سے نکلکر کوہ پر اور جو مکان بنے ہیں وہاں چلے گئے اور بعض اُس پہاڑ کی

سیر کرنے لگے کوئی لب جو ٹھہرا کوئی اشجار پر بہار کی دید مین گلگشت چمنستان کرنے لگا ادھر بادشاہ کا جل مستی پر اس محبوب جان
دشمن کے پھر نظر فرمائی شراب کا تو نشہ خوب تھا طبیعت آندھی کی طرح آئی پکارا کہ اے جانی ذرا میرے پاس آ یہ کہہ کر ران پر
ہاتھ رکھ دیا عیار نے بستکی پھر کر ران ہٹائی اور ہاتھ اپنا ہاتھ کے نیچے رکھ دیا بادشاہ نے کہا اے غارتگر جان واسطہ
سامری کا اب نہ ترسا و بت ترسا تیری ہر ایک ادا پر یہ دل دیوانہ ہوا ہے ذرا تو پہلو میں آ گرما سرد مہری نہ دکھلا کہ

بیت ہے مرے دل کو ٹے کے اپنا دل ٭ سنگ کے مول بکتا ہو لعل ٭ ہائے اس نازنین نے بصد ناز تیوری چڑھا کر کہا

تو واہ واہ آپ تو ایسی باتیں کرتے ہین گویا مجکو اپنی جورو بنایئے گا بادشاہ اس بھولے پن پر اور زیادہ مفتون ہوا اور
کہا اگر جورو بنائین گے تو کیا نقصان ہے یہ کہکر اپنے گلے سے لگایا عیار نے بھی وہ گدرایا ہوا بدن خوب سینہ شاہ سے
اور جسم سے ملایا پھر جھجک کر الگ ہو گیا کہ اوئی نوج میری جان ہلکان ہو گئی اسی کو جورو بنانا کہتے ہین یہ کہکر مثل برق
چمک کر بیرون قصر چلا کہ لو مین جاتی ہون بادشاہ اضطراب سے تاب نہ لیتا اور پکارا کہ **شعر** اتنا نہ ستم کر جا مجھون خواب عالم سے
سب حشر بپا ہوں عجب فتنہ یہ جاگا ٭ یہ کہہ کر گود مین اٹھا لایا اس مہ پارہ نے ڈھیلے ہاتھوں سے اسکو مارا اور چپکے چپکے
گالیان کوسنے دینے لگی شاہ بیہودہ غلبہ مستی تھا کہ کچھ اسکا مطلق خیال نہ کیا ہنس کر کہنے لگا لے سراپا ناز تیرا تو صاف
انداز یہ ہے کہ **فرد** باتین کر عدو سے سودا کو گالیان دو ٭ قربان ہون آپکی مین اس داد اور دہش کا ٭ اب
یہان تو یہ ہنگامہ اختلاط گرم ہے بادشاہ کو شوق ہے اس ترک ستمگر کو بناوٹ کی شرم ہے یعنی یہ عیار بادشاہ کو خوب
بیتاب کر کے بیہوش کرنا چاہتا ہے یہ تو اس فکر مین ہے کہ **شیشہ دار** اصلی جو اپنے مکان پر تھی کچھ دیر ٹھہر کر سحر
اپنا جگا کر جانب لشکر امیر روانہ ہوئی اور بزور سحر سل در سل ہر مقام پر **چالاک** کو ڈھونڈھا لیکن کہین پتہ نہ پایا
ناچار وہان سے پھری اور ایک مقام پر ٹھہر کر ماش کے آٹے کا ایک پتلہ بنا کر سحر پڑھا کہ وہ زندہ ہو کر بولا کہ اے
ملکہ کیا پوچھتی ہو اسنے کہا سچ بتلا کہ **چالاک** عیار کہان ہے پتلا ہنسا اور گویا ہوا کہ تمہاری صورت بنا ہوا شہنشاہ ساحران
کی گود مین بیٹھا ہے یہ کہکر پتلے نے چاہی کہ منہ سے شعلہ آگ کا نکلا کہ پتلا جلکر خاک ہو گیا اور یہ ساحرہ غضبناک بنی
ہوئی جانب کوہ ظلم چلی جب پہاڑ پر آئی یہان ساحر سب سیر کر رہے تھے وہ حیران ہوئے کہ ایک تو **شیشہ دار** بادشاہ
طلسم کے پاس ہے ایک یہ آئی لیکن اس حیرانی مین کسی نے اسکو روکا نہین اور یہ اندر قصر کے آئی دیکھا ایک اپنی ہی
صورت کی عورت پہلوے بادشاہ مین بیٹھی ہے اور **افراسیاب** اس کے بوسے لیتا ہے پس اسکو یقین ہوا کہ یہی
چالاک بن عمرو ہے چنانچہ اب اس کے قریب آہستہ سے بطور مخفی جا کر ایک دو ہتڑ پتھر مار کر کہ جلکر خاک ہو جائے یہ
عیار زبردست ہے ایسا نہو کہ مجکو دیکھ کر بھاگ جائے غرض یہ آہستہ آہستہ چلی لیکن پاؤن کی آہٹ بادشاہ کو معلوم
ہوئی اس نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ساتھ ہی **چالاک** نے بھی پھر کر دیکھا تو **شیشہ دار** اصلی سے آنکھ چار ہو گئی ادھر
شیشہ دار نے جب دیکھا کہ اسنے مجکو دیکھ لیا اب دوڑ کر اسکا کام تمام کر بس یہ لپکی اور عیار جلدی سے **افراسیاب**
کی گود مین لپٹ گیا یہ کہتا ہوا کہ لے شہنشاہ وہی آ گیا جس نے مجکو کنوین مین ڈالا تھا شاہ جادوان سب حال تو
سن چکا تھا ہی اور اس وقت حالت مستی مین ساحرہ عیار کو سمجھ کر کام دل حاصل کیا چاہتا تھا اس کے آنے سے

مزا اُسکا گیا عیش منغص ہوا لیس بحالت غضب جانب ساحرہ دیکھنے لگا اور جیسے ہی قریب پہونچی عیار بدسحر بھی نہ
کرنے پائی کہ شاہ نے منھ سے اُف جوکی یہ قلابازی کھا کر دور جا گری اور بیہوش ہو گئی بادشاہ نے اُسوقت آواز دی کہ
اے نیلم جلد حاضر ہو لکھا ہے کہ اگر یہ پکارے اس قصد سے کہ میری آواز سب سنیں تو تمام طلسم کے رہنے والے اسکی
آواز سُنیں اور اسی وجہ سے بیان ہوا ہے کہ باغ سیب میں بیٹھے بیٹھے اسنے پکارا ہے اور ساحرہ دور کا رہنے والا
حاضر ہوا ہے اُسکو حریف سے لڑنے واسطے بھیجا ہے فی الجملہ سب ملازموں نے صدا اُسکی سُنی اور دوڑے کہ شہنشاہ
پکارتے ہیں جب سامنے آئے اسنے نیلم سے حکم دیا کہ یہ عیار بشکل شیشہ دار بیہوش پڑا ہے اسکو ہوشیار کرو کہ
مین قتل کرونگا یہ حکم سُنکر نیلم تو ہوشیار کرنے بڑھا مگر چالاک گھبرایا کہ اب جو یہ ہوشیار ہو گی تو جان پہ تیرے
بنے گی راز تیرا فاش ہوگا اس سے لازم ہے کہ کوئی تدبیر کر یہ سوچ کر جلد گود سے بادشاہ کی اُٹھا اور کہا لے بادشاہ
مارے خوف کے میرا پیشاب خطا ہوا جاتا ہے مین ذرا چوکی پر جاؤنگی یہ سنتے ہی بادشاہ نے دو کنیزوں سے کہا
آفتابہ لیکر ملکہ کے ساتھ جاؤ کنیزیں ہمراہ ہوئیں اُس خیمے سے علیحدہ چوکی ایک جگہ لگی تھی مخمل کاشانی سے منڈھی
تھی طلائی طشت نیچے اُس کے لگا تھا وہ مقام آئینہ وغیرہ سے آراستہ تھا ایک گلاب کیوڑے کے منھ کھلے ہوئے رکھے
نہایت عمدگی سے پیراستہ یہ عیار جو وہاں گیا ایک رنڈی سے کہا تو باہر کھڑی رہ اور ایک کو اندر لیکر آیا اور
کہا آفتابہ یہاں رکھو کر میرے ناف کے مقام پر اور کمر کے نیچے آہستہ آہستہ مل کر رفع اختلاج کرون وہ کنیز آفتابہ
رکھنے کو جب جھکی اسنے ناک اسکی ملدی کہ وہ بیہوش ہوئی اسنے فوراً کپڑے اُسکے اُتار کر آپ پہنے اور اپنی پوشاک
اُسکو پہنائی پھر اپنی ایسی صورت اُسکو بنایا اور اسکی ایسی شکل آپ بنا اور اُسکو ہوشیار کر دیا جب اُسکی آنکھیں کھلین
دیکھا از سر تا پا زیور جواہرات مین پہنے ہوں یہ دیکھ کر پھولوں نہ سمائی پوشاک بھی جسم مین نفیس وعمدہ پائی جامہ سے
باہر ہونے لگی عیار نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ اے بی بی آپ حیران کیوں ہین جس طرح خداوند سامری نے صبح
منور کو کالا کر کے شام کر دینا فرمایا ہے نمونہ اپنی قدرت کا دکھایا ہے اسی طرح تمکو بی بی بنایا مجھکو لونڈی بنایا
ابھی خداوند سامری جائے ضرور میں آئے تھے ہت انگوریوں کی رد میں ساتھ تھیں میں نے پہچانا نہیں اور
چوکی پر کھڑی ہو گئی بس مجھ پر بہت خفا ہوئے اور کہا ہم تیرے دیکھنے کو بحالت برہنگی آئے تھے اور تو کھڑی ہو گئی
ہم نے تجکو لونڈی بنایا اور اس کنیز کو بی بی بنایا یہ کہکر میرے اور تمھارے منھ پر ہاتھ پھیرا میں تم سی اور تم مجھ سی
بن گئین لونڈی یہ باتیں سُنکر دل میں بہت خوش ہوئی اور کہتی تھی اے سامری پیارے میں تیرے قربان یہ
تجھی مین قدرت ہے کہ ایک لمحہ مین کچھ کا کچھ کر دیتا ہے عیار موصوف نے کہا لو اب پیشاب کرو اُس کنیز نے کہا مجکو
ضرورت نہین اسنے کہا کیا ہوا تم چوکی پر بیٹھ جاؤ اور ضرور ا خداوند نے تمکو بی بی بنایا ہے کسی سے یہ نہ کہنا کہ مین لونڈی
تھی کنیز یہ سُنکر مسکرائی اور چپ ہو رہی ملکہ چوکی پر جا بیٹھی اور یہان یہ عیار تو چوکی پر سے چلا آیا مگر اس کے بعد
نیلم نے ملکہ شیشہ دار کو ہوشیار کیا اول مین حال اس ساحرہ کی عظمت کا بیان ہوا تھا کہ بادشاہ صحرائے
آفت خیز طے کر کے اس کے لینے کو گیا تھا اور یہ خیال کر لینے سے آسودہ ہو جاتی ہے بھوک پیاسی نہین ہوتی حاصل کلام

یہ کہ اسوقت اچانک عیار کو گرفتار کرنے قریب خاہ آئی تھی اُسنے پھونکٹ بیہوش کر دیا ورنہ یہ ساحرہ بادشاہ سے
مقابلہ کرنیکا دعویٰ رکھتی ہے اور بادشاہ اسکی بڑی خاطر کرتاہے چنانچہ یہ جو ہوشیار ہوئی گھبرا کر انگلی خاہ نے ڈانٹا کہ
اے خیرہ سر تو کون ہے جلیس یہ سنتا تھا کہ ساحرہ دہشت زبان کر چلی اور پکاری کہ مارے تیرا ستیاناس ہو جائے تو اور
سلطنت کے لائق ہوئے اندھے آگ لگجاتی وہ گھڑی جل جاتی بغیر گھوڑی تخت پر بیٹھا تھا انہیں باتوں سے تیری
طرح الگ ہو گئی یہ کہکر وہ دہشت اپنے منھ پر آپ مار لیا اور گلے سے ایک دھورا سیلی کا توڑ کر زمین پر پھینکا کہ وہ
مار سیاہ بنکر شاہ کی سمت چلا افراسیاب کو یقین ہوا کہ شیشہ دار اصلی ہے جلیس خندخاہ ہوا کہ ملکہ اپنے
سو کو روکو کہ میں نے پہچانا تم اصل میں شیشہ دار ہو ساحرہ نے اسوقت بازو سے ایک تعویذ کھولکر جانب شاہ پھینکا
تعویذ نہ تھا وہ رقعہ جمشید تھا جس کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوا کہ اے بادشاہ طلسم آگاہ ہو کہ ثانی عمرو یعنی مہتر برق
فرزند رشید خواجہ چالاک سفاک اپنے پدر گرامی قدر کی مدد کو آیا ہے یہ معلوم کر کے بادشاہ گھبرایا کہ ایک عمرو نے کیا کم
آفت برپا کی تھی جواب یہ آیا ہے اور ہائے میری گود میں لوٹا کیا اور میں نے گرفتار نہ کر لیا اور ایسے فتنہ گر کو یا معشوقہ
بنایا جیسا غالب نے فرمایا ہے کہ بیت یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے ؎ ہوئے تم دوست جسکے دشمن اُس کا
آسمان کیوں ہو غرض بعد افسوس بسیار ملکہ شیشہ دار سے کہا کہ تم غضب رہے اب وہ بیچ کی بیرے آئیگا اسوقت
ہر چہ بادا اُسنے کہا میں وہیں جا کے مارے ڈالتی ہوں یہ کہکر خنجر بکف ملکہ اُٹھی اور پائخانہ کے در پر آئی چالاک
کنیز کو چوکی پر بٹھا کر باہر نکل آیا تھا اسنے تسلیم کی ملکہ نے اشارہ سے پوچھا کہ وہ کہاں ہے چالاک نے اشارہ کیا کہ
اندر ہے ساحرہ بے تامل اندر در آئی وہ لونڈی ازار کھولے بیٹھی تھی کہ یہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی باہر لائی اور
دو ایک لاتیں دو تین گھونسے پہلے مارے وہ کنیز چلائی ہائے مجکو کیوں مارتی ہو خداوند سامری ابھی پائخانہ میں آئے
تھے جو شیشہ دار بنا گئے تمہیں کچھ شک ہو تو دیکھو میں عورت ہوں چالاک یہ کلام اُس لونڈی کا سنکر گھبرایا
اور براہ چالاکی آگے بڑھکر کہا بی بی انکے قول فعل پر نہ جائیے یہ عیار کبھی عورت بنجاتے ہیں کبھی مرد بنجاتے ہیں بارہا ایسا
ہوا ہے نہیں معلوم ان مردوں کو کونسی ترکیب معلوم ہے ساحرہ نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار نے کہا اب دیر نہ لگائیے
قتل کیجیے نہیں تو نکل جائیگا اور آپ رحم دل ہیں تو لائیے مجکو خنجر دیجیے کہ کام تمام کروں یہ کہکر خنجر اُس کے ہاتھ سے
لیکر فوراً سر اُس کنیز کا کاٹ ڈالا وہ کنیز چونکہ ایسی ہی دیسی ساحرہ تھی منتر اور جنتر وغیرہ جانتی تھی مگر اس کے قبضہ
میں نہ تھے جو اس کے مرنے سے شور مچاتے شیشہ دار اس عیار کو کنیز سمجھ کر بہت خوش ہوئی اور سر اسکا سینہ سے
لگایا کہا تو میری بڑی خیر خواہ ہے بعد اس کے سر اس کنیز کا لیکر خیال سر عیار یہ پاس افراسیاب بدشعار کے آئی اور کہا
لیجیے میں لائی شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ اُسکو تم نہ چھوؤ جلدی سامنے مزبلہ پر پھینکدو یہ لوگ دشمن لقا و سامری ہیں
انکو ہاتھ لگانا جائز نہیں ساحرہ نے قصر کے صحن میں پھینکدیا کہ پڑا سڑے دو اسکو دیکھکے خوش ہوں گے یہ کہکر پاس
بادشاہ کے آکر بیٹھی بادشاہ نے عذر کرنا شروع کیا کہ اے ملکہ میں بہت تم سے شرمندہ ہوں کہ میں نے تمکو پہچانا نہیں
اور بیہوش کر دیا ملکہ نے ہاتھ باندھے اور کہا اے بادشاہ ہم سب ادنیٰ ترین کنیزان حضور ہیں اسوقت مجکو غصہ

اُس عیار پر بہت تھا اور آپ بھی شبہہ مین تھے بس میرے منہ سے کلمات بیہودہ جناب مین شہنشاہ کی نکل گئے
اُن باتون کو معاف فرمایئے گا اور حضور کو جمشید نے ایسا ہی صاحب تحمل بنایا ہے اگر آپ ہم کنیزون کی خاطر نہ کرینگے
اور ہماری باتون کی برداشت نہ فرمائین تو ہم طلسم مین کیونکر رہین بادشاہ تو اس ساحرہ کے دھوکے عیار سے اختلاط
کر رہا تھا اس سے بھی یہی طرح ہمکلام ہوا کہ اے سیمبر نازک ادا زہے نصیب اُسکے کہ جو تیرے منہ کی گالیان کھائے کہ
بیت بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے ٭ اپنا ہی تو فریفتہ ہوے خدا کرے ٭ یہ کہہ کر ساحرہ کو آغوش مین با صد محبت
لیا رخسار پر اُسکے بوسہ دیا اور کہا حافظ شربت قند و گلاب نہ علاج دل ماست ٭ بوسہ چند بیامیز بدشنامے چند ٭
یہ ہنگامۂ اختلاط گرم ہوا تھا کہ نیا معرکہ در پیش آیا یعنی وہ سر جو کنیز کا بصورت چالاک بنا ہوا تھا اور ساحرہ نے صحن
مکان مین لا کر ڈال دیا تھا دھوپ جو اُسکو لگی رنگ و روغن اُسکا پگھلا کیونکہ چالاک نے جلدی مین کچا رنگ کنیز کا
لگا کر شیشہ دار اُسکو بنا دیا تھا جیسا اوپر مذکور ہوا اسوقت رنگ کے پگھلنے سے نقشہ اُس سر کا بدلنے لگا اس سے
کوئی آگاہ نہ تھا ایک کنیز نے اُس سر کو دیکھ کر اپنی ساتھ والی سے کہا او اجشیدان موے عیارون کے فن فریب کے
بجاے دیکھو موے پر بھی یہ موا سر رنگ بدلتا ہے اُس دوسری نے یہ سنکر بغور اُس کو دیکھا اور سب کنیزون سے کہا کہ
یہان سے ہٹ چلو اب یہ سر رنگ بدل کر کوئی فتور کیا چاہتا ہے ابھی یہ سر ایسا نہین دیکھو نا ابھی کچھ تھا ابھی کچھ اور
ہو گیا لونڈیان یہ سنکر اُس سر کو دیکھ دیکھ کر بھاگین غلغلہ جو ہوا بادشاہ نے پوچھا ارے کیا معرکہ ہے ایک کنیز نے عرض کی
مین قربان گئی وہ جو سر اُس موے فارقی عیار کا ہے وہ پڑے پڑے رنگ بدلتا ہے کوئی عیاری کیا چاہتا ہے بادشاہ
نے کہا معقول این گل دیگر شگفت مرے پر رنگ بدلنا آج ہی سنا ہے جاؤ اُس سر کو اُٹھا لاؤ لونڈیون نے کہا
آپ چاہے مار ڈالیے مگر ہم اُس سر کے پاس ہرگز ہرگز نہ جائین گے وہ موا آپ تو جی اُٹھیگا ہمکو اپنی جگہ پر کر دیگا یہ سنکر
شیشہ دار خود اُٹھی اور جا کر اُس سر کو اُٹھا لائی کنیزون سے کہا اری مار ڈالیو تھوڑا گرم پانی لاؤ اتنا نہ گھبراؤ یہ سر کھائے
نہین لیگا کنیزین پانی گرم لائین اور دُستے ڈُٹے اس سر کو دھویا جب تیل وغیرہ چھوٹ گیا اصلی صورت جو اُس کنیز کی تھی
ظاہر ہوئی افراسیاب بہت حیران ہوا کہ یہ کیا ماجرا گذرا شیلم جادو نے اُس کنیز کو دیکھ کر کہا یہ میری خواص ہے
جب وہ عیار بصورت شیشہ جادو یہان بنا تھا تو اسکی خدمت کو مین نے اسے مقرر کیا تھا یہان تو یہ ہنگامہ تھا
مگر چالاک جو کنیز بنا ہوا یہان موجود تھا جب اُس سر کا چرچا پھیلا وہ بھاگ کر کوہ نیلم کے نیچے اُتر گیا اور ایک چشمہ
مین جا کے اُتر کر غوطہ مار گیا اس لیے کہ اب راز اسکا فاش ہو گا تو میری تلاش ضرور ہو گی لیکن اس بھاگنے مین اُسکی
چالاکی دیکھنے کی کہ جس طرف سے آیا تھا اُدھر نہ گیا بلکہ اس طرف اُترا کہ جدھر سے طلسم مین جانیکا راستہ تھا الغرض اُدھر
بادشاہ طلسم نے رقعہ جمشید مین دیکھا تو معلوم ہوا کہ چالاک مارا نہین گیا اُسنے ہماری اس کنیز کو قتل کرایا اور آپ پہاڑ کے
نیچے جانب طلسم جو بہا ہے اُتر گیا ہے اتنا حال اُس رقعہ مین معلوم ہوا آگے کچھ اور ثابت نہوا اس لیے کہ سحر اس
دریا مین اثر نہین کرتا ہے اور نہ آسمان بہا سکتا ہے مگر ہان اگر سحر کا دریا بنا ہوا ہو تو سحر خبر دے از بسکہ شاہ طلسم
ایسا ساحر ہے کہ دریا مین سحر اُسکا اثر کرتا ہے مگر جبکہ تا دیر ہوم وغیرہ کر کے سحر کرے حاصل مرام اس کنیز کے

سر کو جھکوا دیا اور شیشہ دار نے خدمت بادشاہ مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ مین آپ کی تابعدار ہون اگر آپ میرے مشتاق ہین تو غریب خانہ پر تشریف لائیے گا یہان عیار فکر مین ہے شاید کہ مین بھی عیار ہون اور آپکو کوئی دھوکا دون یا آپ عیار ہون مجکو ضرر پہونچا مین اب تو مجکو عیار ہی عیار یہان نظر آتے ہین میرے مکان پر کسی طرح کا کھٹکا نہین جتنی دیر جی مین آئے تشریف رکھیے گا بادشاہ نے بھی کہنا اسکا منظور کیا اور کہا اے ملکہ اب مین جا کر اس عیار کے باپ کو مارے ڈالتا ہون کہ وہ میری قید مین ہے بعد اس مہم کے تمہارے گھر آؤنگا یہ کہکر ساحرہ کو گلے سے لگا کر بوسہ لیکر رخصت کیا وہ پرواز کرکے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی بعد اُس کے شاہ خود بھی جانب باغ سیب چلا لیکن چالاک کچھ دیر تو اس چشمہ مین غوطہ زن رہا بعد تھوڑی دیر کے چشمہ سے نکلکر صحرا مین ساحر کی ایسی شکل بنکر پھرنے لگا اُسنے دیکھا کہ شیشہ دار ایک طرف اُڑی ہوئی جاتی ہے یہبھی چھاڑیون اور جھنڈیون مین اپنے تئین چھپاتا نیچے نیچے اُس ساحرہ کے روانہ ہوا جب ساحرہ مذکورہ کئی کوس اُڑی ہوئی آئی ایک مقام پر صحرا مین اُتری کہ اچھا بہت دُور نکل آئی ہون دنادم راست کرلون یہان عیار کا نام بھی نہین غرض ایک درخت کے نیچے ٹھہر کر دم لینے لگی پھر رفع احتیاج کو بیٹھی چالاک بھی اس کے پس پشت ایک درخت کی آڑ مین آکر ٹھہرا تھا اسکو غافل دیکھکر دل سے مشورہ پذیر ہوا کہ یہی وقت ہے مار اس کو یا تو اسکا کام تمام تو نے کیا اور نہ یہ تجکو پکڑ لے جائیگی یہ تجویز کرکے کاؤ فلاخن مین پتھر گران وزن رکھکر اور کاسہ سر اسکا تاک کر چرخ دیکر مارا کڑاک سے آواز آئی اور کھوپڑی اسکی ترشکر دور گری اور وہ زمین پر گرکر تڑپی اور ہلاک ہوئی پھر تو شور دار وگیر برپا ہوا زمانہ سیاہ ہوا کہ ظلم سے اس جگہ تک اندھیرا ہو گیا وہ صحرا جسکو طے کرکے بادشاہ طلسم اسکے گھر گیا تھا تمام برباد ہوا باغ مین اس ساحرہ کے آگ لگی شاہ جادوان اُڑا ہوا جاتا تھا اُسنے بھی یہ غلغلہ سُنا کہ ہیر غل مچا رہے ہین افسوس مارا شیشہ دار جادو کو بادشاہ یہ صدا سُنکر پھر آکے چلکر دیکھون کیا ماجرا گذرا لیکر پا پیڑ، ہاتھ کو دیکھا سین معلوم ہوا کہ اسوقت چند گھڑیان بہت سخت ہین کہین جانا نہین بادشاہ ناچار جانے سے باز رہا بعد گریبان غم مین ساحرہ کے اُسنے چاک کیا نار زار برنگ بہار رویا اور یہ اشعار زبان پر لایا غزل

جاتے ہیں لوگ قافلہ کے پیش دپس سے چلے
دنیا عجب سرا ہے جہان آکے بس سے چلے

کہنا صبا پیام ہمارا بہار سے
ہم تو چمن کو چھوڑ کے سوے قفس چلے

اے غنچہ آنکھ کھول کے ٹک تو چمن کو دیکھ
جمعیت دلی یہ تری پھول ہنس چلے

نکلا جو دل سے نالہ تو سینہ سے دوڑے اشک
سُن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے

غرض اسی طرح نالان وگریان شاہ جادوان روانہ ہوا یہان نیلم کوہ کے قلعہ مین خون سے گل بوستان عمرو کے درد آئے مثل غنچہ کے بند ہین نیلم سبا دو کو نہایت بیکلی ہے دل سے کہتا ہے کہ اے نیلم تجکو سو برس کا تیرا سن ہوا مگر کبھی ایسا سانحہ درپیش نہین ہوا مگر طلسم مین کوئی آفت آنے والی ہے بربادی کے سامان نظر آتے ہین غرض یہ بحالت پریشانی اپنے قلعہ کے بندوبست مین مصروف ہے اور چالاک ساحرہ کو قتل کرکے ایکجانب بصورت مبدل روانہ ہوا قلعہ نیلم کوہ کو چھوڑ کر سیر طلسمات فرماتا دریا و کوہ و دشت مین نیرنگیان طلسم کی دیکھتا چلا جاتا ہے اُدھر افراسیاب بر سر ہوا زہرہ

روانہ تھا قضائے کارگذرا اُسکا کوہ سلیمانی کی جانب ہوا یہ پہاڑ مثل چاندی کے سفید ہے اور سنہری لکیریں اُسمیں پڑی ہیں یہ معلوم دیتا ہے کہ دور کرۂ ارض ایک حلقۂ خاتم ہے اور یہ کوہ مُہر سلیمانی نگینہ ہے آرائش عروس دہر کا ظاہر قرینہ ہے پہاڑ پر چشمہ بصد لطافت وصفا جاری ہر سمت وزان باد بہاری درخت تمام سر تراشی کیے ہوئے بادلے سے منڈھے ہوئے موتیوں کے جال پڑے ہوئے کوسوں تک سبزہ زار لہلہاتے بوقلموں کی بہار سبزہ پر کالی گھٹا میں جھکی ہوئیں یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوٹتی تھیں ہر چشمہ کے گرد چمنستان جواہر کے لگے کسی تختہ میں لالہ کسی میں نافرمان کے پھول کھلے تھے سر کو پر ہزار ہا نرگس ہ ان جواہر کے رکھے تھے ناندے چینی کے اور سنگ سماق دلیشب کے دھرے تھے اُنیں درخت سب جواہر کے لگے تھے نگارخانہ ارژنگ چین کو شرماتے تھے جہاں کہیں ضرغہ درختوں کا تھا عروس گلشن کا گھونگھٹ نکلا تھا نرگس چشم نیم باز جہاں تھی دلھن کی شرمائی ہوئی آنکھ کا پتہ دیتی تھی لجاوے صاف شرم وحیا ایک رات کی بیاہی کی ظاہر چھوئی موئی سمٹنے سے جھجک کرتا ہر تختہ سوسن لب مسی آلود کا پتہ دیتا نہیں نہیں لب رنگین جاناں کسی عاشق نے اسوجہ سے نیلا ہوتا بتایا گل ہمہ تن گوش اس لیے تھا کہ کسی شاہد گلعذار کا کرن پھول بننا چاہتا تھا سنبل تر کنگھی کے تجربے سے شانہ لیکن زلفیں عروس چمن کی سنوارنے پر آمادہ لالہ داغ دل کھا کر اس بہار پر دلدادہ بہار یہ کیفیت آشکار نظم

لگی ہے کرنے آکر سوئے گلشن
کراتی ہے پری دوش ہوا پر
گل مخمل یہ بیداری سے نایاب
جھکی ہی جائے ہے کچھ چشم نرگس

چراغ گل نسیم صبح روشن
زبس بادِ بہاری میں نشا ہے
جہاں دیکھو تو ہے آلودۂ خواب
پڑا ہے جیسے روش پر عکس گلزار

یہ مستی کو گھٹا کی اب نظر کر
پڑا کیا بیخبر تاک اینڈتا ہے
اُٹھا سکتا نہیں سر ہے یہ بیحس
بچھی ہے اُس جگہ قالین خوش کار

ملکہ سلیمان جادو اس پہاڑ کی مالک ہے یہ مقام اسکی سیرگاہ ہے حوالی کوہ میں قلعہ سلیمانیہ آباد ہے وہاں کی یہ ملکہ حکومت کرتی ہے اس پہاڑ کے نیچے ایک باغ جنت نظیر لگا ہے کبھی پہاڑ پر کبھی باغ میں وہ ملکہ رہتی ہے اسوقت بالائے کوہ برائے تفریح خاطر آئی تھی تمام کوہ پر اسکے آنے سے آرائش وزیبائش دونی تھی تمامی کا فرش چبوتروں پر بلور کے بچھا تھا کنارے ہر چشمہ کے ہزار ہا جانور رنگانگ دبوتیار وغیرہ پھر رہے تھے جا بجا نگیرے موتی کے جال کے استادہ تھے ملکہ مذکور سنہری زرد پٹا اوڑھے دھانی اطلس کا پائجامہ پہنے چھڑی ہاتھ میں لیے ٹہل رہی تھی سن میں تیس برس کی عورت مگر نہایت بناوٹ جتنا سن زیادہ اتنا ہی سلیقہ بڑھا ہوا زن سی سالہ مگر لام زلف اُسکا کشور دل عشاق پر لام باندھتا چڑھائی کا اُس کافر کا ارادہ سیپارۂ دل میں اُسکا مصحف رخسار عظمت رکھتا ابرو اُسکے بسان مد بسم اللہ پہلی بسم اللہ غلط کراتا یعنی لام الف پڑھاکر ہستی کو نیستی بناتا دہن تنگ اُسکا میم عدم کا سبق پڑھاتا اُسکے دہن کی صورت عاشق بھی گمنام ہونا چاہتا چاہ ذقن کی چاہ کنوئیں جھکانی پردہ پوش کی الفت جان گنوانی چھاتیاں ہتکی ہتکلی مثل حوصلہ خاطر اُبھری اور نکلی ہوئیں انگیا ایسی ٹھیک کسی کسائی کہ چھاتیوں کو سمٹ کر انگین کی کثرت یاد آئی زبان سرکشی پر آمادہ دل توڑ دینے کا اُن نوکوں کا ارادہ شکم صباحت میں بے نظیر تختہ بلور لوح سیمیں روبرو اُسکے بے توقیر کمر رہرو جادۂ عدم کو راہ بتائے اپنے عشق میں ملک عدم دکھائے زیر ناف تو عجب عقدۂ مالاینحل برج قوس میں

دو ہلال جمع صدف دوپارہ ساق پا کا یہ عالم کہ **بیت**

ساق سیمیں کو تری دیکھ کے گوری گوری ... شرم سے شمع ہوئی جاتی ہے تھوڑی تھوڑی

غرض اس زن مہ سیما کا باوجود تیس برس کے سن ہونے کے یہ حسن کا عالم تھا کہ بموجب **ابیات**

قد تھا مصرع تو جبین حسن کا مطلع گویا ... شعر کامل سے ہوا انکے مثلث **مخمس**
بیت ابرو کی ہے تضمین سے مسجع ایسا ... نہ رہا سجع معلق کو بھی اب کچھ رتبا
ہاتھ میرے جو بیاض آئے تو ڈھونڈھوں مضمون ... شعر بار یک گردن موئے کمر کا مضمون
قامت راست کو شمشاد کہوں دلبر کے ... یا کہ دون سرو کی تشبیہ قد جانان سے
الف نور لکھا ہے ید قدرت نے و لے ... قد رعنا سے پری رو کو قیامت کہیے

فاختہ سرو رواں کہہ کے پکارے کوکو ... بولے حق سرہ قمری یہ ہو کو یا جادو

پانوں پر فخر سے سر رکھتے ہیں سرخیل بتان ... گلشن دہر میں کیا خوب ہے یہ سرو روان
نقش پا قبلہ نما کہتے ہیں اہل ایمان ... مردم چشم سے سہلاتی ہیں حورین تلیسان

سجدہ گاہ دل عالم ہے کمر پا انداز ... تختۂ گردن میں ہے مسیحا کا سراپا انداز

سات سو کنیزان ذردر گوش مرصع پوش سراپا دریائے جواہر میں غوطہ لگائے ایک ایک حسن میں یگانہ آفت زمانہ گرد وپیش استادہ تھیں کہ یکایک ہوائے سرد کے جھونکے آئے ملکہ نے جو اوپر آنکھ اٹھا کر دیکھا شاہ جادوان کو جاتے با پالکی طاؤس تخت پر سوار ہو کر بی سوا اشرفی نذر کی لیکر آ دی اور قریب بادشاہ بردے ہوا ہو چکا پہلے تسلیم کی پھر نذر لیکر بڑھی اور ہنسکر بولی کہ اے شاہ ہم کنیزوں سے بقدر بے التفاتی تو لازم نہیں یہ ادھر ہی ادھر جانا اور ہم سے آنکھ نہ ملانا اے شاہ شاہان **بیت** جدھر کو ہو تو جلوہ ریز جیب تر سے آگے ۔ بنظر جو طرق یا بولے تو فتح پیش نگاہ ؛ سایہ عاطفت اپنا ہم غریبوں پر بھی پرتو فگن فرمائیے عزیب خانہ پر تشریف لے چلیے کہ شعر نظارہ تجھ ابر عیش سے ہو پیچ جو سوے بحر + جاے رگ بیلے پیچ کو موج در خوش آب ؛ بادشاہ نے اسکی صفت و ثنا کرنے سے ہر چند کہ رنجیدہ خاطر تھا لیکن بخندہ پیشانی مزاج اسکا پوچھا اور بہار پر اتر آیا کہا اے ملکہ میں خلم کوہ پر گیا تھا گر وہاں بھی مطلب برآری نہوئی اب بڑی ضرورت سے جاتا ہوں نہیں بغیر تمہارے بلائے یہاں آتا ملکہ نے عرض کی کہ آپ سے مجکو بڑی امید ہے سچ ارشاد فرمایا یہ کہہ کر ایک تخت جواہر نگار پر صحن گلشن میں اسکو بٹھایا سوا سوا اشرفی نذر دی کشتیاں جواہر کی پیشکش کیں جام صہبا ارغوانی بھر کر دیا بادشاہ نے جام لیا آہ سرد بھری ملکہ نے دست بستہ عرض کیا کہ قربان گئی اسوقت آئینہ خاطر مکدر نظر آتا ہے غبار الم دل پر چھایا ہے رنگ چہرہ کا متغیر ہے اسکا کیا باعث ہے شاہ نے فرمایا کہ اے ملکہ طلسم کا حال تو سب پر عیاں ہے اسکا بیان کیا کر ایک شخص اب اور آیا ہے اُسنے ملکہ شیشہ دار کو مارا ہے اور تمام طلسم میں غدر ہو رہا ہے سلیمان جادو نے کہا لونڈی کو سب حال معلوم ہے لیکن بغیر مرضی آپکے کچھ نہیں کر سکتی جہاں آپکے بٹھا دیا ہے بیٹھے ہیں اور اے بادشاہ طلسم کشا جو ... ہے وہ تو گنبد نور پر آپکی قید میں ہے پھر اُسکو آپ قتل کیوں نہیں کرتے شاہ نے فرمایا موقع و محل ہے غرضکہ اس طرح

کی باتین کرکے حکم دیا کہ طائفے بلواؤ چنانچہ زیر کوہ جو ذکر ہوا کہ باغ ہے اُس گلشن مین مکانات بنے ہین تمام خدمتی اس
ملکہ کے اُسی مین رہتے ہین اس ملک کی ایک بیبی کہ ملکہ اختر چشم جادو نام رکھتی ہے وہی قلعہ سلیمانی کی سلطنت کرتی ہے
اور یہ ملکہ عیش دوست ہے ہمیشہ اس باغ مین اور اس پہاڑ پر سیر کرتی ہے ناچ دیکھتی ہے بڑے بڑے ساز بجانے والے
سرودی ہین کارتنت کار اس کے ملازم ہین اور اسکو خود بھی گانے بجانے کا شوق ہے تعلیم اُستادون سے لیتی ہے علم موسیقی
مین بڑی مہارت اور دستگاہ رکھتی ہے فی الحال اسنے تو بادشاہ کو پہاڑ پر بُلا کر طائفون کو یاد کیا ہے مگر نیا لطف ذرا سنیے کہ عیار
مہتر چالاک بن عمرو جو شیشہ دار کو قتل کرکے روانہ ہوا تھا تمام طلسمات کو طے کرتا آتے آتے بیچ کوہ سلیمانی کے
قریب پہونچا اور ایک باغ اُس نے زیر کوہ بنا دیکھا کہ حصار باغ سنگ رخام کا تھا مگر ایسا مصفا کہ صاف نظر آتا تھا
اندر باغ کے جو درخت لگے تھے باہر سے دکھائی دیتے تھے کہ نوجوانون کی طرح جھوم رہے ہین چشم دل کو تراوت دیتے ہین بیچ حصار
مین دروازہ جواہر کار لگا ہے اور ہر سمت کمرے بنے ہین ازبسکہ قاعدہ مستمرہ ہے کہ جس فن کے جہان لوگ جمع ہوتے ہین
اُسکا ہر وقت چرچا ہوتا ہے چونکہ یہان گویے جمع تھے تو اُن کمرون سے آواز ساز بجنے کی آتی تھی کوئی سارنگی بجاتا تھا
کوئی تانین لگاتا تھا کہین سے بین کی صدا آتی تھی کسی جگہ سے گھنگرو بجنے کی آواز پیدا تھی کوئی کہتا تھا ایک دو تین
کہین سے آواز سرگم بھرنے کی بلند سا رے گا ما پا دھا نی کی صدا ہے ہر ایک خرسند اس عیار شیرین زبان نے یہ
یہ صدائین جو سنین خیال کیا کہ شاید یہ باغ برج سنبلہ ہے ناہید آسمان نے یہین داخل کیا ہے پھر اسکو یہ دھن ہوئی
کہ اس ماجرے کو دریافت کرنا چاہیے پس آپ بھی رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک گویے کی صورت بنا کر کمر باندھ کر
ایک سارنگی بغل مین لٹکا کر کاندھے سے لگائی کماچہ اُسکا ہاتھ مین لیا بالون مین تیل لگا کر گھونگر بنایا مانگ نکالی کان مین
ایک بالی ڈالی تنگمہ اور ٹوپی سر پہ رکھی عطر کی روئی کان مین رکھ کر تن کرتی کا انگرکھا پہنکر گلبدن کا پاجامہ زیب تن
کیا اور در باغ پر آکر منتظر اتفاق سے کچھ عرصہ مین دو تین گویے کسی کام کو باہر باغ کے نکلے اسنے انکو سلام کیا اُنھون نے
اسکی صورت بغور دیکھ کر آپس مین کہا کہ اس شخص کی صورت فتح خان کے بیٹے سے بہت مشابہ ہے بھئی جب وہ چلا گیا
میان جسنو اور بدھو خان کا گانا آدھا رہ گیا اور فتح خان تو اسی غم مین مر ہی گئے ایک نے کہا بھئی پوچھو تو شاید وہی ہو یہ سنکر
اُسنے اس عیار سے کہا اے بھئی تم فتح خان کے بیٹے ہو چالاک ہاتھ پھیلا کر دوڑا کہ اُستاد جمشید نے پھر آپکی صورت دکھائی
وہ سب اس سے بغلگیر ہوے اور کہا اے یار ایسا تمنے گھر بار تجا کہ باپ کو بھی چھوڑا آخر وہ انتقال کر گئے اُس نے کہا اُستاد جی
کچھ بیان کرون کہ بے کلا ایسا مجھکو سودا ہوا کہ دیس بدیس مارا مارا پھرتا ہون اب تمھارے پاس آیا ہون مجھے بھی تعلیم کردو
باپ مر گئے تو کیا ہوا تمھین سب مائی باپ ہو اُن گویون نے یہ تقریر سُنکر ہاتھ اسکا تھاما اور اندر باغ کے لیگئے اسنے
اُس گلستان کو نہایت سبز و خرم پایا جہان بہار بھی ایسی نثاری تھی وہان کے باغ کا کیا کہنا جو درخت تھا وہ طوبیٰ
سے شجرہ اپنا ملاتا تھا جو پھول تھا وہ گلہاے جنت کا رشتہ دار جو ہر رنگ اپنے تئین بتاتا تھا درختون کی سہانی اور
گھنی عمدہ چھاؤن ظل عاطفت سلطان پر طعنہ زن پھولون کی بہار بہار عیش دولت و نوجوانی پر چشمک زن کہین
بید طبری سر گل پہ بہ رنگ دست شفقت اور کانٹا کا آسیب خزان سے بخلبند قدرت تجکو بچاے کسی جگہ غنچہ مرجان و

چنار درازی عمر بقائے رنگ بوئے گلستان کی دعا کرتا ہر سمت طرفہ بہار میوہ دار درخت پھلے پھولے گلزار شجر جھومے سامنے ایک بارہ دری نہایت آراستہ کلخ گیتی کی طرح زنگا رنگ کا سامان و اسباب اُسمین مہیا مختصر یہ کہ چالاک کو گویے ایک کمرے مین اس باغ کے لیکر آئے وہان اوروں سے ملاقات ہوئی سبنے خاطر کرکے بٹھایا اور کہا میان صاحبزادے ذرا کچھ بجاؤ تو سُنین کہ تنے دنون پھر تم نے کیا پیدا کیا تمھارے باپ تو بڑے نایک تھے چالاک نے کہا بہت خوب اور بغل سے سارنگی نکال اُسکی طرین درست کرکے یا اُستاد کہہ کان اپنا پکڑ ذرا سی خاک چاٹ ایک لہرا بجانا شروع کیا اب تو جتنے وہان اُستاد تھے سب تعریف کرنے لگے اور اسنے تان پلٹا لینا شروع کیا سم پر آکر کیا مجال بھی جو رہ جائے ایسا بجایا کہ عالم وجد ہر ایک پر طاری ہوا اسنے دو تین لہرے بجائے بڑی تعریف ہوئی سب اس سے محبت ظاہر کرنے لگے اس عرصہ مین چوبدار آیا اور کہا جلد چلو ملکہ نے یاد کیا ہے شاہ جادوان تشریف لائے ہین مجرا ہوگا یہ حکم سُنکر سب تیار ہونے لگے اُدھر وہ رنڈیان جنکے ساتھ یہ ساز بجاتے تھے تیار ہوئین ان گویون نے اُن طوائفون سے ذکر کیا کہ ایک گویے کا لڑکا آیا ہے کیا خوب بجاتا ہے ایک رنڈی نے اُنہین سے کہا کہ ہمارا طبلیا بہت سست ہے اس لڑکے کو ہمارے ساتھ کردو اُستاد جی نے عیار کو بُلا کر کہا کہ میان آج ان بیوی کے ساتھ تم بجاؤ اسنے کہا بہت اچھا غرض طبلہ کی جوڑی انھون نے منگوا کر دیکھی بائین کو لگا یا دہنے کو تھوڑی سی ٹھونکا پڑا اسکا کھینچکر درست کیا بستنی مین جوڑی باندھ کر تیار ہوے وہ رنڈی بھی مسّی کاجل سے درست ہو کر پیشواز پہنکر آراستگی کرکے سوار ہوئی اودھر جانب کوہ چلی سازندے بھی ہمراہ ہوے غرض جب پہاڑ پر پہونچے چالاک نے وہ آرائش و زیبائش یہان کی دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی اور شاہ جادوان کو تخت جواہر کار پر متمکن دیکھا ایک شہزادی کو قریب تخت بیٹھے پایا یہ اس سامان کو الگ کھڑے ہو کر دیکھنے لگا اُدھر اس طوائف نے دیکھا کہ وہ گویے کا لڑکا نہین پریشان ہوئی ایک بکارا میان فتح خان کے بیٹے چالاک ایسا محو دید تھا کہ جواب نہ دیا جب وہ رنڈی آگے بڑھی یہ بھی سامنے سے آیا ایک سازندے نے کہا آؤ میان کہان تھے تم بجاتا ہے یا نہین اسنے کہا بھلا مین بیوی کے ساتھ بجا سکتا ہون کوئی ایسی ویسی گانے والی ہوتی تو بجا دیتا اُستاد جی جو وہان تھے اُنھون نے کہا بھائی تم خوب بجاتے ہو یہ بھی فتح خان کے نصیب تھے کہ تم ایسا سگھڑ بیٹا پیدا ہوا غرض یہ آکر طبلہ باندھ کر لپشت پر کھڑا ہوا اور وہ رنڈی ناچنے لگی اس عرصہ مین کہ فیروزہ رنگ سپہر سے شہنشاہ سیارگان رخصت ہوا اور ناہید فلک کا سامنے خسرو ماہ کے مجرا کرنا ٹھہرا کہ **ابیات**

سمیٹا مہر کے پرتو نے دامن ۔ گھٹا آخر وہ طول روز روشن
اُٹھا مغرب سے کچھ کچھ دود تاریک ۔ ہوا آنکھوں سے چشمِ شام نزدیک

ایسا طبلہ چالاک نے بجایا کہ اُس رنڈی نے سمان ناچنے مین باندھ دیا اور وہ رات ہوجانے سے چاندنی کا کھیت کرنا مفیش کا بہار دینا نازنینون کا اُڑانا وہ سبزہ زار وہ پھولون کی بہار چمنون کی کیفیت شبنم کا گرنا نازنینان گل پیرہن کا جماؤ سلیمانی پہاڑ کا چمکنا عمارات کوہ کا مصفا چاندی کا وہ چاندنی مین دلکش تھا اور اسمین اس طرح کا طبلہ بجنا اُس طوائف زہرہ پیکر کا ناچنا عجب عالم حیرت ہر ایک پر طاری تھا یہ عالم اسوقت ہوا تھا کہ **قطعہ**

ہوا اُس جشن کا یُوں شادیانہ
کسی عشرت کو دعویٰ ہمسری کا
جواہر اس طرح اسمین ٹنکے تھے
اُلش ہے تاجدار خاوری کا
جھکا دی تھی زمرد کی صراحی
صدائے سحر جسکی سامری کا
بنے تھے پھول آرایش کے ایسے
جہان مطلوب تھا گل جعفری کا

خوشی جاندار خشکی و تری کا
لباس نقرئی پہنے تھی کوئی
قرینہ تھا دُکان جوہری کا
چلے تھے جام ساقی سے پیاپے
قدح مین لعل کے بچہ پری کا
لٹاتے بل مین رقاص فلک کو
کہ گویا کام تھا وہ زرگری کا
کرے تھا نگسین یون شیشۂ قلقل

نہین اُس علیش سے عالم مین ہرگز
سراپا کوئی پہنے تھی زرزی کا
صف مجلس کو غور دیکھو تو گویا
باین صورت شراب دلبری کا
کرون تعریف کیا اہل طرب کی
کرشمہ انکی چشم اکبری کا
لگی وان اشرفی تختون کے اوپر
کہ جیسے قہقہہ کبک دری کا

چالاک نے وہ طبلہ بجایا کہ باین کی گمک سے دلون کو دھمک پہونچی گویا ہر ایک کے دل پر تھاپ پڑتی تھی ملکہ سلیمان جادو کے دماغ مین مستی نے جھٹکا کھایا وہ اس فن کو خوب جانتی تھی شاہ جادوان سے گویا ہوئی کہ اے شہنشاہ طبلیا کیا کام کر رہا ہے بادشاہ نے کہا اے ملکہ میرا اتنا سن ہوا اور اتنی بڑی سلطنت کرتا رہا مگر مین نے کبھی ایسا طبلہ نہین سُنا اس طبلیے کو تمھاری سرکار سے مین لیجاؤنگا ملکہ نے بے اختیار گلوری ہاتھ مین لیکر طبلیے کو اشارہ کیا رنڈی تھم گئی طبلیا تسلیم کرتا ہوا آگے بڑھا گلوری لیکر پیچھے دعائین دیتا ہٹ گیا منہ پھیر کر گلوری کھائی ملکہ نے سامنے بُلایا اور کہا تم کہان رہتے ہو کون ہو ایک سازندہ نے کہا بلاون وہ جو حضور کے قدیم ملازم فتح خان نایک تھے جنھون نے انتقال کیا اُن کے یہ لڑکے مین چھوٹے سے بن مین نکل گئے تھے کچھ مزاج مین وحشت ہے لیکن جمشید نے یہ دولت دیدی کہ صاحب کمال ہو کر آئے ملکہ نے تعریف کی چالاک نے دس بیس سلام شاہ جادوان کو اور پانچ سات سلام ملکہ کو کیے اور کہا بلیان لُون مجکو کیا آتا ہے جمشید نے مجھ سے بہتر بہتر بجانے والے گانے والے صاحب کمال پیدا کیے ہین ملکہ نے کہا میان تم کیسا اپنا کمال دکھاؤ چالاک نے مین اس کے سامنے بجائی اور بجا وچ کی دو ایک گتین اس توڑ جوڑ سے بجائین کہ ملکہ پھڑک گئی بادشاہ طلسم نے موتیون کی سرن کلائی سے کھول کر دی اس نے تسلیم کی ملکہ نے بالے مروارید کے عنایت کیے اس نے عرض کیا کہ غلام نے بڑی دیر سے شراب نہین پی ہے اور بھوک بھی مجکو لگی ہے ملکہ نے کہا ہم تم سے کچھ سیکھینگے تم ہمارے اُستاد ہو ہمکو بتاؤ پھر شاہ ہمارے تمھین اپنے پاس رکھینگے اسنے عرض کیا مجکو کچھ آتا نہین ہے یہ آپکی قدردانی ہے ملکہ نے حکم دیا کہ ان کو وہ سامنے مکان مین لیجاؤ اور شراب و کباب کھانا عمدہ ان کو کھلاؤ ملازم یہ حکم سنکر اسکو لیگئے یہان اُس رنڈی کو ملکہ نے انعام دیکر رخصت کیا اور طائفہ بدلا گیا پھر شاہ کے لیے نعمت خانہ آراستہ ہوا ملکہ بادشاہ کو بہشت لیگئی نعمتہائے لطیف سے آسودہ کیا بعد تناول طعام پھر انجمن آرائی ہوئی اُدھر چالاک کے لیے ملازمان ملکہ نے شراب کباب ہر نعمت مہیا کر دی اسنے خشک چیزین اور فواکہات وغیرہ کھایا شراب دکھانے کی راہ سے پی اور جو گویے تھے اور اُستاد کہلاتے تھے انھون نے آپسمین کہا کہ میان یہان بیٹھے کیا کرتے ہو چلو سامنے کے مکان مین فتح خان کے بیٹے کے پاس چلین شراب پئین حقہ پانی کھانا سب وہان ملیگا یہ مشورہ کر کے دس بارہ

آدمی وہاں آئے **چالاک** اُٹھ کھڑا ہوا کہ آئینے جمشید کی قسم آنکھیں ڈھونڈھتی تھیں یہ کہکر کھانا اُنکے سامنے رکھا شراب
کی بوتل جو لیکی یہ سب پینے لگے اُسطرف **افراسیاب** جب محفل میں بیٹھا اب بعد اس عیار کے گانے بجانے کے کسی کا
گانا کب اُسکو پسند آتا ہے کسی کا رنگ نہ جما شاہ دل سے کہتا تھا کہ ایسا گانا بجانا نہیں دیکھا اور نہ سنا معلوم
ہوتا ہے کہ اس گویے میں کچھ فتور ہے بس اس طرح کا استعجاب کرکے **سلیمان** سے پوچھا کہ اس گویے کا حال میں نے
اچھی طرح نہیں سُنا یہ تھا کیا نوکر نہیں ہے ملکہ نے کہا یہ آج ہی صحرا سے آیا ہے میرا ایک ملازم تھا فتح خان اُسکا
یہ بیٹا ہے اسکو سودا ہو گیا تھا تو نکل گیا تھا ابھی استاد بیان کرتا تھا حضور نے نہیں سُنا شاہ کو یہ حال سُنکر
خیال آیا کہ آج ہی آیا ہے کہیں **چالاک** نہ ہو یہ سوچکر اُسنے بازو سے اپنے تعویذ کو کھولا اور اُسمیں دیکھا معلوم ہوا
کہ یہ چالاک بن عمرو ہے اے بادشاہ طبلہ بجاکر تجھ سے سمرن لیگیا اب ہوشیار رہنا شاہ نے یہ حال تعویذ میں دیکھکر
سلیمان جادوگر کو تعویذ دکھایا اُس ساحرہ کی جان نکل گئی کہ شاہ کہیگا دشمن گھر میں بٹھا رکھا تھا یہ بھی ملی ہوئی ہے
ادھر اُس عیار کی دلیری پر افراسیاب بھی کانپنے لگا ملکہ مذکور نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ مجکو قسم ہے سامری کی
کہ میں اسکے حال سے آگاہ نہ تھی شاہ نے کہا یہ تو میرے ساتھ ساتھ آیا ہے کہ طلسم سے تم کیا جانو یہاں تو آج ہی یہ
پہونچا ہے ملکہ نے کہا پھر یہی موقع خوب ہے مار ڈالیے چلکر کیونکہ وہ غافل ہے ایسا نہ ہو کہ ہوشیار ہوکر چلا جائے یہ
کہکر ایک لونڈی سے کہا کہ تو چپکے سے جاکر دیکھ تو آؤ وہ طبلیا اُس مکان میں کیا کرتا ہے وہ کنیز چلی یہاں سب
گویے کھانا کھا رہے ہیں خوش بیٹھے ہیں کہ وہ لونڈی دبے پاؤں آئی اور دیکھکر چپکے سے پھری چالاک نے بھی
دیکھا کہ ایک عورت آئی اور جھانک کر چپکی پھر گئی یہ دیکھتے ہی سمجھا کہ تاکنا جھانکنا کیا معنی معلوم ہوتا ہے
کہ کچھ بھانڈا بھید کھلا یہ دیکھنے کو آئی تھی یا یہ کہ اسکا کوئی یار یہاں ہے اُسکو دیکھنے آئی تھی بہر صورت کچھ نہ کچھ فتور ہے
اور بالفرض فتور نہ بھی سہی تو غافل تم کیوں رہو شاہ طلسم ایسا دشمن موجود ہے کوئی فکر کرو یہ سوچکر ایک گویے سے کہا استاد
ذرا میری ایک بات الگ چلکر سنتا وہ اسکے ساتھ ہوا یہ اسکو اس مکان کے دوسرے درجہ میں لایا وہاں بھی پلنگ لگا ہوا
تھا پردے پڑے تھے سامان راحت مہیا تھا اسنے وہاں پہونچتے ہی گویے سے کہا استاد دیکھنا میرے ہاتھ میں
کیا خوشبو آتی ہے اُسنے ہاتھ اُسکا سونگھا اور بیہوش ہو گیا اسنے اسکو اپنی صورت کا ایسا بنایا اور اسکی ایسی شکل اپنی بنائی
کپڑے اپنے اسکو پہنائے اُس کے آپ پہنے اور وہانسے جہاں سب ور تھے اس جگہ آیا اور کہا بھئی یہ لڑکا بیشک سودائی
ہے مجکو خواہ مخواہ وہاں لیگیا آپ تو شراب کے نشہ میں وہاں پڑ رہا اور میں اکیلا رہ گیا یہ کہکر اُنکے ساتھ بیٹھکر گلوریاں
بانٹنے لگا وہاں لونڈی نے جاکر سلیمان سے کہا کہ وہ طبلیا بیٹھا ہے چلیے مگر راہ کترا کر اور حکمت سے بہلاوہ دیکر
چلیے ایسا نہ ہو بھاگ جائے یہ سُنکر ساحرہ اُٹھی اور پہاڑ پر سیر کرتی ہر سمت پھرتی اُس مکان میں آئی جہاں
کنیز دیکھ گئی تھی وہاں اُس طبلیے کو نہ پایا کنیز سے باشارہ پوچھا کہ کہاں ہے اُسنے کہا ابھی یہیں تھا ساحرہ
اسکی تلاش کرنے لگی ادھر چالاک نے یہ چالاکی کی کہ شاہ جادوان سے بڑھکر کہا بالاوان فتح خان کے بیٹے نے مفت کی
جو شراب پائی اسقدر پی ہے کہ اُس صحنچی میں پلنگ پر بیہوش پڑا ہے بادشاہ نے یہ سُنکر سلیمان کو بلایا اور اُس سے

پوچھا کہ ملکہ یہ تمہارا کب کا ملازم ہے اُسنے کہا یہ تو قدیم نوکر ہے شاہ نے کہا تو اسکے ساتھ جاؤ دشمن عیار کو بتادیگا
ملکہ نے کہا اُستاد جی جسکو تم فتح خان کا لڑکا کہتے ہو وہ عمرو عیار کا بیٹا ہے جلد بتاؤ کہان سوتا ہے اسنے اسکو ہمراہ
لیا ملکہ نے سب کنیزون سے کہا کہ چار سمت سے پہاڑ کو گھیر لو خبردار کوئی جانے نہ پائے کنیزین ہر سمت محاصرہ کیے
استادہ ہوئین اور ملکہ اُس مکان مین آئی وہان گویے جمع تھے اُنسے کہا تمکو یہان کسنے آنیکا حکم دیا ہے وہ بسبب عتاب
سلطانیہ سے خائف ہوکر باہر مکان کے نکل گئے مگر زیرک وہ نجاسکے اور چالاک اسکو اُس درجہ مین کہ جہان گویے کی
صورت بدلکر سلا آیا تھا لایا اُسنے وہان پہونچکر کہا اُستاد جی اب تم بھی چلے جاؤ اُنسنے کہا اے ملکہ مقدمہ عیار کا ہے آکر دیکھ لیا
مین نہ چھوڑونگا یہ سنکر ساحرہ چپ ہورہی اور مچھی کے اندر گئی چالاک نے برابر سے بیضہ بیہوشی مارا کہ یہ بھی چیخ کر
گری اسنے جلد اسکا پیرہن اُتار ڈالا اور چہرہ چیڑے کا بنا ہوا اُسکے منہ پر چڑھا کر رنگ روغن لگاکر ایک لمحہ مین فتح خان
کے بیٹے کی ایسی شکل بنایا اور اُس گویے کو پلنگ پر سے ہٹا کر اُسکو لٹایا اور اسکا زیور لباس خود پہنکر ایک لمحہ مین
اسکی ایسی صورت آپ بنا واضح ہو کہ یہ فرزند رشید عمرو ہے اُسمین اور چار بھتر چودہ سرہنگ جو عیاران اسلام مین
منتخب ہین اُنمین یہی صفت ہے کہ صورتین بہت جلد بدلتے ہین اور جو نسخے رنگ روغن کے انکو معلوم ہین اور عیارون
کو نہین معلوم اور خواجہ پاس تبرکات ہین اور نظر کردہ ہفت پیغمبران ہین اسوجہ سے یہ انکے برابر نہین ورنہ اُنسی
بھی یہ عیار دعوی برابری کا رکھتے ہین بڑے بڑے فقرے اور مکر انکو یاد ہین اسی وجہ سے سرگروہ عیاران عالم مین
اور نامور ہین خواجہ ایک لمحہ مین بہتر صورتین بدلتے ہین یہ عیار بھی دو ایک صورتین دم بھر مین بنا لیتے ہین خواجہ
کو معجزہ سے یہ قدرت حاصل ہے انھون نے بغیر معجزہ یہ ملکہ بہم پہونچایا ہے حاصل الامر یہ کہ اُسوقت اس عیار نے
اپنی صورت سلیمان کی ایسی بنائی اور اُس گویے کو جسے پہلے بیہوش کیا تھا چہرہ بیسی اُس کے عرق لگا کر روغن
چھڑا ڈالا اور ہوشیار کردیا جب وہ ہوشیار ہوا کہا اُستاد جی یہ زمانہ کا نشیب و فراز ہے کہ یہ جو پڑا ہے عمرو کا بیٹا ہے تمکو اُسنے
مار ڈالا ہوتا بچ گئے تو بھاگو خیر ہوگئی جو تم بچ گئے اب خبردار اپنا سانحہ کسی سے بیان نہ کرنا نہین قتل کر ڈالونگی لو آؤ میرے
ساتھ چلو یہ کہکر باہر اُس مکان کے آکر گویے کو رخصت کردیا اور آپ پاس افراسیاب کے ساحرہ بنا ہوا آیا اُسنے کہا اے ملکہ
اتنی دیر کہان لگائی کیون وہ عیار کیا ہاتھ نہین آیا اُسنے ہنسکر کہا آپکے اقبال سے وہ موا کہان جاسکتا ہے اے
شہنشاہ مین جب اُسکا سر کاٹنے کی تدبیر سے ذہن مین آیا کہ یہ موذی کا ناب بھاگ کر کہان جائیگا لڑکر بچ دھاک
یاد رکھی ہے ورنہ یہ کچھ مل نہین بس مین نے چار گھڑی کامل ٹھہرکر اُسکے ہر رو بیرہ پر بیہر بٹھایا اور خوب سحر سے
جکڑ دیا پھر چار طرف ساحر نگہبانی کو مقرر کیے اب وہ بیہوش پڑا ہے اتنی رات گذر جائے تو آپ خود اپنے ہاتھ سے
سب کے سامنے اُسکو قتل کیجئے گا اگر بہت احتیاط منظور ہے اور اُسکے بھاگ جانیکا خوف ہے تو ہوشیار اُسکو نہ فرمائیے گا
عالم بیہوشی مین سر کاٹیے گا بادشاہ نے کہا جی تو یہی چاہتا ہے کہ ان عیارونکو اپنے ہاتھ سے ٹکڑے ٹکڑے کردون اچھا
اے ملکہ تم وہ پلنگ جسپر اُسکو رکھا ہے باہر نکلوا لو کہ مین بھی سحر اپنا برسر احتیاط و حفاظت کردون ملکہ مصنوعی
نے ساحرونکو ساتھ لیکر پلنگ اُٹھوا کر سامنے بادشاہ کے پہونچایا بادشاہ نے بھی حصار سحر کا کردیا

اب ہزارہا جادوگر نمان پہاڑ پر پہرا دے رہی ہیں بادشاہ میخواری کرتا جاتا ہے اور پلنگ کو دیکھتا جاتا ہے روشنی تمام پہاڑ پر حد سے زیادہ کردی ہے بڑی نگہبانی ہے چنانچہ وہ رات تو اس واقعہ میں کم رہ گئی تھی کچھ ہی دیر میں زمانہ نے رنگ بدلا یعنی ساحرہ شب کی صورت روغن سفید ضیا نے مہر لگا کر تبدیل فرمائی اور رنگ ابجن سحر نے نئی صورت پیدا کی کہ بمقتضائے

ابیات

کہ چمکا صبح کا جدم ستارا　لباس ماتمی شب نے اتارا
پکارے سب کہ جاگو رات کم ہے　اُٹھو دامان گل شبنم سے نم ہے

ہنگام سحر تمام کوہ پر غلغلہ ہوا کہ رات کو ایک میاں عمرو کا قید ہوا ہے اسوقت قتل کیا جائیگا ساحر جو قلعہ سلیمانیہ میں باغ سے گئے قلعہ مذکور میں بھی غلغلہ برپا ہوا ملکہ اخترچشم بیٹی نے سلیمان جادو کی بھی سُنا اُس نے لباس و زیورے اپنے تئیں آراستہ کیا کشتیاں جواہر کی نذر بادشاہ کے لیے ہمراہ لیکر ہوادار پر سوار ہوکر چلی حسن میں یہ گلبدن قمر پیکر بھی حسینان عالم کی افسر تھی پندرہ برس کا سن شباب کے دن اختر آسمان غنج دہر سپہر محبوبی سینہ ابھرا ہوا انگیا نکلی ہوئی گات سڈول ہر عضو بدن سانچے میں ڈھلا ہوا گول مختصر یہ کہ جان آفاق دلبری میں طاق بصد کرشمہ و ناز پہاڑ پر آکر اس نے شاہ جادوان کو تسلیم کی نذر دی ملکہ سلیمان نقلی نے غلغلہ سُنا تھا کہ ہر ایک کہتا تھا صاحبزادی ہماری ملکہ کی آتی ہیں اب اُسکو دیکھ کر سمجھا کہ یہ اس ساحرہ کی جسکی تو صورت بنا ہے بیٹی ہے یہ سمجھ کر اُٹھا اور اس ماہ تابان فلک حسن کو گلے سے لگایا بلائیں لیں دعائیں دیں اُس نے بھی بہت ادب کیا اور بادشاہ طلسم اسکو بہ نگاہ محبت دیکھنے لگا اسنے بھی اٹھلا اٹھلا کر باتیں کرنا شروع کیں اور کہا اے بادشاہ اس کنیز نے سُنا ہے کہ عمرو کا بیٹا مارا جاتا ہے اس لحاظ سے میں بھی حاضر ہوئی کہ جاکر اُس کے قتل میں شریک ہوں تاکہ مجکو بھی ثواب حاصل ہو چنانچہ ایک خنجر میں بھی ماروں گی شاہ نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہکر حکم دیا کہ سب ساحر ہوشیار ہوجائیں اب میں اس عیار کو قتل کرتا ہوں ہر سمت سب مستعد اور ہوشیار ہوکر استادہ ہوے اور شاہ تیغہ پکڑ کر پلنگ کے پاس گیا جادو ساحر پیچھے کے اوپر سے ہٹا کر تلوار کو تولکر دو قدم پیچھے ہٹا کر جھپٹ کے اس زور سے ہاتھ مارا کہ گردن سمیت کٹ کر پلنگ کٹا اور تلوار نے زمین پر آکر بوسہ دیا اسکے قتل ہوتے ہی ایک آواز مہیب آئی اور آندھی چلی بجلی کڑکی صدا بیرون نے دی پھر ندا ہوئی کہ افسوس مارا ملکہ سلیمان جادو کو شاہ جادوان کی یہ صدا سُنکر عجیب حالت ہوئی رنگ رخ سفید ہوگیا پہلے اتنا تو کہا کہ ایسے یہ کیا ہوا پھر تو تھر تھر کانپنے لگا ادھر چالاک جب اندھیرا ہوا تو نعرہ کرکے ایک سمت کو بھاگا شاہ جادوان کو وہ ندامت ہوئی تھی کہ بیخود ہوگیا تھا اسکا تعاقب کون کرتا یہ تو اس پہاڑ کے کسی گوشہ میں چھپ رہا اور وہاں اخترچشم کھڑی ہوکر پیٹنے لگی کہ اے بادشاہ یہ کیا کیا کہ میری ماں کو مار ڈالا بادشاہ کے تو کیا کہے چپ بدن کاٹو تو لہو نہیں اور تمام کنیزیں پچھاڑیں کھانے لگیں ہائے ملکہ وائے ملکہ ارے یہ کیا غضب ہوگیا یہ بادشاہ مو اکیا آیا تھا کہ ہلاک موت آیا تھا ارے اس جلاد بے جمشید کی مار یہ ایسا اندھا تھا کہ اپنے پرائے نہ پہچانے کنیزیں تو اس طرح برا بھلا کہتی تھیں اور اخترچشم اپنی ماں کے لاشہ سے لپٹ کر بین کر رہی تھی کہ ہے ہے میری ناز دن کی اُٹھانے والی افسوس مجھ سے محبت جتانے والی میری پالنے والی تو کدھر گئی ہائے مجکو سوکھے میں سلایا آپ گیلے میں سوئی کس ناز و نعمت سے

مجکو پالا اب مجکو امان تنہا کر گئین میری خبر کون لیگا کون میری ناز برداری کرے گا اے امان مجکو بھی اپنے پاس بلا لو
بیٹی اکیلی ہے اسکے سر پر ہاتھ رکھو شاہ طلسم نے جب یہ جزع فزع دیکھی تلوار بڑھکر ملکۂ مذکورہ کے ہاتھ مین دی اور کہا
اے ملکہ تم اپنی مان کے عوض مجکو قتل کرو یہ کہہ کر گردن جھکا دی ملکہ سمجھی کہ یہ حاکم ہو کر عذر کرتا ہے اسکی خاطر ضرور ہے
یہ سمجھکر گویا ہوئی کہ اے بادشاہ آپکی خطا اسمین کچھ نہین یہ بھی میری قسمت کا لکھا پورا ہوا اور امان کی قضا آ گئی
برابر ہوئی تھی شاہ نے فرمایا تو اب مین جاتا ہون یہان ٹھہرنا مجکو دم بھر دشوار ہے تمھارے لیے بڑا رتبہ و مرتبہ کرونگا
تم رنج نہ کرو ملکہ نے کنیزون کو گھرکا کہ خبردار جو کسی نے شاہ کو کوئی کلمہ بد کہا کنیزین خاموش ہوئین لیکن ہزارہا عورت
یہان تھی کس کس کو منع کرتی زبان خلق کس نے روکی ہے غرض بادشاہ ندامت زدہ اٹھکر یہان سے روانہ ہوا ادھر
چالاک جو کسی گوشہ مین مخفی تھا اس ہنگامہ مین پہاڑ سے اتر کر جانب طلسم روانہ ہوا یہان مرنے سے **سلیمان جادو**
کے اس پہاڑ کی رونق اور بہار برباد و خزان رسیدہ ہوئی ابر غم ہر ایک کے دل پر چھا گیا نخل ہر ایک چوب تابوت
نظر آتا تھا صدائے طائران خوش الحان نوحہ و شیون تھی سیہ پوش جعفری گلشن تھی سنبل برنگ
سودائیان پریشان گل ہر ایک چاک گریبان دیدۂ نرگس پتھرائے ہوئے تھے جوشش غم سے جوش مین آئے ہوئے
سبزہ پامال حسرت و غم بلبل کی جان پر خزان کا ستم شاخون نے تو بیان شگوفون کی پھینک دی تھین جنبش صبا سے سینہ زنی
کرتی تھین وہ آرائش و زیبائش سب خاک مین ملی تھی ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ بموجب **ابیات**

بسان گل کسو نے جیب کی چاک
نہ حرص اسکی رکھے ہے ساز نہ برد
ندامت دل کو بلبل سا چمن سے
حباب اٹھ جلے ہے بھر کر دم سرد

کرے تھا جون صبا سر بند کوئی گرد
گئے یان سے وہ محبوبان رعنا
نظر جو آج سبز آوے سو گل زرد

عجب گلشن ہے پر لیکن کسی سے
گل نورستہ آ گئے جسکے تھا گرد
لب جو پر سے جسکی کھلتی ہے آنکھ

الغرض بعد گریہ و زاری لاش اسکی بیٹی نے اٹھوائی اور انتظام قلعہ داری مین
مصروف ہوئی ادھر **چالاک** جو روانہ ہوا قصد اسنے کیا کہ قلعہ مین جاکر ساحرون کو قتل کرون مگر شاہ طلسم کا ساتھ خیال
کیا کہ چھوٹ جائیگا اور دل مین کہتا تھا کہ یہ طلسم بہت بڑا معلوم دیتا ہے اگر ٹھہرتے چلو گے تو برسون مین لشکر مخرج تک پہونچو گے
پس مارتے لوٹتے یونہی چلے چلو یہ سوچتا ہوا صورت بدلے چھپتا ہوا چلا جاتا تھا اور **افراسیاب** رنجیدہ با دل
بیتاب و پر اضطراب اڑتا ہوا روانہ تھا دل سے کہتا تھا کہ اے شاہ خود کردہ را درمان نیست تو نے افسوس اپنے ہاتھ سے
سلیمان کو قتل کیا اسی رنج و غم مین آتے آتے قریب ایک قلعہ کے پہونچا دیکھا کہ لال دگوگل جل رہا ہے طائران سحر اڑ رہے ہین
اژدھون پر کاٹھی کسے کھڑے ہین تین لاکھ ساحر اسباب ساحری لیے آمادہ سفر ہین بادشاہ بہر دریافت حال قریب آیا یہانکی
مالک ایک ساحرہ ملکہ **شعلہ چشم گوہر دندان جادو** نام ہے نہایت ذی احترام ہے عین شباب جوانی کے دن ہین نہایت حسین
رنگت کی غیرت بخش ماہ و شمسی ہے مردمک چشم انسان جان جہان جان خوش خرام و آفت جان ہے گلبدن غیرت دہ نسرین
دہن اور غنچہ دہان لب جان بخش پر سب اہل عالم مرتے عیسیٰ بھی اسکی مسیحائی کا دم بھرتے **مسدس**

الغرض میم دہن کو دل ارمان سے کہیے　　قد بالا کو بجا ہے الف جان سے کہیے

یا دگیسو کو بلائے سر ماران کہیے
لام ظلمات ہے وہ زلف پریشان کہیے

کس طرح عاشق شیدا نہ ہمارا دل ہو
کیسے ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو

گذر اُسکا جو کبھی جانب دریا ہو جائے
جمع یہ مردم آبی ہون کہ میلا ہو جائے

کبھی بتخانے مین آئے تو تماشا ہو جائے
کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جائے

برہمن دیکھ کے گردون کو کہے واہ رے مین
بت بھی بتخانے مین بول اُٹھے کہ اللہ رے مین

وہ نازنین بھی بجو لاسو کا گلے مین ڈالے تخت پر سوار سب فوج کے ہمراہ چلا یا جاتی ہے شاہ رو کے ہوا سے پہنچا ہوا اور تخت پہنچنے لگے غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ آئے ملکہ نے کی جلد نذر لیکر تخت سے اُتری شاہ کو آداب بجا لاکر نذر دکھائی بادشاہ نے ہاتھ رکھ دیا کہ نذر معاف کی ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر آج قیام کرے شہنشاہ تشریف لائے ہین اُنکی خدمت واجب ہے لشکر بموجب حکم بیرون قلعہ اُترا خیمہ و بارگاہ نصب ہو گئے ملکہ بادشاہ کو سوار کرکے اندر قلعہ کے لائی شہر بہت آباد تھا عجب بستی تھی رعیت فرد غرق عیش ہنستی تھی عمارتین بیجر کی نہایت مصفا اور رفیع تعمیر ارکان بسیع خوبی مین پری کی تصویر دکانین منقش و رنگین کمرون کی شکل عروس تزئین کہ بیت ہر سنگ اور عکس کو آب بوقت شب + در چشم روزگار زر صبح بہ رست + شاہ طلسم سیر کنان عمارات شاہی مین تشریف فرما ہوا ملکہ نے ایک خانہ باغ مین لاکر ایوان رفیع مین مسند پر تکلف پر بٹھایا جنگیر جو گھڑے عطر دان سامنے رکھے ساقیان مہر طلعت رقاصان ناہید صورت کو بلایا جام مے گلفام شاہ کو دیا ناچ سامنے ہونے لگا بادشاہ کا کچھ غم بادہ خواری سے غلط ہوا اُسوقت بآبنگم داکیا کہ اے ملکہ یہ لشکر کس لیے مسلح کرایا تھا کہان جانیکا ارادہ تھا کیا کسی ناظم سرحددار سے کچھ بگڑ گئی کیا ہوا ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہریار حضور کا حال سنتے سنتے کلیجہ پک گیا لونڈی نے ارادہ کیا تھا کہ چلکر جسطرح ہو غارت کردون شاہ جادوان یہ سنکر رونے لگا اور کہا آہ تم سب رفیق ہماری اعانت وحمایت کرنے کا ارادہ رکھتے ہو مگر افسوس کہ رہزن ملک عدم ہوتے تو ابھی ابھی یہ سانحہ میرے ہاتھ سے گذر گیا یہ کہکر تمام ماجرا سلیمانی پہاڑ کا کہا بعد مستفسر ہوا کہ اے ملکہ تمنے ہمارا حال کس سے سُنا ملکہ نے پرچے اخبار کے سامنے نکالکر ڈال دیے کہ روز یہ اخبار آتے ہین اور انھین پڑھکر کو دیکھکر مجھکو تاب نہ رہی آج چلی تھی کہ حق نمک ادا ہون اے بادشاہ ساحرون کا مارا جانا عیارون کی عیاری کرنا مصور کا شکست کھانا ملکہ صنعت کا آنا اور لڑائی کا بگڑنا اور نمک حرامی ملازمون کی اخبار سے معلوم کرکے مین نے خیال کیا کہ چلکر سزائے معقول نمک حرامون کو دون یہ باتین ملکہ کر رہی تھی کہ اس کے لشکر کے فرسپہ سالاران نامور حاضر ہوئے قاز جادو و قوس جادو اُنکے نام تھے اُنھون نے آکر شاہ کو نذر دی تسلیم کی اور کہا اے بادشاہ ہم سب آپسمین قسم کھا چکے ہین کہ بغیر قتل کیے نمک حرامون کے باز نہ آئین گے اب ہم کو رخصت ہی کرنا بہتر ہے شاہ نے کہا جمشید تمھارے ارادے کو پورا کرین اگر یہی ارادہ ہے تو جاؤ سپرد بنے دو سوغات اُن کیا تھا تمھارا حامی و مددگار رہے ۔

جب ملکہ نے اجازت جانے کی پائی اُس دن اور تمام رات دعوت و مدارات مین بادشاہ کی مصروف رہی جب دوسرے روز نقاش بہار نے رنگ طرازی ورق سپہر بہ نور خورشید کی فرمائی کہ بیت اُٹھی محفل سے شمع بزم افسردہ ہوا پیدا اُجالا پروانہ مین سوز + ہنگام سحر نقارہ کوچ کا بجا ملکہ بادشاہ سے رخصت ہوکر لشکر مین آئی نفیر سحر بجائی ساحر طاران سحر

پر سوار ہوئے بروے ہوا تین لاکھ کا لشکر چلا دل عالم میں تہلکہ پڑ گیا بادل جادو کے دنیا میں چھا گئے بیروں کے
غل سے کان جھنا گئے ایک ایک ساحر مثل بلائے سیاہ اژدر پر سوار ملتے پر تصویریں خوک کی بنائے کالی صورت دانت
نکالے آنچ کے سب پر کالے جھنڈیاں ہاتھ میں لیے سحر طرح طرح کے کرتے روانہ تھے تخت پر شعلہ چشم آگ نگاہ گرم سے صحرا میں
لگاتی جاتی تھی یہ تو ادھر گئی مگر بادشاہ اسکے قلعہ سے اور سمت روانہ ہوا اسکو یہ منظور ہے کہ ایسا کچھ بند و بست کرتا چلوں
کہ جاتے ہی عمرو کو قتل کروں چنانچہ حال اسکا بیان ہوگا مگر اولی ماجرا شعلہ چشم کا سنیے کہ بعد قطع منازل و طے مراحل
قریب لشکر حیرت پہونچی اُسنے جب اُسکے آنے کی خبر سُنی ملکہ شکوہ زرین قبا کو شہاب جادو وغیرہ ساحران
معزز کو بہر استقبال بھیجا یہ جا کر راہ میں اُس سے ملے اور باعزاز تمام لیکر آئے اسنے آکر دیکھا کہ دس بارہ لاکھ کا لشکر
پڑا ہے ایک جانب مصور سراپردہ ہے ایک سمت ملکہ حیرت کی بارگاہ ہے اور سرداروں کا لشکر پڑا ہے جس میں کچھ نوع
صنعت کی اُتری ہوئی ہے گو وہ اس مقام پر نہیں ہے دریائے خون رواں موج مار رہا ہے ایک دیوار طلائی کھنچی نظر
آتی ہے بارہ ہزار برج بنے ہیں بارہ ہزار برجوں پر شہنائیاں منہ سے لگائے کھڑی ہیں گھنٹے گھڑیال بجتے ہیں ایک بارگاہ
مخمل سرخ کی استادہ ہے وہی دیوار سرحد طلسم ہے جس طرف اندرون طلسم ہے یہ بارگاہ زیر دیوار طلسم استادہ ہے جو تمام
جواہر دوز ہے اور جملہ اسباب اسکا جواہر نگار ہے قندیلیں یاقوت اور زمرد کی لٹکی ہیں بارہ ہزار دنگل بچھا ہے باہر طلسم کے شاہ
جس سے ملاقات کرتا ہے تو اسی بارگاہ طلسمی میں بیٹھتا ہے یہ سب سامان شعلہ چشم نے دیکھا اور دل سے کہا باوجود اس عظمت
و شان کے فتح شہنشاہ کی نہیں ہوتی ہے کیا سبب ہے غرضکہ یہ بارگاہ حیرت میں آکر پہونچی ملکہ کو نذر دی اُس نے
خلعت گران بہا دیا اور گلے سے اُسکو لگایا اسکے سپہ سالار بھی آئے یہ دست راست تخت کے کرسی پر جادوگر بیٹھے بیٹھے
ملکہ حیرت نے پوچھا کہ کیونکر آنے کا اتفاق ہوا اسنے وہی ماجرا جو بادشاہ سے بیان کیا تھا عرض کیا اور شاہ کا اپنے
مقام پر جانا اور اجازت آنے کی دینا کہہ کر زبانی بادشاہ مارے جانا شیشہ دار سلیمان کا جو سنا تھا وہ بھی
بیان کیا یہ حال جو اسپیس نے مہرخ سے جا کر کہا کہ اس طرح ایک فرزند خواجہ کے داخل طلسم ہوئے ہیں اور ساحروں کو
قتل کرتے آتے ہیں یہ خبر سُنکر تمام سردار خوش ہوئے لیکن شعلہ کے آنے سے مہرخ کو تردد ہوا کہ یہ ساحرہ زبردست ہے
پھر آپ ہی کہا کہ خدا مالک ہے وہ کہا کرتی برق عیار بیٹھا ہوا تھا اُٹھا کہ میں ذرا جا کے شعلہ کو دیکھ آؤں مہرخ نے
کہا بھیا وہ تدبیر کرو جس سے خوشی حاصل ہو برق نے کہا میں کیا تدبیر کروں خواجہ ایسے مقام پر قید ہیں کہ جہاں
پہونچ نہیں اگر میرا وہاں گذر ہوتا تو جان لڑا دیتا یہ کہہ کر بارگاہ سے نکلکر ساحر کی ایسی صورت بنکر بارگاہ حیرت
میں آیا یہاں بڑا عظم و شان شعلہ کا دیکھا یہ بھی ایک مقام پر کھڑا ہو رہا اس اثنا میں صرصر عیارہ آئی عیاروں کا
معمول ہے کہ آتے ہی چار طرف دیکھ لیتے ہیں اُسنے بھی چار سمت نگاہ کی برق عید کو پہچانا اور ناک کے ادھر اُدھر پھرنے لگی
کبھی بیٹھ کر گلوری کھائی کبھی صبا رفتار سے باتیں کرنے لگی برق دل سے کہتا ہے کہ عیارہ تجکو دھوکا دے رہی ہے
غرضکہ کچھ دیر میں عیارہ نے ایسا غافل تو برق کو نہ پایا کہ جو آپ حملہ کرتی مگر ملکہ شعلہ چشم سے کہہ دیا کہ برق عیار
بارگاہ حریف سے آیا ہے وہ کھڑا ہے ساحرہ نے یہ سُنکر تو جمشید جیب کا لا برق نے دیکھا کہ عیارہ نے کچھ کہا اُس بد

اُس ساحرہ نے کاغذ نکال کر دیکھا معلوم یہ ہوتا ہے کہ تمھارا حال عیارہ نے کہہ دیا بس یہ سوچ کر سامنے شعلہ خشم
کے آیا سلام کرکے کہا میں برق عیار فرستادہ ملکہ مہرخ نامدار ہوں نامہ لیکر آیا ہوں زبانی بھی پیام لایا ہوں یہ کہہ کر
نامہ کمر سے نکال کر پیش کیا حیرت نے اُسوقت کہا اے موے کیا تو ہی نامہ لیکر آنے والا تھا اور کوئی نہ تھا اُسنے کہا میں آیا
تو کیا برائی کی مثل مشہور ہے کہ ایلچی را زوال نیست یہ سنکر صرصر نے آگے بڑھ کر کہا یہی وقت ہے اسکو قید کر لیجیے پاس ہوے
کے پاس نامے بنے ہوئے رہتے ہیں حیرت نے ایک ترنج ناش کا سر پر کھینچ مارا کہ یہ قید ہو گیا اور اسنے کہا اے شعلہ
میں نے تمھاری بڑی تعریف سنی تھی مگر تم تو حد کی بودی ہو کہ بقصور مجھکو قید کیا آجتک کسی نے قاصد کو نہیں ستایا حیرت
یہ سنکر گویا ہوئی کہ موے جانا مرگ تجکو میں نے قید کیا ہے اے آجتک جو جو کیا تم عیاروں ہی نے کیا مہرخ نے کس کو مارا
بلکہ سب ہمارے نوکروں کو تم ہی نے سچ کا خرمہرہ کر رکھا ہے ورنہ وہ ابتک راہ راست پر آجاتے جو نامی ساحر ہماری
حمایت کو آیا تم ہی عیاروں نے اسکو قتل کیا برق نے کہا اے ملکہ پھر اگر یہی دستور قدیم سے چلا آتا ہے جو ساحر نامی تمھاری
طرف آیا ہمنے قتل کیا تو پھر ہمیشہ جو ہوتا آیا ہے وہ آج بھی ہوگا یہ تو عملدرآمد قدیم ہے اور ہم قید تھوڑی رہیں گے کوئی دم میں چھوٹے
اور مارا اسوقت تجھے ہم سے دغا کی ملکہ نے کہا ہم دغا باز نہیں ہیں یہ تمھارا استاد ہی دغا باز تھا جو مکر کرنے آیا تھا شہنشاہ
نے قید کر لیا اُنکے تو بڑے بڑے حامی تھے کوئی چھڑانے نہ آیا نہ ملکہ مہرخ آئیں نہ بہار نہ مخمور اور انکے علاوہ بڑے
انکے طرفدار بران دو کوکب تھے وہ بھی نہ خبر گیران ہوے برق نے کہا سب اپنے وقت پر موقوف ہیں جب مانہ
اُنکی رہائی کا آئیگا آپ چھوٹ جائینگے ملکہ نے کہا وہ تو چھوٹیں یا نہ چھوٹیں تم ابھی فکر کرو یہ کہکر حکم دیا کہ ایک پنجرہ فولادی
خاردار لاؤ کہ اسکی سین بند کرکے دریاے خون رواں کے اُس پار اندر والا جو دروازہ ہے سمیں لٹکا دیا جاوے یہ حکم سنکر صرصر
اپنے دل میں سوچی کہ یہ عیار تیرے سبب سے قید ہوا ہے اور عیار تجکو بہت پریشان کرینگے پس تجکو لازم ہے کہ یہاں نہ ٹھہرے خیمہ
میں چلکر چھپ رہ یہ سوچ کر اپنے خیمہ میں چلی گئی ادھر ملازمان حیرت قفس لینے جو بارگاہ سے نکلے راہ میں ہر ایک سے بیان
کیا کہ ایک عیار اور قید ہوا ضرغام عیار جو عقب برق فکر عیاری میں یہاں آیا تھا اسنے بھی سنا اور سمجھا کہ برق
پکڑا گیا پس بہت جلد الگ جاکر صورت اسنے صرصر شمشیر زن کی ایسی بنائی کس لیے کہ اُسکو بارگاہ سے جاتے دیکھا
تھا پس جب عیارہ کی ایسی شکل بن چکا ایک کنٹھا یاقوت سرخ کا گلے میں پہنا کہ جسکی ضیا سے تمام سینہ سرخ معلوم ہوتا تھا
اور تمام بانے عیاری کے جسم پر لگاکر جوڑا تنچا باندھ کر گات کو تن کر اُبھارا سینہ کا دکھاتا نیچہ تولتا ہوا ہمہ تن چشم
بنا ہوا بارگاہ میں آیا حیرت نے کہا عیار تو قید ہوا ہے اسکو چھوڑ کر کہاں گئی تھی یہاں موجود رہنا چاہیے اس نے کہا
اے ملکہ میں باہر اس لیے گئی تھی کہ کوئی اور عیار نہ آنے پائے کچھ دور جو لشکر سے بڑھی شہنشاہ کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے
تشریف فرما ہیں میں نے پاس جاکر تسلیم کی اور پوچھا کہ حضور یہاں کیوں بیٹھے ہیں فرمایا کہ میں طلسم کی گرد آوری کرکے
یہاں دم لینے ٹھہر گیا ہوں تو اے ملکہ مبارک ہو کہ شہنشاہ اب ملکہ کی اپنے اس طرح خبر گیر ہیں پھر شہنشاہ نے مجھ سے
لشکر کا آپکے حال پوچھا میں نے قید ہونا برق کا عرض کیا فرمایا کہ ملکہ ہرچند کہ بڑی منتظم ہیں لیکن عیار بڑے مکار
ہوتے ہیں ایسا نہو کہ پیچ بنجائے تو اُس عیار قید شدہ کو میرے پاس لے آ حیرت نے یہ کلمہ سنکر کہا بادشاہ کا یہ

فکر ہوئی ابتک غافل تھے گرداوری کرنے لگے ملکہ شعلہ حشیم کہتی ہین کہ میرے مکان پر بھی گئے تھے اچھا تو اس موئے عیار کو لے جاؤ اور میرا بھی جی مین آتا ہے کہ چلون صرصر نے کہا بلاؤن آپکو تو بلایا نہین اگر آپ کو چلنا ہے تو پہلے مین پوچھ آؤن پھر آپ چلیے خیر اب اس عیار پر سے سحر اپنا اُتار لیجیے تو مین لیجاؤن ملکہ نے سحر اپنا دفع کردیا صرصر نقلی نے برق کو بیضہ بیہوشی کا مار کر بیہوش کیا اور باندھ پشتارہ کاندھے پر رکھکر بارگاہ سے نکل یہ جادہ جا ایک درۂ کوہ مین لاکر پشتارہ سے نکال کر ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی تو دیکھا صرصر پاس بیٹھی ہے یہ حیران ہوا اُسنے کہا مین ضرغام شیر دل ہون اسنے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور کہا کارنمایان تمنے کیا یہ کہکر دونون صورتین بدل کر پھر جانب بارگاہ حیرت چلے اور یہان آکر علیحدہ ایک گوشہ مین ٹھہرے اس عرصہ مین صرصر اپنے خیمہ سے نکلکر بارگاہ مین آئی کہ دیکھون عیار قید ہوا کیا یا نہین چنانچہ جب بارگاہ مین آئی حیرت نے کہا ایسے تو پوچھ آئی عیارہ نے کہا مین تو نہ کچھ پوچھ آئی نہ سُن آئی اور آپنے کب بھیجا مجکو کہان تھا ملکہ نے کہا اس چڑیل کو اب نشہ ہو گیا صرصر نے کہا مجکو تو نشہ نہین ہے وہ جو تخت پر بیٹھی ہین انکو البتہ نشہ ہے حیرت کو یہ کلمات سُنکر غصہ آیا تخت سے اُٹھکر مارنے دوڑی صرصر نے کہا بی بی آخر لونڈی نے کیا قصور کیا جو آپ خفا ہوتی ہین ملکہ نے کہا اری تجھے ہوا تو برق کو لیگئی کہ شاہ جادوان مانگتے ہین مین نے کہا مین بھی چلون تو کہا تو نے مین پوچھ آؤن جب کی گئی ہوئی اب آئی ہے اور باتین بناتی ہے صرصر نے کہا قسم ہے جمشید کی مین آئی تھی نہ عیار کو لیگئی نہ پوچھنے گئی یہ سنکر ملکہ نے کہا غضب ہوا کوئی عیار اُس قیدی کو رہا کر لے گیا شعلہ حشیم نے کہا اب بہتر ہے کہ لشکر حریف غارت کر دیجیے یہ کہکر حکم دیا کہ طشت ذرا صاف کرا دو مین چوکی پر جاؤنگی یہ سُنتا تھا کہ برق جلد بارگاہ کے باہر نکلگیا اور لباس اپنا اُتار کر صورت اپنی خاکروبون کی ایسی بنائی ایک مرزئی گاڑھے کی پہنکر ٹکڑہ ایلاس کا کمر سے لپیٹا ٹوکرا کمر پر رکھا جھاڑو پنجہ ٹوکرے مین رکھکر منھ مین کپڑا باندھ کر در بارگاہ پر آیا کنیزان شعلہ حشیم نے اُسکو دیکھ کر کہا ایسے مہتر جلد طشت صاف کر بیوی چوکی پر آتی ہین مہتر بیت الخلا مین گیا بارگاہ کے پہلو مین قناتین گھری تھین ملکہ حیرت کے پیچھے کی لگی تھی بڑی آراستگی تھی جیسا کہ بیان ہوا ہے غرضکہ اس مہتر نقلی نے اندر جاکر چوکی کے کمند کے حلقہ جال کی طرح لگائے اور یہ ترکیب رکھی کہ جو کوئی پاؤن چوکی پر رکھے کمند کے حلقہ گردن و کمر مین پیچیدہ ہون بعد اس تدبیر کے طشت بدل کر باہر نکلا اور پشت پر جا ضرور کے جا کر ٹوکرا رکھ کر بیٹھا اُدھر کنیزون نے اندر جاکر آفتابہ رکھا اور شعلہ حشیم سے جاکر عرض کیا کہ حضور چوکی بچھی وہان اور کنیزون نے مہتر سے کہا ارے ابھی جانا نہین اُسنے کہا ہم ایک ہی دفعہ فراغت کر کے جائین گے یون ہی تھوڑی ہی جائین گے حاصل کلام شعلہ حشیم بارگاہ سے نکلکر دامن باندھکر پائجامہ چڑھا کر چوکی پر آئی جیسے ہی بیٹھی کمند جو اڑی سی تھی ساتون بند اُس کے گردن و کمر و دست و پا مین پیچ ہو گئے اور یہ اوندھی چوکی کے نیچے گری اور گلا ایسا گھٹا کہ آمد و شد دم کی بند ہوئی خرخر کرنے لگی آواز اُسکے خرانے کی باہر لونڈیون نے سنی سمجھین کہ بیوی پادتی ہین اس خیال سے کوئی اندر نہ آئی ادھر برق نے بھی یہ صدا اُسکی سمجھا کہ ساحرہ پھنسی پشت پر سے قنات کو چاک کر کے اندر آیا اور حباب بیہوشی مار کر اُسکو بیہوش کر کے پشتارہ مین باندھ کر پشت ہی کی طرف سے نکلکر چلا راہ مین ساحران لشکر جو پہرے پر تھے انھون نے ٹوکا کہ

ارے کیا لیے جاتا ہے اسنے کہا جو دیا ہے وہ لیے جاتے ہین پہرے والے نے کہا اس گٹھری مین تو آدمی معلوم ہوتا ہے
اسنے جواب دیا اے میان چپ رہو اپنے کام سے کام رکھو ناحق نوکری جاتی رہیگی پہرے والا یہ سنکر قریب آیا اور کہا
ایسے کیا حال تو کہہ کیا ماجرا گذرا ہے عمرو نے کہا میاں ملکہ شعلہ حشم نے ایک لونڈی کے سینہ مین مکا جو تان کر مارا اُسکے کلیجہ پر پڑا
تڑپکر مر گئی مجھ سے کہا اسکو کسی نالے مین لیجا کر دبا دے اور خبردار کسی سے کہنا نہین اب تم جو چیز چاہے پوچھتے ہو
کھولو تو لاش یہان رکھ کے مین چلا جاؤن پہرے والے نے کہا بھیا خانہ ہو جلد یہ لاشہ لیجاؤ یہ سنکر برق آگے بڑھا
اور اُس چوکیدار کے پیٹ مین چول اٹھا دوڑ کر جمعدار سے کہا کہ ملکہ نے ایک لونڈی کے گھونسا مارا اُس کے کلیجہ مین
لگا مر گئی عمرو کو لاش اٹھا دی وہ پھینکنے ابھی لیگیا ہے جمعدار نے کہا ان خیالون مین نہ پڑو جو ہوا وہ ہوا ادھر
کنیزون نے آپس مین کہا کہ پیخانہ مین بڑی دیر ہوئی ملکہ آخر کیا کر رہی ہین ایک نے جھانکا جو دیکھا تو ملکہ دار و مین
پھر تو سب اندر آئین ملکہ کو نہ پایا غل مچایا کہ ملکہ کو کوئی پکڑ لے گیا یہ خبر ملکہ حیرت کو ہوئی اُسنے صرصر کو بھیجا کہ دیکھ کیا
سانحہ ہے عیارہ نے آکر خیمہ نہ پایا اور حیرت سے جا کر کہا برق فرنگی پکڑ لیگیا ہے حیرت یہ سنکر گھبرائی
اور قاز جادو و توسن جادو نے کہا ہم جا کر لشکر مہرخ پر گرتے ہین یہ لشکر باہر نکلے اور نفیر سحر کو دم دیا جلد جلد
کمر بندی ہوئی ملکہ حیرت نے صرصر کو بھیجا کہ جلد لشکر مخالف مین جا کر حفاظت شعلہ کی کر کہ وہ ہلاک نہ ہونے پائے
عیارہ صورت بدلکر روانہ ہوئی اُدھر برق جب ساحرہ کو لیکر لشکر حریف سے باہر نکلا صحرا مین آ کر پشتارہ سے نکالکر چاہا
کہ سر کاٹ لون پس خنجر کھینچکر جو مارا نوک خنجر کی مڑ گئی اور ساحرہ پر اثر نہ ہوا اور زمین تھرائی برق سمجھا کہ کوئی آفت
آئی پس پھر اسنے پشتارہ مین اُسکو باندھا اور لیکر بھاگا بھاگا ہوا سنگ کر اپنی بارگاہ مین سامنے مہرخ کے ڈالا اور کہا اے ملکہ
مین اس قحبہ شعلہ حشم کو لایا ہون مین نے قتل کرنا چاہا تھا یہ قتل نہو سکی تم مار ڈالو ملکہ نے کہا اچھا مین کام اسکا تمام کرتی
ہون پشتارہ کھولو اسنے پشتارہ کھولا اگر ساحرہ کے بیہوش لانے سے ایسا خوش تھا کہ سوزن اسکی زبان مین دینا یاد نہ رہا جیسے ہی پشتارہ کھولا
ہوائے سرد کا جھونکا ادھر آیا اور زمین سرد ہو گئی شعلہ حشم ہوشیار ہو گئی اور اٹھ بیٹھی دیکھا تو بارگاہ مہرخ کی ہے تمام سالار سردار
جمع ہین ملکہ موصوف سریر آرائے سلطنت ہے یہ دیکھکر اسنے نعرہ کیا کہ اے نمک حرامان مجھکو عیار بھیجکر پکڑ بلوایا ہے یہ
کہکر پھر سحر پڑھا کہ مانند بجلی کی اور یہ سنبھلا تھی کہ مہرخ نے ایک نارنج سحر کا اسپر مارا یہ فوراً زانو تک زمین مین پیوند ہو کر غرق زمین ہوئی
اور تہ زمین پہونچکر قلاب زمین کو ہلایا زلزلہ زمین کو آیا جا بجا سے زمین پھٹ گئی صدائین مہیب آنے لگین اسوقت
زلزلہ جادو نے ایک نارنج زمین پر مارا کہ زلزلہ موقوف ہوا اور زمین سخت ہونے لگی شعلہ حشم زمین سے نکلی
مگر اس عرصہ مین صرصر یہان جو آچکی تھی اُسنے جا کر قاز جادو اور توسن جادو کو خبر دی کہ جلد چلو ملکہ وہان
تنہا گھر گئی ہین وہ تین لاکھ کا لشکر لیکر برسم یلغار یہان آ پہونچے طائران سحر نے مہرخ کو خبر دی کہ فوج حریف کی آ پہونچی
اسنے بھی نفیر سحر کو دم دیا لشکر بعجلت تمام سر ادھر بھی مسلح و مکمل ہونے لگا قاز و توسن تین لاکھ ساحرون نے
آکر گرے ہمیں سنبھلنے کی بھی مہلت نہ ملی اہل اسلام قتل ہونے لگے ساحران مطیع الاسلام نے جو پایا وہ اٹھا لیا
کسی نے جو لا سحر کا گلے مین ڈالا کسی نے دو مین نارنج ہی پائے کوئی تلوار سحر کی لیکر دوڑا کوئی ترسول ہاتھ مین لیکر

چلا اسی طرح ہر ایک آگ بجھ گیا اُدھر بارگاہ میں جب شعلہ حشیم کو معلوم ہوا کہ فوج میری یہان آگئی پس یہ بھی باہر نکل آئی اسوجہ سے کہ اندر یہ گھری ہوئی تھی اُسکے پیچھے تمام سردار بھی باہر آئے اُنکے آنے سے فوج بالا سیان کو تقویت ہوئی اور بڑی گھمسان کی مار ہونے لگی ملکہ مہرخ بھی باہر نکلکر سوار ہوئی نقارہ پر سحر کی چوب پڑی طائران سحر سر بہ بال دپا بنے وا کر کے سایہ گستر ہوئے بیردن کے غل سے کان پڑی آواز نہ سُنائی دیتی تھی تہ و بالا تھی رن بولتا تھا ساحرون کے مرنے کی صدا آتی تھی کہ مارا طائر جادو واطہر جادو وغیرہ کو ان آوازون سے تمام جنگل ہلتا تھا آندھیان اس زور سے آئی تھین کہ خاکدان عالم برباد ہوا جاتا تھا کسی نے کسی کو جلایا پھر دریا جاری کر کے اسکے تن سوختہ کو ڈبویا آگ لگا کر پانی کو دوڑ تلوار کی بجلی چمکی ابر گھر آیا اندھیرا عالم میں چھایا سحر نے چشم خورشید فلک مین خاک ایسی جھونکی کہ دیدۂ روزگار مین غبار آگیا ہوا کے ایسے جھونکے آئے کہ ساکنان عالم بالا کو یقین تھا کہ یہ پرانا چھپر آسمان کا اُڑ جائیگا آواز مین ہولناک ایسی آتی تھین کہ اسرافیل بھی گھبراتے تھے یہ دوسرا صور کس نے پھونکا کیسی تہ و بالا تھی خاک اُڑ کر روے ہوا پر ایسی چھپی تھی کہ ایک دنیا اور پیدا ہوئی تھی یا یہ کہ مین ہنگامہ پردازون نے سر پر اُٹھائی تھی روے سپہر چھپ گیا تھا یہ ہنگام تھا

نظم

لگا کوئی جادو کی کرنے پڑھنت
کہ ہون جیسے درپیش عقبے ہزار
لگائی کسی نے کسی تن مین آگ
کہین کا فوردولیس کے آئے بیر
غرض ہر طرف سحر دنیرنگ تھا

کوئی بڑھ کے میدان مین کرتا گرھنت
سیاہی تھی عالم مین چھائی ہوئی
کہین شور برپا ارے سحر جاگ
کہین سحر کا بحر تھا موج زن
یہی وقت جانباری و جنگ تھا

ہوا پیچ کھاتی تھی یون بار بار
بلا کالی ہر سمت آئی ہوئی
کہین ابر گھر کر برستے تھے تیر
کوئی کیلتا تھا عدد کا دہن

اس لڑائی کی سیر دیکھنے کو ملکہ حیرت بھی گئی لاکھ ساحرون کا لشکر ہمراہ لیکر بلندی پر آگر الگ استادہ ہوئی ہنگامہ جدال وقتال مین ملکہ مہرخ خوش خصال نے تخت اپنا آگے بڑھا کر ایک ناریخ ملکہ شعلہ حشیم پر باراوہ ناریخ آتے دیکھ کر اُڑ گئی اور ناریخ جا کر اُسکی فوج پر گرا ایسا زور اُسمین ملکہ موصوف نے دیا تھا کہ چالیس ساحرون کا سینہ اُسنے توڑا شعلہ حشیم نے روے ہوا پر ٹھہر کر باران تیر مہرخ پر برسایا اسنے رد سحر پڑھا کہ ہزارہا بتلا دو لیمان پیدا ہوا اور تیرون کو قلم کرنے لگا اور ساتھ چیزین سحر کی سر مہرخ پر آکر سایہ فگن ہوئین اُسپر بھی ایک تیر سپرون کو توڑ کر شانہ پر لگا کہ ملکہ موصوف نے زخم کاری کھایا جلن اُس زخم مین پیدا ہوئی اُسنے افسون پڑھ کر شانہ پر دم کیے کہ وہ جلن مٹی اور لہو بند ہوا لیکن زخم باقی رہا ادھر ملکہ زلزلہ اور قوس جادو سے مقابلہ ہوا اور اس ملکہ نے ایک ناریل مارا قوس نے اُس ناریل کو زبردست دیکھ کر پرواز کی لیکن ناریل اُڑتے مین اُسکے پانون پر پڑا کہ انگلیان پانچون اُڑ گئین اسوقت شعلہ حشیم کو غصہ آیا اور زمین پر اُتر کر اُسنے دو ہتر مارا کہ وائے افسوس اب ہماری یہ لیاقت طلسم مین آنی گئی ہے کہ ادنی آدمی ہمارے مقابلہ مین آئے ہین حسد نہیں کرتا ساحری کا پوچھا بیکار ہے کیا افسر ان طلسم مرگئے کہنا تھا کہ زمین سے غبار اُٹھا اور بونڈے کی طرح چکر کھاتا ہوا زمین سے چرخ برین تک گیا بعد لمحے کے سب نے دیکھا کہ بہت بڑا

ایک سیل فولادی بنا ہے اور اُسمین دریچے بنے ہوئے نظر آتے ہین اُن کھڑکیون مین ایک ایک تیلی غل زن مہر طلعت کے
استادہ تھی حقیقت مین فلک حسن کی ستارہ تھی مگر ہر ایک تیلی کی آنکھین مثل مشعل روشن تھین اور شعاعین اور شعلے
اُنکے نکلا کرتے تھے اور چار سمت پھیلتے شعلہ چشم گوہر دندان اسی سے اس ساحرہ کا نام ہے کہ سحر آنکھون سے شعلے
نکلنے کا کرتی ہے چنانچہ اُن تیلیون نے ایسا ڈانٹا لشکر مہرخ کو کہ سب کے دل تھرا گئے پھر ایک تیلی نعرہ زن ہوئی کہ اے بدبخت
اے خیرہ سران و تیرہ روزگاران تمنے بہت قدم ادب سے آگے بڑھایا ہے خبردار ہو جاؤ یہ نعرہ کرکے ہاتھ اپنے اُن سب نے
آنکھون پر اپنی رکھ لیے یکایک آواز مہیب آئی اور وہ سیل اسقدر دراز ہوا کہ تمام لشکر شعلہ چشم کا اُسکے پیچھے ہو گیا
اب اُن تیلیون کی آنکھون سے شعلۂ آتش اسقدر نکلکر بلند ہوئے کہ روئے ہوا کرۂ نار بنگیا سائبان چرخ نیلی کا رنگ
سُرخ تھا باد سموم چلنے لگی اور آگ برسنے لگی لشکر مہرخ دلاور جو آگے بڑھا آتا تھا وہ پیچھے ہٹنے لگا ساحران
نامی بنگلے سحر کے بناکر مخفی ہونے لگے سپرین سر پر آڑ ہو گئین لیکن وہ آتش بڑھنے لگی روزگار کی چھاتی جلنے لگی فلک
نامہربان نے عجب طرح کی سرد مہری دکھائی کہ خانۂ تن مین آگ ہر ایک کے لگائی اہل اسلام باہم دلسوزی کرتے لیکن
سب گرمجوشی بھول گئے ہر ایک کے دل سے لگی تھی مگر کہان بجھ سکتی تھی شعلہ چشم مع لشکر کے الگ جا کھڑی ہوئی
اسکی وہی مثل ٹھیک ہے کہ جس مین جنگی ڈال جا لو الگ کھڑی ہو مین آفت عظیم برپا تھی دریائے آتش جوش
مارنے لگا آسمان سے شعلے گر کر پھیلتے تھے یہ برا نا جو پڑا زال دنیا کا پھنک جاتا تو کیا بعید تھا اُس آتش کی گرمی

تمام عالم مین پھیلی دنیا ساری دھوئین سے لیلی بنی کہ

نظم

تھا ہوا سے تنور چرخ یہ گرم | تھی بڑی نان مہر ہو کر نرم | ساغر مہر گرم تھا یان تک
شیشۂ آتشی ہوا تھا فلک | گیا تالاب مین ہر ایک کنول | کنول کاغذی کی طرح سے جل
بوند کو دل صدف کا ترسے ہے | ابر نیسان سے آگ برسے ہے | شفق آفتاب شام و سحر
آگ دیتا جہان کو تھا یکسر

مسلمانون نے دست مناجات درگاہ خالق نار و آب مین بلند کی کہ اے حاکم
مخلوقات بہ برکت آیۂ ربانی ہدایہ قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی ابراہیم اس آگ کو ہم پر گلزار کردے یہ دعا ان کی
مستجاب ہوئی شعلہ چشم سے ملکہ حیرت نے بڑھکر کہا کہ شہنشاہ کو مار ڈالنا تمہارا ان کا منظور نہین فرماتے تھے کہ
جب اسد اور عمر و مار ڈالا جائیگا اسوقت یہ سب پھر میرے مطیع ہو جائینگے اور حق بجانب شہنشاہ ہے کیونکر
دل انکا چاہے کہ انکو دم بھر مین بلسان حرف غلط شاد دون جنکو لاکھون روپیہ کھلا کر سایۂ عاطفت مین پرورش کیا ہو کہ
ع ذرون کو فروغ مہر سے ہے * بس لازم یہ ہے کہ ان سب کو قید کرلو اور شہنشاہ کو لکھ بھیجو جیسا وہ حکم دین عمل مین لاؤ
شعلہ چشم نے کہنا اسکا منظور کیا اور سحر کچھ پڑھا کہ دریائے آتش گرد لشکریان اسلام ہو گیا اور آگ بھی الگ الگ بجھنے
لگی بیچ مین لشکر مہرخ کا آگیا اور جلنے مرنے سے محفوظ رہا خلاق خشک و تر نے رحم فرمایا فی الحال دن بھر یہی ہنگامہ
گرم رہا جب دود آہ اہل اسلام سے زمانہ تاریک ہوا اور شعلہ مہر لرزتا ہوا اس گرمی کو دیکھ کر آتشکدۂ سپہر سے نکلکر مغرب کی
جنگل مین گرا کہ جیسا **ابیات**

کہ تھی وہ لباس نور افشان | زمین جیسے دلہن تھی اسمین [illegible]

ہوا سیلا کبودی رنگ لایا | بشکل عکس گیسو اُس کو پایا

شعلہ حشتم میدان سے پھری لشکر نے اُسکے پڑاؤ پر آکر کمر کھولی یہ پہلے ہی بارگاہ مین زخمی ملکہ حیرت کی بارگاہ مین آئی سبنے اُسکی بڑی تعریف کی کہ اے ملکہ کیا اُکنا سحر کرے تو ایسا کرے اور یہ نمک حرام کسی طرح رحم کے لائق نہین آپ کل اُنکو قتل کرڈالیے اسنے یہان آکر نہ شراب پی نہ کچھ راحت کرنا چاہا قلمدان منگا کر عریضہ افراسیاب کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے شاہ شاہان اس کنیز نے یہان آکر یہ حال دیکھا ہون کا کیا اب امیدوار ہون کہ اُن کے مار ڈالنے کی اجازت آپ لکھ بھیجیے تاکہ مین سب کا خاتمہ کرون اور آپ تشریف لاکر اسد و عمرو کو جو قید مین ہین ہلاک کر ڈالیے تاکہ یہ جھگڑا جائے اور طلسم پاک ہو جائے اس عرضی کو ایک ساحرہ نور پیرہن جادو کے حوالے کرکے حکم دیا کہ شہنشاہ میرے ملک کے جانب کوہ فیروزہ یا قلعہ سلطانیہ کی طرف تشریف لے گئے ہون گے کیونکہ یہی دو راہین وہان سے باغ سیب کی ہین بادشاہ سیر کرتے آتے ہین تو ان مقامات مذکورہ پر جاکر تلاش کرکے شہنشاہ عالیجاہ کو عرضی دینا اور جواب لیکر بہت جلد آنا دیر نہ لگانا ساحرہ مذکورہ وہ عرضی لیکر طاؤس سحر پر بیٹھ کر روانہ ہوئی لیکن جب یہ چلی تو **برق** و **ضرغام** عیار بھی اُسکے ہمراہ ہوئے کیونکہ لشکر **مہرخ** پر جب آگ برسنے لگی تھی تو یہ لشکر سے بھاگ گئے تھے کس لیے کہ عیار ہنگام آفت اُس مقام پر نہین ٹھہرتے ہین غرضکہ بارگاہ مین یہ دونون عیار بصورت مبدل آکر ٹھہرے تھے اور فکر برائے قتل **شعلہ حشتم** کر رہے تھے جب نور عرضی لیکر چلی یہ بھی ساتھ ہو لیے اسطرح سے کہ وہ تو اُڑ کر طاؤس پر سوار جاتی ہے اور یہ بطور زمینی نیچے نیچے تعاقب کیے جاتے ہین اور ایسا تیز چلتے ہین کہ طاؤس کا اُڑنا اور انکی چال برابر ہے جب بہت دور لشکر سے ساحرہ نکل آئی ایسا کہ میلون کوس پر پہونچی **برق** نے **ضرغام** سے کہا کہ جب ہم بارگاہ **حیرت** مین تھے تو شعلہ حشتم کی زبانی سُنا تھا کہ شاہ طلسم قلعہ سلطانیہ یا فیروزہ کوہ پر ملین گے پس یہ ساحرہ نامہ لیکر وہین جائیگی پھر ایسا نہو کہ کسی مرحلہ طلسم کی طرف یہ جائے کہ وہان ہم جا نہ سکین اس سے بہتر یہ ہے کہ اب اسکو زمین پر اُتارو اور جو کچھ کرنا ہو وہ کرو لشکر سے بہت دور آچکے ہین اب اسکو ہم عیار کا گمان بھی نہ ہوگا ضرغام نے یہ تقریر سنکر کہا بہتر جو آپ فرمائیے وہ کرین اسنے کہا اب اتنا چلو کہ اس سے کئی کوس پیشتر جا پہنچین یہ کہکر دونون مثل برق و باد روانہ ہوئے اور کئی کوس ساحرہ کے آگے بڑھکر صحرا مین ٹھہر کر صورت اپنی ساحرہ کی ایسی دونون نے بنائی مگر خوبصورت جادوگرنیان بنے مانگ مین سیندور بھرا بندی ماتھے پر لگائی سُرخ چُندریان اوڑھین لہنگے قیمتی رنگے پہنے سر سے پانون تک چاندی کا زیور پہنا پات بالیان کانون مین گلے مین جگنو توڑا طوق ہاتھون مین کڑے بازو پر جوشن بازو بند کڑے چھلا نچہ وغیرہ پہنکر ایک سانولے رنگ کی عورت بنا اور ایک گورے رنگ کی ایک کا سن زیادہ ایک کا کم دونون کا حسن نمایش جان مجروح فدا جگر عاشقون کی تیغ ہاتھون مین دونون کے مہندی لگی ہوئی کہ بموجب بیت کب کسی دل سوختہ سے ساز کرتی ہے حنا + ان دونون ہاتھون پہ تیرے ناز کرتی ہے حنا + کاجل دونون کی آنکھون مین لگا ہوا جسکی نسبت یہ کہنا روا کہ شعر کرے ہے دہر زینت ظالمون پہ تیرہ روزی کو + کہ زیب ترک چشم یار سرمہ ہے صفاہانی + زلف چلیپا رخسار پر پریشان ہوکر ہوکر لہراتی تو یہ معلوم ہوتا کہ فوج حبش ملک عرب پر چڑھ آئی بلکہ یہ تمنا اُس زلف کی کرنا زیبا ہے کہ **بیت**

ناگن کا اُس زلف کی مجھ سے رنگت پوچھ کیا حاصل ٭ خواہ بھی کالی خواہ پیلی اس نے اپنا کام کیا ٭ اسی طرح انکے اعضا پر
تیر مژگان کا ان کے دل پہ چلا بموجب بیت جاہی بھر اُس مست مژگان سے پار ٭ دل تو بڑا سا ہی جگر گیا ٭ اس صورت
زیبا پر دونوں آراستہ ہو کر باہم کچھ مصلحت کرکے ٹھہرے تھے کہ ساحرہ اُڑتی ہوئی سامنے سے پیدا ہوئی اُسکو آتے دیکھ کر
دونوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دینا شروع کیں وہ جو کسن تھی اُسکو بین دارنے دوڑ کر پکڑا اور اُسنے بھی اسکے بال پکڑے
دونوں مالزادی بیسوا اچھنال کہہ کر غل کرتی تھیں ایک کہتی اری قحبہ رہ تو جا میں تیرا کوہے استرے سے سر مونڈ دوں گی تو نے
اچھے گھر بنا چاہا موئی ٹھکاری میرے آدمی کے پیچھے پڑا ہو کر لیٹی اری تجکو کوئی اور نہ جڑتا تھا وہ دوسری کہتی ہوئی بازار
تو جب دگھڑے کرتی ہے تو نہیں کہتی اور میری باپوش تیرے خصم سے بات کرتی ہے میرے لاکھوں خریدار ہیں ایسا ہی مجکو
کرنا ہو تو ایک صبح کروں ایک شام کروں اور میری کیا شامت ہے جو تیرے خاوند پر گرونگی یہ تو ہی ایسی ہے کہ میرے
دلو رکے پیچھے پھسل گئی کچھ تیرے میاں میں لعل لگے ہیں جو میں اپنی آبرو دونگی اُسنے کہا اری جیتیسی مکرتی ہے میں نے
تجکو اور اُسکو ابھی ایک جگہ پکڑا ہے یہ تو کہو وہ بچا بھاگ گئے نہیں تو اسوقت دکھا دیتی موئے کو داماد کو تیرا بنا دیتی اُسنے
پھر جواب دیا کہ اری ٭ مرا بیٹی تو کیا مجکو ایک جگہ پکڑے گی نہیں ابھی اُس سے کچھ واسطہ تھا تو اب سہی دیکھوں تو کیا
کرتی ہے یہ کہکر جھونٹے باہم پکڑ کر گھونسے ادھلا پچوں سے رونا شروع کیا اور غل ایسا مچایا کہ نور بیر میں قریب پہنچ چکی تھی
ٹھہر کر انکی لڑائی دیکھنے لگی انھیں نے اُسکو دیکھ کر پکار کر کہا حضور ذرا ہمارا انصاف کر دیجیے وہ انکی لڑائی دیکھ کر ہنس رہی
تھی زمین پر اُتر آئی اور کہنے لگی اسے تم دونوں کیوں لڑتی ہو آپسمیں کیوں بھڑتی ہو ایک نے کہا سنیے حضور یہ انکے میاں کو بلانے
نہیں جاتی انکے گھر میں قدم نہیں رکھتی یہ مجکو دکھ کیوں دیتی ہیں وہی مثل ہے کا نہ دام کھوٹے تو پرکھیا کو کیا دوس دوسری
نے کہا یہ سنے سچ کہا لیکن آپ ہی کہتی ہوں کہ جب مجھ سے اس سے بنا یا ہوا اور اسکو میں نے اپنے گھر بلایا جب تو میرے
آدمی نے اسے دیکھا اسکو یہ لازم تھا کہ میرا ہی گھر ہوجائے یہ کتوں کے پاس جاتی مگر اُس سے نہ بات کرتی اُسنے کہا کتوں پاس
تو آپ جاتی تیرے ہوتے سوتے جاتے وہ موئی بات کرتی ہے کہ گالیاں دیتی ہے اب پھر لڑائی شروع ہوئی نور نے کہا سنو با
سیدھی طرح کر دارو دو نہیں یا درمجکو تم دونوں کی کیفیت معلوم ہوگئی کچھ کہنے کی ضرورت نہیں یہ کہکر اس گوری عورت سے
کہا کہ تم اپنے میاں کو اسنے لگائی پھر کہ آشنائی ہے سنو میری جو اس بھیڑی سے کیا فائدہ پھر مری جان جو میاں تمہارے
گھر بھیجیں گے تو تم ہوگی وہ کوئی نہوگا یہ بھی چار دن کا ہے چپ رہو دیکھو تو اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اُسنے کہا ماصاحب
میں کبھی سوتیا آم نہیں لیتی سانجھے کا کام نہیں کرتی میرے پڑوس میں دو جورو کا خاوند اگر آ کر رہے تو میں وہ گھر چھوڑ دوں
بھلا مجکو اتنی تاب کہاں کہ رے نا جو میرے ہوتے اُس سے انسیں ملیں میں آگ لگا دوں گی انکے منھ کو اس دوسری نے
کہا آگ لگے تیرے منھ کو جھلسا بھوسے تیرے گھر میں موئی کے تن میں کیڑے پڑیں جیسا کرے کوڑھ ٹپکے جیسا مجکو اسنے
بدنام کیا ہے سب خلق میں رسوا کیا ہے جھنڈے پر چڑھایا ہے سب برادری بھر میں میری ناک کٹ گئی وہی جو کہ کہتے نہیں
تھالی پھوٹی یا نہ پھوٹی جھنکار تو ہوئی سب خلق کہتی ہوگی کہ اب ملاری چودھری کی بہو ایسی ہوگئی ایک یار صبح بلاتی ہے
ایک شام کو اسنے جواب دیا کہ اخاہ بڑی تو نیکبخت تیرا آنچل کسی نے نہیں دیکھا یہ سلاری کے بیٹے خصم کے جیتے جی میں

پکڑی گئی تھی بدھو میرے ہی یہ تو دونے مٹھائیوں کے لاتا تھا ایک دن میرے ہی خاوند نے تو آموں کی بغیا میں خفا سے مجھکو پکڑا تھا آج میں برادری میں بدنام ہوگئی وہ مثل کہتے ہیں کہ کوری پیچھے پیچھے لگے اُسنے کہا ارے بیٹھ تو کیا میرے ثابت کریگی میں پچاس دھگڑے تو خود تیرے ثابت کردونگی یہ کسبی کے ونڈے سے کون پھنسا تھا اور روز مجھکو سے دالا میر بیابان (یعنی بیابان) آتا تھا اسنے جواب دیا کہ میں تو ہوں ہی خراب لیکن تو میرے آدمی سے بات نہ کیا کر اُسنے کہا اجی بدنام ہوئی وہ میاں جائے کہاں ہیں بیرا من شاہین گے یہ کہکر ملکہ نور کا دامن پکڑا کہ میرا فیصلہ اُس مردے کرا دیجیے ادھر اس دوسری نے کہا اچھا یا تو یہی رہیں یا میں ہوں مجھکو اس موے سے فارغخطی دلوا دیجیے نور نے کہا بی بی یہ کئی دن کا جھگڑا ہے مجھ سے نہ فیصلہ ہو سکیگا میں اپنے مالک کے کام کو جاتی ہوں اور کام بھی وہ کام ہے کہ ذرا دیر ہو جائیگی تو نہیں معلوم کیا آفت آئیگی موے عیار ایک ہی آفت کے ہیں وہ میری مالکہ کو کچھ ستائیں اور ضرور ہی ستائیں گے کہ ان کمبختوں کے دل سے لگی ہوگی سارا لشکر انکا قید ہے یہ جو ان مصنوعی عورتوں نے سنا کہا آپ کو بی بی ایسی ہر کہ گھڑی بھی اپنے نہیں بچا سکتیں ایک عورت نے کہا بھاڑ میں جائے بلا چولھے میں جائے قصہ یہ تو آپ بتائیے کہ حضور آئی کہاں سے ابھی آپنے لشکر کا نام لیا جب مجھکو خیال آیا لشکر ملکہ حیرت میں فیروز جادو میرے باپ نوکر ہیں جنکے بھروسے پر میں میاں سے فارغخطی مانگتی ہوں آپکو کچھ میرے باپ کا بھی حال معلوم ہے اُسنے کہا میں تمھارے باپ سے تو واقف نہیں مگر جب ہماری ملکہ آئی ہیں لشکر حیرت بہت خوش و خرم ہے اسنے کہا آپکی ملکہ کون ساحرہ پارسا ہیں اسنے حال ملکہ شعلہ چشم کے آنے اور لشکر مہرخ کو قید کرنے اور اپنے نامہ لیجانیکا شہنشاہ طلسم پاس بیان کیا اس عورت نے ہنسکر کہا کہ اے جمشید شکر ہے تیرا کہ یہ عیاروں کے شریک نمکحرام سب قید ہوے اس دوسری عورت نے کہا اس بات کی خوشی کیا وہ لوگ ہزار مرتبہ پکڑے گئے اور ہزار دفعہ رہا ہوے اندھا جب پتیائے جب دو آنکھیں پائے یہ سب جسدن مارے جائیں اُس دن سمجھو کہ فتح ہوئی اور یوں تو عیار اپنا کام کر جاتے ہیں ساحرہ نے کہا میری ملکہ پر موے عیار ہاتھ نہ ڈال سکینگے اُنکی قضا ہی نہیں ہے یہ عورت اس بیان کو سنکر ساحرہ کے پاؤں پر گری اور کہا جہاں مسلمانوں کے قید ہونے کی خوشی سنائی ہے وہاں یہ بھی بتا دو کہ ملکہ کی تمھارے قضا کیوں نہیں ہے تاکہ دل کو اطمینان ہو اور خوشی زیادہ کریں ساحرہ نے کہا بی جسے کو میں نہیں بیان کر سکتی مجھکو حکم نہیں ہے اس زن نقلی نے دعائیں دینا اور منت کرنا شروع کیا کہ سامری تمھارا بھلا کریں تمنے ایسی خبر سنائی کہ دل ہمارا باغ باغ ہوگیا اب اتنا اور بتا دو ہم خوش ہونگے اور کیا کریں گے تم جانتی ہو کہ گاؤں کی رہنے والی عورت ذات نہ کہیں جانے نہ آنے کی کسی سے کہیں گے نہیں پھر ہم سے چھپانا کیا اُس ساحرہ نے بھی خیال کیا کہ لشکر یہاں سے بہت دور ہے اور یہ اگر کسی سے کہیگی بھی تو چار پہر رات کا فاصلہ ہے میں حکم لیکر پھری اور سب باغی قتل ہوے پھر اسکے کہنے سے کوئی کیا کر لیگا یہ سمجھ کر اسنے کہا کہ نیک بخت تیری خاطر ہے جو میں بیان کرتی ہوں ہماری ملکہ کو انکے اُستاد نے ایک تختی بنا دی وہ تختی ایک مچھلی کے پیٹ میں ہے اور مچھلی چشمہ سحر میں اور چشمہ سحر بیابان نرگس زار میں جو یہاں سے تیس کوس پر جانب شمال ہے بس جو کوئی ملکہ پر فتحیاب ہونا چاہے تو وہ تختی لائے اور اُسکا عکس اُس میل پر کہ جسپر تیلیاں کھڑی میں ڈالے وہ میل برباد ہو جائیگا اور سرخرو ہوگا پھر اُس تختی کو تلوار سے مس کر کے ملکہ کو مارے یہ کہہ کر فرمایا کہ لو اب میں جاتی ہوں تمھارے جھگڑے سے میں

ہو رہی ہوئی اس زن نقلی نے اپنا دوپٹہ اُتار کر بچھا دیا اور کہا بی بی تمھارے گورے گورے پاؤن تھک گئے ہون گے ذرا ٹھہر جائیے دم لیکر چلی جائیے گا نور اسکے کہنے سے بیٹھ گئی اور اُسنے کمر سے بلہرا نکالا اُسمین سے گلوری نکال کر اور ایک الائچی اُسکو دی کہ نوش فرمائیے اُسنے وہ لیکر کھالی حلق سے پیک اُترتے ہی بیہوش ہوگئی اُسوقت برق نے ضرغام سے کہا کہ اب جلد سواری کی تدبیر کرو بیابان نرگس زار یہان سے تیس کوس ہے ہم سے رات بھر مین بھی جایا نہ جائیگا ضرغام بنا بر حکم اسکے روانہ ہوا اور اطراف مین اس صحرا کے دیہات وغیرہ جو آباد تھے وہان پہونچکر پکارا کہ اے میان کوئی نوکری کریگا طلسم کی بستیون مین تو جتنے آدمی ہین سحر ضرور جانتے ہین چند آدمی اپنے گھرون سے نکل آئے اور اس سے ملاقات کر کے مستفسر ہوئے کہ بھائی کس کی نوکری ہے کیا تنخواہ ہے اسنے کہا نور پیرہن جادو مصاحبہ ملکہ شعلہ چشم جادو بیابان نرگس زار مین جاتی ہین آگے کچھ طبیعت یہان کے صحرا مین پہونچکر سست ہوگئی ہے وہ نوکر رکھتی ہین تخت سحر اپنے لیے چلو تنخواہ بیش قرار ملیگی تمام عمر کو سرکار ہو جائیگی چین کرو گے اگر منظور ہو تو میرے ساتھ چلو دو ساحر انمین سے کہ غریب آدمی تھے اور نوکری کی خواہش رکھتے تھے تخت پر اپنے طور سے بیٹھ کر اور اس عیار کو بھی اپنے پاس بٹھا کر روانہ ہوئے یہان اس عرصہ مین کہ جبتک ضرغام پھر کر آئے برق نے نور پیرہن کا لباس بدن مع زیور اُتار کر اپنے زیب تن فرمایا اور رنگ و روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت اپنی بنائی اور اُسکے دماغ پر بیہوشی کی پٹی چڑھا کر کنوئین مین یا کسی گڑھے مین ڈال دیا اور ایک فرمان ملکہ شعلہ چشم کی جانب سے لکھا مہر اُسپر ملکہ مذکور کی کر کے اپنے پاس رکھا مضمون اُسکا آگے بیان ہوگا یہ اس صورت سے درست ہوکر بیٹھا تھا کہ ضرغام ساحرون کو لیکر آیا ان جادوگرون نے ملکہ نقلی کو بیٹھے پایا تسلیم کے لیے سر جھکایا ملکہ نے فرمایا کہ ہم نے تمھارا پچاس روپیہ مہینہ کیا ہمکو باآرام تمام بیابان نرگس مین پہونچا دو اور جو کچھ ہمارا کام ہو براہ خیرخواہی کیا کرو اگر ہم خوش ہونگے تو اور تمھاری ترقی کرینگے ساحرون نے کہا ہم ہمیشہ سرفروشی اور جانبازی کرینگے اور جو کچھ ہم سے ظہور مین آئیگا حضور ملاحظہ فرمائینگی فی الجملہ نور نقلی تخت پر آکر بیٹھی اور ضرغام بھی ساحر بنا ہوا گوشہ تخت پر آکر بیٹھا ساحرون نے تخت کو بزور سحر اڑایا اور بجانب منزل مقصود راہی سحر کے زور سے طرفۃ العین مین وہ تیس کوس زمین طے ہوئی برق قریب بیابان نرگس زار تخت سے اُترا اور ساحران ملازم شدہ سے حکم دیا کہ تم کنارے اس چشمہ اور صحرا کے ٹھہرے رہو جبتک مین نہ آؤن قدم آگے نہ بڑھانا نہ یہان سے کسی اور طرف جانا یہ مقام وادی طلسمات ہے سراسر پرآفات ہے مین بحکم شاہ یہان آئی ہون ورنہ جو کوئی یہان آئے گرفتار آفت ہو جائے وہ ساحر وابستہ حکم تھے ایک درخت کے نیچے تخت لیکر ٹھہرے اور ضرغام و برق آگے بڑھے دیکھا کہ ایک صحرا کئی کوس کا نرگس زار ہے نئی طرح کی بہار ہے چاندنی رات مین نرگس کے پھول کھلے ہین نرگستان کواکب شرمات مین دیدۂ ثوابت کے مجسم نظر آتے ہین یہ معلوم ہوتا ہے کہ معشوقان نرگسی چشم چاندنی کی بہار دیکھنے کو مجتمع ہین بر دو نہال ہوکر آنکھین ایک دوسرے سے لڑاتا تھا مصروف نظر بازی تھا ہوا سرد چلتی تھی جو کلی تھی وہ یہ پتہ دیتی تھی کہ کوئی معشوق آنکھین بند کیے سوتا ہے جو پھول زمین پر ٹوٹ کر گرے تھے وہ یہ بتاتے تھے کہ خفتگان خاک آنکھین کھولے تماشائے عالم دیکھ رہے ہین اور چشم حسرت سے بے ثباتی گلشن دنیا کا اشارہ کرتے ہین صفحہ کتاب عالم پر

منشی بہار نے جابجا اضداد کیے تھے مضمون رنگین صفت چشم معشوقان مین نئے ایجاد کیے تھے وہ ہوا سے پھولون کا ہلنا عشوقان خوش چشم کا نگاہ کسی عاشق سے پھیر لینا نظر آتا غنچہ خلطر اُس جلے فرحناک کو دیکھ کر کھلجاتا یہ عالم وہان کا تھا کہ **نظم**

ہوئے وسعت مین ہر جا کے گر لکھون مین غزل / ہر صحن رہے سرسبز تا بروز شمار
زبس ہوا کو تراوت نے وان کیا ہے نثار / شرار سنگ مین ہے رشک دانہاے انار
گذر صبا کا جو ہو جاے اس چمن کی طرف / نہو سواے زمرد عقیق وان زنہار
جو نخل خشک کی تصویر کھینچے وان نقاش / ہر ایک شاخ وہین سبز ہو کے لائے بہار
غرض مین کیا کہون یارو چمن مین قدرت کے / عجیب ہے لطف کی اس قطعہ زمین پہ بہار
یقین ہے دل کو اگر ساکنان جنت سے / جو کوئی سیر کرے اُس دیار کا گلزار
زبس تماشے سے آنکھون کو وان نہو سیری / پلک کو موندنا نرگس کی طرح ہو دشوار

بیچ مین اُس صحراے سبز و خرم کے ایک چشمۂ آب بصد آب و تاب موجزن تھا فرط صفا و لطافت سے چشمۂ آفتاب پر چشمک زن کر میت زہے وہ بحر کہ خجلت سے جسکی چشمۂ خضر ہمیشہ پردۂ ظلمات مین رہے ہے چھپا ✦ **برق** و **ضرغام** یہ کیفیت دیکھتے جب بیچ صحرا مین ہوئے کچھ طائر اپنے آشیانون سے نکلکر اُڑے اور پکارے کہاے آنے والو جلد ترا پنا نام بتاؤ کہ تم کون ہو تاکہ ہم خبر تمھاری اپنے مالک تک جاکر دین **برق** نے اپنے دل مین کہا کہ یہ نور نے نہ بتایا تھا کہ اس بیابان کا کوئی مالک بھی ہے اب اُسنے تو ہم سے مفصل راز نہین بتایا مگر ہمکو عقل سے کام لینا چاہیے یہ سوچ کر اسنے جواب دیا کہ اے طائران صحرا اپنے مالک کو جاکر اطلاع دو کہ **نور** پیرہن مصاحبہ **ملکہ شعلہ چشم** آئی ہین یہ سنکر وہ طائر اُڑ کر ایک سمت گئے ایک ساحر ملازم **ملکہ شعلہ چشم شمشاد جادو** اس جنگل کا ملکہ مذکور کی طرف سے محافظ تھا اُسنے ایک بنگلہ بیچ نرگس زار مین صندل کا بنواکر سکونت اختیار کی ہے وہ جو تھے پہر بنگلے کے آگے بیٹھا سیر شب ماہ کی دیکھ رہا تھا اور مشغول بادہ خواری تھا کہ طائران صحرے جاکر خبر آمد **نور** بیان کی وہ خبر سنکر اپنے مقام پر سے اُٹھا اور قریب **نور** جب آیا تو اُسکو پہچانا کہ ہمیشہ ہمراہ **ملکہ شعلہ چشم** اُسکو دیکھا تھا بس پہچان کر سلام کیا اور کہا اے **نور جادو** تم سوقت کہان اُسنے کہا اپنے مقام پر چلو دم لیلون تو بتاؤن کہ کس آفت مین مبتلا ہون یہ وہان سے اپنی جگہ پر اُسکو لیچلا **برق** نے اس طرح ادا مین دلفریب اور مستی افزا دکھائین کہ دل اُسکا اُسپر فریفتہ ہوا یعنی کبھی چلتے چلتے پائنچے کلائی پر اس طرح ڈالے کہ پنڈلی تک کھولدی کبھی دوپٹہ ڈھلکا دیا کہ شکم و سینہ کھل گیا وہ سینہ کا اُبھار گات کی بہار دیکھکر دل اُسکا سینے مین ہلنے لگا پیٹ کا کھل جانا اُسین ناف کا مثل عقدۂ سربستہ در پیش آنا تھا وہ شب ماہ اور عالم تنہائی اور ایسی حسینہ و جمیلہ عورت ساتھ کہ بمقتضاے **مسدس**

ہوئے اُس قامت دلکش پہ قیامت صدقے / سرو جنت بھی اُسے دیکھ کے غش کھا کے گرے
پائنچے تھام کے جسکی مین وہ جسوقت چلے / ہوگئے بیہوش گرے جا پریون کے گرہ مین پرے
یہ ہو اُس زہرہ جبین ماہ لقا پر جوبن / صدقے جوتی کے ستارون پہ ہو سورج کی کرن

جانفزا ہو دم رفتار صدائے خلخال	وضع مستانہ ہو اور اسپہ ہو اک نازکی چال
پانو وہ نازسے جس جا پہ رکھے بدر کمال	خاک اُس جا سے کی لیجائے پری آنکھ مین ڈال
اتفاقاً کہین وہ نقش قدم دیکھو تم	آئینہ پھر نہ کبھی تا بعدم دیکھو تم

غرض اُس نقش مراد کو شمشاد نگار کے چبوترے پر لایا مسند پر تکلف پر بٹھایا گلابی شراب سرخ کی سامنے رکھی اور آہ سرد بھر کر پکارا کہ بیت مرضی جو آئی چرخ کی بیداد کی طرف ٭ مائل کیا دل اُس ستم ایجاد کی طرف ٭ اس شعبدہ پرداز نیرنگ حسن نے ہنس کر جواب دیا کہ شعر زندگی کیون نہو دے مجھے پر شاق ٭ یارب اعتماد دل مشتاق ٭ اسی طرح جب مطلق بیت یہ دو دو لطیفے جو باہم ہوئے ٭ اسی لطف سے یہ تو ہمدم ہوئے ٭ اسی گرمجوشی مین نور نے کہا ہم تو جاتے ہین جمشید بلائیگا تو پھر ملین گے ملکہ شعلہ چشم مقابلہ مین مہرخ کے گئی ہین وہان عیار زبردست ہین پس ملکہ کو یہ خیال وہان پہونچ کر آیا ایسا نہو کوئی جا کر لوح چشمہ سے نکالے آئے میری قضا بلائے مجھے سادہ لوح بنائے اس امر کو سمجھ بوجھ کر جا کر تو لوح چشمۂ مذکور سے لے آ چنانچہ مین چشمہ پر جاتی ہون اُسنے کہا اے ملکہ تم کیونکر چشمہ سے لوح نکالو گی اسنے کہا مردے تو باتین بہت نہ بنا چل میرے ساتھ دیکھ لے کہ مین کیونکر لوح لیتی ہون نے کہا تم جاتی ہو تو ہم کو کیا کیے جاتی ہو ہم یون ہی رہے ایکبار تو وصل سے شاد کرتی جاؤ اسوقت اس کافر کیش نے ہنس کر کہا فردا اب رہو گے اسی تمنا مین ٭ مفلو کو اپنا دھوکہ گر بیٹھا مین ٭ یہ کہہ کر اُٹھی تھی کہ شمشاد نے اُٹھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے ترک ستمگر تجکو ملکہ نے لوح کا کیا پتہ بتایا ہے اسنے جواب دیا کہ خوب کیا تجکو تو نے اویری آدمی بنایا ہے لوح چشمہ مین پڑی ہے کیا مین جانتی نہین ہون اُسنے کہا تو کس طرح تم ماہی کو باؤگی کچھ نشانی ملکہ کی تمہارے پاس ہے اسنے کہا اے شخص تو نے ڈیڑھ پہر باتون مین لگا کر اور زیادہ دیر کی میرے پاس نشانی ملکہ کی کیسی فرمان ہے اُسنے کہا وہ فرمان مجکو دو مین لوح تمکو منگا دون اسنے وہ فرمان جو بنایا تھا کمر سے نکال کر اُسکو دیا اُسنے پڑھا مضمون یہ تھا کہ لے سانپان بیابان نرگس زار بلور پیرہن میری ہمراہی وہان آتی ہے اسکو بھی دیکھ جلد روانہ کرنا مہر اُسپر شعلہ چشم کی دیکھ کر اور یہ مضمون پڑھ کر شمشاد اُٹھا اور نور بھی اسکے ساتھ ہوئی دونون کنارے چشمہ کے آئے شمشاد نے کچھ پڑھا کہ پانی نے اس چشمہ کے جوش مارا اور ایک مچھلی نے سر بدر کیا ہر فلس اُسکا مثل انجم آسمان چمکتا تھا اور رنگ نیر تابان سارا جسم دمکتا تھا قامت مثل انسان تھی بہت دراز تھا ہیچ حوت پر اسکو ناز تھا بس اس مچھلی سے اس ساحر نے کہا کہ اے ماہیان جادو ملکہ شعلہ چشم نے لوح مانگی ہے اب یا تو انکی قضا آگئی ہے یا ہو فی ہی زیادہ فتحیاب ہو نگی لوح یہان سے جائیگی وہ دشمن کے ہاتھ آئیگی لوح کا جانا یہان سے اچھا نہین لیکن ہمتو انکے دست بستہ حکم مین تم لوح دیدو اُس مچھلی نے کہا تمکو کیا ہی آگاہی ہے کہ ملکہ نے لوح مانگی ہے اسنے جواب دیا کہ فرمان انکا لیکر نور بیرہن جادو نہیں انکی آئی ہی یہ سامنے موجود ہیں اس کلام کو سُنکر اُس مچھلی نے انگڑائی لی اور لوح اُگل دی نور نقلی نے دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی ایک طلسم کھدا سبز اسپر کندہ ہے پڑھا نہین جاتا ہے اسنے اُس لوح کو لیکر گلے مین پہنا اور ہمراہ شمشاد چبوترے پر آیا یہان ضرغام نے انکے بعد جانے کے تمام شراب مین بیہوشی ملا رکھی تھی اور چپکا بیٹھا تھا جب یہ دونون آئے اُسنے اشارہ برق

سکا کہ میں اپنا کام کر چکا ہوں برق اسکا اشارہ سمجھا اور ہنسکر ساحر سے کہا کہ ارے موے اب تو مجکو جلنے کیوں
نہیں دیتا آخر تیرا مطلب کیا ہو اسنے جواب باصواب اسطرح جمشید کا نہ ترسا و بت ترسا ذرا سینہ سے لپٹ جا اسنے کہا
مر دے ذرا حواس میں آ صاحب میں لوح لینے گیا تھا تمکو مستی سوجھی ہے ملکہ لاکھوں ہیں اب جہاں وہ مجکو بھیجا کرینگی وہاں کے
لوگوں کی منتیں جھو رہونگی تم خوب مزے میں آئے کیا کیا جسے کہنے لگے ساحر یہ باتیں سنکر مستی کی لے لگایا اور سر دھننے لگا اور
گویا ہوا کہ **بیت** دلکو ٹکڑے نہ کریئے آئینہ رو ہاتھوں ہاتھ :: ہم پہ جنس یہ وہ نہیں جو ہوئے رفو ہاتھوں ہاتھ
اُسکی منت کرنے سے یہ عیار مسکرایا اور جام شراب سے لبریز کر کے اُسکے منہ سے لگایا وہ سمجھا کہ اب یہ راضی ہوئی ہے
وہ ساحر بے اندیشہ انجام پی گیا پیتے ہی گھبرا کر اٹھا کہ ارے یہ کیا تو نے پلا دیا اٹھنا تھا کہ مار طمانچہ پہونچی نے سر نیچے
پاؤں اوپر برق نے قتل کرنا اسکا اسمقام پر مناسب نجانا کہ سمجھا تمام سحر سے بھرا ہوا ہے جو چشمہ سحر موج مارتا ہو مبادا
تم اسیر بلا ہو جاؤ اور لشکر تمہارا کام آجائے لوح لیکر تم نہ پہونچ سکو پس بہتر مصلحت اُسکو اور بھی زیادہ بیہوش کر کے اُسکے
بنگلے کے لیجا کر لٹا دیا اور باہر سے آکر دروازہ بند کر کے اپنا راستہ لیا اُدھر اُس نرگس زار کے ہو چکے تخت اپنا ساحروں
سے طلب کیا وہ تخت لیکر حاضر ہوئے یہ دونوں تخت پر بیٹھکر حکم فرما ہوئے کہ جلد ہمکو لشکر حیرت میں لیچلو کہ وہیں ملکہ
شعلہ چشم ہیں ہم انکا کام پورا کر چکے ساحر تخت اڑا کر حسب الحکم روانہ ہوئے اس اثنا میں وہ ہنگام آگیا کہ لوح زرین آفتاب
کو ماہی مشرق نے اُگلا اور شراب سرخ شفق سے ساحر شب بیہوش گیا کہ ظلمات شب کا مطلع ہوا صاف ::
نکل آیا ورق گردوں کا شفاف :: ہوا جب سحر جسدم ہویدا :: ہوا اُس سے عمل خورشید پیدا :: تخت ان عیاروں کا لیکر ملازم
ثانی سلیمان ہیں ہوا پر اڑتے ہوئے سن سن اڑتا ہوا نسیم سحری سے باتیں کرتا جاتا تھا تھوڑی عرصہ میں قریب لشکر مہرخ نامور
پہونچا اسوقت اپنے تخت زمین پر اُتروا کر ساحران نو ملازم سے کہا کہ اب تمسے صاف حال کہا جاتا ہے وہ یہ کہ ہم عیاران
طرفدار ملکہ مہرخ ذی وقار ہیں نور جادو نہیں ہیں لشکر ہمارا آتش سحر میں محصور تھا اسوجہ سے ہم بیابان نرگس میں ایک
کام کو گئے تھے اب تمکو نوکری کرنا ہو تو اطاعت اسلام کی اختیار کرو ورنہ اپنا راستہ لو تمنے ہمارے ساتھ احسان کیا
اس سبب سے ہمنے تمکو قتل نہیں کیا ورنہ ہم ساحر کو مار ڈالتے ہیں یہ مضمون سنکر اُن ساحروں کے ہوش منتشر ہوئے کہ کیا
زبردست لوگ ہیں آخر کچھ سوچکر عرض پیرا ہوئے کہ ہم آپکے مطیع فرمان ہیں جو آپنے فرمایا ہمکو بدل قبول و منظور ہے
اسنے اُنکو امیدوار مراحم و بہبودی فرما کر حکم دیا کہ اب تخت کو میرے لشکر حیرت میں لیچلو وہ سحر خوان ہوئے کہ تخت بلند
ہوا اور خام تو یہاں سے علیحدہ ہو گیا اور اُسکا تخت چلا وہاں ہنگام سحر ملکہ حیرت سریر حکومت پر آکر بیٹھی تھی شعلہ
چشم بھی اسکی بارگاہ میں آئی تھی سردار جمع ہوتے جاتے تھے ذکر ہو رہا تھا کہ نور کہیں ابھی تک نہیں پھری دیکھیے
شہنشاہ کیا حکم دیتے ہیں اسی تذکرہ میں یکایک غلغلہ ہوا کہ نور جادو آئیں لوگ دوڑے اور بھی در بارگاہ پر تخت آکر
اُتری اسکی کنیزیں جو یہاں تھیں باہر نکل آئیں اور خوشی کرنے لگیں کہ بی بی آئیں ہاتھوں ہاتھ اُسکو اُتارا یہ اُترکر اندر
بارگاہ کے آئی اور شعلہ چشم و حیرت کو تسلیم کی پھر ایک نامہ بادشاہ طلسم کی مہر کا کمر سے نکالکر ملکہ شعلہ چشم کو دیا اسنے
پڑھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ ہم تمسے بہت خوش ہوئے کہ تمنے گمراہوں کو سزا دی ہر چند کہ سب باغی لائق رحم نہیں

کہ میرا دل اُنکے قتل کو نہین چاہتا ہو لیکن اب کلیجہ پک گیا اب ضبط نہین ہو اسلیے کہ تمکو اجازت دی جاتی ہو کہ کام
اُن سب کا تمام کرو اور نام و نشان ہر ایک کا صفحۂ ہستی سے مٹا دو یہ مضمون پڑھکر شعلہ چشم بہت خرسند ہوئی اور حیرت
کو وہ نامہ دیا اس نے بھی پڑھا پھر شعلہ نے نفیر سحر کو دم دیا لشکر مین اُسکے کمربندی ہوئی یہ بھی باہر نکلکر سوار
ہوئی حیرت کو بھی اپنے ساتھ لیا اب پھر وہی ہنگامۂ فیروزی کا زمانہ آیا لشکر ڈنگا چلنا نفیر دکرنا کا بجنا باجون کا غل
اُٹھنے ہو کی صدا بلند سحر کی نیرنگیان ظاہر طائران سحر کا اُڑنا عجب غلغلہ برپا تھا اسطرح میدان جنگ مین پہونچکر
پشت میل پہ تمام لشکر اپنا شعلہ نے ٹھہرایا اور حیرت سے کہا کہ اب مین سبکو غارت کرتی ہون اُسنے کہا مین تو خود
یہ چاہتی تھی لیکن شہنشاہ سے ناچار تھی اچھا تم اپنا کام کرو اسنے یہ سُنکر چاہا کہ سحر کرے اُسوقت نور بیر من جو
اپنی کنیزون سے طاؤس بنوا کر سوار ہوئی تھی اور برابر ملکہ کے تذکرہ کرکے استادہ تھی ملکہ سے گویا ہوئی کہ آپ کیون تکلیف
فرماتی مین سبکو ایک آن مین قتل کیے ڈالتی ہون یہ کہکر طاؤس اپنا کنیز سے کہکر آگے بڑھوایا اور شعلہ سے کہا کہ آپ
میرے ساتھ آئیے وہ اسکے ہمراہ ہوئی اور یہ سامنے اُس میل کے آئی اور عرض پیرا ہوئی کہ میرے سحر سے ملاحظہ
فرمائیے گا کہ کیا آفت آتی ہو ایک تو زندہ نبچیگا نہین اب حضور ایک کام کرین کہ گھڑی بھر گردن جھکا کر اور آنکھین
بند کرکے استادہ ہون پھر جو آنکھین کھولیے گا تو نیا تماشہ دیکھیے گا ملکہ اسکے کہنے سے آنکھین بند کرکے گردن جھکا کر
کھڑی ہوئی اسنے تختی کمر سے نکالکر خنجر پر مس کی اور اُس میل کے قریب جا کر عکس تختی کا اُسپر ڈالا یکایک صدائے
مہیب آئی کہ تمام لشکریون کے دل ہل گئے اور وہ میل جسطرح پہلے غبار کا بنا تھا ویسے ہی بگولے کی طرح چکر کھاتا
جانب زمین چلا اور زمین پہ پہونچکر غائب ہوا وہ جو شعلے ہر سمت نکلتے تھے وہ پھکر ایک سمت کو جاکر بجھ گئے
اور وہ دریائے آتش بھی غائب ہوگیا صدائے مہیب جو آئی تھی تو شعلہ نے ڈر کر آنکھین کھولدین اور گردن اُٹھائی
تھی یہ سامان نظر آیا تھا کہ میل سحر کا برباد ہورہا ہے یہ دیکھکر حیران تھی کہ نوربیر اُسکو برباد کرتی ہے یا دشمنون کو
مارتی ہے یہ تو حیران تھی اُدھر برق لیکے ان دونون ساحرون سے کہ جنکو ملازم کرکے لایا تھا کہہ چکا تھا کہ میری
خبر رکھنا وہ بھی اس لشکر کے ساتھ طائران سحر پہ سوار ہوکر آئے تھے میل کو غائب ہوتے دیکھکر آگے بڑھ آئے
اور شعلہ چشم آگے بڑھی یہ کہتی ہوئی کہ ٹھہر نوربیر تو نے کیا کیا اُدھر سے برق آگے بڑھا یہ کہتا ہوا کہ باتش اور قہر کہان
جاتی ہے میرے ہاتھ سے یہ کہکر لوح نکالکر اسکو دکھائی لوح کے دیکھتے ہی ایک چیخ اسنے ماری اور میل کے غائب ہونیکا
لشکر کا بھی اُسکے سامنا تھا سارا لشکر بھی حیران تھا کہ یہ کیا تماشا ہو رہا ہے اب جو اسنے چیخ ماری لشکری اللہ کُن مین
دور حیین کرنے لگے ملکۂ عالم کو کیا ہوا کوئی بولا کہ سحر بہت زبردست کیا تھا کچھ اُسمین فرق پڑگیا کوئی گویا ہوا کہ سحر اُلٹ گیا
غرضکہ لشکر تو اس دھوکے مین تھا اور تختی دیکھکر شعلہ چشم چاہتی تھی کہ بھاگ جائے لیکن برق کب جانے دیتا تھا پاس
تو پہونچ چکا تھا خنجر مس شدہ لوح جو مارتا ہے گردن پر اسکی پڑا کر سر کٹکر دور گرا صدائے شور نشور برپا ہوئی آندھی
پانی آیا ہنگامہ مہیب ہوا پیرون نے غل مچایا کہ مارا شعلہ چشم کو برزندان جادو کو اسی ہنگامہ مین برق نے
نعرہ کیا کہ منم مہتر برق فرنگی ساحر خسرو اُسپر پیکے اُسوقت وہ دونون ساحر ملازم شدہ بچہ بنکر جو گرے علیم

مذکو کو لیکر بلند ہو گئے اور ایک جنگل میں لاکر اُتار دیا اُسنے ان ساحرونکی بہت تعریف فرمائی اور کہا اب ملکۂ مہرخ
رہا ہوئی ہین انکی ملازمت کراکر تمکو خطاب اور عہدہ دلواؤنگا یہ کہکر زفیل عیاری بجائی کہ ضرغام عیار بھی آگیا
آن دونون ساحرون کو ہمراہ لیکر یہ عیار اپنے لشکر کی طرف چلے کہ آؤ چلکر حال دشمن کی فوج کا دیکھیں ادھر تو
یہ ماجرا گذرا اُدھر لشکر ملکۂ مہرخ کا جو حصار آتش سے چھوٹا اور اسنے جو سامنے لشکر حریف مسلح پایا فوراً ادھر سے
سحر کے لیکر حملہ کیا اُدھر سے توسن وقار سپہ سالاران شعلہ حشیم بڑھے لیکن تمام فوج بیدل ہو رہی تھی اور
ہر ایک کو خوف اپنی جان کا پیدا ہو گیا تھا کہ اب جو اتنی بڑی ساحرہ ملکہ شعلہ حشیم ایسی مار ڈالی گئی تو ہمارا بچنا
مشکل ہے ہر چند کہ سب کو خوف تھا مگر سپہ سالارون کے بھڑ جانے سے لشکری بھی حملہ آور ہوئے پھر تو جادو کی
چوٹین چلنے لگین منترون کی گھوٹین پڑین اتش سحر نے ترش رو دلیرون کے دانت کھٹے کر دیے تھے شربت اجل سے
پیٹ بھر دیے تھے ترنج سے تو رنج پیدا ہی تھا چاشنی مرگ چکھا کر جان شیرین لیتا تھا ناریل ہر ایک پل کو
نار میں بھیجتا بیر سحر کا پھینٹ نہ پاتا تو کلیجے کا لہو گراتا کلوا سر پہ کھیل جاتا ساحر تو اپنا کرتب دکھاتے تھے بہادر
ہنر شجاعت کے ظاہر کرتے داد گھوڑی پاتے تھے زبان شمشیر کے دہ نعرے گرما گرم تھے کہ سنگدل موم
کی طرح نرم تھے ہر ایک ناری فی النار تھا موت کا گرم بازار تھا گھاٹ نے تیغ کے نام آورونکا نام ڈبو دیا
تھا نیزون نے کجبازون کو سیدھا جہنم میں بھیجا تھا ضرب سے گرز کی سر تھا نہ بھیجا تھا سحاب باران تیر نے
حریف کو ٹھنڈا کیا تھا اس جنگ کا یہ ہنگامہ تھا کہ **نظم**

برآشفتند این دو لشکر بہم
بران بوم کس جائے رفتن نیافت
خدنگے برآمد زہر پہلوے
گذشتند چندی بہ باران تیر

جہان شد ز پرخاش جویان دژم
زباران تیر زمین و باران تیر
نگشتند ہمدیگر ہر سوئے

زمین آن سپہ راہی برنتافت
زمین شد زخون چون یکے آبگیر
زن و کودکان شان ببرند اسیر

اسی شورش جنگ میں توسن وقار سپہ سالاران لشکر شعلہ واصل جہنم
ہوئے بقیۃ السیف فوج نے راہ گریز اختیار کی جب لشکر میں بھگدڑ پڑی ملکۂ حیرت نے طبل امان بجوایا کیونکہ اسکو
حکم شاہ طلسم کا ہر رزم نہ تھا غرض مہرخ بھی شادان و فرحان ہزارون کو قتل کر کے مراجعت فرما ہوئی لشکر تمام
آرام پذیر ہوا سردار ہر ایک شراب عشرت پینے لگا عیار بھی بارگاہ میں آئے مہرخ نے برق و ضرغام
کا بہت شکریہ ادا کیا اور انعام میں بیشمار لعل و زر دیا ان عیارون نے ساحران نو ملازم کی سفارش کی ملکہ نے
انکو خطاب و خلعت سے سرفراز فرما کر ملازم کیا اور عیش و عشرت قیام پذیر ہوئی اُدھر حیرت رنجیدہ و غمگین ہمراہ
آمد شاہ طلسم ٹھہری اُنکو اس جگہ چھوڑ کر حال فرزند رشید عمرو سنیئے **بیت** گرم گرم از بادہ من مغز را : تو بسیم کیے قصۂ
نغز را : چہرہ پردازان عرائس خیال شاہد بیان کو اسطرح جلوہ پذیر حجلۂ تحریر میں فرماتے ہین کہ جب شہنشاہ اقلیم
عیاری و سپہ سالار عسکر نصرت اثر مکاری و طراری نمائی پرند صدائے اخیلسوفی و گل شاداب گلشن عمرو بن امیہ ضمیری
افسر افسران و بہتر بہتران اعنی عیار لاثانی بادشاہ سلیمانی کو وے ہمراہ شاہ طلسم روانہ ہوا تو یہ بھی فتنہ زیر قلعہ شعلہ در آرام

پہونچا اور اسجگہ بادشاہ رات بھر رہا تھا یہ بھی صورت بدلکر شب بھر عیاری میں بھر اکیا لیکن پنجہ اسکا قابض نہ ہوا ہنگام سحر جب شعبدہ پرداز روزگار نے شعلۂ آفتاب فرش اطلس سبز فلک پر چمکایا اور ہمرا سے کواکب کو نابود فرمایا کہ بیت فروغ صبح کے سامان دیکھے :: کواکب چند دم مہمان دیکھے :: صبح کو شعلہ وار تو لشکر لیکر بہر رزم ملکہ ماہرخ روانہ ہوئی جیسا اوپر بیان ہو چکا بعد اسکے جانیکے شاہ جادوان بھی بیابان سے روانہ ہوا اسکے ساتھ بطور مخفی عیار مسطور بھی چلا اور تیز روی کرکے اُس سے کچھ دور آگے جاکر ایک مقام پر ٹھہرا اور بشاطلگی عیاری صورت اپنی شکل زن پریسیما دختر جمال بنانی سر سے پانو تک آفت کا پرکالہ حسن حسینان روزگار سے زالا قیامت خیز جسکا قد بالا مختصر یہ کہ اُس دختر کی نسبت یہ کہا کہ مس

وہ حسین ہے کہ نہیں اُسکا زمانے میں جواب — داغ کھاتا ہے اُسے دیکھ کے ہر شب مہتاب
رخِ نازک کو نہیں ہے نگہ گرم کی تاب — چشم خورشید سے بھی اُسکو ہے منظور حجاب
شمع قامت سے نہیں گرم شبستان ابتک — رشتۂ روشنی ہے چراغ تہ دامان ابتک
جلوہ اُس حسن خداداد کا جو آئے نظر — ٹکٹکی باندھ لے نرگس نہ رہے تن کی خبر
کرے اُس چشم فسون ساز کا افسون یہ اثر — اختیار اپنا نہ دل پہ نہ رہے قابو میں جگر
رونق بزم جو وہ آئینہ تمثال ہو جائے — دل بیتاب کا حیرت سے عجب حال ہو جائے

اس صورت سے آراستہ ہوکر لباس پر زر زیب قامت فرمایا مگر نہایت دریدہ شکستہ اور میلا جابجا سے چاک سر پر گرم سے خاک گریبان پھٹا ہوا سینہ کھلا ہوا ایک آہ جانکاہ ایکطرف بیٹھکر زار زار برنگ ابر بہار رونے لگا برق کیطرح بیتاب تھا اور رعد آسا شور فریاد بلند کرتا اشکون سے جنگل سینچنے لگا سیل گریہ سے بیابان سیراب فرماتا تھا اس اثنا میں شاہ جادوان پران اُس مقام پر پہونچا اس مہر طلعت کو کسوف رنج میں مبتلا دیکھکر مستفسر حال ہوا کہ اے غنچہ دہن و نازک بدن کس ستمگر ظالم نے بلبل گلزار تو مصروف نوحہ و شیون ہے کونسا تجکو رنج و محن ہے اُس گلعذار نے آنسو پونچھکر بادشاہ کی طرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے بھر کر کہا شعر
ہوتا ہے وہ آخر شدنی ہوتا ہے :: اپنی تقدیر کے لکھے کو ہر ایک روتا ہے :: از بسکہ میں طلسم کی رہنے والی ہون اس سبب سے پہچانتی ہون کہ آپ بادشاہ ہین یہ بوجہ ماجرائے غمزہ اندوہ و سانحہ الم آلود اپنا عرض کرتی ہون اور کسی سے ہرگز میں کلام نہ کرتی اے بادشاہ عالیجاہ و شہنشاہ کیوان کلاہ خزان آفت دہر نے میرے باغ پر بہار کو لوٹا ہے گھر بار عزیز و اقارب ہر ایک مجھسے چھوٹا ہے وہ ان کوہ سلیمانی میں میرا مسکن تھا میرا باپ بھی ملازم ملکہ سلیمان پر محن تھا اب میں تنگ خاندان آوارہ و سرگردان اس بیابان میں بحالت پریشانی پھرتی ہون ہر قدم پہ ضعف سے گر گر پڑتی ہون نہ وہ شوکت ہے نہ شان جھمیلا مصیبت کا سامان ہے سچ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ بیت بسیار کباد اتم ہو ہر دوان زمانہ جائے آسائش کہان ہے :: چالاک نامے ایک عیار سفاک میرے گھر پر آیا اور مکر سے شوہر و پدر کو میرے خواب گاہ عدم میں اُسنے سُلایا سب گھر لوٹ لیا ہر ایک کو قتل کیا میں سخت جان بھاگ کر زندہ بچی جو اس مصیبت میں غمگسار کرنے کوئی دوست ہو نہ غمزدہ ہمدم مونس بیکسی و تنہائی یار ہو بادشاہ طلسم اسکی صورت زیبا دیکھکر قتیل خنجر ابرو دو خیر و غزا

ہو چکا تھا حال پر ملال اُسکا سُنکر سمجھا کہ وہ عیار ملکہ سلیمان کو قتل کرکے گھر گیا ہوگا بیشک بیان اسکا صحیح ہے گزند اسکو پہونچا ہوگا یہ سوچ کر دست شفقت اُسکے زنخدان تلے رکھا اور کہا اے عزیزہ عاشق نیچان تیرا عوض اُس عیار سے مین لونگا تو غم نہ کھا وہ ستمگر بادشاہ کو مائل دیکھکر ناز و کرشمہ دکھانے لگی غنج و دلال سے بادشاہ کے دل کو لبھانے لگی بادشاہ کا بھی یہ حال ہوا کہ

نظم

ہوا برہم مزاج نوجوانی　　نگاہ شوق نے کی مہربانی
نگہ پہونچی جو سوئے سینہ صاف　　نظر آیا کچھ اُبھرا طور شفاف
قریب بختگی پستان کو پایا　　ہوس نے اور ہی مطلب سمجھایا
گھر آیا ابر مستی جابجا سے　　لگی لو اُٹھنے شمع ساق پا سے

اس زن مصنوعی نے بھی غمزہ کرنا آغاز کیا یہ نقشہ اسکا بھی تھا کہ **بیت**

زلف ایمائے دل سے گر بہکتا + سخن تا لب حیا سے آنہ سکتا + اسی گرمجوشی اور اختلاط مین بادشاہ کو یہ خیال دامنگیر ہوا کہ ایسا نہو یہ مہوش بھی عیار ہو کیونکہ بادشاہ کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا تھا بس یہ خیال آتے ہی بنگاہ گرم سحر آلود اُسکے جانب چالاک دیکھا فوراً بیرون نے سوکے خبر دی کہ یہ چالاک عیار ہے بادشاہ یہ معلوم کرکے نعرہ زن ہوا کہ او دغا عیار پہچانا مین نے تجکو عیار موصوف نے چاہا کہ خنجر کھینچکر اسکے مارون مگر بادشاہ نے سوچا کہ یہ جیسی حرکت ہوگیا شاہ نے چاہا کہ مار ڈالون لیکن بموجب مثل چالاک کے سائیان مار نہ سکے کوے + بال نہ بیکا کر سکے کہ دو جگ بیری ہوے + بادشاہ کو خیال آیا کہ باپ بھی اسکا قید ہے اسکو اُسکے سامنے اور اُسکو اسکے سامنے قتل کرنے مین زیادہ لطف ہے کہ داغ بالائے داغ جگر دشمن پر پڑے بس ایسا کچھ تجویز کرکے اسنے افسون پڑھا کہ زمین سے غبار اُڑکر بلند ہوا اور لمحہ بھر مین پھیل کر بارہ دری کی طرح نظر آنے لگا چھت بھی اُسکی خام تھی اور بارہ دری کچھ بنے تھے اور باہر سے وہ بالکل گول مثل گنبد کے دکھائی دیتے تھے بس اُس بارہ دری مین اس عیار کو اُٹھا کر اُسنے ڈال دیا اور پھر دستک دی کہ باہر سے سب در اُسکے بند ہوگئے اب بالکل ایک بگولہ زمین سے اُٹھتا ہوا نظر آتا تھا جب تدبیر کر چکا تو کچھ سنگریزے اُٹھا کر سحر اُن پر دم کرکے ایک سمت کو پھینکے وہ سنگریزے طائرِ خوشرنگ بنکر اُڑگئے گھڑی بھر کا عرصہ گذرا تھا کہ آندھی سیاہ آئی ظلمت خراب آباد عالم مین چھائی جب وہ آندھی موقوف ہوئی ایک تخت طلائی روے ہوا سے نیچے اُترا اس تخت پر ایک عورت پریزاد کو سوار دیکھا کہ جمال مہر تمثال اسکا آئینہ رویان کے رخ شفاف کو زنگ کدر فرماتا تھا بال اُسکا ہر ایک آئینہ رخسار حوران کا جوہر نظر آتا تھا پیشانی کی صباحت دیکھکر نور صبح ایسا شرماتا تھا کہ شفق صبح نہ کہنا چاہیے جگر خون سحر کا ہو گیا تھا یا چشم روزگار مین خون اُتر آیا تھا رخسار تابان اُسکا شمع بازند آتش پرستان یا مصحف بہر تلاوت مسلمانان چشم فتنہ خیز کے گوشہ مین قیامت نہان اسی طرح ہر اعضا اُسکا صانع قدرت نے اپنے ہاتھ سے بے مثال بنایا تھا چھاتیون کو اُسکے قبہ دین یا شش گاہ عاشقان کا نجانہ کیا تھا غلط غلط یہ تشبیہ کچھ نہین وہ چھاتیان دو دمہ میدان جنگ تھیں اور دو دمہ کی آڑ چھاتی تھی دل عشاق کا صبر مٹانا چاہتا تھا شکست تاب و توان تاکی تھی کہ **ابیات**

طول ہوگا جو سراپا کا یہان ہو مذکور		مختصر یہ کہ سراپا تھی وہ اقدر کا نور

دعوے حسن کرے اس سے کوئی کیا مقدور — کرم شب تاب نہ چمکے مہ تابان کے حضور
شمع کا گل ہو مقابل گل شاداب کیا — نسبت ذرہ ہے خورشید جہانتاب سے کیا

اُس مہ پارہ نے ہلال آسا خم ہوکر بادشاہ کو تسلیم کی بادشاہ نے ہنس کر فرمایا کہ اے سلطان جادو تمھارا مزاج اچھا ہے
اور سلیمان تاجدار جادو و سرشار ساغر پیالۂ جادو اچھی ہیں اُس شوخ نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں بھی اور وہ دونوں
کنیزیں بھی جناب عالی کی جان و مال کو دعا کرتی ہیں آج نہیں معلوم کیا تھا جو حضور اس طرف تشریف لائے اور آئے بھی تو کنیز
کے غریب خانہ کو نہ سرفراز فرمایا اس جنگل میں ٹھہرے یا سامری میرے گھر سے ایسا انکار بادشاہ نے کہا تمھاری جان کی
قسم میں تمھارے ہی یہاں آتا تھا دو سبب سے اس جگہ ٹھہر گیا ایک تو یہ کہ یہاں سے کچھ دور پر ایک چشمہ ہے کہ اُس چشمہ پہ
ایک روز سامری آئے تھے اور اس کے کنارے انھوں نے پیشاب کرکے اُسی میں اپنے پاؤں دھوئے تھے پس میں اُس چشمہ میں
نہانے جاتا تھا اور دوسرا سبب یہ کہ راہ میں ایک آفت روزگار سے اور مجھ سے سامنا ہوا اُسنے مجھکو روک رکھا چنانچہ
اُس قضا مبرم کو اس گنبد بے در میں میں نے قید کیا ہے اور تمکو اُسکی حفاظت کے لیے بلایا ہے اُس نازنین نے آگے بڑھ کر
دامن بادشاہ کا تھام لیا اور اٹھلا کر کہا جمشید کی قسم اب میں آپکو کہیں نہ جانے دونگی میرے گھر چلیے پھر جہاں جی چاہے
جائیے گا بادشاہ نے کہا میں قسم کھاتا ہوں کہ اُس چشمہ میں غسل کرکے میں تمھارے قلعہ میں ضرور آؤنگا تم اس گنبد بے در کی
حفاظت کرو اور اگر اپنے مکان پر جانا تو بہت احتیاط اسکی نگہبانی میں کرنا کیونکہ اسمیں وہ افعی پر زہر بند ہے کہ جس کے
کاٹے کا منتر نہیں اور وہ آتش ایسی مخفی ہے کہ جس نے خانمان ساحران پھونک دیے ہیں ملکہ نے کہا آخر بتلائیے تو کہ اسمیں کون
مقید ہے شاہ نے کہا چالاک عیار بیٹا عمرو کا ملکہ نے کہا خیر معلوم ہوا اچھا آپ جائیے اپنا قیدی مجھ سے لیجیے گا اور اے شہنشاہ اگر
آفت کوئی اس گنبد پر آئے یہ قیدی اسکے اندر کوئی فتور اٹھائے تو یہ کنیز اس گنبد کے اندر کیونکر جائے پس اپنا رد سحر کرنا مجھکو تعلیم فرمائیے
جائیے اور کچھ اندیشہ دل میں نہ لائیے اور میں یہاں سے اپنے قلعہ میں جاتی ہوں آپ وہیں تشریف لائیے گا میں نگہبانی اس قیدی کی
بخوبی کروں گی بادشاہ نے فرمایا کہ تمھارا ٹھہرنا یہاں بہت انسب ہے اُسنے کہا آپ مطمئن رہیں خواہ میں رہوں یا نہ رہوں
بادشاہ یہ سنکر وہاں سے روانہ ہوا اور اس ساحرہ نے سحر پڑھا کہ کئی ہزار پتلا سحر کا پیدا ہوا اور از بسکہ بادشاہ چلتے وقت
رد سحر کرنا اپنا اسکو بتا گیا تھا اُس نے سحر کا رد پڑھا تو اُس بارہ دری میں پھر دروازے پیدا ہوے اور اُسنے عیار کو بھی
دیکھا کہ ایک شخص دبلا پتلا نہایت حقیر نحیف و بے حرکت پڑا ہے اُسنے دل میں کہا کہ بادشاہ اس ضعیف الجثہ لاغر اندام کی
بہت تعریف کرتے تھے یہ مشت استخوان سے کیا ہو سکتا ہوگا یہ سوچ کر ہر دروازے پر پتلہائے سحر بٹھائے اور چاہا کہ پھر اس
بارہ دری کو غائب کر دے چالاک نے بھی اس ساحرہ کو دیکھا اور بادشاہ ساحران کو نہ پایا پھر عیاری سے گوہر مکاری
نکالا اور دام تزویر میں نہنگ فطرت کو گرفتار کیا وہ یہ کہ زبان سے کام لیا آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور شکایت
چرخ کجرفتار میں اپنے حسب حال یہ اشعار زبان پر لایا اور چونکہ اشعار مؤلف کے ہیں اسلیے درد آلود ہیں اشعار

جور گردوں سے ہوا گلشن عالم کا یہ حال — جنبش برگ یہ ہے دل کے تڑپنے کا خیال
داغ کی شکل نظر آتے ہیں گلشن میں گل — نالہ کش دیکھیے ہے باغ میں جان بلبل

صرصر قہر سے ہر نخل ہے نخل ماتم ابر اندوہ گھرا آتا ہے غافل ہر دم
کف افسوس ہوے چرخ کے ہاتھوں پتے داغدار ہوگئے تن دیکھیے طاؤسوں کے
ہوا صد برگ کا بھی رنج سے رخ سارا زرد داغدار ہو گیا لالہ بھی اٹھا دل میں یہ درد
چشم نرگس کو یہاں ہر گھڑی حیرانی ہے زلف سنبل کو جو دیکھا تو پریشانی ہے

ازبسکہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہے جسکو حسن داؤدی خدا نے عنایت فرمایا ہے یہ بھی ایسا جمیل لگتا ہے زہرہ کا تو نہ ہو جہ
خیال اسکے سامنے سمجھا جاتا ہے لہٰذا ان اشعار میں ایسا درد بھرا تھا کہ ساحرہ کے آنسو نکل آئے کیونکہ اسنے کبھی ایسی
صدائے خوش نہ سنی تھی بس بیتاب نہ قریب **چالاک** بن عمرو آئی اور کہنے لگی کہ اے گرفتار اندوہ و مصیبت
اگر میں تیری خطا شہنشاہ سے معاف کرا دوں تو مجھکو کچھ گانا تو بتلائیگا اور تعلیم بطور معقول دیگا مجھ سے دغا تو نہ کریگا عیار مذکور نے
کہا اے ملکہ یہ آپکا خیال سراسر بیجا ہے کوئی بھی اپنے محسن کے ساتھ برائی کرتا ہے مگر بادشاہ مجھکو کسی طرح نہ چھوڑیگا
ایسا مجھکو دشمن سخت وہ جانتا ہے کہ کسی کی سفارش نہ مانیگا مگر آپنے جو میرے حال پر رحم کیا ہے اور میرا حال پوچھا ہے
تو اب مجھکو بھی لازم ہے کہ ایسی چیز آپکی نذر کروں جس کے سامنے سلطنت ہفت اقلیم کی بے حقیقت ہو اے ملکہ اگر
تم خوف نہ کھاؤ اور میرا آشنا اعتبار کرو کہ یہ جرائی نہ کریگا تو ہاتھ میرے دونوں قابو میں میرے کر دو تو میں ایک طاؤس
اپنی کسوت سے نکالکر تمکو دوں کہ وہ زمرد کا تراشا ہوا ہے اور داغ اسکے جسم پر یاقوت سے بچی کیے ہیں بولے سے
اس مور کے رنگ شہاب کا جسمیں سونا جل گیا ہے کل دبانے سے نکلتا ہے اور آنکھوں سے اشکی گلاب کیوڑا
بید مشک کا فوارہ چلتا ہے اور منھ سے اسکے شراب ارغوانی و زعفرانی نکلتی ہے اور زمین پر ایکبار اسکو ز دیسے
اگر رکھدو تو کمر کے پاس پروں میں چھپی ہوئی ایسی کل لگی ہے کہ وہ ناچنے لگتا ہے شاہان روے زمین کو ہمیشہ ایسی
نادر شے کی تمنا رہتی ہے کہ ملے مگر ممکن نہیں ہوتی یہ بادشاہ لشکر مسلمانان کو خدا نے شرف دیا ہے کہ ان کے ادنی ترین
ملازموں کو یہ چیزیں میسر ہیں میں یہ تحفہ شاہ کوکب کے لیے لایا تھا لیکن جانتا ہوں کہ شاہ جادوان مجھکو زندہ نہ چھوڑیگا
پھر وہ تحفہ نایاب آپہی کے کام آئے تو بہتر ہے **سلطان** ایسی نایاب چیز کا بیان سنکر بہت مشتاق ہوئی اور عمرو کا
رد پر مجبور کر ہاتھ اسکے قابو میں کر دیے اسنے کمر میں ہاتھ ڈالکر پہلے ایک تختی الماس کی نکالی اور کہا ابھی لاحول ولا قوۃ
نہیں معلوم کیا ہے کہ جس چیز کو ڈھونڈھتا ہوں نہیں ملتی ہے اس تختی میں ترتیب ایسی تھی کہ ساحرہ کی نگاہ خیرہ ہوئی اور
پکاری کہ دیکھوں یہ کیا ہے اسنے کہا یہ تمہارے کام کی نہیں ہے تم طاؤس مجھ سے لو اسنے کہا تم جبتک وہ نکالو میں
اسے دیکھوں یہ کہکر وہ تختی اسکے ہاتھ سے زبردستی لی اسمیں دیکھا تو دو تین سوراخ بھی ہیں پوچھا یہ چھید کیسے ہیں
اسنے کہا اے ملکہ یہ تختی بھی عجب صفت رکھتی ہے یہ جو اسمیں سوراخ ہیں انمیں عطر سلیمانی بھرا ہے جو کوئی اسکو
سونگھے تو پریاں ناچتی دکھائی دیں **حمزہ** بدرد قاف سے اسکو لایا تھا کسی حکیم نے اسکو بنایا ہے یہ ماجرا سنکر ساحرہ
نے بصد اشتیاق اس تختی کے ایک سوراخ کو نتھنوں سے لگایا اور خوب اچھی طرح سونگھا چھینک مارکر بیہوش ہوگئی عیار
مذکور نے اسکو کمند سے باندھا کیونکہ ہاتھ اسکے قابو میں تھے اور وہ قریب اسکے بیٹھی تھی غرض اسکو باندھکر زبان

مین اسکی سوزن دیا اور اُسکو ہوشیار کیا اب جو مَلکہ کی آنکھ کھلی ہاتھ پاؤن اپنے بندھے دیکھے زبان مین سوا پچھڑا پایا اشارہ کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے عیار نے کہا کہ اے ملکہ اب خدا کو واحد و یکتا جانو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ مین تمکو قتل کرکے صاف چلا جاؤنگا دیکھا تم نے قدرت خدا کا تماشا کہ مجھ عاجز و بیدست و پا کو تمپر اُسنے غالب کر دیا اور اے ملکہ سامری جمشید خداوندان باطل کو ربوبیت ماننا کار جاہلان و گمراہان ہے اُس خدا کو پوجو کہ جس نے عالم عالم ہست کیا اُسی کے قبضۂ قدرت مین کون و مکان ہے ہم سب کی جان ہے خالق روزی رسان جن و بشر و پادر یکسان ہے۔

نظم

چمن مین ذکر ہے اُسکے ہے نفرتکو
اثر ہے نالۂ بلبل مین اُس سے

مرا دل نام پر اُسکے ہے شیدا
گلون کا دانۂ شبنم ہے تسبیح
دلون کا عاشقون کے محرم راز

کیا ہے جس نے حسن و عشق پیدا
یہ جلوہ حسن کا ہے گل مین اُس نے
ادا و ناز کا خوبان کے دمساز

اُسنے اس طرح وحدانیت پروردگار بیان کی کہ ساحرہ کے آئینۂ دل پر سے زنگ کفر کچھ دور ہوا اور دل مین اپنے اُسنے غور کیا کہ بیشک دین اسکا سچا ہے کیونکہ بادشاہ طلسم نے اسکو قید کیا پھر ایسا کچھ اُسکے خدا نے اسکے دلمین ڈالا کہ اُسنے اسکو قتل نہ کیا اور یہ مجھپر باتون باتون مین غالب آیا بس یہ سوچ کر اسنے اشارہ کیا کہ مجھکو چھوڑ دے مین مطیع ہونگی اسنے زبان سے اسکی سوزن نکال کر کھول دیا اُسنے کہا کہ اے عیار طرار تونے میری جان بخشی فرمائی مین ممنون عنایت ہوئی اب مین تجکو اس گنبد بے در سے نکالے دیتی ہون اور یہان سے کچھ ہی دور پر ایک پہاڑ ہے کہ کوہ سلطانی اُسکو کہتے ہین اُسکے دامن مین ایک قلعہ ہے قلعہ سلطانیہ کہتے ہین اُس کوہ اور قلعہ کی ہم تین بہنین حاکم ہین میرا نام سلطان جادو اور اُن دونون کا نام سلیمان و سرشار جادو ہے مین یہان سے جاکر ان دونون کو بھی سمجھاؤنگی بادشاہ طلسم بھی وہان آئیگا بعد اسکی دعوت و ضیافت کے جیسا مشورہ ہوگا وہ کرونگی چالاک یہ باتین سُن کر غور فرما ہوا کہ یہان سے رہائی تمکو ملتی ہے اسکو غنیمت سمجھو اور اسکے ساتھ اسکے قلعہ مین تم بھی چھپ کر چلو اگر یہ قابض ہوجائے تو مع شاہ طلسم ساحرون کو مارو اسکو پھر وہان سمجھانا اگلوانے بہتر نہین ایکی مرتبہ قتل کرڈالنا یہ سوچ کر اسنے کہا اے ملکہ مین تمکو فہمائش کرچکا ہون اب ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہے اچھا مجکو رہا کرو ساحرہ نے سحر پڑھ کر اسکے دست و پا مین قوت کر دی اور کہا یہان سے نکلجاؤ عیار نے چلتے وقت کہا کہ اے ملکہ مین پھر تمہارے ساتھ احسان کرتا ہون وہ یہ کہ مجکو جو تم نکالے دیتی ہو اگر شاہ طلسم پوچھیگا کہ قیدی کو کیا کیا تو جواب کیا دوگی اسنے کہا ہان یہ بات تو سچ کہتے ہو پھر کیا تدبیر کرون اسوقت اسنے اپنی کسوت سے ایک سر موے کا بنا ہوا نکالا اور اسپر رنگ و روغن لگا کر اپنی صورت کا ایسا اُسکو بنایا اور ساحرہ کے حوالے کیا گلے کی رگون سے خون ٹپکتا تھا آنکھین حسرت آلود اسکی کھلی تھین وہ سر ساحرہ دیکھ کر خوش ہوئی اُسنے سمجھا دیا کہ شاہ جو پوچھے کہدینا کہ وہ عیار شرارت کرتا تھا مین نے سر کاٹ لیا یہ سر اُسکو دکھا دینا غرضکہ ساحرہ اپنے پیر وغیرہ یعنی تیلے سحر کے لیکر اُس گنبد بے در نابود کرکے اپنے قلعہ مین گئی چالاک بھی یہان سے عقب مین اُسکے چلا اور صورت ساحرون کی ایسی بناکر قریب قلعہ سلطانیہ پہونچا ایکطرف کو پہاڑ دیکھا کہ سر بفلک کشیدہ ہے یہ پہلے کوہ کے اوپر گیا دیکھا کہ درخت انواع واقسام

اسپر لگے گلہاے خوشرنگ پائین سے تا بہ قلعہ کوہ کھلے ہین اور پہاڑ کے جھاڑیان سرتراشی کی ہوئی بادیے سے منڈھی ہین چشمے ہر سمت جاری ہین چمنستان بنے ہین مکانات تعمیر ہین سامنے مکانون کے نگیرے باسالک مروارید کھنچے ہین پہاڑ پر تو یہ کیفیت ہے سامنے ایک جانب کوہ کے دروازہ شہر پناہ کا ہے برج آہنین بنے ہین کنگرے فصیلین تعمیر ہین ہر برج مین ساحرون کا مجمع ہے دروازے پر کئی ہزار محافظ کا گزارا ہے یہ کیفیت اور سیر دیکھتا پھر کر قلعہ مین داخل ہوا دیکھا کہ قلعہ نہایت آباد ہے عمارتین پتھر کی بنی ہین در و دیوار کی صفائی پر غش خاطر ہر زہرہ جبین ہے بازار مثل بازار محبت گرم ہے ہر چیز لطیف ودرم ہے دکانین مثل خانہ چشم فتان معشوقان اشیاے عمدہ سے نیرنگ بازی دکھاتی ہین چشمان تماشائیان حسرت سے اشک تر کا چھڑکاؤ وہان لگاتی ہین چوک بہت چوڑا چکلا آراستہ ہے گلبدنان نازک اندام کا ہر سمت مجمع ہے کہان تک وصف شہر بیان ہو یہ اشتہار اسکی ثنا مین کافی ہین **نظم**

خوب بکنے والے ہین پر ہین کھانے والے
تھے مگر دل کی لگی کے وہ بجھانے والے

شعلے والے کہین پر دل کے جلانے والے
لکلفر و خون کی دکانون پہ یہی گل کی بہار

تھے بجھتی جو وہان پانی پلانے والے
بلبل دل تھا ہر اک شخص کا جو یہ نثار

بلکہ ہر سمت یہ حال تھا کہ **بیت** ہر طرف شہر مین برپا تھا حسینون کا ہجوم ؎ خوشی اس طرح سے تھی جیسے کہ شادی مین ہو دھوم ؎ **چالاک** ہر سمت تماشا کنان قریب بہ دارالامارۃ شاہی آیا یہان بھی بڑا انتظام اور سامان بلا تھا عمارت شاہانہ بنی تھی ایک ایک کھڑکی خاق کسریٰ وقصر فریدون پر طعنہ زنی کرتی تھی عیار نے بسبب ہجوم دربانان اندر دارالامارۃ کے جانا مناسب نجانا اس لیے کہ شاہ جادوان یہان آنیوالا ہے وہ آلے تو پھر جانا چاہیے فی الجملہ یہ تو باہر دارالامارۃ کے اپنی تدبیر مین ٹھہرا اور ادھر **سلطان جادو** جو داخل دارالامارۃ ہوئی تو اپنے اپنی بہنون سے کہا کہ بادشاہ نے مجکو بلا بھیجا تھا اور ایک قیدی میرے سپرد کیا تھا اُسکا تو مین نے سر کاٹ لیا لیکن شہنشاہ نے آنے کا یہان وعدہ فرمایا ہے پس سامان دعوت اور جشن مہیا کیا جائے اُسکی بہنون نے یہ سنکر حکم دیا کہ شہر مین منادی کی جائے یعنی ہر شخص سرخ پوش ہو اور اپنے مکان کو آراستہ کرے شب کو روشنی دروازون پر ہو گلی کوچہ مین خس وخاشاک کا نام نہ رہے تمام شہر آئینہ بند ہو یہ حکم سنکر کوتوال شہر سرگرم اہتمام تھا ہر مکان پر مصقلہ ہونے لگا استکار سے عالم کو چمکا دیا ہر مکان چاندی سونے کا ڈلا نظر آتا تھا برج خورشید وقمر اُن کے سامنے شرماتا تھا دکانین اور کمرے منقش ورنگین ہوے مکانون کی دیوارون پر طرح طرح کی گلکاری کیگئی ہر ایک اہل شہر نے لباس عمدہ زیب بر فرمایا دوکانداروں نے اشیاے عمدہ کا ڈھیر لگایا ہر سمت دھوم ہوئی کہ بادشاہ طلسم آتا ہے سواری دیکھنے کو تمام خلقت شہر کی در و بام پر جمع ہونے لگی یہان تو یہ کیفیت اور دھوم ہے وفور عشرت ہے تماشائیون کا ہجوم ہے ادھر **سلطان** وغیرہ نے ایک سو قصر عالیشان جو باغ پر بہار کے اندر تعمیر تھا نقش ونگار مین بے نظیر تھا جلسہ دعوت کے لیے مقرر فرمایا اور اُس باغ کو بموجب حکم شاہان کارپردازون نے آراستہ فرمایا یہ نقشہ اُسکا بنایا کہ جوش طراوت سے ہر تختہ زمین رشک گلزار جنان تھا فلک خضر دہ بوستان تھا ہر روش کا اُس کے نقشہ برنگ کہکشان تھا زمرد مخمل سبز سبزہ کا بچھا تھا ہر خوشہ ڈالی مین مثل عقد ثریا تھا نہرین بصد لطافت ہر طرف روان

آب مصفائے چشمۂ مہر تاباں پھول ہر ایک غیرت تجلی مہتاب رخ حور کے چہرہ سے بڑھکر آئین آب وتاب
لالۂ احمر کے تختے مثل چراغان روشن بہار پسر من و سمن چشم نرگس گل خورشید پر چشمک زن گیسوے غلمان بھی
زلف مسلسل سنبل طعنہ فگن اب اس باغ پر بہار کی دیواروں پر گلکاری کیگئی طرفہ بہار پیدا ہوئی خاطر رضوان
بھی اسیر شیدا ہوئی بارہ دری میں اس باغ کی آراستگی کیگئی پردہ ہائے زنبوری و زربفتی دروں میں چھوڑے
گئے مسندیں آراستہ ہوئیں اور جملہ سامان عشرت مہیا کیا جسکا بیان نظم میں کیا جاتا ہے کہ نظم

گرد پھولوں کے عنادل کے ترانوں کا سماں
ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستاں رقصاں
قمریاں بیٹھی ہوئی سرو پہ سرگرم فغاں
سرو پر قمریاں اور گل پہ عنادل قرباں
چہچہے اُن کے ہر اک زمزمہ پرداز کے ساتھ
جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کے ساتھ

واسطے شہ کے مہیا ہوے ساماں کیا کیا
گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستاں کیا کیا
فرش و اسباب سے آراستہ ایواں کیا کیا
چاندی سونے کے قفس مرغ خوش الحاں کیا کیا
خوش نوا ڈومنیاں سامنے گانے کے لیے
ساز سب طرح کے موجود بجانے کے لیے

وہ خواصیں کہ جو آراستہ زیور سے تمام
جنکے دیوانے ہیں غلمان و پری چہرہ غلام
وہ جلیبیں کہ ہے حسن سے سرمست مدام
وہ کنیزیں کہ میسر جنھیں حوروں کے مقام
لائیں جنت سے شرابیں جو ملا جام کرو
باتوں ہی باتوں میں وہ جھیلیں اگر الزام کرو

اسی طرح اس مکان مینو نشان میں ایک طرف میخانہ آراستہ کیا ایک سمت نعمتخانہ سجا گیا اس جگہ کا یہ حال
تھا کہ بہشت بریں ہانے کیے وا سپنے نگس رانی کو نہ روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو وہ اس سامان کے
مہیا کرنے میں وہ دن بھی آخر ہوا اور خسرو طلسم رود چشمہ ظلمت میں تو ابت بھیجکر دو ساحرہ شب بہر دعوت شاہ انجم سپاہ

باغ نا اک آراستہ کیا کہ بمقتضائے ابیات
بشکل عارض الفاظ تحریر
غرض مانند شوق عاشق زار
ابر بھی اک سمت کا دھندلی سی زنجیر
ہوا خورشید تاباں گرم رفتار
سر شام یہ مینوں شہزادیاں

بالائے بارہ دری آکر جلوہ گر ہوئیں بیچ اس بام کے تمام شہر آباد نظر آتا تھا اس کوٹھے کا وہ شہر جیسے پائیں باغ تھا
شہر میں روشنی خوب ہو رہی تھی خلقت کا ایسا جماو تھا کہ میلہ لگا تھا سوانگ طرح طرح کے بنکر آتے تھے اور اس
کوٹھے کے نیچے سے گذرتے وہ قلوہ قلوہ افلاک کے ہمسر تھا کہ روشنی چراغان قنادیل انجم کی طرح تاباں شعبدہ بازی
بازیگراں برنگ عربدہ سازی گردش دوراں دآسمان بھی آرائش و زیبائش میں چالاک صورت اپنی مثل
صورت آتشبازان بنائی یعنی لباس سے بو گندھک کی اور بارود کی آتی جابجا پیرہن جلا ہوا دو تین انار کمر میں
ایک دو چرخی مہتاب وغیرہ ہاتھ میں لیے اسی طرح چند دزن دکھانے کے واسطے لیکر سامنے اس کوٹھے کے آیا
شہزادیوں کو تسلیم کر کے دعائیں دیکر عرض کیا کہ حضور میں آتشبازی ایسی بناتا ہوں کہ کسی لشر نے تو کیا چرخ پیر نے
باین ہمہ پیرانہ سالی نہ دیکھی ہوگی آج میری چرخی کے سامنے چرخی چرخ کی رنگ نہیں بدل سکتی کیا مجال ہے کہ

مہتابی کو مہتاب کی میری مہتابی کے ہموزن کریگے اور پھلجھڑی عقد ثریا کی مقابل میری پھلجھڑی کے ہو گو فلک لاکھو
پھلجھڑی چھوڑے اور شرربا ری آتش فتنہ کی کرے لیکن میری برق اندازی سے برنگ طاؤس آتشبازی
آتش حسرت مین جلے حضور دیکھیے میرے پاس یہ وزن ہے یہ کہہ کر دو ایک گھنٹیا ایسے چھوڑے کہ عقل سب کی
چکر مین آئی مہتابی کے چھٹنے سے آتشباز دہر کے منہ پر چھٹنے لگی ہوائی ملکہ سلیمان وغیرہ نے کمال پسند کیا
اور فرمایا کہ اسوقت بادشاہ طلسم آنے والے ہین کچھ عرصہ نہین ہے سردست آتشبازی تیار کرسکتے ہو اس نے کہا
دوپہر رات تک حضور اور جلسہ شاہ کو دکھلا ؤنگا دوپہر شب کے بعد آتشبازی مجھ سے تیار ہو لیکن سب مصالحہ جو مجکو
چاہیے ہو عنایت کرین شہزادیون نے اُسی وقت بارود شورہ گندھک لوہ چون وغیرہ منگوا دینے کا حکم دیا منتظمان
دعوت نے بھی وقت سب سامان مہیا کر دیا جو اس قلعہ مین کہ آتشباز رہتے تھے اُنکو طلب کرا کر چالاک نے اپنا
شریک حال کیا اور انعام کثیر کا انکو امیدوار فرمایا وہ قلعہ آتشبازی در نیز دیگر سامان اپنے یہان سے تیار
اٹھوا لائے عیار مذکور الگ سب کاریگرون کو لیکر بیٹھا اور آتشبازی بنانے لگا اور وہ اجزا اُسمین شریک
کرانے لگا کہ جس کے دھوین سے انسان بیہوش ہو جائے یہ تو اس تدبیر مین ہے اُدھر شاہ طلسم نے جا کر چشمۂ
باشوئے سامری مین غسل کیا جب وہان سے جانب قلعہ سلطانیہ روانہ ہوا دل مین اُس کے خیال آیا کہ ملکہ
سلطان جادو نے جا کر میرے آنے کی خبر دی ہوگی سب اہل قلعہ منتظر میرے ہون گے بڑی تیاری کی ہوگی
پس لازم ہے کہ مین بھی بڑے احتشام و تزک سے قلعہ مذکور مین جاؤن یہ غور کر کے ایک مقام پر ٹھہر کر اپنے سحر تر جا
کر برپا دملکم تخت اور جلوس شوکت و حشمت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہو کر قلعہ مذکور مین آیا اہل شہر منتظر تھے
کہ یکایک غلغلہ ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک چشم براہ سرگرم نظارہ ہوا دیکھا کہ اول چار سو تخت جن پر جواہر
کے درختون کی چمن بندی کی ہوئی مثل قطعہ گلزار کے ظاہر ہوئے پھر بارہ سو جادوگر سرخ پوشاک پہنے منہ سے
آتش فشانی کرتے تلوارین کھینچے مریخ صولت بنے ہوئے نکلے انکے بعد کئی ہزار سوار مرکب پرزر پر سوار نکلے کہ
گھوڑے انکے جواہر کے ساز و براق سے آراستہ تھے ان کے گذرنے کے بعد بارہ سو ساحر بشکل ہیبتناک اژدہون
پر سوار پیدا ہوئے کہ زحل بھی اُنکی صورتین دیکھ کر خوف کھاتا تھا ہندوے فلک چکراتا تھا جھنڈیاں ہاتھون مین لیے
جھوٹے گلون مین نارنج اچھالتے گذر گئے ان کے بعد کئی ہزار رنڈی کا غول ظاہر ہوا کہ ہر ایک عورت سراپا
غرق دریائے جواہر تھی فن عشق و حُسن سے ماہر تھی لباس ہر ایک گلابی زیب قامت کیے مہندی ہاتھ پاؤن مین
لگائے بقول مؤلف ہاتھون مین دل لو اگر تم پھر مزا کیونکر نہو ✤ یہ کباب آتشی رنگ حنا کیونکر نہو ✤ ہر ایک گلبدن
مہ جبین جو تمکین جوانی کا عالم حسن ایسین قہقہے لگاتین پیر گردون کو اپنی ستمگری کے سامنے ہیچ گنین اُڑاتین گذر گئیں پھر
کئی سو رنڈیاں ساز ہاتھون مین لیے تختون پر سوار نکلین زُہرہ ساز نگی کا سمجھتا تھا آپ طبلے پر چلی تال پر دے
ہوتا ہو تا ہوا پر بھی ہوا بندھی ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زہرہ ہوا پر اُتر آئی ہے سا کنان ہوا کی انجمن آرائی ہے
انکے گذر جانے کے بعد چار ہزار نازنینان زرین پوش زیور یاقوت پہنے نکلین ہر ایک نغمین کرشمہ سنجی ایسی کرتی کہ

سامری کو اپنا غلام بناتی چشم فتان اُنکی عربدہ پردازی فتنہ دہر کو سکھاتی گاتیان دوپٹے کی باندھے سینہ پرجبین ابھری ہوئین عاشقون کے دل کا ارمان بڑھاتین کہ ابھر ابھر کر وفور شوق زیادہ فرماتین کیا وصف اُن چھاتیون کا کیا جائے

مسدس

وصف پستان کرے کیا کوئی کہ مشہور ہین یہ
ثمر ہیش رس نخل سر طور ہین یہ
کہتے ہین شمس و قمر نقعہ نور ہین یہ
ہاتھ کس طرح سے پہونچین کہ بہت دور ہین یہ
آشنا آنکھ سے جس روز وہ انگیا ہو جائے
طائر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جائے

اور وصف اُنکے حسن کا کیا بیان ہو خوف یہ ہے کہ بہت طولانی نہ داستان ہو وہ یگانہ حسن و جمال یاقوت احمری ترشی ہوئی چلیان پھراتی تھین دل دہر کو لٹو بناتی تھین اقتاب گویا بزبان ایما و اشارت فرماتی تھین کہ بھلا حسن مین سامنے ہمارے آ تو سہی یہ گو ہے اور یہ میدان ہے کیا ترے پاس سامان ہے وہ چکیان یاقوت سرخ کی جب پھرتی تھین تو انگارے آگ کے برسے ہوا اگر رہے مجھے یہ گل رخسار مین ملائک فریب تھین شیطان کو شہاب ثاقب لگاتی تھین یا انجم فلک کو جگنون مین آڑاتی تھین ان کے نکل جانے کے بعد چار ہزار جادوگر طاؤس سوار جھرے اُنکے پر یزادون کے اور جسم سب مثل طاؤس کے ہاتھ مین چکر لیے ایک سمت کو نکل گئے پھر آٹھ نو سو چوبدار عصا بردار عصاے جواہر نگار ہاتھون مین لیے آواز طرق الگانے بڑھے عمر و دولت پکارتے ردے ہوا پر آڑتے گذر گئے اُنکے بعد سترہ سو عورتین کم سن بچکاریان اور لگن پان لیے رنگ کھیلتی رنگ سا مین شرابور عبیر و گلال ملا ہوا حسن کی دونی بہار اُنکا عضب کا نکھار وہ رنگ کھیلنے مین انکا بیاختہ پن عجب رنگ دکھاتا گورا گورا نازک نازک بدن پیرہن سے نظر آتا تھا رخسار اُنکا رنگ مین بھرا یہ معلوم ہوتا تھا کہ لعل بدخشانی جوہری حسن نے دکان جسد مین دھرے ہین یا دو گلہ نور روشن ہوے ہین یا جوش پر رنگ شباب آیا ہے بحر حسن نے پرجوش ہو کر حبابون کو بہایا ہے غرضکہ جب یہ بھی گذر گئین ایک ابر پیدا ہوا بجلی اُسمین چمکنے لگی اور ترشح ہونے لگا موتی برسنے لگے باجون کی آواز غنون داؤد صوت ہزار آنے لگی اب شہر کی تمام خلقت مین غلغلہ برپا ہوا کہ شہنشاہ تشریف لائے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ ہوشیار ہو جاؤ شاہ شاہان کی سواری قریب آئی کہ بمقتضاے

مسدس

لو وہ آتا ہے جو ہے موجد نیرنگ و فسون
جس کے آگے سر تسلیم زمانہ ہے نگون
جو مسلمان کا رہتا ہے سدا تشنۂ خون
سر جھکائے ہے قدمبوسی کو جس کے گردون
جب یہ شمشیر دم جنگ علم کرتا ہے
سر جلاد فلک کو بھی قلم کرتا ہے

یہ غلغلہ سن کر سلطان و سلیمان و سرشار رخ تمام اپنے امراے دولت کے اٹھ کر بہر استقبال چلین کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لین تخت سحر پر سوار ہو کر بلند ہوئین اس اثنا مین ایک تخت زمرد کا نمودار ہوا ہنگامہ سحر تیون کا بڑا اٹھا شاہ طلسم اس تخت پر جلوہ فرما تھا گرد تخت کے چمنین سونے چاندی کے تیلیون کی پڑی تھین اور ہزارہا نازنین

تھو۔ بال ہماکے لیے مرصع جنبانی کرتی تھیں جلنین آدھی بندھی اور آدھی کھلی تھیں ساحران خوک بیکر گھنٹے گھڑیال ناقوس بجاتے تھے بادشاہ بھی صورت ابی مثل جوانون کے بنائے موتیون کا تاج سر پر رکھے سفید پوشاک زیب قامت فرمائے زمردکی کمرین ہاتھون مین باندھے تھا ان تینون شہزادیون نے آگے بڑھکر تسلیم کی اور نذردی پھر سواری کے ہمراہ مثل کنیز دن کے چلین شام ہوتے ہوتے بادشاہ داخل قصر جلسۂ دعوت ہوا اور تمام سامان تزک و احتشام کو رخصت کردیا فرمایا کہ مین یہان سے جانب توہ فیروز جاؤنگا پھرتا ہوا باغ سیب آؤنگا پس اس سازو سامان سے گردا وری طلسم کی کرنہ سکونگا حاصل مرام وہ جملہ سامان طرفۃ العین مین سامنے سے غائب ہوگیا اب بادشاہ کے سامنے ناچ ہونے لگا بادشاہ بھی بالائے بام جو کمرے وغیرہ اور برج عمارت تھے وہان بیٹھا بیچے اس بام کے شہر کی سیر دیکھتا تھا اس طرف باغ پربہار مین جقیش آرا رہا تھا نازنینان ماہ پیکر کا مجمع تھا غرض ناچ دیکھنے لگا شراب کا پیالہ گردش مین آیا ملکہ سرشار وغیرہ تینون بہنین جوان اور حسین طرحدار مین دہ پہلو مین بیٹھین پھر تو اس جلسہ کی یہ کیفیت تھی کہ جشن جمشیدی مقابل اسکے ایک گدا کی صحبت تھی کہ

بمقتضائے مسدس

ناچنے والون نے وہ دھوم مچائی آکر — کہ ہوا چار طرف بزم مین شور محشر
تیوریان ایسی چڑھین اترے رخ شمس و قمر — نیچی آنکھین ہوئین تیغین تو اشارے خنجر
اٹھ گیا ہاتھ جدھر اک نئی آفت اٹھی — پاؤن کی ٹھوکردن سے گرد قیامت اٹھی

ایسے نقال کہ دیکھے نہ کسی نے آج تلک — تالیون کی دررا فلاک پر پہونچی دستک
گہ کمر مین بھی لچک گاہ بھی اعضا مین پھڑک — گہ جوان گاہ بنے پیر کسی دم کودک
کبھی زاہد کبھی میخوار بنے تیزی سے — زعفران زار ہوئی بزم طرب خیزی سے

دو پہر رات گئے تک تو یہ جلسے دان پر — بعد ازان مشغلۂ بادہ و دور ساغر
ہمنشین بیٹھے ہوے گرد مرصع زیور — چور سب نشہ مین جامے سے سراپا باہر
شان جام مے گلگون مین گل خندان کی — قلقل شیشہ صدا بلبل خوش الحان کی

بعد اس جشن کے خاصے کا ہوا پھر سامان — صحن دیے لاکے وہ خاصے جو تھے نایاب جہان
میز ہر طرف تھے انجم کی طرح نور افشان — لائین حورون سے کہو مائدۂ باغ جنان
چرخ کے خوان سے بھی نعمت الوان آئے — نان خورشید و پنیر مہ تابان آئے

دو پہر رات گئے آتشباز نقلی نے آکر عرض کیا کہ آتشبازی تیار ہے کہان گاڑی جائے شہزادیان بولین کہ باہر باغ کے سامنے جو میدان ہے ادھر ایوان شاہی مین راستہ نہین چلتا ہے اسی طرف آتشبازی چھوٹنا اچھا ہے اس کو ہم کے بیچے کہ جس بیٹھے ہین شہر آباد ہے تمام خلق دیکھنے کو جمع ہوگی ہجوم سے مزاج شہنشاہی برہم ہوگا پس یہ تجویز کرکے حکم دیا کہ باغ کے دروازے پر جو میدان ہے وہان گڑین چنانچہ اسی جگہ آتشبازی

نصب ہوئی اور در باغ پہ ایک کمرے مین فرش تکلف آراستہ ہوا بیچ کے دروازے مین مسند بادشاہ
کے لیے بچھائی گئی اور شہزادیون کے لیے بھی اُسی جگہ بیٹھنے کی مقرر ہوئی اور امیران سلطنت اور درون مین
ٹھہرنے کو معین ہوے بادشاہ کو لاکر اُنھون نے اُس مسند پر بٹھایا آپ سر پر رومال جھلنے کھڑی ہوئین شاہ نے
ہاتھ پکڑ کر اسی دم مین بٹھالیا باقی کچھ لوگ میدان مین کچھ در باغ پر کچھ اور مکانات کے کمرون مین تماشا دیکھنے ٹھہرے
لیکن وہی لوگ یہان رہین جو رسوخیت رکھتے ہین اور مقرب و معزز ہین بہت بھیڑ اور ہجوم نہین ہے اس
اثنا مین شاہ کو خیال قیدی کا آیا **سلطان** سے پوچھا کہ ہمارے قیدی کو کس کے حوالے کیا جو تم یہان بیٹھی ہو
اسنے عرض کیا کہ بعد آپکے تشریف لے جانے کے مین چند کنیزین بہر حفاظت چھوڑ کر قلعہ مین اپنے آئی وہان
اُس عیار نے نہین معلوم کیا تدبیر کی کہ اندر اس گنبد بے در کے کنیزون کو بلا کر بیہوش کر دیا وہ تو مین نے بیر سحر کے
معین کر رکھے تھے کہ مجکو خبر دیتے رہین اُنھون نے مجکو اطلاع دی کہ جلد خبر لو کنیزین قتل ہوتی ہین مین بہت جلد
یہان سے گئی دو ایک کنیزین قتل ہوگئی تھین مین نے جا کر غصہ مین اسکا سر کاٹ لیا اور آپکے دکھانے کو
سر لیتی آئی یہ کہہ کر ایک کنیز سے فرمایا کہ میری خوابگاہ مین صندوق رکھا ہے اُسمین سر لا کر مین نے
رکھدیا ہے لے آ وہ کنیز سر مصنوعی چالاک کا لے آئی شاہ نے اُسکو دیکھ کر فرمایا کہ شکر ہے سامری کا جو دشمن
صعب قتل ہوا یہ کہہ کر سر تو مزبلہ پر پھنکوا دیا اور مصروف تماشاے آتشبازی ہوا **چالاک** نے حکم چھوڑنے
آتشبازی کا جو پایا کرۂ ارض مین آگ لگا دی چھٹے تو غبارے ہزارون اُڑا دیے یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج
آسمان سے اُتر آئے ہین اُنمین ستارے چمکتے ہین وہ اُن غبارون کا ہوا کے رُخ پہ جانا اور ڈگمگانا ظاہر
تھا کہ بعد ستارہ راہ مین بھٹکتے ہین بر دست ہوا برج اور بنگلے نے تھے شاہدان شعلہ رخسار انمین بیٹھے تھے
نہین نہین گنبد عیاری کے دل جلون کے دل مردہ تھے اور غبارے ان کے مقبرے تھے یا سرکشون کے
سر کمال فرخ سے ہوا مین پھرے تھے اسی طرح ایک سمت توپین آتشبازی کی دغنے لگین صدا سے
انکی ارض ظہرا مین کیا قلعہ افلاک مین تزلزل ڈال دیا ہوائیان ایسی چھوٹین کہ کرۂ ہوا کرۂ نار بنگیا
وہ فلک پر سے ستارون کا کرنا اور سرخ سبز رنگ بدلنا عجب عالم دکھاتا تھا کبھی کوئی ستارہ مریخ تھا
دم بھر مین وہ زہرہ و عطارد نظر آتا تھا چار سمت سے آتشبازون نے جنگ بڑھائی اور انکی کھنون
مین چرخیان باندھی اور پھلجھڑی دم کی جگہ باندھ کر آگ لگا دی جب وہ جنگ بلند ہوئین پھلجھڑی
کی آگ چرخی تک پہونچی ردے ہوا پر جو سب چرخیان چھوٹین چرخ شعبدہ گر چکر مین آیا لوگون کو شک ان
ہوا کہ صد ہا آفتاب آسمان سے اُتر آیا ہزار ہا گیند درختون مین لٹکتے تھے ان مین جو آگ دی
انارون کی طرح وہ چھوٹے ایک گلزار زرین کوسون تک نظر آنے لگا زمین و آسمان خرد ریزہ شعلہ تھا

تھا عدم آباد عالم کا پڑا ارشک کو طور بنا خاکدان ظلمت عالم نور بنا مسدس

بعد خاصے کے لگی چھٹنے وہ آتشبازی		لگ اُٹھی آگ فلک کو ہوئی برق اندازی

تھا تماشا کہیں نیسلون کی دغا پردازی ‏ چلکے طاؤسون کی تھی چار طرف طنازی

چرخیان چھٹنے لگیں گنبد دولابی سے ‏ ہوگئی رات بھی دن زردی مہتابی سے

قلعے کاغذ کے جو تھے نصب ہوئے آتشبار ‏ آگ نے کر کے خالی کیا دم بھر مین حصار

صفت سرو چراغان تھے شرربار انار ‏ جیسے پرواز کرین نالۂ عاشق کے شرار

ہوئین مہتابیان روشن مہ انور کی طرح ‏ چادرین چھٹنے لگین پانی کی چادر کی طرح

اس آتشبازی کے دیکھنے مین بادشاہ اور اہل غیور محو تماشا تھے اور تعریف کے نعرے بلند کرتے تھے ادھر مہتابیل جہالی جو ہی انار پھلجھڑی دیو پری پٹاخے بناکے چھوٹ رہے تھے اور چالاک نے اُس رُخ سے آتشبازی کو لگادیا تھا کہ دھوان اُسکا باغ کے گردن کی طرف جاتا تھا ہوا کے رُخ پر اُن گردن کو رکھا تھا تھوڑے ہی عرصہ مین دھوان گھٹا اور تمام مکانون مین بھر کر ایسا گھٹا کہ ہر ایک شخص کی آنکھون مین ناک مین سرایت کر گیا اور چھینکین مار کر تمام اہل تماشا بیہوش ہوئے اور آتشبازون کے ساتھ اقسم جادو و قائم جادو نام سپہ سالار انتظام کرتے پھرتے تھے اُنھون نے آپس مین اثر نشہ بیہوشی سے دھول دھپا شروع کیا اقسم نے قائم کے دھول ماری کہنے کہا اے ریکھا بھیا کو آتا تھا سر کا خود لیے جاتا ہے قائم نے بگڑ کر پکارا اے شیخچلی تیل لا شیخچلی ایسا گھبرایا کہ اسکے سامنے چلا باندھ کر آیا کہ لے اُلو لا قائم نے کہا اے اور چلو مین پیشاب کر دیا اور پکارا جلدی دستی مین بھر کر شعل پر ڈال میرے پیشاب مین چراغ جلتا ہے ایک سپاہی نے آکر ایک لات ماری کہ اے ہمارے سامنے یہ شیخی لات کھا کر یہ گرا اور بیہوش ہوا دوسرا سپاہی سپاہی کو پکڑنے چلا وہ بھاگا یہ دونون ہی بیہوش آتشباز بھی آپسمین لڑنے لگے ایک نے دوسرے کے پیرہن مین آگ لگادی کہ آتشبازی کا دیو بھاگا جاتا ہے کسی نے کسی کا ازاربند آکر تھاما کہ اس پٹلے کا یہ فلیتہ ہے ادھر کون یہ بیت آواز تڑاق پڑاق چھینکون کی آرہی تھی آخر اس میدان دیوانات کے سب آدمی بیہوش ہوگئے چالاک خنجر کھینچ کر اُس کمرے پر آیا کہ جسمین شاہ طلسم بیٹھا تھا وہان آتے ہی بادشاہ پر حملہ کیا فوراً ایک پنجہ پیدا ہوا خنجر کسنے روک لیا یہ عیار سوچا کہ بادشاہ ساحر زبردست معلوم ہوتا ہے جب تو غفلت مین بھی ہوا سکا چلتا ہے خیر حال اسکے قتل کا بھی طلسم مین رہنے سے معلوم ہو جائیگا غرض بادشاہ کے قتل سے ہاتھ اُٹھا کر جلد جلد اور ساحرون کے پیٹ پھاڑنا شروع کیے اور سر بہت کے کاٹے غل اور ہنگامہ بیرون نے مچایا آندھیان آئین ساحر جو یہان علیحدہ تھے وہ دوڑ پڑے اتنے عرصہ مین اسنے سو دو سو کے سر کاٹے تین چار سو کے پیٹ پھاڑ ڈالے اُسوقت ایک تڑاقا ہوا ابر گھر آیا بجلی چمکی بوندیان پڑنے لگین ہوا سرد چلی شاہ جادوان ہوشیار ہو کر اُٹھا عیار صورت نعرہ کر کے کہ منم چالاک بن عمرو ایک سمت کو جست کر کے بھاگا ادھر سے ساحر آئے بادشاہ پکار اُٹھا تھا حیران وار چار سمت دیکھنے لگا کہ یہ کیا ہوا عیار تو کہین جا کر چھپ رہا ادھر بادشاہ نے پانی زیادہ برسا کر سب کو ہوشیار کر دیا اور دیکھا کہ سلطان وغیرہ نے دو دو کے عوض ایسی عداوت کی ہے کہ تشنۂ خون ساحران بنگی ہر جسم تن ساری کشتہ ہے چمند رنگ جہاز ڈوبا ہے غرض کہ اُسکو غضب طاری ہوا اور دل سے سوچا کہ سلطان نے تجھے بیان کیا کہ مین عیار کا سر کاٹ لائی ہون اور یہان

وہ عیار زندہ نکلا اور اسی نے آتشبازی بنائی پس معلوم ہوا کہ یہ شہزادیاں قلعہ کے عیار سے ملگئی ہیں یہ خیال کرکے اسنے شہزادیوں سے کہا کہ اری فحبا بڑا غضب کیا تم نے کہ نمک حرامی پر کمر باندھی اور مجھ سے دغا کی انھوں نے ہاتھ باندھے اور قدم پر سر رکھا عذر کیا کہ اے شہنشاہ کنیزیں بالکل بیخطا ہیں اور اگر کوئی شبہ ہماری جانب سے حضور کو ہو تو معاف فرمایئے بادشاہ نے ایک ٹھوکر ماری کہ سر اُن کے قدم پر سے اُٹھ گئے اور منھ سے بادشاہ نے اُف کیا ایک شعلہ منھ سے نکلا یہ تینوں شہزادیاں بیہوش ہوگئیں اس وقت سب کنیزوں اور انیسوں کو اُن کی بادشاہ نے طلب کرکے کہا سچ بتاؤ یہ کیا ماجرا ہے اُنھوں نے قسمیں کھائیں کہ ہم نہیں واقف ہیں شاہ نے کہا اچھا اگر تم شریک حال میرے ہو تو ان مالزادیوں کو گرفتار کیے ہوے کوہ شگوفہ پر لاؤ میں وہاں ان کو قتل کرونگا اور لشکر ان کا اس قلعہ سے بلایا اور ایسا سحر اُن پر دم کیا اور حکم دیا کہ اپنے سر کاٹ ڈالو سب نے اپنے ہاتھ سے سر کاٹنا شروع کیے قلعہ میں غوغائے عظیم برپا ہوا ان افسروں کی بیبیاں روکے ہنین شاہ کے قدم پر آگریں شور و فریاد و نوحہ بلند کیا اور عرض کیا کہ وہ عیار اس میں خوش ہوگا جیسے جو میرے قتل کرنے سے بچ گئے انکو شاہ نے قتل کیا اس کلمہ سے بادشاہ کو رحم آیا اور انکے قتل و ہلاک سے ہاتھ اُٹھایا اور ایک معزز ساحر کو حکومت وہاں کی سپرد کرکے چند پتلیاں روز سحر مٹی کی بناکر بیران کے قالب میں بٹھاکر سب کنیزوں اور انیسوں کو شہزادیوں کے مقید کرکے تختہائے سحر پر بٹھلایا اور کہا مجھکو تم سے بھی شک ہے پہلے میں نے قیدان حرامزادیوں کی تمھارے سپرد کرنا چاہی تھی مگر نہیں جبکی مالکین یعنی ہیں انکی کنیزیں کیونکر نیک ہونگی یہ کہکر اُن تینوں شہزادیوں کو بھی ایک سحر کے تخت پر پنجروں میں باندھکر بٹھایا اور ہوشیار کر دیا کہ اپنے حال خراب کو دیکھیں پس اُن مٹی کی پتلیوں کے یہ سب تخت سپرد کرکے فرمایا کہ کوہ شگوفہ پر انھیں لاؤ اور آپ یہاں سے پرواز کرکے روانہ ہوا لیکن اس انتظام کرنے اور دعوت وغیرہ کے جلسے میں وہ رات گذر چکی تھی خلعت پر زر ستارہ دار جسم فلک سے حاکم طلسم فطرت نے اُتار لیا لباس عریانی تن عنایت فرما کر اطلس گرد و غبار کا جامہ روزگار زرنگار رکھ دیا

نظم

سحر کی پھر گئی ہر سو دہائی　　درختوں سے ہوے خشک اشک شبنم
کہ جسدم زلف شب کھلنے کو آئی　　حرارت مہر نے بخشی مگر کم

بادشاہ تو جا چکا تھا صبح کو پتلیاں تخت مقیدوں کے اڑاکر روانہ ہوئیں قلعہ میں عجیب طرح کا ماتم تھا نوحہ و شیون کی صدا ہر گھر سے بلند تھی بخت سیاہ زلف بنکر چھا رہی تھی گلیوں میں لیے رہتا تھا اشک تر کا چہرہ کا دُر سر راہ تھا غم و اندوہ کی سپاہ دوررویہ استادہ تھی چشم حسرت آلودہ کی طرح ہر دکان کھلی تھی شہر تمام وحشت آباد تھا خانہ خرابی خانہ بخانہ تھی ہر ہوا دور رفرط غم سے ششدر ہر ایک دل مثل آئینہ مکدر غرفہ اور دریچے مثل آغوش پر تمنا کھلے تھے دروازے لبسان باب مطالب کم نصیبان بند تھے کہاں تک یہ رنج بیان ہو کسی کو جوش غم سے ہوش نہ تھا چالاک بھی ٹھہرے اسی ہنگامہ میں بیچ کو نکل گیا اور اُن تختوں کے ہمراہ یہ بھی چلا دل سے کہتا تھا کہ ملکہ سلطان تیرے سبب قتل کروائی جائیگی اسنے تجکو قید بادشاہ سے رہا کردیا حق تجکو بھی چاہیے کہ اسکو چھڑادے اور اب بادشاہ اس سے بعید ہوگیا ہے یہ جائیگی کہاں مع اپنی بہنوں کے یقین ہے کہ تیری تدبیر ٹھیک ہو جاے یہ تجویز کرکے اسنے ایک جگہ ٹھہر کر صورت اپنی

بارہ چودہ برس کے سن کی عورت کی ایسی بنائی لیکن چہرۂ پرنور پر زردی غم کی چھائی ہوئی زلف سیاہ پر پریشانی آئی
ہوئی حسن صبیح میں خوبریت رخ کا نمک جو ملا تھا تو اور زیادہ مزا پیدا ہو گیا تھا مگر شور رنج میں نمک کس کام کا
سراسر بے لذت و بدذائقہ تھا یعنی گرد غم منھ پر پڑی آنکھوں سے جندھی اشکوں کی لڑی دوپٹے کا ایک آنچل سر پر
ایک زمین پر گھسٹتا ہوا پائنچے چھوٹے اُنگے پاؤں کانٹے تلووں میں چبھے انگیا مسکی ہوئی چھاتی کھلی ہوئی منھ پر
دوہتڑ مارتی ہوئی ہای جان کہتی زار زار روتی اُس تخت کے پیچھے پیچھے کہ جسپر شہزادیاں قید تھیں جیسی دوڑتی
چلی اسکے حال زار کو پتلیوں نے کہ جسمیں وہ پتلیاں ارواح خبیثات ہیں دیکھ کر رحم کھایا اور تختوں کو زمین پر
اُتار کر کہا اے خورسیدہ بخت یہ کیا تیرا حال ہے کیوں تو اسیر سلسلۂ ملال ہے مجرموں کے سایہ سے بھاگنا زیبا ہے
نہ کہ تو انکے ہمراہ آتی ہے اشک غم انکے رخ پر بہاتی ہے اس دلبستہ زنجیر اندوہ نے جواب دیا کہ اے بہنو
ان شہزادیوں نے مجھکو چھ مہینے کا لیکر پالا تھا انکی بدولت دنیا بھر کے چین عیش کیے کس ناز و نعمت سے بلکہ ہم انکے
بڑے ہوئے اب یہ ہماری پالنے والیاں لباس عذاب میں گرفتار ہوں اور ہم گھر میں بیٹھے رہیں یہ ہم سے
ہو سکا گھر سے نکلے ہیں نہ دانا کھائیں گے نہ پانی پئیں گے یہیں تڑپ کر جان دینگے اگر تم میرا اتنا احسان کرو تو بہت
اچھا ہے کہ مشکیں ہماری باندھ کر انھیں کے پاس پہنچا دو تو ہم انکو دیکھتے چلیں شاہ سے کہدینا کہ یہ ان گنہگاروں کی
بیٹی ہے قید ہونے سے رہائی تھی ہم نے گرفتار کر لیا شاہ ہمکو بھی قتل کر ڈالیگا یہ کلمات حسرت آیات سنکر وہ پتلیاں بولیں کہ
اے ہے نگوڑی غیر ہے لیکن پالی جو ہے تو کیا محبت سے کہ ہے اچھا اسکو پہنچا لینا چاہیئے ایک نے کہا جو بادشاہ خفا ہو تو
کیا ہو دوسری بولی کہ جب مقام قریب شہنشاہ پہنچیگا تو اسکو اُتار دینگے یہ کہکر اس سے کہا اچھا بدبخت تخت پر بیٹھ جا
گر غل نہ مچانا نہیں ہم اُتار دینگے یہ نازنین اُسی تخت پر کہ جسپر شہزادیاں قید تھیں جا بیٹھی اور گردن میں انکی باہیں
ڈال کر کہا امی جان کچھ کھایا بھی وہ تینوں حیران ہیں کہ یہ کون ہے ہماری تو کوئی لے پالک نہیں مگر یہ سمجھی ہیں کہ تم تو
قید ہو اسکے حال کی تفتیش نہ کرو کوئی ہو گی تم سے تو یہ لطف و مدارا پیش آتی ہے غمخواری جتاتی ہے غرضکہ جب اسنے
پوچھا کہ تم نے کچھ کھایا انھوں نے کہا کہ اے بیٹی قید میں کھانا پانی کہاں اس گلرو نے کہا ہم لڈو موتی چور کے
تمھارے لیے لائے ہیں تم کھاؤ تو ہم بھی کچھ کھائیں انھوں نے کہا اس غضب میں کھانے پینے کا کسے ہوش ہے اچھا
ان پتلیوں سے کہو اگر یہ تخت ٹھہرا لے رکھیں تو ہم کچھ کھائیں اُس گلبدن نے لڈو جیب سے نکال کر ان پتلیوں کے
آگے رکھے کہ یہ آپ بھی کھائیے اور تخت ٹھہرا لے رکھیے کہ ہماری مائیں بھی کھا لیں انھوں نے وہ لڈو لیکر کھانا شروع
کیے اور کہا جلد تم بھی کھا لو کھلا لو اسنے کچھ لڈو خالی از بیہوشی نکالے اور شہزادیوں کو دیے وہ بھی کھانے لگیں لیکن پتلیوں کو
لڈو بیہوشی ملے ہوئے دیے تھے وہ کھاتے ہی بیہوش ہو گئیں اسوقت شہزادیوں نے پوچھا کہ اے بیٹی تو کون ہے
اسنے کہا میں وہ ہوں جسکو **سلطان** نے گنبد بے در سے نکال دیا تھا اب تم جلد بیٹھو اور سب ملکر یہ زنجیر اپنے پاؤں سے
دفع کرو اور میرے ساتھ چلو یہ سنتا تھا کہ اُن تینوں نے سحر پڑھا اور ازبسکہ ناظمہ ممالک طلسم میں سحر کو بادشاہ کے
تینوں نے ملکر رد کر دیا اور ان پر سے کیا سحر اترا سب کنیزوں انیسوں پر سے بھی اُتر گیا انھوں نے جلد ایک

تخت اپنے سحر سے بنایا اور چالاک کو اُسپر بٹھاکر آپ بھی سوار ہوئین اور کنیزون انیسون وغیرہ سے کہا کہ زمین آسمان مین غائب ہوکر بطور مخفی ہمارے ساتھ آؤ کہ ہم لشکر مہرخ مین جائینگے وہ سب پرواز کرکے چھپ کر روانہ ہوئین اور یہ شہزادیان بھی چلین اُن تیلیون کو اسی طرح بیہوش چھوڑا اس لیے کہ یہ قتل نہو سکینگی راہ مین شہزادیون نے عیار سے کہا کہ ہم بدل مطیع الاسلام ہوئے اطاعت خواجہ عمرو کی قبل مہرخ ہم نے قبول کی تم ہم کو اس شاہ ستمگار کے ہاتھ سے بچا کر لشکر مہرخ مین پہونچا دو اور رامے عیار طرار یہان سے لشکر مہرخ بہت دور ہے تم تمام بیابانون مین سرگردان پھرتے مگر لشکر مذکور تک نہ پہونچے ہم بھی جانبازی و سرفروشی کرکے آپ کو پہونچا دینگے ہر چند کہ اس موذی بادشاہ سے بچکر جانا مشکل ہے لیکن یہان سے کسی گانون مین چلکر دیکھین جو کوئی آنے جانے والا اُدھر کا ہوگا اُسکے ہمراہ چلینگے چالاک نے کہا کہ گھبراؤ نہین ہم کسی نہ کسی تدبیر سے پہونچ رہینگے یہ باتین کرتے ہوئے ایک درۂ کوہ مین آکر ٹھہرے اور کچھ اکل و شرب کا بندوبست کرنے لگے ادھر شاہ جادوان جو روانہ ہوا تھا تو کوہ شگوفہ پر آکر پہونچا اس پہاڑ پر درخت پھولون کے لگے تھے مشاطہ بہار نے شاہد گل کو بکمال حسن و تزئین آراستہ کیا تھا فلک کوہ سے پائین کوہ تک درخت سرسبز و شاداب لگے تھے غنچے چٹکتے تھے تو صدائے قلقل بانگ عنادل آتی تھی غنچۂ خاطر کھلاتی تھی غنچہ سربستہ برعکس جو رنگ ہائے سبز کا پڑا تھا تو سبزگلابی مین بادۂ سبز کا ہونا ظاہر تھا پہاڑ پر آئینہ نہر بعید صفائے نور کو شرماتا جوش تراوت سے سبزہ لہراتا درخت میوہ دار بھی پھلے پھولے مثل توانگران گل دغنچہ و ثمر سے ہر ایک ڈالی نہال بھی فرط عشرت سے جھومتی مالا مال تھی

نظم

رشک گلزار جنان جوش طراوت سے چمن
جابجا نسترن و سوسن و نسرین و سمن
تختہ لالہ کا چراغان کی طرح سے روشن
چشم نرگس گل خورشید پہ بھی چشمک زن
رشک مین حور کے چہرہ سے رخ گل بڑھکر
زلف غلمان سے کہین گیسوے سنبل بڑھکر

بادشاہ طلسم نے اس کوہ پر پہونچکر سحر کی دستک دی فوراً زمین شق ہوئی اور سوا سو پتلے چینی کے تہ ارض سے نکلے اور ایک طرف اُڑ کر گئے پھر جو آئے تو کرسیان جواہر کار لیکر اور جملہ سامان انجمن آرائی یعنی بادہ و شیشہ و ساغر و نازنینان قمر پیکر اپنے ہمراہ لائے کرسیان بچھاکر فرش تکلف آراستہ کیا جام مے ارغوانی بھرکر شاہ کو دیا چنگیر و گل گجرے مسند کے قریب رکھدیے بادشاہ گل اندامون کو پہلو مین لیکر بیٹھا اور شراب پینے لگا کچھ پریان ساز لیکر ایک سمت سے آئین اور سامنے گانے بجانے ناچنے لگین بادشاہ نے دوبارہ سحر پڑھکر آواز دی کہ اے محافظان سلطان جادو وغیرہ تم قیدیون کو لیکر کہان بیٹھ رہین جلد اس پہاڑ پر حاضر ہو یہ آواز دیتے ہی وہ پتلیان جنکو چالاک نے بیہوش کردیا تھا اور تخت پر بیہوش پڑی تھین ہوشیار تو نہوئین مگر تخت اُنکا آپسے آپ اُڑکر چلا اور کچھ دیر مین کوہ شگوفہ پر سامنے بادشاہ کے آیا شاہ نے دیکھا کہ تخت ایک آیا وہ بھی خالی آیا پتلیان اُسپر بیہوش پڑی ہین قیدی کا نام نہین ہے افراسیاب نے کچھ پانی لیکر سحر دم کرکے اُنپر چھڑکا کہ وہ پتلیان ہوشیار ہوکر اُٹھین اُنسے پوچھا کہ قیدیون کو کیا کیا اُن پتلیون نے کہا ہم آپ کی قدرت سے پیدا ہوے

آپنے سُلادیا ہم سو گئے آپنے جگادیا ہم جاگے ہمین نہین معلوم کہ وہ اسیر کہان گئے بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو مینے کس طرح اسوقت سُلایا تھا اُنھون نے کہا ایک عورت کمسن آئی تھی لڈو اُسنے کھانے کو دیے تھے پھر ہم کو نہین خبر کیا گذری شاہ یہ کلام سُنکر غضبناک ہوا اور کہا تم سب جل جاؤ کہ تم نے حفاظت اچھی طرح نہ کی یہ کہنا تھا کہ پتلیون کے منھ سے شعلۂ آتش نکلا اور سر سے جو آگ لگی سب جلکر خاکستر ہوگئین بعد ان کے جلانے کے اُٹھ کر اُس پہاڑ کے ایک سمت چلا اور دل سے کہتا تھا کہ چلکر عمرو کو مار ڈال غرض اُس کوہ سے کہ اہی جانب بہت دور آکر ٹھہرا وہان عجیب وغریب درخت لگے تھے پھولون سے چہرے پریون کے نکلے تھے پھل سبوے کلان کے برابر لگے تھے اُن مین سے مار سیاہ پردار نکلتے تھے یہ آپس مین رلکر جھانجھ کی طرح بجتے تھے پریون کے چہرے جو ظاہر تھے اُنکے کان آنکھ ناک منھ سے راگ باجے کی صدا آتی تھی اور اسی طرح ہزارہا عجائبات ظاہر تھے۔

نظم

زبان پر کچھ سخن مانند انسان
پکارا ریچھ اک یون کھول کر لب
وہ ریچھ آخر ہوا زاغ خوش اسلوب
کہا اس سے کہ ہم ہین تیرے شیدا

نظر آیا اسے اک طائر خوب
کبھی خندان کبھی گریان و حیران
کہ جاتا ہے کدھر آ اس طرف آ
پکارا چند ساعت کوہ پر خوب
شجر دیکھے ہوئے دریاے زخار

سر منقار سے تا پا خرق اسلوب
بڑھا وہ کچھ قدم بس دشت مین جب
مین اک مدت سے ہون مشتاق تیرا
ہوئے فوراً ہزارون زاغ پیدا
بنے دریا سے پھر وہ شکل اشجار

بادشاہ نے وہان پھر کر افسون پڑھا سب درخت جس طرح آندھی کے سے ہلتے ہین اُسطرح ہلے اور سر ہر نخل پر ایک ایک پریزاد غیرت شمشاد ظاہر ہوئی کہ حُسن مین گل حدیقۂ خوبی و غنچۂ گلستان محبوبی بلکہ دھانی لباس ہر ایک زیب قامت کیے کھیتی کو حسن کی سرسبز کیے تراوت کشت جمال کو دیے بلبل شیدائی دل کو بنا مین کہ بموجب **مسدس**

بال بنگالے کے طول شب ہجر عشاق
لکھنؤ کا وہ غضب عشق کا پریہ و دقاق
صورت پاک بنارس کی زمانہ مشتاق
حُسن کشمیر تھا مشہور میان آفاق
جسم پنجاب کمر دہلی کی تماشے کی گات
جسم لاہور کا اور قامت و قد گجرات

اُن پریون نے بادشاہ کو دیکھ کر قہقہہ لگایا بادشاہ نے فرمایا کہ لے تمال پری جل جلدی یہ کہنا تھا کہ ایک درخت کی جڑ سے نازنین گلفام سیمین اندام پیدا ہوئی یہ سب پریون سے زیادہ حسین تھی ہر جگہ تعریف جمال مہر تمثال بیان کرنے مین طول ہوگا مختصر یہ کہ اُس پری سے بادشاہ نے خطاب کیا کہ ملکہ **مقراض دو زبان جادو** کو بلا لا وہ پریزاد یہ سُنکر زمین مین سما گئی بعد لمحہ بھر کے سیاہی زمین سے پیدا ہوئی اور زمین پہ لوٹ کر صورت اُسنے اک بلاے سیاہ کی پیدا کی منھ سے ہنگام تکلم شعلہ نکلکر دو زبانین بنجاتے اور مثل مقراض نظر آتے اور سراپا اس خبیثہ کا یہ تھا **نظم**

بشکل چشم پیشانی پر اک داغ
لب بالا فراز دوش آیا

گمان چہرہ پہ ہوتا تھا کہ ہے زاغ
بڑے ناخن کہ جیسے تیز شمشیر

لب زیرین نے سینہ کو چھپایا
زمین کیسی پہاڑون سے گلوگیر

اُس بلاے سیاہ نے بادشاہ کو سلام کیا اور جھوے سے چھری نکال کر سر اپنا کاٹ کر ہتھیلی پر رکھا اور بادشاہ

کو نذر میں دیا شاہ نے سر اُٹھا کر اُسکی گردن سے ملحق کر دیا اور کہا اے ملکہ نذر تمہاری ہم نے قبول کی یہ سر میدان کارزار
میں جاکر ہمارے کام پر نثار کر و جاؤ ملکہ مہرخ وغیرہ سب نمک حراموں کا سر کاٹ کر لاؤ اور ہم کو نذر دو
یہ کہکر پھر کچھ جادو پڑھکر دم کیا کہ سامنے سے ایک دریاے زخار موج مارتا ہوا پیدا ہوا ہر موج اس بحر پر جوش
کی مثل مردم خونخوار غصے سے چڑھائے آستین تھی اور لبان انسان غضبناک چین بر جبین تھی ایسا جوش و خروش
اس سے پیدا تھا کہ میں ڈھا با فسون اچھل رہا تھا گویا دریا جامہ سے باہر ہوا جاتا تھا کہ بموجب **نظم**

پیمانۂ بحر بھر کے چھلکا　　ہر چشمہ کی آنکھ میں تھا ڈھلکا　　اُمڈا آتا بڑھا ہوا تھا دریا
زوروں پہ چڑھا ہوا تھا دریا　　سر تنکے حباب اُٹھا رہے تھے　　چشمے آنکھیں دکھا رہے تھے
دھارا تھی ہر ایک سیف کی دھار　　تھی باڑھ پہ تیغ بحر زخار　　اُس بحر میں ایک سونے کی کشتی پر

ایک جادوگر سوار جسکی کان آنکھ ناک سے پانی جاری منبع پانی کا بنا ہوا ہر مخرج سے روان پانی کی دھار کشتی کو کھیتا ہوا
کنارے پر آیا شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے ارشاد فرمایا کہ اے سمندر خیز جادو و ملکہ مقراض لشکر حریفوں پر پیرے
جاتی ہیں تم بھی انکے ساتھ جاؤ اور دشمنوں کو بیرے غرق قلزم عدم کرو وہ ساحرہ وہ ساحر یہ سنکر پھر اُسیوقت دریا میں
وہ بحر خشک ہو گیا اور وہ ساحرہ بھی بادشاہ سے رخصت ہو کر غائب ہو گئی یہ دونوں ساحر و ساحرہ اسی کوہ کی
حوالی میں رہتے ہیں اور تین لاکھ ساحران کے مطیع ہیں پس دونوں نے اپنے مقام پر پہونچکر لشکر تیار کرایا اور حکم روانگی
فوج کو دیا پھر تو جابجا نفیر کا شور طبل فلک تک پہونچا رسول مسبول کی چاک چشم آفتاب کو خیرہ کرتی تھی نادِ سنا
کی صدا گوش ہدرو سے چرخ کے پار تھی طاران سحر نے اُڑ کر روے گیتی چھپایا تھا ابر جادو کا چھایا تھا
ہتھیاروں کی جھنکار بہرام آسمان کے دل کو خوف دلاتی تھی اژدہوں کی پھنکار سے ہوا مسموم ہوئی تھی
حرارت جسم خورشید میں آئی تھی ساحر تختہاے سحر و اژدر و طاؤس پر سوار تھے زمین پر روان فوج کے جرار تھے
زیردان ہر ایک کے اصیل سوار تھے آفت تازہ بکیسون پر چلی تھی کہ **نظم**

کبھی ظاہر کر دکھاتے اسکو انسان　　بدن پر سر بشکل کوہ پیدا　　کبھی ہوتی تھی وہ آنکھوں سے پنہان
زبانیں دو سنان کی طرح سے تیز　　بشکل نیش عقرب زہر آمیز　　زبان تیرہ مگر شعلے ہویدا
بگولے بنکے اُڑتے بعض ساحر　　بشکل ابر ہر جانب سے چھاتے　　یہی سامان تھا لشکر میں ظاہر
بے طاؤس زریں بال تھے چند　　نہایت تیز پر محفوظ و خرسند　　اندھیرا ان کے نظروں میں ہماتے

ملکہ مقراض اژدہے چالیس زنجیر
سحر سے حلقہ بند کرا کے تخت اسپر کھنچوا کر سوار ہوئی اور سمندر جادو نے اسی طرح دریا چھوٹا سا پیدا کر کے ناؤ پر
سونے کی سوار ہو کر پیروی اختیار کی وہ دریا پیچھے سے خشک ہوتا جاتا تھا اور آگے جدھر جاتی تھی بڑھتا جاتا
تھا سانپ کی طرح لہراتا تھا لشکر تو بیچاری مہرخ پر جاتا ہے اور بادشاہ طلسم کو یہ منظور ہوا ہے کہ اب عمر و کو میں
جاتے ہی قتل کر ڈالوں پہلے عطیح و ہوا خواہ اُسکے قتل ہو جائیں اسلیے اب کی سرحد داران طلسم ساحروں کو لڑنے بھیجا ہے
کہ ان کو نہ عیار قتل کر سکیں گے نہ ساحر مار سکینگے اگر طلسم کشا ہو تو انکو مارے یا مثل بادشاہ طلسم کوئی ساحر ہو تو مارے

فی الجملہ یہ بلائین تو راہ مین ہین لیکن افراسیاب لعدان کے بھیجنے کے کوہ شگوفہ سے پھر آگے چلا اور سنا مارکرایک
جنگل مین ہوبجلی اترا اور سحر پڑھکر پکارا کہ اے مریخ سیاہ زبان جادو آؤ آواز دیتے ہی زمین سے ایک شعلہ چمکا اور
سمٹ کر صورت اپنی ساحر کی ایسی پیدا کی لباس جسم مین سرخ پہنے تھا رنگ بھی تمام جسم کا لال تھا زبان منھ مین سیاہ تھی
کل صفت لقب اُسکا تھا بدن بد قوارہ اور کاوک سب تھا اس بیہودہ نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے اس سے
یہ کلام کیا کہ اے مریخ تم یہان سے جلد جاؤ سلطان وسلیمان وسرشار جاکمان قلعہ سلطانیہ مجھ سے منحرف
ہوگئی ہین انکو پکڑ لاؤ اس ساحر نے عرض کیا کہ کس طرف وہ ہین مین کدھر جاؤن امیدوار ہون کہ پتا اُنکا پاؤن
بادشاہ نے یہ سنکر پھر سحر پڑھا اور آواز دی کہ اے جاسوس خبردار جادو میرے پاس آکر جلد
حاضر ہو صدا دیتے ہی ایک پتلا فولادی زمین سے نکلا اور عرض رسا ہوا کہ شہنشاہ کا بول بالا رہے مرتبہ اعلیٰ رہے حاکمان
قلعہ سلطانیہ ایک درہ کوہ مین قریب آہو کوہ کے بیٹھے ہین اور ایک عیار اُنکے ساتھ ہے یہ کہکر وہ پتلا پھر زمین مین سماگیا
شاہ نے اُس ساحر سے فرمایا کہ تو نے نشان اُنکا پایا اسنے عرض کیا کہ بخوبی سمجھ گیا ہون یہ ارشاد فرمایئے کہ اُنکو گرفتار کرکے
کہان لاؤن حضور یہان سے کس مقام پر رونق افروز ہونگے شاہ نے کہا کوہ فیروزہ پر اور اگر وہان مین نہ ملون تو باغ
گلزار زمین آنا کہ وہان ضرور ہونگا وہ ساحر یہ حکم سنکر پرواز کرکے چلا اور بادشاہ بھی ایک طرف روانہ ہوا لیکن ساحر
مذکور کچھ ہی دیر مین اس پہاڑ کے قریب آکر زمین پر اُترا کہ جہان شہزادیان اور چالاک تھے یہ ساحر درہ کوہستان
مین شہزادیون کو ڈھونڈھنے لگا اور وہان سلیمان نے چالاک سے کہا کہ مسافر کے پاس توشہ ضرور چاہیے تمھاری
عنایت سے کھانا تو ملا ہوا مگر پانی نہین ملا اب یہان سے چلو کسی چشمہ پر پانی پئین چالاک نے کہا تم ٹھہرو مین پانی
لاتا ہون جب اس جگہ کھا پی کر اپنی ضرورتون سے فارغ ہو تو ایک ہی مرتبہ چلین گے کہ راہ مین ٹھہرنا نہ پڑے انھون نے
کہا اچھا عیار موصوف درہ سے نکلکر ایک کنوان تلاش کرکے کنارہ پر آیا اور کسوت عیاری سے ڈولچی نکال کر زنجیر مین
کانٹے دیکر پانی بھرنے لگا یہ تو پانی بھرتا تھا مگر وہان مریخ تلاش کنان اُس درہ مین بھی آیا کہ جسمین وہ شہزادیان
بیٹھی تھین اُسنے آتے ہی للکارا کہ ارے فراریان کہان بچکر شہنشاہ سے جاؤگی شہزادیون نے اسکو دیکھکر سحر پڑھا کہ
ہزارہا سانپ زمین سے پیدا ہوکر اُسپر لپکا اُسنے کچھ ایسا افسون دم کیا کہ وہ سانپ جلکر خاک ہوگئے اور یہ ساحر اور
آگے بڑھا اُن بیچاریون نے دوبارہ جادو کیا کہ چار سمت سے سوسو پتلے برہنہ شمشیرین ہاتھ مین لیے پیدا ہوے اور
اسپر حملہ کیا اُسنے پھر پڑھ کر پھونکا کہ وہ پتلے آپسین لڑنے لگے اور جس پتلے پر تلوار دوسرے پتلے کی پڑتی تھی وہ جلجاتا
تھا اسی طرح جو سحر انھون نے کیا اسنے رد کرکے زمین پر دوہتڑ مار کر آواز دی کہ بھاگو تم پھر یہان یہ تینون زمین پر لوٹین
مگر سلطان نے اتنی چالاکی کی کہ جب اسنے دوہتڑ مارا اسوقت نیل کا قلم انگیا سے نکال کر اپنے دوپٹے پر لکھا کہ ہمکو
مریخ جادو پھر بنا کر پکڑے لیگیا وہ کونا لکھا ہوا پھاڑ کر دو مین پھینکدیا اور یہ بھی لوٹنے لگی آخر یہ تینون بے خبر ہوگئین اسنے
ایک زنجیر اپنی کمر سے کھول کر اُنکی گردنون مین باندھی اور کھینچتا ہوا لیکر چلا اور اسی جانب آیا کہ جدھر چالاک
کنوئین پر پانی بھر رہا تھا اور دیر اُسکو اسوجہ سے ہوئی تھی کہ ایک ڈولچی بھر کر پہلے اسنے پانی پیا ہاتھ منھ دھویا

ذوالفرنجا ہوا کھائی پھر دوسری ڈوبچی بھری کرکے چلوں اس اثنا میں ساحر کو دیکھا تین حبشیوں زنجیر میں باندھے
لیے جاتا ہے اسکو یہ تو معلوم نہ تھا کہ شہزادیاں گرفتار ہوئیں میں سمجھا کوئی ساحر ہوگا اور یہ بھی ساحر کی ایسی صورت
بنکر پانی بھر رہا تھا تو مرتج بھی اسکو دیکھتا چلا کچھ مزاحم نہوا اور یہ پانی لیکر درہ کوہ میں آیا وہاں شہزادیوں کو نہ پایا
کچھ بچھر کا اسباب ناریل وغیرہ پڑے دیکھے آخر وہ ٹکڑا دوپٹے کا پایا اور اُسپر لکھا دیکھا کہ ہم اس طرح اسیر ہوئے یہ دیکھکر
سوچا کہ غضب ہوا وہ ساحر انھیں کو پھیر بنانے لیے جاتا تھا مجکو روکنا چاہیے تھا الحاصل بعد افسوس بسیار ایک
لہنگا اطلس زر اندود کا نکالکر پہنا پاؤں مہاور سے رنگین کیے کڑے چھڑے توڑے چھاجھن پہنی کمر میں زنجیر سونے
کی باندھی گلے میں ہاتھوں میں بہت سا زیور پہنا اور سرخ دوپٹا اوڑھکر زن ماہ طلعت کی ایسی بنائی اسکی
زلف حسن لیلی عذار کو نظر آئی کفت میں پھنا وبال ہوا مجنون کردار نے سودائی پیشانی اسکی عید کا چاند ضیا سے
خورشید جس کے آگے ماند ابروے خمدار اسکی طاق محراب کعبہ چلہ کش اُسکے ہے زاہدان پیر یا مژگان نشتر رگ جان
عاشقان چشم جادو خیز توسن ناز ابلق لیل و نہار نے نہ دیکھے ہوں وہ انداز دنبالہ سرمہ کا اس توسن کی شوخی
کے لیے تازیانہ حاصل یہ کہ عاشق اُسپر زمانہ اس طرح از سر تا پا وہ آفت جان زمانہ یگانہ دہر بنگئی کہ مسدس

گورے گورے سے ہیں رخسار ملائم از بس — عمر بھر بوسہ دلچسپ کی ہو جسکی ہوس
مفت ہے جان کے عوض بھی جو میسر ہو یہ مس — بل بے مدہ ٹپکا ہی پڑتا ہے جوانی کا رس
دیکھ کر کہتے ہیں صورت کو ملک صل علے — رخ سے رخ چھوٹ گئے ور کے حاشا کلا

گال میں انکے قیامت وہ گلوری کا ابھار — شان اللہ کی معراج میں حسن رخسار
پان کا ناز سے پھر منھ میں چھپانا ہر بار — قہر او گال انکا نہ دینا وہ دم بوس و کنار
رنگ پان تو دل عالم کا ہوا خون بہا — اک زمانہ کو ہوا رنگ مسی پر سودا

اس صورت سے تیار ہو کر گھونگھٹ نکالا ایک تھالی برنجی ہاتھ میں لیکر پوجا کرنے کا سامان اسمیں رکھا ہوا چومکھا
روشن کنول کا پھول دھرا ہوا چھم چھم کرتا روانہ ہوا اور جدھر پھیریاں بیچانے ساحر کو دیکھا تھا اُس طرف آیا دیکھا
تو وہ سامنے ایک درہ کوہ میں پھیریوں کو لیکر چلا گیا یہ بھی اسی سمت کو آیا ساحر کو تو نہ پایا مگر دوسرے درہ میں پہاڑ
کے ایک ہرن کو بیٹھے پایا یہ سمجھا کہ آہوی صحرائی ہے اور وہ ساحرہ تھی نام اُسکا آہوے جادو تھا غرض جب
یہ درہ کے قریب پہونچا اُس ہرن نے پکار کر کہا کہ ارے ادھر راستہ نہیں ہے بحکم شاہ طلسم اس درہ کی محافظ ہوں یہ
مقام آہو کوہ کہلاتا ہے چالاک یہ کلام اس کے سنکر سمجھا کہ اگر کوہ کا نام آہو کوہ ہے تو اس ساحرہ کا نام بھی البتہ
یا آہوے جادو ہوگا بس یہ سوچ کر گرنے ایک قہقہہ مارا اور کہا اے ملکہ آہوے جادو میں تمھارے
ہی پاس آئی ہوں وہ ہرن اٹھکر اُسکے قریب آیا اور کہا بتاؤ تم کون ہو اور مجھ سے کیا کام ہے اُسنے کہا میرے
گھر میں سامری کی پوجا ہوتی ہے ہم لوگ پجاری ہیں دوسرے دن پوجا کرنے کے پھول جو سامری کی مورت
پر چڑھتے ہیں وہ بانٹنے نکلتے ہیں مرد ہمارے مردوں کے پاس جاتے ہیں اور ہم عورتیں عورتوں پاس اور ایک حکم

ہمیشہ قیام نہیں کرتے ہیں یونہیں گانوں گانوں شہر شہر پھرتے ہیں آجکل اس طرف آنکلے اور سُنا کہ آہوے جادو رہتی ہیں پس آپکو یہ پھول دینے میں آئی ہوں ڈنڈوت کیجئے اور یہ پرساد لیجئے مین اسیس دون اور اپنے گھر جاؤن یہ سُنکر وہ ہرن غلطاک مار کر ساحرہ بنا اسنے دیکھا کہ ایک ادھیڑ عورت سانولے رنگ کی ہے مگر آنکھین غزالان صحراے خوبی کو چوکڑی بھلاتی ہین الجق لیل و نہار کو آنکھین دکھاتی ہین لباس و زیور سے آراستہ ہے نہایت پیراستہ ✦ یہ دیکھکر اسنے ایک پھول کنول کا کمر سے نکال کر تھالی مین رکھا اور تھالی کا پھول ہاتھ پر رکھ کر دیا اُسنے ڈنڈوت کرکے کمر سے ایک اشرفی اور پانچ روپیہ نکال کر تھالی مین ڈالے اور پھول لیکر سونگھا اور آنکھون سے لگایا ہنوز یہ بیچارن اسیس بھی دینے نہ پائی تھی کہ بیہوشی اُسپر طاری ہوئی چرخ کھا کر گری اسنے فوراً سر اُسکا کاٹ ڈالا غل اور شور برپا ہوا اُسکا افسوس مارا آہوے جادو کو چالاک اسوقت دل سے کہتا تھا کہ بڑی حماقت تمنے کی جو اُسکو مارا اگر غل سُنکر اور ساحر یا مرنج دوڑ آئے تو کیا کروگے اسی سوچ مین ایک تدبیر یہ کی کہ تھالی جلدی سے چھپا کر دوپٹا اوتار کر جلدی سے الگ پھینکا اور رو دہتوڑ تو اور منھ پر مارنے لگا اور زار زار روتا تھا ساحرہ کے لاشے سے لپٹا تھا اور کہتا تھا ہے ہے میری بی بی ہئی ہئی میری چاہنے والی افسوس میری پالنے والی کس نے تجکو خاک و خون مین لٹایا ہاے یہ چاند سی صورت خاک مین ملگئی اے میری بی بی مین آنے بھی نہ پائی کہ کسی جلادنے کام تمہارا تمام کیا صداے غوغا و شور و گریہ او غل بیرون کا سُنکر مرنج جو درہ کوہ مین گیا تھا اور آہوے جادو کا وہ بھی متلاشی تھا جا بجا درہ سے نکلکر دوڑا یہان آکر دیکھا کہ ساحرہ مری پڑی ہے اور ایک نازنین عنبرین گیسو اس سے لپٹی رو رہی ہے جو آنسو اُسکی آنکھ سے نکلتا ہے یہ نقشہ ہے کہ **بیت** دُرالبق کیے گم دید موجود ✦ لغیر از اشک چشم سرمہ آلود ✦ اور اس حالت رنج مین تن بدن کی اُسکو خبر نہین ہے ڈوپٹہ جو اُتر گیا ہے پردۂ حسن کا پردہ فاش ہوا ہے گیسوان مشکین جو رخ پر پریشان ہین تو ہزار ہا نافے تتار مین پڑے ہین رخسار پر طمانچون کے نیل پڑے ہین تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ کدوے حقیقی سے نظر نے یہ رنگ دکھایا ہے گل رُخ مین گل سوسن اُگا یا ہے وہ اُسکا سینہ کھلا ہوا انگیا مین دو قمقمے رنگین دھرے ہوئے وہ رس مین گولے بھرے ہوئے وہ گورا گورا نرم مخمل سا پیٹ کھلا ہوا پیڑو اُبھرا ہوا اکر تیلی ساق بلورین زانو بیٹھنے سے کھل جاتے تمنا سر بزانو ہوتی نظر آتی آرزو یہ پانون پھیلاتی کہ کسی طرح جلدی زانو سے زرین شاق شمع سے وصل ہمسری کرین از سرتاپا اس آئینہ رو کے جمال کا یہ عالم **نظم**

چشم جادو روش گردش ایام گرفت	خوش قدی لالہ رخی گلبدنی غنچہ لبی	قاتلی رخنہ گری شوخ نگاری عجمی
وصف خرام تو بپامالی سرو گستاخ	طرۂ گیسوے تو پیچش سلسلۂ دام گرفت	اے نگاہ تو بتاراج نظر ہا گستاخ
	تا حیا سرمہ کش نرگس جادوے تو بود	شبنم خلد نظر بارگل روے تو بود

اس تشکل شمائل کو اس ماہ کامل کی دیکھ کر مرنج کا دل قابو مین نرہا اور قریب آکر کہا کہ اے گل باغ وفا کس کی لاش ہے جس کے غم مین تجکو یہ خراش ہے اسنے رو کر کہا میری پالنے والی کی یہ میت ہے مجکو اسنے بچا سا مول لیا تھا اور فرزندون کی طرح پالا بیٹی کہتے ہر وقت منھ سوکھتا تھا ہاے مین کس کی ہو کر رہون مجکو تو یہ اکیلا کر گئین

اے ملکہ آہو مین تمکو کس بن مین ڈھونڈھون مریخ نے جب نام سنا کہا افسوس یہ لاش آہوے جادو کی ہے اے نیکبخت
یہ اکیلی اس صحرا مین رہتی تھین یا اور بھی کوئی ساتھ تھا اُسنے کہا سبھی کوئی تھے مگر یہان سے کہین گئی کوئی یہ ملازم اُنکے
مین یہ فقط مجکو لیکر اس پہاڑ کی حفاظت کرنے کو یہان رہتی تھین اُسوقت مین ایک کام کو گئی تھی کسی نے ملکہ
کو مار ڈالا اسنے ماجرا اسنکر خیال کیا کہ اگر اس کنیز کے ساتھ تو آہو کے مکان پر جاتا ہے تو قیدی تیرے ساتھ مین
مبادا کوئی آفت آئے اور شہنشاہ کے کام مین بھی حرج ہوگا اسکو یہان راضی کر کے اپنے ساتھ لیجانا چاہیے یہ
سوچکر اسنے اس ماہ دو ہفتہ سے کہا کہ بی بی تو تیری خدمت مین جمشید کے گئین اب اگر تو مجکو اپنا غلام تصور
کرے اور میرے ہمراہ چلے تو مین شہنشاہ ساحران کے پاس قیدیون کو لیے جاتا ہون یہ بھیڑیان ماجرا مجرائی
شہنشاہ مین بادشاہ تیری بی بی کا بھی مالک ہوا اور تیرا بھی اسی سے کہکر مین تیرا مرتبہ بڑا دونگا اور
اپنے ساتھ تیرا بیاہ کر دونگا اسنے یہ امر سنکر کہا خوب میری بی بی کا تو مردہ پڑا ہے مین اسکو چھوڑ کر تمھارے ساتھ
مزے اڑانے چلون دنیا مجکو کیا کہے گی اسنے کہا مین جنازہ انکا انکے گھر بھجوائے دیتا ہون تم چپ رہو لوگ
کہین گے جسنے آہو کو مارا وہی کنیز کو بھی پکڑ لیگیا ہوگا عیار نے بعد انکار بسیار کہا اچھا مین بھی سوچتی ہون
کہ میرے اب کون ہین جنکے پاس رہونگی خیر تمھارے ہی ساتھ ہو اسی بی بی کا جنازہ بھجواؤ ساحر مذکور نے
کچھ کے چند پتلے بنا کر حکم دیا کہ اس لاش کو قلعہ آہوان مین لیجاؤ وہان پہونچا کر چلے آنا پتلے لاش اُٹھا کر روانہ ہوئے
اور اس نے ایک تخت سحر سے بنا کر بھیڑون کو اُسپر ڈالکر آپ بھی مع اُس نازنین کے سوار ہوا اور جانب کوہ
فیروز روانہ ہوا لیکن ایسا محبوب پری پیکر و گل اندام پہلو مین بیٹھا تھا کہ جسپر شباب چھایا تھا تمام اعضاے مستی
سے پھٹکتی تھی جسم گدرایا تھا وہ صحرا مین ہواے سرد کا چلنا سناٹے کا عالم پہاڑون کی دانگ پر جانورون کی کلیل صحرا
مین وحش و طیر کا پھرنا دریاؤن کا بہنا چشمون کا لہرانا اُنپر درختون کا جھکنا نمونہ نشان رحمت باری تھا
فیض خالق خزان و بہار عالم پر جاری تھا ایسے مقام پر یار دلنواز کا پہلو مین ہونا ع یار جوان و من
جوان دیدہ شوم چہ شود + اگر زاہد ہفتاد سالہ بھی ہوتا تو یہ توڑ ڈالتا اس ساحر کو تاب نہ رہی
بے اختیار اس گلعذار کو آغوش مین لیا دست ہوس دراز کیا اُسنے ایک طمانچہ اُلٹے ہاتھ سے مارا اور ہنسکر
کہا مردوے تجھے خبر ہے دنیا کی شرم و حیا بھی نگوڑے اُڑ گئی یہ بھیڑیان بھی تو انسان ہی ہین انکے سامنے
بیحیائی کرنا تیرا ہی کام ہے اور تو نے تو اقرار کیا تھا کہ شہنشاہ سے کہکر مین تیرے ساتھ بیاہ کرونگا پس جب
بیاہ ہوگا اسوقت کچھ امر مورد ہے گا ابھی مین تیرے ہتھے نہ چڑھونگی تو اپنا تو یہ مطلب نکالکر جو تجھے چھوڑ دے
تو میری سوتی کی ایسی آب اُتر جائیگی آبرو گئی ہاتھ آنا دشوار ہوا اور تیرا کیا وہی مثل ہو کہ جیسے چادر کھائی رنڈ
یا بچ پھر ویسے ہی کے ویسے ساحر نے عذر سنکر قدم پر سر رکھدیا اور کہا اے جان من میری جان نکلی جاتی ہے واسطے
سامری کا شربت وصل ایک بار پلادے مین تمام عمر غلامی کرونگا جو کہا ہے اُس سے زیادہ اطاعت کا دم بھرونگا اسنے
شرماکر بعد عذر بسیار کہا اے شخص مین تیرے بس مین ہون جو تیرا جی چاہے کر مگر مین اسطرح تو آدمی نہ بنونگی کہ تخت اسطرح

جائے اور قیدی سامنے بیٹھے ہوں اگر تجکو منظور ہو تو تخت زمین پر اُتار دو گھڑی تنہائی میں ہنسیں بولیں
پھر آگے چلیں گے یہ سننا تھا کہ ساحر بہت خوش ہوا اور ایک طرف درختوں کا کنارے ندی کے دیکھکر
تخت اُتارا پھر پریوں کو درخت کی آڑ میں باندھ دیا اور چادر ندی کے کنارے بچھا کر بیٹھا معشوقہ کو
گود میں لیا اور کہا بیت عبث تو گھر بناتا ہے میری آنکھوں میں اے پیارے ✦ کسی نے آج تک دیکھا نہیں
پانی پہ گھر ٹھہرا ✦ اس نازنین نے جواب دیا کہ مرشد کیوں آمین بناتا ہے بھلا میں تجھ سے پوچھتی ہوں کہ تجکو
جو تو گھر لے تو کیا لطف ہو نہ شراب نہ کباب بغیر نشہ مجکو تو کوئی بات اچھی نہیں معلوم ہوتی اسنے کہا تم ٹھہرو
میں کسی درہ سے جاکر شراب لادوں اسنے کہا اب عرصہ ہوگا میرے پاس ایک گلابی شراب کی ہے وہی ہم
اور تم کام میں لائیں اسنے کہا بہتر ہے معلوم ہوا کہ تم شراب بہت پیتی ہو عورت بولی کہ اس جنگل میں آہو کے سوائے
شرابنوازی کے اور شغل ہی کیا تھا اور میں اُنکے پاس رہتی تھی یہی باعث ہو کہ شراب میرے پاس ہے یہ کہکر
دوپٹے میں ہاتھ ڈالکر ایک بوتل شراب سرخ کی نکالی اور اس ساحر کی گردن میں ہاتھ ڈالکر کہا جانی یہاں
ساغر نہیں ہے گلابی منہ سے لگالو اسنے پیار سے دیکھکر منہ کھول دیا اسنے آدھی بوتل حلق میں اونڈیل دی وہ
پی گیا یہ عیار اُسکی گود سے کنارہ کش ہوا وہ پکارا کہ جانی پہلو میں بیٹھو جا گود سے میری اور کہیں نہ جا
اسنے کہا ابے اُلّو تو مجکو کیا سمجھا ہے میں تیری جان کا لینے والا چالاک عیار ہوں یہ سننا تھا کہ وہ بغضب
تمام سحر پڑھنے لگا اس عیار نے دہن سے پیکھا منہ پر چھڑک دیا کہ وہ بیہوش ہوا اسنے بے تامل خنجر سے سر
اُسکا جدا کر ڈالا غل و شور برپا ہوا وہ شہزادیاں پھر حالت اصلی پر آگئیں اور قدم پر عیار مذکور کے گریں
کہ آپنے بڑی آفت سے ہمکو چھڑایا اُدھر وہ تیلے جو لاش آہو کی لیکر چلے تھے مریخ کے مرنے سے وہ بھی غائب
ہو گئے لاش ساحرہ کی جنگل میں گر پڑی اور طعمۂ زاغ و زغن ہوئی ملکہ سلطان [illegible] نے تخت سحر سے بنایا اور
چالاک کو بٹھا کر سوار ہو کر منزل مقصد کا راستہ لیا ہے تو اسطرف آتے ہیں مگر اب حال مقراض و سمندر کا سنیے بیت
رجز خوانان میدان فصاحت و بیان کرتے ہیں راہ حکایت : کہ بعد قطع مسافت مقراض و سمندر قریب
لشکر حیرت خود سر پہونچے اُسنے خبر اُنکے آنیکی سنکر استقبال کرایا لشکر اُنکا مقام حمدہ پر اُتروایا بارگاہ
اُنکے لیے آراستہ کرائی یہ دونوں ایک روز کسل سفر سے آسودہ ہوئے دوسرے روز بارگاہ ملکہ مذکورہ میں آکر
دنگل پر متمکن ہوے اور حال رزم وغیرہ دریافت کرکے بہت کچھ لاف و گزاف کیا ان کے آنیکی خبر
ہرکاروں نے ملکہ مہرخ کو پہونچائی ملکہ موصوف قدیم سے جزیہ دار شاہ طلسم ہو اسکی نواسی مہ جبین بروز
نوروز جب تخت پر جلوس کرتی تھی تو تمام ناظمان طلسم آکر نذر دیتے تھے بدیں وجہ یہ سب سرحد داران طلسم
کو پہچانتی ہی پس ان ساحروں کا آنا جو سنا لرزہ اندام پر طاری ہوا سبھوں سے کہا اب بیشک موت ہم تک
آئی کیونکہ خواجہ مقید ہیں عیار ساحروں کو قتل نہ کر سکیں گے ہم لوگ ایک دن بھی سحر کا انکار نہ کر سکینگے
دیکھئے کہ خالق کو کیا منظور ہے لحاصل البیان رات قریب آئی یعنی جب زورق طلائی مہر ڈوبنے مغرب میں

جا کر ڈوبی اور سمندر فلک میں کشتی ہلال کی تیرتی نظر آئی کہ بمقتضائے **ابیات**

سیہ پوش آج کیوں ہے شاہد شام — کہیں پیدا نہیں تاروں کا ہے نام

قمر کی بھی سفید اسدم ہے رنگت — پڑے گی شبرنگی شب پہ آفت

سر شام بحکم مقراض خود کام طبل جنگ کی صدا بلند ہوئی طائران سحر خیز دربار
کر کے سامنے ملکہ مہرخ کے آئے اور بعد دعا و ثنائے شاہی خبر نواخت نقارہ رزم عرض کی ملکہ نے نظر
بہ رحمت کارساز عالم کرکے خود بھی نفیر سحر کو دم دیا پھر تو کوس و بوق بجنے لگے دمامے گرجنے لگے دربار سویرے سے
برخاست ہوا سردار اپنے مقام پر آئے جا بجا پوجا ہونے لگا بنگالی ساحر ڈھرو بجانے لگے بھینٹ چڑھانے لگے
منتروں کی صدا بلند ہوئی بیروں کے آنے سے سناٹے آتے جاپ کرنے والے ہجوم جاتے اسی طرح اس طرف بھی خوک و
بز جھٹکا ہوتے تھے مسان کی مٹی جو رہا ہے کی اور ویرانے کی اور جہاں گدھا لوٹے وہاں کی خاک جمع ہوئی تھی دف
دائرہ اور خنجری بجتی تھی دھول اچھوتا تھا اگیاری ہوتی تھی جوت کا دیا جلتا تھا ساحروں میں تو یہ نقشہ تھا بہادروں
نے سلح خانے کھلوائے تھے ہتھیار چھانٹ کر سامنے منگوائے تھے ان کے سامنے دعوی مردی کسی کو کیا خاک ہوتا کہ اس
شب کو قمر بھی ہالے کی چوڑی ہاتھ میں پہنے تھا تیغ تیز کے خوف سے گردوں کی سپر پھینک کر جانب مغرب بھاگا تھا
خنجر براں طوق بنکر گلو گیر عدو ہونا چاہتا تھا فولاد اور جوہر تو مصروف جدال ہو گئے تھے معلوم ہوتا تھا کہ مردم چشم یہ ہیں اور
تیغ نظر ہاتھ میں ہے حریف رگ رگ سے شمشیر انکی واقف اس طرح تھی کہ جیسے نبض میں جملہ اعضائے تن کی خبر
ملتی ہے نیزہ سرکشی کا دعوے کر رہے تھے گرز دشمن کا سر مثل مار کچلنے کا ارادہ رکھتے تھے اسی شورش ہنگامے میں وہ
رات بسر ہوئی اور وہ وقت آیا کہ مقراض سحر نے پیراہن مشکین شب قطع کیا اور موج ضیائے بحر آفتاب نے عالم کو
ڈبو لیا کہ **ابیات**

پئے آمد پھر ہوا خورشید پر نور — ہوا عالم ضیا سے اسکی معمور

وہ جلوہ مہر تاباں نے دکھایا — جہاں کو نور کا عالم بنایا

ہنگام سحر ملکہ مہرخ شبستان سے
برآمد ہوئی اور ہر سمت سے جادوگرنیاں اور ساحر نام آور حاضر ہو کر تسلیم بجا لائے اور ملکہ موصوف کو لیکر جانب رزمگاہ
چلے اسوقت ہزارہا نقابے بجائے ابر سحر کے سر پر سایہ فگن ہوئے تخت اور طاؤس ساحروں کے اڑ کر چلے **ملکہ بہار**
وغیرہ سواروں کی عجب شوکت و شان تھی کہ شوکت و عظمت اُن پر ہزار جان سے قربان تھی کہ بموجب **نظم**

سارے عالم میں نہ کس طرح ہوں یہ فتح نصیب — اہل جوہر ہیں لڑائی کا ہنر ہاتھ میں ہے

کیوں نہ میدان شجاعت کے یہ ہوں شاہ سوار — کہ عنان فرس فتح و ظفر ہاتھ میں ہے

جنگجو اتنے ہو مریخ کی طاقت یہ نہیں — کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ میں ہے

جگر دشمن دین پشت عدو فرق نصیب — پاش پاش انکے ہر اک وار رہیں ہر ہاتھ میں ہے

جسبہ یہ چمکاتے ہیں تیغ اہل نظر کہتے ہیں — برق ہے پنجۂ روشن میں شرر ہاتھ میں ہے

پڑا اور بڑے کر و فر سے وارد میدان قتال ہوئے اسوقت صحرا میں بھا سرجس ہی تھی بہادروں پر طاری یاد
خالق اکبر میں مصروف تھے کہ یکایک گلستان شجاعت کے نونہال عرصۂ قتال میں جھپٹے چلے آئے میدان میں سرب

برسے جانے ہوا بدل گئی امان کنارہ کر گئی شمشیر چلنے کی ہوا چلنے لگی زبان نیزہ و سنان زہر اگلنے لگی یعنی آمد آمد لشکر حریف
ہوئی سیاہ سیاہ ہزار در ہزار بیرق اڑتی نظر آئی آگے سب کے مقراض اژدہون پر تخت کھنچواے سوار پشت ایستہ
تین لاکھ ساحران غدار شعلہ چمکاتے صورتین بھیانک بنائے آئے تھالیان تھی جب وہ ہاتھون پر بلند کرتے تو معلوم
ہوتا کہ آسمان پیتل کا تہ فلک پیدا ہوا ہے ہر طرف نارنج و ناریل اچھلتا تھا جی جی کا سامری کے غل پڑا تھا
ایک طرف سے ایک دریا مثل خط جدول بہت باریک لہراتا ظاہر تھا کشتی پہ سمندر سوار تھا مختصر یہ کہ پہلے
بجلیان سحر کی کڑک کڑک کے گرین اور جھاڑیان درخت وغیرہ کاٹ کر جلا گئین پھر ہوائے سحر کے جھونکے
آئے گرد و غبار خس و خاشاک اڑا لے گئے ابر سحر برسا غبار بیٹھا دلون سے غبار نکلنے کا زمانہ آیا نقیب آگے بڑھ کر
للکارے دلاورون کو پکارے کہ ہان اے مبارزان میدان شاباش یہی وقت امتحان ہے خبردار سر کٹے جان جائے
مگر قدم نہ ہٹے حوصلہ دل کا بڑھا رہے جا ہے مر مٹے جب نقیب رغبت جنگ دلا کر پیچھے ہٹے مقراض نے پکار کر
سمندر سے کہا کہ بھیا ان نمک حرامون سے لڑائی کا طول دینا بیکار ہے تم چار سمت سے ان کو گھیر لو مین
ایک ہی سحر مین ان سب کو صفحہ ہستی سے مٹا دون جیسے یہ صف باندھ کر تصویرین مثل نقوش کاغذی کھڑی
ہین ویسے ہی یہ مرقع تم دم بھر مین مٹا ہوا دیکھنا یہ صدا سنکر عیار تو لشکر مہرخ سے نکل گئے اور جو لوگ کہ بزدل تھے
وہ بھی کنارہ کر گئے سب کو یقین کامل ہوا کہ اب کوئی آفت عظیم آیا چاہتی ہے ادھر سمندر نے کہنا ساحر
مقراض کا جو سنا کہا اے ملکہ آپ سچ کہتی ہین جلد ان باغیون کا استیصال ہو جائے تو اچھا ہے آپ ملکہ حیرت
کو بلا لیجیے کہ وہ آکر اپنے دشمنون کا حال خراب ملاحظہ فرمائین اسنے جواب دیا کہ ملکہ حیرت سے مین نے کہا تھا
کہ میدان مین چلیے وہ فرمانے لگین کہ مین خاتون معظم شاہ طلسم ہون پہلے بہت لڑائیون مین عرصہ جنگ
مین میرا جانا ہوا لیکن جو اپنے نام پر طبل بجا کر گیا جب وہ مارا گیا تب مجکو پھر آنا پڑا مفت خفت بھی ہوئی
لوگ کہتے ہون گے کہ بی بی شاہ جادوان کی بھاگی چنانچہ اب مین صرف حکم احکام دینے اور درستی فوج وغیرہ
کے لیے یہان بحکم بادشاہ اتری ہون جب تم فتح کر لینا تو مجکو بلانا اور سچ بھی یہ ہے کہ انسان اپنے ہمسر سے
لڑتا ہے نہ کہ ادنی اسے ملازمان ملکہ کیا کم ہین لڑنے کو جو ملکہ بنفس نفیس میدان مین تکلیف کرین سمندر نے
یہ باتین سنکر کہا کہ بہتر ہے مین اب اپنا کام کرتا ہون اور جانب لشکر مہرخ منھ کر کے پکارا کہ اے
نمک حرامان ہوشیار ہو جاؤ قضا تمھاری آگئی ادھر سے جادوگرون نے جواب دیا کہ ارے او خیرہ سر بیجا
کیا گرج کھاتا ہے قضا تیرے اس افراسیاب کی آئی ہے جو ہمیشہ سے نمک حرام ہے اور محسن کش ہے
بادشاہ طلسم جو اصل مین لاچین تاجدار جادو ہے جسکی پشتینون سے حکومت اس طلسم پر چلی آتی
تھی یہ افراسیاب ملازم تھا اس بادشاہ کو اس حرامزادے نے قید کیا ہے اور آپ بادشاہ بنا ہے
نمک حرام وہ ہے یا ہم ہین اسے کافر دھمکاتا کیا ہے جو تجھ سے ہو سکے اٹھا نہ رکھ خدا ہمارا حامی و مددگار ہے
یہ سننا تھا کہ سمندر کو جوش غصہ کا آیا اور ایسا پانی اسکے ناک اور منھ سے نکلنے لگا کہ دم بھر مین

دریائے زخار و تیار موج مارنے لگا اور وہ پانی مثل حوصلۂ عاشقان ایسا بڑھا کہ چار طرف لشکر ملکہ مہرخ کے ہوگیا بیچ میں یہ سب دریا دل آگئے اور سحر پڑھکر دریا پر ہونکتے تھے لیکن وہ اب عدم کیطرح نابود نہو تا تھا گویا اجرام ارض اور مولید ثلاثہ سب پانی ہوگئے تھے زمین کو عارضہ استسقائے آبی ہوا تھا کشتی آسمان ڈوبا جا رہی تھی چشمہ مہر تک پانی پہونچا جاہتا تھا ہر طرف عالم آب نظر آتا تھا اہل اسلام کے دل خوف سے پانی ہوئے جاتے تھے حباب آنکھین دکھاتے تھے دریا لب ساحل سے شور مچاتا تا سطح جوش و خروش اپنا دکھاتا کہ جیسے کوئی ہنگام غضب جوش مین آتا ہو پانی پہاڑون کی بلندی سے بھی بلند ہو یقین تھا کہ بحر خضر فلک سے جا کر دھارا اُسکا ملے پانی کی چادر پڑنے لگی مینڈھا اُچھلنے لگا گرداب ایسا تھا کہ نقدیر بدبختان کے پیچ پڑ ہوگئے دریا کی تو یہ طغیانی تھی اُسپر طرہ یہ ہوا کہ ابر گھر آیا پانی موسلادھار پڑنے لگا پھر تو یہ عالم تھا **نظم**

بدلی ہوئی سے طرح نظر تھی　　آشوب بہ چشم ابر تر تھی　　مانند سرشک بادل اُمڈے
جس طرح سے جنگ کو دل اُمڈے　　بادل کی گرج ہوا کے جھونکے　　موج باد صبا کے جھونکے
گھنگھور گھٹا مین آرہی تھین　　ام گردون پہ چھا رہی تھین　　بجلی کی کڑک وہ ابر کا زور
کوندے کی لپک وہ رعد کا شور

اس پانی کے پڑنے سے لشکریان مہرخ کے جسم کی طاقت جاتی رہی اور دریا بڑھتے بڑھتے قدم تک آرہا دریا نہ تھا طوفان نوح تھا بند راستہ فتوح تھا ہر ایک کو یقین واثق ہوا کہ اب غرق بحر اجل ہوئے ان ساحرون نے سحر پڑھنا چھوڑ دیا اور کلمہ شہادت زبان پر جاری فرمایا اپنے عقائد کی تجدید کی اور رجوع قلب سے درگاہ خدا مین استغاثہ کرنے لگے اُدھر جب تمام لشکر کو محصور بحر سحر مقراض نے دیکھا ایک نارنج یاقوت کا سحر کے جھولے سے نکالا اور سب لشکر کو ردک کر تنہا اژدر اپنا بڑھا یا یہان ملکہ بہار نے مہرخ سے کہا کہ اس نارنج کو جو یہ قطامہ لیئے ہے بیجانتی ہو ہزار در ہزار بلا مین اسمین مخفی ہین اسنے کھینچکر اُس کو مارا اور سب لشکر تہ و بالا ہوگیا مہرخ نے کہا رضینا بالقضا مرگ سے چارہ ہی کیا ہے لیکر لشکر کے دست برست حبیب نگاہ کی عجب آفت دیکھی کہ نازنینان یم خوبی و قلزم حسن و محبوبی گھٹنون تک پانی میں ڈوب گئے ہین سحر کی چھتری اور منگلے سب بیکار ہین کوئی کام نہین دیتے ہین حنائی ہاتھ نگاران گلبدن کے کھو گئے ہین دل سینون مین پانی ہوئے ہین سب کا بھیگا ہے اُوس گلستان و ناز پر پڑ گئی ہے غمزہ و ادا بھیگا کیا بالکل کنارہ کر گئے ہین ترنج اُنکے دریا مین کنول کے پھول بنگئے ہین یاس و حرمان سے رنگ و رخ سفید تھا تو تختہ یاسمن کھلا نظر آتا تھا بچنا نہ آوز ہی کنارے دریا کے کلمہ ابراہیم خلیل اللہ پڑھتا تھا وہ دریا آتشکدہ نمرودی اُنکے حق مین تھا ایک جگہ پڑنیوالے بہادر رستے کھڑے تھے دریا کے دھارے کو تلوار کی دھار سمجھے تھے موت کے گھاٹ پر پہونچ گئے تھے خدا ہی اتنا بیڑا پار لگانیوالا ہے ورنہ ہر موج سیف کی روانی دکھاتا ہے یہ حال کثیر الاختلال اپنے لشکر کا ملکہ نے دیکھکر اشک حسرت بہائے اور قلزم مرگ مین جہاز زندگانی ڈوبتا دیکھکر دست مناجات بدرگاہ

خالق بحر و بر بلند کئے بہار نے پشت پر بال کھولکر آمین کہنا شروع کی اور ملکہ موصوف بلبلا کر پکاری کہ بمقتضائے نظم

یارب ترے انس و جن ہیں لیکن
ہر بو میں جو لطف ہے وہ تو ہے
غائب قدرت سے تیری موجود
ہو جاتے ہیں نیست نیست ہست
مولا میرے مجھ پہ تو کرم کر

ہیں انس کی جنس ساری رسمیں
از چشمۂ چشم انس و جان ہے
نابود ہو بود بود نابود
گویا ہیں لب ملا اعلیٰ
دشمن کو تو مرگ سے بہم کر

ہر نخل میں گل ہے گل میں بو ہے
چشمہ ترے فیض کا رواں ہے
چھوٹا ہو بڑا بلند ہو پست
سب ایک شان نہ تعالیٰ

یہ دعا اسکی درگاہ خدا میں قبول ہوئی وہ اصطلاح کہ جب عمرو کو چھڑانے برات آئی تھی اور شاہ طلسم کے ہاتھ سے زخمی ہو کر جو گئی تو قلعہ ہفت رنگ میں رہ گئی اس فکر میں ایک طرف اپنے طلسم کے مجلس کے سمجھانے سے روانہ ہوئی کہ کسی طرح پیچ غضب افراسیاب سے عمرو کو نکال لوں چنانچہ جب اسکو عرصہ ہوا کہ قلعہ میں اپنے یہ نہ آئی تو مرزان وزیر خدمت شاہ کوکب میں گیا اور بعد ادب عرض پیرا ہوا کہ خشم و حشم و چراغ سلطنت خورشید آسمان حکومت ملکہ دوران دختر نیک اختر حضور ذیشان کا کام اقبال ہمارا چند روز سے قلعہ میں تشریف فرما نہیں ہیں جانب طلسم ہوشربا گئی تھیں مراجعت فرما نہیں ہوئیں ارکان دولت و اعیان مملکت نے لشکر ماہرخ میں بھی ڈھونڈھا وہاں بھی پتہ نہ لگا وہ طلسم تمام پر آشوب ہو لڑائی لشکر شاہ سے اس طلسم کے پڑی ہے غلام جانباز کو یہ اندیشہ ہے کہ کنیزان ملکہ گردون احتشام کو اس بادشاہ ناکام نے کسی آفت میں نہ پھنسایا ہو نہ دشمنوں کو زندان مصیبت میں نہ ڈالا ہو خاک در دہان بد ملکہ عالم کا بول بالا ہے میرا اندیشہ بیجا ہو کوکب نے یہ خبر سنکر خیال کیا کہ اگر کسی کو خبر لینے بھیجتا ہوں تو وہ غیر طلسم کے مقامات طلسمی پر جا نہ سکے گا شل دریائے نور و ظلمات وغیرہ پس میں خود چلوں اور اگر رات و قمر سے خبر دریافت کروں اور مبادا اُنہیں ملکہ کو مبتلائے آفت پاؤں تو لامحالہ جانا پڑیگا اور عرصہ کا عرصہ ہوگا اس سے مناسب ہے کہ ابھی جاؤں یہ سوچکر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گیا اور طلسم ہوشربا میں آیا پہلے لشکر حیرت میں اپنی دختر کو تلاش کرنا چاہا چنانچہ اسطرف آکر یہ ہنگامہ دیکھا کہ ملکہ ماہرخ مصیبت میں گھری ہے وہ ساحرین لاکھوں کے لشکر سے آمادہ قتل اسلامیان ہیں وہ بیچاری مصروف دعا بعد گریہ و بکا ہیں یہ دیکھکر اپنے تئیں زمین پر اُتارا وہ وقت تھا کہ مقراض ناسخ ہاتھ میں لیکر لشکر اسلامیان پر لگانا چاہتی تھی کہ اسنے قریب پہنچ کر ہو نعرہ کیا کہ باش او قحبہ مقراض اسکی جانب متوجہ ہوئی دیکھا کہ ایک جوان وجیہہ و شکیل جسکا چہرہ مثل مہر تاباں منور و روشن ہے مجکو للکارتا ہے یہ ہنستی ہوئی قریب آئی کہا او اجل گرفتہ کیوں ملک الموت کو چھیڑتا ہے جا اپنے کام میں مصروف ہو نہیں جانتا کہ ہم سے لڑ کر کوئی زندہ نہیں بچا شاہ موصوف نے سر جھکا کر کہا کہ بجا آپکا ارشاد ہے میری لیاقت نہیں جو آپ سے مقابلہ کروں میں تو تماشا دیکھنے آیا ہوں سنا ہے کہ آپ اور یہ ساحر جو دریا میں ناؤ پر سوار ہے خوب باہم مقابلہ کرتے ہیں یہ کلمات سحر آگین ایسے تھے کہ مقراض مسحور ہوئی اور پکاری کہ تو تماشا دیکھے گا شاہ نے کہا ضرور اسنے کہا اچھا بلا اسکو ادہر شاہ نے پکار کر کہا ہے او چمن چیز لطف تا حقیق ملا ادھر آ وہ ساحر بھی ناؤ کنارے پر لے آیا اور زمین پر اُترا شاہ نے کہا کہ تم دونوں آپس میں لڑو ہم تماشا دیکھینگے وہ مستعد برزم و پیکار ہوا اسوقت بادشاہ ستارہ بنکر فلک پر گیا اور وہاں سے مثل شہاب ثاقب ان شیاطین پر لوٹا اور زمین پر آکر ٹھہرا

ظاہر ہوا اب ان دونوں نے دیکھا کہ بادشاہ پرشوکت وجاہ ہے زیور الماس میں سراپا غرق ہے تاج شہریاری بر
چار قب شہنشاہی در بر انھوں نے جھک کر تسلیم کی شاہ نے فرمایا کہ رد و آپس میں دیر نہ کرو مقراض نے وہی
نارنج چرخ دیگر نعرہ کیا کہ او سمندر خبردار اسنے وہ نارنج جو دیکھا سمجھا کہ اس سے جانبر نہ ہونگا پہلے میں اپنا وار کرلوں
لیکن یہ نارنج لگایا ہی چاہتی ہے بہتر یہ ہے کہ اس سے لپٹ جاؤں یہ سوچ کر نارنج وہ لگانے نہ پائی تھی کہ یہ
دوڑ کر لپٹ گیا اسنے ہاتھوں سے اسے روکا اور کہا او کمبخت مجھ ایسی حسینہ وجمیلہ سے تو لپٹ گیا میرے بدن کو تو نے
اپنے جسم سے مس کیا میرا حسن کنوڈا ہو گیا آبرو میں بٹا لگا بادشاہان طلسمات میرے عشق میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں زہر
کھاتے ہیں اب میں کسی کو کیا منہ دکھاؤں لو اپنی جان دیے دیتی ہوں یہ کہہ کر کارد سحر کمر سے کھینچ کر اپنے پیٹ میں آپ
مار لی لیکن اس سے پہلے جب سمندر آمادہ حرب ہوا تھا تو لشکر تین لاکھ کا حربہ سحر سے کر لیا لینا کہہ کر چلا اٹھا
اس وقت شاہ ہاتھ اونچا کر کے اشارہ فرماتا ہوا کہ اے لشکریان مقراض آدھے ایک طرف ہو جاؤ اور آدھے
ایک سمت دور آلیبیں لڑو کہ ہم تماشا دیکھیں از بسکہ یہ بادشاہ بھی ہے اور رتبہ کتب شاہ جادوان بھی ہے
سوائے افراسیاب کوئی اسکا ہم نبرد نہیں وہ رد اسکے سحر کا کر سکتا ہے اور دوسرا اس سے نہیں لڑ سکتا
ہاں وہ لوگ بزرگ افراسیاب مثل ماہی زمرد رنگ و آفات چار دست و تاریک صبح رکش
وغیرہ جو شاہ طلسم ہوشربا پر غالب آسکتے ہیں وہی اسپر بھی غالب آسکتے ہیں حاصل مرام لشکر نصف نصف ہو کر
سرگرم پیکار ہوا اور ادھر مقراض نے کارد مار کر کام اپنا تمام کیا غل و شور برپا ہوا تاریکی چھا گئی صدا آئی
مارا مقراض دو زبان جادو کو یہ سانحہ جو سمندر نے دیکھا نعرہ آہ بلند کر کے پکارا کہ افسوس ایسی
صاحب حسن و جمال ماہ پیکر مہر تمثال مر جائے اور میں زندہ رہوں شاہ کوکب نے کہا شرط وفاداری یہی ہے
کہ تم بھی اسکا ساتھ تا بہ جہنم دو ہاں دیکھیں تو تم کیونکر مرتے ہو یہ سنکر اسنے بھی خنجر کمر سے نکالا اور اپنا گلا کاٹ ڈالا
شاہ کوکب کو معلوم تھا کہ مقراض اپنا سر کاٹ ڈالتی تھی اور زندہ رہتی تھی پس اسنے وہی نارنج یاقوت نگار
جو وہ لشکر اسلامیان پر لگایا چاہتی تھی وہ ایک تحفہ طلسمی تھا جو اسکے مرنے سے غائب نہ ہوا تھا اٹھا کر اس کے
پیٹ پر مارا ایک صدائے مہیب آئی اور ہزاروں شیر و گرگ صحرا سے پیدا ہو کر نعش اسکی نوچ نوچ کر کھانے
لگے اور ہزاروں چیلے اور مار و اژدر و عقرب وغیرہ پیدا ہوئے لشکر جو باہم زتب تھے اسپر گرے ادھر سمندر کے مرنے سے
غوغائے عظیم بلند ہوا اور وہ شجر زخار بتز دفعتہ روغن کی طرح اڑ گیا مہرخ نے مع اپنے لشکر کے نجات پائی اہل اسلام
کی بن آئی تیغ براں کے جوہر کھلے شجاعت کے دفتر کھلے از بسکہ وہ فوج تو باہم لڑ رہی تھی دم بھر میں مثل باغ
خزان دیدہ کے قلع ہو گئی بہار اس لشکر کی صیادان گلچینان گلزار جرأت نے لوٹ لی فصل مہرگان تھی جس طرح
گلستان برباد ہوتا ہے ویسا ہی نقشہ اس لشکر کا تھا یعنی کوئی مثل شجر سالخوردہ تیشہ شمشیر سے کٹا تھا کوئی برنگ
قبائے گل گریبان چاک نظر آتا کسی کا سبزہ روش جسم پامال تھا کہیں قد جوان کو بسان سرو چمن کہ تبر زنان سے آلودہ
اب ہمانا ان کبھی دھڑی دمڑی کرسنہ تو ناتھا سر جسم وآفت تلواروں کے چلنے سے چلتی تھی خنجر جب گلا کاٹتے تھے

طوق منت کے گویا بڑھائے جاتے تھے نیزون نے سینون میں گھر کیا تھا گویا عشق شاہدان کی طرح دل میں گھر کیا
خون کا دریا روان تھا جنگل لاشون سے پٹا تھا ایک بھی اُن لشکرون سے جان سلامت نہ لیگیا ایسا کھیت پڑا
کہ تین لاکھ لشکر سب کھیت رہا تھا یہ نقشہ تھا کہ **نظم**

نشست از بر تازی اسپ سیاہ
نباید کہ گیرند مارا زبون
ہر جسم دشمن بباید زدن
گرفتند شان یکسر اندر میان
ندیدست ہرکس چنین رزمگاہ

فرو ریخت از دیدہ خون ابر تیما
بسا یکہ خواستند بر افسون
زہر سو چو ایشان بگیرند راہ
سواران مہرخ چو شیر ژیان

چو بشنید مہرخ خروش سپاہ
یکے بانگ زد تند بر لشکرش
کنون نیزہ و گرز باید زدن
کنون کرد بر کہ کشند تیغ ماہ
یکے رزم کردہ کہ خورشید و ماہ

جب وہ لشکر نابکار واصل دارالبوار ہوچکا شاہ کوکب کے نعرہ کی صدا آئی کہ منم شہنشاہ طلسم **نورافشان** شاہ کوکب عالیشان **مہرخ** تخت پر سے اُتر کر دوڑی اور پکاری کہ اے بادشاہ تشریف لائیے میرے حال پر کرم فرمایئے آواز آئی کہ یہ کون سا بڑا کام تھا جو مین تفاخر کرون اور میں ہم شبیہ **شاہ کوکب** ہون اصل میں **کوکب** نہیں ہون یہ آواز دیکر وہ غائب ہوگیا یہ بادشاہ تو اپنی دختر نیک اختر کی تلاش میں روانہ ہوا اور ملکہ **حیرت** نے جب حال بربادی لشکر **مقراض** سُنا تھا تو مقابلہ **کوکب** مین جانا بہتر نہ جانا اب باجلاے قتل لشکر سُن کر غمگین ہوئی اور جلد کیفیت لکھکر نامہ سحر کے پتلے کو دیکر شاہ **افراسیاب** کے پاس روانہ کیا اس طرف ملکہ **مہرخ** طبل فتح و ظفر بجاتی خوشی خوشی مراجعت فرما ہوئی لشکر نے پڑاؤ پر پہونچ کر کمر کھولی ہر طرف قہقہے اور چہچہے اُڑنے لگے سردار داخل بارگاہ ہوئے جشن عالی مرتب ہوا ہر جگہ عشرت و نشاط کا ہنگامہ تھا مگر بوجہ قید ہونے خواجہ **عمرو** کے چندان انبساط کا جلسہ نہ تھا اور ملکہ بہار نے **مہرخ** سے کہا کہ اس فتح ہونے سے فرحت ہم کو نہیں ہے ابھی جنگ ہونا باقی ہے یعنی بادشاہ جادوان اب مرحلون کے ساحر بھیجتا ہے اگر شاہ **کوکب** یا ہم شبیہ اُسکا نہ آتا تو اسی وقت ہمارا خاتمہ تھا لیس مین تو یہان سے اپنے ملک کو جاتی ہون اور جلد پہنچ کر سحر تیار کرکے آونگی کیونکہ بےبسی سے جان نہ دونگی ہاتھ پاؤن ہلاکر مرونگی یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے مع اپنی خاصون کے روانہ ہوئی اور ہر سردار کو یہ خیال ہوا کہ شہنشاہ طلسم جب **عمرو** کو قتل کرنے آئیگا تو بہت بڑی لڑائی پڑیگی چنانچہ اس خیال سے ہر شخص سحر تیار کرنے میں مصروف ہوا ان سب کو تو اس حال میں رکھیے مگر شمہ حال خجستہ مآل رہائی خواجہ **عمرو** کا سُنیے

داستان لشکرکشی کرنا افراسیاب کا عمرو کے قتل کرنے کو اور بُلانا ناظمان طلسم کا اور آنا مقابلہ مین ملکہ بُرآن شمشیرزن کا مع لشکر کثیر کے برائے رہائی عمرو اور آمادہ ہونا مہرخ کا جان دینے پر اور جمع ہونا ہر سمت سے لشکرہاے عظیم کا اور توڑنا بُرآن کا برج غضب افراسیاب کو اور چھڑانا عمرو کو اور لڑنا مجلس کا ملکہ کج ابروسے خنجرزن سے

اور چھیڑنا انار رعد و برق کو پھر مقابلہ افراسیاب کا بُران شمشیر زن سے اور گرفتار ہونا بُران کا بہ عیاری صبا رفتار عیارہ اور قید کرنا بُران کو افراسیاب کا زندان ظلمات میں اور ضمناً حالات دیگر مناسب اس داستان کے

مولفہ

کدھر ہے غمگسار بادہ خواران
دل مردہ کو جو کرتا ہے زندہ
طلسم جسم کا دل ہے شہنشاہ
مقید اس میں جان زار اب ہے
بڑھا ہے ضعف جسم ناتوان میں
تڑپتا یون ہی دل بیتاب ہے ہر بار
گھٹی طاقت بڑھا ہے ضعف ایسا
ترے دم کا رہے اُن کو سہارا
مجھے یہ میکدہ دار الشفا ہے
کہ جان آئے تن بیجان میں میرے
جو فرصت کچھ ملے آہ و فغان سے
کہاں پھر ہم کہاں یہ نوجوانی
دل محزون بہلتا ہی نہیں ہے
تو ساقی اپنا دل ٹوٹا ہوا ہے
اُٹھا لا جام اور منھ سے لگا دے
ہے دردِ پردہ جو لذت چھپا لگی ہے
پلا وہ مے کہ دُنیا ہو فراموش
بیان جاہ لے جانا نہ سنو

کہاں ہے ساقی غمخوار یاران
ہوا ہون ان دنون بیمار ساقی
وہ ہے ناراض مجھ سے اندنون آہ
دماغ ایسا ہوا ہے گرم میرا
جدائی ہو عجب کیا جسم و جان میں
دل بیتاب یون رہتا ہے بیتاب
بڑھا ہو وصل عاشق کا جیسا
وہ دارو اب پلا دے ہم کو ساقی
یہ دارو درد کی میرے دوا ہے
تو ہی ہے چارہ ساز بیقراران
قدم یون آئے پھر پیر مغان سے
یہ قصہ عمر کا جب ہو گیا طے
خدا را ساقیا مے بھی کہین ہے
سحاب رحمت افضال باری
فراج شوق تا تجھکو دعا دے
زبان سے جوش دل یہ کہ رہا ہے
فسانہ بنکے ٹپکے دل کا یہ جوش
سخن سنجان این رنگین حکایت

تو ہی ہے بادہ خوارون کا مسیحا
تپ ہجران سے ہون ناچار ساقی
حصار تن مرا برج غضب ہے
کہ جلتا ہے صد اقندیل آسا
تڑپتا جس طرح ہے عاشق زار
تڑپتی جیسے ہے ماہی بے آب
نہ کر یہ ہیر ساقی ہم سے اتنا
کہ درد دل نہ کچھ رہ جائے باقی
نہ کر تاخیر اب درمان میں میرے
مداوا اے دل اُمیدواران
غنیمت ہے بہار زندگانی
نہ پھر ساقی نہ جلسہ یارون کا ہے
جو شیشہ ہاتھ سے چھوٹا ہوا ہے
وہ چھایا لوگئی وہ بیقراری
ہوس پھر دے ساغر تاکتی ہے
کہ ہان اظہار وقت مدعا ہے
بیا اے ہمنشین افسانہ بشنو
گہر سفتند در سلک روایت

بیماران بستر ناکامی و مقیدان زندان بے آرامی چارہ سازان امراض درد و الم و مداوا پرداز ان بیماری الم دستم راحت افزایان دل رنجور و عشرت دہندگان خاطر ناصبور محصوران محصور جور و جفا سر حلقۂ روزگار سلسلۂ عہد و وفا عارضۂ ضعف دل سے بعنایت شافی مطلق و حکیم علی الاطلاق اس طرح قوت و شفا پاتے ہیں اور دھار درد و الم سے محصوران زندان غم کو یون چھڑاتے ہیں کہ جب شاہ افراسیاب گمراہ مقراض وغیرہ کو بھیجکر

جانب کوہ فیروزہ روانہ ہوا رفتہ رفتہ اس کوہ پرشکوہ پر پہونچا یہ پہاڑ صانع بیچون نے فیروزہ کا بنایا تھا نقش
اپنی قدرت کاملہ کا دکھایا تھا عکس کوہ سے دور تک زمین سبز ہمرنگ فلک اخضر تھی گویا دیوان کدہ بہار
کی دفتر تھی درخت پہاڑ پر سرسبز شاداب تھے آب سحاب قدرت سے سیراب تھے طلسمی حالت سے ابر
زنگاری سر کوہ پر چھایا زمین فیروزہ رنگ پر گلہاے سرخ کا کھلنا طرفہ تماشا تھا نیرنگ طرازی کلک قدرت
منشی بہار نظر آتی تھی لوح فیروزہ پر نقاط سرخ کا ہونا یہی کیفیت تھی کہ دل سیاحان روضہ رضوان کا لبھاتی تھی
درخت ایک تخت بسان حلہ پوشان جنان سبزپوش نہروں کے دلوں میں جوش پھول پنپا رنگ سے بھاتے گل
لٹ نے ہوا کا دماغ بسا ہوا عرش بہ پہونچا ہوا النظم

معطر ہے زبس خاک گلستان
صبا سیاری ہے عنبر افشان
اگر زلفوں کی سنبل میں مہک ہے
سراپا سرو میں قد کی لچک ہے
غرض اہل چمن میں اسقدر مست
کہ بہکے ہوتے ہیں مرغ یکدست
جہان دیکھو تو وان گلہاے خودرو
نظر جس جا پڑے سبزہ ہے او رجو

بادشاہ اس کوہ فرحت آگین پر پہونچکر
افسون خوان ہوا طائران خوش نوا جو اشجار پہاڑ پر زمزمہ سنج تھے چہچہے کرتے ہوئے اترے اور قلعہ فیروزہ نگار جو
دامن کوہ میں آباد ہے وہاں پہونچے حاکم اس قلعہ کا فیروزشاہ تاجدار جادو سرِ حکومت پر بصد عزت متمکن تھا
کہ طائروں نے سامنے آکر دعا دی اور آمد بادشاہ طلسم کی بیان کی شاہ قلعہ خبر سنکر بہ تعجیل تمام مع ارکان دولت
کے اٹھا اور سامان نذر وغیرہ ہمراہ لیکر خدمت شاہ جادوان میں آیا سر عجز بہر تسلیم جھکایا اور پہاڑ پر جو عمارت اس کے
سکونت کی بطور سیرگاہ تعمیر تھی اسکو فرش ومسند وشیشہ آلات سے کارپردازوں نے بہت جلد آراستہ کیا سامان
عیش وعشرت مہیا کیا بادشاہ طلسم اک بنگلہ میں آکر بیٹھا جام مے ارغوانی کا دور چلنے لگا ناچ ہونے لگا شاہ
جادوان نے اسوقت فرمایا کہ تمہارے نزدیک اے فیروزشاہ ہمیشہ سے نقاب طلسم کی ہے میں عمرو کو قتل
کرنا چاہتا ہوں تمہیں لازم ہے کہ تمام طلسم میں منادی کردو کہ دوست ہمارے آکر تماشا اسکے قتل ہونے کا دیکھیں اور
خوشی کریں اور دشمن اس خبر کو سنکر آتش غم میں جل جل مریں اور نقارچی یہ بھی پکاریے کہ فلاں روز بادشاہ طلسم
اس ناعیار کو قتل کریگا جس کسی کو دعوی ہو وہ آکر چھڑاے قتل وغارت سے اسکے شوہان وجسد کو بچاے یہ
حکم محکم قضا شیم شہنشاہ عالی ہمم سنکر فیروزشاہ نے دست ادب باندھکر عرض کیا کہ اے شہنشاہ نصفت
نشان ہم غلاموں کی یہ مجال نہیں جو میدان عدول حکمی میں قدم رکھیں اور حکم معلے سے سر پھیریں بموجب بیت

غادمان را بر سر خود حکم نیست
انچہ فرمان تو باشد آن کنند

قتل عمرو بنا بر آئین طلسم چالیس روز کے بعد ہونا چاہیے آیندہ جو راے اقدس واعلیٰ بادشاہ نے یہ عذر سنکر
حساب کیا تو عمرو کو قید ہوے تیس روز گذرے تھے دس روز باقی تھے بعد اس حساب کے کتاب سامری
طلب کی اور حسب دستور نذر عنبر و دیگر کھولی حال عمرو کے قتل کرنے کا دیکھا کہ اسکو کب ہلاک کرنا چاہیے کتاب میں
یہی نکلا کہ بعد چالیس روز کے مناسب ہے درمیان میں قتل نہو سکے گا اور راے بادشاہ لشکر مہرخ کی غارت

کرنا چاہیے عمرو کسی زمانہ اور کسی وقت مین قتل نہوگا کیونکہ وہ قاتل ساحران ہے مقتول ساحران نہین ہے
یہ ماجرا کتاب مین دیکھ کر لخلقہ کتاب کو بند کیا اور سر اٹھا کر کہا اے فیروز جب دن بُرے آتے ہین تو آدمی کیا
خدا تک برگشتہ بخت سے بگڑ جاتے ہین خداوند سامری کو دیکھو کہ مسلمانون کے طرفدار ہوے ہین مجھ سے
برخلاف ہین جب انکی کتاب دیکھتا ہون مسلمانون کا سراسر جنبہ پاتا ہون اسوقت بھی یہی حکم کتاب مین
نکلا ہے کہ عمرو قتل نہوگا بھلا مین تجھ سے پوچھتا ہون کہ مین کیسا بادشاہ ہون کیا ایک آن مین ساری دنیا
درہم برہم نہین کر سکتا کیا مین آسمان کے خدا سے نہین لڑ سکتا کیا مین کوہ بلند کو چٹکی سے ملکر خاک نہین
کر سکتا کیا مین جامۂ ہستی عالم چاک نہین کر سکتا مین چاہون تو ایک دُنیا اور بنا دون اور از سر نو عالم خلق کر دون
مین آپ طرح آجتک دیتا رہا ورنہ ان مسلمانون کو رائی سے کالی کر ڈالتا اب مین اپنا رتبہ آج ایسا دیکھتا
ہون کہ

نظم

جو آذر پہ ڈالون غضب کی نگاہ
گرے تیغ بہرام کے ہاتھ سے
غضب میرا استاید ہے یاد آگیا

بھلا سامری کی ہے یہ کب مجال
تو وہ پانی پانی ہو بے اشتباہ
کرون سمت گردون جو ترچھی نظر
جو خورشید گردون پہ تھرا گیا

کرے سامنے میرے کچھ قیل وقال
اگر دیکھے میرے یہ تیور بڑے
تو دو ٹکڑے ہو جائے شب کو قمر

اگر عمرو کو مین نے قتل کر ڈالا تو ساری
کی پرستش کرنا چھوڑ دونگا اسکی وجہ کیا کہ وہ حکم میری مرضی کے خلاف دیتے ہین اور اگر عمرو کو مین قتل نہ کرسکا
تو بیشک انکو سچا جانونگا تو یہ ممکن نہین کہ جس بات کا مین ارادہ کرون اور وہ نہو فیروز شاہ یہ کلمات دگرانت
براہ تکبر اس شیطان مجسم کا سنکر دل مین غور فرما ہوا کہ اب بیشک اس بادشاہ کا ادبار آیا آدمیون سے لڑتے
لڑتے خداوندون سے لڑنے لگا سامری اسکے ایسے تابعدار تھے کہ اسکے مزاج کے موافق کتاب لکھتے
دل مین تو ایسا کچھ سوچا لیکن بظاہر صفت وثنا بادشاہ کی کرنے لگا کہ اے شہنشاہ سچ ہے کہ آپکا ارادہ کون رد کر سکتا
ہے اور کون آپکا ہمسر ہے کون ملازمان عالی سے لڑ سکتا ہے آپکا ارادہ ارادہ جمشیدی ہے جو حکم ہو غلام
اسکو بجا لاے آپ غصہ نہ فرماین شاہ نے فرمایا کہ دس روز چالیس دن مین باقی ہین عمرو کو قید ہوے اس
دس روز مین تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے اور تمام ناظمان طلسم کو فرمان پہونچ جائین کہ فلان روز لشکر حیرت کے
متصل کنارے دریائے خون روان کے سب لشکر جمع ہو جائین مین عمرو کو ضرور قتل کرونگا یہ کلام سنکر
فیروز شاہ نے سحر پڑھا دفعۃً ایک آندھی آئی بعد اس آفت کے ایک دیو قوی ہیکل پیدا ہوا کہ منہ اسکا بھاڑ
کی طرح کھلا تھا دانت مثل دندان فیل باہر منہ کے نکلے تھے سر برج قلعہ نظر آتا تھا قامت دراز تاڑ ایسا تھا سیاہ رو
قوی تن عظیم گردن بدن پر دُم تکلے کی طرح دراز سر مین نخوت دل مین بھری حرص وآز ایک ڈھول مثل چرخ
فلک زنجیرون سے بندھا گلے مین ڈالے اور دو چوبین مثل ستون ہاتھون مین لیے سامنے آیا اس سے حکم دیا کہ اے
دہل کوب جادو سارے طلسم مین جا کر ڈھنڈھورا پیٹ دو کہ فلان روز عمرو قتل ہوگا ساکنان طلسم آکر تماشا
دیکھین اور ابتدا ڈھنڈھورا پیٹنے کی لشکر حیرت و مہرخ سے کرنا اور نعرہ دہل زنی کیے بغیر آرام نہ کرنا اسنے کہا

یہ دہل بھی طلسمی ہے اور میں بھی اسلیے ہوں کہ منادی کیا کرون میرے ڈھول کی آواز جملہ ساکنان طلسم سنتے ہیں اور ساٹھ
ستر کوس تک چار سمت میں اسکی صدا جاتی ہے یہ کہکر ڈھول کو سنبھالتا پرواز کرکے روانہ ہوا اور بابت جلد لشکر حیرت
میں آیا اول بارگاہ میں پہونچکر ملکہ مذکور کو سلام کیا اور حکم بادشاہ سے اطلاع دی ملکہ بہت خوشنود ہوئی اور گویا
ہوئی کہ جلد جا ڈھنڈھورا پیٹ وہ کنارے لشکر کے آیا اور دہل پر اُسنے چوب لگائی اسب ساحر لشکر حیرت و
مہرخ کے گوش بر آواز ہوے کہ سنو ڈھنڈھورا پٹتا ہے اس اثنا میں اس دہل زن نے رعد آسا کڑک کر آواز
لگائی کہ خلق خداوند لقا و سامری وغیرہ یہ سنے دو سو خداوندوں کی ملک بادشاہ کا حکم شہنشاہ ساحران افراسیاب
جادو کا کہ تاریخ اٹھارویں ماہ بہمن روز دہشتی سنہ حال کو مریخ یعنی منگل کے دن عمرو عیار ذبح غضب سے
نکالکر قتل کیا جائیگا جو اسکا عدو ہو وہ آکر تماشہ دیکھے اور جو اسکا محب ہو وہ آمادہ بجنگ ہو یہ منادی کرکے
دو چوبیں اور ڈھول پر مارکر آگے بڑھا تماش بینوں اور لونڈوں کا غول اسکے ساتھ ہوا ادھر طرفداران شاہ طلسم
نے جو یہ ڈھنڈھورا سنا باہم گویا ہوے کہ کبھی عمرو کا قتل ہونا تو یقین نہیں آتا مدت سے یہ خبر سنتے آتے ہیں کہ اب
شہنشاہ کو غصہ آتا ہے اب تب بائی قتل ہوتے ہیں خیر دور کے ڈھول سہاونے ہیں ڈھنڈھورا سنکر خوش تو
ہوا ادھر لشکریان مہرخ نے جو ندا سنی ہر ایک آبدیدہ ہو کر دعا کرنے لگا کہ خدا تعالے خواجہ کو شر سے ظالم کے
بچائے سرداروں نے باہم کہا کہ ڈھول کے اندر خول پر فقط سنانے کے غرض سے ڈھب ہیں شاہ طلسم خواجہ کو کیا قتل
کریگا جادوگرنیاں دامن پھیلا کر کوسنے لگیں کہ موئے ڈھنڈھورچی کے منہ میں خاک خدا ادبد دشمن کا جیتا ہو
موا افراسیاب آپ مارا جائے اسی موئے کی ارتھی نکلے خدا کرے موئی کانے کی لاش چیل کوے کھائیں
حیرت رانڈ ہو کے بیٹھے بے وارث کے مہرخ کو صدا سنکر بڑا تردد ہوا اب حال اسکے لشکر کے جمع کرنیکا
بیان کیا جائیگا مگر عمرو کا حال سنیے کہ ڈھنڈھورا جب شاہ طلسم نے پٹوایا تو کوہ فیروزہ پر بیٹھے بیٹھے سحر اپنا کم
کردیا اسلیے کہ عمرو بھی صدا ڈھنڈھورے کی سنے چنانچہ خواجہ تین روز کے قید ہوے بیہوش تھے اب جو
ہوش آیا دیکھا کہ اندھیری کوٹھری میں قید ہوں جسم پر آبلے پڑ گئے ہیں یہ نہیں معلوم ہوتا کہ زمین میں ہوں
یا آسمان پر ہوں بشر کی آواز کان میں آتی ہے یہ کہکر از بسکہ بھوکا پیاسا تھا کسوت عیاری سے
کچھ میوہ نکالکر کھایا پانی پیا شکر خدا کیا کہ اے پروردگار تو سچا ہے کہ جب تک منہ سے موت اپنے نہ مانگوں
اسوقت تک نہ مروں اسوقت اپنے تئیں زندہ گور میں پاتا ہوں تو ہی اس ظلمت سے نکالنے والا ہے اور قید
غم سے رہائی دینے والا اسی سوچ میں تھا کہ یکایک ڈھنڈھورے کی آواز سنی اور اپنے قتل ہونے کی تاریخ
معلوم ہوئی دل سے کہا کوئی تدبیر کرنا چاہیے اسی فکر میں یکایک پھر بیہوشی طاری ہوئی کیونکہ شاہ نے کچھ
دیر کے لیے ہوشیار کیا تھا اور اسکو بھی خوف تھا کہ یہ ہوشیار رہیگا تو رہا ہو جائیگا چنانچہ بدستور اولی
یہ تو مقید ہیں ادھر حسب فرمان شاہ طلسم فیروز شاہ نے فرمان اور ناظمان و شاہان طلسم کو تحریر کیے اور تیلہ
ہاے سحر اور طائروں کو دیکر روانہ کیے کہ تا ان بادشاہوں کا بیان ہوگا لیکن جب ملکہ حیرت اور

اُسکے سرداروں نے ڈھنڈھورا سنا باہم مشورہ کیا کہ جبتک شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے آئیں اتنے عرصہ میں ہم ایک
لڑائی ایسی ساکھے کی لڑیں کہ جلد باغیوں کا کام تمام کردیں یہ صلاح ہوئی ہی تھی کہ صنعت سحر ساز ڈھنڈھورا
سنکر بارگاہ ملکہ میں اپنے مقام سے آئی ایک سمت سے مصور جو جلہ میں تھا مع اپنی زوجہ صورت نگار کے
آیا پھر تو اور بھی ساحران نامی مثل شکوہ زرین قبا وغیرہ کے ملکہ مذکور پاس آکر جمع ہوئے اور کہا اے ملکہ
مقراض ایسی ویسی ساحرہ نہ تھی جسکو ہم شبیہ کوکب نے آکر قتل کیا ہم جانتے ہیں کہ یوں ہی قتل عمرو میں بھی
رخنہ پڑیگا حیرت نے کہا تم سچ کہتی ہو انھیں باتوں سے جی میں آتا ہے کہ خنجر مار کر مرجایئے اور خداوند افراسیاب
اجازت دے یا نہ دے قسمیہ ہو کر نمک حراموں سے لڑنا چاہیے یا تو ان کو ہم نے مار لیا یا ہمکو اُنھوں نے مار کر
طلسم پر قبضہ کیا ملکہ شکوہ نے کہا مناسب یہی ہے جو آپ فرماتی ہیں ملکہ صنعت نے بال سر کے پکڑ کر سب کی
طرف متخاطب ہو کر خطاب کیا کہ اے لوگو بال سر کے سفید ہوئے ہوس دنیا کی سب نکل چکی اب جی کے کیا کرنا ہے
ساحران عالم کو کیا منھ دکھاؤنگی اس بے غیرتی سے زندہ بھی رہی تو کیا مثل مشہور ننگ تا جیا بُرے احوال لازم ہوا ہے
کہ لڑکر جان دیدوں مصور و صورت نگار جو ذلتیں کئی بار اُٹھا چکے تھے اس وجہ سے ہاں ہاں تو کرتے ہیں مگر
ٹال رہے ہیں انکا یہ قصد ہے کہ عمرو قتل ہو جائے تو پھر مقابلہ کریں غرضکہ جب کے مزاج میں آیا اصلاح پذیر
ہوا آخر یہ امر قرار پایا کہ بادشاہ ساحران سے اجازت لڑنے کی منگوائیں پھر صنعت کی رائے ملی اور اُسنے
حیرت سے کہا کہ اے ملکہ افسوس ایسے ایسے زبردست ساحر مارے جائیں اور ہم شاہ سے پوچھنے پر بیٹھے رہیں
یہ کبھی نہ ہوگا اسی وقت طبل جنگ بجواتی ہوں حیرت نے کہا ہمکو اجازت ہر وقت لڑنے کی ہے اور جو اجازت
نہیں ہے تو پھر کس لیے ہمکو سردار لشکر شاہ نے کیا ہے کچھ پوچھنے کی تو احتیاج نہیں ہے مگر اتنی بات کا مجھکو
خیال ہمیشہ سے ہے کہ میری بہن ملکہ بہار شریک نمک حراماں ہے اور وہ کسی طرح قتل نہ ہوگی کیونکہ شاہ
جادوان نے بہت کچھ بتایا ہے اور دوسرے یہ کہ رعد و برق یہ دونوں ماں بیٹے مرحلہ طلسم کے ساحر
ہیں برقہائے طلسم میں سے برق جادو ہے پس انکا قتل ہونا بھی دشوار ہے یہ کلام سُنکر ایک ساحر نے
نے کہا اے ملکہ آپکی بہن آجکل لشکر میں نہیں ہیں جانب کوہ آرام گئی ہیں ملکہ نے کہا چلو یہ اچھا ہوا
اب رعد و برق رہے ان کو پکڑوا لینا چاہیے یہ کہہ کر عیار بجلی کو طلب کیا اور دربار برخاست کر کے
ایسا سحر کیا کہ کوئی اندر بارگاہ کے نہ آنے پائے جب خلیہ ہوا صنعت نے کہا میں بند سحر دیے ہوا پر اُڑا کر دونگی اے
صرصر تو کسی بہانے سے رعد و برق کو اکیلے میں لانا میں سحر کر کے غافل کردونگی اور پکڑ لاؤنگی ملکہ حیرت نے
کہا یہاں نہ لانا باغ عشرت میں ملکہ حسین جادو رہتی ہیں وہاں بہو بجا دینا راوی کہتا ہے کہ یہ دونوں ماں بیٹے
پہلے ہی سے قید ہو کر حسین کی سپردگی میں رہتے ہیں اس لیے کہ ساحر دست ہیں اگر لشکر میں رہتے تو شاہ طلسم کی فوج
ہمیشہ مغلوب رہتی پس بادشاہ نے گرفتار کرا کر ان کو بھی قید سخت میں رکھا ہے اول ہیں چند بار جو قید ہوئے تو وہ تمام
بیان ہو چکے مثل ہاشمیکہ دختر مصور الماس پری چہرہ پر رعد عاشق ہو کر قید ہوتا ہے یا یہکہ مہتر قران دیوانہ بنکر

ایک بار چھڑاتے اور کسی مقام پر قید ہونا انکا دفتر میں دیکھا نہیں یا ورنہ انکی کوئی رہائی دیکھی بہرصورت انکا قید ہونا اول
اگر بیان ہوگیا ہے جب بھی یہ قید میں اور اگر نہیں بیان ہوچکا تو اب بیان کیا جاتا ہے کہ **صنعت** تو بطور رفیقی
صرصر کے ساتھ ہولی اور **صرصر** صورت ایک ساحر کی ایسی بنا کر بارگاہ میں **برق** کے آئی
تسلیم کر کے عرض پیرا ہوئی کہ کنارے لشکر کے مہتر برق فرنگی کھڑے ہیں مجھ سے اُنھوں نے فرمایا کہ جلد جاکر رعد جادو کو
مع انکی ماں کے میرے پاس بھیجدے چنانچہ میں نے حسب ارشاد آپکے اطلاع کردی یہ عرض کر کے آپ بارگاہ سے
چلی گئی **رعد و برق** کو خیال ہوا کہ نہیں معلوم کیا کام ہے جو مہتر صاحب نے بلایا ہے چلنا چاہیے اور ایسی بے لگاؤ بات
سُننے سے عیارہ کا مطلق خیال نہ آیا کیونکہ صرصر بجام دیگر وہاں ٹھہری بھی نہیں پھر کیونکر اُن کو دھیان عیاری کرنے کا
آتا فی الجملہ یہ دونوں بارگاہ سے نکلکر کنارے لشکر کے آئے اور برق عیار کو لشکر سے نکلکر صحرا میں تلاش کرنے لگے
صنعت نے روبرو ہوا سے خاک قبر جمشید اُن پر چھڑکی کہ یہ دونوں بیہوش ہوے **صنعت** نے بزور سحر ایک تخت
بنایا اور دونوں کو اُس پر ڈالکر روانہ ہوئی اور باغ عشرت میں لیکر آئی یہ **باغ افراسیاب** کا بنوایا ہوا ہے کسی مقام پر
تعریف اسکی تحریر ہوئی ہے ملکہ **حسنین** کنیز مجلس جادو کی جو بھاگ کر آئی ہے تو بادشاہ نے اسکا رتبہ ایسا کیا ہے کہ اسے اسی
باغ میں رکھا ہے اور راوی بیان ہوچکا ہے کہ مجلس نے پتلا اسکی گرفتاری کو بھیجا تھا وہ پتلا شاہ جادو ان کے ہاتھ
مارا گیا اُس روز سے اسکو باغ عشرت میں بادشاہ نے رکھا کہ کوئی پکڑ نہ لے جائے حاصل امر وہ ایک نہر کے کنارے
بیٹھی مشغول میخواری تھی کہ صنعت پہونچی اُسنے اُٹھکر تعظیم دی اُسنے اُن قیدیوں کو اُسکے سپرد کیا اُسنے اپنا سحر قیدیوں پہ
کر کے کہا آپ ٹھہریے میں آتی ہوں اور تخت جس پر قیدی تھے اُسکو اُترا کر باہر باغ کے ایک پہاڑ کے قریب آکر دونوں کو
تخت پر سے اُتارا اور خوب سحر سے بجلیس اُن کو کر کے ہوشیار کیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ دو پتھر کی سلیں اُڑکر قریب
قیدیوں کے آئیں اُن سلوں سے حکم دیا کہ ان مجرموں کو کمر تک نگل لو سلیں فوراً شق ہوگئیں اور پاؤں سے کمر تک
یہ دونوں اُن پتھروں میں سما گئے ساحرہ اپنے سحر کا حصار گرداگرد اُس درہ کوہ کے قائم کر کے باغ میں آئی اور **صنعت**
کی خاطر تواضع میں مصروف ہوئی مگر وہ کچھ دیر ٹھہر کر رخصت ہوئی اور سب حال بیان کیا کہ میں رہنے باغیوں سے
جاتی ہوں طلسم میں یہ ماجرا گذرا ہے اور ایسی صلاح باہم ہوئی ہے غرضکہ وہاں سے روانہ ہو کر بارگاہ **ملکہ حیرت** میں
آئی تمام کیفیت معرض بیان میں لائی اور کہا اب دیر نہ کیجیے ان نمک حراموں کو مار بھیجیے ملکہ نے کہا تم مختار ہو جو چاہو کرو
یہ سنکر اُسنے ناسنج ایک مارا وہ زمین پر گر کر شق ہوا اور اُسمیں سے ایک پتلا نکلا اُس پتلے سے اُسنے حکم دیا کہ گنبد نور سے
تا بپشتہ حنا اور کنارے تک دریائے خون رواں کے میر الشکر پڑا ہے وہاں جا کے **پانچ لاکھ** کا لشکر تیار کر کے یہاں
لے آ پتلا یہ حکم پاکر روانہ ہوا اور اُسکے لشکر میں پہونچ کر پکارا کہ اے افسران فوج ملکہ **صنعت** نے **پانچ لاکھ** کا لشکر
طلب فرمایا ہے ایسی آواز اُس پتلے کی دراز تھی کہ تمامی لشکر نے اُسکی صدا سنی اور جلد جلد کمر بندی لشکر میں ہوئی ساحر
اژدروں کی دُم پر سوار ہوے پریزین ہوا میں اُڑنے لگیں پرتعل پھول چمکنے لگے سامری کی جے کا غل تا فلک پہونچا
ہزار ہا ناسنج ترنج جا بجا یکبار اچھال کر ساحروں نے روکا تو یہ معلوم ہوا کہ گویا انداز فلک نے بارش گولوں کی ماری

ہوم کا دھواں بلند سحر کی بجلی چمکتی توپ خانہ مین دہر کے رنجک اُڑتی ابر سُرخ روے ہوا پر چھایا ہوا نبرد کا
میدان سامنے جو تھا آتش بہار نظر آتا چار سمت سے جو ابر سیاہ اُٹھا قلعہ آہن بنگیا تھا اسی طرح عجائبات
سحر کے نمایان کہین بدلی کہین ظاہر آفتاب تابان گو گل رجین نوگین کا فور صندلی جلتا اژدہا کا نے سانپ
ہر ایک زہر اگلتا ساحرون کا تو یہ حال نبرد آزمایان عرصۂ قتال کی ایک سمت یہ حال وہ خنجر و شمشیر کی چمک
دیدۂ ترک فلک کو خیرہ کرتی چراغ خانۂ تن کو تیرہ کرتی اسلحہ کی جھنکار گوش بہرام گردون کے پار کر جنگ جوے
جوش وخروش سے مثل بحر غضب و سیل فنا یہ لشکر روان تھا اور تھوڑی عرصے مین یہان سے وہان تھا یعنی قریب بارگاہ
حیرت کے نشان تھا ملکہ صنعت نے جب دیکھا کہ لشکر پھر آگیا خود بھی تخت اژدہون پہ اپنا کھچا کر سوار ہوئی
اور خیام ہو چکا بھی انتظار نہ کیا کہ طبل جنگ بجواتی اسی وقت سمت لشکر مہرخ چلی اور جب قریب اُس فوج
کے پہونچی خبر ہی سحر وقرناے جنگی اور دہل طبل کا شور گوش ہمایون مہرخ مین پہونچا اس عرصہ مین طائران سحر نے
خبر دی کہ اے ملکہ فوج دشمن سر پر آگئی ملکہ مذکور نے بہت جلد نفیر سحر کو دم دیا غازیان صف شکن بعجلت تمامتر
تیار ہوے سواران لشکر بارگاہ سے نکل آئے خیام وخرگاہ مین خلل پڑ گئی بازارین بند ہو گئین بعض مقام پر تو
بھگدر پڑی مہرخ بھی بہت جلد باہر بارگاہ کے آکر سوار ہوئی اس عرصے مین صنعت کے حکم سے اُسکے لشکر نے
اس فوج کا محاصرہ کر لیا اور اُسکے آنے کے بعد مصور کو بھی جوش آیا تھا یہ بھی کئی لاکھ سے چلا آتا تھا حیرت بھی
سوار ہوئی تھی یہ دونون بھی بجمعیت کثیر آپہونچے اور دو طرف دو راہون کو روک کر کھڑے ہوے چار طرف سے زنبیر
بکشید کی صدا بلند ہوئی صنعت تیزہ سحر بکف مگر پانچ لاکھ سے لشکر مہرخ پر جا گری اس طرف سے مہرخ بھی
مع فوج بڑھ کر غنچہ پٹ ہو گئی اتو نکلے ابر کے آنے لگے پیکان تیر و مار وعقرب برسانے لگے ناریل ترنج سینون کے پار جلنے
لگے مہرخ پر صنعت نے ایک بیضۂ سحر کا مارا وہ نارنج پھٹا ہزارہا شعلہ اسمین سے نکلا اور لشکر مہرخ پر گرا اسنے سحر پڑھا کہا
کہ دشمنون کو یہ آگ جلاے اور ہمارے دوستون پر پانی ہو جاے یہ کلمہ ایسا پُر تاثیر تھا کہ وہ آگ سمت لشکر فوج صنعت
پر جا پڑی ایک لاکھ ساحر جلنے لگا صنعت نے دستک دی کہ فوراً ابر سحر گھر آیا اور برسنے لگا وہ آگ بجھی اُسوقت
مہرخ نے ایک نارنج سحر کا مارا صنعت نے خالی دیکر ترنج مارا مہرخ کا شانہ زخمی ہوا اب ساحر سے سلح پر گر مہرخ نے
پھر سحر پڑھا کر تیر برسنے لگے صنعت نے سپر سحر کی پیدا کین ہر سمت گولے ناریل آتش کا چھڑا سودن کے پیچھے
جلنے لگے مہرخ نے گچھا سوئیون کا مارا کہ ستو سو پیکان آبدار کا گچھا پیدا ہو کر فوج پر گرنے لگے جس کے وہ پیکان لگتا
سینے سے پار نکلتا تا فوج دز امین قدم ادھر کی کبھی ہٹ جاتی ہے کبھی ادھر کی پسپا ہوتی ہے لاش پر لاش
مُردہ پر مُردہ گر رہا ہے دریا خون کا بہتا ہے ساحر مچھلیون کی طرح تڑپتے ہین مہرخ دیا قوت وسر حمود محمود
وغیرہ کے خون کمنیون سے بہ رہا ہے قبضۂ شمشیر ہاتھ مین جم گئے ہین سرخ جو اور نافرمان وغیرہ نے غول مین گھس کر
ایسے نارنج ترنج مارے ہین کہ سو سو دو دو سو کا ایک ہی ایک وار مین کام تمام کیا ہے ادھر سے صنعت وغیرہ بھی چلی آتی
ہین نقارون پر چوب پڑتی ہے نقیب للکار رہے ہین کہ رزم کا دن ہے نام کر جاؤ زندگی ہے کہ مرتکے مرجاؤ

دلیر و جوانو بہادرو آج کا دن ہے نمک حلالی کر جاؤ مار لیا ہے شیر دن یہ معرکہ تمہارے ہی ہاتھ ہے نہ گھبراؤ تیغ ظفر کا
ساتھ ہے تلوار کٹار چل رہی ہے چیلیں منڈلا رہی ہیں کسی کا سر اُڑ گیا کسی کا بازو کٹ گیا کسی کا پاؤں کٹ کر ٹوٹ گئے خون
میں سُرخ سُرخ مچھلیاں تڑپتی نظر آتی تھیں اعضائے تن کی بھی حالت تھی سر مچھوؤں کی طرح تیرتے تھے مرکیوں
کے تمم خون میں غرق دم بھر میں جدا گردن و فرق اس لڑائی میں صنعت نے ایک ناریل سبز رنگ چوبی
اپنے جوڑے سے نکالا اس ناریل کو دیکھ کر ملکہ طاؤس نے مہرخ سے کہا کہ اے ملکہ اس ناریل سے کنارا کرو یہ
باغ جمشید کا ناریل ہے ملکہ مذکور نے کہا ہر چہ بادا باد جمشید کے باغ کا ہوگا تو کیا کرلیگا اس عرصہ میں وہ ناریل
اسنے چرخ دیکر بارادہ شق ہوا کئی ہزار پتلا اسمیں سے نکلا اور بڑھکر شکل انسان ہو گیا تلواریں ہاتھوں میں لیکر ہر ایک
آگے بڑھا صنعت نے حکم دیا کہ اے پتلہائے سحر جاؤ دشمنوں کو قتل کردو یہ سُنکر ایک ایک نعرہ زن ہوا کہ ہم غلام
جمشید او تلواریں مارتا ہر ایک چلا جس کے تلوار ماری دو ٹکڑے کیا ناریخ ترنج تلواراں پر پڑنے لگی مگر کچھ اثر نہیں
کوئی پتلا ایسے مرتا ہے نہ کاٹے کٹتا ہے مہرخ نے جو یہ ماجرا دیکھا فوج کو للکارا کہ جان لینا جانے نہ دینا اور آپ ایسا
سحر کیا کہ خنجر آسمان پر سے برسنے لگے مخمور نے سحر کے گولے برسائے کئی ہزار جادوگر مارے گئے اب تو مشکین مو
زلف کھول کر آگے بڑھی طاؤس دلرزان و زلزلہ نافرمان و ہلال سحر افگن تنہا سحر کرغول میں
در آئیں اور نعرہ مہرخ سے ساحر کہیوں پر سے کود پڑے کہیں خنجر چلنے لگا کہیں کٹار چلنے لگی قرا دیوں کے
کھولنے چلتے تھے کہیں کشتی ہوتی تھی ناریل ناریخ ترنج اُچھلتے تھے سحر کی لاگیں اور چوٹیں چلتی تھیں نیزہ باز عدو کو
کباب بالائے سیخ بناتے تھے ایک طرف سحر کے جانور باہم گتھ گئے تھے شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی اژدر سے اژدر لپٹا
تھا شور دار و گیر برپا تھا فوج اُمڈی ہوئی تھی ہزار ہا لاش پڑی تڑپ رہی تھی فوج مہرخ از بسکہ قلیل تھی اور پتلے
سحر کے قتل نہ ہوسکتے تھے اور وہ لڑتے مارتے چلے آتے تھے بدیں وجہ اسکی فوج نے گو شکست کھایا جگہ ریڑی بار کا ■
جھٹ گئی بازار میں لٹنے لگیں غول کے غول بھاگے جدھر جسکا منہ اُٹھا چل نکلا مصور نے نعرہ مارا کہ خبردار جانے
نہ پائیں فوج نے تعاقب کیا یہاں تو یہ ماجرا ہے لیکن عیار ہمیشہ آفت میں لشکر سے نکل جاتے ہیں اور قران تو جنگل میں
راہی کرتا ہے اسنے جو نعرہ عیار زمان کا سُنا اور شور و غوغا جو زیادہ بلند ہوا تو اُس نے قلعہ کوہ سے یہ ہنگامہ دیکھا کہ لشکر
ہماری جانب کا قتل و غارت ہو رہا ہے کوئی بچتا نہیں نظر آتا یہ دیکھ کر زار زار رو دیا اور برہنہ سر کرکے دعا درگاہ
کبریا میں کرنے لگا آخر پہاڑ پر سے اُتر کر ایک سمت کو صحرا میں بھاگا تلاش گل مراد کرتا جاتا تھا رحم خالق جزو کل
خضر راہ بنا کہ اسکا گذر قریب باغ عشرت ہوا اور ایک پہاڑ کے درہ میں پہونچا کبھی ایسا کوہ بلند اسکی نظر
سے نہ گذرا تھا وہاں دیکھا تو رعد برق کو کمر کمر تک چشمہ میں غرق پایا اُن سے پوچھا کہ یہ کیا تمہارا حال ہوا انھوں نے
بھی اس عیار کو پہچانا اور کہا اے مہتر حالی گھر جائے پاس نہ آؤ کہ گرد ہمارے حصار سحر ہے اور ہم قید میں جنین
کے ہیں ایک ایک روٹی جو کی اور کوزہ آب ہمکو ملتا ہے قران نے سب حال لشکر کی بربادی کا بیان کیا
اُنھوں نے کہا اگر ہم رہا ہوتے تو بتا دیتے قران نے کہا پھر وہ جنین تحیہ کہاں ہے اُنھوں نے کہا یہیں جو سامنے ہے

عیار مذکور ان سے پتہ معلوم کرکے ساحر کی ایسی صورت بنکر چلا اتفاقاً باغ عشرت مین جنین نہ تھی اپنے متصل
اسی باغ کے ایک باغ اور بنا بنوایا ہے کس لیے کہ باغ عشرت مین یار کو اپنے بغیر حکم بادشاہ طلسم نہین رکھ سکتی ہے
شاہ نے صرف اسکے رہنے کی اجازت دی ہے اور کوئی رہ نہین سکتا ہے اسوقت اسی نئے باغ مین وہ گئی تھی اور
تخلیہ تھا یار کو اپنے بلا بھیجا تھا کہ قران بھی اسی باغ کے دروازے پر آکر دربان سے مستفسر ہوا کہ یہ گلشن رنگین کس محبوب
بازنین کا ہے اسنے کہا ملکہ جنین کا اسنے کہا اگر تم کہو تو ہم جائین نوکری کی تلاش مین آئے ہین شاید تقدیر رہ جائے
اور ملکہ رکھ لین تو تمھاری بدولت روزگار ہو جائیگا بال بچے ہمارے دعا دینگے دربان نے کہا دوسرے دروازے
پر جاؤ ہمین حکم نہین کہ ہم جانے دین قران یہ سنکر وہان سے چلا اور ایک سمت ہٹ باغ کے بنگلہ تھا اسکی دیوار
چھوٹی تھی یہ سمجھا کہ دوسرے دروازے سے بھی کوئی جانے نہ دیگا اور اس جانے آنے مین عرصہ بھی ہوگا ادھر سے چلکر
اپنا کام کرو یہ سوچ کر اُس دیوار کو پھاند گیا اور آگے بڑھکر دیکھا تو باغ نہایت سبز و خرم پایا ہر چبوترہ سنگ سُرخ کا
بنا تھا فرش پر تکلف اُسپر بچھا تھا ملکہ جنین اُسپر بیٹھی اسنے جھک کر اسکو سلام کیا اسنے پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا ملکہ
ہم بھی جادوگر ہین سامری کے نام لینے والے ماں باپ کے بدولت خوب عیش و آرام کیا سب دولت لٹا دی بڑے
چین کیے اب محتاج ہو گئے مجبور ہو کر نوکری کو نکلے آپکا نام سنکر آئے ہین اگر آدھ سیر آٹے سے لگ جائینگے سرکار کا
بول بالا منائینگے جنین نے یہ کلام سنکر کہا اچھا مینے تجھکو نوکر رکھا یہ کلمہ جیسے ہی اسکی زبان سے نکلا ویسے ہی زمین
شق ہوئی اور ایک پتلی نکلی اور پکاری کہ اے ملکہ یہان نوکر رکھنا کیا باغ عشرت مین نوکر رکھ لیجیے گا آپ تو نہ کچھ سمجھتی
ہین نہ بوجھتی ہین نوکر رکھ لیتی ہین جنین یہ سنکر کچھ سوچنے لگی اسمین قران نے کہا یہ بھی قسمت کی خوبی کہ تیسرے
فاقہ نوکری کو آئے اور مالک بھی ملا تو پتلی نے بیش زنی کی جنین نے کہا اچھا باغ سحر مین آنا یہان سے کچھ دور نہین ہے
نوکری ہو جائیگی قران چند قدم وہان سے چلا مگر پتلی سے کہتا چلا کہ اری پتلی تو نے مجھکو جھوٹا اور دغاباز سمجھا
میرے باپ نے ایسی ایسی ہزارہا پتلیان بنا کر توڑ ڈالین تیری کیا حقیقت ہے یہ سنکر جنین نے کہا اے پتلی اگر تجھکو
اس ساحر پر عیار کا شبہ ہے تو بلا کر ہاتھ سونگھ اگر عیار ہے تو پکڑ لین گے اور جو نہین ہے تو نوکر رکھین گے پتلی نے کہا
اچھا جنین نے کہا میان ساحر ادھر آؤ پتلی کو ہاتھ دکھاؤ قران جھپٹ کر جنین کے قریب آیا اور کہا اے ملکہ
پتلی ہاتھ دیکھے اور آپ یہ کاغذ دیکھیے میرا نسب نامہ یہ ہے اور مین بڑا عالی خاندان ہون یہ کہہ کر ایک کاغذ
نکالا کہ مکتوب کی طرح لپٹا تھا وہ اُسکے ہاتھ مین دیدیا اُسنے کھولنا اُس مکتوب کا شروع کیا اور کہا عنوان لکھنے
والے نے بہت چھوڑا ہے غرض جب بہت سی تہین کھولین ایک مقام پر کچھ لکھا دیکھا وہ بغور اُسکو پڑھنے مین
مشغول ہوئی اُسمین نعرہ قران کا لکھا تھا وہ پڑھنے لگی ع منم مہتر قران شیر زیانم ۔ ادھر پہلو پر عیار مذکور
کھڑا تھا اسنے بغدہ کھینچ کر گھوڑی پر لگایا پتلی جو پاس کھڑی تھی کہتی تھی ارے کیا کرتا ہے ہاتھ دکھا اسنے کہا
ہاتھ کیا دیکھے گی ہاتھ کی صفائی دیکھ غرض بغدہ جو سر پر پڑا مغز اسکا پراگندہ ہو کر دور گرا اور وہ اچھلکر زمین
پر گری اور سرد ہوئی آوازین آنے لگین کہ مارا مجھکو نام میرا جنین جادو تھا وہ ویرانہ مین آگ لگی مکانات

پھٹ گئے تڑاق تڑاق چھینٹیں اُڑنے لگیں سحر کی نمود بے بود باطل ہوگئی دربان ساحران ملازم دوڑے قران
جست کرکے بھاگ گیا تجلی وغیرہ جلبلی درۂ کوہ مین رعد و برق چھوٹ گئے اور لحظہ بھر تو زمین پر لوٹے پھر چاق
توانا ہوکر ٹھہرے تھے کہ مہتر قران بھی آکر پہونچا اور ہمراہ انکے روانہ ہوا یہ دونون طرفۃ العین مین قریب
جنگگاہ پہونچے اور اپنے لشکر کو مغلوب دیکھکر رعد زمین مین پانوٗن مارکر سمایا اور فوج مخالف جو عقب مین قتل کررہی
آئی تھی اُسکے بیچ مین نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ کئی ہزار ساحر بیہوش ہوکر گرا اوپر سے کڑکے کی آواز آئی
اور برق جادو تجلی بنکر جو گری خرمن ہستی کو جلاکر پھر بلند ہوگئی اور آڑی ترچھی ہوکر ہر سمت گرنے لگی رعد نے
چیخنا شروع کیا حیرت نے شکوہ زرین قبا سے کہا کہ بڑا غضب ہوا رعد و برق چھوٹ آئے یہ وہ بلائے بے
درمان ہین کہ جہان فتح نہ ہوتی تھی افراسیاب مُہم پر انکو بھیجتا تھا اس گفتگو مین جتنا عرصہ ہوا اُتنی دیر مین ہزارہا
ساحر جلکر دو ٹکڑے ہوگیا ہرچند صنعت نے ان دونون کا رد سحر چاہا ممکن نہوا اُدھر بھاگی ہوئی فوج مہرخ
کی پھر پڑی لشکر دشمن کو زیر تیغ رکھ لیا اس اثنا مین رعد جادو کو یاد آیا کہ جب مین شہر داؤدیہ مین خداوند داؤد
کے سجدہ کو گیا تھا تو اُنھون نے تھوڑی خاک اپنی اگیاری کی عنایت فرمائی تھی خاصیت اسکی یہ بتائی تھی کہ کیسا
ہی ساحر زبردست یا روئین تن بزور سحر ہو یا مالک مرحلہ یا صاحب تحفۂ طلسم یا بندہ کمر کا ہوگا اس خاک کو پھیر
پراگندہ کرنا وہ جل جائیگا بس اسنے زمین مین سماکر اپنے تئین غول مین ان پتلون کے جو صنعت کے نارل سے
نکلے تھے پہونچایا اور اُدھر صنعت کو یہ خیال آیا کہ میرے پتلے کسی سے نہ مارے جائینگے تو انکو حکم دے کہ سب
ایکبار مجتمع ہوکر جب رعد زمین سے نکلے تو اسپر جا پڑین اور اُسکو اسیر کرلین دوبارہ مان کو بھی اسی طرح پکڑین
چنانچہ ایسا ہی کیا پتلون کو حکم دیا وہ سب ایک جگہ اکٹھا ہوکر منتظر رعد تھے کہ زمین سے نکلے تو لپٹ جائین اتنی
اثنا مین رعد زمین سے نکلا اور ان سب کو ایک مقام پر جمع دیکھکر قدرت نامی کارساز حقیقی سمجھا اور جوڑے
سے پڑیا نکالکر خاک اُنپر چھڑکی وہ پتلے اسکو پکڑنے کو دوڑے تھے خاک جو ان پر پڑی جسم طلسمی مین آگ
لگی شعلون کی لگی سر مین پھینکی دھڑ دھڑ جلنے لگے بڑی تقویت لشکر حریف کو ان پتلون کی تھی انکے جلنے سے فوج
کے پانوٗن اُٹھے فتح کی شکست ہوئی ہرچند صنعت و مصور وغیرہ نے روکا لیکن بھاگی فوج کب رکتی ہے
دل ہارے تھے ٹھہرنا مشکل ہوا اس عرصہ مین رعد قریب تخت صنعت جاکر نکلا اور چیخ ماری گرد و پیش تخت
صنعت کے جو ساحر تھے وہ بیہوش ہوکر گرے اور صنعت ازبسکہ ساحر زبردست ہے بیہوش تو نہ ہوئی مگر
جھوم گئی اوپر سے برق کڑکڑاکر گری سناٹا نشتر پنجہ سپرین لیکر سپر ریا بلی تگین ہوا مگر برق نے سپرون اور پنجون
سب کو جلایا صنعت جلدی مین سمٹکر تخت کے ایک گوشے پر گئی بجلی جو تخت پر گری تخت کٹا اور وہ اژدر
جنپر تخت کھنچا تھا سب جلگئے تخت جو اُلٹا صنعت بھی اوندھے منہ گری بہت چوٹ لگی لوگون نے اُٹھاکر
ہوادار پر لٹایا اور لے کر بھاگے دوبارہ رعد لشکر مقتور مین جاکر چنگھاڑا ہزارہا کے کان کے پردے پھٹ گئے
اوپر سے بجلی نے گر کر ہزارون کو جلایا آٹھ نو سو جادوگر جھلس گئے حیرت نے شکوہ سے کہا اب یہان سے چلو

اسوقت کچھ تدبیر نہ ہو سکے گی یہ وہ بلا ہے کہ شاہ جادوان بمشکل اُسکو روکتا ہے یہ باتین ہی تھین کہ حیرت کی فوج پر بھی بجلی گرنے لگی ہزار بارہ سو ساحر ہلاک ہوا حیرت کو غصہ آیا اور آگے بڑھی تمام مصاحبین اسکی کمر سے لپٹ گئین اور کہا اے خاتون معظمہ شاہ طلسم اگر دو چار ساحر زیر دست ہوئے انسے آپ لڑتین یہ جنگ مغلوب ہے سامری جانین کیا آفت آئے آپ بچائیے اور بالفرض حضور نے رعد و برق کو پکڑ بھی لیا تو فوج بھاگ چکی ہے یہ لڑائی فتح نہ ہوگی اس فہمائش سے ملکہ مذکور رکی اور آخر کار لوگ اسکو سمجھا کر بھگا لیچلے ادھر تھوڑی دیر کو صورت نگار زد جسبہ اسکی پھیر کرکے چلی ان سرداروں کا عرصۂ قتال سے ہٹنا تھا کہ فوج تمام جی چھوڑ کر بھاگی اُدھر گلستان خزان دیدۂ مہرخ مین پھر بہار آئی نسیم فتح نے نہال رایت دلنصرت کو جنبش دی دشمنون کو پسپا سبزۂ پامال کیا رنگ غنچہ ہر ایک کا دل خون ہوا ہر طرف لاشین سبزہ نمط بچھی تھین آنکھین نرگس آسا کھلی تھین چشم حسرت سے دیکھ رہی تھین کہ ایک مارے کہا سے کیا ہو گیا سنبل کی طرح پریشان لشکری پریشان و زار کسی کو اُٹھنے کی بھی طاقت نہین نظرون مین ذلیل و خوار دل ہی دل مین خار کھاتے برگ شجر کی طرح کف افسوس مل کر بجائے سوسن نمط زبان بند کچھ کہنے نپاتے جدھر نگاہ جاتی زخم تن پر گلون کیطرح کھلے تھے لالہ وار داغدار نظر آتے سرو کی صورت تلخ زندگی سے آزاد تھے حاصل مرام لشکر مہرخ نیک انجام نے شمشیر آبدار سے ایسی آبیاری گلشن شجاعت مین فرمائی کہ حریف کو پھلنے پھولنے دیا باغبانان نہال قامت نوجوانون کو کاٹ چھانٹ کرکے برابر کر دیا سر تراشی کرنا شروع کی دلون پر بیل ڈالدی بوستان جوہر تیغ کی بہار دکھائی

نظم

ضرر قلم ہے ہنسی کی صدا | قلم فوج دشمن پہ ہے ہنس رہا | لکھے کیا جو اُس فوج کا حال تھا
تبہ جان و اسباب اور مال تھا | کسی کے جو تھی تیغ کاری لگی | تو تھی نخل قامت پہ آری لگی
کسی کے رواں جسم سے جوے خون | کوئی خاک مین ہو کے بسمل زبون | برادر کا لاشہ اُٹھاتا کوئی
پدر کی لیے نعش لاتا کوئی | کوئی پیٹتا نعش فرزند پر | کہ ہے ہے جوان مرگ میرے پسر
ہوا سر مین نخوت کی تھی جو بھری | تو یون فوج بھاگی کہ آندھی چلی | آخر کار وہ لشکر نابکار بہت ذلیل

و خوار ہوکر رو بفرار لایا ان شجاعت شعارون نے پڑاؤ تک انکے اُسکا تعاقب کیا جب وہ بھاگ کر پڑاؤ پر پہونچے اُسوقت مارنے سے بھگایا بہتر سمجھ کر مہرخ نے طبل بازگشت بجایا اور بہ فتح و فیروزی مراجعت فرما ہوئی برق و رعد پر سے بہت زر نثار کیا فقیرون کو مالدار کیا لاشین اپنے لشکریون کی اُٹھائین اور دفن کرائین بھاگی ہوئی فوج پھر جمع ہوئی لشکر مین بازار ریا کھلین مبارزون نے بستر پر آ کر کمر کھولی سردار ہر ایک داخل بارگاہ ہوئے ادھر ملکہ حیرت بخاطر رنجور بارگاہ مین آئی عملے سب جمع ہوئے صنعت بھی آئی ملکہ مذکور کی حالت تبلہ پائی آنکھون مین آنسو بھرے دیدۂ نرگسی اشک سے مملو گریبان چاک لب پر آہ سوزناک صنعت ہر چند کہ زخمی اور اپنے درد مین مبتلا تھی مگر ملکہ کو سمجھانے لگی کہ دواری اس شکست کا رنج نہ کیجیے آخر یہ نمک حرام کہان بچکر جائینگے

اور کب تک آفت ڈھائینگے جب شہنشاہ کو غصہ آیا پھر یہ دم بھر مین فنا ہونگے شہنشاہ نے طرح دیکر انکو
یہ قوت دیدی اچھا دیر آید درست آید کبھی سکے دن بڑے اور کبھی کی رات حیرت نے ان باتونکا جواب دیا کہ تم
سچ کہتی ہو لیکن مجکو اب تاب نہین ہے کل مین شہنشاہ سے جاکر رضاے حرب لونگی اگر اجازت دی تو بہتر
ورنہ اپنی جان دیدونگی میرے اوپر دانہ پانی حرام ہے جبتک نمک حرامون کو مار نہ لون صنعت نے کہا یہ بھی
قدرت کا کھیل ہے تقدیری امور مین کہ بنی ہوئی لڑائی بگڑ گئی کیا وقت پر رعد و برق آئے نہین معلوم
یہ چھوٹے کیونکر حیرت نے یہ سنکر رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمین لکھا تھا کہ بیک ضرب مہتر قران کار جنین تمام شد
شکوہ کو اس عبارت کے سننے سے پسینہ آگیا یہان تو یہ چرچا ہے وہان رعد نے مہرخ سے کہا کہ ہماری جان
بحکم خدا قران نے بچائی مہرخ نے کہا اللہ ہم ایسے گنہگار ہین کہ ہماری بارگاہ مین بھی مہتر صاحب نہین
آئے قران بھی اُسوقت موجود تھا اسنے کہا ابھی کونسی عیاری عمرو کی کس ساحر زبردست کو مارا جو بارگاہ مین
بیٹھون ملکہ نے کہا کوئی دم تو ٹھہر جائیے اسنے کہا مین حاضر ہون ملکہ نے ایک دنگل یاقوت کا قریب کرسی خواجہ
عمرو بچھوا دیا اور کہا تشریف رکھیے مہتر مذکور کی عادت نہین جو بیٹھے بارگاہ سلیمانی مین بھی جو آتا تھا تو
خشت زرین پر کھڑا رہتا تھا اسوقت بھی برابر اس دنگل یاقوت کے ٹہلنے لگا مہرخ نے کہا بیٹھ جائیے برق
عیار نے کہا اے ملکہ بیٹھنے کو نہ کہو نہین ہم چلے جائینگے اس عرصہ مین شراب کا جام ساقی نے ملکہ کو دیا ملکہ نے
قران کو وہی جام عنایت فرمایا اسنے کسوت عیاری سے گلابی نکالکر شراب پی اور وہ جام نہ پیا دفتر اول
مین نوشیروان نامہ مین مذکور ہے کہ قران ملک حبش کا شہزادہ ہے لڑکپن سے شوق عیاری کا ہوا اپنے چچا
کی بیٹی پر عاشق ہوے اور وہ دختر ان سے منسوب ہوئی تھی جب پدر انکا انتقال کر گیا تو چچا نے انکی طرف سے
سلطنت کرنا شروع کی مگر دل مین فتور آیا بیٹی کی شادی کرنے سے انکار کیا اور مہتر مذکور کو قتل کرنا چاہا
انھون نے صحرا مین جاکر پھانسی لگائی حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی روح مقدسہ نے آکر نظر کردہ
کیا اور فرمایا جا کہ عمرو کا شاگرد ہو خدا ایمانی تجھے معاف فرمائیگا کبھی تو قید نہ شب بھر کسی جگہ نہ رہیگا اور جب
شب بھر قید رہے گا تو قضا تیری آئےگی اب جا چچا تجکو سلطنت تیرے باپ کی دیکر دختر کی اپنے شادی کر دیگا
قران وہان سے سامنے اپنے چچا کے آئے اسنے سلطنت اُسکو تفویض کرکے اپنی دختر کو انسے منعقد کیا اُنھون نے
شوق مین عیاری کے سلطنت ترک کی اور لاکھون روپیہ خرچ کرکے باز عیاری کے ہو آئے اور خدمت خواجہ عمرو
مین آکر شاگردی اختیار کی منجملہ بازہاے عیاری کے جو ہو آئے تھے ایک یہ گلابی شراب کی بھی ہے خاصیت
اسکی یہ ہے کہ اگر شراب مین بیہوشی یا کسی طرح کی آمیزش ہو اور اس گلابی مین وہ شراب رکھی جائے تو رنگ
اس شراب کا بدلجائیگا اسنے اسمین بنا ر احتیاط شراب پینا اختیار کی ہے فی الجملہ اسوقت بھی اُسی گلابی سے شراب
پی جب ست ہوا ایکمرتبہ افسوس کہکر رو دیا مہرخ نے کہا کیون اے مہتر دلگیر کیا ہو برق عیار نے کہا خواجہ کو
یاد کیا ہے یہ سنتے ہی جتنی جادوگرنیان تھین سب کو سناٹا آگیا اور گلعذاران یاسمن پیکر ساحرہ جو تھین

انکے کاسۂ چشم زرنگ ساغر چشم نرگس آب شبنم سے مملو ہوگئے گلستان حسن مین اشکون سے آبیاری ہوئی قران نے نسیم آسا آہ سرد بھری اور کہا افسوس ہو ہمارے جینے پر کہ خواجہ کے قتل ہونیکا ڈھنڈھورا بھی پٹگیا اور ہم سے کچھ نہ ہوسکا اچھا اے ملکہ خدا حافظ یہ کہکر رحبت کرکے سراپردۂ بارگاہ فرمایا اور سمت صحرا چلاگیا بعد اسکے جانیکے کچھ دیر تو سب اہل بارگاہ رو کا کئے پھر ساقیان گلعذار جام مے سرخ لیکر آئے اور شراب پلانے لگے ہنگامۂ عشرت گرم ہوا لیکن مہتر قران بھی ان کے پیچھے بارگاہ سے روتا ہوا چلاگیا جب عیارون سے وہ مقام خالی ہوا صرصر عیارہ ساحرہ کی ایسی صورت بنکر در بارگاہ پر ٹھہری ہوئی تھی بخوف عیاران اندر نہ آئی تھی اب داخل بارگاہ ہوئی اور حسب دستور عیاران خبر یہان کی دریافت کرنے لگی اسی اثنا مین اسکو خیال آیا کہ اسوقت عیارون سے یہ مقام خالی ہو بن پڑے تو رعد و برق کو پکڑ لیچلون کیونکہ انھون نے لڑائی بھی فتح کی ہو ملکہ حیرت انکے گرفتار کرلیجانے سے بہت خوش ہوگی اور مرتبہ ازحد زیادہ کریگی اور اگر یہان بیٹے دونون نہ ہاتھ آئین تو ایک ہی کو لیچل کس لیے کہ دو مین ایک نہ ہوگا تو دوسرا بھی بیکار ہوجائیگا ظاہر ہے کہ رعد چیختا ہے اور بیہوش کرتا ہے مان اُس کی بجلی بنکر گرتی ہے پھر اگر مان نہ ہوتی تو خالی بیہوش کرنیسے کیا فائدہ ہے اور یہ بھی سوچی کہ جہانتک ممکن ہو برق ہی کو پکڑ لیچل کہ بجلی بنکر اکیلی بھی کام دیسکتی ہے یہ تو اس سوچ مین تھی وہان حسب اتفاق برق جادو نے جو شراب پی اسکو خوب نشہ ہوا اسلیئے کہ قید سے چھوٹ کر آئی تھی بہت دنون کے بعد جو شراب خواری کی نہایت بدمست ہوگئی دل سے سوچی کہ بارگاہ مین بادشاہ لشکر کے سامنے بدمستی بری حالت ہونا خلاف ادب ہو تو یہان سے اُٹھ جاؤ اور کچھ ترشائی وغیرہ کھاکر اپنی بارگاہ مین ٹھہر کر جب نشہ کم ہوا اسوقت دربار مین آنا ورنہ سب لوگ تجکو کم ظرف کہین گے یہ سوچکر اپنی جگہ پرسے اُٹھی کنیزین جو ساتھ چلین انکو بھی منع کیا کہ میرے ساتھ نہ آؤ مین ابھی آتی ہون اسلیئے کہ کوئی نجانے کہ دربار سے بسبب زیادتی نشہ رخصت ہوگئی حاصل مرام جب یہ اپنی مقام پرسے اُٹھی صرصر پہلے سے باہر بارگاہ کے نکلگئی اور ایک مقام پر راہ مین ٹھہری تھی کہ یہ لڑکھڑاتی ہوئی پہونچی عیارہ نے کہا ملالون نشہ آپکو بہت معلوم ہوتا ہے برق سمجھی کہ یہ اسی لشکر کی کوئی ساحرہ کسی کی کنیز یا ملازم ہو یہ سمجھکر اسنے کہا اے نیکبخت تیرے پاس اورک ہو تو دے اور نہین تو دوڑکر بازار سے لا مین تجکو انعام دونگی اسنے کہا قربان گئی مین ابھی لائی یہ کہکر چند قدم جاکر اورک بیہوشی آمیز کسوت سے نکالی اور پھر کر ملکہ مذکور پاس آئی کہا لیجئے یہ حاضر ہے اسنے وہ لیتے ہی کھائی اور پکاری کہ آؤ کہین روکنا مجھے چکر آتا ہے عیارہ نے ہاتھون پر روک کر گود مین لیا اور از بسکہ لشکر مین یہ معاملہ گذرا تھا وہان سے لیجانا بند ہو کر مناسب نہ سمجھی اور اُسکو بارگاہ مین اُسکے لاکر پلنگ پر لٹا دیا چونکہ کنیزین تو اُسکی بارگاہ شاہی مین تھین یہان تنہائی تھی عیارہ نے اور ملازمون کو اندر آنے سے منع کرکے بارگاہ کے سراپردہ گرادیئے پردے مین تکمہ لگاکر پشتارہ مین اسکو باندھا اور پشت کی جانب سے سراپردہ چاک کرکے نکلی راہ کا فر حبشی اُٹھتی میچی لشکر سے نکلکر سیدھی بارگاہ حیرت

مین آئی یہان تو پہلے ہی مشورہ ہو رہا تھا کہ شاہ طلسم سے چل کر اجازت حرب لین چنانچہ حسب دستور حیرت و صنعت و شکوہ
وغیرہ طاؤس ہاے سحر پر بیٹھ کر چلین صرصر جو بارگاہ مین آئی سُنا کہ ملکہ شہنشاہ پاس گئی ہین یہ سنکر وہان سے پھر کر اپنے
خیمہ مین آئی اور صبا رفتار و تیز نگار خنجر زن سے کہا مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون افسوس ہے کہ ملکہ حیرت نہین
ہین اُنھون نے کہا ہم نے سُنا ہے کہ صنعت نے قسم کھائی ہے کہ جب رعد و برق قید ہون گے مین فوراً سر اُنکا کاٹ
ڈالون گی پس اُنھین کی بارگاہ مین اُسکو لے چلیے اگر وہ ملکہ کے ساتھ نہ گئی ہون گی تو سر کاٹ لینگی صرصر نے کہا مجکو خوب
معلوم ہے کہ وہ بھی نہین ہین یہ کہکر برق کو پلنگ پر لٹا دیا اور آپ مصروف حفاظت ہوئی ادھر حیرت وغیرہ جو روانہ
ہوئی تھین ایک پہاڑ پر پہونچین اور اسم پڑھ کر دستک دی پنجہ پیدا ہوکر اُٹھا لے گئے شاہ جادوان کوہ فیروزہ پر
بیٹھا ہوا انتظام قتل عمرو کا کر رہا تھا کہ پنجون نے اُن کو لاکر پہونچایا اُنھون نے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے پریشان حیرت
کو دیکھ کر پوچھا کہ اے ملکہ کیون مزاج تمھارا کیسا ہے ملکہ نے گردن جھکا کر سستی سے جواب دیا کہ دعا کرتی ہون
شاہ نے کہا نہین تم کچھ شکست بولتی ہو یہ سنکر شکوہ نے کہا اے شہنشاہ کیا خاک مزاج اچھا ہو دشمنون کے ہاتھ سے
کیا ناک مین دم ہے آپ نے مقراض و سمندر کو بھیجا تھا اُنھون نے کام دشمنون کا تمام کر دیا تھا شاہ کوکب یا اُسکا
ہمصورت آگیا اُسنے سحر کیا کہ آپکے ساحر آپس مین لڑ کر مر گئے ملکہ صنعت کو اس بات پر غصہ آیا یہ چڑھ دوڑین
سب کا کام تمام کر چکی تھین کہ رعد و برق آگئے آفت آسمانی کی خبر نہ تھی بنی لڑائی بگڑ گئی شکست فاش ہوئی
تین لاکھ ساحر ہماری طرف کے مارے گئے پانچ ہزار ساحر مصور کا جل گیا اب ہم سے ان ذلتون کی برداشت نہین
ہوسکتی آپنے ملکہ حیرت جادو کو قسم دی ہے کہ تم ہرگز ناکس کا مقابلہ نہ کرنا ان باغیون سے کہ تمھارے قابل نہین ہین نہ لڑنا
جواب یا تو اجازت حرب دیجیے یا ہمکو حکم دیجیے کہ اپنی جان دیدین شاہ نے کہا مین منادی کرا چکا ہون عمرو کو قتل کرے بلا کے
کر دیا ہون گا تم گھبراؤ نہیں اور اگر تم کو بہت ہی غصہ ہے تو مین تمھاری خاطر سے رعد و برق کو قتل کرائے دیتا ہون تم جاؤ مین ملکہ کج ابرو
خنجر زن کو بھیجونگا وہ رعد و برق کا علاج کر دین گی اور اے حیرت تم لڑنے کا ارادہ نہ کرنا جبتک ملازم ہین تمھاری بلا لڑے
یہ کہکر اون کی خاطر سے سحر کے طائر کو روانہ کیا کہ دخت غضب جاگر کج ابرو کو بلا لائے طائر روانہ ہوا اور ساحرہ کو جا کر حکم شاہ سے
اطلاع دی وہ ساحرہ تخت پر بیٹھ کر خدمت بادشاہ مین حاضر ہوئی یہ ساحرہ تیس برس کا سن رکھتی ہے اور حسن و جمال مین
بیمثال تھی ابرو اُسکے اس طرح کج تھے کہ بیک اشارہ جنبش ابرو ادھر کی دنیا ادھر کرتی تھی آنکھین زیر ابرو ایسی تھین گویا بدمست محراب
مین زاہدون کو بہکانے آئے ہین مردم چشم سے یہ ظاہر کہ عابدان گوشہ گیر محراب سے نکلکر میخانہ مین تشریف لائے ہین روے زیبا آئینہ سے
صاف صاف کہتا کہ کچھ تو اندھا ہے جو میرا مقابلہ کرتا ہے دہن تنگ کا غنچہ سے یہ مقولہ کہ تو بڑا بیہودہ ہے جو میرے منھ چڑھتا ہے
بیاض گردن کے سامنے بیاض سحر اپنی بیاض تہ کرتا والنہار اذا تجلی کا سبق پڑھتے ہوے بھول جاتا گیسوے مشکین اُسکا
سورۂ واللیل زاہدون کو حفظ کراتا سینہ پچھاتون کا تن تن کر نارنج سے یہ کہتا کہ اتنا نہ رنج اُٹھا تو میرے برابر نہ ہوسکے گا
خاطر عشاق کے حوصلے کو ہر دم شرماتین کہ دیکھ نکلنے والے یون نکلتے ہین اور اس طرح اُبھرتے ہین ابیات

شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ　　تکلم پر تصدق بلبل باغ
سراپا حسن کا عیبون سے تھا پاک

وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہلال عید تھی تصویر ابرو
گہر دندان لب لعلین تھے یاقوت

بشکل صبح پیشانی تھی خندان
نہون گے ایسے جادو نرگسی چشم
الف بینی ورق عارض دہن میم
ستارے تھے میانہ خانہ ذوقت

چھری خنجر کٹاری تیر مژگان
کمان یا قوس تھی شمشیر ابرو
جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم
اس آفت جان نے بادشاہ کو

مجرا کیا شاہ نے فرمایا کہ تم جاؤ رعد و برق کو قید کرکے ملکہ حیرت کے حوالے کرو اگر مہرخ کچھ مزاحم ہو تو اس سے بھی سمجھ لینا اسنے یہ حکم سنکر مراجعت کی اور اپنی جگہ پر آ کر تیاری سفر مین مصروف ہوئی اُدھر بادشاہ نے نامہ لکھا کہ اے رعد و برق تم ملکہ گنج ابر سے خنجر زن کو بہانے ہو اُس سے رہو گے اور اے ملکہ مہرخ تو لنبک حیلہ حوالہ کرکے بچے گی دیکھ تو تیرا کیا حال کرتا ہون یہ نامہ حیرت کو دیکر رخصت کیا اور کہا مہرخ کو جاکر بھیدینا ملکہ مذکور مع اپنے ہمراہیون کے روانہ ہوئی نیچے پہاڑ پر اُٹھا لائی وہان سے یہ لشکر مین آئی اور نامہ مہرخ کو بھجوایا یہان برق کے گم ہونیکا غل مچا ہوا تھا رعد نے یہ مضمون نامہ سنکر کہا مجھ سے اکیلے کیا ہو سکے گا جب امان جان نہین ہین برق عیار بھی آیا تھا اُسنے کہا مین جاتا ہون اور تمھاری مان کو خدا چاہتا ہے تو لاتا ہون یہ کہکر صورت اپنی مثل ساحرون کے بنائی اور لشکر حریف مین آ کر دروازہ پر بارگاہ حیرت کے آیا اور ملازمون مین ملکر اندر بارگاہ کے آ کر ایک گوشہ مین ٹھہرا اس عرصہ مین صرصر نے خبر سنی کہ حیرت وغیرہ آئی ہین یہ خبر سنکر بارگاہ مین آئی اور ملکہ مذکور سے عرض کیا کہ مین برق جادو کو پکڑ لائی ہون یہ کلام سنتے ہی صنعت قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا جلد لا مین نے قسم کھائی ہے کہ اسکا سر کاٹونگی صرصر یہ حکم پاکر چلی برق عیار سب حال سُنا اور صرصر سے چلے بارگاہ سے نکلکر ایک درخت پر جو راستہ مین آنے جانے والون کے واقع ہوا تھا چڑھ گیا اور کمند کے حلقے شاخون کے بیچ سے لٹکا کر چھپا بیٹھ رہا صرصر کے جیسے کا راستہ ادھر ہی تھا یہ بھی زیر درخت آ کر پہونچی اور غافل بھی اپنی رو مین جاتی تھی حلقہائے کمند کا مطلق خیال نہ تھا جیسے ہی بیچ درخت کی جگہ پر آئی سر سے اُتر کر حلقہ کمند گردن مین پہونچا اور صیاد جس شخص کی آڑ مین شکار کھیلا تھا جھٹکا دیا کہ ہائے اوج حسن اُس پھندے مین پھنسی اور گردن پھنسنے سے اسے کھینکرا اسنے اوپر منھ اُٹھا کر دیکھا برق نے بیضہ بیہوشی تاک کر ناک پر مارا کہ بیہوش ہوئی عیار مذکور درخت پر سے اُترا اور جادو مین اسکو باندھ کر کسی درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی سے باندھ دیا اور آپ وہان سے تنہائی مین جا کر صورت صرصر کی ایسی بنا کر اُسی کا پیراہن جو بیہوش کرکے اُتار لیا تھا پہنا اور خیمہ مین اُسکے آیا اور صبا رفتار سے کہا کہ حیرت تشریف لائی ہین مین برق کو لیے جاتی ہون لیکن اس عیار کے پیچھے ناگہ سارا دن فاقہ سے گذرا منھ پھیل گیا کر نہین گئی خیر کھانا کھانے کی تو مہلت نہین کچھ مٹھائی کھالون ساری جانے اب کب فرصت ملے یہ کہکر مٹھائی کمر سے نکال کر کھانے لگا صبا رفتار سے کہا تم بھی کھاؤ اور کچھ لڈو امرتی وغیرہ اُسکو بھی دیے وہ تو اسکو صرصر جانتی ہی تھی بے تامل وہ مٹھائی کھانے لگی دو ایک ڈلیان کھائی تھین کہ بیہوش ہو گئی اور عیار کچیان کہین لگی تھین ورنہ اسکو بھی یہ بیہوش کرتا غرضکہ صبا رفتار کو اسنے جب بیہوش کیا ملکہ برق جادو کو ہوشیار کرکے حال سب بیان کیا اور کہا اپنا لباس بدلکر تم چلی جاؤ برق نے صبا رفتار کے کپڑے پہن لیے اور برور سحر اُڑ کر چلی گئی عیار نے صبا رفتار کو

اسکی ایسی صورت بنا کر لباس اسکا پہنا کر پشتارہ مین باندھا اور اسی طرح پلنگ پر بٹھا کر آپ صبا رفتار کی
ایسی صورت بنا اور درخت پر چڑھ کر صرصر کو اُتارا اور ہوشیار کر کے کہا داری آپ کو عیار لیے جاتا تھا مجھے ٹہلنے کو
مین ادھر آ گئی جو اُس سے آپ کو چھینا چاہیے ملکہ حیرت بُلاتی ہین صرصر نے کہا بڑا کام کیا مین برق کو جو
لائی ہون تو عیار ہو رہے میری فکر مین ہین یہ کہہ کر اپنے خیمے مین آئی ملکہ برق کو اسی طرح لیٹا دیکھ کر پشتارہ اٹھا کر
خوشی خوشی روانہ ہوئی اور سامنے حیرت کے لائی اور بڑے تفاخر سے پشتارہ کھولا سب نے دیکھا کہ برق جادو ہے
حیرت نے بہت بھاری خلعت منگا کر دیا اور کہا اے صرصر بڑا کام کیا اسنے کہا حضور مین بارگاہ حریف مین
جا کر بڑی جانبازی کر کے دشمن کو بیچ لشکر سے لائی ہون صنعت نے کہا پھر اب اسکو مارنا چاہیے حیرت با شکوہ
نے کہا چورنگ کاٹیے اسنے کہا بیچ نہتی ہو یہی بہتر ہے غرض سب جادوگرنیون نے تلوارین اسلحہ خانہ سے منگوائین
کسی نے دم جھانچہ پسند کیا اور کسی نے سوسن پتہ لیا کوئی الیمانی لے کر مستعد ہوئی غرض سب نے قبضہ مین ہاتھ ڈالکر
اور تلوارون کے پیر سے کھول کر کھینچا اکھونمین تو لئے لگین اور چار سمت دشمن وشمن مین قدم پیچھے
ہٹ کر جھپٹنے کے لیے کھڑی ہوئین برق فرنگی بھی صبا رفتار بنا ہوا صرصر کے پاس کھڑا تھا اسنے چپکے
سے کہا اُستانی کیا غضب کی بھاری لونڈی کو قتل کر ڈالیے گا صرصر نے کہا اری کیا گتی ہے اسنے کہا میری
طرف پھر مخاطب ہوجیے گا وہان ہاتھ پڑا چاہتے ہین ذرا خبر لیجیے صرصر نے سنتے کہا ذرا حضور ٹھہریے گا
اور آپ جھک کر رنگ روغن رو سے برق پر سے چھڑانے لگی کہ دیکھون اصلی صورت ہے یا بنائی ہوئی چنانچہ
منھ پر جو رنگ لگا تھا وہ اسکے ہاتھ مین بھر گیا اسنے اور جو دو ڈال کر چھڑایا تو صبا رفتار کی شکل نکل آئی
اسوقت یہ رنگ چھڑانے کو جھکی ہوئی تھی برق فرنگی نے ہاتھ پھونک کر ایک دھول جمائی کہ اُستانی خوب
چھڑوائی ہوناک کاٹنے کا اسوقت کام کیا تھا صرصر دعب کھا کر پیچھے ہٹی کہ برق عیار جست کر کے سراپردہ سے
گیا اور نعرہ کر کے بھاگا جملہ ساحر حیران تھے کہ یہ کیا تماشا ہوا اس حیرت مین آئینہ وار سب دنگ رہے کسی نے
عیار کا تعاقب بھی نہ کیا اور صرصر بھی اس خیال سے نہ دوڑی کہ مین جاؤن اور صبا رفتار پر ہاتھ پڑ جائین
وہین سر پیٹ کر یہ کہتی ہوئی کہ خدا کرے موئے کے ہاتھ ٹوٹین میرا سر جیسے کھا گیا بیٹھ گئی حیرت نے کہا ارے یہ
کیا ماجرا ہے اسنے کہا بی بی ہوا برق عیاری کر گیا یہ برق جادو نہین ہے صبا رفتار عیارہ ہے یہ سنکر سب
جادوگرنیون نے تلوارین ہاتھ سے پھینک دین اور نہایت خفیف ہوئین ادھر صرصر نے فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر
عیارہ کو ہوشیار کیا صبا رفتار اُٹھ بیٹھی اور حیران وار ہر سمت دیکھنے لگی کہ یہ کیا ماجرا ہے اسکی تو یہ کیفیت
تھی اُدھر برق جادو کے قید ہونیکا لشکر مین غل ہوا تھا تو جب اسوقت بھی عیاری کو چلا تھا راہ مین اسکو قران
ملا اور وہ بھی روانہ ہوا تھا الحاصل یہ دونون بھی بارگاہ حیرت مین بشکل مبدل موجود تھے جب برق فرنگی
نکل گیا اور صبا رفتار کو ہوش آیا قران نے آگے بڑھ کر کہا اُستانی میری معشوقہ کو تم نے آج مروا ڈالا تھا ایک
بندہ مارے گا کہ درش ہو جاؤ گی جواب بھی ایسی حرکت کی صرصر تو یہ سنکر دم بخود فرط خوف سے ہو گئی لیکن حیرت

تخت پر آکر بیٹھ چکی تھی اسنے بھی یہ کلمات سُنے اور ایسا غصہ آیا کہ سحر تو اس غصہ مین کرنا یاد نہ رہا تھا غرا کر تخت پر سے
یہ کہتی ہوئی اُٹھی کہ ارے مار دان موؤن نے گھر گھیرا ہے ہمکو ذلیل بنایا ہے یہ جیسے ہی تخت پر سے اُٹھ کر
بڑھنے لگی پشت پر جادوگری بنا ہوا جانسوز کھڑا ہوا تھا اُسنے ایک ایسا اڑنگا مارا کہ اوا اڑا دھم سے منہ کے بل تخت
کے نیچے گری سب اہل دربار سنبھالنا سنبھالنا کہکر اُٹھانے کو دوڑے قران جانسوز نعرہ کرکے سراپجہ پھاند کر
بھاگے اور صاف نکل گئے کس لیے کہ فوج کے ساحر عیارون سے ایسا ڈرتے ہین کہ وہ پیچھے نہین دوڑتے نہ اُن کے
پکڑنے کا قصد کرتے ہین الحاصل عیار تو نکل گئے اور حیرت کو لوگون نے اُٹھا کر تخت پر بٹھایا اسکے منہ مین اور گھٹنے
وغیرہ مین بہت چوٹ لگی نہایت ذلیل اور زبون ہوکر پھر تخت پر بیٹھی صنعت سے کہا اس رسوائی سے تو جانا
بہتر ہے اب یہ تخت تختہ تابوت سے زیادہ بدتر ہے طلسم کا رنگ بے رنگ نظر آتا ہے دیکھیے کہ کیا ہونے والا ہے
لوگون نے براہ خوشامد عرض کیا نہین حضور پھر آپ آپ ہی ہین یہ موے عیار کہان حضور کے مقابل ہو سکتے ہین
یہ بھی وقت کی بات ہے حیرت یہ سُنکر خاموش ہو رہی اس طرف عیار اور ملکہ برق جادو بارگاہ مہرخ مین
آئے انکے آنے کی خوشی ہوئی عیارون کو ملکہ مہرخ نے خلعت دیا شراب ارغوانی کا جام چلنے لگا عیش و نشاط
ہر ایک انجمن آرا ہوا انکو تو عشرت تمام تر رہنے دیجیے لیکن لیجر اسنیے کہ ملکہ کج ابروے خنجر زن جلنے مقام
پر سے آئی فوج ساحران اسنے تیار کرائی ظلمات طلسم کے قریب ایک بیابان ہے کہ اسکو دشت غضب کہتے
ہین کئی لاکھ ساحرہ وہان رہتے ہین ان سب کی یہ حاکم ہے بہت بڑی ناظم ہے اس دشت کو مثل شہر کے
شاہ طلسم نے آباد کرایا ہے اور اُسکو مالک اسکا بنایا ہے اسی طرح اس طلسم مین ساٹھ ہزار ناظم و ناظمہ
قلعہای طلسم کے ہین یہ بھی حکمت اور مشیت صانع طلسمات کون و مکان کی ہے کہ جبتک شہزادہ اسد جوش کر
طلسم کشائی کرین اس وقت تک بہت سے ناظم قتل ہو رہین ورنہ وہ شہزادۂ عالی جاہ کہان تک لڑتے اور ان بلاؤن
کو دفع کرتے کے بعد رہائی شہزادہ باوجود ان سب کے مارے جانے کے ہزارون مرحلہای طلسم باقی رہتے ہین اور بڑی
فوج ساتھ لیکر شاہ طلسم مقابلہ طلسم کشا کرتا ہے چنانچہ حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا اور بلاؤن کا وہان کی نکلنا اور
دریاے ہفت رنگ کا باطل ہونا اور دریاے نیل کے ساحرون کا آنا انشاء اللہ سب بیان ہوگا حاصل
کلام یہ ساحرہ ناز جام کئی ہزار ساحر منتخب روزگار اپنے لشکر سے مجگر اژدر خونخوار پر سوار ہوئی نفیر سحر بجنے لگی نقارون
چوب پڑی ساحران غدار فشون فشون انبوہ انبوہ طائران سحر پر چڑھ کر ہمراہ ہوے رال و تیل کے مشعلے
اُڑنے لگے دھوپ کا رنگ میلا ہوا لشکر کے چلنے کی علامت ظاہر ہوئی یہ حالت تھی کہ نظم

بڑھے جوش سے فوج لشکر شکن
وہ آواز قرنا وہ شور و غل
برنجی چمکتی تھیں یوں تھالیان
فلک پر سے گرتے تھے گویا شرار

رواں تھی کہ تھا بحر اک موجزن
غبار اس طرح تھا زمین سے اُٹھا
کہ سونے کا دریا ہو جیسے رواں
جو ترسول و نیزے چمکنے لگے

وہ بیرون کے نعرے وہ جوجو کا غل
کہ گویا تہ و بالا عالم ہوا
اُچھلتے تھے نارنج یون ہا و باب
ستارے فلک سے اُترنے لگے

بڑے جاہ سے اور بڑی شان سے | روان ساحرہ تھی بڑی آن سے
اسی طرح بعد قطع مسافت راہ یہ

لشکر گمراہ قریب لشکر مہرخ عالیجاہ پہونچا اتنا فاصلہ اس مقام سے لشکر اسلامیان کا رہ گیا کہ تیس کوس وہان سے صفا اُس ساحرہ نے ایک بیابان سرسبز دیکھ کر فرمایا کہ اس جگہ قیام چاہیے لشکر کو کرنا بہتر ہے کیونکہ یہان سے لشکر باغیان جنان دور نہین اور جاے خرم و دلکشا ہے جھیلین بھری ہین درختان صحرا ابر بہار و فرحت بیز ہین کوہ و سربلند درے ان کے مثل درون صافی دلان ارجمند جملہ بیابان کوسون تک سبزہ زار بوٹون کا ابھار ہے عجائب غرائب ہر رنگ کی بہار ہے ملازمون نے حسب حکم ملکہ اس جگہ بارگاہ ہکی استادہ کی لشکر تمام اتر پڑا ڈیرا پڑ گیا خیمے نصب ہوگئے بازار لشکر مین لگ گئی بارگاہ کے آگے زیر سائبان زربفتی تاج ابرو تخت پر بیٹھ کر کیفیت صحرا کی دیکھنے لگی طرفہ بہار نظر آئی دہنی طرف کوہ دور تک دیہات کے باغ دکھائی دیتے امریون مین چھوٹے بڑے کوئلین بولتین پپیہے شور کرتے مور کوک رہے سامنے جنگل مین جھیلین پر آب تالاب لبالب چکر گرداب مارتے ہوے کنول کھلے ہوے سنگھارون کی بیلین پڑی ہین کوکا بیلی کو کنارہ پھولا ہوا اطراف ہر طرف کونجون کے غول اُڑتے کھیتون مین گرتے ایک سمت کو کھیت دھانون کے سرسبز لہلہے برابر برابر بانسواڑی اور رہیون اور تھوہر کا پشتہ دیا ہوا دھیکلی چلتی کسان بجائی کرتے سامنے ایک پہاڑ سنگ مرمر کا نہایت خوبصورت دامان کوہ گلہاے خودرو سے بھرا ہوا اوپر بالا عشق پیچان پھولا ہوا لالہ کھلا ہوا زیر کوہ نرگس شہلا کا تختہ اسکو یہ سیر بہت پسند آئی دیر تک ٹھہر کر وہان آسودہ ہوئی پھر کئی سو خواصون کو اپنے ساتھ لیکر بند سحر چلی اور بارگاہ حیرت مین آئی ملکہ نے تعظیم کر کے بٹھایا مزاج پوچھا اور کہا آپکی بارگاہ و لشکر کہان ہے اسنے کہا مین یہان سے تیس کوس پر اتری ہون اس لیے لشکر یہان نہین لائی کہ دن بھر کے لیے تو آئی ہون کار حریف تمام کر کے چلی جاؤنگی پھر آپکو تکلیف زیادہ کیون دون آپ مالک یقین ملاقات آپکی واجب تھی وہ ہوگئی اب جا کر مہرخ کو سمجھاتی ہون اگر اسنے مانا تو خیر نہین کل ملاحظہ فرمالیجیے گا کہ کیا اسپر گذر گئی حیرت نے کہا مین تم کو منع نہین کرتی جاؤ لیکن وہ کسی طرح نہ مانے گی اگر ماننے والی ہوتی تو یہ نوبت کاہے کو پہونچتی اسنے کہا ملکہ آپ صحیح فرماتی ہین اچھا آج طبل جنگ آپ بجوا دیجیے مین صبح حاضر ہونگی شب بھر کسل سفر سے آرام کرونگی حیرت نے کہا کیا مضائقہ ہے یہ کہہ کر ساقیون کو اشارہ کیا جام شراب گردش مین آیا شام تک ہنگامہ عشرت گرم رہا جب خنجر بغدادی آفتاب نیام مغرب مین رکھا گیا اور ہلال فلک بسان ابروے معشوق کج نظر آیا۔

نظم

گم ایسا ہوا آنکھون سے پنہان | گردون مثل دہان تنگ جانان
کواکب صورت امید مردہ | فلک پہ تھے مگر افسوس خوردہ

سر شام حیرت نافرجام نے طبل جنگ بجوایا تاج ابرو وہان سے رخصت ہو کر اپنے مقام فرودگاہ پر آئی اور اسنے بھی نفیر سحر بجوائی لشکر مین اسکے تیاری حرب ہونے لگی ادھر جاسوسان لشکر اسلامیان نے ملکہ مہرخ کو خبر نواخت کوس رزمی پہونچائی اسنے بھی نظر بفضل خدا تعالی رکھ کر نفیر سحر کو دم دیا دربار سویرے سے برخاست ہوا ہر سردار نامدار اپنے مقام پر آ کر تیاری کرنے لگا بھٹیان چڑھنے لگین مرچین جلنے لگین اگیاری ہوئی ہیر آنے لگے

دھوے چھوٹنے لگے دھول بجا بجا کے نو روزلیس کے ساحر سحر جگانے لگے ایک طرف کو شجاعان عرصہ نبرد نامی نامور جوانمرد ہتھیارون کو صیقل فرماتے تھے جوہر آئینہ شمشیر دکھاتے تھے خامہ شمشیر ایسا تصویر کشی مین خلاق تھا اتفاقون کا ایسا ناقہ عاف تھا کہ ایک صورت دو صورتین دم بھر مین کرنے کو تیار تھا نقش ہستی کا نقش غلط کا رتھا اجل کی صورت آنکھون مین پھرتی تھین خاک مین مل جانے کا خاکہ خیال مین برنگ تصویر خیالی جما تھا جوہر تیغ مو قلم کا نقشہ دکھاتا تھا ہر ایک کا یہ قول تھا کہ سرو تیغ شجاعت مین عیب ہے جان دینے مین فرق نہ آئے چاہے سر کٹ جائے **نظم**

کہین ہٹنے تھے یہ کہ ڈکیت کرو کا	نہ رکھنا اے جوانو دل مین دھڑکا	قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جا
کہین ایسا ہو تو قیر گھٹ جائے	صدائے کرنا جانی بھی فلک پر	یقین تھا گوش کردنی بھی ہون کر
کہین گرزون کو حاصل سربلندی	کہین صیقل ہوئی تھی تیغ ہندی	کہین نیزے کھڑے تھے ایک پا سے
سپاہی تھے جیسے میدان مین آنے	راتیں بھر جوش ڈھنگ بازار اپنے سنگھاتو کا لقشہ جما کیا جب مرلح شب	

کی کیفیت مثل طبیعت معشوق بدلی اور ترک دہر نے تمشیر خورشید عرصہ افلاک مین چمکائی **نظم**

ضیائے مہر پھیلی مثل چادر	سو مغرب بڑھا نور رشید خاور	ہوا آغاز صبح نو نمودار
رہی ہر چشم دا مصروف دیدار	صبحدم مہرخ فرخ بصد جاہ وجلال سوار ہوئی ایک سمت سے	

حیرت ہزاران تمکنت و شوکت عازم عرصہ کارزار ہوئی ادھر صحرا سے کج ابرو مثل پیچ گیسو کے بل کھاتی ہوئی قرطاغ غضب سے بیرنگی پھری دکھاتی ہوئی فوج اژدر سواران و ساحران نکبت نشان ہمراہ لیکر روان ہوئی ہزارہا ساحر غول کے غول انبوہ انبوہ گروہ گروہ دستہ دستہ ہر سمت سے چلے ہزارون سقے آبپاشی کرتے جاتے تھے نشانہائے کفر و ضلالت ایک طرف رایت نصرت آیت دوسری جانب کھلے ہوئے لکے ابر کے سیاہ و سفید و زرد و سبز و سرخ اڑتے آتے جادوگر دو دو زبان تیمری باندھے ہوئے پنجے پر قشقے صندل کے کھینچے ہوئے گھونگرو چندن کا کیا ہوا بھبوت رمایا ہوا پیشانی رنگی ناک مین بھبوت رما ہوا ترسول چھاتی پر بنا ہوا کانون مین کنڈل پڑے میدان مین آکر صف کشیدہ ہوئے آگ و قمقمے سے بل اچھلنے لگے گوگل کی چرھا ہوا آنے لگی ماش سرسون رائی بھنے دونے مرچے کے تپے چچھوندین مین بھرے ہوئے اژدرون اور طاؤسون اور مرکبون پر ہر ایک سوار تھے ناریل نارنج ترنج کونے دھبدم اچھالتے بول استاد تیری صدا جے پکارتے تو کہہ اور ڈلیان ساری اڑاتی لونگ کا ہار ہاتھون مین جنے مرچون کے ہار گلے مین پڑے کہان تک انکی کیفیت بیان کی جائے دونون جانب جنگاہ مین صف آرائی جب ہو چکی کچھ جادوگر زمین بر زد کر سما گئے کچھ جانب آسمان اڑے نقیب نقابت کر کے کنارے ہٹے کج ابرو اڑکر اپنے اژدر سے بلند ہوئی اور ایک نارنج شاہ مہرخ پر مارا کہ وہ نارنج پھٹا اور کئی ہزار سوئیان آتشین سے نکلکر لشکریون کے سر پر آکر سر توڑ کر سینون مین اتر آئین ہزارون ساحر مہرخ کے ہلاک ہوئے زیدہ سعد جادوگر سحر کرکے نیچے کج ابرو نے نعرہ مارا کہ ہان ان نمک حرامون کو لینا تیس ہزار اژدر سوار ساحر حربہ اسے ہاتھ کرا آگرے برق شمشیر سوچمکنے لگی ایک سے دوسرا الجھ گیا ہنگامہ دار و گیر برپا ہوا گرم بازاری

رزم ہوئی متاع جان کا سودا ارزان تھا اقلیم جسد لٹنے لگی زخم دکانوں کی طرح کھلگئے سیاح کشور شجاعت جان بیچ کر
نام و ننگ کے خریدار بنے عین گرمی جنگ مین کج ابرو ملکہ مہرخ کے تخت پر آکر اُتری اُسنے ایک گولا جو بڑا زبردست
سحر تھا اُسپر مارا وہ دھوان بنکر غائب ہو گئی گولا خالی گیا پھر وہ ظاہر ہوئی اور شمشیر سحر سر مہرخ پر لگائی مہرخ اسطرح
لرزی کہ تلوار بھی خالی گئی اسوقت کج ابرو نے خنجر جمشید کمر سے نکالا اور کہا اے مہرخ میرا نام خنجر زن ہی اسواسطے
رکھا گیا ہے کہ یہ خنجر اپنے پاس رکھتی ہون تو اسکو پہچانتی ہے رعد و برق قریب تخت مہرخ کھڑے تھے چنانچہ
رعد نے کہا امان جان ملکہ مہرخ مفت ماری جگتی ہین تو جا کر ایک چیخ مارتا ہون کہ پردے کان کے پھٹ جائین
برق نے کہا بیٹا تامل کرو اس اثنا مین کج ابرو خنجر پکڑ کر آگے بڑھی ساٹھ ستر ساحرون نے مرنا گوارا کیا اور
بیچ مین آگئے مہرخ کو بچایا وہ خنجر جو اسنے بلند کیا اور ان ساحرون پر مارا دس کے سر ایک مرتبہ مین قلم ہوئے
وہ اسی طرح قتل کرتی ہوئی آگے بڑھی اور گلے سے موتیون کا مالا توڑ کر انبوہ لشکر پر مارا اس مالے کا موتی جس کے
ماتھے اور سینہ وغیرہ پر پڑا توڑ کر پار گذرا لشکر مین بدحواسی پھیلی یقین تھا کہ جلد ہر پڑے اسوقت رعد زمین مین سما کر
پاس کج ابرو کے نکلا اور ایک چیخ ماری لیکن خنجر جمشید اسکے ہاتھ مین تھا وہ بیہوش نہوئی اوپر سے برق جادو چمک کر گری مگر
کج ابرو کے گلے مین ایک زنجیر پڑی تھی وہ زنجیر گلے سے کھول کر اسنے برق پر ماری کہ وہ زنجیر بھی برق بنکر اس بجلی
سے لپٹ گئی اور دیر تک دو بجلیان باہم لپٹی رہین آخر زنجیر نے کھینچ کر زمین پر برق کو پہونچایا کج ابرو نے زنجیر
کو پکڑ کر کھینچا ملکہ برق بجلی سے بصورت انسان ہو گئی تھی اور وہ زنجیر دست و پا و گردن و کمر مین پیچی تھی اور ملکہ
مذکور بیہوش تھی کج ابرو نے ساحرون کے حوالے اسکو کیا کہ قید کر دو اور حکم دیا کہ آج طبل آسایش بجے کہ جن کو
گرفتار کرنیکا حکم بادشاہی تھا انکو پکڑ لیا اب کل اس مہرخ سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ کہکر مہرخ سے کہا کہ اگر آجکی
شب تو نے فرمانبرداری شہنشاہ افراسیاب کی تو خیر ورنہ کل سب لشکر تہ و بالا اور تجکو غارت کرونگی یہ کہکر ہوا پر
آپ چلی اور طبل امان بجوا کر لشکر پھرا اپنے لشکر کو سب لیے اُسی صحرا کی طرف جہان کہ اتری تھی روانہ ہوئی ملکہ حیرت
سے بھی ملاقات نہ کی سب کو یہ گمان ہوا کہ برق کو یہ افراسیاب پاس لیگئی غرض ملکہ حیرت لشکر لیکر پھری اور مہرخ
خستہ حال مع فوج زخم خوردہ کے مراجعت فرما ہوئی سب آکر آسودہ ہوئے ملکہ مہرخ دربار مین تخت پر بیٹھی رعد جادو
اپنی مان کے لیے غمگین تھا رونے لگا برق عیار نے کہا مین تلاش کرنے جاتا ہون مہرخ نے کہا وہ افراسیاب
پاس لیگئی ہے تمکو ملنا اس ساحرہ کا دشوار ہے برق نے کہا اچھا جان ڈھل جائیگا جان سے گئی ہو گی یہ کہکر روانہ
ہوا ادھر کج ابرو اپنے لشکر مین داخل ہوئی ہر ایک نے کے مصاحب نے تعریف کی کہ اے ملکہ آپنے بڑا کام کیا شہنشاہ
جادوان کی بات رکھ لی اسنے ایک صندوق فولاد کا منگا کر برق جادو کو اسمین بند کیا برق کا یہ عالم تھا کہ سحر
مین بند بند جکڑا ہوا تمام بدن زنجیر آتشین کے لپٹنے سے جھلس گیا تھا اور بیہوش تھی اسنے بند کر کے
صندوق اپنی بارگاہ مین بنابر احتیاط رکھا ادھر شاہ طلسم نے پتلے خبر کے لیے بھیجے وہ آکر گرفتار ہونا ملکہ
برق کا معلوم کر کے خدمت شاہ مین گئے اور سب حال جنگ اور قید ہونے برق معروض عرض مین

لاسے لکھا ہو کہ جیسے بادشاہ باغبان وزیر سے بدظن ہوا ہے اُسوقت سے وزیر مذکور خدمت شاہ مین بہت حاضر رہتا ہے اور اپنی بی بی کی خطا معاف کرانا چاہتا ہو چنانچہ شاہ کو فیروزہ کوہ پر آئے ہوے سنکر وزیر مسطور بھی گیا اور حاضر خدمت شاہ تھا کہ تیلون سے خبر فتح بادشاہ نے سنکر وزیر کی جانب اسلیئے دیکھا کہ میری تعریف کرے وزیر نے لب عجز بہر ثنائے شہنشاہ کھولے اور دامن دامن موتی رولے کہ اے شہنشاہ خورشید جلال تیری نظر غضب کی کسیکو تاب ہے تو دم بھر مین جسکو چاہے مار ڈالے اور جسکی چاہے جان بخشی کرے شاہ نے فرمایا کہ اب برق بھی چلکے مین اور کوکب کا فرخ بھی دیکھ لونگا اور وہ جنگلی میر اکیا کریگا وزیر نے کہا کہ کوکب البتہ تیرے یہان لوکر بڑے مین یہ تو زبان سے کہا مگر دل سے کہا کہ کوکب ایسا ہی ہو جو ہر گھڑی اُسی کا خیال ہے اور اُسی کا نام زبان پر جاری ہے بادشاہ نے بعد اپنی ثناخوانی کراسکے ایک نامہ ملکہ بحر ابرو کو لکھا حال یہ رقم تھا کہ ہمین تمہارے لڑنیکی حقیقت معلوم ہوئی خیر خواہان جانباز جیسا کرتے ہین ویسا ہی تمنے کیا ہم تمسے خوش ہوے شاباش مرحبا نمک حلال ایسے ہی ہوتے ہین خلعت سرفرازی ہمراہ نامہ بھیجتا ہو آیندہ بھی عنایت خسروانہ کی اُمیدوار رہو اور برق لنگر اسکی حفاظت کی تکلیف نہ تھا سر اُسکا کاٹ کر بھیجدو نامہ چیلے کو دیکر روانہ کیا یہان بحر ابرو تخت پر سائبان بارگاہ کے نیچے بیٹھی تھی اسلیئے تخت کے صندوق رکھ لیا شراب پی رہی تھی رقاص ناچتے تھے خواصین انیسین حاضر خدمت تھین کہ چیلے نے لاکر نامہ شاہ دیا اسنے نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھون سے لگایا زر نثار کرایا پھر نامہ کو تسلیم کر کے داکیا اور مضمون سے آگاہ ہو کر بفخر خلعت زیب تن کر کے صندوق کھولا ملکہ برق کو نکالا اور چاہا کہ سر کاٹ کے بھیجدون برق کا تمام جسم آتش سحر مین بھنگ رہا تھا مسیر سے اتنا سحر دکیا کہ ہوشیار ہوئی ہوشیار ہوتے ہی بیقرار ہوئی آنکھون مین دم آگیا بحر ابرو نے کہا تیرا سر شہنشاہ نے مانگا ہے اب پیمانہ عمر تیرا لبریز ہوا کوئی دم مین قضا آیا چاہتی ہے برق نے یہ سُنکر بحسرت و یاس سمت فلک دیکھا کہ کہا اے عمرو کے خدا مجکو تو نہ بچائیگا اسوقت مین بجز تیری ذات پاک کے اور کون میری مدد کرنیوالا ہے نہ کوئی یار ہے نہ یاور نہ مددگار رہے نہ ہمدم نہ مونس نہ رفیق نہ آشنا نہ خویش نہ اقربا مجکو تیری ہی ذات کا سہارا ہے تو ہی بچانے والا ہے کہ بموجب **نظم**

خداوندا بہ آلِ پیمبر	بحق مرتضیٰ و زوج اطہر	مین ہون گرفتار جسم
یہ تیرے فضل کا دریا ہو کیا کم	شفیعون پر مرے یارب نظر کر	اس آتش کو تو اس پانی سے تر کر
کہ جس جاگہ ترا فضل و عطا ہے	مین کیا اور کسقدر میری خطا ہے	عطا کر مجکو یارب تندرستی
مجھے دے سعد دشمن سے رہائی		

یہ عاجزی درگاہ جناب احدیت مین قبول ہوئی کیفیت اول مین مذکور ہوا کہ مجلس جادو ملکہ بران کو سمجھا کر خیمہ تلک لیگئی تھی چنانچہ ملکہ مذکور قلعہ ہفت رنگ مین نرگسی فکر مین ہوئی عمرو کی ایک مقام پر اپنے طلسم مین تھی اسنے مجلس سے غم پاکر مقام جا کر دو اخیر تو لاؤ کہ طلسم ہوشربا مین کیا ہو رہا ہے مجلس نے حکم سنکر پرواز کیا بیچی اور اس دشت مین جہان برق قتل ہوا چاہتی تھی آئی اور پہونچے ہوا سے اسنے دیکھا کہ ایک عورت شعلہ ہائے سحر مین گرفتار پڑی ہو اور ایک عورت خنجر کھینچے اس کے سر پر کھڑی ہے سر اسکا جدا کیا چاہتی ہو یہ دیکھکر

زمین پر اُتری اور قریب کج ابرو آکر پوچھنے لگی کہ بی بی تم کون ہو اور یہ مجرمہ کون ہے اسنے کہا تمہارا باپ مارا ہے کونسا گناہ اس سے سرزد ہوا جسکے عوض یہ قتل ہوتی ہے کج ابرو نے دیکھا کہ ایک لڑکی کرتا پہنے ناک بہتی ہوئی زیر پاکی پاؤں میں کرتے میں رومال ناک پونچھنے کا بندھا ہنستی ہوئی مجھ سے حال پوچھتی ہے یہ دیکھ کر اُسنے کہا بیٹی تم شاید یہاں کسی گاؤں میں رہتی ہو ایسی شکل آئی ہو جاؤ بھاگ جاؤ تمہارے ماں باپ بھی افراسیاب کے فرمانبردار ہیں اور میں بھی پس والدین تمہارے شکایت کرینگے کہ لڑکی کو منع نہ کیا مجلس پہلے جانتی تھی کہ یہ لشکر ملکہ مہرخ کا ہے اب اپنے نام بادشاہ طلسم کا جو سنا سمجھی کہ یہ ساحرہ دشمن ہے یہ سمجھکر سنبھلی اسکے ساتھ بطور رفیقی چار پتلے آتشی اور چار آبی اور چار فولادی اور ایک گولا فولاد کا اسکے پاس ہے کہ اُسکے دونوں سروں پر الماس جڑا ہے خاصیت اُسکی یہ ہے کہ اگر کسی ساحر کے پاس کوئی تحفہ جمشید و سامری کا ہو تو اُسکو باطل کرکے کام اس ساحر کا تمام کرتا ہے اور علاوہ اسکے یہ ساحرہ صحبت یافتہ برہان دکوگیر ہے سردار زادی طلسم نور افشان ہے یہ پس کج ابرو سے اسنے تیور بدلکر کہا کہ یہ کیا تو نے جھک مارا کہ والدین تمہارے ملازم افراسیاب کے ہیں میں اس مسخری افراسیاب خانہ خراب کو کیا جانوں کج ابرو نے دیکھا کہ یہ لڑکی کچھ تلّی اور چلبلی سی ہے اسکی بات کا بُرا منانا نہ چاہیے یہ سمجھکر اسنے ہنس دیا اور کہا لڑکی کچھ گھر سے لڑکے تو نہیں آئی ہے جا چلی جا نہیں روتی جائیگی میں دو طمانچے میں سیدھا کر دونگی مجلس نے جواب دیا کہ بالزادی تو ہے کس گھمنڈ پر اپنے دھگڑے افراسیاب پہ پھولی ہے تو آپ چلی جا سمجھی کیا ہے اپنے دل میں یہ کلام سنکر کنیز بنت کج ابرو کی بولیں کہ اے بی بی صاحبزادی تم شاید کچھ خفا ہو جو ایسی باتیں کرتی ہو یہ ملکہ کج ابرو ہے خنجر زن میں برق جادو کو لشکر اسلام سے پکڑ لائی ہیں تم اُنکو گالیاں دیتی ہو بُری بات مجلس جادو نے جو قید ہونا برق کا سنا وہی گولا جسکا بیان ہو چکا نکالا اور اپنے تئیں درست کرکے پینے کرنے کی آستین اُلٹ کے دامن چڑھا کے تنتی ہوئی تیر سے ہلتی چلی اسوقت دس بارہ لونڈیاں یہ کہتی ہوئی کہ اوہو اس چھوکری سے کوئی نہ بولے نہ جانے آپ سے آپ بگڑی جاتی ہے اے لڑکی کچھ تو دیوانی ہے بیچ میں آگئیں تھیں لڑکی نے کہا الزادی اپنی بی بی مجھ سے کہو کہ سنبھل جائے یہ کہکر وہی گولا مارا لونڈیاں جو بیچ میں آگئیں تھیں انکے سینہ کو اس گولے نے توڑ کر کج ابرو تک اپنے تئیں پہونچایا اسنے ہر چند اپنے تئیں بچایا لیکن بحکم قضائے مبرم کے وہ گولا نہ ٹلا اسکے سینہ پر لگکر پار ہوا اور پار گذرا اور زمین میں سما گیا کج ابرو تڑپ کر ہلاک ہوئی شور قیامت اُٹھا اسکے مرنے کا بلند ہوا کہ مارا گیا کج ابرو خنجر زن کو کنیزیں اور انہیں اسکی بھاگیں لشکر جو اُترا ہوا تھا وہ جلد حربہ سحر کا لیکر تیار ہوا لیکن ساحرہ مذکورہ کے مرتے ہی ملکہ برق رہا ہو گئی اور آتش سحر اُسکے جسم پر سے دور ہوگئی بجلی بنکر جانب آسمان گئی اور آڑی ترچھی ہوکر لشکر پر گرنے لگی اور ہر دو بارہ پتلے جو مجلس کے ساتھ آتشی آبی فولادی وہ آکر گرے آتشی پتلوں نے منہ سے آگ کے شعلے نکلے تھے جو ساحر سامنے آتا خاکستر بن جاتا خیام و بارگاہ میں آگ بھڑکنے لگی آفت برپا ہوئی ہر طرف شور و غل و غوغا بلند تھا ایک پر ایک گرا پڑتا تھا بدحواسی سے لوگوں کی عجیب کیفیت

تھی باپ بیٹے کو پہچان نہ سکتا تھا آبی تیوون کے منھ سے اسقدر پانی بہاکہ دریا پیدا ہوکر موج مارنے لگا مجلس
نے خوب مینہ برسائے آگ لگا کر پانی کو دور کیا فولادی پتلے تیغہ پکڑ کر قتل کرنے لگے ادھر سے بجلی گر رہی
تھی عجب آفت اس فوج پر آئی تھی لشکری ہزارون طرح کے سحر کرتے تھے مگر نہ وہ پتلے مرتے تھے نہ بجلی گرنا
موقوف ہوتی تھی مجلس ایک طرف کھڑی ہنس رہی تھی اور کہتی تھی اپنی جان کے سر کی قسم کیا اچھا کھیل
مین کھیلی ہون واہ کیا تماشہ ہو رہا ہے آخر ہزارہا ساحر آتش فنا مین جلکر خاکستر ہوے اس حوس نے طلائے جان
دشمن کو آنچ دیکر گشتہ کیا خوب تاؤ دیا ہزارون جادوگر غرق بحر فنا ہوے اس شناور قلزم سحر نے بہت کو گور کے
کنارے پہونچایا دم بھر مین نگاہ ایسی پھیری کہ کسی کی آشنا نہ تھی سیکڑون افسون خوان فولادی پتلون کے
ہاتھ سے سختی موت کی اٹھا کر فنا ہوئے اور رہت سے خرمن جان بجلی گرنے سے جلے لشکر تمام برباد و پریشان ہو
رو بفرار لایا جو بھاگ کر بچے وہ سمت کوہ فیروز گئے جب وہ فوج بحر نحوست کی موج بھاگ گئی ملکہ برق پردے
ہوا سے اتر کر مجلس کے پاس آئی لشکریہ مین اُس کے تر زبان ہوئی اور کہا آپ کون ہین اسنے اپنا نام بتایا
اور کہا ملکہ بران کی بھتیجی ہون مین آئی تھی برق نے کہا اچھا اب لشکر مہرخ مین تشریف لے چلیے اسنے کہا مجکو
تو وہان کی خبر لینے جانا منظور ہی ہے چلیے یہ باتین کرکے دونون وہان سے روانہ ہوئین راہ مین برق فرنگی جو
تلاش مین برق کی چلا تھا ملا اور اُنکو ہمراہ لیکر داخل لشکر ہوا جب بارگاہ مین پہونچا یہان غلغلہ عظیم برپا تھا
رعد نے اپنی مان کے لیے حال اپنا تباہ کیا ہر ایک رو رہا تھا گریہ آگر ہو گئین سب اُنکے بغلگیر ہو بعد مان کے
گلے لپٹکر رونے لگا آخر اپنی جگہ پر برق بیٹھی اور مہرخ سے کہا ان صاحبزادی کی وجہ سے میری رہائی ہوئی مہرخ
نے ملکہ بران کے یہان ہو آئی تھی مجلس کو پہچانتی تھی تخت سے اُتر کر بغلگیر ہوئی اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا رقاصون
کو بلایا ناچ ہونے لگا شراب کا جام چلنے لگا مجلس کی خاطر ہر ایک نے بہت کچھ کی خواجہ کی گرفتاری کا حال بیان
کیا اور کہا ڈھونڈھو ابھی اُنکے قتل ہونیکا میٹ گیا مجلس نے کہا گھبراؤ نہین اپنی جان بھی تشریف لایا چاہتی ہین
غرض یہان تو عشرت دلشاد ہین ہر شخص مصروف ہے اُدھر فوج ہزیمت خوردہ بجانب کوہ فیروزہ پہونچی
افسران فوج سامنے شاہ طلسم کے آکر پکارے کہ ملکہ کج ادا ماری گئین شاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ کس نے
مارا انھون نے مجلس جادو کا آنا اور جملہ کیفیت جدال و قتال بیان کی یہ سنتے ہی بادشاہ کو غصہ آیا اور کہا
اس چھوکری مجلس نے بہت سر اٹھایا ہے دیکھو تو کیا حال مین اسکا کرتا ہون یہ کہکر فیروز شاہ سے کہا
تمھارے قلعہ مین اسرار جادو رہتی ہے بلاؤ تو اسکو شاہ نے اسکو قلعہ مذکور سے لانے کیلیے آدمی روانہ کیا اور اسرار کو بلایا یہ
ساحرہ کنیز شاہ جادوان تھی بادشاہ نے اسکو آزاد کر دیا ہے یہ اس قلعہ مین رہتی ہے اور سامری کی بیٹی کہلاتی
ہے اُسوقت اسنے آکر شاہ کو مجرا کیا بادشاہ نے دیکھا کہ ایک تہمد گیروا باندھے ہے مالے مردون کی ہڈیون کے گلے مین
پہنے ہے بھبوت جسم پر ملا ہے ایک چادر گیروی سر پر پڑی ہے ماتھے پر تصویر سور کی بنی ہے گدنا گدا ہے ہرچند
کہ یہ ہیئت اور نقشہ ہے مگر سن چالیس برس کا ہے چہرہ پر جھریان پڑی جاتی ہین کتاب سامری

میں سطریں مسطر کی نظر آتی ہیں کانوں میں کنڈل پڑے ہیں حلقہ بگوش کرنے کا معشوقان عالم کے دعوی رکھتے ہیں
سر میں دو چار بال جو سفید ہو گئے شب زلف میں دمدار ستارے نکلے ہیں بھبوت جسم میں ملا ہے یا حسن نے
پردہ کیا ہے نہیں نہیں کبر سنی کے سبب آئینہ تن جو مکدر ہے تو اسے صیقل کرنا چاہا ہے حاصل مرام جب آس
ساحرہ ناز جام نے شاہ کو سلام کیا بادشاہ نے ایک کنٹھی اپنے گلے سے اُتار کر اُسکو دی اور کہا یہاں سے مہرخ
کی بارگاہ میں تم جاؤ مجلس جادو دہان ہوگی یہ کنٹھی اُسکے گلے میں پہنانا اور اپنے گلے میں بھی پہنے رہنا تو دونوں
میرے پاس چلی آؤ گی یہ حکم سنکر ساحرہ نے وہ کنٹھی تسلیم کرکے لی اور پرواز کرکے اپنے مقام پر آئی دل سے سوچی کہ اس
ہیئت سے تو اگر جاؤنگی تو کنٹھی پہنا نہ سکے گی لازم ہے کہ تبدیل لباس کرکے بصورت اسلامیان بدانہ ہو
غرض اُسنے بڑے بڑے پائنچوں کا پائجامہ پہنا محرم کرتی پہنکر ایک دوپٹا پر زر اوڑھا کچھ زیور بھی جسم پر آراستہ
کرکے چلی دہان کا ملجرا سنیے کہ مجلس کچھ دیر تو شریک جلسہ مسرت رہی اسکو عمرو سے بہت محبت ہے آنکی گود
میں پرورش پائی تھی اور رونے بجا کر سنتی تھی مطربوں کے گانے سے خواجہ یاد آئے یہ رونے لگی سب اسکے رونے پر
رونے لگے یہ اُٹھ کر چلی مہرخ نے کہا اے بیٹی کہاں جاتی ہو اُسنے کہا امی جان کے پاس مہرخ نے کہا تم
ٹھہر جاؤ اور تہا دو میں آدمی بھیج کر ان کو بلا بھیجوں اُسنے کہا مجکو اب وحشت ہے نہ بیٹھوں گی یہ کہکر بارگاہ سے
نکلکر سیر کرتی چلی اور بازار لشکر کی دیکھنے لگی اُدھر اسرار جادو بارگاہ میں آئی ایک عورت تنہا تھی
حاجب دربان سمجھے کہ کسی ساحرہ کی ملازم ہے یہ سمجھ کر منع نہ کیا اُسنے اندر بارگاہ کے آکر ہر سمت ہر طرف نظر دوڑائی
اور مجلس کو تلاش کیا حسب نشان دہی شاہ طلسم کسی ساحرہ کو لڑکی بنے ہوئے نہ پایا دل سے خیال کیا کہ
کہیں ہوگی آئیگی اچھا یہاں ٹھہرو اور لوگوں سے اسکا ذکر سنو معلوم ہو جائیگا جو یہاں ہوگی یہ سوچ کر اس
خیال سے کہ مجھے کوئی پہچان نہ لے ایک مقام پر نہ ٹھہری ادھر ادھر ٹہلنے لگی اسپر برق عیار کی نگاہ پڑی
دلمیں اُسنے کہا یہ تو ہمارے لشکر کی عورت نہیں معلوم دیتی ہے اور اس طرح پھرتی ہے کہ جیسے کسی کو ڈھونڈھتی
ہے اے برق اسکو گرفتار کر اگر ہمارے یہاں کی ہے تو چھوڑ دی جائے گی اور نہیں تو شر سے اسکے محفوظ رہیں گے
یہ تجویز کرکے یہ بھی اُٹھ کر ٹہلنے لگا اور ٹہلتے ٹہلتے پشت کی طرف اسرار کے آیا وہ اور سمت مخاطب تھی اسنے کا فلا کر
کمند جو ماری ساتوں حلقے گردن و کمر میں پھنس گئے وہ اُلجھ کر گری اسنے حباب مار کر بیہوش کر دیا اور مشکیں اسکی باندھکر
زبان میں سوزن دیا اور ستون بارگاہ سے باندھ کر ہوشیار کیا سب اہل بارگاہ حیرت میں تھے کہ مہرصاحب نے یہ کیا کیا
مہرخ نے گھبرا کر پوچھا کہ بھیا یہ کیا ماجرا ہے اسنے کہا اے ملکہ یہ عورت ہمارے یہاں کی نہیں معلوم ہوتی ہے مہرخ
نے اور سب نے بغور دیکھا اور کہا تم سچ کہتے ہو یہ کسی تدبیر کو یہاں آئی ہے اسنے کہا تم سب اسکی حفاظت کرنا کہ یہ
سحر کرکے نکل نہ جائے اور مجکو کوئی آزار نہ پہونچائے میں اسکی زبان سے سوزن نکالتا ہوں یہ سنکر جملہ ساحر نا بیچ
در بیچ بکڑ کر مستعد ہوئے برق نے اُسکی زبان سے سوزن نکالا سوزن نکلتے ہی وہ پکاری کہ میں اسرار جادو
کنیز افراسیاب بحکم شہنشاہ مجلس کو بکڑنے آئی تھی ارے موئے تو نے مجکو باندھا ہے رہ تو جاتا کیسی جیسی

شہنشاہ سے کہہ کر تیری بوٹیاں اُڑوا دونگی یہ کہہ کر سحر پڑھنے لگی از بسکہ کیمیٹی شہنشاہ کی پہنے تھی اسپر سحر کسی ساحر کا
اثر پذیر نہوا اور ایک پتلا ادھر سے ہوا سے جھپٹ کر گرا چنانچہ میں اُسکو داب کر مع کمند لے اُڑا ساحروں نے نارنج
گولے مارے لیکن پتلا بلند ہو کر یہ جا وہ جا روانہ ہو گیا برق عیار نے کہا دیکھیے اور نقصان ہوا کہ کمند بھی گئی
اور بنانا پڑے گی سب ہنسنے لگے اور اطمینان سے بیٹھے ادھر پتلا لیے ہوئے اسرار کو فروزہ کوہ پر پہونچا
ساحروں نے دور سے دیکھا کہ اسرار سے ایک آدمی لپٹا ہوا آتا ہے یہ دیکھ سمجھے کہ اسرار مجلس کو لائی
ملبس دوڑ کر خدمت بادشاہ میں اُنھوں نے عرض کیا کہ خداوند اسرار اس کو لائیں شاہ نے یہ سنکر تاج کو
کج کیا باغبان نے کہا کیونکر نہ لائیں آپنے کیمیٹی دی تھی مجلس کی طاقت تھی جو نہ آتی یہ باتیں ہوتیں کہ پتلا پہونچا
شاہ نے دیکھا کہ اسرار کمند میں لپٹی ہے پتلے سے حال پوچھا اُسنے کہا اس طرح عیار نے اُسکو باندھا تھا میں اُٹھا لایا
شاہ نے اُسکی گردن و کمر سے حلقہائے کمند کٹوائے اور کہا تم کیمیٹی دیدو تم سے یہ کام انصرام ہوگا چنانچہ کیمیٹی لیکر اُس کو
رخصت کر دیا اور نامہ ملکہ حیرت کو لکھا مضمون یہ تھا کہ کج ابرو کو مجلس نے الم کر ڈالا میں نے اسرار کو کیمیٹی دیکر
بہر گرفتاری مجلس بھیجا تھا اسکو برق نے پکڑ کر باندھا تھا پتلا اُٹھا لایا بالیں اے ملکہ تم عیارہ کو بھیجکر مجلس کو
گرفتار کرا دو اور قتل کر ڈالو یہ نامہ پتلا سحر کا لیکر ملکہ مذکور پاس آیا اُسنے نامہ پڑھا اور چاہا کہ عیارنیوں کو بلائے
اسوقت شہاب جادو نے کہا میں نے سُنا ہے کہ مجلس آئی تھی مگر چلی گئی حیرت نے کہا چلی جاتی تو شہنشاہ
مجکو نہ لکھتے یہ باتیں ہوتیں کہ صرصر عیارہ آئی ملکہ نے حکم بادشاہ سے اُسے آگاہی دی وہ روانہ ہوئی اور ایک ساحرہ
حسینہ و جمیلہ بنکر لشکر مہرخ میں آئی یہاں مجلس سیر کرتی پھرتی تھی اور جو چیز پسند کرتی تھی اُس دکان پہ ٹھہر جاتی
تھی یا اسی وجہ سے اسکو جانے میں دیر بھی ہوئی کہ عیارہ آکر پہونچی اور اسکے ساتھ چلی وہ سمجھی کہ مہرخ کی کوئی نوکر یہ
بھی ہے غرض ایک ایسے مقام پر جب یہ پہونچی کہ وہاں تنہائی تھی صرصر نے موقع پاکر عرض کیا کہ واری لے
آپنے وہ جو سامنے کبابی کی دکان ہے اُسکے کباب نہیں کھائے عجب لذیذ کباب اُسکے ہوتے ہیں کھا
کے آپکو معلوم ہوگا اور یہ مزا ابھی یاد رہے گا جو لوگ اُسکے مزے سے لذت یاب ہو چکے ہیں سیخ آہ پر کباب
دل کو اپنے ہمیشہ چڑھاتے ہیں مطبخ دہر میں جبکہ یہ کباب بدستہ خاطر ہوئے ہیں وہ آتش عشق میں کباب آسا
بھنتے ہیں یہ تعریف اُسکی زبان سے سنکر مجلس نے کہا چلو مول لیں اُسنے عرض کیا کہ آپ جوہری وغیرہ کی
دکان پر بیٹھوں تو مضائقہ نہیں لیکن کبابی کی دکان پر جانا حضور کی شان کے خلاف ہے آپ یہاں گوشے
میں ٹھہر جائیے میں ابھی لائی یہ کہکر اُسکو ٹھہرا کر روانہ ہوئی اور کچھ دور جا کر کباب آغشتہ بیہوشی کسوت سے نکالکر
طشتری میں لگا کر سامنے لائی مجلس نے بے تامل وہ کباب کھائے اور بیہوش ہوگئی اسنے کمند سے گردن و کمر کو
باندھ کر پشتارہ باندھا اور تنہائی میں تو تھی ہی بے منت و اذیت لیے ہوئے بارگاہ حیرت میں آئی اور کہا
لیجیے میں حکم شہنشاہ بجا لائی حیرت نے پہلے گرم پانی سے مجلس کا منہ دھلوایا جب کچھ شک باقی نرہا کہا صاحب
کو کب سے کہ ہاتھ سے میرے کلیجے میں داغ پڑ گئے ہیں میں اسکو نام بارگاہ میں بھجوا کر قتل کرونگی کج ابرو کا بدلا

لون گی سب نے کہا حق بجانب ہے آپکے اے ملکہ ضبط کرنے کی بھی کچھ انتہا ہے مناسب ہے کہ نامل سنفر ماسبے
یہان تو یہ گفتگو ہے اور ادھر مہرخ کو اس امر کی مطلق خبر نہین ہے چنانچہ جب حیرت آمادہ قتل کرنے پر ہوئی
صرصر ڈری کہ عیار رچکو جیتا نہ چھوڑینگے پس عرض رسا ہوئی کہ اے ملکہ اسکو قید کرنا بہتر ہے حیرت نے
یہ سنکر کہا اری تو میری اتالیق ہے ہر بات مین دخل در معقولات ہے بس چپ رہ اُسنے عرض کیا کہ آپ مالک و مختار ہین
میری مجال ہے جو آپ کو نصیحت کرون حیرت نے بعد خفا ہونے کے موتیون کا مالا انعام مین دیا اور ساحرون سے حکم کیا
کہ اس مجرمہ کے پاؤن مین رسی باندھ کر کھینچو ساحر اُٹھے لیکن طائران سحر نے یہ خبر ملکہ مہرخ کو پہونچائی کہ مجلس جادو
اس طرح قتل ہوتی ہے مہرخ یہ حال سنکر بیقرار ہوئی اور کہا اے لوگو مین بران اور کو گب کو کیا منہ دکھاؤن گی
یہ کہکر نفیر سحر کو دم دیا اور کہا مین اپنی جان دونگی جس کو چلنا ہو وہ میرے ساتھ آئے چھ لاکھ کا لشکر جلد جلد تیار
ہو الملکہ مذکور مع سب سرداروں کے نکلکر سوار ہوئی لشکر کے مسلح ہونیکا غلغلہ عظیم برپا ہوا شعلہ تیغ شمع مجلس
عالم تھا بزم دہر مین ہلچل پڑی تھی کمال بیہی تھی ہتھیارون کی جھنکار زنگولہ ہائے رقاص بنی نیزون کی
آواز سے مزاج روزگار ناساز تھی کہین کالے اژدرون پر کسے جاتے کسی جگہ پر سحر کے بیر غل مچاتے جادو کے
سبب سے تاریکی ہر سمت چھائی تھی کالی گھٹا آئی تھی زیر فلک شعبدہ باز اور ایک آسمان تیرہ رو پیدا
ہوا تھا یا مجلس عالم کی آرائش کے لیے شامیانہ تنا تھا اُس اندھیرے مین پیکان و سنانون کا چمکنا شب
انجمن آرائی مین شمعون کا روشن ہونا نظر آتا تھا یا تارون بھری رات کا دھوکا ہوتا لشکر کے گرد روشنی اور
بیچ مین تاریکی تھی سویدائے خاطر عابد ہر چلوہ دیتی فوج مین تو یہ سامان تھا اور مہرخ کے ہمراہ جادوگرنیان
نوجوان تھین بہار عالم کی جان تھین گلشن دہر کی گلہائے نو ارمان تھین غرضکہ یہ سب طاؤسان سحر پر سوار
ہوئین انکا سج دھج اور بناؤ زینت پسندان عالم کو لبھاتا تھا یہ عالم تھا کہ مسدس

کھچ گئی ابروے پر خم کی سر دست کمان
سینہ ابھرا سر پستان کی ہوئی تیز سنان
ترک غمزے کو ستمگر نے دیا یہ فرمان
ان مرے خیر یہی گو ہے یہی ہے میدان
کچھ فرنگی بھی ہوئے جنگ کو تیار ہین
لیس جارون صف مژگان سے ہوئے جارزن

عجب انداز سے ہر عربدہ پرداز چلا
کبک سے صید کو گویا کوئی شہباز چلا
ساتھ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا
مثل طاؤس چمن غمزۂ طناز چلا
آنکھین کہتی تھین کہ کیا بات ہے دشمن کی شکست
پلکین کہتی تھین بہت سہل ہے پلٹن کی شکست

یہ لشکر کو اس انداز سے روانہ ہوا اُدھر بحکم حیرت خیرہ سر رسن پائے مجلس مین باندھ کر جب ساحران کھینچ سے
کھینچا اس کے ساتھ بطور زخمی تلہائے سحر ہین چنانچہ سحر نے اسکے اسے ہوشیار کر دیا آنکھ جو اُسکی کھلی گو یا فتنۂ
خوابیدہ جاگا ہوشیار ہوتے ہی اپنے حال وابستہ ملال کو اُسنے دیکھا دو دغضب آتش عناد سے اٹھکر کاخ دماغ سے
لگا از بسکہ حیرت نے اُسکے قید ہونیکی خوشی مین سحر بھی اسیر نہ کیا تھا کہ یکایک وہ رہا نہ ہو سکتی اب اُسنے افسون پڑھا

کہ وہ رستہ سے بستہ جل گئیں اور وہ سنبھلکر اُٹھی اُسوقت حیرت نے گھبرا کر ایک نارنج اپنی انگیا سے نکالا اور سحر دم کرکے مارا مجلس کے ساتھ جو پتلے تھے اُن میں سے ایک پتلے نے ظاہر ہو کر نارنج پکڑ لیا مجلس نے وہی نارنج پتلے سے لے کر کہا لے میرے کھیلنے کے گیند کیسے تماشا دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ ہاتھ سے چھٹ کر بلند ہوا اور پھٹ گیا اُسمین سے چادر آگ کی نکلکر ساحران حیرت پر گری بہت سے واصل جہنم ہوئے حیرت یہ ماجرا دیکھ کر مثل بید کانپی اور دھوان بنکر بلند ہو گئی کہ جلنے سے بچی اور ساحر ہزارون مجلس پر حربہ سحر کے کرکے حملہ آور ہوئے اس اثنا میں مجلس بھی بزور سحر اُڑی اور ایک گچھا سوئیون کا مارا کہ جس سے صدہا کا سینہ فگار و سوراخ دار ہوا حیرت پھر ظاہر ہو کر للکاری کہ او چھوکری تو کہاں میرے ہاتھ سے بچ کر جائے گی میں نے ایسی ایسی چھوکریاں بہت تعلیم کر دی ہیں یہ کہہ کر اپنا جوڑا کھولا دو پتلیاں اُسمین سے نکلیں کہ ایک پتلی آئینہ اور دوسری شانہ ہاتھ میں لیے تھی آئینہ دار پتلی نے مجلس کو آئینہ دکھایا اُس نے بھی جلد اپنا جوڑا کھولا اور دو گڑیاں اُسمین سے نکالیں ایک گڑیا نے کہا نگوڑی کہاں ہے میں تیری ٹانگیں چیر ڈالوں گی حیرت نے بھی اپنی پتلیوں سے یہی کہا کہ مالزادیوں میں تمہاری ٹانگیں چیر ڈالونگی تم بڑی حرامزادی ہو گئی ہو کہنا میرا نہیں مانتی ہو یہ سب باتیں گڑیوں سے کہتی تھی کہ اس اثنا میں مجلس نے گڑیوں کی ٹانگیں چیر ڈالیں حیرت نے بھی پتلیوں کو پکڑ کے ٹانگیں چیر ڈالیں مجلس قہقہہ مار کر ہنسی حیرت نہایت شرمندہ ہوئی اور چاہتی تھی کہ سحر تازہ کرے اُسوقت مہرخ مع فوج کمر آ کر پہونچی حیرت کی فوج بھی تیار ہو چکی تھی بارگاہ میں ہزارہا ساحر سحر خوان تھے مجلس بہ ناریل نارنج کی بوچھاڑ تھی مجلس کے پتلے وہ حربہ سحر کے رد کر رہے تھے اور سب رٹتے ہوئے بارگاہ سے باہر نکل آئے تھے مجلس نے جب مہرخ کو دیکھا گھبرا کر قریب آئی اور کہا آپ کیوں تکلیف کی خبر آئی ہیں تو میرا ہی تماشا دیکھئے مہرخ نے کہا یہ کب ہو سکتا کہ تم کو تنہا چھوڑ دیں غرضکہ فوج مہرخ لشکر حیرت پر حملہ آور ہوئی جھانجھ اور قرنا اور نفیر و بوق کا شور بلند ہوا سحر کی جوشن چلنے لگیں آگ اور پتھر برسنے لگے قیامت کبری برپا تھی شیر سے شیر ہاتھی سے ہاتھی بھڑ گیا یہ عالم تھا کہ

نظم

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
کیا عافیت نے وہاں سے گریز
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیز
کہ جیسے ہوں دریا میں جون آشکار
اندھیرا کہیں تھا کہیں روشنی
زمانے کا ظاہر سفید و سیاہ
کہیں ... گل کی تھی

ہوئی چرخ پہ غل مریخ فلک
کہ ارمان نکالیں گے دل کھول کے
پیام اجل تیر لانے لگے
پئے جان شیرین تھی ہر جے تیز
اُدھر تو بپا تیغ و خنجر سے جنگ
ہر اک جا پہ نیرنگی سحر تھی
کہیں سانپ کالے اُگلتے تھے زہر
شرر ریزی جادو کے بادل کی تھی

کہ دیکھی نہیں آج تک ایسی جنگ
ہوا گرم بازار مرگ و ستیز
کمر ٹیڑھی سیدھی سنانے لگے
رواں ایسی تھی تیغ و خنجر کی دھار
ادھر ساحروں میں سے پیدا تھا رنگ
کہیں تیرگی اور کہیں نور داہ
کہیں برق گرتی تھی نازل تھا قہر

مجلس کا اس عرصۂ نبرد میں یہ حال ... کبھی تو زمین پر بیٹھ جاتی اور خاک ہمت کر کے ... لشکریان حیرت بھی لڑنا چھوڑ کر گھبراتے

اور کبھی گھونسے میں بچھو بٹھاتی اور گڑیان نکال کر رکھتی اور کہتی کہ میری گڑیا کے یہان لڑکا ہوا ہے سمدھنین آئی ہین ان کو گالیان دینا چاہیے یہ کہکر ڈھول بجاتی اور گالیان گاتی حیرت کی فوج مین بھی یہی ہنگامہ برپا ہوتا کہ جادوگرنیان آپس مین سمدھنین بنکر ڈھول بجاتین اور گالیان گاتین پھر کر رہتین باہم ڈھول جھگڑا ہوتا ہر ایک اپنی خودی سے گم دل لگی کا عالم تھا

نظم

دکھلاتی تھی چھلی کوئی آئینہ بنا کے — مٹکاتی تھی بیڑا کوئی تالی کو بجا کے
آنکھون کو کوئی پھیر کے چمکاتی تھی ابرو — کہتی تھی کہ یون دیکھو الٹ جاتا ہے جادو
بجو دکوئی ایسی تھی کہ لٹو از الٹ کر — ہو جاتی تھی غصے سے کوئی جامے سے باہر
دکھلا کے انگوٹھے کو بجاتی کوئی تالی — ہنس ہنس کے کوئی دیتی تھی سمدھن کو گالی
بھاتا نہین سمدھن ترا غمزہ مجھے پھیکا — ہانڈی کا مزا تیری جو چکھے تو ہے میٹھا
کیاری تری کیا پیاری ہے سبزہ بھی اُگا ہے — لہلوت اُسی سبزہ پہ سمدھی کا ہے بکرا
سب چاک ڈلائی ہے ترے نیچے سے سمدھن — ثابت نہین استر ہے نہ مضبوط ہے ابرا

انجام کو مجلس اپنی گرویون کی ٹانگین چیر ڈالتی جادوگرنیان لشکر حریف کی باہم لڑ کر ہلاک ہوتین ایک سمت چیلے آتشی آبی آگ پانی پیدا کر کے آفت برپا کر رہے تھے فولادی تیغے بھی لڑ رہے تھے یہ حال دیکھ کر حیرت ازبسکہ زوجہ شاہ طلسم ہے اُسکو بہت غصہ آیا اور ایک دو تیر زمین پر مارا مجلس جہان کھڑی تھی وہان سے اُس کے پاس کھنچ آئی اُسنے ہاتھ پھیلا کر پکڑ لیا اور اُسوقت حیرت کی شکل مثل عفریتہ خونخوار سنگین تھی وہ پریزاد دیوزنی ہوئی تھی مہیب بد ہیئت حبشی کی طرح کچھ تھا کر دی تھی ایڑی کو انگلیان بالون کی بدقطع تھین ٹیڑھی ترچھی تھی اُسنے مجلس کو چاہا کہ چیر ڈالون رعد نے دور سے اس حال کو دیکھ کر اپنی مان سے کہا کہ بڑا غضب ہوا مجلس جادو ہلاک ہوتی ہے یہ کہہ کر زمین مین سمایا اور قریب حیرت کے نکلا اور ایسی چیخ ماری کہ حیرت جھوم گئی مگر مجلس کو ایسی زبردست تھی کہ نہ چھوڑا اُسوقت کڑکڑا کر برق جادو ابر سے گری پھر پہنچا چاہا پر مجلس کو چھوڑ کر غرق زمین مین ہوئی اگر نہ چھوڑتی تو دونون ہاتھ قلم ہو جاتے اور جب یہ زمین مین سمائی تو خیال کیا کہ برق بھی زمین مین آئے گی اس خیال سے یہ تہ زمین پر پانی کے قریب جا کر ٹھہری اور برق جو گری زمین مین غار ڈال کر پھر بلند ہو گئی اور آڑی ترچھی ہو کر لشکر پر گرنے لگی چالیس چالیس پچاس پچاس ساحر ایک ایک مرتبہ جلے زمین مین غار جا بجا پڑ گئے جتنے ساحر زبردست تھے مثل مصور و صورت نگار و شکوہ وغیرہ سب غرق زمین ہو گئے اور وہ جنگ عظیم ہوئی کہ مہرخ و مخمور و سرخ مو وغیرہ سب زخمی ہو گئین کہ اس اثنا مین حیرت پھر زمین سے نکلی اور رد سے ہوا پر جا کر نعرہ زن ہوئی کہ منم ملکہ حیرت جادو اور اپنی فوج کو مغلوب دیکھ کر ایک سحر ایسا پڑھا کہ جسکا رد ہونا ساحری سے بھی دشوار تھا فوراً آسمان سے ستارے زمردین رنگ کے ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگے تمام لشکر مہرخ کا سیر دیکھنے مین مشغول ہوا اور لڑنا سب نے فراموش کیا ہاہا کا شور ہر سمت بلند تھا مہرخ چونکہ ساحرہ

زبردست ہے اور نہایت عقیلہ ہے سمجھی کہ یہ سحر کسی سے رد نہ ہوگا اور ہر ایک نشانہ تیر شہاب بنیگا مجلس جادو
کہ مہمان عزیز ہے ایسا نہ ہو کہ اسی لڑائی مین کام آئے یہ سمجھکر اپنے مقام پر سے اُڑی اور قریب مجلس پہونچکر
اُسکو پنجہ مین داب کر زمین مین سماگئی ادھر وہ ستارے جو گر رہے تھے وہ سر پر لشکریون کے ٹوٹنے لگے اور جلنے اور
تارہ ٹوٹا وہ از سر تا پا جلبلس کر رہگیا ہزارہا ساحر رہرو ملک عدم ہونے لگا کشت زار لشکر پر ژالا گر رہا تھا یا
زلزلہ جسد افواج پر گرا تھا ستارے گولیون کی طرح سر پر گرتے اور ناگون سے نکلتے تھے ستارۂ قسمت اسلعیان
گردش مین آیا نسب روح خاک مین ملگیا شیاطین انکا ئے اُچھالتے تھے ستارے فلک سحر نے ان قمر پیکرون اور
مہر طلعتون پر صدقے اُتارے تھے یہ ثابت قدمان عرصہ نبرد فلک جنگ کے یا تو ثابت تھے مگر اب سیارے تھے
بالکل جی ہارے تھے لشکر چڑھتا چلا جاتا تھا یا اب بھاگنے لگا چرخ ظلم نے نیا چکر دیا سب کا جدھر منہ اُٹھ
گیا بھاگ نکلا دم بھر مین سارا لشکر تباہ و برباد ہوا اور ہزارون آدمی کام آیا صاحب دفتر نے لکھا ہے کہ
شاہ افراسیاب جو بنگلے مین کرسی فیروزہ پر بیٹھا تھا اس بنگلے کے سامنے ایک درخت بیلے کا لگا تھا مگر بزور
سحر یہ اُسکا خواص مقرر کیا تھا کہ جب حیرت کو غصہ آئے اس شجر مین آگ لگجائے اور بادشاہ اس پہاڑ پر
اسیوجہ سے آکر ٹھہرا ہے کہ لشکر حیرت کا اس مقام سے حال ظاہر ہوتا ہے پس یہان لشکر مین جو لڑائی پڑی یہی پس
درخت سحر مین آگ لگی اسکے جلنے سے بادشاہ نے کہا کہ غضب ہوا ملکہ حیرت سے لڑائی پڑ گئی بی بی میری آج گھر گئی
یہ کہکر اُٹھ کھڑا ہوا اور ہاتھ پر ہاتھ مارکر پکارا کہ جلد تخت لیکر آئے پریزادان طلسم آتا مین جاتا ہون اسکو یہ خیال آیا مجلس
ساحرہ زبردست ہے ایسا نہ ہو کہ میری زوجہ روز بد دیکھے یا عمرو کی قید مین کوئی پیچ پڑے غرضکہ تخت کو حکم دیا
دیکر غائب ہوگیا اور آن واحد مین آکر لشکر حیرت مین پہونچا دیکھا کہ لشکر دشمنان بھاگا جاتا ہے اس اثنا مین مہرخ
جو مجلس کو لیکر زمین مین غرق ہوئی تھی باہر آئی اور اُسنے دیکھا کہ افراسیاب بھی یہان موجود ہے اب ٹھہرنا اچھا نہین
پس یہ اُڑکر مع مجلس ایک طرف کو چلی گئی ادھر اسی طرح اور جادوگرنیان جو زمین مین سماگئی تھین نکلکر راہ فرار لائین اور
شاہ جادوان نے ملکہ حیرت کو جو بہت غصہ مین تھی پکارا ہان ہان اے ملکہ آج کیا ہے ملکہ نے کہا تم ہمیشہ ان لوگون کی
پچ کرتے ہو آج بھی خفا ہونے مجھ سے آئے ہو لو اپنا طلسم رکھو چھوڑو مجکو مجھ کو کام نہین افراسیاب نے کہا تمھارا ابھی غصہ
غضب کا ہے دو لاکھ ساحر اپنا قتل کرڈالا ملکہ نے کہا اجی جو مہرخ کے لشکر کو غارت کیے دیتی ہون اُنکو بھاگتے بھی نہ دیکھا
بہت اُنھون نے سر اُٹھایا ہے یہ کہکر ایک گولا عقیق کا اپنے جوڑے سے نکالا شاہ جادوان دوڑکر جھپٹ گیا کہا ملکہ
یہ گیند عقیق کا نہ غارت کرو لے جان عشرہ جانے دو یہ سحر کو کب لیے ہے ایسے دشمنون پر یہ نہین کرتے مین یہ کہہ رہا تھا کہ
اتنے مین سو پریزادین تخت لیکر حاضر ہوئین بادشاہ سوار ہوا اور ملکہ کو بھی ہاتھ پکڑ کر پہلو مین بٹھا لیا اور میدان
جنگ سے پھر طبل امان بجوا دیا صدائے طبل امان لشکر ابن مہرخ نے جو سنی انکو یقین تھا کہ اب ہماری شکست ہوئی ہے
بادشاہ طلسم ہمارے پڑاو پر بھی آپہنچا اب جو طبل امان بجا یہ بھاگنے کو موقوف کر کے اپنے بستر و بنگاہ پر آئے مگر کھولے اسلحہ
ہوئے ساحر وغیرہ سردار جو تھے وہ بھی زخمی اور شکستہ حال اپنے مقام پر آکر بہ آرام تمام ٹھہرے لیکن مہرخ پھر کر نہ آئی

معلوم نہین کہ کس طرف کو گئی اور مجلس کا بھی حال نہ کھلا ہر ایک پریشان و متردد تھا طائران سحر خبر کو روانہ کیے اسطرف
شاہ جادوان بارگاہ مین آیا بی بی پر اپنی بہت کچھ سمجھایا اور کہا تم گھبراؤ نہین مین اب عمرو کا سر کاٹے ڈالتا
ہون اور در بارگاہ مہرخ مین جاکر سب لشکر اسکا ہون کو کیڑا ڈالونگا ملکہ یہ باتین سنکر شاد ہوئی اور کہا اے شہنشاہ یہ تدبیر
بہت خوب ہے شاہ نے گردن مین ہاتھ ڈالکر کہا اے جانی تم رنجیدہ نہ ہونا ہمارے سیر کی قسم آج دیکھنا عیش کرتا ہم
جاتے ہین یہ کہکر روانہ ہوا اور کوہ فیروزہ پر آکر بیٹھا ادھر مہرخ جو مجلس کو لیکر بھاگی تھی تو سناٹا کھینچے ہوئے دور
نکلگئی تھی منزل پر آکر ایک جنگل مین اتری مجلس بیہوش تھی سحر حیرت سے از خود فراموش تھی اسنے دامن کی ہوا دیکر
ہوشیار کیا اسکو جب وہ ہوشیار ہوئی مستفسر حال ہوئی اسنے سب کیفیت بیان کی اور کہا اے فرزند یہ سارا زور قدرتین
جسکے اوپر زیادہ جانبر نہ ہوتا مین تمکو لیکر زمین مین سما گئی تھی پھر جو باہر نکلی تو از اسباب کو وہان دیکھا مین جنگل مین تمکو
لے آئی اگر تم میری فرزند اور جان و جگر ہو مین میدان سے نہ بھاگتی مگر تمھارے باعث سے یہ بھی گوارا کیا یہ حال جو
مجلس نے سنا کہا اے ملکہ بھاگنے مین عزت ہے یا مرجانے مین مہرخ نے جواب دیا کہ یہ فن سپہ گری ہے جیسا موقع دیکھتے ہین ویسا
کرتے ہین اسوقت جو تمھارے دشمن مارے جاتے تو مگی کی مراد پوری ہوتی ہمکو کیا حصول ہوتا اسنے کہا یہ تم بجا کہتی
ہو لیکن مین بغیر مارے اس قحبہ حیرت کے نہ ہونگی مہرخ نے کہا حضرت تمھارا جائز ہے لیکن وہ ایسی نہین ہے جو یکایک قتل ہو جائیگی
تم میری بارگاہ مین چلو تدبیر کرکے دیکھینگے اسنے کہا خیر اب مین ملکہ جان جان کے پاس جاتی ہون اور انکو لیکر آتی ہون یہ کہکر
ایک سمت کو پرواز کرکے روانہ ہوئی اور مہرخ بھی وہان سے اپنے لشکر کی طرف چلی راہ مین درہ کوہ کے آگے صحرائے سبز
و خرم نظر آیا کہ دامن کوہ نور گل سے مالامال تھا مثل جوانان نخجتان سرسبزی مین مرفہ الحال تھا چشمہ لسان جوش طبع
نوجوانان بے اماں جوش مین طائران نغمہ خوان خوشگری سے خروش مین کنارے چشمون کے فرش زنگاری سبزہ کا
بچھا تھا اسپر ایک غول طاؤسون کا مثل معشوقان طناز ہزاروں ناز بتختر سرگرم خرام ناز تھا مگر نیا ماجرا نظر آیا
تھا کہ طاؤسونکا جسم باین فولادی تھا ملکہ مذکور اس جلوہ نزہت آگین پر بیٹھے ہوا سے اتری اور سیر کنان ہر طرف
پھرنے لگی یہانتک کہ درہ کوہ مین بھی قدم رکھا دیکھا درہ کے اندر دین کو کاٹ کر عمارت نہایت عمدہ کسی نے بنائی ہے
روح خیزلیا اس صناعی کو دیکھکر شرمائی ہے پتھرون مین جالیان اور گلکاریان کی ہین بڑی طرحداریان کی ہین جسکو دیکھکر
سختی رنج کی بزمی و دور ہوتی ہے جو گلبدن یہان آتی ہے لب شیرین سے دعا دیتی ہے اندر قصر کے جب قدم رکھا ایوان
مین فرش دیبا و قاقم بچھا پایا اور صحن خانہ مین ایک تخت پر ساحر بیٹھا پایا دھوتی تہ بند باندھے مالے موتیون کے
گلے مین ڈالے جواہر کے بت کہنیون مین باندھے تھا یہ ساحر شاہ طلسم کی طرف سے اس پہاڑ کے درہ کا مالک ہے یہین
رہتا ہے اور نام اسکا طاؤس فولاد جسم مشہور ہے وہ طاؤس جو صحرا مین ملکہ نے دیکھے تھے اسی کے سحر تھے الحاصل جب
اس ساحر نے ملکہ کو دیکھا از بسکہ یہ بادشاہ لشکر عمرو ہے اور قدیم سے عزیزہ شاہ طلسم کہلاتی ہے جملہ ساکنان طلسم
اسکو خوب پہچانتے ہین اسنے بیک نگاہ پہچانا اور اپنے مقام پر سے اٹھا شرائط تعظیم و اسم تکریم بجالایا اور سر
منت گذاری آگے جھکایا عرض کیا حضور نے آج کیونکر اس کلبہ الحزان مین قدم رنجہ فرمایا سر احقر اوج

عزت وافتخار پر پہونچا کہ بیت ہائے سحر مین وہ آتین خدا کی قدرت ہے کبھی ہمان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین پہ
اے ملکہ آپ کرم فرمایئے ملکہ اسکی خوشامد دیکھکر تخت پر جا بیٹھی اور فرمایا کہ تم مطیعان شاہ طلسم سے ہو مجھے بلا کا
پیش آنا تھا وانقام تعجب سے اسنے عرض کیا کہ یہ حال بھی آنکھ دم بھر مین کھلا جاتا ہے یہ کہکر اُٹھا اور اپنے
ہاتھ سے جا کر شیشیان شراب کی لایا ملازم بھی اسکے دو چار اس مقام پر تھا اسنے حکم دیا کھانے ناچ کے لاؤ ہر طرح
انتظام کنان دھوکا دیکر قریب ملکہ بھی آیا اور خاک قبر جمشید خشکی مین دابے تھا ملکہ پر چھڑک دی کہ وہ بیہوش
ہو گئی اسنے ملازمون سے کہا کہ تم مکان وغیرہ سے ہوشیار رہنا مین اس باغیہ کو لیکر ملکہ حیرت کے پاس جاتا
ہون یہ کہکر ایک چادر مین ملکہ موصوفہ کو باندھکر پشت پر لادا اور پرواز کرکے روانہ ہوا جب لشکر حیرت مین
پہونچا زمین پر اُترا اس لیے کہ اکثر سردارون سے ملاقات تھی انسے صاحب سلامت کرنا منظور ہوئی چنانچہ جب دو چار
قدم چلا دو ایک دوست و آشنا ملگئے بعد بندگی و سلام وہ پوچھنے لگے کہ آج تم یہ پشتارہ کیسا لائے ہو اسنے
کہا مہرخ نمک حرامہ کو لایا ہون ایسا ہی کچھ ہر ایک سے بتاتا ہوا قریب بارگاہ حیرت پہونچا بارگاہ بادشاہان کی
سات ڈیوڑھیان ہوتی ہین چنانچہ پہلی ڈیوڑھی پر جو ساحر متعین تھے انمین سے چند تو پہرے چوکی پر تھے اور چند
آرام و آسائش مین تھے اور ایک بیدار بیٹھے چاول پکا رہا تھا اور قران عیار جو بہر جاسوسی یہان آیا تھا
اسنے اس ساحر کو دیکھکر خیال کیا کہ جب یہ پکا چکے تو مین ہانڈی اُچک لے جاؤن اسی فکر مین صورت بدلے
پھر رہا تھا کہ یکایک غلغلہ ہوا ملکہ حیرت سے ساحر خبر کرنے دوڑے کہ مبارک ہو مہرخ کو طاؤس پکڑ لایا
ہے یہ غلغلہ قران نے سنا اور ادھر حیرت خوش ہو جانب دربار گاہ چلی پہلی ڈیوڑھی پر آکر اس خیال سے
رک رہی کہ ادنی ساحر کے استقبال کرنے کا ہر ایک کو گمان ہوگا غرضکہ پردے ڈیوڑھیون کے اُٹھوا دیے
اور منتظر آمد ساحر مذکور ٹھہری اسکے برابر اسکی انیسین بھی آکھڑی ہوئین اور صرصر بھی ایک طرف استادہ
تھی کہ طاؤس اول ڈیوڑھی پر آکر پہونچا قران نے دیکھا کہ غضب ہوا اب یہ بیچاری پکڑی گئی بس دوڑکر قریب آیا
اور پکارا کہ واہ واہ رے بھائی کیا کام کیا ہے سچ تو یہ ہے کہ کسی سے نہو سکا جو تم سے ہوا طاؤس نے یہ تعریف
سنکر سلام کیا اور کہا مین کس لائق ہون یہ بھی آپ لوگون کی دعا اور مالک کا اقبال ہے جو میرا پنجہ اسپر قابض
ہو گیا یہ کہکر اندر ڈیوڑھی کے قدم رکھا قران نے سوچا آکر چپکے سے کہا تم تو اس محنت سے لائے ہو اسکا ڈر
کوئی چھڑا لے جائے تو کیا کرو گے اُسنے کہا مارڈالونگا اور کیا کرونگا مہترنے کہا چھڑانے والے بھی دیکھو وہ کھڑے ہین
یہ سنکے اُسنے دوسرے پہلو کی طرف دیکھا قران نے بغدہ کمر سے نکال کر برابر تو کھڑا ہی تھا اسکے سر پر مارا کہ
کھوپڑی کے ٹکڑے ہو گئے اور لہو اسکے سر سے مثل دریا کے جاری ہوا پشتارہ ایک طرف اسی لہو مین گرا اور وہ ایک جانب
گرا اور تڑپ کر ہلاک ہوا گیر ودار کی صدا برپا ہوئی تاریکی ہو گئی مہرخ کو پشتارہ مین ہوش آگیا یہ تاثیر ہے کہ جو
خاک قبر جمشید ڈال کر بیہوش کسی کو کرے لہو اسکا خون اگر بیہوش شدہ پر گرے تو وہ ہوشیار ہو جائے اسوقت مہرخ
بھی ہوشیار ہو گئی پشتارہ پھاڑ کر باہر نکلی اور قران نعرہ کرکے بھاگا حیرت جو سامنے اول ڈیوڑھی پر کھڑی تھی

قران پڑھنے سحر کرنا چاہا کہ بھاگنے نہ دون لیکن صرصر نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ واری اس موئے کا لیے کو نہ چھیڑیے یہ بلا کا ہٹ چھٹ ہے ایسا نہو کہ حضور کے دشمنون کو کچھ گزند پہونچے ملکہ مذکور اس کے کہنے سے خاموش ہوئی حاجب و دربان توطا دس کے گرتے ہی بھاگ گئے تھے ملکہ مہرخ بھی پرواز کر کے روانہ ہوئی لشکریان حیرت ابھی تو مجلس سے رہا چکے تھے خستہ و شکستہ خبر بھی نہ ہوے کہ یہ کون جاتا ہے مہرخ وہان اُڑتی ہوئی اپنے لشکر مین آئی حیرت دانت پیس کر رہ گئی یہان سرداران اسلام منتظر اپنے مالک کے تھے کہ وہ جا پہونچی سب کو نہایت خوشی ہوئی ملکہ مذکور نے سریر حکومت کو زینت بخشی ہنگامہ عشرت گرم ہوا ادھر حیرت پھر کر رنجیدہ خاطر تخت حکومت پر جلوہ گر ہوئی اور مصور و شکو ■ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم نے زبردستی عیارون کی دیکھی ہم سب کا ادبار ہے ان لوگون کا اقبال ہے دیکھا چاہیئے کہ سامری نے کیا چاہا ہے مگر اتنا مین سب کے دیتی ہون کہ جسکو جانبازی کرنا و لڑنا منظور ہو اور یہ قبول کرے کہ ہم لائے جائینگے کوکب کے ہاتھ کے گولے سینے پر کھائینگے اور عیارون کے ہاتھ سے ذلت اُٹھائینگے بس وہ تو میری بارگاہ مین رہے اور جسکو یہ امر منظور نہو اُسکو گھر بیٹھے تنخواہ جو ملتی ہے ملیگی ایہا الناس مین نے تو اب مرنے پر کمر باندھ لی یہ کلمات جو اہل دربار نے سُنے سب متفق اللفظ ایک زبان ہو کر بولے کہ اے ملکہ ہم جان نثاری کو حاضر ہین تمام عمر بدولت شہنشاہ کے گھر بیٹھے چین کیا کیے شرافت سے بعید ہے جو ایسے وقت پر کام نہ آئین اور لڑنے مرنے سے جان چرائین ملکہ نے کہا مین نے اسی واسطے پہلے کہہ دیا کہ وقت پر کوئی طرح نہ دے یہان تو یہ باتین ہوئی ہین اور ادھر افراسیاب خانہ خراب کو سحر اسکا خبر دے رہا ہے کہ ملکہ طلسم بیٹھی غصے مین پیچ و تاب کھا رہی ہین آخر اپنے انتظام قتل کرنے کا عمرو کے آغاز کیا اور ایسا سحر پڑھا کہ آندھی سیاہ آئی برف گری آگ برسی بعد ان آفتون کے ایک ساحر سیاہ فام مہیب صورت اژدہے پر سوار روے ہوا سے زمین پر اُتر کر سامنے آیا کہ قد اسکا درخت تناور کی طرح بلند تھا سر مثل گنبد کاخ بلکہ اس سے بھی ارجمند تھا قامت دراز ستون قصر ساحری روے زشت و نا میمون طاق ایوان نیرنگی و مکاری کاسہ دماغ مملو از شراب کبر و غرور نحوئی اس سے منزلون ■ رحم دلی انتہائی نفور طینت پر فتور مردم آزاری کا پتلا اچھائی کا لفظ کہ بمقتضاے ابیات

بچیا بانی شر نطفہ شیطان بدذات	تند خو عربدہ جو بیہدہ و زشت صفات	نام پر اسکے پڑھا کرتا تھا شیطان لاحول
دیو کو صورت بد دیکھ کے آتا تھا ہول	ظالم ایسا کہ وہ دے بیزدلک کو تعلیم	جھک کے ابلیس کیا کرتا تھا اسکی تعظیم
صورت نحس کو جو اسکی سنیچر دیکھے	چرخ پر چرخ مین پڑ جاے جو گر پیر ہوا سے	اسکی نامردی کا گر وصف کرون مین تحریر
بھاگ جائین صف ہر سطر سے حروف		

جب اپنے بادشاہ کو سلام کیا شاہ نے یہ کلام کیا کہ اے لیتیبان جادو تم چالیس ہزار ساحر چیدہ و منتخب اپنے ہمراہ لیکر لشکر حیرت کی جانب جاؤ مگر خاص لشکر مین نہ جانا صحرا کے پشتہ رنگین حصار مین لشکر سے کچھ فاصلہ پر اُتر کر دریاے ہفت رنگ کی جانب کی سرحد کو روکنا اور ایسا انتظام کرنا کہ کوکب یا اسکا کوئی ملازم یا افسر فوج یا اسکی بیٹی تنہا یا با فوج کثیر لشکر ملکہ مذکور تک نہ آنے پاے

اور مہرخ کے لشکر کا خیال رکھنا کہ یہ بھی یورش نہ کرنے پائے ہم آتے ہیں عمرو کو دار کھنچیں گے ساحر مذکور یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا قلعہ فیروزہ کوہ کے برابر ایک قلعہ ہے کہ وہاں سے ظلمات طلسم کی سرحد ہے اور نام اُس قلعہ کا قیصر ہے یہ ساحر اس قلعہ کا حاکم ہے اور ساحران ظلمات طلسم سے ہے کہ وہاں کے ساحر طلسم ظاہر و باطن کے ساحروں سے بدرجہا بڑھے ہیں انشاء اللہ حال ان نابکاروں کا بمقابلہ طلسم کشا بیان ہوگا غرضکہ اُس مردود ازلی و ابدی نے چالیس ہزار ساحر چھانٹ کر حکم تیاری لشکر دیا اور ساز سفر درست کیا حسب حکم کا غذے اژدہوں پر کھنچ گئے ہوم خانے لد گئے خیام و بارگاہ طائران سحر پر بار ہوئیں جادوگرنیاں ہنس پر سوار ہوئیں ڈھیر وجا نفیر سحر کا شور تا بچرخ پہونچا آگے اس فوج شقاوت موج کے وہ ساحر غدار فیل آتشیں پہ سوار ہو کر چلا

نظم

اژدہے شعلہ فشاں روے ہوا مثل تنور
خوف سے زرد ہوا تھا رخ خورشید کا نور
ظلمت سحر سے عالم میں سیہ تھا اندھیر
اور خورشید درخشاں نے لیا تھا منھ پھیر
شور بیروں کا کہیں اور کہیں باجوں کا غل
شور سے بھر گیا تھا خانۂ دنیا بالکل
آندھیوں کا کہیں طوفان کہیں بارش بر
بیقراری سے اٹھا تھا دل عالم سے صبر

اسی کروفر سے یہ ساحرہ خیرہ سر روانہ ہوا اور شاہ طلسم نے اپنی زوجہ کو نامہ لکھا مضمون یہ تھا کہ اے ملکہ تم رنج نہ کرو میں عمرو کو ضرور آکر قتل کروں گا منادی بھی کرا دی ہے اور لشتبان جادو کو بافوج کثیر روانہ کیا ہے وہ آکر راہ روکے گا کہ کوکب وغیرہ نہ آنے پائیں ہر چند کہ ان سب لوگوں کو خبر مدت سے ہے کوئی چھڑانے نہ آیا اب کیا میرے مقابلہ میں کوئی آئیگا مگر احتیاطاً انتظام کر دیا گیا یہ نامہ سحر کا پتلا لیکر ملکہ مذکور کے پاس آیا اُسنے پڑھکر نہایت خوشی کی اور ملکہ شکوہ وغیرہ سے کہا کہ لو مبارک ہو یہ مضمون شہنشاہ نے لکھا ہے یہ کہکر نامہ کو باواز بلند پڑھا جاسوسان لشکر مہرخ یہاں موجود تھے مضمون نامے سے واقف ہو کر خدمت مہرخ میں حاضر ہوے اور بعد اداے دعا و ثنا جملہ کیفیت نامہ کی بیان کی مہرخ نے خبر سنکر ایک ٹھنڈی سانس بھری اور کہا مجلس بھی آئی تھیں نہیں معلوم کہاں جا کر بیٹھ رہیں افسوس خواجہ کے قتل کا بندوبست ہو رہا ہے اور لشتبان راہ روکنے آتا ہے لیکن ہمارے یہاں کچھ انتظام نہیں کاش عوض خواجہ کے شاہ جادواں مجکو قتل کرتا خیر اب کل پرسوں ہم بھی جان دیدینگے یادگار یہ لڑائی بھی رہے گی یا تو شاہ نے خواجہ کو ضرر پہونچایا یا ہمنے جان پر کھیلکر چھڑا لیا یہ کلمات حسرت و افسوس سنکر تمام حاضرین دربار بقسم گویا ہوے کہ اے ملکہ ایسے ساتھیے کی لڑائی روز قتل خواجہ ہم لڑیں گے کہ شاہ جادواں کے دانت کھٹے کر دیں گے اور ہم سب سر بکف منتظر وقت بیٹھے ہیں برق عیار بھی کرسی پر بیٹھا یہ کلام سن رہا تھا یکایک اپنے مقام سے اٹھا اور کہا جبتک خواجہ کے دشمن کو شاہ روز بد دکھائے اسوقت تک دس پانچ ساحران نامی کو ہم کم تو کر دیں اور یہ بچے تو حیرت اہی کو جہنم کی سیر کے لئے بھیجدیں یہ کہکر روانہ ہوا اور صحرا میں ہوکر ایک نشئی نوجوان کی ایسی صورت بنا لہنگا نہایت پر زر پہنا قیمتی جسمیں گوٹ کی جگہ بیچا ٹکا تھا اور وہ اسکے بوجھ سے کمر فرط نازکی سے لچکا کھاتی چھڑیاں چنبیلی کی ٹوٹی ہوئیں شاخ پر گل گلزار کو چٹکیوں میں اڑاتی تھیں کرتی ناف تک کی

آستینوں دار گلے میں دوپٹا ایسا رنگا ہوا کہ حسین تصویریں مور اور چھراونٹ کی بنی تھیں سبز گوٹ لگی تھی لچکا ٹکا تھا آڑا کرکے گات چھپائے ایک آنچل کاندھے پر دو سرا لٹکتا ہوا سر پہ سانگ نکلی اور سین سیندور بھر اماتھے پر بندی مہندی لگی کانوں میں اودا ج اُلٹے ہوئے چاندی کے جھمکے لوں میں پڑے ہوئے ہاتھوں میں کڑے چاندی کے پڑے پانوں میں گھنگرو بندھے بونا سا قد رفتار میں ظاہر قیامت بالوں کا جوڑا بندھا ہزار ہا دل عشاق کو کالے جیلخانے میں قید کیا کہ **بیت** ہم ہوئے تم ہوئے کہ میر ہوئے ✦ اسکی زلفوں کے سب اسیر ہوئے ✦ پیشانی اسکی سراسر زیبائی کی نشانی لوح دیوان کلیم وطور چین جبین مطلع دیوان نور ابرو کلید قفل در حسن وجمال فلک خوبی کے ہلال مژگان اُستاد شاہد مجاز یا مردم چشم کے دست دعا بلند کہ معشوقہ دلبری کی عمر دراز نہیں نہیں صومعہ نشینان حلقہ چشم مردم دیدہ تھے اور بہزار زبان یہ دعا دیتے تھے کہ اس آفت کے پرکالے کو سمیع و بصیر نظر بد سے بچائے ٹیڑھی نظر سے کوئی اگر آنکھ اُٹھائے تو جلاد دہر اسکے دیدے نکالے آنکھ ہر ایک سے نیم ہو جائے آنکھیں گردش دہر کو آنکھیں دکھاتیں فلک شعبدہ باز کو نیرنگی سکھاتیں رخسار نازک باغ جنان کے دو پھول بلبل دل جنکے عشق میں ملول دہن تنگ قفل در راز سربستہ یا حقہ گوہر ہائے ناسفتہ بیاض گردن صبح سے بہتر سیب ذقن سیب جنان سے خوشتر **بیت**

گول گول ابھرا کڑا اونچا نکیلا سینہ
صاف باطن کی طرح ہے صفت آئینہ
گنج خوبی کا ہے وہ مہر لبِ گنجینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ

حسن و خوبی سے ہیں یہ دونوں خزانے معمور
چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور

کمر کلک میں آئے گا نہیں گر لچکا
مو شگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
بال باندھا لکھوں مضمون کمر کا سیدھا
پھر نزاکت کا میاں نام نہ لیوے جیتا

گر نہ ہاتھ آئے کہ ہو وصف کمر کا اغماض
خالی اک بند کی جا چھوڑ رکھوں صاف بیاض

حسرت تکیہ زانو میں مجھے ہے گھٹنا
طور کی شمع نہیں ساق کو لازم کہنا
سر بزانو اسی حیرت میں مجھے ہے رہنا
پر فرشتوں کے جلیں ہوئیں پری پروانا

ہو گئے بے پر نہ پڑیں پیر دن کہیں آ کر
اور میں جلکے رقابت سے بنوں خاکستر

اس شکل و شمائل سے آراستہ ہوکر نازک میں براق ڈال کر بصد ناز و ادا لشکر حیرت میں آیا اور اس خیال سے کہ میرے گانے کا غلغلہ بازار میں ہو اور کوئی سوار اپنے پاس بلائے تو کام ہمارا بن آئے یہ تصور کرکے قریب بارگاہ حیرت جہاں بازار تھا تھمیں ہر دکان میں کھڑے ہوکر گاتا اور کمر وانا جتا دو دو آنہ اور چار چار آنہ ہر دکان سے لیتا پھرتا بعض دوکاندار شوقین گوٹے کی ٹوپی اسکو پہنا تے اور کمر وا نچاتے یہ کمر پر ہاتھ رکھ کر لہنگا چٹکی میں پکڑ کر توڑا لیتا اور چکر باندھ کر ناچتا اور گاتا اسکو بے رسیا نے مارے ہیں بان ✦ مارے ہیں بان ہو رانکے پران ✦ یہ تو اس طرح پھر رہا تھا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے ملکہ شکوہ زرین قبا اور ظفر اپنی بارگاہ کو روانہ ہوئی تو سواری اُنکی بازار میں سے ہو کر نکلی سامان جلوس ہمراہ تھا ہٹو بچو کا غوغا تھا نٹنی نے اُسکو جاتے دیکھ کر اپنے کو قریب ہوادار کے پہونچایا پہلے جھک کر سلام کیا پھر گانے لگی

اُسنے بھی بہاوار کو روک لیا کنیزون نے جو ساتھ تھین ملکہ سے عرض رسا ہوئین کہ حضور اس چھوکری کی کیا پیاری صورت
ہے اور گلا بڑا ہے تو جھوبی بھولی ملکہ نے نشی سے پوچھا کہ اری تیرے ساتھ بجانے والے نہین ہین نشی نے کہا
بلیان لون سب کوئی ہین لیکن اسوقت کوئی تھا نہین مین اکیلی چلی آئی ملکہ نے دو روپیہ دلوائے اور
ملازمون سے کہا کہ اسکو ساتھ لیتے چلو اور کنیزون لیکر روانہ ہوئین اور ملکہ بارگاہ مین آئی نشی نے دیکھا
کہ بارگاہ مین سب طرح کی سامان عیش و نشاط مہیا ہے پلنگڑی عمدہ بچھی ہے نیچے اسکے مسند آراستہ ہے
ایک طرف مسہری جواہر نگار رنگی ہے چنگیر جوگھڑے عطردان دھرے ہین ملکہ آکر مسند پر جلوہ گر ہوئی اور اپنے
یہان کے سازندون کو بلا کر حکم دیا کہ اس نشی کے ساتھ سنگت کرو سازندون نے ساز ملا کر بجانا شروع کیا اور
نشی نے غزل ہائے عاشقانہ گانا آغاز کیا اُسوقت سمان بندھ گیا اگر قاضی یہان آتا تو ایسا محو ہوتا کہ خیال
دستار نہ رہتا یہ عالم تھا کہ نظم

تاج بر چشم بدی کی بھی نظر جائے جھپک	شور زنگولہ سے شور رس زمیا تا بہ سمک
وقف نظارہ ادھر دیدۂ انجم سے فلک	نقش دیوار یہان محو تماشا ہے ملک
چھب بلا قہر ادا غارت ایمان چتون	دل اڑا اسے لیے جاتی تھی ہو آدامن

ہر طرف سے صدائے احسنت بلند ہوئی اور سب کی نکلی نرگس آسا جمال پری تمثال پر رقاصہ کے بندھی
تھی اسوقت نشی زار زار برنگ ابر بہار روئی آنسوؤن کا تار رخسار پر بندھ گیا دل سینہ مین طپان ہو کر مثل قاعدہ تھا
شاید کم بخت کو کوئی یار یاد آیا تھا آہ برنگ نے لبون سے دمساز تھی بڑی دردناک آواز تھی سم اسکے لیے سم ہوا
دل پر جاری غم ہوا اسی اندوہ و ملال مین اسنے درد کو دل کا مزا جتایا اس غزل کو گایا اہل محفل کو بھی رلایا غزل

یہی حیرت رہی گر جلوۂ قاتل ہے خلقت کو	تو اُٹھے کا جنازہ اُسکے کشتہ کا قیامت کو
نہ تھی صبح ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز	کہ میرے ہی لیے پیدا کیا ہے شام فرقت کو
ادا سے دونون زلفین کھول دینا دوش پر اپنے	یہی تعزیر کافی ہے ترے مجنون کی وحشت کو
لئے مرتے جو روز آفرینش آئے دنیا مین	تو بدلون بخت دشمن سے الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہے مرے آگے اگر کوئی	تو کس کس یاس سے مین دیکھتا ہون اسکی صورت کو
نگہ کرتے ہی لو اُس پری پر ہو گئے حیران	بڑے دعوی سے حضرت آج آئے تھے شکایت کو

اس غزل کو سنکے شکوہ بھی روئی اور نشی سے کہا مین نے تجکو نوکر رکھا تو میرے پاس رہا کر اسنے ایک آہ سرد اپنے
دل پر درد سے بھری اور پاس جا بیٹھی ملکہ نے کہا اری تیرا رنگ رخ کیون زرد ہے عرض کیا میرے دل مین درد ہی
اے ملکہ ساری نہ کرے جو ایسی برہ کا تیر کسی کلیجہ کے پار ہو اور کسی کا جفا کار یار ہو ملکہ نے کہا معلوم ہوا تو کسی کی
عاشق ہے اُسنے جواب دیا کہ اگر حضور میری بپتا سنین تو بیان کیا کرون ملکہ نے کہا کہ سب اغیار دربار سے اٹھ جائین
بموجب حکم تخلیہ ہو گیا نشی نے اسوقت رو کر حال بیان کرنا شروع کیا کہ مین جوہری کے لڑکے پر عاشق ہون اور وہ بھی

میرے عشق مین ہیرا کھانے کو تیار ہے اُسکے ساتھ مجکو سونا نہین ملتا ہے میرے بھائی بند رہی اس سے لیتے ہین یہ بھی
آتش فساد سلگا کر اُس سیم بدن کو جلاتے ہین اگر حضور مجھ کشتہ رنج والم پر رحم فرمائین اور میرے عزیزون کو ملکہ
حیرت سے کہہ کر کشتہ کرائین تو مین پارس ہوجاؤن اور تمام عمر کی لونڈی آپ کی ہون اور علاوہ اس کے
لاکھ روپیہ بھی نذر کرونگی ملکہ نے کہا اری تو تو کوڑی کوڑی کو مانگنے والی لاکھ روپیہ کہان سے لائیگی مین تو
ابھی تیری برادری کو بلوا کے قتل کر سکتی ہون مگر روپیہ ملنے کا یقین نہین اسنے کہا روپیہ ابھی لیجیے یہ کہہ کر ایک بط شراب
زمرد کی ایک ڈال تراشی ہوئی نکالی اور کہا یہ مجکو جوہری بچے نے دی تھی اور کہا تھا لاکھ روپیہ سے زیادہ کی ہے
آپ اسکو اپنے پاس رکھیے محفل کی آرائش ہے ملکہ نے جو اُسکو دیکھا زمرد کی بط مرصع کار لعل و گوہر کی اسکی دُم
اور منقار زاغ مین کئی لاکھ کو ارزان ہے سمجھی کہ یہ مٹنی تو نادان ہے تو اسکو لے لیا مٹنی کے ہاتھ سے وہ ہنسکر
لینے لگی اسنے منھ کے سامنے اسکو رکھ کر دیتے وقت دبا دیا وہ بط حباب کی تھی یکایک پھٹ سے ٹوٹ گئی اور
بیہوشی کا رنگ اسمین بھرا تھا وہ سب منھ پر شکوہ کے پڑا اسنے اتنا تو کہا اری یہ کیا اتنا ہی کہہ کر بیہوش ہوگئی
اُس عیار نے لباس اسکا اُتار کر آپ پہنا اور اسکی صورت بنکر اسکو پلنگ کے نیچے چھپا دیا پھر ملازمون کو آواز
دی کہ یہان آؤ وہ سب حاضر ہوے اسنے کہا یہ مٹنی اپنے عزیزون سے چھپ کر نکل آئی ہے سراچہ بارگاہ
اُٹھا کر اپنے گھر گئی ہے تم بھی کوئی اسکا حال کسی سے نہ کہنا کنیزون وغیرہ نے عرض کیا کہ واری کیا مجال جو زبان سے
نکلے یہ عرض کر کے سب کار خدمت مین مصروف ہوئین اور یہ عیار بھی پلنگ پر جا لیٹا لیکن حیرت بھی ملکہ
شکوہ کے آنے کے بعد داخل آرامگاہ ہوئی تھی اور از بسکہ اب بہت انتظام کرنے پر مستعد ہے تو چند تختیان سحر
کی طلسمی منگوا کر چار طرف پلنگ کے سراچہ بارگاہ مین مثل آئینہ کے لگائی تھین ان تختیون کے حسب حال کے
دیکھنے کی نیت کرو وہ ظاہر ہوتا تھا اتفاق سے اسنے یہی نیت کی کہ اسوقت ملکہ شکوہ کیا کرتی ہے تختی معائنہ
کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ سانحہ گذرا اور وہ بیہوش پلنگ کے نیچے مثل مردہ کے پڑی ہے یہ ملاحظہ کرتے ہی اپنے
اپنے دونون ہاتھ اونچے کیے روے ہوا سے اس شبستان مین پھول خوشبودار برسنے لگے اور ملکہ مذکور وہان سے غائب
ہوگئی اور یکایک بارگاہ مین شکوہ کے آگے ظاہر ہوئی برق نے دیکھا کہ حیرت آئی مگر غضبناک تیوری چڑھائے
ہے بہت بری نگاہ سے دیکھتی ہے دیکھیے کیا کرتی ہے دل سے کہا خدا خیر کرے بس جلد پلنگ پر سے اٹھا ملکہ
کو تعظیم دی اور کہا آپ تشریف لائیے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ جی لونڈی حاضر ہے آپ تکلیف نہ فرمائین یکلمہ سنکر
اسکو یقین واثق ہوگیا کہ ضرور یہ مجھے پہچان گئی ہے اور تختہ جمشیدی مین میرا حال دیکھ کر آئی ہے لازم ہے کہ
بھاگ جاؤن پھر سوچا کہ یہ سر پر پہونچ چکی ہے بھاگنا دشوار ہے یہ تصور کر کے پلنگ پر سے اترا اور ملکہ کے قدمون
پر گر پڑا اور عرض کیا کہ مین برق عیار ہون ملکہ نے ایک لات ماری کہ یہ دور جا کر گرا اور وہان سے سنبھلکر
جو جست کرتا ہے سراچہ بارگاہ فراکیا ملکہ نے پکار کر کہا کہ جہان پہونچا ہے وہین رہ جانا یہ کلمہ سحر کا تھا آگے
نہ بڑھ سکا عیار کے پاؤن زمین نے پکڑ لیے ملکہ نے جا کر وہان سے گرفتار کیا اور بارگاہ مین لائی اور کہا ہوے

غضب کیا تھا تو نے کہ میری انیس کو قتل کیا تھا یہ کہکر پلنگ کے نیچے سے شکوہ کو نکالا کپڑے پہنائے تمام ملازم اسکے
یہ ماجرا دیکھکر دنگ تھے اور تعریف حیرت کی کرتے تھے کہ حقیقت مین ہماری شاہزادی کی جان آپنے بچائی
واہ واہ سحر اسکو کہتے ہین کہ یون عیار کو پہچان لیا الغرض شکوہ کو ہوشیار کیا اسنے سارا حال سنکر ملکہ کا شکریہ
ادا کیا اب ملکہ عیار کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ بتا اے موذی کہ کیا حال تیرا کرون اسنے جواب دیا اگر میرے
ہی بتانے پر منحصر ہے تو ایک خلعت بہت عمدہ مجھکو دیکر چھوڑ دیجیے ملکہ یہ کلام سنکر ہنس پڑی اور شکوہ نے
کہا او بدذات نگوڑے مین نے تیرا کیا گناہ کیا تھا جسکا عوض تو نے یہ کیا عیار نے کہا مین نے تو آپکے ساتھ
کوئی برائی نہین کی اگر مین آپکا دشمن ہوتا تو مار ڈالتا یہ احسان تو آپنے بھلا دیا اور الٹی شکایت کرتی ہین اور
مین جب بھوکا ہوتا تھا تیری صورت بنکر آتا تھا اور کھانا تیرا کھا جاتا تھا آج بھی بھوکا ہوا تھا ایک دو کھانے کھانے
آیا تھا حیرت نے کہا کھا موئے تو اپنے ہوتون سوتون کو آج تو شکوہ کی صورت بنکر میرے کھانے کو آیا تھا
اسنے کہا ہان یہ سچ ہے اگر ایسے تو تجکو مارے کہ تو مالک طلسم ہوشربا ہے اور بادشاہون ہی کو خلقت برا کہتی ہے
اور وہی مار بھی ڈالے جاتے ہین اگر مین مار ڈالتا تو کچھ برا نہ کرتا ملکہ پھر قہقہہ مار کر ہنسی اور کہا اب ہم تجکو قتل کرینگے
تو کچھ گناہ نہین عیار نے کہا آپ جو مجکو قتل کرینگی تو آپ کو کون مار یگا آپکو لازم ہے کہ ہمین چھوڑ دیجیے ملکہ نے کہا
ارے کمبخت تو مجکو باتون مین لگا کر نکل جانا چاہتا ہے یہ کہہ کر باہر بارگاہ کے لائی اور آمادہ قتل پر ہوئی
ادھر افراسیاب کو بھی پتلون نے خبر پہنچائی کہ برق عیار اس طرح گرفتار ہوا ہے اور ملکہ سے بحث رہی ہے
شاہ نے یہ خبر سنکر نامہ لکھا کہ اے ملکہ اس عیار سے تم کچھ گفتگو نہ کرو فوراً سر کاٹ کر بھیجدو نامہ چیلے نے ملکہ کو پہنچایا اور پکار کر
بھی کہا کہ شاہ فرماتے ہین جلد اسکو قتل کرو اتفاقاً قران بھی صورت بدلے پھر رہا تھا اسنے بھی سنا اور الگ جاکر
اپنے سارے جسم پر چیتے زرد و سرخ و سیاہ و سبز دیے اور چار جوڑے سر پر باندھے ان جوڑون مین جقیش کے پھندنے
لگائے صورت ساحر کی ایسی بنائے تھا اتنی ہیبت اور زیادہ کرکے سامنے حیرت کے آیا اور چاہتا تھا کہ قریب
جاکر کوئی عیاری کرے حیرت کے ہونے فوراً خبر دی کہ یہ ساحر جو سامنے آتا ہے قران عیار ہے ملکہ نے
یہ معلوم کرکے غور کیا کہ اب قران نے دیکھ لیا ہے اس عیار کا قتل ہونا اس جگہ مشکل ہے یہ سمجھ کر پنجے مین برق
کو داب کر لے اڑی اور ایک درہ کوہ کے متصل کئی منزل پر جاکر اتری اور چاہا کہ کام برق کا تمام کر دون
اسوقت شور ہوا ابر نفیر سحر اور ناقوس کی صدا پیدا ہوئی اور پر لگے اڑتے نظر آئے ملکہ ٹھہر گئی کہ دیکھون یہ کون
آتا ہے اس اثنا مین ساحر جو سر ہوا سے اترنے لگے اور رشتیبان جادو جو بحکم مخدوم راہ روکنے روانہ ہوا تھا
یہان آکر پہونچا اور رازدار سے اترکر سامنے ملکہ کو کھڑے دیکھکر قریب آیا اور تسلیم کرکے عرض رسا ہوا کہ ملکہ عالم
اس بیابان مین کیون تنہا استادہ ہین اور یہ مجرم کون ہے ملکہ جملہ کیفیت بیان کرکے مستفسر ہوئی کہ تم کہان چلے
اسنے اپنا راہ روکنے آنا بیان کیا ملکہ نے کہا مجکو اس حال کی خبر ہے اچھا تم اس بیابان مین ٹھہرو اسنے کہا
آپ یا تو میری بارگاہ مین تشریف لے چلیے یا اپنے لشکر مین جائیے اس گنہگار کو میرے حوالے کیجیے مین اسکا سر

کاٹ کر شاہ پاس بھیجونگا اور گوشت جسم کا مین کھاؤنگا کہ بہت دنون سے گوشت آدم مین نے نہین کھایا ہے
ملکہ نے التماس اسکی سنکر خیال کیا کہ شاید تو کسی آفت مین گرفتار ہوجائے قران سے بچا کر تو یہان مجکو
لائی ہے شاید یہان بھی کوئی عیار پھر رہا ہو اور علاوہ اسکے عیار تیرے دشمن جان ہوجائینگے اسی کو دیدینا
اسکا مناسب ہے یہ سوچ کر عیار مذکور کو حوالہ ساحر مسطور کے کیا اور آپ اُڑ کر اپنی بارگاہ مین آئی یہان پاس
ساحر نے لشکر اپنا دامن کوہ مین اُتروایا اور دریائے ہفت رنگ کی طرف رُک کر خیمہ و خرگاہ نصب کرائے سردار
اسکے اُترے بارگاہ اسکی بھی استادہ ہوئی سامنے بارگاہون کے ہوم خانے بنگلے لشکر مین بازار کھلے گھما گھم ہونے لگی
لشکری اُتر کر اشنان گیان دھیان کرنے لگے کڑھاؤ چڑھ گئے موہن بھوگ تیار ہونے لگا پشتیبان بھی اپنی
بارگاہ کے سامنے تخت پر بیٹھا اور برق کو مسحور کرکے روبرو بٹھایا قصد ذبح کرنے کا کیا برق نے جو دہانہ
اجل کی آغوش کھلی دیکھی بے اختیار درگاہ رب بندۂ عاجزان مین لب استغاثہ وا کیے اور پکارا کہ اے کریم کارساز بندہ
نواز تو وہ خالق اکبر ہے کہ جناب ایوبؑ کو عوارض جسمانی سے تو نے شفا بخشی اور جناب جرجیسؑ کو ظلم بادشاہ جابر
سے رہائی دی مجکو اس ستمگر کے ہاتھ سے چھڑا دے ربیت مین عاصی ہون خداوندا کرم کر بہا کر مجکو از دست
ستمگر باب اجابت بہر دعا وا ہوا آسمان سے ایک تخت بسان رحمت خدا نازل ہوا اس تخت پر سلطان و
سرشار و سلیمان جو چالاک کو لیکر چلی تھین سوار تھین کس لیے کہ یہ سب جو اس دشت مین پہونچین لشکر اُترے
ہوئے دیکھ کر چالاک نے کہا یہان اُتر و اور دیکھو کہ یہ لشکر کسکا ہے یہ سنکر جادوگرنیون نے تخت اُتارا اور لشکر
ساحرہ سے پوچھا کہ تم لوگ کہان سے آئے ہو انسے سب ماجرا راہ رو کنے آنے کا اور برق کے گرفتار ہونے کا اور
اور قتل کے لیے بٹھائے جانیکا بیان کیا چالاک نے اپنے ساتھ والون سے کہا اگر یہان نہ آتے تو بڑا غضب ہوا تھا
غرض بہت جلد سامنے پشتیبان کے یہ سب آئے چالاک بھی صورت ساحر کی اپنی بنائے تھا جب یہ تو سب
پہونچے پشتیبان اپنی جگہ سے بنا بر تعظیم اُٹھا انھون نے بھی سلام کیا اور برابر تخت کے جا بیٹھے اور کہا آپنے ہمین
پہچانا ہم سلطان و سرشار وغیرہ ہین اسکو تو انکی بغاوت معلوم نہ تھی یہ معلوم کرکے کہ یہ شہزادیان مالک قلعہ ہائے
طلسم ہین بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب و کباب کی منگائین انھون نے پوچھا کہ یہ مجرم کون ہے جو سامنے کھڑا ہے
اسنے کہا کہ یہ بڑا زبردست عیار ہے اسنے بڑے بڑے ساحرون کو مارا ہے یہ حال سنکر چالاک نے اپنے دلمین کہا کہ
الحمدللہ میان برق نے اس طلسم مین آکر بڑا نام پیدا کیا ہے الحاصل پشتیبان کے تمام مصاحب بھی سلطان وغیرہ
سے آکر ملے اور اپنی اپنی جگہ پر سب بیٹھے اس وقت پشتیبان نے ہر ایک سے پوچھا کہ کہو گوشت کس جانور کا اچھا
ہوتا ہے کسی نے کہا مرغ کا کسی نے کہا ہرن کا کوئی بولا تیتر کا اچھا ہوتا ہے چالاک نے کہا مجکو آدمی کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے
پشتیبان نے کہا اے بھائی تو نے میرے دل کی بات کہی لو اب اس خدا پرست کے کباب کھاؤ یہ کہہ کر
برق پر سے سحر برطرف کرکے زنجیرون سے باندھا اس مین چالاک نے کہا اے سلطان کہین گوشت
کے لالچ مین آکر وہ حال نہ کرنا اسنے کہا نہین کیا مجکو تم نے دیوانہ بنایا ہے گو گمو کا حال مین کیون کہنے لگی

پشتیبان نے کہا کون سا حال چالاک نے کہا جی کچھ نہیں قاعدہ ہے کہ جس کے سامنے ایسی باتین کرو وہ جبھی ہوجاتا
ہے اور اس حال کے سننے کا مشتاق ہوتا ہے اور چالاک نے اسی واسطے یہ شوشہ چھوڑا تھا اور سلطان
تو جانتی ہی ہے کہ یہ عیار بے معنے بات نہین کہتا ہے اس مین بھی کچھ مطلب ہے پس اسنے بھی اقرار کیا تھا کہ مین سنکون گی
تب پشتیبان بیقرار ہو گیا اور کہا بتاؤ وہ کیا بات ہے برق یہ جملہ سنکر سمجھا کہ یہ فقرہ تو کسی عیار کا ہے اس
جادوگر نے کیا سمجھ کر کہا پس بغور جو دیکھا تو چالاک کو پہچانا دل مین خوش ہوا کہ مرشدزادے اچھے وقت پر
آئے اور ادھر جب بہت کچھ پشتیبان نے اصرار کیا کہ وہ بتاؤ کیا بات ہے چالاک نے کہا خاطر ہے آپکی
اکیلے بارگاہ مین چلیے تو بتادین یہ اٹھکر بارگاہ مین آیا چالاک اور سلطان بھی اندر گئے اور کہا کہ محرم کو
بھی اندر بلالیجیے ایسا نہو کہ آپ یہان باتون مین رہین اور وہ عیار ہے چھوٹ جائے اسنے برق کو بھی اندر بلالیا
اور پردے بارگاہ کے چھٹوا دیے جملہ ملازمون کو آنے سے منع کر دیا اور کہا اے ملکہ ہان اب کہو وہ کیا حال ہے
سلطان نے چالاک کی طرف دیکھا کہ اب کیا کہون اسنے کہا کہ کیون نہین کہہ دیتی ہو اچھا تم شرماتی ہو تو
مین کہے دیتا ہون یہ کہہ کر کہا حضور مجھ سے سنیے پشتیبان منہ اٹھا کر اسی کی طرف مخاطب ہوا کہ اسنے ایک
حباب بیہوشی کا مارا کہ وہ منہ پر پڑا تڑاق سے چھینک آئی اور بیہوش ہوا اسنے خنجر کھینچ کر مارا خنجر کی نوک جگر تک
اور برق نے کہا بھائی صاحب مزاج اچھا ہے یہ جادوگرنیان آپکے ساتھ کون ہین چالاک نے کہا یہ
میری شریک حال ہین اسنے کہا تو ان سے کہیے کہ اس ملعون کا دم تن ہونا ہے دفع کرین یہ سنکر سلیمان دلیر
نے سحر پڑھ کر دم کیا کہ جسم پشتیبان کا نرم ہوا اسوقت ایک گولا سحر کا سرشار نے مارا کہ سینہ کو توڑ گیا غل و شور
برپا ہوا کہ مارا افسوس پشتیبان جادو کو آندھی پانی ہزارون طرح کی آفتین پیدا ہوئین سردار جو باہر
بارگاہ کے ٹھہرے ہوئے تھے اندر دوڑ کر آئے کہ یہ کیا آفت آئی سلطان و سرشار و سلیمان سب
چالاک و برق کو بغلون مین داب کر اڑ گئین اور ایک سناٹے مین دور نکلکر ایک مقام پر چھپ رہین یہان
سرداران پشتیبان نے لاش اسکی اٹھائی اور لشکر کو اس جگہ چھوڑ کر آپ شاہ افراسیاب پاس فرونہ کوہ
پر آئے اور کہا اے شہنشاہ پشتیبان جادو مارے گئے اس سے پہلے پتلون نے بھی خبر عرض کی تھی شاہ نے
تیر سحر کمان مین رکھ کر جو مارا پتلے جل گئے شاہ نے فرمایا کہ طلسم مین جو فند ہو رہا ہے تو پتلے بھی جھوٹ بولتے ہین قسم ہے
جمشید کی مین نے ایسے زبردست رکن طلسم کو نہین بھیجا ہے جو کسی کے ہاتھ سے مارا جائے وہ ایسا ہے جو راہ
کوکب کی روکے گا اور مجال نہین مہرخ کی جو اسکا مقابلہ کر سکے اسی گفتگو مین تھا کہ سردار لاش اسکی لیکر
آگئے اب یقین اسکو آیا اور رقعہ جمشید دیکھا تمام حال چالاک وغیرہ کے آنے کا معلوم ہوا شاہ کے آنسو نکل آئے
اور کہا اے باغبان قدرت نمک حرامون کا کیا زور ہے اس طرح پشتیبان جادو مارے گئے وزیر نے کہا
اے بادشاہ اگر ایک غلام ہلاک ہوا بلا سے آپ عمرو کو قتل کیجیے کہ جسنے کاخمیر کا شمر عنطلی آباد کے ایسے
ساحرون کو مارا ہے سب کا بدلہ ہو جاوے گا شاہ نے یہ سنکر اسی وقت تمام ناظمان طلسم کو نامے بھیجوائے کہ جلد لشکر لیکر پہنچو

لے کر حیرت کے پاس حاضر ہوا ادھر سلطان نے جب غوغائے ساحران اپنے قریب دیکھا قصد چلنے کا کیا برق
نے کہا اب ہم لوگ لشکر میں جاتے ہیں خواجہ قید ہو گئے ہیں ان کے قتل کی تدبیر ہو رہی ہے ہم سب جان دینے پر آمادہ
ہیں چالاک نے کہا اے بھائی ہم قریب لشکر تو آ چکے ہیں ابھی لشکر میں کیا منہ لیکے جائیں بر وقت ہم بھی آ جائیں گے
تم الٹے جاتے ہو چلے جاؤ برق یہ سنکر ان سے رخصت ہوا اور یہ سب بھی ایک طرف کو سوار ہو کر تخت سحر پر
چلے برق اپنے لشکر میں آیا اور حال چالاک کا آئندہ بیان ہوگا لیکن نامہ جو ناظمان طلسم اور قلعہ داروں کو شاہ طلسم
نے لکھے تھے وہ سب تیاری کر کے روانہ ہوئے مثل ان لوگوں کے کہ ملکہ اختر بن طول دراز قد۔
ملکہ دریابار ماہی گیر۔ ملکہ پری چہرہ عقاب سوار۔ ملکہ خونخوار دلکش۔ ملکہ اژدر سوار سنہری
پوش۔ ملکہ برق شمشیر زن۔ ملکہ روشن نگاہ سربلند۔ ملکہ سمار بن سیاہ چشم۔ ملکہ سفاکہ
روئین تن۔ ملکہ طوفان دریانشین۔ ملکہ ماہ رنگ روئین تن۔ ملکہ خورشید مثال
آتش زبان۔ ملکہ مار سر موئے دراز۔ ملکہ ریحان گلزار چشم۔ ملکہ ترسان کوہ افگن۔
ملکہ بلور دندان۔ ملکہ مشعل نگاہ۔ ملکہ زنار بلاخیز۔ ملکہ روشن زبان دراز۔ ملکہ اظلم
زبردست۔ ملکہ ناقوس بلا افگن۔ ملکہ ستارہ چشم آہن دست۔ ملکہ ذلیم زبردست۔
ملکہ شیاطین بت پرست۔ ملک قائم دوسر ملک مقیم دوسر۔ ملک فولادخوار۔
اب کہاں تک نام ان کے لکھے جائیں یہ سب دربندوں کے مالک ساٹھ ساٹھ ہزار اور ستر ستر ہزار ساحران نابکار
اپنے ہمراہ لیکر جانب ملکہ شاہ طلسم روانہ ہوئے اور شاہ طلسم نے باغبان وزیر سے کہا جا تیری زوجہ کی خطا معاف
کی وہ اپنی بی بی کو لیکر ملکہ حیرت کے لشکر میں جا اور دریائے خون رواں کے کنارے سے تا نیشہ فنا اور گنبد نور میدان
صاف کرا دینا بیابان اور کوہستان سب برابر اور ہموار ہوں جو درخت میدان میں ہوں کٹوا ڈالنا اور جھنڈیاں لگوا
دینا صحرا بے رنگ آئینہ پاک و صاف ہوں کنکر پتھر وغیرہ کا نام نہ رہے زمین مسطح ہو کہ تمام ناظمان طلسم وہاں آ کر
اتریں گے اور طبل بجوا دینا کہ کل عمرو ضرور قتل ہوگا جسکو دعویٰ اسکے چھڑانے کا ہو وہ ہوشیار رہے وزیر حسب ارشاد
بادشاہ [illegible] شمشاد وہاں سے روانہ ہوا اور چلے اس دشت دلکشا کی طرف کہ جہاں زوجہ نے اسکی
چمنستان بنا کر اپنے تئیں پوشیدہ کیا تھا اول میں لکھا گیا ہے کہ گلچین بخوف عتاب شاہ طلسم ایک گلزار صحرا میں
بنا کر پھول بنکر شاخ شجر میں لگی تھی چنانچہ وزیر مذکور تو اسکا شوہر ہے اور اسکے سر سے باہر ہے بوئے گل سے
چلے اسکی خبر پانے روانہ ہوئے کچھ دیر میں مشام جان اسکا بوئے خوش سے معطر ہوا کہ اس دشت میں تیری زوجہ
گلبدن ہے یہ اسی جنگل میں آیا اور مثل ایک گلشن پھولوں سے رنگین و پر بہار پایا جیسا پہلے تحریر ہو چکا ہوں

اس مقام فرحت بخش پر بیٹھ کر بلسان بلبل نغمہ سنج ہوا کہ اے گل باغ عشرت تو کس نہال میں پھولی ہے کہ بہار گلبن عالم تیرے ہجر میں بھولی ہے اے بلبل گلزار مسرت کس شاخ گل پر بیٹھی ہے کہ تیرے فراق میں فوج خزان غم نے سارا چمن برباد کر دیا ہے

نظم

نشاط افزا ہے بزم عیش و عشرت
تو پھر صورت کہاں ہے زندگی کی

کدھر ہے اے گل گلزار خوبی
سراپا صورت آرام و راحت

کہاں ہے رونق بازار خوبی
جو پہلو ہو گیا ہو دل سے خالی

یہ تو اس طرح ڈھونڈھتا پھرتا تھا اور گلچین نے اپنا یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ نصف رات جب جاتی تھی تو وہ شاخ شجر سے چھوٹ کر زمین پر آتی تھی انسان بنکر کچھ کھاتی پیتی تھی احتیاج سے فارغ ہو کر قریب سحر پھر درخت کا پھول بن جاتی تھی اسوقت اپنے شوہر کا حال تا دیر تو دیکھا کی اور اس خیال سے کہ شاید شاہ جادوان نے دھوکا دینے کیلئے قید کرنے کو میرے شوہر کی ایسی صورت بنا کر کسی ساحر کو بھیجا ہو اسی اندیشہ میں سامنے شوہر کے نہ آئی جب باغبان بہار گلستان میں کچھ دیر ٹھہر ا اور اسی شجر کے نیچے کہ جسمین یہ گل باغ خوبی تھی دل کے لگاؤ سے آکر بیٹھا اس نے خوب پہچان کر برنگ بوئے گل اپنے تئین ظاہر کیا یعنی پھول تو بنی تھی ہی شاخ سے ٹوٹ کر شوہر کی گود میں گری اور غنچہ سان وہ گل کھلکھلا کر ہنسی اور زبان حال سے زمزمہ سنج ہوئی کہ گودی میں سیان کی گیندا ہو جاؤنگی باغبان نے اس پھول کو اٹھانا چاہا تھا کہ اسنے صورت اصلی بنائی اور شوہر کے گلے کا ہار ہوئی باہیں گردن میں ڈال دیں اور اشک غم سے چمنستان حسن کو اپنے سینچنے لگی شوہر بھی اُسکا رویا پھر تمام ماجرا بادشاہ کی خطا معاف کرنے کا اور قتل عمرو کے انتظام کرنے کا حکم ملنا اُس سے بیان کیا زوجہ نے جواب دیا کہ تم نے پھر میرے جلانے کی باتیں کرنا شروع کین عمرو کے قتل کا انتظام میں نہ کرنے دونگی عیاروں کے ہاتھ سے تمکو خدا بچائے یہ تم نے اقرار ہی کیوں کیا کہ میں بندوبست کرونگا وزیر نے کہا جو کچھ ہوا وہ ہوا چلو شاہ کی ملازمت کریں ہماری بھلائی ہے کہ جو حکم بادشاہ دے اور ہم بجا لائیں بی بی نے کہا تم جاؤ تمھارا کام جانے اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو یہ کہکر اپنی لٹ پھیلا کر پکاری کہ اے سرکاری میرے خاوند کی جلد ہی بچاؤ میرے جمشید میری مدد کو آؤ یہ بادشاہ نگوڑا ایسا میرے وارث کا دشمن ہو گیا ہائے مجھکو کچھ بن نہیں پڑتا کیا کرون کدھر اس بادشاہ کے گھر کو آگ لگا کر نکلجاؤن وزیر نے کہا اے بی بی بادشاہ کی شان میں کچھ نہ کہو ابھی تو خطا معاف ہوئی ہے دیکھا نہو کوئی آفت اور آئے لو آؤ گھر چلو میں انتظام کرنے نہ جاؤنگا یہ کہکر سمجھاتا ہوا زوجہ کو باغ سکونت میں لایا اُسکے آتے ہی گھر میں آرام و راحت کا سامان مہیا فرمایا باغ میں گویا فصل گل آئی بہار صحبت مینا و مل آئی کنیزوں نے حمام گرم کیا وزیر و زوجۂ وزیر نے حمام کر کے لباس پر تکلف زیب بدن فرمایا رقاصوں کو بلایا ادیر ناچ گانے کی کیفیت دیکھی پھر غلبہ ہو گیا زن و شوہر شراب عشرت پینے لگے۔

نظم

اشاروں سے تمنائیں ہو ہویدا
جبین و ابرو و رخسار چوسے
نگاہوں سے ملیں باہم نگاہیں

نگاہوں سے غرض کچھ اور پیدا
مزے دینے لگی آواز قلقل
محبت کی کھلیں آپس میں راہیں

لپٹ کر ماہ دلدار چوسے
ہوا لائی شمیم زلف سنبل
لیا آغوش میں بانو کو اسنے

کیا فرش بدن نازک کو اُسنے | نگاہوں نے چھپایا چہرہ یار | ہوئیں رُخ پر نقاب حُسن دلدار
مزے بوسوں کے مستی پہ جو آئے | ارادے اور ہی مطلب پہ لائے | لپٹ کر لگ گیا سینے سے سینا
لگی منے سے ہوئی آغوش مینا | فراغت پائی نا خوش اُٹھ کر | اُداسی آئی رو سے مدعا پر

یہ دونوں پھر اُٹھکر حمام مین گئے اور بعد فراغ غسل وزیر مندیل وزارت سر پر رکھکر براے ابلاغ حکم بادشاہ روانہ ہوا زوجہ بھی اسکی کنیزین ہمراہ لیکر خدمت حیرت مین چلی غرض یہ دونون بارگاہ بانوے شاہ طلسم مین آئے اور ملکہ سے اطلاع دی اور کہا بادشاہ نے جمشید وسامری دکانے کے کہ بھیڑیے کی جو سال بھر کے بعد ملاقات کرتا ہے قسم کھائی ہے کہ عمرو کو ضرور قتل کرونگا ساٹھ ہزار ناظمان قلعہ ہاے طلسم جو قتل ہونے سے بچ گئے ہین انکو نامے پہلے بھیج چکے ہین وہ سب آتے ہین آپ عیاری فرمائے ملکہ یہ سنکر گھبرا گئی اور بولی کہ تم سچ کہتے ہو ملک پشتیبان بھی آچکا ہے شاہ ضرور اس ناعیار کو ہلاک فرمائینگے وزیر نے کہا اے ملکہ پشتیبان بھی اس طرح چالاک کے ہاتھ سے مارا گیا ملکہ نے کہا تو جب ہی شہنشاہ کو غصہ آیا ہے اب بیشک بازار موت کا گرم ہوگا اسی گفتگو مین شکوہ نے پوچھا کہ چالاک کون ہے ملکہ نے کہا بیٹا عمرو کا اُسنے کہا چالاکی بہت کرتا ہے یا نام ہی اُسکا چالاک ہے وزیر نے کہا نہین نام ہی یہ ہے شکوہ نے کہا تو اے ملکہ جلد تیاری کیجیے کہ عمرو قتل ہو جائے ملکہ نے اُسی وقت افسر کو بیلداروں کے بُلا کر حکم دیا کہ جاکر کنارے دریاے سحر تا گنبد نور بلا درپیش تارِ یک وغیرہ تک جنگل کو برابر کرو ساحرون کو ساتھ لو کہ وہ بزور سحر بجلیان گرا کر درخت جلادین ہوا چلا کر گرد وغبار اُڑا دین لیکن تم غار و خاک وغیرہ برابر کرو نشیب و فراز ہموار ہو سکے جا کر آبپاشی کرو ان درختوں مین گیند لٹکا دیے جائیں پہاڑوں کے درے آئینہ کی طرح مصفا ہون بیلدار یہ حکم سنکر روانہ ہوئے جمعدار بیلداروں کا سر پر سُرخ پگڑی باندھے طرہ لٹکائے تمغہ لگائے ساتھ ہوئے پیمایش جاننے والے جریب تختہ مسطح لیکر چلے اور ہزار ہا ساحر منتظم بھی روانہ ہوئے ملکہ خود اُٹھ کر کنارے لشکر کے آئی اور خیمہ استادہ کرا کے دروازہ پہ کرسی بچھا کر بیٹھی وزیر اور اسکی زوجہ بھی مصروف انتظام ہوئے جنگل صاف ہونے لگا شجر جو ناہموار تھے کٹوا ڈالے گئے باقی جو رہے اُن کی سر تراشی لگی بادلے سے منڈھے گئے قمقمے اور گیند بلور کے رنگین لٹکا دیے پہاڑوں کے درے اس طرح کھلے کہ جیسے فیاضوں کے دل کھلتے ہین ہر جگہ چمنستان بنائے گئے درخ بیلین پڑ گئین جواہر کان سے رکھ دیے گئے جنمین درخت پھولوں کے لگے تھے پہاڑوں سے جھرنا جو جھڑتا تھا اور گھاٹیون سے پانی گرتا تھا اُن گھاٹیون کے نیچے سے نہرین سیکڑون نکلین نہرون کی لب گردان ہر ایک پختہ کرکے استکاری رنگ برنگ کی کر دی گئی کنارے کنارے جانوران آبی بگلے بط قاز و مرغابی سحر کے زور سے موم کے بنا کر بٹھا دیے جو جاہر کے معلوم دیتے تھے اور چلتے پھرتے تھے درختوں پر طائر جواہر کے زمزمہ سنجی کرتے تھے میدان مین جو ٹیکرے تھے اُنکو چھانٹ کر مثل میل کے بنا دیا درختوں کی بیلون کو اُن پر چڑھا دیا چھوٹی چھوٹی پہاڑیون کو پھلدار درخت لگا کر گلدستہ کرو یا درہ ہاے کوہ مین رستہ کر دیا اب وہ جنگل بہتر چرخ اخضر سے ہوا نہرین کہکشان

فلک پر طعنہ زن تھی کرسے برج سنبلہ رشک فگن صفائی پریدان کی آئینہ آفتاب غیرت سے کدر نظر آتا تھوں کو دیکھ کر بدر کامل داغ دکھاتا دشت جو بادنے سے حنا خط گئے تھے شاہ بہار نے کپڑے پہنے تھے شیلیان جواہر نگار پر چپی تھیں معشوقوں کی انگیا کو شرماتی تھیں طائر جواہر کے جو نغمہ سنج تھے دل فرع خفقان و رنج تھے داغ بلبلیں معشوقان دہر کی مانگ سے بہتر ہو جانے کا سودا سر میں رکھتی تھیں چمنستان میں کلیاں مثل دہان جانان ہنستی تھیں پہاڑوں سے جھرنا جھرتا تھا یا دامن صحرا کو پیادہ موتیوں سے بھرتا تھا ابر کے سہم ہوا پر چھانے پہاڑ کی دلگ پرطاؤس ان سمت ناچتے تھے ہر سمت آرائش و زیبائش جان غمگین کی آسائش

نظم

جو کوئی پہونچا وہاں نور کا سامان دیکھا
جسکو ایوان فلک کہیے وہ ایوان دیکھا

گل نظر آئے تماشائے گلستان دیکھا
آنکھ حوروں پہ پڑی روضۂ رضوان دیکھا

فرش تا دور زدوز اطلس و کمخواب کا تھا
ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا

چلمنیں نور کی پڑی تھیں دروں میں نایاب
حسین تھے ایسے حسین جن پہ تصدق تھا شباب

صاف چلمن سے عیاں زیور و ملبوس کی تاب
بزم مہکی ہوئی خوشبو سے کہ جھڑے تھے گلاب

نکہت زلف رسا مشک فشان ہوتی تھی
مشک کی بو کبھی پردوں میں نہاں ہوتی تھی

بارگاہیں اور سراپردے دور تک نصب ہوگئے ملکہ **حیرت** مع ہزارہا کنیز و انیس کے ایسا اچھا انتظام کرکے انتظار آمد مہمانان ہوئی کہ یکایک سناٹے خورشید پنہان ہوا نوبت ونقارے بجنے لگے ہوا ابر بجلی تنسانی دیے دنیا ساری درہم و برہم نظر آئی ہر سمت باجوں اور نفیروں و بوقوں کا شور ایسا تھا گویا ہزارہا صور پھنکا طائران صحرا اور اژدروں سے دنیا بھر گئی جدھر نگاہ کام کرتی تھی ساحر ہی ساحر نظر آتا تھا کسی سمت سرخ پوشوں کا غول ہو یدا تھا تو یہ ظاہر تھا کہ آگ لگی ہے کہیں زرد پوشوں کا انبوہ پیدا تھا تو یہ معلوم ہوتا کہ خوف سے دنیا زرد ہوئی ہے کسی جا سبز پوش جمع تھے تو بات پیدا تھا کہ زہر جسم عالم میں اتر گیا ہے دہر کا تمام بدن سبز ہوا ہے کسی جانب سیاہ پوش جادوگرنیان جنسے اندھیر جہان میں پیدا شیران ژیان سے بیشۂ عالم بھر گیا فیلان سحر سے سارا زمانہ جنگل بن گیا اژدہوں نے خراب آباد دہر کو گھیر لیا بلبلنت آباد اسکا نام کردیا **حیرت** یہ تماشا دیکھ رہی تھی کہ آمد لشکر دربندگی شروع ہوئی نقیبوں کے للکارنے کی صدا آئی نقاروں کی آواز سے گوش فلک کر ہوا ہزار ہا نشان جنکے پرچم رنگ برنگ کے ہوا میں اُڑتے نظر آئے تعریف اُن پر ساحری جمشید اور گرو سامری کی لکھی تھی سلحران اژدر سوار ہاتھوں میں لیے جلوہ دیتے تھے انکے بعد اٹھارہ انیس ہزار مرکب پرند کوتل دکھائی دیے پھر ہزاروں فیل جنپر ہودجے زرنگار و عماری ہائے مرصع دار رکھی تھیں ظاہر ہوئے جھالر ان کی جھولوں میں موتیوں کی تھی پیشانی ہر فیل کی رنگی ہوئی ان کے ظاہر ہوتے ہی پالکیاں نالکیاں مغرق زرکار ظاہر ہوئیں پھر ہزاروں سانڈنیاں سجی ہوئی جھم جھم کرتی نکلیں اور گرد کا ردے ہوا پیدا ہونے لگا عضا اور خاص بردار غول باندھے ردے ہوا پر اڑتے نکل گئے پھر سقائے ابر چھڑکاؤ کرتے نکلے اور ہزارہا ساحر اور جادوگرنیان منقل میں عود و عنبر سلگائے ظاہر ہوئیں لخلخے کے لوٹوں نے مشام دہر بسا دیا اس

تجمل اور جلوس کے بعد اژدہون پر تخت کھینچے جواہر کے بنگلے پڑے شاہان قلعہ تختون پر بیٹھے بعض طاؤسان زرین بال پر سوار بعض ہاتھیون پر بیٹھے ہوئے بعض کے زیر ران مرکب اور اژدہے اسباب سحر و ساحری ہمراہ تختون کے کونون پر برچیان بنی انمین تھالیان سونے کی رنگین تھالیون مین انڈے - چھاتیا بسپاکی لونگدار لونگین - ماش - آک دھتورے کے پھل - ماش کا آٹا سیندور کی پڑیان - گوگل - مشک - زعفران الائچیان - کالی مرچین ہر ایک کے ہمراہ لباس شاہانہ زیب بدن کیے تاج گوہر نگار سر پر رکھے زیور جواہر زیب جسم کیے کسی کے ہمراہ ساٹھ ہزار ساحر کسی کے ساتھ ستر ہزار کوئی لاکھ ساحرون کی جمعیت سے ساحران لشکر باز و بط وغیرہ پر سوار قشقے ماتھے پر کھینچے ترسول پیگنٹھو جنیدن کے لگائے کلہاڑیان بھنگے بھینٹ مینے کا سامان ساتھ لیے بچہ ہائے خوک گود مین بٹھائے صورتین سحر سے ہیبتناک بنائے آئے کوئی اژدہے کا چہرہ رکھتا تھا کسی کا منھ شیر کا ایسا تھا کوئی فیلتن کوئی کرگدن بدن کوئی بصورت انسان مگر روئین تن جادوگر شہزادیاں بعض جوان بعض سن رسیدہ جو مسن تھین وہ مہیب صورتین بنائے تھین کسی کے چار منھ دس ہاتھ کسی کے دس سر اور چار ہاتھ ہر سر مین کئی منھ جنسے شعلے نکلتے ہوے سر مثل شمع روشن روئین تن کی طرح جلتے نوجوان شہزادیاں آسمان حسن مہر تابان جسم منور انکا برنگ ماہ درخشان اگر سنبل انکی زلف رسا کو دیکھے ہمیشہ باغ عالم مین پریشان رہے نرگس چشم فتان کو دیکھکر حیران رہے گل انکے رخسارون پر نظر کرکے چاک گریبان رہے غنچہ دہن تنگ کو دیکھ کر سدا دل بستہ و دلتنگ رہے ہونے پر آمادہ بستہ انکی دہن کی گالیون سے دل ہر عشاق کا بستا گردن پر ان کی جو نظر پڑجائے کیسا ہی بہادر ہو مگر زیر خنجر ابرو گردن دھر جائے لچھا تون کی نوکین برچھی کی نوکون پر طعن کرتین بہادران معرکہ عشق کے سینون مین گڑتین سرو قدان گلشن عالم ان کے قد رعنا کو ملاحظہ کرکے دنیا سے آزاد سرو و شمشاد باغ عالم مین ہمیشہ برباد سب جوان و بیر بصد حسن و زیبائش ایک کے بعد ایک آنے لگے اور اسقدر کثرت لشکر تھی کہ ایک شاہ و شہزادی کی سواری آنہ چکتی تھی کہ دوسرے کی آمد ہوتی تھی تسلسل بندھا تھا تار نہ ٹوٹتا تھا ہر سمت طلسم مین یہی آرائش سواریون کی جو بیان ہوئی نظر آتی تھی دنیا مین ہلچل پڑی تھی تین چار دن تک برابر کثرت سے تانتا بندھا رہا فوج کا آتا رہا

نظم

ہوا پر بھی یہ کثرت ساحران
کہ ہو جیسے عاشق کا دل بیقرار
ہوا تھا زمانے مین محشر عیان
نہ یہ جانتا تھا کوئی کس جا ہین ہم
کسی سمت تھی اژدرون کی قطار
کہ دل سے کسی کے ہو جیسے لگی
زمانے مین غل ایسا کچھ مچ گیا

کہ تھا تیرہ و تار روشن جہان
بہت چرخ مکار حیران تھا
یہ غل تھا کہ دنیا کی تھی فغان
زمانہ ہوا تھا جو تیرہ سیاہ
انگلتی تھی زہر اور تھی شعلہ بار
اُڑتے طائر سحر تھے اسقدر
فلک ماہ سے پنبہ در گوش تھا

زمین کو تزلزل تھا یون آشکار
کیے پر وہ اپنے پشیمان تھا
اندھیرے سے تھا دہر ملک عدم
سیہ روز پیش آیا تھا ہر شاہ
ہوئی تیرہ یون آتش سحر تھی
نکالے تھے دنیا نے اٹھنے کو پر
ہر ایک لشکر کے ساتھ ہیر و بنگاہ جمہ ذ

بارگاہ میں اژدرون پر بار ہر طرح کے اہل حرفہ و پیشہ ہمراہ لشکرون میں شمار ملکہ حیرت کے ملازم سرگرم انتظام تھے
جو کوئی آتا جاتا کہ مقام پاکیزہ پر اُترواتے باغبان اور اُسکی زوجہ ہر طرح کے آرام کی چیزین پہونچاتین ملکہ حیرت
کے سلام کو ہر ایک بادشاہ و شہزادی آتی ملکہ مذکور بھی آٹھ پہر مین چند گھڑی آرام فرماتی باقی انتظام میں مصروف
رہتی آخر تمام ناظمون کی بارگاہین استادہ ہوئین اور لشکر اُترے پڑاؤ پڑ گئے بازار ہر ایک لشکر میں کھل گئیں
منزلون تک ذرح ہی فوج نظر آتی تھی ہر جگہ میلہ لگا تھا دکانین کھلی تھین تاجر بھی ہمراہ بار و حصار سے ہمراہ ناظمون
کے آئے کبھی کاہیکو ایسا جماؤ ہوا تھا یہ مجمع طلسم مین کسی کی نگاہ سے کم گذرا تھا ہر جگہ میلا جما تھا اور نقارے
دمبدم بجتے تھے اور دوکاندار پھیری پھرتے تھے گلیون حلوائی مٹھائی نفیس نفیس بنا کے تھالون مین لگا کے نکلے تھے
گلابی حلوا سوہن کی صدا آتی تھی بزازہ صرافہ کھلا تھا ایک طرف کھلونے بک رہے تھے کہین سینیرہ موتی والے
بیچتے تھے کہین ہنڈولا گڑا تھا کسی جانب بازیگر بازی کر رہا تھا نٹنیان ناچتی تھین سوانگ ہو رہا تھا غول کے
غول ساحرون کے پھر رہے ہین ہر ایک جمگھٹے مین ناچ ہو رہا ہے بڑے بڑے جادوگر سیر دیکھنے نکلے ہین کلوار کی
دوکان پر جماؤ تھا شراب پی کر مست لڑکھڑاتے ہین ٹھٹھے بکارتے ہین کوئی کہتا ہے لائے ایک گھونٹ اور
دے کوئی اپنے کنبہ بھر کا حال کہتا ہے کہین جوسر ہو رہی ہے کہین نوتری کا داؤ لگ رہا ہے کہین بھجنے کا
ڈھیر ہے کہین سڑکے پاؤن کے بار ہین کسی جانب نگہبان اور سپاہی لئے ہوے ہین چار طرف پیادے کوتوالی
کے پھرتے ہین کوتوال گشت کو اُٹھا ہے جہان فضیہ سنا ہے دوڑ گئی ہے کسی شرابی کو باندھ لیا ہے کسی کو
دھمکا کے پکڑ لیا ہے کسی کسی کو دھمکا یا دو روپے وصول کر لیے ہین نرسنگا پھنکتا ہے کہین تلوار چلی ہے
ایک دو زخمی پڑے ہین دو ایک مر گئے ہین باقی کو پیادے گرفتار کر کے لیے جاتے ہین ایک آدھ رنڈی بگڑی گئی
ہے نائکہ اسکی بائیں پھڑکاتی پیچھے پیچھے چلی جاتی ہے یار آشنا کا غول کہین بیٹا پا ساتھ ہے کسی کا لڑکا کھو گیا
ہے ڈھونڈھ رہا ہے فقیر بازارون مین جمشید۔ سامری۔ لقا کا واسطہ دلا رہا ہے کچھ اندھے لنگڑے بیٹھے مین
چادرین بچھا بچھا کے کوڑی پیسا پھینکتا جا؟ ہو دس بیس اندھے گھر اچا کر گا رہے ہین دس بیس ساحر بھجن گا رہے
ہین ہر مقام پر سیر ہو رہا ہے گگل تیل رال سپند کی جرامند آ رہی ہے آگ دھتورے کے پھل اچھل رہے مین
بجھون پر بیٹھے ہین آگ دہک رہی ہے گھنٹ گھڑیال بجتے ہین ناقوس پھنکتا ہے ایک طرف سوارون کی لین
مین غل مچا ہے کوئی گھوڑا چھوٹ کر گھوڑی پر جا پڑا ہے کہین پیادے بسترون پر سپر تلوار رکھ کر بیٹھے ہین قرابینون
کے پائے چڑھا رہے ہین آپس مین بانکے گھورم گھمار کر رہے ہین کسی طرف مجولیان رنڈیون کی کھڑی ہین -
تماش بین مجمع مین کوئی دور سے رنڈی پر آوازے کستا ہے کوئی اشارے کر رہا ہے کہین بھنگ گھٹتی ہے سو
پچاس آدمی گھیرے بیٹھے ہین کسی جگہ ڈھنڈھ ہی بجتی ہے کہین شعر خوانی ہو رہی ہے طبلے گا رہے ہین ساحرہ و
جادوگرنیان بیچ قوم بنا رہی ہین کا گھنا لوٹ مچھے زبان خرید رہی ہین ہر سمت غل و شور برپا ہے مونڈ چڑے
فقیر دکانون پر کھڑے گلون مین تسبیح ہاتھون مین دستے سر جھکائے الو ہٹاتا ہاتھون مین تھمے

لیے لنگوٹا باندھے ہوئے نشیمن باہر نکلی ہوئیں جھومتے ہیں تالابوں میں جادوگر جادوگرنیاں نہاتے وہاں ہیں
جمشید کے نام پر کرتے کنوڑ راہ ہر سمت گھنگھنا گھنج آبادھنڈے استادہ ادھر شاہان طلسم بارگاہوں میں تخت
پر جلوہ فرما ناچ سامنے ہوتا دور شراب ناب جلسہ رنج چنگ در باب غازۂ حیرت کے بہانے سے خوان دعوت کے
ہر ایک کے لیے جاتے سردار ہر ایک کی ملاقات کو آتے ساٹھ ہزار سرکاریں ایک جا ساٹھ ہزار دربارے
زمین بارگاہ و خیام سے بھر گیا تھا کہ **نظم**

تھی کوئی نہ چیز واں پہ مفقود	سامان جہاں بھر کا موجود	آراستہ ہر جگہ بہت خوب
جو شے تھی وہاں وہ تھی خوش اسلوب	جو خیمہ تھا منزل قمر تھا	خیمہ نہیں نور کا وہ گھر تھا
پیدا عجب اژدہام مردم	ہر سمت ہجوم عام مردم	آراستہ ہر طرف دکانیں
دلاوروں کی ادہر ہی زبانیں	تھے جمع ہر اک طرف فسوں ساز	موجود فسوں کا ہر طرف ساز

یہ سب تو عشرت تمام تر اس مقام پر اترے ادھر جب یہ ہنگامہ آمد شاہان طلسم فرخ کو ظاہر ہوا مع اپنے تمام
سرداروں کے بارگاہ سے نکلکر ایک مقام بلند پر آئی اور استادہ ہو کر تماشا دیکھنے لگی پھر اپنی بارگاہ میں
جا کر بیٹھی اور نفیر سحر کو دم دیا سات لاکھ کا لشکر تیار ہوا انکے افسروں کو حکم دیا کہ دو لاکھ ساحر خیام و
بارگاہ کی حفاظت کرے اور پانچ لاکھ ساحر ہمارے ساتھ چلے یہ کہکر باہر نکلکر سوار ہوئی اور قصد کیا کہ ابھی
جا کر جنگ آغاز کردوں کیونکہ ابھی شاہ طلسم نہیں آیا ہے پھر آگے بڑا ہنگامہ ہوگا اسی خیال میں چند قدم چلی تھی
کہ صدائے مہیب آئی اور چار سو تحیر پیدا ہوا ہزار ہا پھول گلاب کے برسنے لگے طائروں نے صدا دی کہ بہار آئی
بہار آئی سب ساحر ادہر دیکھنے لگے ایک تخت طاؤسی پر اس بہار عالم کی جان سردار معشوقان یعنی ملکہ بہار
دلستان کو سوار دیکھا کہ بھونگا گھنا پہنے ہے ہاتھوں میں گل طرہ کی چھڑی ہے چار ہزار جادوگرنیاں ہمراہ ہیں اس گلبدن
کا حال اول لکھا تھا کہ سحر تیار کرنے کوہ ارم میں گئی تھی کہ وہ مقام اس کی سکونت کا ہے اور حال اس معلم کا
بھی تصریح وار تحریر ہو چکا چنانچہ یہ رشک چمن جب وہاں گئی سحر اپنا تیار کر کے اب مراجعت فرما ہوئی فرخ تخت سے
اتر کر اس سے ملی اور کہا ایسے وقت آگئیں کہ آخر وقت میں تمنے ہمیں اور ہمنے تمھیں دیکھ لیا ہم تو مرنے کو چلے تھے
یہ کہکر تمام ماجرا ناظمان طلسم کے جمع ہونے کا بیان کیا اور کہا ہماری فوج اس لشکر کثیر کے مقابلے ایسی ہے
کہ جیسے دال میں نمک کہاں کروروں اور کہاں پانچ لاکھ لیکن لڑکر ہم مر جائیں گے دنیا میں نام کر جائینگے
بہار نے جواب دیا کہ میں ہر حال میں شریک ہوں جو تمھارا حال ہوگا وہ میرا بھی ہوگا میں اپنے مکان میں تھی
کہ یکایک خبر سنی ملکہ ماہ رنگ روئیں تن ۔ دختر خواہر دلوتش شاہ طلسم کے پاس گئے انکے
قلعے میرے ملک سے قریب ہیں میں نے حال دریافت کرایا تو معلوم ہوا کہ سب ناظمان طلسم جاتے ہیں
یہ کیفیت معلوم کر کے میں بھی تعجیل تمام روانہ ہوئی یہاں پہونچکر آپ کو آمادہ مرگ پایا اے ملکہ میری رائے
یہ ہے کہ اپنی جانب سے جنگ میں پیش دستی نہ کرو اور خدا کے فضل پر نظر رکھو دیکھو کہ پردہ غیب سے

کیا ظہور میں آتا ہے مہرخ نے کہا یہی چاہتا ہے کہ خواجہ کے قتل سے پہلے مرجایئے اسنے کہا اپنا بھی ارادہ یہی ہے اور اس مرنے میں گویا تمام عمر جیتے رہیں گے لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے جان دینے کا موقع اور محل ہے کیا بعید ہے کہ خدا اپنا رحم کرے اور خواجہ رہا ہوجایئں بس یہ ہے کہ حقیقتاً ابیات

گل ہوکے ہنسا وہ بے تامل
غم سے جو کمان ہوئی زلیخا
آخر کو ہے بعد رنج راحت

تن کو جو ہلال سے گھٹایا
آخر کو جوان ہوئی زلیخا
اللہ کرے گا رحم ہم پر

دلگیر رہا جو غنچہ گل کی
آخر کو وہ بدر بنکے آیا
زیبا نہیں شکوہ مصیبت
فریاد میں ہے اثر مقرر

اس کے سمجھانے سے مہرخ بھی ذرا ٹھہری اور لشکر کو حکم دیا کہ نصف لشکر کھوسے اور نصف ہروقت مسلح و مکمل رہے اس لیے کہ غفلت میں حریف کی طرف سے کچھ ضرر نہ ہو پہنچے حسب ارشاد لشکری اسی طرح کاربند ہوئے اور ملکہ داخل بارگاہ ہوئی اسوقت ہزاروں طائر سحر کے خبر کے لیے بھیجے اور بہار نے کہا کہ لشکر حیرت میں آج بڑی خوشی ہے ہم سب بھی جہان دیکھئے پھر آخر مرنا ہے آج کی شب ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ خوب داد عیش وکامرانی دیں اور تمام رات جشن کریں جسمیں دشمن کو بھی یہ خیال ہو کہ کچھ تو ایسی ہی قوت ان کو ہے جاتی بڑی فوج کا اندیشہ نہیں کرتے ہیں اور نہایت محظوظ وخرم ہیں مہرخ کو یہ صلاح پسند آئی اور اسی وقت ساحروں کو حکم دیا کہ صحرا میں چاندنی دیکھنے کی تیاری کرو اور جملہ سامان عیش وعشرت مہیا ہو حسب ارشاد مختار کارخانہ سلطنت انتظام میں مصروف ہوئے عیار بھی یہان اس لیے موجود تھے کہ ہمارے چلے جانے سے ایسا نہو کہ لشکر بیدل ہوکر بھاگ جائے اور علاوہ برین عیاری کرنے کس پر جایئں ایک دو ساحر ہوں تو اُن پر دست اندازی کریں لاکھوں کروروں کو کیونکر ہلاک کریں چنانچہ عیاری ایسے وقت میں کرنا بے سود سمجھ کر اپنے ہی لشکر کی نگران حال رہے اور تیاری سامان مسرت میں مشغول ہوئے قران بھی صحرا سے یہان آگیا غرضکہ اپنی جانب جو بیشہ وکوہستان بیچ واقع ہوا تھا اسکو جھاڑ کر صاف کرایا چاندی سونے کی ٹٹیان استاد کرائیں آتشبازی گڑ گئی درخت تمامی سے منڈھ دیے ہزارہا آئینہ منقش کے لٹکا دیے فرش قاقم وسنجاب کنارے نہروں کے بچھا دیا نگیرے باسلک مروارید استادہ ہوئے مسندین مغرق زرتار بچھ گئیں ہزارہا کشتیان شراب کی لگا دی گئیں صد ہا طائفے لولیان مہرطلعت کے حاضر ہوئے اس سامان کے ہونے سے آخر وہ زمانہ آیا کہ نگاہ دختر شناسان سے نور ماہ تابان بستان نورحسن جانان دست بگریبان ہوا اور آفتاب درخشان مقید ہوکر شل عجم و برج ظلمت شب میں پنہان ہوا ناظمان قلعہ طلسم افلاک کی آمد کا سامان ہوا **نظم**

سیاہی مثل زلف یار پھیلی
اک ابر نیلگوں مغرب سے آیا
تماشا دیکھنے آئی تھی لیلی
فروغ مہر دامن میں چھپایا

شام ہوتے ہی دشت میں ہزارہا قندیل روشن ہوگئی جھاڑ فرشی فروغ پذیر ہوئے دشت میں شاہد بہار کے نصیب چمکے واقعی طرفہ کیفیت تھی کہ کبھی پیر گردون کو خواب میں بھی دیکھنا نصیب نہوئی جنگل میں گل پھولے تھے طائر آشیانہ ہوئے تھے فصل بہاری کا جوش تھا بلبل کا خروش تھا شاخ شاخ بلبل دل کے لیے شاہ منزل تھی اوج پر تقدیر نقش باطل تھی۔

جو شجر وہان تھا رشک طوبےٰ تھا طوطیون کا بھی طوطی بولتا تھا ہوا اُس بیشۂ فرحت افزا کی جان بخش گلہاے خاطر پژمردہ پھول کی طرح سے غنچہ دل کھلجاتا جان تازہ پاتا ہر چشمہ مثل مہر روشن نہرین لطافت دہر پر طعنہ زن مچھلیان رنگ رنگ کی آسمین تیرتین سوجان سے حوت فلک اُن پر نثار مہتاب کا دل تصدق ایسی بہی چادر آبشار کنارے انکے روشن تھو تھو بتی کا جھاڑ جنگل مین جھاڑ پور روشن تھے فروغ افزاے تقدیر دشت لین تھے چکردون پر اور قلعہ ہاے کوہ پر جو روشنی تھی شمع طور کا جلوہ دیتی تھی ہر ایک کنول قندیل عرش تھا منور بروے فرش تھا قمقمون اور گیند ہاے بلورین پر نثار گوہر عقد پروین زمین پر مشجری فرش کی تزئین دو رنگ کھلا ہوا نگار خانہ چین کرسی کی کیا احتیاج مرجع پرسی ہر ایک عرش پایہ اُس نور آگین انجمن پر افقد کا سایہ پلنگ زرنگار ہر سمت تخت کا ڈُس جنکے پایہ مین چوب ناتراشیدہ وناکاستہ ہر خرخیمہ آسمان سے رتبہ مین بلند پردے اُن مین بظاہر گرے پڑے باطن مین سربلند ہانڈیان بلور کی قندیل حرم سے ہم زبان نور بخش اُن کی بتیان مسندین کمخواب کی بوٹے دار اشرفیان دیتین زمین کو ہر بار سامنے اُن کے چنگیرین رکھین باغ و بہار دل کا پتا دیتین چوگوشے ایسے جنکے مقابل نفاست و زینت پانی بھرے ساغر ہاے زرین جام جمشید کو کم ظرف کہتے بوتلون کے سامنے جام مہر و ماہ گردن جھکائے رہتے گلابیان بادہ گلگون سے لبریز جنکے سامنے تریاکی بوتل ریزہ ریزہ ہر سمت ناہید طلعتان زہرہ پیکرون کا مجمع غنچہ دہنون کا جلسہ جمع چاندنی جنگل مین چھٹکی ہوئی ہوا میں خضر بھٹکی ہوئی ایک ایک نازنین بصد تزئین سرگرم اہتمام جشن مین رشک ماہ تمام شلخ ابرو جنکی تلوار پھل مژگان کا نام تیر اجل زلف سنبل کی طرح بہار گیسو جو نوبہاران باغ عالم دیکھین پیچ مین پڑین سوکھ کے کانٹا ہوجائین رخ پر ان کے شمس و قمر بلا گردان کیا وصف کیا جاے نور کے سانچے مین سب بدن ڈھلا ہوا یہ آرائش و زیبائش جشن کیکاؤس و جم اگر دیکھتے یقین تھا کہ اسی دشت مین برنگ نخل جم جاتے طیر اس جشن کی سُن پاتے تو ملک عدم جانے سے تھم جاتے فلک پر ثابت ہر ایک سیارہ تھا اسی جانب سرگرم نظارہ تھا نظم

کیا بزم تھی بزم شاہ شاہان
جسمین کہ یہ ساز تھے یہ سامان
اوصاف کی انتہا نہین ہے
ایسا کوئی دوسرا نہین ہے
آراستہ وہ جگہ تھی نایاب
پُر نور لبان برج مہتاب
تھی بوے شراب روح پرور
آنکھون کو نصیب دور ساغر
سرسبزہ جاے دلکشا تھی
اُس دشت مین خلد کی ہوا تھی
دیکھے نہین فرش روشن ایسے
گل تکیے تھے مہر و ماہ جنکے

ملکہ مہرخ و بہار و محمود و مسر تمو بعد درستی مقام جشن مع سردارون کے آکر مسندون پر رونق افروز ہوئین اور ساغر بادۂ گلنار ساقیان گلعذار نے دینا شروع کیے رقاصون نے ناچنا اور مطربان خوش گلو نے گانا آغاز کیا فلک پر زہرہ کو دیوانہ بنایا یہ جلسہ عیش و مسرت نظم

وہان چارون طرف شادیکی تھی دھوم
نشان رنج و غم دنیا سے معدوم
ذکا تابون پہ ہجوم روشنی ہے
کھلی بزم عروسانہ بنی ہے
مہیا ہر طرف اسباب شادی
کھلا روے جہان پر باب شادی

سجے تھے چار سو نقار خانے
بدن پر تھے مزین سرخ خلعت
کنول لو رجھاڑ روشن اُس مکان میں
پے خدمت مہیا سب وہاں پر
دھرے تھے قابیں مرصع کار اُس پر
پھر آئے ساز و سامان لیکے نقالی
نہ ہوگی لوٹی چرخ اُن سے بہتر
نہ ایسے سانگ تھے آنکھوں نے دیکھے

ہر اک جانب خوشی کے کارخانے
ہر اک جا شمع کافوری تھی روشن
ستارے جیسے سقف آسمان میں
بچھا تھا ایک دستر خوان جمالی
طلائی اور چاندی کی برابر
جمایا رنگ گانے والیوں نے
نہ تھا روئے زمین پر اُن کا ہمسر

عجب نکھرے ہوئے ارکان دولت
کھلا تھا روشنی کا ایک گلشن
خواصیں ماہرو خورشید پیکر
چنی ہر ایک نے اُس پر نرالی
ہوئے کھانے سے جب دم فارغ البال
بیان ہو کیا قلم سے وصف ان کے
نہ ایسے راگ سے کان آشنا تھے

یہ سب اس طرح بعشرت تماشے دیکھتی ہیں اُدھر حیرت کے یہاں بڑی تیاری تھی منزلوں تک روشنی اُدھر بھی تھی ادھر بھی تھی سارے طلسم میں رات کا دن ہو گیا تھا حیرت خلعت ہزار ہا دے رہی تھی سردار مالا مال ہو گئے تھے جا بجا آرہ کش نشتر کش جلاد برائے قتل خواجہ پھر رہے تھے جیوڑے رنگ کے بنے تھے میدان خونی تیار تھا اور ایک چبوترہ بہت اونچا بنایا تھا اُسکے گرد سحر کے آتش بوئے لگے اور ایک سولی لکڑی کی تھی کہ اُس پر خواجہ کو بٹھا کر تیر لگائیں گے ادھر طائران سحر یہ خبریں پہونچاتے تھے ملکہ مہرخ آہ سرد بھرتی تھی عیار بھی حاضر تھے وہ کہتے تھے کہ اے ملکہ کیا ارادہ ہے یہ جواب دیتی کہ آج کی شب غنیمت ہے صبح جانب ملک عدم کوچ ہے ہم جس وقت سنیں گے کہ عمرو کو برج حضرت سے نکالا ہے اُسی وقت جا پڑیں گے یا تو چھوڑا لائینگے یا مارے جائیں گے قران نے کہا پہلے ہی سے کیوں نہ چلکر اُس برج پر گرد ملکہ نے کہا اُس برج تک کسکا مقدور ہے جو جا سکے قران نے کہا کوئی نہ جا سکے گا تو وہ ضرور جائیں گے بہار نے کہا وہ کون اُسنے کہا مولا مشکلکشا علی شیر خدا علیہ السلام اور کون یہ سنتے ہی سب شہزادیوں نے کھڑے ہو کر تسلیم کی اور گالوں پر انگلیاں چڑ چڑ چٹکائیں کہا مولا تمہارے نام کے قربان ہماری مشکل بحکم خدا امر آسان کر دو یہ کہکر سب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے رو رو کھڑے ہو گئے کہا مشکل ہمارے مولا مدد کریں گے اسی ہنگامے میں عیار بچوں کا حال سنیے کہ لشکر سے اپنے نکلکر علیحدہ آئیں اور صرصر نے صبا رفتار سے کہا کہ اے بہن ابکی خواجہ ایسے پھنسے کہ نکلنا دشوار ہے شاہ جادوان نے بڑا انتظام کیا یقین ہے کہ خواجہ قتل ہو جائیں میں سچ کہوں مجکو بڑا رنج ہے صبا رفتار یہ کلام سنکر ہنسی اور کہا واری تمکو رنج نہ ہوگا تو کس کو ہوگا سچ ہے مقام ہی رنج کا ہے صرصر نے غصہ میں آکر کہا میں نے تو دنیا کی ایک بات کہی تو یہ سمجھی کہ میں عمرو کی عاشق ہوں تو لگی طعن کرنے اُسنے کہا نہیں صدقے گئی طعن میں نہیں کرتی ہوں سچ ہے کہ اُس کے عیار اور اُس کے شاگردوں نے بارہا تمکو زیر کیا لیکن قتل نہیں کیا اور حق تو یہ ہے کہ خواجہ کے برابر عیار کوئی زمانے میں نہیں ہے اب عیاری کا چراغ گل ہو جائیگا صرصر نے یہ بات جب سنی غصہ جاتا رہا اور کہا اے بوا ذرا چلکر دیکھنا چاہیے کہ معین و مددگار خواجہ کے کس رنگ میں ہیں اور کیا تدبیر کر رہے ہیں کیونکہ عمرو ہی کی زندگی سے سب کی زندگی ہے بعد خواجہ کے سب ہلاک ہو جائیں گے صبا رفتار نے کہا بہتر چلیے یہ

وہان سے دونون کنارے لشکر مہرخ کے آئین یہان جشن کا سامان دیکھا متحیر ہوکر باہم مشورہ کیا کہ ان لوگون کو تو
کوئی ملال نہین معلوم ہوتا ہے یقین ہے کہ خواجہ کو رہا کر لینے کی کوئی تدبیر مستحکم انھون نے کی ہو اچھا اب ان کے
دلون کو بھی آزمانا چاہیے کہ اپنے ہوش مین ہین یا جلسہ دکھانے کو کیا ہو یہ کہکر دونون نے جادوگرنیون کی
ایسی صورت بنائی اور ملکہ مہرخ کے سامنے آکر سلام کیا ملکہ نے کہا تم کون ہو اور کہان سے آئی ہو انھون
نے کہا ہم اسی اطراف مین رہتے ہین مدت سے مشتاق زیارت قدم اقدس تھے ایسے آج طالع یاور ہوئے
جو حضور مین حاضر ہوئے ملکہ نے فرمایا کہ اچھا گھر ہے تمھارا بیٹھو یہ دونون ایک مقام پر بیٹھین اور ناچ دیکھنے لگین
قران عیار ملکہ سے باتین کر کے کسی طرف چلا گیا تھا بعد لمحہ کے پھر جو آیا ان دونون کو بیٹھے دیکھکر نگاہ اول پہچانا کہ
یہ دونون عیار بچیان ہین چنانچہ پہچان کر پھر باہر چلا گیا اور بارگاہ کا سرا بچہ پھاڑ کر چپکے سے ان دونون کے
سر پر آکر استادہ ہوا اتفاقاً مہرخ نے اسکی جانب دیکھا اور کہا بھیا آؤ کھڑے کیون ہو بیٹھو یہ کلام عیار
بچیون نے جو سنا گردن اٹھا کر دیکھا کہ ہمارے سر پر کون کھڑا ہے غرضکہ گردن جو بلند کی قران کو دیکھا جان
نکلگئی چاہا کہ بھاگ جائین قران نے دونون ہاتھ پھیلا کر دونون کو کولے مین داب لیا اور ذرا زور جو کیا
چلائی کہ ارے موئے میری پسلیان ٹوٹین قران نے ہاتھ ڈھیلے کر دیے صرصر تڑپکر نکلی اور صبا رفتار کو قران
نے خود چھوڑ دیا یہ دونون بھاگ کر چلین قران نے پکار کر کہا کہ اے صرصر اگر آجکی شب تو نے ارادہ عیاری
کا کیا تو خواجہ خواہ ناراض ہون یا خوش ہون مین تجھکو مار ڈالونگا اور خواجہ ہی کی جان کی قسم زندہ نہ چھوڑونگا
صرصر یہ سنتی ہوئی دور نکل گئی اور صبا رفتار سے گویا ہوئی کہ ان موذیون کو ذرا رنج نہین ہے مقرر یہ
خواجہ کو چھڑا لین گے اس نے کہا واری اس موئے کالے نے قسم کھائی ہو اب یہان نہ آئیے گا نہین
تو وہ ہرگز نہ جیتا بچیگا یہ باتین کرتی ہوئی دونون چلین مگر ضرغام و جانسوز ان کے تعاقب مین
چلے کہ بن پڑے تو ان دونون کو اسیر کر لین کہ یہ بروقت رہا کرنے خواجہ کے ضرور حارج ہونگی
چنانچہ ان کے ساتھ ان عیارون کو جانے دیجیے لیکن اب حال سعادت اشتمال بران تمتن زن
بیان کیا جاتا ہے کہ ملکہ مجلس جو ہمراہی مہرخ سے روانہ ہوئی بران کی خدمت مین پہونچی اور تمام
احوال یہان کا بیان کیا کہ خواجہ کے قتل کا ڈھنڈورا پٹ گیا ہے اب کچھ ان کے قتل مین دیر
نہین ہے ملکہ مذکورہ نے سب حقیقت سن کر دل سے عزم کیا کہ اگر عمرو ہلاک ہو گیا تو بڑا غضب ہو جلد
لشکر کشی کرنا چاہیے بس جس دامن کوہ مین ٹھہری ہوئی تھی وہین سے کچھ مٹی لے کر گوندھی اور
اس کے پتلے بنائے اور سحر کے پیر انکے پیٹ مین بٹھائے اور انھین حکم دیا کہ جاؤ ناظمان طلسم
کو ہمارے اطلاع دو کہ جلد فوج اپنے ہمراہ لے کر طلسم ہوشربا آؤ پتلے اڑنے لگے ہزار در ہزار اڑ کر
روانہ ہوئے اور سلطان دربند کو طلسم نور افشان کے حکم ملکہ سے اطلاع دی ہر ایک ناظم اور ناظر تیاری
کر کے روانہ ہوئے اور ہر ایک کے ہمراہ لاکھون ساحر تھے چنانچہ نام ان شاہان دربند کے یہ ہین۔

ملکہ طولان بن قاہر ماہی خوار جادو۔ ملکہ طوفان آسمان نشین جادو۔ ملکہ شیرین معمار کوہ فگن جادو
ملکہ توسن بن خرسان سنگ انداز جادو ملکہ قرناس بن خونخوار روئین تن جادو ملکہ طول بن دراز
اژدر خوار جادو ملکہ کلان بن قہر خرس دندان جادو ملکہ زہرہ بن کوہ پیکر فیل سوار جادو ملکہ لرزان
بن زلزلہ تیر افگن جادو ملکہ توسن بن ناقوس فیل افگن جادو ملکہ نسیم بن صباحی ستارہ چشم جادو
ملکہ کمیت بن کوہ فیل پیشانی جادو ملکہ نسرین گلگون بدن جادو ملکہ حور چہرہ سحر نگاہ جادو۔ ملکہ
نازک بدن کاکل کشائی جادو۔ ملکہ خوش اندام یاقوت پوش جادو۔ ملکہ سلیمان زرین ہیکل جادو
ملکہ شور افگن اژدر نگاہ جادو۔ ملکہ الماس تن شوخ چشم جادو۔ ملکہ خوب رنگ ماہ طلعت
جادو۔ ملکہ مہ مثال نرگسی چشم جادو۔ ملکہ خونخوار قہر نگاہ جادو ملکہ گوہر بدن زمرد پوش جادو۔
ملکہ خورشید افگن جادو۔ ملکہ تاجدار ماہ لقا جادو۔ ملکہ محبوب نارنجی پوش جادو ملکہ سلطان شعلہ افگن
جادو ملکہ بہتو گیسو دراز جادو ملکہ زہرہ تاجدار جادو۔ ملکہ یاسمن تاجدار جادو۔ ملکہ ہمائے تاجدار
جادو۔ ملک کامل کوتاہ چشم جادو ملک قلاچ یا بار سرکش ملک سہراب تاجدار جادو۔
ملک ببر سوار تاجدار جادو۔ ملک سنجر تاجدار جادو۔ ملک مخبر شاہ تاجدار جادو۔ ملک
فیروز رخ جادو۔ ملکہ شہزور آسمان شگاف جادو۔ ملکہ ہزار چشم چہل دست جادو۔ ملک
ناوک پران روئین تن جادو۔ ملکہ ثمر سپہر انجم سیاہ جادو۔ ملک نوطرز زمرد پوش جادو۔ ملک
مہیب دیو سوار جادو۔ ملک بہرام مریخ افتخار جادو۔ ملک شورہ زار نمک پاش جادو
ملک فیلان بن خرس خرسان جادو۔ ملک صحرا نورد گرد باد آفرین جادو ملک عقرب خوار
زانو سیاہ جادو۔ ملک قوی ہیکل دنیا بدوش جادو۔ ملک سحاب قطرہ زن جادو۔
ملک رعد آواز بلند جنگل جادو۔ اور علاوہ ان بادشاہوں کے صحرا و کوہستان کے جو ساحر کہ مالک ہیں
وہ بھی روانہ ہوئے مثل ان کے قرار جادو۔ فرجام جادو وانقاس جادو عمران جادو۔ صدف جادو
ہدف جادو گوہر جادو واقدس جادو۔ محکم جادو۔ حاکم جادو۔ حکام جادو۔ محکوم جادو۔ آواز جادو
اعزار جادو۔ کاہن جادو۔ کہیل جادو۔ قائم جادو۔ مقیم جادو۔ مقام جادو۔ سرحن جادو۔

امثال جادو۔ طغیان جادو۔ یہ سب ساحران نامی لاکھون جادوگران گرامی سے چلے رُخ گیتی سیاہ ہوگیا عالم مین طوفان برپا ہوگیا **مرزان** وزیر کے پاس نازل یہ سب طلسم **نور افشان** مین جمع ہوئے وزیر مذکور ان سب کو ہمراہ لیکر خدمت ملکہ موصوفہ مین چلا ملکہ منتظر آمد لشکر تھی کہ یکایک ابر زرد سرخ و سبز ظاہر ہوئے اور فوج نصرت موج کی آمد شروع ہوئی روئے ہوا پر ایک اور دنیا بسی ہوئی دکھائی دی اول **مرزان** وزیر نے آکر مجرا کیا پھر ہر ایک شاہ اور شہزادی آ آکر باریاب خدمت اور فیضیاب تسلیم و کورنش ہوئے ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر اپنا اپنا طیار رکھو مین سوار ہوتی ہون برسم یلغار چلون گی یہ حکم سنکر **سلطان شعلہ بدن** نے عرض کیا کہ آج کی شب جی چاہتا ہے کہ اس بیابان مین روشنی دیکھئے **برالن** نے کہا ہان روشنی دیکھیگی یہ کہکر منھ پھیرا اور اختر مرد اربدیا بالون سے نکالا تمام جنگل مین روشنی ہوگئی سبنے کہا اے ملکہ یہ عجب چیز دیکھنے مین آئی ملکہ نے کہا یہ روشنی اب چلکر لشکر **افراسیاب** مین دیکھنا یہ کہکر تمام حال شاہ جادوان کے لشکر جمع کرنے کا بہر قتل **عمرو** بیان کیا سبنے کہا جب ہی دھوپ کا رنگ متغیر تھا معلوم ہوتا تھا کہ فوجین کہین جاتی ہین اچھا پھر ہم سب فرمایئے تو کوچ کر جائین ملکہ نے کہا مین خود چلتی ہون دیر نہین ہے یہ کہکر وزیر خوش تدبیر کی طرف دیکھا وہ تو سب سامان سے آیا ہی تھا اُسنے اشارہ ملکہ دوران کا جب پایا خیمہ دل بادل نام اژدر پیکر بارگاہ زر بفتی چالیس ہزار ساحر کی حفاظت مین آگے بڑھی ایک خیمہ مختصر سا استادہ ہوگیا ملکہ اس خیمہ مین گئی کشتی لباس فاخرہ کی سامنے آئی تاج برازلعل و گوہر سر پر رکھا جسکا یہ مرتبہ تھا کہ **ابیات**

نخل گل باغ سلطنت ہے / فانوس چراغ سلطنت ہے / ہے اسکے سبب بہار جاوید
ہے نخل ربیع کا وہ خورشید / ہے نقطۂ گل یہ تاج زرتار / دور فلکی ہے خط پرکار

قبائے فرمان روائی کو زیب جسم نازک فرماکر خاتم نگین دولت طرازی انگشت مین پہنی **نظم**

کیا مہر ہے مُہر بادشاہی / نقش رسم جہان پناہی / ظاہر ہوتا ہے مہر کیونکر
ہے مہر سکوت اپنے لب پر / کچھ خاتم جم سے نہین کم / ہے زیر نگین تمام عالم

اختر مرداربد جوڑے مین رکھا پنجہ سحر ہاتھ مین لیکر برآمد ہوئی ایک فیل سفید پر تخت کھینچا تھا بنگلہ زمردنگار اسپر پڑا تھا تخت کے چارون کونون پر گلدستے جواہر نگین رکھے تھے کہ **ابیات**

وہ تخت کہ مثل تخت جم ہے

تسلیم کو آسمان بھی خم ہے / گردون سے بلند پایہ اوسکا / ہے قطب فلک پہ سایہ اسکا
زیبندہ اگرچہ فرش پر ہے / رفعت یہ ملی کہ عرش پر ہے / وہ فیل سفید جسپہ تھا تخت
رفعت مین بلند جیسے ہو بخت / وہ فیل کہ جس سے تھا جہان پست / مانند زمین تھا آسمان پست
اس فیل پہ ہو کوئی جو اسوار / جینے سے ہے سہل اسکو گفتار / بیٹھی سر تخت جب وہ گلفام
تھا فوج مین اسطرح سرانجام / جادو کا سجا تھا توپ خانہ / تھرآئے نہ کس طرح زمانہ
ہمیشہ نظر جو آسمان ہے / بیشک اسی سحر کا دھوان ہے / پیدا جو دھوئین مین تھے شرارے

گویا کہ میں رات کو ستارے
رہتا ہے کہاں عدد کا انبوہ
مغلوب ہوں کیوں نہ سپاہ اعدا

گولے کرتے تھے کار دوزخ
آواز سے شق ہو جبل کوہ

دشمن کے لیئے شرار دوزخ
فوج ایسی ہو شہریار ایسا

ملکۂ ذی شان جب سوار ہوئی چار لاکھ علم کے پھریرے بادلے کے کھلے
تعریف اسیر کوکب روشن ضمیر اور بزرگان طلسم نور افشان کی لگی تھی ہزارہا نقارۂ سیمین و طلائی
اژدرون پر جو بار تھے بجنے لگے ساحران نامی سحر کی نیرنگیان دکھلانے لگے اب منزلون تک زمین سحر مین
مبتلا ہو گئی دریائے زخار سحر سے بہنے لگے کسی دریا کا پانی برنگ یاقوت احمر تھا اسیر آگ کی نادین
اور بل نظر آتے تھے جانور آتشی بہے جاتے تھے دس دس منزل تک شعلہ جوالہ سرکشیدہ ہوتا آگ کا پرکالہ اڑ کر
جاتا اژدہائے آتش شرار جسکو دیکھ کر خوف لگتا ہزارہا اگیا بیتال آگ برساتے جنگل مین نظر آتے غول ہائے بیابانی
غل مچاتے ایک ایک ساحر اژدر صورت جب پھنکارتے مار فلک کو دم دبا کر بھاگتا یا دوڑتے کسی طرف لیئے ہوا سے
موتی برستے ہزارہا چاند بدلیون سے نکلتے اور غائب ہو جاتے آفتاب بن کر پھر نظر آتے کبھی اندھیرا ہو جاتا اسمین
ہزارہا ستارہ ٹوٹتا صحرا مین شرارے جگنو کی طرح اڑتے فتنہ و شرارت کے خوف سے بھاگنے کو منہ موڑتے کبھی
ہزار من ابر پیدا ہو کر برستے چمکتے ان پر لاکھون پتلے چینی اور بلور کے نظر آتے تجانۂ آذری کو شرماتے کبھی
ہزارہا بجلیان چمک جاتین آنکھین بند ہو جاتین رعد گرجتا کسی سمت باغ آتشین نظر پڑتا جس مین
ہزارون نہال شرر باری کرتا آگ کے پھول پھولتے طائران ہمنفس ققنس شاخون پر جھولتے کروڑون اژدرین
خونخوار مہیب صورت طویل قامت منہ لیئے پیچ کرتے مار بیکار رتے شعلہ تیزی سے جی نہ ہارتے بلائے جہان ایک
جہان اور پیدا ہوا تھا ہزارہا اگیا لکھو کھا برج و گنبد نقرئی و طلائی و جواہرین رو دسے ہوا پر بنے تھے آئین سحر
ستا ہے جھڑتے تھے ساحران فیل صورت دشتی پیکر و اژدر چشم سر نکالتے تھے جے سامری کے نعرے مارتے تھے
ملکہ پران کا فیل سفید کبھی آفتاب بنجاتا کبھی مثل کوہ بلند کے نظر آتا گرد اس کے شہزادیان تلعون کے حلقہ کیئے تھی
اٹھارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر اسباب سحر و ساحری ہاتھون مین لیے گھنٹے اور ناقوس بجاتین سر پر ملکہ کے چتر گردش
مین تصویرین درہم کی سامنے دمبدم آتین گانی بجاتین جیسے ملکہ کو علم سیمیا خوب معلوم تھا کہ شعبہ اوہام کو حکم رقاصی پاتھا
لج ہوتا تھا آفتاب کا دف فلک کے شرمندہ ہو کر چھپا لیا تھا زہرہ کو فلک سوم پر غش تھا زبان ناہید چرخ پر
غش غش تھا گرد ملکہ کے جو شہزادیان تھین وہ سب آفت جہان تھین طاؤس اور ہنس سوار تھین نہایت حسین
و طرحدار تھین اگر بلبل گلزار انکے بدن پر نگاہ کرے آتش گل کو اشکون سے بجھائے تمام عمر آہ کرے تن
ہر ایک کا وہ آئینۂ مصفا تھا کہ ہر عضو بدن مین عکس چہرہ پیدا تھا بلکہ رنگ جان ہویدا تھا یہ لطافت کا
نقشہ تھا وہ انکا رخ شفاف آئینۂ سکندری کیا آئینہ مہر و ماہ صاف نگاہ لیسان شہباز مژگان چشم
چنگل شہباز دراز ابرو مژگان ہمراہ شمشیر بران و خدنگ جانستان یہ سب بعظمت و شان
آج سرون پر رکھے گاتیان دو پٹون کی باندھے پان کھائے ہوئے سپر آتش دشمن پر اٹھائے ہوئے

افسون خوانی کرتیں شعبدہ بازفلک کو نام دھرتیں روانہ تھیں گھٹائیں سر پر چھائی ہوئیں بہاریں باغ سحر میں آئی ہوئیں طائران سحر اُس بدلی میں زمزمہ سرائی کرتے گل طرح طرح کے کھلتے اس سامان کے علاوہ بہادران رستم وقت وسہراب توانان بھی مرکبہائے پر مذر سوار تھے ہزار ہا مرکب کوتل بازین مرصع کار تھے اور فیلان جنگی کے پرے جن پر ہودج کسے ہوئے زرنگار تھے اور ہزاروں طرح کے عمدہ رہوار تھے بہادروں کو جسم پر ہتھیار سجے تلواروں کی چمک سے خنجر ہلال کے ہاتھ سے گرتا نیزہ کو دیکھ کر ترک فلک سینہ تاننے کا قصد کرتا خلاصہ یہ کہ کوئی سامان ایسا نہ تھا جو اُس لشکر میں نہو تا خیمہ وخرگاہ اسکیں راوٹیان قلندریان بیچ بے وغیرہ فیلان پر مذر بار کرکے خیمہ اگروون عنبر سوجان سے نثار اس کروفر اور جاہ وجلال سے یہ لشکر ظفر پیکر روانہ تھا

نظم

عجائب اور غرائب سب جہان کی
کہیں نیرنگی گردون سے بہتر
کرشمہ سنج یون ہوتے تھے ساحر
دھری اس آتش سوزان میں لکڑی
ہوا پیدا اوہین اک بحر زخّار
اُٹھا اک جوش تب دریا کے اندر
ہوئین پریان بہت اُس سے نمودار
لگے آتش کے پھر شعلے نکلنے
عروسان گلستان تھے ہوا پر
خوشی سے اُڑ چلے پھر گل شمشاد
ہوئی پھر روشنی کچھ آشکارا
زہے دولت زہے حشمت زہے جاہ
گلون مین ساحرون کے سرخ جوڑے
نہ تھا دنیا مین ہرگز مثل اُنکا
لباس اُنکے جواہر کار و پر زر
تماشائی ہوا رنگ جہان سب
کہ شب وہ جلسۂ عشرت مین گذری
کیا رنگ سحر نے اسکو خورنگ
کھلایا حسن جادو نے یہ گلشن
ہزارون رنگ کے پیدا تماشے
ہزارون برج اور گنبد تھے زرکار
وہ جادوگر نہان افسون کے ماہر
ہوا تاگرد دُھوان آتش سے پیدا
لبندیا ہوا پانی ہر اک بار
ہوا پھر دیر مین شق آب دریا
نہایت خوبصورت نیک اطوار
ہوا دم بھر مین پھر غائب وہ دریا
نکالے طائر رنگ حنا پر
ہوا پر اڑتے تھے جو شرر بار
شب نے ا ہ کا چمکا ستارا
جلو مین سب پدان ارکان دولت
سجے ساز طلائی سے تھے گھوڑے
سوا اُنکے کنیزین سب طرحدار
فدا ہون حور وغلمان صورتون پر
اسی صورت سے یہ تو راہ مین تھے
سحر پیدا ہوئی اُس شام غم کی
ستارون نے چرائی آنکھ اک بار
ہزارون تھے گل مہتاب روشن
تماشائے پری رویان ہوا پر
ستارے اُنسے ہوتے تھے نمودار
انگیٹھی سحر کی جو شعلہ زن تھی
بڑھا ایسا کہ سب عالم تھا لالا
ہوا فوق سما سے جب برابر
برلایا رنگ وہ سیلاب دریا
یکایک منہ سے اور نتھنون سے اُنکے
ہوا پھر ہوا اک باغ پیدا
سنے پھر قمریون کی کون فریاد
نکلتے تھے دہن سے ار ہر بار
کہانتک بیان سامان ہو واہ
برستی ہر طرف تھی شان وشوکت
مرصع ساز تھا اُنکا سراپا
سراپا نور اور خورشید رخسار
سواری شان عظمت سے تھی عجب
اودھر احوال اب صبح کا سنئے تو
شب آخر کا بالکل فق ہوا رنگ
سجی خورشید کی گردون نے دستار

صبح عشرت صبح شاہ خسرو سپہر آفتاب لشکر انجام مین روشن ہوا اور سواری خسرو خاورسی طلسم افلاک سے روانہ ہوئی

عالم مین نور افشان ہوئی لشکر حیرت مین طبل گڑگڑائے منادی نے ندا کی آج قتل عمرو ہے جسکو دعوی مردی کا
ہو وہ ہوشیار ہو جائے یہ صدا کان مین مہرخ و بہار کے بھی پہونچی بس اُسی وقت لشکر ظفر پیکر مین طبل و بوق کی
صدا بلند ہوئی کہ سے چو آواز طبل آمد برون ۔ بہ پیچید بر خود فلک نیلگون ۔ دو جلیت تمامتر تہمارے
جانستان جو دشمن کے سر کھانے پر منہ پھیلائے ہوئے تھین بہادرون نے زیب کمر فرمائین جانین نثار ہونے کو
آئین زرہ و بکتر خود و غود چار آئینے روئے فتح و ظفر کو جبین معائنہ فرماتے آراستہ تن کیے پیدا مخالف و دشمن کے
نیزون کی سنان سینہ عدو کی مدعی و وار پار ہونے کی شرط بدی ہوئی سنائین زہمین ستارہ طالع حریفان کو
بلندی دکھا کر پستی کی خبر دیتی تھین تنکر سرکشون سے نوک کی لیتی تھین خنجر طلبگار خنجر دشمن تھے عمود کلہ شکن تھے
ہر سمت ٹڈی دل اُمڈا تھا ملک شجاعت کا یہ میدان ڈانڈا تھا ساحرون نے رات بھر سحر اپنے جگا ے
تھے پیر جو قابو مین آئے تھے انھین اُس وقت بُلایا تھا جبینیت مین جان کھانے کی حریف کے ہر ایک آیا تھا
کلوا بھیرون نار سنگ کی چوکیون کو گوکل دیکر بجھایا ہر سمت سے بگیر و بہ بند و بکش کی صدائین آتی تھین بغیر قتل و قمع
خوف سے جانین جاتی تھین لشکر مین کسی طرف پکارتی کہ مار لیا ہے کہین سے یہ صدائین آتی تھین کہ نام کیا ہی
اور سر دیا ہے کوئی جوان تن کر کہتا کہ ہنگام مقابلہ اپنے ہمنبرد کی ٹانگین نہ چیرون تو کچھ کام ہی نہ کیا کوئی پکارتا
کہ جو رنگ ہوائی دشمن کو نہ کاٹا تو نام ہی بر باد دیا کہین یہ غلغلہ تھا کہ یہ گو ہے یہ میدان ہے بڑا مجکو آج
ہی کے دن کا ارمان تھا اب وہی سامان ہے غرضکہ کسی جانب سے سوار آمادہ کارزار چلے کہیں طرف سے پیادے
جان دینے پر آمادہ ہو کر منچلے پن سے بڑھے ساحرون کے غول بروے ہوا اُڑتے نظر آئے فتنہ و آشوب
مثل بلا فلک سے اُتر آئے ہنس و طاؤس و اژدر نیل کے غول تھے شعلہ فشان شیاطین و خبیثات و غول تھے
مہرخ و شکیل و نافرمان و مخمور و طاؤس لرزان و زلزلہ و سرخمو و مشکین و رعد و برق و
ہلال سحر افگن و بہار و آفت وغیرہ تختہائے سحر پر سوار ہوے اور گردان کے سب سردار ہوے
ناقوس نوازون نے جوف ارض و فلک کو ناقوس بنا دیا طائران سحر کی زنگین بدنی نے روے ہوا کو طاؤس
بنا دیا اُدھر باد سحری سے خندہ گل کا دشت مین کڑکا ادھر نقیبون کا کڑکا وہ نور کا تڑکا نوبت کی تکو جھاجھو کا
شور ہوا ٹھنڈی ٹھنڈی آتی ہوا سے شجاعت بہادران بڑھاتی چراغ زندگی جھلملاتا نور دیدہ بصارت
ہمت شجاعان کو بڑھاتا صحرا مین تراوٹ شبنم کی پائی جاتی اُبر گلزار لشکر اسلام پر چھائی تھی گل ہمہ تن
گوش ہو کر برنگ حشیان خبر سننے پر کان لگائے غنچہ چٹک کر کیا ہوا کیا ہوا پوچھتے ستارہ ہائے فلک
خوف سے چھپ گئے تھے سنان ہائے نیزہ بسان ستارہ چرخ چمکتے تھے نسیم سحری جو دشت مین سن سن چلتی
تھی دلاوران بہار کی تیز انگنی تھی کہ

نظم

سردار ہر ایک جسکا صفدر	بخشا دہ خدا نے زور وہ دل	ہمدرد اے احتشام لشکر
دیکھی ہے جو اسکی تیغ خوش آب	چکر مین ہے بحر مثل گرداب	رستم بھی نہو سکے مقابل
		اُسکی تیغ برق تمثال

دعواے اجل کا صورت حال | قربان در شکوہ تعظیم | کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم
عالم پہ ہوا تھا خوف طاری | تھا نعرۂ دور باش جاری | شمشیر سے اُسکے خون تازہ
زحسارۂ فتح پر تھا [illegible] زہ

یہ لشکر تو اس آن و بان سے اور اس شوکت و شان سے مرنے چلا تھا اُدھر حیرت نے اپنے تئین لباس و زیور سے مثل عروس شب اول کے آج اس لیے آراستہ فرمایا تھا کہ شہزادیاں قلعہ ہاے طلسم کی بعد تحسن و آرائش یہاں موجود ہین جمال مہر تمثال پریونکے مقابل اُنکے ہیچ و نابود ہین شاہ طلسم اگر اونھین کو دیکھے گا بازار ناز و ادا میرا سرد ہو جائیگا پس ایسا بناؤ کردن کہ میرا نباہ دشاہ سے رہے کسی پر نگاہ اُسکی نہ پڑے اور سے بناؤ سنبے چنانچہ ایسی آراستگی اُس زہرہ فلک حسن و ناز نے کی تھی کہ نظم

زنم کردین دل مریخ دہ پر زیب کرطے | جو لگا مین دل زہرہ کو بھی چھریان وہ چھڑے
اُسکے وہ ماہ دو ہفتہ سے جو رتبہ مین بڑے | دیکھے پا زیب تو خورشید فلک پاؤن پڑے
ڈھنگ بالون سے عیان دائرۂ نور کے تھے | تھے وہ برق کہ جیتے شجر طور کے تھے

اور حسن بھی اس شاہد رعنا کا بہتر از مہر و ماہ تھا بار رہا اُسکا بیان کیا گیا ہے چنانچہ یہ تو اس طرح تیار ہوئی ایک طرف لشکر خداہان دربند طلسم کا کر بالمد رہا تھا ہزار ہا نشان کھلا تھا تمام دنیا لرزتی تھی آسمان سے آفت برستی تھی اس ہنگامے مین یکایک ہزارون نفیرون کو دم ملا اور شور ربوق و دہل تا بہ گنبد سما پہونچا ملکہ حیرت سوار ہوئی فیل پیکر پر زین پڑا تھا اس پر تخت جواہر آگین بچھا تھا اسی پر ملکہ کا جلوس ہوا گویا جانب فلک روانہ کاؤس ہوا میدان جنگ کا مقرر ہونا دشوار تھا کثرت مردم سے پُر دشت و کہسار تھا پڑاؤ ہی پر کمربندی ہوکر صف کشی ہوئی اور اس لشکر کو تو ضرورت لڑنے کی بھی نہ تھی صرف منظور تھا کہ خواجہ عمرو کو قتل کرین اور اُن کے حمایت کرنے والون کو رد کرین الحاصل جب لشکر تیار ہوا ابر سحر چار سمت سے اُٹھکر برسا گرد و غبار بیٹھا فتنہ و فساد اُٹھا رووں کا لشکر جمع ہونیکا سامان ہوا ملک الموت تخت حکومت پر بیٹھا دریلے آہن جوش پر تھا جدھر نگاہ جاتی تھی اور جہان تک نظر کام کرتی علمہاے لشکر دکھائی دیتے تھے اور نقیبہاے بلند آواز شور کرتے تھے چوب نقارون پر پڑتی تھی کہ ابیات

وہ شور کہ ہوش گرم پرواز | تھے بوق و نفیر لب سے دمساز
لشکر کا ہجوم و شور ناقوس | فیلون کی قطار و فیل طاؤس
تھا رنگ جہان گر دگرگون | اُس روز نیا تھا دور گردون
تارے نہین اسقدر فلک پر | جتنا کہ تھا وان پہ جمع لشکر
تھی کون سی جو بلا نہین تھی | آفت کی کچھ انتہا نہین تھی

اس طرف لشکر ہمراہ لیکر مہرخ نامور جو روانہ ہوئی تھی راہ مین قران سے کہتی تھی کہ افسوس اے برادر دل کی حسرت دل ہی مین رہی اور اجل آگئی شہزادہ اسد کو بھی ملکہ مہجبین سے تخت سلطنت پر طلسم کے

بھاگ نہ سکے کہ رہبر و ملک عدم ہوے قران کہتا تھا کہ اے ملکہ بمصداق آیہ وافی ہدایہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ
کچھ خطر با افضال پروردگار رکھو اور خیر اگر ہم سے اور کچھ نہ ہو گا تو یہ ضرور کرین گے کہ ایک ایک بندہ سر بر افراسیاب کے
لگا مین گے ہو سکا تو راہ ملک عدم اس نابکار کو بھی دکھائین گے اسی طرح اور سردار بھی کفن سر سے باندھے جان
دینے پر آمادہ باتین بانکپن کی کرتے روان تھے آخر لشکر دریا مثال دشمن کے قریب پہونچ گئے اور صلاح کی کہ ایک
طرف جا ہی پڑو یا اس انبوہ کو خاک مین ملا دو یا اپنی ہستی مٹا دو ملک نیستی کی بستی بسا دو نام کر جاؤ تہلکہ ڈال
دو شجاعت دکھا کر مرجاؤ یہ مشورہ کرکے جو بہانے سحر تھام کر سب یکدل دیگر دہ ہو کر نعرہ لئے کوہ شگاف
کھینچکر جا ہی پڑے سر سے یہ بحر ناپیدا کنار کے ملکہ اختر بن طول درازقد کی فوج صف کشیدہ تھی اسی پر
مثل آفت کے یہ سب ٹوٹ پڑے شور قیامت خیز برپا ہوا سحر کی تلوار چلنے لگی گردنون کی بھرمار ہوی مہرخ
نے ماش کا چھرا مارا ملکہ اختر منشیر پر سوار استادہ تھی اُسکے شیر پر وہ چھرا پڑا کہ اسکو جگر آیا اس اثنا مین
ایک تیر بلی شیر کے آکر لگا کہ وہ گرا اختر اسکے گرنے سے زمین پر کودی فوج نے اسکے جانا کہ ملکہ ہماری
کام آئی یہ معلوم کرکے بیدل تمام لشکر ہوا اور فوج نے جو شکست کھائی پیچھے قدم ہٹایا لشکر اسلامیان آگے بڑھا
اور ملکہ مشکین مو نے ایک سل کئی ہزارون کی بھیڑ سے اڑائی سترہ سو نگمہ اس سل کا کھیلا اور لشکر پر دشمن کے گرا سترہ
سو ساحر ہلاک ہوے بیرون نے تمکے غل مچایا اندھیر اچھا یا اس لشکر کے بعد ملکہ دریا بار ماہی گیر جو بڑی زبردست
ساحرہ ہے مع اپنی فوج کے صف آرا تھی اُسنے کہا کہ اے لوگو یہ کیون شور مچاتے ہین کیا ہوا ہے اسقدر
کثرت سپاہ ہے کہ کسی کو مہرخ کے آنے کی خبر نہین ہوا اسوجہ سے یہ حال اسنے پوچھا ہنوز کوئی کچھ بتانے
نہ پایا تھا کہ سلیمانان اسلام نعرہ زنان آپہونچے دریا بار اپنا نہنگ بڑھا کر چلی بہار نے اسکو آتے دیکھکر
ایک گنجینہ اپنے گلدستے سے لیکر زمین پر مارا جہان وہ گنجینہ گرا وہان سے پانی جوش مار کے نکلا اور بڑھکر
مثل دریاے ذخار موج زن ہوا مچھلی اس بحر سے تڑپ کر کنارے پر آئی بہار پکاری کہ ملکہ دریا بار
یہ مچھلی قابل شکار ہے یہ کلمہ سحر کا تھا دریا بار نہنگ سے لیے دریا مین کود گئی اور مچھلی کی تلاش مین آگے بڑھی
اُسوقت ایک نہنگ دریا سے پیدا ہوا اور اسکو نگل گیا ملکہ بہار کی سب نے تعریف کی کہ اے ملکہ یہ صنعت آپ
ہی کے واسطے ہے کہ جیسا اسکا نام دریا بار تھا ویسا ہی آپنے سحر اُسپر کیا ملکہ نے کہا یہ وقت مدح و ثنا کا نہین ہے ادہر
ہی لڑتے بھڑتے کسی طرح حیرت تک پہونچ جاؤ یہ سنتا تھا کہ برق جلوہ چمک کر چلی اور عرق مین بہا دریا بار
کی فوج مین آکر نکلا اور جتنا ساحر بیہوش ہو کر گرے اور یہ برق آکے گری صفحے لشکر صاف ہو گئے لگین
تیرون کی بوچھار ہونے لگین لشکر مین آگ برسنے لگی فوج دریا بار تو اپنے مالک کے غائب ہونے سے شکستہ دل
تھی ہی بھاگ کھڑی ہوئی پشت پر سے سحر کی مار تیرون کی بوچھار نیزون کی انی پشت کے پار تیر و شمشیر و خنجر کی دھار
مسافران دین نے حملہ کیا اور دشمن کی صف پہونچے سلام آگرے پھر تو تیغ بران جو سیلان مصیبت زدگان بازخم سے لخت لخت جسم کھتی
تھی اسدم علم ہوئی شجاعون کی بن پڑی خنجر گلوگیر خنجر جو جوہر شمشیر و خنجر اسی حسرت مین دانت نکالے تھے کہ دشمن کو بد

کرین سنان نیزہ کی زبان پر کہ سینون سے ملین تیر آہ مظلومان بن کر جگر کے پار ہون کمانین کشیدہ خاطرون کی طرح کشیدہ تیر بھی سیدھی سوفار کی گفتار ہر بات پر تکرار چلے سپر کڑک کر چلاتے تیغ نیزے وار زر دشمن کو چڑھاتے تیر رنگ سرہنگ غدار ہاتھون ہاتھ قدم بڑھاتے آب و تاب آہن چشمہ خورشید پر چمک فگن تلوار کی دھار کا دریا بار رہا جیسے ندی گھٹنے کے دن اساڑھ پر سفینہ جان بہادران تلاطم مین حوصلہ کا بادبان کھلا ہوا غرق قلزم رزم ایسے کہ خوش مجھ مین نہ تم مین شجاعون مین تو یہ ہنگامہ برپا تھا ساحرون مین یہ معرکہ تھا کہ آندھیان سیاہ آتی تھین بدلیان چھائی تھین بلا کا دنیا مین نزول تھا آتش فشان ہر ایک حول تھا رو بہ زوال دنیا کو سمجھا وہ سمجھ کر کالا کیا تھا چہرہ فلک پر ابر نے بڑھ کر ڈالا تھا انہین نہین دہر غدار پر کھیل ڈال کر رونے کا ارادہ تھا غبار نے اڑ کر چشم آفتاب مین خاک جھونکی تھی پر آشوب زمانہ تھا تیغ تاریخ تاریک گلستان جان و تن کے پھل تھے کہ گرے اور سرو کے جابجا تختے بل تھے لہو برستا تھا اولا بادل تھا اسلحہ کی چقاچاق صدائے رعد تھی جادو کی بجلی چمکتی تھی کہ

ابیات

ہر سمت تھی سحر آزمائی	اُس سحر سے کفر کی صفائی	اُڑتے تھے بگولے جلتے تھے پیر
سپیرون کی گھٹا تھی بارش تیر	جادوگہیان و سحر کاران	کیا کیا نہ اُٹھا رہے تھے طوفان
ذرون کو بناتے تھے تابان	برساتے تھے سنگ جائے باران	جلاتے تھے جو چرخ تک شرارے
گرتے تھے وہان سے بنگے ایسے	اسجا سے بھی وہان لگی آگ	بڑھتی ہوئی فوج مین چلی آگ
حلقوم کٹی ہو جیسے قضا مین	پر جاتھین ہزار کربلا مین	

ہرچند سجلون نے یہ آفت برپا کی تھی لیکن وہ جمعیت ایسی نہ تھی کہ پریشان ہو جاتی اور وہ فوج ایسی نہ تھی کہ شکست کھاتی لشکر ساحران تھا خاطر پریشان نہ تھی فوج شاہان تھی دل شکستہ عاشقان نہ تھی کہ درہم برہم ہو جاتی ہزارون ساحر لشکر چرخ کے کٹ گئے مر مٹا لاکھ بہت ہوتا ہے یہان تو اتنے تھے اُنھون نے بھی جانبازی کر کے لاکھون کو مارا مگر ایک کنارہ بھی اُن مجمع نا پیدا کنار لشکر کا کم نہ ہوا کسی کو کسی کے مرنے کا غم نہ ہوا خیال بھی کسی کو نہ تھا کہ کون لڑنے آیا ہے اور یہ ہنگامہ کسنے مچایا ہے جب زیادہ شورش فوج اسلامیان کی بڑھی ناظمان طلسم نے افسران لشکر کو اپنے حکم دیا کہ ایک ایک ساحر لشکر دشمن پر دس دس ساحر ملکر سحر کرین اور ہوسکے تو لپٹ کر انکو اسیر کرلین افسر یہ حکم پاکر ایک ایک دس دس جنس پھونکتے چلے تھے کہ یکایک اسی ہزار نقارے پر چوبین پڑی دریائے خون میدان جوش مین آیا زمین و آسمان کو زلزلہ ہوا آمد شاہ ساحران یعنی افراسیاب بے ایمان کی ہوئی تمام فوج تھم کر تماشا دیکھنے لگی سامان جاہ و حشم نظر آیا ہزارہا نشان سحر کے تپلے لیے کھلا ہوا ہر ایک کا پرچم نظر آیا پھر گیارہ سو نازنینان زہرہ جبین ہاتھون مین چھڑے لیے گذرین پھر کسی سو پریزادین حلیان یاقوت کی بھرائی دکھائی دین اور کسی سو رنگ کھیلتی ہوئی نکلین انکے بعد ایک تخت بیچ مین فیروزہ کا اور گرد اسکے کئی سو تخت چاندی سونے کے تخت فیروزہ کے کٹہرہ یاقوت کا مسند زرنگار بچھا ہوا امیر شاہ جادوان بیٹھا تھا اور گرد جو تخت تھے امیر لولیان قمر طلعت و رامشگران مہر صورت سوار تھے طبلے پر تھی سازنگیان بجتی ناچ ہوتا اُس رقص کو دیکھ کر سر پر فلک پر خورشید بھی ناچتا دل پیر فلک کا پھڑک گیا تھا سر پر

بادشاہ کے ابر سرخ رنگ چھایا اُس ابر کے کنارے روپہلی رنگ کا بادل نظر آتا تھا اس رو سے ہوا صبح تھا
اس میں روپہلی گوٹ کی سنجاف تھی رنگ زمانہ کا بدلا ہوا صورت خلاف تھی اس بادشاہ کی سواری کا تجمل
بارہا بیان ہوا ہے ایسی شوکت و شان سے یہ تاجدار آیا اور شور لشکر یہاں جو اُسنے راہ میں سُنا تھا تو باغبان و
فیروز شاہ وغیرہ سے پوچھتا آتا تھا کہ یہ غوغا کیسا ہے وہ عرض کرتے تھے کہ شاید لڑائی ہو رہی ہے بیرغل
کرتے ہیں ساحر مر رہے ہیں غرض یہاں جب آکر پہونچا دیکھا کہ لشکر مہرخ آکر میری فوج پر گرا ہے برق جادو
تڑپ رہی ہے رعد گرج رہا ہے قران عیار خندہ مارتا پھرتا ہے یہ دیکھ کر اُسنے سحر پڑھا ایک گھوڑا
بہت بلند کوہ پیکر پرند ساز و یراق سے درست ہوا کہ جھپٹ اُڑتا ہوا آیا یہ جست کرکے اُس مرکب پر
سوار ہوا اور جانب آسمان چلا اور بہت بلند ہوکر نعرہ زن ہوا کہ منم افراسیاب یہ نعرہ اسکا تمام لشکر
مہرخ نے سُنا برق جادو تو سرد ہوئی رعد کا دم بند ہوا عیار بھاگا کی بھاگ گئے لشکر سے دور نکل گئے
اور تمام لشکر لڑنے سے رُک کر جانب بادشاہ دیکھ رہے تھے کہ یکایک شاہ نے ایک نارنج اپنی کمر سے نکالا
اور لشکر مخالف پر مارا اُس نارنج کے شق ہونے سے پانی برسنے لگا اور ہر ایک ایک بوند اسکی ہر ساحرہ اور ساحر
کے سر پر پڑی اُسوقت بادشاہ نے گھوڑا اپنا نیچے اُتارا اور سر لشکر پر پہونچا دوسرا نعرہ مارا کہ اے ملکہ مہرخ و بہار
و فلاں فلاں تم سب مع اپنے لشکر کے پھر جاؤ اور رنج میں عمرو کے جتنا تم سے ہو سکے خوب روؤ اور جس قدر
پیٹا جائے پیٹو سر دل پیٹو خاک اڑاؤ بچھاؤ بین کھاؤ کیونکہ اب عمرو کو میں قتل کروں گا پھر تمہارا ایسا شفیق
قتل ہوا اور تم ماتم نہ کرو حیف ہے کہ اسکا غم نہ کرو بس جلد ہتھیار پھینک دو اسباب ساحری دور کرو دل رنجور اپنے
ناصبور نہ کرو یہ کلمات ایسے پُراثر تھے کہ بمجرد سننے اس نعرے کے تمام سرداران لشکر نے گریبان اپنے پھاڑے
اور سواریوں سے بے سحر کی اُتر کر جانب صحرا ہائے عمرو وائے عمرو کرتے چلے علمہائے لشکر سرنگوں ہوئے
طبل و بوق نعرۂ ماتم و شیون لگاتے تھے نقیبوں کے دل خون ہوئے طاؤسان سحر کے آتش رنج سے جسم داغدار
ہنس سونعل سے آتش بار اژدر زہر غم سے ہلاک پر چھا سے علم سرنگوں ہو سے جادوگریاں شمشاد قامت
برنگ طوطیاں فریاد کناں نونہالان ارجمندی پژمردہ لبان گلہائے بوستان گھوڑے غم سے سہمے
پھرتے ہاتھی خرطوم اٹھا کر سر پیٹتے فریاد کرتے جا بجا حشم لشکر کا خاک میں ملا ہوا سینہ داغوں سے ہر ایک کا
گلستان بنا ہوا گرد و غبار زمین ہر شخص اٹھا ہوا سر برہنہ گریبان پھٹا ہوا سر و زانو پیٹتا منہ پر طمانچے ہر ایک
لگاتا پھرا یہ سب سردار مع فوج جو اُڑ کے پرا اور کچھ بھی نہ آئے اسی ہیئت سے جنگل میں آکر ٹھہرے اور رو رو کر آب
اشک سے جل تھل بھرے سبزہ زار کو سینچنے لگے جب یہ لشکر مسحور بہ سحر ہو کر پھر اعمیٰ قران نے دور سے
اس ماجرے کو دیکھا دل لے کہا وائے مرد میں یہ کیا غضب ہوا بس صورت ساحر کی ایسی ہمانے تو پہلے ہی سے
تھا اور ہمراہ مہرخ اُترتا تھا چنانچہ یاد تو ہوا گا کہ تھا یا پھر لشکر دشمن میں آیا یہاں شاہ جادو ان مرکب سے
اُترا تھا تا طلمان طلسم بہ تسلیم دوڑے تھے نذریں گذر رہی تھیں بڑا ہنگامہ تھا یا اسی ہنگامہ میں قریب

افراسیاب خانہ خراب بادل بیتاب آیا اور تان کر ایک لبوہ اُسکے سر نحس پر لگایا اور کہا کہ وہ بادشاہ طلسم ہے کئی سو برس از خود نمودار ہو گیلن عیار مذکور ناچار رد جفر ایلایا کہ بیکار ہے جان دینا یہ مارا نہ جائیگا شاہ جادوان مخاطب بجانب شاہان در بند طلسم تھا عیار مذکور کا خیال نہ رکھتا تھا اسوقت اُسکی طرف نظر تیز دیکھا اور پکارا کہ اے زمین طلسم بگیر قران کے پانون زمین نے پکڑ لیے اسنے دل میں کہا کہ انا للہ اب قضا آگئی لیکن پروردگار کو غیرت آئی کہ بادشاہ نے دوبارہ کہا ملے قران میں جب تلک جاہون بسان حرف غلط صفحہ ہستی سے مٹادون لیکن اب جادو اور اپنے اُستاد کا قتل ہونا دیکھو اس کلام سے قران کے پانون زمین سے چھوٹ گئے اور یہ بھی بھاگ کر جنگل میں آیا اور دونیل بجالی برق ضرغام وجانسوز دوڑ آئے اُنسے کہا دیکھا تم نے کہ دفتر لشکر اُلٹ گیا اب کہو کیا صلاح ہے انھون نے کہا خنجر کھینچکر بوقت قتل اُستاد لشکر پر جا پڑین گے اور جان دیدین گے مہتر مذکور نے کہا خیر یہ تو کرنا ہی ہے مگر ایک مقام بلند پہ چلکر رجوع بدرگاہ عاجز نواز کرین اور خداے تعالی کو بتضرع و زاری پکارین کہ وہ ارحم الراحمین ہم سب پر رحم کرے یہ کہکر تینوں عیارون کو ہمراہ لیکر ایک گروہ پہاڑی پر آیا کہ وہان سے لشکر شاہ طلسم بھی نظر آتا تھا اور حال اپنے ساتھیون کا بھی دکھائی دیتا تھا چنانچہ ایکجانب تو سلامی شاہ طلسم کی ہو رہی تھی مجرائی برائے تسلیم گردن جھکائے تھے نعرے خوشی کے بلند تھے ادھر جنگل میں لشکریان مہرخ دردمند تھے العیاذ باللہ سات لاکھ آدمی لشکر کا ہائے عمرو ہائے کہکے روتا تھا زمانہ تمام ماتمکدہ تھا غور ماتم سے دنیا بھر گئی تھی ہائے ہائے کی آواز درودشت وکوہ و مجبور سے پیدا تھی ان لوگون کی صدا جہان تک چوٹ کھاتی تھی خالی مکان میں بولنے کی طرح آواز آتی تھی وہ سخت ماتم تھا کہ آہ بھی درودشت سے سر ٹکراتی تھی کوہ و بیابان کے دل پر چوٹ لگی تھی آہ بھی مدالعت پہ پہونے سے سوختنی تھی دود آہ ایسا بلند تھا کہ عالم سیاہ ہو اتھا سوز درون سے دنیا جلتی تھی گھوڑے روتے ہاتھی چنگھاڑتے مور نعرے مارتے سوار گریبان چاک پیادے سر پہ ڈالتے خاک تیر بشکل آہ لب سوفار پہ جاری نالہ جانکاہ کمان پشت خم کیے نیزے فرط دہشت سے زمین مین گڑے عمود کھلے زمین پر سکر کر خاکسار بنے تلوارین حسرت سے دانت نکالے دیدۂ جوہر سے عجب کیا جو بہین خون کے ہرنانے نازنینان ماہ پیکر خاک پہ پانون پھیلائے منھین زمین پر پچھاڑین کھاتین زمین برنگ گل زمین گلستان بنی تھی یہ گل ٹوٹے پڑے تھے ہوا ے رنج سے لوٹتے پھرتے تھے لاکھون آدمی جو آہ سرد بھرتے گلستان مین نسیم چلتی تھی خیمہ ہائے چشم سے اشک جاری تھے تو نہرون کی کیفیت نظر آتی تھی کانوں پر ہر ایک کا دامان چاک چاک گریبان موج ہواے رنج پانون کی زنجیر دلون مین جنون کی تاثیر آبلہ دل کا ناخون کے مشتاق آرام سے بیٹھنا شاق پہلو مین دل جلتا منھ سے دھوان نکلتا رگ رگ مین جوش خون سودا تصویر جنون تن سراپا جوش اضطراری نہایت بیقراری بہار حسن صرف خزان ہمراہ وحشت خراش غم نے شکل کتان خرمن صبر مین آگ لگی متاع ہوش وحواس لٹی ہوئی ہر شخص اُس حالت جنون زین اور ہزیان حزن اس طرح نوحہ خوان تھا

کہ بموجب

نظم

نالوں نے ہمیں جہاں سے کھویا — رو رو کے ان آنکھوں نے ڈبویا
ٹکڑے ہوئے آستین و داماں — سینے کی طرح پھٹا گریباں — ہر دم ہے زباں پہ آہ شبگیر
کمبخت کہاں گئی ہے تاثیر — تاثیر کا کچھ نہیں پتا ہے — اے آنسوؤ تم کو کیا ہوا ہے
تاثیر ہے کس طرف بتا دو — یہ کہہ ہیں اُس طرف بہا دو — نازل نئی ہمیہ یہ بلا ہے
معلوم نہیں کہ کیا ہوا ہے — قابو میں نہیں ہے اب دل زار — آنکھیں ہیں پر آب زرد رخسار
ہی ہی کریں اب دل و جگر کو — بیٹھیں رو رو کے اب عمرو کو — یہاں نالے تھے لشکر افراسیاب

میں خدا یا نے تھے شاہ مذکور نے بعد مزاج پُرسی شاہان دربار اُس بُرج کی طرف کہ جسمیں عمرو قید تھا سحر پڑھکر اشارہ کیا کہ وہ جیگر کھاتا ہوا اُدھر اعیار یہ حال دیکھ کر بلبلائے اور کارساز عالم رب اکرم کی درگاہ میں جبین سائی کرنے لگے کہ الٰہ العالمین بتصدق نور ہدایت معبود جناب ختم المرسلین و آلہ الطیبین ہم پر رحم کر اور ہمارے استاد کو قید غم سے چھڑا۔

نظم

سو جان سے غلام مرتضیٰ ہوں — ہمنام خدائے پاک ماول — ہر چند فقیر و بینوا ہوں
شاہنشہ و رونق ارانگ — کی عقدہ کشائی مسلا ایک — ہیں عقدہ کشائے کار مشکل
امداد کو اپنی آئیں حیدرؑ — جو فتح کریں گے جنگ خیبر — ہے تجھ سے دعا یہ رب اکبر
کیا حرز ہے نام شاہ مردان — اپنی مشکل بھی ہو گی آسان — دو انگلیوں پر اُٹھائیں گے در

یہ تو مصروف دُعا تھے مشغول گریہ و بکا تھے مقتدی قبول آمین کہتا تھا اُدھر شاہ جادو دان نے برج کی طرف افسون دم کیا کہ وہ دھواں بنکر اُڑ گیا عمرو اُس میں سے نکلا سب نے دیکھا کہ رنگ رُخ سفید ہے جسم زار و نزار ہے آبلوں سے تن افگار ہے شاہ نے اُسوقت ہنسکر خطاب کیا کہ کیوں خواجہ کچھ جادو جانتے ہو تو پھر کرو خواجہ نے آہستہ سے جواب دیا کہ میں جادوگر پر لعنت کرتا ہوں شاہ نے کہا اب حال لعنت ملامت کا کھلا جاتا ہے کچھ ہی دیر میں دھڑ پر سر نہو گا یہ کہکر رقعہ جمشید دیکھا اُسمیں ظاہر ہوا کہ عمرو کو جلد قتل کر اُس سے کچھ گفتگو نہ کر ورنہ وہ رہا ہو جائے گا اور اُسکو برج سے نکالنا اچھا نہوا قید رکھنا بہتر تھا اس حال کو معلوم کر کے اپنے سحر پڑھا کہ غبار زمین سے اُٹھکر ایک بنگلہ بنکر عمرو کے گرد ہو گیا پھر اپنے ساحروں سے کہا کہ میں جب اس بنگلہ کو غائب کروں تم عمرو پر تیغہائے سحری کر ٹوٹ پڑنا اور ٹکڑے ٹکڑے اسکے کر ڈالنا ساحر حسب ارشاد تلواریں اور حربہ ہائے سحر لیکر گرد بنگلے کے استادہ ہوئے اور اپنے چاہا کہ بنگلے کو غارت کروں ناگاہ بروے ہوا نوبت و نقارے بجے شاہ بہر نظارہ اُسی سمت متوجہ ہوا دیکھا کہ چار اژدر کشتی آتے ہیں اُن پر دو جادوگر علمہائے رنگ برنگ لیے بیٹھے ہیں پرچم ہر علم پر تعریف کوکب اور خواجہ عمرو و امیر تحریر ہے یہ دیکھتے ہی بادشاہ نے حیرت سے کہا کہ اے ملکہ وہ دیکھو عمرو کے حمایتی آئے معلوم ہوتا ہے کہ خود وہ مرد صحرائی کوکب آتا ہے ملکہ نے عرض کیا کہ پھر عمرو کو جلد مار ڈالیے شاہ نے کہا اب ان کو بھی آلینے دو حوصلہ دل کا اُن کے بھی نہ رہ جائے دیکھو تو

کہ مین کیونکر سب کو غارت کرتا ہون یہ کہہ کر ایک نارنج جانب فلک اُچھالا وہ نارنج بروے ہوا پہونچ کے پھٹا اور
دھوان اسمین سے نکلکر بادل بنا اور سر پر اُن چار لاکھ ساحرون کے چھایا کچھ ترشح ہونے لگا بوندیان جو آگ کی وہ لوگ
پہ پڑین سب کاغذ کے پتلے جیسے تھے کہ پگھل کر مع اژدر کے زمین پر گرے چار لاکھ علم سرنگون ہوے بادشاہ
نے ایک قہقہہ مارا تمام شاہان قلعہ نے تعریف کی کہ اے شہنشاہ کیا کہنا واہ سامری کو بھی یہ سحر نہ آتا ہوگا۔
اسی تعریف کرنے مین صداے نفیر سحر سنائی دی اور لاکھ سوار مرکب ہاے سحر پر بیٹھے لباس زرین پہنے ظاہر ہوے
شاہ جادوان نے اُن سوارون کو دیکھ کر پھر کچھ سحر پڑھا کہ ایک طرف سے دو سوار پیدا ہوے اور بادشاہ
سے قریب آکر عرض پیرا ہوے کہ آپ کیا حکم دیتے ہین اسنے کہا یہ جو فوج سوارون کی آتی ہے دیکھین تو یہ کیونکر
آپس مین لڑتی ہے یہ حکم سنکر وہ دونون سوار غائب ہوگئے وہ فوج آتی تھی کہ یک دو لاکھ سوار داہنی جانب
ہوگئے اور دو لاکھ بائین جانب بیچ مین میدان کھل گیا اور آپس مین ایک نے دوسرے پر حملہ کیا تلوار چلنے
لگی روے ہوا خون سے گلنار ہوا کھاے زخم سے تختہ گلزار ہوا تلوار جب علم ہوئی گردون نے سر اونچا کرنا چاہا
بہرام الامان زبان پر لایا کھچاکے کی آواز سے زلزلہ ہون گئی ہتھیارون کی چاچاق سے دُنیا بھر گئی روے ہوا سے
خون برسا عالم برنگ عرصہ جنگ گاہ ہوا امانت خلقت بادی کی بربادی کا نقشہ تھا یہ جنگ جو باہم آغاز ہوئی پیچھے
اس لشکر کے ملکہ مہ مثال نرگسی چشم آئی تھی اُس پر یہ حقیقت کھلی اپنا تخت اُڑا کر قریب تخت ملکہ بُران
آئی اور پکاری کہ اے ملکہ دوران آٹھ لاکھ کا لشکر ہماری طرف کا کام آیا بر سر جنگ افراسیاب ناکام
آیا ملکہ موصوف کے کانون تک جب یہ پیام آیا فوراً افسر مروارید کو ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کہ جہان کہین سحر
افراسیاب کا ہوتا ہو چل جائے ہمارا لشکر اُس لڑنے سے سنبھل جائے ایک لو اُس افسر سے جدا ہو کر غائب
ہوئی اور زیر زمین پہونچی وہان دونون سوار جو افراسیاب بناکے تھے باہم لڑ رہے تھے اور انھین کے لڑانے
سے سب فوج بروے ہوا جنگ آزما تھی پس اُن سوارون کے جسم مین یکایک آگ لگی جلکر خاک ہوے ادھر سواران
ملکہ بُران ہوش مین آکر لڑنے سے باز رہے شاہ جادوان نے اُن کو ہوش مین آتے دیکھ کر شاہان دربند سے کہا
ہوشیار ہو جاؤ حریف آپہونچا سب ناظمون کا لشکر مسلح تو کھڑا ہی تھا حربہاے سحر و شمشیرہاے آلودہ زہرناک
لیکر جانب حریف متوجہ ہوا ادھر ملکہ بُران نے حکم اپنے ناظمون کو دیا کہ ہان لے شیران دشت ساحری و نبرد آزمائی اب دیر کیا ہے
صید زبون تمھارا تمھارے سامنے کھڑا ہے لو اور شکار کرو یہ حکم دینا تھا کہ ہزار ہا بوق و نفیر جنگی فوج تو بھی ہوئی تھی
لینا لینا کہہ کر حملہ آور ہوئی اب تو وہ غوغا ہوا کہ شور محشر اُسکا ایک نمونہ تھا اُدھر سے فوج افراسیاب چلی ادھر
ادھر سے یہ ندی موج مار کر بڑھی ملکہ بُران فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیکر آپ غائب ہوگئی یہان فوجین جو باہم
حملہ آور ہوئین تو یہ ظاہر ہوا کہ دو جہان ٹکرا گئے کون و مکان کے ساکنون کو غش آگئے ہوا سے تیغ کے سناٹا ہے
کے سوا کچھ سنائی نہ دیتا تھا ہر سمت تکبیر و بکش کا غوغا تھا شمع جان عالم بجھ رہی تھی صرصر شمشیر چلتی تھی تلوار
علم ہنگام جنگ تھی آسمان و زمین جو زنگ تھے آب سیماب رنگ آب و تاب صمصام و خنجر روان تھا

شکست لنگر زمین و آسمان تھا خشکی میں ڈوبتا جہاز جسم و جان تھا موجیں قہرناک اٹھتی تھیں موت کی بہیا آئی تھی ماہی جان گرداب تن میں قید ہوئی تھی زندگی جہان کی حباب آسا ہوئی تھی پہلے ہی حملے میں لاکھوں سینے تیروں نے فگار کیے تھے سیف و خنجر نے چہرہ نگار کیے تھے جوف زمین و فلک بصورت ترکش تیروں سے ملو نظر آتا پر عقاب سے جہان پر کھول کر اڑا جا ہتا تھا شاہان دربند طلسمات ایک دوسرے پر جو حملہ آور ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ دو آفتاب باہم ٹکرا گئے یا دو دریاے زخار موج مار کر قریں یکدگر آگئے فوجوں کی ہور چال سے بحر اعظم کا لہرانا ظاہر موج آب سنان و خنجر قاہر کہیں تیروں کا سنانا کمانوں کا بزور و شور کڑکنا کہیں خنجر و تیغ کا کھچنا کا دل عالم دہلاتا اسلحہ سے تو اس طرح کام لیا جاتا تھا جادوگروں کا یہ حال ہوا تھا کہ نخل علم نارنج و ترنج ہی سے پھلا تھا ثمر مرگ ملتا تھا اور کیا پھلا تھا ایک ایک ناریل ہزار ہا کے سینے توڑ تا پیر بغیر جان لیے منہ نہ موڑتا تھا کہیں سپند در کاجو کا دیا تھا کندلا کھچا تھا ماش کے آٹے کا سانپ لہراتا تھا لاکھوں جوت کا دیا جلتا تھا دن کو ستارہ نکلنے کا گمان تھا لاکھوں سورج سحر کا زیر آسمان تابان تھا ہزاروں چاند نکلا ہوا تھا اور ہزاروں ستارہ اڑ کر گر رہا تھا بجلیوں کے گرنے کا تار بندھا تھا شیر سے بنڈیلا مارے عقرب فیل سے گینڈا ابھر گیا تھا اژدر سے اژدر لپٹا ہوا تھا اکھ ہا پنجہ چمک چمک کر گر رہا تھا بیروں کا تانتا بندھا تھا کلوا بیر کلوا بیر سے اٹکا ہوا تھا ڈیرو بجتا تھا نارسنگھ سے جوگی جیپال کا مقابلہ تھا ساحروں کے جھومنتر نے ساحر دہر کو بھبھو تیا دیا تھا عجوزہ دنیا کو اپنے سامنے سے بھگایا تھا نیرنگی عالم وہان کے سحر کا ایک نمونہ شعبدہ بازی فلک اس ساحر سازی کے مقابل ایک ادنی شعبہ کوئی ساحر خون تھوکتا کسی کا کلیجہ کٹ کٹ کر گر رہا تھا سلیں برستیں برف گرتی ابر چھائے ہوئے طبق زمین کے تھرائے غبار ایسا اڑا تھا کہ زمین کا طبق بروے ہوا تھا پتھر پہاڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرتے غار میں پڑے ہوئے پہاڑوں کو زلزلہ باہم ہر پہاڑ سر ٹکراتا دریا روے زمین کے خشک تھے ناریل برستے تھے یا شکم آہوے دہر سے گرتے نافہ مشک تھے شاہ جادوان بھی سحر پڑھکر بلند ہوا تھا اور سحر کرنا چاہتا تھا نعرہ کر رہا تھا کہ اے یادگار سامری و جمشید گھبرا نہ جانا کثرت لشکر دشمن سے خوف نہ کھانا میں سب کو غارت کیے دیتا ہوں اسی ہنگام میں برّان جو اپنے لشکر سے غائب ہوئی تھی پہلو پر اسکے ظاہر ہوئی اور پکاری کہ اے افراسیاب اگر اختر مروارید تیرے سامنے آجاے تو کیا کرے شاہ نے نام اختر جو سنا پھر کر دیکھا ملکہ مذکور نے اختر کو دکھا دیا اسکا جسم کانپا اور چکر آیا اسکے ساتھ عشاق دو دوست جادو و شیاطین بُت پرست دغیرہ راست و چپ پر استادہ تھے انھوں نے سحر پڑھا کہ گھٹا ٹوپ ابر زخم پیدا ہو کر بادشاہ پر چھا گیا اور شاہ اسکے اندر آگیا گرنے سے بچا اور ہوشیار ہوا اس اثنا میں برّان نے ایک نارنج سحر پڑھکر لشکر پر مارا کہ اس نارنج کے شق ہونے سے کئی لاکھ ساحر فوج دشمن سے کام آیا بیروں نے اُن مقتولوں کے قتل مچایا فوجیں تو لپٹی ہی تھیں لاشیں پر لاش گر رہی تھی شور و غوغاے مبارزان سے علاوہ صداے بیر ہاے سحر نے زمانہ سر پر اٹھا لیا برّان نے بچہ سحر کا پکڑ کر اور اختر ہاتھ پر رکھ کر صف لشکر عدو میں در آئی

اور ایک ایک وار مین چالیس چالیس کا کام تمام کرتی تھی ادھر ملکہ مہ تمثال نے ایک ہلال جو مارا تو سو
ہلال جو بنکر گرے ایک ایک ہلال سے ساحرون کے دو دو ٹکڑے کیے یہ حال دیکھ کر حیرت آگے بڑھی اور
پکاری اے شہنشاہ آپ کس طرف ہین وہ سحر کے گھٹاٹوپ مین تھا جواب کون دے اسکو یقین ہوا کہ
بادشاہ چلے گئے اوسوقت ایک نارنج ملکہ بران پر اُسنے مارا وہ نارنج ملکہ مذکور کے سینے پر لگا کہ اس کے صدمہ
سے بیہوش ہوگئی شہزادیون نے دربند کے اسکو سنبھالا اس اثنا مین باغبان وزیر پھول برساتا ہوا آگے بڑھا
ملکہ قمر سپہر انجم حشمت نے پشت کو ہر جھولی سے نکال کر مارے کہ وزیر مذکور کے جسم پر بسان تیر وہ آکر پڑے یہ بھی
زخمی ہوا اتنے عرصہ مین بران کو ہوش آیا مجلس اسکے پاس کھڑی تھی اور اسکے بیہوش ہونے سے متردد تھی
اب اسکو ہوش مین پاکر شمشیر سحر پکڑ لشکر عدو پر گری اور اسی طرح مثل بازی طفلان سحر کے لشکریون کو ہلاک و
غارت کرنے لگی ادھر ملکہ بران نے شاہان دربند طلسم سے اپنے پوچھا کہ مجھکو نارنج کس نے مارا تھا انھون نے کہا
حیرت نے یہ سنکر اسنے ایک تیر سحر کا حیرت کو تاک کر مارا وہ خدنگ جانستان ہاتھی کی پیشانی پر آکر لگا کہ وہ
چکر کھا کر گرا حیرت بھی جانب زمین چلی ایک پنجہ از خود پیدا ہوا کہ اسکو اٹھا لے چلا اُسوقت اُسنے پکار کر نہیب
دی کہ اے بران پنجہ سحر کا مجھکو لے جائے اور تجھکو زمین کھا جائے بران یہ کلمہ سنکر زمین پر آ گری اور غرق
زمین ہونے لگی اور پکاری کہ اے حیرت مین تجھکو چھڑاتی ہون تو مجھکو چھڑا دے اس کلام سے پنجہ نے حیرت
کو زمین پر اُتار دیا اور زمین نے بران کو چھوڑا پھر یہ دونون اُڑ کر روبرو ہوئے ہم نبرد ہوئین اور بران قتل و قمع
کرتی ہوئی ایک طرف چلی حیرت اسکی فوج مین در آئی اس اثنا مین شاہ افراسیاب گھٹاٹوپ سے
باہر نکلا اور سوچا کہ یہ لڑائی عمرو کے سبب سے ہے تو اب اسکو مار ڈالیے یہ سوچ کر تیغ سحر بکف کے بنگلہ کی جانب چلا
لیکن ادر ماجرا سنیے یعنی چالاک و سرشارہ سلطان وغیرہ جو برق عیار سے جدا ہوگئے تھے غوغلے
اجتماع لشکر سنکر اس طرف آئے اور پہلے اس طرف انکا گذر ہوا کہ صحرا مین مہرخ و بہار وغیرہ مع اپنے لشکر
کے غم عمرو مین رو پیٹ رہی تھین اور مسحور سحر افراسیاب تھین یہ حال ان لوگون کا دیکھ کر حیران ہوئے
اور ایک بلندی پر عیارون کو مصروف دعا پاکر پاس اُن کے جا کر حال دریافت کیا انھون نے سب ماجرا
کہا اسوقت چالاک نے خوب ضبوط ہو کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ کچھ تدبیر ہو سکتی ہو تو کرو انھون نے جواب دیا
کہ شاہ طلسم کا سحر ہم رد نہین کر سکتے اس مین سلیمان نے سلطان سے کہا مجھکو یاد پڑتا ہے کہ شاہ جادوان
نے بروز نوروز ایک تعویذ تانبے پر لکھا ہوا تم کو دیا تھا اور ایک برات کو اپنے ہوتے اسی طرح دیو ابدیا کر
تم سے کہا تھا کہ اس تعویذ کو دھو کے پانی براتیون پر چھڑکو چنانچہ ایسا ہی تم نے کیا تھا وہ ساری برات ہوشیار
ہوگئی تھی پھر اگر وہ تعویذ تمھارے پاس ہو تو ان لوگون پر بھی پانی اُسے دھو کے چھڑکو سلطان نے کہا
تم نے خوب یاد دلایا ہان وہ نقش میرے پاس موجود ہے یہ سنکر چالاک تخت پر سے کودا اور چشمہ سے جا کر
مشکیزہ پانی سے بھر لایا اُس نقش کو دھو کر پانی مین ملایا اور ایک ساحر رستے ہوا پر جا کر قائم ہوا اور لشکر جہان مین

جہان تک سحر مین مبتلا تھا تھوڑا تھوڑا پانی تمام لشکر پر گرنے لگا یکایک اُس جنگل مین ہوا تند چلنے لگی اور جسم مسحوران
مین لگی وہ سب اول تو بیہوش ہو گئے پھر جو ہوشیار ہوے آپ مین آ گئے اور حربہ ہاے سحر لیکر بر لشکر افراسیاب
پر چلے اُس وقت قران اور سب عیار چالاک سے ملے اور کہا اے برادر ہم لشکر کی تباہی سے اپنے
ہوش مین نہ تھے اور تمکو ہم نے بھیجا نا نہ تھا اچھا اب چلکر فوج دشمن پر گرو اور خواجہ کو بے حول و قوت اُنکی
رہا کرو چالاک نے کہا تم چلو ہم بھی آتے ہین یہ کہکر اپنے ساتھیون سے کہا تم ان عیارون کے ہمراہ
جا کر شریک مہرخ ہو کر مقابلہ کرو مین بھی آتا ہون یہ کہکر جست کر کے ایک طرف روانہ ہوا اور قران
و برق وغیرہ ساحرون کی ایسی صورت بنکر ہمراہ سرشار وغیرہ چلے اور جنگاہ مین پہونچ کر لڑنے لگے اور لشکر
مہرخ و بہار وغیرہ کے آکر دوبارہ گرنے سے وہ شور برپا ہوا کہ عجب نہ تھا جو آسمان پھٹ پڑے شاہ جادوان
ان ساحرون کے آنے سے حیران ہو کر انھین کی طرف دیکھنے لگا کہ ان کو کس نے رہا کیا از بسکہ تیغ لیکر قریب
بنگلہ کے آ گیا تھا ان لوگون کی جانب جو متوجہ ہوا ملکہ بران کو خوب موقع ملا یہ بزور سحر بلند ہوئی اور وہان سے برق
بن کر بنگلے کی جانب چلی بادشاہ اسکی طرف متوجہ ہوا تھا کہ ایک طرف سے لخدہ قران کا سر پر پڑا اپنی
سحر کی سپر آڑے ہوئین اور یہ قران کی طرف لپکا کہ دوسری طرف سے برق عیار نے سنگ باری کمند تو جل گئی
مگر بادشاہ ادھر پھر اقران اس عرصہ مین اور طرف ہو گیا اسنے چاہا تھا کہ برق کو گرفتار کرون کہ ایک
سمت سے ضرغام نے خنجر مارا جسنے خنجر روکا اور اُسی کی جانب پھرا تھا کہ جانسوز نے حباب بیہوشی ناک پر
مارا یہ چھینکا کر گرا تبھی ہو کے پیدا ہو کر ہوشیار کرنے لگے اور عیار سب اُس لشکر مین ہر طرف چلے گئے مگر جب تک
بادشاہ ہوشیار ہوے اسوقت تک ملکہ بران بجلی بنی ہوئی بنگلے پر گری اور وہ بنگلہ دھوان بنکر اُڑا عمرو
ظاہر ہوا اور آتے ہی بران کو دیکھا پکارا کہ اے ملکہ جلد مجکو لے چلو ایسا نہو کہ لڑنے مین مجکو بھول جاؤ اور اس
غوغاے لشکر مین ہر چند عمرو چیخا مگر کچھ سنائی نہ دیا لیکن ملکہ اسکے چہرے کو تو گری ہی تھی جلد کمر مین پنجہ ڈال کر
لے اُڑی اختر کا سایہ جسم پر خواجہ کے جو پڑا قید سحر کی دور ہوئی جسم مین بھی توانائی آئی اور ساحر جو غوغا کرکے
چلے کہ دینا لینا لیے جاتی ہے ملکہ نے اختر کی ضیا اُن ساحرون پر بھی ڈالی کہ بیہوش ہو کر گرے اور ملکہ بلند ہو کر سناٹا
مارکر چلی اودھر افراسیاب بھی ہوشیار ہو چکا تھا لے گئی لے گئی کا غوغا سنکر اُڑا لاکھون ساحر اُسکے عقب ملکہ کے چلے
تھے اُنکو فوج ملکہ کی اور مہرخ کی کب راہ دیتی سدِّ راہ تھی اور بادشاہ جو اُڑا سرداران بُرّان نے روکنا
شروع کیا اسنے ایسا افسون دم کیا کہ رستے اُسکو راستہ دیا یہ بھی سناٹا مارکر چلا لیکن بُرّان اس عرصہ مین
بہت جلد دور نکل گئی اور بادشاہ بھی کہتا چلا کہ اس چھوکری کو بغیر مارے آج نہ رہونگا یہ دونون تو آگے پیچھے
جاتے ہین لیکن بُرّان کے خواجہ کو لے جانے سے تمام ناظمان دربند طلسم ہوش ربا کو ایسی خجالت ہوئی
کہ جان دینے پر آمادہ ہوے اور بڑے جوش و خروش سے لڑائی آغاز کی آتش سحر ایسی شعلہ زن ہوئی کہ
خورشید کو اُسکی گرمی سے تپ چڑھی سیاہی ایسی بڑھی کہ دُنیا سیاہ خانہ بنی گھمسان کی مار ہوئی گیر و بندی

بکار ہوئی منزلون تک سر کٹے پڑے تھے دھڑ تڑپ رہے تھے دریاے خون روان کے برابر اور ایک آب
خون روان تھا وقت فراق جسم و جان تھا ایک طرف سے ملکہ مہرخ ایک جانب سے فوج بران گری
ہوئی تھی کہ

ابیات

گویا زمانہ پھر گیا تھا
کوئی نہ کسی کا تھا خدا تھا
قسمت نے بھی وہ رنج دکھائی
کوسون نہ تھی بوے آشنائی
سینون مین تھی آتش حسد تیز
آتش کے کلام طعنہ آمیز
ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے
مثل دم اژدر اُن کے دم تھے
ایسے تھے سیاہ دل وہ مردم
نیش اُنکا روان تھا مثل کژدم
پیاسون کو پلاتے تھے وہ خونریز
آب دم تیغ و خنجر تیز
تھا گرم دہن اجل کا بازار
تھے ایک کے دو تو دو کے تھے چار
تلوار غضب کی چل رہی تھی
تھی سانپ کہ زہر اگل رہی تھی
آتا تھا جو دشمن اُسکے منہ پر
کھائی تھی اُسے بزنگ اژدر

ملکہ حیرت نے ہر چند جد و جہد اس لڑائی مین کی مگر فتح ممکن نہ ہوئی آخر تھک کر طبل امان بجوایا لشکر لڑنے سے رُکے اور آپس سے جدا ہوے لشکریان بہار شاہان طلسم در بند نور افشان ہمراہ ملکہ مہرخ عالی شان مراجعت فرما ہوے اور متصل لشکر ملکہ مذکور یہ بادشاہ بھی اُترے اُدھر حیرت نے داخل لشکر ہو کر ہر ایک کو اُترنے کا حکم دیا منزلون تک دونون جانب لشکر اُترے حیرت کے یہان تو مجمع عظیم پہلے ہی سے تھا مہرخ کے یہان بھی ویسا ہی ہجوم ہوا کہ جہان تک نگاہ جاتی تھی لشکر ہی لشکر نظر پڑتا تھا اور ویسا ہی ہنگامہ جیسا کہ حیرت کی طرف بیان ہو چکا یہان بھی تھا یہ سب تو باطمینان ٹھہرے اور عیار اس فکر مین جانب دشت چلے کہ دیکھین شاہ جادوان اور ملکہ بران سے کیا گذرتی ہے یہان ملکہ مہرخ سے سرشار و سلیمان و سلطان نے ملاقات کی ملکہ مذکور نے ان کو خلعت سے سرفراز فرمایا خیمہ و بارگاہ رہنے کو دیا الطاف واجبی معین کیا الحاصل سب ہنسی خوشی سے مقیم ہوے ان کو اس حال مین چھوڑ کر شاہ طلسم کی کیفیت بیان کی جاتی ہے کہ یہ جو عقب بران چلا وہ دور جا چکی تھی اور راہ مین سوچتی جاتی تھی کہ تو براے طلسم مین فتحیاب نہ ہوگی خاصکر شاہ طلسم سے سربر ہونا مشکل ہے اور وہ تیرے پیچھے آتا ہے کچھ تدبیر کرنا چاہیے چنانچہ ایسا کچھ تجویز کر کے صحرا مین اتری اور عمرو کو ایک غار مین بیہوش کر کے ڈال دیا اور آپ بھی جا کر درۂ کوہ مین چھپ رہی اس لیے کہ جو گرگ دنے اُس کو زہر کھول دیجیے دوسرے یہ کہ تو افراسیاب کو آج قتل تو کر ہی نہ سکے گی طلسم کچھ فتح تو آج ہوا نہین جاتا پھر بیکار ہے لڑنا خواجہ کو چھڑانا تھا وہ تو ہو گیا غرض جب یہ پوشیدہ ہو گئی شاہ طلسم کچھ دیر مین وہان آیا ہر سمت اُسکا تفحص کیا کہین اُسکا پتہ نہ پایا اپنے سحر سے معلوم کرنا چاہا کہ بران کہان ہے سحر نے بسبب اسکے کہ بران کے پاس اختر مروارید ہے اسکو خبر نہ دی بلکہ یہ خبر دی کہ ملکہ مذکور اپنے طلسم مین گئی شاہ جادوان ناچار رنجیدہ خاطر پھرا اور بسبب ندامت کے لشکر حیرت مین نہ آیا باغ سیب مین آ کر کچھ دیر ٹھہرا پھر سمجھا کہ یہان بھی ساحر تیری ملاقات کو آئین گے اُنسے شرمندگی ہوگی

یہ سمجھ کر ظلمات میں چلا گیا اور ایک مکان میں وہاں کے آکر منھ اپنا لپیٹ کر پڑ رہا دل سے کہتا تھا کہ اتنی بڑی ذلت ایک چھوکری کے ہاتھ سے تجکو ہوئی یہ نشانی تیرے ادبار کی ہے اب طلسم بھی تو حوالہ باغبان کر دے اسد کو اور بدیع کو چھوڑ دے پھر آپ ہی دل سے کہتا کہ اے افراسیاب تو چاہے بران کو اُسکے گھر سے جاکر پکڑ لائے اور اسد گنبد جہان پر قید ہے اُسکو کون چھڑا سکتا ہے لوح کا حال کسی کو معلوم نہین ایسا کہ لوحداران طلسم اور رکن رکین طلسم بھی نہین جانتے پھر تو گھبراتا کیون ہے ایسی باتین دل سے بناتا رنج و امید کی حالت مین پڑا تھا ادھر لوبد اسکے چلے آنے کے کچھ دیر تو بران مخفی رہی ازبسکہ جنگ عظیم چار روز رہی تھی آج جو تھا دن تھا کہ اپنے کچھ کھایا پیا نہ تھا اور یہ دن بھی بھاگنے اور چھپنے مین گذرا تھا ملکۂ مذکور بہت تشنہ و گرسنہ تھی درۂ کوہ سے باہر نکلی اور بنا بر احتیاط کے خواجہ کو غار سے نہ نکالا جب شہنشاہ سیاران میدان طلسم افلاک سے پھر کر ظلمات مین گیا اور ملکہ ناہید نے پردہ تیرگی شب سے نکلکر فروغ پکڑا کہ نظم

ستاروں سے کھلا پھر تختہ شام
سر شب پر دھرا تھا ماہ کا تاج
ہوئے مہتاب سے روشن در و بام
ستارے بھی شگفتہ دل تھے کچھ آج

بران نے عمرو کو غار سے نکال کر ہوشیار کیا اور تمام ماجرا اظہار کیا اختر مرداریدکے باعث سے زندگی ہوئی ورنہ افراسیاب کے ہاتھ سے بچنا مشکل تھا خواجہ نے بھی گلہاے کلام اُس لالہ فام پر نثار کیے اور گلستان شکر مین عندلیب وار ترنم سرا ہو اکہ اے ملکہ تمھارے سبب سے میری جان خدا نے بچائی تم نے بڑا احسان مجھپر کیا ہے مین اُسکا شکریہ ادا نہین کر سکتا واقعی تیرا یہ رتبہ ہے کہ نظم

شرمندۂ فیض اہل امکان
زر مہر سے مہ سے سیم بر سے
کیا شکر ادا کرون مین تیرا
قبضہ مین ہر ایک دل کا ایوان
ہے جتنی یہ زور یہ حکومت
شہرہ ترے فیض کا ہے ہر جا
دیکھے جو تو فیض کی نظر سے
یا رب رہے تا ابد سلامت

بران نے سحاب بیان سے گہر باری کی کہ خواجہ مین آپکی دختر کے برابر ہون اور بجاے کنیزی کاٹھتی ہون آپ بزرگی فرماتے ہین جو ایسا کچھ زبان پر لاتے ہین یہ جنگ مین نے اپنی راے سے کی پدر عالی قدر کو اسکی خبر نہین خواجہ نے کہا شاہ کوکب اس حال کو سنکر ناراض نہ ہونگے بلکہ خوش ہونگے ملکہ نے فرمایا خیر ہرچہ بادا باد لیکن افراسیاب جس طرح مجھسے لڑا اس طرح میرے باپ سے نہ لڑ سکتا مرد عورت مین بڑا فرق ہوتا ہے اور بہت سے سحر ایسے ہین کہ عورت سے نہین ہو سکتے ہین اگر تم قید نہ ہوتے تو مین بغیر مرضی اپنے باپ کے نہ آتی اور جب آپ میرے گھر مین تشریف فرما تھے تو مین نے وعدہ بھی کیا کہ لشکر لیکر آپکی مدد کو چلونگی اب لشکر کشی ہو چکی میرا جی نہین چاہتا کہ گھر پلٹ کر جاؤن دل مین آتا ہے کہ دریاے خون روان خشک کر دون اور گل پریزاد ان تو ڑ ڈالون خواجہ نے کہا اب براے چندے تو اپنے گھر چلنا مناسب ہے آیندہ جیسی صلاح تمھارے باپ کی ہوگی وہ کرینگے ملکہ نے کہا اچھا سمجھا جائیگا اب تو ذرا دم لے لین یہ کہکر دامان کوہستان مین گئی اور کوس بھر کا ایک میدان سبز و خرم دیکھ کر سحر پڑھا

کہ چند نازنینان مہرطلعت زمین سے نکلکر سامنے آئین اُنسے حکم کیا کہ سامان آرام وراحت مہیا کرو یہ حکم پاکر وہ غائب
ہوگئین بعد لمحہ کے پھر آئین پس چشمہ مسند مغرق بچھادیا ملکہ وخواجہ آکر بیٹھے چنگیرین اُن گلعذارون نے سامنے
رکھدین پھر دو عورتین آئین اور دسترخوان اُنھون نے بچھادیا کھانا انواع واقسام کا لذیذ سلاپچی
اور آفتابہ سامنے لائین خواجہ اور ملکہ نے ہاتھ دھو کر کھانا نوش فرمایا
بعد فراغ اکل وشرب نازنینان زرین پوش آئین اور کشتیان شراب ارغوانی ساتھ لائین
ملکہ مے نوشی کرنے مین مصروف ہوئی اُس اثنا مین چاندنی نے کھیت کیا دشت و در
چاندنی کا بنا ہُوا سرد چلنے لگی پانی چشمون کا لہرین لیتا تھا جنگل مین پھول رنگ رنگ
کے کھلے تھے ملکہ کیفیت لالہ زار چاندنی دیکھتی تھی اور عمرو اس کی خاطر سے آہستہ
آہستہ کچھ گاتا تھا یہ تو اس کیفیت مین ہین لیکن عیار جو برائے دریافت حال خواجہ نیک کردار
ملکہ خوش اطوار صحرا مین آئے تھے اُنھون نے شاہ طلسم کو جانب باغ سیب خالی جاتے دیکھا سمجھے کہ بران
اسکو نہین ملی پس یہ بھی شاد شاد اپنے لشکر کی طرف پھرے راہ مین اُنسے اور چالاک سے ملاقات ہوئی
اور اوسکو قسمین دین کہ مرشدزادے لشکر مین تشریف لے چلو اُسنے کہا وہان خواجہ سے حجاب ہوگا ابھی
کوئی کارنمایان مین نے نہین کیا ہے عیارون نے کہا ابھی خواجہ لشکر مین نہین ہین اور بڑا کام تو تمنے یہ کیا
کہ تمام لشکر کو سوے شاہ جادوان کے چھڑا دیا اچھا بروقت آنے خواجہ صاحب کے چلے جانا عیار مذکور ان کے
بجد ہونے سے ہمراہ ان کے چلا اور یہ سب اول جانب لشکر حیرت آئے یہان حیرت کے حکم سے لاشین
مقتولون کی اُٹھ رہی تھین ملکہ مسطورہ اندر بارگاہ کے چُپ غم مین مبتلا بیٹھی تھی ناچ گانا موقوف سناٹا تھا
لشکرون مین بھی وہ گھماگھم اور رونق نہ تھی جابجا یہ تذکرہ ہوتا تھا کہ اب طلسم بچنے کا نہین مناسب ہے کہ یہان سے
نکل چلین ورنہ دین وایمان سب برباد ہوگا بعض خیام سے غم پدر و پسر و برادر سے صداے نوحہ و شیون
برپا تھی عیار یہ تمام سب دیکھتے ہوے اپنے لشکر مین آئے یہان مقتول دفن ہو رہے تھے نقارۂ شادمانی
پہ چوب پڑ رہی ہر خیمہ مین ناچ ہو رہا تھا بازار عیش وعشرت گرم تھا عیار سب طرف پھر کر بارگاہ مین آئے
ضرغام نے سب سے کہا کہ یہ فرزند رشید خواجہ عمرو ہین ہر ایک سردار بڑی گرمجوشی سے ملا چالاک نے
بھی صفت وثنا ہر ایک کی ادا فرمائی مہرخ نے کرسی جواہر نگار بیٹھنے کو دی خلعت سے مخلع کیا اس کیفیت مین
مہتر قران نے خبر دی کہ ملکہ ہماے جادو آتی ہین مہرخ نے استقبال کرکے بلوایا اسکے ہمراہ مجلس جادو
بھی تھی غرض ان کو بتعظیم تمام بٹھایا اور استفسار کیا کہ ملکہ بران کی فوج کا کیا ارادہ ہے ہماے نے کہا مین اسی لیے
آئی ہون کہ تم سے صلاح کرون میری راے یہ ہے کہ شب کو شاہان دربند طلسم کو چلکر اپنی بارگاہ مین لے آؤ مہرخ
نے کہا بہتر ہے چلو یہ کہکر مع ہماے کے سوار ہوئی قران بھی ساتھ چلا آخر اُس لشکر مین پہونچ کر ہر ایک سے
ملاقات کی اور اپنے لشکر مین چلنے کے لیے اصرار فرمایا ہر سردار عرض پیرا ہوا کہ ہم تابع فرمان ملکہ بران

ہیں وہ ہم سے کچھ فرما نہیں گئیں نہ یہ ارشاد فرمایا کہ اپنے ملکوں کو جانا نہ یہ فرمایا کہ یہیں رہنا ہم کو آپ ابھی
اسی جگہ رہنے دیں صرف اتنا بندوبست کر دیں کہ ایک صحرائے فراخ و وسیع میں ہم کو اترو ادیں کہ یہاں
تکلیف بہت ہے یہ سنکر مہرخ نے مہتر قران سے کہا کہ یہاں سے پانچ کوس پر ایک کوہ سیاہ ہے وہاں ان
سب کو لیجا کر اترو ادو سب بادشاہوں نے کوچ کیا قران ان کو لیکر ہمراہ چلا اور دامن کوہ میں جب پہونچے
دیکھا کہ ایک میدان تیس کوس کا ہے جسمیں نہ کوئی درخت ہے نہ جھیل ایک تختہ صندل کا ایسا ہموار و مصفا
زمین کا تھا غرض وہاں لشکر اترا لیکن بازارے ملکہ مہرخ کے سر اس لشکر کا آکر ملگیا اب سب ساحروں کو
بفراغت جائے سکونت ملی مہرخ و قران پھر کر اپنی بارگاہ میں آئے اور مصروف عیش ہوئے اس وقت
صرصر عیارہ بھی بقصد عیاری اس لشکر میں آئی اور یہاں ہزارہا ساحروں کو لشکر ہران سے آتے جاتے
دیکھا اسنے انھیں کو دیکھ کر صورت اپنی ایک جادوگرنی کی ایسی بنائی اور داخل بارگاہ ہوئی اندر کرسی جواہر نگار
پر ایک عیارہ کو اسنے بیٹھے دیکھا یہ تو چالاک کو پہچانتی نہ تھی اور نہ چالاک اسکو پہچانتا تھا لیکن اسنے قیافہ
سے دریافت کیا کہ یہ کوئی نیا عیار لشکر امیر سے آیا ہے مگر خواجہ کی صورت سے شکل اسکی بہت مشابہ ہے
غرض صورت تو بدلے ہی تھی ایک خط مصنوعی ہاتھ پر رکھ کر آگے بڑھی اور مہرخ کو تسلیم کی وہ نامہ دیا ملکہ نے
پڑھا لکھا تھا کہ منم بران اے مہرخ میں عمرو کو لیکر فلان پہاڑ کے دامن میں آئی ہوں اور راہ طلسم کو
جایا چاہتی ہوں اگر تمھارا جی چاہے تو میری ملاقات کو آؤ اور عمرو بھی میرے ہمراہ جائینگے ان سے بھی ملجاؤ
اور ایک چیز مینے سحر سے تیار کرکے اس ساحرہ کے ہاتھ تمکو بھیجی ہے اس چیز کو اس سے لیکر سونگھنا تم کو سب
واضح ہو جائے گا کہ میں کس وجہ سے تمھارے پاس نہیں آئی اور اس کو تنہائی میں جاکر سونگھنا تاکہ میرا راز
اوروں پر نہ ظاہر ہو ملکہ مہرخ مضمون نامے سے آگاہ ہو کر اٹھی اور بارگاہ کے دونوں سمت راوٹیاں بنی ہیں
عیارہ کے ہمراہ ایک راوٹی میں آئی یہاں چالاک سمجھا کہ یہ جادوگرنی ہی لشکر کی ہے کوئی بات پوشیدہ ہوگی
اُسکو بیان کرنے کو علحدہ لے گئی ہے یہ سمجھ کر چپکا بیٹھا رہا اس اثنا میں بہار اپنی بارگاہ سے یہاں آئی چالاک
کو یہ پہچانتی تھی کہ لشکر اسلام میں داخل ہوئی ہے اسوقت بڑے تپاک سے اس سے ملی اور بیٹھ کر باتیں کرنے لگی
ہنگام تکلم میں اسکو خیال جو آیا تو پوچھا کہ ملکہ مہرخ کہاں ہیں چالاک نے کہا کہ ابھی ایک ساحرہ نامہ
لیکر آئی تھی اُسکو لے کر الگ گئی ہیں کچھ مشورہ کرنے کو بہار نے کہا اگر شاہ جادوان کے یہاں کی عیار
بچیاں جادوگرنیاں بنکر آتی ہیں اور بہکا لے جاتی ہیں انکو کیا ضرور تھا کہ اکیلے گئیں یہ سن چالاک نے پوچھا
عیار بچیوں کا کیا نام ہے ملکہ نے کہا عیار بچیاں پانچ ہیں صرصر شمشیر زن۔ صبا رفتار۔
شمارہ نقب زن۔ شمیمہ سنگ انداز۔ تیز نگاہ خنجر زن۔ انھوں نے تمھارے باپ اور
بھائیوں سے سامنا کیا ہے اور دعوی برابری کا رکھتی ہیں عیار مذکور نے کہا تو پھر چلکر ملکہ کی خبر لینا چاہیے
یہ کہکر وہاں سے اٹھا اور راوٹی میں آیا یہاں صرصر مہرخ کو جب لائی ملکہ مذکور نے کہا لاؤ وہ کیا چیز ہے جو

برّان نے بھیجی ہے عیارہ نے کمر سے ایک حباب بیہوشی نکال کر اسکے منھ پر مارا کہ یہ بیہوش ہوئی اُسنے پشتارہ
باندھ کر قنات چاک کرکے راستہ پکڑا چالاک نے جو آکر دیکھا جہاں مہرخ کا پاؤں پڑا تھا وہاں کا فرش تو
دب گیا تھا اور عیارہ کے پاؤں کا بالکل نشان بھی نہ تھا عیار یہ دیکھ کر بھیٹا اور تلاش کناں صحرا میں پہونچا
صرصر ہنوز جنگل میں پہونچی تھی کہ اسنے پہونچ کر نعرہ کیا باش کہاہم رسیدیم صرصر سمجھی کہ میں پشتارہ بدوش بھاگ
نہ سکونگی بس پشتارہ پھینک کر ایک پہاڑی پر چڑھ گئی عیار کے عقب میں بہار بھی آئی تھی چالاک
نے اُس سے کہا کہ تم مہرخ کو ہوشیار کرکے لے جاؤ میں اس عیارہ سے سمجھ لوں یہ کہہ کر جانب کوہ چلا صرصر
وہاں سے بھی چلی اور پکاری کہ ارے میں جانتی ہوں کہ تو عمرو کا بیٹا ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ چلا جا
اسنے جواب دیا کہ اری چڈو تونے بڑا غضب کیا تھا کہ میں بیٹھا رہا اور تو عیاری کر گئی تیرا نام کیا ہے
عیارہ نے کہا نسیم صرصر یہ کہتی ہوئی پہاڑی کے دوسری جانب سے اُتر کر چلی چالاک سمجھا کہ یوں قید نہ ہوگی
بس دھوکا دینے کو ایک جھیل کے کنارے بیٹھ کر منھ ہاتھ دھونے لگا صرصر نے پھر کر دیکھا کہ دیکھوں میرے
تعاقب میں آتا ہے یا نہیں اسکا منھ جو پھیر کر دیکھنے سے چالاک کی سمت ہوا از بسکہ شب ماہ تھی اسنے ایک
گولی بیہوشی کی بھری کاغذ کی کمان میں رکھ کر جو ماری صرصر کی ناک پر آکر پڑی وجہ اسکے ناک پر پڑنے کی
یہ ہوئی کہ جب اسنے عیار کو جھیل پر بیٹھے دیکھا یہ بھی تو بے نظیر عیارہ ہے سمجھی کہ یہ عیار مجکو دھوکا دیتا ہے آئیگا منھ
مجکو پکڑ ــــــ نے بس یہ سمجھ کر سامنے بیٹھ گئی اور حلقہ ہائے کمند اپنے سامنے کی طرف اس طرح بچھانے لگی
کہ جو کوئی ادھر سے گذرے وہ اسمیں پھنسے یہ کمند بچھانے میں مشغول تھی کہ گولی آکر ناک پر پڑی اور حباب
کی طرح پھوٹ گئی بیہوشی تیر کی طرح اسکے دماغ میں سرایت کر گئی تڑاتڑ کئی بار چھینکی اور بیہوش ہوگئی چالاک
خوشی خوشی دوڑا جب قریب اسکے پہونچا کمند کے حلقوں پر پاؤں پڑا پاؤں بند کمند سے اچھل کر
گردن دکمر میں آگئے اور یہ بندھ کر گرا اُس کے گرنے سے جھٹکا جو پڑا حلقہ پیچ ہو گئے چونکہ جنگل میں ہوا
سرد چلتی تھی عیارہ بھی جلد ہوشیار ہو گئی اور اسنے دیکھا کہ چالاک بندھا بیٹھا ہے یہ دیکھ کر بہت خوش
ہوئی لیکن کمند میں چالیس گرہیں ہوتی ہیں اور بڑے عیار جو زبردست ہوتے ہیں وہ یہ طریقہ جانتے
ہیں کہ ایک طرف سے سرا کمند کا پکڑ کر جھٹکا مارتے ہیں سب گرہیں کھل جاتی ہیں چالاک بھی یہ خیال
کر رہا تھا کہ کدھر سے جھٹکا ماروں جو گرہیں کھُل جائیں اسی خیال میں تھا کہ صرصر کود کے اس پر
آہی تو پڑی اسنے بعجلت تمام جھٹکا سرا کمند کا تھام کر لگایا کہ سب حلقہ اُس کے کھل گئے اسوقت
اسنے صرصر کے اس زور سے ایک لات ماری کہ دور ڈھلک کر ایک غار میں گری یہ جست کرکے
اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا صرصر کو کچھ نہ بن آیا اُسنے اینٹھن اسکے پکڑے اتفاق سے صبا رفتار بھی اس طرف
آئی اور پکاری کہ گھبرانا نہیں ہم بھی آ پہونچے صرصر سمجھی کہ شاید قران آیا یہ سمجھ کر اسنے چالاک کو
چھوڑا اور جست کرکے چلی چالاک بھی کود کر اسکے برابر ہی پہونچی ناچار اسنے نیچہ کھینچا چالاک بھی نیچہ

کھینچ کر مقابل ہوا دونون عیارنیان اسپر چوٹین ڈالنے لگین اور یہ بھی روک روک وار کرتا تھا
چالیس چوٹین اسنے مارین صرصر نے سب روکین فقط اتنا فرق ہے کہ وہ دو ہین یہ اکیلا ہے اب اسکو
بھی غصہ آیا اور اسنے قصد کیا کہ مار ڈالون لیکن جب اسکو آئے ہوے صحرا مین دیر ہوئی تو قران لشکر
سے اسکو ڈھونڈھنے چلا اور یہان آکر پہونچا دیکھا تو برق شمشیر چمک رہی ہے دل سے کہا کہ عجب
خونریز زمین ہے کہ جہان دیکھو تلوار چلتی ہے آگے بڑھکر جو دیکھا تو صرصر و صبا رفتار و چالاک سے
تلوار چل رہی ہے یہ دیکھ کر پکارا کہ واہ واہ اے مرشد زادے سبحان اللہ کیا کہنا لیکن اتنا خیال رہے
کہ اسمین ایک کنیز بے تمیز میری بھی ہے یہ آواز سُنکر صبا رفتار کی تو جان نکلگئی صرصر سے گویا
ہوئی کہ اے بی بی وہ مولا کا لیا حبشی جلاد فلک آگیا یہ سُنکر صرصر ایک سمت کو بھاگی یہ بھی اُس کے
ساتھ روان ہوئی چالاک بھی پیچھے چلا تھا کہ قران نے روکا اسنے کہا بھیا اس مالزادی نجیہ نے
بڑا غضب کیا مہرخ کو مار ہی ڈالا تھا وہ تو مین دوڑ پڑا نہین کام تمام تھا قران نے کہا ہان ہان
گالی نہ دو اسکو خواجہ سلامت لونڈی بنایا چاہتے اور وہ دوسری میری لونڈی ہے عیار بچیون نے
جو یہ بھاگتے مین سنا پھر کر گالیان دینے لگین کہ خدا غارت کرے موؤن نے ہمکو لونڈیان مقرر کیا ہے ان کو
اور ان کے اُستاد کو گھری گور مین تو بین جمشید قسم کران مرحتون نے ہم کو سا اسے طلسم مین چھنال مشہور کر رکھا ہے
یہ کہتی ہوئی بھاگین قران نے پکار کر کہا کہ گستانی صاحبہ آج جو مین نہ آتا تو مرشد زادے مار ڈالتے کیونکہ
وہ جانتے نہ تھے اب جو تم نے ایسی حرکت پھر کی تو مار ہی ڈالون گا یا اندھے کوئین مین اُٹھا کر ڈال دونگا
عیار بچیان کوسنے دیتی ہوئین ایک طرف چلی گئین اور یہ دونون پھر کر بارگاہ مہرخ مین آئے بہار
ملکہ مذکور کو لا چکی تھی اُسنے چالاک کا بہت شکریہ ادا کیا پھر مصروف عیش و نشاط ہوئی قران سے کہا
تم بھی بیٹھو اُسنے کہا میرا جی چاہتا ہے کہ خواجہ کا حال دریافت کرنے جاؤن ملکہ نے کہا یقین ہے کہ بران
اپنے طلسم مین لیے چلی گئین چالاک نے کہا اُن کا طلسم کہان ہے قران نے کہا اُس وقت سب حال
از ابتدا تا انتہا طلسم کا بیان کیا تاکہ یہ جملہ کوائف سے آگاہ ہوکر دوست دشمن کو پہچان جائے غرضکہ اسی گفتگو
مین مہتر برق باہر سے آیا اور اُسنے بیان کیا کہ مین بران کے لشکر مین ابھی تھا تمام سردار ملکہ مذکور کے
کہتے تھے کہ ہماری جانین خواجہ عمرو و بران پر نثار ہین اور اے ملکہ اُس لشکر مین بڑے بڑے ساحر ہین
مہرخ نے کہا اب انشاءاللہ اسی طرح حملہ کرکے شہزادہ اسد کو بھی چھڑا لائین گے اب مین انتظار مین ہون کہ
خواجہ میرے لشکر مین آئین تو جشن کرون قران نے کہا مین جاکے لاتا ہون برق نے کہا مین بھی چلتا
ہون ملکہ نے کہا کہ تم سب چلے جاؤگے تو چالاک کا دم گھبرائیگا یہ سنکر قران تنہا روانہ ہوا ادھر بارگاہ
حیرت مین صرصر آکے پہونچی اور جملہ ماجرا اپنی عیاری کا بیان کیا حیرت نے کہا عمرو اگر رہا ہوگیا تو کچھ
پرواہ نہین شہنشاہ سے بچ کر کہان جائیگا اوسوقت اور جادوگرون نے کہا ہمکو یہی تعجب ہے کہ بران

کے ہاتھ سے بچ کر نکل گئی یہ سنکر سفاک روئین تن نے کہا میں دیکھتی تھی جب شہنشاہ عمرو کو قتل کرنے چلے تو ایک کالے حبشی نے ان کو رسی میں باندھ دیا رسی سحر سے جل گئی تھی لیکن اتنے عرصہ میں بران بھی نکل گئی تھی صرصر نے کہا بی بی یہی بڑا ستم ہوا کہ عیاروں نے شہنشاہ کو روک رکھا حاصل امر انکا رنج والم کہاں تک بیان کروں اسی حرف وحکایات میں وہ رات تمام ہوئی اور وہ وقت آیا کہ خورشید جو خرمند ہوکر پردہ شب میں چھپ گیا تھا اب اپنے گریبان سحر سے بسان متفکران سر اٹھایا کہ نظم

یہ باتیں تھیں کہ آئی شب کی قیامت | ہوئی پھر صبح کی نازل قیامت | لیا خورشید نے روشن سحر کو

پھٹا یا نور کا جوشن سحر کو

صبح کو افراسیاب برنگ دود جگر بستر خواب سے اٹھا اور ظلمات طلسم سے نکلکر قلعہ ہائے طلسمی کی سیر کرنے لگا اس لیے کہ رنج خاطر برطرف ہو دل بہل جائے چنانچہ ہر سمت پھر کر باغ مینا میں آیا یہاں اسکے آنے کی خبر سنکر چند ساحر حاضر ہوئے یہ تخت پر بخاطر حزین و بجان غمگین بیٹھا اور شراب پینے لگا ادھر صحرا میں بران و عمرو شب بھر عشرت پذیر ہوئے لیکن ہنگام سحر ایک ساحر سیاہ دل دو سر جادو نام کہ بہت منظر و بد انجام ان کے اس مقام پر رہنے سے آگاہ ہوا یہ ساحر اس پہاڑ اور صحرا کا افراسیاب کی طرف سے محافظ ہے چنانچہ جہاں بران بیٹھی ہے اُس کے چار سمت پہاڑ ہے بیچ میں یہ میدان ہے یہ ساحر سوچا کہ میں بران کا سامنا نہ کرسکوں گا کیونکہ وہ مالک اختر مہرہ وارید ہے پس یہ اُس پہاڑ کے قریب آیا اور ایک سحر جو خوب عمدہ اسکو یاد تھا پڑھا کہ سلیں بڑی بڑی اڑکر درّہ کوہ میں اڑ رہ ہوگئیں راہ آمد و رفت کی بند ہوگئی اور اُس میدان میں کہ جہاں خواجہ و بران بیٹھے تھے اندھیرا ہوگیا خواجہ نے کہا خداوند خیر کرنا بران نے کہا خواجہ گھبرانا نہ چاہیے ہم جو یہاں غافل بیٹھے تھے اس سبب سے کسی نے یہ جسارت کی کہ راہ آمد و رفت ہماری بند کی ورنہ میرے پاس اختر مہرہ وارید ہے کسی کا بھی مجھپر قابو ہونا دشوار تھا اور اب بھی جب چاہونگی نکل جاؤں گی تم بیٹھے رہو کچھ فکر نہ کرو یہ تو سطرح کی فکر میں ہے لیکن سیاہ دل دو سر جادو ان کو اپنی دانست میں مقید کرکے افراسیاب کو خبر کرنے چلا اور بزور سحر پرواز کرکے دریائے نور کے کنارے آیا اور سحر پڑھ کر پکارا کہ اے شہنشاہ ساحران میں بھی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں اسکے پکارتے ہی ایک پنجہ پیدا ہوکر اسکو اٹھا لیگیا شاہ طلسم باغ مینا میں بیٹھا تھا اور اسکے پاس اسوقت نامہ لقا کا آیا تھا اسکو پڑھ رہا تھا اسمیں وہی مضمون معمولی تھا کہ تو اپنے خداوند کو بھول گیا ہے مدت سے ہماری مدد کے لیے تو نے کسی کو نہ بھیجا یہاں خدا پرستوں نے مجبور پریشان کر رکھا ہے سب ساحر مارے گئے صرف ایک صبا جادو باقی ہے وہ بھی خوف مسلمانان سے بھاگی بھاگی پھرتی ہے اب جلد کسی ساحر زبردست کو یہاں بھیج کہ وہ آکر کام خدا پرستوں کا تمام کرے اور اگر تو نے تامل در باب اعانت کیا تو میں جانب ہفت کوہ چلا جاؤنگا اور وہاں سے سلیمان کوہ کی جانب روانہ ہونگا غرض یہ نامہ پڑھ کر بادشاہ ساحروں کو کہہ رہا تھا کہ کیا خدا پرستوں نے سر اٹھایا ہے اب کسی ساحر کو

میرا قصد ہے کہ خداوند کے پاس بھیجوں وہ یقین ہے کہ مسلمانوں کا خاتمہ کردے کیونکہ پہلے جو ساحر وہاں
جاتا تھا چالاک مار ڈالتا تھا بتو وہ عیار یہاں آ گیا ہے کوئی اور عیاران عیاروں کے برابر کا ہے کہ جسے
اب کھٹکا وہاں کا کچھ نہیں ہے انھیں باتوں میں بجہ نے سے جا کر سیاہ دل کو سامنے پہونچا پالنے بادشاہ
کو تسلیم کی بادشاہ نے پوچھا کہ آج کدھر سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے عرض کیا کہ اول تو قدمبوسی کو دل چاہتا
تھا دوسرے یہ کہ میں جس غار میں رہتا ہوں وہاں سے گردآوری کے لیے جو اُٹھا تو وہ کے میدان میں بران
شمشیر زن کو دیکھا کہ ایک مرد سے سرگرم سخن ہے میں سمجھا کہ شہنشاہ کے سامنے سے جو بھاگی تھی اس جگہ آ کر
مخفی ہوئی ہے پس میں نے مقابلہ کرنا مناسب نہ جانا لیکن دُرہ کو چار سمت سے بند کر لیے اور خدمت بندگان بادشاہ
میں خبر کرنے حاضر ہوا بادشاہ نے جو یہ خبر سُنی فرط غیرت سے چہرہ گلنار ہو گیا اور اُس سے پوچھا کہ یہ امر سچ ہے
اُسنے قسم کھا کر بیان کیا بادشاہ نے اُسپر بھی بنابر احتیاط رقعہ جمشیدی دیکھا اُسمیں بھی معلوم ہوا کہ یہ بیان
سیاہ دل سچ ہے پس یہ معلوم کرتے ہی اُٹھا اور سیاہ دل سے گویا ہوا کہ آگے چل میں بھی آتا
ہوں وہ یہ حکم پا کر روانہ ہوا اور بادشاہ بھی اسکے پیچھے چلا مگر سیاہ دل کنارے دریا کے پہونچا
بجہ نے اُٹھا کر دریا کے پار پہونچا دیا یہ اپنے غار کی جانب روان ہوا لیکن اول بیان ہوا کہ قران عیار
عمرو کو ڈھونڈھنے نکلا تھا اور دریاے خون رواں کے کنارے تلاش کنان پھر رہا تھا اسنے اسکو دیکھا
کہ ایک ساحر دریا سے اُس پار اُتر کر ایک طرف جاتا ہے عیار ساحر کی ایسی صورت تو بنا تھا ہی دوڑ کر
اسکے قریب گیا اور صاحب سلامت کرکے کہا بھائی صاحب جس کام کو گئے تھے وہ کر آئے اور کیوں نہ کرتے
ہمیشہ جس کام پر تم نے ہاتھ ڈالا اُسکا انجام خوب ہوا ہے سیاہ دل اس گفتگو کو سُن کے سمجھا کہ شاید یہ ساحر
بھی میرا حال جانتا ہے پس حال ماجرا بیان کیا قران نے کہا اگر تم کچھ بُرائی نہ سمجھو تو جہاں وہ باغی قید ہیں ہم بھی
تمھارے ساتھ چلیں اُسنے کہا ہم تم ملازم شاہ طلسم ہیں دونوں ایک ہیں بُرائی کیا ہے ایک سے دو بہتر آؤ چلو
یہ عیار اُسکے ساتھ ہوا اور دونوں اُس پہاڑ کے قریب آئے قران نے وہاں پہونچکر کہا وہ قیدی کہاں
ہیں اُسنے کہا اس پہاڑ کے اندر اُسنے کہا پھر اسکو نکالو یا اندر چلکر گرفتار کرو اُسنے کہا بران بڑی زبردست
ساحرہ ہے ہم تم مقابلہ نہ کر سکیں گے افراسیاب کو بلانے آیا ہوں وہ آیا ہی چاہتے ہیں تامل کرو یہاں تو یہ گفتگو
ہے وہاں بران سے خواجہ نے کہا اے ملکہ تم یہاں کبتک رہو گی اب اپنے گھر چلو یا میرے لشکر میں یہاں
بیٹھے سے فائدہ کیا دوسرے کھٹکے کی جگہ دل نہیں لگتا ہے ملکہ نے یہ سنکر اختر مراد اپنے جوڑے سے نکالا
تمام درے میں روشنی ہو گئی اس اختر کا یہ ماجرا ہے کہ چار سو برس پیشتر بلوغ جمشید و سامری میں ایک میلہ
ہوا تھا اُس روز بران کے دادا پردادا نے قبر سامری پر یہ اختر چڑھایا تھا چنانچہ تابوت پر سامری کے
یہ اختر لٹکا کرتا تھا اب اس ملکہ کو وہاں جانے سے پجاریوں نے وہاں کے حسب الحکم نعش سامری عنایت کیا
بڑے بڑے سحر اس اختر سے ظاہر ہوتے ہیں چنانچہ ملکہ مذکورہ نے اس اختر سے یوں کام کرنا چاہا کہ درہ کوہ میں

راستہ پیدا کروں اسنے تو یہ چاہا اُدھر پیروں دوڑہ قران نے سیاہ دل سے کہا کہ شہنشاہ کو تم بلا آئے تھے وہ ابھی تک نہ آئے لیکن اور کوئی اُدھر سے آتا ہے اُسنے کہا کہاں اسنے کہا اے بھائی جُھک کے دیکھو وہ درختوں سے نظر آتا ہے اُسنے اسکے کہنے سے جھک کر اُسی طرف دیکھا مگو پری خوب سامنے تھی قران نے پشت پر سے اچھی طرح تان کر بغدہ مارا کہ سر اُسکا دس ٹکڑے ہوگیا بھیجا نکلکر دور گرا اور صداہاے مہیب پیدا ہوئیں تڑاق پڑاق وہ سلیں جو دڑہ کوہ میں اڑ تھیں گر پڑیں آندھی آئی اور آواز پیدا ہوئی کہ مارا سیاہ دل دیو جادو کو بران آمادہ سحر تھی یہ ہنگامہ دیکھ کر پکاری کہ وہ مارا کسی نے جسکو جسنے ہمیں قید کیا تھا اس اثنا میں قران دوڑکر اندر درّے سے آیا اور اپنا نام لیکر نعرہ کیا عمرو نے نعرہ سُنکر کہا کہ آؤ بیٹا ہمارے گلے سے لپٹ جاؤ قران دوڑکر قدم پر گرنے چلا عمرو نے چھاتی سے لگا لیا اور تنگا تنگ بغلگیر کیا قران نے سب حال سیاہ دل کا بیان کرکے کہا کہ افراسیاب آتا ہوگا مناسب ہے کہ یہاں سے لشکر میں تشریف لے چلیے سب مشتاق دیدار ہیں اور چشم براہ تمام سردار ہیں عمرو اور ملکہ یہ سنکر اُٹھے کہ اچھا چلو یہ تو چلنے پر آمادہ ہوے اُدھر شاہ جادوان بھی نکل چکا تھا اور ایسا قریب پہونچ چکا تھا کہ سیاہ دل کے مرنے کا شور اُسنے بھی سُنا اور دور ہی سے نعرہ مارا کہ منم شہنشاہ ساحران اس نعرے کو سنکر قران تو ایک غار میں کود پڑا اور سر غار پر بنا بر احتیاط حلقے کمند کے لگادیے اور اندر غار کے نقب کھودتا چلا کہ شاید یہاں کوئی آئے تو مجکو نہ پائے ادھر عمرو بھی بھاگا لیکن لاپیچ جو دامنگیر ہوئی فرش اُٹھانے لگا بران نے کہا فرش کو چولھے بھاڑ میں ڈالو خواجہ تم نکل جاؤ یہ سنکے جاندنی کھینچتا ہوا بھاگا اس اثنا میں زمین کو زلزلہ آیا برق شرربار چمکی بہادر پکارے کہ یا افراسیاب جادو یا افراسیاب جادو خواجہ نے ناچار گلیم اوڑھی ملکہ تنہا اُس صحرا میں رہ گئی یکایک ایک شعلہ چمک کر فلک کی طرف سے زمین پر گرا ملکہ نے دیکھا کہ اُس شعلہ میں تپلہ یاقوت کا بصورت افراسیاب استادہ ہے یہ دیکھتے ہی اسنے ایک نارنج زمین پر اُچھالا وہ نارنج گرا وہاں کی زمین شق ہوئی اور پانی اُسمین سے جاری ہوا اور بڑھکر آن واحد میں دریا ہوا اور زبان قلزم وخار موج مارنے لگا دفعتہً ایک کشتی مثل ہلال فلک چمکتی ہوئی سرتاپا جواہر جڑی پیدا ہوئی اور کنارے آگئی یہ یم خوبی وقلزم محبوبی جست کرکے اُس زورق پر جا بیٹھی اُسوقت حسن وجمال اُس بحر حسن کا ایسا تھا کہ خوباں عالم اگر دیکھتے تو بحر ندامت میں ڈوب مرتے عرق تصویر پیشانی پر آتا حسینان جہان کنیز بنکر پانی بھرتے زلف مشکفام پر چشمۂ ظلمات قربان اسکندر دل اُسکے عشق میں پریشان جبین مبین بحر نور چین جبین موج قلزم حیات ضرور ابرو کشتی ماہ نو پر طعنہ زن مژہ خط شعاع چشمۂ مہر چشمک فگن چشم سحر آفرین کے تعشق میں شکل مردم آبی حسین گرداب بحر الم میں ڈوبے ہوے دو چشمے ناز وغمزہ کرشمہ سے بھرے ہوے چشمۂ خورشید میں وہ آب وتاب کہاں جو اُسکے روے انور میں تھی وہ آب کہاں آب گوہر میں تھی غنچہ دہن محیط عالم میں صورت حباب چاہ ذقن میں لطافت وصفا کا آب اسی طرح سب تن گلبدن کا دریاے عالم میں برنگ گوہر نایاب کہ بقتضاے ابیات

عارض سے چمن نے فیض پایا | گیسوے حسن نے فیض پایا
کی جب نظر جہان سے کھو یا

مٹی میں بہت قمر ملائے	سینے کیے چاک دل جلائے	اک جام دیا جسے ڈبویا

اُس ناو پر جا بیٹھنے سے یہ ظاہر کہ آفتاب حسن برج آبی میں آیا برج حوت نے اُس کشتی پر رشک کھایا اسکے ناو پر جانے سے وہ شعلہ جبین چلہ یاقوت کا تھا کنارے دریا کے آیا اور وہ شعلہ لہرایا پتلا اُسمیں سے نکلا اُس وقت اُس عربدہ ساز نے نیا تماشا دکھایا آگ پانی ساتھ ملایا پانی دریا کا بلند ہوکر جا در پڑنے لگی گرد سلحل پہ آکر آتش ہر موج بنتی اور ٹیلے پر شرر بنکر گرتی اُسوقت ٹیلے سے شاہ جادوان نے جسم اصلی پیدا کیا اور نعرہ مارا کہ منم **افراسیاب** نعرہ کرنے سے دریا تھم گیا شاہ نے پکارکر کہا کہ او چھوکری یہ سحر تونے ایسا کیا ہے کہ میری جگہ پہ اگر دوسرا ساحر ہوتا تو تیری صورت پر مبتلا ہوکر دیوانہ ہوتا لیکن میرا کیا کرسکتی ہے تو وہی ہے کہ میری گود میں ننگی آتی تھی اور پیشاب کردیتی تھی اے جاب یہ بتا کہ انکو کیا کیا جنکے لیے یہ مصیبت اٹھائی تیرے باپ کو لازم نہ تھا کہ میرے مقابلے میں تجھکو بھیجتا اُس دزد **عمرو** کو تونے کہا کیا **بران** نے جواب دیا کہ **عمرو عیار** تین دن پہلے اُس لڑائی سے تیرے برج غضب سے نکلگیا تھا تو جانتا ہے کہ میں لے آئی ہوں بھلا وہ میرے چھڑانے کا محتاج رہتا وہ شہنشاہ عیاران ہے شاہ نے فرمایا کہ خیر وہ تو نکل گیا مگر تو کہاں جائے گی ملے لڑکی اگر تو میرے پاؤں پر گرے اور کہے کہ جیسے **کوکب** میرے باپ ویسے آپ تو میں تیری جان بخشی کردوں **بران** نے کہا میرے باپ نے کچھ تجکو مجھے حوالے نہیں کردیا کچھ تیرا ہم دیا نہیں کھاتے محتاج تیرے نہیں رعیت نہیں پھر ہم منت کیوں کریں شاہ جادوان نے کہا پھر کیا تو لڑے گی ملکہ نے کہا ہزار بار لڑوں گی لڑنا نہ ہوتا تو گھر سے کیوں آتی شاہ طلسم نے یہ سنکر کچھ ایسا سحر پڑھکر زمین پر دم تڑ مارا کہ سب پانی دریا کا جم گیا **بران** کشتی سے کودکر سامنے آئی کشتی بھی دھواں بنکر اڑگئی شاہ نے ایک گولا فولاد کا نکالا اور کہا لے چھوکریا جان سے کیا تجکو ماروں لیکن کچھ تنبیہ کردینا لازم ہے تاکہ ادب آجائے ملکہ نے ہنس کر کہا کہ اسی موم کے گولے سے ادب سکھاؤ گے جو تھا لیے ہاتھ میں چھپا ہوا ہے یہ کلام سحر آگین تھے گولا موم ہوکر ہاتھ میں چمٹ گیا بادشاہ نے سحر پڑھا کہ گولا ہاتھ سے چھٹ گیا اور اسنے ایکی مرتبہ منھ سے افسون پڑھکر پھونکا کہ **بران** کو غش آنے لگا اسنے جلد سحر دم کیا کہ ایک پتلی زمین سے نکلی گلاب کا شیشہ لیے تھی گلاب اُسنے ملکہ پہ چھڑکا کہ ہوش آیا پتلی تو غائب ہوگئی اور ملکہ نے اخترِ مرواریدِ نکالکر شاہ کو دکھایا کہ بادشاہ کو غش آیا دو پتلیاں اسکی طرف سے پیدا ہوئیں اور گلاب چھڑک کر ہوشیار کیا پھر ملکہ نے اختر کو زمین پہ پھینکا شاہ جادوان کمر تک زمین میں غرق ہوگیا اور پکارا کہ اری چھوکریا خوب تجکو اُس بدبو فانے تعلیم کیا ہے لیکن میرے ہاتھ سے کہاں جائیگی یہ کہکر سحر پڑھا کہ دو پنجے پیدا ہوئے ایک پنجے نے تو شاہ کی کمر تھام کر زمین سے نکالا اور ایک نے **بران** کی گردن پکڑلی اس مقام پر صاحب دفتر نے تو یہ لکھا ہے کہ ملکہ مذکور کو شاہ جادوان نے گرفتار کرلیا لیکن اسنہ پر شاد صاحب جو ایک بڑے داستان گو لکھنؤ میں تھے اُنکا بیان ہے کہ ملکہ مذکور کو عمارچی نے آکر قید کیا چنانچہ صاحبوں کی تقریر یہ احقر دوجا) تزئین بیان بتصریح تمام بیان کرتا ہے اول بیان **صاحب دفتر**۔ یہ کہ جب پنجے نے **بران** کو

پچھاڑ لیا اور بادشاہ طلسم زمین سے نکلا تو اُسنے زمین پر ہاتھ مارا زمین شق ہوئی بادشاہ نے ہاتھ ڈال کر ایک زنجیر
اور طوق الماس رنگ نکالا اور براں کی گردن میں طوق پہنا کر زنجیر سے باندھا اور ظفر مود ر یہ چپکی بیٹھی لیا یہ
ماجرا سب عمرو جو گلیم اوڑھے علٰحدہ کھڑا تھا اُسنے بھی دیکھا اور فکر میں رہائی ملکہ کے ہوا اور جس صورت پر
کہ تیار ہوا بیان کیا جائے گا لیکن اب افراسیاب قید کرکے ملکہ موصوف کو بہت خوش ہوا اور چاہا کہ
اسکو مار ڈالوں پھر آپ ہی آپ سوچا کہ اس رنڈی کو کوکب کے پاس بھیجدوں تاکہ وہ شرمندہ ہو اور پھر
مجھ سے لڑنے کا ارادہ نہ کرے غرض یہ اسی فکر میں دل سے مصلحت کر رہا تھا کہ دفعۃً ایک آواز ترواقے
کی آئی اسنے پھر کر جو دیکھا تو ایک جوان خوبصورت کو آتے دیکھا کہ سراپا زیور الماس میں غرق تھا گلے بازو پر
ہیرے کے بندھے موتی کے مالے گلے میں پڑے نُت جواہر کے کہنی سے شانے تک بندھے تاج ہیرے کا
سر پر رکھے لباس زرنگار زیب جسم کیے سامنے آیا ملکہ براں نے پہچانا کہ میرے والد بادشاہ کوکب ہیں
بس اُسنے جھک کر تسلیم کی اور فرط خوف سے لرزنے لگی کہ دیکھا چاہیے اب کیا یہ فرماتے ہیں میں اپنی خوشی سے
ناحق لڑنے آئی نہیں معلوم کیا انھوں نے سُنا جو خود چلے آئے اور اس طرح اس جلاد بادشاہ کے مقابلے میں جو
یہ آئے ہیں اگر کوئی خدانخواستہ ان کو ذلت درپیش ہوئی تو تمام شہروں میں طلسمات کے میرے باعث سے
انکو ندامت ہو گی اب یہ مجکو ولی عہد سلطنت پر نہ رکھیں گے اگر ان کو کوئی ذلت ہو تو زہر کھا کر مرجانا الحاصل
یہ تو خوف کھا رہی ہے اُدھر شاہ کوکب کو افراسیاب نے بھی پہچانا اور دونوں باہم دست بدست ہوئے اور
شاہ افراسیاب نے کہا اے یار بے مروت کوئی حق محبت تم نے یاد نہ رکھا سب رسم آشنائی بھُلا دی
آج بیٹی کی حمایت منظور تھی جو تنہائی میں آکر ملاقات کی وہ بھی معلوم نہیں کیوں لڑنے آئے یا للعجب افسوس. نظم

نگاہیں کیوں پھیریں یہ کیا ہوا ہے
یہی ہے حق الفت یار پرفن
اگر کچھ رحم ہو دل میں پیارے
کرو فکر ساتھ تھے جب تھا لڑکپن

اگر تیری خوشی یوں ہے بھلا ہے
کمی ہمت میں کیوں ہے آج ہمسے
سمجھ مشتاق مضطر کے اشارے
مراد بے نیازی سے سروکار

بتا تو مجھ سے او پوشیدہ دشمن
نہ رنجش ہو گی اب ابر کرم سے
وہ باتیں یاد کر اے یار پرفن
تمنا کو نہ تھی تکلیف دیدار

شاہ کوکب یہ باتیں اُسکی سُنکر آنکھوں میں آنسو بھر لایا اور پکارا کہ اے یار وفادار مجھسے کوئی بات بیوفائی
کی نہیں ہوئی پہلے تمھیں سے چھیڑ نکلی ہم تخت پر سوار جاتے تھے تم نے اُس تخت کی اٹھانے والی پتلیوں سے
ایک پتلی کو مار ڈالا جب نامہ میں لکھا تو اُسکا جواب اگر تمھارے خلاف تھا تو خود میرے یہاں چلے آتے
تمھارا گھر تھا کوئی منع نہ کرتا مجھ سے آکر لپٹ جاتے سیر طرہ یہ کیا کہ مجلس کے پتلے کو مار ڈالا اُسکی لونڈی کو
پچھاڑ رکھا آج اپنی دختر کو میں اسیر دیکھ رہا ہوں مجکو قسم ہے جمشید علی جناب سامری والا خطاب کی کہ میں نے اسکو
تم سے لڑنے نہیں بھیجا یہ آپ سے چلی آئی تھی پھر از خرد ان خطا داز بزرگان عطا اس پر تم رحم فرماتے تو دا
داہ اور الٹے آپ مجھ سے شکایت کرتے ہیں افراسیاب کو یہ بیان سنکر حجاب ہوا اور جلد ملکہ براں پرسے

سحر اُتار لیا اور کہا اے برادر تمکو اس دزد مکار عمرو عیار نے ضرور بہکایا تھا وہی دشمن کے جگر میں غصہ آیا تھا ایسے
سامری نے عنایت فرمائی جو تمہاری طبیعت درستی پر آئی کوکب نے جواب دیا کہ اس ابلیس کی شکر رنجی کو عاقل
کب مانتے ہیں ذرا سی بات میں دوستوں سے نہیں بگاڑتے ہیں اچھا اب مصداق مضی ما مضی۔ گذرے ہوئی
رنجوروں کا ذکر کیا آؤ گلے ملجاؤ کہ موجب **نظم**

وہ جو گذرا سو گذرا اے جفا کار
خفا ہوتے نہیں واں سے خالہ
وفا تجھ میں کہاں نا آشنا ہے
یہ دھوکا ہی رہا اے حسن انجام

نہیں لازم کہ اب دے ہمکو آزار
خفا ہو کے گلے مل کر زمشکے
کسی کا آشنا بھی ہو تو کیا ہے
بسر کر زندگی الفت سے اے یار

حذر کر آہ مظلوماں سے ظالم
بگاڑا ہے کیا تیرا انتہا دے
نہیں دنیائے فانی جائے آرام
نہ اب ہم ہیں نہ ہو تو کچھ گھٹنے گا

افراسیاب یہ تقریر سنتے ہی ہاتھ پھیلا کر گلے ملنے دوڑا ادھر سے **کوکب** ابھی خوردی جتانے کو ایسا جھکا کہ قدم پر سر
رکھنے چلا شاہ جادوان نے ان ہی کے شانہ پکڑ کر اٹھایا جیسے ہی منہ **کوکب** کا مقابلہ میں اسکے آیا **کوکب** نے لپٹ جو کیا
بیہوشی کا سفوف ناک میں شاہ جادوان کے تیر کیطرح پہونچا اور وہ چکر کھا کر زمین پر گرا **کوکب** نے نعرہ کیا کہ انا شاہ عیاران
عمرو ابن امیہ عیار اور نعرہ کرکے خنجر مارا ہر شاہ جادوان سے لشکر بران کو دیا وہ تو خوف سے لرز رہی تھی یا ہنس
پڑی اور گویا ہوئی کہ واہ واہ سبحان اللہ خواجہ کیا کہنا آپنے اسوقت وہ کام کیا ہو کہ اگر شاہ **کوکب** ہوتے تو داد تمہاری عیاری
کی دیتے یہ کہکر ایک ناریخ سینہ **افراسیاب** پر لگا دیا وہ ناریخ ہر چند کہ بڑا زبردست سحر تھا لیکن **شاہ طلسم** پر اثر پذیر نہوا اور ناریخ
پڑتے ہی بادشاہ مذکور زمین میں سما گیا **بران** نے سمجھی کہ مارا جائیگا اور اب جو ہوشیار ہوگا آفت و راقیامت ڈھائیگا پس
یہ سمجھکر خواجہ کو لیکر اڑ گئی اور ایک پہاڑ پر جاکر اتری اور وہاں خواجہ کی حد سے زیادہ تعریف کی اور کہا میری عقل نے
خواجہ حیران تھی کہ میرے باپنے کبھی ایسی گفتگو اپنے ادنی غلام سے بھی نہیں کی آج یہ کیا ماجرا ہے جو **افراسیاب** سے ایسی
باتیں منت آمیز کرتا ہے خواجہ نے کہا یہ تمنے نہ دیکھا کہ دونوں بادشاہوں کا حفظ مراتب میں نے کیسا کیا اے ملکہ ہم لوگوں کی
عیاری یہی ہے کہ جیسا موقع دیکھتے ہیں ویسی ہی عیاری کرکے کام حریف کا تمام کرتے ہیں کچھ خوف ایسی باتوں کا تم اپنے
دل میں نہ کیا کرو اب چاہیے کہ دم بھر یہاں بھی نہ ٹھہرو اور میرے لشکر میں چلو وہ مقام یہاں سے نزدیک ہے ایسا نہ ہو کہ
شاہ طلسم پھر آکر فساد کرے ملکہ نے کہا بہتر ہے چلو خواجہ نے بنا بر احتیاط کے اپنی بھی صورت بدلی اور ملکہ کی بھی
تبدیل کردی دونوں صورت بدلکر روانہ ہوئے اُدھر شاہ جادوان بھی بعد کچھ دیر کے ہوشیار ہوا اور حیران تھا کہ یہ
کوکب نے میرے ساتھ کیا کیا غرض زمین سے نکلا اور رقعہ جمشیدی دیکھا معلوم ہوا کہ **عمرو** عیار بصورت **کوکب**
لشکر بران کو چرالے گیا اور جمشید نے تجھکو بچا لیا ورنہ بران صاحب اختر سحر بھی بیہوش ہونے پر تجھکو
مار ڈالتی وہ تو تیرے ساتھ سحر کے زبردست نیر رہتے ہیں اور تو بندہ مقبول سامری ہے اسوجہ سے
بچ گیا انسان کو چاہیے کہ ایک بات سے تنبیہ پا ہاتھ دھو کے پڑ جائے تدبیر جنگ کیا اور طرح سے
نہیں ہو سکتی جو تو قتل **عمرو** کے پیچھے پڑا اب لازم ہو کہ چندے صبر کر اور آرام پذیر ہو یوں دو تین

پھرنا اچھا نہیں ایسا نہ ہو کہ ایک روز تو کسی عیار کے ہتھے چڑھ جائے اور وہ تجھکو مار ڈالے یہ مضمون رقعہ سے معلوم کر کے
یہ بھی باغ کی طرف روانہ ہوا۔ دوم بیان امیر شاہ صاحب وہ یہ کہ جب بران کو پنجہ سحر افراسیاب نے
پکڑا بران نے اُف کر کے کہا پنجہ سحر کا جلجائے اُف کرتے ہی اُن دونوں پنجوں میں آگ لگی اور مثل شعلہ بھڑک کر
جل گئے بادشاہ زمین سے تڑپ کر آپ باہر نکلا اور ہاتھ بڑھا کر پکارا کہ لاؤ اس کے ہاتھ میں کمند سحر آگئی وہ
کمند ملکہ پر لگائی ملکہ نے کہا خاک میں ملے افراسیاب اپنے سحر میں آپ ہی پھنسا کمند سحر تاب کھائے اتنا
کہتے ہی زمین کو زلزلہ ہوا اور شاہ طلسم کے پاؤں لڑکھڑائے اور بھرا کے چار دن شانے چت زمین پر گرا
وہ کمند جھکا کھا کر اسی کے جسم میں لپٹ گئی گلا بھی پھنسا اور دم گھٹنے لگا اس وقت بقدرت کردگار صبا رفتار
اس طرف آنکلی اور دور سے تمام کیفیت اس نے دیکھی اور از بسکہ عمرو و قران بھاگ گئے تھے میدان خالی
پاکر اُسنے صورت اپنی مثل صورت عمرو بنائی اور سامنے ملکہ کے آکر پکاری کہ اے ملکہ کیوں نہ ہوا وہ آنکھیں شخص کی میچی ہو
اسی طرح تعریف کرتا ہوا برابر آگے پہونچی اور بیضہ بیہوشی ناک پر مار کر ملکہ بیہوش ہو گئی اس اثنا میں ایک
پتلا بلور کا آیا کہ شیشہ پانی کا لئے تھا پس اُسنے تین چھینٹے اس پانی کے افراسیاب پر مارے کہ
وہ کمند سحر کھل گئی شاہ مذکور نے اُٹھکر اختر مروارید بران سے لیا اور عیارہ سے کہا کہ زبان میں اس کی
سوزن دیکر اُسکو باندھ دے اُسنے ایسا ہی کیا شاہ نے پھر حکم دیا کہ اب تو جاکر حیرت کی بارگاہ میں ٹھہر میں
اس گیسو بریدہ کو زندان ظلمات میں قید کرکے آتا ہوں تجکو اس عیاری کے صلہ میں مالا مال کر دونگا کہ تو نے
واقعی کارنمایاں کیا ہے عیارہ نے یہ سن کر اپنی راہ لی اور بادشاہ بران کو لیکر جانب ظلمات گیا اور
وہاں پہونچا زندان خانہ میں آیا ملکہ اسی طرح بیہوش ہے شاہ نے زندان میں آکر سحر پڑھا کہ افعی سحر و اژدر
ظلمات جادو دونوں محافظ و داروغہ زندان خانہ کو خبر ہوئی وہ حاضر خدمت ہوئے اُنسے بتاکید تمام
حکم دیا کہ تم اپنا زبردست سحر اس مجرم پر کر لو ایسا کہ یہ محض بے حس و حرکت ہو جائے پھر طوق و سلاسل میں
جکڑ کر اُسکو ہوشیار کرنا اور ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی کا اسے آٹھ پہر میں دینا اور صبح و شام ہر وقت
حفاظت کرنا اس کی جانب سے کبھی غفلت نہ کرنا کیونکہ یہ بلائے مبرم اور آفت زمانہ دختر شاہ کوکب
ہے اور بندھوں کی طرح ایسا ویسا ساحر اُسکو نہ جاننا اگر یہ چھوٹ جائے گی تو ہزاروں کو قتل کریگی قیامت
اُٹھائیگی پھر ہاتھ نہ آئیگی صاف یہاں سے نکل جائیگی یہ قدغن شاہ کی زبانی سن کے اُن دونوں ساحروں
نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ یہ تو کیا ہے اگر ہم اس کے باپ کو اس طرح غافل پائیں اور اپنا سحر
اُس پر کر لیں تو ساری عزت اُس کی خاک میں ملجائے کبھی ہمارے پنجہ سے وہ رہائی نہ پائے آپ اطمینان
رکھیے یہ زندان ظلمات ہے سات کوس تک سوا تاریکی کے کچھ نظر نہیں آتا پھر یہاں سے کوئی بھاگے
گا تو کدھر جائے گا اور راستہ کیونکر ملیگا اندھیرے میں ٹکراتا پھریگا اور ہم خانہ زاد موروثی اسی حفاظت
اور پاسبانی ہی کے لیے ہیں رات دن یہاں سے ہلتے بھی نہیں اس مجرم سے کبھی

غافل نہ ہون گے بادشاہ نے فرمایا کہ ہان بس یہی چاہیے یہ کہکر وہان سے پھر کر جانب بارگاہ ملکہ حیرت روانہ ہوا یہان محافظان زندان نے بران کو خوب اسیر سحر کر کے ہوشیار کیا اس پروردہ مہد ناز و نعم نے کاہے کو ایسا مقام تنگ و تاریک دیکھا تھا اور ایسی صعوبت مین مبتلا ہو کر رنج و غم کاہے کو اٹھایا تھا آنکھ کھلتے ہی عجیب سامان نظر آیا فلک تیرہ رو نے غضب کا روز سیاہ دکھلایا زندان سیاہ مین پھنسایا کہ ابیات

دیکھا تو عجیب خراب زندان
جیسے کہ مہیب غار اژدر
کیا کہیے کہ کیسی چھت پرانی
کڑیون کی کڑک کہ شور محشر
کیا کہیے ہوئی جو کچھ تھی ہونی
ماندے ہین بہت کھڑے کھڑے ہم
اول تو نہ تھا نشان روزن
مکڑی نے لگا دیا تھا جالا
اندوہ کا گھر کے آیا بادل
معلوم نہ تھا کہ ہین کہان ہم
گھبرا کے وہ بار بار اٹھنا
تاہم بھی [illegible] یاس ہمدم
اس وقت [illegible] دہ ہو گیا ہر گوشا

کچھ دیو نژاد تھے نگہبان
آسیب جو آئین آگے ڈر جائے
اک سر بہ بلائے آسمانی
کڑیون کا یہ گھن سے ماجرا تھا
دیوارون سے جھڑ رہی تھی لونی
رخصت جو لگا ہیبان سے پائین
ہو جس سے سیاہ خانہ روشن
گردون نے عجیب زمین دکھائی
نہ شمع نہ روشنی نہ مشعل
الجھن وہ غضب کی کہ نزع کا حال
ہر مرتبہ بیقرار اٹھنا
کہنا یہ خدا سے گر کے ہائے
تا چند رہون مین زندہ در گور

زندان وہ سیہ خراب ابتر
دیوانہ ہو دیو بلکہ مر جائے
تھے دیدہ دیو روزن در
باران بلا برس رہا تھا
دیوار کا تھا یہ قول ہر دم
کل کو کہین آج بیٹھ جائین
تھا بھی تو یہ رنگ تھا نرالا
بھی بیٹھنے کو فقط چٹائی
اک تیرگی لحد کا عالم
دل ہلنے لگا تو آیا یہ خیال
وہ یاس وہ بیکسی کا عالم
دنیا سے مجھے بس اب اٹھا لے
یہ ماہتاب فلک حسن تو اس طرح

اسو سنہ الم مین مبتلا ہے [illegible] قید ہوئے کو صاحب دفتر نے بھی لکھا ہے چنانچہ قول [illegible] یاد تمام ہوا اب یہان سے سنو صاحب دفتر اس طرح ہے کہ عمرو اور بران صورت بدل کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے اثر اسباب بھی زمین سے نکلا ہوشیار ہوا اور رقعہ جنبش کر نے دیکھا معلوم ہوا کہ عمرو صورت بدلے ملکہ کو لیے ہوئے جانب لشکر مہرخ جاتا ہے یہ معلوم کر کے اسنے ایک پتلا سحر سے بصورت کوکب بنایا اور اسکو کچھ تعلیم کر کے اڑا دیا اور آپ بھی اسکے پیچھے چلا ہنوز عمرو و بران راہ مین تھے کہ یکایک کوکب کو آتے ہوئے آتے دیکھا دونون ٹھہر گئے شاہ مذکور قریب آ کر اترا انھون نے سلام کیا اسنے یہ کلام کیا کہ اے بران مین تیری تلاش مین ادھر یہان ایکبار آیا تھا اور معتراض و سمندر کو قتل کر گیا تھا ملکہ کو یہ سنکر یقین ہوا کہ یہ ہمشبیہ شاہ کوکب ہے غرض ہمشبیہ مذکور نے کہا کہ اختر مروارید لیکر یا تو میرے ہمراہ چل کہ کوہ بلور پر تصویر سامری کی زیارت [illegible] ہے اختر تو اس ہمشبیہ سے مس کرنا ہوگا اور مجکو چلنا منظور ہو تو اختر مجھے دے کہ مین لے جاؤن ملکہ نے کہا پیچھے مین بھی ٹھہر آؤنگی یہ کہہ کر اختر حوالہ کیا

اُسکے دیتے ہی ایک صداے مہیب آئی عمر و تو فوراً غائب ہو گیا کہ پھر کوئی آفت آئی اور برّان حیران کھڑی تھی کہ زمین شق ہوئی اور شاہ جادوان نے نکلکر ایک سحر ایسا پڑھا کہ پنجے سحر کے بہت پیدا ہو کر ملکہ مذکورہ کے لپٹ گئے ملکہ بیہوش ہو گئی شاہ جادوان نے اس پتلے سے اختر مروا رید لیا اور ملکہ کو زنجیر سحر مین باندھکر پرواز کی اور پنجہ مین دابے ہوے ظلمات مین آیا اور محافظان زندان خانہ ظلمات کو بلا کر ان کے حوالہ کر کے براے حفاظت تاکید فرما کر آپ بجانب لشکر حیرت روانہ ہوا اور ملکہ مذکورہ کو محافظان زندان نے قید کیا اور وہی صعوبت جو بیان ہو چکی ملکہ پر گذرنے لگی چنانچہ اسی رنج و گزند مین اس شہر دار طلسم مجبوبی کو چھوڑ کر بقیہ حال شہزادۂ ملک قاسم لعل خفتان خونریز خاوری جو داخل طلسم گوہر گرہ ہوا سنیے

داستان رنگین بیان داخل ہونا شہزادۂ قاسم کا گوہر گرہ مین اور قید کرنا اُن کو نافرمان جادو دایہ بنفشہ جادو کا اور چھڑا لے جانا بنفشہ کا شہزادہ کو عاشق ہو کر اور لانا مزارِ عشاق پر اور کیفیت دیکھنا مزارِ عاشقان کی قاسم کا پھر واسطے فتح طلسم کے سعی کرنا انجام کار توڑنا طلسم مذکور کو اور تحائف طلسمی لیکر پھرنا جانب لشکر امیر یہان ساحران فرستادۂ افراسیاب کا آنا اور وقت پر شہزادہ قاسم کا آکر ان ساحرون سے لڑنا دیگر حالات متضمن اس داستان کے اور ختم ہونا اس جلد نادر بیان کا لموَلفہ

سو کبھی نہ ہمین سنا تو ساقی
ایکسا ہی پیمانہ ہم کو دے اور
ہون کشتی مے پہ ہو کے اسوار
گرداب الم مین دل پھنسا ہے
ہے موج ہوا سے تو بہ زنجیر
وابستہ سلاسل ستم ہون
پابندی شرع سے ہے کیا کام
زنجیر ہے موج بادۂ خام
دیکھون بھی تو دیکھون دے ساغر

لا وہ بھی دے مے جو کچھ جو باقی
ہے دل کو جو دخت رز سے الفت
دریاے طلسم نشہ کے پار
ڈوبا ہو مین بحر بیخودی مین
پابندی زہد کی ہے تدبیر
کچھ ہو گی نہ چھوٹنے مین دیر کی
ہون قیدی میکدہ مین ناکام
ہان ساقی مہربان خدا را
بھکون بھی اگر تو مے سے ساغر

آخر ہوا چاہتا ہے یہ دور
نازل ہوا چاہتی ہے آفت
ہے دلمین جو موج نشۂ مے
اڑون گا نہ آپے مین کبھی مین
کیا غم ہے جو قیدی الم ہون
ہے پیر مغان مددپہ میری
ہے طوق گلو جو دورِ جام
نیرنگ طلسم جام دکھلا
میخانہ بنے جو میرا زندان

دیکھون مین بہار بزم رندان
جب بنت عنب ہو ساتھ میرے
لالہ مرے دل کے داغ کا ہو
غنچہ ہو ہر ایک گلابی کی شکل
زلف سنبل اُسی کو سمجھین ہم
گھر آئے جو مے کے شوق کا ابر
جس سے نظر آئے اشکل انجام
گلدستۂ بزم ہون معانی
نادر ہے کلام جاہ دلگیر
تسلیم سخن کا شاہ ہے یہ
تارے ٹوٹے ہین آسمان سے
جان آگئی جب پڑھا فسانہ
اچھی نہین آپ اپنی تعریف
افسانہ کے ناظرین ذیشان
اس ذرہ کو آفتاب کرنے
برخاستہ دل ہوا ہے تیرا
شاید کہ قلم نہ تو اٹھائے
یہ رنج جو تجکو ہے بجا ہے
شب بسر کرین گے تیری آگے
زندہ کن مردۂ معانی

پھر دیکھون مین دخت رز کا جوبن
گردن مینا کی ہاتھ مین میرے
ہو جام ہر ایک صورت گل
سورج مکھی آفتابی کی شکل
جو دل سے ہوائے شوق نکلے
لیجائے وہ دل سے رند کے صبر
مین فتح کردن طلسم تحریر
رونق محفل کی خوش بیانی
دیکھا نہ سنا کلام ایسا
گردون ہنر کا ماہ ہے یہ
زندہ اسی دم سے شاعری ہے
واللہ ہے عجب زمانہ
اے ہیچدان یہ یاوہ گوئی
ذی فہم و ہنر ور و سخندان
اسوقت تھا فخر تجکو زیبا
ہے قول سے تیرے رنج پیدا
پیدا نہین جبکہ قدردان ہے
لیکن اتنا نہین روا ہے
معلوم نہین کہ آگے کیا ہو
جان داد بہ جسم خوش بیانی

ہاتھ اپنا صراحیون کی گردن
نظارہ بہار باغ کا ہو
قلقل مینا صوت بلبل
انجمن ہو جو بھرے سے گلبن
گلشن مین نسیم کے ہون جھونکے
چشم نرگس ہو صورت جام
اور کشور دل ہر ایک کا تسخیر
ہر اک کی زبان پہ ہو یہ تقریر
فردوسی کا کب ہے نام ایسا
پیدا ہے فروغ دہ بیان سے
مردہ مضمون مین جان دی ہے
بس جاہ کہان تلک یہ توصیف
عزت ہے سخن کی تو نے کھوئی
گر دیکھتے مہر کی نظر سے
لیکن مطلب مین تیرا سمجھا
یہ تیسری جلد ختم کر کے
محنت بے سود رائگان ہے
اُمید قوی ہے پر خدا سے
اچھا لکھوا اب ورد داستان کو

رونق افزایان انجمن علم و فن و قدر دانان جواہر بے بہائے سخن خریداران متاع داستان ہنر پروری و مشتاقان لقائے شاہد سخن گستری زورق نشینان بحر زخار معانی و کشتی شکستگان دریائے دانی گوہر آبدار کلام فصاحت نظام کو زیب گوش شاہد سخن سنجی اصطلاح فرماتے ہین اور سفینۂ ہنر پروری پر چڑھ کر دریائے بیمروتی سے یون اُتر جاتے ہین کہ جب شہزادہ بادشاہ تسلیم شجاعت دروئے شہامت دفنون علم سخاوت کا عالم یعنی شہزادہ ملک قاسم ہمراہ ایک معشوق زیبا اور ساحرہ کے کشتی پر بیٹھکر دریا مین روانہ ہوا اور اس نازنین زہرہ جبین نے شراب پیکے آمادہ سے مے فرمایا ساحرہ کو غصہ آیا آخر وہ کشتی بیچ دریا مین بہو بیکر ڈوبی سیارہ عیار نے سب کیفیت کنارے پر دیکھی اور ناچار وہان سے مراجعت کی لشکر ان شہزادہ کے پاس آکر تمام کیفیت کہی ادھر ان دونون سے رخصت ہوکر آب بھی

جانب طلسم روانہ ہوا سرداران لشکر نے اسی مقام پر انتظار شہزادۂ نامدار مین خیمہ کیا حال اس عیار کا آئندہ بیان ہوگا لیکن ماجرائے شہزادہ بیان کیا جاتا ہے کہ کشتی جب غرق دریا ہوئی آنکھ شہزادہ کی بند ہوگئی بعد کچھ عرصہ کے جب آنکھ کھلی اپنے تئین قید آہن مین جکڑا ہوا ایک حجرۂ تنگ و تاریک مین بند پایا سر زانوے تفکر پر جھکایا اور نظر بفضل داور کر کے چپ ہو رہا روح قلب سے دعائے مخلصی کی کرتا تھا کہ بموجب نظم

نہ تھا انسان جو کوئی پوچھتا حال — فقط وہ تھا اسی جادو کا جنجال
زبان پر تھا یہی ہر دم کہ یا رب — رہونگا کب تک اسمین مین معذب
امید مخلصی ہے دل سے مسدود — کرم کر مجھ پر اپنا میرے معبود
کوئی صورت تو ایسی بھی دکھا دے — کہ ہوئے مخلصی کچھ مدعا دے

شہزادہ مذکور روز زندان الم مین مصروف دعا ہے لیکن وہ شہزادی جو کشتی پر ہمراہ بادشاہ طلسم کے آسمان کی ماہ تھی اور نام اسکا بنفشہ جادو ہے اور وہ ضعیف جو اس نازنین کے ساتھ تھی اسکی دایہ ہو تجارت مکر و زر کی سرمایہ ہے بادشاہ طلسم کی طرف سے اس کام پر یہ مامور ہے اسکا یہ دستور ہے کہ شہزادی کو ناؤ پر سوار کر کے لیجائے اور جو کوئی دریا پر آئے اسکو حسن و جمال پر ملکہ کے لبھائے اور گرفتار کر کے لے آئے زندان رنج و مصیبت مین پھنسائے اور ملکہ کو جلسے سکونت پر خبر ہو پہنچائے اور آپ بشاہ طلسم سے جا کر اطلاع کرے کہ مین آنیوالے کو دریا کے گرفتار کر آئی چنانچہ جو کوئی شراب اس نازنین کے ہاتھ سے کشتی پر پی لیتا ہے فورا غرق دریا مین آپ کو دکر ہوتا ہے اور محافظ زندان طلسم اسکو لیجا کر قید کرتے ہین از بسکہ قاسم نے شراب کشتی پر نہیں پی تھی اسوجہ سے اس دایہ نے سحر پڑھ کر ناؤ کو ڈبو دیا اور اپنے مکان مین شہزادہ کو لا کر حجرۂ تنگ و تاریک مین بند کیا اور آپ خبر کرنے بادشاہ پاس گئی اور شہزادی کو اس کے باغ مین ہو پہنچاتی گئی چونکہ یہ غنچۂ گلستان خوبی و سرو بوستان محبوبی نازک اندام دشمن بو ملکہ بنفشہ جادو عندلیب آسا گلرخسار شہزادہ قاسم پر فریفتہ ہو چکی تھی جب اپنے باغ مین آئی فراق شہزادہ کا بہت شاق ہوا بھی جلسے رنڈی میٹی چلائی پر ملکہ ہمیشہ ان باغ سے علیحدہ اس باغ مین رہتی ہے انیس جلیسین کنیزین بہر خدمت معین ہین اسی باغ مین جو لوگ کہ اس پر عاشق ہو کر قتل ہوے ہین انکے مدفن ہین غرضکہ اس گلزار مین تخلیہ کرتا ہی چہ ملکہ چبوترے پر سنگ مرمر کے جو وسط باغ مین بنا تھا مسند پر آکر جلوہ گر ہوئی اور سیر باغ کی کرنے لگی تا غنچہ خاطر بستہ شگفتہ ہو لیکن ہجر دلدار دلمین کانٹا سا کھٹکتا تھا گریبان صبر و ضبط برنگ گریبان گل پھٹا جاتا تھا بی بی بنفشہ سیر گلشن سے اور زیادہ بڑھی بیتو تر سے اٹھکر بارہ دری مین آئی کنیزون اور محرمون کو پاس سے سرکا دیا جب تنہا ہی ہوئی دفتر عشق کھولا مضطربانہ خیال جانان کیا اور تصور معشوق سے کہنا آغاز فرمایا کہ او سنو اب ہم اپنے حال کا آغاز کرتے ہین مضامین بیتابی معشوق بن کر آغوش تمنا مین ناز کرتے ہین شکر ہے زمانہ فراق کا کہ ہر لحظہ طبیعت کو مثل ماہی بے آب اضطراب حاصل ہے اور بڑا احسان ہے صدمات جدائی کا کہ دامن چشم تر کو خشک ہونا مشکل ہے دہن کو ہجوم

نالہ و آہ سے بند ہونے میں کلام ہے کبھی معشوق تھے اب عاشقون میں ہمارا نام ہے راحت کسی پہلو نصیب نہیں وہ کونسا وقت ہے جو دوچار بلائین ہم سے قریب نہیں بہر حال اے جانی تمھارے شکر گذار ہین اپنے دل کی طرح بے اختیار ہین خدا جلد اس حجاب ظاہری کو درمیان سے اٹھائے تمھارا جمال رشک آفتاب ہم کو دکھائے وہ قیدخانہ جو دل مشتاق سے بھی زیادہ تنگ ہے مانند عمر سخن دراز ہو کر تم کو آزاد کرے فیض قدم گلزار سے تمھارے اس باغ ویران کو اللہ آباد کرے ہم بھی رنج فرقت سے فرصت پائین خوشیان منائین اب جی ہمارا تنگ ہے طبیعت کا یہ رنگ ہے کہ بات کرنا مشکل ہے آرزون کی سونی محفل ہے گیسو کے تصور مین آشفتہ سری ہے کیا کہین کہ کیا بے خبری ہے۔

غزل

راحت نہیں نصیب کہاں ہجر یار سے / آہیں نکل رہی ہین دل بیقرار سے
اللہ رے طول مردم دیدہ ہوئے ہین پیر / آنکھین سفید ہین کشش انتظار سے
کس وقت زلف یار کا ہم کو نہین خیال / فرصت کہان ہے سلسلۂ انتظار سے
فیض ہوائے رخ ہے سو قصر آسمان / پیدا ہے شوق اوج فراز غبار سے
بخشین کفن کو خاک لحد نے کدورتین / کس کس کو ہے غبار ترے خاکسار سے
بر آئی ایک رات بھی اپنی نہ آرزو / اتنا گلا رہا ہمین آغوش یار سے
اسے جاہ اپنے دوست سے گر ہمکنار ہون / پھر غم نہین ہے کشمکش روزگار سے

یہ بیان فرقت یار کرتے کرتے شوق وصال نے اور ہی کچھ سمجھایا دل مین یہ خیال آیا کہ اے نادان جو کوئی عشق کرے بدنامی سے ذرا بھی منزل مقصد تک نہین پہونچا اور جس کسی نے بحر ناپیدا کنار محبت کے کنارے پہونچ کر کشتی سلامتی پر بیٹھنا چاہا اور زیادہ دریائے غم اور گرداب الم مین ڈوب کر مر گیا بیڑا پار نہ ہوا بلا سے تیرے والدین تیرے عاشق ہونے سے ماہر ہون گے ہزارون دشمن ظاہر ہون گے بدنامی حد سے آگے بڑھے گی رسوائی بلا بن کر سر چڑھے گی آفت بہر استقبال پیشقدمی کرے گی مگر ایک رات تو ہنس بول لین گے عقدۂ سربستہ غم دل کھول کھول لین گے دایہ تو کشتی پر بیٹھ ہی چکی ہے کہ تو شہزادہ پر مائل ہوئی تھی اب دیر کر بسم اللہ روانہ بجانب جانانہ ہو اور خانۂ دایہ سے اسکو یہان لے آ رات بھر مزے اڑا آیندہ جو کچھ ہوگا سمجھ لینا یہ مشورہ جو تنہائی دل نے سمجھایا اسی وقت اٹھ کھڑی ہوئی خود تو سحر جانتی نہ تھی کنیزین جو ساحرہ تھین اُنسے سحر پڑھوا کر تخت منگوایا اور مع چند انیسون کے سوار ہو کر خانۂ دایہ مکار مین اپنے تئین پہونچایا یہان چند ملازم دایہ کے حاضر تھے اور وہ برائے اطلاع دربار شاہ طلسم مین گئی تھی اسنے ان نوکرون سے پوچھا کہ دایہ کہان ہین انھون نے بیان کیا کہ بادشاہ کے یہان ہین اسنے کہا وہ قیدی کہان ہین اسکو لے جاؤنگی اور اپنے مکان مین قید کرونگی ملازم یہ سنکر آمادہ بہ فساد ہوئے ملکہ نے اپنی کنیزون سے کہا کہ سزا دو ان کو کنیزون نے ایک ایک کو پکڑ پکڑ جوتیان مارنا شروع کین جب تو وہ داد بیداد کرتے جانب دربار بادشاہ بھاگے اور ملکہ نے اس حجرہ کا کہ جسمین **قاسم** مقید تھا قفل تڑوایا اور اندر آکر

کنیزون سے فرمایا کہ قید سے اسکو سحر پڑھ کر رہا کرو کنیزون نے افسون خوانی کرکے ہتکڑیان بیڑیان جادو کی جسم شہزادے پر سے دور کین ملکہ نے آگے بڑھ کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے شہریار مین نے آپ پر جان و مال سب نثار کیا آپ تشریف لے چلیے دیکھ لین گے جو کچھ آئندہ خدا دکھائے گا ہم بھی آپکے عشق مین جان دین گے شہزادہ اٹھ کر اسکے ہمراہ ہوا اور باہر حجرۂ زندان سے نکل کر دونون تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوئے راہ مین شہزادہ شکریہ احسان اس ماہ تابان سپہر کا ادا کرتا تھا اور کہتا کہ

ابیات

خالق کا ہے رحم دور غم ہے
زنجیر سے گھر سے گھر مین آیا
تکلیف ہوئی تھین سراسر
فرمائی تھی ہنس کے یہ مکرر
کیا مین نے کیا ہے تمپہ احسان
جسکی نہین اب تلک تو تقدیر
القصہ اسی طرح کی تقریر
رضوان کو تھا جس کے رشک کا داغ
رکھتے تھے جو انتظار اشجار
مالک کا ہاتھ ہے ۔بول بالا
شاخین تھین یہ ناز کی سے کوام
خود لوٹ رہی تھی طرز رفتار
لکھتے ہین یہ گل کھلا کے خامہ
ہو خط غبار خط گلزار
سامان تھا جس قدر رہتیا
فرما دیتا جسکا ایک مزدور
گلزار تھا فرش جس مکان کا
گویا وہ زمردین تھا ایوان
اسباب نشاط وعیش ہر جا
ہوجاتی تھی جنسے دل ہر اک راست
آراستہ کی کشتیان تھین
تھی ہر بط مے جواب بلبل

تائید ہے فضل ہے کرم ہے
اللہ نے لی خبر ہوئی خیر
احسان یہ آپکا ہے مجھ پر
مین تیری ہون اک کنیز ناچیز
قربان ہے تیرا اب دل وجان
ہوتے ہین ابھی ملال کیا کیا
کرتے ہوئے گھر مین پہونچے دلگیر
آنے سے جوان کے باخبر تھا
باندھے ہوئے تھے قطار اشجار
وہ پھولے پھلے جھکا یہ باغ
ہوجاتی تھین بار رنگ سے خم
گلشن مین کبھی جو آئے زاہد
ہو تحت الارض راز نامہ
گلچین کی نظر نہ تھی خزان پر
باہر ہے بیان سے ذکر اسکا
تھے نقش ونگار سے وہ گلزار
وہ قطعہ تھا گلشن جنان کا
جس گھر مین تھا فرش زرد تیار
کثرت سے وہان یہ تھا مہیا
اراستہ مسندین بہت خوب
دراصل وہ جان میکشان تھین
ہر ایک خواص نازک اندام

اللہ نے تیرے سے چھڑایا
آئی تھی بلا مگر ہوئی خیر
شہزادی جو تھی فدائے دلبر
ہے آتش عشق شعلہ انگیز
کیا جانیے کب بن آئے تدبیر
یہ چرخ کرے گا حال کیا کیا
شہزادہ نے دیکھا ایسا اک باغ
استادہ چمن مین ہر شجر تھا
کہتے تھے یہ پیش حق تعالے
حاسد کا ہمیشہ سینہ پر داغ
ایسی روشین تھین صاف ہموار
ہو گل کی چھڑی عصائے زاہد
دکھلائے قضا اسکی رفتار
تھا اسکا دماغ آسمان پر
بیٹھے کے مکان وہ چشم بد دور
مانی بھی جہان ہو نقش دیوار
جس گھر مین تھا سبز سارا سامان
گویا وہ مکان تھا زعفران زار
تزئین مکان شیشہ آلات
چنگیر مین دھری ہوئین خوش اسلوب
ہر ساغر بادہ ہمسر گل
مہ پارہ ودلفریب وگلفام

اندر کے اکھاڑے کی تھین پریان | رخسار پہ ان کے دل تھا قربان | ملکہ نے شہزادے کو ایک مکان
مین لاکر مسند پر زر پر بٹھایا اور آپ پہلو مین جلوہ گر ہوئی جام مے گلفام سے لبریز کرکے پیشکش فرمایا شہزادے
نے سوال اسلام کیا اس بت نے خدا کا کلمہ پڑھا پھر تو دور ساغر چلنے لگا جلسہ عشرت جمال مطربان خوش نوا
بادہ نغمہ سرا سے مست کیا۔ نظم

نغمون مین شراب کا اثر تھا | جو بزم مین تھا وہ بیخبر تھا | تھی رقص و غنا سے گرم محفل
ہر دل کی تڑپ تھی رقص بسمل | تھا پیر مغان کا حکم جاری | تھی دختر رز سے ہم کناری
تھا بزم مین اجتماع یاران | آراستہ جشن میگساران | پہلو مین پری وہ جلوہ گر تھی
صورت مین جو غیرت قمر تھی | یاقوتی لب کی بس غزک تھی | نہ غم تھا کوئی نہ کوئی اٹک تھی
تھا جوش بہار شادمانی | زورون پہ تھا عالم جوانی | اسی جوش طرب مین بسان جوچلے
لحظہ فلحظہ دن کم ہوا اور جوش خاطر مہر آسمان گھٹا کہ نظم | اسی ہنگام مین مہر جہانتاب
جھکا جس طرح چشم مائل خواب | بشکل شفق آخر منھ چھپایا | نیا نیرنگ گردون نے دکھایا

یعنی کنیزان ملکہ موصوف نے عرض کیا کہ اے شہزادی آج پنجشنبہ کا روز ہے یہ شب غم اندوز ہے حسب دستور
تشریف لے چلیے اور روح عاشقان کو شاد کیجیے شہزادے نے یہ سنکر فرمایا کہ اے ملکہ کیا تمھارے اور بھی
عاشق ہین ملکہ نے ہنس کر کہا اوئی دور گور کیا میرے دشمن ہرجائی ہین یہ کہکر پہلوے شہزادے سے اٹھی
شہزادہ فرط رشک سے ساتھ ہوا کہ دیکھون یہ کہان جاتی ہے غرضکہ ملکہ اس مکان سے نکلکر باغ مین روان ہوئی
اور ایک طرف کو بہت دور پر جاکر ٹھہری شہزادے نے دیکھا کہ کٹہرہ گرد چمنستان کے کھنچا ہے رقبہ بہت معقول
نظر آتا ہے رنگ کٹہرہ آسمانی ہے اور اسپر نقش و نگار ایسا ہے جسپر رنگ بہزاد اور حیرت زدہ مانی ہے شیشے
اس کٹہرے مین بنے ہین اور گوہر آبدار شگوفون کے لٹکتے ہین جیسے ستارے آسمان مین نکلے ہین اندر اسکے جو
رقبہ ہے خیابان جنان کا تختہ ہے گلہاے زنگار رنگ کھلے ہین درخت برگ و بار سے لدے ہین پھولے
پھلے ہین زیر درختان قبور بختہ بنی ہین مسافران عدم کی منزل گاہین خوب سجی ہین قبرون پر شامیانے
استادہ ہین علما ہین انکی سیاہ ہین گشتہ زلف ہونے پر مدفونون کے گواہ ہین عود سوز عنبر سوز گرد ہر قبر کے
رکھے ہین دل جلون کا دل جل جل کر خاک مین ملا جاتا ہے ہین سپند آتش بر خیال آتشین رخسار کا پتہ بتاتا ہے
سویدا سے خاطر سوختہ جہان نظر آتا ہے گھنی گھنی چھاؤن درختوں کی قبرون پر ہے بے پھلے پھولے ناشاد و
نامراد مرنا اہل قبور کا ظاہر ہے بخورات کا دھوان جو پیچ و تاب کھاکر بلند ہوتا ہے یہ کہتا ہے کہ عاشق سنبل گیسو
اسی طرح خوابگاہ لحد مین سوتا ہے خاموش عبرت دور باش سُناتا ہے یہ نقشہ نظر آتا ہے کہ دل
خوف سے تھراتا ہے نظم | دیکھا عجب اک مکان ہو کا | خاموش چراغ آرزو کا
پیدا غم و یاس کی نشانی | کچھ قبرین نئی ہین کچھ پرانی | ممتاز نہین گدا سے سلطان

جو مور وہان وہی سلیمان
سب قیدی محبس تاسف
دو لاکھو صدا کوئی نہ بولے
دنیا کی طمع نہ حرص دولت
سب خواب مین بیخبر برابر
یون بلبل و فاختہ کی فریاد

کچھ بحث نہ گفتگو نہ تقریر
ہر چاہ مین بند چند یوسف
کھانے سے غرض نہ فکر پوشاک
اک عالم بیکسی و غربت
افسردہ ہر ایک برگ کا دل
وہ گل ہین کہان کہان وہ شمشاد

خاموش برنگ بزم تصویر
سوکھے منھ ایک بھی نہ کھولے
تن خاک ہر ایک آرزو خاک
تہ خانون کے بند در برابر
سائے مین بھی اسکے دھوپ فیل

ملکہ بنفشہ مع شہزادہ قاسم کے اندر اس رقبہ کے آئی اور شہزادے کو ٹھہرا کر شمع و گل چادر اپنے ہمراہ لیکر ایک قبر کی جانب بڑھی اور جب اس مزار پر پہونچی صاحب قبر نے زبان حال سے یہ صدا دی کہ **بیت** لحد پر یار آیا ہے مرے شرمندہ کرنے کو ٭ نہ منھ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذر خواہی کا ٭ ملکہ نے موے مشکین زلفین عنبرین کھول دیئے اور شمع روشن کی پھر تار زلف سر مین گوہر اشک گوندھ کر اس نوشاہ عروس مرگ کی قبر پر سہرا چڑھایا اور اس طرح نالہ کیا کہ **نظم**

ذرا الفت کا پھل تو نے نہ پایا
یہ چشمے رات دن رہتے ہین جاری

کہان ہے اے مرے دلدار ہرجا
فلک نے خاک مین تجھکو ملایا
لحد پر تیری ہے مسکن بنایا

میری جان میرے عاشق زار
مجھے ہے غم مین تیرے اشکباری
نشان خانۂ راحت مٹایا

یہ نالہ کرکے دوسری قبر پر آئی لب گور سے مرنے نے یہ آواز سنائی کہ **بیت** اس طرح قدم گور غریبان پہ نہ رکھو ٭ مردون کو زمین مین تہ و بالا نہ کرو ٭ ملکہ نے قبر پر شمع روشن کی اور گلہائے بیان آرزو چڑھائے اشک مسلسل رخسار پر جلوے موتیون کی لڑیان رو کر بنائین آب اشک کی چادرین چڑھائین پھر اسطرح درد دل زبان پر لائی کہ **بیت**

چھپے ہین دلمین لاکھون تیر غم کے
عیان ہے دیدۂ گریان سے برسات

بڑھے جاتے ہین سینے پر الم کے
روان چشمون سے ہر دم خشک گلنار

تصور دلمین ہے تیرا ہی دن رات
فقط رونے سے ہی مجھکو سروکار

اسی طرح وہ نازنین با دل اندوہگین اور ایک قبر کی طرف با موے پریشان و نالان آئی اپنے عکس زلف کی سیاہ چادر اس پر چڑھائی گلبن تمنا سے پھول بر سر تربت لائی صاحب قبر نے وہان گور سے یہ آواز سنائی کہ **بیت** کیسا رونا کس کی شمع کیسی چادر کس کے پھول ٭ خشک تپے ہین مزار عاشق مفلس کے پھول ٭ اس مایۂ ناز نے اس لحد پر بھی ماتم کیا اور نوحہ آغاز فرمایا۔ **نظم**

نہ تیری یاد ہے دل سے فراموش
نہین مٹتا کسی صورت سے یہ غم

رہا کرتی ہون بت کی طرح خاموش
پڑی ہے خانۂ دل مین تباہی

کیا کرتی ہون دلمین تیرا ماتم
مٹی ہے میری ساری بادشاہی

شہزادۂ قاسم فرط رشک سے اس معشوقہ کو شور عشاق پر ہرگز رونے نہ دیتا لیکن وہ خود محو آئینۂ عبرت ہو کر سکتے کے عالم مین تھا گویا بید ملتا تھا نخل باغ ہر ایک نظر مین نخل ماتم تھا نرگس بیمار کو جاتا غنچے سے پھولنے سے جسم گل پر ورم تھا سنبل زلف کھولے ماتمدار بہار تھی لسان زن سوگوار تھی خاطر گلشن کو

خزان کا کھٹکا لگا تھا گل کا گریبان پھٹا تھا اسوقت یہ سامان مپیش نظر تھا کہ تمام باغ عبرت کا گھر تھا زبان
حال سے یہ ندا آتی تھی کہ جب فصل مہرگان برنگ اجل شاہد بہار کی گریبان گیر ہوگی کچھ کسی سے تدبیر
بن آئے گی یہ بیچاری جان لیکر جائیگی ہر چند گل اشرفی اپنا خزانہ لٹائے زرگل ودامین اٹھائے
ممکن نہین کہ خزان ٹل جائے بلبل شیون کنان قمری نعرہ زنان لالہ داغ بردل سرو پابگل نہر پسان
چشمہ چشم اشکباران سوسن بزبان بے زبانی آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار گویان شمشاد اسی خوف سے آزاد
مقام فنا شہر گلشن آباد برگ ہر ایک کف افسوس داغ بالائے جسم داغ طاؤس سبزہ برنگ صف ماتم
بچھا ہوا این دم واپسین کا پتہ بوے گل بیرون چمن نکلتی یا باغ کی جان تن سے نکلتی کلیون کا چٹکنا
وقت نزع یٰسین کا پڑھنا تھا سحاب گلشن شامیانہ تربت نظر آتا غنچہ مقبرہ گنبد کی صورت دکھاتا زمزمہ
طائران سے صدائے کل من علیہا فان پیدا کہ **بیت** بر سر شاخ گل بباغ جہان ✤ غلغل کل من علیہا
فان ہے شہزادہ ازبسکہ فرزندان **حمزہ** مین سے تھا فرط رحم دلی سے ہمراہ ملکہ خود بھی رونے لگا اور انجام کار
شاہ و گدا کا خیال کرکے محو حیرت تھا اس عرصہ مین ملکہ نے عاشقون کی قبر پر روشنی کی روئی پیٹی بیسان
حسرت آلود کرتی رہی ناگاہ نگاہ اس مہربان عاشقان کی شہزادہ پر پڑی اور اسکو روتا ہوا دیکھکر اپنا
رونا بھولی سمجھی کہ یہ شہزادہ بھی اپنا قتل ہوکر اس جگہ دفن ہونیکا خیال رکھتا ہے اسی سبب سے روتا ہے
پس یہ معلوم کرکے قریب شہزادہ آئی اور اپنے دوپٹے سے آنسو پونچھکر پکاری کہ اے جانی و اے
سرمایۂ زندگانی خدا تجکو نہ رلائے اگر تیرے اوپر کسی طرح کی آفت آئیگی پہلے نشانۂ تیر آفت یہ کنیز
بن جائے گی اب کی مرتبہ دو قبرین یکجا بنینگی **نظم**

لہو کیسی طبیعت ہے مری جان
یہ کہہ کر خوب روئی وہ گل اندام
لگا دی آگ سی سوز جگر نے
یہ کیوں آئے ہین آنسو تابدامن
گہر ریزی سے آنکھون کو رہا کام
پھر اسنے اسکو قسمین دین کئی بار
رلایا منہ سے منہ بولی کہ قربان
یہ کیون بھیگی صف مژگان کی چلمن
بھگویا پیرہن کو چشم تر نے
کہا کر رنج دل تو اپنا اظہار

شہزادے کو اس کے پونچھنے سے وہ جوش عبرت کم ہوا اور کہا اے ملکہ مین انجام کار ہر انسان کا یاد کرکے
رویا تھا اب یہان سے چلکر بارہ دری مین بیٹھو اور انکی قبرون پر رونے کا حال مجھ سے بیان کرو کیا یہ سب
تمھارے عزیزون کی قبرین ہین جو تم ان کے غم مین ماتم کرتی ہو چشم نرگسی پر نم کرتی ہو تم تو عاشق کہہ کر روتی
تھین یہ کلمہ مجکو بہت ناگوار معلوم ہوا اسکا ماجرا مفصل بتاؤ ملکہ یہ سنکر شہزادہ کو بارہ دری مین لائی اور
مسند پر بٹھا کر گویا ہوئی کہ اے یار عزیز مین دختر اس طلسم کے بادشاہ کی ہون جسکا نام **گوہر شاہ** ہے
پس میرے باپ نے یہ عہد کیا ہے کہ مین دختر کی شادی طلسم کشا کے ساتھ کرونگا بالجملہ مجکو ہمراہ دایہ
دریائے طلسم پر بھیجا ہے اور آنے والے کو دریا کے میرے حسن پر فریفتہ کرکے قید کرتا ہے اور وہ شخص چالیس
روز تک قید رہتا ہے اس لیے کہ اگر یہ طلسم کا فتاح ہے تو اس مدت مین چھوٹ کر طلسم کو فتح کرے گا اور

ملکہ کو عقد مین لائیگا چنانچہ بعد چلنے کے جب وہ نہین رہا ہوتا ہے تو اُسکو قتل کرتا ہے مین اس مقتول کی لاش منگا کر اس رقبہ مین کہ جو آپنے دیکھا ہے گڑوا دیتی ہون ابتک بہت سے عاشقان نامراد یہان آئے اور قتل ہو کر دفن ہوئے ہین ہر پنجشنبہ کو ان کی قبرون پر جاتی ہون روح کو انکی شاد کرتی ہون شمع جلاتی ہون گل چڑھاتی ہون آج بھی حسب دستور گئی تھی وہان تمکو بیٹھے دیکھکر سمجھی کہ شاید تم اس راز سے واقف ہوا اپنا قتل ہونا یاد کر کے روتے ہو شہزادے نے یہ حال جب سُنا ہنس فرمایا کہ اے ملکہ آج تک حالت کفر مین جو جا ہا تمنے وہ کیا لیکن اب تم نے اسلام اختیار کیا ہے ہم سے واسطہ تم کو ہوا ہے خبردار اب کبھی ان نامحرمون کی قبرون پر نہ جانا تم کو شرم نہین آتی کہ معشوق ہو کر جاتی ہو کلمات بیہودہ زبان پر لاتی ہو اور مین اپنی مرگ یاد کر کے نہین رویا تھا وہ عبرت کا ماجرا تھا میرا تو یہ قول ہے کہ

بیت کسی کی مرگ پر ہرگز نہ کیجے چشم تر اے دل ❊ بہت سا رو دیئے ان پر جو اس جینے پہ مرتے ہین ❊

مین پوتا حمزہ کا ہون ہونشاء اللہ اس طلسم کو فتح کرونگا اور تم کو اپنے عقد مین لاؤنگا نظر باافضال کارساز عالم رکھو اور اس حرکت لاطائل سے باز آؤ میرے سامنے اسکے ترک کی قسم کھاؤ یہ کہہ کر بعتاب جانب ملکہ نگاہ کی وہ مطلوب کی خفگی دیکھ کر ڈری اور سیکڑون قسمین کھانے لگی پھر ہاتھ باندھ کر زار زار روئی شہزادے نے گلے لگایا بوسہ لب و رخسار لیکر خوشنود فرمایا پھر جلسۂ عشرت جما مغنیان خوش آواز نے ترانہ عیش و نشاط گایا جام شراب گردش مین آیا شب وصل تو ہمیشہ سے کوتاہ ہوتی ہے کچھ ہی دیر مین وہ وقت آیا کہ شب مثل مزاج آشفتہ برہم ہوئی و بسان زلف جانان پریشان ہو کر روئے شاہد سحر سے مثل رخ آفتاب نظر آیا کہ **نظم**

شباب شب زمانہ نے کیا کم ❊ ہوئی پھر انجمن انجم کی برہم
رہی محروم مطلب کثرت ذوق ❊ بڑھے سامان محفل گھٹ گئے [illegible]

وہان ملازمان دایہ گمراہ جو داد بیداد کرتے جانب دربار شاہ روانہ ہوئے تھے دارالامارۃ کے در پر پہونچے دایہ بادشاہ سے عرض کر چکی تھی کہ آج آپ کی صاحبزادی نے طلسم کے آنے والے کو شراب پینے سے منع کر دیا تھا مین نے سحر سے کشتی کو ڈبو دیا اور اُسکو اپنے گھر مین لا کر قید کیا بادشاہ نے بجواب اس بیان کے فرمایا تھا کہ شب بھر اس مجرم کو اپنے یہان رہنے دو صبح کو مین زندان طلسم مین بھجوا دونگا غرض دایہ مذکور وہان سے رخصت ہو کر باہر آئی تھی کہ ملازم اسکے ملے اور تمام کیفیت عرض بیان مین لائے دایہ کو غصہ آیا اور پھر کر دربار مین آئی بادشاہ کے کان مین سب حقیقت اسنے ملکہ کی کہہ سُنائی شاہ نے فرمایا کہ تو جا کر اس حال کی تحقیق کر کہ ملکہ تیرے مجرم کو لیجا کر قید کیا اپنے مکان مین یا اپنے پہلو مین بٹھایا جیسا کچھ ثابت ہو وہ مجھ سے بیان کر تا دایہ حکم پا کر اپنے گھر مین آئی اور کچھ دیر ٹھہر کر آسودہ ہوئی کھانا کھایا شراب پی پھر بزور سحر طائر بنکر ملکہ کے باغ مین آئی اور ایک شاخ درخت پر بیٹھ کر شب جو باقی تھی اسمین حال ملکہ اور شہزادہ دریافت کرتی رہی مزار عاشقان کی کیفیت جبتک دیکھی ملکہ کو بے لوث سمجھتی رہی جب شہزادے سے دار مدار کرتے دیکھا جلگئی آخر صبح کو اُڑ کر بادشاہ پاس گئی اور ماجرائے شبینہ حرف بحرف زبان پر لائی بادشاہ کو غصہ آیا اور خود

اُٹھکر روانہ ہوا یہان شہزادے نے صبح کو وضو کیا نماز پڑھی بعد ہمراہ ملکہ بیٹھکر شراب پینے لگا مگر ملکہ کا رنگ چہرہ خوف سے زرد تھا جانتی تھی کہ اب کوئی بلا آیا چاہتی ہے شہزادے نے یہ حال دیکھکر اسکی تسکین کی کہا اے ملکہ گھبراؤ نہین خدا رحم کریگا بعد تشفی استفسار فرمایا کہ قاعدہ طلسم یہ ہے کہ بغیر لوح طلسم ٹوٹنا طلسم کا ممکن نہین تمکو کچھ حال لوح کا اس طلسم کی معلوم ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک آہ سرد دل پر درد سے بھری اور گویا ہوئی کہ ابیات

کہ آہ اب ہم کہاں ہو وانے افسوس
کہ جوش خاطر مشتاق ٹھہرے
جدائی ہم مین تم مین چاہتا ہے
ہوس راحت کے دل کا ڈھنگ یا غم
کہ جھگڑے مین ہین غم مین گرفتار

رہا تا حشر یہ غم ہائے افسوس
نہین معلوم تھا کہ اے پریزاد
فراق ظاہری کا اب مزا ہے
فراق دائمی کا وقت آیا
ہوئے قہر محبت کے گنہگار

گلے مل بوسہ عارض ہمین دے
کہ ہے کچھ بستر زاد حمیدہ او
خدا حافظ کہاں تم کہاں اور کہاں ہم
مزا اتنا نہ تھا ہم نے اُٹھایا

اے شہزادہ عالی مرتبت لوح طلسم کی کیا کیفیت بیان کرون اسکا ہاتھ آنا دشوار ہے خود بادشاہ طلسم اس کا طلبگار ہے صورت حال یہ ہے کہ اس طلسم کا اصلی دروازہ اور ہے اور اس دروازہ کے متصل ایک شہر آباد ہے کہ نام اس شہر کا شہر جام ہے اور عقاب بن جام جادو اسکا حاکم ہے پہلے باپ اسکا جام جادو مالک تھا اور اس کے پاس لوح تھی اب جیسے وہ مر گیا نہین معلوم کہ لوح کیا کر گیا کہان دھر گیا بیٹا اسکا ہر چند کہ مالک ملک ہوا ہے لیکن لوح کے حال سے ناواقف کمال ہے اور بادشاہ طلسم سے باغی ہو نہ خراج دیتا ہے نہ اطاعت کرتا ہے اور اسکے پاس ایک گلدستہ ہے کہ اس گلدستے کی وجہ سے سحر اسپر کسی کا اثر نہین کرتا ہے اور نہ کوئی اسپر غالب آسکتا ہے جس جگہ وہ گلدستہ رکھا ہوتا ہے اس مکان مین جو ساحر کہ جاتا ہے سحر بھول جاتا ہے پس جب اسنے بادشاہ سے سرکشی کی بادشاہ مذکور اسکا کچھ نہ کر سکا تو اسنے طلسم کے آنے جانیوالون کیلیے راہ دوسری بنائی ساکنان طلسم ادھری سے آمد و رفت رکھتے ہین اور مقیدان طلسم کیلیے یہ راہ دریا کی مقرر ہے جدھر سے کہ آپ آئے ہین اور سنا ہے کہ شہر جام مین جو دروازہ ہے وہ اس پہاڑ پر ہے کہ جسکے دامن مین بیشہ حیرت ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اے ملکہ پہلے مین بیشہ حیرت ہی مین آیا تھا وہان ایک زنگی شہزادی کو گرفتار کیے لیے جاتا تھا کہ وہ زوجہ ملک سلطان تاج بخش کی تھی اس زنگی کو مین نے قتل کرکے اس شہزادی کو چھڑایا اور اس کی زبانی معلوم ہوا کہ شوہر اسکا اس طلسم مین آکر قید ہو گیا ہے یہ معلوم کرکے مین اس پہاڑ پر گیا اور وہان ایک حصار بنا تھا دروازہ بھی لگا تھا بس وہ وہی دروازہ ہے کہ جسکا تم پتہ دیتی ہو اور سلطان اسی دروازہ سے داخل ہوکر شاید شہر جام مین قید ہے اے ملکہ مین اسی بادشاہ کے چھڑانے کو اس طلسم مین آیا ہون یہ سنیدلے کہ بیگر یعنی ملکہ و شہزادہ اسی طرح سرگرم سخن تھے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی اور بہ حرکت تاریکی چھائی ملکہ گھبرا کر پکاری کہ خداوند اخیر کر نا شہزادہ قاسم گھبرا کر دست بقبضہ ہوا اور اٹھا تھا کہ زمین تھرائی زلزلہ آیا یہ بھی سنبھلکر گرا بیہوش ہو گیا اور یہی کیفیت مہ خشنہ جادو اور تمام کنیزون کی ہوئی جب یہ سب بیہوش ہو گئے ملک گوہر شاہ

اور دایہ روئے ہوا سے نیچے اتری بادشاہ نے دایہ سے کہا کہ ان دونوں مجرموں کو تخت سحر پر بٹھا کر بارگاہ میں لاکر سر انکے جدا کرکے وصال بدکاری سے دونوں کو شاد کرو یہ حکم دے کر آپ جانب دربار روانہ ہوا دایہ نے زنجیرہائے سحر سے ان گرفتاران سلسلۂ عشق کو باندھا اور سحر پڑھکر کنیزوں کو تو ہوشیار کردیا ان دونوں کو تخت سحر پر ڈالکر لے چلی کنیزوں نے جو یہ ماجرا دیکھا سر اور سینہ پیٹنے لگیں اور دائی کو برا بھلا کہتی تھیں اور جازم ہوئیں کہ سحر سے دگر دایہ کو قتل کریں اور ملکہ کو چھین لیں لیکن خوف شاہ طلسم ایسا غالب تھا کہ جسارت نہ کرسکیں اور روتی جھکتی ملکہ کی ماں پاس چلیں راہ میں باہم کہتی جاتی تھیں کہ لوگو یہ کوڑی دائی کیسا ہاتھ دھوکر ہماری ملکہ کے پیچھے پڑ گئی خدا کی مار اس کی صورت کو سات اتوار آٹھوں منگل کی جھاڑو اس کو اڑھائی گھڑی کی موت آئے بی انس والی کو دودھ پلانے کی بھی کچھ محبت نہیں دائی کا ہے کو ہے قصائن ہے ہے ہے برا میرا اللہ پاتھا پھر میں بھی جان نثار کرتی تھی لیکن انہیں سے بولی کہ تمہارا تو بیڑا پار تھا میں نے تو فقط مرزا کے لڑکے کو منہ سے بیاہا ہی کہا ہے خدا گواہ ہے کہ بغیر دیکھے اسکے قرار نہیں آتا اسی طرح کی باتیں یہ کنیزیں باہم بناتی بہت جلد محل میں آئیں یہاں ہزارہا کنیزیں اور ماما اصیل مغلانی پیش خدمت حاضر تھیں ایوان ملکہ بادشاہ نہایت وسیع وعمدہ تھا ہر فرد محل کے لوگ اپنے اپنے کام میں مشغول حسب معمول تھے ان عورتوں کو روتے ہوئے دیکھکر سب عورات پوچھنے لگیں کہ ارے کیا ہوا خیر تو ہے انھوں نے کہا اے بی بی دائی نافرمان کی جان کو روتے ہیں جلد حضور کی امی جان کو بتاؤ ارے لوگو بڑی حضور کہاں ہیں ہاں سے کہو کہ چھوٹی حضور کو یہ موئی اٹھا لیے جاتی ہے یہ سنتا تھا کہ سب انیسیں مصاحبیں دوڑیں بارہ دری میں ملکہ ماہ پیکر پری تمثال جادو بیٹھی ہوئی چوسر کھیل رہی تھی کہ ان سب نے کہا حضور صاحبزادی کے نوکر آئے ہیں کہتے ہیں کہ انکے دشمن پکڑنے والی بندی قید ہو گئی یہ سنتے ہی بڑی حضور کے بھی چھکے چھوٹے چوسر الٹ کر بارہ دری سے باہر آئی منفشہ کی نوکریں سب دوڑ دوڑ کے قدموں پر گرپڑیں اور چیخ مار کر روئیں اور سب حال بیان کرکے کہا اے بیوی ملکہ فقط اتنی گنہگار رہیں کہ اس مردوے کو دائی کے گھر سے جاکر لے آئیں سو وہ بھی اسواسطے کہ اسکو قبریں اور قتل ہونے کی دکھائیں تاکہ وہ عبرت پذیر ہو اس جرم پر اس قطامہ دائی نے نہیں معلوم کیا کیا ان کے باپ سے جاکر لگایا کہ بادشاہ خود تشریف لائے اور ملکہ کو اب دائی پکڑے لیے جاتی ہے ان باتوں کو جو ماہ پیکر نے سنا فوراً اپنے یہاں کے خدمتگار چوبدار خواجہ سرا اور محلے کے ساحروں کو حکم دیا کہ جاؤ اور دائی کے جوتیاں مار کر میری بچی کو چھین لاؤ اگر وہ قحبہ دائی دربار شاہی میں پہونچ گئی ہو تو اندرون دولت الامارہ سے گھسکر چھین لانا کچھ بادشاہ کا خوف ولحاظ نہ کرنا اس بڈھے کو تو سودا ہو گیا ہو پہلے تو اماں نافرمان سے کہا کہ لڑکی کو مردوں کے جلانے کیلئے لیجا کر سنا اب بڑی حیرت ہوئے کہ آئی لئے کو سی میٹھے چھکنے لگے میں سچ کہوں میری بچی ہر بار مردوں کو دیکھتی ہو اور ترس کر رہجاتی ہو آخر تو وہ بھی جوان جہان ہو اسکے بھی جی ہو کہ انہیں یہ باتیں سنکر کنیزوں اور محل کی عورتوں نے تائید کلام کی کہ اے ملکہ آپ سچ فرماتی ہیں جس بات کا خیال

نہ کرو تو برسون نہ کرو اور جو ہر بار اسکا سامنا ہو تو حضور خطا معاف بڑی ڈری یارساؤن سے نہین رہا جاتا ہے
ایک ان مین سے بولی کہ اے بیوی ہماری صاحبزادی کو تو سیدھی بات نہ کرنا آتی تھی اب تک رو کر نام خدا سے
روٹی مانگتی ہین اسی دائی مالزادی نے دریا پہ لیجا لیجا کے دیدہ دلیر بنایا وہ تو ملکہ ہی سی نایاب کوکھ کی
بیٹی تھین جو بلی دبائی رہین بلی دوسری ہوتی تو آسمان مین تھگلی لگاتی غرضکہ یہان تو عورتین غوغا کر رہی ہین یہان
کئی سو ملازم بڑی ملکہ کے جو دوڑے دائی راستہ ہی مین تھی کہ یہ جا پہونچے اور پکارے رہ تو جا او غیبانی
مارے جوتیون کے جو تجھکو فرش نہ کیا تو کچھ کام ہی نہ کیا دائی یہ کلام سنکر گھبرائی اور اُنسے پوچھا ناکہ یہ سب ملازم
ملکہ کی مان کے ہین ملکہ کو لینے آئے ہین اگر تو نے ذرا بھی انکار دینے مین کیا تو یہ بہت بُری گت بنادینگے
خیر پھر تجھے کیا مطلب ہے جو اپنی آبرو گنوائے اور نوکرون کی مار کھائے یہ معلوم کرکے گویا ہوئی کہ صاحبو
مین تو آپ ہی ملکہ کو انکی مان پاس لائی تھی میرا کیا قصور ہے تم صاحبزادی کو لیجاؤ بھلا مین ان کے
دشمنون کو پیچ پہونچاؤن کی مجھ سے کب ہوگا کہ کوئی ان کو ٹیڑھی انگلی لگا سکے دیکھئے جب ان نوکرون نے یہ باتین
سنین ملکہ کو اس سے لیکر تخت سحر پر بٹھا کر محل کی طرف لے گئے اور دائی شہزادہ قاسم کو لیکر جانب بار
بادشاہ گئی ملازمان مادر ملکہ نے ملکہ کو محل مین لاکر پہونچایا اور سحر اس پر سے برطرف کیا کہ اسکو ہوش آیا اپنے
تئین محل مین اپنی مان کے پایا اور مادر کو سامنے دیکھا فراق یار سے دم گھٹنے لگا لیکن ضبط کرکے مان کو سلام
کیا اور دل تو بھرا تھا ہی بدنام ہونیکا حیلہ کرکے رونے لگی مان نے اُٹھا کر براہ خشم نمائی اور تنبیہ دو طمانچے مارے
اور کہا او مردار تجھ کو غضب کیا تو نے کہ حرمت شادی غیر مرد کو پہلو مین لیکر بیٹھی ملکہ یہ باتین سنکر ایسا روئی کہ ہچکی
بندھ گئی اسوقت مان نے اُٹھا کر گلے سے لگایا پیار کیا ملکہ نے کہا آپنے بھی بے تحقیق کیے امی جان مجھکو
الزام دیا آپ دریافت کر لیجیے جو کوئی بے حرمتی ہوئی ہو مین نے تو ترس کھا کر اس قیدی کو اپنے باغ مین
بلایا تھا دایہ اماں نے مجھپر یہ غضب ڈھایا کہ چھنال بنایا اسوقت سب محل والیان صدقے قربان ملکہ پہ
ہوتی تھین اور کہتی تھین رہنے دو ہماری صاحبزادی کا لہو پانی اس مردار دائی نے ایک کر دیا اے لوگو
ابھی یہ سن یاری آشنائی کرنے کے قابل ہے ابھی چھوٹی حضور ہین کیا مین اپنی ایڑی دیکھ کے کہتی ہون
اس سال سے تو ذرا اتنا بھی ہو گئی ہین کہ جوان معلوم دیتی ہین کیون بڑی کھلائی ابھی ان کو چھٹا برس
کہان لگا ہے بڑی کھلائی نے کچھ پوروں پر انگلیون سے حساب کرکے کہا اس مہینے کی پندرھوین کو تیرے
منھ مین خاک ہوتی نہین ہون تیرھوان برس بھرکے چودھوان شروع ہوا ہے یہ سنکر ایک مغلانی نے ماتھا
کوٹ لیا حیرت زدہ ہوکر کہا دلی بیوی یہ اتنی سی چھوکری کو دائی چھنالا لگایا وہ جو کہتے ہین کہ کیڑا لگو
میرے تو سُن کے حواس جاتے رہے حاصل الامر مان نے ملکہ کی بیٹی کا منھ ہاتھ دھلوایا کچھ کھانا کھلایا
اسکو یاد شہزادہ نامدار تھی کھانے سے طبیعت کو نفرت دلمین محبت یار تھی روتی رہی کچھ کھالیا اور پلنگ پہ
جھپر کھٹ پر پڑ رہی مان نے کہا دیکھو صاحبو میری بچی کو بخار چڑھ آیا ہے اگر اسکا ایک بال بھی بیکا ہوگا

تو مین آگ لگا کر اس گھر کو جلا جاؤنگی کیسی سلطنت مین خاک مین ملاؤن ایسی حکومت کہ جہان میری بچی کو چھے
اس دائی کو وہان صدقہ اُتارون جہان ملکہ کی دائی نے ہاتھ دھوئے ہون سب انیسین یہ سُنکر کسو ہنسنے لگین
اور پلنگ کے پاس جا کر ملکہ کے پنڈے کو دیکھتی تھین اور سرد آہین بھرتی تھین ان کو تو اس حال مین
رکھیے اب حال دایہ سنیے کہ وہ شہزادہ کو لے کر دربار بادشاہ مین پہونچی اور دارالامارۃ کے دروازہ پر
تخت کو اُتار کر شہزادہ کو ہوشیار کیا اور زنجیر کا سرا پکڑ کر اندر دربار کے لائی شہزادہ نے ایک بارگاہ کفر طراز
کو دیکھا کہ ایک بادشاہ کسی زنگی کے تخت پر جلوہ فرما ہے تاج کئی سو کنگرہ کا سر پر جسمین لعل و گوہر مرصع
جڑا ہے قبا ے ظلم کار و زر اندوز گلے مین ہے کنٹھا زمرد کا گردن مین پڑا ہے لباس شاہی سے تمام جسم پیراستہ
ہے اور تمام اہل دربار ساحران غدار ہین جنکے منھ آنکھ کان سے شعلے آگ کے نکلتے ہین کرسیان زرنگار
بچھے ہین فرق زنجیر قریب دروازہ کھنچی ہے پچھریان لگی ہین باادب دربار مین سب حاضر ہین بہت سے
پہلوان خودسر ہین اور ایک عیار تیز و طرار باندھے عیاری سے آراستہ جھولا اسباب ساحری کا گلے
مین ڈالے کرسی پر بیٹھا ہے اس شمع بزم صاحبقرانی نے بیچ بارگاہ مین پہونچ کر بطور خدا پرستون کے
سلام کیا کہ سلام میرا اُسپر ہو جو خدا کو برحق اور واحد جانتا ہو اور اُس کے پیغمبر کو مانتا ہو سب ساحرون
نے یہ آواز جو سُنی نہایت برہم ہوے اور بادشاہ نے دایہ سے فرمایا کہ تو اس گیسو بریدہ و شوخ دیدہ
کو گرفتار کر کے کیون نہ لائی اُسنے ہاتھ باندھ کر کہا مین لائی تھی آپ کی بیوی کے ملازم کر کے چھین لیے
یہ سنتے ہی بادشاہ اُٹھا اور اندر محل کے چلا نواب ناظر اور خواجہ سراؤن نے دوڑ کر خبر تشریف آوری
بادشاہ بانو ے بادشاہ کو پہونچائی اُسنے سب اپنی کنیزون انیسون وغیرہ کو بلا کر ایک جا استادہ کیا اور
فرمایا کہ تم سب آگاہ ہو کہ اسوقت بادشاہ اس دایہ بھگی لگائی بجھائی سے یہان آتے ہین اور میری لڑکی
کو پکڑ لے جانے کا ارادہ رکھتے ہین اور وہ نگوڑی ابھی روتے روتے ذرا سوئی ہے تم سب کو میری جان
کی قسم بادشاہ اگر ہمون سے توُن کرے تو سب اُن کے لپٹ جانا اور خوب مارنا اگر تمنے کچھ اس کام مین
قصور کیا تو مین ابھی سر پیٹتی سر کھولے نکل جاؤنگی کنیزون نے عرض کیا ہم سب آپکے تابع ہین اگر آپ خداوند
سامری و جمشید سے لڑنے کو کہین تو ہم اُن سے بھی لڑین یہ عرض کر کے وہ سب آمادہ جنگ ہوئین اور
لاٹھی چپڑ وغیرہ بعض نے لیے اور بعض نے دست پناہ چمکنی پکڑ لائی ہانڈی جلتی ہوئی لکڑی سوختے وغیرہ
سنبھالے اور زوجہ بادشاہ بیچ صحن مین مکان کے فرش خاک پر پانون پھیلا کر بیٹھ کر بال سر کے
پریشان کر کے بیٹھی اور سب عورتین گاتیان باندھ کر پائجون مین گرہ دیکر ملکہ کے گرد کھڑی ہوئین اس عرصہ
مین بادشاہ داخل شبستان ہوا کنیزون نے تسلیم بھی نہ کی بادشاہ یہ حال محل کا دیکھ کر پریشان ہوا بی بی کو
اپنی زمین پر بیٹھے دیکھ کر دل سے کہتا تھا کہ یہ کونسی آفت گھر مین آئی غرض زوجہ کے قریب آ کر بیٹھ گیا اور
کہا ہوا کہ صاحب کچھ تم نے اپنی بیٹی کا بھی کرتوت سنا اور یہ اپنا حال یون تم نے ابتر کیا ہے خدا یا جان جائے

کرمیں بیٹی کے عوض تم کو کچھ کہوں تو ایسا نہیں ہے تم اس گیسو بریدہ کو میرے حوالے کرو تم سے کچھ واسطہ نہیں یہ
کلام سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ بیٹھا ادھر ہوئے بولنا تجکو صدقے اتار رہی اپنی بچی پر سے کہ تو نے اس دالی قحبہ کے
کہنے سے میری لڑکی کو مارا تمارا اور ابھی تک بھر شرم سے تجھکو چین نہیں بادشاہ نے یہ جواب نامعقول جو سنا
فرط غضب سے آگ ہوگیا اور پکارا کہ مالزادی کچھ تیری قضا تو نہیں آئی ہے ملکہ نے یہ سنکر ایک دوہتڑ زمین پر
مارا کہ ارے تجھ مالزادی کہنے والے کو خاک میں ملاؤں گہری گور میں تو یوں تجھکو ہی ہی کر دوں تیرا حلوا اچکاؤں
لو موئے کالے نے مجھکو بے وارثی سمجھا ہے اپنی حکومت پر دھمکاتا ہے ابھی طلسم ہوشربا آباد ہے میرے
ماں باپ بھی جیتے ہیں شاہ **افراسیاب** کو سامری سلامت رکھیں وہ شاہ تو میرا حال سنکر ان جھیلی
تھوک دیگا یہ نہ جانا کہ میں ایسی ویسی ہوں میں بھی **ملک احمر سبز پوش** کی بیٹی ہوں جو بھائی ہے
ملک اخضر سبز پوش کا اور **ملک اخضر** باپ ہے **ملکہ لعل سخنداں** کا جو **شہنشاہ افراسیاب**
کی منگیتر ہے میرے چچا نے **حیرت** کیگو میں ڈال لینے سے آجتک بادشاہ کے ساتھ شادی نہیں کی ملک
گوہر شاہ نے یہ باتیں جو بی بی سے سنیں غصے میں تو بھرا تھا ہی ایک طمانچہ اسکے رخسار پر لگایا کہ غیبانی
ٹرائے جاتی ہے کیا کریگا وہ **افراسیاب** میرا بس طمانچے کا مارنا تھا کہ آفت آگئی بی بی نے اور زیادہ پیٹنا
شروع کیا ہی او وہ بندی رانڈ ہوگئی **گوہر** مر گیا انکی لاش نکلی ادھر تو بی بی پیٹنے لگی ادھر کنیزیں وغیرہ
محل کی سب عورتیں دوڑیں اور کہتی تھیں واہ واہ میاں سچ تو ماں باپ کی بیٹی نہ بنایا کوئی لونڈی بنائی
کہ جب پایا دھن کٹی کر لیا ایک بولی موئے کے ہاتھ ٹوٹیں گے جیسا چٹ سے ہماری بی بی کو مار بیٹھا
دوسری نے کہا کہ اسی طرح سامری کرے سب کی ہی ہنڈیاں کسی جائیں تیسری نے کہا نا صاحب ہماری بی بی کا
ایسے جلاد موئے قصائی کے یہاں گذر کہاں آگ لگا کے محل بھی جائیں پھر ایک اور کمین سے بولی کہ
ہاں بی سچ تو ہے جس شہزادی کے کبھی ماں باپ نے پھول کی چھڑی نہ چھوائی ہو اسپر یہ مار پڑے یہ تو کو
ملکہ ہی ایسی نیک ساعت کی پیدا اور نیک کوکھ کی جنی تھیں جو اتنے دن ایسے ظلمی سے نباہ بھی کر گئیں
دوسری نے جواب دیا کہ پھر آخر کہاں تک کلیجے پر پتھر رکھ لیں اور چپ بیٹھی رہیں وہ بھی آدمی ہی ہیں نرہا
گیا بول کی انکھیں پھر بولیں تو آفت آئی بادشاہ نے چار طرف سے جو یہ کاؤں کاؤں سنی ہر ایک کو ٹھوکا کہ
چپ رہو مالزادیو یہ کیا غوغا مچا رکھا ہے عورتوں نے کہا لو ایک تو چوری دوسرے سینہ زوری عذر کرنے
سے گئے اور الٹے انکھیں نکالنے لگے تو یہاں کوئی دبنے والا نہیں جب ہماری ملکہ کو مارا ہے ہماری
آنکھوں میں خون اتر آیا ہے جی میں آتا ہے کہ چھاتی پر چڑھ کر ڈھائی چلو لہو پی جائیں بادشاہ یہ سنکر
ان سب کو مارنے چلا وہاں تو صلاح ہو کر جنگ پر سب آمادہ ہو رہی تھیں بادشاہ کے بڑھتے ہی چار سمت سے
عورتیں ٹوٹ پڑیں اور لاتیں جوتیں چپتیاں دینے پڑنے لگے اور چونکہ یہ سب عورتیں ملکہ مذکور کے میکے
کی ہیں اور شاہ **افراسیاب** سے تعلق رکھتی ہیں انکو بڑا غرور ہے کچھ خوف اس بادشاہ کی حکومت کا

ان کو نہیں بھیجا با بادشاہ پر حملہ آور ہوئیں اجتو ہاتھیں ہاتھیں لگے لگے مارو لے کو لینا پھر نالی کی صدا بلند ہوئی اور ترہ اترہ چٹاق پٹاق دھوں دھوں کیوں اور کی آواز آنے لگی بادشاہ ازبسکہ مرد میدان ہنر تھا ان کے حملہ کو رد کر کے قریب تر پہونچا اور دو تین کو لات سے تین چار کو ہاتھ سے دھکا دیکر گرا دیتا اور رکھتیان مارتا اسوقت ایک لونڈی کہ ٹھنگنے قد کی گول بدن سیاہ رنگ سیاہی کی گانٹھ بنی ہوئی کڑوا تیل سر میں ڈالے دوپٹے کی گاتی باندھے تھی اُسنے جھمک کرتا کہوں میں بادشاہ کے اپنے تئیں پہونچایا اور انھیں دونوں ہاتھ سے مضبوط تھامنے بادشاہ پکارا ارے ملزادی یہ کیا کرتی ہے ارے چھوڑ او نچہ میری جان گئی ادھر تو وہ کنیز پکڑ کر لوٹ گئی ادھر بادشاہ گر کر تڑپنے لگا اور اوپر سے عورتوں نے بری گت بنادی تاج کہیں گرا قبائے فرمانروائی ٹکڑے ٹکڑے ہوئی کسی عورت نے منہ میں توے کی سیاہی بھر دی کسی نے جوتیوں کا ہار بنا کر گلے میں پہنا دیا کسی نے ہانڈی کا ٹھیکرا گردن میں ڈالا کسی نے ڈاڑھی نوچ لی اور خوب مارا جب دیکھا کہ بادشاہ کی جان پر بن گئی ہے شوکت ملکہ نے اس کنیز سے کہا کہ انھیں چھوڑ دے اسنے چھوڑ دیے سب عورتیں سامنے سے بھاگ گئیں بادشاہ بھی جان چھڑا کر اٹھ کے بھاگا اور اسی حال سے باہر دارالامارہ کے چلا آیا سب اہل دربار ہنسنے لگے اور بعض مقرب نے دست بستہ استفسار حال کیا اُسنے جھلا کے کہا کیا بیان کروں میں نے بارہا کہا ہے کہ بیگم کا مزاج بہت برا ہے اُنکا غصہ سامری کی جلد نہ کچھ سمجھتی ہیں نہ بوجھتی ہیں بوچھار کرنے لگتی ہیں یہ کلام سنکر ایک درباری لطیفہ گو نے چپکے سے دوسرے سے کہا آج ساری حکومت انھیں ملگئی یہ تو بہ راہ ادب چپکے چپکے باتیں کرنے لگے اور بادشاہ نے ہاتھ منہ دھو کر لباس تبدیل کیا اور بموجب مثل زور برا عضائے ضعیف میر سد فوراً حکم دیا کہ یہ مسلمان جو قید میں بیٹھا ہے اسکو قتل کرو اتنا زبان سے نکلنا تھا کہ جلاد قوی تن سامنے آکر حاضر ہوا اور شہزادہ قاسم کو اُسی وقت برابر آب بر لیکے لے جاکر ریگ کے چبوترے پر بٹھایا اور آمادہ قتل ہو کر کولے کا خط گردن پر کھینچا پھر جلاد دوسرا حکم لینے سامنے شاہ کے آیا اُس وقت شہزادہ قاسم کو اپنے مرنے کا یقین کامل ہوا جس طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تھا سوائے بیکسی و تنہائی کے کوئی یار و مددگار نظر نہ آتا تھا شہزادے نے اپنے عقائد کی تجدید لین کی اور کلمہ شہادت پڑھا اور ازبسکہ خدا کی رحمت سے ناامید نہ تھا تہ دل سے دعا بدرگاہ کبریا کرنے لگا

نظم

بصد عجز پکارا

اے خالق جمیل میرے
غمخوار مرے کفیل میرے

ہر دکھ میں ہے تو ہی کام آتا
ہے تو ہی بلاؤں سے بچاتا
زندان بلا میں ہوں میں محبوس

جینے سے بھی اب ہوا ہوں مایوس
تو چاہے تو اس بلا سے چھوٹوں
زندان غم و عنا سے چھوٹوں

یہ دعا اسکی مستجاب بدرگاہ مسبب الاسباب ہوئی یکایک دارالامارہ کے دروازے پر غلغلہ برپا ہوا کہ خداوند تشریف لائے بادشاہ سر و پا برہنہ مع ارکان سلطنت کے اُٹھ کر جانب در دوڑا جلاد کو قتل شہزادے سے منع کرتا گیا وہ کنارے جا کر ٹھہرا آخر شہزادے نے دیکھا کہ ایک پیر مرد کو ہر ایک ساحر بہ تزک

بتعظیم تمام لیے ہوئے آیا کہ اُسکی داڑھی تا بہ سینہ تھی یہ اُسکا نقشہ ہے **نظم**

ملتا تھا اُلم سے دست افسوس
آہستہ خرام نرم رفتار
بے پردہ دوستی مین دشمن
گھسا تھا سجود کا جبین مین
تسبیح کے بطن مین تھا زنار
رہرو کو وہ غول تھا سر راہ
ظاہر مین بلال رضؓ دل مین بوجہل

پیدا ہوئی در سے ایک صورت
جبّہ سر دوش سر پہ دستار
ظاہر مین تو تھا فرشتہ خصلت
پوشیدہ بت اُسکی آستین مین
کچھ دل مین تھا قول کچھ زبان کا
یوسف کے لیے بنا تھا چاہ

بیٹھا تھا وہ اس جگہ جو مایوس
ظاہر مین کمال نیک سیرت
جو راہ نما وہی ہے رہزن
باطن مین تمام دیو سیرت
دُنیا کے لیے بنا تھا دیندار
تھا فرق زمین و آسمان کا
نیکی کے حساب مین بدی سہل

اس غول صحرا سے گمراہی کو **اسکندر بن سامری** لوگ کہتے تھے اور خدا اُسکو سب جانتے تھے بادشاہ پاس یہ کبھی کبھی آتا ہے اور ایک ایوان عظیم الشان اسکا بنا ہے وہان رہتا ہے خلقت اس طلسم کی ہمراہ مین جمع ہو کر اسکی پرستش کرتی ہے حال اسکا آئندہ بیان ہوگا اسوقت بادشاہ نے اسکو لاکر تخت پر بٹھایا ہر شخص نے خاک پا کو اسکی آنکھون سے لگایا جب وہ بیٹھا اور سجدہ وغیرہ سے سب نے فرصت پائی ساقی نے جام شراب لاکر دیا وہ پی کر سرخوش ہوا تو شہزادہ **قاسم** پر اُسنے نگاہ کر کے پوچھا کہ کون شخص ہے اور کس جرم پر قتل ہوتا ہے قدرت کو سب خبر ہے مگر تم سے اسکا حال سننا چاہتے ہین بادشاہ نے سب حقیقت شہزادے کی بیان کی خداوند نے یہ حال سنتے ہی کہا کہ تم نے فرمان بڑے خداوند یعنی سامری کا اپنے دل سے فراموش کیا کہ وہ فرما گئے ہین کہ جہان خون مسلمان کا گرے گا وہ جگہ برباد ہوگی اور باران رحمت ہمارا وہان نہ برسے گا بادشاہ نے فریاد کی کہ یا خداوند پھر اس گنہگار کو کیونکر ہم قتل کرین اسنے تو ہمارے نام و ننگ کو مٹانا چاہا ہے اس ثانی ابلیس نے فرمایا کہ اسکو اپنے طلسم کے بیابان **حیرت** مین پھنکوا دو وہان یہ آپ ہی بے آب و دانہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو جائیگا اپنے کیے کی سزا پائیگا بادشاہ یہ سنکر اُٹھا اور خداوند کے گرد پھرا قدمون کو اُسکے بوسہ دیا کہ یا خداوند کار مشکل کا حل کرنا آپ ہی کی ذات پر ختم ہے یہ کہہ کر **نافرمان** اور ایک ساحر اور **شمشاد جادو** نام کو حکم دیا کہ اس خطاوار کو لے جاؤ بیابان مذکور مین چھوڑ کر چلے آنا بمجرد استماع حکم بادشاہ ساحران خیرہ سر شہزادۂ نامور کو بزور سحر بیہوش کر تخت سحر پر ڈال کر روانہ ہوئے یہ تو اُس طرف گئے یہان محل سے خواجہ سرا نے آکر عرض کیا کہ سب اہل دربار اُٹھ جائین ملکۂ طلسم زیارت خداوند کو آتی ہین یہ خبر خوشی خداوند نے فرمایا کہ ہم خود اُس بندی کے پاس جاتے ہین گے خواجہ سرا اس کلام کو سنکر پھر گیا محل مین ملکہ نے جب آنا خداوند کا سُنا آراستگی مکان و آرائش اسباب عشرت کرنے لگی سب عورتین نذر بعنیت تیار کر کے منتظر ہوئین اس اثناء مین شور مچا کہ خداوند آتے ہین ملکہ مع خادمان محل بہر استقبال گئی زنانی ڈیوڑھی کے قریب پہونچکر سجدہ کیا اور خاک پا ہے خداوند کو تبیا آنکھون سے لگایا پھر ہمراہ لیکر روان ہوئی سب عورتین بھی گرد پھرتی تصدق ہوتی ایوان مین آئین

مسند پر بٹھایا شراب پلائی داڑھی مین عطر لگایا نذرین جواہرات بہت کچھ دیا ملکہ نے اشارہ کیا عورات نے
محل کی ہار پھول دونے مٹھائیون کے زر نقد سامنے لاکر رکھا ہاتھ باندھکر اپنی اپنی مرادین مانگنے لگین اس شیطان نے
جو کچھ انھون نے سوال کیا قیافہ سے دریافت کرکے جیسا موقع دیکھا ویسا جواب دیا اس اثنا مین اسکو خیال
ملکہ بنفشہ کا آیا اسکی مان سے پوچھا کہ ہماری بندی بنفشہ کیا کرتی ہے اور کیون سامنے نہین آئی ملکہ نے یہ سنکر
رو رو کے تمام حال دایہ کا اور بادشاہ کا بیان کرکے عرض کیا کہ بادشاہ کو حضور سمجھاتے جائین کہ وہ دختر سے اور
مجھ سے بدی نکرے یہ کہکر کچھ عورتون سے حکم دیا کہ صاحبزادی کو بلا لاؤ وہ گئین اور ملکہ کو مع تمام ملکے آئین
ملکہ زیبا مسلمان ہوچکی تھی سوچی کہ مجھکو سجدہ کرنا پڑے گا لازم ہے کہ کچھ مکر کرون یہ سوچ کر سامنے جب آئی چیخین
مارکر رونے لگی مان نے اٹھکر گلے سے لگایا اور سامنے خداوند کے بٹھایا یہ گردن جھکائے چپ بیٹھی رہی خداوند نے
اسکا حال دیکھکر فرمایا کہ سچ ہے لڑکی تمہاری سہرگئی ہے اسکے ہوش درست نہین ہین یہ کہکر حکم دیا کہ گیر شاہ
کو یہان حاضر کرو خواجہ سرا وغیرہ دوڑے اور شاہ سے جاکر عرض کیا کہ جلد چلیے خداوند آپ کو بلاتے ہین بادشاہ
محل مین جانے سے ننگ و عار رکھتا تھا مگر حکم خداوند سے ناچار ہوکر داخل محل ہوا سب کنیزین تو ہٹ گئین
کہ ہم نے شاہ کو مارا ہے کیا سامنا کرین اور ملکہ زیبا بوجہ آنکی اسی جگہ منھ پھیر کر بیٹھی رہی الغرض جب بادشاہ سامنے
خداوند کے آیا وہ بہت خفا ہوا اور بغضب اسنے کہا کہ گیر شاہ تو نے اب بیدینی پر کمر باندھی ہے تو نہین جانتا
کہ بڑے خداوند استری کا کیا آدر کرتے تھے مہتاب اسکا پیتے تھے اور فرماتے تھے کہ باعث زندگی اور سبب
لذت انسانی یہی ہے اے بادشاہ اسکی پرستش ہر طرح کرنا لازم ہے بخلاف اسکے تو نے اپنی عورت کو ناراض کیا کہ
اسنے ہم سے تیری فریاد کی بس خیریت اسی مین ہے کہ اسکے پانوں پر گر اور تقصیر معاف کرا بادشاہ کی کیا مجال
تھی کہ حکم خداوند کے خلاف کرتا فوراً ہاتھ باندھکر قدمون پر اپنی بی بی کے گرا اور معذرت خواہ ہوا خداوند نے
اسوقت ملکہ سے فرمایا کہ تم بھی گلے سے اب لگا لو اور خبردار کبھی خلاف حکم اپنے شوہر کے نہ کرنا ملکہ نے شوہر کو
گلے سے لگایا اور دونون نے باہم بوسے لیے اور ملکہ نے پھر تو سب محل کی عورتون کو خداوند نے بلوایا وہ ہر ایک
قدم پر بادشاہ کے آکر گری بادشاہ نے خطا معاف کی پھر بیٹی کو اپنے گلے سے لگایا اور بہت کچھ نشیب فراز
عالم سمجھایا بنفشہ نے رو کر کہا کہ اگر اجازت اپنے باغ مین رہنے کی نہ پاؤنگی اسی طرح رو رو کر جان دونگی
نہ پانی پیونگی نہ کھانا کھاؤنگی خداوند نے یہ سنکر فرمایا کہ اے بادشاہ باغ مین اسکو اب جانے کیون نہین دیتا
وہ مسلمان بیابان حیرت سے کیا نکل آئیگا بادشاہ نے جواب دیا کہ ممکن نہین جو وہ زندہ رہے یہ کہکر بیٹی سے
کہا اچھا اے فرزند تم اپنے باغ مین جانا ملکہ یہ سنکر بیتابی در باپ کے قدمون سے لپٹ گئی آخر سب دو خرم
ہوئے اور خداوند اٹھکر محل سے اپنے گھر گئے بادشاہ داخل دارالامارہ ہوا ملکہ بنفشہ نے اپنی مان کی بلائین
لین اور کہا میری اچھی امی جان مجھکو باغ مین جانے دیجیے مان نے کہا اچھا جاؤ کل باغیچہ سے اپنا دل بہلاؤ
لیکن اب کوئی ایسا امر نہ کرنا جسمین مجھکو بولنا پڑے اور تم بھی بدنام ہو بیٹی نے کہا نہین اب ایسا نہ ہوگا

یہ کہکر سواری طلب کی کنیزیں شہزادی کی تخت سحر تیار کر کے لائیں ملکہ سوار ہو کر روانہ ہوئی اور راہ میں تصور شہزادہ قاسم کر کے گوہر اشک تار نفس میں پرونے لگی اور بیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لائی کہ نظم

اُلفت کا بُرا ہو جس نے مارا	ہے عشق کا یہ فساد سارا	برگشتہ ہوئے نصیب میرے
ہیں دشمن جان حبیب میرے	اس دام بلا میں ہوں گرفتار	اللہ سے ہے اُمید دیدار

اسی طرح زاری کنان باغ میں جب آئی وحشت نے اُس گلشن کو صحرا بنا دیا جوش گریہ نے اُس گھر کو دریا بنا دیا تیرگی بخت شب دیجور کا رنگ دکھانے لگی اُس ایوان کو سیہ خانہ بنانے لگی یہ سوختہ جان شمع محبت جلانے لگی شمع کا شعلہ بھی اس سے بجھا ہوا تھا اگر زر آتشین تو ستا تھا ہر روزن مکان دیدۂ غزال تھا زمان ہجر کے اندیشہ کو بہت طول تھا طالع سے اپنے لڑتی تھی اپنے دل سے رو رو کے بگڑتی تھی کبھی یاد زلف میں پیش نظر اندھیرا تھا کبھی داغ دل چراغ کی صورت جلتا تھا بیتابیوں نے گھیر لیا تھا کبھی آنسوؤں کا تار باندھکر سمرن موتیوں کی بناتی اور بہر مرگ استخارہ فرماتی گھر کی شکل نظر میں گور رکھتی سفیدی رخسار کا نور تھی بستر کو کفن سمجھتی شکن بستر کو اژدہا کا پھن سمجھتی جب بیتابی کا زور ہوتا دل بہت مجبور ہوتا تو یہ کہتی کہ نظم

آنکھیں رہیں اپنی رہ ہمیشہ	رو رو جائے گرائے گھر ہمیشہ	اشکوں کا وہ متصل ٹپکنا
دیوار پہ سر کو نے پٹکنا	بیٹھی جو کبھی ملول ہو کر	گردوں سے کیا خطاب رو کر
اے خانہ خراب اے جفا کار	گردش ہے تری عجب دل آزار	کس کس کو کیا نہ تو نے برباد
کس کس کو کیا نہ تو نے ناشاد	آنکھوں کو بنا نہ بحر زخار	اتنا تو ہنسی نہ تھی میں زنہار
عشرت کا بہا تھا کب پیالہ	ہے داغ جو دل میں مثل لالہ	نکلی تھی کہاں وصال کی راہ
ایسا غم ہجر ہے جو جانکاہ	جام مے خسروی پلا دے	بچھڑے ہوئے یار سے ملا دے
پھر آنکھوں کو ہو نصیب دیدار	پھر کان اُٹھا میں لطف گفتار	

اسی بیتابی میں یہ خیال آیا کہ میرے باپ نے خداوند سے کہا تھا کہ میں نے اُس مجرم کو بیابان حیرت میں بھجوا دیا اور وہ ایسی جگہ ہے کہ اب اُس کا رہا ہونا اُن سے ممکن نہیں بس وہ ایسی ہی جائے سخت و صعب ہے کہ جہاں زندہ رہنا دشوار ہے مجکو لازم ہے کہ اُس سرگشتہ صحرائے اُلفت کی خبر منگاؤں ایسا نہ ہو کہ وہ شمع حریم صاحبقرانی صرصر صعوبت بیتا طلسم سے بجھ جائے اور شیر نیستان حمزہ شکار صیاد اجل ہو یہ سوچکر پاس رسوائی کو طاق نسیان پر دھر دو کنیزوں کو اپنے پاس بلا کر چپکے چپکے راز دل سے آگاہ کیا اور منت کہا کہ تم مجکو خبر اُس یوسف گم گشتہ کی لا دو تو میں تمہاری کنیز ہو جاؤں گی اُنھوں نے جب یہ حال اُس زلیخائے مصر عاشقی کا دیکھا پند و نصیحت کو بیفائدہ سمجھکر بدنامی کو گوارا کیا اور تخت سحر سے بنا کر سوار ہوئیں نام ان دونوں کے شعلہ جادو و ستارہ جادو ہیں چلتے وقت ملکہ کو سمجھاتی گئیں کہ اپنا حال تباہ نہ کرو اسقدر نالہ و آہ نکرو ہم جاتے ہیں خدا کو منظور رہے تو اُس شیدا کو آپکے پاس لاتے ہیں مدعا نہ ملکہ

بیت جان دی جان اگر گزر گئی بات بھی ہو تو ہوگی پھر ملاقات ✤ ملکہ نے کہا اے مونسان ہمدم وا رفیقان محرم مین بھاگے ہی آس سے زندہ ہون جلد آنا اگر دیر لگاؤگی تو مجھکو زندہ نہ پاؤگی لو جاؤ خدا ے کریم کو تمھین سونپا یہ سنکر وہ دونون تخت اُڑا کر روانہ ہوئین یہ تو ادھر سے چلین لیکن اُدھر **شہزادہ نافرمان** شہزادہ کو اُسی بیابان مین لائے اور تخت سے زمین پر اُتار کر دونون بزور سحر بلند ہوگئے شہزادہ کو سحر سے بیہوش رکھا جب بلندی پر پہونچے رد سحر پڑھ کر ہوشیار کردیا اور آپ روانہ ہوے یہان تک کہ دربار بادشاہ مین پہونچے اور خبر پہونچا دینے شہزادے کی عرض کرکے اپنے گھر گئے یہان جب آنکھ شہزادے سیاح دشت محبت قیس نجد اُلفت کی کھلی ایسا جنگل ہولخیز اور وحشت انگیز دیکھا کہ دل خوف سے تھر آگیا تن ناتوان مین لرزہ آگیا دل کو قوی کرکے اُٹھا اور ایک سمت روانہ ہوا دھوپ کی شدت سے بیتاب تھا ایک تو سوز مفارقت سے دل جلتا دوسرے یہ طپش عیاذاً باللہ منھ سے سانس لینے مین شرارہ نکلتا گردش صحرائے پُر خار کے پہاڑ تھے قلہ کوہ تا بفلک دوار تھے اُن کے پتھرون سے شرر نکلتے درہ ہاے کوہ انا اسفل السافلین کا دم بھرتے دامن صحرا دامن محشر کو شرم سے چاک کرتا آفتاب وہان آفتاب قیامت کو شرمناک کرتا ہر خار باے دل ورگ جان کے لیے نشتر کا نمونہ ہی کا کوسون تک بستر از خار روان مین مخمل کھولے بیٹھے شعلہ آتشین چھوٹتے ہوا گرم زہر آلود جلتی کاٹنے جلے پھپھولے پھوٹتے بگولے سیاہ بسان دود آہ پیچ و تاب کھائے دیو بنکر ڈراتے درخت کا کوسون کیا منزلون نام نہین دھوپ بھی تھرّاتی اسے آرام نہین اس شہریار اقلیم جنون کی اس دشت مین عجب شوکت تھی فوج یاس والم دحرمان کی بھرتی لشکر تاب وتوان دعاہ وحشت کی رخصت تھی شامیانہ غبار صحرا کھنچا تھا آفتاب کا کنول سامنے جلتا تھا گردش قسمت بسان چتر بلا گردان تخت وہی تختہ بیابان بیکسی و تنہائی حاضرین جلسہ دربار مصاحب اور رفیق قدیم خیال یار صحرا کی سائین سائین آواز اس سرکار کی شہنا نواز وحشت کا ڈنکا بجتا خاک صحرائی کی قبا تن پر آراستہ محتاجی کا تاج سر پر دھرا غولون کے نعرے نقیب کی صدا اس تجمل وشان سے زار و نالان بگولے کی طرح اس بیابان مین ہر سمت روان تھا خیال جانان مین سیل اشک بہاتا جب دل جلتا تو یہ زبان پر لاتا **فرد** لطف لے اے فلک کہ جون شمع گھلا جاتا ہون رحم لے آہ شرر بار کہ جل جاؤنگا ✤ یہ پروردۂ ناز و مہد دولت وہ دشت پر آفت پاؤن مین چھالے حلق مین کانٹے پڑے عجب عالم تھا کہ **نظم**

وہ دھوپ وہ گرد طرفہ عالم	گرمی کی وہ فصل دوپہر کی تاب	منزل ہولی سخت راہ باریک
کپڑے ہوے تر عرق مین سارے	جھونکا تھا ہوا کا لطمۂ غم	دل بیٹھ گیا قلق کے مارے
	وہ دور دراز کوس کالے	کانٹے کف پا مین اور چھالے

اس تشنۂ دیدار یار کا پیاس سے جب حال خراب ہوا بہت بیتاب ہوا اس دشت مین اب کجا اس کو دور سے ایک ریگ کا دریا نظر پڑا اس سراب کو یہ بحر آب سمجھ کر لپکا اور اسکے پاس جب پہونچا وہ اور آگے لہراتا نظر آیا وہ ایسا جید تھا کہ بغیر نشیب و فراز سمجھے قدم آگے بڑھایا جیسے ہی چند قدم آگے چلا اس بالو مین گھٹنون

تک دھنس گیا از بسکہ صاحب قوت و طاقت تھا زور کرکے جو نکلا ابکی کمر تک سما گیا پھر جو زور کیا سینہ تک داخل ریگ ہوا اس کشمکش میں تیغہ کہین گرا خود کسی جگہ اُتر کر رہ گیا اس دشت مین جو کسی کو چھوڑتے تھے تو بیاس اور اسلحہ بھی اُسکے ساتھ کر دیتے شہزادے کو بھی اسی وجہ سے مسلح یہان لائے تھے نہ سب ہتھیار جا بجا گر پڑے اور یہ ماہی قلزم شاہی سینے تک جو بالو مین گیا مثل ماہی بے آب تڑپا اب کی بالکل غرق اس محیط خاک مین ہوا یہ گوہر خزینہ صاحبقرانی درج زمین رکھا گیا گنجینہ بہادری تھا کہ دفن زمین ہوا قارون خزانہ لیکر زمین مین سمایا تھا یہ تہیدست نقد محبت سینے مین لیے ہمسر قارون ہوا مگر اتنا فرق البتہ رہا کہ وہ بخیل تھا اسنے جان تک دی ایسی سخاوت کی الغرض جب بالکل لقمہ نہنگ بحر ریگ ہوا دل سے کہا واے ناکامی کشتی حیات گرداب ہلاکت مین پھنسی ساحل نجات اب منزلون دور ہے تقدیر سے بشر مجبور ہے موج آہ کا بھی روان ہونا دشوار ہے اے مرگ ناکامی تیرا بیڑا پار ہے نفس در قفس بالو کا محبس سانس لینا دشوار دم سے کرتا ہستی کا بار اس آنت مین نظر بانفعال کردگار

نظم

ہوتا ہے فشار اب کہان چین
راضی ہے تو تو کیا ہے کاہش
توچاہے تو پار ہے یہ بیڑا
بچ جائے گی مجھ غریب کی جان

سمجھا کہ ہماری آگئی موت
آسے ہین سوال کو نکیرین
ہے تو ہی تو بے نیاز یا رب
طے ہے درنہ زیست کا بکھیڑا

ہو بیچے تہ خاک ہوگئے فوت
خالق سے یہ بار بار خواہش
ہے تو ہی تو کارساز یا رب
توچاہے تو ہو یہ مشکل آسان

اسی کشمکش رنج خاکی مین تھا کہ طائر روح قفس عنصری سے پرواز کرجائے کہ خالق بحر و بر کو اسکے حال سقیم پر رحم آیا کنیزان ملکہ جو اسکی خبر کو علی تھین بن جنگل مین آکر پہونچین اور ہرسمت ڈھونڈھنے لگین جب کہین پتہ نہ ملا سحر سے بلند ہوکر یک نگاہ کو چار سو ڈھونڈا ایک مقام پر ستارہ بالو مین چمکتا نظر آیا جب وہان پر آئین خود شہزادے کو پڑا دیکھا اور آگے بڑھین تو تیغہ چمکتا دیکھا سمجھین کہ وہ دریاے محبت کا نہنگ اس ریگزار مین بر رنگ حباب بحر فنا ہوگیا یہ سمجھ کر وہ بیتاب ہوئین اور رونے لگین اور ایسا روئین کہ دامن صحرا پے آتش فشان بھگونے لگین اور بصد زاری نوحہ آغاز کیا کہ اے جوان مرگ دنیا شاد تھے اپنے ساتھ اور ایک نوجوان نامراد کو غرق بحر مرگ کیا ہے جب ہم اس کشتۂ حسرت داستان سے جاکر یہ تیرا حال کہین گے کیا اسپر گذرے گی افسوس کہ وہ زندہ نہ رہے گی کہ جب **نظم**

[illegible] سکو اک تملش ہے
[illegible]
[illegible]
[illegible]

مقیم سینہ جیسے دل تپش ہے
ہے اسکے حال مین ہجوم تباہی
تو [illegible] سکو ہو جیسے [illegible] جنجال
اسی اندوہ مین تھین وہ ہاتھ

رنگ زلف [illegible] آشفتہ اظہار
تپان ہو جس طرح خشکی مین ماہی
نسیم آسا آڑ اسے کی ہبت خاک
غم و رنج و الم اسکے تھا ساتھ

کہ ناگاہ وہ پولشر ماہی ریگ طپان ہوا اسکو جنبش ہوئی گویا وہ سراب بھی اسکی تمنا مین بیقرار ہے ان کنیزون نے معلوم کیا کہ ابھی یہ بیجان زندہ ہے برنگ گوہر غلطان ہے بس ہٹا یا نہ اٹھ کر اس جگہ گئین کہ جہان سینہ مراد دفن تھا درخت سحر کو پانون کے نیچے رکھکر کھڑی ہوئین اور ہاتھ ریگ مین ڈال کر شہزادہ کا بازو

وسر تھا اور زور کیا کہ وہ ابھرا اور جب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ زمانہ رہائی قریب آیا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے اسنے بھی اُبھر کر زور کیا کہ تخت سحر بر آگیا کنیزیں اُس گنجینہ آرزو کو پاکر بہت خوش ہوئین اور بوجہ سحر سے خود و تیغہ وغیرہ اٹھوا کر تخت کو بلند کیا شہزادہ اس مصیبت سے چور ہو رہا تھا باہر آتے ہی بیہوش ہو گیا کنیزوں نے بانو جسم انور سے چھڑائی خود پنچایا لباس درست کیا پھر سحر کا ابر پیدا کر کے سر پر سایہ کیا دامن کی ہوا دی اور اپنے بستر اوقات بسر لائی یعنے جو پانی کھانا ساتھ لائین تھین اُسمین سے پانی حلق مین ٹپکایا کہ اس بیہوش بادۂ ناکامی کو ہوش آیا تخت پر اُٹھ کر بیٹھا سجدۂ شکر خدا کیا پھر اُن دونوں سے مزاج ملکہ کا پوچھا اُنھوں نے ماجرا خداوند **سکندر بن سامری** کا محل مین آنا اور ملکہ کے باپ کو بُلوانا بیان کیا شہزادہ ملکہ کی اُلفت اپنی نسبت معلوم کر کے بیتابیان کرنے لگا ادھر اقتطار کنیزان مین ملکہ مغموم کا یہ حال تھا **رباعی**

ہم درد فراق سے جو گھبراتے ہیں
گہ روتے ہیں گاہ سر کو ٹکراتے ہیں
دم پا بر رکاب ہے ہمارا پیارے
آنا ہو تو آؤ ورنہ ہم جاتے ہیں

اسی گریہ وزاری مین دیو شب غم نے منھ دکھایا دن کا رخ زرد ہوا کسی کے شباب کی طرح ڈھل گیا آخر دود آہ سے عالم سیہ خانہ بنا کہ بموجب **نظم**

اک سانس مین سو مقام لینا
اندھیر ہوا اداسی چھائی
بستر پہ پڑی تھی یون فسردہ
کہنا اسے رکھ کے آسمان پہ
فرقت مین جو مر گئے تو پھر کیا
پھر بستر غم پہ بیقراری

دل ہاتھون سے اپنا تھام لینا
وہ خوف وہ غم وہ ہجر دلدار
جیسے کہ پڑا ہو کوئی مردہ
کیون اسے ستم و جفا کے بنیاد
ہم جی سے گذر گئے تو پھر کیا

اسپر یہ غضب کہ شام آئی
وہ شام وہ آمد شب تار
در پردہ شکایتین زبان پر
ہولوں ہی یہ مشت خاک برباد
یہ کہہ کے دوبارا اشکباری

یہ بستر ناکامی پر تڑپ رہی تھی کہ کنیزین شہزادے کو باغ مین بٹھا کر ہو چکین اور ایک گوشہ مین درختون کے اُسکو بطور مخفی استادہ کر کے آپ خدمت ملکہ مین حاضر ہوئین یہ ان کو دیکھ کر اُٹھ بیٹھی اور پکاری **بیت** اے پیک ما دلستان خبر یار بگو ۔ احوال گل بابلبل بستان سرا بگو ۔ کنیزون نے پہلے کچھ تال کے ادھر ادھر دیکھ بھال کے شادی مرگ ہو جانے کے خیال سے اور ہی ذکر خیر انجام کو چھیڑ کے کہا کہ ہم اس **عنقاے** اوج حسن کو ڈھونڈھ لائے درختون مین چھپا کر سامنے آئے ہین یہ سنتے ہی ملکہ کو غش آگیا کچھ دیر مین جب افاقہ ہوا اُٹھ کر جانب باغ چلی کنیزون نے عرض کیا کہ آپ اس باغ مین ان کو دیکر رہیے گا کوئی دم اندازہ پھر آپکے باپ ۔ ۔ لگا دیگا ابکی مرتبہ اس آفت کا سامنا ہوگا جس سے مشکل دم بھر کا جینا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ چند رفیقون کو اپنے ساتھ لیجیے ہم تخت سحر تیار کرین آپ معہ شہزادہ سوار ہو کر ایک سمت کی راہ لین اور بیرون طلسم نکل چلین ملکہ نے کہا کیا مضایقہ ہے لیکن انکا معلوم راضی ہونا ہے کنیزون نے کہا وہ فرزند صاحبقران ہین کبھی بھاگنے پر راضی نہون گے اسے بیوی جو انکو بھاگنا ہی ہوتا تو وہ آپ سے اس طلسم مین کیون آتے اپنی جان آفت مین کس لیے پھنساتے

ان سے کہنا او یہ تدبیر کرنا بیکار ہے ہم ان کو سحر سے بیہوش کردین گے اور تخت پر ڈال کر منزل مقصد کی راہ
لین گے اسنے کہا تم سچ کہتی ہو پھر اچھا تو ہے یہ کہہ کر صد و قچہ ہاے جواہر اور اسباب بیش بہا اپنے ہمراہ
لیا اور چند رفیقون ذہیسون وغیرہ کو طلب کر کے اس راز سے آگاہ کیا وہ بھی جلد جلد براے سفر تیار ہوئین
اس عرصے مین ملکہ شہزادے کے پاس آئی شہزادہ نے اسکو گلے سے لگا یا بوسۂ لب و رخسار سے ذائقہ
پایا ماجراے فراق یاد کر کے دونون روے پھر وصل جسنے سے شاد کام ہوے ملکہ انھین درختون مین فرش
بچھوا کر بیٹھی اتنی دیر تیاری سفر مین بسر ہوئی کنیزین دونون ملکہ کے پاس آئین اور افسون خوان ہوئین کہ
شہزادہ زانوے ملکہ پر سر رکھ کر سو گیا ملکہ نے تخت سحر سے بنوا کر شہزادے کو لٹایا اور آپ بھی سوار ہوئی کنیزین
بھی سحر سے اُڑتی ہوئی ہمراہ ہوئین تخت کو اُڑایا اور صبح کا راستہ لیا اور تمام رات رہروی کی صدہا کوس
راہ طے کر گئی لیکن طلسم کا ایسا مقام نہین ہے کہ جسکا جی چاہے چلا آئے اور مبتلاے بلا ہو صحیح و سالم
نکل جاے اس شہزادی دیگر الے طریق الفت دبا دیہ نورد منزل محبت نے ہرچند چاہا کہ باہر طلسم کے جاؤن ممکن
نہ ہوا آخر وہ زمانہ آیا کہ نجم سیار طلسم افلاک سے منھ چھپا کر رو بفرار لایا اور شہنشاہ کواکب براے تجسس فرایان

نظم

عرصۂ سپہر مین قدم زن ہوا کہ جو جب | کہ جب دیدار شب سے بھر گیا جی
نظر نے صبح کی صحبت طلب کی | انھین انکھین لتوق روے سحر کید | لگے ہونے نظارے مجھے خورشید

وقت سحر ایک کوہ بلند پر کنیزون نے تخت سحر کو اُتارا اور آپ بھی آئین ملکہ نے کنیزون سے فرمایا کہ اس جگہ
ٹھہر کے کچھ دیر آسایش کرین اور شہزادہ بھی تیرے بیہوش ہے ایسا نہو کہ کوئی رنج اسکی جان حزین پر پہنچ جاے
اسکو بھی ہوشیار کردین اب تو بڑی دور نگر سے نکل آے ہین شہزادہ پھر کر جاے کہ پھر وہین چلا جاے ممکن نہیین
کنیزون نے حسب الارشاد ملکہ شہزادہ دیجاہ کو ہوشیار کر دیا اس مسافر صحراے غفلت کی جب آنکھ کھلی
دیکھا کہ پہاڑ پر ملکہ مع چند کنیزون کے جلوہ فرما ہے یہ دیکھ کر متحیر ہو کر مستفسر ہوا کہ کیا ماجرا ہے ملکہ نے کہا گھبراتے کیون ہو
جو کچھ ماجرا ہوگا معلوم ہو جاے گا یہ کہکر کنیزون سے کہا کچھ فرش اس مکان مین ہو تو بچھا دو انھون نے چادرین
سر سے اُتار کر ایک چشمہ کے کنارے بچھائین یہ دونون سالک دشت غربت و محبت وہان بیٹھے ملکہ نے
آہ سرد بھر کر فرمایا کہ اے مایۂ ناز مین تجھکو اس مقام آفت زا سے کہ دراصل مصیبت خانہ اور غمکدہ تھا لے کر
بھاگی ہون اور چاہتی ہون کہ باہر اس طلسم سے لے جاؤن شہزادے نے جملہ کیفیت سے ماہر ہو کر ارشاد فرمایا
کہ اے ملکہ تو نے میری جان اس ریگستان سے بچائی ہے اس سبب سے مین شرمندۂ احسان اور بندۂ کرم ہون
ورنہ اس حرکت بیجا کی سزا دیتا فردا مجھ سے ربط رکھے کبھی ایسی بات نہ کرنا اے ملکہ تم دیکھنا کہ میری قضا
اگر نہین ہے تو ضرور اس طلسم کو مین فتح کرونگا اور ہرگز مین باہر اس طلسم کے نہ جاؤنگا اور تم کیا یہان لا کر آفت
و مصیبت سے بچ جاؤ گی پنج و غم مین مبتلا نہو گی دیکھو تو کابھی فلک شعبدہ باز کیا نیرنگی دکھلاتا ہے اور کس
کس رنج و غم آفت مین مبتلا کرتا ہے اور در پردۂ تقدیر سے کیا ظاہر ہوتا ہے اور صانع طلسم کونین نے

کیا چاہا ہے یہ فرما کر بعجلت تمام اُس معشوقۂ نازک بدن نازنین سیمتن سراپا ناز کے گلے میں ہاتھ ڈال کر پیار کیا ملکہ جو چند گلابیان شراب کی اپنے ہمراہ لیکر چلی تھی وہ کنیزون سے طلب کر کے مصروف بادہ کشی ہوئی کنیزین اُس پہاڑ پر سیر کرنے لگیں وہ عجب وقت تھا کہ نور کا تڑکا تو خنین سی خنکی چشمہ کا لہرین لینا آفتاب کا نکلتے آنا پہاڑ پر سبزہ کا لہلہانا گلون کا کھلنا ستارون کا میدان فلک سے گم ہونا مطلع صاف صبح کی سفیدی جانوران آبی کا کنارہ نہرون کے کلیلین کرنا ماہی متقارون مین لیکر پرون پر پھڑکنا پھر پیران لینا غوطہ پانی مین مارنا اور سیدھے ہونا چوگا اور کوڑیالا کھلا ہوا جانوران چوپایہ کا جست و خیز کرنا ہرن بارہ سنگھے چیتل نیلگاؤ وغیرہ کا چرتے پھرنا طائران خوش نوا کا چہچہا مورون کا چنگھاڑنا بھاڑنا بان فرش مخملی سبزہ پر فرشی جھاڑ تھین گلون کو کنول کرتے تھے بلبلین مغنی سرکار بہار تحسین کر نظم

خاطر تھی جہان کی عشرت اندوز
لبریز شراب سے پیالے
تھی کبک کے قہقہے کی آواز
پھولی تھی بہار دلکا سبزہ

صحرا مین بھی جوش گل ہے ہر سو
تھی صبح بہار صبح نوروز
چشمے کے کنارے پہ برابر
طاؤس کا رقص تھا خدا ساز
چلاتی تھی بلبل آؤ آؤ

پھولون کی چھڑی ہے شاخ آہو
آئے تھے نظر تمام تھالے
ستون کے لگے ہوئے تھے لبریز
تھا طائر خوش نوا نوا سنج
نالہ کوئی با اثر سنا کر

ایسی بہار مین ہنسی کیفیت شگار رہی کہ معشوقہ گلبدن و یاسمن بیلہ زیب آغوش و زینت ہم دوش خوف بادشاہ طلسم سے کبھی رنگ رخ زرد دلمین محبت کا درد چاہنے والے کا ہملو نصیب ہم آغوش حبیب شہزادہ کا کبھی زلف سونگھنا کبھی لب و رخسار چومنا کبھی گلے ملنا گاہ سنبھلکر دونون کو درست کرنا گاہ ہنس دینا کبھی رونا ایک لحظہ مین تیوریان چڑھ جاتی ہین کمانین کھینچکر طائر دل کے صید کرنے پر لیس ہوتین کبھی باتین برنگ لیلی و قیس ہوتین یہ ہنگامہ راز و نیاز بر یاد دونون دیار عاشقی کے سر بر فرمان روا کر نظم

نہ ٹھہری ایک لحظ کثرت ذوق
اٹھا و صبح ساق نور افزا
صدف کانون سے منھ ہو جائے پھر تر
تھے بطن صدف مین اشک نیسان
ابھی لازم نہین ایسا ارادا
ہوئین شرمندہ مستی خیز آنکھین

بڑھے سینہ پہ ہاتھ اور ملگئے لب
مین حاضر پھر توقف کا سبب کیا
نہ یاقوت یہ بلور شفاف
مبارکباد دینے آئے ارمان
غرض معشوق و عاشق ہوکے باہم
جھکین دامن پہ طلب خیز آنکھین

پھر آخر بڑھ گئی بیتابی شوق
ہوس بولی کہ مہلت دیتے ہین کب
دکھائے ملازادہ اپنا جوہر
کھلے کچھ رخنۂ آئینہ صاف
کہا پاس شرع نے ہان یہ ہی کہا
رہے راحت فراموش دو عالم

یہ شیرین و فرہاد اس پہاڑ پہ سر گرم اختلاط تھے مہیا سامان انبساط تھے کہ فلک کو رشک آیا یعنی پھر ان بیچارون کو فراق کی مصیبت مین پھنسایا وہ یہ کہ شاہ طلسم کا عیار آہو تک جادو نام کہ عیار بھی ہے اور ساحر غدار بھی اور صبح کو بزور سحر اُڑکر تمام طلسم مین پھرتا ہے گرد آوری کرتا ہے جو نئی بات دیکھتا ہے بادشاہ کو اُس سے آگاہ کرتا ہے آج بھی حسب دستور وہ بے شعور طلسم مین پھرتا ہوا اس طرف آیا اور دور سے پہاڑ پر مجمع خورد و نوش کا

دیکھ کر بزور سحر ہرن کی صورت بنکر کوہ پر آیا اور جو کچھ ملکہ و شہزادہ میں ہنگامہ محبت گرم تھا وہ سب اسنے دیکھا
اور غضبناک ہوا چاہا کہ اسی وقت دونون کو گرفتار کرون مگر شہزادے نے بھی اسکو دیکھا کہ ایک ہرن ہم کو دیکھ رہا ہی
اسنے تیر کمان مین جوڑ کر سر کیا ہرن چوکڑی بھر کر روانہ ہوا تیر آ کر ٹانگ مین ترازو ہوا اُس وقت تو ہرن
نے پر نکالے اور اُڑ کر چلا مگر کہتا گیا کہ باش او مجرم ناشاد بڑا غضب کیا تو نے کہ **بیت** ابھی تو موت سے
ناآشنا ہے ٭ مزا ان لذتون کا دیکھ کیا ہے ٭ یہ کہتا ہوا ایک طرف روانہ ہو گیا ملکہ نے جو یہ ماجرا دیکھا شہزادے
سے کہا اے شہریار یہ کوئی ساحر میرے باپ کا ملازم تھا اب جا کر پدر سے جو کچھ دیکھ گیا ہے بیان کرے گا وہ
بہمہ گرفتاری آئے گا ہم کو روز بد دکھائیگا شہزادے نے فرمایا خداوند عالم مدد ہماری فرمائے گا ملکہ نے کہا اب
یہان سے اور سمت بھاگ چلین اور چھپ رہین شہزادے نے فرمایا کہ ہم اب کہین نہ جائین گے اور جو تم ہکو سحر سے
بیہوش کر کے لے جاؤ گی تو اپنی جان گنوائین گے ملکہ مضطر ناچار ہو کر چپ ہو رہی اور ترسناک بیٹھی نہ وہ چہرہ پر
بشاشت رہی نہ وہ انجمن آرائی نہ ہنسی نہ دل لگی کنیزین بھی ہر سمت پھرنا موقوف کر کے ملکہ کے گرد جمع ہوئین
ملکہ پاس سے منھ ہر ایک کا تکنے لگی یہان تو حالت خوف و رجا مین ٹھہرے ہین اودھر وہ عیار رشا طلسم کی
خدمت مین اسی حال زار سے آیا بادشاہ دربار مین سحر کو شبستان سے آ کر بیٹھا تھا امراے دولت حاضر تھے کہ
عیار نے حاضر ہو کر مجرا کیا اور تیر اپنے پاؤن پر لگا ہوا دکھایا اور ماجرائے شہزادہ و ملکہ قسم کھا کر کہہ سنایا شاہ کو غصہ آیا
اُسی وقت چند جادوگرون سے فرمایا کہ جاؤ اور اُن مجرمون کو گرفتار کر و دو ساحر **آتش بیان و اخگر زبان**
جادو اپنے مطیع اور ساحر لیکر روانہ ہوئے اور بزور سحر اُڑ کر بہت جلد اُس پہاڑ پر کہ جہان شہزادہ و ملکہ تھے آئے
اور زمین پر اُتر کر نعرہ زن ہوئے کہ باشید اے تیرہ روزگاران تم کہان اب بھاگ کر جاؤ گے شہزادہ اُن کو دیکھ کر ملا رک
افراسیابی کھینچ کر اُن کی جانب لپکا ایک ساحر نے کچھ افسون پڑھکر دم کیا کہ یہ کمر تک زمین مین سما گیا شہزادے کا
یہ حال دیکھ کر ملکہ کو تاب نہ رہی گو دھیپا کر کبھی ساحرون کو کوستی کبھی دعا کرتی اور روتی تھی شعلہ و شرارہ کنیزین
ملکہ کا رونا دیکھ کر آگے بڑھین اور پکارین کہ مُردون ہماری صاحبزادی تڑپی جاتی ہین خدا تم کو غارت کرے اسکی
بھولی صورت پر تمھین رحم نہین آتا ہے یہ کہکر شعلہ نے ایک ناریل اُس ساحر پر سحر پڑھ کر مارا کہ جس نے شہزادہ کو غرق
زمین کیا تھا وہ ناریل اُس ساحر کے سینے کو توڑ گیا غل اُسکے مرنے کا برپا ہوا اندھیرا ہو گیا شہزادہ زمین سے نکلا اور
تلوار لیکر اُس گروہ بدکردار پر ٹوٹ پڑا پہلے ہی حملہ مین دو چار ساحرون کو مار گرایا پھر اور چند ساحرون نے افسون
پڑھا کہ شہزادہ بیہوش ہو کے زمین پر گرا ملکہ کی کنیزین بھی نارنج ترنج مار رہی تھین اور سحر کی نیرنگیان دکھاتی
تھین ہنگامہ عظیم برپا تھا کبھی روشنی تھی کبھی اوجالا تھا اُسی آفت خیز حال مین **آتش بیان** نے ایک ترنج
شعلہ پر مارا وہ ترنج کو آتے دیکھ فوراً زمین مین سما گئی اور پشت پر **آتش** کے آ کر نکلی اور ایک تیر آتش کا اُسپر ایسا
مارا کہ اسکی پیٹھ کو توڑ کر سینے سے نکل گیا وہ رو دمر گر گرا اُدھر **اخگر** اور **شرارہ** سے سامنا ہوا اخگر نے چلر سحر کا پھر
مارا کہ اسکا سر زخمی ہوا اسنے بھی پیکان سحر کا مارا کہ اخگر کا شانہ زخم رسیدہ ہوا اس اثنا مین اور ساحر فرستادہ

شاہ طلسم یہان آئے فوج بیشمار ساتھ لائے نفیر سحر پھنکی جھانجھ بجنے لگے بیر شور مچانے لگے ڈہرو کچھ اجنبی سی گانے لگے ہزارہا ساحران جنہ عورتون پر ٹوٹ پڑے رانی ماش بنولون کا چھر آ چلنے لگا ابر سحر برسا پاشکستہ کنیزان ملکہ بھی خوب لڑین کیا کرسکتی تھین آخر زخمون سے چور ہوکر گرین ساحرون نے انکو قید سحر مین مبتلا کیا ملکہ پر بھی سحر کیا کہ وہ بھی بیہوش ہوئی ان سب کو اسیر کرکے تخت پر ڈال لیا اور روانہ ہوے بادشاہ طلسم منتظر بیٹھا تھا کہ یہ جاکر پہونچے اور تخت پر سے اُتار کر ملکہ و شہزادے کو مع کنیزان سامنے بادشاہ کے لائے بادشاہ نے ان کو ہوشیار کرایا جب یہ اسیران سلسلۂ محبت ہوشیار ہوے دربار شاہی مین اپنے تئین پایا شہزادۂ ذیجاہ نے بعد حمد و ثنا خدا تعالیٰ کی زبان پر جاری فرمائی بادشاہ نے سب اسیرون کو حکم قتل کرنے کا دیا اُسوقت ملکۂ مظلومہ کا عجب حال تھا کہ بال سر کے نقاب رخسار تھے عارض زرد گلنار تھے پنجۂ مژگان مردم دیدہ کا ماتم کرتے تھے اشک خونی روتی تھی گریبان صبر چاک دست ستم دراز کرتے تھے دمبدم شہزادہ کو بنظر یاس و حسرت دیکھتی اور فرماتی کہ ہزار جانین میری تیرے ناخن پا پر نثار ہین اے شہریار تجھکو مجھپر تصدق کرین اور قتل کرڈالین تو خون اپنا بحل کرتی ہون بشرطیکہ تجھکو رہا کردین شہزادہ جواب دیتا تھا کہ اے سرمایۂ زندگی عاشق کب مجھ سے ہوگا کہ تجھ ایسے یار وفادار کا مرنا دیکھون جبتک زندہ ہون کبھی تجھکو قتل نہ ہونے دونگا آگے جو مرضی خدا ملکہ بلبلا کر یہ فرماتی تھی کہ ہائے تونے کچھ مزا اپنے شباب کا نہ پایا میرے جہان تجکو ان ظالمون نے ستایا اب

نظم

مزا کچھ بھی نہ پایا ہائے تقدیر
محبت مین چلی ہے مفت مین جان
جو زندہ رہنا دنیا مین مری جان
شگفتہ غنچۂ دل میرا کرنا

مقدر نے وہ ساماں ہے دکھایا
عدو سے جان ہوا ہے چرخ بے پیر
خدا حافظ ہے اب تیرا جلیم ہم
لحد پر میری آکر کرنا احسان

کہ فرق جسم و جان کا وقت آیا
نہ نکلا ہائے دل کا کچھ بھی ارمان
لیے جاتے ہین دلمین ہجر کا غم
چڑھانا پھول دم بھر وان ٹھہرنا

یہ کلمات حسرت و محبت عاشق و معشوق کے سنکر بادشاہ کمال برہم ہوا اور جلاد سے بتاکید تمام فرمایا کہ جلد تر سران بیحیا اُن کے جدا کر جلاد تعمیل مستعد قتل ہوا لیکن اہل دربار بھی ملکہ کے بیان پر زار زار روتے تھے دست بستہ خدمت شاہ مین عرض رسا ہوے کہ اے بادشاہ **بیت**

مقبول ہو عرض یہ ہماری ؎ سکہ ترا مہر و مہ پہ جاری ؎

اس مجرم کو خداوند بیابان حیرت مین بھنکوا گئے تھے اب نہین معلوم کیا اُنکی مشیت مین گذرا جو یہ جان سے رہا ہو گیا از بسکہ یہ مقدمہ خداوند کی جئی ہین بغیر انکی اطلاع قتل اس گنہگار کو کرنا اچھا نہین ونیز ملکہ کی مادر گرامی قدر ایک مرتبہ تو ناراض در باب تنبیہ ملکہ ہو چکی ہین ابکی مرتبہ تو یقین ہے کہ اپنے دشمنون کو ہلاک کرڈالینگی ہم جان نثارون کے نزدیک مناسب یہ ہے کہ خداوند سے اس امر مین اجازت لینا ضرور چاہیے اُن کے حکم سے مادر ملکہ بھی سرتابی نہ فرمائینگی اور حضور کے لیے بھی باعث بہبودی ہے یہ عرض مقربان بارگاہ سنکر بادشاہ نے اپنے وزیر **صدف جادو** کو حکم دیا کہ تم خدمت خداوند مین جاؤ اور سب حال عرض کرو اور جو کچھ وہ ارشاد فرمائین سُن آؤ وزیر حسب فرمان شاہ باتوقیر خدمت خداوند

مین حاضر ہو کر حال کو الف زبان پر لایا خداوند حال سُن کے خود سوار ہو کر بادشاہ پاس آئے بادشاہ نے
بدستور قدیم شرائط تعظیم و تکریم ادا کر کے برابر اپنے بٹھایا اس عرصہ مین خبر گرفتاری ملکہ محل مین بھی پہونچی ملکہ کی
اَنَا دائیان کھلائیان چھوچھو وغیرہ سر و سینہ پیٹنے لگین کوئی کہتی تھی افسوس میرے گود کی پالی کسی نے کہا
ہے ہے بچی تیری جوانی کوئی پکارتی یا سامری میری فریاد کو پہونچو میری صاحبزادی پر سے یہ بلا دُور کر دو
کسی نے کہا ارے لوگو مین کدھر جاؤن ایک بولی مین اپنی بڑائی کی اَلا بلا لیکر مر جاؤن یہ حالت مادر
ملکہ نے جو اُن سب کی دیکھی چادر سر سے پھینک بال پریشان کر یہ کہتی ہوئی شبستان سے باہر چلی کہ مین ابھی
اس گھر کو پھونکا دے کے سر پھوڑا جاتی ہون اپنی بچی کا مرنا آنکھ سے نہ دیکھون گی جب بادشاہ بیگم اس ہیئت سے
باہر چلی سب عورتین محل کی روتی پیٹتی ساتھ ہوئین کہرام پڑ گیا ہائے یہ کیسا غضب ہے اے صاحبو یہ
کیون چھری بیگناہ پر پھیرتے ہو اسی طرح کے کلمات کہتی ہوئین جلوخانۂ ایوان شاہی مین سب کی سب
آئین خواجہ سراؤن نے دوڑ دوڑ کر خبر بادشاہ کو دی کہ بیگم صاحبہ روتی ہوئی دربار مین آتی ہین یہ سُنتا تھا
کہ بادشاہ نے خداوند کی جانب دیکھا اُس مردود بارگاہ ایزدی نے حکم دیا کہ ملکہ کو مع اسکی کنیزون کے
قید سے رہا کر کے اُسکی ماں پاس پہونچا دو ہم اُسکا ایسا علاج کرینگے کہ وہ نام بھی اس مسلمان کا اب نہ لیگی
اور اس گنہگار کو بھی فی الحال قتل کرنا مناسب نہین اس لیے کہ شہزادی اسکی عاشق ہے وہ فرط غم سے
ہلاک ہو جائے گی جب مین اسکا علاج کر دون اُسوقت اُسکو قتل کرنا یہ حکم سُنتے ہی ملازمان بادشاہ نے بہت
جلد تعمیل حکم کی ملکہ پر سے قید سحر اُتاری اس کشتۂ خنجر عشق نے شہزادے سے کہا کہ مجھکو بغیر تیرے رہا ہونا
منظور نہین سرکار عشق مین عاشق کی رہائی کا دستور نہین شہزادہ قتیل ابروے یار نے فرمایا کہ اے ملکہ جو
قید غم سے چھوٹتا ہی سہی تم رہا ہو کر محل مین جاؤ خدا نے چاہا تو مین بھی چھوٹ جاؤنگا میری اسیری کا تم کچھ
خیال نہ کرو نظر بفضل خدا رکھو ملکہ مضطر یہ نصیحت سُنکر مصلحت اپنے رہا ہونے مین سمجھ کر داخل محلسرا ہوئی
مادر ملکہ سے پہلے ہی عرض کیا گیا تھا کہ حضور باہر نہ جائین ہم ملکہ کو لاتے ہین وہ انتظار مین قریب در استادہ
تھی کہ ملکہ آکر لپٹ گئی اور رونے لگی ماں نے کہا اری چھوکری تیرے غم نے مجھکو جیتے جی مارا ہے تو نے خوب
پیٹ سے پاؤن نکالے ہین شاباش بچی کیا کہنا خوب باوا کا نام روشن کیا اور ماں نگوڑی کا سر مونڈا
ارے میرے یہان کی لونڈیان بھی نہین بھاگین اور چھنالین مشہور نہین ہوئین نوج بیبیان خیر شکر ہے
سامری کا یہی نصیبون کا ہمارے لکھا یہ کہتی ہوئی بیٹی کو لیکر اپنی جگہ پر آئی اور باسائش رہنے کو جگہ دی ادھر
شاہزادے کو ساحرون نے لے جا کر ایک زندان تنگ و تاریک مین قید کیا کئی ہزار ساحرون کا اُس
مکان مین پہرا مقرر ہوا شہزادہ یاد مین ملکہ کے بیقرار رہا کرتا کبھی درگاہ خدا مین اپنے چھوٹنے کے لیے گریہ و
زاری بیان کرتا ادھر ملکہ دل ہی دل مین اس گرفتار زنجیر ستم کا غم کرتی ارمانون کا اپنے دل مین ماتم کرتی حال
ان دونون وابستگان سر رشتۂ زلف و گیسو کا آیندہ بیان ہوگا - اب ذکر **سیارہ بن عمرو عیار**

مذکور ہوتا ہے۔ کہ یہ عیار زنیک کردار جب سرداران شہزادۂ نامدار سے رخصت ہو کر جانب کوہ چلا گھاٹیان پہاڑ کی طے کر کے قلعہ کوہ پر پہونچا وہان ایک حصار بلند نظر آیا ہزار ہا دروازہ اُسمین بنا تھا بیچ مین ایک دروازہ بہت بڑا تھا اور کھلا تھا یہ بسم اللہ کہہ کر اُس دروازے مین داخل ہوا اندر قدم رکھتے ہی ایک آواز مہیب آئی دروازہ بند ہو گیا اور سُنائی دیا کہ لے اجل گرفتہ ماندی ماندی تادو قیامت اپنی ماندی عیار نے اس آواز کی طرف کچھ توجہ نہ فرمائی اور آگے کی راہ لی چند گام چلا تھا کہ ایک صحراے پرخار دشت پر آزار مین گذر ہوا جہان کی زمین بھی تابش آفتاب سے سیاہ تھی تیرہ بختی مسافران صحرا کی گواہ تھی غار ہر ایک تنور گرم تھا پتھر حرارت سے موم کی طرح نرم تھا ہوا سے گرم سے کھونکے ہوا سے خاطر مفلسان سے کہین بڑھے چڑھے دل و جگر جلاتے فرط تپش سے رہرو وہان طپش کھاتے پانی نام کو نہین چشمہ چشم بھی اشکون سے خالی زبان خرگان سی سوکھی سناٹے چٹیل میدان انسان نہ حیوان کف کی طرح منزلون کا بیابان بگولے اُڑتے درندے بھوکے پیاسے پھرتے طائر ہوش سرگرم پرواز ہر سمت سائین سائین کی آواز تپش آفتاب سے تمام بیابان تپتا ریت کا ہر ذرہ آفتاب سے ہمسری کرتا کہین کہین جانور جو نظر آتا نکلتا تا پانی کی تلاش مین پھر پھر اتا زبان باہر نکالے تڑپتا کسی جگہ جو ایک دو درخت تھے جلے ہوئے سوکھے ڈنڈ کھڑے تھے ان پر دو تین چیلین پر لٹکے آنکھین بند کیے بیٹھی تھین اور ہانپ رہی تھین سوز جگر کی سرد مہری سے کانپ رہی تھین دل روزگار جلتا تھا زمین کے قلب سے شعلہ نکلتا تھا ٹھیک دوپہر کو وہ جنگل آگ کی بھٹک بن جاتا دانہ گرتا تو بھن جاتا کہ ابیات

ٹھیک ہوتی ہے جس گھڑی دوپہر
بدر فرشتون کے جلنے لگے ہین
غرض ایسی ہی دھوپ پڑتی سخت
وقنا ربنا عذاب النار

جلنے لگتا ہے دھڑ دھڑا کر دہر
مہر ماتھے پہ اپنے جبہ دھر
جن و انسان وحش و طیر و درخت

چیلین کیا انڈے چھوڑ بھاگے ہین
کرے ذرات پر جہان کے نظر
ہاتھ اُٹھا کر کہے ہین مثل چنار

یہ عیار طرار تیلے پاؤن مین نرم و نازک باندھ کر قدم اُٹھائے اُس زمین آتش بیز کو طے کرتا چلا جاتا تھا جب بہت پیاسا ہوتا پانی مشکیزے سے نکالکر حلق تر کر لیتا اور طلسم کا معاملہ سمجھ کر کچھ دعا یٔن اپنے اوپر دم کر لیتا تشنگی اسوقت کم پاتا دوڑ کر بہت دور نکلجاتا اسی طرح جب دن ڈھلا اور آفتاب کی عرصہ فلک مین دوڑ دھوپ کم ہو نیکا وقت آیا اُس میدان گرم سے یہ بھی نکلکر ایک ایسے مقام پر پہونچا کہ جہان کچھ درخت سبز لگے تھے گھانس بھی ہری تھی چشمۂ آب بھی جاری تھا ہوا ٹھنڈی جو اس کے بدن مین لگی جان تازہ جسم مین آئی یہ اُس چشمے کے کنارے گیا ہاتھ منھ دھو پانی پیا دن جو کم رہ گیا تھا سوچا کہ شب بھر اسی مقام پر رہنا اچھا ہے بس وہان ٹھہر کر تماشاے سبزہ زار سے دل پرسوز کو تراوت بخش کرنے لگا دیکھا دور تک درختان سرسبز کے جھرمٹ ہین اُن کے نیچے ہزار در ہزار جانور چرتے پھرتے ہین نیل گاے ہرن پاڑھے وغیرہ بیشمار ہر سمت دوڑتے ہین لیکن طرفہ ماجرا ہے کہ وہ جانور کبھی کلیلین کرتے ہین اور خوش

ہوتے ہنستے ہین اور کبھی ایک مقام پر سب اکٹھا ہوکر شاخین ایک دوسرے سے ملاکر اس طرح روتے ہین
کہ دل سنگ بھی اُن کے رونے پر آب ہوتا ہے اشک کے دریا مین ہر ایک تن اپنا ڈبوتا ہے عیار
کو اس تماشے کے دیکھنے سے بڑا تعجب ہوا پھر دل سے سوچا کہ یہ مقدمۂ طلسم ہے ان جانورون مین کچھ اسرار ہے
آگاہ اُس سے پروردگار ہے تم بھی یہان بہیئت انسانی نہ ٹھہرو جانور بنو دیکھو تو کیا خداوند عالم دکھاتا ہے
اور فلک کیا بازی تازہ بروے کار لاتا ہے یہ سوچ کر کسوت عیاری سے ہرن کی کھال نکالی اور اپنے جسم پر
آراستہ کی گھنڈیان قریب سینہ کے لگا کر زمین پر گرا اور ہرن کی طرح جست و خیز کرتا دور نکل گیا پھر وہان سے
دوڑ کر انھین جانورون مین آکر ملا اور انھین کی طرح گریہ وزاری کرنے لگا وہ دن تو کم باقی ہی رہ گیا تھا
تھوڑی دیر مین وہ زمانہ آیا کہ ساکن برج اسد نے غار مغرب مین منہ چھپایا اور آہوے ستارے جست و خیز کرکے عرصۂ عالم مین آیا نظم

جو چرخ ختم کرکے آیا آہوے شام
بچھایا چاندنی کا ماہ نے دام
ابھرے تھے کہکشان سے جو ستارے
پھنسے اُسمین چکارے سے نکلے تارے

سر شام وہ جانور سب کے سب ایک سمت کو جستیں کرکے چلے یہ عیار بھی
اُنکے ہمراہ روانہ ہوا وہ سب کچھ دور جاکر ایک میدان مین جمع ہوئے ناگاہ سامنے سے ایک ساحر سیاہ فام پیدا
ہوا کہ ہر تن مو اُسکا مثل شمع کے روشن تھا اور کئی ہاتھ رکھتا تھا ہر ایک ہاتھون مین جھولیان میوے اور شیرینی کی
اور روٹی سے بھری تھین پس اُس ساحر نے بیچ میدان مین آکر تھالے بنائے اور اُس مین کھانا میوہ وغیرہ بھر کر آواز
دی کہ اے مقیدان طلسم آؤ اور اپنا اپنا حصہ لیکر کھاؤ سب جانور اس صدا کو سُن کر دوڑے اور اُن تھالون مین منہ
ڈالکر کھانے لگے عیار نے گو کہ بھی ایک تھالے مین منہ ڈالکر کھڑا رہا اس اثنا مین وہ ساحر جب ایک تھالے مین کھانا
رکھ چکا جس سمت سے کہ آیا تھا اُدھر ہی روانہ ہوا عیار نے کو کہ بھی کھانا چھوڑ کر اُسی طرف چلا لیکن اس طرح سے
کہ وہ ساحر تیر بھر کے فاصلے سے آگے اور یہ جھاڑیون مین چھپتا ہوا اُس کے پیچھے روان تھا صحرا مین چاندنی
کی کیفیت تھی کوسون تک چادر نور بچھی تھی کوڑیالا کھلا تھا سبز سبز گھاس پر شبنم پڑی تھی معلوم ہوتا تھا کہ دانہ ہائے
مروارید ریشم سبز پر پڑے ہین جانور آوازے کے جب ہوتے ہین تالاب اور جھیلین برنگ آئینہ مصفا ہین بگلے
ایک پاؤن سے نیلون مین چونچ ڈالے کھڑے ہین مرغابیون کے غول کے غول کنارے اور ٹاپوؤن پر بیٹھے ہین
قرقرے ایک جگہ پرون مین سر ڈالے کھڑے ہین جنگل سے ایک آدھ ہرن بھی نکل آتا ہے مینڈک جھیل چشمہ مین
اترا تا ہے جھینگر جھین جھین کرتے تیتری ترّاتی ہے یہ عیار ہرن بنا اس کیفیت کو دیکھتا اُس ساحر
کے پیچھے دور تک گیا آخر وہ جادوگر ناپید ہوکے اُڑا یہ عیار تھم گیا اور اُسنے دیکھا کہ اس مقام پر دو راہین
ہین ایک راہ تو وہ ہے جدھر وہ ساحر گیا ہے اور دوسری اُس کے خلاف ہے عیار وہ اُس ساحر کا
ساتھ چھوڑ دوسری جانب چلا اور ہرن کی کھال جسم پر سے اُتار کر ساحر کی صورت بنا پھر کچھ دور چلکر ایک درخت
کے نیچے ٹھہرا کیونکہ کئی پہر کا تھکا ماندہ تھا آرام پذیر ہوا کچھ کھا پی کر لیٹ رہا اور باقی رات اُسی مقام پر بسر کی
جب تارے ڈوب گئے بڑے بڑے اُجالے نظر آنے لگے ہوا سرد چلنے لگی درختون کی کھڑکھڑاہٹ سے ہرن کی ڈارین

سیارہ مع اُس ساحر کے اندر دروازہ کے داخل ہوا از بسکہ روک ٹوک اول درجہ پر طلسم کے ہو یہان کچھ ممانعت نہ تھی یہ عیار سیر کنان آگے بڑھا عجب شہر عظیم الشان آباد دیکھا کہ معمار عقل صناعان وہان کی عمارت دیکھکر حیران ذہن سا ہر فیتر کا اُنکی بلندی دیکھکر سرگردان سرکین پختہ و ہموار زمین مصفا خیابان آئینہ تختین کہکشان فلک ہر راہ پر دل و جان سے قربان دکانون کی شانون پر تصدق بروج آسمان رعایا وہان کی جوان و حسین ہر ایک شہر یار ملک تزئین دکانین اشیائے عمدہ سے مملو دکاندار ہر ایک خوبرو ہر سمت مہ جبینون کی طرحداری ناز و غمزہ کی گرم بازاری زلف کا سودا ارزان نظارہ اپنا و پرآب نازان کہین شرافہ کھلا اُس کے جواب مین دوسری جانب بزازہ جسمین ہر قسم کا کپڑا بہت خاصہ تھا شفق کی اطلس سرخ وہان کی اطلس کے سامنے شرم سے برنگ کتان گلبدن زیب تن گلبدنان جہان اسی طرح صرافے مین بھی وہ وہ جواہر نایاب کہ جسکے سامنے نگینہ آفتاب داغی بے نور مہتاب اشرفیون کے سامنے گنج ستارگان فلک کی کیا حقیقت نقرۂ سفیدی قمر روپیون کے زیر د کم قیمت یہ عیار سیر کرتا جب چوک مین آیا یہان ہر قسم کا اسباب عمدہ پایا کہین حلوائی کہین نانبائی کسی جانب کبڑنی سنگترہ سرمایۂ حسن و ناز جمع کیے سب بیٹھے ہوئے حلوائیون کی مٹھائی پر شیرین کا سامان جہان کی رال ٹپکتی نانبائیون کے کھانون کو دیکھ کر زبان ہوس سیلون سے تو زمین کبڑنون کی ترکاریون پر سبز رنگان عالم کا دل برنگ سبزہ پامال ہوتا ہر اہرا ساگ سبزۂ خلد سے مقابلہ کرنے پر تیار رہتا کہان تک بیان شہر کیا جائے الحق وہ مقام گلشن رضوان سے بہتر تھا

نظم

غرض تھیں تنون کا گرم بازار
ہوا تھا ہر مشتاقان دیدار
کوئی زلف کے سودا مول لیتا
کوئی نقد دل و جان دونون دیتا
کوئی دکان پہ جاتا لینے سودا
پریشانی بہ رنگ زلف لاتا
کوئی زرین لباسون پر تھا شیدا
بہ رنگ زر رکھتی زردی رخ پہ پیدا

سیارہ کو وہ شہر بہت پسند آیا اُس ساحر ہمراہی سے تعریف کرتا ہوا آخر اُسکے گھر پر آیا اُسنے اپنے مکان کے ایک کمرہ مین مقیم کیا ہاتھ منہ دھلایا بوتل شراب کی منگائی سیارہ نے کہا مین اپنے شہر سے شراب لیکر چلا تھا وہ بہت تلاب ہوئی اسکو بھی پیو یہ کہکر اپنے پاس سے گلابی شراب کی نکالی اُسکو بھی پلائی آپ بھی نوش فرمائی اُسنے ہی پاس سے میوہ مٹھائی نکالکر کھلائی آسودہ ہوا پھر سر رشتہ سخن آغاز کیا کہ اے برادر آپکا نام کیا ہے اُسنے کہا مجکو مقسوم جادو کہتے ہین اسنے کہا آپ قدیم سے یہین رہتے ہین اُسنے کہا ہان اسنے پوچھا کہ آپکو تو عجائبات طلسم خوب دیکھنے مین آئے ہونگے اُسنے کہا سب عجیب واقعون سے پُر طرفہ ماجرا آجکل دیکھنے مین آیا ہے کہ ایک شہزادہ نبیرۂ حمزہ اسطرح سے داخل طلسم ہوا اور یہ سانحہ گذرا مجملاً ماجرا ابتدا سے انتہا تک اسنے شہزادہ قاسم اور ملکہ کا بیان کرکے کہا کہ اب ماہ شہزادہ قلعہ سے کل روز جشن خداوند ماہ شہزادی کو بادشاہ برائے علاج سامنے خداوند کے لائیگا کیونکہ خداوند نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہم شہزادی کے دل سے عشق اُس مسلمان کا دور کردینگے یہ ماجرا اس عیار نے سُنکر دل سے کہا شکر ہے خدا کا کہ پتہ شہزادہ کا معلوم ہوا الحاصل اُستادون اور ایک رات یہ اُس مقام پر مقیم رہا جب دوسرے دن جلسے قدیم سے شراب نور ساغر مہر مین لبریز ہوئی اور شب تیرہ مثل جمر دشمن گھٹ کر گرم توسن رہ بگیر نہ ہوئی کہ بموجب ابیات

جمالِ صبح نے کی بارشِ نور — جبین خاک چمکی مثلِ بلور
جدا پروانوں سے ہونے لگی شمع — غمِ رخصت جو تھا خاموش تھی شمع

وقت سحر سیارہ نامور کمرے مین بیٹھکر تماشائے بازار دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ
صدائے نقارہ و دہل کان مین آئی اور خلقت گروہ گروہ ایک سمت جاتے ہوے دکھائی دی یہ حیران ہوا کہ الٰہی
یہ کیا ماجرا ہے اس اثنا مین اُس ساحر نے آکر کہا کہ اے برادر تیاری کر کہ آج خداوند کے دیدار کا میلہ ہے تمام
خلقت اس شہر کی اور ہر سمت کی اس طلسم سے آکر جمع ہوتی ہے مین بھی جاؤنگا آپکو بھی چاہیے تشریف لیچلیے
سیارہ نے کہا میری سعادت ہے سر سے ایسے مقام پر چلونگا یہ سنکر وہ ساحر اندر مکان کے گیا اور لباس
تبدیل کرکے ایک جوڑا کپڑون کا اس عیار کو بھی لاکر دیا کہ تم بھی کپڑے بدل لو اسنے بھی پیرہن بدل لیا اور دہان
سے اُٹھکر روانہ ہوے شہر کی سیر کرتے جب بہت دور نکل گئے ایک میدان کوسون تک کا نظر آیا کہ اسمین ہزارہا
درخت سایہ دار نہایت بلند لگا تھا سایہ زمین پر چھایا تھا اُس سے آگے بڑھکر ایک جھیل پانی سے بھری تھی اُس
میدان مین خلقت کا ہجوم ہوتا جاتا تھا دوکاندار حلوائی بزاز صراف خوانچہ والے کھلونے والے آتے جاتے تھے
خیمے استادہ ہو رہے تھے بازارین آراستہ تھین سیکڑون بارگاہین مخملی اور باناتی نصب تھین جنمین اُن کی
الماس نگار سب تھین کلس اُنپر رنگ برنگ کے چڑھے تھے جو سونے چاندی کے تھے ساحران نامی سرداران گرامی
فوج فوج قشون قشون آتے جاتے تھے بیلدار لگے تھے چھڑکاؤ کرتے تھے دوکاندار دکان جاتے جاتے تھے بجوبے
پالکین راوٹیان کندے سنگلے کھڑے ہوتے تھے نشان بازارون مین سربلندی دکھاتے تر سول اُنپر چڑھے
پرچم اُڑتے ہر پرچم پر تعریف سکندر بن سامری کی تحریر تھی دو سو خداوندان باطل کا وصف قسطیر عجیب کے
کنائے یہ تیرہ زمین بنا اور اس میدان سے آگے بڑھکر ایک گنبد بہت بڑا سنگ سبز کا بنا تھا آگے اُس
گنبد کے باغ لگا تھا گرد باغ کے کٹہرہ کھنچا تھا وہ بھی طلائے احمر کا تھا اندر باغ کے طرفہ بہار تھی صنعت صانع گلشن
عالم آشکار تھی جو اثمار بوستان مثل جنالج پاک و نیک دو غنچہ مرجان برنگ دست علائے عابد خو تحفۂ صدر
مین سبحۂ صد دانہ کا شمار جعفری مطیع جعفر تیار نسیم سحر مین سبزک نفس زاہدان کا اثر دفتر قدرت خدا کا ورق
ہر برگ و شجر سوسن زبان شکر کنندگان وادر مہندی برنگ پیغمبران صاف باطن بوئے گل مشام اہل ر س
کی ساکن غنچہ مثل دہان حقیقت آگاہان خاموش قمریون کی زبان پر ضرب حق سرہ کا جوش کلیان سو مغز زاہدان
خوشبو سنبل یادگیر قدرت مین آشفتہ مو سرو آزاد لبان تارک الدنیا نہین نہین قمریون کے لیے
عشق حقیقی کا زینہ لالہ ہر چند گریبان دریدہ گر پیالہ بدست ملیکن فارغ مست پیمانۂ الست بلبل وظیفہ خوان عبادت
خانۂ بہار دیدہ نرگس سے حقیقت مبنی آشکار یاسمن و نسرین و نسترن معتقد ہوئے فصل آزار کہ ابیات

خندان ہین اسی کو دیکھ کر گل — کیا اُنکو اُسی کا تھا تصور
اُس گل کو پکارتی ہے بلبل — جاری مئے معرفت جہان مست
غنچون مین ہے صورت تفکر — گل مست چمن مین ہے جہان مست

وہ گنبد جو سرتاج باغ تھا واقعی سرتاج بہار تھا چرخ مقرنس اُسپر سو جان سے نثار تھا قبہ چرخ اخضر

کہتا تو غلط ہی برج فلک چہارم فقط ہو دروازہ اُس گنبد کا بند تھا دروازہ پر دربان دمن گستان بیٹھے تھے
یا خداوند لہیام مری و سکندر ورد کرتے تھے چنانچہ وہ شخص ناقوس رکھے ہوئے تھے گھنٹے ٹنگے تھے سیارہ سے اُس ساحر نے کہا
اس باغ میں جاکر گنبد کے سامنے سجدہ کرو اُسنے کہا جب خداوند کے سامنے جائیں گے اُسوقت سجدہ کرینگی
ابھی ایک مقام پر ٹھہر کر میلے کی سیر جا کر لیں وہ ساحرہ شہر کے پھر اور ایک بکرے پر آکر دونوں بیٹھے میلہ
جمتا جاتا تھا سیر دیکھنے لگے حسن چمن کا مستی نظر ہوا یہ رنگ دیکھا کہ جادو نازنیان کم سن ساریاں پہنے زرد اور
مشی ہمرت باندھے کہ جس سے جسم نازک نظر آتا ساق کی شمع فانوس پیراہن میں روشن پیڑو اُبھرے چھاتیاں
تنی ہوا میں ہزاروں جوبن ہاتھوں پر تھالیاں برنجی کے تھے جو مکھیں اُنمیں جلائے ہوئے بھوگ اور پھول رکھے سر
سے پانو تک آب چڑھاؤ گہنا پہنے چھم چھم کرتی جھیل کے کنارے آئیں اور مع پیراہن نہائیں جب غوطہ مار کر اُبھرتیں
مہر تابان بیچ آب سے باہر آتا پیراہن جو بدن میں لپٹ جاتا زیر ناف برج حوت نظر آتا واقعی وہ ماہی پیکر حسن و
جمال تھیں گوہر تابندہ قلزم بےمثالی تھیں ایک طرف توان ہزاروں کا مجمع تھا ایک بہت میلہ جمع تھا دکانوں
کی پالیں تنی تھیں دکانیں ہر رنگ کے اسباب و اجناس کی آراستہ اور سجی تھیں حلوائی تھالوں میں مٹھائی
لگائے بیٹھے تھال آفتاب و ماہ کی تھالیوں کو شرماتے تھے مٹھائی وہ ذائقہ رکھتی کہ سکندر جیسے آبحیات کیلیے
ترستا رہ گیا ویسے ہی اس مٹھائی کو یاد کر کے ہر ایک ترسے گا اور منھ چاٹتا رہیگا ایک طرف ہر قسم کی ترکاری ڈھیر
لگی کنجڑن اپنا جوبن دکھاتی سیب ذقن اُسکا دیکھکر آسیب زدہ رہتا انارستان کا جو دیکھتا سینے میں جوش محبت
منور ہوتا شفتالو بوسہ شفتین کی محنت دلاتے جامن کو دیکھ کر لب مسی آلود اُسکے ہمیشہ یاد آتے ایک جگہ بھٹیارین
اپنا جلوہ جلے لگائے تھیں کانوں میں لگائے تھیں بال کے اندر سیروں پر چھتے رکھے تھے تیج لگن میں بھیگتے تھے تنا یوں
میں خلیین گھسی تھیں جس پر دم رٹتے تھے سالجہان کا سارا جہان شیدا کشتہ پر جرسیوں کا دم بند یار قند سے
گھونٹ تو یارقند کے گھونٹ سمجھتے ساقیوں کے شربت وصل پینے پر دم نکلتے دف و دائرہ بجتا نقارے بلنے لگا آئینہ
شعر خوانی ہوتی ڈھولک بجتی عاشق تن سامنے اُنکے کھیلے عشق کی آگ میں جلے کہیں مولتیں اپنا رنگ جمارہی تھیں
سرخرو ہی جتارہی تھیں عاشقان بےساز و برگ کو جان پیاری کہاں اِن سبزہ رنگوں کے وصف میں زبان لال کا
اُنکے سخن کا یاقوت رنگ ہر عاشقان قوت سرخی لب اُنکے ایسی خوشنما کہ موجب شعر سرخی لب کے وصف میں جسنے ایک مصرع
کہا تو خون تھوکا ¶ دکانداروں کا کیا وصف کیا جائے ہر سمت عجب آرائش تھی عمدہ رہائش کی دکان کے آگے
نقّان آکر ناچتیں چھوٹے ڈھولک بجاکر گاتے دوکان پر اڑ جاتے راستے کے کنارے فقیر چادریں بچھائے
بیٹھے کوڑیاں پیسے پھیلے سفید بازو تخت پر موڈھے بچھائے بیٹھے تھے تخت کہار ہر سمت اُٹھائے پھرتے ڈفلے
بانسری بجتی رسول مشول وہ گنگے ڈاگین دکھاتے چاندی سونے کا گہنا پہنے استاد کی جے بولتے ایک
طرف گل فروش ہار بیلے کے پکارتے ساقی حقہ پلانے والے کہلاتے ہر ایک کے سامنے حقہ لیجاتے ہر سمت
دھوم دھام خلقت کا اژدحام لگی ہے جا بجاتے ہیں رمیں ہیٹ ہو رہے بیٹھے فرد لیں نزاعے

جلوؤن پردم لگاتے اندر سبھا بھگت سپیرا گرو چیلے وغیرہ کا ناچ ہوتا آپس کی دل لگی ٹھٹھرون کا کھیل تماشے کیفیت
عیش کا زمانہ بہت ساحر سیلیون کرتے جاتے گنبد کی طرف زمین ناپ کر قدم اُٹھاتے امرائے عظام پالکیون پر آتے
آگے لڑکون کو بٹھاتے کھلونے سامنے خرید کر کے رکھے بہت ہاتھیون پر سوار پھرتے ہر مقام بلند پر فرش بچھا
مہندیون کا وہان مجمع بعض مقام پر انیسوی بیٹھے گھولا چلنا داستان ہوتی گئے سنبھلتے بانا زمین کو توال پیادے گشت
کرتے چور بدمعاش گھر رہتے اسی طرح جب دن کم رہا یکایک نفیر و بوق کی صدا سُنائی دی لکّے ابر کے سرخ و زرد روے
ہوا پر ظاہر ہوے اُن کے نیچے کئی سو تخت چمن بندی کیا ہوا گلزار ظاہر ہوا آگے اُن تختون کے باجے بجتے بارہ سو
ساحر تلوارین کھینچے مرکب برہنہ پر سوار گرد اُن کے اور ایک تخت پر ملک **گوہر شاہ** جلوہ فرما اور تختون پر ناظمان طلسم
و مالکان قلعہ طلسم سوار تھے اور اُن کے ہمراہ کئی سو مشیران سلطنت وزیران اُبہت اور بہت سی کنیزین جادوگرنیان
پوشاکین نفیس و پُر زر پہنے غرق دریاے جواہر یہ سب آکر ایک میدان وسیع مین اُترے ابتو اکابرین شہر ساحران
نامی ہر سمت سے آنے لگے بارگاہ بادشاہ کی استادہ ہوئی خیام عالی شان رؤسا کے نصب کیے گئے بادشاہ
تخت سے اُتر کر کئی سو کشتیان زر و گوہر و جواہر کی ہمراہ لیکر بڑے دیدار خداوند چلا اسکے ہمراہ تمام امیر و وزیر روانہ
ہوے اور اُسی باغ مین آکر جب قریب گنبد پہونچے پجاریون نے گنبد کا دروازہ کھولا اندر گنبد کے تخت بہت بلند
بچھا تھا جو ابرو وز مخملی چادر سے منڈھا تھا اُس تخت پر وہی بچہ شیطان **سکندر بن سامری** بیٹھا تھا گرد
تخت کے چوکیان صندل کی اور سنگ موسیٰ وغیرہ کی بچھی تھین اُن پر بُت پونے دو سو خداوند رکھے ہوے تھے۔
بعض کے نام اُن مین سے لکھے جاتے ہین۔ تیتا بیتا دم خبیثا ۔ **توری گاے کا بچھڑا** ۔ گوسالہ سخنور۔
تمرات سخنگو۔ بقیا زرین تن۔ تابوت معلق۔ صندوق معلق۔ لات۔ منات۔ لقا۔ فرعون شاہ
نمرود شاہ۔ شداد شاہ۔ لیلم۔ یونک۔ جھوٹم۔ جھونک۔ سامری۔ جمشید وغیرہ اور ان سب کے گرد عود سوز و اگرسوز
رکھے تھے بخور ہوتا تھا بادشاہ اور سب امرا نے ان سب کو سجدہ کیا پھر سکندر کو سجدہ کرکے نذر چڑھائی اور ہاتھ باندھکر
سامنے کھڑے رہے بعد کچھ دیر کے اپنے اپنے مطالب دینی و دنیوی عرض کرنے لگے خداوند نے حسب مطلب کے جواب دیا بادشاہ نے
عرض کیا کہ یا خداوند میری دختر کا علاج فرمادیجیے کہ اُس مسلمان کا عشق اُس کے دل سے جاتا رہے اُس ابلیس زادے
نے کہا آج کل مخلوق کو ہم اپنا دیدار دکھائین گے اور اُن کے مطالب بموجب اپنی مشیت کے برلائین گے کل تو اپنی
لڑکی کو لانا اُسکے لیے تدبیر معقول کیجائیگی ایسی کہ وہ بالکل اچھی ہوجاے گی بادشاہ نے یہ سُنکر سجدہ کیا پجاریون نے سنکھ
اور نفیر اور گھنٹے بجاے جے جے کا شور ہر سمت سے بلند ہوا بادشاہ گنبد سے باہر آیا اب ہر شخص میلے کا آنے والا اندر
گنبد کے جانے لگا پوجا کرنا شروع ہوا نذرین چڑھنے لگین ہزارہا روپیہ اور دونے مٹھائیون کے چڑھ گئے
ہار پھول کی وہ کثرت ہوئی کہ تمام باغ کے درختون مین صدہا ہار لٹکتے تھے اور گنبد کے آگے پھولون کا انبار
لگا تھا بکرے کھچڑی وغیرہ ہزارون چڑھائے تھے ہر پجاری کے آگے دونون کے ڈھیر لگے روپیا اشرفی بیشمار چڑھے

تھے گنبد کے ایک طرف سے پرشاد یعنی تبرک تقسیم ہو رہا تھا عورتیں ہاتھ باندھے گنبد کے در سے دور تک استادہ
تھیں بعض ڈنڈوت کرتیں بعض آنکھیں بند کیے خداوند کے دھیان میں تھیں اسی پوجا پاٹ میں وہ دن آخر ہوا اور
آفتاب مثل گوہر شاہ گنبد فلک اخضر سے باہر آکر بارگاہ مغرب میں گیا اور مجمع کواکب و سیارگان برنگ سیاحان
میسلہ گنبد افلاک میں بہر پرستش خدائے یگانہ آیا

نظم

بدلا صحن فلک میں جیسل کو کبا | پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام
پڑا جب رخنہ دن کے پردۂ شب | چراغ شام کا روشن ہوا نام

شام ہو بادشاہ مذکور تو اپنی بارگاہ میں بیٹھ کر میلے کی سیر کرنے لگا اور تمام میدان میں چراغوں کی روشنی ہوئی طبلوں کی
آواز دور تک ٹھیکا کھانے لگی غوغائے مردمان سے سارا طلسم پر ہو گیا کچھ لوگ پھر کر گھر جانے لگے کچھ اس طرف سے آنے
لگے کوئی ہمراہی کو اپنے پکارتا تھا اے میاں کس طرف ہو کوئی اپنے لڑکے کو ڈھونڈھ رہا تھا رنڈیوں کے ڈیرے دن پر
تماش بینوں کا جماؤ تھا داد عیش دیتے تھے جھیل میں کنول جلا کر چھوڑ دیے تھے تیر سے پھرتے تھے بھنگیڑوں کی دکانیں تھے
سامنے مہتابیں چھوٹتی تھیں کسی کا کچھ گر گیا تھا ڈھونڈھ رہا تھا کہیں جھگڑا قضیہ ہوا تھا لوگ دوڑتے جاتے تھے سرکاری
ملازم پھر رہے تھے طول تقریر تاکجا **سیارہ** عیار نے بھی اندر گنبد کے جا کر اس ساحر کے ساتھ جملہ کیفیت ملاحظہ کی اور
اُس سے کہا کہ اے برادر تمہارے سبب سے آرام بھی پایا اور سیر بھی خوب کی اب ہم رخصت ہوتے ہیں یہاں سے
ہمارے شہر کو کوئی نہ کوئی ضرور جائیگا ہم بھی اُس کے ساتھ چلے جائینگے اُس ساحر نے کہا واہ صاحب ایسی بیمروتی
تو نہ چاہیئے اور دو چار دن تشریف رکھیے اس میلے کے آنے والے کئی دن رہتے ہیں جلدی کیا ہے چلے جائیے گا
عیار نے اُسکا ناراض کرنا مناسب نہ سمجھا اُس کے ہمراہ مکان پر اُسکے آیا اور بعد فراغ اکل و شرب جب وہ گھر میں
جا کر سو رہا یہ وہاں سے اٹھ کر باہر آیا اور میلے کی طرف چلا جب آبادی شہر سے نکلکر قریب اُسی میدان کے کہ جہاں
میلہ تھا پہونچا ایک گوشہ میں بیٹھ کر موم پیچ روشن کیا اور آئینہ سامنے رکھ کر ایک عورت نہایت شکیلہ کی ایسی صورت
بنا طرۂ زلف مشکفام نے یہ طرہ کیا کہ زمان خوشبو جاری فرما کر چین و ختن سے خراج لیا روئے منور نے وہ نور پیدا کیا
کہ سکۂ مہر و ماہ کو کھوٹا کر دیا آئینہ کو حیران بنایا حلب سے باج لینا چاہا پیشانی نے یہ فوق پیدا کیا کہ شمع طور کو بجھا دیا
شعلۂ حسن مہ جبینان کی سرکشی کو مٹا دیا ابروئے خمدار نے وہ بانکپن ظاہر فرمایا کہ زاہدوں نے سر محراب اطاعت میں
اُسکی جھکایا تیرے گوشۂ کمان میں راستی کار کے یہ چلہ بیٹھا چاہا آنکھیں عین خود بینی سے آگاہ بینی الف ما میں
لفظ ماہ کان جوہری حسن کی دکان لب سرخ غیرت بخش لعل بدخشان دانتوں کی چمک دمک سے گوہر غلطان غلطان اور
لوٹ ہیرے کے دل پر چوٹ سیب ذقن کا رنگ دیکھکر سیب قمر داغی گردن کی خوبی دیکھ کر صراحی کا قلب خالی وہ دوش
لطافت سے ہم آغوش سینہ پر چھاتیاں دل عشاق کو بیتاب بناتیاں حباب بحر نور دو کٹھیاں کنول کے پھول پر زنبور
غرض ہمہ تن بصورت حور حسن کی کان جوہری دل عاشق کی جان

غزل

خمی کہ ابروئے شوخ تو در کمان انداخت
بقصد جان من زار و ناتوان انداخت | شراب خوردہ و خوی کردہ کے شدی بچمن | کہ آبروئے تو آتش در ارغوان انداخت
بیک کرشمہ کہ نرگس بخود فروشی کرد | فریب چشم تو صد فتنہ در جہان انداخت | ز شرم آنکہ بروئے تو نسبتش کردند

سمن بدست صبا خاک در دہان انداخت	بہ بزمگاہ چمن دوش مست بگذشتم	کہ از دہان توام غنچہ در گمان انداخت
بنفشہ طرۂ مفتول خود گرہ میزد	صبا حکایت زلف تو درمیان انداخت	جب اس شکل و شمائل سے سامان کامل

درست ہوچکا ساری زرد دوزی باندھ کر دوپٹہ شبنم کا اوڑھا آنکھوں میں سرمہ دیا لبوں کو مسی آلودہ کیا مانگ میں
سیندور بھرا دست و پا کو مہندی سے رنگین کیا مرصع کا زیور کانوں میں اور باقی موقع و مناسب سے طلائی و نقرئی پہنا
برنجی تھالی میں چومک آٹے کی جلا کر رکھی مٹھائی اور کچھ روپے رکھ کر تھالی اُٹھا کر چھم چھم کرتا چلا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیت
راہ چلتے ہو تو مردے ہیں تکلم کرتے ٭ زندہ اعجاز مسیحا کو ہو اب تم کرتے ٭ اسی طرح میلے میں پہونچکر جہاں مجمع نوجوانوں
کا دیکھتا انھیں میں سے ہوکر نکلتا اکیلی عورت رات کے وقت ایسی حسینہ یاروں نے جو اُسکو دیکھا لگاوٹیں کرتے
ہوئے ساتھ ہوئے کوئی کہتا واہ آنا خود رنہ جاہیے کسی نے کہا یہ مرادوں کی گٹھری کہاں دیکھیے کھلتی ہے ایک نے
آوازہ کسا کہ دیکھا چاہیے یہ نقدا لنقد مال یہ دولت کس کو ملتی ہے دوسرا پکارا ذرا ایک نگاہ ادھر بھی تیسرا بولا یہ دل حاضر ہے
اور جگر بھی کسی نے کہا ذرا پھر منھ پھیر کر ہنس دینا پھر ایک قریب آکر گویا ہوا ارے او ظالم نگاہ محبت سے ہاں دیکھ لینا
بعض جو معزز شریف کے لڑکے نئے بگڑے ہوئے تھے وہ معقول گفتگو سے پیش آئے کسی نے کہا اے دولت بیدار
کیا گنجینۂ شرم و حیا تو نہ لٹائے گی اور نقد دل ہمارا ہی سے جائیگی ایک بولا تیری بہت اچھی ہوگی ذرا ٹھہر جا میری
پیاری مجھ رسیا کو اپنا مزا چکھا کوئی دوہا پڑھنے لگا کوئی شعر عاشقانہ زبان پر لایا کہ بیت نہ جیا تیری چشم کا مارا ٭
نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا ٭ ایک نے بحسرت و یاس کہا کہ فرد نہ تھی توفیق اگر بوسے کی تو اتنا ہی کہہ دیتے ٭
جو آیا ہے تو خالی تو نہ پھر دشنام لیتا جا ٭ پھر دوسرے نے یہ شعر پڑھا کہ شعر صد شکر کہ مرنے کی خلش اُٹھ گئی دل سے ٭
جب سے ہوئے پیدا ہم اُسی دن سے مرے ہیں ٭ اُس نازنین نے جب یہ کلمات عاشقانہ سُنے ناز و غمزہ کے لشکر کو
اُن جوانوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا یعنی کبھی تیوریاں چڑھا کر آستین پیرہن رتی کو چین بچین کر دیا گاہے نگاہ قہر زا سے
خرمن دل پر برق بلا کو گرا دیا شہید خنجر نظر کیا کبھی ہنس کر نمک خندہ سے زخم جگر کو آزہ کیا لیکن سخنان شیریں سے بہانے
شکریں کو نہ آشنا کیا دہن بے نشاں کا پتہ نہ دیا اُن جوانوں کو جلو میں لیے یہ شہریار ملک حسن و جمال قریب گنبد
خداوند پہونچی وہ مجمع عشاق وہاں اس امید پر تھم گیا کہ جب یہ بُت رعنا پرستش خداوندی کر کے باہر آئے گی اُسوقت
اُسکو رام کریں گے غرض یہ تو رُکے اور وہ قریب در گنبد پہونچی رات چونکہ زیادہ آچکی تھی پجاریوں نے گنبد بند کر دیا
تھا پوجا ہو چکا تھا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ دوسرے دن پوجا کرنے کو ٹھہرے ہوئے تھے جب یہ عیار دروازہ کے
پاس آیا پجاریوں نے کہا پھر جا کہ یہ وقت خداوند کے آرام کرنیکا ہے اور عرش اعلیٰ پر جانے کا ہے اُسنے کہا میں
شب کو یہاں نہیں ٹھہر سکتی اسیوقت گھر جاؤنگی تم دروازہ کھول دو خداوند میری آواز سنکر عرش پر سے فرش پر آجائینگے مجھکو بلا کر آپ کیا فلک اعظم پر چلے جائیں گے پجاریوں نے کہا تمکو کیا خداوند نے بلایا ہے اُس نے
جواب دیا میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکایک آپ ہنستے ہوئے گئے اور کہا جلد ہمارے پاس آ کہ تجھ بغیر ہم بیچین ہیں یہ
سنکر میں حاضر ہوئی ہوں تم نہ جانے ■ گے تو میں شکایت تمھاری خداوند سے کرونگی پجاری یہ کلام سنکر ڈرے

اور ایک اُن مین سے اندر گنبد کے گیا سکندر گنبد کے ایک مقام عمدہ مین جواہر نگار پلنگ پر لیٹا ہوا تھا اور جاگتا
تھا سونے اور آرام کرنے کا اسکے یہ مقام تھا کہ پشت پر اُس تجخانے کے جہان تخت بچھا تھا واقع ہوا تھا اور دروازہ
تجخانے مین یہان آنے کے لیے لگا تھا اُس پجاری نے اُسی در کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا کہ یا خداوند آپ
جاگتے ہین خداوند نے اُسکو پاس بلایا اُسنے جملہ حال زن با حسن و جمال کے آنے کا عرض کیا خداوند نے اپنی کرامت
ظاہر کرنے کو فرمایا کہ وہ بندی قدرت کی بھیج فرمائی ہے ہان ہمین نے اُسکو یاد کیا ہے جا جلد اُسکو بھیجدے پجاری اُسی وقت
باہر آیا در گنبد وا کیا اور اُس نازنین سے کہا آ؛ تو بندی معبود خداوند ہے یہ عیارہ تھالی سنبھالتا اندر گنبد کے پہونچا
ہر ایک چھوٹے بڑے بتون کو دیکھتا ڈنڈوت کرتا یہان تک کہ پشت تجخانے کے در پر آیا پجاری اسکو اندر اُس
گنبد کے پہونچاکر آپ پھر گیا اور یہ جو دروازہ سے نکلا ایک دالان مین فرش بچھا تھا شمع ہاے مومی و کافوری روشن
تھین خداوند پلنگ پر لیٹے تھے سامان عیش و راحت مہیا تھا یہ صورت دیکھ کر اس عیارہ نے گرد پلنگ کے آکر پھرنا شروع
کیا اور دوپٹہ رُخ سے ہٹا کر روے منور اپنا خداوند کو دکھایا ایسی صورت یہ بنا تھا کہ اُس گبر نے ہر چند کہ ہزار دن
پری پیکرون کو دیکھا تھا لیکن ایسا حسن دلفریب اُسکی نظر سے نہ گذرا تھا شکل دیکھتے ہی بیتاب و بیقرار ہو گیا اور پلنگ
سے اُٹھ کر ہاتھ اُسکا پکڑ لیا کھینچ کر پاس بٹھایا اُسنے ایسی نشیلی نگاہ سے چہرہ خداوند کا دیکھا اور اس ادا سے شرما کر جھکایا
کہ خدائی کو خداوند کی خاک مین ملایا میخانہ چشم سے وہ ساغر بیخودی پلایا کہ اُس پیر فرتوت کو نوجوانی کا مزا دل مین
سمایا پاس بٹھلاتے ہی لپٹنے لگا خرمستی کرنے لگا اُس صنم نے اپنے خم ابرو کی محراب کا ساجد بنا لیا اُسکے لپٹنے سے اُسنے
سسکی بھر کر کہا یا خداوند مجکو اور بات یاد کر کے ڈر معلوم ہوتا ہے میرا ابھی سن کیا ہے خداوند نے کہا اے مایہ ناز
بیت مجھے بن یاد تیرے دم گذرتا ہو تو کافر ہون ٭ سحر سے شام تک مین وردِ تیرا نام کرتا ہون ٭ اس شعلہ رو
نے ہنس کے اُلٹے ہاتھ سے ایک طمانچہ منھ پر خداوند کے مارا اور کہا **بیت** عبث تو سر کی مرے ہر گھڑی قسم مت کھا
قسم خدا کی ترے دل مین اب وہ پیار نہین ٭ خداوند نے اس بات کو سُنکر منھ بڑھایا اور بوسہ لب شیرین لینا
چاہا اُس غنچہ دہن نے منھ ہاتھ سے سرکا دیا اور رہ سر دھر کر کہا ہر چند اس وقت خداوند کی منظور نظر ہون مگر میری قسمت
ایسی ہے کہ آپ ابھی کچھ دیر مین خوار و بے اعتبار کر کے نکال دیجئے خداوند کو اسکا رنج کب گوارا تھا گویا ہوا کہ اے
باعث خدائی و زندگی سُن گو مین تمام عالم کا خدا ہون لیکن تجھ ایسے بت کا بندہ ہون کہ **شعر** فداے پیرہن ماہرویان
باد ٭ ہزار جامہ تقوی و خرقہ پرہیز ٭ یہ کہہ کر اُس ماہرو سے لپٹ گیا وہ بسان حوصلہ دماند شعلہ جوالہ خاطر آغوش
سے تڑپ کر نکلی اب ہنگامہ اختلاط جانبین سے گرم ہوا کبھی معشوقہ سے عاشق ہم بغل خیال ہجر سے دل مین خلل گاہ
وہ نازک بدن باہین گردن مین حمائل کرتی کبھی خنجر ابرو سے غصہ جتا کر گھائل کرتی کبھی عاشق منت کرتا پانون پر سر دھرتا
معشوقہ کبھی نیچی آنکھین کر کے شرماتی پر تگی چشم فتان گردش دوران کا رنگ دکھاتی عاشق زانو سے زانو مسل پستان
پر ہاتھ بڑھاتا یہ سسکی بھر کر رہ جاتی اسی اختلاط مین جملہ کیفیت خدائی کرنے کی اس معشوقہ پُر فریب نے اُس دغا باز
سے دریافت کی اور انگیا سے عطر بیہوشی کی شیشی نکالی اور کھول کر اپنے جسم مین عطر ملنے لگی خداوند نے کہا ہمین

نہین اُسنے انگوٹھا دکھا دیا وہ بیتابانہ لپٹ گیا اُسنے بھی گلے میں بانہیں ڈالدین اُسنے خوب سینہ و رُخ و شکم پر سخوا اپنا رگڑا خوشبوئے عطر نے دماغ مین اثر کیا سر و پا کی کچھ خبر نہ رہی بیہوش ہو گیا عیار طرار نے بجا لاکی اُٹھکر دُنش مکان مین تلاش کرکے ایک صندوق بہم پہونچایا اور اُس کے کپڑے اُتار کر اپنے رنگ روغن لگا کر اُسی کی ایسی صورت بنا اور اُسکو صندوق مین لٹا کر بیہوشی کی ناک پر باندھکر صندوق کو مقفل کر دیا اور ایک کوٹھری مین اُٹھا کر رکھا کوٹھری مین بھی قفل لگا دیا جب اس امر عظیم سے فرصت پائی پلنگ پر خداوند کے لپٹ رہا اور آرام تمام سو گیا جب عیار دہر نے صندوق مغرب وا کرکے خداوند سیارگان کو نکالا اور حجرۂ عدم مین کوکب ظلمت شب کو بند کیا **نظم**

سپہر نیلگون نے ڈھنگ بدلا	گردش عیار کی پھر رنگ بدلا
در آیا مہ میان برج عقرب	اُٹھا پھر رُخ سے شب کے پردۂ شب

وقت سحر خداوند لقا بیدار ہوئے پجاریوں نے آکر ڈنڈوت کی اور گنبد مین لاکر تخت پر بٹھایا خداوند نے ارشاد فرمایا کہ شب کو ماہ دولت نے ایک حور اپنے پاس سلانے کو بلائی تھی اب اُسکو جنت مین بھیجدیا ہے بس اپنا بھی دل اُسکے پاس جانے کو چاہتا ہے پجاریوں نے عرض کیا رات کو پھر اُسکو بلوا لیجیے آگا آپکے جانے سے سب بندے محروم رہجائینگے دیدار آپکا نہ پائینگے خداوند نے کہا اچھا بادشاہ طلسم کو حاضر کرو آج ہم اُسکے مقاصد پورے کرینگے یہ حکم سُنکر ملازمان دیر دوڑے گوہر شاہ کو خبر دی کہ جلد چلئے زہے نصیب آپ کہ خداوند نے آپکو طلب کیا بادشاہ مع ارکان دولت کے کشتیان زر و گوہر کی ہمراہ لیکر جانب گنبد چلا اُدھر پجاریوں نے گھنٹے ناقوس ڈنکے بجائے ہر ایک خبردار ہوا کہ خداوند نعمت تخت خدائی پر آئے جوق جوق زن و مرد سامنے گنبد کے آنے لگے دروازہ گنبد کا کھلا درشن سب کو نصیب ہوا اُدھر وہ ساحر جسکے گھر مین سیارہ مہمان رہا تھا صبح کو مقام عیار مذکور پر آیا اُسکو نہ پایا سمجھا وہ کل ہی سے جانے کو کہتے تھے شاید رات کو چلے گئے اچھل لباس تبدیل کرکے خداوند کا دیدار دیکھنے تنہا روانہ ہوا اور جب نقارۂ دیر پجا وہ بھی سامنے آکر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا سیارہ نے اُسکو پہچانا اور اُن ساحروں کے کیش مذہب پر خندۂ دندان نما کیا اس اثنا مین بادشاہ طلسم سامنے حاضر ہوا اُسکو اندر گنبد کے طلب فرمایا اُسنے آکر تخت خداوندی کا طواف کیا پایۂ سریر کو بوسہ دیا نذر چڑھائی پھر ہاتھ باندھکر استادہ ہوا خداوند نے فرمایا کہ اپنا مطلب دلی بیان کر و دریائے رحمت میرا اسوقت جوش زن ہے سب تمنائین تیری پوری کرونگا بادشاہ نے یہ سُنکر برائے صحت دختر دعا کی خداوند نے فرمایا کہ ہمنے اُسکو شفائے کامل عطا فرمائی بادشاہ نے اس عنایت کو دیکھکر سجدہ کیا اور بار دیگر شہزادہ قاسم کے قتل کرنے کو یاد دلایا خداوند نے فرمایا کہ اس گنہگار کو یہان حاضر کر ہم اپنے سامنے اُسکو ذبح کرائینگے پھر وحکم کارپردازان سلطنت دوڑے شہزادۂ مذکور کو قید خانہ سے نکلوایا تخت سحر پر ڈالکر ہزار دو ساحر حصار کیے افسون پڑھتے ہوئے سامنے خداوند کے لائے خداوند کی جب نگاہ شہزادۂ ذیجاہ پر پڑی حال زار اُسکا دیکھکر آنسو بھر آئے دل مضطر نے بیتابی کی یہ عالم نظر آیا کہ بال سر کے بڑھ گئے ہین آنکھون مین حلقے پڑگئے ہین صورت سے پریشانی کا اظہار دل ہین یاد گیسوئے یار ہے پیرہن بھی میلا کچیلا ماہتاباں

سپہر صاحبقرانی سحاب بعصیت مین پوشیدہ ہے یہ درد وہ ہمدم نازنعمت یہان قید کی آفت دل مین معشوق کا
رنج فرقت مہر خوشی بروہان فرحت و عشرت گریزان دل شکستگی عیان بہ صورت نمایان ابیات

بجی خاک تن پر برنگ زمین
گرجون خشک ہو نرگس بوستان
بدن خشک و زرد اسطرح تھا وہ گل
سو وہ ہو گئے بڑھ کے بدحال

گرا آنسو جیسے نکلے ہے پتلہ کہین
وہ تن سرخ جو تھا سو پیلا ہوا
خزان دیدہ ہو جیسے برگ گل

تر آنکھون مین رونق نہ تن مین توان
وہ جوڑا جو تھا سبز نیلا ہوا
وہ ناخن جو تھے اُسکے رنگت ملال

خداوند نے دل مین تو ملال کیا بظاہر غصہ سے منھ لال کیا اور بادشاہ سے
کہا کہ اس مجرم کو پجاریون نے ہمراہ جاکر پشت پر اس گنبد کے جو مکان کہ ما بدولت کی آرامگاہ ہے وہان اسیر
کرو آج رات کو مین اپنا غضب اسپر نازل کرونگا تاکہ ہنگام قتل خدا لئے تا دیدہ جو اسکا خدا ہے مدد اسکی نہ کریگا
اور یہ بآسانی قتل ہو جائیگا آج اگر قتل کیا جائیگا تو ہلاک نہ ہوگا اور کوئی ایسا سبب پیدا ہو جائیگا کہ یہ چھوٹ کر
آفت ڈھائیگا بادشاہ نے یہ فرمان خداوند سنکر کہا سچ ہے بیشک یہ مسلمان ایسے ہی سخت جان ہوتے ہین کہ مرنا
نہین جانتے ہین یہ کہہ کر ساحرون سے شہزادہ کو تخت پر سے اُتروایا اور بیہوش بزور سحر کرکے کاندھے پر ایک
ساحر کے لدوا کر پجاری کے ہمراہ مقام خوابگاہ خداوندی پر بادشاہ خود آیا اور ایک ایوان مین شہزادہ کو ہوشیار
کرکے بٹھا دیا زنجیر مین جکڑ رکھا سحر کی قید کو دور کر دیا بخدمت خداوند مین آکر دست بستہ استادہ ہوا خداوند
نے فرمایا کہ آج کی شب اور اتنا دن تیاری قتل مین اس مسلمان کے بسر کر سامان مہیا کرو وہ یہ کہ کئی ہزار نقارے
اور قرنائین شہنائیان ڈہل اور بوق و نفیر لیکر گرد گنبد کے ہزارون ساحر ٹھہرین اور ہزارون منقلین آتش کی
سلگائی جائین اُن مین عود و ارگل وغیرہ جلے اور جب صبح کو مین اس مجرم کو ہرفرج لٹاؤن ساحر ہزارون بجلیان
سحر کی چمکائین اور آندھیان چلائین یہ اسلیے کہ جب ہنگام ذبح وہ چیخیگا جو کوئی اُس کی آواز جس زمین
سُن لیگا فوراً ہلاک ہوگا اس ہنگامے مین اُس کی صدا کسی کے کان مین نہ جائیگی اور اسیر بھی بنا بر
احتیاط ہر ایک شخص حاضر وقت کو لازم ہے کہ کان مین روئی بھرے نیز یہ سامان تو قتل کے لیے کیا جائے اور جشن شاہی
ہو جائے کہ کوئی شخص میلے سے جائے نہین اس مسلمان کا غارت ہونا دیکھ دیکھے اور جو تماشا کہ میلے مین نہین
آئے ہین اُنکے لیے تمام طلسم مین ڈھنڈھورا پٹ جائے کہ وہ بھی آکر تماشا دیکھین اور تو اسباب سامری کے پوجا کا
مہیا کرکے سوا اِسکے جا کر کہ اکرام اُنھون نے یہ عنایت تیرے حال پر فرمائی یعنی ایسا مرتبہ تجھکو دیا کہ تو نے اتنے بڑے
مجرم کو قتل کرایا ایسا ثواب کمایا بعد شکر ادا کرنے سامری کے جشن کرنا اور شب بھر جلسہ عشرت جاکر دامیش و کلوانی
دنیا صبح کو ہم اُس مسلمان کے خون سے ایک ایک ٹیکا سب کے ماتھے پر دینگے کیونکہ اُسکا خون جہان گرتا ہے وہ جگہ زرد
ہو جاتی ہے پس دفع نحوست خونریزی ٹیکا دینے سے ہو جائیگی تیری اُمید بر آئے گی اور سب کے کاج سدہین
ہونگے عمر و دولت بڑھ جائیگی سامری کا نام لے تجھپر ہماری دیا ہے جا اپنے کام لگ تیرا بھلا ہو بادشاہ نصیحت
سنکر بادل شاد گنبد سے باہر آیا کارگزارون کو حکم خداوند سنایا اُسیوقت نقارخانے گرد اگرد درست ہو گئے

منقلہائے آتشین ہر سمت بیشمار رکھدی گئین خون بلال وگوگل ڈھیر ہوگیا ساحران نامی افسون خوانان گرامی ہزارہا آمادۂ سحر خوانی ہوے ہوم خانے بنگئے یہ عالم ہوا کہ

ابیات

بجے ہر سو طرب کے شادیانے
ہزارون من جنگا یا عود و عنبر
اُسی صورت پہ بٹوایا ڈھنڈھورا
تماشا جو کبھی دیکھا نہ ہوگا
نہ آیا گھر سے جو ہو وہ بھی آئے

انگیٹھی سیکڑون گرد اُسکے رکھین
رکھین سب خوشبوئین ہر سمت لاکر
کہ اک میدان بڑی ہو جسمین وسعت
نظر آئے گا وہ ہر اک کو اُس جا

ہزارون ہی بجے نقارخانے
جو گنبد تھا خدائی کا بہ تزئین
خداوند جہان نے جو کہا تھا
وہان ہو جمع آکر ساری خلقت
کوئی میلے سے ہرگز گھر نہ جائے

صدائے دہل زن سنکر میلے مین اور تمام طلسم مین غوغا مچ گیا نادان قبل شہزادہ سنکر خندان ہوے دانشمند مہری فلک یاد کرکے پریشان ہوے کسی طرف قہقہے بلند تھے کسی جگہ اہل دل دردمند تھے زبان پر یہ مذکور تھا کہ اس دور زمانہ کا یہ ہمیشہ سے دستور رہا ہے کہ اولوالعزمون کو خاک مین ملایا نامورون کو مٹایا کیا

خمسہ

ایک دن ہونا ہے سب ادنیٰ و اعلیٰ کو فنا
سلطنت دنیا مین کی تو کیا فقیری کی تو کیا

یہ مسافر خانہ ہے اے غافلو عبرت کی جا
روز آتی ہے لب گور غریبان سے صدا

شادی و غم ہے پئے شاہ و گدا دو چار دن

غرض جوق جوق ساحر ہر سمت سے میدان وسیع مین جمع ہونے لگے اور فرط عشرت سے قہقہہ لگاتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ ہمارے ہی دل پر داغ پر یہ بہار ہے فلک کجرفتار بر سر آزار ہے یہ نقارہ کوس رحیل ہمارے ہی ہین یہ سب دوست خوار و ذلیل ہمارے ہی ہین یہ گھر ہمارا ہی برباد ہوتا ہے دل ہماری ہی جان کو روتا ہے **مولف** گرنگی جسپہ یہ بجلی وہ خرمن تو ہمارا ہے ✤ جسے ہم دوست سمجھے ہین وہ دشمن تو ہمارا ہے ✤ حاصل مرام یہ سب بدانجام تو مجتمع ہوکر مشتاق تماشائے قتل شہزادہ نیکنام ہوے لیکن یہ خبر وحشت اثر اس کشتۂ ابروے دلبر ملکہ **نفشہ** نگہت سیر کو بھی پہونچی کہ شہزادہ والاگہر کل تہ خنجر ہوگا اس خبر کو اُسکی مادر خستہ جگر نے بہت چھپایا کہ ایسا نہ ہو کہ میری دختر فرط محبت و حق الفت سے اس سراپا مصیبت کے قتل سے ماہر ہوکر اپنے تئین جوہر کرے لیکن اس خبر کا چھپنا بہت دشوار تھا قاعدۂ مستمرہ ہے کہ جدھر مالک کی طبیعت کا میلان دیکھتے ہین ملازم اس سبب کو بڑے تپاک سے لیتے ہین کنیزون مین جدا انیسون مین علٰحدہ چرچا ہو رہا تھا ملکہ مضطر نے چپکے سے ایک کو بلاکر پوچھا کہ یہ کیا تم باہم باتین کرتی ہو اور روتی ہو اُسنے بلائین لیکر کہا بی بی کیا کہون ڈیوڑھی پر کا ہرکارہ کہتا تھا کہ کل شہزادے کے دکھن کہنے والی بندی کو وہ مو اخدا اللہ لوبک قتل کرائیگا یہ سُننا تھا کہ ملکہ پہلے تو بیہوش ہوگئی پھر جو غش سے فرصت ملی گریبان صبر چاک کیا بیتابی دل سے چلا چلا کر رونے لگی مان نے بھی بگنگی چشم پوشی کی اُس ایوان سے دوسرے قصر مین چلی گئی اور مخفی ملازمون کو مقرر کرگئی کہ یہ کہین جانے نہ پائے یہان تنہائی جو ہوئی ملکہ شوریدہ سر نے حال اپنا تباہ کیا فرش پر جا بیٹھی اور خاک اُڑانے لگی اپنی بربادی دکھانے لگی وہ آہ جانکاہ کی کہ فلک کو اپنی چھاتی چھپانی پڑی

وہ رخ پرنور جو خاک مین بھرا تھا چاند پر خاک ڈالنے کا غم سے ارادہ کیا تھا جبلائی تھی یہ زبان پر لاتی تھی مخمسہ

کیونکہ خونناب سے چشم اسکی نہ پرنم ہووے / نوحہ گر کیون نہ وہ ماتم زدہ ہر دم ہووے
محفل عیش مین کیا خاک وہ خرم ہووے / جسکو اے جان جدائی کا تری غم ہووے
خانۂ عیش اُسے خانۂ ماتم ہووے

سب طبیبون نے جواب اسکو دیا ہے اب تو / بستر غم پہ وہ مردہ سا پڑا ہے اب تو
حال کیا پوچھتے ہو حال برا ہے اب تو / تیرے بیمار کا یہ حال ہوا ہے اب تو
دوست و یار دیکھتے ہین لوگ کہین دم ہووے

اُسکے بن دیکھے ہوئی ہے مری حالت جیسی / کسی دشمن کے بھی دشمن کی نہ ہووے ایسی
چپکے بیٹھے ہو یہ ہے دوستی مجھ سے کیسی / ہمدم ہو کوئی تو تدبیر بتاؤ ایسی
دیکھنا اُسکا میسر جو کوئی دم ہووے

[illegible] مری دیکھے تو بجلی بھی ڈرے / سنکے فریاد جگر رعد بھی بھاگے ہے پرے
اور اس دیدۂ گریان مین وہ آنسو مین بھرے / اپنے رونے کو ابھی ابر فراموش کرے
دوبدو اُس سے جو یہ دیدۂ پرنم ہووے

بستر غم سے بھلا اٹھکے مین کیونکر جاؤن / محنت و رنج و الم تیرے سوا کس سے کہون
اس مرض سے تو مرا حال ہوا ہے یہ زبون / جرأت اب اتنی بھی ہان مین تو نہ سکتا ہون
ایسی کر فکر کہ یہ درد تو کچھ کم ہووے

اسی گریہ و زاری مین وہ زمانہ آیا کہ آفتاب بھی غار مغرب مین جا کر حجلہ نشین ماتم ہوا اور دیدۂ ثوابت پر اشک شبنم سے نم ہوا کہ بموجب

نظم

حرارت دھوپ کی ہونے لگی سرد / کہ عمر روز گھٹتے گھٹتے یکبار
بشکل آہ مظلومان پر درد / ہوئی ساکت بشکل نبض بیمار
سیاہی شب ہجر اس پری پیکر

پر ہوا بیہوش ہوگئی کنیزین گود مین اٹھا کر دالان مین لائین پلنگ پر مردے کی طرح ڈال دیا تلوے سہلانے لگین بعض رونے لگین اور کلمات افسوس زبان پر لائین ایک نے کہا ہاے اُس ناشاد کی تقدیر جو اسیر مائل ہوا تیغ اجل سے گھائل ہوا نامراد تہ خاک گیا دوسری نے کہا بھلا اور تو اتنا ہی داغ دیتے تھے کہ مرکز معشوقہ کو فراغ دیتے تھے اس شہزادہ کے ساتھ تو ملکہ بیکس نے کیا کیا پاپڑ نہین بیلے تیسری نے کہا سچ تو ہے چھنال اتنے سے سن مین یہ مشہور ہوئی ہین تھوکتواب سے دور [illegible] زبان اس ننھی سی جان نے پہنین خون خرابے ہوتے ہزارون کی جان جاتی تھی انھون نے دیکھی واے مقدر کہ وہ پھر ہاتھ نہ آیا فلک نے یون دونون کو ترسایا ایک شب چین سے نہ گذری کوئی حسرت بھی نہ نکلی ایک بولی کہ اب اس پر ارمان کا بچنا مشکل ہے دو دن کی جیتی ہے صبح کی شام عدم کی منزل ہے دوسری گویا ہوئی ہاے یہ چاند خاک مین مل جائیگا اے دیگو سکندر پھر تو آئینہ پاے گا جوان

دونون کی جان لے گا ایک اور گویا ہوئی کہ اے بی ایسے تماشے میری آنکھون نے بہت دیکھے ہین گھر سیکڑون بگڑ جاتے دیکھے ہین اس محبت پر خدا کی مار اسنے ہزارون باغ پھلے پھولے برباد کیے کیا کیا نہ داغ دیے کون کون سے خانمان نہ اُجڑے کس کس کے گھر نہ بے چراغ کیے کوئی دشت مصیبت مین آوارہ ہوا کوئی شہر بشہر ارا ارا پھرا فلک بھی اخترون سے سینہ پر داغ رکھتا ہے غنچون سے داغ ہر باغ رکھتا ہے

نظم

گہ سلسلہ ہر پائے مجنون | زخمون کے لیے کبھی نمکدان | لیلےٰ کی کبھی یہ زلف شبگون
چھالا ہے کبھی تو یہ کبھی خار | منصور کبھی ہے یہ کبھی دار | سینے مین کبھی یہ نوک پیکان
گہ سوزش جان بیقراران | | گہ بارش اشک اشکباران

یہ تو اس اندوہ و غم مین مصروف نالہ و شیون ہین ملکہ کی جان پر ہزارون طرح کے رنج و محن ہین جب آنکھ غش سے کھل جاتی ہے کیا بیان ہو جو گذر جاتی ہے رو پیٹ کر پھر بیہوش ہوتی عالم رؤیا مین بھی زاری ادھر تو یہ حال ہے اس طرف خداوند لقلی یعنی سیارہ بعد پند و وعظ قریب شام تخت خدائی سے اُتر کر اپنے مقام آرام مین آیا یہان سریر صندلین ارض پر شہزادہ یاقوت فر جلوہ فرما تھا شور زنجیر جادش بارگاہ تھا صداے دور باش سے رہا تھا عیار نے جاتے ہی دروازے اس مکان کے بند کر دیے اور قدم اقدس پر اُس شہریار اقلیم شجاعت کے گرا شہزادہ حیران تھا کہ یہ مسجود خلقت طلسم میرے پاؤن پر سر جھکاتا ہے اس اثنا مین عیار مذکور نے عرض کیا کہ آپ متحیر نہ ہون مین آپکا خادم دیرینہ سیارہ ہون شہزادے نے یہ سنکر قید توڑنا چاہا عیار نے منع کیا کہ اس زنجیر کو برباد خراب نہ فرمایئے یہ کہکر سوئین سے ہتھکڑی بیڑی دور کر دین اور حجرہ وا کر کے صندوق سے سکندر کو نکالا پھر رنگ روغن عیاری لگا کر شہزادہ قاسم کی ایسی صورت اُسکو بنایا اور شہزادہ مذکور کو اُسکی صورت پر درست کر کے لباس شہزادہ کا اُسکو اور اسکا لباس جو آپ پہنے تھا وہ شہزادہ مذکور کو پہنایا اور جملہ راز خدائی کا شہزادہ سے عرض کر کے بتا دیا کہ صبح کو اس طرح اس گبر کے قتل کرنے کا مین نے سامان کیا ہے آپ وقت سحر سامنے گنبد کے اسکو لٹا کر ذبح کیجیے گا جب اس کے سر غل مچائین گے لوگ نقارے بجائین گے ساحر بجلیان چمکائین گے علامت اسکے مرنے کی کسی بنظاہر نہوگی آپ چند مدت خدائی کیجیے اور پھر راز طلسم سے آگاہ ہو کر طلسم کشائی کیجیے شہزادہ نے کہا جو کچھ تمنے کہا مین نے قبول کیا لیکن سجدہ مین اپنے تئین نہ کراؤنگا مسجود خلائق نہ بناؤنگا عیار نے عرض کیا کہ اس مصلحت سے آپ تو یہ سجدہ کرائیے تاکہ ابد تک رسم بت پرستی کو مٹائین گے خداے یگانہ کا آیندہ کو ساجد ہر ایک کو بنائین گے حق تعالی آپ کی نیت دلسے آگاہ ہے معاف فرمائے گا مواخذہ نہ کرے گا یہ کلمات سنکر شہزادہ نے فرمایا اچھا یہ بھی ہمنے مانا مگر میرے قتل کا ڈھنڈورا جو تمنے پٹوا دیا ہے اگر ملکہ بنفشہ نے اس حال کو سنا ہوگا تو اپنا کام تمام کیا ہوگا اُسکی کیا تدبیر ہے عیار نے عرض کیا آپ یہان کھانا نوش فرما کر آرام کرین مین ملکہ کی خبر کو جاتا ہون اوسکو بھی اس حال سے مطلع کیے دیتا ہون صبح کو بادشاہ سے حکم دیجیے گا کہ اپنی دختر کو بلا ہم علاج اُسکا کر دین جب وہ بلائے کیجیے گا چند ساعت اسی گنبد مین ملکہ رہے تو اچھی ہو جاے گی شہزادہ یہ باتین سنکر خوشنود ہوا اور عیارہ نے کلیجہ و کباب کسوت سے نکال کر شہزادہ کو کھانا کھلایا گلابیان شراب کی نکالین اور جام سامنے رکھکر کہا مین جاتا ہون آپ کسی کماری کو بلا کر پاؤن دبوائیے اور آرام فرمایئے یہ کہکر

سکندر کو بھی طوق و زنجیر شہزادہ کا اُترا ہوا پہنا کر ہوشیار کر دیا اُسکی جو آنکھ کھُلی خیالی کا یا پلٹ ہو گئی تھی ہر چند تڑپا پھڑکا مگر مُنہ
سوزن زبان سے بند دست و پابستۂ زنجیر کیا کر سکتا تھا ناچار چپ ہو رہا لیکن دل سے کہتا تھا کہ وائے ناکامی ساری
خدائی فائق خلق یہ ماجرا ہی کیا ہے غرض بعد درستی جملہ امور عیار نے کو رکمند بار کر دیا اس مکان کی پھاند کر جانب ایوان شاہی روانہ ہوا
ہو رو برو اُسنے در شبستان کے اگر ایک سپاہی کی ایسی صورت بنکر کھڑا ہوا کچھ عرصہ میں ایک کہاری کسی کام کو اندر سے نکلی اسنے اسکو سلام
کیا اور کہا میں بڑی دیر سے منتظر آپکا استادہ تھا اُسنے کہا تو کون ہے کہا میں بادشاہ کے پاس سے آیا ہوں انھوں نے میلے سے یہ کنٹر عطر کا
خرید کر کے بیگم صاحب کو بھیجا ہے کہاری نے کہا لاؤ وہ کہاں ہے اسنے ایک کنٹر عطر بیہوشی آمیز کا کمر سے نکال کر چاندی کی کشتی میں رکھ کر
تورہ پوش ڈالکر اسکو دیا جب وہ لے جانے لگی اسنے کہا بی بی ہری او یہ شیشی تم بھی لو اس میں سے ذرا لینا مجھ پر بد نامی آئیگی
اُس نے کہا دو بی بی میں کیسا چور ہوں اسنے کہا نہیں کیا ہوا تو یہ شیشی لو یہ کہکر ایک شیشی اسکو بھی دی اُسنے
لے کر سونگھی کہ دیکھوں یہ عطر کیسا ہے سونگھنا تھا کہ بیہوش ہوئی اُس نے وہ کنٹر اور کشتی وغیرہ
لیکر کسوت میں رکھی اور بڑی چادر سے ستر پوشی اُسکی کر کے کپڑے اُسکے لیے اور اُسی کی ایسی صورت
بن کر داخل شبستان ہوا ہر سمت محل والیوں کا ہجوم دیکھا قصر و ایوان کی زینت درخشان نے آئینہ وار حیران
بنایا ششدر ہو کر بے اختیار زبان پر لایا کہ بیت باغ رضوان میں کہاں ایسی ہو عجب بہار یہاں پری کے معشوقوں
پہ سو جان سے حوریں ہیں نثار :: ہر سمت شاہدان جلنا زیبا ہنجے کلائیوں پر ڈالے دوپٹے کاندھوں پر ڈھلکائے
ہوئے ہزاروں انداز و ناز سے پھرتے تھے خرام محشر بپا کرتے رات کا وقت شمع و چراغان روشن صحن میں جوکا لگا
پلنگوں پر جو بن کوئی نیند میں غافل کوئی اکل و شرب میں کوئی لہو و لعب کا شاغل کہیں چوسر کہیں گنجفہ کہیں
ستار بجتا ڈھولک کا ٹھیکا کہیں کہانی ہو رہی کہیں شعر خوانی ہو رہی کہیں پڑے پڑے ہوئے جاگنے والے
در پردہ مزے اُڑاتے شام ہی سے بہکے ہوئے کہیں درد آہ کی صدا کسی جا قہقہے اُڑتے پھبتیاں کہنے
کی آواز برپا قلماقنیان داغستانیان کاندھے پر رکھے پہرے پر حسین باردارنیاں اردون کے قریب جاگ
رہیں مسہریاں پھولوں سے آراستہ پلنگوں پر اوقچون کا چاندنی میں ترشنا لڑکیاں محل کے نوکروں کی گڑیا کا
بیاہ رچائے ہوئے صحن میں کڑھائی چڑھائی ہوئی کچھ عورتوں کا وہاں مجمع بعض کم سنیں چلبلی چہلیاں کھیلتیں
خجرہ و بان نازنینان زیبا کسی عالم ولڈیاں لڑ رہیں جیب تراب آپس میں انگشتیں یار دھگڑے پنے جاتے کسی طرف سے
آواز آتی اری ہرمزی وہ جواب دیتی جی باجی جان آئی حاضر ہوئی کوئی اپنی کنیز کو پکارتی اری نرگس تو کدھر
مرگئی کہیں آواز آتی کہ جلد آ حضور رحجو کی پر گئی ہیں کہیں سے صدا آتی اگر ذرا ڈیوڑھی پر دیکھو اصغلانی کے گھر سے
مرزا آئے۔ غرض یہ عیار بھی اٹھلاتا آپ ہی آپ کچھ کہتا کسی کو دھکا دیتا چلتا تھا وہ کہتی تھی کیوں بھری
آج کیا تم نے بھنگ پی ہے جو دھکے دیتی چلتی ہو یہ کہتا تمھیں ہو کہ ہر وقت بوتلیں چڑھاتی ہو اور ایک ایک
کو گالیاں سناتی ہو لو صاحب میں نے ہزار دفعہ کہا ہے تم میرے منھ نہ لگا کرو بھلا میں دھکے دیتی ہوں
یا تم ہر ایک پر گری پڑتی ہو یہ کہکر چلتی ہوئی اننگا پھرکاتی آگے بڑھ گئی اور کہا صاحبو آج چلو بی ضو کی

کوئی خبر نہین لیتا یہ جو اس نے کہا ایک مسن عورت نے اُسکو بلا کہ مہری ذرا اِدھر آؤ اُسنے دیکھا کہ جو کا تخت کا بچھا ہے
اسپر ایک عورت بکمال زیب و زینت تکیہ لگائے بیٹھی ہے یہ سمجھا کہ اس عورت کو عہدہ کوئی ہے یہ سمجھ کر اسنے قریب
جا کر تسلیم کی اسنے کہا بی مہری بیٹھو یہ سلام کر کے تخت کے کونے پر بیٹھا اس عورت نے اُسکے نزدیک آکر کہا بی مہری
چھوٹی حضور نے جب سے اس شہزادہ کا قتل ہونا سُنا ہے اپنا حال تباہ کیا ہے بھاڑ مین جائے ایسی عاشقی جس سے
اپنی لعل سی جان جائے آپ کے جنجال گیا ہے جنجال مین تو آگ لگانی ایسی محبت کو اب چھوٹی حویلی مین مُردہ سی
پڑی ہین نہ کھاتی ہین نہ کچھ بات کرتی ہین تم دیکھ لینا یہ لڑکی اپنی جان دیگی۔ مہری نے کہا آپ سچ کہتی ہین
لیکن قصور معاف کبھی حضور نے بھی یہ کھیل کھیلا تھا اُسنے کہا دو دنی لونچ پچھا مین ہو مین مجکو یہ مرض کبھی نہین ہوا
کہاری مسکرا اُٹھی کہ بی بیٹھو ایسا کوئی چھپتا چھپتی نہین وہ کون ایسی شخص ہے کہ جسمین لگ ہی نہین اچھا
جب آپ اس مزہ سے آگاہ ہی نہین تو مین آپ سے کیا بیان کرون یہ کہہ کر وہان سے ہنستی ہوئی چلی پتہ تو
معلوم ہو چکا تھا چھوٹی حویلی مین آئی یہان ملکہ پلنگ پر مُردہ کی طرح پڑی تھین کنیزین رو رہی تھین کہ اسنے
آتے ہی کہا مین اپنی شہزادی کے صدقے قربان نثار کیا جی ہے میری حضور کا یہ کہکر پلنگ پاس آکر
پاؤن دابنے لگا ملکہ نے آنکھ کھول دی اور آہ کی اسنے بلائین لینے کے بہانے سے جھک کر چپکے سے کہا مین شہزادے
کی خبر لیکر آئی ہون تنہائی پاؤن تو کچھ عرض کرون ملکہ یہ کلمہ سُن کر جلد اُٹھ بیٹھی اور گویا ہوئی کہ ارے لوگو
یہ ہجوم کیا کر رکھا ہے کانون سے اور بھی دل اُڑا جاتا ہے جاؤ سب اپنے اپنے مقام پر مجکو کیون
گھیرا ہے کنیزین یہ سُن کر حرج گئین کہ یہ کہاری کچھ پیام لائی ہو پس تخلیہ اُس مقام پر کر دیا اُسوقت کہاری نے
کہا اے ملکہ شہزادہ عالم کا مین عیار ہون نام میر استیارہ ہے تمھین اطلاع دینے آیا ہون کہ شہزادہ کو مین نے
چھڑا لیا ہے اور خداوند سکندر کو پکڑ لیا ہے کل خداوند ذبح کیا جائیگا اور شہزادہ تمثیل سکندر ہے وہ تمکو
بادشاہ سے منگوا لینگا پھر آگے جیسا ہوگا تمہارے سامنے ظہور مین آئیگا اطمینان کامل رکھو اور چین سے
آرام کرو غم والم جانے دو ملکہ یہ سُن کر فرط عشرت سے دلشاد و بند غم سے آزاد ہوئی چہرہ پر سرخی آگئی غنچہ
گل شگفتہ خاطر ہوئی پھر دل سے کہتی تھی کہ ایسے نصیب میرے کہان ہین جو کوئی دم خوشی سے گذرے اس کہاری
نے میری جان بچ جانے کے لیے یہ فقرہ بنا یا ہے عیار نے اُسکو دوبارہ فکر مند دیکھ کر رنگ و روغن رخسار
سے اپنے دور کیا اور اپنی اصلی شکل ملکہ کو دکھا دی اُسوقت تو ملکہ کو کچھ یقین آیا اور تسکین ہوئی
اپنی محرم راز کنیزون اور انیسون کو بلا کر اس راز سے آگاہ کیا اور زر و جواہر منگا کر بہت کچھ ستارہ
کو دیا اس نے عرض کیا کہ باقبال حضور و افضال رب غفور سب کچھ میرے پاس موجود ہے یہ میری جانب
سے کنیزون کو دیجیے یہ کہہ کر شہزادے کی انگشتری نشانی لیتا آیا تھا وہ ملکہ کو دی اور اپنے سامنے
کھانا کھلا پانی پلا پھر رخصت ہوا اور اُسی قصر کے دروازہ سے ملکہ نے اپنی کنیز کے ہمراہ باہر پہونچوا دیا
اُدھر بعد کچھ عرصے کے وہ کہاری جس کو عیار بیہوش کر آیا تھا ہوشیار ہوئی اور منگا اپنے تئین۔

دیکھ کر سمجھی کہ وہ ٹھگ تھا جو عطر دینے آیا تھا خیریت گذری کہ تیری جان بچ گئی مگر اب اسی ہیئت سے بادشاہ بیگم کے سامنے چل ورنہ سونے کی مچھلی اور تحفہ جو تیرے سر پڑا لگا تھا اُسکے جانے کا کسی کو یقین نہ آئیگا سب کہین گے اسی نے بیچ لیا ہوگا غرض وہان سے دردولت پر آکر رونے پیٹنے لگی کہ فریاد ہے مین لوٹی گئی سپاہیون نے قریب آکر پہچانا اور حال پوچھا اسنے کیفیت بیان کی وہ سب خائف ہوئے کہ اسکے لوٹنے کا ہمین لوگون پر الزام عائد ہوگا کہاری سے کہا جا محل مین حضور سے اپنا ماجرا بیان کر یہ اندر محل کے آئی بادشاہ بیگم سے آکر سب کیفیت عرض کی اس اثنا مین وہ عورت جس کے پاس سیّارہ تخت پر بیٹھا تھا آئی اور اُسنے بیگم سے کہا ابھی کچھ دیر ہوئی جو یہ کہاری چھوٹی حضور کا حال مجھ سے پوچھتی تھی کہاری نے کہا مین واقعی بھی نہین کہ آپ کیا کہتی ہین بادشاہ بیگم عاقلہ ہے سمجھ گئی کہ یہ کچھ میری لڑکی ہی کا بھید ہے بس اس کہاری کو زر نقد لباس و تحفہ کے عوض عنایت فرما کے حکم دیا کہ اب کچھ نہ کہے نکالنا ہم تحقیق کرکے ٹھگ کو سزا دینگے کہاری اپنے مقام پر آکر آسودہ ہوئی اُدھر عیار مذکور جو محل سے روانہ ہوا میلے مین آکر ساحر کی صورت بنکر سیر کرتا رہا یہان تک کہ وہ رات تمام ہوئی یعنی ظلمت شب بہ سنو لیا کہاری کی طرح بیہوش ہوئی اور آفتاب مثل عیار محل سے مشرق کے نکلکر میدان فلک مین آیا میلہ کواکب کا برخاست ہوا **نظم**

تیا لایا ہے چرخ نیلگون رنگ	شفق کا صاف جمکا مثل خون رنگ
گل شب کی گئی اکبارگی جان	یکایک شور کا اٹھا جو طوفان

آج میلے مین ڈھنڈھورا پٹنے سے بڑا مجمع ہوا تھا جو لوگ نہ آئے تھے اس میلے مین وہ بھی آ گئے تھے پہلے روز سے بھی آج دونا چوگنا ہوا تھا صبح ہوتے ہی گنبد کے سامنے بہر زیارت خداوند سب جمع ہوئے خداوند نقلی یعنی شہزادۂ قاسم بھی خلوت خانہ سے باہر آکر تخت خدائی پر جلوہ گر ہوئے ہر ایک نے سجدہ کیا سیّارہ بھی سامنے خداوند کے گیا اور اُسنے وضع اپنی ساحرون کی ایسی بنائی ہے صورت اپنی اصلی رکھی ہے اسلیے کہ یہان مجھکو کوئی جانتا نہین ہے پھر صورت بدلنا کیا ضرور ہے غرض جب یہ سامنے آیا خداوند نے اُسکو قریب بلایا اور کہا ہم نے تجھکو ملازم کیا تو ہمارا بندۂ خاص ہے یہین حاضر رہا کر اُسنے ڈنڈوت کی اور پشت سر خداوند کے آکر مروحہ جنبانی کرنے لگا اس اثنا مین بادشاہ بھی حاضر خدمت خداوند ہوا خداوند نے فرمایا کہ ساحران نامی اندر گنبد کے جائین اور اس مسلمان کو باہر لائین لیکن آنکھین اپنی نیچی کیے رہین اُسکے رُخ پر نگاہ نہ کرین کیونکہ وہ الحاح وزاری اشارہ سے بہت کچھ کریگا جس کسی کے دل مین ذرا بھی رحم اُسکی جانب آئیگا مین اُسکو جہنم مین بھیجدونگا تو اسکی قبول نہ ہوگی ہمارے دشمنون مین نام اُسکا لکھا جائیگا یہ حکم سنکر ساحر آنکھون مین پٹیان باندھکر اور گردنین جھکا کر داخل خوابگاہ خداوند ہوئے اور اس بچۂ ابلیس کو شہزادہ سمجھ کر گردن و کمر پکڑ کر کھینچتے ہوئے اور جوتیان لات گھونسے مارتے ہوئے باہر گنبد کے لائے وہ بہت کچھ تڑپا اور بہتیرا اشارے کیے لیکن کسی نے اُسپر نظر ہی نہ کی عیار مذکور نے جب باہر آیا سامنے چمن مین گڑھا کھود کر مثل گوسفند قربانی لٹایا اور ساحرون سے کہا اب دُور جاکر کانون مین روئی رکھکر کھڑے ہو تمام ساحر باہر جاکر بہ بینہ در گوش استادہ ہوئے اور نقارے ہزارون بجنے لگے ناقوس پھنکنے قرناؤن کو دم دیا میلے والون نے جے ہی سامری کی کہہ کر غل مچایا بس پھر پر آشوب مین وہ غوغا بلند تھا کہ سقف گردون کے

جھپٹ پڑنے کا اندیشہ تھا ہر سمت سے ساحر سحر خوان تھے مشغول تماشاے فرح بہر پیر و جوان تھے مشعلہاے آتشیں جو
عود دال گوگل جلتا تھا فلک دود دی کے نیچے ایک اور آسمان دود کا بنگیا قدرت رب دودوا آشکار تھی کہ ایسے مجمع پر
شہزادۂ فرزند خلیل اللہ کو نصرت دی تھی سب میلہ سمٹ کر ایک ہی جا ہو گیا تھا آدمی پر آدمی نظر آتا تھا بہت
درختوں پر انسان چڑھ گئے تھے ٹہنے اور شگرے مملو تھے درختوں کے ڈالے بوجھ سے پھٹے جاتے تھے چرخ بھی
ہر چند کہ بڑا مکار ہے لیکن سیارہ کی اس عیاری کو دیکھ کر عقل اُسکی بھی چرخ میں تھی آفتاب بچشم عبرت یہ حال
دیکھ کر تھرتا تا تھا دل میں جلتا تھا اور تاؤ کھاتا تھا اُف رے مکار زبان پر لاتا تھا زال دُنیا بھی اس نوجوان کو ماتی
اُستاد جان گئی تھی الغرض شہزادۂ قاسم نے سینہ پر اُس نابکار کے سوار ہو کر ایک ہاتھ گردن پر رکھا اور زبان
زبان سے کھینچا اور فرمایا کہ خدا! اے ریحان ادب ہمتا کے سجدہ کرنے کو قبول کر تو میں مجھ کو رہا کر دوں وہ زادۂ ابلیس سوزن
دور ہوتے ہی بادشاہ طلسم کو پکار اکہ ارے گوہر شاہ اپنے خداوند کی آبرو بچا یہ کیا معرکہ ہے جو تو مجھکو قتل کراتا ہے اُسکی
آواز اُس شور و غوغاے مردمان و صداے دہل و نقارہ میں کون سنتا ادھر شہزادہ نے تین بار اُسکو جانب اسلام بلایا
اُسنے سحر بڑھ کر رہا ہونا چاہا شہزادہ سمجھا کہ اس بیدین کو مزہ خدائی کرنے کا پڑا ہے راہ راست پر نہ آئیگا بس حجت ختم
کر کے گلا اُسکا ایسا دبایا کہ وہ سحر نہ پڑھ سکا اور خنجر بران حلق پر پھیر ا سمت اسفل السافلین وہ کافر روانہ ہوا پھر تو
قیامت کبریٰ کا ایسا ہنگامہ برپا ہوا آندھیاں آئیں آگ برسی بجلیاں گریں اُسوقت جلد جلد نقارے اور
قرنائیں گھنٹے وغیرہ بجنے لگے اور ساحر آندھیاں چلانے اور بجلیاں گرانے لگے اُسکے مرنے کا حال کسی کو مطلق
ثابت نہ ہوا سبنے یہی جانا کہ یہ غوغا سحر کر چکا ہے جو کچھ عرصے کے صدا آئی کہ مارا سکندر بن سامری کو یہ آواز بھی
بسبب نیبہ در گوش ہونے کے کسی نے نہ سنی جب وہ ہنگامہ تھوڑی دیر میں موقوف ہوا سیارہ نے بادشاہ سے
دوڑ کر کہا کہ خداوند فرماتے ہیں اب نقارہ نوازی موقوف کی جائے اور ہر شخص اس گنہگار کے خون کا ٹیکا ماتھے پر
لگائے یہ حکم سنکر بادشاہ نے نقاروں کا بجنا موقوف کرایا اور پہلے آپ خدمت خداوند نقلی میں آیا خداوند کے
بالوں کا انگوٹھا اُس نجس کے خون سے تر کر کے شاہ کے ماتھے پر لگا دیا پھر اور ارکان دولت حاضر ہوے اُن کے
ماتھوں پر ٹیکا دیکر حکم دیا کہ اب اپنے اپنے ہاتھ سے ٹیکے سب دیں اُسوقت ساحر پر ساحر ٹوٹنے لگا کہ ایسا نہو
خون ہو جاے اور ہم اس ثواب سے محروم رہ جائیں غرض کچھ دیر میں سب خون اُس کافر کا ان کافروں کے
ماتھے پر کلنگ کا ٹیکا بنکر چڑھا انھیں سب کے ماتھے گئی شہزادے کا کیا بگڑا اسرار اعظم انھیں کے سر رہا
خداوند انھیں کے سر ہو رہے سب ماتھے اپنے رنگین کر کے شاد شاد وہاں سے پھرے اس بھید کے خاک بھی
سرنہ ہوے کہ یہ کیا پیش آئی تھی ہماری ہی کمبختی کی نشانی تھی حاصل مرام شہزادے نے لاش اس بدمعاش کی
اُٹھوا کر جھیل میں پھنکوادی اور میلے والوں کو رخصت کیا حکم پھر جانے کا دیا اُسی وقت خیمے ڈیرے لد گئے
دوکانیں اُٹھنے لگیں ساحر سواری ہاے سحر پر سوار ہو کر اپنے اپنے گھر کی طرف راہی ہوے بادشاہ کو حکم خداوند
ہوا کہ اب اپنی دختر نیک اختر کو یہاں لاے تاکہ اُسکی بھی دوا ہو جاے بموجب حکم بادشاہ خود سوار ہو کر روانہ ہوا

اور شبستان میں داخل ہو کر اپنی بی بی سے کہا صاحب دختر کو اپنی نہلا دھلا کر پوشاک عمدہ پہنا کر جلد لے چلو کہ
خداوند کو میرے حال پر رحم آیا ہے صاحبزادی کو اچھا کرنے کے لیے بلایا ہے اور اس مسلمان کو قتل فرمایا ہے بی بی
نے اسکی کہا بہت انسب و مناسب ہے آپ کچھ دیر توقف فرمائیں میں تیاری کرتی ہوں یہ کہہ کر دوسرے
قصر میں جہاں شہزادی بے آئی یہاں جب سے ستارہ ملکہ کو مژدہ وصل دلدار سنا آیا تھا ملکہ کا فرط عشرت سے
یہ حال تھا کہ وہ رات انتظار میں پہاڑ ہو گئی تھی نیند نہ آتی تھی ہاتھ پاؤں دھنسی تھی کروٹیں بدلتی دل سے کہتی
گا نقشی تھی کہ کل گردن یار میں باہیں حمائل ہونگی وہ ہمکو چھیڑینگے ہم خفا ہو کر روٹھینگے انھیں رلائیں گے پھر خود سے
بلائیں گے گدگدا کر ہنسائیں گے ناگاہ دل کو یہ خیال آتا کہ بادشاہ نے شہزادے کے دشمنوں کو روز بد دکھایا ہو
میری تسکین کے لیے کسی کو عیار بنا کر جو کچھ تو سن چکی ہے وہ کہلا بھیجا ہو جب یہ دھیان آتا تو وہ گلبدن مرجھا
جاتی ساری خوشی بھول جاتی پھر دل مضطر کو اس بات پر قرار آتا کہ ایسا سانحہ ہوتا تو اس دل کی تڑپ زیادہ ہوتی
آج تو فرط غم سے خانہ گور میں سوتی کبھی کہتی خداوندا کہیں جلد سحر آشکار ہو نصیب وصل یار ہو **نظم**

دل کو یہ خوشی کہ کل تو ہے عید — اتنی سی ہے فقط یہ تاکید — وہ بزم کہاں کہاں میں ناشاد
سن لی ہے مری خدا نے فریاد — ہر وقت یہ دل کو بیقراری — کس طرح کٹے گی رات ساری
حجرے سے نکل کے باہر آنا — گردوں کی طرف نظر اٹھانا — یہ فکر کہ کتنی رہ گئی رات
ہو صبح کسی طرح ملاقات — تارے چھپیں آفتاب نکلے — خاطر کی ہوس شتاب نکلے
ناگاہ گجر بجا سحر کا — مژدہ تھا کہ شور تھا سحر کا — مرغ سحری نے دی یہ آواز
لے باب امید ہو گیا باز

سحر کو اس مضطر نے بھی ہزار ہا حجر جبر کو کھینچے یہاں تک کہ اب اسکی مادر نے
آکر بلائیں لیں اور کہا اے راحت جان حمام کرو اور بہر دیدار خداوند چلو شاید تمہارا دل سنبھل جائے میری قسمت کا
یہ بل جائے یہ ناکام مادر کے دکھانے کو زار نزار سنگی کنیزیں سمجھا کر حمام میں لائیں یہ نہا دھو کر باہر آئی اور
لباس و زیور سے خوب آرائش و تزئین کی وصل یار کی خوشی میں بنی سنوری کہ **فرد** وہ تماشا ہے ترا حسن
پر آشوب لے ترک ✤ آنکھوں کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا ✤ جب یہ آراستہ و پیراستہ ہو چکی مادر نے اسکی
صورت دیکھ کر اپنی ایڑی دیکھی سر سے پاؤں تک چٹ چٹ بلائیں لیں ایک انیس بولی میرے آنکھوں میں خاک
آج چھوٹی حضور کی طبیعت بحال ہے مادر ملکہ نے کہا یہ خداوند کے یہاں جانے کا اثر ہے اُن کے نام کے صدقے
اُن کے قربان میرے دل کو یقین ہے کہ بچی میری اچھی ہو جائے گی یہ کہہ کر سکھپال طلب کیا اور ملکہ کو لے کر
سوار ہوئی ملکہ کی کنیزیں انیسیں بھی ہمراہ چلیں نقیبوں اور چاؤشوں کی صدا بلند ہوئی چتر زری کا سکھپال
پر سایہ ہزار ہا سوار و پیدل اردلی میں دواں پیچھے کنیزوں اور انیسوں وغیرہ کی سواریاں اسی عظم و شان سے گنبد
خداوند کے سامنے آکر پہنچی بادشاہ بھی آکر حاضر ہوا اور خداوند سے عرض کیا کہ دختر علیلہ حاضر ہے خداوند نے
فرمایا کہ مادر ملکہ اسکو لے کر میری خوابگاہ میں آئیں بادشاہ نے حسب الحکم وہاں اتار دیا پجاریوں کو وہاں سے

بٹھادیا بادشاہ باہر گنبد کے رہا اور خداوند اندر تشریف فرما ہوئے اور ملکہ سے کہا کہ آپ سامنے کے ایوان میں جا بیٹھیے میں اپنی رحمت نازل کر کے ملکہ کو اچھا کیے دیتا ہوں مادر ملکہ وہاں سے ایوان مذکور میں چلی گئی جب تخلیہ ہوا خداوند نے ملکہ سے کہا اے جانی وائے مایۂ زندگانی خاطر حزین رنج اندوہ نکو بند غم سے آزاد رکھ کہ میں ہوں شیدا تیرا شہزادہ قاسم ملکہ اب تک دل میں اپنے خائف و ترسان تھی کہ شاید شہزادہ یہ خداوند ہو لیکن اب شہزادہ کی آواز پہچانی آنکھ سے آنکھ روئی دل کا شک گیا خاطر مضطر تسکین پذیر ہوئی شہزادہ نے خوب اپنے تئیں شناخت کرا کے بادشاہ بیگم کو بلایا اُسنے آکر جو دیکھا تو ملکہ ہنس رہی ہے اور کہتی ہے کہ یا خداوند میں اب کبھی اُس مسلمان کا نام بھی نہ لوں گی آپنے خوب کیا جو اُسکو ذبح کر ڈالا یہ کلمات سُنکر بادشاہ بیگم بہت خوشنود ہوئی بیٹی کو گلے لگایا خداوند کو سجدہ کیا اور شکر یہ ادا کرنے لگی پھر بادشاہ کو بلایا وہ بھی بیٹی کو صحت میں دیکھ کر خوش ہوا خداوند نے کہا اب مناسب یہ ہے کہ چند روز یہ بیمار ہماری سرکار میں رہے تاکہ بالکل صحیح و سالم ہو جائے مگر جائیگی تو پھر علیل ہو جائیگی اور ملکہ نے کہا زہی چہ بہتر یہاں رہنا سعادت دو جہان ہے یہ کہکر بیٹی سے پوچھا کہ کیوں اے فرزند خداوند کے گھر میں رہو گی اسنے جواب دیا جیسی آپ کی مرضی جی تو میرا یہی چاہتا ہے کہ چند روز زیارت خداوند کی کروں مادر نے اُسکی اُسی وقت بہت سی کنیزوں اور انیسوں کو بہر خدمت مقرر کیا اور جہیز بہت طلب فرمایا مخانہ آبدار خانہ جملہ سامان عیش و راحت وہاں مہیا کر دیا پھر مع بادشاہ کے خداوند سے رخصت ہو کر اپنے محل میں آئی خداوند نے بعد اُسکے جانے کے یہ انتظام کیا کہ یہاں جتنے پجاری ہیں اُنکو حکم دیا کہ باہر اس باغ کے جھیل کے کنارے تم لوگ مندھیاں ڈال کر استقامت پذیر ہو یہاں میں چلہ میں بیٹھونگا ملاقات کسی سے نہ کرونگا یہ کہکر جو کچھ زر و جواہر کہ میلے میں چڑھا تھا اُسکا حصہ اُن پجاریوں کو دیا وہ سب جھیل پر جاکر ساکن ہوئے وہ مکان اور باغ بالکل جب خالی ہو گیا خلوت آرائی اور انجمن پیرائی کا شہزادہ نے سامان کیا ملکہ کو اصلی صورت اپنی بنا کر دکھائی وہ نہایت خوشنود ہوئی سیارہ عیارہ نے فرش نمدہ لب نہر بچھا کر کشتیاں شراب کی ڈالیاں میووں کی وہاں چُن دیں کنیزان محرم راز سازنے کر گانے بجانے پر آمادہ ہوئیں ملکہ کا یہ عالم ہے کہ بموجب مثل سیّاں بھئے کوتوال اب ڈر کاہے کا - فرط عشرت سے پھولی نہ سماتی تھی کہ یہ خواب ہے یا بیداری ہے الحاصل جب وہ دن تمام ہوا اور رابن اللیل صحیح و سالم ہو کر گنبد آسمان میں آیا اور ماہ شب چہاردہم بشکل ضیا بار مثل عذار شاہد نور جلوہ گر ہوا کہ ابیات

سحاب شام نے عالم کو گھیرا
لگا ہونے سے ملا ہر سو اندھیرا
جمال شمع نے پیدا کیا نور
ہر اک پروانہ بولا چشم بد دور
بڑھی اُمید مشتاقان شب مست
چلے ہر سمت میخواران طرب مست
کنول روشن ہوئے دی شمع نے لو
زیادہ دن سے پائی کثرت ضو
ہوئے حاضر مے و مینا و ساغر
ملے لب سے لب جام مکرر
ترقی پر طلوع کیف آیا
مزا جوش جوانی نے دکھایا
لیے بوسے گلے ملکر جو دو چار
ہوئے نیلے نزاکت سے وہ رخسار
کہا ملکہ نے کیا حال درون ہے

کہا اُسنے کہ درد دل فزون ہے
زبونی تھا نہ کوئی مہربان تھا
کہ فرقت مین تری جینا تھا جنجال

ہوا یہ حال رنجون سے ہمارا
فقط ہمراہ لطفِ آسمان تھا
کہا سب حال اور لپٹے صنم سے

اُٹھانا ناز مشکل ہے تمھارا
کہا ملکہ نے پھر گذرا ہوا حال
مزے اُٹھنے لگے عیش بہم سے

سینہ بسینہ لب بلب بوسون کے چٹاخے ساق باسے ملکہ عریان انگیا مسکی ہوئی رخسار تابان تمتمائے ہوئے جسم مین پسینے آئے ہوئے شرم وحیا دور ہیباکیان ظاہر دل ناصبور نشۂ عشرت کا وفور اُدھر ملکہ کی وزیرزادی ماہ پیکر خوش چشم سے سیارہ کی چھیڑ چھاڑ جب وہ شرم سے جھکی منھ چھپی یہ کہتا کہ لیجیے ان پر تو کوئی صاحب چڑھ بیٹھے وہ کہتی کہ چرامے موڈی کاٹے تیرے جھوٹون سوتون پر عیار یہ سنکر ہاتھ اُسکے زانو پر مارتا وہ غصہ مین آکر تیوری چڑھا کر ہاتھ تان کر جواب مارتی یہ ہٹ جاتا ہاتھ اُسکا زمین پر پڑتا چوٹ لگنے سے وہ بیتاب ہو جاتی اور ہاتھ کو ہاتھ سے پکڑ کر منھ اس طرح بناتی کہ باغ حسن مین کلی کھلتی ہوئی نظر آتی اور تیوریان چڑھا کر عیار کو وہ کوسنے دیتی یہ کہتا اے جانی لاؤ مین چوٹ لگی ہو تو دبا دون وہ کہتی مرے تو دبا جا کے اپنی گھر والیون کو صاحب میرا تو ہاتھ ٹوٹ گیا یہ مردوا جوگا جگت بولتا ہے آخر شہزادی کے لحاظ سے وہ قمر پیکر وہان سے اُٹھکر چلی عیار بھی اُسکے پیچھے روان ہوا اور ایک مقام تنہا مین اُسکے آگے ہاتھ باندھے وہ بھی کھلکھلا کر ہنس دیا اُسنے گود مین اُٹھا لیا وہ نہیں نہیں کرتی رہی وہ کہتی تھی اے مردوے تونے مجکو بھی کیا ملکہ بنایا یہ وہی ایسی کچدلی تجین جو ذرا مین ٹسوے گھلانے لگین ارے میری آبرو مین فرق آجائیگا مین اوباتی نہین ہون وہ جو تیرے جی مین ہے وہ بارہ بارہ چوبیس برس بھی نہ ہوگا یہ ہرچند چیلانی عیار مذکور نے ایک بھی نہ سُنی اُسکو لاکر لب نہر غرفہ مین درختون کے بٹھایا اور فرش بچھا کر جام وصراحی لاکر بعشرت تمام مترہبٹا اب کبھی یہ اُسکی بلائین لیتا وہ بھی کسی حیلے سے اُسکے گلے مین باہین ڈالتی پھر شرما کر ہٹ جاتی یہ کبھی لب نازک کو چوس لیتا سینے پر ہاتھ رکھ کر خانۂ حسن مسوس لیتا وہ کہتی اللہ قسم تونے مجھکو ہلکان کر ڈالا یہ کہہ کر اُسکا ہاتھ سینے اور سب اعضا پر رکھ کر دکھاتی کہ دیکھو میرا بندا پھیکا پھیکا ہے یہ عیار اُسکے لپٹ جاتا خوب مزے اُڑاتا دو چار جام شراب ارغوانی کے جو اُس نازنین نے پیے جوش جوانی مین کچھ شرم ولحاظ نہ رہا پھر تو یہ حال ہوا کہ ساق سیمین طوق کمر دلدار تھین آنکھین سُرخ سُرخ ڈورے پڑگئے کرتی چڑھ گئی چھاتیون نے نقاب برخ اُٹھا کر بیحجابی کی سسکیون کی صدا بلند ہوئی کہ بموجب

نظم

لبون سے آشنا باہم تھے ساغر
ہوئی شرم وحیا بھی پاس سے دور
لیا جھک کر کبھی بوسہ لبون کا
کبھی دیتی تھی بوسہ لطف کے ساتھ

تسلسل دور ساغر کا برابر
بڑھے پھر بے تکلف ہاتھ اسدم
بنے موے کمر کے ہاتھ حلقا
چُراتی تھی کبھی وہ گل بدن کو

دکھایا نشہ نے جب عالم نور
ہوے وہ راز سے انگیا کے محرم
جھٹکتی تھی کبھی وہ ناز سے ہاتھ
ملاتی تھی کبھی منھ سے دہن کو

چاندنی کھلی ہوئی شبنم سے رات بھیگی ہوئی گلون کی بہار فوارون کا آبشار اُدھر ملکہ وشہزادہ ادھر وزیرزادی

اور عیار سرمست بادہ رات بھر مصروف عیش و مسرت رہے جب آغوش دہر میں شاہد صبح نے جلوہ گری کی اور شب مثل رنج گذشتہ خاطر روزگار سے دور ہوئی **نظم**

اُڑا رنگ اختروں کا صورتِ دود ۔ نشانِ شب ہوا عالم سے نابود
سحر پھر دھر کے تاج مہر سر پر ۔ ہوئی رونق فزا با حشمت و فر

صبح کو شہزادے نے بعد فراغ طاعت الٰہ پھر انجمن آرائی کی صبح کی ٹھنڈی ہوا دلوں میں محبت کی ہوا درخت اوس سے بھیگے ہوئے پھول کھلے ہوئے جانوروں کی زمزمہ سرائی ہر ایک مصروف یاد الٰہی بغل میں گل بوستان رعنائی رات کے جاگنے کا آنکھوں میں خمار ہونٹوں پر مسی اُڑی ہوئی چوٹی ڈھیلی زلف بکھری ہر ایک سرمست و بیہوش دین و دُنیا فراموش ساکن عشرت خانہ ایک دوسرے کا دیوانہ یہ تو اب بےخوف و خطر یہاں بصد آرام و راحت رہتے ہیں لیکن **سیارہ** عیار اُنسے رخصت ہوا اور بہر تجسس مقصد چلا اسلیے کہ یہاں کبتک بیٹھیں گے ایک روز یہ حال ضرور کھلے گا پھر سوائے پشیمانی کے اور کچھ بن نہ پڑیگا غرضکہ صورت ساحر کی ایسی بنا کر اس طلسم میں چار سمت دس دس بیس بیس کوس جاتا تھا اور از بسکہ **مقسوم جادو** سے پتہ شہر جام کا خوب معلوم کر لیا تھا ایک روز اُسی جانب روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اُس شہر کے قریب پہونچا حصار شہر پناہ منزلہا منزل تک کھنچا تھا دروازہ جواہر آگین بصد فر و تمکین لگا تھا کئی ہزار ساحروں کا وہاں پہرا تھا البتہ اُن کے لگے درجہ ہائے آرام و سکونت بنے تھے لوگ آتے جاتے تھے یہ بھی اُنھیں آنے جانے والوں میں ملکر داخل شہر ہوا نہایت پاکیزہ و عمدہ بستی دیکھی خلق سب ہنستی دیکھی دُکانیں سرمایۂ حسن و خوبی سے معمور ہر کوچے میں خرمی کا وفور مکانات سنگین و پختہ تعمیر سراپا پری کی تصویر دیوار و در کی صفا پر آئینہ حیران سکندر کی روح ان پہ قربان جس دوکان میں کہ آئینہ لگا تھا وہاں سکندر کا دل لگا تھا کنجر و کو وہاں کی سیر کا سودا تھا سڑکوں پر گلاب اور کیوڑے بید مشک کا چھڑکاؤ آیندہ و روند کا دماغ معطر حسینوں کا جماؤ ہر سمت نقشے اور چہچہے ساز خوشی کے بجتے کٹورا کھنکتا گرم بازاری طرحدار دوکاندار حسین بیوپاری کہ بموجب **ابیات**

نہایت ملک وہ آراستہ تھا ۔ سب آرائش سے وہ پیراستہ تھا ۔ مکان تھے گنبد کی صورت مدور
بنے انمیں ستون سنگ مرمر ۔ سڑک ہر ایک تھی کہکشاں بھی ۔ بروج چرخ سے بہتر دکان تھی
مدان ہر سو گروہ ماہ رویان ۔ نہ اہو دیکھ کر جسکو دل و جان ۔ دُکانوں میں بھرا سرمایۂ ناز
خریداروں کا معشوقانہ انداز

سیارہ سیر کرتا ہوا دار الامارۂ شاہی کو دریافت کرکے اُسی جگہ آیا یہاں ایک قصر اس طرح کا دیکھا کہ چار سمت سے کھلا ہوا تھا قصر کے سامنے بہت بڑا میدان تھا پُر از گل بر رنگ بوستان تھا طائران خوش الحان نغمہ سنج تھے ہزارہا اشجار سیب و بہ و نارنج تھے درختوں کا سایہ دل آسیب زدہ کو صحت بخشتا شاخ گل کا سایہ بلبل کے لیے سایۂ رحمت خدا تھا جوش بہار سے ہرا بھرا گلزار **نظم**

ہم بھی بلبلوں کی گل سے تقریر ۔ شفا کی صحن گلشن میں ہے تاثیر ۔ جو کوئی مُردہ دل اُس جا پہ آئے
تو فوراً جان تازہ دم میں پالے ۔ وہ جوبن تھا عروسانِ چمن پر ۔ زمین بھی تختۂ گل سے بھی بہتر

وہ مرغان خوش الحان تھے غزلخوان | کہ آجاتی تھی جسم زار مین جان

اُس کاخ عالی شان مین دالان بنا تھا اُسمین تخت بچھا تھا گرد تخت کے کرسیان لگی تھین تخت مثل آفتاب طلاے احمر کا تھا یاقوت رمانی اُسمین جڑا تھا کرسیان سب زمردنگار تھین نہایت طرحدار تھین سریر بازیب اگر خورشید سپہر مکنت تھا تو کرسیان اختر آسمان اُبہت تھین ماہ فلک حکومت وثروت تھین تخت پر ایک بادشاہ بصد شوکت وجاہ تاج شہریاری سر پر قباے شہنشاہی در بر جلوہ گستر تھا کرسیون پر وزیر امیر اراکین سلطنت بیٹھے تھے چتر شاہ کے سر پر پھرتا تھا اور ایک میز خوبی آمیز سامنے تخت کے بچھی تھی اُسپر کئی سو گلدستے گلزار ارم کو فرط رنگینی سے ہنستا رکھتے تھے بیچ مین اُن گلدستون کے ایک ایسا گلدستہ تھا کہ عروسان بہار اُسپر سو جان سے صدقے شاہدان فرخار ہزار دل سے قربان گویا تار نگاہ حوران جنان وگلہاے خندہ حسینان جہان کو یکجا کر کے یہ گلدستہ باندھا تھا اُس گلدستہ پر بارش نور کا قدرت خدا سے از خود ظہور تھا اور جہان وہ رکھا تھا اس جگہ سے سقف دالان کو شگافتہ کر دیا تھا کہ ابر اُسپر سایہ کیے تھا اور موتی برساتا تھا اور جو ساحر قریب اُسکے جاتا تھا جھلس جاتا تھا بدن مین سوزش پاتا تھا **سیارہ** نے باغ مین ٹھہر کر یہ سب کیفیت دیکھی اور دل سے اپنے کہا کہ مقرر اسی گلدستہ مین جسپر موتی برستے ہین لوح ہے اسکو کسی طرح سے لینا چاہیے پھر سوچا کہ یکبارگی اسکا ملنا دشوار ہے شہزادے کو یہان لاکر تدبیر کرنا چاہیے اسی سوچ مین یہان یہ ٹھہرا تھا کہ وہ ساحر جو صحرا مین مقیدان طلسم کو جانور بناتا ہے اور کھانا دینے روز جاتا ہے سامنے بادشاہ کے آیا دست ادب باندھکر یہ زبان پر لایا کہ اب قیدی بہت سے ہو گئے ہین اگر ارشاد ہو تو قدیم مقید قتل کر ڈالے جائین جدید بدستور جانور بنے رہین بادشاہ نے کہا مین نے سُنا ہے کہ سکندر نے آجکل اپنی خدائی خوب چمکائی ہے پس میرا ارادہ یہ ہوا ہے کہ جملہ مقیدان طلسم کو چھوڑ دون بلکہ اُنکو ایسی کچھ مدد دون کہ وہ جا کر اُس خداوند باطل کو نابود و معدوم کرین اچھا اے محافظ قیدیان تو سب اُن بیچارے جانورون کو یہان لے آ وہ ساحر حسب الحکم بزور سحر اُڑ کر صحراے طلسم مین گیا اور ایک سحر ایسا پڑھا کہ جملہ قیدی بصورت بہائم دوڑتے ہوے اُسکے پیچھے پیچھے چلے اور یہ آکر پھر سامنے بادشاہ کے آیا وہ جانور اسی میدان سبزہ زار مین آکر ٹھہرے اُنکو دیکھکر بادشاہ تخت پر سے اُٹھا اور اُس گلدستہ طلسمی کو میز پر سے اُٹھا کر بہت بڑے لگن مین رکھکر آب طاہر دمان سے دھویا گلدستہ کو پھر میز پر رکھ دیا اور پانی کو اور پانی مین ملاکر بہت سا کیا اور جو ساحر سامنے کھڑے تھے اُنکو دیا کہ ان جانورون پر لیجا کر چھڑک دو ساحرون نے آکر وہ پانی سب جانورون پر چھڑکا وہ سب زمین پر گر کر لوٹنے لگے بعد کچھ دیر کے انسان بن گئے اور سامنے بادشاہ جو استادہ تھا اسکے قدمون پر آ کر گرے اور گویا ہوے کہ خالق عالم تجکو سلامت بصد اقبال رکھے کہ تو نے ہم کو پھر جامہ انسانی پہنایا ان آدمیون کی بسبب اس کے کہ مدت سے قید تھے یہ صورت تھی کہ تن لاغر ناتوان بال سر پیچیدہ بال جان برہنہ تن خاک صحرا کا جسم پر پیرہن کوئی اُن مین وزیر کوئی سوداگر کوئی بادشاہ کوئی فقیر ان مین ایک شخص وجیہ وشکیل تاج شاہی سے آراستہ لباس فرمانروائی سے پیراستہ تھا لیکن خاطر زار وحزین بحال غمگین ہمیشہ از غم سے نخل عیش اُسکا کاستہ تھا جب **عقاب** بن جام کے سب قدم پر وہ قیدی گرے اس جوان نے

منت اور خوشامد کرنا مکروہ جانکر بادشاہ کو سلام بھی نہ کیا یہ اُسکا نقشہ تھا کہ **بیت** عدو سے دل نہ جھکا یا تھا
جان میں مجھکو + اگر سنبھال نہ لے میرا بانکپن مجھکو + **عقاب** نے سب قیدیون کا حال دریافت کیا ہر ایکنے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی اُس نوجوان نے بھی بکراہت کچھ ماجرا اپنا کہا کہ نام میر الملک **سلطان تاج بخش**
ہے فریب دینے سے دشمن کے مین وارد طلسم ہو کر گرفتار عذاب الیم ہوا **عقاب** نے اسکی وضع اور بانکپن کو
کمال پسند کیا اور خلعت منگوا کر دیا اپنے مصاحبین مین مقرر کیا اور سب قیدیون کو ایک مکان مین بھجوا دیا اور
حکم کیا براحت و آرام یہ لوگ قیام کرین ہم باہر طلسم کے انکو پہونچوا دین گے غرض بعد اس انتظام کے ساحر مذکور
تخت پر آکر بیٹھا **سلطان** بھی کرسی پر متمکن ہوا اس اثنا مین **سیارہ** بھی جو لوگ کہ دربار مین آتے جاتے تھے
اُن مین سے ایک کو بیہوش کر کے اُسی کی ایسی صورت بنکر دربار مین آکر ٹھہرا یہان دور جام مے ارغوانی تھا
جلسۂ عیش و شادمانی تھا جب دماغ بادۂ ناب سے **عقاب** کا گرم ہوا **سلطان** سے مخاطب ہو کر گرم سخن ہوا کہ
اسے برادر تم بھی بادشاہ ہو کشور پناہ ہو اس لیے تم سے کہتا ہون کہ میرا ایک دشمن ہے ملک **گوہر شاہ**
اور اسکا ایک خداوند ہے **سکندر** لیس مین چاہتا ہون کہ اُس عدو پر لشکر کشی کر دن اور اُس خداوند کو بھی ماردن
اس مقدمہ مین کیا تمھاری صلاح ہے مین نے سپہ سالار اپنے لشکر کا تعین کو کیا **سلطان** نے جب یہ مہربانی
اُسکی دیکھی تیغ زبان کے جوہر اس طرح دکھائے کہ اے بادشاہ عالی جاہ **بیت**۔ دیکھے جو تو قہر کی نظر سے +
خورشید فلک بھی تھرتھرائے + میری عقل ناقص مین تدبیر اس مہم کی اس طرح ہے کہ فوج ظفر موج اگر بہ سر
قتل خداوند بدخواہ جائے گی بادشاہ طلسم مقابلہ کرے گا اور بادشاہ طلسم کا قتل ہونا بغیر طلسم کشا کے دشوار ہے
پس خداوند کے پاس جانا نہو گا قتل کرنا کیسا اس سے مناسب ہے کہ مع چند ارکان سلطنت اس حیلہ سے
کہ ہم خداوند کی زیارت کرینگے حضور یہان سے چلین اور جب گنبد مین پاس اُس دغاباز کے پہونچین مین اُسکو
بچھاڑ کر خنجر سے فوراً دل و جگر چاک کر دونگا دم بھر مین ہلاک کر دونگا بادشاہ کو خبر جب اُسکے مرنے کی ہو گی آئیگا
قریب گنبد فوج دریا موج تیار رہے اُس سے بھی سمجھ لیا جائیگا یہ رائے **عقاب** کو بہت پسند آئی ہمت
مردانہ پہ **سلطان** کی تحسین و آفرین کی اور اُسی وقت اپنے یہان کے افسران لشکر کو بلاکر حکم تیاری کا دیا اُنکا
لشکر اسکا آراستہ سلاح حرب و اسباب **سحر** سے ہوا اور پلٹنین رسالے یکے بعد دیگرے گنبد **سکندر** کی طرف
روانہ ہو گئے ظاہری ترک اور احتشام کا ہنگامہ نہ کیا بعد روانگی لشکر بادشاہ برلہ کر کشتیان زر و جواہر کی
نذر خداوند کے لیے تیار کرا کر سوار ہوا **سلطان** کو بھی مرکب پری پیکر پر سوار کرا کر ساتھ لیا
سیارہ جملہ کیفیت معلوم کر کے اسکے روانہ ہونے سے پہلے وہان سے چلا اور خدمت **شہزادہ قاسم** مین
آکر جملہ ماجرا معرض بیان مین لایا اور کہا آپ بہت ہوشیار رہیے **سلطان** اس ارادہ سے آتا ہے
یہ کہکر شہزادے سے پیام بادشاہ کو بھجوایا کہ جلد یہان آکر حاضر ہو **گوہر شاہ** فوراً حاضر ہوا خداوند نے اندر
گنبد کے بلایا بادشاہ نے اپنی دختر کو بشاش و فرحناک پایا بہت خوش ہوا شکریہ خداوند کا ادا کیا خداوند نے

فرمایا کہ مجھکو فرشتگان قدرت نے خبر دی ہے کہ **عقاب بن جام** اس ارادہ سے آتا ہے اور فوج بھی
پوشیدہ طور سے ساتھ لاتا ہے پس تو بھی اپنی فوج کو ہر وقت مسلح رہنے کا حکم دے لیکن شور و ہنگامہ نہو کہ وہ غلغلہ
سنکر اور ہم سب کو ہوشیار سمجھکر یہان نہ آئے بادشاہ یہ حکم سنکر اپنے مقام پر آیا اور سرداران لشکر کو بلا کر حکم خداوند سے
خبردار کیا یہان بھی سب آلات حرب سے درست ہو کر اپنے اپنے مقام پر ٹھہرے اور ہرکارے بادشاہ نے
گرد گنبد خداوند مقرر کر دیے کہ جب کوئی ہنگامہ دیکھین فوراً خبر دین کہ مین فوج لیکر پہونچ جاؤن اسی انتظام مین
ایک روز **عقاب** بحشم وخدم داخل قلعہ ہوا فوج اسکی گرد قلعہ کے پہلے ہی آکر اطراف مین چھپی ہوئی ٹھہری تھی
وہ اسی میدان مین سامنے گنبد کے پہونچ کر خیمہ زن ہوا اور اپنے سردارون کو ساتھ لیکر برائے زیارت خداوند
سامنے گنبد کے آیا خداوند بھی آرامگاہ مین ملکہ کو چھوڑ کر تخت خدائی پر گنبد مین آکر بیٹھے **عقاب** بے تامل اندر گنبد کے
آیا اور اس کے ساتھ **سلطان** بھی داخل ہوا اسنے نہ خداوند کو سجدہ کیا نہ سلام اور ایک طرف **تخت** کے
کرسی پر **عقاب** اور دوسری جانب **سلطان** اپنی دانست مین خداوند کو گھیر کر بیٹھے خداوند نے انکو
ڈانٹا کہ اے بندگان بے ادب تمنے کچھ تعظیم میری نہ کی ہے شرط کہ تم سب کو مین زندہ جہنم مین بھیجدون اتنا کہنا تھا
کہ خنجر کھینچکر **سلطان** خداوند پر آ ہی پڑا شہزادہ تو اس کیفیت سے آگاہ تھا ہی ہمہ تن چشم بنا ہوا تھا خنجر اسنے بھی
چھپکی دی کہ خنجر پٹ پڑا اسنے بند دست پکڑ کر جھٹکا مارا کہ خنجر اسکے ہاتھ سے چھوٹا اسوقت تلوار کھینچکر **عقاب**
نے بھی وار کیا شہزادہ نے باڑھ تلوار کی بچا کر اسکے بند دست کو بھی تھام کر جھٹکا مارا کہ تیغ اس کے ہاتھ سے بھی
چھوٹا اور ان دونون نے لپٹ جانیکا قصد کیا شہزادہ نے ان کے توڑے مین کمر زنجیر کے ہاتھ ڈالکر پھول
کی طرح دونون کو اٹھا لیا اس کے ساتھ کے سردارون نے تیغین کھینچکر حملہ کیا شہزادے نے ایک کو تو زمین پر
پٹکا کہ **سیارہ** نے حباب مار کر بیہوش کیا اور دوسرے کو بجائے سپر ہاتھ پر چڑھا کر اور تیغ لیکر لڑنا شروع کیا
سردار جب تلوار مارتے تھے شہزادے کو اس کے سامنے کرتا تھا سردار اب شمشیر زنی کس پر کرتے ناچار گنبد سے
رو بفرار لائے شہزادے نے ان دونون کو کمندون سے باندھا سردار جو **عقاب** کے سحر دیکھنے پر تیار ہوئے تو خداوند
کے پجاری بڑے زبردست ساحر مین انکے سامنے یہ سحر نہ کر سکے کیونکہ بادشاہ کی آمد سنکر شہزادہ نے انکو بھی
بلا لیا تھا حاصل کلام جب ان دونون کو باندھا در گنبد بند کر لیا پجاریون کو بھی باہر نکال دیا راوی بیان
کرتا ہے کہ **عقاب** بسبب گلدستہ لوح طلسمی کے رکھنے کے سحر نہین جانتا ہے اور **سلطان** تو ظاہر ہے
کہ ساحر نہین ہے اب جو یہ دونون گرفتار ہوئے سخت ناچار ہوئے اور شہزادے نے تنہائی مین ان سے
فرمایا کہ اے **سلطان** آگاہ ہو کہ مین **سکندر** نہین ہون نبیرۂ **حمزہ** بن قاسم نوجوان ہون تیری زوجہ
کو نجمہ ظلم زنگی سے چھڑا کر تیری رہائی کے لیے اس طلسم مین آیا یہ کہکر سب حال گذشتہ ابتدا سے انتہا تک
کہہ سنایا جب سب حال **سلطان** نے سنا سمجھا کہ یہ تو میرا محسن ہے کہ اسنے میرے ناموس کو بچایا اور
میرے ہی لیے اتنی آفت جھیلی مصیبت مین آکر اپنے تئین پھنسایا یہ سمجھ کر اسنے عرض کیا کہ اے شہریار مین تو بندہ

بے دام آپکا ہون غلام کا غلام آپکا ہون شہزادے نے اسکو کھول دیا وہ قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے سر اُسکا سینے سے لگایا پھر عقاب سے سوال اسلام لانے کا کیا وہ دشمن سکندر تھا جب اُس کو یہ معلوم ہوا کہ اس شہزادے نے دشمن کو ہلاک کیا اور اب قصد قتل ملک گوہر شاہ رکھتا ہے فتح طلسم بھی کریگا یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوا اور بخندہ پیشانی شہزادہ سے عرض کیا کہ مین بھی آپکا تابع فرمان ہون شہزادہ قاسم نے اسکو بھی کھول دیا یہ بھی قدم اقدس پر گرا شہزادہ نے دونون کو کلمہ بتایا بہ صدق دل وہ مسلمان ہوئے اس اثنا مین سردار وغیرہ جو بھاگ کر گئے تھے انھون نے فوج عقاب کو فساد کی خبر دی اُدھر ہرکارون نے بادشاہ طلسم کو اس ہنگامہ سے باخبر کیا کہ خداوند سے فساد ہو گیا دونون مقامون پر لشکر جلد جلد تیار ہو کر روانہ ہوا ادھر خداوند ان دونون کو مسلمان کرکے باہر گنبد کے آئے اور سوار ہو کر بڑھے تھے کہ بادشاہ طلسم فوج لیے آیا اور غوغا سُنائی دیا کہ ایک لشکر بیرون شہر سے قتل و غارت کرتا آتا ہے خداوند نے عقاب سے فرمایا کہ شاید یہ تیرا لشکر ہے جا اُسکو لڑنے سے منع کر وہ ادھر روانہ ہوا اور اپنی فوج مین پہونچکر لشکریون کو لڑنے سے منع کرکے افسران کو خدمت خداوند مین لایا یہان خداوند نے بادشاہ طلسم کو لڑنے سے باز رکھ کر فرمایا کہ مین نے عقاب کو مطیع اپنا کر لیا اور وہ بالکل بیوقوف تھا مجھ سے لڑنے آیا تھا کیونکہ بندون سے سب لڑتے ہین خدا سے کوئی لڑکر سربر نہین ہوتا ہے شاہ طلسم کا اعتقاد اور زیادہ خداوند کی طرف ہوا اور فرزند لوحدار کے مطیع ہونے سے مسرور و شاد ہو کر شکریہ خداوند ادا کرتا تھا خداوند جلد انتظام فرما کر پھر داخل گنبد ہوگئے دونون سمت کے لشکرون نے بھی کمر کھولی خداوند نے عقاب کی دعوت کی جلسہ عشرت آراستہ فرمایا رقاصان مہر طلعت و ساقیان قمر صورت حاضر ہوئے جام مے گلفام گردش مین آیا رقاصون اور مطربون نے حاضرین انجمن کو اپنا شیفتہ بنایا ایک رات اور دن بھر جلسہ رہا جب دوسرے روز بیج زرین آفتاب گلدستہ مغرب سے ظاہر ہوئی اور چرخ جو ستارون سے تھا شکل پلنگ تھا صورت اصلی پر آیا نظم

ہوا ہر چیز کو ہر چیز سے وصل	کہ وہ شب جب تھی مثل شب وصل
لب مینا سے ساغر خم سے پیالے	چھلکے باہم پڑے ساقی کے پیالے

سیارہ نے عقاب کو سمجھا دیا تھا کہ خداوند کو منت کرکے اپنے شہر مین لے چلنا چنانچہ اسنے حسب فہمائش عیار خداوند سے عرض کیا کہ حضور میرے ملک مین چلکر سب کو سجدہ کرائیے اور راہ راست پر لائیے خداوند نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور شاہ طلسم سے فرمایا کہ تو اپنے قلعہ مین بہ آرام و اطمینان مقیم رہ مین شہر جام مین جاتا ہون گوہر شاہ نے عرض کیا کہ شاید خداوند کو تنہا پا کر یہ لوگ کچھ ضرر نہ پہونچا ئین لہٰذا مین حضور کے ہمراہ مع لشکر چلنا مناسب جانتا ہون جھوٹ خدا یہ سُنکر خوب ہنسے اور کہا مجکو تو تنہا سمجھتا ہے میرے ہمراہ لاکھون فرشتے ہین اور مین جب چاہون ساری دنیا کو تہ و بالا کرکے غارت کر دون شاہ نے کہا بیشک اسمین کچھ فرق نہین آپ جاتے ہین جو تد کے خداوند ہین اچھا میری دختر کے لیے کیا حکم ہوتا ہے خداوند نے فرمایا کہ بیٹی تیری اگر چند روز میرے ساتھ اور رہی صحت کامل اور شفا سے حاصل ہوگی اب تجکو اختیار ہے خواہ اپنے گھر مین اُسکو لے جا یا میرے ساتھ کر دے

بادشاہ نے جواب دیا کہ مجکو جبتک آپ اجازت نہ دینگے بخوشی اپنے گھر لیجانے کی نہ لیجاؤنگا بے تامل خداوند اُسکو ساتھ لیجائیں یہ کہکر اپنی بیٹی پاس آیا اور کہا لے فرزند خداوند یہان سے ملک جام کی طرف جاتے ہین تم گھر مین چلکر رہوگی یا خداوند کے ساتھ جاؤگی یہ کلام باپ کا سن کر ملکہ نے آہ کی اور رونے لگی کچھ جواب نہ دیا پدر نے اُسکو بیمار جانا اور سمجھا کہ گھر مین لیجانے سے یہ پھر ویسی ہی ماندی ہوجاویگی پس اُسنے سامان سفر بھی دختر بھی درست کرو یا اُسکو ہمراہ ملکہ کے لیے آیا کنیزان محرم راز و انیسان دلسوز فقس نیچو پہنلے وغیرہ پر سوار ہوئین خداوند کے جلو مین عقاب و سلطان دستار روان ہوئے لشکر مین طبل و بوق بجے سواران جرار و آزمودہ کار ہمراہ ہوئے تخت خداوندی کے آگے نقارے بجتے طائران سحر سر پر سایہ کیے نقیبون کی صدا بلند دور باش پکارتے جاؤ شان ارجمند خلاصہ یہ کہ بڑے عظم و شان سے سواری روانہ ہوئی اور بعد قطع منازل و طے مراحل شہر جام مین پہونچے عقاب نے ملکر ایک باغ پر بہار رشک گلزار اور شہزادہ یعنی خداوند نقلی کو دار الامارة مین لایا فوج بجاؤنی مین جاکر مقیم ہوئی شہزادہ نے دار الامارة مین آکر اُس گلدستہ کو جس کا ذکر اول بیان ہوا دیکھا اُسکو ہاتھ مین لیکر اُس کی پھنگ کو کھول کر توڑ ڈالا غل اور شور برپا ہوا آوازین مہیب از خود آئین پھر ایک دیو زرد ہوا سے اُترا جسکا سر آسمان سے گویا لگا تھا اور ہاتھ ہر ایک برگد کا ٹہنا تھا منہ مثل قعر عدم کے کھلا تھا دار شمشاد کاندھے پر رکھے ڈانٹتا ہوا سامنے آیا کہ باش اے خیرہ سر تیرہ روزگار غضب کیا تونے کہ گلدستہ لوح طلسمی کو توڑا شہزادہ نے جلد اُس گلدستہ سے لوح کو نکالا دیکھا کہ ایک تختی یاقوت سرخ کی جس پر زمردین حروف سے طلسم لکھے ہین اور رسلک گوہرین گندھی ہے پس اس لوح کو گلے مین پہنکر تیرہ بدلکر اُس دیو کا سامنا کیا اسنے دار شمشاد چرخ دے کر شہزادہ پر لگائی اُس بہادر نے جست کرکے خالی دی اور تیغ کھینچکر کمر پر لگا دی کہ اس زور سے ہاتھ مارا کہ مثل خیار تر کے دو ٹکڑے کیا بر رنگ تیر تنا ور دہ ملعون گرا شور دار و گیر برپا ہوا اور آواز آئی کہ مارا الحافظ لوح طلسم تو ہر گز دہقان جادو کو بہ برکت اسمائے الٰہی جو لوح طلسم مین تحریر تھے بعد قتل ہونے کے وہ دیو جلنے لگا گندہ دوزخ کا ہوا عقاب نے قوت بازوے شہزادہ پر آفرین کی دست زبردست کو بوسہ دیا پھر انجمن عشرت آراستہ کی شہزادے نے اب صورت اپنی اصلی بنائی اور اکابر شہر کو طلب فرمایا منادی کرادی کہ ہر شخص یہان حاضر ہوکر دین اسلام قبول کرے مردمان شہر گروہ گروہ حاضر ہوکر اطاعت اسلام قبول کرنے لگے بتخانے تبکدے منہدم ہوئے مسجدین بنگئین دربار مین نذرین شہزادے کو گذرنے لگین بعد اس انتظام کے صحبت رقص و سرود آراستہ ہوئی مے و مطرب و ساقی نے ہنگامہ عشرت و مسرت برپا کیا عقاب نے بڑے دھوم سے دعوت کی آرائش و زینت بزم اگر بیان ہو طول داستان ہو بر سبیل اختصار یہ حال اظہار ہے اس گلزار عیش کی یہ بہار ہے کہ

نظم

صدائے نغمہ خوش دیون کی آواز	دف و چنگ و سرود و مطرب و ساز	حضور انجمن ہونے لگا رقص
عجب نہ ہست فضا آسمان کا تھا گویا	ہر ایک سو عیش کا سامان مہیا	کہ نکلے جس سے ارمان دل کا

درین ترتھے سے عشرت فزا سے
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
ہر اک معشوقہ دان رشک پری تھی
امنگون مین جوانی کے بھری تھی

دن بھر یہ شہریار کشور شجاعت دربار مین جلوہ فرمار ہا شب کو باغ بہار آگین مین جاکر ہمراہ ملکہ کے داد عیش دینے لگا رات بھر گردن مین بانہین حمائل رہین دل سے دل تو ملا ہی تھا ظاہر مین بھی کلیجہ سے کلیجہ ملا رہا حرف وحکایات محبت کی ملاقات مین رات بسر کی کبھی ساق سے ساق رگڑی مسی لب کی اُڑ گئی افشان ماتھے کی بکھر گئی سوائے اسی لڑائی اور بگاڑ کے اور کسی لڑائی کا ذکر بھی نہ تھا گاہے ہاتھا پائی کبھی دھینگا مشتی کبھی ملکہ کا کھلکھل ہنسنا پلنگ پر لوٹنا شہزادہ کا گڑگڑانا کبھی منہ بنا کر بسورنا شہزادی کا بلائین لینا ملکہ کا ہنسدینا چوڑیون کا ٹوٹنا ملکہ کا منھ بنانا سرہانے سے ہاتھ کھینچ لینا فرط حرکت سے ہاتھ کا میلا ہو جانا لعاب شوق سے لب تر ہم بغل شدہ ہے یکدیگر **نظم**

نگاہون سے کبھی پیدا تھی غضب
کبھی وہ آشنا بوسہ سے لب تھے
کبھی تھی ساق ساق پاجامے سے باہر
کبھی مسی بگڑتی تھی لبون پر
کبھی دونون تھے محو حسن رخسار
مریض آرزو سے چشم بیمار
یہ باتین تھین کبھی نوبت سحر کی
جی تقویت سامان **سفر** کی
سفیدی تھی سیاہی سے ہم آغوش
ہجوم شوق کے ٹھنڈے ہوسے جوش

جب پردہ شب ریسمان شعاع آفتاب سے بندھا اور معشوقہ لیلیٰ لے آغوش دہر سے کنارہ کیا **قاسم** نے ملکہ سے فرمایا کہ تم اس قلعہ مین با آرام تمام رہو مین **سیارہ** عیار کو تمھاری حفاظت کے لیے مقرر کرکے تمھین سپرد خدائے کریم کرتا ہون اور بہر فتح طلسم جاتا ہون انشاء اللہ چند روز مین پھر آکر ملونگا تمھارا باپ میرا حال سُن کر اگر اس شہر کے برباد کرنے کو آئیگا تو **عقاب** اس سے لڑیگا پروردگار شر سے دشمن کے بچائیگا یہ فرما کر **عقاب و سلطان** کو طلب فرمایا ملکہ ہٹ گئی شہزادہ نے انسے بھی درباب حفاظت ملکہ تاکید فرمائی اور بہت تشدید و فراز سمجھا کر ارشاد کیا کہ ہر وقت لشکر اپنا تیار رکھنا دشمن سے غفلت نہ کرنا مین طلسم توڑ کر جب آؤنگا مالک طلسم تمکو بحکم خدا بناؤنگا یہ کہکر انکو رخصت کرکے غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کرکے لوح طلسم کو ملاحظہ فرمایا اسمین ظاہر ہوا کہ اے فتاح طلسم دیار عجائبات زمین پر نیرنگ اگر تو عازم جنگ ساحران ہے تو اس مقام پر تو جا کہ جہان **عقاب** سریر حکومت پر بیٹھا ہے اُس تخت کو اُٹھوا اک سنگ سبز زمین مین نصب ہو قلاب اُس پتھر مین لگا ہے قلاب مین ہاتھ ڈالکر بقوت نسل صاحبقرانی پتھر کو اُٹھا دبا دنقب ظاہر ہوگا اُس مین اُتر جانا پھر جہان کہین پہونچنا بغیر دیکھے لوح کے کوئی کام نہ کرنا جو کوئی دوست ملے اُسکو دشمن خانہ راحت کو مدفن جاننا یہان جو تریاق ہے وہ زہر ہے محبت یہان کی قہر ہے انگبین حنظل ہے گلزار ہر ایک جنگل ہے نوش یہان نیش ہے ہر قدم پر آفت درپیش ہے یہ حال لوح سے دریافت کرکے ہتھیار جسم پر آراستہ کیے اور ملکہ سے کہا۔ ع۔ ترا اللہ حافظ ہے ترا اللہ والی ہے ۔ وہ ناکام تاب ہجر کہان رکھتی تھی زار زار رونے لگی انیسین کنیزین گرد شہزادہ کے جمع ہو کر رونے لگین سب کو شہزادہ نے تسکین و تشفی دی ملکہ نے نذر امام ضامن امن علیہ السلام کی اشرفیان باندھین ہر ایک عورت دعا کرنے لگی کہ خدا تعالیٰ ہمارے وارث و مالک کو کامیاب کرے اور

جلد تر صحیح وسالم ہم سے لا ملا دے پھر ہر ایک نے آئینہ دکھایا کہ خدا تمھارا منھ جلد دکھائے بلائین لیکر رخصت کیا ملکہ نے اُسوقت گھبرا کر بیتابانہ یہ کہا کہ کوئی خط تو ہمکو لکھنا لے بیوفا دشت غربت مین بھول نہ جانا **نظم**

کب آئیگا کوئی مجھ تک جواب دیتا جا | تسلیان تو کچھ اے اضطراب دیتا جا

لیے ہین کتنے دل ایک ایک ناز پر تونے | بغل مین بیٹھ کے اُنکا حساب دیتا جا

الغرض شہزادہ ذیجاہ ان سب سے رخصت ہو کر دارالامارہ مین آیا اور تخت عقاب کے بیٹھنے کا اُٹھا کر تختہ سنگ کو دیکھا دامن گردان کے قلاب مین ہاتھ ڈیکر نعرہ اللہ یار وان پاک کیا اور کئی ہزار من کے پتھر کو پہلے ہی زور مین گھٹنے ٹیک کر اُکھیڑا اور علیحدہ رکھ دیا ہر ایک کو اس زور بازو پر حیرت ہو گئی مگر اس فرزند نیلتن نے نقب دیکھ کر بسم اللہ کہہ کر اپنے تئین گرا دیا غلطان و پیچان تحت الثریٰ کی طرف چلا بعد کچھ عرصہ کے پانون زمین سے آشنا ہوے ایک صحرا اے لق و دق مین اپنے تئین پایا جرأت رندانہ سے قدم بقصد ہمت آگے بڑھایا اب اس مرحلہ طلسم کی حقیقت سنیئے کہ یہ اول مرحلہ طلسم ہے اور اُسکی مالک وہی دایہ ملکہ کی **نافرمان جادو** ہے مکان تو اس ابلیسہ کا وہان ہے کہ جہان اُسنے شہزادے کو لا کر قید کیا تھا لیکن قلمو حکومت اسکا اس مقام پر ہے یہ صحرا جہان شہزادہ کا گذر ہوا ہے اُسی کی عملداری مین ہے جب شہزادہ اس جنگل مین وارد ہوا غبار زمین سے اُڑکر بگولا بنا اور اُس قحبہ کو خبر کرنے چلا وہ لکا تہ بادشاہ طلسم سے بعد مقید کرا دینے شہزادے کے رخصت ہو کر اپنی جا سے حکومت پر آئی تھی اور دارالامارہ مین اورنگ حکومت پر بغیرت تمام تر جلوہ گستر تھی کہ بگولے اُڑتے ہوے سامنے آئے اور ان مین سے پیر نکلے اور مجسم بشکل انسانی ہو کر گویا ہوے کہ اے ملکہ ہماری آپ غافل کیا بیٹھی ہین دشمن سر پر آ پہونچا یعنی وہی شہزادہ جسکو آپ نے پیشتر قید کیا تھا لوح طلسم پا کر آپکے علاقہ مین آیا ہے خبر شرط تھی وہ کی گئی آیندہ آپ کو اختیار ہے یہ کہہ کر پھر وہ پیر بگولے بنکر اُڑ گئے اور اُس مفسدہ نے یہ خبر سنکر دست تاسف ملے اندوہ و غم مین پر ملال ہو کر سر بگریبان ہوئی اور کہا افسوس بادشاہ طلسم کا گھر برباد ہوا اُسے غضب اُسنے خداوند کو بھی مارا اور دختر شاہ کو بھی خراب کیا اب مناسب ہے کہ شاہ طلسم سے جا کر اسکا حال کہون پھر آپ ہی کہا کہ اب تو یہ مفسد میرے گھر آ گیا ہے اسکو قید کیے لیتی چلون یہ کہہ کر اپنی بیٹی **شرارہ جادو** کو طلب کیا اور اُسکو جو کچھ فہمائش کی آیندہ بیان اسکا ہوگا اور یہ سب انتظام کر کے بہر گرفتاری شہزادہ روانہ ہوئی اسکا حال بھی مذکور ہوگا ۔ مگر کیفیت شہزادہ والا گہر لکھی جاتی ہے کہ وہ دلاور جب بیابان پر خطر لبیں قدم زن ہوا بگولون کو دشمن طرح چکر مین دیکھا جھاڑیون سے یہ ظاہر تھا کہ برنگ زلف خاطر دشت بین بھی اُلجھن ہے دھوپ کی تپش سے دل حاسد کی طرح جلن ہے پہاڑون کے پتھر جو شرر ریز ہین شمع مجلس مصیبت انگیز ہین درہ اے کوہ نقشہ دہان حریص دکھاتے پھاڑے سے کھلے نظر آتے ہین تمام جنگل خانہ بخیل تھا آنے والا یہان کا ذلیل تھا کھانا ملنا کیسا پانی تک نایاب تھا ہر طائر بیخود خواب تھا مسافر صحرا اے اندوہ و محن بے دانہ و آب خستہ و خراب بد شواری راہ طے کرتا تھا نہ دریا ملتا کہ پیاس بجھاتا نہ سایہ درخت پاتا کہ ٹھہر جاتا کہ بموجب **ابیات**

ہوائیں چلتی تھیں سائیں سائیں تن سے
ہوئے شعلے سے پیدا سب بدن سے

طلسمی سب زمین و آسمان تھے
سراسر سحر کے سامان وہاں تھے

وہاں سے غیر ممکن بچ کے جائے
بشر جانبر نہ ہوتا تھا وہاں سے

گرفتار اجل آئے تو آئے
نکل سکتا نہ تھا قید مکان سے

شہزادہ بہ برکت لوح طلسم ہوشربا سے محفوظ تھا اور قدم ہمت بڑھائے چلا جاتا تھا یہاں تک کہ دو پہر کامل رہ پیمائی کی جب پچھلا پہر دن باقی رہا اور رہ ہرد دشت ظلمات قریب ملک مغرب پہونچا اس بادیہ گرد صحرائے پُرآفت نے بھی اُس جنگل کو طے کیا نیرنگی طلسم سے ایک مرتبہ لالہ زار ہمیشہ بہار میں گذر ہوا یہ مسافت کشیدہ و گرسنہ ضرغہ مین درختان سایہ دار کے آکر ٹھہرا ہوش بجا نہ تھے جان آگئی سبزے نے تراوٹ آنکھوں مین بخشی وہاں بیٹھ کر دم لینے لگا کیفیت سرسبزی صحرا خرمی بخش دل ہوئی محنت کی طے منزل ہوئی ہر سمت گل پھولے نظر آئے شاہدان دہر گویا انجمن مین بہار عارض رنگین دکھلاتے تھے میوون کی اسقدر کثرت تھی کہ زمین وہان کی خوان پُر الوان نعمت تھی پتے جو زمین پر گرے تھے گویا فرش زمرّدی بچھا تھا گلون کی سرخی سے شمع انجمن بہار مین روشن کرنا ظاہر تھا شاہدان چمن برنگ معشوقان لباس سبز سے مزین ہو کر زیب دہ محفل بہار رنگ رلیان مناتے تھے نہالان دشت ایسے پھلے پھولے تھے کہ پھولون نہ سماتے تھے جانوران خوش الحان شاخون پر چہچہاتے ترانے خوشی کے گاتے تھے چشمے وجد مین آکر جوش مین بلبلین خروش مین ابیات مؤلف

سنبل لب جو تھا لہلہاتا
گلشن کی طرح وہ دشت سارا

جس طرح سے مسکرائے جانان
ہر گل جوبن نیا دکھاتا

ہر نخل تھا رشک قامت یار
شاخون پہ تھے مرغ چہچہاتے

ہر گل تھا بہار روئے دلدار
بوئے گل سے مہک رہا تھا

یون کھل رہی تھین گلون کی کلیان
اپنی اپنی سی وہ بھی گاتے

شہزادہ اس بہار کو دیکھ رہا تھا کہ یکایک روبرو سامنے چند تخت اُترے آسمان سے ایک تخت جواہر نگار تھا کمال ہی طرحدار تھا اُس تخت پر ایک معشوق طرحدار سوار تھی اور دوسرے تختون پر کنیزین اُسکی کہ ہر ایک کنیز حور کردار تھی اس غیرت بخش صد بہار کے حسن کی یہ صورت آشکار تھی کہ زلف اُسکی مار سیاہ سے زیادہ زہریلی جس کے کاٹے کا منتر نہین اسکی ہمسر سنبل تر نہین صیاد حسن کی یہ دام ہے آزاد اس سے کہان مرغ دل ناکام ہے دل عاشقون کے اس سے یون چپکے جیسے سنبل پہ قطرۂ شبنم آویزان روئے پُرنور بسان آفتاب شبنم اُس کے روبرو تجلی طور شعاع مہر اُسکو دیکھ کر بیتاب جبین وہ نور آگین کہ رخ سحر اسکے سامنے فق آفتاب حسن کی وہ افق آئینہ خجلت سے روبرو اُسکے پانی پانی سکندر کو سراسر حیرانی صانع خط جبین سے ایسا محظوظ ہوا کہ اُسکو لوح محفوظ کہنا زیبا تھا وصف ابرو کیا تحریر ہو کلک شاخ آہو سے تسطیر ہو طاق حرم تجلی جبہ نمین نہین بسم اللہ کتاب حسن ہے چشم نرگسی سحر نما یا کالا کافر بلکہ ساحر خود ہی ساقی و خود ہی ساغر طائر ہوش کے لیے صیاد مژگان سے دام بردوش غمزہ و ناز مین اُستاد وصف دہن مین باریکی سخن در کار ہے مطلب گم ہر بار ہے سینہ ہر جا تہمان باغ خوبی کی ناشپاتیان جل مشاق لبھاتیاں ان خلاصہ یہ کہ از سرتاپا وہ صنم زیبا خدا کی شان تھی یہ اُسکی آن بان تھی نظم

سراپا اس مین پیدا تھی نزاکت ۔ بلا کا قد بالا تھا قیامت ۔ بھرا ہر اک سخن مین اسکے اعجاز
ادا سے اس نے معشوقانہ انداز ۔ بلائے جان تھے گیسوئے سیہ فام ۔ جنھین دیکھے سے جائے صبر و آرام
قیامت تھی وہ آنکھین سحر آمیز ۔ نگہ کرتی تھی ہر دل پہ چھری تیز ۔ پتہ پائے نہ ہرگز عاشق زار
بنے مثل نرگسی آنکھونکا بیمار ۔ طبیعت جال مین زلفون کے الجھے ۔ پڑے ایسی گرہ ہرگز نہ سلجھے
گل عارض سے تھا گل کھلا تھا ۔ کنوان چاہ زنخدان کا جھکا تھا ۔ غرض وہ تخت سے اُس جا پہ اُتری
ضیائے مہ تھی جو صحرا پہ اُتری ۔ تجلی تھی کہ کے درمن ناز کے ساتھ ۔ اُٹھایا ہر قدم انداز کے ساتھ

کنیزان عنبر نے ایک چشمہ کے کنارہ سبزۂ زنگاری پر فرش اطلس سرخ بچھایا چشمون کو سرخ و بنایا کشتیان شراب ارغوانی کی ساغر بلورین اور چنگیر جو گھڑے وغیرہ سلمنے مسند کے چن دیے جب بزم آراستہ ہو چکی وہ زینت انجمن مسند پہ آکر جلوہ فگن ہوئی اُسوقت اُس صحرا کی رونق و سرسبزی کا عجب عالم تھا کہ گلہائے عارض شاہدان سبز رنگ کھلے تھے جاندنی کا لب جو مزا ہر کیف تھا اُس گلبدن کا گیسوئے مشک بار دماغ شاہد بہار بسا تا تھا جا۔ گھڑی دن باقی عجب انجمن اور عجب ساقی دھوپ کی ہلکی ہلکی زردی سلطان ہما کے ملازمون کی سنہری وردی جانوران صحرا خوش فعلیان کرتے پرند اُڑتے پھرتے مرغان آبی ندیون پر لوٹ لوٹ کر رہے سبزۂ نوخیز لہلہاتا پانی چشمون کا تراوٹ آنکھون مین دیتا ایسی بہار مین معشوقان گل پیرہن کا بر لب جو محفل آرا ہونا زاہدان خشک لب کو تر دامنی کرا تا دل سے توبہ کو بھلاتا غرضکہ جب وہ رونق کاشانۂ بہار مسند پہ بیٹھی بہرین پانی کی دیکھتی تھی اور ساغرِ مے لبونسے لگا کر چشمۂ حیوان مین حباب پیدا کرتی تھی اُسی کیفیت فرح افزا مین یکایک گوشۂ صحرا کی طرف سے نعرۂ عاشقانہ کی صدا پیدا ہوئی اس بہار کے لیے دیوانہ بھی درکار تھا بغیر قیس سونا یہ دشت پر خار تھا اس لیلی غدار کا مجنون بھی آیا دل پر داغ و جگر پرخون بھی آیا آشفتہ گیسو زرد لب دہ ہو کر گریبان چاک سر پہ اُڑا تا خاک آنکھون سے سیل اشک روان نہ تابت آستین نہ دامان اس ہیئت سے ایک شخص بے سر و سامان دکھائی دیا عقل و خرد سے دور انسان دکھائی دیا بیاب خاک اُڑاتا تھا دامن صحرا کی دھجیان بناتا تھا اور حالت دیوانگی مین یہ اشعار زبان پر لاتا تھا آہ سرد کی ہوا چلاتا تھا نظم

بھیجا ہے ہمارے پیک غم کو ۔ زنجیر ہلا رہی ہے ہم کو ۔ اب وحشت کہان کہان یہ دلگیر
آئے ہین پیام طوق و زنجیر ۔ اب قید ہی ہم ہین اور زندان ۔ سنسان رہیگا یہ بیابان
ہے ہم سے جنون کا گرم بازار ۔ جب ہم نہ ہوے کہان یہ دربار ۔ جب وہ دیوانہ قریب اُس

پری کے جو کنارہ دریا پہ نگن تھی پہونچا بے اختیار پکارا کہ اے سفاک و قتالہ خنجر ابرو کا ایک وار ادھر بھی لیکر دیکھو کر دل بھی ہے اور جگر بھی اُس غارتگر ہوش نے یہ صدا سن کر عاشق شوریدہ سر کی طرف دیکھا اور تیغ نگاہ سے کام اُسکا تمام کیا یہ عالم ہوا کہ ابیات لمولفہ

جھجک کر جھجک رہ گئی ایکبار ۔ بلا شُن ہو عشق لاکہ ادا پر نثار ۔ سمٹ کر بدن کو چرانے لگی

حیا نیچی نظریں دکھانے لگی تو | کبھی چوری چوری سے دیکھا ادھر | کبھی منہ کو شرما کے دیکھا ادھر
کبھی ہنس کے دیکھا کبھی رو دیا | کبھی ہاتھ مل کر تاسف کیا | پھر بصد انداز اس سراپا ناز نے

آہستہ سے کہا کہ اے عاشق بیتاب واسطہ اپنے دین و شریعت کا اپنی جوانی پر رحم فرما جلد یہاں سے چلا جا اس میں ظالم کے بس میں ہوں طائر اسا مقید قفس میں ہوں تو کیوں اپنی جان گنواتا ہے یہ کہکر رونے لگی گوہر اشک پرونے لگی پھر تو شیدائے یکہ تجربہ میں عجب عالم ہوا کہ دل آپکی بیکسی پر سینا تھا فقط مثنی انا برشاد دستان گو

یہ کتنے دنوں سے بجور دخواب | تھی صدمہ عشق سے وہ بیتاب | کرتا تھا یہ باتیں شور کرکے
رہجاتی تھی وہ اسپور کرکے | پر لیتا تھا دور سے بلائیں | دکھلاتی تھی وہ اپنی وہ ادائیں
کہتا تھا کہاں ہے یہ جاتی | انگلی تھی وہ دانت سے دباتی | ہو چین بجبین وہ شکر لاتی
معشوق بن اپنا تھی دکھاتی | کہتا یہ جواب بات کا دو | پھر پھیر کے مری طرف کو دیکھو
ورنہ میں اپنی جان دونگا | تنکے چن چن کے میں مرونگا | وہ کہتی خفا ہو فیل مت لاؤ
رسوا نہ کر بس اب چلے جاؤ | تا حسن تلک ٹھنڈی سانس بھرتے | خون اپنا عبث ہو ہم یہ کرتے
واہی ہو زیادہ مت بکو تم | جا کر کہیں اور جان دو تم | ہے ایسا جو دشمنوں کو سودا
قصد ین کھلوا دلئے گھر جب

اس عاشق پریشان نے رکھائی جانان کی دیکھکر بہ منت کہا کہ اے ساقی بیجاب مجکو یہ تمنا ہے کہ ایک جام شراب اپنے لبوں سے لگا کر تو مجکو عطا کر کہ میں اسی وسیلہ سے تجھے لب بلب ہوں کہ بیت

با یار شکر لب و گل اندام | بے بوس و کنار خوش نباشد

اس نازنین نے آنکھوں کو پھیر الیعنی ساغر انکار کو چھلکا دیا کہ نہیں اس عاشق نے پھر منت کی ناچار معشوقہ نے تیوریاں چڑھا کر جام مے گلفام سے لبریز کیا اور اپنے لبوں سے لگا کر پیمانہ چشم کو گردش دی اور دست نگارین سمت شیدا بڑھایا آفتاب مرحمت نے ذرہ نوازی کی کمین محبت سے طلوع ہوا عاشق سرشار دوڑ کر قریب اس ساقی کے آیا چاہتا تھا کہ جام دست رنگین یار سے لوں لیکن فلک کو رشک آیا آندھی پیدا ہو کر ایک دیو زبردست تیوری چڑھاتا ہوا چھوڑے اس پری کے پاس آیا اور پکارا کہ بیت سب نا زاٹھا سکتے پہ ہم دیکھا نہ جائیگا ؛ دیکھو رقیب آج کیا اپنا پائیگا ؛ اس گلبدن نے بگڑ کر کہا اور دیو میں نے تجھ سے ہزار مرتبہ کہا ہو کہ تو میرے مقدمہ میں دخل نہ دیا کر میں نے اس بیچارے سے واسطہ ہی کیا ہے میں قسم کھاتی ہوں کہ اس شخص کی پہلو میں میں کبھی نہیں بیٹھی ہوں یہ ہمیشہ میرا عاشق زستا ہی رہا پھر اگر میرے دیکھنے کو یہ آگیا تو پھر گناہ نہ کیا نہ صاحب میں ایسی قید تیری نہ اٹھاؤنگی اد موئے تو کیا میرا حاکم ہے کہ تیرے مارے میں کسی سے بات نہ کروں میں کسی کی لونڈی باندی نہیں ہوں دیو نے کہا اے جان من اس تیرے عاشق کو آج بغیر قتل کیئے نہ رہونگا یہ کہکر جانب عاشق لپکا اس سیمتن نے اسے اٹھکر روکا اور کہا اے دیو تجکو میری جان کی قسم تجکو حضرت سلیمان کی قسم جو تو اس بیچارے کو ستائے دکھ میں کہے دیتی ہوں کہ میرا کہنا جو تو نہ مانیگا پھر میں تیرے

پاس رہوں گی اور ہر ایک سے ہنسا بولا کرونگی دیو نے کہنا اس ماہ پارہ کا مطلق نہ سُنا اور اس عاشق خستہ تن سے لپٹ گیا وہ گلرو چپٹنے لگی اور کہتی تھی کہ اے عاشق نامراد و ناشاد میں تجھ سے کہتی تھی کہ یہاں نہ ٹھہر مجھ سے بات نہ کر تو نے نہ مانا آخر اس ظالم کے ہاتھوں تیری جان گئی یہ معشوقہ باتیں تو کر ہی رہی تھی کہ ایک طرف سے شور فریاد اور سنائی دیا اور ایک ادھیڑ عورت کو دیکھا کہ برہنہ سر زانو پیٹتی منھ پر طمانچے لگاتی ہائے فرزند ہائے ہائے بیٹا کہتی آتی ہے اور اُسکے ساتھ اور بہت سی عورتیں سر و سینہ پیٹتی اے میرے شہزادے ہائے ہائے گود دن کے پالے کہتی آتی ہیں اور وہ عورت جو ادھیڑ ہے اس طرح روتی ہے کہ دل سنگ بھی آب ہوتا ہے صبر و قرار آرام خاطر طائران و وحشیان صحرا کے دل سے جاتا ہے اور یہ بین کرتی ہے

نظم

ہے ہے میرے دل کے چین بیٹا
دم بھر بھی ہوے نہ شاد فرزند
اب کو کدھر چلی یہ ماں کدھر جائے
کیونکر دیکھوں گی دم نکلتے
کب رات کو چین سے میں سوئی
اون دیو کو منھ میں دھرتے دیکھوں

ہے ہے میرے نور عین بیٹا
پالا تھا تمھیں برائے غربت
آتی نہیں موت بھی کہ مرجائے
پائی جب دار ی تو بیستی
تم روئے تو رات بھر میں روئی

ہے ہے میرے نامراد فرزند
میں زندہ ہوں تمکو کھائے غربت
بچے لوگو یہ غضب ہیں سپلتے
صدقے ہو ہو کے تیسہ جیتی
آج اس طرح تمکو مرتے دیکھوں

اسی طرح زاری کنان وہ سب عورتیں متصل اُس جوان کے پہنچیں اور دیو کی بھی منتیں کرنے لگیں لیکن اس لعین نے نہ مانا اور چاہتا تھا کہ اُس جوان کو چیر پھاڑ کر کھا جائے اسوقت (ا م) ادھیڑ عورت نے بلبلا کر چاروں طرف نگاہ کی اور شہزادہ **قاسم** کو ایک سمت استادہ دیکھ کر پکاری کہ اے نوجوان میں نے سُنا ہے کہ آپ وارث غریبان و والی بیکسان ہیں فرزند **حمزہ صاحبقران** ہیں واسطہ اپنے دین و مذہب کا میرے بچے کی جان بچائیے اس بلا سے چھڑائیے یہ فریاد اسکی سنکر شہزادہ دلاور نے نعرہ مار کر باش اے دیو جفا کار اور جھپٹ کر اپنے تئیں قریب اسکے پہونچا یا دیو اس نوجوان کو چھوڑ کر اُس بہادر سے لپٹ گیا کشتی بصد درشتی شروع ہوئی سحر چلنے لگی وہ عورت اور عورتوں سے گویا ہوئی کہ ارے لوگو دعا کرو کہ یہ پرایا پوت اپنی میّا کا لال جو مجھ دکھیا کے بچے اس آفت میں پھنسا ہے اس موذی کے ہاتھ سے نجات پائے سب عورتیں گود پھیلا کر شہزادہ کو دعائیں دینے لگیں اور وہ ادھیڑ عورت شہزادے کے پاس اُسی کشتی لڑنے میں آئی اور بلائیں بار بار لیتی تھی کہ تیرے صدقے تیرے قربان تیری جننے والی کا کلیجہ ٹھنڈا رہے خدا کرے وہ اپنی مانگ کوکھ سے آباد رہے جیسا اُسکا بچہ میرے اسوقت آڑے آیا یہ کہتی تھی اور بلائیں پشت کی طرف ہاتھ پھیر کر شہزادے کی لیتی تھی اُسی دست بُردی میں تعویذ لوح کا اُسکی گردن میں سے اپنے کاٹ دیا اور دوسرے ہاتھ سے لوح کو کھینچ کر اپنے قابو میں کیا شہزادہ بہ برکت لوح اُس دیو پر غالب تھا اور اُسکو پچھاڑا چاہتا تھا لوح کے جانے سے ٹھیا نے لگا دست و پا جیطاقت ہوے یقین تھا کہ زیر ہو جائے اسوقت بموجب ع - خدا مہربان ہو تو کل مہربان ہو نیکی آگے آئی وہ جوان عاشق کہ بیٹا ہے **نافرمان** کا اور وہ ادھیڑ عورت وہی دایہ اسکی ماں ہے ہُنی شیطانیت نے

ایک عورت کو پہلے معشوقہ بناکر بھیجا تھا اور دیو مالک مرحلہ سے کہہ دیا تھا کہ تو ایسا کرنا بس اس مکر سے لوح اُس نے
شہزادے سے لی ہے چنانچہ فرزند دایہ مذکور ہمت مردانہ شہزادہ دیکھ کر بر سر ترحم ہوا کہ اس بیچارے نے میرے واسطے
اپنی جان گرامی کو دریغ نہ کیا کیسا میرے بدلے اس دیو سے لڑنے لگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ ایسا بہادر
مبتلائے بلا ہوکر مارا جائے چنانچہ ایسا کچھ سوچ کر دوڑا اور اپنی ماں کے گلے سے لپٹ گیا اُسنے محبت بیٹے سے لپٹا لیا
اُسنے ایک ہاتھ اُسکے منھ پر رکھا اور دوسرے ہاتھ سے گلا اُس طرح دبایا کہ وہ بڑھیا پیرزال فرہادکش جان شیرین
سلامت نہ لیجا سکی روح نجس اسکی بُرے مقام کی طرف سے نکلکر قعر جہنم مین پہونچی اور اُس رحم دل نے لوح
لیکر شہزادے کو دکھائی شہزادہ نے دیو کو اُٹھا کر زمین پر مارا اور سر اُسکا دھڑ سے کھینچ لیا ادھر اُس دایہ کے مرنے کا
شور برپا تھا اب دیو کے مرنے کا غلغلہ بلند ہوا اور تمام جنگل برباد ہوا درخت جڑ سے اُکھڑ گئے پانی چشمون کا
خشک ہوگیا اندھیان آئین بیرون نے اُس کے فریاد کی اسی تاریکی مین وہ نازنین عورت مع سب عورتون کے
بھاگ گئی اور لاش دایہ اُٹھا کر جانب بادشاہ طلسم گئی جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا فرزند دایہ شرارہ جادو نے سر عجز
قدم اقدس شہزادہ پر جھکایا اور اپنی ماں کے مکر سے آگاہ کیا شہزادے نے سر اُسکا سینہ سے لگا کر اُسکی خیرخواہی کا شکریہ
ادا کیا اور فرمایا اے بہادر انصاف پسند تو میرا بھائی ہے مین عمر بھر تیرا احسان مانونگا اُسنے عرض کیا کہ میرے قلعہ
مین تشریف لے چلیے سب کو مطیع اپنا کیجیے شہزادہ اُسکے ہمراہ کچھ دور چلکر قلعہ نافرمانیہ مین آیا اور اُس سے فرمایا کہ
تم میرا خط لے کر اپنے ہمراہ اُن لوگون کو جو تمھارے دوست ہون اور جانب قلعہ جام روانہ ہو کیونکہ بادشاہ
طلسم میرا حال سُنکر یہان آئیگا اور مین فتاحی طلسم کو جاتا ہون تم کو تنہا پاکر ضرر پہونچائے گا یہ حکم سُنکر وہ آمادہ سفر
ہوا اپنے افسران لشکر اور اکابرین شہر کو بلا کر سوال اطاعت کرنے کا کیا جسنے کہ اطاعت کی اُسکو اپنے ہمراہ لیا
اور مال و اسباب بار کرا کے شہزادہ سے نامہ لیا شہزادہ نے **عقاب بن جام** کو سرفراز نامہ لکھا کہ اے
بادشاہ شہر جام یہ دوست صادق اور محب واثق ہمارا تمھارے پاس آتا ہے بجائے ہمارے اسکو سمجھنا اور بڑی
آسائش سے رکھنا یہ نامہ لیکر وہ روانہ ہوا اور مرحلہ ٹوٹنے سے راستہ تو کھل گیا تھا ہی بہت جلد شہر جام مین آکر
مقیم ہوا ادھر شہزادہ اس قلعہ سے نکلکر اور آگے چلا لیکن بادشاہ طلسم کا ماجرا سنیے کہ وہ اپنے دربار مین کہہ رہا تھا
کہ شہر جام کے تسخیر کرنے کا مدت سے مین ارادہ رکھتا تھا دیکھیے خداوند نے ایسی قدرت نمائی کی کہ وہ شہر آپ ہی
تسخیر ہوگیا اور نبیرۂ حمزہ بھی قتل کیا گیا سب کام میرے ہوگئے یہ کہہ ہی رہا تھا کہ رونے پیٹنے کی صدا کان مین
آئی اور روتے ہوئے کنیزین لاش نافرمان لیے اُتری اور پکارین کہ اے شاہ طلسم دایہ اس طرح سے ہلاک
ہوئین جملہ ماجرا دایہ کے مکر کرنے کا عرض کیا شاہ یہ حال سُنکر غش ہوگیا اور کف افسوس ملکر کہتا ہوا کہ ہائے افسوس
یہ خداوند نہ تھے وہی مسلمان تھا جس نے خداوند کو ذبح کیا اور خون اُنکا ہمارے ماتھے پر لگایا اب ملک بھی گیا
بیٹی بھی خراب ہوئی مین جانتا ہون یہ میری دخترنے کچھ تدبیر کر کے خداوند کو قتل کرایا غرض دیر تک یہ بادشاہ اپنے
حال پر روتا رہا پھر لاش دایہ کے اُٹھنے کا حکم دیا اور آپ طلسم کشا کی گرفتاری کے لیے جانے کا ارادہ کیا اُس وقت

ایک ساحر جبران جادو نام سردار ذی احترام دربار میں حاضر تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض پیرا ہوا کہ حضور
جانب شہر جام جائیں اور مطیعان شہزادۂ ناکام کو گرفتار فرمائیں میں جاتا ہوں اور اُس بدانجام کو مع فوج چھین کر
قید کرکے لاتا ہوں بادشاہ نے اُسکو خلعت رخصت عنایت فرمایا کہ وہ روانہ ہوا حال اسکا وقت پر
بیان ہوگا بعد اُس کے جانے کے بادشاہ نے حکم آراستگی لشکر دیا نفیر سحر پھنکی کرنا کا شور بلند ہوا نائے ترکی کی
صدا سے ترک فلک چکرایا ہر ساحر توسن غضب پر سوار ہوا قہر خدا آشکار ہوا روے ہوا ابر سحر سے رنگین تھا
رشک دہ نگار خانۂ چین تھا مار و عقرب کی بارش تھی بیروں سے سازش تھی کئی لاکھ ساحر مار و اژدر پر سوار
تھے ہاتھوں میں تازیانۂ مار رکھتے جادو کی پڑھنت سامری کے منتر پڑھتے اپنے کرتب دکھاتے تھے پرے
جمائے روے ہوا پر نظر آتے تھے جب لشکر تیار ہوچکا بادشاہ نے سوار ہونیکا قصد کیا اُس وقت اور دو
سرداروں نے کہ نام اُن کے نیران و ہومان جادو تھے عرض کیا کہ اے شاہ آپ توقف فرمائیں
ہم جاتے ہیں اور سب مفسدوں کو پکڑ لاتے ہیں بادشاہ نے اُن کو رخصت فرمایا اور کہہ دیا کہ میری دختر کو بھی
اسیر کرکے بحال خراب لانا یہ دونوں اژدر سحر پر سوار ہوکر اُس لشکر گران کو ساتھ لیکر روانہ ہوئے اور کسی جگہ
راہ میں قیام نہ کیا برسم یلغار چلے یہاں تک کہ بہت جلد قریب قلعہ جام پہونچ کر سواری قلعہ مذکور کو لینا چاہا
یہ خبر عقاب کو پہونچی کہ فوج دشمن سر پر آگئی وہ بھی اپنی فوج تیار کراکر باہر قلعہ کے نکلا ساحر اُڑتے
ہوئے آئے دلاوروں نے پرے جمائے غول ہر سمت چلائے اگیا بیتالوں نے اُس انجمن سحر میں چراغ جلائے
بیروں نے جھنجھٹیں بجائیں یوں ہیں جہاں آئیں بربجی تھالیوں کی چھت بندھ گئی شعلہ ہائے سحر رقصاں ہوئے ڈھیرو
بجا بیروں کے راگ شروع ہوئے مہر سحر ایسا ہوا کہ ڈھول اجھو بجنے لگا غرض ساحروں نے دیے سحر کے جلائے
بیر جو لیے دیے تھے اُسوقت کام آئے زمین ہیبت سے شق ہوگئی ابر چھا گیا آندھیوں کا طوفان عالمگیر ہوا
اسی ہنگامہ آفت زا میں برق شمشیر چمکی یعنی ہومان و نیران نے حکم دیا کہ فوج ہماری کئی لاکھ ہے اور گروہ
مخالف چند ہزار پھر کیا ضرور ہے کہ ایک ایک سے لڑکر دیر لگائے اُن کو ہر سمت سے گھیر کر مار لینا چاہیے
افسران لشکر بعلم لشکر محاصرہ پذیر ہوئے چار طرف سے گھیر کر فوج نے حملہ کیا مار مار کی صدا بلند ہوئی اژدہے کاٹ
دلاوروں نے نعرے مارے ساحر تو ناچاری کو دھڑ کے پاس اپچ دینے لگے دشمن کی جان لینے لگے ہزارہا
نشان کفر و ضلالت کی جبین شان کھلگئے میدان جنگ میں مرنا مرد تلگئے غازیوں نے جسد کو مسافر روح کیلئے
دشت ہولناک بنادیا آتش غیظ و غضب بھڑکا کر جنگل جلادیا نارنج ترنج ناریل گولے وغیرہ اُچھلنے لگے یہ گو
اور یہ میدان گویا کہتے تھے آگ دھتورے کے پھل پر ہر ایک بن بھنگیا لی تھی گوگل کی چراہند ہر جان
چڑھندی ہوکر بھاگی تھی ایکطرف دلاوروں نے ترکش خالی کردیے تھے تیروں کے بیروں نے کلیجے بھینٹ
میں لیے تھے سپریں کالی کالی تھیں بلکہ کالی کلکتے والی تھیں تلوار خون آلود جوان بر پڑتی تھیں کالی کی
نکلی ہوئی زبان کا نشان دیتی تھیں کمانیں چلا چلا کر حوا ایسا بے ہمتی تھیں کہ سُن کر تن سے جانیں نکلی تھیں۔

تیرون کی سائین سائین بھی زال جفا سحر پڑھتی تھی یون کی صورت چھائی تھی بھی تلوارون کے ضیا کے چھو منتر کی صدا بھی خنجر عامل جان کے سینے حصار تھے کلہ عمود کا چلتا تھا گویا ساحر سحر پڑھتا تھا تیغ کا افسون بڑا جلالی بہت۔ نقد رجالی تھا کہ بموجب **ابیات**

وہ بادِ مخالف بھی رن مین چلی
روان تیر کا مینہ فوراً ہوا
کہ سر چڑھ کے وہ جان کو لیتے تھے

نہ کلوانہ پھیرون کا یہ شور تھا
گئی نخلِ ہستی کی مرجھا کلی
جو تھے سحر خوان کلہ ہائے عمود
اُنھین بھینٹ مین مغز سب دیتے تھے

جو کچھ تیر کا تیغ کے زور تھا
جو سوفار کے لب نے منتر پڑھا
بڑہی اُنکے جادو کی دن مین نمود

از بسکہ **عقاب** فوج کم رکھتا تھا بسبب گلدستہ طلسم کے ہمیشہ بادشاہ طلسم پر غالب آتا تھا کیونکہ اُسکے باعث سے سحر اُس پر اثر نہ کرتا تھا وہ گلدستہ اب باقی نہین پس لشکر سارا کام آیا بہت سے ساحر فرار ہوے ملک **سلطان وعقاب** زخمون مین چور ہوکر میدان مین گرے ساحران عدو نے بلوہ کرکے سب کو گرفتار کر لیا بہت ساحر ہلاک ہوے باقی بھاگ کر زندہ بچے دشمنون نے طبل فتح وظفر بجایا **ہومان وتیران** نے قلعہ پر حملہ کیا رعایاے شہر دست ادب باندھ کر باہر نکل آئی اور عرض رسا ہوئی کہ ہم خیطا ہین اُن کو امان ملی تمام شہر تسخیر ہوا **سیماؔ عیار** بھاگ گیا اور قیدیون کو طوق وسلاسل پنہا کر ہومان محل مین گیا اور ملکہ بنفشہ کو مع انیسون وغیرہ کے اسیر کیا اس قدر عزت اُسکی رکھی کہ زنجیر طلائی پاؤن مین ڈال کر پالکی مین سوار کر لیا ملکہ کا یاد مین شہزادے کی آہ وزاری کرنا گریہ وزاری کرنا آگے بیان ہوگا الغرض سحر کے تختہ پر قیدیون کو ڈال کر شادان وفرحان یہ ساحر باد فلک طلسم کی طرف روانہ ہوے اور بہت جلد راہ طے کرکے پہونچ گئے شاہ نے قیدیون کو زندان سخت وصعب مین بھیجا اور فرمایا کہ وہ نبیرۂ **حمزہ** بھی گرفتار ہوکر آئے تو اُسی کے ساتھ سب کو قتل کرونگا یہ سب تو بیچارے قید مین ہین بادشاہ طلسم **انتظار ببران** مین ہے لیکن شہزادہ **قاسم** جو قلعہ نافرمانیہ سے نکلکر روانہ ہوے نیرنگی طلسم راہ مین دیکھتے چلے جاتے تھے یہان تک کہ ایک روز صحراے سبزہ نار دمیدہ خرم وپُربہار مین گذر ہوا کبھی ایسا گلشن بھی نظر سے نہ گذرا تھا صحرا ایسا تھا کہ تختے ہزارون جا بجی وزان باد بہاری درختون کی سبزی زبان برگ سے آنکھون سکھ کلیجے ٹھنڈک لیتی گلہاے رنگا رنگ کی سرخی آنکھون مین کھبتی شاخین مالِ اثمار سے جو نہال تھین ہر ایک اہل کرم سی جھکی ہوئین بے سازو برگی سے بری دست خزان کے ظلم سے بری ہوئین چمن آراے باغ عالم نے وہ وہ گلکاریان اُس صفحہ صحرا پہ بنائی تھین کہ مرقع دہر مین ایسی صنعتین کہان نظر آئی تھین گلہاے خود رو سے چراغ ایوان بہار مین روشن صدر نشینان انجمن گلہاے چمن تھے پھولون کا جگہ جگہ انبار طرفہ بہار **نظم**

گل کھلے تھے ہر طرف کو بیشمار
وہ کنول تھے شمع ایوان بہار

چہچہاتے نغمہ سنجان بہار
جنگ مین فوج خزان سے ترک غل

تھے کنول کے پھول چشمون مین کھلے
تختۂ صحرا تھا میدان بہار

اُس دشت رنگین میں ایک طرف کو ایک دیو لکڑی کا استادہ اور ایک ہاتھ مین اس کے طنبورہ تھا

دوسرے مین گرز رکھتا تھا اور دوسری جانب کو ایک جوگن کھڑی تھی وہ بھی تصویر لکڑی کی تھی اُس کی
صورت مثل پری تھی حلقہ زری سر پر تھا کنڈل اور مندرے کانون مین پڑے تھے بال سر کے بکھرے ہوے
تھے ہاتھون مین سمرنین موتیون کی بندھی تھین پشواز زرتار پہنے تھی وہ حسن و صورت رکھتی تھی کہ واقعی تصویر آذری
تھی زلف اُسکی بکھرے ہوے کافر کیشی تھی آنکھ ہر ایک جادو بھری تھی چتون سے فریب ہویدا سر تا پا ستمگری
کا نقشہ بین کاندھے پر رکھے لبون سے تبسم ظاہر نگاہون سے عشوہ و غمزہ ہویدا دیو کو دیکھ رہی تھی گویا دیو
کے مقابل مین پری تھی شہزادہ یہ حسن زیبا اُسکا دیکھ کر عالم حیرت مین تھا کہ یکایک ایک طوطا اُڑتا ہوا آیا
اور جوگن کے سر پر بیٹھ کر پکارا کہ اے ناہیدہ طلسم شہزادہ والا نژاد ایسا شخص قدردان اس دشت مین اتفاق
سے تشریف فرما ہوا ہے کچھ ہنر اپنا اُسکو دکھا یہ کہنا تھا کہ وہ تصویر انسان ہوئی اور بین بجانے لگی جوگیا گانے
لگی اور اس طرح ناچی کہ دل قابو مین شہزادے کا نہ رہا گویا ناہیدہ فلک کا ناچ برج سنبلہ مین ہوتا تھا یہ اُس کا
عالم تھا کہ بقول میر حسن **مثنوی**

روان و دوان کر دیا جان کو
سراپا دل اس لعبت چین ہر

ہوئین بین پر انگلیان یون دوان
رلایا ہر ایک جن و انسان کو
رہا تن بدن کا نہ کچھ اسکو ہوش

کہ ہاتھون سے اسکے ہوا دل روان
نظر حسن پر گاہ گہ بین پر
بنا گل وہ جون نقش با چشم و گوش

یعنے شہزادہ اسکے گانے بجانے پر ایسا شیفتہ ہوا کہ آئینہ کی طرح حیران سکتے مین کھڑا تھا اسی اثنا مین وہ جوگن
ناچتی ہوئی سامنے اُس دیو کے گئی وہ بھی گرز پھینک کر طنبورہ بجانے لگا اور ناچنے لگا شہزادہ مالک لوح طلسم تھا
اس سبب سے ہوشیار رہا ورنہ بیہوش ہوجاتا از خود فراموش ہوجاتا اُسی بیخودی مین یہ خیال آیا کہ لوح کو ذرا
دیکھو یہ کیا ماجرا ہے بس دوڑ کر لوح کو ملاحظہ کیا اُسمین لکھا کہ اے فاتح طلسم یہ سب نیرنگی طلسم ہے جادو کا ڈھکوسلا ہے
تو لوح طلسم کو ان دونون جوگن اور دیو کے درمیان مین ڈال دے پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھے شہزادہ نے
فوراً لوح کو اُتار کر درمیان مین ان دونون کے ڈالا لوح کے گرتے ہی وہ طوطا جو جوگن کے سر پر بیٹھا تھا اُڑ کر
دیو کے سر پر جا بیٹھا اور پکارا کہ اے دیو مار اس غیبانی کو کہ اسنے خواہ مخواہ کی تتنی بجا رکھی ہے یہ سننا تھا کہ
اس دیو نے طنبورہ پھینک کر گرز ہاتھ مین لیا اور چیخ دیکر سر پر جوگن کے مارا جوگن نے بین کو دیو کے سر پر مارا
کہ بین سے شرر نکل کر اُسکو جلانے لگا اور گرز سے آتش پیدا ہو کر رخت ہستی جوگن کو جلانے لگی دھڑ دھڑ دونون
جلکر خاک ہوے صحرا بھی سب برباد ہوا اور طوطا بھی جل گیا آندھی آئی آگ برسی آواز آئی کہ مارا
ناہیدہ جادو کو بعد کچھ عرصہ کے جب وہ ہنگامہ موقوف ہوا ایک ساحرہ کی لاش پڑی دیکھی پھر اُس نعش کو
بگولے اُڑا کر جانب شاہ طلسم روانہ ہوے اور شہزادہ سجدہ شکر بجا لا کر آگے روانہ ہوا اور جب بہت دور نکل گیا
ایک کوہ پرشکوہ نظر پڑا درہ مین اس پہاڑ کے قدم رکھا تاریکی پائی بدشواری وہ راہ طے فرمائی جب درہ سے
باہر نکلا وہین مبتلائے حیرت کہ جہان ملک سلطان کی زوجہ کو قید سے زنگی کے چھڑایا تھا نظر آیا اور اپنے
لشکر کو اُترا ہوا پایا اندر لشکر کے قدم زن ہوا سمجھا کہ یہ مرحلہ جو ٹوٹا تو شاید اس طرف کا راستہ طلسم کا کھل گیا

لشکریون نے شہزادے کو پہچان کر غلغلۂ شادمانی بلند کیا ہمایون بن شداد سالم شیر شکار ترک جوشن پوش معظم خان بن بہرام اپنے سردارون کو دیکھا کہ میرے غم مین لباس فقیرانہ پہنے اس وقت فرط عشرت سے ہنستے ہوئے آتے ہین شہزادہ نے اُن کو بڑھ کر گلے سے لگایا اور اندر بارگاہ کے تشریف لایا مسند زرنگار پر تشریف فرما ہوا سردارون سے حال فتاحی طلسم بیان کیا بعد خاصہ منگایا میوہ کچھ نوش فرمایا اور بسبب خستگی راہ کے پلنگ جواہر نگار پر جاکر آرام فرمایا ہنوز اچھی طرح نہ سویا تھا کہ آواز ہیبتناک کان مین آئی گھبرا کر اُسکی آنکھ کھلی ایک ساحر خبیث صورت کو سرہانے استادہ پایا کہ لوح طلسم اُسنے گلے سے اُتار لی ہے اور کھڑا ہنس رہا ہے یہ حال دیکھتے ہی گھبرا کر اُٹھنے کا قصد کیا دیکھا تو آدھے دھڑ کا دم نکل گیا ہے ناچار خاموش ہو رہا اور اس ساحر شیطان سیرت نے نعرہ کیا کہ منم بہران جادو ارے مفسد بہت دنون اُڑتا پھرا سارا طلسم تو نے برباد کیا کاہے کو تو پھنستا جو مین یہ دام تزویر تیرے لشکر کی شبیہ بنا کر نہ بچھاتا یہ کہہ کر اُس ملعون نے خوب سحر مین اُس بہادر کو جکڑا اور اپنے ساتھ کے ساحرون کو لیکر شہزادہ دلاور کو تخت پر ڈال کر روانہ ہوا اور خدمت شاہ طلسم مین لایا بادشاہ طلسم شہزادہ کو مقید دیکھ کر اُچھل پڑا اور کلاہ اپنی اچھالی رانون پر ہاتھ مارے سب اہل دربار مبارکباد دینے لگے فرط عشرت سے باہم گلے ملتے تھے نعرے خوشی کے مارتے تھے بادشاہ نے اُسی وقت حکم دیا کہ اور سب قیدیون کو لاکر زیر تیغ بٹھاؤ یہ حکم سنتے ہی جلادان قوی بازو زشت رو حاضر ہوئے مجرمون کو لاکر بوریون پر بٹھا دیا دفعتہً شور اُٹھ گیا کہ سب رعایائے شہر آکر قتل ہونا مفسدون کا دیکھے ملکہ بنفشہ کو بھی مشکین باندھ کر پہلوے شہزادہ مین زیر تیغ بٹھایا اُسکی مادر ناکام نے بھی حال اسیری دختر نیک انجام سنا لیکن خداوند سکندر کے قتل ہونے کا ماجرا یاد کرکے اور بربادی طلسم خیال کرکے اپنی مرتبہ شر و فساد شوہر سے کرنا مناسب جانا صبر کرکے چپ ہو رہی یہان سامنے دارالامارہ کے جو میدان تھا اُس مین دار بین استادہ ہوئین فوج مسلح و مکمل ہو کر بہر حفاظت آگئی خلقت شہر کی جمع ہوئی ہر زن و مرد حال ملکہ بیکس پر رحم کرکے گریہ کرتے تھے کہ عجب بد قسمت پر طلعت ہے اس سن و سال مین یہ ظلم وائے ناکامی و ستم بعض اُنمین سے کہتے تھے کہ اے برادران یہ وہی سرکش ہے کہ جسنے خداوند کو قتل کرکے ہم لوگون کو گنہگار بنایا جہنم کے جلنے کے لائق کیا خوب ہوا جو یہ قید ہوا بعض بیوفائی دہر غدار بیان کرتے تھے کہ ہائے نبیرۂ صاحبقران مالک جملہ جہان اسطرح گرفتار ہے اے فلک کج رفتار یہ کیا تیری خو ہے کہ عالی مرتبہ لوگون کو ذلیل و خوار کرتا ہے ذلیلون کو سردار کرتا ہے۔ تخت نشینون کو تختۂ تابوت دیتا ہے نظم

چنین ست آئین چرخ روان	توانا بہر کار و ناتوان
چنین ست کردار گردندہ دہر	نکوکن گزو چند یابی تو بہر

سب تو اس حال مین ہین اور ملکہ شہزادہ کو دیکھ دیکھ کر روتی تھی اور کہتی تھی اے یار جانی افسوس تیری نوجوانی پر میرے گھر آکر تو نے راحت نہ پائی میری محبت مین جان گنوائی ہائے یہ حال دیکھنے کو مین جیتی رہی مجکو موت نہ آئی شہزادہ بھی اُسکے حال پر آنسو بہاتا تھا یہ بیقرار ہو کر کہتی تھی کہ غزل

از ثبات عشق دائم پا بدامن داشتم
گرچو داغ لالہ در آتش نشیمن داشتم

شعلہ بر سجاست از بیطاقتی وے نشست
من نہ جنبیدم ز جاجا تنہا بہ گلخن داشتم

بہر ہر نا محرمے کر چاک جگر خواہم نمود
من کہ زخمش را نہان از چشم سوزن داشتم

در زلال خضر اکنون صد تغافل میزنم
من کہ چشم از تشنگی بر آب آہن داشتم

روشنی از بزم من دریوزہ میکرد آفتاب
در چراغ عیش تا آب بادہ روغن داشتم

ہمچو ماہی غیر داغم پوششش دیگر نبود
تا کفن آید ہمین یک جامہ بر تن داشتم

داغ را جز بر کنار زخم ننہادہ کلیم
بہر گلگشت تو من در خانہ گلشن داشتم

ملکہ تو یہ گریہ کر رہی تھی جلاد شاہ طلسم سے حکم قتل کرنے کا لیتے تھے **سلطان و عقاب و شہزادہ** و کنیزان ملکہ سب بیتاب ہوکر روتے تھے شہزادہ ازبسکہ قوی دل تھا ہر ایک کو تسکین دیتا تھا اور نظر بہ کرم رب اکرم رکھکر تہ دل سے مناجات کرتا کہ اے خالق کل مخلوقات تیرے سوا اسوقت کون مددگار ہے **نظم**

یارب حلیم رہوں گا کب تک
لے وارث دردمندان
اس قید مین آج ہون گرفتار
خالق میں ہوں رحیم تو ہے

یہ رنج والم سہوں گا کب تک
اس فوج ستم مین ہوں اکیلا مین
ہے کون ترے سوا مددگار

اے چارہ کار دردمندان
تو چاہے تو ہوں ابھی رہا مین
طالب مین ہوں کریم تو ہے

یہ دعا اس بیقرار کی مستجاب بدرگاہ کردگار ہوئی یعنی ارکان دولت و اعیان مملکت نے بادشاہ طلسم سے دست بستہ عرض کیا کہ اے شاہ گردون بارگاہ آج بلند اقبالی طالع یاور نصیب رہبر ہین کہ قاتل خداوند سکندر زیر تیغ و خنجر ہین اب ہمکو لازم ہے کہ جو خوشی کرین وہ کم ہے دل چاہتا ہے کہ تمام رات آج کی جلسہ عشرت آراستہ کرکے داد عیش و کامرانی دین اور اس بیدین کو خوب تلاوین جب صبح عشرت اسکے حال پر خندہ زن ہو اسی وقت تہ تیغ بیخستہ تن ہو جو دست اسکے مین بستر ناکامی پر تڑپین اور کچھ تسکین رات بھر دیتا آنکھون مین اندھیرے بے ستارہ طالع مدکا پھیرے اتنے مین سب ارکان طلسم بھی جمع ہو جائینگے دوست شاد دشمن آپکے رنج اٹھائینگے یہ عرض اہل دربار کی بادشاہ نے قبول فرمائی جلادون کو حکم توقف در باب قتل دیا اور فراہمی اسباب عشرت کا اشارہ کیا اسیوقت تہ بولئے جا بجا نصب ہوگئے نوبتخانے بجنگئے نوبتین بجنے لگین دار الامارہ سے کئی کوس تک اندر شہر کے ہنگامہ عشرت کی گرم بازاری ہوئی دورویہ تھا شہر مہندی ہوگئی جھاڑ فرشی قد آدم بلند استادہ ہوگئے دکانین جگمگین دکاندار پوشاکین رنگین پہن کر بیٹھے آئینہ دکانون مین لگا دیے شیشہ آلات سجا گیا ہر کمرہ ہمسر برج آسمان بنا لولیان قمر پیکر کا مجاو اونبر تھا سڑکون پر تماشا بین پھرنے چلنے لگے ہر جگہ ناچ گانے کا سمان بندھا بادشاہ اور اہل دربار نے لباس رنگین زیب قامت فرمایا میخانہ بصد حسن و تزئین آراستہ ہوا ساغر بلورین وسبوے زرین نے بادہ کشون کو للچایا مہ رویان گل اندام و ساقیان سمبر و لالہ فام زینت آرائے انجمن ہوئے عشرت بخش بہار چمن ہوئے اس عرصہ مین دو

روز الم اندوز شہزادہ بسر ہوا یعنی فلک پیر نے مہر تابان کو مثل اپنی مہر دلی کے نظر عالم سے معدوم کیا اور تاریکی ظلم و ستم پھیلا کر شب تیرہ اُس کو موسوم کیا

نظم

سر محفل جو آیا مطرب شام ۔ دف مہتاب سے اُسنے لیا کام ۔ ستارون کا ستارا اُسنے بجایا
کہیں زہرہ سی پڑھکر خوب گایا

سر شام سے ہر سمت وہ روشنی ضیا بخش ہوئی کہ روز روشن جس سے شرمگین رو پوش تھا قنادیل و کنولہاے بلوریں سے یہ ثابت کہ فلک عشرت پر ستارے لگے ہیں سرخوشان شہر نے کلیجہ شب کا خون کر دیا تھا مردمان سلح قہقہے لگاتے پھرتے تھے بلبلان کج مسرت کی طرح چہچہاتے پھرتے تھے ہر جگہ ساز عیش بجتا تھا ہنگامہ طرب برپا تھا میکشی کا چرچا تھا شہریون مین یہ کیفیت تھی بارگاہ شاہی کی حالت تھی کہ شاہ سریر سلطنت پر بہزار خوشی و خرمی جلوہ گر اہل دربار حاضر ساقی ساغر شراب روح پرور پلاتے بادہ کش اور دلاؤ لاؤ کا شور مچاتے مغنی غزلہاے عاشقانہ گاتے یہ انجمن کبھی کیقباد نے خواب مین بھی نہ دیکھی ہوگی اور کیکاؤس نے قصہ کہانی مین بھی نہ سنی ہوگی جمشید کی روح ہر پیمانہ تھا شراب کے رنگ پر قربان حسن جانانہ تھا آئینہ خانہ ایسا بنا تھا کہ سکندر کا وہان دل لگا تھا نازنینان پری تمثال کے ناچ نے ناہیدہ فلک کو اسپند وہ کی طرح چرخ مین ڈالا تھا راجہ اندر کو پردیس نکالا تھا یہ انجمن عشرت کا نقشہ تھا کہ **ابیات**

تھا جلسہ جشن کیقبادی ۔ ہنگامہ عیش و بزم شادی
ہے ناز جو اِس جگہ سے پیدا ۔ نازک بدنون سے تھا ہویدا
تھی روشنی اسقدر ضیا بار ۔ ہر جا تھا رشک بزم سیار
دعوی کی دلیل تھی من الاس ۔ ہر ذرہ کو تھا دعوی انا الشمس
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو ۔ جیسے تھا کھلا گلستان ہر سو
رقاصون کے ناچ کا یہ سامان ۔ تھی لولی چرخ اُنپہ قربان
تھا مطرب و ساقی بادہ و جام ۔ عشرت سے وہان تھا دل آرام
یہ سب تو صورت عیش و نشاط

ہین لیکن سیّارہ عیار جو شہر جام سے رو بفرار لایا تھا صورت اپنی ساکنان طلسم کی ایسی بنا کر یہ بھی اسی قلعہ مین آیا اور شہریون کے ہمراہ حال شہزادے کے قتل کا دیکھکر چھپا ہوا روتا تھا اب جو رات بھر کا وقفہ قتل ہونے مین اُسکو ثابت ہوا اور جلسہ عشرت آراستہ ہونے لگا تو اُسنے بھی بزم عیاری مین شمع خرد روشن کی اور بادہ فطرت سے دماغ جان گرم کیا ولولہ ایسا جوش زن ہوا کہ رقاص بنا دیا عقل ضیاے باطن سے آئینہ بند ہوا ایک ہنگامہ اٹھا تا اُسکو بھی یاد آیا اُس جلسہ گاہ مین ہر سمت پھرنے لگا اور دل سے کہتا تھا کہ یہ جلسہ خدا دشمن کو بھی دکھلائے غرض پھرتا ہوا ایسے مقام پر پہونچا کہ وہان بادشاہ کی مجرئی بندیان اُتری ہوئی تھین میدان مین خیمہ استادہ تھا فرش آگے خیمے کے سفید بچھا تھا تکیہ ریشمی پیلے لگے تھے مسند بچھی تھی پاندان کھلا تھا گرد اُس کے نوجیان جوان جوان جلوہ فرما تھین باغ حسن کا گل لالہ کھلا تھا پیشوازین پر زر ہر ایک پہنے سرون پر چھپکے لگائے ماتھے پر افشان چنی دیے مہر و ماہ سے بازی جیتے ہوے تھین رئیسان شہر کے جوان لڑکے تاکہ باسن بندیون سے آنکھین لڑانے کو نیچے باہم اشارے ہوتے فرو نشین ہوتین بعض نوجیان خیمے سے نکل آتین

امی جان کہہ کر تانگہ کو تسلیم کرتیں وہ دعا دیتی کسی کو پاس بلا کر منہ چومتی بلائیں لیتی کسی کو گھٹنے پر بٹھا لیتی شہر کے
نوجوان لوگ اُسی جگہ جا دیکے ہوئے ایک طرف کو ساز نمے ساز چھیڑتے ہر ہر ٹھہر کر آوازہ کستے کوئی تانگہ
کی طرف دیکھکر خطاب کرتا بیت حذر بہتر ہے مکاری سے تیری ؎ کھٹکتا ہوں میں عیاری سے تیری
سیارہ نے یہ حال وہاں کا دیکھکر سلطانی مرتبے کی صورت بدلے اپنے تئیں بنایا چکوے دار پگڑی جس میں تمغہ طلائی لگا
سر پر رکھی چکن چنی ہوئی پہنی عصا گنگا جمنی بنا ہوا ہاتھ میں لیا اور سامنے تانگہ کے آیا اُسنے اُسکو بادشاہی
نوکر سمجھ کر کہا مرتبے صاحب آیئے گلوری کھایئے اُسنے کہا بی صاحب میں بادشاہ کے بہنوئی پاس سے آیا ہوں
اونا کسُندی جواہت حسین تھی اُسکو جا کر لنے کے لیئے کچھ پیام لایا ہوں آپ ان سے کہیں کہ ذرا خیمہ میں الگ
چلیں تانگہ نے اُس نازنین سے کہا کہ لے مرادن ذرا جا کر سن آ کر یہ کیا کہتے ہیں وہ گلبدن کمر کو بل دے کر
تیوری چڑھا کر اُٹھی اور پھر ناک بھوں سمیٹ کر مٹھو گئی آخر بڑے ناز و انداز سے اندر خیمہ کے آئی مرتبے نے
وہاں پہونچتے ہی کمر سے خاصدان نکالا کہ مرصع کار رکھتا اور اس ماہ پیکر کو دیا اور کہا کہ حضور ہمارے آپ پر
مرتے ہیں ہجر میں آہ و نالے کرتے ہیں یہ اُنھوں نے بھیجا ہے اور مجھ سے کہہ دیا تھا کہ جیا کے رب جلیل بلا کے
دینا نہیں تو تانگہ کے لیگی اور قسم دی تھی کہ ایک گلوری اپنے ہاتھ سے کھلا کر آنا نڈی نے خاصدان جو کھولا
پچاس استرخیان اس میں رکھی دیکھیں اور گلوریاں خوشبو سے بسی ورق لگی رکھی پائیں ایک گلوری اُسمیں
سے منہ کھائی اور پوچھا تکا مزاج تو اچھا ہے مرتبے نے جواب نہ دیا تھا کہ پیک حلق سے نیچے اُتری اور وہ
عورت بیہوش ہوئی اسنے جلد کپڑے اُسکے اُتارے اور آئینہ سامنے رکھکر بہت جلد اُسی کی ایسی صورت بنا
اور اُسکو دری میں لپیٹ کر ایک قنات کی آڑ میں کھڑا کر دیا اور آپ وہاں سے اٹھلاتا ہوا ناز دکھاتا کبھی
مسکراتا کبھی تیوری چڑھاتا تانگہ کے پاس آیا اُسنے پوچھا کہ مرتبے کیا کہہ گئے اُسنے شرما کے آنکھیں جھکا کے
کہا پوچھتے ہے اتنا کہہ کر بولی بھئی ہمکو تو نگوڑی شرم آتی ہے تانگہ نے کہا سچ تو ہے وہ کمبخت ابھی بچہ کیا جانے
مرتبے بھی خوب آدمی ہیں کہ فرض کرکے الگ اُسے بلا لے گئے لے کہو یہ نگوڑی کون ایسی بات تھی جو تجھ سے
نہ کہی اور رنڈیاں جو کھیلی کھائی کمائی کرنے والی تھیں قہقہہ مار کر ہنسیں اور مرادن کو چھیڑنے لگیں ایک بولی
ہاں ہاں بتا تو مرد ہا کیا کہتا تھا دوسری نے کہا اری چھوکری شرماتی کیوں ہے لو صاحب بیدا تو ہو گئی کبھی کے
یہاں شرم کرنے میں بہو بیٹیوں کے کان کاٹتی ہیں تیسری نے کہا کہتا کیا ہوگا کسی امیر نے سر ڈھانکنے کا پیام
دیا ہوگا مرادن نے یہ کلمہ سنکر تانگہ کے گلے میں باہیں ڈال کر کہا میری اچھی امی جان کیا میرا سر کھلا رہا کرتا ہے
جو یہ سر ڈھانکنے کو کہتی ہیں سچ بتا دو سر ڈھانکنا کیا سب نڈیاں اسکے پوچھنے پر اور زیادہ ہنسیں تانگہ بھی
خوب ہنسی مرادن نیچی نگاہ کرکے رونے لگی کہ واہ سب نے مجھکو کھیلا بنایا ہے تانگہ نے اُس کی بلائیں لیں اور کہا
مٹیا سر ڈھانکنا ایک رسم ہے وہ تمکو معلوم ہو جائیگی میں صدقے رو و نہیں سر میں درد ہونے لگے گا۔ یہ
باتیں یہاں ہو رہی تھیں کہ وارد حضور ارباب نشاط کا آدمی آکر کہہ گیا بی سندر جلد تیار ہو کر چلو کہ مجرا ہے

پھر آکر جلدی میں طائفہ بدلنے کا حکم ہے اتنا سنتے ہی نائکہ نے صندوقچہ زیور کا منگا کر مرادن کو گہنا پہنایا خوب آراستہ کیا اور سازندے درست کر گئے ہمراہ ہوئے نائکہ بھی سادی وضع بنائے ہاتھون مین ہیرے کے کڑے پہنے بازو پر انکے نورتن باندھے کانون مین انتیان ڈالے اونچا جوڑا انوری کا باندھے مرادن کو چوپہلے مین بٹھا کر روانہ ہوئی اور رنڈیان بھی ڈولیون مین سوار ہو کر چلین خیمے کی نگہبانی کو ایک بڑھیا رہ گئی پہر سب دربار شاہی کے مقام پر پہونچکر مودب تسلیمین بجا لا کر بیٹھین انکے آتے ہی طائفہ بدل گیا اب چبلے پر لگی ادھر کے سازندے نے بائین کو لگا ہتھوڑی سے ٹھونکا سارنگی کی طرحین ملا کر گت بجانا شروع کیا مرادن پائون بجاتی طبلے کی بستی پر انگلیان رکھکر کھڑی ہوئی گوہر شاہ اور سب انجمن پیراؤن نے جو اسکی صورت زیبا اور طلعت رعنا کو دیکھا عالم غشی طاری ہوا سکتہ مین ہو کر ٹکٹکی باندھی یہ عالم نظر آیا کہ پیشانی پر اسکے جو چین پڑی تھی دریائے نزاکت مین لہر اٹھی تھی زلف شبگون شامت عاشقان سے بڑھی ہوئی تھی نگاہ ہر چند کہ بھولے پن سے سیدھی تھی پھر بھی تیغ نظر فسان تغافل پر چڑھی تھی رخسار آتشین کی لو نے شمع دلولہ ایوان کی خاطر مین روشن کی تھی بلکہ بموجب ہ بیت واہ کیا تاثیر ہو رخسار آتشناک کی ٭ شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوے ٭ زلف کا رخسار پر لہرانا چشمۂ خورشید مین موج کا آنا تھا دل عشاق کی طرح لٹکا ہوا بالون مین موتی کا دانہ تھا جو بار بار کانون مین کچھ اپنا بھید کہتا تھا حال آرزو و امید کہتا تھا دہان تنگ باغ امید کی کلی بات ہر اک نبات کی ڈلی اسی طرح سرتاپا ایک سنگ سے درست بہت چاق و چست سینہ پر چھاتیان گدرائی ہوئے پھل کا رنگ دکھاتی ہوئین کرتی کا چاک کھلا اگیا کسی ہوئی اس مین سے رنگ چھاتیون کا بھوٹا نکلتا شکم تختۂ نور زیر ناف تختی بلور شمع طور فانوس پیرہن مین نور کا ظہور بموجب ہیت پس

وصف پہلو مین نظر آتے ہین پہلو کیسے
صاف ہین گول ہین وہ ساعد و بازو کیسے

جام صہبائے صفا کاسۂ زانو کیسے
دو ہین پیمانے حسن سے مملو کیسے

سینہ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے
جس مین عکس رخ قدرت ہو وہ آئینہ ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
ہم اُسے حسن کے دریا کا ظہور کہتے ہین

چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
جھوٹ سب سچ ہے وہی ہم جو خبر کہتے ہین

یہی تشبیہ مناسب صفت ناف مین ہین
یہ تو چاہ زنخدان شکم صاف مین ہو

پاؤن وہ پاؤن کہ جن کی ہے جگہ دیدۂ حور
آنکھین پریان بھی ملین پاؤن مین اگر قرب حضور

کف پا مین صفت دیدۂ مہتاب ہے نور
چشم ہا انجم افلاک کی اس سے رہے دور

وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

بادشاہ اس کی شکل دیکھکر دیوانہ ہوا اُس پریوش نے بھی ٹھوکر سے دامن میشواز اٹھا کر اٹھلا کر طرح کا نازو انداز ہے جے مین دکھا یا کر خاطر اہل انجمن کو پامال کر دیا ہر عضو نے بھڑک کر یکتائی کا دعوی کیا وہ گردن ہلانا وہ آنکھین پھرانا

بھووں کو چڑھانا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر ناچتے آنا پیشواز کا اُڑ کر ران کھل جانا انگلی سے انگلی کا نظر کر ماتھے پر لانا
فلک حسن پر چاند کا نکل آنا عجب انداز جانا تھا کہ دل اُس پر ہر ایک کا دیوانہ تھا بادشاہ کو تاب نہ رہی
ایک مصاحب سے اشارہ کیا کہ نائکہ کو اُس کمرے میں جلد لے جائے وہ فوراً نائکہ کو وہاں لے گیا بادشاہ بھی
اُٹھ کر وہاں گیا نائکہ نے نذر دی بادشاہ نے نذر معاف کر کے خلعت فاخرہ دیا اور ایک توڑا اشرفی کا عنایت
فرما کر ارشاد کیا کہ اپنی نوچی کو یہاں بھیجدے ہم اُسکا محل کریں گے جاگیر میں علاقہ دیں گے اُس نے کہا بہت خوب
زہے نصیب میرے یہ کہکر بلائیں لیں اور کہا داری ابھی وہ الڑھ ہے اُسکو زیادہ ستانا نہیں کیونکہ چھوٹی
آنکھ کا ایک دیدہ ہی مجھ سے یہ بچی کھچیا ہے اپنی روح میں اُسکو سمجھتی ہوں میں سچ کہوں مجھ سے اُسکا تڑپنا
دیکھا جائیگا بادشاہ نے کہا بی جی تم گھبراؤ نہیں بہت چین سے وہ رہے گی نائکہ وہاں سے شاد باہر آئی ■ زمان
بادشاہ نے جلد طائفہ بدلوا دیا انجمن میں تو اسی طرح ناچ کا جلسہ رہا اور مرادن کو نائکہ سمجھاتی دم دلاسا دیتی
گہنے کا لالچ دلاتی بادشاہ پاس لائی یہاں شبستان آراستہ ہوئی اسباب عیش و نشاط مہیا ہو گیا مرادن مسند پر
پہلوے بادشاہ میں بیٹھی نائکہ پاس سے جانے لگی مرادن بھی اٹھی کہ امی جان میں بھی چلتی ہوں اکیلے میں مردوے
پاس مجھکو چھوڑ کر آپ کہاں جاتی ہیں بادشاہ نے ایک عطردان جواہر کا جو مور کی صورت پر بنا تھا اور فوارہ کی طرح
چھوٹتا تھا اُٹھا کر مرادن کا ہاتھ پکڑ کر کہا تو یہ لو انہیں جانے بھی دو بس اس نازک بدن نے وہ عطردان لیا اور بادشاہ
کی گود میں بیٹھ کر پیچ اُسکا کھولنے لگی نائکہ چلی گئی شاہ نے گلے سے لگایا اور بوسۂ رخسار لینا چاہا اپنے منہ ہٹا لیا اور کہا
واہ تم ہم کو پیار کرنے والے کون ہو ہماری امی جان نے منع کر دیا ہے کہ پیار کسی کو نہ کرانا بادشاہ نے یہ بھولا پن
دیکھ کر کہا کہ فر دیا کروگی بتاؤ تو آگے ہاتھ قیامت ابھی سے ڈھاتی ہو یہ کہکر اسکے شلوار بند پر ہاتھ ڈالا اُس نے
تیوریاں چڑھا کر کہا واہ تم مجھکو کیا ننگا کروگے یہ عطردان اسی واسطے تم نے دیا ہے بھاڑ میں جائے عطردان یہ لو اپنا
دھر چھوڑو اسے بولو میں کبھی امی جان کہا کرتی تھیں کہ ننگا کر کے مردوے جورو بناتے ہیں ہاں ہاں یہی بات ہی
بس لبس میں تاڑ گئی سو یہ ہونا نہیں یہ کہکر آنکھوں میں آنسو بھر لائی اور آپ ہی وہ آنسو پونچھے ہاتھ میں سرمہ کا سفوف
بیہوشی بھرا ہوا تھا آنسو جو پونچھے گال پر وہ سفوف لگا لیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ کاجل بہ آیا ہے اور گال میں بھرا ہے بادشاہ نے ہاتھ گردن میں ڈالے
اور کہا رو نہیں اے جانی میرے دل کے ٹکڑے ہوئے جاتے ہیں اس نازک بدن نے رخسار پر رخسار رکھ دیا اُسنے جو گال پر لیا کاجل جو ہونٹوں
میں اُسکے بھرا اور کچھ ناک میں بھی لگا ایسا تیز سفوف تھا کہ دماغ اسکی خوشبو کا متحمل نہ ہو سکا فوراً ناک میں بھرتے ہی تراق سے
اُسکو چھینک آئی اس شوخ نے کہا دور ہی مجکو چھینکتے ہوے تو پیار نہ کرو نہ صاحب ناک اپنی ملو یہ کہکر چٹکی سے ناک
بادشاہ کی آپ ملدی وہ دو تین چھینکیں مار کر بیہوش ہو گیا اس عیار نے لباس اُسکا اُتار کر اس جگہ ٹھہر کر صورت اپنی
اُسکی ایسی بنائی تاج سر پہ پہنکر اُسکی زبان میں سوزن دیکر خوب بیہوش کر کے تخت کے نیچے چھپا دیا اور آپ باہر آکر کمرہ بند کر کے
ملازموں کو حکم دیا کہ یہیں معشوق مابدولت آرام کرتی ہے خبردار اندر اسکے کوئی نہ جائے ملازموں نے پہرا کر لیا اور یہ وہاں سے
آکر تخت شاہی پر انجمن میں بیٹھا نائکہ مرادن کی اپنے بستر پر چلی گئی وہاں اتفاق سے کسی نے اُس دری کو بھی کھولا کہ جسمیں مرادن

لیبٹی ہوئی تھی اُسکو مع بہنہ اُسی طرح بیہوش ناگہ کے سامنے لایا اُسنے پانی چھڑک کر ہوشیار کیا مراون نے حال کہا کہ مرد مے نے مجکو یون گلوری کھلائی تھی پھر مجکو نہین معلوم کہ کیا ہوا ناگہ دل مین اپنے ڈری کہ بادشاہ دیکھیے میرا کیا حال کرتا ہی وہ خیانہ کوئی عیار ہے جو شاہ کے پاس مراون بنکر گیا ہے اب مناسب ہے کہ چپ ہو رہو کسی سے یہ حال نہ کہو دیکھو تو کیا ہوتا ہے پھر خیال آیا کہ مبادا بادشاہ کو کچھ بتری سازش عیار سے ثابت ہوا اور مجکو ضرر پہونچائے بس تو بادشاہ سے چلکر مراون کا بیہوش ہونا اور جملہ کیفیت بیان کردے یہ سوچ کر وہان سے چلی اور دربار مین آئی یہان بادشاہ نقلی کو تخت پر بیٹھے دیکھا فرط رعب سے کچھ جسارت نہ کرسکی چپکی کھڑی رہی لیکن بادشاہ یعنی عیار نے سب اہل دربار افسران لشکر و وزیران سلطنت سے فرمایا کہ مین تم لوگون سے داد طلب ہون اس امر کا کہ اگر طلسم کشا کا کوئی طرفدار یہان آکر ہمکو ضرر پہونچائے اور اُسکو قید سے چھڑائے تو دین اُسکا سچا ہے یا نہین سبنے عرض کیا کہ بیشک دین اُسکا برحق ہے شاہ نے فرمایا کہ اُسکا اقبال ایسا بلند ہے کہ خداوند سکندر کو اُسنے مارا شہر جام کو تسخیر کیا دایہ قتل ہوئی مرحلہ ناہید تورا اگر قید بھی ہوا تو بظاہر رہائی کی کوئی تدبیر نہین لیکن بباطن وہ قید نہین ہے اگر ہم اسکو قتل کرینگے تو قتل نہ ہوگا اور اُسکو جو کوئی ضرر پہونچائے گا داد اُسکا حمزہ قاتل کی ذریات کو بھی زندہ نہ رکھیگا اور عمرو عیار جو شاہ جادوان افراسیاب سے لڑ رہا ہے آفت ڈھائیگا سوا اس کے باپ بھائی وغیرہ اس شہزادے کے صاحبان ملک مال ہین دیوکش باطل کنندۂ سحر و طلسمات ہین وہ نہین معلوم کہ کیا قیامت برپا کرین گے لہذا مین تو مطیع اسلام ہوتا ہون تم سب اُس مقدمہ مین کیا کہتے ہو۔ ہر ایکنے عرض کیا کہ جو آپنے فرمایا بہت درست ہے ہم سب آپ سے عرض نہ کرسکتے تھے اب جو حضور اس شہزادے کی اطاعت پہ آمادہ ہین تو ہم بدل راضی ہین یہ سُننا تھا کہ اسنے حکم دیا شہزادہ کو سامنے لاؤ ملازم قریب لائے اسنے سر قدم پر اُسکے رکھا اور قید سحر کو دفع کراکر رہا کرایا سب رفیق شہزادہ بھی رہا ہوے ملکہ بنفشہ کو رہا کرکے محل مین بھیجا اور نے اُسکی بادشاہ کا مطیع الاسلام ہونا سنکر خوشی کی کہ دختر کی جان بچی بیٹی کی بلائین لین سب محل کی عورتون مین صدا سے مبارکباد بلند ہوئی دربار مین شہزادہ قاسم نے ہر سردار لشکر اور اعیان مملکت کو مطیع الاسلام کیا جا کابرین شہر جشن مین حاضر تھے سبنے اطاعت کی شہر مین غلغلہ بانگ و صلوۃ بلند ہوا وہ جشن جو قتل کے لیے ہوا تھا فسخ ہوگیا پھر ان سے بادشاہ نقلی نے لوح طلسم مانگ کر شہزادہ کو دی جب لوح قبضہ مین آچکی اسوقت بادشاہ نے نعرہ کیا کہ جو کوئی مجھکو جانتا ہے جانتا ہے اور جو نہین جانتا ہے وہ اب جانے کہ مین ہون سیارہ بن عمرو عیار شہزادہ نامدار شاہ طلسم کو مین نے گرفتار کیا ہے اب تم سب کی کیا صلاح ہے ہر ایکنے عرض کیا کہ واقعی شہزادہ صاحب اقبال ہے ہم سب مطیع ہو چکے ہین فرمانبردار ہین یہ کلام اُن سے سنکر عیار مذکور مطمئن ہوا اس انتظام مین آخروہ زمانہ آیا کہ شاہ خاور کو مثل شاہزادۂ خاوری عیار رہزنے قید طلسم شب سے رہا کردیا کہ

نظم

چو بر زد سر از کوہ رخشان چراغ
زمین شد بگردار زرین ایاغ
تو گفتی کہ جامے ز یاقوت زرد
نہادند بر چادر لاجورد

وقت سحر شہزادہ نامور نے بادشاہ طلسم کو کمرے سے نکلوایا وہ ہوشیار ہوکر قید آہن پہنے بندھا سامنے آیا اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ہر سمت دیکھا کہ یہ کیا غضب ہوا اور یہ کیا انقلاب ہوگیا کہ میری جگہ پر طلسم کشا اور اُسکی جگہ پر مین آگیا واہ رے سپہر بازیگر

داژگون جیسا تو اوندھا ہے ویسی ہی عقل بھی اوندھی رکھتا ہے جو کچھ تو کرتا ہے اُلٹی ہی کرتا ہے شام عشرت کو صبح مصیبت کرتا ہے انجمن عیش کو خانہ تعزیت بناتا ہے یہ کیا تیرا معمول ہے کہ مقتول قاتل قاتل مقتول ہے دوست سب غیر ہیں دشمن کی طرح دلوں میں سکتے بیر ہیں ہنسنے والوں کو رُلاتا ہے رونے والوں کو ہنساتا ہے کہ بموجب ابیات

چنین ست کردار چرخ بلند
دل اندر سرائے سپنجی مبند
بس از ہر دو رفتن سرائے سپنج
سرانجام بستر بود تیرہ خاک
گہے گنج یابیم از وگاہ رنج
یکے را فراز و یکے را مغاک

حاصل مرام عیار شہزادہ عالیمقام نے شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ دیکھا تو نے قدرت خدائے قادر مطلق کو کہ شہزادہ کو کس طرح تجھ پر غالب کیا اب کیا کہتا ہے اطاعت اسلام میں تجھکو شرم نہیں آتی کہ اُس بندۂ نجس یعنی سکندر کو جو خدا ہے کہ جس کو میں نے تیرے سامنے کس ذلت کے ساتھ قتل کیا اور اُسکا خون تیرے ماتھے پر لگایا ارے خدائے برحق وہ ہے کہ جس نے اپنی قدرت دکھانے کو ہمیں تجھ پر غالب کیا طلسم عالم کو بنایا باغ دنیا میں کیا کیا گل کھلائے کیسے کیسے نیرنگ اپنی قدرت کے دکھائے مالک الملک نے کسی کو دم بھر میں تخت عزت سے اُتار کر ذلیل و خوار کیا کسی کو خاک ذلت سے اُٹھا کر تاجدار کیا **نظم**

کسے را کہ خواہد کند ارجمند
بلندی و فرزنی و مہر آفرید
الوہان اولیست گیتی بپاے
ز پستی بر آرد بچرخ بلند
خداوند کیوان و خورشید و ماہ
ہم اوبست بر نیکوے رہنماے
بدان دادگر کو سپہر آفرید
خداوند بیروزی و دستگاہ

جب حمد الٰہی اس طرح زبان پر جاری کی زنگ کفر آئینۂ خاطر شاہ طلسم پر سے دور ہوا بادۂ وحدت کے نشہ کا سرور ہوا انبیا دہا سے بیان کیا کہ مجکو یاد کرو میں مطیع الاسلام ہوا شہزادہ کا بجان و دل غلام ہوا عیار نے اُسکو کھول دیا زبان سے سوزن نکالا شاہ نے بھی شہزادہ کے قدم پر بوسہ دیکر سر رکھ دیا شہزادہ نے سر اُسکا سینہ سے لگایا طنطنہ شادی و غلغلہ مبارکباد دی بلند ہو لشکر سے جلسۂ عیش و مسرت کی بنیاد ہوئی تاکہ مرادوں کی حاضر دربار تھی بصدق دل مسلمان ہوئی تمام شہر میں اسلام شائع ہوا بعد فراغ جشن عشرت شہزادہ پر شوکت نے لوح کو ملاحظہ فرمایا اسمیں معلوم ہوا کہ یہی طلسم کو بانیان طلسم ہوشربا نے ایک تحفہ رکھنے کیلئے بنایا تھا اس لیے بعد کے مرحلہ اسمیں قائم نہ کیے تھے صرف ایک مرحلہ بنایا تھا اور وہ تحفہ رکھ دیا تھا اور اس مقام کو آباد کر کے ایک بادشاہ مقرر کر دیا تھا اور لوح قلعہ جام میں رکھ دی تھی راستہ دونوں قلعوں کا مسدود کر دیا تھا اب تو نے جو دو مرحلے شکست کیے طلسم کے بنانے والوں نے نہ بنائے تھے بلکہ اس شاہ طلسم کے بنائے تھے اسی وجہ سے وہاں کچھ نیرنگ نہ تھا ساحروں کے سحر کا ڈھکوسلا تھا لہذا اُس مقام کو کہ جہاں مسکن ز رہتا تھا بالکل کھدوانا چاہیئے زیرِ زمین میں ایک قصر عالی بنا ہوا ہے وہی مقام خزانہ بانیان طلسم ہوشربا کا ہے اسی جگہ خزانہ اور مال و اسباب طلسمی رکھا ہے اور وہ تحفہ کہ جس کے لیے یہ طلسم بنا ہے اسی جگہ ہے۔ یہ حال لوح سے معلوم کر کے شہزادہ ذیجاہ مع بادشاہ وارکان مملکت مکان مذکور کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر بجا دیوں کو بھی مطیع الاسلام کیا اور حکم دیا کہ اس گنبد کو منہدم کر دو حسب الحکم نیزار بابیدار مشغول بکار ہوا دم بھر میں نشان بھی اُسکا باقی نہ رکھا جب زمین کی گز بیچے کھدی ایک کاخ رفیع پر از افش و نگار بنا ہوا ظاہر ہوا کہ شکوہ سے عالم پر نیرنگ تھا ایسی عجبستان رنگین کوئی نہ تھی ایوان عظیم الشان ہر دالان میں

زرنشین بصد فروتمکین بنی تھی طاق دلبری و خوبی مین طاق یگانگی سے جفت سحر الون کی قیمت مین دل و جان بھی مفت گردش قصر کے ہزارہا پیچ و گنبد تمیر تھے خوبی مین آپ ہی اپنی نظیر تھے صحن مکان مین باغ رنگین و پر بہار لگا دل اسکی سیر کا شیدا تھا و ہوا ن کی جان تو عجیب طلسمی وہ ایوان اور بوستان تھا کہ ہر بلبل دل کو اسکی سیر کا ارمان تھا نظم

یکے کاخ دید اندرون شہریار — بدو اندر ایوان گوہر نگار
ہمہ طاقہا سر بسر سیم و زر — بر از اندرون چند گونہ گہر
بگرد دید بر گرد آن کاخ شاہ — زمین درخشان تر از چرخ ماہ
یکے کوند دست خرم بہشت — ز رشکش مہ و خاک زر و خشت

بدو اندرون کاخ و ایوان و باغ — بیکسو ست رود و بیکسو ست باغ
یکے گنبد از آبنوس و زعاج — بہ پیکر ز پلیتہ شیر و ساج
ز باغ و ز میدان و آب روان — ہمی تازہ شد پیر گشتہ جوان
ز جنس ز یاقوت و آئینہ کلب — ز مینش سپہر آسمان آفتاب

ان ایوان عظیم مین جو گرد اگرد اس کاخ بزرگ کے تھے گنج شایگان و خزانہ فراوان تھا صندوقہائے پر از جواہر و خمہائے زر و خفتان و خود یاقوت احمر کے رکھے تھے مرکبہائے پری پیکر رفتار مین ہمسر بندھے تھے اور اندر مکانات کے پریزادان طلسم و نازنینان گل اندام دشمن بوریتی بیٹھیں اور وہان راستہ طلسم ہوشربا مین جانے کا تھا کہ وہ لوگ آمد و رفت رکھتے تھے شہزادہ سب تماشا ملاحظہ کرتا ہوا قریب ایک گنبد کے آیا کہ وہ طلائی تھا اور قفل اسمین لگا تھا وہان لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ لوح کو قفل سے لگا دے دروازہ کھل جائیگا اندر اس گنبد کے جانا طلسم بنا پائیگا بغیر لوح کے دیکھے کوئی کام نہ کرنا ورنہ خطا پائیگا شہزادے نے لوح کو قفل سے لگا کے دروازہ وا کیا اور اندر قدم رکھا عجیب تماشا نظر آیا کہ ہر سمت آئینے دیواروں مین لگے ہین قرینے سے بچھا ہے تخت یاقوت نگار گسترده ہین ان تختون پر پری پیکران مہر صورت و معشوقان قمر طلعت بیٹھی ہین مگر سب تصویر کی ہین اور ایک سمت سب تختون سے خوبی مین دو چند جائے بلند پر ایک تخت بچھا تھا اسپر ایک عورت نہایت حسین بصد فر و تمکین بیٹھی تھی ناز اسکا غلام شوخی اسکی کنیزی کا دم بھرتی تھی اور وہ مایۂ ناز گیسوے دراز اپنے کھولے بھی اور زار زار بہ رنگ ابر بہار روتی تھی یہ ماجرا تھا نظم

ازین سوز افسون پرستندگان — ببین تخت و تخت اندرون بندگان
زبان با زبان دست بر یار دو — سر شکے ز مژگان چندان زدے
کہ گریست بر حال خود زار زار — دو رخ سرخ و مژگان چو ابر بہار

نشستہ یکے خوب بر تخت ناز — بر از شرم با جامہائے دراز
نشستہ بران تخت بے گفتگو — بگریان زنے ماندان ماہرو
ہر آنکس کہ دیدی مراد ادو — زنے یافتی خیفتہ مجز نور

شہزادہ والا گہر جب ان حسین پیکرون کے قریب آیا تجارہ آذری کا نقشہ پایا ہر ایک صنم سنگدل کی صورت تھی کی تصویر تھی حسن بے نظیر تھی واقعی بے نظیر تھی دہن غنچہ رنگ اُن کے شہزادہ سیار رباغ طلسم کو دیکھ کر کھل گئے سب قہقہہ مار کر ہنسین شہزادہ بھی اُنکو ہنستے دیکھ کر ہنسنے لگا اور یہی طلسم اُن تصویرون مین ہے کہ جو وہ کرینگی آنے والا بھی یہان کا وہی کریگا شہزادہ از بسکہ مالک لوح طلسم تھا ہنسنے پر اُن کے ہنسا تو لیکن ساتھ ہی لوح کو بھی دیکھا معلوم ہوا کہ اے فاتح طلسم یہ تصویرین ابھی تو ہنستی ہین کچھ دیر مین روئینگی اور وہ عورت جو سب کی افسر بنی ہوئی تخت پر بیٹھی ہے اُسکو یہ سب رو رو کر سمجھائینگی پس اس دعا کو جو حاشیہ لوح پر لکھی ہے تو ورد زبان کر اور دیکھ کہ مرتے رہ کر انکی باتین حسن کر وہ سب تیرے کام آئینگی اور دعا کو پڑھنا موقوف نہ کرنا ورنہ اگر یہ روئینگی تو گریہ تجھپر بھی طاری ہو گا اور یہان تک روئیگا کہ مرگ تجھپر ہنسیگی روتے روتے جان جائیگی شہزادے نے یہ معلوم کر کے جلد

دعائے حاشیہ لوح کو یاد کرکے پڑھنا شروع کیا کہ ہنسنا موقوف ہوا ادھر وہ سب پریان سنگین بدن بیک بارگی ہنستے ہنستے
منہ پر آنچل دوپٹون کے لیکر رونے لگیں اور اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس تخت نشین کے پاس آئیں گرد تخت پھر کر بلا گردان ہو کر
کہنے لگیں کہ اے بیوی مسافر کے پیچھے رونا زبون ہے یہ اچھا نہیں شگون ہے ایک بولی کہ ساحری تیرے وارث کو زندہ پھر لا کر
ملائیں گے دوسری نے کہا اس پھر طرے افراسیاب نے سارا طلسم برباد کرایا ہے یہ شیشہ جو روکی بغل میں پڑا رہا کچھ خیال ملک و
مال نہ رکھا تیسری نے جواب دیا کہ اب جو مسلمانوں نے میخ ماری ہے تو تیرا امیر اکھڑا جاتا ہے ہر ایک کو لڑائی پر بھیجتا ہے پھر یہ
فکر نہیں ہے کہ کوئی کیا کر ملے ہے مرتا ہے کہ جیتا ہے چوتھی نے کہا ہائے یہی تو غضب ہے اور دنیا کا بیکار ہے ہائے میاں گوہر
سالک عقدہ جاگیر جادو کو حمزہ سے لڑنے بھیجا ہے اُسکے پوتے نے ہماری بی بی ملکہ سنگین بدن کے تمام گھر کو
غارت کر دیا ہے اور اب ملکہ موصوفہ سے تیغہ گوہر نگار لینا آیا ہے انہیں سے اور بولی کہ تم حرامی افراسیاب ذرا بھی فکر نہیں
کہ طلسم کو ہر گرہ پر کیا گذری پھر اور ایک نے کہا اب کیا ہے وہ خبر بے بادنے جو ہونا تھا وہ ہو گیا اور عورت بولی کہ بے رونا دھونا
موقوف کرو شاہ جادوان خبر نہیں لیتا تو نبیرۂ حمزہ الحماد اب ہم سب کا یہاں آ گیا ہے اب کسی کی منت خوشامد کر کے اپنی
جان بچاؤ یہ کلام اُس عورت کا سنکر وہ تخت نشین ہنسی اور شہزادے سے ہنسکر ملاطفت کرکے کلام کیا کہ اے شہزادۂ ذی جاہ ہم غریبون
کے پشت پناہ یہاں تشریف لائیے ہم مصیبت زدون کے حال پر رحم فرمائیے اس آن و ادا سے یہ کلمہ اُس گلپیرہن سنگین بدن
نے نکلے کہ کیسا ہی سنگدل ہو تو موم ہو جائے شہزادے نے فوراً لوح کو دیکھا انہیں معلوم ہوا کہ اس عربدہ جو سے کہ کر تو مجھکو کلید اُس
صندوق کی جسمین تیغہ گوہر نگار ہے دے تو مین تیرے پاس آؤن اور تیرے گلے کا ہار بنون شہزادہ نے حسب ہدایت لوح فرمایا کہ اے
یگانۂ ناز و سراپا انداز جب سے کہ مین نے تیرا جمال حور تمثال دیکھا ہے کیا کہون جو کچھ حال میرے دل کا ہے مگر ناچار ہون کیا کرون
عہد کر چکا ہوں کہ تیغہ گوہر نگار جبتک نہ پاؤنگا کسی محبوب کے پہلو مین نہ بیٹھونگا اور کسی تیغ ابرو کا گھائل نہ ہونگا پس تو مجھے
کلید صندوق تیغہ مذکور عنایت کر کہ اپنی مراد کو پہنچون اور جو کچھ تو ارشاد کرے بجا لاؤن اُس زن طلسمی نے یہ سنکر تیغہ ابرو کو
کج کیا اور ہاتھ پر ہاتھ مار کر ہیہات ہیہات کہا وہ سب پتھر کی پتلیاں شہزادے کو سمجھانے لگیں کہ اے شہزادۂ جوان بخت
جو کوئی اپنے سے محبت کرے تو ستانا اسکو نہ چاہیے غم مفارقت مین رُلانا نہ چاہیے یہ بیچاری آفت کی ماری کیا جانین کہ تیغہ
کہاں رکھا ہے اور کنجی کہاں ہے سارا گھر تو لٹ چکا ہے ہزار ہا کنجیاں انکے پاس ہین ان کو کیا معلوم ہے کہ آپ کسکی کنجی مانگتے ہیں
شہزادے نے پھر لوح کو دیکھا انہیں ظاہر ہوا کہ کہو وہ کنجی مین مانگتا ہون جو انکے جوڑے مین ہے شہزادے نے یہی کہا کہ اگر میری
تمنا سے ملاقات ہے تو مجھکو وہ کنجی دو جو ملکہ کے جوڑے مین ہے ان پتلیوں نے کہا اے مہمان اُس کنجی کو یہ کیون دینگی کہ انہین تو
اُن کے شوہر کی جان ہے شہزادہ نے فرمایا کہ اگر یہ شوہر پہ اپنے فریفتہ ہین تو پھر مجھ سے محبت کرنا بیکار ہے مین شراکت کی الفت
تسلیم نہیں کرتا ایک دل دو طرف نہیں ہوتا اس تخت نشین عورت نے ان پتلیوں کو گھُرک کر کہا کیا بیہودہ تقریر کر رہی ہو میرا شوہر
کون ہے مین تو اسی شہریار کی دلدادہ ہون یہ کہکر شہزادے سے کہا اے یار دلنواز آپ تشریف لائیے جو آپ مانگتے ہیں مین
وہی دونگی شہزادہ نے اسکے اقرار کرنے سے پھر لوح کو دیکھا معلوم ہوا کہ اسکے پاس جادو ہزار ہا کنجیاں تمہیں دکھلائے گی تم
سب کنجیوں کا عکس لوح ڈالنا جو کنجی کہ شمع کی طرح روشن ہو جائے وہ لے لینا یہ زن مکار وہی کلید کو تم سے چھپانا چاہے گی

فوراً لوح طلسم کو اسکے جسم سے مس کرنا اور نیرنگی طلسم کا تماشا دیکھنا یہ معلوم کرکے شہزادے نے قدم آگے بڑھایا اور کہا
اے ملکہ تمھاری محبت نے مجکو دیوانہ بنایا ہے تُم نے بھی آگے بڑھکو دست نگارین سے ہاتھ شہزادے کا تھاما اور کہا **فرد**
مہربان یار جفا کار ہوا ہے مجپر ٭ دل مضطر کا ہے اب میرے خدا ہی حافظ ٭ غرضکہ دونوں ہنستے ہوئے بالائے تخت
پہونچے اُس بُت نے رام ہو کر گردن میں باہیں ڈالدین پیشانی و رخسار کے بوسے لینا چاہے اس خودکام نے منہ ہٹا کر کہا
واہ اے پیمان شکن ابھی سے وعدہ اپنا فراموش کیا **بیت** او تغافل شعار او عیار ٭ او فراموش کار عاشق زار ٭ جلد میرے
سوال کو پورا کر اُسنے اس کلام پر ہنس کر جوبنا اپنا کھولا اور ایک ہار کئی ہزار کنجیون کا نکال کر سامنے رکھا شہزادے نے
لوح کا عکس سب کنجیون پر ڈالا ایک کنجی بہ قدرت فروغ بخش مشعل شمع قمر برنگ شمع منور ہوگئی شہزادے نے وہی
کلید ہاتھ مین لیکر ہار سے نکالنا چاہی اُسوقت تو وہ عورت اسکے ہاتھون سے لپٹ گئی اسنے لوح طلسم اسکے سینہ و شکم
مین لگادی پھر تو آواز مہیب آئی اور سر اُس عورت کا پھٹ گیا اسمین سے دھوان نکلنے لگا اسی طرح ہر ایک تجلی
کا سر شق ہوا وہ مقام توپخانہ بنگیا قلعہ جسمین سے توپین چھوٹنے لگین فتح طلسم کی خوشی مین شہزادے کی سلامی اُترنے لگی
تا دیر آوازین مہیب آیا کین آخر وہ سب بتلمان مع اُس زن تخت نشین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بیجان ہو گئین دھواں
سمٹ کر کوئلے کی طرح ہوا اور ایک سمت صدا دیتا ہوا چلا کہ اے طلسم کشا مین مدت سے قید تھا تیری بدولت رہا ہوا تو بھی یہان
اب نہ ٹھیر مال طلسمی لیکر اپنے دادا کے لشکر مین جا کہ وہ آفت مین مبتلا ہے مصیبت مین گھرا ہے یہ آواز دے کر دھوان
غائب ہوا شہزادہ وہ کنجی لیکر اپنے رُفقا کے پاس آیا اور اس قصر کے گنبد و برج کو کھلوایا ہزارہا خمہائے زر و طلا بھرین
نگے دیکھے ہزارون صندوق پُر از جواہر رکھے پائے نقارون کی طلائی اور نقرئی جوڑیان نگلین صندوقون مین
خلعتہائے بادہ اسلحہ جواہر نگار بھرا پایا اور ایک صندوق طلائے احمر کا ایک تخت پر رکھا تھا جسپر غلاف مخمل کا جواہر دوز
چڑھا تھا شہزادے نے اسی کلید سے جسکا ذکر اول مین بیان ہوا اس صندوق کو کھولا ایک تلوار آبدار صد تیغ شکار
اسمین رکھی تھی جسپر دستہ جواہر جڑا تھا موتی اُسمین لگے تھے نیام مین بھی موتی ٹنکے تھے شہزادے نے خوش ہو کر اس
شمشیر کو لیا اور کھینچ کر دیکھی عجب جوہر دار تیغ پایا کہ دیدۂ جوہر سے برق کی آنکھیں نکلتے تھے زبان تیغ ہندو فلک کے ملکا سکی ہی تھم

اس تیغ مین جلوہ گر ہین جوہر چلنے مین وہ تھی زبان طرار	یا دامن کہکشان مین اختر کھینچنے مین تھی صاف دامن یار	جز ذوق شال کیونکر ہین یہ دون اکدم ہوا جو اس سے جنت قیر	لکھا ہے قضا نے قصۂ خون لینے سے ہو قطع اُلفت قیر

بعد اس تحفہ پر قبضہ کرنے کے اور تمام اسباب طلسمی کو نکلوایا ایسی متاع خوب کو پایا کہ **ابیات**

ز دیباج و دیبا و خز و حریر ز فرشی درفشان ز دیباے چین چیلتہ ز دیباے زربفت گون ایا ہر یکے افسر شاہوار	ز عود و ز عنبر ز مشک و عبیر کر پیدا نبودی ز دیبا زمین کشیدہ ز برجد برباندہ دون صد اسپ و صد اشتر ترین و بیلہ	ہم از بارہ و گوہر شاہوار صد مرد جز از جامے بر واختی ز دینار و گوہر ز طوق و تاج	ہم از طوق و ز افسر و گوشوار ز ہامون بگردون بر افراختی ہمان صد سپر و نہ و تخت عاج

پھر یہ شہریار با تمکین و وقار بارگاہ مین تشریف لایا اسی طرح
کا جیسا پہلے جلسۂ عشرت جما تھا ہنگامہ مسرت آراستہ فرمایا اسی جشن نشاط مین ملکہ بنفشہ سے اپنا اور وزیر زادی سے

اسکی سیارہ عیار کا عقد کیا دن بھر داد عیش دیتا رہا جب عروس شب نشان ستاروں کی جھنکر دولھن بنی اور آفتاب سہرا خطوط شعاع کا باندھے حجلۂ مغرب میں ہم آرام گیا کہ نظم ۔

ہوا خانہ کش ہر گیسوئے شام — کیا شاطگی کا شوق نے کام
مزاج شاہ نے آرام چاہا — ہوس نے دل کی اپنا کام چاہا

شہزادہ عیار حجلۂ عروسی میں داماد بنے ہوئے بصد اشتیاق آئے یہاں کی تیاریاں اور آرائش جیساب کا کیا شمار ہو شبستان کے صحن میں اشجار جواہر کے اور گلدستے رکھے تھے شمیم گل کا دریا بہ رہا تھا مسہریاں ملا جواب پھولوں سے ملو تھیں اوٹ پھولوں کے لگے تھے جواہر نگیں پلنگ آراستہ تھے عود و عنبر سلگ رہا تھا قرابے گلاب و کیوڑے کے بھر کے زیر چھپر رکھے ہوئے تھے عطر کی شیشیاں خوشبو انگیز تھیں مسندیں زر ریز بچھیں جام و سبو بادۂ ارغوانی مہیا معشوقیں بناؤ سنگار کرکے مسندوں پہ جلوہ فرما کنیزان سرپارہ سرگرم کاروبار یہ کیفیت و بہار آشکار نظم

شب کو ہم شہنشاہ خوش اقبال — کہ تھا اشتیاق معشوقہ بہر حال
شبستاں میں ہوا پھر جلوہ افروز — چلا جام شراب فرحت اندوز
بھرا سینوں میں تھا جوش محبت — ہوئے دونوں ہم آغوش محبت
بہم تھے بادۂ مستی سے مدہوش — وہ کھل کھیلے یہاں ہو کر ہم آغوش
ہر اک شعلہ ہے بے ساختہ ہاتھ — کھلا عقدہ سر انگشت کے ساتھ
ہوئی جسدم جدا پاؤں شلوار — ہوا پیدا ستارہ آتشیں دمدار
دہن تھا قفل غنچہ اسکا بستہ — نہ تھا جیسے چمن کو حسین رستہ
ادھر بھی تھی وہ شاخ گل شگفتہ — چھپا گوشہ سے وہ پیکان زر تیر
گرا فوارۂ نیسان صدف پر — مثال تیر جب پہونچا ہدف پر
بر آیا کام دل حسب تمنا — ملا آرام دل حسب تمنا
رہا شب بھر یہی عیش جوانی — ہوا روشن چراغ آسمانی
ستاروں کے لگے چھپنے آئے تارے — ہوئے نظروں سے پوشیدہ وہ سارے

جب چادر سحر چادر پلنگ عروس خون شفق سے رنگین ہوئی یہ ظاہر تھا کہ عروس دہر کا ازالۂ بکر ہوا ہے شہزادہ شبستان سے اٹھکر حمام میں گیا اور نہا دھو کر فریضہ نماز سحر ادا کیا ملکہ بھی نہائی دھوئی وزیرزادی بھی خلوت سرا سے باہر آئی ہمنشین چھیڑ چھاڑ کرنے لگیں قہقہے اٹھنے لگے جلسۂ حضرت جہانبانی و رنگ تھا ادھر شہزادہ عیار نے دربار میں آ کر اپنے مقام پر جلوہ گستری کی سرداروں نے آکر تسلیم کی بادشاہ طلسم اور وزیر نے خلعت دامادی پایا شہزادے نے ملک جام کی حکومت عقاب کو عنایت کی شرارہ کو قلعہ نافرمانیہ عطا فرمایا بادشاہ کو اسی طرح حاکم طلسم کی زمین کا رکھا جب انتظام سب کر چکا حکم تیاری لشکر دیا ملک سلطان تاج بخش کو اپنے ہمراہ لیکر ختا نہالے طلسمی لشکریوں کو عنایت فرما کر ساتھ ہزار سواران جرار و آزمودہ کار کو آراستہ فرمایا ڈنکے بجے نائے ترکی کا شور بلند ہوا ارابے زر سرخ و سفید سے لد گئے بارگاہیں طلسمی فیلوں پر بار ہوئیں شہزادہ آپ بھی آراستہ ہو کر تیغ طلسمی زیب کمر فرما کر مرکب پری پیکر پر سوار ہوا ملکہ بنفشہ کو سکھپال میں اور انیسوں کنیزوں وغیرہ کو چوہیلوں میں بٹھا کر بیچ کرد و فرد عظم و شان سے کوچ کیا شاہ طلسم بھی کچھ دور کے لیے ساتھ چلا نظم

ہم برخاست آواز طبل رحیل — ز بانگ اندر آمد سر شیر و پیل
ز نور آن از ہند و از چین و روم — ز ہر کشورے کان بد آباد و بوم
غلام و پرستندہ از ہر درے — زر و روز یاقوت و ہر گوہرے
ز دیبا و بخشش کرانہ نہ بود — چو خود اندر زمانہ نہ بود
دگر پیل جنگی ہزار و دویست — کہ گفتی از آن در زمین جائے نیست
دگر اسپ جنگی چہل و شش ہزار — کہ بودند ہمراہ آن شہریار
دگر دہ ہزار اشتر سرخ موے — ز کس را نبود آن زمان یک جوے
دو دو ہزار اشتر بارکش — عماری کش و گام در شصت و شش

سواران جنگی ہزاران ہزار
چو از کوہ و ز دشت پر داشت بر

طلسمی و از ساحران بے شمار
ہمی رفت شادی کنان سوئے شہر

از کرسی و خرگاہ و پردہ سرائے
ز نالیدن بوق و بانگ سرائے

جہان خیرہ آخور و چار پاے
ہوا گشت ز آواز نے تار پود

بایں کر و فر و حشمت و جلال با اختر آسمان اقبال اس سرزمین طلسم سے نکلکر جزیرۂ حیرت مین تشریف فرما ہوا یہان وہ قلعہ لوح جو
سبزہ نما سندر یا جو علامات طلسمی تھی وہ سب غائب تھی یہانکے دامن میں سرداران شہزادہ اُترے ہوے تھے آمد سے اپنے مالک
کی خوشنود ہو کر حاضر خدمت ہوے ہمایون بن شداد وغیرہ سوارون کو دیکھا کہ سہرے خم بخم مین لباس فقیری پہنے مین
شہزادے نے ہر ایک کو گلے سے لگایا اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیا یہان زوجہ ملک سلطان کے جاسوس خبر کو حاضر تھے وہ
گرد دولت ملکہ مذکور پاگئے اور خبر آمد شہزادہ دیگر ملکہ کو مسرور کیا وہ اسیوقت سوار ہو کر شہزادے کے پاس آگئی اور خیمہ مین
شہزادہ کو بلا کر گرد پھری نثار ہوئی اور قدم پر سر رکھکر منت کنان عرض پیرا ہوئی کہ ابھیا ایک شب میرے غریبخانہ
بہ قدم رنجہ فرماسے لشکر مین ابھی طرح آپ کو دیکھو لون شہزادے نے کہنا اُس کا قبول کر کے کوچ کیا ملکہ موصوفہ
سبقت کر کے برلیے انتظام آرائش ملک ایران روانہ ہوئی اور قلعہ مین آکر فوج کو بہر استقبال روانہ
کیا توپخانہ تیار ہو کر سلامی اُڑنے لگی طبل بشارت پر چوب پڑی تمام شہر مین غلغلہ بلند ہوا کہ ہمارا بادشاہ جو طلسم
مین قید ہو گیا تھا آتا ہے اور وہ شہزادہ جسنے شہزادی کو پنجۂ زنگی سے چھڑایا تھا بادشاہ کے ساتھ ہے وہی شاہ کو
طلسم سے رہا کر کے لایا ہے اس خبر کے منتشر ہونے سے تمام رئیسان و ساکنان شہر سواری دیکھنے کو سرراہ جمع ہوے
زن و مرد کا در و بام پر ہجوم ہوا ملکہ شہر کے حکم سے شہر آئینہ بند ہوا ہے عالم تھا کہ **نظم**

بفرمود تا گاؤ دم برد رش
برآمد ہم آواز رامشگران
ز جائے فراز و ز جائے نشیب

دمیدند و بر بانگ شد کشور ش
درین شہر ز ایوان کاخ گران
نسیم گلان آمد و بوئے طیب

برنبستند آذین بہ بیراہ و راہ
بزرگانش از جائے برخاستند
لب شاہ قاسم پر از خندہ گشت

برآواز خیمہ مین خاور سیاہ
بنزدیک شہ جائے آراستند
ہمہ کہتران خندہ رانند گشت

اسی آرائش مین یکبارگاہ نے خبر دی کہ وہ شہزادہ والا گہر کی سواری آئی سب نے نگاہ کی سمت لڑائی وہ تجمل و شان نظر آئی
کہ کسی نے خواب مین بھی نہ دیکھی تھی۔ **نظم**

ز دیبائے زربفت تاج و کمر
دو صد مرد برناز فرمان بران
ہمہ از پیش آنکس کہ بابسے خوش
چو شاہان بر بلے سی صد سوار
ہمی راند با تاج و با گوشوار

ہمان تخت زرین و زرین سپر
ابا دستۂ نرگس و زعفران
ہمہ رفت با مشک صد آکش
ہمی راند با نامور شہریار
بزر بافتہ جامۂ شہریار

چو آمد بہ نزدیکی شہر شاہ
دو صد مرد تا مجمر افروختند
ہمی پیش بودند تا باد بوے
ہمہ رہ ہمی آب را بر زدند
ہمہ جامہا سرخ و زرد و بنفش

سپاہی بدیرہ شدندش پیادہ
بر عود و عنبر ہمے سوختند
چو آئینہ ہر سو رساندند بوے
ز گفتی گلابے بہ عنبر زدند
شہنشاہ با کاویانی درفش

تمام خلق نے سواری کو دیکھکر نعرہ خوشی کا بلند کیا اور تلیات
بجا مین تسلیم کو گردن جھکا مین ملکہ شہر کے ملازم زر سر شہزادہ پر سے نثار کرنے لگے محتاجان شہر کثرت بارش زر سے تونگر
ہو گئے اسی طرح ایوان شاہی مین سواری پہونچی وزرائے سلطنت و اُمرائے مملکت اپنے بادشاہ سے ملے شہزادہ کو بادشاہ ہمراہ
لیکر داخل شبستان ہوا یہان تمام سامان عیش و عشرت مہیا تھا ملکہ بسان کنیزان کمترین بکار و بدعوت خود کرسی پر شہزادہ کو مسند پر آکر جلوہ گر ہو

ہنگامہ انشا ملٹ گری کی ساقیان زہرہ جبین کی ادائین مستی خیز چشم مخمور پیمانۂ شراب فرحت انگیز معشوقان جادو نگاہ کا ہنسنا قہقہے لگانا رخ حسن دکھانا مستی مین شراب دو آتشہ کا مزہ آنا لبہائے لعلین جام مین شراب سرخ پیمانۂ آفتاب مین شفق کا رنگ دکھانا اس انجمن مین ستونکا جو مناسب ساغر کو جو مناسب جان سے بہت عزیز ادائے حسن و غمزہ کا گرم بازار قلقل کی صراحیون سے آواز حسینون کا نازدلکشی کی ترنگ مطربین خوش آہنگ چاندنیون مین چین پیشانیون پر چین معشوقان کا جوبن مستی مین جو کمر چلنا دلونکا مچلنا شراب کا دور ستونکا ازالا طور گانے کا شور عشرت کا وفور عجیب رنگ کا تماشا سنگدل بھی مرہم ہو جاتا

ساقیونکی ٹھوکر کار مسیحی کرتی مردہ دلونکو جلاتی **نظم**

گران مایہ کاخ بیاراستند	ہمہ تخت زرین بپیراستند
کنیزان رقاص ہمہ ماہ وشے	پرستندہ رقصندہ با رنگ و بو
ہمہ روز با زوج سلطان بجے	ہمون بر شبستان سلطان بُدے
ز زرین وسیمین و گوہر نگار	ہمہ مایۂ عیش بدشاہوار

دو روز اس مقام پر دعوت و ضیافت مین بسر ہوئے تیسرے روز جب بزم دہر قندیل گیتی فروز مہر سے منور ہوئی کہ **بیت** چو پیدا شد آن فر خورشید زرد ✦ بدرید زلف شب لاجورد ✦ **قاسم** نے حکم تیاری لشکر دیا اور ملک **سلطان** سے مع اُسکی زوجہ کے رخصت لیکر جانب لشکر **امیر** کشور گیر روانہ ہوا یہ شہزادہ اُدھر فلک مرتبت تو اس طرف سے چلتے ہین لیکن شمہ حال لشکر **امیر** سُنیے **لمؤلفہ**

ساقیا ایسی پلا سرخ بھبھوکا سی شراب
جیسے ہو وقت غضب رنگ رخ شیخ و شاب

قلقل شیشہ بنے نعرۂ مردِ میدان
خون زاہد سے سوا سُرخ ہو بادہ اس آن

کس لیے ہو چکا سب حال طلسمات بیان
بزم معشوق پری چہرہ کے تازہ سامان

اب تو پھر جنگ کا لکھنا ہے مجھے کچھ احوال
پھر وہی لشکر جنگی وہی تیغ و گوپال

وہی جمعیت لشکر وہی قتل کفار
وہی میدان جدل تیغ کی جس مین جھنکار

پھر وہی رزم و قتال اور وہی افسون خوانی
وہی مکاریان عیارون کی اور نستالی

چون سرایدہی تو این قصۂ نادر مضمون
جا[illegible] از نامۂ قلم تازہ دمیدی افسون

تیغ آزمایان معرکۂ سخندانی ۔ وہاب فکستان حرمۂ افسانہ خوانی ۔ جوہر شمشیر داستان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین اور تیغ زباندانی سے کشور سخن یون تسخیر فرماتے ہین کہ لقاے بکار آمدۂ درگاہ آزمرد شاہ بمقابلہ امیر عالم پناہ پریشان حال و والبتہ ملالی اُترا ہوا تھا اور جیسی بار اسکے سوائے **صبائے جادو** کے اور کوئی باقی نہ تھا وہ قحبہ بھی خوف خیلان سے مقابلہ اسلامیان نہ کرتی تھی ہمیشہ دشت وکوہ مین مخفی رہتی تھی چنانچہ کئی نامے اسنے در باب طلب امداد خدمت شاہ جادوان افراسیاب نے ایران مین بھیجے تھے کہ مین یہان تنہا ہون کسی ساحر کو میری مدد کیلیے روانہ کیجیے شاہ مذکور نے عند الطلب اکثر ساحران نامی مثل جنون مع مجنون وغیرہ بھیجے مگر وہ سب طعمۂ نہنگ شمشیر اسلامیان ہوئے غرضکہ اس ہمجا یعنی صبا نے پھر عریضہ بادشاہ طلسم کو لکھا مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ خداوند لقا بندگان خوابی سے بہت پریشان ہین جلد انکی خبر لیجیے ورنہ وہ ناراض ہوکر یہان سے چلے جاینگے یہ نامہ شاہ جادوان کو بارگاہ حیرت مین ملا کیونکہ بران کو ظلمات مین قید کرکے وہ بارگاہ ملکہ کو مین آیا تھا اور نہایت مسرور بیٹھا تھا الحاصل جب مضمون عرضی کا اُسنے پڑھا تب جاکر کہا

کہ اے ملکہ اب مہرخ وغیرہ لشکر اُونکا قتل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے کیونکہ اُس جوکری بُحران کو مین قید کر چکا ہون اور اُسکے باپ کوکب کی سرکوبی کو جہانگیر جا چکا ہے میرے جی مین آتا ہے کہ مسلمانون کی ذریات کو پردۂ دنیا پر باقی نہ رکھون یہان سے خانۂ کعبہ تک سب کو غارت و برباد کرون اور حیلۂ باختر کو تخت خدائی پر بٹھاؤن اب تک جتنے ساحر کہ بہر استعانت خداوند گئے عیارون نے قتل کیے ابکی ایسے ساحر کو بھیجا ہون زندہ وہ نکالے گئے نہ ہم اعظم اسیر ہوئے نکوئی عیار اُسکو بیہوش کر کے ہلاک کر سکے حیرت نے یہ کلام سنکر کہا اے بادشاہ از ین چہ بہتر مین تو سامری سے چاہتی ہون کہ مسلمان غارت ہون شاہ نے اُسی وقت اپنے جوڑے سے ایک بیضہ نکالکر زمین پر مارا کہ وہ بیضہ شکل ماکیان ارض مین سما گیا بعد کچھ دیر کے پر و بال اُس بیضہ نے نکالے کہ لکہ ہاے ابر آسمان پر نمودار ہوے اور موتی برسانے لگے پھر ایک مرغ زرین بال اُڑتا ہوا آیا جو درازی قامت مین ہمسر جو الفضا فسر اُسکے سامنے گنجشک کا بچہ تھا طائر اژدہا خواتین شکار ہمیشہ خود بیچے اسکے کوہ قاف مین بہان بصورت ارض نام سے اُسکے تر زمین لیندان منقار بزرگ شکل خرطوم فیل بچہ دراز ہمیشہ سے تیر خیز دلیل نظم

جہان بود مرغے کہ اپے بیتن	بسر بردہ گیسو سیہ چون رسن	تنش زرد وگوش و دامنش سیاہ	خریدے کس اوز لشکر گاہ
دو چنگش بکردار چنگ ہزبر	خروشش ہمی برگزشتی زابر	اُس مرغ نے سامنے بادشاہ کے ایک انڈا پاک بیضہ	

مثل ایک برج وگنبد کے مقابل لمحہ کے وہ بیضہ شق ہوا اور اُسمین سے ایک ساحر نکلا کہ جسکی صورت نحس دیکھکر دیو بھی جمع کو بھی غش آجاتا شیطان کے لیے اُستاد پیدا ہوا تھا جیسا طائر تھا ویسا ہی بچہ بھی اُسنے دیا تھا۔ نظم

تنش زشت و بینی کزو دو سے ارد	بد اندیش وکوتاہ دل پُر ز درد	ہمان مہمل وسفلہ بیفروغ	سرش پُر ز کین و زبان پر دروغ
دو چشمش کزو سبز و دندان بزرگ	بر ہ اندرون کز رود ہیچ گرگ	اُس ملعون مردود بد اختر و سیہ رو نے بادشاہ ساحران کو سلام کیا	

بادشاہ اُسکی صورت دیکھکر ہنسا تمام اہل دربار بھی قہقہہ مارنے لگے بادشاہ نے پھر ارشاد کیا کہ اسکو سر سلک عقدۂ گیر جادو بیت دونون اُڑتے اُڑتے پھرتے اب لشکر کا تمھارے زمانہ آگیا جاؤ خداوند باختر کی زیارت بھی کر لو اور اُنکے دشمنون کو بھی مار ڈالو اُس حیز دوسرے نے ایک آہ بھر کر کہا اے بادشاہ مجکو سامری نے جو پیدا کیا ہے تو یہ عہد رکھا ہے کہ جو کوئی مجکو جلا دیگا تو پھر مین پیدا ہوا ہون اور پھر بطن ساحر مین چلا جاؤن لیکن مرون نہین لیس یہ طائر جسکے بیضہ سے مین خلق ہوا ہون اگر زندہ رہا تو مین تمام مسلمانون کو ہلاک کرونگا اور اگر یہ طائر جلگیا تو البتہ میری زندگی مین شک ہے یہ سخن ہنوز ناتمام تھا کہ وہ طائر منقار رگڑ کے چیخا اور دہن سے اُسکے شعلہ نکلا کہ سراپا جلنے لگا آخر جلکر خاک ہو گیا شاہ بھی اسکے جلنے سے خوش ہوا مگر اُس ساحر کو سمجھانے لگا کہ یہ سخن تیرا تھا اسکے جلنے سے غمگین نہ ہونا چاہیے یہ کوئی دلیل تیرے مرنے کی نہین ہے مین خوب جانتا ہون کہ قضا تیری خداوند سامری سے متعلق نہین کی اب توقف نہ کر زیارت خداوند سے مشرف ہو وہ یہ حکم سنکر آمادہ چلنے پر ہوا اور شاہ طلسم نے بارہ ہزار ساحران خونخوار انتخاب کر کے اسکے ہمراہ کیے وہ بھی تخت پر سوار ہو کر چلے نفیر سحر بجی نائے ترکی کو دم ملا ابر سحر چھا گئے ساحر طائر و اژدر پر چڑھکر روانہ ہوے نظم

خروش آمد از نائے رزگاو دم	ہمان نعرۂ پیل و رویدہ خم	تو گفتی بر جنبید ہمہ دشت راغ	شد عالم خورشید چون پر زاغ
ہمہ ساحران برکشیدند صف	ہمہ نیزہ و تیغ ہندی بکف	زمین سربسر گفتی از جوش ست	ستارہ ز لوک سنان داشت خشت

ہر سلوان بریزگرو منی	اہا جوشن و تیغ آہرمنی	جفا پیشہ بریل تنہا برفت	بسوئے لقا ہم خرامیدہ تفت

اسی کر و فر سے بعد قطع منازل و طے مراحل طلسم سے باہر نکلکر قریب لشکر لقا آ کر سر پہونچا یہاں وہ بے ایمان تخت خدائی
پر بیٹھا تقدیریں بگاڑ رہا تھا کہ یکایک ملک ہائے ابر پیدا ہو کر موتی برسانے لگے اُس بے آبرو نے علامت سحر پا دیکھ کر کہا
تقدیر کی میں نے کہ بندہ خاص اسوقت آکر سجدہ کرے مجکو شیطان درگاہ اسکا بہر استقبال روانہ ہوا اور اثنائے راہ میں ساحر
مذکور سے ملا لشکر اسکا مقام عمدہ پر اوترا اُسکو باعزاز سامنے خداوند کے لایا اسنے سجدہ کیا خلعت سرفرازی پایا کرسی
زرین پر بیٹھا ساقی نے جام مئے سرخ دیا جب دماغ اُسکا مئے سرخ سے گرم ہوا ملک **بختیارک** نے شیطنت
شروع کی پوچھا کہ اے جمشید روزگار یہاں کیوں آئے کچھ اپنی جان گرامی کا پاس نہ آیا اسنے کہا ملک جی میں مدت سے
مشتاق زیارت خداوند تھا بارے آج طالع یاور ہوئے جو دیدار نصیب ہوا شیطان نے کہا اچھا زیارت خداوند کرچکے
اب جان بچانا بھی ضرور ہے روبفرار رکھو اور یہاں آنے سے اپنے اوپر آپ ہزار ہا بار لعنت کرو طلسم میں رہتے تو
زندگی بآرام کچھ دن بسر ہو جاتی اور یہاں تو یہ حال ہے کہ ع اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند مگو ہر یہ کلمات سُنکر
بہت ہنسا اور گویا ہوا کہ ملک جی تمکو میرے مرنے کا خیال بیکار ہے میں مرنا جانتا ہی نہیں تمکو یقین نہ ہو تو خداوند سے
پوچھ لو کہ میری موت پیدا کی ہے یا نہیں **لقا** یہ کلمہ سُنکر سمجھا کہ اس ساحر میں کچھ تو ایسی صفت ہے جب تو دعویٰ اس طرح کا کرتا
ہے تو بھی تقدیر الٰہی کے کہنے کے بموجب کرلیں یہ گبر بھی للکارا کہ اے شیطان درگاہ میں یہ بندہ میرا سچ کہتا ہے میں نے اسکو
زندگی جاوید عطا کی ہے مرنا جانتا ہی نہیں ہے شیطان نے کہا اور جو اسکا خود مرنے کو جی چاہے تو کیا ہوگا **لقا** نے
کہا تو جھک مارتا ہے یہ کبھی نہ مریگا وہ ساحر قہقہہ مار کر ہنسا اور کہا ملک جی تم سچ ہی جانو میں مرنا نہیں جانتا ہوں کوئی حربہ
مجھپر اثر نہیں کرتا نہ عیار بیہوش کر کے ہلاک کر سکیگا شیطان نے کہا اندھا جیسے بتائے جب دو آنکھیں پائے یہاں بھی
ایسے بندے خداوند کے ہیں جو مرنا سکھا دیتے ہیں بغیر قضا آئے تہ خاک سُلا دیتے ہیں یہ باتیں تھیں کہ ساحر نے ایک گوشہ
بارگاہ کی طرف دیکھا وہاں دو عیار فراش بنے ہوئے اہل اسلام کے کھڑے تھے کیونکہ عیاران لشکر امیر صورت بدلے اکثر
یہاں رہتے ہیں اسوقت غلغلہ آمد ساحر مذکور سُنکر **ابوالفتح و سمک** یہاں آئے تھے وہ ساحر کی تقریر تحمل سُن رہے تھے
اور دل سے کہتے تھے کہ خدا تعالیٰ اسکے شر سے لشکر خدا پرستان کو بچائے غرضکہ ساحر مذکور نے انکی جانب دیکھتے ہی **بختیارک**
سے کہا کہ ملک جی دو عیار وہ دیکھو فراش بنے کھڑے ہیں یہ کلام اسنے کہا ہی تھا کہ عیار رو بفرار لائے لیکن اسنے پکار کر
کہا کہ اے **ابوالفتح و سمک** کہاں جاتے ہو ہماری ملاقات کو تو آؤ اتنی بے مروتی تمکو زیبا نہیں روز جنگ
جنگ روز آشتی آشتی یہ تقریر اسکی ایسی پر تاثیر تھی کہ عیار فوراً پھر کر سامنے اسکے آئے اسنے کرسیاں بیٹھنے کو دیں اور
بہت خاطر کی پھر زبان کو تقریر کی سان پر چڑھایا کہ اے عیار میں خوب جانتا ہوں کہ تم اپنے کام میں بڑے لائق
و فائق ہو بلکہ یکتا ہو لیکن مجھپر عیاری کرنا ایسا ہے کہ جیسے حباب کو گوہر جاننا آئینہ کو دریا سمجھنا ہوا کو مٹھی میں ناپنا
اپنے عکس سے آپ کشتی لڑنا ہے اور ساحر جتنے آئے سب مرنا بھی جانتے تھے میں یہ سبق بھول کر بھی نہیں پڑھا قضا کی
قضا کر گئی بار احسان ہستی میرے سر پر دھر گئی تم میرا کچھ نہ کر سکو گے لہذا تم مجھپر عیاری نہ کرنا ورنہ میں تمکو

قتل کرونگا۔ اس لیے اول تم کو خبردار کردیا تاکہ عذر یقین کوئی باقی نہ رہے اب تم جاکر حمزہ کو بھی سمجھاؤ کہ سرکشی سے باز آئے اور خداوند کو سجدہ کرے سلطنت تمام عالم کی اُسکو ملیگی جان بھی بچے گی ورنہ میرے ہاتھ سے بچنا اسکا محال ہے اسم اعظم بھی مجھپر نہ چلیگا دم بھر مین سب جاہ و جلال اُسکا خاک مین ملیگا۔ عیارون نے یہ تقریر اُس پر تقصیر کی سُنکر خندۂ دندان نما کیا اور کہا بجا ارشاد آپکا ہے لیکن ہم یہ عرض کرتے ہین کہ خداوند جو آپ کے ہین وہ بھی مرنا جانتے ہین پھر آپ کی زندگی دائمی کیونکر ہو سکتی ہے جہان فانی مین کون ایسا ہے جو مرنا نہ جانتا ہو اور مرے نہین کہ **بیت** چہ مردم چہ آہر من بت پرست ٭ ز مرگ اند بر سر نہادہ دو دست ٭ معلوم ہوتا ہے کہ تمھاری قضا کسی تحفۂ طلسمی سے ہے اسی وجہ سے تم کو فخر و ناز ہے کہ میری موت نہین ہے۔ اور اگر ایسا بھی ہے کہ آپکی موت شیطان کی طرح تا بروز قیام نہین ہے تو ہم تمام عمر عیاری کرتے رہے ہین اب بھی کرینگے اور **صاحبقران** کا فرکشی کا شیوہ رکھتے ہین وہ ایسے آپکے مرنا جانتے ہین کیونکر لڑنا چھوڑ دینگے یہ آپ کا خیال خام اور تصور ناتمام ہے اچھا آپ اپنی جان لیے بیٹھے رہیے ہم جاتے ہین اور ہوسکتا ہے تو آپکے مرنے کی تدبیر یاد کرکے آتے ہین یہ کہہ کر وہان سے جست و خیز کرکے روانہ ہوے گوہر یہ تقریر سُنکر ششدر ہو گیا **بختیارک** نے اسوقت کہا کہ کیون میان گوہر تمنے سُنا کہ ان عیارون نے کیا کہا سچ کہنا کیا اچھے کی بات کہی اب تو مان گئے ہوگے اور خیریت اسی مین ہے کہ اپنے دادا کو یاد کرو اور دال میش دو چلہ دو سبق پڑھو ساحر نے کہا عیار دیوانے واہیات بکتے ہین ملک جی ان مسلمانون کی قضا ہی آگئی ہے تم دیکھ لینا کہ کس عذاب الیم سے ہلاک ہوتے ہین یہ کہہ کر اپنی بارگاہ مین اُٹھ گیا اور ایک شب و روز آرام پذیر رہا جب دوسرے روز ساحر گیتی افروز ظلمت شب نے تدبیر مرنے کی بتائی اور تاریکی نے عالمگیر ہو کر ضیائے خورشید خاک مین ملائی **نظم**

چو شب چادر قیرگون کرد فرو | ہمی ساخت ہر مہترے جائے خواب
چو بتر مردہ شد چہرہ آفتاب
ز شہر و ز بازار برخاست غو

گوہر بارگاہ **لقا** مین آیا اور تیر انگاری کرکے مست ہوا حکم طبل جنگ بجنے کا دیا بموجب حکم نفیر ہو چی طبل جمشیدی پر چوب پڑی ہرکارے لشکر امیر کے خبر لیکر خدمت فیضدرجت جناب شہنشاہ اسلامیان مین آئے اور گوشۂ عزیز ادب کو چوم کر دعا و ثنا ء بادشاہی زبان پر لائے۔ **نظم**

مبادی ہمیشہ مگر شاد و شاد
مبینا دکس روز بے کام تو
بر و بوم بے لشکر تو مباد

مبادا جہان بے چنین شہریار
بنشتہ بخورشید بر نام تو

ز سیر و زگر آفرین بر تو باد
برومند باد اوران روزگار
جہان بے سر و افسر تو مباد

بعد لباس خاکستری دعا جملہ ماجرا مدعا گوہر و اسکے دعویٰ باطل کرنے کا اور طبل جنگ بجانے کا معرض بیان مین لائے اُسوقت **ابوالفتح** و سمگ نے بھی حاضر ہو کر اپنا حال بیان کیا کہ یون عمر کو ساحر نے سحر بلا کر دہائش کی بادشاہ و امیر نے فرمایا نہ بعد ایزد برحق ہمارے لشکر مین بھی کوس رزم پر چوب پڑے **ابوالفتح** کہ اب عمرو کی جگہ افسر ہے حسب ارشاد شاہ و الا نژاد نقار خانے مین آیا اور رندر قلابہ جینی کی ہیکر خواجہ کے نام بد جمع کرادی پھر نقارہ سکندری کا غاشیہ اُٹھا کر ڈال دی تمام عالم پر از غلغلہ شر و فساد ہوا نالے ترکی و صبح کو مرتی کو دم ملا ہیبت سے عجب تھا جو پیر فلک کا دم نکلتا دلاوران عرصہ کارزار جلادت شعار آگاہ و خبردار ہوے کہ کل معرکۂ جدال ہے روز نبرد

یوم قتال ہو اور ایسے دشمن صعب سے مقابلہ ہے جو مرنا نہیں جانتا ہے دیکھیے فردا روز فردا ہوگا قیامت کا ہنگامہ ہوگا
بادشاہ نے دربار برخاست فرماکر شبستان مین داخلہ کیا امیر مسجد کرباس مین آکر مصروف عبادت خدا ہوئے
سرداران لشکر اپنی جگہ پر آئے سلح خانے کھلوائے ہتھیار نکلنے لگے فرط اسلحہ سے خانہ دہر آہن کدہ تھا تیغہاے آبدار کی
چمک موج دریاے قہر تھی آفت کی طغیانی تھی بلا کی لہر تھی زبان تیغ کا بیان تھا کہ وہی مرد انا ہے جو گھاٹ گھاٹ کا
ہماے بانی پیے ہو ہزار دن بار آب شمشیر سے دہان زخم تر کیے ہو زبان سنان نیزہ یہ منادی کر راست بازی ہے جو
سینہ تانکر میدان مین کھڑا ہو کمانین چلاتی تھیں کہ وہ سمجھدار ہے جو لب سوفار کی بات سمجھتا ہو زبان پیکان کہتی کہ اے
گوشہ گیران عرصہ جنگ لائق زہ کام کرنا تیرون کو بر بنگ آرزو در از سینون مین دھر تا کہ گو یا بل لاف زنی پر تیار سر بلند کیجیے
زبان حال سے کہتے اے سرداران سر دینے مین کمی نہ کرنا خبردار رہنا خود خود بینی کا دعوے باندھے
ہوے زرہ ہر حلقے سے آنکھین نکالے ہوے تبر عدو کو تبر کرنیکا ارادہ رکھے تفنگ دم شجاعت کا دم بھرتے نلے ترکی کا شور
نفخ صور کا ہمدم شور عشر اس ہنگامہ کے روبرو بہت کم نقیب ہر سمت للکارتے بہادر نعرہ مارتے گھوڑے ہنہناتے پیادے
بنتے سوارون کے پرے سامان رزم کرتے کوئی تلوار کو صیقل کرتا کوئی تیرون کو زہر آبدار بنا تا کوئی کمانین سینک کر
درست کرتا کوئی کمر ہمت چست کرتا رن مہتابین اور مشعلین روشن بہار پر شجاعت کا گلشن ہر سمت غنچہاے گلہاے
باغ تھے تلوار و خنجر چمکتے یا جلتے چراغ تھے چہرہ ہاے بہادران لبسان شمع منور گلہاے سپر سے دماغ ہاے بہادران
معطر تھا چاق چاق شمشیران سے ارض و سما مین تہلکہ تھا اس طرف تو یہ ہنگامہ تھا ادھر ساحران نامی نے کڑاہیاں چڑھائی
تھیں پوریان جہان بلائی تھیں جھنیٹ مین جھٹکے چڑھ رہے تھے لشکریان کفار رو ہا صاف کرتے تھے یہ نقشہ تھا نظم

چو در شب خروش آمد از کرنا ۔ بجستند سالار جنگے ز جاے ۔ ز لشکر برآمد ہر انسان خروش
کہ شیر ژیان را بدرید گوش ۔ کسے مرد گر راندانست باز ۔ شب تیرہ و نیزہ ہاے دراز
بخنجر ہمے آتش افروختند ۔ ہوا و زمین را ہمے سوختند

چار پہر رات اسی جوش و خروش مین بسر ہوئی جب طلسم دہر کا دروازہ کھلا اور آفتاب بعد آب و تاب فتاح طلسم ظلمت شب بنا ہوا برج زرین
لیے اس در سے باہر آیا کہ ابیات

چو پنہان شد آن چادر آبنوس ۔ جہان تا سپیدہ دمان بر دمید ۔ شب تیرہ گون دامن اندر کشید
بگوش آمد از دور بانگ خروس ۔ ہنگام سحر لشکر جانبین سے خیل خیل

ذیل ذیل فشون فشون ہر ملک کے لوگ ہر طرح کی قومین جانب میدان مصاف روانہ ہوئین زمانہ گرد سپاہ سے سیاہ
ہوا وہ وقت تھا کہ نوبت پر ٹکور لگی تھی نسیم آہستہ آہستہ چلتی تھی شمع مہر روشن ہوا چاہتی تھی شمع انجمن کے
رخ پر اداسی تھی اسوقت سرداران نے جلد جلد نہا کر نماز سے فراغت کی سلاح حربی تن پر آراستہ کیے مرکبون پر
سوار ہو کر خدمت امیر باکرم مین آئے امیر ذی حشم نے بھی دعا کے ہتھیار جسم پر لگائے فندق نے اشقر دیو زاد کو
حاضر کیا حضور سوار ہوے بہرام گرد خاقان چین قلیل وفادار نے اول مجرا کیا پھر تو تمام سردارون نے تسلیم کی اور
حضور کے ہمراہ ہوے ایک سمت سے ابوالفتح و سگسار نے آگرد اہنے بائین رکابون کو تھاما علم اژدہا پیکر کا سر بہ

سایہ ہوا اور شاخے پنجشاخے روشن نقیبوں کی آواز خوش لحن اسی طرح سواری مجاہد راہ خدا کی جلوخانہ بادشاہی میں پہونچی کچھ ہی دیر میں عیش محل کی ڈیوڑھی کا پردہ چرخی پر کھنچا جلوس سواری حضرت قدر قدرت نکلنے لگا ہزار بارہ سو پنجشاخہ جھلکتا نظر آیا ستر ہ سو فانوس مینا کا روشن تھی پھر کئی سو تخت آرائش کا جنبر گلدستے جواہر کے چنے تھے نکلے ڈیوڑھی تک عورتیں یہ سامان لیے آئیں اور مردوں کو دیکر کنارے ہوئیں طفلان ماہ طلعت لونڈے مخملون کے لیکر بڑھے بان دار خاص بردار چوبدار پرے باندھ کر دو رویہ کھڑے ہوئے نقیبوں نے یکایک بسم اللہ کا شور بلند کیا امیر اور سب سردار مجرا گاہ پر جا کر ٹھہرے تھے کہ سلطان عالم پناہ سلیمان جاہ دارا دربان برآمد ہوئے مرد ہا پکار اٹھے راج رہے دھرم کا راج رہے دیگ تیگ کے مالک رہیں جہان پناہ سلامت رہیں نگاہ روبرو حمزہ صاحبقران بادشاہ نے نگاہ اٹھائی امیر نے مجرا کیا پھر تو سب سرداران کو سلام لیکر سرفراز شاہ نے فرمایا سینہ پر ہاتھ رکھ کر امیر کو اشارہ سوار ہونے کا کیا امیر دوبارہ آداب بجا لا کر سوار ہوئے اور چالیس قدم سرداری کے آگے بڑھ کر چلے پیچھے تمام سردار ہوئے قلب لشکر میں تخت شاہی قائم ہوا تو قشون قشون بہادر ساتھ چلے ستر ہ اٹھارہ سو سقے تمامی کی لنگیاں باندھے مشکون کے دہانے پر فوارے چڑھائے چھینٹوں سے گرد و غبار جھٹاتے روانہ ہوئے زمین و زمان میں ایک تزلزل پڑ گیا شور طبل و بوق تا بہ گنبد سما پہونچا کہ

ابیات

سپہ شد ہمہ کشور از گرد سم	برآمد خروشیدن گاؤ دم	چنین راند در دست آن شہ سپاہ
درو دشت شد سرخ و زرد و سیاہ	دران جائے چون آن سپہ برکشید	ہوا نیلگون شد زمین ناپدید
سپہ بود بر میمنہ چہل ہزار	سواران زوبین ور و نیزہ دار	ابر میسرہ چہل ہزار دگر
ہمہ ناوک انداز و پرخاش خر	بقلب اندرون نامور چل ہزار	چہ نیزہ گذار و چہ خنجر گذار

اسی طرح جب میدان حرب میں پہونچے تبردارون نے جھاڑی جھنڈی کاٹ دی بیلدارون نے میدان صاف کیا سقے آبپاشی کر گئے میدان میدان اجل بنگیا ادھر سے لقا الیس ہاتھیوں کے تخت پر سوار آیا ساٹھ لاکھ سوار کی جمعیت ہمراہ تھی ایک سمت سے آمد فوج ساحران ہوئی گوہر اژدر پر تخت کھنچا اسے پشت پر بارہ ہزار سوار ساحر غدار برا جمائے رال گوگل اڑاتے آئے دھوے دہر کے دھوئیں سے کالا تھا عالم زمانہ کا نرالا تھا ابر جو چھائے تھے نقار ہو کے بجے نشان ہر سمت رنگ برنگ کے کھلے تھے غرضکہ صفوف لشکر آراستہ ہوئیں نقیبوں نے تکلف لقابت کی رکیبت کر دکا کہنے لگے اسوقت گوہر اژدر اپنا بڑھا کر سامنے تخت لقا کے آیا اور سجدہ کرکے طالب اجازت ہوا لقا نے کہا بدقدرت کے سپرد کیا شیطان نے کہا اے گوہر آگ کا کام ہے جلا دینا پانی کا کام ہے بہا دینا تلوار کا کام ہے کاٹ ڈالنا ذرا خوب سمجھ بوجھ کے رونا او خداوند آپ بھی اپنے بدقدرت کی خرم کیجیے گا اس گوہر نے کہا ابھی خوب مستحکم تقدیر کی ہے شیطان نے کہا دونوں مٹھیاں اچھی طرح بند رکھیے گا ایسا نہو کہ کھلجائیں خداوند نے کہا تو مجھ سے بھی چہل کرتا ہے اسلئے کہ آپ کی تقدیرات سے میں خوب باخبر ہوں یہ تو سطرح مضحکہ کر رہا ادھر گوہر تخت پر بیٹھکر اژدر اڑا کر وسط میدان میں آیا اور پکارا کہ لے فرقۂ خدا پرستان اب بھی کچھ نہیں

گیا ہے آؤ خداوند کو سجدہ کرو ورنہ کچھ دیر مین نقشہ زیست تمھارا بدل جائیگا ملک ہستی اجڑ کر شہر فنا بس جائیگا
سرداران اسلام نے بجواب ان باتون کے لعن وطعن کرکے فرمایا کہ جو تجھ سے ہوسکے تو بھی کمی نہ کر ناخدا ہمارا
نگہبان ہے یہ سنا تھا کہ اسنے بغضب تمامتر ایک ناریل کمر سے نکال کر جانب آسمان مارا کہ وہ بلند ہوکر
شق ہوا اور دھوان اسمین سے نکلا فوراً ابر تیرہ و تار ہر سمت سے گھر آیا دُنیا سیاہ ہوگئی اندھیرا چھایا اور موتی
برسنے لگے عیاران لشکر اسلام لشکر سے نکلکر رو بہ فرار لائے اور بہت سردار بکا بے کہ یا امیر اسم اعظم پڑھیے امیر
نے چاہا کہ پڑھون مگر پہلو پر ایک روشنی دکھائی دی جب اس طرف نگاہ کی ایک عورت قبول صورت نظر پڑی
یہ اُسکے شمع رخسار کی روشنی تھی امیر نے پردۂ قاف کی بربون سیر کی ہے لیکن ایسی شکل دیبا کسی پری کی بھی دیکھی
تھی زلف پر پیچ اُسکی شامت لانے پر اسلامیون کے کمر باندھے تھی کا فرتھی جادوگری سے خوب ماہر تھی بیرون
مین کلو ابیر تھی جلسازی کی یاد اُسکو تدبیر تھی مانگ اُسکی راست بازون کو اپنے عشق کی کجروی سکھاتی کہکشان
ہنگام مقابلہ ٹیڑھی سیدھی سُناتی پیشانی آئینہ صورت نمائے نیرنگی ابرو ہر ایک مائل بہ سرکشی مژگان وہ
تیر کہ ہر طائر دل جس سے نخچیر آنکھ ہر ایک فتنہ پرداز غمزہ کا ساحرانہ انداز حدقۂ چشم حلقۂ زنجیر مردم نگاہ
عشاق جسکی اسیر رخسار گلستان ساحری کے دو پھول غار تحر کی خانمان خاطر عشاق جسکا معمول دہن تنگ
پوشیدہ مسلمانون کا دشمن آسیب رسان سیب ذقن بیاض گردن حسن وخوبی کی دفتر سینہ پر چھاتیان
سرکش و خود سر اسی طرح از سرتا پا قیامت کا ٹکڑا غضب کا نقشہ آفت کا پرکالہ کہ بموجب نظم

بالا چو سرو و لب سینہ چو سیم
زگوہر بیار استہ موی بموے
در و لعل دہنی چو سیمین قلم
بخستی بنوک مژہ روے ماہ
دین و ایمان رونمائی مین جو پایا المولفہ

ندیدار نیکو چو در یتیم
پر رخسارہ چون روز و گیسو چو شب
دو بیجادہ خندان و نرگس دژم

پرابر و کمان و بہ چہرہ نکوے
ہمی دُر ببارید گفتی ز لب
چو بار زم کردی بگردون نگاہ

اس ماہ وش کو دیکھتے ہی امیر نے عقل و ہوش کھویا اسم اعظم پڑھنا کیا
بھولے قرآن جو اسکا رخ روشن دیکھے
رکھدے پوتھی کو اگر ہاتھ برہمن دیکھے

اس کافرادا کو خطاب کرکے پکارے کہ فردمنہ زدے زمین آنکھون کا ہے تیرے غلام + خامہ غمزون کی تیرے
گردش افلاک ہے + اس پریوش نے ہنس کر برق تبسم سے خرمن صبر کو جلا دیا اور کہا آپ میرے اگر شیدا و فریفتہ
ہین تو میرے باغ مین آیئے دو گھڑی میرے گلزار حسن کی سیر دیکھ کر چلے آیئے گا یہ کہکر آن و ادا دکھاتی کمر کو بے کو
بل دیتی روانہ ہوئی امیر بھی اشقر اُٹھا کر اُسکے پیچھے چلے اس اندھیرے اور ہنگامہ سحر مین کسی نے نہ دیکھا کہ امیر پر
کیا ماجرا گذرا اور کدھر گئے جب امیر عقب زن سحر لشکر سے نکل گئے بارش ابر سحر نے طغیانی کی موتی کثرت سے برسنے
لگے سپرون کو سرداران لشکر نے سر پر آڑ کیا مگر وہ موتی جس کے سر پر گرا مع راکب و مرکب اُسکو پتھر کا کیا صف اول لشکر
اسلام بالکل پتھر کی ہو گئی فلک سنگدل نے نرم دلون کو یہ سختی دکھائی بتخانہ آذری لشکر خلیلی کی صورت بنائی یہ نقشہ
جو عیارون نے کنارے لشکر سے دیکھا دوڑ کر قریب سردارون کے آئے اور حباب بیہوشی مار کر انکو بیہوش کرکے

بیٹھ پر لاد کر کے بھاگ گئے اسی طرح بادشاہ لشکر اسلام کو بھی فیروز بن عمر دیہوش کر کے لے گیا اسوقت بختیارک نے قریب گوہر اپنے تئین پہونچایا تعریف سحر بہت کچھ کر کے کہا کہ مسلمانون کا دستور ہے اول بھاگ جاتے ہین پھر آکر اپنا بدلہ لیتے ہین ان کو جانے نہ دو اور گھیر کر مارلو گوہر نے ساحرون کو حکم محاصرہ کرنے کا دیا اور لقا بجا رہا کہ ہان ان بندگان معتوب کو جانے نہ دینا پھر تو ابر سیاہ چار سمت سے گھر آیا ادھر بادشاہ اور سردارون کے چلے جانے سے لشکر اسلام مین بھگدڑ پڑی نخیلون نے اتنا تو کیا کہ کچھ دیر اس معرکہ مین ہنر شجاعت کر دکھائے کہ جان بیچ کر لشکر حریف پر جا پڑے اور شمشیر زنی کرنے لگے دو لشکر باہم لپٹ گئے ہا و ہو گیر و بکش کی صدا بلند ہوئی لیکن ساحرون نے مہلت نہ دی طائران سحر بڑھ کر آگے آئے لگے ابر رنگ برنگ کے اڑنے لگے گرد گرداہٹ کی آوازین آنے لگین پیکان و تیر برسنے لگے اولے پڑنے لگے پتھر برسے آتش سحر شعلہ زد ہوئی گولے گرنے لگے بجلیان کڑکنے لگین جنگل سے اژدر و فیل و ضیغم نعرہ زن آکر شکار دشمن کرنے لگے اسوقت تو تمام لشکر مین بھگدڑ پڑ گئی کفار عقب مین چلے جا بجا غار زمین مین پڑ گئے لشکریان لقا دلیسے وقت مین بلسان شیر غضبناک شمشیر زنی کرتے تھے ہزار ہا مسلمان مارے گئے تھے صدہا خاک و خون مین پڑے تڑپ رہے تھے کفن پوش کسبتر خاک سکسی سے ہر ایک ہلاک کہ **نظم**

لیبر پشت او اندر آمد سپاہ	شدہ مہر از پر پیکان سیاہ	بجستند خرطوم پیلان بہ تیر
زخون شد رود دشت چون آبگیر	سر سروران خفت بخاک اندرون	بریز اندرش جامے خود غرق خون
شد آن تاجور شاہ چندین سپاہ	ہمان تخت زرین و زرین کلاہ	چنین ست کردار گردان سپہر
نہ تا مہر با نیش پیدا نہ مہر		

جب یہ آفت لشکر اسلام پہ آئی ملکہ گردیہ بانو و زبیدہ شیرگیر کہ محلات مین یہ دونون بجائے امیر ہین جیسے امیر سپہ سالار ہین ویسے ہی یہ عورات مین افسر ہین اور ملکہ مہرگیر تاجدار دختر نوشیروان ہمشیرہ مہرنگار مرحومہ بانوے بانوان ہے غرضکہ ان دونون افسرون نے عورات کے جملہ عورات ملازم کو مردانہ لباس پہنا یا اور نقابین اپنے چہرون پر ڈال کر سب کو نقاب پوش بنا کر جملہ شہزادیون کو فنس وغیرہ مین سوار کرا کر شبستان سے نکلکر صحرا کا راستہ پکڑا یہ حال تھا کہ آگے آگے گردیہ و زبیدہ تلوارین کھینچے مرکبون پر سوار پیچھے جملہ عورتین گھوڑون پر تلوارون کا فنسون پر سایہ کیے روانہ ہوئین جب یہ گروہ اس طرح سے چلا صحرا مین عیاران اسلام نے ان کو جاتے دیکھا وہ سب بھی بانہ ہائے عیاری پکڑ پکڑ کر ان کے ہمراہ ہوئے ادھر بہت سے عیار اشپلاسے سردارون اور بادشاہ کے لیے آئے باقی بارگاہ سلیمانی و اسباب صاحبقرانی سب چھوٹ گیا کچھ ہمراہ نہ لا سکے یہان تک کہ یہ سب بھاگ کر دس کوس پر وہان سے ایک پہاڑ تھا آئے اور قلہ کوہ پر چڑھ گئے سردارون اور بادشاہ کو فرش خاک پر لٹا دیا اور اس مصلحت سے ہوشیار نہ کیا کہ یہ بہادر ہوشیار ہوتے ہی بمقابلہ عدو جا پہونچیں گے لڑنے سے باز نہ آئین گے غرض گردیہ تمام سردارون کی عورتین بال کھول کر با موے پریشان و با سر عریان درگاہ باری تعالیٰ مین رو رو کر دعا کرتی تھین کہ اے خالق اکبر ہمارے وارثون کی جان بچائے اور ہماری عصمت پر نگاہ رکھو کہ **نظم**

عصمت پر نگاہ رکھو کہ	بغلطید در پیش یزدان پاک	ہمی ریختہ بر سر و روے خاک

خدایا درین رزم آرام دہ	بدین ساحران مرد را کام دہ	مرادِ سپاہِ مرا شاد کن
ازین جنگ ما گیتی آباد کن	پراگندہ گردان عدو را سپاہ	نگونسار باشد ہمہ روسیاہ

عیار سب گھاٹیان پہاڑ کی روک کر تیر و پتھر وغیرہ لے کر آمادہ مرگ و مہیاے قضا استادہ ہوے یہان تو
یہ سب سامان تھا ادھر تمام لشکر کی تباہ و برباد ہوے بہت بھاگ کر جنگل مین گئے اور کوہ و مغاک مین متواری
ہوے اور ہزارون یارش گوہر ہاے سحر سے پتھر کے ہوگئے دشت لاشون سے بھر گیا ہر جگہ لاشون کے ڈھیر تھے
ساحران نابکار و لشکریان لقاے خدا خندہ زنان بہ فتح و فیروزی قتل و غارت کرتے ہوے پڑاو پر آئے مال و
اسباب اسلامیان پر قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی مین لقا آکر اترا اور گنجور سے اپنے تختہاے یاقوت نگار و تاج مرصع کار
و خلعت زرتار مع فرمان کئی ملک کے منگا کر گوہر کو عنایت فرمایا اور چاہا کہ جشن فتح اس مقام پر کرے اُسوقت
بختیارک نے کہا کہ دشمن کو چین نہ لینے دینا چاہیے اس فتح کو فتح نہ سمجھو ابھی امیر اور سب سردار زندہ ہین عیار
آفت روزگار باقی ہین دوم یہ کہ خداوند کی تقدیرات کا کچھ اعتبار نہین گاہے چنین گاہے چنان کبھی ادھر کبھی ادھر تعالی
کے سنگین مین بس لازم ہے کہ ڈھونڈ کر ان مسلمانون کو قتل کرو اور اطمینان سے بعد اُن کے فیصلہ کرنے کے بعشرت
تمامتر بیٹھو گوہر نے یہ تقریر سنکر کہا ملک جی تم سچ کہتے ہو لقا بھی پکارا کہ یہ تقدیر ہزار برس پیشتر کی ہے کہ آج جملہ
بندگان باغی ہلاک کیے جائین گے گوہر نے فوراً طائران سحر خبر کو بھیجے کہ یہ سب باغی کدھر گئے ہین انکی خبر لائین طائر
اُڑ گئے اور کچھ دیر مین آکر مخبر ہوے کہ فلان پہاڑ پر سب ہین یہ سنتا تھا کہ گوہر فوج اپنی لیکر اُسی طرف روانہ ہوا پیچھے اُسکے
لقا بھی مع لشکر کوہ پیکر و سنجانی باختری وغیرہ کے ہنستا ہوا فیل پر سوار ہو کر چلا اور بعجلتمام قریب اُس پہاڑ کے
جسپر اہل اسلام پناہ گزین تھے پہونچا اور حکم محاصرہ کرنے کا چار سمت سے پہاڑ کا دیا کہ تمام لشکر گرد کوہ کے ہو گیا
اُسوقت ساحرون نے چاہا کہ پہاڑ پر چڑھ جائین عیاران اسلام مرنے پر کمر باندھ کر حقہ ہاے نفتی بیہوشی آمیز لیکر
بڑھے اور ایک باڑھ حقون کی ماری کہ تمام میدان دامن کوہ پر از دود بیہوشی ہوا اور بہت سے ساحر بیہوش ہوئے اور
بہت ساحرون کے جسم مین آگ لگی رہوارون نے الف ہو کر بہتون کو گرادیا عیارون نے تیر اور پتھر مار کر سیکڑون کو
واصل جہنم کیا منہ ساحرون کا پھرا اور ایسا گھبرائے کہ سحر کرنا بھولے بھاگ کھڑے ہوے بختیارک نے کہا اے گوہر
کسی ساحر کی مجال نہین جو اوپر جاسکے تم ہمین سے سحر کرو کہ عیار وغیرہ چھپ کے بیٹھ جاہین پھر پہاڑ پر جاکر قتل و غارت کرنا
ساحر نے یہ کلمات سنکر جواب دیا کہ عیار ایک جگہ پر نہین ہین پوشیدہ او منتشر ہین مین کچھ دیر ٹھہر کر ایسا جادو کرون
کہ یہ عیار سب آپس مین لڑ کر اپنی جان دیدین یہ کہہ کر دامن کوہ مین لشکر کے قیام کرنے کا حکم دیا خیام و بارگاہ
نصب ہو گئے فوج پہاڑ کو گھیر کر اتری باسی تماشا مین دن تمام ہو گیا تھا لشکر انجم خسرو نجم بہ تاخت چلا آیا اور خورشید
خود ہیبت افلاک سے بھاگ کر مثل اسلامیان کوہ مغرب مین گیا ۔ نظم

شب تیرہ خرگاہ بیرون کشید	ہمانگہ چو خورشید شد ناپدید
چو بنمود شب بر فلک تیرہ روے	گریزان شدہ مہر از جنگ اوے

سر شام سے گوہر بعد اکل و شرب تنہا بارگاہ مین آکر سحر خوانی مین مصروف ہوا اور لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھ کر ناچ دیکھنے ل

شراب پینے میں مشغول ہوا جلسۂ عشرت اُسنے جمایا اُدھر بہادر یہ سب عورتیں گریہ و بکا کرتی ہیں درگاہ خدا میں دعا کرتی ہیں اُنکو اس حال میں چھوڑکر حال افراسیاب خیرہ سر سُنیئے کہ یہ ملعون بارگاہ حیرت میں بیٹھا داد عیش و کامرانی دے رہا تھا کہ ناگاہ چند ساحر طلسم گوہر گرد سے بھاگے ہوے دربارگاہ پر آئے اور فریاد کرنے لگے شاہ طلسم نے اُنکو سامنے بُلاکر ماجرا استفسار فرمایا انھون نے جملہ کیفیت بربادی طلسم گوہر کی بیان کرکے کہا کہ اب نبیرۂ حمزہ تیغہ گوہر نگار لیکر اپنے لشکر کی طرف گیا ہی یہ حال سنتے ہی بادشاہ گھبرایا اور فرمایا کہ ملک گوہر شاہ سے تو مین بعد کو سمجھونگا لیکن کوئی ایسا ساحر جائے کہ شہزادہ قاسم سے تیغہ گوہر نگار چھین کر اُسکو پکڑ لائے یہ حکم سنکر ایک ساحر عدارت پرست تیرہ باطن جادو کہ حاضر دربار تھا اپنے مقام پر سے اُٹھا اور عرض رسا ہوا کہ مین جاکر اُس باغی کو لاتا ہون یہ کہہ کر تخت سحر تیار کرکے عازم روانگی ہوا اُسوقت بادشاہ نے صرصر عیارہ کو بُلاکر اُس کے ساتھ کیا اور کہا تو عیاری کرکے تیغہ کو قاسم سے لینا یہ ساحر اُسکو پکڑ لائیگا غرض یہ دونون تخت سحر پر بیٹھکر روانہ ہوے اور بیت جلد طلسم سے نکلکر بیشۂ حیرت مین آئے صرصر اس ساحر سے علٰحدہ ہوکر فکر عیاری مین گئی اور وہ بھی سحر تازہ کی تدبیر کرنے لگا اُدھر شہزادہ قاسم جانب لشکر امیر روان تھے کہ اثنا راہ مین ایک صحراے سبزہ زار وادی پُر بہار دیکھا جسمین ہزارون چشمے جاری اور ہر سمت صدہا طیور و وحش دلفریب شکاری شہزادہ صید افگنی مین مصروف ہوا ناگاہ ایک آہو نظر پڑا کہ خوش چشمان دہر کی جان تھا بت رم خوردہ عاشق کا ایمان تھا شہزادے نے اُسکو زندہ گرفتار کرنا چاہا اور اُس کے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا لشکر سے کئی کوس تنہا نکل آیا وہان ہرن غائب ہوا یہ ٹھہر کر دم لینے لگا سپاہ بھی پیچھے رہ گئی تھی بالکل یہ اکیلا تھا اُسوقت ایک ساحر ڈانٹا سامنے سے آیا اور پکار اکے اے اجل رسیدہ کیون تو اس بیشہ پر نیرنگ مین قدمزن ہوا شہزادہ نے اول تو اُس سے بہت عذر نا واقفی کیا جب اُسنے نہ مانا تو آمادۂ حرب ہوا اور تیغہ گوہر کے قبضہ پر ہاتھ رکھا اُس وقت پہلو کی طرف سے زمین شق ہوئی اور ایک ساحرہ نہایت حسینہ تہ زمین سے نکلی اور پکاری کہ اے شہزادہ یہ ساحر وابستۂ طلسم ہے اس تیغہ سے نہ مارا جائیگا یہ کہتی ہوئی وہ قریب آئی اور بیضۂ بیہوشی شہزادہ کی ناک پر مارکر بیہوش کیا تیغہ اور لوح لیکر تخت سحر پر ڈالکر اپنا راستہ پکڑا۔ اب خاکسار جاہ اس جلد کو تمام کرتا ہے انشاء اللہ اگر حیات مستعار باقی رہی اور ناظرینان والا تبار نے قدردانی فرمائی تو آئندہ جلد چہارم بھی لکھے گا اور اس جلد مین نتیجہ ان تینون جلدون کی ہر داستان کا بیان کریگا یعنی شہزادہ قاسم کا حال اور لشکر امیر و لقا کی کیفیت بران کے چھوٹنے کا ذکر کہ زندان طلسمات سے کیونکر رہائی ہوئی پل پریزادان کا ٹوٹنا حجرۂ ہفت بلا کا کھلنا شہزادۂ اسد کا گنبد نور سے چھوٹنا شہزادہ جہانگیر کا طلسم کوکب کے مرحلے توڑنا خواجکی چابک عیار سے عیاریان کرنا بران کا کشتۂ سحر ہونا بیابان گلریز سے معمار قدرت کا آکر تالاب بنانا اُسمین نعش بران کا رکھنا سیتور بن تمیز اور جمشید بن کوکب کی لڑائیان باغبان وزیر کا اندھا ہونا اور شرکت عمرو کی کرنا صنعت وزیرہ کا مارا جانا کوہ زلزل کا بیان شہر داودیہ کا تسخیر ہونا خداوند داؤد جادو کا مسلمان ہونا عمرو کا کتاب سامری افراسیاب کے ہاتھ سے دُھلوانا آخر طلسم ہوشربا کا ٹوٹنا سب کچھ لکھا جائیگا اب امید ناظرینان قدردان سے یہ ہے کہ نظر

اس سراپا تقصیر کی غلطیون پر نہ فرمائین دامن عفو مین چھپائین کہ بڑے انتشار و پریشانی مین اس جلد کو مین نے لکھا ہے اولاد کا غم دل کو رہا ہے بہت عرصہ تک خود علیل رہا ضعف دل اور دماغ ہوا اُسپر بھی اپنا طریقہ تحریر نہ چھوڑا بہ قسم لکھتا ہون کہ مسودہ کے سوا دوبارہ اُسکو صاف بھی نہین کیا جو ایکبار قلم سے نکلگیا وہی لکھا ہر جلد کا طرز تحریر جدا رکھا لڑائیان سحر رزم و بزم سراپاے معشوقان و باغ و صحرا وغیرہ کا بیان ہر چند کہ ایک بات ہے مگر اس حقیر نے الگ الگ سب کا بیان کیا اُسپر بھی عجب نہین جو حاسد کہین کہ طول بہت دیا سنئے ظاہر ہے کہ بچے بھی کہانی کہتے ہین تو اپنی ہمت عقل کے موافق اس طرح کہتے ہین کہ باغ بوستان لائق دوستان بلبلین چہکتی ہین میوہ گوناگون لگا ہے الحق مرطول ہی دینا مزا ہے قصہ کوتاہ کا + فی الجملہ حضرات سخن سنج داد سخن دینگے اور مجھکو بہنیکی یاد کرینگے اور مین خدا چاہے گا تو آئندہ قصہ بیان کرنے کی نسبت بذریعہ اشتہار اطلاع دونگا خداوندا جبتک طلسم عالم آباد ہے پڑھنے والون کو اس فسانہ کے اور سُننے والون کو آباد و دلشاد رکھ میرے دوست بھی بعزت و حرمت مسرور و صحیح و سالم رہین اور مجھ ہیچ زبان کی بھی مرادین دلی برآئین ایمان و امان رہے آبرو و عزت سے بسر ہو آمین

قطعہ

قطعہ تاریخ تصنیف کتاب نتیجہ طبع احقر العباد خاکپاے سخن سنجان مؤلف

واقعی ہوش ربا ہے یہ طلسم
شعر جو اس مین ہے لاثانی ہے
کہین ہے خشکی صحرا کا بیان
واہ کیا حسن زباندانی ہے
سحر و نیرنگ و طلسمات کی سیر
وصف گل مین جو گل افشانی ہے
ہے کہین ہجر و مصیبت کا بیان
اپنی بیکار ثنا خوانی ہے

جس کے ہر لفظ مین سو معنی ہین
کیا فصاحت کا مرقع ہے کھنچا
کہین دریاؤن کی طغیانی ہے
عرصہ جنگ مین پریون کا جماؤ
رزم سازی و فسون خوانی ہے
ہے کہین وصل مین عاشق کو مزا
صورت آئینہ حیرانی ہے
فکر تاریخ تھی ہاتف نے کہا

اثر یہ اُسکے دل و جان قربان
دیکھکر دنگ ہے مانی ہے
جو بچلے کرتا وہ معشوقون کا
رزم بھی بزم سلیمانی ہے
ہے وہان باغ بلاغت کی بہار
عیش و عشرت کی فراوانی ہے
خود سمجھ لین گے زمانے کے فصیح
جاہ کیون اتنی پریشانی ہے

سن ہجری مین لکھو یہ مصرع — زینت بزم سخندانی ہے

اعلان

افسانہ طلسم ہوشربا سات جلدون مین ترتیب پاگیا ہے کل ساتون جلد کا مجموعہ بھی موجود ہے اور علیحدہ علیحدہ جلدین خریداران کو بہم پہونچ سکتی ہین ہر ایک شہر کے کتب فروشان سے اور بھی مطبع نولکشور لکھنؤ و کانپور سے

(برقی آرٹ پریس پٹودی ہاؤس دریا گنج نئی دہلی)